مصوّر

یادگارِ شہنشاہ جارج پنجم

جس میں

انگلستان کی سیاسی تاریخ۔ موجودہ خاندانِ شاہی کے ارکان اور شہنشاہ جارج پنجم کی پیدائش سے وفات تک کے حالات۔ آئینِ برطانیہ۔ ہندوستان کی تاریخ۔ امریکہ، آسٹریلیا اور افریقہ میں برطانی نوآبادیات کے کوائف۔ شہنشاہ جارج پنجم کے ۲۵ سالہ دورِ حکومت اور عہدِ برطانیہ میں ہندوستان کے عروج و ترقی۔ انگلستان و ہندوستان میں جشنِ جوبلی کی تقریبات اور ہندوستانی ریاستوں کی تاریخ بیان کرنے کے بعد

شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم

کی ابتدائی تخت نشینی تک کے حالات قلمبند کیے گئے ہیں

مؤلفہ و مرتبہ

فیروز سنز

پروپرائٹرز:۔ ایم فیروز الدین اینڈ سنز

گورنمنٹ پرنٹرز، پبلشرز اینڈ بک سیلرز لاہور

مطبوعہ

فیروز پرنٹنگ ورکس ۱۱۹ سرکلر روڈ لاہور باہتمام عبدالحمید خان مینیجر

قیمت پختہ فی جلد دس روپے سنہ ۱۹۳۶ء



ملکہ معظمہ

فہرست مضامین

فہرست مضامین

دسواں باب

فہرستِ تصاویر

تصویر	صفحہ
راؤ فرزند علی جاگیردار [illegible]	۶۲۲
لالہ ترلوک چند [illegible] ڈی آئی سکولز [illegible]	
شیخ خلیل الرحمن [illegible] ڈی آئی سکولز [illegible]	"
ارکان [illegible] ر [illegible] جوبلی [illegible]	۶۲۴
اراکین [illegible] جوبلی کمیٹی کرنال	"
ضلع حصار کی [illegible] جوبلی کے صدر و ناظم صاحبان	۶۲۶
رائے بہادر میاں لال سنگھ ڈپٹی کمشنر گوڑگاؤں	۶۳۰
ایس۔ ایف اسکواٹر ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز شملہ	"
مسٹر اے ایبر صاحب سکرٹری سلور جوبلی کمیٹی	"
خان بہادر شیخ خورشید محمد ڈپٹی کمشنر گجرات	۶۳۲
قاضی اکرام حسین ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ نارمل سکول لالہ موسیٰ	"
[illegible] ہیڈ ماسٹر ایس۔ ڈی ہائی سکول جلال پور جٹاں	"
جی۔ ڈی اسکواٹر آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر شاہ پور	۶۳۴
شیخ علاء الدین ارشد سکرٹری جوبلی کمیٹی ضلع شاہ پور	"
سردار بہادر ڈاکٹر ہربنس سنگھ پریذیڈنٹ [illegible] جوبلی کمیٹی [illegible]	
دیوان [illegible] بی۔ ایس سی [illegible] شاہ پور	"
گروپ انسپکٹنگ سٹاف محکمہ تعلیم جہلم	۶۳۸
قاضی عبدالرحمن ڈی۔ آئی سکولز سرگودھا	"
پیر سید ناصر الدین بھائیاں مع برادر	"
[illegible] سنگھ اسکواٹر ہیڈ ماسٹر ہائی سکول [illegible]	"
سوڈھی جگت سنگھ اسکواٹر ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز جہلم	۶۴۰
چودھری علی اکبر بی۔ اے ڈی آئی سکولز جہلم	"
حافظ محمد نذیر صاحب افسر جبری تعلیم ضلع جہلم	"
پنڈت گوراندتہ مل اے ڈی آئی سکولز ضلع جہلم	"
مسٹر سی۔ کنگ ڈپٹی کمشنر راولپنڈی	۶۴۲
خان بہادر عبداللہ خاں آنریری مجسٹریٹ راولپنڈی	"

تصویر	صفحہ
[illegible] راولپنڈی	۶۴۴
[illegible] صاحب [illegible] راولپنڈی	"
[illegible] صاحب انسپکٹر آف سکولز راولپنڈی ڈویژن	۶۴۶
شیخ غلام رسول صاحب [illegible] ڈپٹی انسپکٹر سکولز راولپنڈی	"
[illegible] ڈپٹی انسپکٹر سکولز [illegible] ڈویژن	"
لالہ دیوان [illegible] صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز راولپنڈی	۶۴۸
[illegible] الرحمن اے۔ ڈی۔ آئی سکولز راولپنڈی	"
دیوان [illegible] داس ہیڈ ماسٹر [illegible] ہائی سکول راولپنڈی	"
[illegible] صاحب ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول راولپنڈی	
[illegible] ملتان ڈویژن	۶۵۰
شیخ محمد یوسف صاحب انسپکٹر آف سکولز ملتان ڈویژن	"
گروپ [illegible] انسپکٹنگ سٹاف ضلع ملتان	۶۵۲
گروپ [illegible] ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع ملتان	"
گروپ ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز و ہیڈ ماسٹر صاحبان مڈل سکولز ضلع ملتان	"
پی۔ این تھاپر آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر منٹگمری	۶۵۴
چودھری سلطان احمد صاحب اے۔ ڈی آئی سکولز [illegible] منٹگمری	"
سید نذیر محمد ترمذی ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز جھنگ	۶۵۶
[illegible] محمد اقبال اے۔ ڈی آئی سکولز جہلم	"

تصویر	صفحہ
ہز ایکسیلنسی سر الف گر فتھ گورنر صوبہ سرحد	۸۰۲
آنریبل نواب صاحب زادہ سر عبد القیوم صاحب بہادر جمیع القاب ہوم ممبر شمال مغربی سرحد	۸۰۴
اسلامیہ کالج پشاور	〃
آنریبل خان بہادر عبد الغفور خان آف زیدہ صدر کونسل صوبہ سرحد	〃
آنریبل مسٹر جارج کننگھم صاحب بہادر ممبر ایگزیکٹو کونسل صوبہ سرحد	〃
خان بہادر میر کریم بخش ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن صوبہ سرحد	〃
خان بہادر قلی خان	〃
اراکین لیجسلیٹو کونسل صوبہ سرحد	۸۰۶
کیپٹن سکندر مرزا صاحب بہادر آئی۔ اے۔ ڈپٹی کمشنر ہزارہ	۸۱۰
نواب زادہ محمد ذوالفقار علی خان علی۔ ی انچارج سلور جوبلی گیمز ڈیرہ اسمٰعیل خان	〃
لالہ دسندہ رام اے۔ ڈی۔ آئی سکولز ڈیرہ اسمٰعیل خان	〃
ہز ایکسیلنسی سر مائیکل کین گورنر آسام	۸۱۴
ہز ہائینس خان قلات	۸۱۸
آنریبل سر نارمن کیٹر (ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان)	〃
شیخ عبد الصمد سپرنٹنڈنٹ ایجوکیشن بلوچستان	〃
ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بڑودہ	۸۲۲
بی کے بھاٹے ایم۔ اے کنٹب ڈائرکٹر ایجوکیشن ریاست بڑودہ	〃
ہز ہائینس نواب صاحب بالاسنور	۸۲۴
ہز ہائینس نواب صاحب کھمبے	〃
ہز ہائینس مہاراول صاحب باریہ	〃
ہز ہائینس مہاراول جی بانسواڑہ	〃
ہز ہائینس نواب صاحب جنجیرہ	۸۳۲
ہز ہائینس مہارانا صاحب راج پیپلا	〃
ہز ہائینس مہارانا دھرم پور	۸۳۴
شیخ صاحب کمپنی بہادر [illegible] شیخ صاحب منگرول	〃
ہز ہائینس مہارانا پوربندر	〃
ہز ہائینس مہاراول صاحب چھوٹا اودے پور	〃
ہز ہائینس نواب صاحب بہادر بہاولپور	۸۴۰
نبیین الدولہ مہاراولگن [illegible] نبی بخش محمد حسین [illegible]	۸۴۰
صاحب زادہ جرنیل مانجو [illegible] خان صاحب [illegible] منسٹر بہاولپور	〃
ہز ہائینس مہاراجہ صاحب منڈی	۸۴۴
ہز ہائینس راجہ صاحب فرید کوٹ	〃
ہز ہائینس راجہ صاحب چمبہ	〃
رانا صاحب کیونتھل	〃
ہز ہائینس مہاراجہ صاحب کپورتھلہ	۸۴۸
کرنل فنانس وزیر اعظم کپورتھلہ	〃
خان بہادر محمد سعید صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کپورتھلہ	〃
دیوان اجودھیا داس ریونیو و فنانس منسٹر کپورتھلہ	〃
سردار رانجیت سنگھ چیف جسٹس کپورتھلہ	〃
میجر جنرل سردار پورن سنگھ کپورتھلہ	۸۵۰
دیوان سر بشیشر داس چیئرمین سلور جوبلی کمیٹی کپورتھلہ	〃
مسٹر موہن لال سیکرٹری مید کمیٹی کپورتھلہ	〃
پنڈت تریبھون ناتھ جین کپورتھلہ	〃
مسٹر دوارکا داس بی۔ اے ٹریبیوٹ منسٹر کپورتھلہ	〃
ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ	۸۵۴

دیباچہ

شہنشاہ جارج پنجم آنجہانی کا دورِ حکومت نہ صرف انگلستان و ہندوستان میں بلکہ دنیا بھر میں ایک انقلابِ عظیم کا زمانہ ثابت ہؤا ہے۔ شہنشاہِ متوفیٰ نے یہ تمام زمانہ جس سلامت روی اور بیدار مغزی سے بسر کیا ہے۔ لاریب یہ انہی کا حصّہ تھا۔ کئی پارلیمنٹیں اور کئی وزارتیں بدل گئیں۔ اور ان تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ سلطنت کی حکمتِ عملی بھی قدرتاً تبدیل ہوتی رہی۔ جنگِ عظیم کے شعلوں نے یورپ کے خرمنِ امن کو خس خاشاک کی طرح پھونک ڈالا۔ سلطنتوں کی جغرافیائی حدود اور رسم و رواج تک بدل گئے۔ لیکن شہنشاہ متوفیٰ کی مستقل مزاجی۔ بلند ہمتی اور عالی ظرفی میں مطلق فرق نہ آیا۔

اس عرصے میں ہندوستان بھی مختلف دوروں سے گزرا لیکن شہنشاہِ موصوف کی عدیم المثال نیک نیتی ہمیشہ رعایا کے دلوں کو موہتی رہی۔ اور کسی بڑے سے بڑے انقلاب پسند نے بھی کبھی خاندانِ شاہی کی طرف آنکھ تک اٹھانے کی جرأت نہ کی۔ نہ صرف برطانوی بلکہ ہندوستانی رعایا بھی شہنشاہِ موصوف کی خوشی کو اپنی خوشی اور ان کی زندگی کو اپنی زندگی سمجھتی رہی۔ چنانچہ ان کی تاجپوشی کے موقع پر ہندوستان اور انگلستان میں جو دربار منعقد ہوئے۔ ان میں اور پھر سلور جوبلی کے عظیم الشان جشن میں ان دونوں ممالک کے باشندوں نے مسرت و شادمانی کا جو اظہار کیا۔ وہ شہنشاہِ ممدوح کی بے نظیر ہردلعزیزی کا ایک اَن مٹ نقش کہا جا سکتا ہے

دراصل شہنشاہِ موصوف کی ہردلعزیزی کا راز اُن برگزیدہ خصائل میں ہمیشہ مستور و نمایاں رہا ہے کہ انہیں ایک طرف تو سلطنت کے وقار، قانون و انصاف کی پاسداری ملحوظِ خاطر رہتی تھی! اور دوسری طرف ہمیشہ غربا پروری اور رعایا کی بہتری کا خیال بھی مدِّ نظر رہتا تھا۔ زلزلۂ بہار اور زلزلۂ کوئٹہ کے موقع پر مصیبت زدوں کو سب سے پہلے ہمدردی کا پیغام کس نے بھیجا؟ شہنشاہِ جارج پنجم نے! اور مصیبت زدوں کو فراخ دلی سے چندہ دینے والی شخصیت بھی یہی تھی۔ جب جرمنی کے پنجۂ استبداد سے کمزور اقوام لرز رہی تھیں۔ اور اس نے اپنی دہشت آفرینی اور تباہ کاریوں سے دنیا بھر پر رعب اور دبدبہ طاری کر رکھا تھا۔ اِسی شخصیت نے اپنی سلطنت کو معرضِ خطر میں ڈال کر انسدادی کارروائی کی حبشہ کو اطالیہ کی پُرغرور اور آہنی گرفت سے چھڑانے کے لئے بھی اِسی شخصیت کے عہد حکومت میں صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ ہندوستان میں نیشنل کانگرس کو ریزولیوشن بازی کرتے اور چیختے چلاتے پچاس سال ہوئے۔ مگر حکومتِ برطانیہ کے حکام و افسران اور اربابِ حکومت نے کبھی اس کی چیخ پکار پر کان نہ دھرا۔

لیکن شہنشاہ موصوف کے عہد میں جو اس وضع آئین کا افتتاح عمل میں آیا۔ اور ہندوستانی وزراء کے ہاتھوں میں منتقل ہونے اور بالآخر ہندوستان کو جدید دستور اساسی عطا کیا گیا جس کے نفاذ سے اسے بہت کچھ فائدہ پہنچنے کی قوی امید ہے ۔

سبب تالیف | دنیا بھر میں سلطنتوں اور بادشاہوں کی تاریخ لکھنے کا جو رواج چلا آتا ہے۔ اس کی اہمیت اور ضرورت کو سب جانتے ہیں کیونکہ یہ نہ صرف کسی خاص شخصیت ہی کی ہمیشہ یادگاریں شمار ہوتی ہیں۔ بلکہ ہر عہد کی اقوام و ملل کی ترقی و تنزل کی صحیح آئینہ دار بھی یہی تاریخیں سمجھی جاتی ہیں اور انہیں سے اقوام عالم اپنے مستقبل کو درخشاں بناتی ہیں۔ چنانچہ قابل ترین بادشاہوں نے اپنے حالات و واقعات زندگی خود تحریر کئے ہیں جیسا کہ تزک بابری۔ تزک جہانگیری وغیرہ۔ دور کیوں جایئے۔ خود موجودہ برطانوی شاہی خاندان کی متعدد تاریخوں۔ ملکہ وکٹوریہ کے جشن تاجپوشی۔ قبول خطاب قیصرۂ ہند ۱۸۷۷ء۔ گولڈن جوبلی ۱۸۸۷ء اور ایڈورڈ ہفتم آنجہانی کی تاریخ تخت نشینی وغیرہ کے علاوہ شہنشاہ جارج پنجم کی تخت نشینی انگلستان اور دربار تاجپوشی ہندوستان کے متعلق اسی فرم (فیروز پرنٹنگ ورکس) کے دارالاشاعت سے متعدد ضخیم تاریخیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور علیٰ ہذا شہنشاہ ممدوح کی تقریب سلور جوبلی پر بھی انگلستان و ہندوستان میں اردو اور انگریزی کی متعدد کتابیں پمفلٹ اور رسائل و اخبارات کے نمبر شائع ہوئے۔ مگر اب جبکہ شہنشاہ موصوف کا عہد حکومت ختم ہو چکا ہے۔ ان کے سارے عہد کی ایک ایسی تاریخ کی تدوین ضروری تھی۔ جو ہنگامی حیثیت نہ رکھتی ہو بلکہ ایک قابل قدر کتاب حوالہ جات (REFERENCE BOOK.) کے طور پر تا دیر کام دے سکے۔ اور تاریخی اور پر ایک مستقل قیمتی علمی یادگار بھی کہی جا سکے ۔

ترتیب کتاب | یہ کتاب شہنشاہ موصوف کی وفات کے بعد پہلے ہی ہفتہ میں شائع ہو رہی ہے۔ سلور جوبلی کی تقریب کے لئے چونکہ اس قسم کا مواد جمع کیا جا رہا تھا۔ جو اُن کے عہد حکومت کے ہر شعبہ پر حاوی ہو۔ وہ اس کتاب کی تکمیل میں بیحد کارآمد ثابت ہوا۔ چنانچہ اسے دس ابواب اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا گیا ہے ۔

پہلے باب میں انگلستان کی سیاسی تاریخ درج ہے جس سے ثابت ہو رہا ہے کہ جہاں برطانوی قوم پیدائشی طور پر حریت پسند اور ترقی پذیر ثابت ہوئی ہے۔ وہاں اس کے فرمانرواؤں نے بھی جمہور کے اس فطری رجحان کو پورا کرنے کے لئے بدرجہ اتم کوشش کی ہے۔ حتیٰ کہ اس میں اپنی شان ظل اللٰہی کو بھی بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انگلستان کے فرمانروائے اول الفریڈ اعظم کے سر پر آج سے ہزاروں سال پہلے جو تاج رکھا گیا تھا۔ وہ اب تک اسی خاندان کی کسی نہ کسی شاخ کے کسی نہ کسی فرد کے سر پر رکھا چلا آتا ہے۔ یہ عوام کے جذبات و خواہشات کے احترام ہی کا نتیجہ ہے کہ شہنشاہ جارج پنجم صرف ایک جلیل القدر بادشاہ ہی نہیں سمجھے جاتے رہے۔ بلکہ برطانوی قوم کا ہر فرد اپنے آپ کو ایک ایسے خاندان کا ممبر سمجھتا رہا کہ جس کا رکن اعلیٰ خود اُن کا بادشاہ ہوتا ہے ۔

اس باب میں زمانہ قبل تاریخ اور شاہان ٹیوڈر کے آغاز سے خاندان ہینوور کے آخری تاجدار

ولیم چہارم (۱۸۳۷ء) تک کے تمام اہم واقعات درج ہیں ۔

دوسرے باب میں موجودہ خاندانِ شاہی کے فرمانروایان ملکۂ وکٹوریہ سے جارج پنجم تک کے مختصر سوانح حیات اور اُن کے عہد کے سیاسی وغیر سیاسی اہم کوائف بھی دیئے گئے ہیں ۔ اسی باب میں شہنشاہ آنجہانی کے ۲۵ سالہ دورِ حکومت کے تمام اہم واقعات (جن کا کسی صورت میں بھی برطانیہ سے تعلق ہے) سنہ وار درج کر دیئے گئے ہیں ۔

تیسرے باب میں آئینِ برطانیہ کا صحیح نقشہ کھینچا گیا ہے جس میں دار العوام ۔ دار الامرا ارکانِ مذہبی ۔ کابینہ اور وزیر اعظم کے منفرد و مجتمع اختیارات و فرائض اور بادشاہ کی شخصیت پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے ۔ اور یہ تمام حالات چونکہ خان بہادر سید نجم الدین صاحب جعفری ڈپٹی ڈائرکٹر انفرمیشن بیورو گورنمنٹ آف انڈیا کے محققانہ مضامین کا اقتباس ہیں ۔ اس لیئے ان کی صحت سے اختلاف رکھنے کی گنجائش ہی نہیں ۔

چوتھے باب میں ہندوستان کی تمام تاریخ پر سرسری نظر ڈالنے کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کے بسلسلۂ تجارت ہندوستان میں آکر درجۂ امارت حاصل کرنے کی مفصل کیفیت درج کی گئی ہے جس کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ کس طرح خود یہیں کے باشندوں نے اپنی بداعمالی و اغراض پرستی کی بدولت انگریزوں کی اطاعت کا جُوا خوشی خوشی اپنے کندھوں پر رکھا ۔ اور کس طرح یہاں کے والیانِ ریاست نے انگریزوں کی قیادت و سیادت کو اپنی خوش نصیبی سمجھا ۔ اور پھر اس کے بعد بھی ہنگامۂ ۱۸۵۷ء کے موقع پر (جو محض مذہبی غلط فہمی کا نتیجہ تھا) کس طرح خود یہیں کے باشندوں اور رئیسوں نے برطانوی حکومت کے دوبارہ قیام و استحکام میں امداد دی ۔

اسی باب میں ۱۸۵۸ء میں اس ملک کی عنانِ حکومت ملکۂ وکٹوریہ اور پارلیمنٹ کے ہاتھ میں آنے کا بیان ہے ۔ اور پھر حکومت نے اس ملک کو تہذیبِ حاضرہ کے مطابق شائستہ اور پُرامن بنانے میں جو جو تدابیر اختیار کیں ۔ اور ہندوستان کی بہبود و فلاح کے متعلق اس نصب العین پر (جو اس کے مرکوزِ خاطر تھا) کس کس طرح عمل پیرا ہوتی رہی ۔ اور کس طرح اُس نے اس کی علمی ۔ تجارتی صنعتی اور مالی ترقی میں کوششیں کیں ۔ سب کچھ دکھایا گیا ہے ۔

علیٰ ہذا ذمہ دار عہدوں اور مشورہ طلب امور میں ہندوستانیوں کی شرکت ۔ بادشاہ کا ہندوستان آنا تعلیمی ترقی کے لیئے پچاس لاکھ روپے دینا ۔ کلکتہ کے بجائے دہلی کو پایۂ تخت مقرر کرنا ۔ والیانِ ریاست ہائے ہند کا اظہارِ عقیدت ۔ رعایا کی طرف سے پُرخلوص استقبال و مشایعت ۔ یہ تمام کوائف اس طرح بیان کیئے گئے ہیں کہ تقریباً تمام مناظر کی تصویر آنکھوں کے آگے کھچ جاتی ہے ۔

منٹو مارلے سکیم | اسی کے ساتھ ہندوستان کی سیاسی تحریک کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے ۔ پھر جیسے فورڈ سکیم

کو نافذ کرکے برطانیہ نے ہندوستان میں جمہوری حکومت کی طرف پہلا قدم اٹھایا [illegible] کس طرح چلائی گئی۔ اور اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی۔ مزید طالب حقوق پر [illegible] ہندوستان [illegible] ولی عہد یعنی موجودہ شہنشاہ کی سیاحت ہند [illegible] انقلاب [illegible] رپورٹ کی اشاعت۔ گول میز کانفرنس کا تعین [illegible] میں بحث و تمحیصات [illegible] کے [illegible] ایوانوں سے [illegible] صورت میں منظور [illegible] و انگریزی دونوں شدہ [illegible] سلطنت کو انجام دے کر ہندوستان کو ترقی [illegible] اور [illegible] حیثیت سے اوج کمال پر پہنچا سکیں۔ یہ سب حالات بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں۔

چوتھے باب میں ہندوستان سے برطانوی تعلق پر [illegible] حاصل [illegible] کے [illegible] آسٹریلیا افریقہ میں برطانوی نوآبادیوں کی مختصر تاریخ دی گئی ہے۔ نیز بین الاقوامی سیاسیات اور ان سے برطانوی تعلق کے متعلق عام آگاہی کے لئے جمعیت الاقوام (لیگ آف نیشنز) کی مختصر تاریخ بھی دے دی گئی ہے۔

پانچویں باب میں تاریخ ہند پر ایک اجمالی نظر ڈالی گئی ہے جس میں ہندوستان کی ابتدائی تاریخ کے بعد اسلامیوں کا دور اول (سنہ ۹۶۱ء تا غایت سنہ ۱۵۲۶ء) اور شاہان مغلیہ کی مکمل تاریخ مرقوم ہے۔

چھٹا باب "ہندوستان میں کمپنی کا دور حکومت" اس کے اختتام کے ساتھ انگریزوں کے قیام ہند کے پہلے صدسالہ دور کا خاتمہ اور دوسرے دور کے آغاز کے ساتھ "ہندوستان میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کی حریفانہ کشمکش اور انگریزوں کے روزافزوں اقتدار کی تاریخ" پر مشتمل ہے۔

اسی باب کی متعدد فصلوں میں ہندوستان میں شاہ انگلستان کی طرف سے مقرر شدہ مختلف گورنروں۔ گورنر جنرلوں اور وائسرائوں یعنی لارڈ کلائیو سے موجودہ وائسرائے لارڈ ولنگڈن کے دور حکومت تک اہم تاریخی واقعات مختصراً بیان کر دئے گئے ہیں۔ تاکہ ہندوستان میں برطانوی عہد حکومت کے سلسلے کی کڑیاں ملتی چلی جائیں۔

ساتویں باب میں شہنشاہ جارج پنجم کے ۲۵ سالہ دور حکومت پر جیسا تبصرہ کرتے ہوئے عہد برطانیہ میں ہندوستان کی گوناگوں ترقیوں پر تنقیدی نظر ڈالی گئی ہے جس سے ہندوستان میں برطانوی قوم کی ایک حکمران قوم کی حیثیت سے کامیابی اور برطانوی حکومت ہند کے تدریجی ارتقا پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

اس باب کی نویں فصل "حکومت برطانیہ اور والیان ہند کے تعلقات" پر تبصرہ کرنے کے

لئے شائع کر دی گئی ہے۔ جو نہایت مفید اور پُر از معلومات ہے ۔

آٹھواں باب " انگلستان میں شہنشاہ جارج پنجم کے جشن جوبلی " کے با تفصیل چشم دید حالات پر مشتمل ہے جس میں تقریباً تمام چھوٹی بڑی تقریبوں کو مع ان کی جزئیات تک کے لے لیا گیا ہے۔ مثلاً متقدر مہمانوں کی آمد۔ ہندوستانی رؤساء و والیانِ ملک کی شرکت۔ جلوس شہنشاہی اور خاندان شاہی۔ وزرائے سلطنت۔ صدر صاحبان دار العوام و دار الامراء کے حالات بھی بتدریج درج ہیں۔ پھر سینٹ پال گرجے میں دعائے برکت۔ م۔ و اختر کو خیرہ کرنے والی بے اندازہ روشنی۔ تقریباً ۲ ہزار مقامات کے روشن الاؤ۔ پارٹیاں۔ لنچ وغیرہ۔ رعایائے انگلستان کے طرب انگیز مظاہرے اور ان کی تصاویر دی گئی ہیں ۔

نویں باب میں " ہندوستان میں جشن جوبلی " کی تقریبات درج ہیں۔ جن کی تفصیل کی یہ شان ہے۔ کہ مختلف صوبوں اور ہر صوبہ کے ہر ضلع اور تحصیلوں اور دیہاتی مرکزوں تک میں جس طرح تقریبات جشن منائی گئیں۔ اور ہر ضلع نے جوبلی فنڈ میں جس قدر چندہ پیش کیا۔ وہ سب معرض تحریر میں آگیا ہے۔ کیونکہ یہی تقریب شہنشاہ موصوف کی آخری تقریب تھی۔ جس سے اُن کی ہر دلعزیزی کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے ۔

اس باب کو دوسرے ابواب سے جو امتیاز حاصل ہے۔ وہ اس کتاب کی نمایاں خصوصیت ہے۔ یعنی اس میں تقریبات جشن کے حالات صوبہ وار بیان کرتے ہوئے عوام کو زیادہ سے زیادہ آگاہی بہم پہنچانے کے لئے ہر صوبہ کے متعلق پوری معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ رقبہ و آبادی کے علاوہ وہاں کے تقریباً تمام اعلیٰ ارکانِ حکومت۔ گورنر۔ گورنر کی ایگزیکٹو کونسل۔ مجلس آئین سازِ صوبجات کے صدر وزرا اور دیگر اہم ارکانِ حکومت کے مختصر سوانح حیات بھی دئے گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی عوام کی دلچسپی کے لئے مختلف دفاتر کے تمغہ یافتگانِ جوبلی کی ایک طویل فہرست (۳۶۹ اشخاص پر مشتمل) بھی شامل کر دی گئی ہے۔ صوبۂ پنجاب میں جشن ہائے جوبلی کے حالات جو تقریباً تمام و کمال حاصل ہو سکے دوسرے صوبوں کی بہ نسبت زیادہ تفصیل کے ساتھ دئے گئے ہیں ۔

دسواں باب " ہندوستانی ریاستوں میں جشن جوبلی کی تقریبات " کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی جامعیت کا اندازہ اس امر واقع سے ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں سب چھوٹی بڑی ریاستیں ساڑھے چھ (۶ ½) سو سے کچھ زیادہ ہیں۔ جن میں ساڑھے پانچ (۵ ½) سو سے اوپر ریاستوں کے حالات اس کتاب میں یکجا جمع کر دئے گئے ہیں۔ جتنی بڑی اور اہم کوئی ریاست ہے۔ اُسی کے لحاظ سے اُس کے حالات تفصیل کے ساتھ دئے گئے ہیں۔ اور جس طرح انہوں نے جشن جوبلی میں حصہ لیا۔ اور تقریباتِ جشن ادا کیں۔ انہیں وضاحت یا اختصار کے ساتھ

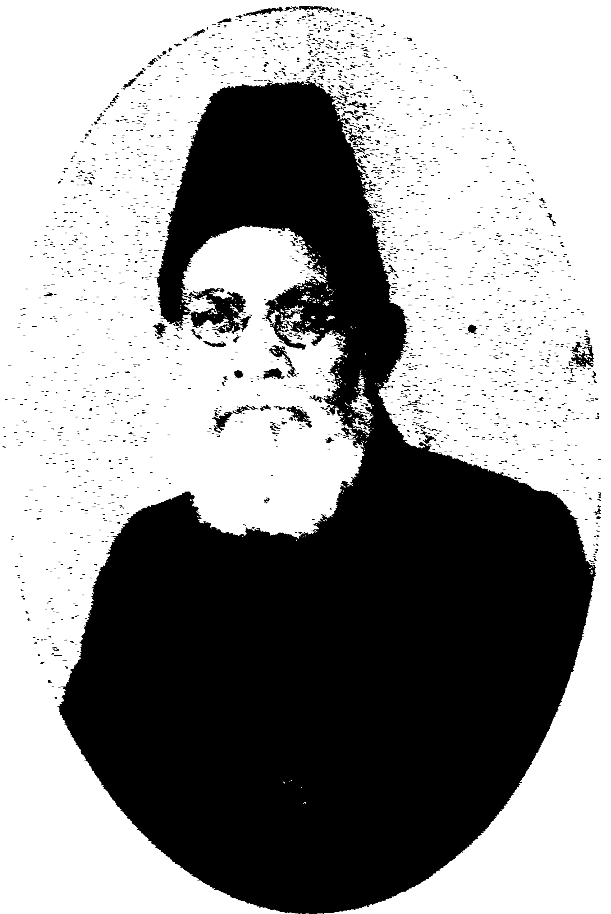
درج کر دیا گیا ہے ۔

خاتمہ میں شہنشاہ موصوف کی علالت اور وفات کا حال دے کر بادشاہ وقت کی رسمی تخت نشینی کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اور تخت نشینی کی فوری تقریبات کا خاکہ کھینچا گیا ہے ۔

امید ہے کہ اردو زبان کی یہ مفصل تاریخ شہنشاہ آنجہانی کے زرین عہد حکومت کی ایک قابل قدر یادگار ثابت ہوگی ۔ اور اس کے مطالعے سے نہ صرف ہندوستانی رعایا بہرہ ور رہے گی ۔ بلکہ ہندوستانی والیان ریاست بھی اس سے بہت کچھ فائدہ اٹھائیں گے اور رعایا کی خوش حالی او بہتری کا خیال رکھنے میں اپنے ہر دلعزیز شہنشاہ آنجہانی کے نقش قدم پر چل کر رعایا کے دل اپنی مٹھی میں لے لیں گے ۔ اور اسی طرح اس کتاب کا مطالعہ ہندوستانی رعایا اور طلبہ کو بھی اپنے شہنشاہ آنجہانی اور اُن کے خاندان اور تاریخ ہند و انگلینڈ سے کلیتہً روشناس کرا دے گا ۔

حکومت ہند نے اس کارخانے کو تکمیل کتاب کی منظوری دینے کے علاوہ سلور جوبلی کی تقریبات کی اطلاعات کے سلسلے میں جس رواداری کا ثبوت بہم پہنچایا ہے ۔ اس کے لئے وہ یقیناً شکریے کی مستحق ہے ۔ اب حکام مقامی اور سر رشتہ ہائے تعلیم کا کام ہے کہ وہ اس کی وسیع اشاعت سے علم اور ملک کو فائدہ پہنچائیں ۔

خاکسار مؤلف



خانصاحب مولوی فیروز الدین مؤلف کتاب



مسٹر عبد الحمید خان منیجر فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور

پہلا باب

تاریخ برطانیہ پر ایک سرسری نظر

پہلی فصل

زمانہ قبل تاریخ سے شاہانِ ٹیوڈر ۱۴۸۵ء کے آغاز تک

برطانیہ بطور جزو یورپ | ہزار ہا سال کا عرصہ ہوا یعنی ان الازمنہ قدیم میں جو عدم معلومات کی تاریکی میں مستور ہیں ۔ برطانیہ عظمیٰ (Great Britain) ایک جزیرہ نہ تھا ۔ رود بارِ انگلستان (English Channel) جو آج اس سرزمین کو یورپ سے جدا کرتا ہے ۔ اس کا نام ونشان تک نہ تھا ۔ گویا برطانیہ ایک جزو تھا یورپ کا ۔ جس کے باشندوں کے جسم پر گھنے بال تھے ۔ قوتِ شامہ تیز تھی ۔ دوڑنے بھاگنے میں بلا کے تیز رفتار تھے تو ہوشیار شکاری بھی پرلے درجے کے پتھروں کو کاٹتے ۔ تیز کلہاڑے اور چاقو بنا کر جنگلی حیوانات کا شکار کرتے ۔ ان کے گوشت سے پیٹ پالتے اور پوستینوں سے تن ڈھانکتے ۔ حیوانات بھی اتنے تیز وتند اور آتش مزاج تھے ۔ کہ ریچھ ۔ بھیڑیئے اور دریائی گھوڑے کو نسبتاً نرم مزاج اور حلیم الطبع کہنا چاہیئے ۔ غرض حیوانوں اور انسانوں میں تنازع للبقا نے ایک دائمی جنگ کی صورت اختیار کر رکھی تھی ۔ مگر ترازو ئے زور آزمائی میں حضرت انسان ہی کا پلڑا بھاری رہا ۔ دورِ حاضر کے

محققین نے اس زمانے کے کوائف اور ان لوگوں کے حالات کا پتہ اُن کے سروں کی کھوپریوں
اور پتھروں کے اوزاروں سے لگایا ہے۔

برف کا زمانہ اور ابتدائی باشندوں کا برطانیہ سے رخصت ہونا | یہ کیفیت ہزارہا سال جاری رہی۔
تا آنکہ قطب شمالی کی ازلی برف پگھلنے اور برطانیہ کی جانب بہنے لگی۔ جس سے یہاں سیلاب
برف آنے لگا۔ ناچار ان کوتاہ قد اور قوی جسم لوگوں نے اپنا بوریا بستر باندھ کر خاص یورپ
کا رُخ کیا۔ بعض جنوبی فرانس میں جا بسے۔ تو بعض افریقہ کے ساحلوں کی خبر لانے۔ غرض
ارض برطانیہ نے ایک برفانی ریگستان کی شکل اختیار کر لی۔ اور مدت مدید تک یہاں برف
کا دور دورہ رہا۔

آئی بیرین (Iberian) باشندے | آخر اس یخ بستہ طبقۂ عالم کو قدرت نے حیات تازہ بخشنے کی
ٹھانی۔ تو برف پگھلنے لگی۔ اور چند صدیوں میں زمین صاف نکل آئی۔ اسی میں رودبار انگلستان
کی بھی تشکیل ہو گئی۔ جس سے برطانیہ باقی یورپ سے علٰحدہ ہو کر ایک جزیرہ نظر آنے لگا۔
اور رفتہ رفتہ ایک بار پھر اس پر حضرتِ انسان نمودار ہوئے۔ جو آئی بیرین کہلائے۔
یہ لوگ زمانۂ قبل از برف کی قوم سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہتھیار بناتے اور حیوانات کو نیچا
دکھاتے رہتے تھے۔

کیلٹ (Celt) قوم | اس کے بعد ایک ایسا وقت آیا کہ آئی بیرین لوگوں پر قوم کیلٹ نے
غلبہ پا لیا۔ یہ دراز قامت لوگ یورپ سے اپنے ہمراہ کانسی کے ہتھیار لائے تھے۔ آئی بیرین
لوگ ان کے مقابلے کی تاب نہ لا سکے۔ چنانچہ غلام بنا لیے گئے۔ کیلٹ قوم سورج۔ چاند۔
ستاروں اور مظاہر قدرت مثلاً باد و باراں وغیرہ کو دیوتا مان کر ان کی پرستش کرتی تھی۔
اس کے پادری ڈروئڈ (Druid) کہلاتے اور سفید لبادے پہنا کرتے۔ ان کی عبادت کا
ایک جزو انسانی قربانی بھی تھا۔

صدیوں تک کیلٹ لوگ باقی یورپ سے الگ تھلگ زندگی بسر کرتے رہے۔ صرف
گاہے گاہے جنوبی یورپ وغیرہ کے بعض سیاح اور تاجر ادھر آ نکلتے۔ اور باشندگان برطانیہ
کو برٹن (Briten) کہتے تھے۔

اہل روما کا ورود اور برطانیہ کا مفتوح ہونا | جس چیز کو برطانیہ کی اصل تاریخ کا نام دیا جا سکتا
ہے۔ اس کا آغاز ۵۵ قبل مسیح سے ہوتا ہے۔ جب رومانی سپہ سالار کیئس جولیس سیزر
(Caius Julius Caesar) برطانیہ میں آیا۔ اور اس نے برطانیہ کو مغلوب و مفتوح کرنے کے
لیے جنگی مہمات کا آغاز کر دیا۔ اس وقت اہل روما کے قبضے میں نہ صرف تمام جنوبی اور مغربی

یورپ کا علاقہ تھا۔ بلکہ افریقہ اور ایشیا کے ایک بڑے حصے میں بھی انھیں کی سلطنت تھی۔ غرض ملوکیتِ روما کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ کہ یورپ کی بعض وحشی وغیر مہذب اقوام نے رومی مملکت پر دست درازیاں شروع کر دیں۔ جس سے روما کے لئے لازم ہؤا۔ کہ اپنی وسیع سلطنت کی حد بندیاں ایسے مقام پر قائم کرے۔ جہاں دریا ہوں یا پہاڑوں کے سلسلے۔ توسیع مملکت اور قیام حدود کے ضمن میں اہلِ روما نے دریائے رائن (Rhine) کو اپنی مغربی سرحد قرار دینے کا فیصلہ کیا۔ مگر رائن کی مغربی جانب علاقۂ گال (Gaul) یعنی موجودہ ملک فرانس میں بعض جنگ جو وحشی قبیلے آباد تھے۔ جو اہل برطانیہ کے ساتھ خون کا رشتہ رکھتے تھے۔ چنانچہ جب گال والے مملکتِ روما پر چھاپے مارتے۔ تو برطانوی بھی اپنے رشتہ داروں کی مدد کیا کرتے۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ اہلِ روما نے برطانیہ کو فتح کرنا ضروری سمجھا۔ غرض ۵۵ء قبل مسیح سے لے کر ۴۳ عیسوی تک (جب سلطنتِ روما کا شہنشاہ کلاڈیئس Cladius تھا) اہلِ روما نے ملک برطانیہ کو اپنا مفتوح صوبہ بنا لیا ۔

رومائی زمانے میں اقوام برطانیہ اور حصص برطانیہ ہم دیکھتے ہیں کہ جزیرۂ برطانیہ (British Isles) کئی حصوں میں منقسم ہے۔ یعنی (۱) انگلینڈ (۲) سکاٹ لینڈ (۳) ویلز اور (۴) برطانیہ سے بہت چھوٹا جزیرہ آئرلینڈ جو اس کے مغرب میں واقع ہے ۔

دو ہزار سال ادھر جب روما نے برطانیہ کو فتح کیا۔ مذکورہ علاقوں میں ابھی کوئی علاقہ ایسا نہ تھا۔ جسے آج ہم انگلینڈ کہتے ہیں۔ کیونکہ اقوامِ انگلینڈ جن کے نام کی نسبت سے انگلینڈ انگلینڈ کہلایا۔ ابھی یہاں نہ آئی تھیں۔ اور اپنے قدیم وطن جرمن ہی میں بود و باش رکھتی تھیں ۔

اس زمانے میں جنوبی برطانیہ میں قوم برطانوی آباد تھی۔ اور اسی کے نام کی نسبت سے یہ سرزمین برطانیہ کہلاتی تھی۔ اہل برطانیہ دراز قامت۔ بہادر۔ طاقتور اور چست و چالاک تھے۔ اگرچہ بڑے تیز و تند اور وحشی تھے۔ لیکن اس قدر مہذب ضرور ہو چکے تھے کہ لڑائی کے وقت فولاد کی تلواریں استعمال کرتے۔ اور زیبائش کے لئے ان کی عورتیں سونے کی چوڑیاں پہنتی تھیں۔ ان کی اولاد اس وقت بھی برطانیہ میں بستی ہے۔ مگر زیادہ تر علاقۂ ویلز میں رہ کر اہلِ ویلز (Wales) کہلاتی ہے۔ انتہائی شمال یعنی سکاٹ لینڈ میں ایک جنگ جو قوم پکٹ (Picts) نامی سکونت پذیر تھی۔ اور جزیرۂ آئرلینڈ میں ایک قوم سکاٹ (Scot) نامی کا وطن تھا۔ پھر بعض سکاٹ جو آئرلینڈ سے ترک وطن کر کے سکاٹ لینڈ میں آباد ہوئے۔ وہ سکاٹ کہلائے۔ انھوں نے اپنے نام کی نسبت سے اس علاقے کو سکاٹ لینڈ کا نام دیا۔

اور وہ لوگ جو آئرلینڈ ہی میں رہ گئے۔ آئرش کہلانے لگے۔

بہرحال برطانوی اسکاٹ اور آئرش عادات و اطوار، زبان اور قومی منبع و ماخذ کے لحاظ سے ایک ہی قسم کے باشندے تھے۔ اور اقوام یورپ کے اس عظیم قبیلے میں سے تھے۔ جنہیں کیلٹ کہتے ہیں۔

جب روما والوں نے برطانیہ کو اپنی وسیع سلطنت کا صوبہ بنا لیا۔ تو وہ مفتوحہ علاقہ موجودہ انگلینڈ اور ویلز ہی تک محدود تھا۔ یعنی سکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ تا حال ان کی فتوحات سے الگ تھے۔

اہل روما نے برطانیہ پر تین سو سال سے کچھ اوپر حکومت کی۔ اور برطانویوں کو اپنی تہذیب سے خوب بہرہ مند کیا۔ ان کے سہ صد سالہ عہدِ حکومت میں مفتوحہ علاقوں میں امن و امان قائم رہا۔ معاشرتی اور ملکی قوانین مرتب ہو کر نافذ ہوئے۔ رومی حاکموں نے برطانیہ میں بڑے بڑے شہر بسائے۔ قلعے تعمیر کئے۔ امرائے روما و برطانیہ نے دیہاتی علاقوں میں محلات اور باغات بنائے۔ اور بہت سی سڑکیں پتھروں سے پختہ کرائیں۔ اس طرح تجارت کو بڑی رونق حاصل ہوئی۔ بعض برطانویوں نے روما کی زبان لاطینی بھی سیکھی۔ اس غیر ملکی حکومت کے دور میں برطانیہ نے اپنا قدیم مذہب بھی ترک کر کے دینِ عیسوی اختیار کر لیا۔ کیونکہ اب یہی مذہب روما کا سرکاری مذہب تھا۔ یہاں تک کہ بعض برطانوی فدا کارانِ عیسائیت نے انتہائی گرم جوشی سے یورپ کے دوسرے حصوں میں بھی عیسائیت کی تبلیغ کی۔ چنانچہ ان ہی مبلغین کے کارناموں کے طفیل آئرلینڈ میں بھی بہت سے لوگوں نے عیسائیت اختیار کر لی۔ حالانکہ یہ ملک رومائی سلطنت میں شامل نہ تھا۔

اہلِ روما کا رخصت ہونا۔ اور برطانیوں کا کس مپرسی کی حالت میں رہ جانا

چوتھی صدی عیسوی میں اہلِ روما کی بادشاہت اپنے مصائب میں گرفتار ہو گئی۔ رومائی سلطنت میں بعض خونخوار وحشی قبیلوں نے تاخت و تاراج شروع کر دی۔ یہاں تک کہ سلطنت روما کے بعض علاقوں میں مستقل وطن بنا کر آباد ہو گئے۔ اور متکبر رومیوں کو اپنا تابع فرمان بنا لیا۔ چونکہ روما والوں میں اتنی توفیق نہ تھی کہ اپنے دور دست صوبۂ برطانیہ کی حفاظت کر سکیں۔ اس لئے سنہ ۴۱۰ء میں اہل روما کامل طور پر برطانیہ سے رخصت ہو گئے۔ اور برطانوی بیچارے کس مپرسی کی حالت میں رہ گئے۔ یہ لوگ رومی حکومت کے سبب مہذب تو ضرور ہو گئے تھے۔ مگر ساتھ ہی اپنے شمالی ہمسایوں اہلِ سکاٹ لینڈ وغیرہ کے حملوں سے اپنی مدافعت کرنے کے قابل نہ رہے تھے۔ کیونکہ تین صدیوں کے دوران میں ان کی حفاظت اور ان

کے دشمنوں کی مدافعت کا کام حاکم قوم کیا کرتی تھی۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ تین سو سال متواتر اہلِ روما نے اپنا یہ فاتحانہ فرض نہایت عمدگی و کامیابی سے ادا کیا تھا۔ انگلستان کے شمال میں ہیڈرینیز وال Hadrian s'Wall (دیوار ہیڈرئینز) ان ہی روما والوں نے تعمیر کی تھی۔ تاکہ جب اہلِ سکاٹ لینڈ کا فاتحانہ سیلاب شمال کی جانب سے جنوب کا رُخ کرے۔ تو اسی بند سے ٹکرا کر واپس ہو جائے۔

انگریزوں کی آمد۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ ہر کمزور قوم کی ہستی ہمیشہ اپنے طاقت ور دشمنوں کے رحم پر انحصار رکھتی ہے۔ یہاں یہ نقصہ ہؤا۔ کہ اب چاروں طرف سے برطانویوں پر دشمنوں نے نرغہ کیا۔ پہلے تو شمال میں رہنے والے سکاٹ اس دیوار کے اس پار ٹوٹ پڑے۔ جو جنوبی برطانیہ کی حفاظت اور غنیم کی مدافعت کے لئے روما والوں نے تعمیر کی تھی۔ اس آفت میں اضافہ سمندر پار کے دشمنوں نے کیا۔ یعنی شمالی یورپ کے ملک جرمنی (Germany) کے بعض بُت پرست اور زبردست قبیلے مثلاً اینگلز (Angles) سیکسنز (Saxens) اور جُوٹس (Jutes) برطانیہ میں آدھمکے۔ اور انھوں نے ملک کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ یہ چاروں طرف پھیل گئے۔ اور اصل برطانویوں کو اقصائے شمال اور انتہائے مغرب کی جانب اور ویلز کی پہاڑوں کی طرف دھکیل دیا۔ چونکہ یہ نئے حملہ آور عیسائی نہ تھے۔ اس لئے انھوں نے گرجوں کو بھی تباہ و مسمار اور پادریوں کو تہ تیغ کر دیا۔ اینگلز وغیرہ کے خاص الخاص دیوتا دو تھے یعنی (ووڈن (Woden) دیوتائے جنگ اور (تھوردی تھنڈرر (Thur The Thunderer) دیوتائے رعد و برق۔ جس کا کام گرجنا۔ کڑکنا اور جلا ڈالنا تھا۔ اس کے علاوہ یہ لوگ زراعت پیشہ ہونے کے باعث شہری زندگی سے متنفر تھے۔ چنانچہ انھوں نے روما والوں کے بسائے ہوئے شہر بھی تباہ کر ڈالے۔ اور تقریباً ڈیڑھ سو سال تک جنگ و جدال کا بازار گرم رہا۔ انجام کار ان حملہ آور قبیلوں نے ملک آپس میں تقسیم کر لیا۔ اور اب برطانیہ کا نام انگلینڈ (England) قرار پایا۔ گویا اینگل لینڈ (Angleland) یعنی قوم "اینگل کی سرزمین" کی نسبت سے برطانیہ کا جنوبی حصہ ماسوا ویلز کے انگلینڈ یا انگلستان کہلانے لگا۔

اس وقت اینگلو سیکسن قبیلوں کی سات بڑی بڑی مملکتیں تھیں۔ ان میں سے کبھی کوئی اور کبھی کوئی خانہ ساز مملکت باقی سب سے بڑھ نکلتی۔ اور یہی سب کی سردار مانی جاتی۔ آخر وہ غربی مملکت جو ویسکس (Wossex) کہلاتی تھی۔ باقی سب سے زیادہ طاقتور ہو گئی۔ اور اس کے بادشاہ سارے انگلستان کے فرماں روا قرار پائے۔

انگلستان کے موجودہ بادشاہ اور ہندوستان کے شہنشاہ جارج پنجم ان ہی سیکسن

بادشاہوں کے خاندان کے چشم و چراغ ہیں ۔
القصہ رفتہ رفتہ انگلستان میں آباد ہونے ۔ اور اس مسکن کو اپنا مستقل وطن بنانے کے دوران میں اینگلوسیکسن اقوام اپنی تندخوئی ترک کرتی اور مہذب بنتی گئیں۔ روما سے عیسائی مبلغین آنے اور اہل انگلستان کو از سرِ نو عیسائی بنانے لگے۔ چنانچہ پھر یہاں کے اطراف و اکناف میں گرجا گھر تعمیر ہونے ۔
ایلفریڈ اعظم (Alfred The Great) سیکسن بادشاہوں میں سب سے مشہور ایلفریڈ تھا۔ جسے بجا طور پر ایلفریڈ اعظم کہا جاتا ہے۔ وہ نہ صرف ایک عالم و فاضل تھا بلکہ اعلیٰ درجے کا سپاہی بھی۔ انگلستان کے مؤرخ اسے "انگریزی بحری قوت کا باپ" بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہی وہ انگریز حکمران تھا۔ جس نے جزائر انگلستان کے لئے یہ حکمت عملی اختیار کی کہ "انگلستان کا بہترین وسیلہ حفاظت اور اس کے دشمنوں کی مدافعت ایک زبردست جنگی بیڑے پر منحصر ہے"۔ غالباً دنیا اس حقیقت کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ جب سے اب تک کم و بیش ایک ہزار سال متواتر اسی حکمت عملی نے انگلستان کو وہ عروج بخشا۔ جسے آج چشم بینا دیکھ رہی ہے۔ اور سب سے یہ صداقت منوا رہی ہے کہ حکومت برطانیہ ہی سمندروں کی فرمانروا ہے"۔ ایلفریڈ کی تعمیر کردہ بحری قوت اس وقت بھی انگلستان کے آڑے آئی۔ جب ایک جدید غنیم انگلستان کے ساحلوں پر حملہ آور ہونے لگا۔ اس وقت باشندگان انگلستان متحد ہو چکے تھے۔ کیونکہ سب ایک ہی مذہب (عیسائیت) کے پابند اور ایک ہی حکمران کے ماتحت زندگی بسر کرتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے نئے دشمن کا سختی سے مقابلہ کیا۔ نئے حملہ آور ڈینز (Danes) یا نارتھ مین (Northmen) یعنی شمال کے باشندے کہلاتے تھے۔ کیونکہ ان کا وطن ڈنمارک اور ناروے (Norway) تھا۔ یہ لوگ اپنے تیز رفتار جہازوں میں سوار ہو کر سمندر عبور کرتے اور انگلستان کے سواحل پر آ پڑتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے کچھ مدت مشرقی اور مرکزی انگلستان کے بعض علاقوں پر قبضہ بھی کر لیا۔ اگرچہ شروع شروع میں ایلفریڈ نے ان سے نہ صرف شکست کھائی۔ بلکہ نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ ایک موقع پر تخت و تاراج تک چھن جانے کا اندیشہ ہو گیا۔ لیکن پھر بھی انجام بخیر ہوا۔ ایلفریڈ کی نیک نیتی اور حسن تدبیر نے دشمنوں پر غلبہ پایا۔ اور ان کا قائد ایلفریڈ سے صلح کر کے خود عیسائیت کا حلقہ بگوش بن گیا۔ ایلفریڈ نے اُسے اور اس کے ہمراہیوں کو انگلستان کا ایک حصہ بود و باش اختیار کرنے کے لئے دے دیا۔ اور یہ ڈینز بھی پُرامن شہری بن کر یہاں آباد ہو گئے ۔
ڈینز کا بادشاہ کینیوٹ (Canute) ایلفریڈ کی وفات کے بعد تقریباً دو سو برس تک

اس کی اولاد انگلستان میں حکومت کرتی رہی۔ مگر انھیں اکثر ڈینز کے تازہ گروہوں کے حملوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ کچھ عرصے کے لئے ایلفریڈ کی اولاد کو فرماں روائی سے دست بردار ہونا پڑا۔ اور ڈینز کا ایک سردار کینیوٹ انگلستان کا بادشاہ بن گیا۔ مگر ڈینی ہونے کے باوجود یہ شخص ایک اچھا حاکم ثابت ہؤا۔ اور ملک میں ضبط و نظم قائم رکھنے میں کامیاب ہوگیا۔ وہ دانا شخص دماغی توازن ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا۔ غالباً کوئی تاریخ نہیں۔ جس میں اس کی نسبت یہ لطیفہ درج نہیں کہ کینیوٹ کے درباری بادشاہ کی خوشامد کرتے ہوئے کہا کرتے کہ "ساری دنیا سرکار کی تابع فرمان ہے۔ اور اس وقت آپ ہی خشک و تر کے مالک ہیں" بادشاہ انھیں اکثر ٹوکتا۔ مگر وہ یہی کہے چلے جاتے۔ آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ سمندر کے عین کنارے پر اس کے لئے ایک کرسی بچھا دی جائے۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور بادشاہ اُس پر بیٹھ گیا۔ یہ وقت ساحل بحر کی جانب سے پانی کی لہر اُٹھنے اور ساحل پر آنے کا تھا۔ کینیوٹ نے پانی کو مخاطب کرکے کہا۔ کہ "خبردار! آگے نہ بڑھنا" مگر کمزور عناصر قدرت میں کمزور آواز کی شنوائی کہاں۔ پانی قانون قدرت کے مطابق بڑھتا چلا آیا۔ اور جلد ہی بادشاہ کی ٹانگیں بھیگ گئیں۔ اب کینیوٹ نے مسکرا کر درباریوں سے کہا۔ "نادانو! بے کار دعاوی کس قدر فضول ہیں۔ سمندر کا پانی میرا حکم نہیں مانتا" اس پر خوشامدیوں نے شرم سے گردنیں جھکا لیں ۔

<u>آخری سیکسن بادشاہ ایڈورڈ دی کنفیسر (Edward The Confessor) یعنی دیندار ایڈورڈ</u> کینیوٹ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے خانہ جنگی میں مشغول ہوگئے۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ سنہ ۱۰۴۲ء میں سیکسن قوم کا ایک شہزادہ ایڈورڈ انگلستان کا بادشاہ قرار پایا۔ جو انتظامِ حکومت کے لحاظ سے قطعاً ناقابل تھا۔ مگر مذہب کا نہایت پابند تھا۔ چنانچہ ایڈورڈ دی کنفیسر (دیندار ایڈورڈ) کے نام سے آج تک یاد کیا جاتا ہے ۔

<u>نارمن (Norman) قوم کا غلبہ</u> ایڈورڈ فرانس کے شمالی صوبہ نارمنڈی (Normandy) میں ۲۵ سال بطور جلا وطن کے زندگی بسر کرتا رہا۔ اس فرانسیسی صوبے پر بھی ڈینز نسل کے بعض قبائل حکمران تھے۔ اور اپنے نام کی نسبت سے اس علاقے کو نارمنڈی کہتے تھے۔ یہاں کے حاکم ولیم ڈیوک آف نارمنڈی (Duke of Normandy) اور جلا وطن ایڈورڈ کے دوستانہ تعلقات چلے آتے تھے۔ یہاں تک کہ ایڈورڈ نے وصیت کے ذریعے سے ولیم ہی کو اپنے بعد انگلستان کا حکمران نامزد کیا تھا۔ چنانچہ جب ایڈورڈ انگلستان آیا تو اپنے ہمراہ بہت سے نارمن امرا بھی لے آیا۔ اور انھیں دربارِ انگلستان میں بڑے بڑے عہدوں

پر فائز کر دیا ۔

جب ۱۰۶۶ء میں ایڈورڈ نے وفات پائی ۔ تو انگلستان کے سیکسن امراء و شرفاء نے بجائے اس کے کہ متوفی ایڈورڈ کی وصیت کے مطابق ولیم کو انگلستان آنے اور یہاں کی حکومت سنبھالنے کی دعوت دیتے ۔ اپنی ہی جماعت میں سے ایک بہادر اور جانباز سپاہی ہیرلڈ (Harold) کو اپنا فرماں روا انتخاب کیا ۔ اس پر ولیم سخت برافروختہ ہؤا ۔ اور تخت انگلستان بزور حاصل کرنے کے لئے ایک عظیم لشکر کے ہمراہ انگلستان کے جنوبی ساحل پر آ پڑا ۔ انگلستان والوں نے مقابلہ تو کیا ۔ مگر جب خود ہیرلڈ ہی عین میدان کارزار میں کام آ گیا ۔ تو انگریزوں کے دل ٹوٹ گئے ۔ اور وہ بے تحاشا پسپا ہونے ۔ اب ولیم نے لندن میں آ کر سیکسن عمائد کو مجبور کیا کہ اسے اپنا حاکم انتخاب کریں ۔ چنانچہ ۱۰۶۶ء میں کرسمس کے روز انگلستان کے شاہی گرجا ویسٹ منسٹر ایبے (West Minster Abbey) میں اس کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا ۔ اس طرح ولیم نہ صرف ایک ملک گیر و فاتح کی حیثیت سے بادشاہ بن گیا ۔ بلکہ انگریز عمائد کے اتفاق سے بادشاہ منتخب ہو کر اس نے دعویٰ تسلیم کرا لیا کہ وہی قانوناً اور حق بجانب فرماں روا ہوں ۔ اس کے علاوہ نارمن قوم کی قوت اس طرح بھی محفوظ و مضبوط کی گئی کہ انگلستان میں ولیم نے نارمن طریق کا "ضابطۂ زمینداری" رائج کر دیا ۔ جس کی امتیازی خصوصیتیں یہ تھیں ۔

(۱) تمام اراضی کا مالک بادشاہ ہے ۔ چنانچہ اس اصول کے ماتحت ولیم نے اپنے بڑے بڑے ہمراہیوں کو بڑی بڑی جاگیریں دے ڈالیں ۔ اور یہ بڑے بڑے زمیندار بادشاہ کے مزارعین قرار پائے ۔

(۲) ان زمینداروں نے اپنے ماتحت کاشتکار مقرر کئے ۔ گویا یہ لوگ درجۂ دوم کے مزارعین بنے ۔

(۳) زمینداروں کا فرض یہ قرار دیا گیا ۔ کہ جنگ کے وقت سامان جنگ اور سپاہی مہیا کریں ۔

(۴) اسی طرح کاشتکار بھی اپنی خدمات بوقت ضرورت زمیندار کے حوالے کریں ۔

(۵) جنگی خدمات کے علاوہ زمینداروں اور کاشتکاروں کے ذمے بعض رقوم بھی عائد کی گئیں ۔

یہ سب قواعد و ضوابط ایک کتاب بندوبست اراضی میں جمع کئے گئے ۔ جس کا نام ڈومزڈے بک (Domesday Book) تھا ۔ چنانچہ یہ "ضابطۂ اراضی" کئی صدیوں تک وہاں کام دیتا رہا ۔ یعنی :۔

(الف) ٹیکس کا رجسٹر۔ اور
(ب) قومی مردم شماری کی کتاب۔

نارمن فتح کے تاثرات | اس زمانے میں اکثر انگریز امرا ملکیت اراضی سے محروم ہو گئے اور امیر و غریب محکوم رعایا قرار پائے۔ چنانچہ اس وقت کے بعد پورے ایک سو سال تک کسی انگریز کو "نظام حکومت" اور "نظام مذہب" میں کوئی عہدہ نہ دیا گیا۔ مگر اہل انگلینڈ کو یہ فائدہ ضرور پہنچا کہ مشترکہ مصائب نے انھیں یک دل و یک جان کر دیا۔ کیونکہ نارمن لوگ انگریزوں کے ہر امیر و غریب پر یکساں مظالم توڑتے اور انھیں ذلیل کرتے تھے۔ البتہ تجارت۔ زراعت اور صنعت و حرفت میں روز بہ روز بیش از پیش ترقی ہوئی۔ کیونکہ انگلستان کے الگ تھلگ جزائر کے تعلقات براعظم یورپ کے ساتھ بڑھتے چلے گئے۔ سوداگر، صناع، معمار، نظام کلیسا کے چھوٹے بڑے افسر، دیندار، پارسا لوگ، سمندر پار سے انگلستان میں جوق در جوق آنے اور اپنے ہمراہ تہذیب جدید کے خیالات و جذبات لانے لگے۔ ان وقتوں میں عام لوگوں کی زبان تو انگریزی تھی۔ مگر حاکم قوم یعنی نارمن اپنی مخصوص فرانسیسی زبان بولتی تھی۔ اور نظام مذہب کے عہدہ داروں میں لاطینی زبان مروج تھی۔ نارمن فتح کے سبب اس وقت انگلستان میں دو باتیں ایسی ظہور پذیر ہوئیں۔ جو آگے چل کر انگلستان کے لئے طرح طرح کی تکالیف کا باعث بن گئیں۔ یعنی

(۱) غیر ملکی (نارمن) امرا میں تقریباً ساری اراضی کے منقسم ہو جانے کی وجہ سے بڑے بڑے طاقتور بیرنوں (Barons) کی ایک جماعت پیدا ہو گئی۔ جس کا خاص امتیاز جنگ جوئی اور ظلم تھا۔

(۲) نارمن قوم نے اپنے بڑے بڑے لوگوں کو نظام کلیسا میں بڑے بڑے عہدے دئے۔ پھر گرجا گھروں کو جن کے اخراجات کے لئے بڑی بڑی جائدادیں وقف تھیں۔ اپنے معاملات میں عدالتیں قائم کرنے اور بطور خود جھگڑے چکانے کا اختیار بھی دے دیا۔ اس طرح حکومت وقت کی کچہریاں الگ اور گرجے کی عدالتیں جدا قرار پائیں۔ اس دوگانہ نظام انصاف نے حکومت وقت اور نظام کلیسا کے مابین ایسے تنازعات کا بیج بو دیا جو صدیوں تک جاری رہا۔

نارمن خاندان کے سلاطین کا شجرۂ نسب

شاہ ولیم اول [illegible]

شہزادہ ایڈیلا	ہنری اوّل (Henry I) ۱۱۰۰-۳۵ء	شاہ ولیم دوم [illegible]

شاہ سٹیفن (Stephen) ۱۱۳۵-۵۴ء	شہزادی میٹلڈا (Matilda) جس نے کونٹ آف آنجو (Count of anJu) سے شادی کی

ہنری دوم ۱۱۵۴-۸۹ء

نواب آنجو کا خاندانی نشان[1] پلانٹا جینیٹا (Plantaganista) تھا۔ یہ ایک پہاڑی جنگلی جھاڑی ہے۔ جس پر سنگترے کے رنگ کا چھوٹا سا پھول لگتا ہے۔

جب ولیم اوّل یعنی ولیم فاتح نے [illegible] میں وفات پائی۔ تو اس کا بیٹا ولیم روفس (William Rufus) تخت نشین ہوا۔ چونکہ ولیم اوّل نارمن امرا کو طاقت ور بنا گیا تھا۔ اس لئے اس کا پہلا کردہ وا پھل اسی کے بیٹے کو کھانا پڑا۔ کہ یہ نارمن امرا اس کے بھائی یعنی نواب نارمنڈی سے مل گئے۔ پس ولیم دوم نے ناچار انگریزی قوم کی افواج سے مدد مانگی۔ اور اقرار کیا۔ کہ میں آئندہ انگریزوں پر بھی منصفانہ اور کریمانہ حکومت کروں گا۔ مگر ابھی یہ جھگڑے ختم نہ ہوئے تھے۔ کہ ۱۱۰۰ء میں یہ ان وعدوں کو وفا کئے بغیر مر گیا۔ جس کے بعد ہنری اوّل کو بھی اپنے بھائی نواب نارمنڈی اور اپنے باپ کے پروردہ نارمن امرا کے خلاف قوم انگریزی کی مدد حاصل کرنی پڑی۔ اگرچہ ہنری اوّل سخت کوش اور سخت کیش تھا۔ مگر قول وقرار کا پکا بھی ضرور تھا۔ اس نے انگریزی رعایا کو اس طرح بھی خوش کیا۔ کہ شہزادی ماڈ (Maud) کے ساتھ (جو ایلفریڈ اعظم کے خاندان سے تھی) شادی کر کے تعلقات خوشگوار کر لئے۔ اس پر انگریزوں نے اسے بڑی خوشی سے مدد دی۔ چنانچہ نارمنڈی میں ہنری کو ایک فتح بھی حاصل ہوئی۔ جس کے بعد اس نے از سر نو عدالتوں کی تنظیم شروع کی۔ ٹیکس کے قوانین میں اصلاحات کیں۔ اور گرجے کے افسروں کے ساتھ جھگڑے بند کر دئے۔ ۱۱۳۵ء میں جب ہنری دنیا سے رخصت ہوا۔ تو اس کے بعد سٹیفن (Stephen) تخت نشین ہوا۔ جس کا عہد ۱۱۵۴ء میں ختم ہوا۔ یہ ایک کمزور دل اور مرنجان مرنج شخص تھا۔ اس کے بست سال

[1] ممالک یورپ کے شاہی اور دوسرے بڑے بڑے خاندان اپنا ایک نشان مقرر کرتے ہیں۔ جو ڈھال۔ سر کی ٹوپی۔ جھنڈے اور خط وکتابت کے کاغذ پر منقش ہوتا ہے۔

دورِ حکومت میں نارمن امرا بالکل ہی کھل کھیلے۔ جو کچھ دل میں آتا۔ وہی کر گزرتے۔ کیونکہ کوئی جواب طلب کرنے والا نہ تھا۔ انھیں اپنی قوت کے بڑھانے اور رعایا پر ستم ڈھانے کا یہ موقع بھی مل گیا۔ کہ ہنری اوّل کی وفات پر اس کی اولاد میں سے صرف ایک بیٹی میٹلڈا یا ماڈ (Matilda or Maud) رہ گئی تھی۔ جس کی شادی مقدس شہنشاہِ روما سے ہوئی تھی۔ اس کا دارالحکومت ویانا (Vienna) تھا۔ شہنشاہ کی وفات پر اس نے دُوسری شادی ایک فرانسیسی نواب کونٹ آف آنجو (Count of Anju) سے کی۔ ہنری اوّل نے اپنی وفات سے پہلے اُمرائے انگلستان وغیرہ سے یہ وعدہ لیا تھا۔ کہ اس کے بعد ماڈ ملکۂ انگلستان تسلیم کی جائیگی۔ مگر جب وقت آیا تو امرا نے سب قول و قرار بالائے طاق رکھ دئے۔ اور بظاہر یہ عذرِ لنگ پیش کیا۔ کہ ہم عورت کے محکوم نہیں بننا چاہتے۔ پس اُنھوں نے سٹیفن کو تخت پر بٹھایا۔ اس کے بعد جلد ہی ماڈ ایک لشکر لے کر ساحلِ انگلستان پر آ دھمکی۔ اور خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ جس سے رعایا کو سخت مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بڑے بڑے امرا کو اس امر کی پروا تک نہ تھی۔ کہ فریقین میں سے تخت و تاج کون جیتے گا۔ اور کون دوسرے کو نیچا دکھلائے گا۔ انھیں غرض تھی تو یہ کہ خانہ جنگی سے ہم اپنی قوت بڑھائیں۔ اور نہتی رعایا کو پیٹ بھر کر لوٹیں۔ چنانچہ انگلستان پر دُہری مصیبت آئی۔ ایک تو یہی خانہ جنگی کے سبب کشت و خون اور فاقہ مستی۔ اور دُوسرے امرا کے ذاتی سپاہیوں کی لوٹ مار۔ حالت یہاں تک ابتر ہوگئی کہ امرا کے ملازم لوگوں کو خواہ مخواہ پکڑتے اور سخت اذیتیں دیتے تھے۔ تاکہ یہ مظلوم اپنی دولت اُگل دیں۔ غرض اٹھارہ برس متواتر قتل و غارت اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم رہا۔ اور آخر صلح اس بات پر ٹھہری کہ جب تک سٹیفن زندہ رہے۔ وہی حکومت کرے۔ اور اُس کے مرنے پر ماڈ کا بیٹا (جو اس کے دُوسرے خاوند نواب آنجو سے تھا) تخت و تاج کا وارث بنے۔ صلحنامہ کے بعد جلد ہی سٹیفن دنیا سے رخصت ہوگیا۔ اور اس کی جگہ ماڈ کا بیٹا ہنری دوم کے لقب سے تخت نشین ہوُا۔ سٹیفن کا عہد نارمن خاندان کے نظامِ اراضی کی تصویر اس کی بدترین صورت میں دکھاتا ہے۔ کہ کس طرح رعایا کی آبائی ملکیتوں کو فاتح لوگوں نے ہضم کر لیا۔ اور کس طرح ایک نوزائیدہ جماعت نے بے راہرو ہوکر نہ صرف ملک اور رعیّت بلکہ خود نظامِ حکومت اور قابضانِ ملوکیت کے حق میں کانٹے بھی بو دئے۔ جب ولیم فاتح جیسے حکمران کا آہنی پنجہ ڈھیلا ہوُا۔ تو نو دولت امرا نشۂ اختیار و اقتدار میں سرشار ہوگئے۔ جس سے فوجی اور جنگی مصلحتوں کی بنیاد پر تعمیر کی ہوئی عمارت سربلند رہنے کے بجائے سرنگوں ہوگئی۔ سٹیفن کچھ تو جبلّی کمزوری کے سبب اور کچھ خانہ جنگی کی مصروفیتوں کے باعث امرائے نارمن کو قابو میں نہ رکھ سکا۔ رعایا کی تباہ حالی

بھی دیکھی نہ جاتی تھی۔ مگر اصلاح حال بھی کچھ نہ ہو سکی۔

خاندان پلینٹیجنٹ (Plantagent) کے سلاطین کا شجرہ

(۱۱۵۴ء سے ۱۳۹۹ء تک)

ہنری دوم ۱۱۵۴-۱۱۸۹ء

شاہ جان (John) ۱۱۹۹-۱۲۱۶ء

جیوفرے Geoffery

شاہ رچرڈ اول (Richard I) ۱۱۸۹-۱۱۹۹ء

شہزادہ آرتھر (Arthur) ۱۲۰۳ء میں قتل ہوگیا

شاہ ہنری سوم (Henry III) ۱۲۱۶-۱۲۷۲ء

شاہ ایڈورڈ اول (Edward I) ۱۲۷۲-۱۳۰۷ء

شاہ ایڈورڈ دوم (Edward II) ۱۳۰۷-۱۳۲۷ء

شاہ ایڈورڈ سوم (Edward III) ۱۳۲۷-۱۳۷۷ء

ایڈورڈ بلیک پرنس جس نے ۱۳۷۶ء میں وفات پائی

شاہ رچرڈ دوم (Richard II) ۱۳۷۷-۱۳۹۹ء

جب ہنری دوم تخت نشین ہوا۔ تو اس کی مملکت بہت وسیع تھی۔ وہ نہ صرف انگلستان کا بادشاہ بنا۔ بلکہ براعظم یورپ میں اپنے ہمسایہ ملک فرانس کے بھی بہت سے علاقے کا حکمران ہوگیا۔ یہ علاقہ فرانس کی مملکت سے بھی بڑا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے باپ نواب انجو سے بھی ریاست آنجو ورثے میں پائی تھی۔ نیز اس نے ایک فرانسیسی شہزادی سے شادی کرلی تھی جس کی وسیع اراضی جنوبی فرانس میں تھی۔

فرانس کے بادشاہ کے ساتھ ہنری دوم کی مخالفت مدتوں جاری رہی۔ بلکہ ہنری کے عہد کے بیشتر حصے کا ایک خاص امتیاز یہی اَن بن تھا۔ کیونکہ شاہ فرانس اس کی بحری مملکت دیکھ کر آتش حسد میں جلتا رہتا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ فرانس کے علاقے تو ضرور ہنری سے چھین لے۔

ایک عظیم الشان حکمران ہنری دوم مؤرخ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہنری دوم نہ صرف ایک زبردست بادشاہ تھا۔ بلکہ تخت انگلستان پر جتنے فرماں روا ہو چکے ہیں۔ ان میں ایک خاص رتبہ و دبدبہ کا مالک تھا۔ تخت نشینی کے بعد اس کا پہلا فرض یہ تھا کہ اس طوائف الملوکی

اور تباہی کا قلع قمع کرے۔ جو اُس نے سٹیفن سے ورثے میں پائی تھی۔ اس فرض کو اُس نے بڑی مستقل مزاجی بلکہ سخت گیری کے ساتھ کامیابی سے ادا کیا۔ گزشتہ دَورِ حکومت میں نارمن امرا نے جو قلعے بلا اجازتِ شاہی تعمیر کرلئے تھے مسمار کرائے اور سرکش و متکبر امرا سے نہ صرف اپنی طاقت و جبروت کا لوہا منوایا۔ بلکہ انہیں قانون رائج الوقت کے مطابق اپنا رویہ درست کرنے پر مجبور کیا۔ ان وقتوں میں بعض بڑے بڑے امرا جو نواب بنے بیٹھے تھے۔ اپنے اپنے علاقوں میں عدالتیں قائم کر چکے تھے۔ ہنری دوم نے اس کا بھی سدِ باب کیا۔ اور اس امر کا انتظام کر دیا۔ کہ حکومت کے مقرر کردہ جج ہی مرکزی مقامات اور انگلستان کے طول و عرض میں دَورہ کرکے رعایا کا انصاف کریں۔ اس نے ایسے قوانین منضبط کئے۔ کہ ہر جگہ ایک ہی قانون نافذ ہو۔ چنانچہ اس کا قائم کیا ہوا انتظام قانون و عدالت آج تک جاری ہے۔ ہنری دوم نے ملک کی حفاظت اور دشمنوں کی مدافعت کے لئے رعایا کے ہر شخص کو آلاتِ حرب کا استعمال اور فنِ جنگ سکھانے کا انتظام کیا۔ اصلاحِ ملکی میں اس کی کوشش موفور کا یہ حال تھا کہ ملک کے گوشے گوشے میں متواتر دَورے کرتا تھا۔ جن کے باعث دو مسلسل دو شب کبھی کسی ایک مقام پر نہیں سویا۔

نظامِ کلیسا سے ہنری کا تنازع اور ٹامس بیکٹ کا قتل ۱۱۷۰ء اس زمانے میں عمائدینِ مذہبی کا یہ تقاضا تھا۔ کہ ہمارے ماتحت جتنے کارکن یا پادری ہیں۔ اُن سے اگر کوئی جرم سرزد ہو۔ تو صرف گرجے ہی کی عدالتیں اِن مقدمات کی سماعت کریں۔ حکومت کی عدالتوں کو اس میں دخل دینے کا کوئی حق نہ ہو۔ اس میں ایک اَور پیچ یہ آپڑا۔ کہ ہر وہ شخص جو تھوڑا بہت بھی پڑھا لکھا تھا۔ گرجے کا رکن تصور کرلیا جاتا۔ چنانچہ اس جھگڑے میں اگرچہ اس زمانے میں معمولی تعلیم نوشت و خواند بھی عام نہ تھی۔ لیکن پھر بھی بہت سے لوگ جو درحقیقت گرجے کے کارکن نہ تھے۔ محض پڑھے لکھے ہونے کی وجہ سے "حقوقِ کارکنانِ دینی" کا مطالبہ کرتے۔ اور حاصل کر لیتے تھے۔ دوسری پیچیدگی یہ آپڑی کہ گرجے کی عدالتوں کے ہاں سخت سے سخت سزا صرف یہ تھی کہ مجرم کا جرم ثابت ہو۔ تو اسے نظامِ کلیسا میں سے نکال دیں۔ اور حقوقِ کارکنانِ دینی سے محروم کر دیں۔ حالانکہ بُرے لوگوں کو ایسی سزا کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ بعض ایسے لوگ جو فرضی طور پر کارکنانِ دینی کی جماعت میں شامل ہو جاتے تھے۔ جب کوئی شدید جرم کر بیٹھتے تھے۔ تو صرف یہی خفیف سی سزا پاتے کہ ان کے حقوق جاتے رہتے اور بس۔ ہنری اس صورتِ حالات کی اصلاح کے درپے تھا۔ اُس نے کنٹربری کے لاٹ پادری ٹامس بیکٹ نامی کو جو اُس کا ذاتی دوست بھی تھا۔ اپنا وزیرِ اعظم بنایا۔ حالانکہ بیکٹ یہ عہدہ قبول کرنا

پسند نہ کرتا تھا۔ کیونکہ بادشاہ کا وزیر اعظم بننے سے اس کا یہ فرض تھا کہ بادشاہ کی تمام بنیادی
اور ملکی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے میں مدد دے۔ ان ہی تجاویز میں سے ایک یہ بھی تھی کہ نظام
دینی کے اختیارات کم کئے جائیں۔ بالخصوص دینی عدالتوں کا سدباب ہو۔ حالانکہ خود بیکٹ
نظام دینی کا سپہ سالار تھا۔ اور نہیں چاہتا تھا کہ نظام کلیسا کے اقتدار میں سر مو فرق آئے۔
مگر بادشاہ نے اسے وزیر اعظم بننے پر آمادہ کر لیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بیکٹ اور ہنری دوم دونوں
شعلہ مزاج تھے۔ دونوں میں سے ہر ایک اپنی رائے پر مصر رہتا۔ اور ہر وقت آپس میں تنازع
برپا ہوا کرتا۔ جس نے انجام کار انتہائی شدت اختیار کر لی۔ چنانچہ ایک موقع پر جب ہنری
دوم بہت تنگ آ گیا۔ تو بدحواسی کے عالم میں پکار اٹھا۔ کیا کوئی ایسا شخص نہیں۔ جو مجھے اس
پادری سے نجات دلائے۔ شاہی عتاب کے یہ الفاظ چار ایسے اشخاص نے سن پائے۔ جو
سمجھتے تھے کہ بیکٹ کی زندگی کا جھگڑا چکانے سے وہ بادشاہ سے نہ صرف انعام ہی پائیں
گے۔ بلکہ اس کے منظور نظر بھی ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ اسی وقت کنٹربری کی جانب
بھاگے۔ اور انھوں نے بیکٹ کو اس کے اپنے گرجے کے اندر عبادت گاہ کے مقام پر
قتل کر دیا۔

اب کیا تھا۔ ایک ہنگامۂ قیامت برپا ہو گیا۔ اور اس ہیبت ناک سانحے کا نتیجہ
یہ ہوا کہ ہنری دوم کو دنیا کے سامنے سخت نادم ہونا پڑا۔ چنانچہ اس نے بیکٹ کی قبر پر جا کر
اپنی شرمساری کا اظہار اور گناہ و جرم کے اقرار کے ساتھ اس امر کا وعدہ کیا کہ میں آئندہ گرجے
کے اقتدار و اختیار میں دخل نہ دوں گا۔

ہنری دوم کے عہد کا آخری حصہ زیادہ تر فرانس میں گزرا۔ وجہ یہ تھی کہ اس کے اپنے
بیٹے باپ سے باغی ہو کر شاہ فرانس سے مل گئے تھے۔ جس سے ہنری کو سخت صدمہ پہنچا۔ اور
جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی۔ کہ اس کا سب سے چھوٹا اور منظور نظر بیٹا جان (John) بھی
دشمن کا دوست بن کر باپ سے الگ ہو گیا۔ تو بوڑھا بادشاہ اس انتہائی غم و اندوہ کی تاب
نہ لا سکا۔ اور اس جاں گداز خبر کے سنتے ہی نڈھال ہو کر بستر مرض پر لیٹ گیا۔ جو البتہ اس
کے لئے بستر مرگ ثابت ہوا۔ اور ۱۱۸۹ء میں فوت ہو گیا۔

رچرڈ اول (Richard I) ۱۱۸۹-۹۹ء | ہنری دوم کے بعد اس کا لڑکا رچرڈ اول کے لقب
سے تخت نشین ہوا۔ جو تاریخ میں شیر دل رچرڈ کے نام سے مشہور ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی
اس کے عہد کا اکثر و بیشتر حصہ یورپ کے جنوب میں جزیرہ روم کے مشرقی ساحل پر ایشیائے
کوچک کے ملک فلسطین میں مسلمان فاتحین کے خلاف جنگ کرنے میں بسر ہو گیا۔ جس کا مدعا

یہ تھا کہ ان مقدس مقامات کو مسلمانوں سے واپس لیا جائے ۔ جو فلسطین میں واقع ہیں ۔ اور جنھیں عیسائی خصوصیت کے ساتھ اپنی دینی اور متبرک عبادت گاہیں تصور کرتے تھے ۔ بلکہ یہودیوں اور مسلمانوں کے نزدیک بھی یہ مقدس مقام قابلِ احترام تھے ۔ اور ہیں ۔ عیسائی مؤرخ لکھتے ہیں کہ "جب مسلمان فاتحین فلسطین کو قبضے میں لا چکے ۔ تو آغاز کار میں وہ عیسائی زائرین کے آنے جانے میں تعرض نہ کرتے تھے ۔ مگر بعد میں مسلمان حکام کا سلوک عیسائیوں کے ساتھ اچھا نہ رہا" چنانچہ یورپ کی عیسائی اقوام کے بادشاہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کا طویل سلسلہ چھیڑ دیا ۔ جو ۱۰۹۵ء سے ۱۲۷۰ء تک جاری رہا ۔ تاریخ میں یہ معرکے محاربات صلیبی کے نام سے مشہور ہیں ۔ یہ تعداد میں سات تھے ۔ مگر دولِ یورپ تقریباً دو صدیوں تک متواتر جنگ کرنے کے باوجود ناکام رہیں ۔ انگریز بادشاہ رچرڈ نے ان میں سے تیسرے محاربے میں بڑے زور شور سے حصہ لیا ۔ اور اسی وجہ سے شیر دل رچرڈ کہلایا ۔ مگر کامیابی اسے بھی نہ ہوئی ۔ ۱۱۹۹ء میں رچرڈ دنیا سے رخصت ہوا ۔ اور اس کا بھائی جان (John) تختِ انگلستان پر متمکن ہوا ۔

حریتِ انگلستان کی سندِ عظیم ۱۲۱۵ء انگلستان کا ایک امتیاز خصوصی بلکہ بعض کے نزدیک بزرگ ترین اور بہترین امتیاز یہ ہے ۔ کہ انگریزوں نے اپنے ہاں آئینی یا دستوری حکومت قائم کرنے میں بادشاہ کی ملوکیت بھی قائم رکھی اور اس کے ہمراہ محکوموں اور رعایا کو بھی مشاورتِ حکومت میں شمولیت کے حقوق دلائے ۔ گویا قانون ۔ دستور یا آئین ایسا بنایا کہ راعی اور رعایا دونوں ایک سلک میں منسلک ہو گئے ۔ مگر آج بیسویں صدی عیسوی کے پینتیسویں سال میں جب انگلستان کے بادشاہ اور ہندوستان کے شہنشاہ جارج پنجم (George V) کی سلور جوبلی منائی جا رہی ہے ۔ اور اس وقت ہم حکومتِ انگلستان کی جو ہیئتِ ترکیبی دیکھ رہے ہیں ۔ یہ عظیم الشان نظام و دستور ایک دن میں مرتب نہیں ہوا ۔ بلکہ اس کی نشو و نما اور موجودہ ارتقا نے صدیوں کا عرصہ لیا ہے ۔ راعی رعایا اور امرا کے درمیان بیسیوں بار تلوار چلی ۔ خون کے دریا بہ گئے ۔ مگر رعایا کا استقلال دستور کی عمارت برابر تعمیر کرتا رہا ۔ اور انگلستان کی تاریخ میں وہ واقعات غالباً باقی سب سے زیادہ اہم ہیں ۔ جو تعمیر حکومتِ دستوری کے اجزا ہیں ۔ اور جن کا مفکرانہ مطالعہ ہندوستانیوں کے لئے خاص طور پر سود مند ہے ۔ آئینی یا دستوری حکومت کا سنگِ بنیاد رعایا کی آزادی اور سیاسی حقوق ہیں ۔ مگر یہاں یہ امر قابلِ تحریر ہے کہ لفظ آزادی کے مفہوم اور معنی محدود ہیں ۔ اس کے لئے انگریزی لفظ لبرٹی (Liberty) کا جو منشا اور مدعا ہے ۔ وہ ہماری زبان میں لفظ "حریت" سے بہترین طور پر واضح ہو جاتا

ہے۔ حریت انگلستان کے حصول۔ رعایا کے حقوق کی تنظیم اور تخصیص کی طرف جو پہلا قدم اٹھایا گیا۔ یہ شاہِ جان کے عہد کا ایک اور اکیلا عظیم الشان واقعہ ہے۔ اہل انگلستان اس بادشاہ سے حد درجہ متنفر تھے۔ اور کوئی اسے قابل اعتبار تصور نہ کرتا تھا۔ اس نے شاہ فرانس کے خلاف جنگ کی جس میں نہ صرف ناکام رہا۔ بلکہ فرانس کے اندر ان وسیع قطعات کے بیشتر حصے سے بھی محروم ہو گیا۔ جو اس کے باپ کے قبضے میں تھے۔ فرانس کی ناکام واپسی کے بعد جب جان خود انگلستان میں آیا۔ تو سارا لشکر ضائع یا منتشر ہو چکا تھا۔ لہذا امرا و عمائد انگلستان نے تہیہ کر لیا تھا کہ اس کمزوری کے وقت وہ اپنے بادشاہ کو اچھی حکومت کرنے پر مجبور کریں گے چنانچہ انھوں نے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا۔ اور سنہ ۱۲۱۵ء میں ایک صحیفہ تحریر کیا۔ اور اُسے سند عظیم کا نام دیا۔ تاریخ انگلستان میں یہ تحریر "حریت برطانیہ کے سنگ بنیاد" کے نام سے مشہور ہے۔ جسے جان نے طوعاً و کرہاً منظور کر لیا۔ اس میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ

(۱) شاہِ انگلستان اپنی رعایا پر عمدگی سے حکومت کرے گا۔

(۲) رعایا کی آزادی کی حفاظت کرے گا۔

(۳) رعایا سے ان کی رضامندی کے بغیر روپیہ وصول نہ کرے گا۔

(۴) عدل و انصاف کے معاملے میں کسی کے ساتھ رعایت روا نہ رکھے گا۔

(۵) ہر شخص کو اس پر باقاعدہ مقدمہ چلائے اور منصفوں سے سزا دلوائے بغیر از خود تسید نہ کرے گا۔

اس طرح رعایا کی آزادی تسلیم کر لی گئی۔ اور ان کے بنیادی حقوق کی تخصیص ہو گئی۔ تاریخ انگلستان کا یہ ایک اہم واقعہ ہے۔ کہ جان کے بعد ہر بادشاہ اس امر پر مجبور رہتا کہ اس سندِ عظیم کی تجدید کرے۔ اور اس پر عمل پیرا ہونے کا اقرار کرے۔ چنانچہ جان کے بعد تیس بار یہ تجدید عمل میں آئی۔

<u>انگلستان کی پہلی پارلیمنٹ سنہ ۱۲۶۵ء</u> | سنہ ۱۲۱۶ء میں یعنی سندِ عظیم کی تحریر کے ایک سال بعد جان کی ہستی سے ارضِ انگلستان پاک ہوئی۔ مگر حالات سخت ابتر تھے۔ اب اُس کا نابالغ لڑکا ہنری سوم کے نام سے تخت نشین ہوا۔ اور پورے چھپن برس سنہ ۱۲۷۲ء تک حکومت کرتا رہا۔ شروع میں بادشاہ کی کم عمری کے سبب ایک قابل اور دانا امیر اس کے نام سے عمدگی اور دانائی کے ساتھ حکومت چلاتا رہا۔ مگر جب ہنری سوم بالغ ہوا۔ اور حکومت کا کام اس نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو وہ بھی لائق حاکم ثابت نہ ہوا۔ وہ مزاج کا اتنا کمزور واقع ہوا تھا۔ کہ اپنی بیوی اور اس کے رشتہ داروں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا رہتا تھا۔ ان لوگوں نے بھی اپنے

آپ کو بادشاہ کا منظور نظر پاکر خوب ہاتھ پاؤں نکالے۔ اور بڑی بڑی جائدادوں اور زر خطیر سے اتھ رنگے۔ اس پر اُمرائے انگلشیہ سخت برافروختہ ہوگئے۔ بادشاہ کا یہ حال تھا۔ کہ ہمیشہ مقروض رہتا تھا۔ کیونکہ جو کچھ پاتا۔ اس سے کچھ بڑھ کر ہی اپنے خوشامدیوں کو دے ڈالتا۔ اس نے بار بار سندِ عظیم کی خلاف ورزی کی۔ حالانکہ وہ اسے تسلیم کرچکا تھا۔ انجام کار جب حالات نے نہایت قبیح صورت اختیار کرلی۔ تو امرا نے اتحاد کرکے آکسفورڈ (Oxford) کے مقام پر ۱۲۵۸ء میں ایک تحریر تیار کی۔ جو تاریخ میں" قواعد وضوابط آکسفورڈ" کہلاتی ہے اس ضابطے کے ذریعے سے حکومت کا کام بادشاہ کے ہاتھوں سے لے کر امرا کی ایک کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔ اور غیر ملکی امرا انگلستان سے نکال دئے گئے۔ شروع میں یہ کمیٹی حکومت کا کام اچھی طرح چلاتی رہی۔ مگر اس سے بھی عام رعایا کو چنداں فائدہ نہ پہنچا۔ کیونکہ امرا جو کچھ کرتے تھے۔ زیادہ تر اپنے ذاتی مفاد کے لئے کرتے تھے۔ اس وقت ایک مردِ خدا سائمن ڈی مانٹفورڈ (Simon de Montford) نامی میدانِ عمل میں نکلا۔ جو چاہتا تھا۔ کہ حکومت کے ارکان اپنا کام رفاہِ عام کی خاطر کریں۔ اس پر خود غرض امراء سائمن اور اس کے رفقا کے درمیان تنازع پیدا ہوگیا۔ ہنری سوم جو کمزور دل اور بے وقوف تھا۔ اس کا بیٹا ایڈورڈ اس وقت عین عالم شباب میں تھا۔ اور اس کی شخصیت باپ کی ضد واقع ہوئی تھی۔ یہ نوجوان دانا، پختہ کار اور قوی دل واقع ہوا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قوت ارادی بلا کی تیز رکھتا تھا۔ جب امرا کی آپس ہی میں پھوٹ پڑگئی۔ تو باپ بیٹے نے اس موقع کو غنیمت جانا۔ اور اس سے فائدہ اٹھانے کے درپے ہوگئے۔ بہت سے شاہ پسند ان کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے۔ اور امرا کے خلاف جنگ کی ٹھن گئی۔ اس پر ان لوگوں کو بھی باہم تعاون کرنے میں مصلحت نظر آئی۔ چنانچہ سائمن ڈی مانٹ فورڈ کی نیابت میں امرا نے مل کر شاہ پسندوں کے خلاف میدانِ رزم گرم کیا۔ اسے جنگِ امرا کہتے ہیں۔ ۱۲۶۴ء میں سائمن اور اس کے رفقا کو فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی۔ اور ہنری سوم اور اس کا بیٹا ایڈورڈ قید کرلئے گئے۔ اب انگلستان کا اصلی حاکم گویا فرماں روا سائمن بن گیا۔

اس نے ۱۲۶۵ء میں ایک پارلیمنٹ طلب کی۔ اس وقت تک جب کبھی سرکردہ لوگوں کے اجلاس منعقد ہوتے اور بادشاہوں سے حقوق مانگے جاتے تھے۔ تو یہ مجالس شوریٰ صرف امراء پر مشتمل ہوتی تھیں۔ سائمن نے یہ نقشہ بالکل بدل ڈالا۔ اس نے ہر کونٹی (County) سے جسے صوبہ کہنا چاہئے۔ دو دو مختلف نمائندے بلائے۔ اور ہر بڑے شہر کو حکم دیا کہ اپنے اپنے ہاں کے قابل لوگوں میں سے دو دو نمائندے انتخاب کرکے بھیجیں۔ تاکہ وہ پارلیمنٹ میں

بیٹھیں۔ جس سے عام رعایا کے نمائندوں کو پارلیمنٹ میں شمولیت کا حق حاصل ہو گیا۔ رعایا کے نمائندوں کو پارلیمنٹ میں نشستیں دینے کے متعلق سائیمن نے یہ اصول مدنظر رکھا تھا کہ امرا کے علاوہ رعایا کے باقی جملہ طبقوں کو بھی یہ موقع دیا جانا چاہئے کہ وہ ملک کی حکومت کے کاروبار میں رائے دیں۔ اور حصہ لیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ سائیمن کو مؤرخوں نے "بطانوی پارلیمنٹ کا بانی" قرار دیا ہے۔ مگر سائیمن کی طاقت کی مدت چند روزہ ثابت ہوئی۔ یعنی پورا ایک سال بھی اسے قرار نصیب نہ ہؤا۔ وجہ یہ تھی کہ اگرچہ وہ بڑا دانا تھا۔ مگر خود پسند۔ خودرائے اور جھگڑالو بھی تھا۔ بعض قدامت پسند امرا اس سے اس لئے متنفر تھے کہ وہ عامۂ خلائق کا ہمدرد اور ان کے اثر و رسوخ کا متمنی تھا۔ بعض دیگر امرا کا یہ خیال تھا کہ سائیمن حریص ہے۔ اور صرف اپنی سربلندی و سرکردگی کے لئے اس نے یہ ریا کا لباس پہن رکھا ہے۔ چنانچہ سائیمن اور امرا کے درمیان تنازعات برپا ہوئے۔ اس وقت پیرانہ سر ہنری سوم ضعیف ہو چکا تھا۔ شاہ پسندوں کا اصل قائد و رہبر اس کا بیٹا ایڈورڈ بن گیا۔ جو بڑی چالاکی سے قید خانے سے فرار ہو کر سائیمن کے دشمنوں سے جا ملا۔ لڑائی ہوئی۔ اور ۱۲۶۵ء میں سائیمن شکست کھا کر مقتول ہؤا۔ اب ایڈورڈ نے اپنے باپ کو دوبارہ تخت پر بٹھایا۔ اور بادشاہ کی وفات کے وقت ۱۲۷۲ء تک ملک میں امن رہا۔ بادشاہ کو دوبارہ تخت نشین کرنے کے سال دو سال بعد ایڈورڈ محاربات صلیبی میں حصہ لینے کے لئے فلسطین چلا گیا۔ مگر اب ان محاربات کے خاتمے کا وقت آ گیا تھا۔ ایڈورڈ بھی وہاں دیگر یورپین سلاطین اور شہزادوں کی طرح ناکام رہا۔ اور ابھی وہیں تھا کہ ادھر ہنری سوم مر گیا۔ اور ایڈورڈ دو سال بعد انگلستان پہنچا۔

ظاہر ہے کہ گو سائیمن ڈی مانٹ فورڈ کا اقتدار ایک برس سے زیادہ قائم نہ رہا۔ مگر جس ادارہ یعنی پارلیمنٹ کی بنیاد اس نے ڈالی تھی۔ وہ روز بروز ترقی کرتا گیا۔ پس شہرت عام اور گویا بقائے دوام کا سہرا اسی کے سر باندھا گیا۔ چنانچہ اس کے بعد جب پارلیمنٹ کا باقاعدہ انعقاد ہونے لگا۔ تو پارلیمنٹ کے ارکان کی طلبی سائیمن کے قائم کردہ اصول کے مطابق ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ جب ہنری سوم کے بیٹے ایڈورڈ اوّل نے انگلستان کی نیشنل پارلیمنٹ (National Parliament) قائم کی۔ تو اسے حکومت انگلستان کا ایک مستقل جزو قرار دیا۔

ایڈورڈ اوّل، ایڈورڈ دوم، ایڈورڈ سوم، اور رچرڈ دوم | مذکورہ چار سلاطین کے سنین حکومت کے لئے پلینٹیجنیٹ خاندان کا شجرہ دیکھیں۔ پیشتر اس کے کہ چودھویں صدی عیسوی کے

واقعات پر نگاہ ڈالی جائے۔ تیرھویں صدی کے آخری حصے اور تیرھویں صدی کے زمانہ آغاز کے حالات پر تبصرہ کرنا ضروری ہے۔ ایڈورڈ اول ۱۲۷۲ء میں اپنے باپ ہنری سوم کی وفات پر انگلستان کا بادشاہ بنا۔ اس وقت انگلستان کے انگریز باشندے یعنی اینگلو سیکسن قوم کی اولاد اور نارمن فاتحین دونوں آپس میں اس قدر خلط ملط ہو چکے تھے۔ کہ اب وہ ایک ہی قوم یعنی انگریز نظر آتے تھے۔ اس اختلاط۔ یکجہتی اور یک رنگی کا ایک بڑا باعث یہ تھا کہ انگلستان کے نارمن امرا اپنی فرانس کی اراضی کھو چکے تھے۔ اور اب وہ کامل طور پر اس ملک کو اپنا اصل وطن قرار دے رہے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اصل انگریز اور نارمن ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہوتے گئے۔ شادی بیاہ کے رشتے بھی آپس ہی میں قائم ہو گئے جو اس سے پہلے نہ ہوتے تھے۔ اور انھیں سے ایک نئی مخلوط زبان انگریزی پیدا ہو گئی۔ جو اینگلو سیکسن زبان اور نارمن والوں کی فرانسیسی زبان کے مرکب ہو جانے سے صورت پذیر ہوئی۔ غرض ایڈورڈ اول کو اپنی تخت نشینی کے وقت ایک مشترک زبان بولنے والی اور ایک مذہب کی پابند رعایا سے سابقہ پڑا۔ جو انگلستان ہی کو اپنا وطن قرار دیتی تھی۔ اور امن وعافیت سے تجارت اور صنعت وحرفت میں ترقی کرنے کے علاوہ ایک آئینی حکومت کے ماتحت قومی زندگی بسر کرنا چاہتی تھی۔ اتفاق حسنہ سے اس قوم کو اس وقت بادشاہ بھی قابل اور کارکن ملا۔ ایڈورڈ اول حقیقت میں ایک عظیم الشان حکمران ثابت ہوا۔ وہ نہ صرف ایک بہادر اور جانباز سپاہی تھا۔ بلکہ دانا۔ فرزانہ دوربین اور قانون ساز بھی تھا۔ اس کے علاوہ تدبیر ملکی میں یکتائے روزگار اور کاروبار حکومت میں اعلیٰ درجے کا ناظم تھا۔

ابتدائے عہد میں ایڈورڈ نے بعض ایسے قانون مدون اور نافذ کئے۔ جو آج ساڑھے چھ صدیوں کے گزرنے پر بھی خاص اہمیت کے سرمایہ دار ہیں۔ جائداد کی ملکیت اور وراثت کے متعلق اس کے رائج کردہ قانون مدتوں تک جوں کے توں عمل میں آتے رہے۔ انگلستان کے قانون کا وہ قاعدہ جس کے رو سے ہر شخص کی جائداد اس کی وفات پر بڑے بیٹے کو ملتی ہے۔ اور آبائی جائداد کے انتقال کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ ایڈورڈ ہی کے عہد کی یادگار ہے۔

دادرسی اور تنظیم عدالت کے ضمن میں بھی ایڈورڈ کی اصلاحات نے گویا انقلاب پیدا کر دیا۔ اس سے پہلے انگلستان کے مختلف مقامات میں مختلف قسم کی عدالتیں اور مختلف قوانین رائج تھے۔ اس نے اس تمام نظام میں ایک بڑی حد تک یکسانی اور یک رنگی پیدا کر دی۔ چنانچہ اس کے عہد میں وہ ضابطۂ قانون پیدا ہوا۔ اور اس کے بعد حسب ضرورت پیدا

ہوتا چلا گیا۔ جو سارے انگلستان میں مشترکہ تھا۔ اور جو اس وقت بھی قانون مشترکہ کہلاتا تھا۔ اور اب بھی۔

فتوحات کے سلسلے میں ایڈورڈ نے انگلستان کا مغربی علاقہ ویلز فتح کیا۔ جہاں اصلی برطانوی یعنی اینگلوسیکسن قوم کے ورود سے پہلے انگلستان کے باشندے رہتے تھے۔ یہ برطانوی اس وقت بھی بڑے سخت جان تھے۔ اور پہاڑوں میں رہنے کے سبب شدید مصیبت آسانی سے برداشت کرنے کے عادی تھے۔ ایڈورڈ کے وقت تک شاہان انگلستان انھیں مغلوب نہ کر سکے تھے۔ ایڈورڈ نے ان پر فتح پائی۔ اور ان برطانویوں کے قومی وقار کو قائم رکھنے اور ان کا دل مٹھی میں لانے کے لئے اس نے اپنا نوزائیدہ بچہ دکھا کر کہا۔ "یہ ہے تمہارا شہزادہ" جو یہیں پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ اس وقت سے آج تک ہر شاہ انگلستان کا بڑا بیٹا یعنی وارث تخت وتاج "پرنس آف ویلز" (Prince of Wales) یا ویلز کا شہزادہ کہلاتا ہے۔

ایڈورڈ نے سکاٹ لینڈ کو فتح کرنے کی کوشش بھی کی۔ اور ایک موقع پر سکاٹ لینڈ کے حکمران سے یہ بھی تسلیم کرا لیا کہ وہ ایڈورڈ بادشاہ انگلستان کے ماتحت ہے۔ مگر کچھ ایڈورڈ کی سختیوں کے سبب اور کچھ دوسری وجوہ سے انجام کار سکاٹ لینڈ خود مختار ہو گیا۔ اور انگلستان کی ماتحتی کا جوا گردن سے اتار پھینکا۔ ابھی سکاٹ لینڈ سے جنگ جاری ہی تھی کہ ایڈورڈ اوّل نے وفات پائی۔

دی ماڈل پارلیمنٹ ۱۲۹۵ء (Model Parliament) ایڈورڈ اوّل کے عہد کا اہم ترین واقعہ ماڈل پارلیمنٹ ہے یعنی ایسی پارلیمنٹ جسے نمونہ قرار دے کر ہمیشہ اسی کے مطابق پارلیمنٹ کا انتخاب ہو۔ اور اسی کے اصولوں کے مطابق پارلیمنٹ کو کام کرنا چاہئے۔ اس کا انعقاد ۱۲۹۵ء میں ہوا۔

سائمن ڈی مانٹ فورڈ کی پارلیمنٹ کی طرح اس میں بھی تین اقسام کے نمائندے طلب کئے گئے یعنی:۔

(۱) چرچ (Spiritual) گرجا یا نظام دینی کے بڑے بڑے قائد۔

(۲) لارڈز (Lords) خاندانی اور امارت کے خطاب یافتہ امیر۔

(۳) کامنز (Commons) عامہ خلائق کے نمائندے۔

نیز قرار پایا کہ پارلیمنٹ دو حصوں یا ایوانوں میں منقسم ہو۔ یعنی ہاؤس آف لارڈز (House of Lords) یا دار الامرا۔ اس میں دولت و ثروت اور نظام دینی سے متعلق ارکان جمع ہوں۔ اور ہاؤس آف کامنز (House of Commons) یا دار العوام۔ اس میں

عامہ خلائق کے نمائندے ہوں۔ جو مختلف حلقوں یا صوبوں یا کاؤنٹیوں (Counties) یا شہروں اور قصبوں سے منتخب ہو کر آئیں۔ اس نمونے کی قابل تقلید پارلیمنٹ کو بعض اوقات پارلیمنٹوں کی ماں بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بعد آنے والی پارلیمنٹوں کی نقل اسی پہلی اصل سے کی گئی۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس پارلیمنٹ کے بعد ہمیشہ وقتاً فوقتاً پارلیمنٹ طلب کی جاتی رہی ہے۔ اور اس سلسلے میں کبھی رخنہ نہیں پڑا۔ بعض اوقات بعض حالات کے سبب ایسا بھی ہوا ہے کہ سالہا سال تک پارلیمنٹ طلب نہیں کی گئی۔ مگر شاہان انگلستان کے لئے یہ امر ہمیشہ لازم رہا ہے۔ اور ان کی ضرورت جبھی پوری ہوئی ہے کہ پارلیمنٹ کو طلب کریں۔ اور بالخصوص اس لئے کہ جب بادشاہوں کو حکومت کا کاروبار چلانے کے لئے روپے کی ضرورت پڑی۔ تو لامحالہ انہیں پارلیمنٹ طلب کرنی ہی پڑی۔ اور اس طرح ضروریات اور حالات وقت کے مطابق نئے قانون بنانے کے لئے بھی پارلیمنٹ کے مشوروں۔ تجویزوں اور منظوری حاصل کئے بغیر بادشاہوں کے لئے کوئی چارہ نہ رہا۔

ایڈورڈ دوم ۱۳۰۷ء-۲۷ء | مگر اسی صدی کے حالات پر یک جا تبصرہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت انسان (جس میں شاہی خاندان کے افراد اور عام رعایا بھی شامل ہیں) کا یہ قاعدہ ہے۔ ایڈورڈ اوّل کا بیٹا ایڈورڈ دوم باپ کے خصائل نہ پا سکا۔ اس نے اپنا سارا عہد چالاک اور کم اندیش لوگوں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن کر گزار دیا۔ ایڈورڈ اوّل نے اپنے عہد میں ایک خاص کام سکاٹ لینڈ کے خلاف جنگ کرنا اختیار کر رکھا تھا۔ جس میں اسے کبھی کبھی کچھ کامیابی بھی ہو جاتی تھی۔ اُسے اس جنگ کے ساتھ اتنی دل بستگی تھی۔ کہ مرتے وقت بھی اسے جاری رکھنے کی وصیت کر گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انگریز رفتہ رفتہ سکاٹ لینڈ سے نکال دئے گئے۔ اور وہاں کا صرف ایک قلعہ سٹرلنگ (Sterling) ان کے قبضے میں رہ گیا۔ اب تو غافل ایڈورڈ کو بھی ہاتھ پاؤں ہلانے کی سوجھی۔ ایک لشکر سٹرلنگ پر مستقل قبضہ قائم رکھنے کے لئے بھیج کر خود اس کا راہبر بنا۔ مگر سکاٹ لینڈ کے مشہور و معروف محبِ وطن بادشاہ رابرٹ بروس (Robert Bruce) نے ۱۳۱۴ء میں بینک برن (Bannockburn) کے معرکے میں اسے شکست فاش دے کر واپس کر دیا۔ اب ایڈورڈ نے سکاٹ لینڈ فتح کرنے کا خیال ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا۔ اور اگرچہ صلح ہو گئی۔ مگر دونوں قوموں میں مدتوں تک مخاصمت جاری رہی۔ اور اکثر ایک دوسری کے خلاف ہتھیار اٹھاتی رہیں۔

بادشاہ کا معزول کیا جانا | ایڈورڈ کا باقی زمانہ امرا کے ساتھ لڑنے جھگڑنے اور اپنی بیوی اسابیلا (Isabella) کے ساتھ جو ایک فرانسیسی شہزادی تھی۔ برسرِ پرخاش رہنے میں گزرا۔ آخر

بدانتظامی اس قدر بڑھی کہ امرا نے بادشاہ کو معزول کرنے کی ٹھان لی۔ چنانچہ پارلیمنٹ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اور ارکان حکومت نے کثرت رائے سے قرار دیا کہ آئندہ ایڈورڈ دوم حکومت کے قابل نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسے عہدۂ شاہی سے مجبوراً مستعفی ہونا پڑا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ایڈورڈ سوم تخت نشین ہوا۔ مگر ایڈورڈ دوم کی معزولی ہی کافی نہ سمجھی گئی۔ بلکہ اس کے بعد اسے جلد ہی قتل کر دیا گیا۔

ایڈورڈ سوم ۱۳۲۷ء تا ۱۳۷۷ء اور جنگ صد سالہ ایڈورڈ سوم کے پنجاہ سالہ عہد کا بیشتر حصہ فرانس کے خلاف جنگ کرنے میں گزرا۔ اس جنگ کا آغاز ۱۳۳۸ء اور انجام ۱۴۵۳ء میں ہوا۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ اس تمام و کمال مدت میں انگریز اور فرانسیسی متواتر لڑتے رہے۔ یہ بھی بعض وقفوں کے ساتھ جنگ ہوتی رہی۔ اور جذبات دشمنی بہرحال اس سارے عرصے میں برابر مشتعل رہے۔ اس جنگ صد سالہ کے اسباب حسب ذیل تھے:۔

(۱) فرانسیسیوں نے انگریزوں کے خلاف اہل سکاٹ لینڈ کو مدد دی تھی۔

(۲) انگریز اور فرانسیسی ملاح بالعموم رودبار انگلستان میں لڑتے رہتے تھے۔

(۳) فرانسیسی اُون کی تجارت کے کاروبار میں جو انگریزوں نے یورپ کے ملک فلینڈرز (Flanders) کے ساتھ قائم کر رکھا تھا۔ حارج ہوتے تھے۔ ان دنوں میں انگریزی قوم کی دولت و ثروت کا سب سے بڑا وسیلہ بھیڑوں کا پالنا اور فلینڈرز والوں کے ہاتھ اون بیچنا تھا۔ جہاں اُون کا کپڑا بُنا جاتا تھا۔

(۴) جنوبی فرانس کا جنوبی علاقہ گیسکنی (Gascony) اس وقت بھی انگریزوں کے قبضے میں تھا۔ اور فرانسیسی اسے واپس لینا چاہتے تھے۔ حالانکہ انگریزوں کا دعویٰ یہ تھا کہ گیسکنی بھی شاہ انگلستان کے مقبوضات کا ویسا ہی ایک حصہ ہے۔ جیسا کہ خود انگلستان کے علاقے۔

(۵) ان وجوہ کی بنا پر جب جنگ چھڑ گئی۔ تو اب ایڈورڈ سوم نے اپنا ایک اور دعویٰ بھی پیش کیا۔ یعنی وہ خود فرانس کا فرماں روا ہونے کا دعویدار بنا۔ اور اس کے لئے یہ دلیل لایا کہ اب کے فرانس کے تین آخری حکمران جو بھائی بھائی تھے۔ لاولد مر گئے ہیں۔ اور صرف ایک بہن اسابیلا باقی ہے۔ جو میری ماں ہے۔ اور اگر قانون فرانس کے مطابق کوئی عورت حکمران نہیں ہو سکتی۔ تو وہ اپنا حق شاہی مجھے یعنی اپنے بیٹے کو عطا کر سکتی ہے۔ اس لئے اسابیلا کا چچیرا بھائی فلپ (Phillip) جو اس وقت فرانس کا بادشاہ بنا دیا گیا ہے تاج و تخت کا حقدار نہیں ہو سکتا۔ اور حقیقتاً یہ حق

مجھے پہنچتا ہے۔پس فرانس کا جائز حکمران میں ہی ہوں +

دوران جنگ میں کریسی (Cressy) کے مقام پر ایڈورڈ سوم نے ایک زبردست معرکہ مارا۔ اس اور بہت سی دوسری فتوحاتِ انگلشیہ کا سہرا انگریز تیراندازوں کے سر باندھنا چاہیئے۔ ان کی کمانیں آٹھ فٹ لمبی ہوتی تھیں۔ اور وہ تیر چلانے میں ایسے تیز و طرار اور ماہرفن تھے کہ فرانسیسی لشکر جو زیادہ تر سواروں پر مشتمل ہوا کرتا تھا۔ ابھی غنیم کے نزدیک ہی نہ پہنچنے پاتا تھا کہ انگریزی تیرانداز اسے شکار کر لیتے۔ کریسی کے معرکے میں ایڈورڈ سوم بذاتِ خود شامل ہوا۔ گو معرکۂ جنگ میں اُس نے بہت ہی کم حصّہ لیا۔ جس کا سبب اور لڑائی کے واقعات بھی عجیب وغریب واقع ہوئے ہیں۔ غرض ایڈورڈ سوم چاہتا تھا کہ اِس لڑائی کی فتح کا سہرا اس کے بڑے اور وارثِ تخت وتاج سیاہ پوش شہزادے کے سر رہے۔ یہ شہزادہ (جس کا یہ نام سیاہ زرہ بکتر پہننے کے سبب مشہور ہو گیا تھا) غضب کا بہادر تھا۔ مگر عین اس وقت جب گھمسان کا رن پڑا۔ فرانسیسیوں نے انگریزی لشکر کے اس حصّے کے گرد جو سیاہ پوش شہزادے کے زیرکمان تھا۔ ایسا نرغہ کیا کہ ہمراہی انگریز افسر گھبرا گئے۔ انھوں نے ایڈورڈ سوم کو جو الگ کھڑا معرکے کا نظارہ کر رہا تھا۔ کہلا بھیجا کہ کمک روانہ کیجئے۔ اس کے جواب میں جو کچھ ایڈورڈ نے پیغام دیا۔ وہ لائق ہزار تحسین ہے۔ اور اس سے اس کی جبلّی بہادری اور خطرات برداشت کرنے کی طاقت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کتنے باپ ہیں۔ جو بیٹوں کی بہادری کا امتحان اس طرح لیتے اور ان کی سرفرازی کے درپے رہتے ہیں۔ ہاں تو ایڈورڈ نے جوابی پیغام یہ بھیجا:۔

"کیا میرا بیٹا مرگیا ہے؟ کیا غنیم نے اسے گھوڑے سے اتار پھینکا ہے؟ کیا وہ بُری طرح زخمی ہوا ہے۔ کہ اب اپنے آپ کو سنبھالنے اور دشمن سے لڑنے مرنے کے قابل نہیں رہا؟"

افسروں کا نمائندہ پیام بر بولا: "نہیں۔ ابھی یہ نوبت نہیں آئی۔ مگر یہ بھی درست ہے کہ شہزادہ غنیم کے نرغے میں ہے۔ اور اسے واقعی آپ کی مدد درکار ہے۔" ایڈورڈ نے کہا: "جاؤ۔ ان کے پاس واپس جاؤ۔ جنھوں نے تمھیں بھیجا ہے۔ اور ان سے کہو۔ آج مجھ سے امداد کے طلب گار نہ ہو۔ کیونکہ میں اس وقت تک ان کی دستگیری کو نہ پہنچونگا جب تک شہزادہ میرا بیٹا زندہ ہے۔ ہاں اور میری طرف سے افسروں کو حکم دو۔ کہ وہ میرے بیٹے کو فتح مندی کا امتیاز جیت لینے کا موقع دیں۔ میں نے تہیّہ کر لیا ہے۔ کہ آج کے دن کی شان وشوکت اور سربلندی وسرفرازی میرے بیٹے کو حاصل ہو۔ اب اسے قدرت

کا کمیں کہئے یا شہزادے کی خوش نصیبی۔ یا اس کی بہادری کا نمانہ تصور فرمائیے کہ اگرچہ وہ ابھی نوجوان لڑکا تھا۔ مگر لڑائی فتح کرنے میں کامیاب ہوگیا۔

اس کے بعد ایڈورڈ نے فرانس کے شمالی ساحل کی بندرگاہ کیلے (Calais) کا محاصرہ کیا۔ اور اسے فتح کر لیا۔ واضح ہو کہ انگریزوں اور فرانسیسیوں کی اس جنگ اور بعد کے معرکوں اور ان میں فریقین کی قسمتوں کے اتار چڑھاؤ کے باوجود بندرگاہ کیلے اس وقت سے لے کر پورے دو سو سال تک انگریزوں کے قبضے میں رہی۔ کیلے کی فتح کے دس برس بعد شہزادے نے پوئے ٹیئرز (Poitiers) کے مقام پر ایک اور شاندار فتح حاصل کی۔ اور فرانس کے بادشاہ جان (John) کو قید کر لیا۔ سنہ ۱۳۶۰ء میں انگریزوں اور فرانسیسیوں نے آپس میں صلح کر لی۔ اور یہ صد سالہ جنگ کچھ عرصے کے لئے بند ہوگئی۔ سنہ ۱۳۷۶ء میں ایڈورڈ کی وفات سے ایک سال پہلے سیاہ پوش شہزادے نے وفات پائی۔ کیونکہ متواتر معرکوں کے باعث وہ سخت نحیف ہوگیا تھا۔

قانون مزدوران سنہ ۱۳۵۱ء ایڈورڈ سوم کے عہد کا ایک اور اہم واقعہ جو اقتصادی و معاشرتی پہلو سے خاص اہمیت کا سرمایہ دار ہے۔ اور جو اس وقت سے انگریزوں کی ذہنیت پر روشنی ڈالتا ہے۔ مندرجہ عنوان قانون کا وضع کیا جانا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ان دنوں انگلستان میں طاعون کا مہلک مرض پھیل گیا۔ جس نے سنہ ۱۳۴۸ء اور سنہ ۱۳۴۹ء میں خصوصیت کے ساتھ وہ شدت اختیار کی کہ لاکھوں انسان لقمۂ اجل ہوگئے۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ کل آبادی کا دو تہائی حصہ اس مرض کا شکار ہوا۔ اسے انگریز مؤرخ بلیک ڈیتھ (Black Death) (مرگِ سیاہ) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ لاکھوں جانوں کے فنا ہو جانے کے سبب مزدور کم یاب ہوگئے۔ اور جو موجود تھے۔ ان میں مشہور قانون "مانگ اور بہم رسانی" کارفرما ہوا۔ یعنی جب کسی چیز کی مانگ بڑھ جائے۔ اور بہم رسانی کافی نہ ہو۔ تو اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ مزدوروں نے بڑھ چڑھ کر مزدوری طلب کرنی شروع کی۔ مگر پارلیمنٹ نے اس کا سدِ باب ایک قانون کے ذریعے سے کر دیا۔ یعنی قانونِ مزدوران وضع کرکے قرار دیا کہ مزدور پہلے سے زیادہ مزدوری نہ مانگیں۔ نہ پائیں۔ گویا امیری غریبی پر غالب آئی۔ اس قانون کے علاوہ اس عہد میں انگریزی پارلیمنٹ کا بانی کام یہ تھا کہ جنگ کے لئے روپے کی منظوری دے۔ اور روپے کے حصول کے لئے حکومت کو رعایا پر ٹیکس لگانے کی اجازت دے۔ پیشتر اس کے کہ ہم ایڈورڈ سوم کے پنجاہ سالہ عہد کا بیان ختم کریں۔ چند دیگر اہم امور کا مختصر ذکر بھی ضروری ہے۔ یعنی

۱۳۶۰ء میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان صلح تو ہوگئی۔ اور انگریزوں کے قبضے میں فرانس کے متعدد صوبے بھی آ گئے۔ مگر ان علاقوں کے باشندوں نے جلد ہی غیرملکی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور بزورِ شمشیر ہاتھ سے نکلی ہوئی چیزوں کو واپس لینے اور وطنی بادشاہ کے حوالے کرنے کے درپے ہوگئے۔ اس پر حکومت فرانس نے باغیوں کی مدد کی۔ انہیں معلوم ہوا کہ جب انگریز کسی ایک میدان میں جم کر لڑتے ہیں۔ تو فتح پاتے ہیں۔ پس اب فرانسیسیوں نے انگریزوں کو فیصلہ کن لڑائیاں لڑنے کا موقع نہ دیا۔ اور بے قاعدہ "تاخت و تاراج" کے ذریعے سے تنگ کرنا شروع کیا۔ وہ انگریزوں کو ایک طرف سے دوسری اور دوسری سے تیسری طرف دوڑاتے اور کوچ کرنے پر مجبور کرتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ انگریز تھک کر چُور ہوگئے۔ سیاہ پوش شہزادہ نحیف و کمزور ہو کر انگلستان آ گیا۔ اور ایڈورڈ سوم کا عہد ختم ہونے سے پہلے ہی بندرگاہ کیلے۔ بندرگاہ بورڈو (Bordeaux) اور چند دیگر ساحلی مقامات کے سوا تمام فرانسیسی مقبوضات انگریزوں کے ہاتھوں سے نکل گئے۔ اس جنگ سے انگریزوں کی شان وشوکت اور رعب و داب کو تو ضرور ترقی ہوئی۔ اور وہ فرانسیسی فتوحات پر بڑا فخر بھی کرتے تھے۔ مگر روپیہ بے حد صرف ہوا۔ اور وہ نام نہاد شکوہ و عظمت بھی ایڈورڈ کی وفات سے پہلے ہی رخصت ہوگئی۔ بہرحال ایڈورڈ انگلستان کو ایک ایسی حالت میں چھوڑ مرا۔ جب عام لوگوں میں بے چینی تھی۔ کیونکہ جنگ کے باعث حکومت اپنے خالی خزانے پُر کرنے کے لئے عوام پر ٹیکس لگاتی تھی۔

بہترین پارلیمنٹ ۱۳۷۶ء | ناظرین واقف ہو چکے ہیں۔ کہ

(۱) "مرگِ سیاہ" کے سبب انگلستان کی آبادی بقدر دو تہائی کے کم ہوگئی۔

(۲) مزدوروں کی مانگ بڑھ جانے سے یہ لوگ "مرگِ سیاہ" سے پہلے کے زمانے سے زیادہ مزدوری طلب کرنے لگے تھے۔

(۳) اُن کا مطالبہ:۔

(و) نہ صرف "مانگ اور بہم رسانی" کے اقتصادی قانون کے عین مطابق۔ بلکہ

(ب) اشیائے خوردنی کی قیمتیں بڑھ جانے کے سبب عین جائز بھی تھا۔

(۴) باوجود اس کے پارلیمنٹ نے قانون مزدوران وضع کر کے مزدوروں کو اس امر پر مجبور کر دیا تھا۔ کہ "مرگ سیاہ" کے قبل کے زمانے کی مروّجہ شرح کے مطابق ہی مزدوری لیں۔

(۵) اس وجہ سے بے چینی پھیل گئی۔ اور قانون کی سختی نے مزدوروں پر آفت ڈھائی۔

مذکورہ امور کے علاوہ ایڈورڈ سوم ضعف دماغ کا شکار ہو کر کاروبار حکومت سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ اور چونکہ اس کا بڑا بیٹا سیاہ پوش شہزادہ معذور و بیکار تھا۔ اس لئے دوسرا بیٹا جان آف گانٹ (John of Gaunt) باپ کے نام سے حکومت کرنے لگا۔ جس وقت ایڈورڈ سوم کو تخت نشین ہوئے پینتیس برس ہو نے تھے۔ اور ابھی اس کی ایام بادشاہت کا زمانہ بقدر سترہ سال کے باقی تھا۔ اس مدت میں فتوحات فرانس سے پیدا ہونے والی قومی شوکت کی چمک دمک رخصت ہوگئی۔ اور فرانس کے مفتوحہ علاقے بھی تقریباً سب کے سب ہاتھ سے نکل گئے۔ نیز جان آف گانٹ کی حکومت لوگوں کے لئے بے مصرف ثابت ہوئی۔ اور بے چینی بڑھتی گئی۔ چنانچہ ۱۳۷۶ء میں یعنی جس سال سیاہ پوش شہزادہ دنیا سے کوچ کرتا ہے۔ پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کیا گیا۔ پارلیمنٹ چاہتی تھی کہ لوگوں کی تکالیف کا علاج کر کے حکومت بہتر بنائی جائے۔ مگر آفرین ہے شہزادے پر کہ اس نے عامہ خلائق اور ان کی نمائندہ پارلیمنٹ کا ساتھ دیا۔ لیکن پیر فرتوت ایڈورڈ سوم اور اس کا خود غرض دوسرا بیٹا یعنی جان آف گانٹ جو جماعت امرا میں ڈیوک آف لینکاسٹر (Duke of Lancaster) کا مرتبہ رکھتا تھا۔ اور بعض درباری امرا فریق مخالف بن گئے۔ کیونکہ یہ لوگ عامہ خلائق کے مفاد سے بے پرواتھے۔ اور ہر حالت میں ہاتھ رنگنا چاہتے تھے۔ پارلیمنٹ نے عام لوگوں کی ترجمانی کا حق ادا کیا۔ اور حکومت کی کارگزاریوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ عوام کے نمائندے کہتے تھے کہ :-

(الف) فرانس کے خلاف جنگ میں جو طریق کار اختیار کیا گیا تھا۔ ناجائز تھا۔ اور
(ب) جنگی اخراجات پورے کرنے کے لئے جو گراں بار ٹیکس لوگوں کو ادا کرنے پڑے ہیں۔ اور اب بھی ادا کئے جا رہے ہیں۔ نا منصفانہ تھے اور ہیں۔ نیز
(ج) ہم پارلیمنٹ کے ارکان کو حق حاصل ہے کہ بادشاہ کے وزرا اور ان لوگوں کے خلاف جو عملاً حکومت کے مختار ان کار ہیں۔ مقدمہ چلائیں۔ اور اس کی سماعت کر کے مجرموں کو سزا دیں ۔

مگر پارلیمنٹ کے ان دعاوی کی شنوائی فریق مخالف کے حضور میں بھلا کہاں ہو سکتی تھی۔ پھر بھی پارلیمنٹ نے شہزادے کی قیادت میں اپنے حقوق کے لئے استقامت اور سرگرم ثابت قدمی اختیار کی نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمنٹ کے دارالعوام نے سزا کا حکم سنایا۔ اس تنازع اور مباحثے میں ایک موقع ایسا بھی آیا۔ کہ شہزادہ اور جان آف گانٹ نے ایک دوسرے کو سخت سست کہا۔ اور آپس میں گرما گرم فقروں کا تبادلہ ہو گیا۔ غرض پارلیمنٹ نے

لوگوں کی بہتری کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اور اپنی سرگرمی اور عامہ خلائق کے بہود و بہبود کے عوض بہترین پارلیمنٹ کا نام پایا۔ اس پارلیمنٹ کے اجلاس ابھی جاری تھے کہ پہلے شہزادہ دنیا سے رخصت ہوا۔ پھر ایڈورڈ سوم نے اس سرائے فانی سے کوچ کیا۔ بادشاہ کی وفات پر جان آف گانٹ اور دوسرے درباریوں اور وزیروں نے جو ابھی تک بڑے طاقت ور تھے۔ ان نا اہل وزرا اور مختار ان کار کو واپس بلایا۔ جنھیں بہترین پارلیمنٹ نے حکومت سے برطرف کیا تھا۔ اس طرح اس بہترین پارلیمنٹ کا کیا دھرا سب خاک میں مل گیا۔ اور بے چینی کو اور بھی ترقی ہوئی۔ بہر حال بہترین پارلیمنٹ کی کارکردگیوں سے ثابت ہو گیا۔ کہ انگریزوں کی حریت پسند قوم اپنے حقوق کی حفاظت کی دلدادہ ہے۔ خواہ جیتنے۔ خواہ ہارے ہمیشہ انصاف کے لئے لڑنے کو تیار ہے۔ ضرورت کے وقت مخالفین کا مقابلہ کرنیکی اہلیت بھی رکھتی ہے۔ اور جبھی فخر و مباہات سے کہ سکتی ہے کہ ؎

شکست و فتح مقدر سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

شاہ رچرڈ دوم ۱۳۷۷ء تا ۱۳۹۹ء یہ تھی کیفیت عوام کی مفلسی اور بے بسی کی۔ اور اختیار و اقتدار پر قابض خود رائے خود غرض امرا کی۔ جب سیاہ پوش شہزادے کا بیٹا شاہ رچرڈ دوم کے لقب سے تخت انگلستان پر متمکن ہوا۔ اس وقت وہ تقریباً بارہ برس کا لڑکا تھا۔ اس لئے حکومت کا کاروبار اس کے چچا جان آف گانٹ نے سنبھالا۔ مگر حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ۱۳۸۱ء میں انگلستان کے طول و عرض میں ایک عالمگیر سرکشی نے سر اٹھایا۔ یوں تو یہ ایک بغاوت عام تھی۔ مگر تاریخ میں بالعموم "کسانوں کی بغاوت" کے نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ اس میں کسانوں نے باقی غربا سے کہیں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ اور زیادہ شہرت ان بلووں نے پائی تھی۔ جو صوبہ کینٹ میں رونما ہوئے۔ اس عالمگیر بغاوت کے اسباب تو جیسا کہ ظاہر ہے۔ عرصے سے پیدا ہو رہے تھے۔ مثلاً مزدوروں پر سختیاں۔ امرا کی زیادتیاں۔ جان آف گانٹ کی حکومت کی بدنظمیاں اور بہترین پارلیمنٹ کی برخاستگی وغیرہ۔ مگر اس کا فوری سبب ایک جدید ٹیکس تھا۔ اسے ادا کرنے سے لوگ نفور تھے۔ اس ناانصافانہ ٹیکس اور اس سے پیدا ہونے والی نفرت کے منہ زور گھوڑے کو کوڑا یوں لگا کہ ٹیکس کے وصول کرنے والوں میں سے ایک سرگرم کارکارندے نے ایک مزدور مسمی واٹ ٹائیلر (Wat Taylor) کی بیٹی سے بدسلوکی کی۔ اس پر واٹ نے حکومت کے اس گرم جوش گماشتے کو آن کی آن میں وہیں ڈھیر کر دیا۔ اور اس طرح اپنی ہستی کو تاریخ انگلستان کے

ایک اہم واقعے اور اہم تر تحریک کا پیش خیمہ ثابت ہونے کی بنیاد ڈال دی۔ غرض جب واٹ نے کسانوں
اور مزدوروں کے جم غفیر کی رہبری کرتے ہوئے لندن کا رخ کیا۔ مشہور انگریز مؤرخ ٹاؤٹ
(Tout) لکھتا ہے کہ "ان لوگوں کی شکایات حقیقت پر مبنی تھیں۔ وہ مدتوں سے ظلم و ستم کا
شکار ہو رہے تھے۔ مگر جاہل تھے۔ اپنے آپ پر قابو نہ پانے کی وجہ سے انہوں نے بھی تشدد کیا
اور بہت سی نامناسب حرکتیں کر گزرے۔ جان آف گانٹ کا گھر نذر آتش کیا۔ اور پکار پکار کر کہا
ہم آئندہ کسی ایسے شخص کو بادشاہ نہ بنائیں گے جس کا نام جان ہو۔ جب بلوائی لندن میں پہنچے
تو وزراء دہشت سے لرزہ براندام ہو گئے۔ لیکن نوجوان رچرڈ دوم جو اس وقت سولہ سال کا
تھا۔ ذرا نہ گھبرایا۔ اور اس نے اپنے حواس بحال رکھنے میں کمال کر دکھایا۔ یعنی اس ہنگامے
میں گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور واٹ اور اس کے ہمراہیوں سے ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر
کی۔ چنانچہ واٹ سے مل کر پوچھا۔ بتاؤ۔ تم کیا چاہتے ہو۔ اس پر واٹ نے جواب میں گستاخانہ
لہجہ اختیار کیا۔ اب بادشاہ کے ساتھی افسر سمجھے کہ بادشاہ کی جان خطرے میں ہے۔ پس ایک
پُرجوش افسر نے بلوائیوں کے رہبر واٹ کو قتل کر ڈالا۔ اب کیا تھا۔ بلوائی غیظ و غضب سے
بھڑک اٹھے۔ اور انتقام انتقام پکارنے لگے۔ اس پر بادشاہ کی جان واقعی خطرے میں پڑ گئی۔
مگر رچرڈ مطلق مایوس نہ ہوا۔ اس نے بڑھ کر کہا۔ تمہارا رہبر تو مارا گیا۔ تو میں اس کی جگہ لیتا
ہوں۔ کسانوں نے کہا۔ بہت اچھا۔ وہ رچرڈ کے دم میں آ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے ان لوگوں
کو بہلا پھسلا کر گھروں کو واپس چلے جانے پر آمادہ کر لیا۔ اور وعدہ کیا کہ میں تمہاری سب شکایات
دور کر دوں گا۔

اس کے باوجود سرکشی کچھ عرصے تک برابر جاری رہی۔ اور آخر بہت سی خون ریزی
کے بعد فرو ہوئی۔ مگر بلوائیوں کو نیچا دکھانے کے دوران میں شاہی کارندوں نے سخت ظلم روا
رکھا۔ اور بلوائیوں کے تشدد کو بھی جو انہوں نے اپنی کامیابی کے دوران میں کیا تھا۔ مات کر
دیا۔ اس طرح بظاہر کسانوں کی سرکشی کا انجام ان کی ناکامی پر ہوا۔ مگر اس سے ملک کو یہ فائدہ
ضرور پہنچ گیا۔ کہ ایک تو جان آف گانٹ نے خوف زدہ ہو کر حکومت کے اختیار و اقتدار سے
علیحدگی اختیار کی۔ اور دوسرے سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ ہر کس و ناکس کو یہ حقیقت
تسلیم کرتے ہی بنی کہ:۔

(الف) ادنیٰ مزدور اور کسان بھی اپنے حقوق کا احترام کرا سکتا ہے۔ اور
(ب) اگر اس کے حقوق کی حفاظت نہ کی جائے۔ تو وہ اپنے زور بازو سے انہیں منوا لینے
میں نظام حکومت کے لئے ایک زبردست خطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔

بس "کسانوں کی بغاوت" اِن واقعاتِ تاریخی میں سے ایک ہے۔ جو حکومتِ انگلستان کے ارتقائے آئین و حریت قومی کی نشو و نما کا باعث بنے۔ اور آخر برطانیہ نے حقیقی معنی میں ایک ایسا آئین و دستورِ حکومت حاصل کر لیا۔ جس میں

"بادشاہت اور جمہوریت پہلو بہ پہلو کارفرما ہیں"

اور دونوں حقیقتیں ایک دوسری کی قوتِ بازو بنی ہوئی ہیں +

رچرڈ دوم نے حکومت تو کی۔ مگر اچھا حکمران ثابت نہ ہوا۔ وہ بہت جلد غضبناک ہو جاتا تھا۔ اور اس کی اسی آتش مزاجی نے اسے ہمیشہ تنازعات میں مبتلا رکھا۔ آخر لوگ اس کے ہاتھوں اس قدر نالاں و پریشان ہوئے کہ امرا نے ایک جتھا بنا کر اقتدارِ حکومت اس سے چھین لیا۔ مگر جلد ہی وہ از سرِ نو صاحبِ اختیار بن گیا۔ اب اس نے بہت سے امرا کو جنھوں نے اس کی مخالفت کی تھی۔ مروا ڈالا۔ اور باقیوں کو جلا وطن کر دیا۔ ان میں سے ایک شخص ہنری تھا۔ جو طبقۂ امرا میں ارل آف ڈربی (Earl of Derby) کہلاتا تھا۔ ہنری اسی "جان آف گانٹ" کا بیٹا تھا۔ جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ اور جو جماعتِ امرا میں ڈیوک آف لینکاسٹر (Duke of Lancaster) کا مرتبہ رکھتا تھا۔ جب شاہ رچرڈ نے ہنری کو جلا وطن کیا۔ تو اس سے وعدہ کیا کہ تمھارے باپ جان آف گانٹ کی وفات پر اس کی وسیع جائداد تم کو دی جائیگی۔ مگر ۱۳۹۹ء میں جان آف گانٹ کی وفات پر شاہ رچرڈ نے ہنری کے ساتھ وعدہ وفائی نہ کی۔ اور اس کے باپ کی جائداد پر خود قبضہ کر لیا۔ اِس کے بعد رچرڈ کو آئرلینڈ (Ireland) جانا پڑا۔ جو برطانیہ کے مغرب کی جانب سمندر پار ایک جزیرہ ہے۔ اور سلطنتِ متحدہ برطانیۂ عظمیٰ و آئرلینڈ کا جزوِ خاص ہے۔ رچرڈ ابھی وہیں آئرلینڈ میں تھا کہ ہنری ساحلِ انگلستان پر پہنچا۔ اور اپنے باپ کی جائداد واپس لینے کا مطالبہ کرنے لگا۔ اس پر رچرڈ بھاگا ہوا انگلستان آیا۔ مگر یہاں آ کر کیا دیکھتا ہے کہ ہر کہ و مہ ہنری کا مددگار بنا ہوا ہے۔ اور شاہِ ستم پناہ کو کوئی نہیں پوچھتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سرکار بے یار و مددگار گرفتار ہو کر لندن میں لائے گئے۔ اور پارلیمنٹ نے حضور کو مجبور کیا کہ حکمرانی سے مستعفی ہو جائیں۔ اور ان کے بجائے یہی ہنری یعنی جان آف گانٹ کا بیٹا اور شاہِ ایڈورڈ سوم کا پوتا شاہ ہنری چہارم کے لقب سے تخت پر بٹھایا گیا +

رچرڈ دوم کے عہد میں دو نہایت اہم شخصیتیں گزری ہیں: -

(۱) جان وائی کلف (John Wycliffe) اور

(۲) جیوفرے چاسر (Geoffery Chaucer) انھوں نے اپنے نام کی مہر اس زمانے کی تاریخ پر ثبت کی ہے۔ اور متقدم الذکر نے اصلاحِ دینی اور مؤخر الذکر نے ادبیات

انگریزی کی بنیاد ڈالی۔

شاہانِ خاندانِ لینکاسٹر

۱۳۹۹ء سے ۱۴۶۱ء تک ۔ ہنری چہارم و پنجم و ششم

شجرۂ خاندانِ لینکاسٹر

شاہ ایڈورڈ سوم

جان آف گانٹ (چوتھا بیٹا)

خاندانِ لینکاسٹر کا پہلا بادشاہ ۔ ہنری چہارم ۱۳۹۹-۱۴۱۳ء

" دوسرا بادشاہ ۔ ہنری پنجم ۱۴۱۳-۲۲ء

" تیسرا اور آخری بادشاہ ۔ ہنری ششم ۱۴۲۲-۶۱ء

ہنری چہارم کی تخت نشینی سے شاہانِ انگلستان کی ایک نئی شاخ شروع ہوتی ہے ۔ یعنی خاندانِ لینکاسٹر ۔ ہنری چہارم کو پارلیمنٹ نے بادشاہ منتخب کیا تھا ۔ اس لئے اسے اور اس کے خاندان کے دیگر حکمرانوں کو بالعموم حکومت کے کاروبار میں پارلیمنٹ کی رضا و رغبت کے مطابق طریق اختیار کرنا پڑا ۔ چنانچہ مشہور مؤرخ ناؤٹ کے قول کے مطابق اس کے یہ معنی ہوئے کہ "اس کی تخت نشینی اس امر کا ایک بیّن ثبوت تھی کہ اس وقت انگلستان کی پارلیمنٹ بادشاہوں پر بھی غالب ہے ۔ اور اس لحاظ سے انگلستان میں ارتقائے حکومت آئینی کے سلسلے کی ایک خاص کڑی اس واقعے کو بھی ماننا چاہیئے ۔ ہنری چہارم بادشاہ تو بن گیا ۔ مگر اس نے تخت پر متمکن رہنا دشوار پایا ۔ سابق بادشاہ کے رفقانے اس کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا ۔ تاکہ معزول بادشاہ کو از سر نو تخت و تاج دلوائیں ۔ بغاوت فرو ہوگئی ۔ مگر اس کا نتیجہ معزول بادشاہ کے حق میں اچھا ثابت نہ ہوا ۔ کیونکہ اب اس پر قید و بند کی سختیاں اور بڑھا دی گئیں ۔ بلکہ اذیتیں بھی پہنچائی گئیں ۔ یہاں تک کہ وہ قید خانے ہی میں گھل گھل کر راہیِ عدم ہوگیا ۔

اس کے بعد خود ہنری کے بعض رفقانے اہلِ ویلز کی امداد سے بغاوت کر دی ۔ جس میں ہنری کو سخت خوں ریز معرکوں کے بعد کامیابی تو نصیب ہوئی ۔ لیکن بغاوتوں کا سلسلہ اس

کے بعد بھی جاری رہا۔ اور ہنری کو اپنے عہد کے صرف آخری حصے میں ان سرکشیوں سے کسی قدر نجات حاصل ہوئی۔

لولارڈز کی شکست اور ان کی دینی اصلاح کا خاتمہ۔ ہنری چہارم نظام دینی کا بڑا حامی تھا۔ اب حکام کلیسا نے بادشاہ کو سمجھایا کہ وائی کلف کے مرید یعنی "غریب پادری" عیسائیت کے اعتقاد میں رخنہ ڈال رہے ہیں۔ اور لوگوں کو غلط راہ پر لے جا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ دیانتداری کے ساتھ بعض جائز اصلاحوں کی وکالت کرتے تھے۔ مگر دینی مختاران کار اپنی دولت و ثروت اور اثر و رسوخ کے قیام و دوام کے اس قدر خواہاں تھے کہ انھوں نے انصاف کو بالائے طاق رکھا۔ اور بادشاہ سے لولارڈز کا قلع قمع کرنے کا پُرزور مطالبہ کیا۔ ہنری نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ اور پارلیمنٹ سے تشدد دینی کے جواز کا قانون وضع کرالیا۔ چنانچہ قرار پایا کہ جس شخص کے خلاف کارکنان کلیسا یہ فتویٰ صادر کریں کہ وہ مذہب کے متعلق کسی جھوٹے مشرب کی تلقین یا غلط عقیدے کی تدریس کرتا ہے۔ اسے زندہ جلا دیا جائے۔ اب کیا تھا۔ اس متشددانہ قانون کے رو سے بہت سے لولارڈز موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ اور چند سال کی سختیوں کے بعد وہ قطعاً خاموش ہو گئے۔

سنہ ۱۴۱۳ء میں ہنری چہارم مر گیا۔ اور اس کا بڑا بیٹا ہنری پنجم کے لقب سے تخت نشین ہوا۔

ہنری پنجم (۱۴۱۳ء سے ۱۴۲۲ء تک)۔ فرانس کے خلاف جنگ صد سالہ کا ایک اور دور ہنری پنجم بڑا بہادر سپاہی اور جنگی عظمت کے حصول کا متمنی تھا۔ ساتھ ہی بہت دانا اور مصلحت اندیش بھی تھا۔ چنانچہ کاروبار حکومت میں پارلیمنٹ کی رضا و رغبت کے مطابق کام کرتا تھا۔ جس کے باعث وہ ایک ہر دلعزیز و کامیاب حکمران ثابت ہوا۔ اس کے عہد کا بڑا واقعہ یہ ہے کہ اس نے فرانس کے خلاف جنگ صد سالہ کا احیا کیا۔ اس وقت اس نے ایڈورڈ سوم کی طرح تقاضا کیا کہ تاج فرانس کا حق دار میں ہوں۔ حالانکہ اس کا دعویٰ ایڈورڈ سوم کے دعوے سے کہیں بڑھ کر کمزور۔ بے جان اور غیر حق بجانب تھا۔ بہر حال ۱۴۱۵ء میں وہ ایک تربیت یافتہ لشکر لے کر فرانس پر چڑھ دوڑا۔ اس جنگ کا سب سے بڑا معرکہ مقام اگینی کورٹ (Agnicourt) میں ہوا۔ اور جنگ صد سالہ کے پہلے دور کے معرکے کریسی کی طرح یہاں بھی انگریز تیر اندازوں اور پیدل سپاہیوں نے فرانس کے مغرور سوار سواروں کے چھکے چھڑا دئے۔ اور ایک شاندار فتح حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ مگر فاتح لشکر تعداد میں اتنا تھوڑا تھا کہ فرانس کے علاقوں پر قبضہ پانے کے لحاظ سے نتیجہ خاک نہ نکلا۔ اور بیکار خون ریزی کے بعد ہنری پنجم کو

کیلے کی جانب واپس آنا پڑا ۔

دو سال بعد ہنری نے فرانس کے شمالی صوبہ نارمنڈی (Normandy) کو افتوڑا تھوڑا کرکے فتح کر لیا۔ اس موقع پر اہل نارمنڈی نے سرفروشی کی بڑی داد دی۔ مگر آخر شکست کھائی وجہ یہ تھی کہ انھیں باقی فرانس سے کوئی مدد نہ ملی۔ کیونکہ فرانس کا گھر آپ ہی پھوٹ کی شاخ بنا رہا تھا۔ فرانس میں دو فریق تھے۔ جو ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے مشتاق تھے۔ وہ انگریز حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کی نہ فرصت رکھتے تھے۔ نہ رغبت۔ آخر ایک فریق کا سردار دوسرے فریق کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اور مقتول قائد کے ہمراہی انگریزوں سے مل گئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عہدنامہ ٹروئز (Treaty of Troyes) مرتب ہوا۔ جس کے رو سے قرار پایا کہ۔

(۱) فرانس کا بادشاہ چارلس ششم (Charles VI) جب تک زندہ رہے۔ فرانس کا حکمران متصور ہو ۔

(۲) اس کی بیٹی کیتھرائن کی شادی ہنری پنجم سے ہو ۔

(۳) چونکہ چارلس دیوانہ ہے۔ اس لئے اس کی باقی زندگی میں ہنری پنجم اس کے نام سے فرانس پر حکومت کرے ۔

(۴) چارلس کے مرنے پر ہنری پنجم فرانس کا بادشاہ بنے۔ اور

(۵) ہنری پنجم اور کیتھرائن کی اولاد کے ماتحت فرانس اور انگلستان کی مملکتیں متحد ہو جائیں ۔

دو سال بعد ۱۴۲۲ء میں ہنری پنجم پیچش کے عارضے سے ناگہانی طور پر مر گیا۔ ابھی وہ نوجوان تھا۔ مگر فرانسیسی معرکوں نے اس میں توانائی باقی نہ چھوڑی تھی۔ اس وقت کیتھرائن کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہو چکا تھا۔ جس کی عمر چند ماہ تھی۔ ہنری پنجم کی وفات پر اسی شیرخوار بچے کی تخت نشینی کا اعلان کر دیا گیا۔ اور اس نے ہنری ششم لقب پایا ۔

ہنری ششم ۱۴۲۲-۶۱ء اور جنگ صد سالہ کا اختتام ہنری پنجم کی وفات کے چند ماہ بعد چارلس ششم شاہ فرانس بھی دنیا سے رخصت ہوا۔ اس طرح دودھ پیتا بچہ ہنری ششم ہی عہدنامے کے مطابق دو ملکوں کا بادشاہ قرار پایا۔ خوش قسمتی سے اس کا چچا جان ڈیوک آف بیڈفورڈ (Duke of Bedford) اس کا سربراہ بنا۔ یہ شخص بڑا دانا اور بہادر تھا۔ اس نے سخت کوشش کی کہ فرانس کا تخت و تاج صحیح معنی میں ہنری ششم کو مل جائے کیونکہ حقیقت حال یہ تھی کہ فرانس کے صرف شمالی علاقے یعنی برگنڈی (Burgundy) برٹنی (Brittany) اور نارمنڈی وغیرہ نے تو ہنری ششم کی بادشاہت قبول کر لی تھی۔ کیونکہ یہاں کا ماتحت حاکم

فلپ ڈیوک آف برگنڈی تھا۔ جو انگریزوں کا دوست تھا۔ لیکن فرانس کے جنوبی علاقے یعنی دریائے لوئر (River Loire) کے تمام جنوبی صوبوں میں فرانسیسیوں نے چارلس ششم کے بیٹے کی بادشاہت کا اعلان کر دیا تھا۔ اور وہ چارلس ہفتم کے لقب سے حکمرانی کا دعویدار تھا۔ مگر وہ غفلت شعار اور کمزور تھا۔ پھر بھی ہنری ششم شاہِ انگلستان کے سربراہ ڈیوک آف بیڈ فورڈ میں اتنی قوت نہ تھی۔ کہ چارلس ہفتم کو شکست دے کر جنوبی فرانس بھی اپنے بھتیجے ہنری ششم ہی کے قبضے میں لے آئے۔ اور گو چارلس ہفتم میں بھی اتنی قوت نہ تھی۔ کہ انگریزوں کو اپنے ملک سے نکال دے۔ اور ان کے ہمراہی فرانسیسیوں یعنی اہلِ برگنڈی کو نیچا دکھائے۔ مگر فریقین ایک دوسرے کے اتنے مخالف ضرور تھے۔ کہ جنگ برابر جاری تھی۔ اور ان بڑے دگوں کی فوقیت طلبی کا خمیازہ فرانس کے غریب باشندوں کو اٹھانا پڑتا تھا۔ فرانسیسی رعایا اس آپس کی جنگ اور غیروں کے خلاف جنگ سے سخت تباہ حال اور جاں سوز مصائب کا شکار ہو رہی تھی۔ کیونکہ جنگی کارگزاریاں ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتی تھیں ۔

جون آف آرک کے کارنامے اسی اثنا میں وہ حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔ جس کی نظیر بلا مورخوں کے نزدیک تاریخِ عالم میں نہیں ملتی۔ ۱۴۲۹ء میں چارلس ہفتم کے دربار میں جون آف آرک نامی ایک دوشیزہ جو کسی کسان کی لڑکی تھی۔ حاضر ہوئی۔ اُس نے دعویٰ کیا۔ کہ میں فرستادۂ باری تعالیٰ ہوں۔ اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں اپنے ملکِ فرانس کو غیر ملکی غنیم کے پنجے سے رہائی دلاؤں۔ اور چارلس ہفتم کو حقیقی معنی میں سارے ملکِ فرانس کا تاج پہناؤں۔" اس کے جواب میں پہلے تو بے خبر و بے پروا چارلس نے کہا۔ "اے لڑکی! یہ فضول باتیں ہیں۔" مگر جب دیکھا کہ حالات نے نہایت نازک صورت اختیار کر رکھی ہے۔ تو اس نے جون سے کہا۔ "جو کچھ جی میں آئے۔ کرو۔" اب سنیئے۔ کہ اس وقت انگریزوں نے شہر اورلینز (Orleans) کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ جو دریائے لوئر کے کنارے پر واقع ہے۔ اور قریب تھا کہ فرانسیسی محصورین شہر کو انگریزوں کے حوالے کر دیں۔ کہ جون مردانہ زرہ بکتر زیبِ تن کئے۔ اور ایک مختصر سا فرانسیسی لشکر ہمراہ لے کر محاصرین کی افواج کو چیرتے پھاڑتے شہر کے اندر داخل ہو گئی۔ اُسے فتح حاصل کرنے کا یقین تھا۔ اور وہ بہادری و جرأت کی تعجب انگیز مثال دکھا رہی تھی۔ پس اس کے یقین اور حوصلے نے فرانسیسی افواج میں زندگی کی رُوح پھونک دی۔ چنانچہ جون کی سرکردگی میں انھوں نے وہ جان نثاری دکھائی۔ کہ انگریز محاصرہ اٹھانے پر مجبور ہو گئے۔

اس کے بعد جون آف آرک نے چارلس ہفتم کو ساتھ لیا۔ شمالی یعنی انگریزوں کے زیر اثر علاقے، اور جنوبی یعنی فرانسیسیوں کے مقبوضہ صوبے کی درمیانی سرحد دریائے لوئر کو عبور کیا۔ اور دور تک انگریزوں کے مفتوحہ علاقے میں گھس گئی۔ یہاں تک کہ شہر ریمز (Rheims) میں جا پہنچی۔ یہ مقام شاہان فرانس کی اولین تاج پوشی کے لئے مخصوص تھا۔ چنانچہ فرانسیسی روایات کو قائم رکھنے کی خاطر جون نے اسی شہر کے شاہی گرجے میں چارلس ہفتم کو تاج پہنایا۔ اور جب اس طرح غنیم زدہ حصۂ ملک میں تاج پوشی کی رسم ادا کر چکی۔ تو بادشاہ کو دریائے لوئر کے اس پار محفوظ علاقے میں لے آئی۔ گویا فرستادۂ خدا ہونے اور چارلس کو تاج پہنانے کا جو دعویٰ اس دوشیزہ نے کیا تھا۔ اسے حرف بحرف پورا کر دکھایا۔

یہ تو سب کچھ ہوا۔ مگر جون کا فرض منصبی ابھی تکمیل کو نہ پہنچا تھا۔ اس نے انگریزوں کو لکھ بھیجا۔ کہ "خدا اور بزرگ نے مجھے اس امر پر متعین کیا ہے۔ کہ میں غیر ملکی لوگوں کی ہستی سے اپنے وطن کو پاک کروں۔ اور میں یہ کام کر کے رہوں گی۔ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ یہاں سے بوریا بدھنا سمیٹ لو۔ ورنہ جبراً نکال دوں گی۔"

مدبر اور فاتح ممالک۔ آور بھلا اس پیغام کو کیوں کر خاطر میں لاتے۔ انھوں نے اس کان سنا۔ اور اس کان اڑا دیا۔ لیکن واقعہ یہ پیش آیا۔ کہ فرانس کی فوج جوق در جوق جون کے جھنڈے تلے جمع ہو گئی۔ جون نے حیرت انگیز بہادری کے کارنامے دکھانے شروع کئے۔ اور علاقوں پر علاقے اس کے قبضے میں آنے لگے۔ اس عظیم الشان کامیابی نے جون کو غیر محتاط بنا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک موقع پر غنیم کے ہاتھ پڑ گئی۔ ان لوگوں کی عدالت نے اسے غول بیابانی یا چڑیل قرار دے کر زندہ جلا دیا۔ مگر آفرین ہے اس جانباز کو کہ عین نذر آتش ہونے کے وقت بھی اس کا دم خم برابر قائم رہا۔ اور اس نے ہنسی خوشی یہ سزا قبول کی۔ کہتے ہیں کہ جب انگریز سپاہیوں نے جون کو جلتا ہوا دیکھا۔ تو پکار اٹھے۔ کہ "لو۔ ہم کہیں کے نہ رہے۔ کیونکہ یہ دوشیزہ جسے ہم نے جلایا ہے۔ چڑیل نہیں۔ بلکہ ولی اللہ ہے۔" غرض جون آف آرک کے سیدھے سادے یقین نے فرانس کو تباہی سے بچا لیا۔ اس نے ان فرانسیسیوں کو جو انگریزوں کا ساتھ دے رہے تھے۔ چارلس کے سامنے گردن جھکانے پر مجبور کیا۔ کیونکہ ایک کسان عورت کی محبت وطن اور بہادری انھیں کامیابی کا پیکر بنی نظر آ رہی تھی۔ پس انگریزوں کے خلاف فرانسیسی بھی اپنے ملک کی خاطر لڑنے لگے۔ یہاں تک کہ جون کی شہادت کو کچھ بہت مدت نہ ہوئی تھی۔ کہ ڈیوک آف برگنڈی نے بھی انگریزوں کے ساتھ اتحاد سے ہاتھ اٹھا کر چارلس ہفتم

ہی کو سارے فرانس کا جائز حکمران تسلیم کر لیا۔ شاہِ انگلستان کے سربراہ ہنری ششم نے بھی اسی سال جب برگنڈی نے شاہِ فرانس کی اطاعت قبول کی۔ وفات پائی۔ آخر انگریزوں کو اس امر پر مجبور ہونا پڑا۔ کہ فرانسیسیوں سے ہنگامی صلح کے لئے درخواست کریں۔ تاکہ کچھ عرصے کے لئے جنگ وجدال سے نجات ملے۔ فرانسیسیوں نے درخواست منظور کر لی۔ اور اس وقفے کے معاوضے میں ہنری ششم نے چارلس ہفتم کی بھتیجی مارگرٹ آف آنجو (Margaret of Anju) سے شادی کر لی۔ مگر تھوڑے ہی عرصے کے بعد فرانسیسیوں نے ازسرِ نو جنگ چھیڑ دی۔ اور انگریزوں کو اپنے علاقہ نارمنڈی سے نکال دیا۔ جسے انھوں نے تیس برس پہلے فتح کیا تھا۔ آخر ۱۴۵۳ء میں انگریزوں کو فرانسیسی علاقے گیسکنی سے بھی نکلنا پڑا۔ حالانکہ یہ علاقہ ہنری دوم کے وقت سے انگریزوں کے قبضے میں چلا آتا تھا۔

جنگِ صد سالہ کا خاتمہ | غرض ۱۴۵۳ء میں ہنری ششم کے عہد میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کی وہ جنگِ صد سالہ ختم ہوگئی۔ جس کا آغاز ۱۳۳۷ء میں ہوا تھا۔ اس وقت انگریزوں کے پاس صرف ایک بندرگاہ کیلے رہ گئی۔ فرانس کی بادشاہت کا دعویٰ اور وہاں کے علاقوں پر انگریزوں کا قبضہ، یہ دونوں باتیں تقویم پارینہ ہوگئیں۔ ۱۴۵۳ء ہی میں ہنری ششم دیوانہ ہوگیا۔ اور اب انگریز اس کے چچیرے بھائی۔ ڈیوک آف یارک (Duke of York) کی طرف متوجہ ہوئے۔ تاکہ ہنری ششم کے نام سے یہ شخص حکومت کرے۔ اور ملک میں جو بدنظمی پھیل رہی تھی۔ دُور ہو جائے۔ یاد ہوگا کہ ہنری ششم جب تخت نشین ہؤا۔ تو دودھ پیتا بچہ تھا۔ جو ۱۴۵۳ء میں ایک بالغ نوجوان مرد ہو چکا تھا۔ اس کے کردار کی دو خصوصیتیں تھیں۔ یعنی :۔

(۱) نیک بھی تھا۔ پارسا بھی اور ذہین بھی۔ لیکن ان اوصاف کے مقابلے میں

(۲) نہ صرف اس کا دل و دماغ قوی واقع نہ ہؤا تھا۔ بلکہ جسمانی لحاظ سے بھی طاقتور نہ تھا۔ البتہ اس کے کردار کی اس کمی کو اسی کی بیوی مارگرٹ آف آنجو اس طرح پورا کر دیتی تھی۔ کہ وہ ایک حوصلہ مند اور اولوالعزم ملکہ تھی۔ مگر انگریز اس سے اس لئے نفرت کرتے تھے۔ کہ وہ ایک فرانسیسی خاتون تھی۔ اور اسی لئے جب موقع ملے۔ وہ اپنے فرانسیسی رفقاء کی مدد کیا کرتی۔ اور انگلستان کی چنداں پروا نہ کرتی تھی۔ ظاہر ہے کہ ایسے کمزور دل حکمران کی موجودگی میں انگریز امرا جو کچھ چاہتے تھے۔ کر گزرتے تھے۔ چنانچہ فرانس کے خلاف جنگِ صد سالہ ختم ہونے کے بعد اب یہ لوگ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے

لیئے خوں ریزی پر اتر آئے۔ جس سے انگلستان میں کشت و خون کا بازار اسی طرح گرم ہو گیا۔ جیسا کہ اس سے پہلے فرانس میں جنگ کے سبب ہو چکا تھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر رفتہ رفتہ انگلستان کی عام خلائق کو حق الیقین ہو گیا۔ کہ جب تک ہنری ششم حکمران رہے گا۔ صورت حالات بہتری کی شکل اختیار نہ کرے گی۔ پھر جب ۱۴۵۳ء میں ہنری ششم یکایک پاگل ہو گیا۔ تو لوگوں کو اس کا بہانہ یا موقع مل گیا۔ کہ ڈیوک آف یارک کی طرف رجوع کریں۔

ڈیوک آف یارک اور خانہ جنگی ۱۴۵۵ء

اب ناظرین ایک نگاہ خاندان پینٹا جینٹ کے شجرے پر ڈالیں۔ انھیں نظر آئے گا۔ کہ اس کے بادشاہ ایڈورڈ سوم کے تیسرے بیٹے جان آف گانٹ کی اولاد سے تھے۔ اور اسی ایڈورڈ سوم کا دوسرا بیٹا لائیونل۔ ڈیوک آف کلیرنس تھا۔ اس کے علاوہ چونکہ ایڈورڈ سوم کا بڑا بیٹا اصلی وارث تخت و تاج وہی مشہور و معروف سیاہ پوش شہزادہ تھا۔ جو باپ کی زندگی ہی میں مر چکا تھا۔ اس لئے قانون وراثت کے رو سے بادشاہت کا حق لائیونل کی اولاد کو پہنچتا تھا۔ مگر پارلیمنٹ نے جان آف گانٹ کے بیٹے کو ہنری چہارم کے لقب سے بادشاہ بنا دیا تھا۔ اس حقیقت کے پیش نظر گویا ہنری چہارم و پنجم و ششم تینوں غاصب حکمران ٹھہرتے ہیں۔ اور ڈیوک آف یارک جس کے کارنامے اس وقت زیر بحث ہیں تخت کا حق دار متصور ہوتا ہے۔ کہ وہی لائیونل کا نام لیوا تھا۔ پھر بھی ہنری ششم کے دیوانہ ہو جانے۔ بادشاہت کے ناقابل قرار پانے اور ملک میں ابتری پھیلنے کے باوجود ابھی تک یہ خیال پیدا ہو رہا تھا۔ کہ ڈیوک آف یارک کو ہنری ششم کے بجائے تخت نشین کر دیا جائے۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ ہنری کی دیوانگی کے باعث رعایا نے ڈیوک آف یارک کو محافظِ مملکت کا لقب دے کر عنان حکومت اس کے قابل ہاتھوں میں دے دی۔ لیکن اس کے بعد جلد ہی ہنری نے مرض سے شفا پائی۔ اور اس نے حکومت کا اختیار و اقتدار ڈیوک آف یارک سے جبراً چھین لیا۔ اس طرح ملک کی بدنظمی سے معقول و مناسب حکومت ہاتھوں سے نکل کر پھر ہنری ششم کو پہنچ گئی۔

شرخ و سفید گلاب کی جنگ کا پہلا سخت سالہ دور

ڈیوک آف یارک جو محافظِ مملکت کا منصب حاصل کر چکا تھا۔ علانیہ کہا کرتا تھا۔ کہ فرانس کے اندر انگریزوں کی صدیوں کی کمائی ہنری ششم کے نااہل وزراء نے ضائع کر دی۔ اور اگر کیلے کے سوا انگلستان کے ہاتھ میں فرانس کا کوئی علاقہ باقی نہ رہا۔ تو اس کا باعث بھی یہی لوگ تھے۔ غرض ڈیوک نے مفادِ ملت کے لئے یہی مناسب جانا کہ شاہ ہنری ششم کے نااہل خود غرض وزراء کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ چنانچہ اس نے نااہل وزراء اور نااہل تر بادشاہ کو ۱۴۵۵ء میں

معرکہ سینٹ البانس (St. Albans) میں شکست فاش دی۔ مگر فریب کاری کے ذریعے سے فتح کا پھل جلد ہی یارک کے ہاتھوں سے چھین لیا گیا۔ اس پر یارک نے ایک بار پھر ہتھیار اٹھائے۔ اور اس مرتبہ اس نے نہ صرف معقول ومناسب حکومت قائم کرنا اپنے عمل کی بنیاد ٹھہرایا۔ بلکہ یہ تقاضا بھی کیا۔ کہ تخت وتاج درحقیقت میرا حق ہے۔ کیونکہ میں ایڈورڈ سوم کے قانونا جائز وارث لائیونل ڈیوک آف کلیرنس کی اولاد سے ہوں۔ اور اس لئے ایڈورڈ سوم کے بیٹے جان آف گانٹ کے وشاہیتی ہنری چہارم و پنجم وششم سب کے سب یکے بعد دیگرے تخت وتاج غصب کرتے رہے ہیں۔ ہنری ششم میں توانا دل گردہ اور اتنی طاقت نہ تھی کہ ڈیوک آف یارک کا مقابلہ کرتا۔ مگر اولوالعزم مارگریٹ نے ڈیوک آف یارک کے قلع قمع کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اور کچھ بہت وقت نہ گزرا تھا کہ وہ ڈیوک آف یارک کو شکست دینے اور قتل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ اس معرکہ ویک فیلڈ (Wakefield) نے ڈیوک آف یارک کے خلاف اور مارگریٹ کے حق میں فیصلہ کردیا۔ لیکن اس کے بعد ڈیوک آف یارک کا بیٹا ایڈورڈ باپ سے بھی بڑھ کر مارگریٹ کا خطرناک دشمن ثابت ہوا۔ اس نے لندن پر یلغار کی۔ اور وہاں ایڈورڈ چہارم کے شاہی لقب سے اس کی بادشاہت کا اعلان کردیا گیا۔ اس کے بعد پام سنڈے (Palm Sunday) کے روز (۱۴۶۱ء) ایڈورڈ نے شہر یارک کے قریب ٹاؤٹن (Tonton) کا معرکہ مارا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے اعلان بادشاہت کی تصدیق وتوثیق ہوگئی۔ مارگریٹ نے جب دیکھا کہ اب حکومت کی نعمت ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئی ہے۔ تو فرانس کی جانب راہ فرار اختیار کرنا ہی غنیمت جانا۔ اور فاتح نے ہنری ششم کو ٹاور آف لنڈن میں قید کردیا۔ اس طرح لینکاسٹر والوں کے باسٹھ سال (۱۳۹۹ء سے ۱۴۶۱ء) کے غصب حکومت کے بعد حکمرانی کا حق حقدار خاندان یعنی یارک والوں کو پہنچ گیا۔ اور لینکاسٹر خاندان اور یارک خاندان کے درمیان تیس سالہ جنگ گلاب (وار آف دی روز) کا پہلا شش سالہ دور ختم ہوگیا۔

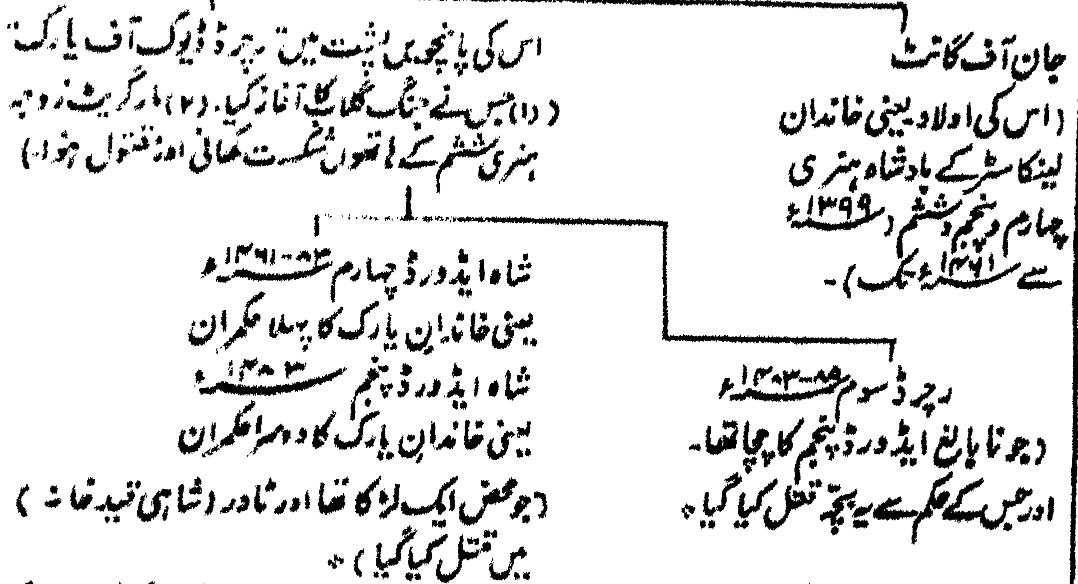
نوٹ:۔ جنگ گلاب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ خاندان یارک کا نشان سفید گلاب تھا۔ اور خاندان لینکاسٹر کا سرخ گلاب۔ اس لئے ان دو قسموں کے گلاب کے درمیان جنگ نے یہ نام پایا۔

شاہانِ خاندانِ یارک

ایڈورڈ چہارم ۱۴۶۱-۸۳ء۔ ایڈورڈ پنجم ۱۴۸۳ء اور رچرڈ سوم ۱۴۸۳-۸۵ء

شجرۂ خاندانِ یارک

شاہ ایڈورڈ سوم



ایڈورڈ چہارم اور جنگ گلاب کا دوسرا دور | انگریز اس امر کے خواہشمند رہے ہیں۔ کہ حکومت کو استقامت حاصل ہو۔ تاکہ رعایا خوشحال و فارغ البال ہو۔ اور اس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا نہ ہوں۔ چنانچہ جب ایڈورڈ چہارم اپنے آپ کو تخت و تاج کا حقیقی وارث ٹھہراتا اور خاندان لینکاسٹر کے حکمرانوں کو غاصب بتاتا تھا۔ تو عام لوگ ان حقائق کو چنداں قابلِ اعتنا تصور نہ کرتے تھے۔ ان کے دل کو اگر کوئی بات لگتی تھی۔ تو یہ کہ ایڈورڈ چہارم ایک دانا و مدبر حکمران اور ایک بہادر سپاہی تھا۔ اور اس لئے اس سے اس امر کی توقع کی جاتی تھی کہ وہ کمزور ہنری ششم سے بہتر حکمران ثابت ہوگا۔ پھر بھی ایڈورڈ نے تخت نشین ہوتے ہی دیکھا کہ اگرچہ تخت و تاج جیت لینا ایک مشکل کام تھا۔ جو ہو چکا۔ مگر اب اسے سنبھالنا مشکل تر امر ہے۔

ایڈورڈ چہارم کو کامیابی حاصل کرنے کے سلسلے میں انگلستان کے سب سے بڑے امیر ارل آف واروک (Earl of Warwick) سے بڑی مدد ملی تھی۔ بلکہ لوگ کہتے تھے۔ کہ ایڈورڈ کی کی بادشاہت ارل آف واروک ہی کی کوششوں کی مرہون منت ہے۔ چنانچہ بعض تو اسے بادشاہ گر کہتے اور بجا کہتے تھے۔ لیکن اب واروک نے یہ ثابت کیا کہ "جہاں میں بادشاہ بنا سکتا ہوں۔ وہاں انھیں فنا بھی کر سکتا ہوں" شروع میں ایڈورڈ اپنے مربی و مددگار کے مشورے سے حکومت کرتا رہا۔ مگر جب بہت جلد اُس نے ہاتھ پاؤں نکالنے شروع کئے۔ اور واروک کے صلاح مشورے کی شنوائی کے دن رخصت ہو گئے۔ تو اس پر واروک بہت غضب ناک ہو گیا۔ لیکن پھر بھی ایڈورڈ اس پر غالب آیا۔ اور واروک فرانس کو بھاگ گیا۔ وہاں اس نے مارگریٹ آف آنجو سے کہا کہ میں تمھارے خاوند ہنری ششم کو ٹاور کی قید و بند سے نکال کر از سرِ نو تخت نشین کر سکتا ہوں۔ چنانچہ چند ماہ بعد واپس انگلستان آیا۔ اور اب ایڈورڈ چہارم کو راہِ فرار اختیار کرنی پڑی۔ واروک نے جو کہا تھا۔ کر دکھایا۔ اور ہنری ششم کو تخت پر بٹھا دیا۔ اس طرح اس نے ایک بار اور بادشاہ گر کا لقب حاصل کیا۔ بلکہ کہنا چاہیئے کہ اب دراصل واروک ہی بادشاہ تھا۔ گو نام نہاد حکمران ہنری تھا۔ کیونکہ قید کی تکلیفوں اور مایوسیوں کے سبب ہنری کے رہے سہے حواس بھی غائب ہو چکے تھے۔ مگر اب واروک نے بھی دیکھا کہ فتح حاصل کرنا تو آسان ہے۔ لیکن اس کا پھل کھانا کارے دارد۔ چنانچہ ہنری کو دوبارہ بادشاہ بنے ابھی سال بھر ہوا ہوگا۔ کہ ایڈورڈ چہارم تخت حاصل کرنے کے لئے میدان میں نکلا۔ اُس نے ۱۴۷۱ء میں ایسٹر سنڈے (Easter Sunday) کے روز معرکۂ بارنٹ (Barnet.) میں واروک کو شکست دے کر مار ڈالا۔ پھر انھیں دنوں جب مارگریٹ بھی فرانس سے آئی۔ تو اسے بھی ٹیوکسبری (Tewkesbury) کے میدان میں شکست دے کر فرانس کی طرف واپس بھگا دیا۔ اس طرح سال کی مزید خون ریزی کے بعد ایڈورڈ چہارم نے دوبارہ تخت و تاج پایا۔ ہنری ششم دوبارہ قید کیا گیا۔ اور جلد ہی خفیہ طور پر قید خانے میں قتل کر دیا گیا۔ اس طرح جنگ گلاب کا دُوسرا دور ختم ہوا۔ اس کے بعد ایڈورڈ چہارم کو بارہ برس تک امن و آسائش سے حکومت کرنے کا موقع ملا۔ اور ۱۴۸۳ء میں جب وہ ابھی جوان ہی تھا۔ دنیا سے چل بسا۔ اس نے اپنے عہد حکومت میں ضبط و نظم قائم رکھا۔ اور شاذ و نادر ہی پارلیمنٹ کو طلب کیا۔

شاہ ایڈورڈ پنجم تا بالغ ۱۴۸۳ء | ایڈورڈ چہارم کے دو بیٹے تھے۔ (۱) بڑا بیٹا ایڈورڈ پرنس آف ویلز وارث تخت و تاج۔ اور (۲) رچرڈ ڈیوک آف یارک + بڑا بیٹا ایڈورڈ پنجم کے

لقب سے تخت نشین ہوا۔ لیکن وہ تیرہ برس کا نابالغ لڑکا تھا۔ اس لئے اس کے چچا رچرڈ ڈیوک آف گلوسسٹر (Duke of Gloucester) نے "نائب ملک" کا منصب پایا۔ اور وہ نابالغ بھتیجے کے بجائے حکومت کرنے لگا۔ لیکن چند ہی ہفتوں کے بعد اس نے اعلان کر دیا کہ میرا بھتیجا ایڈورڈ بادشاہت کا حق دار نہیں۔ یوں تو یہ دعوی بے دلیل تھا۔ مگر جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مصداق اس نے رچرڈ سوم کا لقب اختیار کر کے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اور ایڈورڈ پنجم کو دو ماہ کی فرمانروائی کے بعد مع اس کے چھوٹے بھائی کے ٹاور میں قید کر دیا۔ یہاں دونوں نابالغ بچے اس ڈیوک آف گلوسسٹر یا رچرڈ سوم کے حکم سے قتل کئے گئے ۔

رچرڈ سوم ۱۴۸۳ء | ڈیوک آف گلوسسٹر بننے کو تو شاہ رچرڈ سوم بن گیا۔ مگر اسے اپنی شقاوت کے ذریعے سے کوئی خاص فائدہ نہ پہنچا۔ اس کے اپنے خاندان یارک کے لوگ اور ان کے رفقا اس سے اس لئے نفرت کرنے لگے کہ اس نے اپنے بھتیجوں پر سخت ظلم روا رکھا۔ اور ان کا حق چھین لیا تھا۔ رہے خاندان لینکاسٹر کے لوگ اور ان کے ہمراہی۔ انہیں کیا پڑی تھی کہ رچرڈ سوم کے مددگار بنیں۔ کیونکہ وہ فریق مخالف کا آدمی تھا۔

اس وقت خاندان لینکاسٹر کا وارث ہنری ٹیوڈر۔ ارل آف رچمنڈ (Henry Tudor Earl of Richmond) تھا۔ اس ہنری کی ماں لیڈی مارگریٹ بوفرٹ (Margaret Beaufort) تھی۔ اور وہ جان آف گانٹ کی اولاد سے تھی اور ہنری کا باپ علاقۂ ویلز کے شرفا میں سے ایک غریب شخص کا بیٹا تھا۔ جس کا خاندان ٹیوڈر (Tudor) کہلاتا تھا۔ ہنری کو ارل یا امارت یا نوابی کا عہدہ اپنی ماں لیڈی بوفرٹ کے سبب حاصل تھا۔ یہ ہنری ٹیوڈر مدتوں سے جلاوطنی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ رچرڈ سوم کے مظالم کے باعث اور اس لئے بھی کہ ہر دو خاندان اس سے نفرت کرتے تھے۔ ہنری ٹیوڈر کو اس امر کا حوصلہ ہوا۔ کہ وہ لینکاسٹر خاندان کے حقوق کی بنا پر تخت انگلستان کا دعویدار بنے۔ چنانچہ وہ ۱۴۸۵ء میں ویلز آیا۔ اور یہاں اس کے ہموطنوں یعنی ویلز والوں نے اسے قابل قدر امداد دی۔ چنانچہ ہنری نے رچرڈ سوم کے خلاف میدان کارزار گرم کر دیا۔ اور انگلستان کے علاقۂ لسسٹرشائر (Licestershire) میں باسورتھ (Bosworth) کے مقام پر رچرڈ کو شکست دی جس کے لئے یہ روز سیاہ ایسا مہلک ثابت ہوا کہ حکومت و مملکت کے ساتھ جان بھی کھوئی۔ مگر اتنا ضرور ہے۔ کہ لڑائی میں اس نے بڑی بہادری دکھائی۔ اس طرح ملک ویلز کے ایک باشندے کے بیٹے ہنری ٹیوڈر نے ہنری ہفتم کے لقب سے انگلستان کا تاج

پوتا۔ اور اگرچہ وہ ماں کی جانب سے لینکاسٹر خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ اور اب گویا لینکاسٹر والوں کا نصیبا دوبارہ جاگا۔ مگر اس کی تخت نشینی سے شاہانِ انگلستان کے ایک نئے گھرانے یعنی ٹیوڈر خاندان کا آغاز ہوتا ہے جس کا دورِ حکومت ۱۴۸۵ء میں شروع ہوکر ۱۶۰۳ء میں ختم ہوا۔ یہی وہ زمانہ ہے۔ جو تاریخ انگلستان کے "زمانہ جدید" کا پہلا حصہ کہلاتا ہے۔ غرض خاندان ٹیوڈر کے ساتھ ہم انگلستان کے دورِ حاضرہ میں قدم رکھتے ہیں۔ جس کا امتیاز انگلستان کی مملکت کو ایک عظیم الشان سلطنت میں تبدیل کرتا ہے ۰

دوسری فصل

شاہانِ خاندانِ ٹیوڈر (Tudor) کا زمانہ ۱۴۸۵-۱۶۰۳ء

مملکت اور سلطنت میں فرق | سولھویں صدی عظمتِ برطانیہ کے لیئے نہایت مبارک ثابت ہوئی۔ وہ برطانیہ جسے ہم آج ایک نہیں پانچ برّ اعظم میں جاری و ساری دیکھتے ہیں۔ اور جس کے سبب سے برطانیۂ عظیم کو "برطانیۂ عظیم تر" کہلانے کا فخر و امتیاز حاصل ہوا ہے۔ اس نے حقیقی معنی میں ٹیوڈر ہی کے عہد میں انگلستان سے باہر قدم نکالا ہے ۰

برطانیہ میں اس وقت (زمانہ ٹیوڈر کے دوران میں) جو قطعۂ ارض انگریزوں کے ماتحت تھا۔ وہ صرف انگلینڈ اور اس کے ایک جزو مغربی ہمسایہ صوبۂ ویلز پر مشتمل تھا۔ شمال کی جانب ملک سکاٹ لینڈ ہنوز ایک آزاد ملک تھا۔ پھر جب سکاٹ لینڈ کا اتحاد انگلستان سے ہوا۔ اور دونوں ملک ایک بادشاہ کی حکومت کے تسلط میں آگئے۔ تو خود برطانیہ کی تشکیل بھی صرف اُس وقت ہوئی یعنی ۱۶۰۳ء میں جب خاندان ٹیوڈر کا زمانہ ہو لیا۔ اور خاص واقعات نے جن کا ذکر ابھی کیا جائے گا۔ سکاٹ لینڈ کے بادشاہ جیمز ششم کو انگلستان کا جیمز اوّل بھی بنا دیا۔ اور انگلستان میں ایک نئے شاہی خاندان سٹوارٹ (Stuart) کا آغاز ہوا۔ گویا یہی ۱۶۰۳ء کا زمانہ تھا کہ انگلستان سچّے معنی میں برطانیہ بنا۔ اور دو مملکتیں یکجا ہوگئیں ۰

واقعاتِ گزشتہ کے مطالعے کے دوران میں بالعموم اور جنگِ صد سالہ (۱۳۳۷-۱۴۵۳ء)

کے کوائف میں بالخصوص یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے۔ کہ اہلِ انگلستان اور اہلِ فرانس کس طرح ایک دوسرے کے خون میں ہاتھ رنگنے کے عادی رہے ہیں۔ اور کس طرح انگلستان نے بارہا فرانس کے کبھی تھوڑے اور کبھی بہت علاقوں اور صوبوں پر فرمانروائی حاصل کی ہے۔ نیز کس طرح شاہانِ انگلستان نے مختلف صحیح یا غلط دعاوی کے ذریعے سے فرانس کی بادشاہت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر آخرکار انگریزوں کے ہاتھ میں فرانس کی بندرگاہ کیلے کے علاوہ اس غیر ملک کا کوئی علاقہ باقی نہ رہا۔ تاریخی لحاظ سے یہ ایک اہم حقیقت ہے کہ برطانیہ کی تشکیل ہونے سے پہلے انگلستان نے جو پہلی کوشش انگلستان سے باہر ایک سلطنت قائم کرنے کے لئے کی۔ وہ ناکام رہی۔ اور انگلستان کی ملکی حیثیت بمنزلہ ایک مملکت ہی کے رہی۔ جو یورپ کے شمال مغربی گوشے میں اصل برِ اعظم سے الگ تھلگ اور چاروں طرف سے پانی میں قلعہ بند ہونے کی وجہ سے یورپ والوں کے حملوں سے محفوظ ہے۔ انگلستان کی تاریخ بتاتی ہے۔ کہ اس کی یہ علیحدگی قدرت کا ایک عطیہ ہے۔ جس نے پانی کو اس کی سپر بنا کر اغیار کی تگ و تاز سے مامون و مصون کر رکھا ہے ۔

غرض گو ابتدا میں ایک مملکت کو سلطنت میں تبدیل کرنے کی کوشش ناکام رہی۔ مگر اس کے بعد سولھویں صدی میں اسی سلطنت کا بیج بویا گیا۔ جو سترھویں صدی میں ایک اچھی اٹھان کے پودے کی شکل دکھاتا ہوا اٹھارھویں صدی میں عالمِ شباب کو پہنچا۔ اور انیسویں صدی میں ایک تناور بلند و بالا درخت بن گیا۔ اور اسی استعارے کو قائم رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ آج بیسویں صدی کے پینتیسویں برس یہ تناور شاہ بلوط پانچ برِ اعظم کے اکثر قطعات پر سایہ فگن ہے ۔

سولھویں صدی کی خصوصیات | انگریزوں کو جو امتیازات سولھویں صدی میں حاصل ہوئے انہیں یار و اغیار سب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ صحیح معنی میں ایک مستحکم اور مضبوط حکومت کا قیام شاہانِ ٹیوڈر کی شخصی خوبیوں کا بڑی حد تک مرہونِ منت رہا ہے۔ اور قوم نے بھی ان مستحسن مساعی میں سلاطین کی تہ دل سے امداد کی ۔

اب ان امتیازات اور خصوصیات کی تفصیل ملاحظہ ہو :-

ترقی علوم و فنون | ایک مشہور امریکن مؤرخ لکھتا ہے کہ انگریزوں کے حق میں یہ ایک زر انگیز وقت تھا۔ اور اس دور میں قوم انگلشیہ نے ادبیات، علوم تجربی (سائنس Science) فنونِ لطیفہ، صنعت و حرفت اور تجارت میں اتنی زبردست ترقی کی۔ کہ اس کی نظیر اگر ملتی ہے تو علوم و فنون کے دلدادوں اہلِ یونان کے اوائل زمانے ہی میں ملتی ہے ۔

اصلاحِ دینی یعنی ریفارمیشن (۱) مگر اس عظیم الشان ترقی سے بھی بڑھ کر وہ واقعہ ہے۔ جسے تاریخ میں ریفارمیشن (Reformation) یعنی اصلاح دینی کہتے ہیں۔ کیونکہ نہ صرف یہ واقعہ بجائے خود ایک دوررس ملکی اور آئینی اہمیت کا سرمایہ دار ہے۔ بلکہ اس نے انگریزوں کو دینی لحاظ سے بھی ایک غیر ملکی دینی سلطنت اور ملوکیت کے اختیار و اقتدار سے آزاد کر دیا۔ یعنی انگریزوں نے دین کے لحاظ سے پاپائے رُوم (Pope of Rome) کی فوقیت انگلستان سے دُور کر دی۔ گویا پہلا قدم شاہانِ ٹیوڈر نے یہ اٹھایا کہ پہلے پاپا کی دینی بادشاہت سے قطع تعلق کیا۔ پھر پاپائے روم کے طریق مذہب رومن کیتھولک (Roman Catholic) کی جگہ اصلاح یافتہ مذہب یعنی پروٹسٹنٹ (Protestant) کو اپنے ملک میں مستقل طور پر قائم کر لیا۔ اس کے یہ معنی ہوئے۔ کہ یورپ کے باقی ممالک کی نسبت انگلستان میں یہ تحریک اصلاح دینی دوگانہ حیثیت رکھتی تھی۔

مشہور عالم انگریز مؤرخ گرین (Green) لکھتا ہے۔ کہ زمانۂ ٹیوڈر سے پہلے تین سو سال کے دوران میں بھی انگریز اپنے دینی اور ملکی معاملات میں پوپ کی دخل اندازی ناپسند کرتے رہے تھے۔ کیونکہ پوپ کی شخصیت ہمیشہ انگریزوں کے لئے مجسمۂ شکایت رہی۔ چنانچہ گزشتہ تین صدیوں میں انگریزوں کی پارلیمنٹ نے بارہا بعض قوانین وضع کئے۔ جن کی بنا پر اس نے قرار دیا۔ کہ پوپ انگلستان میں فلاں فلاں کام کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ چنانچہ پوپ سے قطع تعلق کرنے میں شاہانِ ٹیوڈر کا ایک بڑا مدعا یہ بھی تھا کہ وہ اپنے شاہی وقار اور اختیار پر کسی غیر طاقت کا غلبہ ناپسند کرتے تھے۔ غرض اصلاح دینی کا ایک پہلو تو موجود ہی تھا۔ اور اس لئے پوپ کی ملوکیت کے خلاف انگریزوں کی سرکشی کا انجام بخیر ہوا۔ اصلاح دینی کا دوسرا نتیجہ یہ تھا کہ یورپ میں رومن کیتھولک عقائد کے خلاف ایک دینی لہر اٹھی۔ اور جب نئے عقائد کا سیلاب انگلستان میں آیا۔ تو اس ملک نے جو پہلے ہی پوپ کی دینی سلطنت سے آزاد ہو چکا تھا۔ جدید طریقِ دینی آسانی سے اختیار کر لیا۔ پوپ کی علیحدگی میں کامیابی دُوسرے ٹیوڈر حکمران ہنری ہشتم کے عہد میں ہوئی۔ اور عقائد اور طریقِ عبادت وغیرہ میں رفتہ رفتہ تبدیلی تیسرے ٹیوڈر بادشاہ ایڈورڈ ششم کے دَور میں رونما ہوئی۔ البتہ اس کے بعد جب چوتھے ٹیوڈر حکمران ملکہ میری کا زمانہ آیا۔ جو صرف پانچ سال کے قریب رہا۔ تو اس مختصر مدت میں ملکہ نے اپنے پیشرو حکمرانوں کے اصلاحی کارناموں کو ملیامیٹ کرنے کی سخت کوشش کی۔ اور اس لئے پروٹسٹنٹ طریق کا ردِ عمل ایک بڑی حد تک ہوتا رہا۔ مگر جدید مذہب کی بنیادیں پختہ ہو چکی تھیں۔ پس آخری ٹیوڈر حکمران ملکہ الزبتھ کے طویل یعنی پینتالیس برس کے عہد میں پروٹسٹنٹ طریق کا ازسرِ نو احیا ہوا۔ اور یہ دین

ہمیشہ کے لئے انگلستان کی رعایا اور راعی کا مذہب قرار پا گیا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ انگلستان میں پروٹسٹنٹ طریق کی تجویزیت کے لئے اور بھی منظم و مستند تو بلکہ ایک معقول حد تک کامیاب تیاری بھی ہو چکی تھی یعنی پلینٹیجنیٹ خاندان کے آخری بادشاہ رچرڈ دوم کے عہد (۱۳۷۷-۹۹ء) میں جان وائی کلف نامی مسیحی دین نے ایک اصلاح یافتہ طریق مذہب اختیار کیا تھا۔ اور جس کے پیرووں نے لولارڈز خطاب پایا تھا۔ اس طریق کا امتیاز خصوصی یہ تھا کہ اعتقادات اور آئین عبادات میں رہنمائی کرنے والی ایک اور اکیلی مقتدر اور مستند شئے انجیل مقدس ہے۔ چنانچہ بعض ایسے عقائد جن کی وکالت لولارڈز کرتے تھے۔ مگر جن کو رومن کیتھولک طریق کے پابند لائق تعزیر بتاتے تھے۔ ان عقائد سے ملتے جلتے تھے جن کی اشاعت برِاعظم یورپ کے بعض ممالک بالخصوص جرمنی میں طریق پروٹسٹنٹ کے اجرا کے وقت ہو رہی تھی۔ اور اگرچہ لینکاسٹر خاندان کے پہلے بادشاہ ہنری چہارم نے لولارڈز کے خلاف متشددانہ حکمت عملی اختیار کر کے اُن لوگوں کو دبا دیا تھا۔ مگر اندر ہی اندر یہ آگ برابر سلگتی رہی تھی حتیٰ کہ جب پروٹسٹنٹ طریق کی اشاعت ہوئی۔ تو انگلستان کے لوگوں نے اس کا خیر مقدم کیا۔ اس کے علاوہ دنیوی پہلو سے بھی انگلستان کے کسانوں نے جدید طریق کو خوش آمدید کہا۔ کیونکہ نئے پیغام دینی میں انہیں اس امر کی بھی جھلک دکھائی دی۔ کہ غربا کی تکالیف دور ہوں گی۔ اور حریت و مساوات کا دور دورہ ہوگا۔ آزادی کے لحاظ سے غریب امیر یکساں ہو جائیں گے اور دنیوی سود و بہبود کے لئے سب کو برابری کے مواقع حاصل ہوں گے۔

بحری راستوں کی دریافت (۳) ۱۴۹۲ء میں جینوا (Genoa) کے ایک باشندے کرسٹوفر کولمبس (Christopher Columbus) نے بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean) کے اس پار پہنچ کر نئی دنیا یعنی امریکہ کی سرزمین دریافت کی۔

(۴) ۱۴۹۸ء میں ایک پرتگیز ملاح واسکو ڈے گاما (Vasco-deGama) نے افریقہ کے جنوب میں راس امید کے گرد چکر کاٹ کر ہندوستان آنے کا ایک نیا بحری راستہ دریافت کیا۔

ان دو دریافتوں سے ان دو باتوں کی بنیاد پڑی کہ انگریز امریکہ میں نوآبادیاں قائم کریں اور ہندوستان کے ساتھ تجارتی تعلقات میں بھی انگریز آگے چل کر حصہ لینے لگیں۔

(۵) ۱۴۷۴ء میں ولیم کیکسٹن نے لندن میں اپنا مطبع قائم کیا۔ اور قلمی مسودوں کے بجائے مطبوعہ کتابوں کی نشر و اشاعت کا بند و بست ہو گیا۔ اس ایک ایجاد نے علوم کی ترقی میں انتہائی مدد دی۔

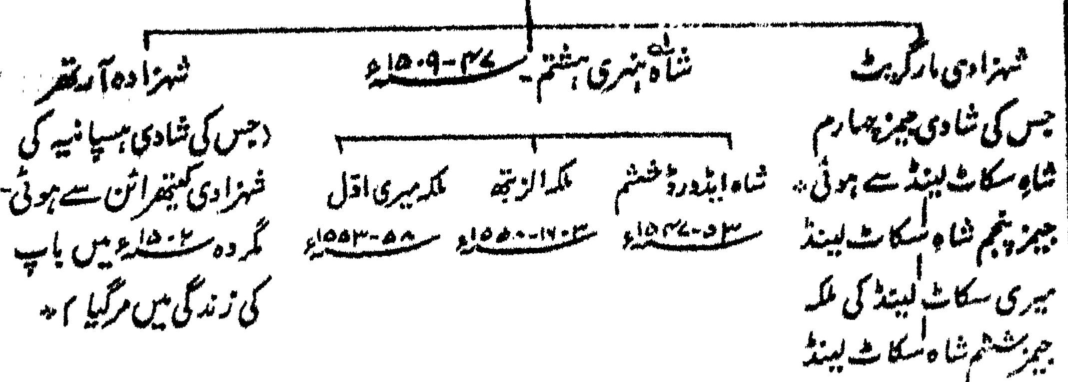
(۶) بندوقوں اور توپوں کے استعمال نے بڑی سرعت کے ساتھ ترقی کی۔ اور گولی بارود کے ہتھیاروں کی نشوونما نے بہرحال جلد ہی نہ صرف زرہ بکتر پہننے والے سورما سواروں کو بیکار کر دیا۔ بلکہ ازمنۂ وسطیٰ کے قلعے بھی ردی ہو گئے۔ اس سے لڑائی کا ڈھنگ رفتہ رفتہ بالکل بدل گیا۔

(۷) ساتویں اور آخری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ سوا چند مختصر معرکوں کے اس سولھویں صدی میں انگلستان کو کوئی بڑی جنگ اختیار نہ کرنی پڑی۔ اور اس سے صد سالہ امن نے انگریزوں کے لئے ذہنی اصلاح اور دنیوی ترقی کے مواقع و وسائل مہیا کر دئے۔

شجرۂ خاندان ٹیوڈر

شاہ ہنری ہفتم ۱۴۸۵-۱۵۰۹ء

(جس نے خاندان یارک کی شہزادی ایلزبتھ سے شادی کی۔ اور چونکہ وہ خود خاندان لینکاسٹر کا نام لیوا تھا۔ اس لئے اس عقد نے سرخ و سفید گلاب کا جھگڑا مٹا دیا۔)



(جو انگلستان کا بادشاہ جیمز اول کے نام سے بنا۔ اور جس سے خاندان سٹوارٹ کا آغاز ہوا۔)

ہنری ہفتم اور قانونی موشگافیوں سے تحصیل دولت | ہنری ہفتم کے کردار کی بڑی خصوصیت یہ تھی۔ کہ وہ جذبات سے مطلق مشتعل نہ ہوتا تھا۔ آدمی کیا تھا۔ تودۂ برف تھا۔ اس کی شخصیت کا دوسرا

۱؎ ہنری ہشتم کے عہد کے بعض اہم واقعات کو سمجھنے اور ان کے نتائج کو ذہن نشین کرنے کے لئے جو تاریخ انگلستان کے کوائف اور بالخصوص اصلاح دینی پر اثر انداز ہوئے۔ یہ امر قابل یادداشت ہے کہ ہنری ہشتم (دوسرے ٹیوڈر بادشاہ) نے تین شادیاں حسب ذیل خواتین کے ساتھ کیں۔ (۱) اپنے بڑے بھائی شہزادہ آرتھر کی بیوہ کیتھرائن جو ہسپانیہ کی شہزادی تھی۔ (۲) این بولین (Anne Boleyn) اور (۳) جین سیمور (Jane Seymore)۔

بڑا امتیاز یہ تھا کہ وہ انتہا درجے کا خودغرض واقع ہوا تھا۔ اس کا تیسرا خاصہ یہ تھا کہ وہ خود
پسند و خود رائے ہونے کے علاوہ اپنی ذات کے سوا کسی سے محبت نہ رکھتا تھا۔ مگر ان خودغرضیوں
اور خود ستائیوں کے باوجود اس میں چند اوصاف حمیدہ بھی تھے۔ وہ دُور بین تھا۔ مدبر تھا۔
محتاط تھا۔ جزرس اور کفایت شعار تھا۔ اور صرف لنکاسٹری خاندان کا سرگروہ نمائندہ متصور
ہونے کا متمنی نہ تھا۔ بلکہ ساری قوم کا سردار اور پیشوا ہو کر سلطان بننے کا خواہشمند
تھا۔ یارک خاندان کی قریب ترین وارث شاہزادی ایلزبتھ سے شادی کر کے اس نے سرخ
اور سفید گلاب کے تنازعات مٹا دیئے۔ مگر پھر بھی یارک خاندان کے حامیوں کے دلوں
میں ہنری ہفتم کی طرف سے خلش باقی رہی۔ چنانچہ اوائل عہد میں اسے یارک خاندان کے
دو مفروضہ وارثوں پر غالب آنا پڑا۔ ان کا تقاضا تھا کہ تخت و تاج ہمارا حق ہے۔
چنانچہ اس نے ایک بہانہ ساز کو تو آسانی سے نیچا دکھا دیا۔ یہ شخص لیمبرٹ سمنل
(Lambert Simnel) تھا۔ جو اپنے آپ کو ایڈورڈ چہارم کے بھائی ڈیوک آف کلیرنس
کا بیٹا بتاتا تھا۔ البتہ دوسرے مخالف پرکن واربک (Perkin Warbeck) نے ہنری ہفتم
کو بہت دق کیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ میں ایڈورڈ پنجم (جس نابالغ نے صرف دو ماہ حکومت
کی تھی۔ اور جو اپنے چھوٹے بھائی کے ہمراہ رچرڈ سوم کے حکم سے مارا گیا تھا) ہی کا چھوٹا
بھائی ہوں۔ اور اس لئے یارک خاندان کا اصل نمائندہ ہوں۔ یارک کے حامیوں نے
اس جھوٹ کو امر واقع تصور کیا۔ اور تنازع پیدا ہو گیا۔ مگر انجام کار فرانس اور سکاٹ لینڈ کی
امداد کے باوجود پرکن واربک کو بھی شکست ہوئی۔ اور اس کا سر قلم کیا گیا۔

توازنِ قوت | ہنری ہفتم نے یورپ کی سیاسیات میں بھی حصہ لیا۔ اور سب سے پہلے ہم
اسی کے عہد کے ضمن میں توازنِ قوت کے نظریئے سے دوچار ہوتے ہیں۔ ہنری ہفتم چاہتا
تھا کہ یورپ کی کوئی مملکت کسی دوسری مملکت سے بہت زیادہ طاقتور نہ ہو جائے۔
اس وقت یورپ کی ایک بڑی طاقتور مملکت ہسپانیہ اور اس کے مقابلے میں فرانس کی
بادشاہت تھی۔ ہنری ہفتم نے اپنے بڑے بیٹے شہزادہ آرتھر کی شادی ہسپانیہ کی شہزادی
ایلزبتھ سے کر کے ہسپانیہ کے ساتھ اتحاد کیا۔ مگر آرتھر باپ کی زندگی ہی میں مر گیا۔ اور
اس پر ہنری ہفتم کے دوسرے بیٹے نے بیوہ سے عقد کیا۔ ہنری ہفتم کا یہی بیٹا آگے چل کر
ہنری ہشتم کے لقب سے شاہِ انگلستان بنا۔ ہنری ہفتم کے عہد ہی میں کولمبس نے امریکہ
دریافت کیا۔ ہنری نے اپنے ملک کو جنگ کے بکھیڑوں سے مخلصی دلانے کے لئے سکاٹ لینڈ
سے بھی اتحاد کیا۔ چنانچہ اپنی بیٹی مارگریٹ کی شادی سکاٹ لینڈ کے بادشاہ جیمز چہارم

سے کی۔ اس سے یہ فائدہ ہوا۔ کہ انگلستان اور سکاٹ لینڈ جو ایک دوسرے سے لڑتے رہتے
تھے۔ اب رفیق بن گئے۔ بلکہ ایک سو سال بعد ہنری کی یہ حکمت عملی انجام کار اس قدر کامیاب
ثابت ہوئی۔ کہ اسی جیمز چہارم کی اولاد میں سے جیمز ششم انگلستان کا بھی بادشاہ بنا۔ اور
دونوں ملک ہمیشہ کے لئے متحد ہو گئے۔

ہنری ہفتم کو روپیہ جمع کرنے کا بڑا شوق تھا۔ وہ رعایا پر نہایت سخت ٹیکس لگاتا تھا۔
اور اگرچہ لوگ اس وجہ سے برافروختہ بھی ہو جاتے تھے۔ مگر وہ اپنی دولت دانائی کے ساتھ خرچ
کرتا۔ اور مملکت کے طول و عرض میں اس نے ضبط و نظم کے قیام میں بھی بڑی کامیابی حاصل
کی تھی۔ اس سے رعایا خوش نہ تھی۔ خاندان ٹیوڈر کے زمانے کے آغاز تک بڑے بڑے امرا
بہت خودسر تھے۔ اور جو چاہتے تھے۔ کرتے تھے۔ بلکہ سرخ و سفید گلاب کی جنگ بھی ان ہی کے
دائمی تنازعات کے باعث ہوئی تھی۔ ان لوگوں کو اپنا مطیع و فرماں بردار بنانے کے لئے
ہنری نے ایک عدالت سٹار چیمبر (Star Chamber) کے نام سے قائم کی۔ یہ نام اس لئے
قرار پایا۔ کہ عدالت کے کمرے کی چھت پر ستارے منقوش تھے۔ اس عدالت کا بڑا کام یہ تھا۔
کہ امرا کو قانون کی خلاف ورزی سے باز رکھے۔ اور قانون شکنی پر سزا دے۔

خاندان ٹیوڈر سے پہلے ہی امرا ملک کو خانہ جنگی میں مبتلا رکھتے تھے۔ اور غریبوں اور
کسانوں پر آفت آتی تھی۔ کیونکہ یہی لوگ سپاہی ہوتے تھے۔ اور ان ہی کو مجبور ہو کر اپنا اصل
کام کاج کاشتکاری اور دوسرے پیشے چھوڑنے پڑتے تھے۔ لیکن اب امرا کا زور ٹوٹا۔
تو عام لوگوں نے امن پایا۔ اور اہم نتیجہ یہ ہوا کہ ہنری ہفتم اپنے پیش رو حکمرانوں سے کہیں بڑھ کر
طاقت ور بادشاہ بن گیا۔ اور یہ بڑے بڑے نواب اور امرا جو گویا چھوٹے چھوٹے بادشاہ
تھے۔ اب عام رعایا کے درجے پر آ گئے۔ ہنری دولت جمع کرنے کے لحاظ سے بڑا طماع
واقع ہونے کے علاوہ یہ بھی چاہتا تھا۔ کہ خود مختار بادشاہوں کی طرح حکومت کرے۔ اور
پارلیمنٹ کو حتی الامکان طلب نہ کرے۔ وہ ان باتوں میں کامیاب بھی ہوا۔ اس ضمن میں اُس
نے جو جو چالاکیاں دکھائیں۔ ان کا اختصار یہ ہے کہ وہ پارلیمنٹ کو طلب کرتا۔ اور اُس
زمانے کے آئین کے مطابق اس سے روپیہ مانگتا۔ کیونکہ پارلیمنٹ ہی کو ٹیکس لگانے کا حق
تھا۔ پھر جب روپیہ مل جاتا۔ تو اپنے تدبر سے جنگ کی نوبت ہی نہ آنے دیتا۔ اور روپیہ
خود سنبھال لیتا۔ کیونکہ آخر حکومت کا عملی کام تو اسی کے ہاتھ میں تھا۔ رعایا سے روپیہ بٹورنے
کا ایک اور طریق یہ تھا۔ کہ ان سے چندے طلب کرتا اور لے لیتا۔ مگر روپے کی یہ طلبی در اصل
قانون کے خلاف تھی۔ کیونکہ حقیقتاً یہ بھی ایک ٹیکس تھا۔ لیکن ٹیکس کے نام سے نہ لیا جاتا تھا۔

وجہ یہ تھی کہ مشہور و معروف میگنا چارٹا (Magna Charta) جس کی تصدیق ہنری سوم کے عہد میں ہوئی تھی۔ اس کے رو سے بادشاہ کے لئے لازم تھا کہ پہلے پارلیمنٹ سے کسی ٹیکس کے لئے منظوری حاصل کرے۔ اور اس کے بعد اسے وصول کرے۔ نئی بات یہ ہے ٹیکسوں کی جگہ ہنری ہفتم نے ان بے تہ چندوں کو رائج کیا۔ اس کے متعلق یہ لطیفہ قابل تحریر ہے کہ بقول قدیم مؤرخ ہولن شیڈ (Holinshed) بادشاہ نے اعلان کیا کہ میں اپنی رعایا کے فیاض دلوں اور اپنی ذات کے ساتھ ان کے انس و محبت کا اندازہ ان تحفوں سے کروں گا جو وہ بخوشی خاطر مجھے دینگے۔ پس جو شخص زیادہ دے گا۔ اسی نسبت سے میرا بڑا دوست ہوگا۔ اور جو کم دے گا۔ میرے ساتھ اس کی الفت بھی ویسی ہی کم ہوگی۔ گویا الفت و التفات کے معیار کا انحصار زر و سیم پر ٹھہرایا۔ اور اپنی خوشنودی کا عطیہ پیش کرکے رعایا کو پیٹ بھر کر لوٹا۔ بادشاہ نے بعض ہوشیار اور طرار قانون دان بھی ایسے پیدا کرلئے۔ جو قدیم بوسیدہ قوانین کو صدیوں کے گرد و غبار سے آلودہ ہونے کے باوجود قعر گمنامی سے نکال لیتے۔ اور ان کے رو سے رعایا سے روپیہ طلب کرتے۔ حالانکہ مدتوں سے یہ قانون تقویم پارینہ ہوئے تھے۔ مگر ان کے بل بوتے پر بادشاہ کو قانوناً یہ حق حاصل تھا۔ کہ بعض اقسام کے ٹیکس لوگوں سے وصول کرے غرض ان کے ذریعے سے بھی روپیہ اکٹھا کیا گیا۔ اسی ضمن میں ایک اور لطیفہ بیان کرکے ہم ہنری ہفتم کے حرص و آز کی داستان ختم کرتے ہیں۔ بادشاہ کے گماشتے لوگوں کے پاس جاتے اور جسے امیرانہ زندگی بسر کرتے دیکھتے۔ اس سے کہتے۔ کہ آپ کی امارت و وجاہت اس حقیقت کا پتہ دیتی ہے کہ آپ کے پاس بڑا اندوختہ ہے۔ پس بادشاہ کو فیاضی سے روپیہ دیجئے۔ اس کے خلاف اگر کسی شخص کو جز رس پاتے۔ تو کہتے کہ آپ واقعی دانا ہیں جبھی تو اس قدر کفایت شعار ہیں اور ظاہر ہے کہ کفایت شعار کے ہاں زر و سیم کے انبار ضرور ہوتے ہیں۔ پس لائیے۔ فیاضی کو کام میں لائیے۔ اور بادشاہ کو کوئی معقول رقم دلوائیے۔ غرض نہ امارت کی نمائش کارگر ہوتی۔ نہ دولت کی پوشیدگی دہانِ آز سے بچاتی۔ پھر لطف یہ کہ امیر تو امیر متوسط الحال لوگ بھی ان مطالبات بے ہنگام سے نہ بچتے۔

القصہ ہنری ہفتم اپنے وارث کے لئے زر کثیر چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوا۔ مگر یہ امر تسلیم کرنا ہوگا کہ (۱) جب ۱۵۰۹ء میں اس نے وفات پائی۔ تو انگریز پورے چوبیس برس پرامن زندگی بسر کرچکے تھے۔ (۲) رعایا پر واضح ہوگیا تھا کہ ضبط و نظم اور امن کا منبع و ماخذ بادشاہ کی ذات ہے۔ (۳) اس نے انگلستان اور سکاٹ لینڈ کے اتحاد کے لئے بہت کچھ کیا۔ اور (۴) جیسا کہ ایک ظریف الطبع مؤرخ نے لکھا ہے "ہنری ہفتم اعجوبۂ روزگار تھا۔ مگر بہترین قسم کا۔

اور داناؤں کی دنیا میں ایک تعجب انگیز شخص ہے۔"

ہنری ہشتم ۱۵۰۹ء-۴۷ء اور پاپائے روم کی برطرفی

ہنری ہفتم کی وفات پر اس کا دُوسرا بیٹا ہنری پرنس آف ویلز سنہ ۱۵۰۹ء میں ہنری ہشتم کے لقب سے تخت حکومت پر متمکن ہوُا۔ کیونکہ اس کا بڑا بھائی آرتھر سنہ ۱۵۰۲ء ہی میں مر چکا تھا۔

ہنری ہشتم کو اپنے باپ کی طرح تخت و تاج کے لئے کوئی لڑائی نہیں کرنی پڑی۔ تمام انگریزوں نے یک زبان ہوکر اُسے اپنا جائز فرماں روا تسلیم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تخت پر بیٹھتے ہی اپنے باپ سے کہیں بڑھ کر دادِ جراٰت دینے لگا۔ اور جہاں ہنری ہفتم سنجیدہ تھا۔ اور ٹھنڈے دل سے ہر کام کرتا تھا۔ وہاں نیا بادشاہ غیر محتاط تھا۔ بلکہ کسی قسم کے اندیشے کو دل میں جگہ نہ دیتا۔ اور بڑے کرّ و فرّ سے زندگی بسر کرتا تھا۔ وہ بڑا عیش پسند بھی تھا۔ مگر اُس کے ذہین ہونے میں کلام نہیں۔ لیکن عیش و عشرت۔ فضول خرچی اور بے پروائی اُس کے اوائل عہد کے امتیازات ہیں۔ جب کچھ مدت اس طرح گزر چکی۔ تو سخت گیر اور ظالم ہوگیا۔ بہرحال عیش پسندی اور خود رائی کے باوجود اُسے ذاتی قوت و جبروت کے حصول کا بڑا شوق تھا۔ اور اس لئے کاروبارِ حکومت کی مشین چلانے میں شروع ہی میں تن دہی سے کام کرتا رہا۔ اس کے علاوہ عیش و عشرت کے سلسلے میں شوق موسیقی کے باوجود علمی و ادبی ذوق بھی رکھتا تھا۔ چنانچہ زمانہ شاہانِ ٹیوڈر میں جو ترقی ادبیات اور علوم تجربی (سائنس) کو ہوئی۔ اور فنونِ لطیفہ نے رونق پائی۔ اس میں ہنری ہشتم کو بھی معقول حصہ حاصل ہے۔ اور اسے ان کاموں کے لئے مہلت بھی بڑی ملی۔ یعنی اس نے تقریباً اڑتیس برس حکومت کی۔

ہنری ہشتم کے آغازِ عہد میں انگلستان کے حالات نہایت امید افزا و شگفتہ تھے۔ بادشاہ کارکن تو تھا۔ مگر ظاہر ہے کہ اس کے لئے اپنی تجاویز کو عمل کا جامہ پہنانے کے واسطے ہوشیار، مستعد اور قابل مددگاروں کی ضرورت تھی۔ تلاش کرنے سے کیا نہیں ملتا۔ آخر اس کی نظرِ انتخاب ٹامس وولزی (Thomas Woolsely) پر پڑی۔

ٹامس وولزی انگلستان کا سب سے بڑا مدبر

ہنری کے اڑتیس سال کے عہدِ حکومت میں سے پہلے نصف حصے کے دوران میں یہی وہ شخصیت ہے۔ جو خود ہنری کے بعد سب سے بلند و بالا نظر آتی ہے۔ جس دَور میں وہ ہوگزرا ہے۔ اُس میں یورپ نے بڑی بڑی شخصیتیں پیدا کیں اور ان میں جو سب سے بزرگ ہستیاں تھیں۔ انھیں میں سے ایک ٹامس وولزی تصور کیا جاتا ہے۔ بلکہ مشہور انگریز مؤرخ بشپ کرٹین (Bishop Creighton) تو یہاں تک کہتا ہے "کہ ٹامس وولزی نہ صرف اپنے زمانے میں غالباً سب سے بڑا سیاست دان اور عملی مُدبر تھا۔

بلکہ انگلستان نے آج تک اس سے بڑھ کر ادراس کے برابر قابل وزیر پیدا نہیں کیا"۔

ہنری ہفتم کے مردم شناس دماغ نے اس کی قابلیت پہچان لی تھی۔ اور پہلے اُسے اپنے ذاتی گرجے کا چیپلین (Chaplain) بنایا تھا۔ یا یوں کہئے۔ کہ نماز اور عبادت سے متعلق امام نیز معاملاتِ ملکی میں پوشیدگی کے ساتھ مشورہ دینے پر مامور کیا تھا۔

ہنری ہشتم نے اُسے یارک کے لاٹ پادری کے عہدے پر فائز کیا۔ اور معاً انگلستان کا وزیرِ اعظم بھی بنایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس دولزی نے کچھ تو خوشامد کے ذریعے سے اور کچھ اس طرح کہ وہ بڑی دانائی و احتیاط سے نوجوان بادشاہ کو عیش و عشرت میں مشغول رکھتا تھا۔ اپنے ناکردہ کار آقا پر کامل غلبہ پا لیا۔

اس پر پوپ نے جو انگلستان میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانا چاہتا تھا۔ دولزی کی وساطت اور رفاقت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ پہلے دولزی کو اپنی کونسل کے رکن اعلیٰ کا مرتبہ بخشا۔ پھر اپنی جانب سے اسی کو انگلستان میں اپنا وکیل بنایا۔ اپنے مختلف عہدوں کی تنخواہوں اور نذرانوں سے دولزی کی آمدنی اتنی عظیم الشان تھی۔ کہ اب وہ شان و شکوہ کے ساتھ رہتا تھا۔ جو بادشاہی کر و فر سے رگڑ کھاتی تھی۔ اس کے محلات میں چھوٹے بڑے ملازم اور افسر پورے پانسو تھے۔ اور جب باہر نکلتا تھا۔ تو اس کی جلو میں بشپ اور امرا تک ہوتے تھے۔

دولزی کا مقصد تھا۔ کہ یورپ کی بساطِ سیاسیات پر انگلستان کو باقی سب سے بڑا مرتبہ حاصل ہو۔ اور وہ ایک ایسا ثالث بن جائے۔ کہ اسی کو یورپ کی ہمسر طاقتوں کے مابین صلح یا جنگ کا اختیار حاصل ہو۔ چنانچہ یورپ کی دو دلِ حریف یعنی فرانس۔ ہسپانیہ اور سلطنتِ پوپ سب کی آنکھیں ہر وقت اسی کی طرف اٹھتی تھیں۔ انگلستان کو طاقت ور بنانے کے لئے اس کا خیال تھا۔ کہ انگلستان کے سرکش امرا کا زور ٹوٹ جائے۔ اور بادشاہ نہ صرف فوقیت حاصل کرے۔ بلکہ خود مختار حاکم ہو۔ اس کام میں اسے معقول کامیابی حاصل ہوئی۔ اور یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہنری ہشتم کی طاقت اور خود مختاری دولزی ہی کی مرہونِ منت تھی۔ انگلستان کو یورپ میں بلند مرتبہ دلوانا۔ اس میں بھی خوب کامیاب ہوا۔ اور انگلستان کو بڑا وقار حاصل ہوا۔ غرض شاہانِ خاندانِ ٹیوڈر جو ذاتی شاہی طاقت کے لحاظ سے تاریخ انگلستان کے تمام شاہی خاندانوں میں اپنی مثال آپ ہیں۔ ان کی اس فوقیت کی ابتدا اگرچہ ہنری ہفتم کے عہد میں ہوئی تھی۔ مگر انتہائی قوت ہنری ہشتم کے زمانے میں حاصل ہوئی۔ اور دولزی کے طفیل۔

فرانس کے خلاف دو بار جنگ یورپ بھر میں انگلستان کی طاقت کا لوہا منوانے کے لئے یہ حقیقت وولزی ہی کے عہدِ وزارت میں رونما ہوئی۔ کہ ہنری ہشتم نے دو مرتبہ فرانس کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ واضح ہو کہ تخت نشینی کے چند ہفتے بعد ہنری ہشتم نے اپنے بڑے بھائی کی بیوہ اور ہسپانیہ کی شہزادی کیتھرائن سے شادی کی تھی۔ جس سے مقصد یہ تھا کہ ہسپانیہ کے ساتھ اتحاد بیش از پیش قوی ہو جائے۔ چنانچہ اسی اتحاد کا نتیجہ تھا۔ کہ ۱۵۱۲ء میں ہنری نے اس مجلس میں شرکت کی۔ جو تاریخ میں مقدس متحدہ مجلس کے نام سے مشہور ہے۔ یہ اجتماع اور اتحاد شاہِ فرانس کے خلاف عرصۂ شہود میں آیا تھا۔ اور بنا بر اسی مجلس کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہنری ہشتم نے فرانس کے خلاف جنگی مہم میں ہاتھ ڈالا۔ مگر اس میں اصل نکتہ یہ تھا۔ اور یہی ہنری کا مدعا تھا کہ فوجی لحاظ سے اپنی پہلی بڑائی حاصل کرے۔ اس موقع پر اس نے دنیا کے سامنے یہ اعلان کیا کہ "میں مملکتِ فرانس کی بادشاہت از سرِ نو حاصل کرنے کو نکلا ہوں۔ کیونکہ میں نے اس کی قلمرو کو وراثت میں پایا ہے۔ اور مجھے لازم ہے کہ میں اسے اپنا مطیع بناؤں" مگر نتیجہ خاک نہ نکلا۔ اور ہنری جس جنگی عظمت و جبروت کے حصول کا خواہاں تھا۔ وہ خواب و خیال سے زیادہ ثابت نہ ہوا۔

فرانس کے خلاف ہنری ہشتم کی دوسری جنگ بھی بے سود ہی رہی۔ اس میں اس نے اپنے اتحادی ہسپانیہ کے شاہ چارلس پنجم کا ساتھ دیا تھا۔ البتہ ان جنگی مہمات سے ہنری ہشتم نے اپنے دوستوں کو منغص کیا۔ ان لوگوں کا خیال تھا۔ کہ نوجوان ہنری اپنے باپ کی طرح امن و امان کا دلدادہ رہے گا۔ اور اپنی طاقت و وقت کو جنگی کارگزاریوں میں ضائع کرنے کے بجائے اس چیز میں صرف کرے گا۔ جو علوم جدید یا احیائے علوم کے نام سے مشہور ہے۔ جو سولھویں صدی کی امتیازی خصوصیت ہے۔ جس کی طرف اس باب کے آغاز میں اشارہ کیا جا چکا ہے اور جس کے ضمن میں انگلستان نے زبردست کارکردگی دکھائی۔ بہرحال یہ جنگی مہمات کچھ بہت خونریز اور زرطلب ثابت نہ ہوئیں۔ اور نہ کچھ ایسی تضیع اوقات کا باعث بنیں۔ البتہ فرانس پر ہنری کے پہلے حملے کا ایک اہم نتیجہ اور ہی شکل میں نکلا۔

سکاٹ لینڈ کی شکست اور انگلستان کی فتح ۱۵۱۳ء دورانِ جنگ فرانس میں جب ہنری رود بارِ انگلستان کے اس پار فرانس میں تھا۔ تو جیمز چہارم شاہِ سکاٹ لینڈ نے فرانس کو مدد دینے کے خیال سے اپنا ایک لشکر سرحدِ انگلستان پر بھیج دیا۔ تاکہ انگلستان کے شمالی صوبوں کو تنگ کرے۔ مگر فلاڈن فیلڈ کے مقام پہ ایک انگریزی فوج نے سکاٹ لینڈ والوں کو شکستِ فاش دی۔ اور نہ صرف شاہِ جیمز چہارم لڑائی میں کام آیا۔ بلکہ سکاٹ لینڈ

کے چیدہ چیدہ امرا بھی جو اپنے فرماں روا کے ہم رکاب تھے۔ خاک و خون میں تپاں گئے۔ اور انگریزوں کی اس فتح کا سہرا ہنری ہشتم کی ملکہ کیتھرائن کے سر رہا۔ جو اس وقت غیر حاضر بادشاہ کے بجائے عنانِ حکومت ہاتھ میں لئے فرماں روائی کی داد دیتی تھی۔ فتح کے بعد کیتھرائن نے مرحوم شاہ جیمز کا خاک و خون میں لتھڑا ہوا لبادہ فتح کی نشانی کے طور پر اپنے شوہر ہنری ہشتم کو بھیج دیا۔

ہنری ہشتم کی طاقت وجرأت میں بالواسطہ ترقی مذکورہ معرکے کے سیاسی نتائج نہایت اہم تھے۔ کہتے ہیں۔ سکاٹ لینڈ اور انگلینڈ کے درمیان آئے دن کے معرکے جنہوں نے مرض مزمن کی صورت اختیار کر رکھی تھی۔ ایک مدت دراز کے لئے رک گئے۔ اس طرح انگلستان اپنی شمالی طرف کے حملوں سے محفوظ ہوگیا۔ اور ایک مستقل خدشہ جاتا رہا۔ اب ہنری ہشتم کو موقع مل گیا۔ کہ ادھر سے مطمئن ہوکر براعظم یورپ کے معاملات میں بیش از پیش جرأت کے ساتھ دخل دے۔ اور انگلستان کی طاقت کا مظاہرہ کرے۔ شمالی خطرے سے مامون و مصئون ہونے کی ضرورت کا ایک ثبوت تو یہی معرکہ فلاڈن فیلڈ ہے۔ کہ ادھر ہنری نے ساحل انگلستان سے باہر قدم رکھا۔ اور ادھر سکاٹ لینڈ کا لشکر سرحد شمالی پر آ دھمکا۔

مؤرخ کہتے ہیں کہ اگر ہنری ہشتم کے لئے سکاٹ لینڈ کی جانب سے خطرے کا اندیشہ پہلے کی طرح قائم رہتا۔ تو غالباً وہ پوپ کے ساتھ بہت زور شور سے نہ بھڑتا۔ غرض فلاڈن فیلڈ کے معرکے میں فتح پانا انگلستان کی سربلندی اور ہنری ہشتم کی قوت کے حق میں بہت مفید ثابت ہوا۔

ہنری ہشتم اور محافظ دین کا لقب ان دنوں (۱۵۱۶ء کے قریب) جرمنی کے ایک باشندے مارٹن لوتھر (Martin Luther) نے کلیسائے روم کے اعتقادات اور اس کے سردار پوپ (روم کے اُسقفِ اعظم) کے خلاف ایک تحریری اور تقریری جنگ جاری کر دی تھی۔ لوتھر چاہتا تھا کہ نظامِ دینی اور اعتقاداتِ مذہب میں بعض خاص تغیرات کئے جائیں۔ یہیں سے ریفارمیشن یا اصلاحِ دینی کا آغاز ہوتا ہے۔ اور جس کا ایک نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یورپ میں متعدد نظامہائے دینی پیدا ہوگئے۔ مگر سب سے بڑے دو نظام تھے یعنی (۱) رومن کیتھولک (Roman Catholic) طریق مذہب کا پابند نظام جو پوپ کی سرداری بدستور مانتا تھا۔ اور آج بھی مانتا ہے! اور (۲) پروٹسٹنٹ (Protestant) نظام جس نے یہ نام اس لئے پایا ہے کہ جدید طریق کی وکالت کرنے والوں کا امتیاز یہ تھا۔ کہ وہ قدیم طریق کے خلاف اعتراض یا پروٹسٹ کرتے تھے۔ اور اس لئے معترضین کہلاتے تھے۔ لوتھر کے پیرووں کو شروع ہی میں یہ نام دیا گیا۔ ان کی تعداد روز بروز ترقی کرتی گئی۔ کچھ عرصہ تحریر و تقریر کے بعد لوتھر نے اصلاح کی تنظیم کی جانب ایک خاص

قدم اٹھایا۔ یعنی وٹن برگ (Wittenburg) کے گرجا گھر کے دروازے پر وہ مشہور و معروف تحریر چسپاں کردی۔ جو مارٹن لوتھر کے پچانوے مسائل مذہبی" کے نام سے مشہور آفاق ہے۔ ان میں سے ہر مسئلہ ایک مقدمۂ مذہبی یا دینی دعوے کا حکم رکھتا تھا۔ جو طریق معترضین کی وکالت کرتا اور اسے حق بجانب ٹھہراتا تھا۔ نیز طریق قدیم کے استرداد پر مشتمل تھا۔ اس تحریر کی اشاعت بڑے زور شور سے ہوئی۔ اور ولایت مسیحیت میں ایک ہنگامۂ قیامت برپا ہوگیا۔ فریقین ہر نے سیاہ ختنات کی بڑی داد دی۔ چنانچہ ہنری ہشتم نے لاطینی زبان میں ایک رسالہ تحریر کیا۔ اور بزعم خود اس میں گستاخ راہب لوتھر کے دلائل و براہین کا قاطع جواب دیا۔ اس پر پوپ بہت خوش ہوا۔ اور اس نے ہنری ہشتم کو محافظِ دین کا لقب عطا کیا +

یہاں یہ امر قابل غور ہے۔ کہ ان وقتوں سے آج تک یہ لقب شاہانِ انگلستان کے القاب کا جزوِ اعظم متصور ہوتا ہے۔ اگرچہ آج انگلستان کا سرکاری مذہب پروٹسٹنٹ ہے اور خود ہنری ہشتم نے آگے چل کر پوپ کی فوقیت سے انحراف کرکے انگلستان کے نظام دینی کو پوپ کی ملوکیت سے علیحدہ کردیا۔ مگر محافظِ دین کا خطاب برابر اختیار کئے رکھا +

پوپ نے اس وقت جہاں ہنری کو محافظِ دین قرار دیا۔ واں مارٹن لوتھر کے متعلق ایک فرمان جاری کرکے اس کے مردود ہو جانے کا فتویٰ صادر کیا۔ یعنی لوتھر کلیسائے مسیحیت سے خارج کیا جاتا ہے۔ اور اب وہ لائق بخشش نہیں رہا۔ مگر لوتھر نے اِس اعلان کو سرپائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ اور طریق معترضین کی تبلیغ جاری رکھی۔ جس نے عظیم الشان کامیابی حاصل کی۔ اور پوپ کی ملوکیت اور دینی سلطنت میں کمی ہوگئی +

کیتھرائن کو طلاق دینے کی دشواریاں ہنری ہشتم نے اپنے بھائی کی بیوہ کیتھرائن سے عقد تو کرلیا تھا۔ مگر اس کی وجہ محبت نہ تھی۔ بلکہ سب سے بڑا سبب ملکی مصلحت اور سیاسی حکمت عملی تھا۔ اِس میں ایک اور قباحت یہ نکلی۔ کہ گو کیتھرائن کے بطن سے پانچ بچے پیدا ہوئے۔ مگر ایک نحیف و کمزور لڑکی میری کے سوا باقی سب مرگئے۔ اِس لئے ہنری ہشتم کو خطرہ پیدا ہوا کہ میں وارث تخت و تاج مرد سے محروم رہونگا۔ چنانچہ اس نے کیتھرائن کو طلاق دینے کی ٹھان لی۔ اس ارادے نے یوں بھی تقویت پائی۔ کہ ملکہ کیتھرائن کی مصاحبوں میں ایک ظریف الطبع۔ تیز و طرار۔ شوخ و شنگ اور خوبرو خاتون این بولین (Anne Boleyn) تھی۔ ہنری ہشتم اس پر ریجھ گیا۔ اور الفت و التفات نے سرگرم جذبۂ عشق کی صورت اختیار کرلی۔ اب سنئے۔ کہ عیسائیوں کے ہاں مردوں کو ایک سے زیادہ عقد کرنے کی اجازت نہیں۔ اس لئے لازم آیا کہ کیتھرائن کا کانٹا گلِ شگفتہ کے پہلو سے نکالا جائے۔ پس بادشاہ نے یہ سوانگ بھرا کہ یہ جو میری اولاد

زندہ نہیں رہنے پاتی۔ یہ ظاہری نشان ہے۔ خداوند عالم کی ناخوشی کا۔ وہ اس لیے کہ میں نے قانون دینی کے خلاف اپنی بھاوج سے شادی کی ہے۔ حقیقت میں کلیسائے روم کا یہ ایک پرانا قانون تھا۔ مگر پوپ نے اپنے اختیارات دینی کے زور سے ہنری کو کیتھراین سے شادی کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ اور قانون مذکور صرف اس ایک حالت میں منسوخ کر دیا تھا۔ مگر اب ہنری نے کہا کہ نہیں۔ در اصل پوپ کو بھی دینی قانون کی خلاف ورزی کا حق حاصل نہ تھا۔ پس اسے لازم ہے کہ کیتھراین کے ساتھ میرے عقد کو قطعاً ناجائز قرار دے۔ گویا یہ نکاح ہوا ہی نہ تھا۔ پھر قدرتاً کیتھراین میری منکوحہ بیوی نہ رہے گی۔ گویا صاف لفظوں میں طلاق کی صورت ظہور پذیر ہو گی۔ غرض حضرت عشق نے شاہ قانون پناہ کے جذبات کو بہت بھڑکایا۔ چنانچہ شاہی دل و دماغ ہر آن اس گمان میں رہنے لگا۔ کہ جس طرح بنے۔ ضمیر کی آواز کی شنوائی ہونی چاہیئے۔ چنانچہ ہنری نے پوپ کلیمنٹ ہفتم (Clement VII) سے کہا کہ طلاق کا حکم نافذ کریں۔ مگر پوپ نے کوئی فوری فیصلہ نافذ نہ کیا۔ کیونکہ وہ شاہ ہسپانیہ کو بھی ناراض نہ کرنا چاہتا تھا۔ اِدھر ہنری نے اپنے وزیر اعظم و اسقف اعظم وولزی پر زور دیا۔ کہ تم اپنے اثر و رسوخ سے اس کام کو انجام دو۔ اب پوپ بے چارہ سخت کش مکش میں مبتلا ہوا۔ ایک طرف تو وہ ہنری ہشتم جیسے طاقت ور فرماں روا کو ناراض نہ کرنا چاہتا تھا۔ اور دوسری جانب شاہ ہسپانیہ سے خائف تھا۔ پس ایک برس کی مدت تو یونہی لیت و لعل میں گزار دی۔ آخر سخت دق ہو کر ایک نام نہاد عدالت سی مقرر کی۔ اور اس کے دو جج وولزی اور ایک اور کارڈینل بنائے۔ پھر حکم دیا۔ انگلستان میں یہ عدالت تحقیقات کر کے فیصلہ کرے کہ آیا کیتھراین کے ساتھ ہنری کا عقد قانون دینی کے رُو سے جائز تھا یا نہیں۔ اب ہنری کو یقین ہو گیا کہ میرا پروردہ اور نظام کلیسا میں سربرآوردہ وولزی میرے حق میں فیصلہ کرے گا۔ مگر پوپ بھی ایک ہی کائیاں تھا۔ اس نے کچھ ایسے حیلے کئے۔ کہ وولزی کو مقدمے کے فیصلے کا موقع ہی نہ دیا۔ یہاں تک کہ فیصلے سے پہلے یہ حکم دے دیا کہ اب اس مقدمے کی سماعت از سر نو روما میں کی جائے گی۔ اور ہنری اور کیتھراین دونوں یہاں حاضر ہوں۔ اس پر ہنری بہت ناراض ہوا۔ وہ پوپ کا تو کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا۔ البتہ وولزی پر آفت آئی۔ ہنری کو یقین ہو گیا تھا کہ وولزی نے کما حقہٗ کوشش نہیں کی۔ کیونکہ وولزی دل سے طلاق ہو جانے کا خواہاں نہیں ہے۔

وولزی کا زوال اب کیا تھا۔ وولزی کے دشمنوں کی بن آئی۔ اور بالخصوص این بولین کی نفرت رنگ لائی۔ ان سب نے جو بادشاہ کو پٹی پڑھائی۔ تو اس نے روما جانے سے صاف

انکار کر دیا۔ اور وولزی کو وزارتِ عظمیٰ۔ اسقفِ اعظم اور دیگر جملہ عہدوں سے برخاست کر دیا۔ بعد مملکت اور حکومت کے خلاف غداری کا اتہام بھی اس برگشتہ بخت پر لگایا۔ اور حکم دیا۔ کہ اس الزام کی جواب دہی کے لئے حاضر ہو۔ ظاہر ہے کہ ایک عرصے کی کشاکش اور شاہی عتاب کے باعث وولزی کی دلیری سب جاتی رہی تھی۔ اور اس کی جگہ مایوسی و دل شکنی نے لی تھی۔ غرض روحانی قوت اور جسمانی صحت دونوں زائل ہو چکی تھیں۔ جب وہ غداری کے الزام میں گرفتار ہو کر لندن کو چلا۔ تو راستے میں اسے بخار نے آ دبایا۔ اور ابھی لندن پہنچنے نہ پایا تھا۔ کہ عدم آباد کا راستہ لیا +

بہرحال یہ ضرور کہنا پڑے گا۔ کہ ہنری ہشتم کو اپنے عہد کے پہلے حصے میں جو کامیابی ہوئی۔ اس نے جو طاقت پکڑی۔ اور انگلستان نے وقار پایا۔ وہ سب وولزی ہی کی تدبیروں اور کوششوں کا نتیجہ تھا +

دیندار میشن کا حریہ اور ٹامس کرامول کی کارستانی اب ہنری ہشتم کے لئے لازم ہوا کہ حصول طلاق کے لئے دوسرے وسائل اختیار کرے۔ یہ وسائل کیا تھے۔ اور انھوں نے آئینِ حکومتِ انگلستان اور قوتِ سلاطینِ انگلشیہ نیز کئی دیگر معاملات کے حق میں کیسے نتائج پیدا کئے ہ ان کی کیفیت لکھی جاتی ہے۔ وولزی کی توہین۔ زوال اور مرگ سے کچھ عرصہ پہلے جب کیتھرائن سے چھٹکارا پانے کیلئے قانونی موشگافیاں ہو رہی تھیں۔ تو ایک شخص ٹامس کرینمر (Thomas Cranmer) نے جو کیمبرج یونیورسٹی کا ایک نوجوان پادری تھا۔ یہ رائے پیش کی تھی۔ کہ انگلستان اور یورپ کی یونیورسٹیوں سے اس اہم مسئلے کا حل دریافت کیا جائے۔ اگر علوم کے یہ مرکز اس امر پر متفق الرائے ہو جائیں کہ کیتھرائن کے ساتھ شادی قانوناً ناجائز تھی۔ تو پوپ کو مجبور ہو کر طلاق کی منظوری دینی پڑے گی۔ چنانچہ یہ سوال کیا گیا کہ "کیا کہتے ہیں علما اور فضلا اس بارے میں کہ جب پوپ نے کسی بھائی کی بیوہ سے عقد کرنے کے امتناعی قانون کے نفاذ کو ایک موقع پر مستثنیٰ کر دیا۔ تو یہ استثنا یا اجازت جائز تھی یا نہیں"۔ اس کے جواب میں جو فتوے صادر ہوئے۔ وہ اس قدر متضاد تھے۔ اور بالخصوص جب یہ صاف نظر آ رہا تھا۔ کہ انگلستان کی جید یونیورسٹیوں کیمبرج اور آکسفورڈ کے فیصلے جو انھوں نے ہنری ہشتم کے حق میں صادر کئے۔ رد و رعایت اور رشوت پر مبنی ہیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یونہی وقت ضائع ہوا۔ معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا۔ اور کام کو انجام دینے کی یہ تدبیر بے کار ثابت ہوئی +

ہنری ہشتم کی مشکل کا دور ہونا معاملۂ طلاق کا تذکرہ جاری رکھنے سے پیشتر یہاں اس آہنی ارادے مرایہ دار شخصیت کا تعارف کرایا جاتا ہے جس نے ہنری کی مشکل کشائی کی۔ اور جو تاریخ میں

ٹامس کرامول (Thomas Cromwell) کے نام سے مشہور ہے۔ جب وولزی قعرِ مذلت میں گرا۔ تو اسی کے ایک ملازم یعنی ٹامس کرامول نے ہنری ہشتم کے دل میں بڑی شہرت کے ساتھ اپنے آقا کی جگہ لے لی۔ اس شخص کا مزاج جاہ وجلال کے مظاہرے میں وولزی کے عین خلاف واقع ہوا تھا۔ اور یہ زبردست دل ودماغ رکھتا تھا۔ وولزی کے بعد دس برس متواتر حکومت ہنری کی حکمتِ عملی اسی طاقت وشخصیت کے ہاتھ میں رہی۔ اس نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ انگلستان میں شاہی طاقت کو کامل خودمختاری دلا کر رہے گا۔ اور اس کے حصول کے لئے اگر پارلیمنٹ اور نظامِ گرجا کو بھی تباہ کرنا پڑے گا۔ تو دریغ نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ اس مدعا کو پورا کر دکھانے میں اس نے نہ کبھی اپنے ضمیر کی آواز سُنی۔ نہ کسی اخلاقی تقاضے پر کان دھرا۔ اور آخر کبھی جبل وحجت سے۔ کبھی فریب سے۔ کبھی دروغ وکذب سے۔ غرض بُرے بھلے سبھی طریق سے اس نے کامیابی حاصل کر لی۔ یعنی ایسی صورتِ حالات پیدا کر کے دم لیا۔ کہ ہر شئے صرف ایک فرد یعنی ہنری ہشتم کی مرضی کے تابع ہو گی۔

جیسا کہ ہم نے ابھی لکھا۔ یہ آدمی تھا آہنی قوتِ ارادی کا۔ پس اُس نے اپنے مقاصد کو پورا کرنے میں ایسی ہیبت ناک بے دردی اور سنگ دلی دکھائی۔ کہ لوگ خوف زدہ رہتے تھے۔ چنانچہ اس دہ سالہ مدت میں جب اس شخص کی فوقیت کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ قاتل کا کلہاڑا اکثر اوقات خون میں تر رہا۔ وہ دلیر ہستیاں جو ٹامس کرامول کی راہ میں رکاوٹ بنیں۔ اُن کی گردنیں شاہی جلاد کے کلہاڑے سے بے دریغ کاٹ دی جاتیں۔ یہی حال ان لوگوں کا ہوتا۔ جو جو کسی سبب سے بادشاہ کو ناخوش کرنے کا جرم کر بیٹھتے۔

غرض اس وقت ٹامس کرامول ہنری ہشتم کے آڑے آیا۔ اور اُس نے بادشاہ کو ایک دلاورانہ اقدام پر آمادہ کر لیا۔ ہنری نے بھی یہی دیکھا۔ کہ اس کے بغیر چارہ کار نہیں۔ این بولین کے تعشق نے اُسے مسحور کر رکھا تھا۔ پس اپنے جذبات کی پیاس بجھانے کے لئے ٹامس کرامول کے مشورے پر آمنّا وصدقنا کہا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ شاہ اور وزیر دونوں نے فیصلہ کیا کہ پوپ کے ساتھ نقلی داروگیر اور قانونی کشمکش کو خیرباد کہہ دینا چاہیئے۔ اور اپنے زورِ بازو اور رسائی عقل سے وہ اختیارات پیدا کر لینے اور ہاتھ میں لانے چاہئیں۔ جو اس وقت موجود نہیں۔ گویا اس انگریزی مثل پر کاربند ہونے کی ٹھانی۔ جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ "اگر منزلِ مقصود کا راستہ تلاش کرنے سے نہیں مل سکتا۔ تو ہم اسے خود بنا لیں گے"۔ آقا اور جان نثار ملازم نے اس امر کا اعلان کیا۔ کہ (۱) انگلستان وہ سرزمین نہیں۔ جو پوپ کے حیطۂ اختیار کے اندر ہو۔ (۲) انگلستان میں نظامِ کلیسا کا سردار وہاں کا فرماں روا یعنی ہنری ہشتم ہے۔ پھر اس اعلان کے ماتحت ہنری ہشتم نے اپنے

ہاں کی عدالت یا اپنے مقرر کردہ منصفوں سے اپنے مقدمے کا فیصلہ کرایا۔ یعنی طلاق کا حکم نامہ حاصل کر لیا ؂

احکام شاہ کی مطیع پارلیمنٹ اور انگلستان کی کامل آزادی | اب ان قوانین کا مختصر بیان بھی لازم ہے۔ جن کے رو سے ہنری نے دل کی مراد پائی۔ اور انگلستان کو پوپ کی ملوکیت سے رہائی دلوائی ؂

ہنری نے پارلیمنٹ سے اپنے مطلب کے قوانین وضع کرانے سے پہلے ایک فیصلہ کن کام کر ڈالا یعنی اپنے اس فیصلے کو صحیح ٹھہرا کر کہ کیتھرائن سے میرا عقد قانوناً ناجائز ہے۔ مخفیہ طور پر این بولین سے عقد کر لیا۔ حالانکہ اس وقت سے پہلے ہی پوپ ایک فتویٰ صادر کر چکا تھا۔ کہ اگر ہنری اس عقد کی جرأت کرے گا۔ تو ہم اسے مرتد (یعنی دینِ مسیح سے خارج) کر دیں گے ؂

ہنری کی طاقت کا یہ حال تھا کہ پارلیمنٹ اس کی خدمت گزار بن چکی تھی۔ چنانچہ اُس نے ہنری کے ایما پر پہلے یہ قانون وضع کیا۔ کہ اگر کوئی انگریز اپنے کسی تنازع کا مقدمہ روما کی عدالت میں پیش کرے گا۔ تو مجرم قرار پائے گا۔ اس سے غرض یہ تھی۔ کہ جب انگلستان کی عدالت کیتھرائن کو طلاق دئے جانے کا فیصلہ صادر کرے۔ تو قانونِ انگلشیہ کے رُو سے اُسے یہ حق حاصل نہ ہو کہ پوپ کی عدالت میں اپیل کرے ؂

اس طرح راستہ صاف کرنے کے بعد ایک عدالت قائم کی گئی۔ اور اس کا جج وہی کرینمر بنایا گیا جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ اور جس نے ہنری کی خوشنودی کے لئے جوازِ طلاق پر ایک کتاب بھی لکھی تھی۔ ہنری ہشتم اور ٹامس کرامول نے اپنے نئے لائحہ عمل کے سلسلے میں اسی کرینمر کو کنٹربری کا لاٹ پادری بھی بنا رکھا تھا۔ تاکہ جب مقدمۂ طلاق کی سماعت کے لئے عدالت قائم کرنے کا وقت آئے۔ تو قدرتاً ایک ایسا لاٹ پادری موجود ہو۔ جو بادشاہ کے حق میں فیصلہ کرنے کو تیار ہو ؂

غرض ۱۵۳۳ء میں عدالت مذکور نے مقدمے کی سماعت کی۔ اور کیتھرائن کے ساتھ ہنری کے عقد کو باطل و کالعدم قرار دیا۔ گویا سرے سے یہ شادی ہوئی ہی نہ تھی ؂

اس سے اگلے برس ۱۵۳۴ء میں ہنری نے پارلیمنٹ سے ایک اور قانون وضع کرایا۔ جس کے رُو سے قرار پایا کہ نظامِ کلیسا کے قدیم آئین و قواعد کے مطابق وہ روپیہ جو انگلستان کے پادری اپنے اپنے حلقے سے جمع کرتے ہیں۔ اور اپنے ہاں کے دینی و تعلیمی کاموں پر خرچ کرنے سے پہلے ان کا ایک معقول حصہ بطور نذرانۂ کلیسائے رُوم کے لاٹ پادری پوپ کو بھیجتے ہیں۔ آیندہ کے لئے یہ ادائی زر قطعاً بند کی جاتی ہے۔ نیز یہ کہ اس قانون کے نفاذ کے بعد یہ روپیہ انگلستان کے شاہی خزانے میں داخل کیا جائے ؂

ہنری کا مردود کیا جانا اور انگلستان کا قانون فوقیت

... تھیں۔ اور ادھر روما میں ان جدید قوانین کو خلاف شرع اعمال بتایا جاتا تھا بلکہ علمائے حقوق کا صریح غصب کہا جاتا تھا۔ چنانچہ پوپ نے اپنے دینی اقتدار کے بل بوتے پر ایک فرمان صادر کیا۔ اور اس کے ذریعے سے انگلستان کی رعایا کو اپنے بادشاہ کی حکومت سے آزاد کر دیا۔ گویا پوپ کی رائے میں ہنری اپنی مملکت کا حکمران ہی نہ رہا۔ اب یہ کیفیت ہوئی۔ کہ اگر کوئی خفیف سی گنجائش اس امر کی باقی تھی کہ پوپ اور ہنری کے درمیان صلح ہو جائے۔ تو وہ بھی دُور ہو گئی۔ اور ہنری نے ذہنی علحدگی کے لئے اپنی پارلیمنٹ سے ایک اور قانون وضع کرایا۔ جس کے سامنے مذکورہ بالا قوانین بھی گرد ہیں۔ کیونکہ اس کے رو سے وہ عظیم الشان سانحہ پیش آیا۔ جو اس امر پر مشتمل ہے۔ کہ کلیسائے روما یا ایک غیر ملکی طاقت کی ملوکیت سے انگلستان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آزاد ہو گیا۔ گویا ۱۵۳۴ء میں مشہور و معروف قانون فوقیت عرصۂ شہود میں آیا۔ اس نے قرار دیا۔ کہ اس وقت ہنری ہشتم اور اس کے بعد انگلستان کا ہر فرماں روا دنیا میں کلیسائے انگلستان کا عظیم ترین سردار ہے۔ اور اسی بادشاہ کے قبضے اور اختیار میں وہ تمام امور رہتے ہیں جو نظام دینی کے حدود اور معاملات مذہب سے متعلق ہیں۔ نیز وہ محاصل جو نظام دینی کے دستور و قواعد کے رُو سے روما کو بھیجے جاتے تھے۔ آئندہ کلیسائے انگلستان کا اپنا سردار ذاتی طور پر وصول کرنے کا حقدار ہوگا۔

حقیقی معنی میں آزاد مملکت انگلستان

ہم نے دیدہ و دانستہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ مذکورہ امور بیان کئے ہیں۔ اور اس کی وجہ ظاہر ہے۔ کہ اب اور فقط اب وہ وقت آیا۔ کہ مملکت انگلستان صحیح معنی میں ایک آزاد مملکت ہو گئی۔ تاریخ انگلستان کا یہ اہم ترین واقعہ ہے۔ اس قانون کے رو سے یہ بھی فیصلہ کیا گیا۔ کہ بادشاہ کے مذکورہ لقب سے منکر شخص ملک کا غدار متصور ہوگا۔

یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے۔ اور قوم انگلشیہ کی دلدادگی آزادی کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ قانون فوقیت کے فوری اسباب خواہ کچھ ہوں۔ (مثلاً کیتھرائن کو طلاق دینے کی ضرورت وغیرہ) مگر حقیقت میں یہ ان کوششوں کے مینار کا کلس تھا۔ جو پورے ایک ہزار سال سے انگلستان میں کارفرما تھیں۔ اور جن کا منتہائے مقصود یہی کامل آزادی تھی۔ ہم اس کی طرف پہلے بھی اشارہ کر چکے ہیں کہ پوپ کی ہستی کیا تھی؟ انگریزوں کے لئے ایک مستقل وجہ شکایت۔

غرض ٹیوڈر کے دور اور ہنری ہشتم کے عہد کا یہ سال ۱۵۳۴ء انگریزوں کی داستان آزادی میں آب زر سے لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ کامل آزادی کا آغاز اسی وقت ہوا۔

بایں ہمہ اس کیفیت کو بعض لوگوں نے ناراضی کی نگاہوں سے دیکھا۔ اور جنہوں نے

اس پر غم و غصہ کا اظہار کیا۔ موت کے گھاٹ اتار دئے گئے۔ انھیں میں سے ایک بلند پایہ ہستی سر ٹامس مور کی تھی۔ جو سالہا سال تک ہنری کا مشیر خاص رہا تھا۔

خانقاہوں کے املاک کی ضبطی اس وقت انگلستان میں سیکڑوں خانقاہیں تھیں جنھیں دیندار و خوش اعتقاد لوگوں نے قائم کیا تھا۔ اور چھوٹی بڑی جائدادیں ان کے اخراجات کے لئے وقف کر دی تھیں۔

رفتہ رفتہ خانقاہوں کے اکثر ناظم و متوسل غفلت شعار و عیش پسند ہو گئے۔ اور جس ضرورت کے لئے ان کی ہستی کار آمد تھی۔ پوری ہونے سے رہ گئی۔ چنانچہ وولزی نے بعض چھوٹی چھوٹی خانقاہوں کو بند کر دیا۔ اور ان کے املاک کچھ شاہی ملکیت میں آ گئے اور کچھ آکسفورڈ یونیورسٹی کی بنیاد ڈالنے میں صرف ہو گئے۔

ہنری ہشتم ان خانقاہوں سے متنفر تھا۔ کیونکہ راہب پوپ کی حمایت کرتے تھے۔ پس ٹامس کرامول کے زیر ہدایت راہبوں پر مختلف قسم کے جھوٹے سچے الزام لگائے گئے۔ وہ خانقاہوں سے خارج کئے گئے۔ ان کی اراضی اور منقولہ جائداد بادشاہ کے قبضے میں آئی۔ اور تھوڑی بہت کلیسائے انگلستان کو دی گئی۔ ہنری نے اس روپے میں سے کچھ جہازوں کی تعمیر پر صرف کیا۔ تاکہ غیروں کے حملوں سے ملک کی حفاظت ہو۔ مگر بہت سا روپیہ اپنے منظور نظر افسروں اور وزیروں میں تقسیم کر دیا۔

انگریزی میں انجیل اور عقائد میں تبدیلیاں ٹامس کرامول نے ہنری کو اس امر پر بھی آمادہ کیا کہ پروٹسٹنٹ طریق سے ملتی جلتی بعض تبدیلیاں عقائد مذہب میں جاری کرے۔ چنانچہ اس وقت ایسا معلوم ہونے لگا۔ کہ بادشاہ رفتہ رفتہ پروٹسٹنٹ طریق اختیار کر رہا ہے۔ اور لوتھر کا پیرو بنا جا رہا ہے۔ مذہب کے متعلق مختلف نئے امور میں ایک یہ بھی تھا۔ کہ انجیل کا ترجمہ لاطینی زبان سے انگریزی میں کیا گیا۔ اور ہنری نے حکم دیا۔ کہ ہر گرجے میں اس ترجمے کا ایک نسخہ ضرور رکھا جائے۔

ہنری کی موت اور اس کا کردار ہنری کے کردار کے متعلق مؤرخین نے متضاد آراء کا اظہار کیا ہے مگر غور کرنے اور تاریخ کی شہادتوں سے لامحالہ یہ دو باتیں صاف صاف نظر آتی ہیں:-

(۱) ہنری کے ظالم، خود سر، خود غرض، حیلہ جو اور جھگڑالو ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ اور اگرچہ قوم انگلستان اس معاملے میں اس کی مرہون منت ہے۔ کہ اس نے انگلستان کو کلیسائے روما سے آزاد کر کے اس مملکت کو حقیقی معنی میں ایک آزاد شاہی قلمرو بنا دیا۔ مگر اس مستحسن نتیجے کے حصول میں جو امور محرک ہوئے۔ وہ قابل نفرت تھے۔

(۲) بایں ہمہ ایک اور سلسلے میں ہنری نے بہت مفید کام انجام دیا۔ اور اس کے سبب اُسے

حق پہنچتا ہے۔ کہ قوم انگلشیہ اسے کلمۂ خیر سے یاد کرے۔ اور اس کی ہستی پر فخر کرے۔ اس کی بالغ نظری نے یہ حقیقت دیکھ لی تھی۔ اور جو آج تک برابر صحیح و درست نظر آ رہی ہے۔ کہ اگر انگلستان کو بزرگی و برتری حاصل کرنا ہے۔ تو اس کا میدان یورپ نہیں۔ بلکہ دنیا کے سمندر ہیں۔ چنانچہ اس نے بحری معاملات میں بڑی دلچسپی لی۔ عین اس وقت جب یورپ کے دوسرے فرماں روا بری افواج کی تنظیم و توسیع میں مشغول تھے۔ ہنری نے انگلستان کے لئے ایک مستقل بحری جنگی بیڑا تیار کیا۔ اُس کی کوششوں سے بادبانی جہاز کی بہت بہتر تکمیل ہوئی۔ اور چپوؤں سے چلائی جانے کشتیوں نے دوسرا درجہ پایا۔ حالانکہ اس وقت دُنیا کے جنگی بیڑے زیادہ تر انھیں کشتیوں پر مشتمل ہوتے تھے۔ چنانچہ بحری ماہرین اس امر پر متفق الرائے ہیں کہ ہنری ہشتم کے ماتحت انگلستان کے جنگی بحری بیڑے نے ایک ایسی حیثیت اختیار کی۔ جو دنیا میں ایک قطعاً نئی شے تھی +

اگرچہ ہنری ظالم تھا۔ لیکن اس نے اپنی مملکت میں امن و امان قائم رکھا۔ ۱۵۴۷ء میں اُس کی وفات کے بعد ملک میں ایسے ایسے فتنے اُٹھے۔ کہ لوگوں کو مرحوم بادشاہ کی قدر معلوم ہوئی۔ بلکہ وہ رنجیدہ تھے۔ کہ ہنری کیوں مر گیا۔ اس میں اتنی خوبی تو تھی۔ کہ امن قائم رکھتا تھا۔ اِن واقعات کا ذکر ابھی ہنری ہشتم کے جانشین ایڈورڈ ششم کے عہد کے دوران میں کیا جائے گا +

ہنری ہشتم نے اپنے پیچھے تین بچے چھوڑے۔ یعنی (۱) بڑی بیٹی میری جو پہلی بیوی کیتھرائن کے بطن سے تھی۔ (۲) دوسری بیٹی ایلزبتھ جو این بولین کی بیٹی تھی۔ اور (۳) ایڈورڈ پرنس آف ویلز جو جین ماسور کے بطن سے تھا۔ اور جو باپ کے مرنے پر تخت نشین ہوا +

ایڈورڈ ششم ۱۵۴۷ء-۱۵۵۳ء ۱۵۴۷ء میں ہنری کا بیٹا ایڈورڈ ششم کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اس وقت وہ دس برس کا لڑکا تھا۔ اس لئے اس کے ماموں ایڈورڈ سیمور (Edward Seymour) نے جو سبھی میں ڈیوک آف سومرسٹ (Duke of Somerset) تھا۔ "سردار محافظ قلمرو" کا لقب اختیار کیا۔ اور نابالغ کے نام سے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ یہ شخص اصلاح دینی کا حامی تھا۔ اس لئے اس نے دستور و آئینِ مذہب میں تبدیلیوں کا کام شروع کر دیا۔ ان میں سے اہم تبدیلی یہ تھی۔ کہ عبادت اور نماز کے متعلق سارے مجموعے کا ترجمہ زبانِ لاطینی سے انگریزی میں کرایا۔ کیونکہ پروٹسٹنٹ طریق کے پیروؤں کا بجا طور پر خیال تھا کہ لاطینی زبان کو صرف تعلیم یافتہ لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ تمام دعائیں مادری زبان

انگریزی میں پڑھی لکھی اور مانگی جائیں۔ اس سلسلے میں لاٹ پادری کرینمر بھی سومرسٹ کا ہمخیال تھا۔ غرض ان دونوں کی کوششوں سے ترجمہ بھی تکمیل کو پہنچا۔ اور پارلیمنٹ نے بھی ایک قانون وضع کیا کہ ہر گرجا گھر میں نماز کی کتاب انگریزی میں استعمال کی جائے۔ اور اس کا نام مجموعۂ نماز برائے عامہ خلائق رکھا گیا۔

ایڈورڈ ششم کی وفات ۱۵۵۳ء چونکہ ایڈورڈ ششم کو اپنے بعد تخت و تاج کا اندیشہ تھا۔ لہٰذا اس نے وصیت کی۔ کہ میرے بعد لیڈی جین گرے کو حکومت ملے۔ یہ خاتون ہنری ہشتم کی بہن کی نواسی تھی۔ مگر شاہ متوفی کی موجودگی میں تخت و تاج کی حقدار نہ تھی۔ یہ وصیت بادشاہ سے نارتھمبرلینڈ نے لکھوائی تھی۔ جس کا اصل منشا اپنی حکومت کا قائم کرنا تھا۔ مگر بادشاہ کے مرنے پر سب لوگ متفق الرائے تھے کہ نارتھمبرلینڈ کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے۔ بہرحال اس شخص نے جیل وصیت سے لیڈی جین گرے کی بادشاہت کا اعلان کر ہی دیا۔ مگر اس کی نام نہاد حکومت کو صرف دس ہی دن کی زندگی نصیب ہوئی۔ اور تخت و تاج متفقہ طور پر ملکہ میری کو دیا گیا۔ جس نے اس ناکردہ کار کو مع اس کے خاوند کے نیز نارتھمبرلینڈ کو قتل کرا دیا۔

ملکہ میری ۱۵۵۳ء سے ۱۵۵۸ء تک میری کے تخت نشین ہوتے ہی اس کے طریق کار سے یہ نظر آنے لگا۔ کہ اس کے باپ (ہنری ہشتم) اور بھائی (ایڈورڈ ششم) نے جو تبدیلیاں دستورِ و آئین دین میں کی ہیں۔ وہ ان سے سخت متنفر ہے۔ اس نے پروٹسٹنٹ طریق کے تمام پادریوں کو یا تو ان کے عہدوں سے برطرف کر دیا۔ یا قید خانے میں ڈال دیا۔ پھر "مجموعۂ نماز برائے عامہ خلائق" کو منسوخ کر کے اس کے بجائے لاطینی مجموعہ رائج کیا۔ اس کے بعد تیسرا اور آئینِ حکومتِ انگلستان کے نقطۂ نگاہ سے نہایت اہم کام یہ کیا۔ کہ پارلیمنٹ سے ایک قانون وضع کرایا جس کے رُو سے یہ قرار پایا کہ انگلستان کی رعایا اور راعی آئندہ پوپ کی قوت اور اقتدار کو تسلیم کریں گے۔ غرض رومن کیتھولک طریق کی قدیم کیفیت بحال کر دی۔ البتہ خانقاہیں جو تباہ ہو چکی تھیں۔ ان کے متعلق قدرتاً وہ کچھ نہ کر سکی۔ خانقاہوں کی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ اراضی جسے امرا نگل چکے تھے۔ وہ اسے اگلنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اس پر میری نے بھی مصلحت یہی سمجھی۔ کہ بھڑوں کے اس چھتے کو چھیڑنا ٹھیک نہیں۔ غرض مذہب کے لحاظ سے وہی حالت از سرِ نو پیدا ہو گئی۔ جو اس وقت تھی۔ جب ابھی ہشتم نے اپنی ملکہ کیتھرائن سے علٰحدگی اختیار نہ کی تھی۔

فلپ دوم شاہ ہسپانیہ سے شادی میری اپنی ماں کے وطن ہسپانیہ کی محبت کا دم بھرتی تھی۔ پس اس نے فلپ دوم شاہ ہسپانیہ سے شادی کی۔ جو اس وقت یورپ کے سلاطین

میں باقی سب سے زیادہ طاقتور تھا۔ میری نے اپنے خاوند کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے فرانس کے خلاف جنگ بھی کی۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ایک اور اکیلا مقام دیتا رکھا، جس پر انگریز ایڈورڈ سوم کے عہد سے قابض تھے۔ ہاتھ سے نکل گیا۔ اس سے میری کو اس قدر رنج ہوا کہ وہ پکار اٹھی: "جب میں مروں گی۔ تو تم دیکھو گے۔ کہ کیلے کا نام میرے دل پر کندہ ہے"۔

ٹیوڈر خاندان کی آخری حکمران ملکہ ایلزبتھ

ایلزبتھ کے طویل دور میں ٹیوڈر خاندان اپنے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔ اس سے پہلے انگلستان کو طاقتور بنانے میں ہنری ہفتم نے اور دولتِ انگلشیہ کو پوپ سے آزاد کرانے میں ہنری ہشتم نے وہ کام انجام دئے تھے۔ جو اس زمانے کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ نیز امن و امان کے قیام اور انگریزی بحری جنگی بیڑے کی بنیاد ڈالنے میں ہنری ہشتم نے "انگریزی بحری طاقت کا باپ" نام پایا تھا۔ مگر یہ شرف ایلزبتھ ہی کے دور کو حاصل ہے۔ کہ ہنری ہفتم و ہشتم کے انجام دئے ہوئے کاموں کو نہ صرف استقلال و استحکام حاصل ہوا۔ بلکہ دیگر متعدد پہلوؤں سے قوم و ملک نے ایسی ترقی کی۔ کہ انگلستان کا یہ دور سنہری زمانہ کہلاتا ہے۔ اور انگلستان جدید کی ہستی کا آغاز اسی زمانے سے قرار پاتا ہے یعنی سولھویں صدی عیسوی کی صد سالہ مدت ہی دورِ حاضرہ کی پہلی صدی سمجھی جاتی ہے۔ جس کی ایک خاص بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ ایلزبتھ کے زمانے میں جب انگلستان نے پہلے ماتحت ہسپانیہ جیسی عظیم الشان طاقت کے بحری بیڑے (آرمیڈا (Armada)) کو شکست دے چکے۔ حالانکہ یہ بیڑا ناقابلِ فتح سمجھا جاتا تھا۔ تو اس وقت انگلستان کا تسلط سمندر پر ہو گیا۔ اور نئی دنیا امریکہ میں انگریزی نوآبادکاروں نے نئی بستیاں بسانے کا آغاز کر دیا۔

ایلزبتھ کا کردار اور اس کے عہد میں انگلستان کی عظمت

ایلزبتھ پچیس سال کی عمر میں تخت نشین ہوئی۔ وہ ہنری ہشتم کی محبوبہ این بولین کے بطن سے تھی۔ اس نے ماں اور باپ دونوں کے مزاج کی خصوصیتیں ورثے میں پائیں۔ غالباً یہی وجہ ہے۔ کہ ہم اس کے کردار میں بعض ایسی باتیں دیکھتے ہیں۔ جو ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئی ہیں۔ وہ اپنے باپ کی طرح ظالم تو تھی۔ مگر اس سے کم۔ ملنساری میں بھی باپ سے ملتی جلتی تھی۔ چنانچہ جس طرح وہ شروع میں ہردلعزیز بنا۔ اس نے بھی اول سے آخر تک ہردلعزیزی حاصل کی۔ خودپسندی۔ خودرائی اور خودنمائی اس کے کردار کے خاص اجزا تھے۔ مگر معاملات ملکی میں لاابالی پن سے دور رہتی۔ اور مدبر وزراء کے مشوروں پر عمل کرتی تھی۔ اسے دنیا کی کسی شے سے اتنی الفت نہ تھی جس قدر حصولِ قوت سے۔ تاکہ ملک کی حکومت اس کے قبضے میں رہے۔ اور وہ ایک خودمختار حکمران کا درجہ پائے۔ چنانچہ

اس نے ارادہ کر رکھا تھا۔ کہ میں کبھی شادی نہ کروں گی۔ وجہ یہ تھی کہ وہ اختیار و اقتدار بادشاہی میں خاوند کا دخل بھی پسند نہ کرتی تھی۔ غرض اس کی ہستی ذہن مردانہ۔ مضبوط قوتِ ارادی۔ اور قابلِ تعریف قوتِ فیصلہ کی سرمایہ دار تھی۔

یہ تھے وہ اوصاف جنھوں نے دورِ ایلزبتھ کو سلاطینِ انگلستان کی تاریخ میں سب سے بڑھ کر قوی اور قابلِ تعریف بنا دیا۔ اور انگلستان کو جس کی حیثیت اس کے عہد کے آغاز میں نسبتاً ادنیٰ تھی۔ دولِ یورپ کی صفِ اول میں جگہ پانے کے قابل کر دیا۔

ایلزبتھ لاکھوں میں ایک تھی۔ اور اگرچہ شخصی طور پر تیا ضانہ سرگرمیوں اور ہمدردیوں کی جگہ اس کے دل میں نہ تھی۔ مگر وہ رعایا کی نظروں میں ہمیشہ عزیز ہی نظر آئی۔ جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کی ضروریات۔ خواہشات اور ترقی کے جذبات سے کامل ہمدردی رکھتی تھی۔ عام و خاص نے جو نصب العین قومِ انگلشیہ کی سُود و بہبُود کے لیے قائم کئے تھے۔ اور جن کی تحصیل کی تمنا ان کے دل میں جاری و ساری تھی۔ ایلزبتھ کی ذات گویا ان امور کی نمائندہ تھی۔ چنانچہ اس نے اپنے چہل و پنج سالہ عہد میں سچے دل سے ان کی رہبری کی۔ اور کامل کامیابی حاصل ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عامہ خلائق نے اس کے ساتھ پیار کے اظہار کے طور پر بے تکلفی سے اس کے نام ایلزبتھ کو مخفف کیا۔ اور اُسے بیس (Bess) کہا۔ چنانچہ جب لوگ اس کا ذکر کرتے۔ تو نیک دل ملکہ بیس کہتے۔

ایلزبتھ کے عہد میں انگریزوں کے کارنامے

ایلزبتھ کے عہد کے مشہور واقعات یہ ہیں:-

(۱) کلیسائے انگلستان کا قیام۔

ایک قانون وضع کیا گیا۔ جس کے رُو سے انگلستان کے لئے ایک قومی کلیسا عرصۂ شہود میں آیا۔ یہ نیا مذہب کیا تھا؟ رومن کیتھولک اور جدید پروٹسٹنٹ طریق کا مرکب۔ اس میں عبادت کے بعض پرانے ڈھنگ قائم رکھے گئے۔ مگر جدید اصلاح یافتہ معتقدات بھی جو پروٹسٹنٹ طریق کا خاص امتیاز تھا۔ شامل کئے گئے۔ لیکن اس مرکب کے خلاف دو فریق تھے۔ ایک تو خود رومن کیتھولک جو جدید اصلاحات کو ناپسندیدہ اور خلافِ دین سمجھتے تھے۔ دوسرے وہ فریق جو منظور کردہ اصلاحات کو ناکافی قرار دیتا تھا۔ یہ پروٹسٹنٹ طریق کا انتہا پسند گروہ تھا۔ جو تمام و کمال کا مطالبہ کرتا تھا۔ اور اس لئے پیورٹین (Puritan) کہلاتا تھا۔ یعنی پاکیزگی پسند گروہ۔ ان کا سب سے بڑا مدعا یہ تھا کہ ضمیر کی کامل آزادی ہر شخص کو حاصل ہو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب کے معاملے میں مطالبۂ آزادی کے ساتھ سیاسی آزادی اور اس کے شاہی اختیارات میں کمی کا مطالبہ بھی ہونے لگا۔ چنانچہ اگلی یعنی سترھویں صدی میں جب ٹیوڈر زمانے کی

تو ومختارانہ بادشاہت کا دور گزر چکا تھا۔ اور رعایا چاہتی تھی کہ بادشاہ کے اختیارات محدود کر کے یعنی بادشاہ کو بھی بعض آئین و قوانین کا پابند بنا کر شیوۂ زمانے کی خود مختار بادشاہت کے بجائے آئینی یا محدود بادشاہت قائم کی جائے۔ تو یہی پیورٹین وہ لوگ تھے جنہوں نے رعایا کی نمائندہ جماعت یعنی پارلیمنٹ کا ساتھ دیا۔ اور بادشاہ اور پارلیمنٹ کے مابین تنازع میں باقی سب فرقوں سے بڑھ کر حصہ لیا۔ جس کا انجام خانہ جنگی پر ہوا۔ مگر جس کا زیادہ مشہور نام پیورٹین ریبلین (Puritan Rebellion) ہے۔

پوپ نے الزبتھ کو کافر ٹھہرا کر تمام رومن کیتھولک ممالک کے حکمرانوں کو حکم دے دیا تھا۔ کہ الزبتھ کو اس کی مملکت سے بدر کر دو۔ مگر فرماں روائے انگلستان کی خوش قسمتی سے اس وقت یورپ کی عظیم ترین کیتھولک مملکتیں یعنی ہسپانیہ اور فرانس ایک دوسرے سے عناد رکھتی تھیں۔ اس لئے وہ آپس میں تعاون نہ کر سکیں۔ اور اس طرح الزبتھ کو موقع مل گیا کہ دونوں کے حملوں سے آزاد رہے۔ یہ بھی ایک سیاسی وجہ تھی۔ کہ اس نے کبھی شادی نہ کی۔ کیونکہ وہ دوشیزگی کی حالت میں کبھی فرانسیسی اور کبھی کسی ہسپانوی شہزادے سے شادی کی تجویز کر سکتی تھی۔ بلکہ اس بات میں اور دیگر معاملات میں بھی ان باہمی دشمنوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکا سکتی تھی۔

(۲) اہل سکاٹ لینڈ کی ملکہ میری کی ہستی نے الزبتھ کی مشکلات میں اضافہ کیا۔ اکثر سکاٹ لینڈ والوں نے پروٹسٹنٹ طریق اور اس کی بھی انتہائی صورت یعنی پیورٹین ازم (Puritanism) قبول کر لی تھی۔ مگر ان کی ملکہ میری رومن کیتھولک تھی۔ اب سنئے۔ کہ یہ میری رشتے میں الزبتھ کی عمزاد بہن تھی کیونکہ میری کی دادی مارگریٹ خود ہنری ہشتم کی سگی بہن تھی۔ انگلستان کے رومن کیتھولک لوگ کہتے تھے کہ میری ملکہ سکاٹ لینڈ ہی انگلستان کے تخت و تاج کی وارث ہے۔ کیونکہ ہنری ہشتم کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ کیتھرائن کو طلاق دیتا۔ اور طلاق بالکل ناجائز تھی۔ اس لئے وہ کہتے تھے کہ ہنری ہشتم کا عقد این بولین کے ساتھ جائز نہ تھا۔ جسے قطعاً باطل اور کالعدم قرار دینا چاہئے۔ اور اسی این بولین کے بطن سے الزبتھ پیدا ہوئی تھی۔ غرض میری اپنے ملک سکاٹ لینڈ کی فرماں روا بھی تھی۔ اور انگلستان کے تخت و تاج پر قابض ہونے کا دعویٰ بھی رکھتی تھی۔ ان حالات میں سکاٹ لینڈ میں ایک خاص وجہ سے فتنہ اٹھا یعنی پہلے تو لارڈ ڈارنلے (Lord Darnley) جو ملکہ سکاٹ لینڈ کا شوہر تھا قتل ہوا۔ پھر رعایا نے کہا۔ کہ یہ قتل خود ملکہ سکاٹ لینڈ کے ایما سے ہوا۔ پس اسے شوہر کش قرار دے کر ملک سے نکال دیا۔ اور وہ انگلستان چلی آئی۔

یہاں لازم ہے کہ میری ملکۂ سکاٹ لینڈ کے وہ حالات اختصار کے ساتھ بیان کر دیئے جائیں۔ جو انگلستان آنے سے پہلے کی زندگی سے متعلق ہیں۔ اکثر مورخ لکھتے ہیں۔ کہ میری اپنے زمانے میں یورپ کی عورتوں میں سب سے زیادہ خوب صورت تھی۔ مگر اخلاقی لحاظ سے کمزور سب سے زیادہ تھی۔ پھر اس کی خوب رُوئی کا یہ حال تھا۔ کہ دل اس کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ اور مارگریٹ جس کا ذکر ابھی کیا گیا ہے۔ اُس کے لڑکے جیمز پنجم شاہ سکاٹ لینڈ کی بیٹی تھی۔ ابھی وہ شیر خوار تھی۔ کہ اس کا بیاہ فرانس کے ولی عہد سے ہو گیا۔ اس نے فرانس ہی میں پرورش پائی۔ اور جیمز پنجم کی وفات پر ملکۂ سکاٹ لینڈ بن گئی۔ اُدھر جب شاہ فرانس مر گیا۔ اور ولی عہد تخت نشین ہوا۔ تو نوجوان جوڑے نے "شاہ و ملکہ فرانس و سکاٹ لینڈ" کا لقب اختیار کرنے کے ساتھ ہی اپنے آپ کو "شاہ و ملکۂ انگلستان" بھی کہنا شروع کیا۔ اور جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں۔ انگلستان کے رومن کیتھولک بھی میری ہی کو انگلستان کے تخت و تاج کا حق دار قرار دیتے تھے۔ پس ایلزبتھ اور میری کے مابین عناد شروع ہو گیا۔ شاہ فرانس رومن کیتھولک تھا اور میری بھی۔ انھوں نے سکاٹ لینڈ میں پروٹسٹنٹ طریق کو کچلنے کے لیئے وہاں ایک فرانسیسی لشکر بھیج دیا۔ اس پر ایلزبتھ نے اس کے مقابلے کے لئے انگلستان کا جنگی بیڑا روانہ کیا۔ اور بری فوج نے بھی مدد کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ

(ا) فرانسیسی لشکر کو سکاٹ لینڈ سے ناکام واپس آنا پڑا۔

(ب) پروٹسٹنٹ طریق نے مضبوطی کے ساتھ سکاٹ لینڈ میں جڑ پکڑ لی۔ اور

(ج) شاہ فرانس اور میری نے اقرار کیا کہ ہم تخت و تاج انگلستان کے دعوے سے دست بردار ہوتے ہیں۔

مذکورہ تین امور کے ظہور پذیر ہونے کے ساتھ ہی سوئے اتفاق سے شاہ فرانس مر گیا۔ اور میری بیوہ ہو گئی۔ اس پر اس کی رعایا نے اُسے سکاٹ لینڈ آنے اور تخت پر متمکن ہونے کی دعوت دی۔ جو اس نے قبول کی۔ اس وقت میری کی عمر اُنیس برس کی تھی۔ اور اُس کے حسن کا آفتاب عین نصف النہار پر تھا۔ بڑے بڑے سکاٹ امرا اور نواب اس سے شادی کے خواہاں ہونے۔ لوگوں کا یہ حال تھا۔ کہ اس کی خوب صورتی نے گویا ان پر سحر پھونک دیا۔ مگر انتہا پسند مصلحین پروٹسٹنٹ افراد جو دینی سرگرمی اور جوش و خروش میں یکتائے روزگار تھے۔ یہ حقیقت فراموش نہ کر سکے۔ کہ ان کی ملکہ رومن کیتھولک طریق کی پابند ہے۔ انھوں نے ایک ہنگامۂ قیامت برپا کیا۔ اور میری کو بُت پرست قرار دیا۔ کیونکہ کلیسائے رُوم کے آئین کے لحاظ سے گرجا گھروں میں حضرت عیسٰیؑ۔ حضرت مریمؑ اور اولیائے مسیحیت کی تصویریں

اور بت رکھتے جاتے ہیں ۔

میری سے رعایا کے متنفر ہونے کا ایک اور باعث یہ ہوا کہ اس نے لارڈ ڈارنلے سے عقد کرنے کے بعد شوہر کو اس امر کا موقع دیا کہ وہ میری کی ایک چٹھی پر شک لائے اور میری پر اپنے ایک اطالوی منشی کے ساتھ ناجائز تعلق پیدا کرنے کا اتہام لگائے ۔ لارڈ ڈارنلے نے بعض دوستوں کی مدد سے اس منشی کو عین اس وقت قتل کیا ۔ جب وہ ملکہ کے کمرے میں بیٹھا تھا ۔ کہتے ہیں ۔ کہ جب ملکہ نے اپنے منظور نظر کے قتل کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ۔ تو حلف اٹھایا ۔ کہ میں مجرموں کو اس گستاخی اور جرم کی سزا ضرور دوں گی ۔ چنانچہ اس کے بعد ایک ہی سال کے اندر ایک شب وہ گھر جس میں لارڈ ڈارنلے سوتا تھا ۔ بارود سے تباہ ہوا ۔ اور ملکہ کا شوہر مر گیا ۔ اب لوگ شک کرنے لگے ۔ کہ اس سانحہ ہوش ربا کی تہ میں خود ملکہ کا ہاتھ ہے ۔ نیز یہ کام ایک امیر ارل آف باتھول (Earl of Hathwell) نے ملکہ کی خوشنودی کے لئے انجام دیا ہے ۔ پس جب تھوڑے ہی دن بعد ملکہ نے باتھول سے شادی کر لی ۔ تو رعایا کا شک یقین سے بدل گیا ۔ انہوں نے علم بغاوت بلند کیا ۔ ملکہ کو تخت سے اتار کر قید کر لیا ۔ اور اس وقت ۱۵۶۷ء میں اس کے شیر خوار بچے جیمز کو بادشاہ بنا دیا ۔ یہ وہی جیمز ششم شاہ سکاٹ لینڈ ہے ۔ جو آگے چل کر ۱۶۰۳ء میں ایلزبتھ کی وفات پر انگلستان کا بادشاہ بھی بنا ۔ اور دونوں مملکتیں یک جا ہو گئیں ۔ اس کی تفصیل اگلے باب میں مناسب موقع پر درج کی جائے گی ۔ مگر ملکہ قید خانے سے بھاگ نکلی اور اب اس نے ۱۵۶۸ء میں ایلزبتھ فرماں روائے انگلستان کے پاس آکر پناہ لی ۔ جہاں اٹھارہ انیس برس وہ قید میں رہی ۔ اور ۱۵۸۷ء میں ایلزبتھ کے حکم سے اس کا سر قلم کیا گیا ۔ اور یہ منطقی نتیجہ تھا حسب ذیل چار امور کا :-

(۱) اپنے شوہر کے قتل میں جو حصہ میری نے لیا ۔ لوگ اس کا انتقام چاہتے تھے ۔

(۲) تخت انگلستان کے لئے میری کا دعویٰ کرنا (اگرچہ اب اس نے ترک کر دیا تھا ۔ مگر) انگلستان کے پروٹسٹنٹ لوگوں کو پریشان کئے دیتا تھا ۔ اور وہ چاہتے تھے کہ اس پریشانی کو اس کے بانی کے مستقل دفعیے کے ذریعے سے دور کیا جائے ۔

(۳) انگلستان کے رومن کیتھولک لوگوں نے بارہا سازشیں کیں ۔ کہ میری کو انگلستان کا تاج پہنایا جائے ۔ یہاں تک کہ ایلزبتھ کے قتل کی ناکام سازش بھی ہوئی ۔

(۴) پوپ نے ایک فرمان جاری کر کے ایلزبتھ کو دین مسیحیت سے خارج کیا ۔ اور فیصلہ کیا ۔ کہ جو تاج اس نے پہن رکھا ہے ۔ اس کی وہ حقدار نہیں ۔

بہرحال جب میری دنیا سے رخصت ہوئی۔ تو بعض فتنے از خود مٹ گئے۔ لیکن اب رومن کیتھولک مذہب کے حامی ہسپانیہ نے ایک اور شر اٹھایا۔ جو آخر انگلستان اور اس کی ملک کے حق میں خیر ثابت ہؤا۔ یہی ایلزبتھ کے عہد کا تیسرا عظیم الشان واقعہ ہے اور جس کا ذکر ذیل میں درج ہے :-

(۳) ناقابل فتح آرمیڈا۔ میری کے مارے جانے کا فوری نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ فلپ دوم شاہ ہسپانیہ نے آرمیڈا نامی اپنا بحری جنگی بیڑا انگلستان کو فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ موت سے پہلے میری نے ایک وصیت کے ذریعے سے اپنے بیٹے کو وراثت سے محروم کر دیا تھا۔ اور انگلستان کی بادشاہت کے متعلق اپنے حقوق فلپ دوم کو بخش دئے تھے۔ چنانچہ انگلستان پر حملہ کرنے کی وجوہ یہ تھیں۔ کہ فلپ مذکورہ حقوق کو حاصل کرے۔ میری کی موت کا انتقام لے۔ ایلزبتھ کو سزا دے۔ اور انگلستان کے پروٹسٹنٹ لوگوں کو کچل کر سارے یورپ کی اصلاح دینی پر ایک سخت ضرب لگائے۔

۱۵۸۸ء کے موسم گرما میں آرمیڈا رود بار انگلستان میں آپہنچا۔ یہ ایک سو تیس بھاری بھرکم جہازوں پر مشتمل تھا مگراسے تیس کے قریب ہلکے پھلکے انگریزی جہازوں نے شکست دے دی۔ پہلے انگریزی جہازوں نے ہسپانوی آرمیڈا کے پہلوؤں پر ادھر اُدھر حملہ کر کے نقصان پہنچایا۔ اس پر اس بیڑے نے فرانس کی بندرگاہ کیلے میں پناہ لی۔ مگر اب انگریزوں نے بعض ایسے جہاز جن میں آتش گیر مادے تھے۔ اور اسی لئے آتشین جہاز کہلاتے تھے۔ کیلے میں بھیجے۔ انھوں نے آرمیڈا کے اکثر جہازوں کو آگ لگا دی۔ اس پر آرمیڈا کے ملاح سخت خوف زدہ ہوئے۔ اور گھبرا کر بحر میں پھیل گئے۔ مگر بالکل بے قاعدہ اور پریشان۔ اس وقت قدرت نے انگریزوں کی مدد کی۔ ایک سخت طوفان بادو باران اٹھا۔ اور اس نے تباہی کا کام مکمل کر دیا۔ آرمیڈا کے جہاز انگلستان کے ساحل کے گرد ہوتے ہوئے بعض سکاٹ لینڈ جا پہنچے۔ تو بعض اُس کے شمالی گوشے کے گرد چکر کاٹ کر آئرلینڈ کے ساحل کی خبر لائے۔ اور ان ملکوں کے ساحلوں پر تباہ ہو گئے۔ صرف ان کا ایک تہائی حصہ اور وہ بھی خراب وخستہ واپس ہسپانیہ پہنچا۔ اس وقت شاہ ہسپانیہ پکار اٹھا۔ "رضائے باری یہی تھی۔ میں نے اپنے جہاز انگریزوں سے لڑنے کو بھیجے تھے۔ نہ کہ عناصر قدرت سے جنگ کرنے کے لئے۔ اس ضمن میں مورخ دو باتوں پر خاص زور دیتے ہیں۔

یعنی :

(۱) جب وطن پر آفت آنے کا اندیشہ ہوا اور انگلستان کو پتہ چلا کہ آرمیڈا کی عظیم الشان طاقت ہمیں تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ تو رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ سب نے اتحاد کیا۔ کہ اہل وطن کے مشترک دشمنوں کا مقابلہ کیا جائے۔ دونوں فرقے حُبِ وطن کے لئے قربانی کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

(۲) نئی دنیا اور ہندوستان کی دریافت کے سلسلے میں اب یورپ کے بعض ممالک کے ملاح سمندروں کی چھان بین کرتے اور نئے نئے جزیرے اور ملک دریافت کر رہے تھے۔ چنانچہ انگلستان نے بھی کیبٹ (Cabot) ہاکنز (Hawkins)، ڈریک (Drake) اور رالے (Raleigh) جیسے ملاح پیدا کئے۔ اور انہوں نے بھی نہ صرف امریکہ کے بعض مقامات میں انگریز نوآبادکار پہنچا دیئے۔ بلکہ خود بھی متعدد قطعاتِ ارض دریافت کئے۔ ہسپانیہ کی امریکن نوآبادیوں پر بھی چھاپے مار دیئے۔ اور بحری قزاقوں کی حیثیت سے ہسپانیہ کے نوآبادکاروں سے سیم و زر کے انبار لوٹ لائے۔

یہی وہ لوگ تھے۔ جنھوں نے آرمیڈا کے مقابلے میں دادِ مردانگی دی اور بحری کمال کا مظاہرہ کیا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کو چارٹر (Charter) عطا کرنا۔ ایلزبتھ کے عہد کا آخری حصہ ولیم شیکسپیئر (William Shakespeare) کی تصنیفات کے لئے مشہور ہے۔ اسی زمانے میں اس شہرۂ آفاق تمثیل نگار نے اپنی شاعری اور ڈرامہ نویسی کا آغاز کیا۔ اس کے کلام سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ اس وقت انگلستان کی متحدہ قومیت کی بنیاد پڑ رہی تھی۔

اختتامِ عہد سے کچھ پہلے سنہ ۱۶۰۰ء میں ایلزبتھ نے انگریز تاجروں کی ایک جماعت ایسٹ انڈیا کمپنی (East India Company) کو ہندوستان کے ساتھ تجارت کرنے کے لئے چارٹر یا سند عطا کی۔ سنہ ۱۶۰۳ء میں ایلزبتھ کا انتقال ہوا۔ اور چونکہ اس نے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہ چھوڑی تھی۔ اس لئے ہنری ہفتم کی لڑکی مارگریٹ کی اولاد میں پانچویں پشت کے نمائندے جیمز ششم شاہ سکاٹ لینڈ کو جیمز اول شاہ انگلستان کے لقب سے یہاں کی بادشاہت ملی۔ اور نئے شاہی خاندان سٹوارٹ (Stuart) کی حکومت کا آغاز ہوا۔

تیسری فصل

شاہان خاندانِ سٹوارٹ کا زمانہ

سنہ ۱۶۰۳ء سے سنہ ۱۷۱۴ء تک

بادشاہوں اور پارلیمنٹ کے درمیان فوقیت اور قوت کے لئے جنگ

سترھویں صدی کے آغاز یعنی سنہ ۱۶۰۳ء میں ٹیوڈر خاندان کے دور کا اختتام اور سٹوارٹ خاندان کے عہد کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ عہد پوری سترھویں صدی بلکہ اس کے ساتھ اٹھارھویں صدی کے بھی چودہ برس لے کر انجام کو پہنچتا ہے۔ اس کا امتیاز خصوصی یہ ہے۔ کہ بادشاہوں اور پارلیمنٹ کے درمیان ایک جنگ جاری رہی۔ کہ مملکت میں حکومت کس کی ہو۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ دورِ ٹیوڈر کی خصوصیت شخصی حکومت تھی۔ یعنی بادشاہ نہ صرف نام کا بلکہ حقیقت میں حکمران تھا۔ مگر اس کا طریق حکومت قوم کی بڑی خدمت کا باعث ہوا۔

پھر بھی ایلزبتھ کے اواخر عہد میں جب (ا) ہسپانیہ کو شکست دی جا چکی تھی۔ (ب) دینی فرقوں کے درمیان امن تھا۔ (ج) تجارت کی گرم بازاری۔ تو اس وقت پارلیمنٹ نے مستقل طور پر اس امر کا مطالبہ شروع کیا۔ جو روز بروز بڑھتا رہا کہ ہم نمائندگانِ رعایا کو ملک کی خدمت میں بیش از پیش حصہ ملنا چاہیئے۔

اس مطالبے نے اس سبب سے بھی زور پکڑا۔ کہ اب انگلستان کا حکمران ایک ایسا شخص تھا۔ جو دراصل سکاٹ لینڈ کا باشندہ تھا۔ یعنی وہاں کا جیمز ششم اور یہاں کا جیمز اوّل۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ اگر ایک غیر شخص ہی کو ہمارا بادشاہ ہوتا ہے۔ تو کم سے کم اس کی قوت تو محدود ہونی چاہیئے۔ بادشاہوں اور پارلیمنٹ کے درمیان اس جنگ فوقیت نے انجام کار وہ کش مکش اختیار کی۔ کہ خانہ جنگی تک نوبت پہنچ گئی۔

شجرہ خاندان سٹوارٹ

شاہ جیمز اول ۱۶۰۳-۲۵ء
(جو سکاٹ لینڈ کا شاہ جیمز ششم تھا۔ اور جس نے ڈنمارک کی شہزادی این (Anne) سے شادی کی)
شاہ چارلس اول ۱۶۲۵-۴۹ء

شاہ جیمز دوم ۱۶۸۵-۸۸ء — دختر میری — شاہ چارلس دوم ۱۶۶۰-۸۵ء

شاہ ولیم سوم ۱۶۸۹-۱۷۰۲ء
(جس نے ملکہ میری سے شادی کی۔ اور ۱۶۸۹-۹۴ء کے دوران میں دونوں نے مشترکہ بادشاہت کی)

ملکہ این ۱۷۰۲-۱۴ء — ملکہ میری ۱۶۸۹-۹۴ء
(جس نے شاہ ولیم سوم سے شادی کی)

نوٹ: شجرہ دکھاتا ہے کہ ۱۶۴۹ء سے ۱۶۶۰ء تک اس خاندان کے کسی حکمران نے بادشاہت نہ کی۔ کیونکہ اس بارہ برس کے عرصے میں انگلستان میں جمہوری حکومت کا دَور دَورہ رہا۔

جیمز اول ۱۶۰۳-۲۵ء | اس حکمران کے سر میں شاہوں کے خداداد اختیارات کا سودا سمایا ہوا تھا۔ اس کا خیال تھا۔ کہ بادشاہوں کا تقرر منجانب اللہ ہے۔ اس لئے اس کی رعایا کو لازم ہے کہ اس کی اطاعت میں چون و چرا مطلق نہ کرے۔ بلکہ صحیح طور پر آئندہ رعایا کے نمائندوں کی مجلس یعنی پارلیمنٹ بھی معاملات ملکی میں صرف اتنا ہی دخل دیا کرے۔ جس کی اجازت بارگاہ شاہی عطا فرمائے۔ جیمز کا منشائے دلی تو یہ تھا کہ پارلیمنٹ کے مشورے کے بغیر ہی حکومت کرے۔ مگر اس کے پیشرو سلاطین کے عہد میں پارلیمنٹ نے سخت جدّ و جہد کے بعد بعض قوانین کو دستورِ آئینِ حکومت کا جزو بنا لیا تھا۔ جن کی دو خصوصیتیں نہایت اہم تھیں۔ یعنی

(الف) رعایا پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جا سکتا۔ جب تک پارلیمنٹ اس کی اجازت نہ دے۔

اور

(ب) پارلیمنٹ کو قانوناً حق حاصل تھا کہ کسی ٹیکس کے لگانے یا رعایا سے روپیہ وصول کرنے کی اجازت نہ دے۔ تاوقتیکہ خود پارلیمنٹ کو حکومت میں مناسب حصّہ حاصل ہو۔

باایں ہمہ جیمز اوّل نے پورے دس برس ۱۶۱۱ء–۲۱ پارلیمنٹ کے انعقاد کے بغیر حکومت کی۔ اور اخراجات کاروبارِ حکومت کے لیئے زرِ کثیر بہم پہنچانے کی غرض سے مختلف سبیلیں نکالیں۔ مثلاً جبریہ نذرانے لیئے۔ اعزازی خطابات کی فروخت کی ؛

(ج) بعض اشیا کی خرید و فروخت کے ضمن میں لوگوں کو اجارہ دار بنایا۔ اور اس کے معاوضے میں روپیہ لیا ؛

(د) بعض محصولات درآمد قائم کیئے جنھوں نے محصولات ناجائز یا محصولات زیادہ ستانی کا نام پایا ؛

اس کے خلاف رعایا اور بالخصوص جماعتِ سوداگراں نے صدائے احتجاج بلند کی۔ مگر ادائی کے بغیر چارہ نہ تھا۔ انکار پر سزا ملتی تھی۔ جیمز کی ان کارگزاریوں نے اسے سخت بدنام کر دیا۔ ہر دلعزیزی حاصل کرنا تو کجا۔ لوگوں سے دشمنی قائم ہو گئی۔ اور پارلیمنٹ کے ساتھ اس کے تنازعات نے ایک مستقل مرض کی شکل اختیار کر لی ؛

اس کے علاوہ مذہبی معاملات میں بھی جیمز نے لوگوں کو ناراض کیا۔ اور چونکہ اس نے انتہا پسند پروٹسٹنٹ لوگوں یعنی پیوریٹن طریق کے پیروؤں سے بُرا سلوک کیا۔ اس لئے ان میں سے بہت منچلے نئی دنیا یا امریکہ کو نکل گئے۔ اور سنہ ۱۶۲۰ء میں وہاں ایک نو آبادی قائم کی۔ اس سے سات سال پہلے جیمز ہی کے عہد میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے سنہ ۱۶۱۳ء میں اپنی پہلی تجارتی کوٹھی ہندوستان کی بندرگاہ سورت میں قائم کی تھی۔ جیمز یہ بھی چاہتا تھا۔ رکیہ ہسپانیہ کے شاہی خاندان کے ساتھ رابطۂ رفاقت قائم کرے۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ آخر اس نے سنہ ۱۶۲۵ء میں وفات پائی۔ اور اُس کا بیٹا چارلس اوّل کے لقب سے تخت نشین ہوا ؛

چارلس اوّل سنہ ۱۶۲۵ء اور پارلیمنٹ کی ناراضی پر بادشاہ کو سزائے موت | اختیاراتِ شاہی کے مسئلے میں شاہ چارلس اوّل باپ سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گیا۔ وہ کسی مخالفت کی مطلق پروا نہ کرتا تھا ؛

چارلس نے اپنے منظورِ نظر وزیر بکنگھم (Buokingham) کے اُکسانے پر ہسپانیہ کے ساتھ بیکار جنگ کی۔ اور جب بے حد روپیہ بے نتیجہ خرچ ہوا۔ تو پارلیمنٹ سے روپے کی منظوری مانگی کہ جنگ کا فیصلہ کن انجام ہو۔ مگر ادھر سے جواب صاف ملا۔ اس پر چارلس نے پارلیمنٹ برخاست کر دی۔ اسی طرح اس نے دوسری پارلیمنٹ کی بھی توہین کی۔ اور اس کے قائدین کو قید و بند میں ڈال دیا۔ پھر پارلیمنٹ کی منظوری اور اجازت کے بغیر

ہی چارلس نے ٹیکس لگانے اور وصول کرنے کا اہتمام کیا۔ اگر کوئی شخص انکار کرتا۔ تو جرمانے بھرتا یا قید کی سزا پاتا۔ بایں ہمہ کام نہ چلا اور چارلس کو مجبوراً پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کرنا پڑا۔ اس اجلاس نے چارلس کے استحصال بالجبر کا مسئلہ چھیڑا اور اعتراض کیا۔ کہ وہ قانون رائج الوقت کے خلاف رعایا سے کیوں روپیہ وصول کرتا ہے۔ پھر اسے عملی صورت یوں دی کہ ایک دستاویز حقوق رعایا مرتب کی۔ جس کے رو سے آئندہ کے لئے غیر آئینی ٹیکسوں کی بندش کر دی۔ چارلس نے اس پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی۔ مگر پارلیمنٹ کے برخاست ہوتے ہی تحصیل زر کے متعلق اپنا پہلا رویہ اختیار کیا۔ اس میں شاہی مُفتیوں نے اس کی تائید کی۔ اس طرح رعایا اور راعی کے مابین عناد کی خلیج وسیع ہوگئی۔ اس نے وسعت یوں پائی کہ چارلس نے فرانس کی ایک رومن کیتھولک شہزادی ہنری ایٹا میریا (Henrietta Maria) سے شادی کر لی۔ اور لاٹ پادری لاڈ (Laud) نے بادشاہ کے ایما پر کلیسائے انگلستان میں جو پروٹسٹنٹ طریق پر کاربند تھا۔ بعض ایسی اصلاحیں کرنی چاہیں۔ جو رومن کیتھولک طریق کی خصوصیتیں تھیں۔ جو لوگ مخالفت کرتے۔ وہ عدالت سٹار چیمبر کی وساطت سے سزا پاتے۔ جرمانے لئے جاتے۔ مزعومہ اور مفروضہ مجرموں کے ہاتھ پاؤں کاٹے جاتے۔ بہتوں کو بید لگائے جاتے۔ اور بعض کو موت کی سزا بھی ملتی ۔

بادشاہ نے پروٹسٹنٹ کے پابند سکاٹ لینڈ کے مذہبی معاملات میں بھی دخل دیا۔ انھوں نے علم بغاوت بلند کیا۔ اس پر جنگ چھڑی اور بادشاہ کو روپے کی ضرورت پڑی۔ اس لئے پارلیمنٹ طلب کی گئی۔ اس نے عدالت سٹار چیمبر کو ہمیشہ کے لئے ممنوع کیا۔ اور بادشاہ کے غیر قانونی محاصل اور دیگر استحصال بالجبر کو غیر آئینی قرار دیا۔ پھر ایک پیچ یہ پڑا۔ کہ پیوریٹین طریق کے پیرووں نے پروٹسٹنٹ کلیسائے انگلستان میں مزید اصلاح چاہی۔ اس مطالبے نے پارلیمنٹ کو بھی دو فریق میں منقسم کر دیا۔ اس کے بعد واقعات نے نہایت سرعت کے ساتھ افسوسناک صورت اختیار کی۔ اور خانہ جنگی تک نوبت پہنچ گئی۔ ایک فریق شاہ پسندوں کا تھا۔ اور دوسرا ہوا خواہان رعایا کا۔ جو درحقیقت پارلیمنٹ کی حکومت کا مؤید تھا ۔

آلور کرامول (Oliver Cromwell) اور جمہوریہ انگلستان ۱۶۴۹ء تا ۱۶۶۰ء

آلور کرامول پارلیمنٹ کا حامی اور پیوریٹین طریق مذہب کا پابند تھا۔ اس نے پارلیمنٹ کے حامیوں کو فوج میں بھرتی کر کے ایک زبردست رسالہ تیار کیا۔ اسے فولادی فوج کہتے ہیں۔ جو بڑی منظم و تہذیب یافتہ تھی۔ غرض شاہ پسندوں اور آئین پسندوں کے مابین جنگ ہونے لگی۔ اس

خانہ جنگی نے سات سال تک طول کھینچا۔ اور ۱۶۴۲ء میں شروع ہو کر ۱۶۴۹ء میں ختم ہو گئی۔ شاہ پسندوں نے شکست کھائی۔ شاہ چارلس اول گرفتار کر لیا گیا۔ پھر پارلیمنٹ کی مقرر کی ہوئی عدالت نے اس کے خلاف قوم و وطن اور حکومت سے غداری کے مقدمے کی سماعت کی۔ اور موت کی سزا دی۔ چنانچہ ۱۶۴۹ء میں شاہ چارلس اول کا سر قلم کیا گیا۔ انگلستان میں جمہوری حکومت کی تشکیل کی گئی۔ گیارہ سال کے لیئے بادشاہت رخصت ہو گئی۔ اور جمہوریہ کا پروٹیکٹر کرامول ہو گیا۔ دورِ جمہوری میں انگلستان کا وقار یورپ کی نظروں میں اور بھی بڑھ گیا۔ اور پروٹسٹنٹ طریق نے مزید استحکام پایا۔ اس عرصے میں انگلستان کی امریکن نو آبادیوں میں بھی ترقی ہوئی اور سورت کے علاوہ بنگال (۱۶۳۳ء) اور مدراس (۱۶۳۹ء) میں بھی انگریزوں نے تجارتی کوٹھیاں قائم کیں۔ اس دور میں انگلستان میں اخبارات کا آغاز ہوا۔

۱۶۵۸ء میں کرامول کی وفات پر اس کا بیٹا پروٹیکٹر بنایا گیا۔ مگر اس سے یہ بھاری پتھر اٹھایا جا سکا۔ اُدھر قوم انگلشیہ بھی فوجی حکومت کی خود مختاریوں سے تنگ آ چکی تھی۔ کیونکہ جمہوریہ کے قائم ہونے اور پارلیمنٹ کے شاہانہ اختیارات کے مسلم قرار پانے کے باوجود اصل مختار ان کار فوجی لوگ تھے۔ جو کرامول کے اشارے پر چلتے تھے۔ پس لوگوں نے چارلس اول کے بیٹے کو حکومت کی دعوت دی۔ اور اُس نے مئی ۱۶۶۰ء میں ساحل انگلستان پر قدم رکھا۔ اگرچہ جمہوریہ کا خاتمہ ہو گیا۔ مگر حکومت انگلستان کی ہیئت ترکیبی میں پارلیمنٹ کی ہستی بیش از بیش اختیار و اقتدار کی سرمایہ دار ہو چکی تھی۔ گویا بادشاہوں اور پارلیمنٹ کے درمیان جو جنگ اس وقت تک جاری رہی۔ اس میں پارلیمنٹ کو ایک بڑی حد تک فتح نصیب ہوئی۔ جیمز اول کو بھی اس معنے میں شکست خوردہ ہی تصور کرنا چاہیئے۔ اور چارلس اول نے تو ذاتی سربلندی اور شاہی خود مختاری کے حصول کی کوشش میں جان بھی گنوائی۔

چارلس دوم ۱۶۶۰ء۔ سٹوارٹ خاندان کی بحالی | جب ۲۹ مئی ۱۶۶۰ء کو چارلس دوم لندن میں داخل ہوا۔ تو رعایا نے انتہائی مسرت کا اظہار کیا۔ اور سٹوارٹ خاندان کی بحالی کا جشن منایا۔

چارلس دوم بڑا ذہین اور چلتا پرزہ تھا۔ مگر بددیانت۔ اس کے اعلیٰ مقاصد حسب ذیل تھے:۔

(۱) ایک خود مختار حکمران کے طور پر حکومت کرنا۔

(۲) انگلستان کو از سر نو رومن کیتھولک طریق کا پابند بنانا۔

(۳) زندگی کے ہر لمحے سے عیش و عشرت کا ایک ایک قطرہ نچوڑ لینا۔ اس کے یہ معنی ہونے کہ پہلے دو اور دائمی اہم معاملات میں رعایا کی اکثریت کی مرضی اور باشندگان انگلستان کی جبلی خواہشات کے خلاف عمل پیرا ہونا۔

اس نے اپنی پہلی پارلیمنٹ کے ذریعے سے شاہ پسندوں کے مخالفین کو معافی دے دی۔ مگر جن اشخاص نے چارلس دوم کے لئے سزائے موت کے حکم نامے پر دستخط کئے تھے۔ ان میں سے تیرہ کو سزائے موت اور باقی پچیس کو عمر قید کی سزا دی۔ اور کرامول کی نعش کو زمین سے نکال کر اسے پھانسی دی۔ پارلیمنٹ نے ایک بہت بڑی رقم کا سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ اور دو خاص محصولوں کی آمدنی بھی شاہی اخراجات کے لئے مخصوص کر دی۔ چارلس دوم کے عہد میں پیوریٹن طریق کے پیرو دوں پر بڑی سختی روا رکھی گئی۔ نیز اس کے عہد میں پارلیمنٹ کے اندر ارکان کے مختلف طریقوں میں منقسم ہونے کا رواج جاری ہوا۔ چنانچہ وہ فریق جو بادشاہ کی حمایت کرتا تھا۔ ٹوری (Tory) یعنی قدامت پسند کہلانے لگا۔ اور اس کے مخالف فریق نے وگ (Whig) یعنی آزادی پسند نام پایا۔

چارلس دوم کی دو رُخی اور بد دیانتی کی ایک اہم مثال جس نے انگلستان کو کمزور بنانے میں کوئی کسر نہ رکھی۔ یہ تھی کہ اس نے اس وقت کے طاقت ور اور رومن کیتھولک شاہ فرانس کے ساتھ خفیہ عہد نامہ کیا۔ جس کے رو سے قرار پایا۔ کہ شاہ فرانس اسے ایک بڑی رقم دے گا۔ اور فرانسیسی فوج بھیج کر چارلس کی مدد کرے گا۔ تاکہ وہ بزور شمشیر اپنی رعایا کو رومن کیتھولک طریق کا پابند بنائے۔ اس کے عوض چارلس نے وعدہ کیا۔ کہ میں اپنے رومن کیتھولک ہونے کا اعلان کروں گا۔ بادشاہ کی یہ حالت تھی۔ مگر پارلیمنٹ کی یہ کیفیت کہ اس نے فرانس کے خلاف پروٹسٹنٹ ملک ہالینڈ (Holland) کی امداد کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ غرض چارلس دوم نے اپنی ہی قوم سے غدّاری کی۔ اور فضول خرچی و عیش پسندی کے ہاتھوں اس قدر گر گیا۔ کہ اپنے وظیفے اور دیگر آمدنی کی رقم خطیر اپنے لئے ناکافی پا کر شاہ فرانس یعنی دینی اور دنیوی دونوں لحاظ سے انگلستان کے مخالف سے رشوت لینی اور قوم کی عزت بیچ دینی منظور کی۔ جب اس خفیہ عہد نامے کا حال لوگوں پر کھلا۔ تو وہ بادشاہ کے سخت مخالف ہو گئے۔

بہرحال چارلس نے فرانسیسیوں سے مل کر اہل ہالینڈ سے جنگ کی۔ مگر سمندر میں شکست کھائی۔ اور بڑی لڑائی میں ہالینڈ والوں نے ان کی ہتک وناز روک دی۔ چارلس کا باقی عہد زیادہ تر اسی کش مکش میں گزرا۔ کہ وہ انگلستان کو رومن کیتھولک بنانے کی کوشش کرے۔ اور پارلیمنٹ اس کی کوشش کو بارآور نہ ہونے دے۔ سنہ ۱۶۶۲ء میں چارلس نے ایک پرتگیز شہزادی کیتھرائن سے شادی کی۔ اس کے جہیز میں شہر بمبئی ملا۔ جو آج ہندوستان میں تجارتی لحاظ سے کلکتہ سے دوسرے درجے پر ہے ۞

سنہ ۱۶۶۵ء میں انگلستان میں مرض طاعون پھیلا۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ آدمی لقمۂ اجل ہوئے ۞

سنہ ۱۶۶۶ء میں شہر لندن میں آگ لگی۔ اور آدھا شہر نذرِ آتش ہوگیا۔ مگر اس سے یہ فائدہ ضرور ہؤا۔ کہ تنگ وتاریک مکان جل کر خاک ہوگئے۔ اور صفائی ہو جانے کے سبب طاعون نے پھر اُدھر کا رُخ نہ کیا۔ اس کے عہد میں امریکہ میں انگریزی نو آبادیاں بسانے کا کام جاری رہا۔ چنانچہ دیگر نو آبادیوں کے علاوہ سنہ ۱۶۶۳ء میں کیرولینا (Carolina) بسائی گئی۔ شمالی امریکہ کے انتہائے شمال میں انگریزوں کے مقبوضات کی بنیاد پڑی۔ اور وسیع سلطنت کا یہ کام ہڈسن بے کمپنی (Hudson Bay Company) کے سپرد کیا گیا۔ جس میں اس نے بڑی کارگزاری دکھائی۔ سنہ ۱۶۸۱ء میں پینسلوینیا (Pennsylvania) کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور موجودہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا مشہور شہر نیویارک (New York) انگریزوں نے اہل ہالینڈ سے چھین لیا ۞

شخصی آزادی کا قانون سنہ ۱۶۷۹ء میں پارلیمنٹ نے یہ قانون وضع کیا۔ جس کا مطلب انگریزوں کی شخصی آزادی کی تصدیق وتوثیق کرنا تھا۔ یہ قانون قرار دیتا ہے۔ کہ کوئی شخص غیر قانونی طور پر بادشاہ کے حکم سے قید خانے میں نہ ڈالا جائے۔ اور اگر اس کے خلاف کوئی الزام ہو۔ تو اسے اپنے مزعومہ جرم کی جواب دہی کے لئے عدالت مجاز میں بھیجا جائے۔ پھر وہ مجرم ثابت ہو۔ تو البتہ سزا پائے۔ غرض مقدمے کی سماعت کے بغیر خود بادشاہ کو بھی اجازت نہ ہو کہ کسی شخص کو قید کرے۔ اس قانون میں خوبی یہ ہے کہ اسے ایسے صاف اور بیّن الفاظ میں لکھا گیا ہے کہ خلاف ورزی کسی طرح ممکن نہیں۔ نیز اس کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے۔ کہ دنیا بھر میں جہاں اس مطلب کا قانون وضع کیا گیا ہے۔ اس کا نمونہ یہی انگریزوں کا قانون ٹھہرایا

گیا ہے۔ انگریزوں کی آزادی کا یہ ایک عمدہ ثبوت سمجھا جاتا ہے۔ سٹوارٹ خاندان کے زمانے میں بادشاہ اور رعایا کی جنگ سے جو نتائج مترتب ہوئے۔ ان میں اسے ایک بلند پایہ حاصل ہے۔ اور یہ قانون بادشاہوں کی شکست اور پارلیمنٹ کی فتح کا ثبوت خیال کیا جاتا ہے۔

غرض ایک چوتھائی صدی کی حکومت کے بعد چارلس دوم نے وفات پائی۔ اور اب اس کا بھائی یعنی جیمز اول کا لڑکا جیمز دوم کے لقب سے تخت نشین ہوا۔

جیمز دوم ۱۶۸۵ء سے ۱۶۸۸ء تک | جیمز دوم کی مدت حکومت بہت مختصر رہی۔ اور اس کے دوران میں پریشانی و اضطراب نے راعی و رعایا اور آخرالذکر کی نمائندہ پارلیمنٹ کو بڑی کشمکش میں رکھا۔ جب جیمز تخت پر بیٹھا۔ تو اس کے لئے حالات موافق تھے۔ اگر وہ رعایا اور پارلیمنٹ کی مرضی کے مطابق کاربند ہوتا۔ تو فتنہ و فساد نہ اٹھتا۔ مگر اس نے قوم کی اکثریت کے منشا کے خلاف کام کیا۔ اور جیسا کہ ابھی لکھا جائے گا۔ انجام برا ہوا۔

ڈیوک آف مون موتھ (Duke of Monmouth) | جیمز کی خود رائی اور معزولی کے بیان سے پہلے ایک اہم بغاوت کا حال لکھنا لازم ہے۔ چارلس دوم نے قانونا جائز اولاد تو اپنے پیچھے نہ چھوڑی۔ مگر اس کا ایک بیٹا ایک ایسی عورت کے بطن سے تھا۔ جس سے اس نے نکاح نہ کیا تھا۔ اور اس شخص نے ڈیوک آف مون موتھ کا مرتبہ پایا تھا۔ اس نے علم بغاوت بلند کیا۔ مگر ۱۶۸۵ء میں سیجمور (Sedgemore) کے معرکے میں شکست کھائی۔ جیمز دوم نے اس کے ہمراہی باغیوں کو سخت سزائیں دیں۔ شاہی فوجی افسر گویا شکست خوردہ باغیوں کا شکار کھیلتے تھے۔ چنانچہ سیکڑوں بندگان خدا گولی کا نشانہ بنے۔ اس کے علاوہ جیمز دوم نے اپنے ایک جج جیفریز (Jeffreys) کو علاقۂ بغاوت میں بھیجا۔ کہ باغیوں پر مقدمہ چلا کر سزا دی جائے۔ اس جج نے انتہائی بہیمیت کا ثبوت دیا۔ اور شدید خون ریزی کی۔ تین سو بیس آدمیوں کا سر قلم کیا گیا۔ اور آٹھ سو اکتالیس نے جلاوطنی کی سزا پائی۔

جیمز دوم کا مذہبی تعصب اور اس کی معزولی | جیمز کے تین چار برس کے عہد کا سب سے بڑا واقعہ یہی ہے۔ کہ اس نے آغاز عہد میں اس امر کا اقرار اور اعلان کرنے کے باوجود کہ میں کلیسائے انگلستان کا حامی رہوں گا۔ صرف چند ماہ بعد عہد شکنی کی۔ بلکہ محسن کشی کا کام کیا۔ کیونکہ آغاز عہد میں اس نے ایک وفادار اور تابع فرمان پارلیمنٹ پائی۔

جس نے بادشاہ کا گراں بہا وظیفہ مقرر کیا۔ مگر اس نے اس کی بھی کوئی قدر نہ کی۔

غرض جب جیمز نے دیکھا۔ کہ اب میری بادشاہت کو استحکام حاصل ہو گیا ہے۔ تو وہی طریق کار اختیار کیا۔ جس کی نیت پہلے ہی دن سے کر رکھی تھی۔ یعنی رومن کیتھولک طریق کے احیا اور نشو و نما کے لئے کام کرنے لگا۔ جو اس کی زندگی کا مدعا تھا۔ چنانچہ آغاز عہد کے اقرار کو بالائے طاق رکھا۔ اور اس ضمن میں پہلا کام یہ کیا۔ کہ اعلانِ رواداری جاری کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ حکومت کسی شخص سے اس کے مذہبی عقائد کی بنا پر متعرض نہیں۔ اور اس کی نظر میں جملہ مذہبی فرقوں کے پیرو یکساں ہیں۔ اس لئے انھیں دیوانی اور فوج داری عہدے دئے جا سکتے ہیں۔ جیمز دوم نے اس طرح راستہ صاف کرنے کے بعد متعدد کیتھولک لوگوں کو فوجی عہدوں پر فائز کیا۔ اور انھیں "قانون معیار دینی" کے قواعد سے مستثنیٰ کر دیا۔ اس وقت یہ قانون رائج تھا۔ اور اس کے رو سے ہر شخص کو کسی دیوانی یا فوجی عہدے پر منتخب ہونے سے پہلے یہ حلف اٹھانا پڑتا تھا۔ کہ میں کلیسائے انگلستان کا پیرو ہوں۔

اس پر پارلیمنٹ کے دار العوام نے زبردست صدائے احتجاج بلند کی۔ اور بادشاہ سے مطالبہ کیا۔ کہ وہ قانونِ ملک کی خلاف ورزی نہ کرے۔ اس کے جواب میں جیمز دوم نے تقاضا کیا۔ کہ حکمران ہونے کی حیثیت سے مجھے حق حاصل ہے۔ کہ ضرورت کے وقت میں کسی قانون کے خلاف عمل کروں۔ پھر اس شاہی اختیار کا جواز بھی بعض شاہ پسند ججوں سے تسلیم کرایا۔ اس کے بعد اس نے کھلم کھلا قانون معیار دینی کی مزید خلاف ورزی شروع کر دی۔ اور فوج و حکومت کے دیگر محکموں میں رومن کیتھولک طریق کے پیرووں کو ملازمت دی۔ آخر اس نے یہاں تک پاؤں نکالے کہ "اعلانِ رواداری" کی ایک بار پھر اشاعت کی۔ اور کہا۔ کہ رومن کیتھولک لوگوں کے علاوہ دوسرے اشخاص بھی جو پروٹسٹنٹ نقطۂ نگاہ سے انتہا پسند ہیں۔ اپنے ضمیر کے مطابق عبادت کرنے کے حقدار ہیں۔

نیز اس نے یہ حکم دیا۔ کہ "اعلان رواداری" کو تمام اور ہر قسم کے گرجاؤں کے منبروں سے پڑھ کر سنایا جائے۔ اس پر سات پادریوں نے اس حکم پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بادشاہ نے ان ساتوں پر مقدمہ چلانے کا حکم دیا۔ مقدمے کی سماعت تو ہوئی۔ مگر انگریزوں کی آزادی پسندی دیکھیے۔ کہ عدالت نے انھیں غیر مجرم

قرار دیا۔ اور بادشاہ کا کیا دھرا خاک میں مل گیا۔ بلکہ علماء نے نتیجہ کیا کہ ایسے بادشاہ کو جو
قوانین رائج الوقت کے احترام کے بجائے ان کی خلاف ورزی کرتا اور عام خلائق کی
رضا و رغبت کے خلاف چلتا ہے۔ معزول کرنا ہی بہتر ہے۔ چنانچہ جس دن مذکورہ سات
پادریوں کی برأت کا حکم سنایا گیا۔ پارلیمنٹ کے بعض عمائد نے جن میں وہگ اور
توری دونوں شامل تھے۔ بادشاہ کی بیٹی میری کے خاوند۔ ولیم پرنس آف آرینج
(William, Prince of Orange) کو اس امر کی دعوت بھیجی کہ وہ شہزادی میری کے
جو جیمز کے بعد انگلستان کی بادشاہت کی حقدار ہے۔ شوہر ہونے کی حیثیت سے انگلستان
آئے۔ اور تاج و تخت سنبھالے۔ یہ شہزادہ جمہوریہ ہالینڈ (Dutch Republic) کا
سب سے بڑا حاکم تھا۔ اور سارے یورپ میں پروٹسٹنٹ حکام کا قائد سمجھا جاتا تھا۔
اس دعوت نامے کا سب سے بڑا سبب تو وہی تھا۔ جس پر تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ مگر فوری
باعث یہ ہؤا کہ پیرانہ سری میں جیمز کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہؤا۔ اور چونکہ علماء کا یہ خیال
صحیح تھا کہ اس لڑکے کی تربیت ایک رومن کیتھولک کے طور پر کی جائے گی۔ اس
لئے انگلستان کے تخت پر کسی پروٹسٹنٹ حکمران کا متمکن ہونا کم سے کم سردست معرضِ
التوا میں پڑ جائے گا۔ اس لئے انھوں نے ولیم کو بلانے اور حکومت سنبھالنے کی دعوت
دینے کا اقدام کیا۔

انگلستان میں ولیم اور میری کی آمد

اکتوبر ۱۶۸۸ء میں ولیم نے ایک اعلان جاری کیا۔ اور
اس میں اپنے انگلستان آنے کی وجوہ تحریر کیں۔ نیز اس نے جیمز دوم کے ناقابلِ
ستائش رویے بلکہ لائقِ نفرین کارگزاریوں پر تبصرہ کرتے ہوئے انگریزوں کی دعوت
قبول کرنے کا جواز پیش کیا۔ اور اس ضمن میں بتایا۔ کہ دعوتِ حکومت کے سامنے سرِ تسلیم
خم کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ میں وارثِ تخت و تاج شہزادی میری کا خاوند ہوں۔ اس کے
علاوہ وعدہ کیا کہ میں انگلستان میں ایک آزاد پارلیمنٹ کے انتخاب کا اہتمام کروں گا۔
اور اس کے مشوروں کے عین مطابق عمل پیرا ہوں گا۔

۵ نومبر ۱۶۸۸ء کا مسرت آگیں دن تھا۔ کہ ولیم نے ساحلِ انگلستان پر قدم رکھا۔
اور کسی قسم کی مزاحمت سے دوچار ہوئے بغیر دارالخلافہ لندن کو کوچ کیا۔ یہاں انگریزوں
کے گروہ کے گروہ اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب جیمز دوم نے فرانس کو راہِ فرار
اختیار کرنے کی کوشش کی۔ مگر گرفتار ہؤا۔ اور واپس لایا گیا۔ لیکن ولیم نے قرینِ
مصلحت یہی جانا۔ کہ ہزیمت خوردہ مخالف کو بھاگ نکلنے کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ

جیمز نے جب دوبارہ بھاگنے کی ہمت کی۔ تو ولیم نے اس میں درپردہ گویا مدد دی۔ غرض اس طرح انگلستان میں وہ انقلاب حکومت عمل میں آیا۔ جو بلڈلیس اینڈ گلوریس ریوو لیوشن " Bloodless and Glorious Revolution) کے نام سے مشہور ہے یعنی وہ انقلاب جس کے عرصۂ شہود میں آنے کے وقت خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہا۔ اور اس نے پرشکوہ نام پایا۔

اس حیرت انگیز واقعہ کے متعلق مؤرخ بجا طور پر لکھتے ہیں۔ کہ شاہان خاندان سٹوارٹ کے زمانے میں جو جنگ سیاسی پارلیمنٹ اور سلاطین کے درمیان ہوئی۔ اس میں پارلیمنٹ نے فتح پائی۔ اور بادشاہوں نے شکست کھائی۔ بلکہ قوم انگلشیہ نے ایک بار پھر یہ ثبوت دے دیا۔ کہ ہم آزادی کے دلدادہ اور بادشاہوں کو بھی قانون کے حلقے کے اندر رکھنے کے قابل ہیں۔ چنانچہ جیمز کی معزولی کے بعد جو تین سٹوارٹ حکمران ہوئے۔ ان کے دور میں پارلیمنٹ نے مزید استحکام پایا۔ بادشاہوں کا اختیار و اقتدار سچے معنی میں محدود ہو گیا۔ اور دستور حکومت آئینی قرار پایا۔

زن وشوہر ولیم سوم اور میری دوم کی مشترکہ بادشاہت ۱۶۸۹ء-۱۷۰۲ء | یہ ایسا واقعہ ہے۔ جس کی نظیر تاریخ عالم میں غالباً کہیں نہیں مل سکتی۔ یعنی ایک ہی وقت میں ایک ہی تخت پر دو حکمران متمکن ہوئے۔ مگر مشترکہ بادشاہت کے عمل پذیر ہونے سے پہلے بعض سیاسی اور ملکی پیچیدگیاں پیدا ہوئیں۔ اور قانونی موشگافیاں بھی کی گئیں۔ ٹوری یا قدامت پسند فریق کہتا تھا۔ کہ اگر ولیم حکومت کرے۔ تو محض بطور ریجنٹ (Regent) یا مدار المہام کے۔ گویا مختار ریاست و بادشاہت تو ہو۔ مگر اس کا عہدہ اور رتبہ نائب السلطنت ہو۔ کیونکہ جیمز دوم اگرچہ بھاگ گیا ہے۔ مگر ہنوز زندہ ہے۔ اس کے خلاف انتہا پسند وھگ یا آئین پسند فرقہ کہتا اور ولیم کو بھی مشورہ دیتا تھا۔ کہ اس کا حق بادشاہت ملک کی فتح پر انحصار رکھتا ہے۔ اگرچہ جنگ اور خون ریزی کی نوبت نہیں آئی۔ بعض ایسے بھی تھے۔ کہ جیمز کے مفرور اور معزول ہونے کے باعث بادشاہت کا حق دار میری کو قرار دیتے تھے۔ ان سب مختلف آرا کو سن کر ولیم کہتا تھا۔ کہ اگرچہ میں باشندگانِ انگلستان کی مرضی کے خلاف کاربند نہیں ہونا چاہتا۔ مگر مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ میری بیوی میری شرکت کے بغیر حکمران بنے۔ اور ملکۂ انگلستان کہلائے۔ اور میں خود دربان بنوں۔ خود میری کہتی تھی۔ کہ میں بادشاہت اسی صورت میں قبول کر سکتی ہوں۔ کہ اس میں میرے خاوند کی شرکت ہو۔ غرض انگلستان کے سرکردہ لوگوں کا اجتماع ہوا۔

انھوں نے قرار دیا کہ تخت انگلستان خالی پڑا ہے۔ اور نظر بحالات خاص ولیم اور میری کو مشترکہ بادشاہت دی جاتی ہے۔

حقوق رعایا کا اعلان غرض ولیم اور میری نے بادشاہت تو پائی۔ مگر اس سے پہلے دارالعوام اور دارالامرا کے ارکان نے ایک وثیقہ "اعلان حقوق رعایا" تیار کیا۔ جس کا مقصد اس امر کا ستیاب کرنا تھا کہ انگلستان کے آئندہ فرماں روا بالعموم اور ولیم اور میری بالخصوص جیمز دوم کی طرح غیر آئینی حکومت نہ کریں۔ اس اعلان میں جیمز کی غیر آئینی کارگزاریوں کی ملامت کرنے کے بعد پارلیمنٹ نے قرار دیا کہ

(۱) بادشاہ نہ تو قانون کو موقوف کر سکتا ہے نہ معطل۔

(۲) بادشاہ پارلیمنٹ کی مرضی کے بغیر نہ مستقل فوج رکھ سکتا اور نہ رعایا سے روپیہ وصول کر سکتا ہے۔

(۳) رعایا کو حق حاصل ہے کہ اپنے جائز مطالبات بادشاہ کی خدمت میں پیش کرے۔

(۴) پارلیمنٹ کے ارکان کا انتخاب آزادانہ ہوگا۔ اس میں جبر و تشدد کو دخل نہ ہوگا۔

(۵) پارلیمنٹ کے اجلاس باقاعدہ منعقد ہوا کریں گے تاکہ رعایا کی تکلیف دور کرنے کا اہتمام ہو۔ اور جدید قوانین وضع کئے جائیں۔

(۶) آئندہ کبھی کوئی رومن کیتھولک عقیدے کا پابند شخص شاہ انگلستان نہ بنایا جائیگا۔

ان کے علاوہ بعض دیگر امور جو تصور حریت و خیال آزادی سے متعلق ہیں۔ اس میں درج کئے گئے۔

ولیم سوم اور میری دوم دونوں نے اس پر مہر تصدیق ثبت کی۔ اور

"ارتقائے آئین انگلستان نے ایک اور عظیم الشان منزل طے کی۔"

ولیم اور میری کی مشترکہ بادشاہت کے ضمن میں دو ایک اور باتوں کا ذہن نشین کرنا لازم ہے۔ ولیم سوم جیسا کہ شجرے سے ظاہر ہوتا ہے۔ چارلس اول کا نواسہ تھا اور میری دوم رشتے میں چارلس اول کی پوتی تھی۔ لیکن واضح ہو (اور اس حقیقت سے پارلیمنٹ کے اختیار و اقتدار کا پتہ چلتا ہے) کہ اگر انھوں نے حکومت پائی۔ تو اس لئے نہیں۔ کہ وہ برسر حکومت شاہی خاندان کے نام لیوا اور وارث تھے۔ بلکہ ان کی حکومت کی بنا پارلیمنٹ کی رضامندی تھی۔ جس نے انھیں بادشاہت کی دعوت دی۔ نیز پارلیمنٹ مروجہ دستور سے کم از کم انحراف کرنا چاہتی تھی۔ گویا حریت اور آزادی کے پہلو بہ پہلو قدامت پسندی سے روگردان نہ ہوتی تھی۔ لہٰذا اس نے بادشاہت کے لئے شاہی خاندان کے افراد

ہی چننے۔ مگر اپنا اقتدار اور اختیار تسلیم کرانے کے لئے محض میری کو حکمران نہ بنایا۔ بلکہ بادشاہت میں ولیم کی شرکت قائم کی۔ یہ دلچسپ حقیقت بھی قابل غور ہے کہ یوں تو انگلستان کے ہر بادشاہ کی بیوی ملکہ کہلاتی ہے۔ اور دراصل حکمران نہیں ہوتی۔ مگر زیر تذکرہ میری کی حالت یہ تھی کہ نہ صرف بادشاہ کی بیوی ہونے کے لحاظ سے ملکہ تھی۔ بلکہ ایلزبیتھ اور وکٹوریہ کی طرح فرماں روا ملکہ بھی تھی ۔

ولیم اور میری کے عہد میں دوسرے اہم واقعات | اس اہم ترین واقعے کے بعد بعض دوسرے چھوٹے واقعات کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے :-

(۱) پارلیمنٹ نے فیصلہ کیا کہ اگر ولیم اور میری لاولد مرجائیں۔ تو ان کے بعد میری کی چھوٹی بہن این (Anne) تخت نشین ہو۔ چنانچہ آگے چل کر ایسا ہی ہوا۔ نیز قرار پایا کہ اگر این بھی لاولد مرجائے۔ تو جیمز اوّل کی دوسری پشت میں سے سوفیا (Sophia) (جو جرمنی کے علاقہ ہینوور (Hanover) کے حاکم کی بیوی تھی۔) تخت پر بیٹھے۔ یا اگر وہ زندہ نہ ہو تو اس کی اولاد یہ حق پائے۔ سوفیا نہ صرف جیمز اوّل کی اولاد سے تھی۔ بلکہ ظاہر ہے کہ ولیم سوم اور میری دوم کی نزدیک ترین رشتہ دار بھی تھی۔ آگے چل کر واضح ہوجائے گا۔ کہ نہ صرف این کے حکمران بننے بلکہ ہینوور خاندان کے بادشاہت پانے کے متعلق بھی پارلیمنٹ کا یہی فیصلہ قائم رہا ۔

(۲) حکومت کے سلسلے میں یہ دستور بندھ گیا کہ بادشاہ صرف ان وزرا کو حکومت کے لئے چنے جو پارلیمنٹ کی اکثریت کی پارٹی میں سے ہوں ۔

(۳) معزول بادشاہ جیمز دوم نے کچھ عرصے کے لئے آئرلینڈ میں حکومت کی۔ کیونکہ یہاں کے باشندے رومن کیتھولک تھے۔ مگر آخر ولیم سوم نے ۱۶۹۰ء میں اسے شکست دے کر بھگا دیا۔ اور آئرلینڈ میں شاہان انگلستان کی حکومت قائم ہوگئی ۔

(۴) ولیم نے فرانس کے خلاف جنگ کی۔ جس میں آخرکار صلح ہوگئی۔ مگر اس جنگ پر زرِ خطیر صرف ہوا۔ جو قرض لینا پڑا۔ اور اسی طرح انگلستان کے قومی قرض کی بنیاد پڑی ۔

(۵) ۱۶۹۴ء میں ملکہ میری نے وفات پائی۔ اور اب ولیم سوم بلا شرکت غیرے بادشاہت کرنے لگا۔ ۱۷۰۲ء میں اُس نے دنیا سے کوچ کیا ۔

ملکہ این ۱۷۰۲ء-۱۷۱۴ء اور انگلستان وسکاٹ لینڈ کے لئے متحدہ پارلیمنٹ | این بڑی نیک طبع تھی۔ مگر کار کن اور ہوشیار نہ تھی۔ لیکن خوش قسمتی سے اسے مارل برو (Marlborough) جیسا

وزیر اعظم مل گیا۔ جو سپہ سالار بھی تھا۔ اس کے عہد کے دو سب سے بڑے واقعات ہیں:۔

(۱) جنگ وراثتِ تختِ ہسپانیہ۔ اس وقت شاہ فرانس لوئی چہاردہم (Louis XIV) چاہتا تھا۔ کہ اس کا پوتا فلپ ہسپانیہ کا بادشاہ بنے۔ اس کے خلاف انگلستان۔ ہالینڈ اور آسٹریا (Austria) اور بعض دیگر دول یورپ نے متفق ہو کر اتحادِ عظیم کی تشکیل وتنظیم کی۔ اس کا بڑا سبب یہ تھا کہ سب فرانس کی قوت سے خائف تھے۔ اور نہیں چاہتے تھے۔ کہ ہسپانیہ بھی فرانس سے مل جائے۔ اور اس طرح آخر الذکر کی قوت مزید تقویت پائے۔

۱۷۰۲ء میں جنگ شروع اور ۱۷۱۳ء میں ختم ہوئی۔ اس کے دوران میں مارل برو نے متعدد فتوحات حاصل کیں۔ مگر آخر جب صلح ہوئی۔ تو

(ا) فلپ ہسپانیہ کا بادشاہ بن چکا تھا۔

(ب) ہسپانیہ کے جنوب میں اور بحیرۂ رُوم کے کنارے پر جبل الطارق انگریزوں کو ملا۔ جو اس وقت تک انگلستان کے قبضے میں ہے۔ اور سیاسی و جنگی لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔

(۲) اگرچہ سٹوارٹ خاندان کے آغاز سے سکاٹ لینڈ اور انگلینڈ میں ایک ہی بادشاہ کی حکومت تھی۔ مگر ہنوز ان کی پارلیمنٹ جدا جدا تھی۔ جس سے حکومت کے کام میں نقائص پیدا ہوتے تھے۔ این کے ۱۷۰۷ء میں قانون اتحاد وضع ہوا۔ اس کے رو سے دونوں ملکوں کی پارلیمنٹ ایک ہی قرار پائی۔ جس کا صدر مقام لندن ٹھہرا۔ اور دار العوام و دار الامرا کے لئے سکاٹ لینڈ کے ارکان کی تعداد مقرر کی گئی۔

۱۷۱۴ء میں ملکہ این نے وفات پائی۔ اور جیسا کہ ولیم سوم کی تخت نشینی کے وقت پارلیمنٹ نے قرار دیا تھا۔ ہینوور کی ملکہ سوفیا کا بیٹا جو ہینوور کا حاکم تھا۔ جارج اول کے لقب سے انگلستان کے تخت پر بیٹھا۔ اور ایک نئے شاہی خاندان کی بنیاد پڑی۔

چوتھی فصل

شاہانِ خاندانِ ہینوور کا عہدِ حکومت

سنہ ١٧١۴ء سے سنہ ١٩٣٥ء تک اور اس کے بعد

تخت نشینی کے وقت جارج اوّل چوّن برس کا تھا۔ انگریزی کا ایک لفظ نہ جانتا تھا۔ اور انگلستان کی نسبت اپنے جرمن علاقے کی زیادہ پرواکرتا تھا۔ مگر انگریزوں کو بھی اُس سے کوئی خاص اُنس تھا۔ اور ان کے پاس اس کی بادشاہت ایک ایسا وسیلہ تھی جس سے تخت کے ایک رومن کیتھولک دعوے دار کو دور رکھیں۔ یہ شخص جیمز تھا۔ جو معزول بادشاہ جیمز دوم کا بیٹا اور مرحومہ ملکہ این کا بھائی تھا۔ اسے تخت نشین کرنے کے لیے سنہ ١٧١٥ء میں بغاوت بھی ہوئی۔ مگر جھوٹے دعویدار اور اس کے حامیوں نے شکست کھائی۔

شجرۂ خاندانِ ہینوور

ہینوور کی حاکم سوفیا

شاہ جارج اوّل سنہ ١٧١۴-٢٧ء

شاہ جارج دوم سنہ ١٧٢٧-٦٠ء

جارج دوم کا پوتا شاہ جارج سوم سنہ ١٧٦٠-١٨٢٠ء

شاہ جارج چہارم سنہ ١٨٢٠-٣٠ء | شاہ ولیم چہارم سنہ ١٨٣٠-٣٧ء | ڈیوک آف کینٹ

ملکہ وکٹوریہ سنہ ١٨٣٧-١٩٠١ء

شاہ ایڈورڈ ہفتم سنہ ١٩٠١-١٠ء

شاہ جارج پنجم سنہ ١٩١٠ء سے سنہ ١٩٣٥ء اور اس کے بعد۔

سنہ ١٧١٣ء سے جب جنگِ وراثتِ تختِ ہسپانیہ اختتام پذیر ہوئی۔ انگلستان مرفہ الحال ہو رہا تھا۔ بالخصوص جماعتِ سوداگران خوب دولت سمیٹ رہی تھی۔ اور

اس امر کی متلاشی تھی۔ کہ اپنے اندوختے کو اپنی تجارت میں لگا کر سرمائے سے گراں قدر منافع حاصل ہو۔ چنانچہ ایک کمپنی بنام ساؤتھ سی کمپنی (South Sea Company) قائم کی گئی۔ جس نے جنوبی امریکہ کے ساتھ تجارت شروع کی۔ اس کمپنی کے کاروبار کو بڑی گرم بازاری حاصل ہوئی۔ اب اس کامیابی کی دیکھا دیکھی لوگوں نے نئی نئی محدود سرمائے کی کمپنیاں قائم کیں۔ اور یہاں تک کہ امیر و متوسط الحال تو بجائے خود رہے۔ غریبوں نے بھی کمپنیوں کے حصے خریدے۔ ان میں اکثر کمپنیاں فریب اور دروغ بافی کا مجموعہ تھیں۔ جب عام طور پر یہ حال کھلا تو سخت پریشانی اور اضطراب رونما ہوا۔ ایسی کھلبلی مچی کہ کمپنیوں کے حصوں کی قیمت روپوں سے آنوں اور پیسوں تک گر گئی۔ بہت سے لوگ تباہ ہو گئے۔ بلکہ سارا ملک مایوسی اور تباہ حالی کے گڑھے میں گرنے لگا۔ ان فریبی کمپنیوں کا مجموعی نام تاریخ میں ساؤتھ سی ببل (South Bubble) "بحیرہ جنوبی کا بلبلہ" مشہور ہے۔ ۱۷۲۰ء میں یہ بلبلہ پھٹا تھا۔

جن لوگوں کو اس بلبلے کے پھٹنے نے تباہ کیا۔ انھوں نے یہ بھی معلوم کیا کہ جن کی تہ میں بادشاہ کے بعض وزراء کا ہاتھ بھی کام کر رہا ہے۔ یعنی ان لوگوں نے اپنے اقتدار سے کام لے کر دروغ بے فروغ پر کاربند کمپنیوں سے رشوتیں لی تھیں۔ اور انھیں پنپنے اور عام خلائق کو لوٹنے کا موقع دیا تھا۔ چنانچہ ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ اور انھیں اپنے عہدوں سے برطرف ہونا پڑا۔ اب سر رابرٹ والپول (Sir Robert Walpole) وزیر اعظم بنا۔ وہ مالی معاملات میں بڑی لیاقت رکھتا تھا۔ اور انگلستان میں اس کا ثانی کوئی نہ تھا۔ اس نے تباہ حالی کے دفعیے کے لئے ایسے ایسے عاقلانہ طریق اختیار کئے۔ کہ اضطراب جلد دور ہو گیا۔ اگرچہ وہ ۱۷۲۰ء میں جارج اوّل کے عہد میں وزیر اعظم بنا۔ مگر پورے بیس برس اس عہدے پر قائم رہا۔ اور اس کی وزارت اگلے بادشاہ جارج دوم کے اوائل عہد میں بھی قائم رہی۔ ۱۷۲۷ء میں جارج اوّل نے وفات پائی۔ اور اس کا بیٹا جارج دوم کے لقب سے تخت نشین ہوا۔

جارج دوم ۱۷۲۷ء ہینوور خاندان کا دوسرا فرماں روا جارج دوم باپ سے کہیں بڑھ کر انگلستان کے حالات و کوائف سے باخبر تھا۔ ابھی وہ بادشاہ نہ بنا تھا۔ کہ اس نے والپول سے حسد کرنا شروع کر دیا تھا۔ مگر اتنا دانا تھا۔ کہ جب تخت نشین ہوا۔ تو والپول کو وزارت سے برطرف نہ کیا۔ جب تک والپول وزیر اعظم رہا۔ اس نے انگلستان

کو یورپ کی کسی جنگ میں حصہ لینے نہیں دیا۔ مگر جب بوڑھا ہو گیا۔ تو ہسپانیہ کے خلاف اہل انگلستان نے صدائے عناد بلند کر دی۔ انگریز سوداگر شکایت کرتے تھے۔ کہ ہسپانیہ کے لوگ انہیں امریکہ کی ہسپانوی نو آبادیوں کے ساتھ تجارت نہیں کرنے دیتے۔ پس والپول نے بڑے تامل کے بعد مگر کشیدہ خاطر ہو کر اور لوگوں کے شدید مطالبے کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے ہسپانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اب سنئے۔ کہ جنگ شروع تو ہو گئی۔ مگر اسے کامیاب بنانے میں والپول نے چنداں سرگرمی نہ دکھائی۔ اس پر اہل انگلستان نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ چنانچہ وہ وزارت کے عہدے سے برطرف کر دیا گیا۔

جنگ وراثت آسٹریا والپول کے زوال سے پہلے ہی مذکورہ ہسپانوی جنگ نے رفتہ رفتہ ایک ایسا رنگ اختیار کر لیا کہ فرانس سے بھی جنگ ہونے لگی۔ کیونکہ اس وقت آسٹریا کے تخت کی دعوے دار ایک شہزادی میریا تھیریسا (Maria Theresa) تھی۔ اور انگلستان اس کے مطالبے کی تائید کرتا تھا۔ مگر اس کے خلاف ہسپانیہ اور بعض دیگر دول یورپ تھیں۔ جو اس کی مملکت کے حصے بخرے کر کے آپس میں تقسیم کرنے کے درپے تھیں۔

سنہ ۱۷۴۳ء میں جارج دوم نے فوج کی سرداری خود کی۔ اور ایک معرکہ بھی مارا۔ کہتے ہیں کہ اس موقع پر بادشاہ کا گھوڑا خوف زدہ ہو کر بے قابو ہو گیا۔ اور بھاگنے لگا۔ چنانچہ جارج کو اترنا پڑا۔ اس پر وہ بہادر بولا "لو۔ اب تو میں دشمن کے سامنے سے بھاگ نہیں سکتا۔" جنگی واقعات کے لحاظ سے یہ وہ آخری معرکہ تھا۔ جس میں انگلستان کے فرمانروا نے بذات خود حصہ لیا۔ اس کے بعد کی جنگوں میں ہمیشہ شاہی افسر ہی سپہدار بنتے رہے ہیں۔

سنہ ۱۷۴۸ء میں جنگ وراثت آسٹریا ختم ہوئی۔ اور انگلستان پر اس کا جو اثر ہوا۔ صرف یہ تھا کہ نئی دنیا یعنی امریکہ میں فرانس اور انگلستان کی رقابت بڑھ گئی۔ اس وقت شمالی امریکہ میں تیرہ برطانوی نو آبادیاں تھیں۔ جو بحر اوقیانوس کے ساحل پر پھیلی ہوئی تھیں اور فرانسیسیوں کی نو آبادی کینیڈا (Canada) ان کے شمال میں تھی۔ اس کے علاوہ لوئی اینا (Louisiana) ایک اور فرانسیسی نو آبادی مغرب اور جنوب کی طرف واقع تھی۔ دوران جنگ وراثت آسٹریا میں انگریز امریکی نو آبادکار تعداد میں فرانسیسی نو آبادکاروں سے کہیں بڑھ کر تھے۔ مگر ان میں باہم پھوٹ پڑی ہوئی تھی۔ اس لئے خطرہ تھا کہ وہ متحدہ

طور پر فرانسیسیوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ غرض امریکہ میں یہ صورتِ حالات تھی کہ مذکورہ جنگ ختم ہو گئی۔ مگر جہاں تک فرانس اور انگلستان کو دخل ہے۔ یہ امن محض عارضی تھا۔ کیونکہ جلد ہی ایک اور یورپین جنگ یعنی جنگ ہفت سالہ شروع ہو گئی۔ اور انگلستان کو مجبوراً اس میں شرکت کرنی پڑی۔ جارج دوم اس امر کے متعلق پریشان ہوا جاتا تھا کہ کہیں اس کی مملکت ہینوور پر آنچ نہ آئے۔ چنانچہ اُس نے فرانس کے خلاف جرمن ممالک کی ایک مملکت پرشیا (Prussia) کے حکمران فریڈرک اعظم سے اتحاد کیا۔ اس سے یہ بھی غرض تھی کہ یورپ میں "توازنِ قوت" قائم رہے۔ شروع میں اس جنگ کے معرکوں میں انگلستان کو چنداں کامیابی نہ ہوئی۔ مگر ۱۷۵۷ء سے جب ولیم پٹ (William Pitt) وزیرِ اعظم بنا تو جنگ کا رنگ بدلنے لگا۔

ولیم پٹ کی وزارت ۱۷۵۷ء تا ۱۷۶۱ء

ولیم پٹ ایک جلیل القدر مدبر و ناظم تھا۔ مدبرین کی دنیا میں اس کا ثانی اس وقت تک انگلستان پیدا کرنے سے قاصر رہا تھا۔ اس نے نہایت جرأت و دانائی سے کام لیا۔ جنگی مہمات کا رہبر اور سالارِ فوج ایسے لوگوں کو بنایا۔ جو حقیقت میں ان کے اہل تھے۔ پھر اس امر کے متعلق بڑی احتیاط کی کہ کسی جنگی تیاری میں کوئی خامی نہ رہنے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ اس نے دیکھ لیا کہ اگر انگلستان کو عظمت و برتری حاصل کرنا ہے۔ تو اس کے لئے سمندر پار نوآبادیوں کا میدان ہے۔ پس جنگِ ہفت سالہ میں اس نے دوگانہ کارگزاریوں کا بندوبست کیا۔ ادھر یورپ میں پرشیا والوں اور انگلستان کے دیگر اتحادیوں کو مال و زر اور لشکر سے مدد دی۔ تاکہ فرانسیسی فوج یورپ میں مشغول رہے۔ اور اُدھر نئی دنیا میں فرانسیسی مقبوضات پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ انگریزی سپہ سالار جنرل ولف (General Wolfe) نے ۱۷۵۹ء میں کیوبیک (Quebec) فتح کیا۔ اور اگرچہ وہ اس معرکے میں مارا گیا۔ لیکن فرانسیسی بہت بُری طرح پسپا ہوئے۔ چنانچہ جلد ہی انگریزوں نے مانٹریل (Montreal) فتح کر لیا۔ اور اس طرح فرانسیسیوں سے کینیڈا کا عظیم الشان علاقہ چھین لیا۔ پھر جب ۱۷۶۳ء میں جنگ ہفت سالہ ختم ہوئی۔ تو صلح نامہ پیرس کے رُو سے انگریزوں کے جدید امریکن مقبوضات پر مہرِ تصدیق لگا دی گئی۔

انہیں دنوں یعنی ۱۷۵۷ء میں انگریزوں نے رابرٹ کلائیو کی قیادت میں پلاسی کا معرکہ مارا اور ہندوستان میں بھی سلطنتِ برطانیہ کی بنیاد پڑ گئی۔

غرض ۱۷۶۳ء میں جب مملکتِ انگلستان کی حالت یہ تھی کہ مغربی یورپ میں سب سے

کتر سمجھی جاتی تھی۔ تین سال کے بعد سنہ ۱۷۶۰ء میں ولیم پٹ کی کارگزاریوں کے طفیل یورپ کی دول عظمیٰ میں شمار ہونے لگی۔

ابھی لکھا جا چکا ہے کہ سنہ ۱۷۶۳ء میں صلح نامہ پیرس کے رُو سے جنگ ہفت سالہ کا خاتمہ ہوا۔ مگر اس سے پہلے ہی یعنی سنہ ۱۷۶۰ء میں جارج دوم نے وفات پائی۔ اور اس کا پوتا جارج سوم کے لقب سے تخت نشین ہوا۔

جارج سوم سنہ ۱۷۶۰ء تا ۱۸۲۰ء اور انگریزوں کی نوآبادیوں کی آزادی وعلحدگی | جارج سوم نے سنہ ۱۷۶۳ء میں فرانس کے ساتھ صلح کر کے امن قائم کیا۔ اس کے عہد کے اہم واقعات حسب ذیل ہیں :۔

(۱) امریکہ والوں کی جنگ آزادی سنہ ۱۷۷۵ء تا ۱۷۸۳ء۔ جنگ ہفت سالہ پر بڑا روپیہ صرف ہوا تھا۔ اور اس سے انگریزوں کی امریکن نوآبادیوں کو بھی بہت فائدہ پہنچا تھا۔ کیونکہ ان کے شمال میں کینیڈا کا ملک بھی انگریزوں کے قبضے میں آجانے کے سبب ان نوآبادیوں کے لیئے شمال کی طرف سے خطرہ جاتا رہا تھا۔ جارج سوم کا خیال تھا۔ کہ اخراجات جنگ کا کچھ حصہ نوآبادکاروں کو ادا کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ان پر ٹیکس لگائے گئے۔ اس پر امریکن انگریزوں نے بڑی شدت کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کی۔ ان کا مطالبہ یہ تھا۔ کہ جب ہمیں انگلستان کی پارلیمنٹ میں اپنے نمائندے بھیجنے کا حق حاصل نہیں۔ تو پارلیمنٹ اور بادشاہ کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم پر ٹیکس لگائیں۔ مگر جارج سوم ضد پر قائم رہا۔ اس پر نوآبادکاروں نے فوج کی بھرتی کا انتظام کیا۔ آخر سنہ ۱۷۷۵ء میں جنگ کا آغاز ہوا۔ اور اس کے بعد جلد ہی امریکنوں نے ایک اعلان جاری کیا۔ جو تاریخ میں " اعلانِ آزادی " کے نام سے مشہور ہے۔ اِس میں ان تیرہ نوآبادیوں نے آئندہ کے لیئے جارج سوم کی رعایا ہونے سے انکار کر دیا۔ اور اپنی نئی متحدہ مملکت کا نام یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ (United States of America) یا مختصر طور پر (U.S.A.) رکھا۔ اس طرح ریاست ہائے متحدۂ امریکہ کی تشکیل عمل میں آئی۔ اب سنئے کہ امریکہ کی جنگ آزادی میں انگلستان کے قدیم دشمن ہسپانیہ اور فرانس وغیرہ نے نوآبادیوں کا ساتھ دیا۔ اور انھوں نے بھی اعلانِ جنگ کر دیا۔ مگر شمالی امریکہ کا نیا مفتوحہ ملک جس میں اکثر فرانسیسی آباد تھے۔ انگریزوں کا وفادار رہا۔ بہرحال اس وقت انگریزوں نے اِدھر یورپ اور اُدھر اپنے ہی سرکش فرزندوں کا مقابلہ کیا۔ دورانِ جنگ میں کچھ عرصے کے لیئے انگریزوں کی بحری فوقیت بھی ان کے ہاتھوں سے

جاتی رہی۔ اور دوبار ان کی بڑی فوج نے بھی امریکہ میں شکست کھائی۔ آخر سنہ ۱۷۸۳ء میں صلح ہوئی۔ اور انگریزوں نے اپنی نوآبادیوں کی آزادی و علیحدگی تسلیم کر لی ✣

(۲) اہل انگلستان کی زندگی میں معاشرتی و صنعتی انقلاب۔ اس زمانے میں انگلستان بڑی سرعت کے ساتھ کارخانوں اور مشینوں کا ملک بن رہا تھا۔ اس وقت تک اس ملک کے باشندے اقتصادی لحاظ سے زراعت پیشہ اور تجارت پیشہ تھے۔ مگر مشینوں اور بھاپ سے چلنے والے انجنوں نے پچھلے دستور و قواعد بدل دئے روپئے کی فراوانی ہوئی۔ آبادی بڑھ گئی۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ ایک خاص خرابی بھی پیدا ہوگئی۔ یعنی غربا کی تعداد میں بھی اضافہ ہوگیا۔ اور کارخانہ داروں اور امیروں کی یہ کیفیت تھی۔ کہ غریبوں اور مزدوروں کی آسائش سے بے پرواہ تھے۔ کارخانوں کے مزدور ایسے تباہ حال و مصیبت زدہ تھے کہ مفکرین کو خدشہ پیدا ہوگیا تھا۔ کہ اگر انگلستان پر کوئی آفت آئے گی۔ تو یہ لوگ حکومت کا ساتھ نہ دیں گے۔ اس وقت انگلستان کا وزیر اعظم پٹ تھا۔ جو پہلے پٹ کا بیٹا تھا۔ وہ دیگر مدبرین سے کہیں بڑھ کر تجارتی اور مالی معاملات کو سمجھتا تھا۔ اس نے صورت حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ اور کچھ کامیابی بھی حاصل ہوگئی۔ واضح ہو کہ انگلستان کی اقتصادی دنیا میں اس عظیم تغیر کو "انقلاب صنعتی" یا یوں کہئے کہ "انقلاب وسائل دولت" کا نام دیا گیا۔ کیونکہ جہاں اس انقلاب سے پہلے انگلستان ایک زراعتی ملک تھا۔ اور معاش کا بڑا وسیلہ کاشت کاری تھا۔ وہاں اس دوران انقلاب ([illegible]) میں زراعت کی جگہ ایک بہت ہی بڑی حد تک کارخانوں نے لے لی۔ اور اس کے بعد بھی زراعت کا تنزل اور صنعت و حرفت کی ترقی جاری رہی ✣

(۳) انقلاب فرانس اور انگریزوں کا نپولین کو شکست دینا۔ سنہ ۱۷۸۹ء میں انقلاب فرانس کا آغاز ہؤا۔ اس وقت تک فرانس کے حکمران خود مختار تھے۔ اور رعایا سے بہت برا سلوک کرتے تھے۔ غریبوں اور کسانوں کا طبقہ تو ان کے ہاتھ سے بہت ہی نالاں و پریشان تھا۔ آخر حالت یہاں تک بگڑی کہ بادشاہ کو ایک پارلیمنٹ طلب ہی کرنی پڑی۔ مگر فرانس میں آئینی حکومت کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ گویا اس معاملے میں فرانس ان دستور و قوانین حکومت پر عمل نہ کر سکا۔ جو مدتوں سے انگلستان میں نشوونما پا رہے تھے۔ جب حکومت کی کل یوں نہ چل سکی تو انتہا پسند فرانسیسیوں نے بادشاہ اور ملکہ کا سر قلم کر کے جمہوری حکومت قائم کر دی۔ نئی حکومت نے ہزارہا

شاہ پسندوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ زمانہ فرانس کی تاریخ میں "دورِ ہیبت و تشدد" کے نام سے مشہور ہے۔

فرانس کے ان غضبناک مختارانِ کار نے اعلان کیا کہ ہم ان تمام اقوام کی مدد کرنے کو تیار ہیں۔ جو بادشاہت کو سرنگوں کرکے جمہوریت کو سربلند کرنا چاہیں۔ اب انگلستان نے دیکھا کہ ان انقلابی خیالات کا سدِباب کرنا لازم ہے۔ کیونکہ اندیشہ تھا کہ ہمسایہ ملک سے نقل کر یہ رجحان انگلستان میں پھیلے گا۔ اور کشت و خون کا باعث بنے گا۔

پس ۱۷۹۳ء میں انگلستان اور جمہوریۂ فرانس کے مابین جنگ چھڑ گئی۔ جو ایک موقع پر چند ماہ کی صلح کے سوا بائیس برس جاری رہی۔ یہ نہایت شدید جنگ تھی۔ شروع میں بڑی معرکوں میں انگریزوں کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ مگر بحری جنگ میں ان کا پلہ بھاری رہا۔ اور یہی وجہ تھی کہ فرانسیسی لشکر انگلستان پر حملہ نہ کرسکا۔ بہرحال فرانسیسی خطرہ روز بروز بڑھتا گیا۔ آخر فرانس میں ایک بہادر اور قابل سپہدار نپولین بوناپارٹ (Napoleon Bonnaparte) پیدا ہوا۔ اس نے انقلاب فرانس کی ہستی بگاڑ دی۔ اور خود شہنشاہ بن گیا۔ اس نے انگلستان پر حملہ کرنے کے لئے انتہائی کوشش کی۔ مگر انگریزوں کے امیرالبحر نیلسن (Nelson) نے اسے معرکۂ ٹریفالگر (Battle of Trafalgar) میں شکست دی۔ اب انگلستان کو بحری لحاظ سے پوری قوت حاصل ہوگئی۔ اور فرانسیسی حملے کا کوئی خاص خطرہ نہ رہا۔

(۴) پٹ کا شورشِ انقلاب پر فتح پانا۔ ابھی جنگِ فرانس جاری تھی۔ کہ ۱۸۰۶ء میں پٹ مرگیا۔ مگر مرنے سے پہلے اس نے ایسی حکمتِ عملی سے کام لیا کہ انگلستان اس کے وقت میں اور اس کے بعد بھی انقلاب کے گرداب سے بچا رہا۔ حالانکہ اس وقت انگلستان میں ایسے لوگ معقول تعداد میں موجود تھے۔ جو انقلابِ فرانس کے حامی تھے اور کارخانہ دار شہروں کے ان پڑھ مگر مظلوم لوگ چاہتے تھے۔ کہ فرانس کی مثال پر عمل کریں۔ بہرحال بہت سے اتار چڑھاؤ کے بعد جب یورپ کے اکثر ممالک نپولین کے خلاف یا اس کے ہمراہ ہوکر لڑ چکے۔ تو وہ وقت آیا کہ انگریزی سپہ سالار ولنگٹن (Wellington) نے نپولین کو شکست دی۔ اور اس نے باقی عمر انگریزوں کی قید میں کاٹی۔

۱۸۲۰ء میں ساٹھ سال کے طویل عہد کے بعد جارج سوم نے اس جہان سے کوچ کیا۔ اور اب اس کا بیٹا جارج چہارم کے لقب سے تخت نشین ہوا۔

جارج چہارم سنہ ۱۸۲۰ء تا ۱۸۳۰ء اور ولیم سوم سنہ ۱۸۳۰ء تا ۱۸۳۷ء

جارج چہارم کے عہد کا بڑا واقعہ یہ ہے۔ کہ مملکت متحدہ برطانیۂ عظمیٰ و آئرلینڈ کی متحدہ پارلیمنٹ نے سنہ ۱۸۲۹ء میں ایک قانون وضع کیا۔ جس کے رو سے قرار پایا کہ آئندہ آئرلینڈ کے رومن کیتھولک باشندے بھی انہیں حقوق سے متمتع ہوں گے۔ جو اس وقت تک صرف پروٹسٹنٹ لوگوں کو حاصل تھے۔ مثلاً پارلیمنٹ کا رکن بننا اور حکومت کے اعلیٰ عہدوں دیوانی اور فوجی دونوں پر فائز ہونا۔

دخانی انجن اور ریلوے کا اجرا

سنہ ۱۸۳۰ء میں جارج چہارم لاولد مر گیا۔ اس لئے اس کا بھائی ولیم سوم کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اگرچہ اس سے پہلے ہی ریلوے اور دخانی انجن کا رواج ہو چکا تھا۔ مگر اب سنہ ۱۸۳۰ء میں لندن اور مانچسٹر (Nanchester) کے درمیان پہلی اہم ریلوے لائن تعمیر ہوئی۔ اور ریل گاڑیاں چلنے لگیں۔ اس سے انگریزوں کی تجارت نے بڑی رونق پائی۔ جیسے روز بروز ترقی ہوتی گئی۔

پارلیمنٹ کی اصلاح کا قانون سنہ ۱۸۳۲ء

ولیم چہارم کے مختصر عہد کا بڑا واقعہ یہ ہے کہ سنہ ۱۸۳۲ء میں پارلیمنٹ کی اصلاح کا قانون وضع کیا گیا۔ جس کے رو سے حسب ذیل صورت حالات کی اصلاح ہو گئی:۔

(۱) ہر کاؤنٹی (County) یا ضلع خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اپنے دو نمائندے پارلیمنٹ میں بھیجتا تھا۔ یہ کتنا بڑا نقص تھا کہ زیادہ آبادی اور کم آبادی اس معاملے میں یکساں ہوں۔

(۲) مانچسٹر اور برمنگھم (Birmingham) جیسے بڑے بڑے شہر ایک بھی رکن انتخاب کرنے کے حق دار نہ تھے۔ حالانکہ بہت سے نہایت چھوٹے مقامات برابر دو رکن بھیجتے تھے۔

(۳) اور بدترین بات یہ تھی کہ بعض حلقے ایسے تھے کہ معمولی گاؤں کی حیثیت بھی نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ان کا نام پاکٹ برو (Pocket Borough) مشہور ہو گیا تھا۔ یعنی ایسے قریے جنھیں آدمی جیب میں ڈال سکے۔ بعض امرا اور صاحب جائداد زمیندار ایسے تھے کہ ان قریوں پر پورا تسلط رکھتے تھے۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ ایک فرد کتنے ہی آدمیوں کو پارلیمنٹ کا نمائندہ بنا سکتا تھا۔ اور یہ لوگ اس کی مٹھی میں ہوتے تھے۔

(۴) ان امور کے علاوہ حقوق رائے دہندگی کے متعلق بھی بہت سے متضاد و قابل اصلاح امور تھے۔ بالخصوص سکاٹ لینڈ کے باشندے اور نئے کارخانہ دار شہروں کی آبادی

رائے دینے کے حق سے محروم تھی۔

اگرچہ اصلاح کے مطالبے کا آغاز جارج سوم ہی کے وقت میں ہونے لگا تھا۔ اور باپ بیٹا پٹ دونوں اصلاح کے حق میں تھے۔ مگر انقلاب فرانس نے اصلاح کا کام کھٹائی میں ڈال دیا۔ مختاران کار اور صاحبان رسوخ کا یہ خیال تھا کہ اگر تھوڑی بہت اصلاحیں بھی جاری کر دی گئیں۔ تو ان سے مزید اصلاحات کا راستہ صاف ہو جائیگا۔ اور ایسا نہ ہو کہ عام لوگ اصلاح کے شوق میں یہاں تک سرگرمی دکھائیں۔ کہ انگلستان میں بھی فرانس کی طرح دَورِ ہیبت و تشدد کا دَور دَورہ ہو جائے گا۔

تاریخ انگلستان کے اس مختصر تبصرے میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ نشو ونمائے آئین کے نسبتاً زیادہ اہم واقعات کو نمایاں کر کے بتایا جائے۔ کہ کس طرح اس معاملے میں انگریزوں نے حتی الامکان پھونک پھونک کر قدم رکھا۔ اور تعجیل سے کنارہ کیا۔ تازہ تذکرہ جو ابھی کیا گیا۔ اس حقیقت کی بہترین مثال ہے۔ اور تاریخ کے طالب علم پر روشن کرنی ہے کہ آئین کی تدوین کوئی مُنہ کا نوالہ نہیں۔ غرض جارج سوم کے علاوہ جارج چہارم کے دَور میں بھی اصلاح کا مطالبہ جاری رہا۔ اور جب دارالعوام میں ٹوری (قدامت پسند) فریق کا پنجسالہ دَور ہو لیا۔ اور وھگ (آزادی پسند) فریق کی اکثریت ہو گئی۔ تو پارلیمنٹ کی اصلاح کا قانون وضع کیا گیا۔ جس کے رُو سے پاکٹ برو (جیبی حلقے) رخصت کئے گئے اور بڑے شہروں اور بڑے ضلعوں کے لئے ارکان کی تعداد بڑھائی گئی۔ اسی طرح رائے دہندوں کی تعداد میں بھی اضافہ کیا گیا۔ پھر بھی کارخانوں کے بہت سے مزدوروں نے رائے کا حق نہ پایا۔ اس قانون کا ایک اور اہم نتیجہ یہ ہوُا کہ بڑے بڑے زمینداروں کی طاقت کم ہو گئی۔ اور متوسط الحال طبقہ طاقت ور ہو گیا۔ کیونکہ جدید قانون کے بموجب پارلیمنٹ کے بیشتر ارکان اسی طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔

ولیم چہارم کے عہد میں سلطنت برطانیہ میں افریقہ کے
حبشی غلام جن کی تجارت اس وقت سے بتیس برس
پہلے ممنوع قرار پا چکی تھی۔ آزاد کر دئے
گئے۔ جس کے بعد ۱۸۳۷ء میں
ولیم چہارم نے وفات
پائی۔

دُوسرا باب

پہلی فصل

ارکانِ خاندانِ شاہی کے مختصر سوانح حیات

انگلستان کا تخت و تاج ابتدا سے اب تک ایک ہی شاہی خاندان کی مختلف شاخوں میں چلا آتا ہے۔ جن میں سے ہر خاندان کا مجمل ذکر تاریخ انگلستان کے باب میں مندرج ہے۔ یہاں صرف اس خاندان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو ملکۂ وکٹوریا بجہانی سے شروع ہو کر ہمارے موجودہ شہنشاہِ جارج پنجم تک آ رہا ہے۔ ناظرین اس خاندان کی خصوصیات اور رعایا کے ساتھ اس کے تعلقات دیکھ کر خود فیصلہ کر سکیں گے۔ کہ یہ خاندان بحیثیت فراخ دلی اور قابلیت کے تمام خاندانوں سے کس قدر زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اسی لئے قدرت نے اس کی مدد فرمائی۔ اور اب سوا سو سال سے یہ سلطنت اسی کے زیرنگیں ہے۔

ملکۂ وکٹوریہ

پیدائش سے سن بلوغ تک ۲۴ - مئی ۱۸۱۹ء کو ۴½ بجے علی الصباح شہزادی وکٹوریہ معزز ترین شاہی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد شہزادہ ایڈورڈ ڈیوک آف کینٹ (Duke of Kent) جارج سوم شاہِ انگلستان کے چوتھے فرزند تھے۔ اور والدہ شہزادی وکٹوریہ میری لوئی (Victoria Mary Louisa) جرمنی کے شاہی خاندان میں سے ڈیوک

آف سیکس کوبرگ سائیفیلڈ (Duke of Sax Coburg Siefield) کی دختر اور شاہ لیوپولڈ (Leopold) والیٔ بلجیم کی ہمشیرہ تھیں ؀

پیدائش سے ایک ماہ بعد ۲۴ جون ۱۸۱۹ء کو کنٹربری (Canterbury) کے بشپ (Bishop) نے انھیں بپتسمہ دیا۔ اور مختلف تجویزوں کے بعد ان کا نام الگزنڈر (Alexander) شاہِ روس کی مناسبت سے جو ان کے دینی باپ قرار دئے گئے۔ اور ان کی والدہ کے نام پر الگزنڈرینہ وکٹوریہ (Alexandrina Victoria) رکھا گیا۔ ابھی وہ سات آٹھ ماہ ہی کی تھیں کہ ان کے والد اور دادا دونوں کا انتقال ہوگیا ؀

شہزادی وکٹوریہ کی والدہ نے نہایت قابلیت و اہتمام سے ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا۔ اور کمال احتیاط سے بہترین اُستادوں اور اُستانیوں کا انتخاب عمل میں آیا۔ چنانچہ پادری ڈیوس (Davis) میر استاد اور بیرونس لیزن (Baroness Lezin) اتالیقۂ اعلیٰ کے فرائض انجام دینے لگیں۔ ۲۵ مئی ۱۸۲۵ء کو سلطنت کی طرف سے شہزادی کی پرورش کے لئے ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کیا گیا ؀

شہزادی نے چھوٹی ہی عمر میں باغبانی۔ موسیقی۔ نقاشی۔ مصوری۔ زبان دانی اور ریاضی میں حیرت انگیز قابلیت حاصل کر لی۔ دربار داری اس عمدگی سے کرتی تھیں۔ کہ حاضرین دربار عش عش کر اٹھتے تھے ؀

تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ ان کی والدہ انھیں سیر و سیاحت کے فوائد سے بھی بخوبی آگاہ کرتی جاتی تھیں۔ چنانچہ شہزادی نے نہایت کم عمری میں پہلے پہل اپنی والدہ کے ساتھ جرمنی کا سفر کیا۔ پھر ۱۸۳۶ء میں انگلستان کا ایک طویل سفر اختیار کر کے تمام ملک کو دیکھ ڈالا اس طرح ان کی والدہ نے ملکی حالات اور معاشرت و تمدن کے متعدد وسیع میدان ان کی نظر سے گزار دئے ؀

شہزادی کی پہلی کارگزاری یہ خیال کی جاتی ہے۔ کہ وہ ۱۸۳۱ء میں اپنی والدہ کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو کر عدالت عالیہ میں تشریف لے گئیں۔ پھر ۱۸۳۳ء میں جب ان کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ انھوں نے پلٹن نمبر ۹ ۰ کو مقام پلے مؤتھ میں فوجی نشان اپنے ہاتھ سے تقسیم کئے ؀

۲۴ مئی ۱۸۳۷ء کو شہزادی وکٹوریہ قانونی طور پر بالغ قرار دی گئیں۔ اور سینتیس شہر فائے ملک سینتیس شہروں والا ایک باجا لے کر نغمۂ مبارک باد سنانے کے لئے سرکاری طور پر علی الصباح ان کے محل میں حاضر ہوئے۔ اس دن شہزادی کی اٹھارھویں سالگرہ تھی۔ جس کا اہتمام نہایت

اعلیٰ پیمانے پر کیا گیا تھا۔ چونکہ اس وقت ولیم چہارم کے بعد بالاتفاق شہزادی وکٹوریہ ہی انگلستان کی آئندہ حکمران تسلیم کی جاتی تھیں۔ لہٰذا اس تقریب سعید پر سلطنت کی طرف سے ابھی ایک شاہانہ دعوت دی گئی۔ جس میں بادشاہ اور ملکہ کے سوا جو بیماری کے باعث شرکت سے معذور رہے تھے۔ تمام اکابر قوم اور اعیان سلطنت شامل ہوئے۔ اس خوشی میں عام تعطیل منائی گئی۔ حتیٰ کہ پارلیمنٹ کا اجلاس بھی بند کر دیا گیا۔ اس شاہی دعوت کا اہتمام رات کے وقت محل سینٹ جیمز (Saint James) میں نہایت پر تکلف طریق پر عمل میں لایا گیا۔ اور خود شہزادی وکٹوریہ اس بزم کی صدر مقرر ہوئیں۔ شرفائے ملک۔ عمائد سلطنت اور لارڈ میئر کی جانب سے خلوص و احترام سے لبریز سپاس نامے ان کی اور ان کی والدہ کی خدمت میں پیش کئے گئے۔

غرض شہزادی وکٹوریہ کی والدہ نے ان کی تعلیم و تربیت ایسے اعلیٰ طریقے پر کی کہ سن بلوغ تک پہنچتے پہنچتے ملک کا گوشہ گوشہ ان کی قابلیت و ہر دلعزیزی کے نغموں سے گونج اٹھا۔ اور عوام و خواص ان کے دو چچاؤں کی موجودگی کے باوصف تخت نشینی کے لئے انہیں زیادہ اہل سمجھتے تھے۔ یہ وہ اثر ہے۔ جو بہت کم لوگوں کو حاصل ہو سکتا ہے۔

تخت نشینی | اگرچہ ملکہ وکٹوریہ خاندان شاہی کی ممتاز رکن تھیں۔ مگر چونکہ شاہ جارج سوم کے چوتھے فرزند کی لڑکی تھیں۔ اس لئے یہ امید کسی طرح بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ کبھی وہ بھی تخت انگلستان پر متمکن ہوں گی۔ لیکن خدا کو یہی منظور تھا۔ لہٰذا اس نے سامان بھی خود ہی پیدا کر دیئے۔ یعنی قانون کے رو سے خاندان کے جس قدر ارکان کو یہ حق پہنچتا تھا۔ وہ یکے بعد دیگرے انتقال کر گئے۔ صرف ان کے دو چچا ڈیوک آف کمبرلینڈ (Duke of Cumberland) اور ڈیوک آف سسکس (Duke of Suscex) باقی رہ گئے۔ اور انکے حق کو کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ مگر اتفاق دیکھئے کہ ان دونوں نے سلطنت کی منظوری کے بغیر اپنی مرضی سے شادیاں کر لیں۔ نیز وہ انگلستان سے باہر سرزمین جرمنی میں پیدا ہوئے تھے۔ جس سے ان کی تخت نشینی کا حق زائل ہو چکا تھا۔ اب صرف شہزادی وکٹوریہ ہی تخت کی حقدار رہ گئی تھیں۔

غرض ۱۹ جون ۱۸۳۷ء کو رات کے وقت شہزادی کے تایا ولیم چہارم شاہ انگلستان کا انتقال ہوا۔ اور ۲۰ جون ۱۸۳۷ء کو ۵ بجے صبح آرک بشپ آف کنٹربری (Arch Bishop of Canterbury) اور لارڈ کننگھم لارڈ میئر (Lord Cunningham Lord Mayor) شہزادی کے محل کنگسٹن (Kingston) میں انہیں ملکہ بننے کا مژدہ سنانے کیلئے حاضر ہوئے۔ جب ان دونوں نے باقاعدہ شاہ ولیم چہارم کی خبر وفات سنا کر عرض کی کہ آج سے آپ برطانیہ عظمیٰ اور آئرلینڈ کی ملکہ ہو گئی ہیں۔ تو انھوں نے صرف یہ کہا۔ "لله آپ میرے لئے سچے دل سے دعا کریں۔ کہ میں فرائض سلطنت

ادا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں"۔ اس پر وہ دونوں بزرگ گھٹنے ٹیک کر دعا کرنے لگے۔ اور خود ملکۂ وکٹوریہ بھی اسی طرح دوزانو ہو کر شریک دعا ہوئیں۔

۲۰ جون ۱۸۳۷ء کو ۱۱ بجے قبل دوپہر باضابطہ طور پر لارڈ ملبورن وزیر اعظم۔ وزرائے سلطنت۔ ملکۂ وکٹوریہ کے دونوں چچا ڈیوک آف کمبرلینڈ اور ڈیوک آف سسکس۔ بشپ آف کنٹربری۔ لارڈ میئر اور لارڈ چانسلر (Chancellor) وغیرہ ان کے محل کنگسٹن میں حاضر خدمت ہوئے۔ اور ایک جم غفیر کے روبرو آپ کو تخت شاہی پر متمکن کرایا گیا۔ پھر اسی مطلب کا ایک اعلان پڑھ کر سنایا گیا۔ جس کے آخر میں یہ دعا مانگی گئی۔ "ہم لوگ اس احکم الحاکمین سے جس کے حکم سے ملکہ اور بادشاہ مقرر ہوئے۔ صدق دل سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ملکہ کو ہم پر سلطنت کرنے کے لئے سالہائے دراز تک سلامت اور خوش و خرم رکھے"۔
اس کے جواب میں ملکۂ وکٹوریہ نے ایک مختصر تقریر کے دوران میں فرمایا "میرے پیارے تایا ولیم چہارم کی موت کا جو رنج و الم مجھے۔ اہل خاندان اور برطانیہ کے عمائد و رعایا کو ہو سکتا ہے۔ اس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ ان کے بعد سلطنت کے نازک اور اہم فرائض جو مجھ سے متعلق ہوئے ہیں۔ ان کی بابت شکریہ ہے۔ میں حتی المقدور اس نازک اور مہتم بالشان عہدے کے فرائض کی انجام دہی میں کوشش کروں گی۔ جس میں امید ہے کہ کابینہ اور پارلیمنٹ میری امداد کریں گی۔ میں ان کی خدمات اور مشوروں کی دل سے قدر کروں گی۔ وطن کی بہتری مذہب کی حفاظت۔ رعایا کی فلاح و بہبود اور مستحقین پر رحم میرا نصب العین رہے گا نیز کسی مذہب سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔ ہر مذہب و ملت کا پیرو یکساں رعایا تسلیم کیا جائیگا اور اسے ہر طرح کی آزادی حاصل رہے گی"۔

اس کے بعد ہر طرف سے مبارک باد کا ایک شور اٹھا۔ اور "خدا ملکہ کو سلامت رکھے" کا سامعہ نواز ترانہ فضا میں گونجنے لگا۔ پھر باقاعدہ حلف وغیرہ لینے کی رسوم ادا کی گئیں۔

بعد ازاں قرار پایا کہ اگلے روز ملکہ وکٹوریہ کا شاہی دربار محل سینٹ جیمز میں منعقد ہو۔ اور وہیں ان کی جانشینی کا عام اعلان سنا دیا جائے۔ چنانچہ ۲۱ جون ۱۸۳۷ء کو دس بجے قبل دوپہر اکیس توپوں کی شاہی سلامی نے لوگوں کو خبردار کر دیا۔ کہ ملکۂ وکٹوریہ اپنے محل کنگسٹن سے سوار ہوئیں۔ آگے پیچھے درجہ وار امرا۔ اکابر و ارکان خاندان شاہی مع خدام اور فوج کے ہم رکاب تھے۔ غرض وہ شاہانہ شکوہ و تجمل سے محل سینٹ جیمز میں پہنچ کر اوپر کے ایک دریچے میں جلوہ افروز ہوئیں۔ اور اعلان عام سنایا جانے لگا جس کے دوران میں تالیوں کی بلند آہنگی سے مسرت و شادمانی کا ایک سماں بندھ گیا۔ اور گوشے

گوشے سے مبارک باد کے پھول برسنے لگے۔ اعلان کے خاتمے پر نقاروں، شہنائیوں اور دوسرے مختلف قسم کے سازوں کی قصیدہ سرائی سے موسیقی کا ایک بحرِ بے کراں موجزن ہونے لگا۔
اس کے بعد ملکۂ وکٹوریہ محل میں تشریف لے گئیں۔ اور دربار برخاست ہوا۔
تخت نشینی کے بعد ملکۂ وکٹوریہ نے اپنے نام میں سے الگزنڈرینہ کا لفظ تو یکسر ترک فرما دیا اور ہمیشہ وکٹوریہ یا وکٹوریہ جارجینہ (Georgina) کے نام سے دستخط فرماتی رہیں۔

جشن تاج پوشی

یوں تو یوم تخت نشینی ہی سے ملکۂ وکٹوریہ نے باضابطہ طور پر سلطنت کا کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور باقاعدہ اعلان بھی ہو چکا تھا۔ مگر دستور شاہی کے مطابق ۲۸ جون ۱۸۳۸ء کو یعنی تخت نشینی سے ایک سال ایک ہفتہ بعد ان کا جشن تاج پوشی منعقد ہوا۔ کیونکہ وہ چاہتی تھیں کہ ان کے تایا شاہ ولیم چہارم اور چچی ایڈی لیڈ (Adelaide) کے زخم پرانے ہو جائیں۔ اور ایک خاص وجہ یہ تھی۔ کہ تاج شاہی بھاری تھا۔ یعنی اس کا وزن ساڑھے تین سیر تھا۔ لہٰذا اسے تڑوا کر ان کے لئے ڈیڑھ سیر وزن کا ایک نیا لطیف وگراں بہا تاج بنوایا گیا جس میں جواہرات پہلے تاج سے بھی کہیں زیادہ تھے۔
اس جشن کے لئے ویسٹ منسٹر ایبے (Westminster) کا محل منتخب ہوا۔ جسے شایانِ شان طریق پر سجا کر ایک طلسم کدہ بنا دیا گیا۔ ملکہ کا شاہانہ جلوس دیکھنے کے لئے شائقین کا اس قدر ہجوم تھا۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ جس راستے سے ملکہ کی سواری گزرتی تھی۔ اس میں محل مذکور تک دو رویہ لوگوں نے بیٹھنے کے لئے مکانات کرائے پر لے رکھے تھے۔ اور کرایہ بھی اس قدر گراں کہ فی شخص دو دو سو روپے تک اور وہ بھی صرف دو گھنٹے کے لئے۔
تاج پوشی کا دن چڑھا۔ تو گویا عیش و طرب کا ایک قلزم زخار لہریں لینے لگا۔ دس بجے سے پہلے تمام شہزادے۔ امرا سفرا اور بڑے بڑے لارڈ وغیرہ دربار میں آ کر اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے۔ ٹھیک دس بجے قبل دوپہر اکیس توپوں کی شاہی سلامی ہوئی۔ اور ملکۂ وکٹوریہ اپنے محل سے آٹھ گھوڑوں کی ایک نہایت خوب صورت شاہی گاڑی پر اس اہتمام سے سوار ہو کر روانہ ہوئیں کہ آٹھ مصاحب خواصوں نے آپ کا گاؤن اٹھا رکھا تھا۔ اور پچاس معزز سہیلیاں پیچھے چل رہی تھیں۔ ملکہ کے بالمقابل ان کی والدہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب یہ ساٹھوں لیڈیاں چل رہی تھیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جواہرات کا دریا بہ رہا ہے۔ اور اس کی تیز و تند موجیں آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر رہی ہیں۔ اس بقعۂ نور مجمع کے آگے پیچھے فوجی جلوس چل رہا تھا جس نے نظارے کی ہیبت و عظمت کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ غرض ملکۂ معظمہ دونوں طرف سے تماشائیوں کی مبارک سلامت کی آوازیں اور سلام شوق لیتی ہوئی ساڑھے

گیارہ بجے شاہانہ تجمل کے ساتھ ویسٹ منسٹر ایبے کے محل میں رونق افروز ہوئیں۔ اور اکیس توپوں کی سلامی ہونے کے ساتھ شاہی باجے نے قومی گیت کے ساتھ استقبال کیا۔

جب آپ تخت شاہی پر متمکن ہوئیں۔ تو کنٹربری کے آرک بشپ نے حسب ذیل الفاظ میں اہل دربار سے آپ کا تعارف کرایا:

"خواتین و شرفا! ہر میجسٹی ملکہ معظمہ حامی دین کو جو بے شبہ اس ملک کی اصلی مالک اور حکمران ہیں۔ جن کی حکومت کا سکہ ہم سب کے دلوں پر بیٹھ چکا ہے۔ اور جو ہمیں اس دربار میں اظہار عقیدت کے لئے لایا ہے۔ میں آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کیا آپ انہیں اپنی ملکہ اور فرماں روا تسلیم کرتے ہیں" اس پر چاروں طرف سے تسلیم و تہنیت کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اور رسوم تاجپوشی شروع ہو گئیں۔

ان رسوم کے باقاعدہ ادا ہو چکنے کے بعد دربار برخاست ہوا۔ اور رات کو ایک شاہی دعوت کی گئی۔

تاج پوشی کے بعد چونکہ قانون کے مطابق لارڈ ملبورن (Malborne) کی میعادِ وزارت ختم ہو گئی تھی اس لئے وزارت کے لئے نیا انتخاب عمل میں آیا۔ اور سر رابرٹ پیل (Sir Robert Peel) کامیاب ہوئے۔ پرانی مجلس وزارت مستعفی ہو گئی۔ اور نئے وزیر اعظم اپنا کابینہ مرتب کرنے لگے۔ لیکن کسی وجہ سے ملکہ معظمہ نے ان کے تقرر کو مناسب نہ سمجھا۔ جس پر وہ خود ہی مستعفی ہو گئے۔ چنانچہ ان کا استعفیٰ منظور کر لیا گیا۔ اور ملکہ وکٹوریہ نے سابق وزیر لارڈ ملبورن ہی کو واپس طلب فرما کر اپنا پہلا کابینہ مرتب کرنے کا حکم صادر فرما دیا۔

شادی | فرانسس چارلس آگسٹس البرٹ (Francis Charles Augustus Albert) خاندان سیکسن (Saxon) کے لائق فرماں روا کوبرگ آف گوتھا (Coburg of Gotha) کے فرزند دوم تھے۔ جو ملکہ وکٹوریہ کی والدہ ڈچس آف کینٹ (Duchess of Kent) کے حقیقی بھائی ہوتے تھے۔ اس طرح گویا شہزادہ البرٹ ملکہ کے ممیرے بھائی تھے۔ شہزادے کی تعلیم و تربیت نہایت اعلیٰ پیمانے پر ہوئی تھی۔ اور انہوں نے اخلاق۔ سیاست مدن۔ زبان دانی۔ حکمت وغیرہ علوم متفرقہ کے علاوہ موسیقی۔ ورزش اور گھڑ دوڑ میں خاص امتیاز حاصل کر لیا تھا۔

۱۸۳۶ء میں جب ملکہ وکٹوریہ ابھی نابالغ تھیں۔ ان کے ماموں ڈیوک آف کوبرگ اپنے دونوں لڑکوں کو سیر و سیاحت اور تعلقات یگانگی کے استحکام کے لئے ساتھ لیکر لندن تشریف لائے۔ اور حسب قاعدہ اپنی بہن ڈچس آف کینٹ کے ہاں فروکش ہوئے۔ اسی زمانے میں ملکہ وکٹوریہ اور شہزادہ البرٹ کی بے تکلفانہ ملاقاتوں کا آغاز ہوا۔ سیر و تفریح میں دونوں

دلی شوق سے شریک ہوتے رہے۔ اور رفتہ رفتہ اس یک جائی نے محبت کی صورت اختیار کر لی۔ جشنِ تاج پوشی کے بعد جب شہزادہ البرٹ اپنے والد اور بھائی کے ملکہ وکٹوریہ کے ہاں مہمان ہوئے تو یہ تعلقات محبت مضبوط سے مضبوط تر ہو گئے۔

انگلستان کے جشنِ تاجپوشی سے رخصت ہو کر جب شہزادہ مختلف ملکوں کی سیر کرتے ہوئے گھر پہنچے۔ تو اسی دن ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے انہیں ایک نادر تصویر پہنچی۔ جو ایسا موقع تاک کر عمداً بھیجی گئی تھی۔ کہ شہزادے کے گھر میں قدم رکھتے ہی مل جائے۔ اس سے اہل خاندان کو اس معاملے میں کسی قدر اطمینان ہو گیا۔ اور زیادہ تقویت اس خط سے ہوئی۔ جو ملکہ نے شہزادہ لیوپولڈ کو لکھا تھا۔ اور جس میں درج تھا کہ "شہزادہ البرٹ کی بابت میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ ان کی صحت وغیرہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھیں۔ کیونکہ وہ مجھے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہیں"۔

اس کے بعد شہزادہ لیوپولڈ نے جو اس وقت بلجیم کے بادشاہ تھے۔ اور ملکہ کی طرح البرٹ کے بھی ماموں تھے۔ ملکہ وکٹوریہ سے بذریعہ تحریر اس مبارک ازدواج کی تحریک کی۔ مگر نہ معلوم کس سبب سے ملکہ وکٹوریہ نے ایسا مبہم سا جواب دیا جس سے اقرار یا انکار کچھ بھی مترشح نہیں ہوتا تھا۔ انہوں نے لکھا "ماموں جان! ابھی مجھے تین چار سال تک اس معاملے میں مجبور نہ کیجئے۔ اس کے بعد اقرار یا انکار جو کچھ مناسب ہوگا۔ عرض کر دیا جائے گا"۔ اس تحریر سے گو صاف انکار کا اظہار تو نہیں ہوتا تھا۔ مگر اکثر اہل خاندان کا دل ٹوٹ گیا۔ اور باہم گفتگو ہونے لگی۔ کہ کیوں ایک موہوم امید پر شہزادے کی جوانی کو ضائع کیا جا رہا ہے"۔ مگر اس مایوسی سے شہزادے نے ہمت نہ ہاری۔

کچھ عرصہ بعد یہ تصفیہ ہوا کہ اگر شہزادہ جواب شافی اور قول فیصل کے آرزومند ہیں۔ تو ایک دفعہ پھر انگلستان آئیں۔ وہاں کیا دیر تھی۔ چنانچہ وہ جرمنی سے چل کر بلجیم ہوتے ہوئے انگلستان آگئے۔ اور بدستور ملکہ وکٹوریہ کے محل خاص میں رہنے لگے۔ اس موقع پر سارا مسئلہ حل ہو گیا۔ اور ملکہ کو خود ہی دعوت دینی پڑی۔

انگلستان آنے پر سب سے پہلے ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے اس امر کا اظہار ہوا۔ کہ وہ شہزادے کو اپنا شریک حیات بنانے پر خوش ہیں۔ چنانچہ ایک دن ملکہ نے خود انہیں اپنے خاص کمرے میں بلا کر پوچھا۔ "آپ انگلستان کو کیسا پسند کرتے ہیں"۔ اس پر شہزادے نے صرف یہ کہا کہ "میں دل سے پسند کرتا ہوں"۔ اور اپنی طرف سے بات آگے نہ چلائی۔ دوسرے دن پھر ان سے اسی طرح سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے بھی سادہ جواب دے دیا۔ تیسرے دن ملکہ

نے صاف الفاظ میں خود کہا ہے کہ آپ انگلستان رہنا اور میرے رنج و راحت کا شریک ہونا منظور کریں۔ تب شہزادے نے ملکہ وکٹوریہ کا یہ جاں بخش کلمہ سن کر اور تخلیے کا موقع غنیمت جان کر نہایت خوش و خورسندانہ جواب دیا کہ میں تو اسی امید پر عمر کاٹ رہا ہوں۔ مگر عدم مساوات کے خیال سے سوال کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اگر آپ منظور فرمالیں تو میری عین تمنا اور معراج ہے۔ چنانچہ اسی پر قول و قرار پختہ ہوگیا۔

اس کے بعد ۱۴۔ نومبر ۱۸۳۹ء کو شہزادہ البرٹ نے انگلستان سے وطن کی راہ لی۔ اور ملکہ وکٹوریہ نے اس معاملے میں باقاعدہ کارروائی شروع کی۔

پارلیمنٹ کی منظوری | چونکہ پارلیمنٹ اور مجلس وزراء کی منظوری کے بغیر ایسے اہم معاملے کا تصفیہ نہ ہوسکتا تھا۔ اس لیے ملکہ وکٹوریہ نے سب سے پہلے لارڈ ملبورن سے اس کا تذکرہ فرمایا۔ جو دل سے اس ازدواج کے مؤید اور ملکہ کی رضا جوئی کے خواہش مند تھے۔ چنانچہ لارڈ موصوف کے حوصلہ دلانے پر ملکہ نے مجلس وزراء میں اپنی درخواست پڑھ کر سنادی۔ اور اس معاملے کے مختلف پہلوؤں پر اچھی طرح بحث و تمحیص ہونے کے بعد شادی کی قرارداد منظور ہوگئی۔

۱۰۔ فروری ۱۸۴۰ء کو سینٹ جیمز کے شاہی گرجے میں دولہا اور دلھن شادی کے شاہانہ لباس میں جلوہ گر ہوئے۔ اور انگلستان بھر کے رئیسوں۔ نوابوں۔ امیروں۔ لارڈوں اور معززین کے سامنے جو اس تقریب سعید پر موجود تھے۔ آرک بشپ آف کنٹربری نے نکاح خوانی کی مراسم ادا کیں۔

اس کے بعد لندن میں مبارک باد کے جلسے شروع ہوئے۔ اور ۱۸۔ فروری ۱۸۴۰ء کو ملکہ وکٹوریہ اور ان کے شوہر نامدار نے قصر بکنگھم (Buckingham) میں ایک عظیم الشان دربار منعقد کرکے سب سے پہلے دارالامراء اور دارالعوام کی طرف سے تہنیت نامے قبول فرمائے۔ پھر لنڈن کے پادریوں کارپوریشن (Corporation) کیمبرج یونیورسٹی (Cambridge University) اور چرچ آف سکاٹ لینڈ (Church of Scotlaud) کی طرف سے تہنیت نامے لے کر معقول جواب سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ بعد ازاں اسی دربار میں انگلستان کی طرف سے شہزادہ البرٹ کو نائٹ گرینڈ کراس (Knight Grand Cross) کا خطاب مع تمغہ عطا کیا گیا۔

شادی کی دعوت کے شاہی جلسے نہایت دھوم دھام سے منعقد کیے گئے۔ جن کی یہ بات خاص طور پر قابلِ یادگار ہے۔ کہ عروسی کیک جو اس موقع پر تیار کیا گیا تھا۔ وہ وزن میں

تین سو پونڈ اور قیمت میں دو ہزار ایک سو روپے کا تھا۔ اور اس پر عجیب و غریب نقش و نگار کئے ہوئے تھے۔ چار آدمیوں نے بمشکل اسے اٹھا کر میز پر رکھا تھا۔ کیونکہ اس کی گولائی نو فٹ اور اونچائی ایک فٹ چار انچ تھی۔ وہ نہایت لذیذ، لطیف اور نفیس بھی تھا۔

زمانہ سلطنت | ملکہ وکٹوریہ سے پہلے ہی انگلستان میں پارلیمنٹ اور وزارت کا سلسلہ جاری تھا۔ لیکن تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا پارلیمنٹ اور وزارت کو ہمیشہ وہی کچھ کرنا پڑتا تھا۔ جو بادشاہ وقت کی مرضی کے مطابق ہو۔ گویا عام رائے خود بخود بادشاہ کی پیروی کرتی تھی۔ لیکن ملکہ معظمہ نے اپنا طریق عمل ایسا رکھا کہ وہ خود رائے عامہ کی پیروی کرنے لگیں۔ اور ہر معاملے کو انھوں نے عوام اور وزرا کی رائے کے مطابق فیصل کرنا اپنا دستور العمل بنا لیا۔ مگر اس کے باوجود وہ ذاتی طور سے معاملے کے متعلق پوری پوری واقفیت رکھتی تھیں۔ اور سب معاملات سب قاعدہ برابر ان کے حضور میں پیش ہوتے تھے۔ وہ اپنی رائے کو صرف ذاتی رائے کا درجہ دے کر تولا کرتی تھیں۔ یہ نہیں کہ اسے شہنشاہی حکم سمجھ کر جبراً و قہراً تعمیل کرائی جائے۔

ملکہ معظمہ نے غیر ممالک سے دوستانہ تعلقات قائم کئے۔ چنانچہ فرانس کی دیرینہ دشمنی کو مٹا دیا۔ ترکی سے دوستانہ تعلقات کا رشتہ مضبوط کیا۔ اسی طرح یورپ کے علاوہ ایشیا میں بھی دوستانہ اتحاد ہی کو ہمیشہ ترجیح دی۔

انگلستان میں پہلے تو یہ قاعدہ تھا کہ ضرورت کے وقت فوج رکھ لی جاتی۔ اور بعد میں موقوف کر دی جاتی تھی۔ کیونکہ ان دنوں قومی لڑائیاں ہوتی تھیں۔ پھر حالات کے مطابق اس میں ترمیم ہوئی۔ اور فوجی ملازمت کا دستور جاری ہوا۔ ملکہ معظمہ کے وقت میں ملازمت ہی کا طریق قائم تھا۔ مگر پھر بھی ایسی اعلیٰ حالت نہ تھی۔ جیسی آجکل ہے۔

ملکہ وکٹوریہ طبعاً جنگ و جدل سے سخت متنفر تھیں۔ اور خاص حالات اور سلطنت کی مجبوریوں کے سوا بہت کم لڑائی کی اجازت دیتی تھیں۔ مگر امور مملکت کا تصفیہ اکثر وزارت سے متعلق ہوتا تھا۔ اس لئے جن حالات میں وزارت پارلیمنٹ کی منظوری لے کر جنگ کو لازمی قرار دے دیا کرتی تھی۔ اس کی منظوری ملکہ معظمہ کو بھی دینی پڑتی تھی۔

۱۸۵۷ء کا ہنگامہ | ہندوستان کی حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی (East India Company) کے ہاتھ میں تھی۔ جس کے باعث یہاں کے خود مختار حکمرانوں کو سخت نقصان پہنچا تھا۔ اس لئے وہ لوگ اس کی ترقی سے خوش نہ تھے۔ دہلی کے بعد جب ۱۸۵۶ء کے اوائل

میں اودھ کا الحاق بھی قلمرو انگریزی کے ساتھ کر لیا گیا۔ تو ناراض سرداروں میں اور بھی بدحواسی پھیلی۔ ادھر ہنود و پنتھ فرقے کے پیشوا نانا صاحب نے انگریزوں کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ چنانچہ بادشاہِ دہلی کو بھی جو شاہِ شطرنج سے زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے۔ یہ امیدیں دلائی گئیں۔ کہ وہ حکومت ہند پر بحال ہو جائیں گے۔ حالانکہ نانا صاحب کا اصل مقصد یہ تھا۔ کہ اپنی گزری مرہٹہ سلطنت کو دوبارہ قائم کیا جائے۔ اتفاق سے انھیں دنوں ایک نئی قسم کی رائفلیں فوج میں تقسیم ہوئیں۔ جن کے کارتوس چربی سے چکنائے جاتے تھے۔
اس سے مخالفوں کو ایک اور موقع مل گیا۔ اور انھوں نے مشہور کر دیا۔ کہ یہ چربی گائے اور سؤر کے گوشت کی انگریزوں نے محض اسی سبب سے ایجاد کی ہے کہ رعایا کا مذہب برباد کر دیا جائے۔ اس افواہ کو آگ کی طرح پھیلا کر اندرونی سازشوں سے فوجِ انگریزی کے ہندوستانی سپاہیوں کے جذبات سخت مشتعل کر دئے گئے۔ جس سے آناً فاناً ملک کے گوشے گوشے میں آتشِ فساد بھڑک اٹھی۔ اور امن و امان کا خرمن جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ ۱۸۵۷ء میں میرٹھ کی فوج بگڑ گئی۔ جس کا ہلاکت خیز اثر ہندوستان بھر کی چھاؤنیوں میں موجِ برق کی طرح دوڑ گیا۔ آگ اور خون کا یہ سمندر ڈیڑھ سال تک موجیں مارتا رہا۔ اور اس کے آتشیں تھپیڑوں سے جس قدر انگریزوں کے مال و جان کا نقصان ہوا۔ اس سے زیادہ خود ہندوستان کے بسنے والوں پر تباہی آئی۔ بالآخر انگریزوں کے اتفاق و انتظام دیسی رئیسوں کی امداد و اعانت اور متعدد شرفائے ہند کی اندرونی امداد سے یہ ہنگامۂ قتل و غارت فرو ہوا۔ کچھ مفسد مارے گئے۔ کچھ بھاگ گئے۔ بعض کو سنگین سزائیں دی گئیں۔ بادشاہِ دہلی کو نظر بند کر کے رنگون بھیج دیا گیا۔ اور ان کے بیٹوں کو گولی مار دی گئی۔
جب یہ ہنگامہ ختم ہونے کو تھا۔ تو ملکۂ معظمہ نے وزرائے وقت کے مشورے سے منظور فرمایا کہ آئندہ کے لئے ہندوستان کا نظامِ حکومت کمپنی کے قبضے سے نکال کر اپنے ہاتھ میں لے لیا جائے۔ اور مجرموں کی معافی اور مراحمِ خسروانہ کے باب میں ایک اعلانِ عام فرمایا۔ جس کا ملخص درج ذیل ہے:۔

اعلانِ عام | "اس اعلانِ عام کے ذریعے سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ ہم نے علمائے مذہب اکابرِ مملکت اور وکلائے رعایا کے مشورے سے ہندوستان کی عنانِ حکومت جو اب تک ہماری طرف سے امانتہً ایسٹ انڈیا کمپنی کے پاس تھی۔ اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ ہماری رعایا کو لازم ہے۔ کہ وہ ہماری۔ ہمارے جانشینوں اور وارثوں کی سچی وفادار و مطیع بنی رہے۔ اور جن اشخاص کو ہم گاہے گاہے اپنی طرف سے مقرر کریں۔ ان کے اختیارِ حکومت تسلیم کرے۔

چنانچہ ہم اپنے معتمد عزیز بھائی اور شیر چارلس جان وائیکونٹ کیننگ (Charles John Viscount Canning) کی ذات ایمانت، دانشمندی پر خاص یقین اور اعتبار کرکے انھیں اپنی طرف سے ہندوستان کا اوّل نائب السلطنت اور گورنر جنرل مقرر کرتے ہیں۔

"ہم ہندوستان کے تمام والیان ریاست کے حقوق دولت اور توقیر و عزت کا اپنے حقوق کی طرح لحاظ رکھیں گے۔ اور باشندگان ہند کی نسبت اپنے آپ کو انھیں فرائض کا پابند کرتے ہیں۔ جن کے لئے ہم اپنی دوسری رعایا کے متعلق پابند ہیں۔ اور وہ فرائض ہم بفضلہ تعالیٰ ایمانداری سے ادا کریں گے۔ ہم کسی قوم کے مذہبی عقائد و رسوم میں دخل نہیں دیں گے۔ ہم تمام مجرموں کو معاف کرتے ہیں۔ سوا اُن کے جن کی بابت یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ براہِ راست انگریزی رعایا کے قتل میں شریک تھے۔ یا آئندہ ثابت ہوگا۔ قادرِ مطلق ہمیں اور ہمارے ماتحت حکام کو رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے یہ خواہشیں پوری کرنے کی توفیق بخشے"۔

اس اعلان عام کے بعد ہنگامۂ جنگ فرو ہوگیا۔ اور بخوبی امن و امان قائم ہو جانے پر وائسرائے ہند نے اظہارِ اطمینان کے لئے ایک اعلان شائع کیا۔ اور ملک بھر میں تعطیل دے کر خوشی منائی۔ نیز حکومت کی امداد کرنے والے رئیسوں کو سندیں اور جاگیریں عطا ہوئیں۔

ہندوستان کی طرزِ حکومت | ملکۂ معظمہ کے زمانے میں ہندوستان کے گورنر جنرل کو وائسرائے کا منصب بھی عطا کیا گیا۔ جن کے ماتحت تمام صوبوں کے گورنر۔ لفٹنٹ گورنر اور چیف کمشنر قرار دئے گئے۔ وائسرائے کا صدر مقام کلکتہ قرار پایا۔ جہاں ایک مجلس قانون ساز مقرر کی گئی۔ پھر یہ کونسلیں دُوسرے صوبوں میں بھی قائم کی گئیں۔ عدل و انصاف کے لئے جداگانہ محکمے بنائے گئے۔ اور بڑے بڑے صوبوں میں ان پر چیف کورٹ یا ہائی کورٹ بطور آخری عدالت کے مقرر کئے گئے۔

ملک بھر کی فوجوں کے حاکمِ اعلیٰ کو کمانڈر انچیف کہتے تھے۔ اور جس قدر فوجی افسر تقرر اور تبدیلیاں ہوتیں سب کی منظوری وہی دیتے۔ ہر صوبے میں کمانڈنگ افسر مقرر تھے اور وہ تمام کمانڈر انچیف کے ماتحت تھے۔ سارے ہندوستان میں دو لاکھ کے قریب فوج تھی۔ جس میں ساٹھ ہزار گورے اور باقی ہندوستانی تھے۔ لیکن رعایا کی اندرونی حفاظت۔ امن و امان کی نگہداشت اور جرائم کی بندش کا کام پولیس کے متعلق تھا۔ جو سول حکام کے ماتحت تھی۔

تعلیم و زراعت۔ تجارت اور رفاہ عام کے دوسرے کاموں کے لئے ریل۔ تار اور ڈاک کے محکمے قائم تھے۔

چھوٹی چھوٹی ریاستیں تو بہت زیادہ تھیں۔ لیکن جنھیں دیوانی اور فوجداری اختیارات حاصل تھے۔ اور جن کے لئے سلامی کی توپیں بھی مقرر تھیں۔ ان کی تعداد ایک سو ترپن (۱۵۳) تھی۔ ان کی نگہداشت کے لئے بڑی ریاستوں میں جا بجا ریزیڈنٹ اور راجپوتانہ اور وسط ہند میں ایجنٹ اور گورنر جنرل مقرر تھے۔ یہ تمام ریاستیں حکومت کے ماتحت باج گزار شمار کی جاتی تھیں۔ ان سب کا رقبہ چھ لاکھ مربع میل کے قریب اور آبادی تقریباً سات کروڑ تھی۔

دربار قیصری | ۲۸۔ اپریل ۱۸۷۶ء کو ملکۂ معظمہ کی مہر اور دستخط سے یہ اعلان نافذ ہوا۔ کہ انھوں نے اپنے نام کے ساتھ "قیصرۂ ہند" کے لقب کا اضافہ فرمایا ہے۔ اور لارڈ لٹن (Lytton) گورنر جنرل و وائسرائے ہند نے ملکہ کے ایما پر تمام ملک میں اپنے ایک خاص اعلان کے ذریعے سے مشتہر کیا۔ کہ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو اس تقریب سعید پر ہندوستان کے قدیم دارالسلطنت دہلی میں ایک دربار قیصری منعقد کیا جائے گا۔ چنانچہ یہ شاہانہ جشن نہایت تزک و احتشام سے منایا گیا۔ ہزاروں قیدی چھوڑ دئے گئے۔ ہزاروں کی قید میں تخفیف کر دی گئی۔ ہندوستان بھر میں جو لوگ سو سو روپے کے عوض دیوانی جیل خانوں میں بند تھے۔ ان کا قرض حکومت نے اپنے پاس سے ادا کر کے اُنھیں رہا کر دیا۔

اس عظیم الشان شاہی دربار میں جناب وائسرائے نے ایک تقریر فرمائی۔ جس کا خلاصہ بیان درج کیا جاتا ہے:۔

"حضرت ملکۂ معظمہ نے جو لقب قیصرۂ ہند اختیار فرمایا ہے۔ اس کے اعلان کے لئے آج ہم لوگ جمع ہوئے ہیں۔ اور مجھے اس ملک میں حضرت ممدوحہ کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے لازم ہے کہ ان کے وہ کریمانہ الطاف بیان کروں۔ جن کے باعث حضرت ممدوحہ نے موروثی القاب و منصب میں اس لقب کا اضافہ فرمایا ہے۔ حضرتِ ممدوحہ اپنے تمام ممالک محروسہ میں سے جو دنیا کے ساتویں حصے پر مشتمل ہیں۔ کسی ملک پر اس عظیم و قدیم سلطنت سے زیادہ توجہ نہیں رکھتیں۔ جس خاندان کے بجائے ہندوستان میں بہتر طرز حکومت قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دولتِ برطانیہ کو مقتدر فرمایا۔ اس کا سلسلہ سلاطینِ عظام اور ملوک نیک نام سے خالی نہ تھا۔ ان کے جانشین بے تدبیری کے

سبب سلطنت میں امن و امان قائم نہ رکھ سکے۔ فتنہ و فساد نے سلطنت ہند میں مرض کہنہ کی طرح جڑ پکڑ لی۔ اور بدعملی کا دور دورہ رہنے لگا۔ لیکن اب حضرت ممدوحہ کے عہد حکومت میں رعایا کا ہر متنفس امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اور ہر شخص کو سرکار کی بے تعصبی کے باعث اس امر کی اجازت ہے۔ کہ بلا تعرض اپنے مذہب کے احکام و رسوم ادا کرے۔

"برطانی متوسلو! اور وفادار افسرو! جتنے معزز افسر آپ سے پہلے گزرے ہیں۔ جس استقلال سے انہوں نے اس سلطنت عظمیٰ کے فائدے کے لئے محنت کی ہے۔ اور جیسی کچھ ہمت۔ صداقت اور جانفشانی سے کام لیا ہے۔ اس کی نظیر تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ آپ بھی ان سے کسی طرح پیچھے نہیں رہے۔

"اے اہل قلم و اہل سیف! میری دعا ہے کہ ہمیشہ مشکل کاموں کو نہایت استقلال و نرمی سے انجام دیتے وقت یہ خیال تمہارا رہنما ہو۔ کہ جس طرح ہم اپنی قوم کی نیک نامی قائم رکھتے۔ اور مذہبی احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ اسی طرح اور سب قوموں کے لوگوں کو جو اس ملک میں بستے ہیں۔ حسن انتظام کے بے بہا فائدوں سے مستفید کرتے رہیں۔

"افواج ہند کے انگریز اور دیسی افسرو اور سپاہیو! تم نے ملکہ معظمہ کی فوج کا اعزاز قائم رکھنے کے لئے جو جو بہادریاں میدان جنگ میں دکھائی ہیں۔ حضرت ممدوحہ انہیں فخر کے ساتھ یاد رکھتی ہیں۔ اور انہیں یقین ہے کہ تم ہمیشہ اپنی وفاداری سے متفق ہو کر اس امر اہم کو بوجہ احسن انجام دوگے۔

"رضاکار سپاہیو! تمہاری کوششیں جو ہواخواہی و کامیابی کے ساتھ اس باب میں ظاہر ہوئی ہیں۔ اس لائق ہیں کہ آج دل سے اُن کی ستائش کی جائے۔

"سلطنت کے رؤسا و امرا! آپ کی ارادت استواری سلطنت کی کفیل اور خوشحالی جلال سلطنت کی دلیل ہے۔ حضرت ملکہ معظمہ کو بھروسا ہے کہ اگر خدانخواستہ اس سلطنت کے مصالح پر کوئی حملہ ہو۔ تو آپ لوگ اس کی حفاظت کے لئے آمادہ ہو جائیں گے۔ حضرت ممدوحہ اس آمادگی پر آفرین فرماتی ہیں۔

"اے حضرت قیصرۂ ہند کی دیسی رعایا! حضرت ملکہ معظمہ اپنی سلطنت ہند کی ترقی کمزور ریاستوں کے فتح کر لینے یا آس پاس کے علاقے ملا لینے میں نہیں جانتیں۔ بلکہ اس میں سمجھتی ہیں۔ کہ ان کی ہندوستانی رعایا بتدریج اور لیاقت کے ساتھ اس نرم و نصفت شعار حکومت میں شریک ہو کر وہ برتاؤ عمل میں لائے۔ جس میں کسی طرح کی مزاحمت نہ ہو۔

"اے رؤسا و رعایائے ہند! اب میں خوشی سے آپ لوگوں کو یہ فرمان والاشان سُناتا ہوں۔ جو آج آپ کی قیصرہ ملکۂ معظمہ نے اپنے شاہی و قیصری نام سے آپ لوگوں کو بھیجا ہے:۔

"ما بدولت وکٹوریہ ملکۂ سلطنتِ متحدہ و قیصرۂ ہند اپنے نائب السلطنت کی وساطت سے اپنے سب سردارانِ اہلِ قلم و اہلِ سیف۔ تمام رؤسا۔ امرا اور رعایا کو جو اس وقت دہلی میں مجتمع ہیں۔ اپنی شاہی و قیصری دُعا پہنچاتی۔ اور توجہِ دلی و شفقتِ شاہانہ سے ہندوستان کی رعایا کو مطمئن فرماتی ہیں۔ جو تکریم و تواضع رعایائے ہند نے ہمارے فرزندِ دلبند کے ساتھ کی۔ اس سے ہمیں دلی مسرت حاصل ہوئی۔ اور ہمارے خاندان و تخت کی نسبت ان کی اس ارادت و عقیدت نے ہمارے دل پر بڑا اثر کیا۔ ہمیں امید ہے۔ کہ اس تقریب سعید کے باعث ہمارے اور ہماری رعایا کے درمیان روابطِ محبت زیادہ مستحکم ہوں گے۔

اور تمام ادنیٰ و اعلیٰ اس بات کا یقین کریں کہ ہمارے عہد میں انھیں آزادی اور انصاف کی برکتیں حاصل ہوں گی۔ ہماری سلطنت میں ان کی خوشی کی افزائش۔ خوشحالی کی ترقی اور بہبود کی زیادتی ہمیشہ ملحوظ رہے گی"۔

مَیں یقین کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ ان مرحمت آمیز الفاظ کو نہایت عزیز جانیں گے"۔

اس کے بعد دربار بخیر و خوبی ختم ہوا۔ جس سے ہندوستان کا تعلق نہایت عمدگی کے ساتھ تاجِ برطانیہ سے قائم ہوگیا۔

گولڈن جوبلی گولڈن جوبلی پچاس سال تک سلطنت کرنے کے بعد منائی جاتی ہے۔ چونکہ ۲۱۔ جون ۱۸۸۷ء کو ملکۂ وکٹوریہ کی حکومتِ پنجاہ سالہ کی میعاد پوری ہوگئی تھی۔ اس لئے اس روز قصرِ ونڈسر (Windsor) میں شاہانہ تجمل اور ملوکانہ شان و شوکت سے دربارِ جوبلی منعقد ہوا۔ جس میں دنیا بھر کے رؤسا و امرا شامل ہوئے۔ اور اکثر شرکا کو خطابات سے مشرف فرمایا گیا۔ انگلستان کے علاوہ تمام روئے زمین کی سلطنتوں نے بھی اس یومِ سعید پر مبارک باد کے جلسے منعقد کئے۔ جو ملکۂ وکٹوریہ کی ہر دل عزیزی کا ایک روشن ثبوت ہے۔

ہندوستان میں گرمی کی شدت کے باعث اس جشن جوبلی کی تاریخ اصلی تاریخ سے چار ماہ قبل یعنی ۱۶۔ فروری ۱۸۸۷ء مقرر کی گئی۔ اور اس روز ملک کے گوشے گوشے میں یہ جشنِ عظیم نہایت دُھوم دھام سے منایا گیا۔ ہر قوم نے جداگانہ قابلِ قدر عمارتوں، مفید اداروں اور مبارک کارناموں کی یادگاریں قائم کیں۔ اور مختلف مقامات میں ملکہ کے بُت نصب کئے گئے۔ بہت سے شاعروں نے نظمیں لکھیں۔ اور محکمۂ تعلیم میں ملکۂ وکٹوریہ کے نام سے

سیکڑوں جوبلی وظیفے مقرر کئے گئے۔ کلکتہ کے جشن میں لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند نے ایک تقریر فرمائی۔ جس کا اقتباس یہاں درج کیا جاتا ہے:-

"معزز حاضرین! میں نازاں ہوں۔ اور خوشی سے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو مختلف شہروں اور قوموں کے نمائندوں کی حیثیت سے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ کہ جناب ملکۂ قیصرہ کے جلوس کا پچاسواں سال شروع ہونے پر ان کے حضور میں مبارکباد عرض کریں۔ آج بڑے بڑے رئیسوں نے درباروں میں۔ بلدیات نے ہالوں میں۔ سپاہیوں نے بارکوں میں۔ زمینداروں نے مکانوں میں۔ شہر والوں نے گھروں میں اور غریب رعایا نے جھونپڑوں میں خوشی کی ہے۔ اور وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ اس نصف صدی میں کیسا امن وامان رہا۔ گھر گھر انصاف ہوا۔ جنگل صاف کئے گئے۔ دریاؤں پر پل بنائے گئے۔ لاکھوں ایکڑ افتادہ زمین پر زراعت ہوئی۔ قحط اور بیماریوں کا استیصال اور خوف دور ہوا۔ تعلیم کی ہزاروں شمعیں روشن ہوئیں۔ اور صنعت وحرفت میں ترقی ہوئی۔

میں اس دعا میں آپ کے ساتھ شریک ہوتا ہوں۔ کہ ہماری ہر دل عزیز قیصرہ کی عمر اس قدر دراز ہو۔ کہ وہ ان تمام باتوں میں انتہائی کامیابی حاصل ہوتے ہوئے دیکھیں۔ میں ذاتی واقفیت کی بنا پر کہتا ہوں کہ قیصرہ کو جن لوگوں کی فلاح وبہبود کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔ ان میں آپ لوگوں سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ ملکۂ قیصرہ اور حکام برطانیہ سب کی دلی خواہش ہے۔ کہ وہ ہندوستان جیسے طویل وعریض ملک کی حکومت کے مشکل وعظیم الشان کام کو خیر خواہی۔ دلیری اور ثابت قدمی سے انجام دیں جس سے ہماری ہم جنس رعایا اور برادران ہند کو فائدہ پہنچے۔"

ڈائمنڈ جوبلی ساٹھ سال تک حکومت کرنے کے بعد جو جشن منایا جانے۔ اسے ڈائمنڈ جوبلی کہتے ہیں۔ اس سے پہلے یہ اوج اقبال انگلستان کے کسی بادشاہ کو نصیب نہیں ہوا۔ اور ایشیا میں بھی ایسے بادشاہ بہت کم ہوئے ہیں۔ پس اس سے زیادہ جواں بختی اور نصرت وبرکت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ ملکۂ وکٹوریہ کا عہدِ حکومت سب بادشاہوں سے بڑھ گیا۔ لہٰذا اس کے متعلق بھی نہایت تزک واحتشام سے تیاریاں ہوئیں۔ اور ۲۰ جون ۱۸۹۷ء کو یہ تقریب سعید انگلستان اور ہندوستان وغیرہ میں شاہانہ عظمت وشان کے ساتھ منائی گئی۔ اس سلسلے میں کلکتہ میں جو دربار منعقد ہوا۔ اس میں وائسرائے ہند نے حسب ذیل تقریر فرمائی:-

انگلستان میں قاعدہ ہے۔ کہ عام انجمنوں اور سوسائٹیوں کے سپاس نامے

وزیر ہند کی وساطت سے ملکۂ معظمہ کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں۔ جب ہندوستان کے مختلف حصوں سے یہاں کے سپاس ناموں کے متعلق مجھ سے مشورہ لیا گیا۔ تو میرے دوست مہاراجہ دربھنگہ نے یہ بات میرے ذہن نشین کی۔ کہ اگرچہ ہندوستانی حضور قیصرہ کی خدمت میں سپاس نامے پیش کرنے کے موقع کو نہایت گراں قدر سمجھیں گے۔ تاہم وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس امر میں حضور ممدوحہ کی خواہش کا دریافت کرنا مقدم ہے۔ چنانچہ میں نے ایسا کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں کیا۔ حضور ممدوحہ نے بھی ہدایت فرمائی۔ کہ ان کی جانب سے میں سپاس نامے قبول کروں۔ چنانچہ میں حضور قیصرۂ ہند کی جانب سے آپ کا خیر مقدم کرتا ہوا ان سپاس ناموں کو قبول کرتا ہوں۔ نیز ملکۂ معظمہ کی خاص ہدایت کے مطابق میں آپ کے یہاں آنے اور حضور ممدوحہ کے متعلق آپ کی وفاداری اور جوش نمک حلالی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے تار کے ذریعے سے ان سپاس ناموں کا خلاصہ بھیجنے کی ہدایت ہوئی تھی چنانچہ میں نے مندرجہ ذیل تار روانہ کر دیا:

"ان سپاس ناموں میں بالعموم حضور قیصرہ کو شاہان انگلستان میں سب سے زیادہ سلطنت کرنے پر مبارک باد دے کر تخت انگلستان کی اطاعت اور حضور قیصرہ کی وفاداری کا اعتراف۔ ۱۸۵۸ء کے شاہی اعلان پر اظہار اطمینان اور حضور کے دور حکومت میں ملک کے امن و امان کی برکات کا شکریہ ادا کیا گیا ہے۔ یہ سپاس نامے اس عہد کی اخلاقی عقلی اور سیاسی ترقی۔ حکومت کی عمدگی۔ تمام ملک میں خط و کتابت کی سہولت۔ تعلیم و تجارت کی گرم بازاری۔ مذاق کفایت شعاری۔ اخبارات کی آزادی (بالخصوص جب سے حضور ممدوحہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی ہے) اور اس ہمدردی کے مظہر ہیں۔ جو حضور نے طاعون وغیرہ کی نسبت ظاہر فرمائی ہے۔ ان میں بطور والدہ اور فرماں روا کے حضور کی زندگی کی تعریف۔ درازی سلطنت اور رعایا کے حق میں مزید برکتوں کے لئے دعا کی گئی ہے"۔

اس کے جواب میں مجھے وزیر ہند کی طرف سے حسب ذیل جواب موصول ہوا ہے:

"مجھے حضور قیصرۂ ہند کی پیش گاہ سے یہ کہنے کا حکم ہوا ہے۔ کہ حضور ممدوحہ نے سپاس ناموں سے متعلق آپ کا مرسلہ تار مسرت و اطمینان سے ملاحظہ فرمایا۔ حضور ممدوحہ ہندوستانی رعایا کی جس کی خوشی اور اقبال مندی کو ترقی دینے کا خیال سب سے زیادہ آپ کے مرکز خاطر رہا ہے۔ اس وفاداری اور جوش نمک حلالی کو نہایت قدر و منزلت کی

نگاہوں سے دیکھتی ہیں۔ علیا حضرت آپ کو اجازت دیتی ہیں۔ کہ آپ ان کی جانب سے سپاس نامے پیش کرنے والوں کا شکریہ ادا کریں۔ اور کہہ دیں کہ حضور ممدوحہ ان کی سود وبہبود کی دل سے متمنی ہیں۔

"حضور قیصرۂ ہند کو فوراً اس امر سے مطلع کیا جائے گا کہ میں نے حضور ممدوحہ کا پیغام حاضرین دربار تک پہنچا دیا۔ اور نیز اس غرض سے کہ میں یہ تمام سپاس نامے بے شمار تحریری پیغامات اور تار جو گزشتہ چند روز سے میرے نام آ رہے ہیں۔ اور اس دربار میں جن کی رسید دینے کا مجھے موقع ملا ہے۔ دوسرے مراسلوں کے ساتھ حضور ممدوحہ کی خدمت میں بھیج دوں۔ میں پورے بھروسے کے ساتھ دعویٰ کرتا ہوں کہ جب دنیا کے تمام حصوں سے مبارکباد کے سپاس نامے وہاں پہنچیں گے۔ تو حضور قیصرہ کے نزدیک کوئی خط وکتابت ان سپاس ناموں سے زیادہ عزیز نہیں ہوگی۔ جن میں حضور ممدوحہ کو ہندوستانی رعایا کی محبت کا یقین دلایا گیا ہے۔

"مجھے یقین ہے کہ اگر اس جوبلی کے سال سے حاکم ومحکوم کے درمیان اعتماد باہم کو ترقی دینے کے لئے سرگرمی سے کوشش کرنے کا خیال پیدا ہو جائے۔ اور جہاں قومی و مذہبی جوش کا احتمال ہو۔ وہاں تحمل سے کام لے کر نیک نیتی وامن جیسے ضروری امر کو مدنظر رکھا جائے۔ تو ہم اپنی ہردلعزیز ملکہ کی ایک ایسی یادگار قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے جو کسی مایۂ فخر وناز بادشاہ کے پیتل کے بُت سے زیادہ پائدار ثابت ہوگی"۔

اب ملکہ وکٹوریہ کے عہد کے دیگر اہم سیاسی واقعات حسب ذیل چار حصوں میں تقسیم کر کے مختصراً درج کئے جاتے ہیں:۔

١۔ پارلیمنٹ کی اصلاح کے قوانین اور اس ضمن میں عامہ خلائق کے مطالبات اور تحریکات۔

٢۔ جنگی واقعات اور توسیع سلطنت امریکہ۔ آسٹریلیا۔ افریقہ اور ہندوستان میں۔

٣۔ سوڈان۔ مصر اور آئرلینڈ کے کوائف۔

٤۔ قوانین متعلقہ رفاہ عام تعلیم اور کارخانوں پر پابندیاں۔ مزدوروں کے حقوق کی حفاظت۔

آئینی اور قانونی اصلاحات ١٨٣٧ء میں انجمن مزدوران لندن نے ایک دستاویز حقوق رعایا مرتب کی۔ اس میں مختلف مطالبات اصلاح پیش کئے۔ جن کی امتیازی خصوصیت انتہا پسندی تھی۔ مثلاً ہر بالغ مرد کو رائے دینے کا حق ملے۔ اور پارلیمنٹ کی رکنیت کے لئے پیشرط

نہ ہو کہ اُمیدوار امیر یا صاحبِ جائداد ہونا چاہیئے۔ یہ تحریک بڑی زبردست تھی۔ اور دس برس جاری رہی۔ اس دوران میں بعض اضلاع میں بلوے بھی ہوئے۔ آخر فائدین تحریک نے ۱۸۴۸ء میں ایک عظیم الشان مظاہرے کا انتظام کیا۔ اور ایک درخواست تیار کی۔ جس پر ساٹھ لاکھ آدمیوں کے دستخط تھے۔ اور پروگرام یہ تھا کہ دستخط کرنے والوں میں سے پانچ لاکھ آدمی ایک جلوس اور جلسے میں حصّہ لیں۔ اور حکومت کی خدمت میں عرضداشت پیش کریں۔ اس پر حکومت نے ڈیڑھ لاکھ کی تعداد میں پولیس کے نئے سپاہی بھرتی کئے۔ اور فوج بھی طلب کی۔ مگر عین وقت پر محرکین نے نہ جلسہ کیا۔ نہ جلوس نکالا۔ کیونکہ انھیں معلوم ہوا کہ دستخطوں کی ایک بڑی تعداد جعلی ہے۔ اِس طرح تحریک کو سخت صدمہ پہنچا۔ اور دیکھتے دیکھتے مردہ ہوگئی۔ مگر اس کی دہ سالہ زندگی میں حکومت اور رعایا پر ثابت ہوگیا۔ کہ عامہ خلائق بیدار ہو گئے ہیں۔

چنانچہ ۱۸۶۷ء میں اصلاح کے مطالبے کا نعرہ از سرِنو بلند ہوا۔ اِس وقت ڈزریلی (Disraeli) وزیرِ اعظم تھا۔ اس نے اپنے اس دلی یقین کو عمل کا جامہ پہنایا کہ:-

"حکومت کی عمارت کی بنیاد رعایا کی رضا و رغبت ہونی چاہیئے۔"

چنانچہ بعض اصلاحات نافذ کر دی گئیں۔ اور بالخصوص رائے دہندوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا گیا۔

اس کے بعد ۱۸۷۲ء میں اصلاح کی جانب ایک اور قدم اٹھایا گیا۔ اور اب "رائے دہندگی کے وقت پوشیدگی" کا انتظام ہوا۔ تاکہ انتخاب کے وقت کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ کس رائے دہندے نے کس امیدوار کے حق میں رائے دی ہے۔ کیونکہ کھلّم کھلّا رائے دینے کے قاعدے میں بہت سی خرابیاں تھیں۔ پھر ۱۸۸۴ء میں وزیرِ اعظم گلیڈسٹون (Gladstone) کے وقت مزید اصلاحیں کی گئیں۔

یہاں یہ امر قابلِ تحریر ہے کہ آج انگلستان میں تمام بالغ مردوں (سوا قیدیوں اور دیوانوں وغیرہ کے) نیز تیس سال کی عمر کی عورتوں کو رائے دینے کا حق حاصل ہے۔

رفاہِ عام کے قوانین | جب ملکہ وکٹوریہ تخت نشین ہوئیں۔ تو انگلستان کے لوگ بہ حیثیتِ مجموعی بُری حالت میں تھے۔ اور فارغ البالی و مسرّت سے کوسوں دُور تھے۔ بے چینی کا دَور دورہ تھا۔ مالداروں اور ناداروں کے مابین تلخ نزاع جاری تھی۔ اسی طرح کارخانوں کے مالکوں اور مزدوروں کے باہمی تعلق کا امتیاز عناد تھا۔ کیونکہ چھوٹے چھوٹے بچّے بھی کارخانوں میں غلاموں کی طرح کام کرتے تھے۔ چوبیس میں سے چودہ اور سولہ گھنٹے تک مزدوروں کو سخت

محنت و مشقت سے کام کرنا پڑتا تھا۔ کہیں دھن پیدا کرنے والی پتھر کے کوئلے کی کانیں تھیں۔ جن کے اندر زمین کے نیچے تاریکی میں مزدور مشقت کرتے تھے۔ کہیں کارخانوں کے انجنوں کی بلند چمنیوں کو صاف کرنے کے لئے لڑکے ان میں داخل کئے جاتے تھے۔ جو کبھی چمنی کے اندر پھنس بھی جاتے تھے۔ مقروض قید خانوں میں ڈالے جاتے تھے۔ اور وہیں بدحالی زندگی بسر کرکے جان دے دیتے تھے۔ ادنیٰ جرموں کی سزا پھانسی تھی۔ اور یہ سزا عام خلائق کے سامنے دی جاتی تھی۔ شاید مطلب یہ تھا کہ لوگوں کو عبرت ہو۔ اس سلسلے میں ایک تعجب انگیز کیفیت یہ تھی کہ انگریز گویا زر کے دیوتا کی پرستش کرتے تھے۔ مثلاً مارپیٹ۔ ضرب خفیف اور ضرب شدید کے جرم کی سزا اتنی سخت نہ تھی۔ جتنی ایک آدھ روپیہ چرانے کی۔ اور غضب پر غضب یہ کہ انسانوں کی لوٹ بھی جاری تھی۔ آدمی اندھیرے سویرے جب اکیلے دکیلے ہوتے۔ تو پکڑے جاتے اور جنگی جہازوں میں ادنیٰ مزدوروں کے کام پر لگائے جاتے۔ جہاں ان سے سخت ترین مشقت لی جاتی۔ غرض خداوند زر کا راج تھا۔ اور غربا اس کے بندے تھے۔

آخر ان حالات کی اصلاح ہوئی۔ مگر آہستہ آہستہ قوم کا ضمیر بیدار ہوا۔ اور خراب و خستہ لوگوں کی آسائش کا مطالبہ ہونے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۳۳ء سے ۱۸۷۰ء تک متعدد قانون وضع کئے گئے۔ کبھی تعلیم عامہ کے لئے پارلیمنٹ نے منظوری دی۔ کبھی ابتدائی مدارس کے قیام کے لئے قواعد بنائے گئے۔ کارخانوں میں بچوں کے لئے کام کے بارہ گھنٹے روزانہ مقرر ہوئے۔ پھر اس ضمن میں مزید اصلاح ہوئی۔ اور دس سال سے کم عمر کے بچوں کا کارخانوں میں کام کرنا ممنوع قرار پایا۔ اسی طرح قید خانوں کی بھی اصلاح ہوئی۔

جنگی واقعات اور جنوبی افریقہ میں توسیع سلطنت | جنگ کریمیا ۱۸۵۴ء سے ۱۸۵۶ء تک ہوتی رہی۔ اس میں انگریزوں اور فرانسیسیوں نے ترکوں کو روس کے خلاف مدد دی۔ کریمیا ایک جزیرہ نما ہے۔ جو بحیرۂ اسود کے شمال میں سمندر کے اندر نکل گیا ہے۔ اس میں اتحادیوں نے فتح پائی۔ اور روس نے شکست کھائی۔ انگریزوں نے ترکوں کو اس لئے مدد دی کہ کچھ عرصے سے روس اور آسٹریا نے ترکوں کے علاقے جو جزیرہ نمائے بلقان میں واقع تھے۔ ان سے چھیننے شروع کر دئے تھے۔ اس پر انگریزوں کی یہ خواہش تھی۔ کہ ترکوں کی تھوڑی بہت ہستی قائم رہے۔ تاکہ روس کو حد سے زیادہ بڑھنے کا موقع نہ ملے۔

جنگ بوئر | جنوبی افریقہ میں ہالینڈ کے نوآباد کاروں نے ایک بستی بسائی تھی جس کا

نام کیپ کولونی (Cepe Coloney) تھا۔ مگر نپولین کے خلاف جنگ کے دوران میں اس پر انگریز قابض ہو گئے تھے لیکن قدامت پسند ڈچ کاشتکار جو بوئر (Boer) کہلاتے تھے انگریزوں کی حکومت سے ناراض تھے۔ اور اس لئے برطانوی نوآبادکاروں سے برسرپرخاش رہتے تھے۔ چنانچہ ان میں سے بہت سے کیپ کولونی سے نکل گئے۔ اور وہیں جنوبی افریقہ میں اپنی جمہوری نوآبادیاں جن میں ایک ٹرانسوال (Transval) تھی۔ قائم کیں۔ اب برطانوی اور بوئر ہمسایوں میں حسد و عناد اور بھی بڑھ گیا۔ اور تنازع کا باعث یہ ہؤا۔ کہ یہاں زر و جواہر کی کانیں دریافت ہوئیں۔ اور ہر قوم کی خواہش یہ ہوئی کہ اسے زیادہ نفع حاصل ہو۔ آخر نوبت جنگ تک پہنچی۔ جو سنہ ۱۸۹۹ء میں شروع ہو کر ملکۂ وکٹوریہ کے جانشین ایڈورڈ ہفتم کے عہد میں سنہ ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی۔ اور بوئروں کی جمہوری مملکتیں انگریزوں کے قبضے میں آ گئیں۔ شروع میں بوئر اور برطانوی نوآبادکار قدیم دشمنی کے سبب ایک دوسرے کے خلاف رہے۔ اور نقضِ امن کے واقعات رونما ہوئے۔ مگر رفتہ رفتہ ان دونوں فریقوں نے "با ہمیں مردماں بہ باید ساخت" پر عمل کیا۔ اور بے چینی دور ہوئی۔ پھر سنہ ۱۹۰۹ء میں اصل برطانوی اور مفتوحہ بوئروں کی نوآبادیاں یک جا کر دی گئیں اور ممالکِ متحدہ جنوبی افریقہ کی تشکیل ہوئی۔ اب حکومتِ انگلستان نے اس ملک کو بھی سلطنتِ برطانیہ کا اہم جزو قرار دے کر کینیڈا اور آسٹریلیا کی طرح حکومتِ خوداختیاری دے دی۔

مصر اور سوڈان | عہدِ وکٹوریہ کا ایک خاص اہم مسئلہ یہ بھی تھا کہ مصر پر کس کو سیاسی قابو حاصل ہو۔ سنہ ۱۸۶۹ء میں خاکنائے سویز کاٹ کر نہر سویز تعمیر کی گئی تھی۔ جس سے بحیرۂ رُوم اور بحیرۂ قلزم کے درمیان بحری راستہ نکل آیا تھا۔ اور اب جہازوں کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ افریقہ کے مغربی ساحل کے گرد چکر کاٹتے ہوئے اور راس امید سے گزرتے ہوئے پھر بحرِ ہند کو عبور کرتے ہوئے ہندوستان پہنچیں۔ نیز نہر سویز نے وہ چھوٹے سے چھوٹا بحری راستہ پیدا کر دیا تھا جس سے گزر کر یورپ والے ہندوستان آ سکتے تھے۔ چونکہ نہر سویز مصر کے علاقے میں تھی۔ اس لئے مصر پر سیاسی اور جنگی تسلط رکھنا انگریزوں کا خاص مدعا تھا۔ اگرچہ اس وقت مصر برائے نام حکومتِ ترکی کے ماتحت تھا۔ مگر یہاں انگریزوں اور فرانسیسیوں نے اپنا اثر و رسوخ قائم کر رکھا تھا۔ مصری چاہتے تھے کہ اغیار کے اِس دوگونہ اقتدار کا جُوا گردن سے اتار پھینکیں۔ چنانچہ انھوں نے بغاوت کی۔ مگر شکست کھائی۔ یہ سنہ ۱۸۸۲ء کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد اگلے سال مصر کے جنوب

میں ملک سوڈان میں شورش برپا ہوئی۔ یہ علاقہ مصر کے ماتحت تھا۔ مگر حاکم مصر (خدیو مصر) کا اس پر کامل تسلط نہ تھا۔ اس لئے یہاں بھی انگریزوں کو دخل دینا پڑا۔ یہاں تک کہ متعدد معرکوں کے بعد سوڈان میں بھی انگریزوں کے قدم جم گئے۔ گویا سلطنت ترکی کے ماتحت مصر اور مصر کے ماتحت سوڈان تھا۔ مگر یہ سیاسی تعلق محض نام نہاد تھا۔ ورنہ ساری وادی مصر میں انگریزوں کا سیاسی رتبہ باقی سب پر فائق تھا۔ چنانچہ سنہ ۱۸۹۹ء میں فرانسیسیوں نے بھی مصر پر اپنے ملکی دعادی سے ہاتھ اٹھایا۔ اور انگریزوں کی فوقیت کو سب نے تسلیم کر لیا۔

آئرلینڈ کے متعلق وزیر اعظم گلیڈسٹون چاہتا تھا۔ کہ اس ملک کو حکومت خود اختیاری زیر سایۂ تاج برطانیہ دے دی جائے۔ اور وہاں آئرلینڈ والوں کی جدا پارلیمینٹ مقرر کی جائے۔ مگر اس میں اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اور آئرلینڈ کو حکومت خود اختیاری نہ ملی۔

وسعت سلطنت کینیڈا اور آسٹریلیا سلطنت برطانیہ کی وسعت کی داستان ہندوستان کے متعلق نسبتاً تفصیل کے ساتھ اور دنیا کے دیگر مقامات کی بابت مختصر طور پر علیحدہ بیان کی جائے گی۔ چنانچہ اوراق سابقہ میں اس کی طرف محض مختصر اشارات پر اکتفا کیا گیا ہے۔ پس یہاں صرف اتنا لکھا جاتا ہے۔ کہ عہد وکٹوریہ میں ایک تو جنوبی افریقہ میں مملکت متحدۂ جنوبی افریقہ (زیر سایۂ تاج برطانیہ) کی تشکیل و تنظیم سنہ ۱۹۱۰ء میں ہوئی۔ اور اس نے حکومت خود اختیاری پائی۔ دوسرے شمالی امریکہ کے شمالی حصے ریاست کینیڈا میں جو فرانسیسیوں کو شکست دے کر حاصل کی گئی تھی۔ اور جس میں قدیم فرانسیسی نو آبادکاروں اور برطانوی تارکان وطن کے مابین تنازعات ہوا کرتے تھے۔ انگریزی بستیاں اور سیاسی نو آبادیاں یکجا کی گئیں۔ اور اس عظیم الشان علاقے کا نام مملکت کینیڈا رکھا گیا۔

برّ اعظم آسٹریلیا میں یوں تو وزیر اعظم پٹ خورد کے دوران وزارت میں انگریز نو آباد کاروں نے بستیاں بسانی شروع کر دی تھیں۔ مگر جب یہاں سونے کی کانیں دریافت ہوئیں تو اس وسیع برّ اعظم کی اہمیت یکایک بہت بڑھ گئی۔ چنانچہ بستیوں پر بستیاں یا نو آبادیاں بسائی جانے لگیں۔ اور سنہ ۱۹۰۱ء میں ان سب کو بھی یکجا کیا گیا۔ اور سارے برّ اعظم کی نو آبادیوں نے متحدہ طور پر مملکت مشترکہ آسٹریلیا (زیر سایۂ برطانیہ) نام پایا۔

اخلاق وعادات ملکۂ وکٹوریہ بہت نیک دل اور با اخلاق تھیں۔ تعصب نام کو بھی نہیں تھا۔ اپنے ملازموں اور ملاقاتیوں سے نہایت کشادہ پیشانی سے پیش آتی تھیں۔ ایک دفعہ ان کے بچوں کی کوئی استانی اپنی بیمار والدہ کی خبر گیری کے لئے رخصت کی طالب ہوئی

تو ملکہ نے فرمایا: "تم بے شک اپنی والدہ کی خبر گیری کرو۔ میں تمہاری غیر حاضری کے دنوں میں تمہارا کام خود کروں گی"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور جب اس کی ماں مرگئی۔ تو ملکہ نے اس کی برسی پر اُسے ایک طلائی تعویذ عنایت فرمایا۔ جس پر اس کی ماں کی تاریخ وفات وغیرہ کندہ تھی۔

تالیفِ قلوب کا جوہر بھی ملکہ کو فطرت سے ودیعت ہوا تھا۔ چنانچہ وہ ہر کہ ومہ کے ساتھ محبت سے پیش آتیں۔ سلام کا جواب نہایت تپاک سے دیتیں۔ اور جو کوئی عرض معروض کرتا۔ اسے توجہ سے سن کر مناسب امداد فرماتیں۔

ملکۂ وکٹوریہ نے سفر و حضر میں بے تکلفانہ نشست و برخاست سے بھی رعایا پر ایک مسحور کن اثر ڈال رکھا تھا۔ ایک دفعہ حضور ممدوحہ کسی بڑھیا کے مکان پر گئیں۔ اور دیر تک گفت و شنید فرماتی رہیں۔ چلتے وقت فرمایا۔ "لیڈی! اب تو تم مجھ سے نہ ڈرو گی۔ اور میرے ہاں آیا جایا کرو گی"۔ بڑھیا نے جواب دیا۔ "ملکہ صاحبہ! میں آپ سے تو اب نہ ڈروں گی۔ مگر آپ کے نوکروں سے ضرور ڈر لگتا ہے"۔

ملکۂ وکٹوریہ کی رحم دلی بھی ضرب المثل ہے۔ چنانچہ جب حضورِ ممدوحہ نے ہندوستان کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اور مشہور اعلان شاہی کا مسودہ ان کے حضور میں دستخط کے لئے پیش ہوا۔ تو انھوں نے اس کی سخت طرزِ تحریر اور خفیف رعایتوں کو ملاحظہ فرما کر اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا۔ "مجھ جیسی عیسائی عورت کس طرح اس پر دستخط کر سکتی ہے"۔ اس پر دوسرا مسودہ تیار ہوا۔ مگر پھر بھی بہت سے الفاظ میں ترمیم و اضافہ فرما کر دستخط کئے۔

ملکۂ وکٹوریہ کے کردار پر رائے اور ان کا زمانہ واقفِ حال اور نکتہ شناس مؤرخ کہتے ہیں۔ کہ جب وکٹوریہ تخت نشین ہوئی۔ تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انگلستان میں ہینوور خاندان کی حکومت بلکہ خود اصول و دستورِ بادشاہت ہر طرح محفوظ تھے۔ بلکہ ایسے حالات مثلاً انقلابِ صنعتی کے باعث سرمایہ داروں اور مزدوروں کے مابین تلخ تعلقات موجود تھے کہ سرے سے بادشاہت ہی جمہوریت میں بدل جائے۔ جارج سوم نے بادشاہ کی شخصیت کو ہر دلعزیز تو بنایا۔ مگر اس کے لیے کامل احترام حاصل نہ کر سکا۔ پھر جارج چہارم ہر دلعزیز تھا۔ اور نہ محترم۔ ولیم چہارم نے فرماں روائی ہر دل عزیزی تو از سرِ نو پیدا کر لی۔ مگر شان و شوکت اور وجاہت کی تخلیق سے وہ بھی قاصر رہا۔ بات یہ ہے کہ قسامِ ازل نے ملکۂ وکٹوریہ ہی کے لئے یہ امر قسمت کیا تھا۔ کہ وہ نہ صرف بادشاہت کو رعایا کی نظروں میں قابلِ عزت بنائیں

بلکہ فرماں رواکی ہستی بھی محبوب ہو جاتے ۔

ملکہ وکٹوریہ کے والدین ایسے پائے تھے کہ انھوں نے بڑی احتیاط سے شہزادی کی تربیت کی۔ ضبط و نظم ۔ پابندی اوقات ۔ بزرگوں کی فرماں برداری اور ذاتی ایثار یہ سب ایسے اوصاف تھے ۔ کہ عملی طور پر ان کی زندگی کے رویے میں شروع ہی سے شامل کئے گئے ۔ اور ان کا چونسٹھ سال کا عہد بتاتا ہے ۔ کہ یہ کردار کی خصوصیتیں اول سے آخر تک ان کے اعمال کا جزو رہیں ۔

فرماں روائی حاصل کرنے کے بعد وکٹوریہ نے اپنے آپ کو ملک کے اندرونی حالات اور خارجہ تعلقات سے ہمیشہ باخبر رکھا۔ معاملات ملکی میں وہ بڑی تندہی اور احتیاط سے کام کرتی تھیں۔ اُن کے شوہر جنھوں نے ملکہ کے سکرٹری کی حیثیت اختیار کر لی ۔ انھیں بڑی مدد دیتے تھے ۔ مگر حکومت کے اشغال کے باوجود ملکہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھی خاص توجہ دیتی تھیں۔ غرض وکٹوریہ صرف نام کی فرماں روا نہ تھیں ۔ بلکہ واقعی حکومت کرتی تھیں۔ البتہ قانون و آئین برطانیہ کے بموجب اپنے وزرا کے مشوروں کے مطابق کار فرما ہوتی تھیں۔ ان کے عہد کے دوران میں انگلستان نے بڑی ترقی کی ۔ چنانچہ سیاسیات۔ خارجہ معاملات و تعلقات ۔ اقتصادیات اور ادبیات کی دنیا میں نیز معاشرتی تغیرات کے عالم میں ان کے عہد حکومت نے ان وقتوں پر ان کے نام کی مہر اس طرح ثبت کی ۔ کہ سنہ ۱۸۳۷ء سے سنہ ۱۹۰۱ء تک کی مدت نے "وکٹوریہ کا زمانہ" نام پایا ۔

وفات اور اولاد | اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء میں ملکہ وکٹوریہ بھوک نہ لگنے کی بیماری میں مبتلا ہوئیں اور وسط جنوری سنہ ۱۹۰۱ء میں طبیعت زیادہ کمزور ہو گئی ۔ آخر ۲۲ اور ۲۳ جنوری کی درمیانی شب کو ایک بجے تقریباً بیاسی سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہو گیا ۔ مگر رسم شاہی کے مطابق جنازہ اٹھانے کی تاریخ یکم فروری سنہ ۱۹۰۱ء اور دفن کی تاریخ ۴ فروری سنہ ۱۹۰۱ء مقرر کی گئی ۔ اس عرصے میں ملکہ کی لاش بدستور محل آسبورن میں پڑی رہی ۔ اور اس کی حفاظت ایک رکن خاندان اور دو ہندوستانی خدمت گاروں کے سپرد کی گئی ۔ علاوہ بریں محل کے اردگرد فوجی پہرہ بھی لگا رہا ۔ یہ وقفہ اس لئے دیا گیا کہ ایک تو تمام اعزہ و اقربا جمع ہو جائیں دوسرے فوجی جلوس کا بھی بخوبی بندوبست ہو جائے ۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ رشتہ دار اور خاص اہل خدمت متوفیہ کے بعد بھی چند دن تک ان کی صورت دیکھنے سے محروم نہ رہیں ۔

یکم فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو جنازے کا جلوس محل آسبورن سے روانہ ہوا ۔ اور شاہانہ شان سے

محل سے ونڈسر کے شاہی گرجے میں پہنچایا گیا۔ ۴ فروری کو ملکہ کی لاش فروگ مور کے قبرستان میں ان کے پیارے البرٹ کی قبر کے پہلو میں سپرد خاک کردی گئی۔

جونہی ملکہ وکٹوریہ کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی۔ انگلستان۔ ہندوستان اور تمام دوسرے مقبوضات میں صف ماتم بچھ گئی۔ تعزیتی جلسے منعقد کئے گئے۔ دل دوز مرثیے اور قطعات تاریخ لکھے گئے۔ اخبارات کے صفحوں کے صفحے ہفتوں تک غم و ماتم کے لئے وقف رہے غرض اس ہر دل عزیز ملکہ کی یاد میں ایک عالم گیر ماتم بپا ہوا۔ اور جگہ جگہ متعدد یادگاریں قائم کی گئیں۔

ملکہ وکٹوریہ کے بطن سے حسب ذیل چار شہزادے اور پانچ شہزادیاں پیدا ہوئیں:۔

(۱) ایڈورڈ البرٹ (Edward Albert)
(۲) الفرڈ ارنسٹ البرٹ (Alfred Earnest Albert)
(۳) آرتھر ولیم پیٹرک البرٹ (Arthur William Petrick Albert)
(۴) لیوپولڈ جارج ڈنکن البرٹ (Leopold George Dunkin Albert)
(۵) وکٹوریہ ایڈی لیڈ میری لوئیسا (Victoria Adelaide Mary Louisa)
(۶) موڈ میری الیس (Mood Mary Alius)
(۷) آگسٹا وکٹوریہ ہیلینا (Augusta Victoria Hellina)
(۸) لوئیسا کیرولائن البرٹا (Louisa Keroline Alberta)
(۹) بیٹرس میری وکٹوریہ فیوڈور (Betress Mary Victoria Feudor)

۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو ملکہ وکٹوریہ کے انتقال کے بعد ان کے سب سے بڑے فرزند شہزادہ البرٹ ایڈورڈ کی نسبت حسب ضابطہ انگلستان کے عمائد دینی و دنیوی کی طرف سے تخت نشینی کا اعلان کیا گیا۔ ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو باقاعدہ شہنشاہ کی رسم حلف ادا ہوئی جس میں تمام عمائد سلطنت اہل خاندان اور دوسرے ممالک کے شہزادے موجود تھے۔ چنانچہ شہنشاہ ممدوح نے باضابطہ مذہبی استواری۔ رعایا کی نگہداشت۔ پارلیمنٹ کی پیروی اور عدل و انصاف کی برقراری کا اقرار فرمایا

دُوسری فصل

شہنشاہِ ایڈورڈ ہفتم کی تخت نشینی

جب شہنشاہِ ایڈورڈ ہفتم تخت پر بیٹھے۔ تو ان کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ آپ ۹ نومبر ۱۸۴۱ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۵ جنوری ۱۸۴۲ء کو آپ کی رسمِ اصطباغ ادا ہوئی۔ اس وقت شہنشاہ فریڈرک ولیم (His Imperial Majesty Frederik William) قیصرِ جرمنی آپ کے دھرم باپ بنائے گئے۔

تعلیم و تربیت

چونکہ اپنی بڑی ہمشیرہ کے بعد ملکۂ وکٹوریہ اور شہزادہ البرٹ کنسرٹ کے سب سے بڑے صاحبزادے آپ ہی تھے۔ اس لئے سلطنتِ برطانیہ کے ولیعہد بھی آپ ہی مقرر کئے گئے۔ شہزادہ ایڈورڈ کی تعلیم و تربیت خود ملکۂ وکٹوریہ آنجہانی کی نگرانی میں شروع ہوئی۔ سب سے پہلے آپ کو مذہبی تعلیم دی گئی۔ کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد مختلف علوم و فنون کی تعلیم دینے کا انتظام کیا گیا۔ چنانچہ شاہی باغ کے ایک عجائب خانے میں ہر طرح کے انجنوں، جہازوں اور کلوں کے علاوہ زراعتی کھیتوں کے نمونے بنا دئے گئے تاکہ آپ محض ادبی تعلیم کے علاوہ علمی تعلیم بھی حاصل کر سکیں۔ ابھی شہزادہ ایڈورڈ کی عمر صرف ۵ سال کی تھی۔ کہ انگلستان کے کسی عالی دماغ انسان نے اپنا نام لکھے بغیر اس موضوع پر ایک رسالہ چھپوایا کہ "سلطنتِ برطانیہ کے ولیعہد کی تعلیم و تربیت کیسی ہونی چاہیئے"؟ آپ کے والدین نے اِس رسالے کی بعض تجویزوں کو پسند فرما کر ولیعہد کی تعلیم کے سلسلے میں اُن کا بھی اضافہ کر دیا۔ خانگی تعلیم کے بعد شہزادہ ایڈورڈ نے آکسفورڈ کیمبرج اور اڈنبرا میں تعلیم مکمل کی۔ اگرچہ ولیعہد کو مختلف علوم و فنون کی تعلیم دی گئی لیکن آپ کو قانون اور تاریخِ زباندانی کا خاص شوق تھا۔ چنانچہ آپ نے بیرسٹری کا امتحان بھی پاس کیا۔ شہزادے کو جنگی تعلیم حاصل کرنے کا بھی بڑا شوق تھا۔ اس لئے آپ نے کئی جنگی امتحانات پاس کئے۔ اِسی زمانے میں سررشتۂ بحری کے آنریری ایڈمرل (Honorary Admiral) اور رائل نیوی ریزرو (Royal Navy Reserve)

کے آنریری کیپٹن ہونے کے علاوہ آپ جرمن فوج کے فیلڈ مارشل (Field-Marshal) اور
متعدد انگریزی فوجوں کے کرنل انچیف (Colonel-in-Chief) بھی بنائے گئے۔

ولیعہدی کا اعلان | برطانیہ میں قاعدہ ہے۔ کہ بالغ ہونے سے پہلے ولیعہدِ سلطنت کا مذہب
و اخلاق کے متعلق ایک امتحان لیا جاتا ہے۔ آپ اس امتحان میں اعزاز کے ساتھ کامیاب
ہوئے۔ اب سرکاری گزٹ کے ذریعے سے آپ کی ولیعہدی کا اعلان کیا گیا۔ آرڈر
آف دی گارٹر (Order of the Garter) کا اعزازی تمغہ عطا کیا گیا۔ آپ کے بالغ ہونے
کے بعد جب ملکہ معظمہ نے آپ کو اپنی نگرانی سے آزاد کیا۔ تو اس موقع پر آپ کو ایک
نصیحت آمیز خط بھی لکھا۔ اس میں ملکہ معظمہ نے جو باتیں تحریر فرمائی تھیں۔ ان کا شہزادہ
ایڈورڈ پر ہمیشہ اثر رہا۔ سنہ ۱۸۶۱ء میں آپ کو باضابطہ مالبرو ہاؤس میں اقامت اختیار
کرنے کی اجازت عطا کی گئی۔

ولیعہد کی شادی | شہزادے کی شادی پارلیمنٹ کی منظوری سے ڈنمارک کی شہزادی الگزنڈرا
(Princess Alexandra of Denmark) کے ساتھ قرار پائی۔ آپ کے لئے
چالیس ہزار پونڈ سالانہ اور ولیعہد بیگم کے لئے دس ہزار پونڈ سالانہ کی جاگیر منظور کی
گئی۔ ۷ مارچ ۱۸۶۳ء کو ہر رائل ہائینس پرنسس الگزنڈرا ڈنمارک سے انگلستان تشریف
لائیں۔ اور ۱۰ مارچ ۱۸۶۳ء کو ٹھیک ½ ۱۱ بجے قبل دوپہر ارکان خاندان شاہی
کی موجودگی میں سینٹ جارج کے گرجے میں ہز رائل ہائینس پرنس ایڈورڈ سے آپ کی
شادی ہوئی۔ اور دولہا دلہن نے باضابطہ شادی کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے۔ اس
شادی میں دولہا اور دلہن کو جو تحائف موصول ہوئے۔ ان کی قیمت دو لاکھ پونڈ سے
کسی طرح کم نہ ہوگی۔ شادی کے بعد شہزادہ اور شہزادی ہنی مون کے سلسلے میں سیر یورپ
کے لئے روانہ ہوگئے۔ شہزادہ ایڈورڈ کی شادی کے موقع پر بازاروں کی آرائش و
زیبائش کے لئے تین لاکھ پونڈ کی رقم منظور کی گئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس تقریب میں جو
شاہی ضیافت ہوئی۔ اس میں جو برتن استعمال کئے گئے۔ ان کی قیمت دس لاکھ پونڈ
تھی۔ شادی میں شہزادی کو شہزادہ ایڈورڈ کے والدین کی طرف سے جو سامان دیا گیا۔
اس کے علاوہ لندن کمپنی کی طرف سے بھی آپ کی خدمت میں دس ہزار پونڈ (تقریباً
ڈیڑھ لاکھ روپیہ) کا ایک مرصع کنٹھا پیش کیا گیا۔

ولیعہد کی اولاد | اس شادی سے شہزادہ ایڈورڈ اور شہزادی الگزنڈرا کے ہاں چھ بچے
پیدا ہوئے۔ (۱) شہزادہ البرٹ وکٹر ۱۸ جولائی ۱۸۶۴ء کو پیدا ہوئے۔ اور ولی عہدِ

سلطنت مقرر کئے گئے۔ لیکن افسوس کہ ۱۸۹۲ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ (۲) شہزادہ فریڈرک ارنسٹ۔ ۳ جون ۱۸۶۵ء کو پیدا ہوئے۔ اپنے بھائی کے انتقال کے بعد سلطنت برطانیہ کے ولیعہد قرار پائے۔ اور آج کل جارج پنجم کے نام سے قلمرو شہ برطانیہ پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ (۳) شہزادی لوئیس وکٹوریہ الگزنڈرا۔ ۲۰ فروری ۱۸۶۷ء کو پیدا ہوئیں۔ ان کی شادی ارل آف فائف (Earl of Fife) سے قرار پائی۔ (۴) شہزادی وکٹوریہ میری۔ (۵) شہزادی جولیٹ میری وکٹوریہ۔ ۲۶ نومبر ۱۸۶۹ء کو کتم عدم سے عالم وجود میں آئیں۔ (۶) شہزادی الگزنڈرا۔ یہ پیدا ہونے سے چند روز بعد انتقال کر گئیں۔ شہزادہ ایڈورڈ نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام نہایت اعلیٰ پیمانے پر کیا۔ اور زندگی کا تجربہ حاصل کرنے کے لئے انھیں دنیا کے مختلف حصوں کی سیاحت کرنے کی اجازت دے دی۔

سیر و سیاحت | شہزادہ ایڈورڈ کو مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کا بڑا شوق تھا۔ ابھی آپ کی عمر صرف ۱۳ سال کی تھی۔ کہ اپنی بڑی ہمشیرہ سے ملنے گئے۔ اور جب مقررہ لائحہ عمل کے مطابق وہاں قیام کرنے کا زمانہ گزر گیا۔ تو آپ نے وہاں چند روز اور ٹھہرنے کی اجازت طلب کی۔ شہزادہ ایڈورڈ نے یورپ۔ امریکہ۔ ہندوستان۔ مصر وغیرہ مختلف ممالک کی کافی سیاحت کی۔ اور بعض مقامات پر تو لوگوں کے اصل حالات معلوم کرنے کے لئے آپ نے لباس بھی تبدیل کرکے سیر کی۔ جس ملک میں پہنچے۔ وہاں آپکا نہایت شاندار استقبال کیا گیا۔ دوران سیاحت میں شہنشاہ جرمنی نے آپ کو آرڈر آف دی ایگل (Order of the Eagle) کا خطاب عطا کیا۔ سلطان ترکی نے نہایت اعلیٰ پیمانے پر آپ کا استقبال کیا۔ جب آپ واشنگٹن (Washingten) پہنچے۔ تو واشنگٹن کے مقبرے کی زیارت کی۔ اور اپنی تشریف آوری کی یادگار میں ایک درخت لگانے کی خواہش ظاہر کی۔ اہل امریکہ شہزادہ ایڈورڈ کی اس بے تعصبی سے بے حد خوش ہوئے۔ کیونکہ واشنگٹن ہی وہ شخص تھا۔ جس نے اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لئے انگلستان سے متعدد لڑائیاں لڑی تھیں۔ ۱۸۶۰ء میں آپ ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کے نائب کی حیثیت سے کینیڈا تشریف لے گئے۔ اور دوسری مرتبہ ۱۸۶۱ء میں اتاوا گئے۔ اور کینیڈا کی پارلیمنٹ کا سنگ بنیاد نصب کیا۔

ہندوستان کا سفر | ملکہ معظمہ کی ہدایت کے بموجب ۱۸۷۵ء کے آخر میں آپنے ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ پارلیمنٹ نے آپ کے اخراجات سفر کے لئے ایک لاکھ پونڈ کی رقم خطیر

منعقد کی گئی تھی۔ ۹ نومبر ۱۹۲۱ء کو آپ ساحل بمبئی پر پہنچے۔ گورنر بمبئی نے اعلیٰ حکام، والیان ریاست اور امراء و رؤسا کی معیت میں آپ کا شاندار استقبال کیا۔ یہاں سے آپ گورنمنٹ ہاؤس تشریف لے گئے۔ بمبئی سے شہزادہ ایڈورڈ ہندوستان کے مختلف حصوں کی سیاحت پر روانہ ہوئے۔ اس سفر میں آپ نے بمبئی۔ مدراس۔ کلکتہ۔ پنجاب۔ صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ۔ حیدرآباد دکن۔ میسور۔ بڑودہ وغیرہ کی سیاحت فرمائی۔ اس سیاحت میں ۳½ ماہ صرف ہوئے۔ ہر مقام پر حکام۔ والیان ریاست اور رعایا کی طرف سے آپ کا بڑے اعلیٰ پیمانے پر استقبال ہوا۔ دہلی میں آپ کی تشریف آوری پر ایک شاندار جلوس نکالا گیا۔ اور متعدد تقریبوں کا اہتمام کیا گیا۔ لاہور میں چار روز قیام فرمایا۔ یہاں آپ کو خاص مقامات کی سیر کرائی گئی۔ شالامار باغ میں چراغاں اور گارڈن پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ میونسپلٹی کی طرف سے سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ اور متعدد والیان ریاست سے ملاقاتیں ہوئیں۔ جموں کی سیاحت میں آپ کی پیشوائی کے لئے مہاراجہ کشمیر سات میل آگے چل کر راہ ہی میں موجود تھے۔ جب آپ جموں کی سیر فرما کر واپس ہونے لگے۔ تو مہاراجہ صاحب نے آپ کی خدمت میں بہت سے بیش بہا تحفے پیش کئے۔ واپسی پر آپ نے وزیر آباد کے قریب دریائے چناب کے پُل کا افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد امرت سر کی سیر فرمائی۔ جہاں دیسی عیسائیوں اور باشندگان شہر کی طرف سے آپ کی خدمت میں سپاس نامے پیش کئے گئے۔ پھر آپ بمبئی تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے ۱۴ مارچ ۱۹۲۲ء کو انگلستان روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچنے کے بعد آپ نے ایک شاندار تقریر کے ذریعے سے سیاحت ہند کی کامیابی کا اعتراف فرمایا۔

شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کی ذاتی خوبیاں

شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم بچپن ہی سے بے حد ذہین و طباع واقع ہوئے تھے۔ انھوں نے طبیعت نہایت سادہ پائی تھی۔ ان کی رحم دلی کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ گاڑی میں چلے جا رہے تھے۔ اتنے میں دیکھا کہ ایک اندھا راستے کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر جانا چاہتا ہے۔ لیکن گاڑیوں کی کثرت کے باعث نہیں جا سکتا۔ آپ سے یہ نظارہ نہ دیکھا گیا۔ آپ نے فوراً اپنی گاڑی سے اتر کر اسے راستے کے دوسرے سرے پر پہنچا دیا۔ اور اس کے ہاتھ میں کچھ نقدی دے کر نہایت خوشی سے اسے رخصت کر دیا۔ چند روز آپ کی خدمت میں ڈاک کے ذریعے سے ایک چاندی کا قلمدان پہنچا۔ جس پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ "ایک ایسا شخص یہ ناچیز تحفہ شہزادۂ ویلز کی خدمت میں پیش کرتا ہے جس نے شہزادۂ موصوف دنیوی

مرتبے کا کوئی خیال کئے بغیر ستے عیسائیوں کی طرح ایک اندھے کی خدمت کرتے دیکھا ہے"
اسی طرح ایک مرتبہ آپ چند لوگوں کے ساتھ شکار کرتے ہوئے ایک کھیت میں سے گزرے۔
اس پر کھیت کا مالک بہت بگڑا۔ اور اس نے کہا۔ چونکہ آپ لوگ میرے کھیت سے
بلا اجازت گزرے ہیں۔ لہٰذا بطور جرمانہ ایک شلنگ ادا کیجئے۔ ساتھیوں نے اُسے آپ
کے اصل مرتبے سے آگاہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر آپ نے انھیں فوراً روک دیا۔ اور
جرمانے کی رقم ادا کر دی۔ ایک دفعہ آپ اپنے ایک دوست کے ہمراہ ٹہلتے ہوئے کسی
گاؤں میں جا نکلے۔ قضائے کار بارش شروع ہوگئی۔ بارش سے بچنے کے لئے آپ ایک
ڈبل روٹی والے کے سائبان کے نیچے ٹھہر گئے۔ جب بارش ذرا تھمی۔ تو آپکے دوست
نے مالک مکان سے پوچھا۔ کیا آپ کے پاس کوئی چھاتا بھی ہے؟ مالک مکان کوئی تُند
مزاج تھا۔ اس نے کڑک کر کہا۔ میرے پاس دو چھاتے ہیں۔ خواہ پرنس آف ویلز ہی کیوں
نہ آجائیں۔ میں نیا چھاتا کسی کو دینے پر تیار نہیں۔ البتہ اس شرط پر پرانا چھاتا دیتا ہوں
کہ اسے واپس پہنچا دیں۔ شہزادہ ایڈورڈ کے دوست نے پرانا چھاتا لے کر شہزادے
کو قصرِ شاہی تک پہنچا دیا۔ شہزادے نے چھاتے کے مالک کو اس کے پرانے
چھاتے کے ساتھ ایک نیا چھاتا بھی بھجوا دیا۔

شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم علمی لحاظ سے بھی ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے تیرہ یونیورسٹیوں
کی طرف سے مختلف علوم و فنون کے متعلق انھیں اعلیٰ ڈگریاں عطا کی گئی تھیں۔ ویلز
یونیورسٹی کے تو آپ چانسلر مقرر ہوئے تھے۔ شہنشاہ موصوف انگریزی کے علاوہ جرمن
فرانسیسی۔ اطالوی وغیرہ متعدد زبانوں کے ماہر تھے۔ سائنس کے ضمن میں جن انکشافات
وایجادات کا سلسلہ ملکۂ وکٹوریہ کے عہد میں شروع ہوا تھا۔ اسے آپ کے ہاتھ سے
زبردست ترقی ہوئی۔ اور انسانی آسائش کی نئی راہیں کھل گئیں۔

شہنشاہ کو نئے نئے فیشن ایجاد کرنے میں بھی خوب ملکہ حاصل تھا۔ چنانچہ پوشاکوں
کے متعلق آپ کے ایجاد کئے ہوئے فیشن ساری دنیا میں مقبول ہوئے۔ مہمانوں کی
خاطر مدارات میں بھی آپ کو خاص سلیقہ حاصل تھا۔ چنانچہ جب ملکہ وکٹوریہ آنجہانی
کی جوبلی میں شرکت کے لئے زارِ روس اور شاہِ ایران انگلستان آئے۔ تو ان کی میزبانی کے
فرائض آپ ہی نے ادا کئے تھے۔

جانشینی کا اعلان شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کا زمانۂ ولیعہدی غیر معمولی طور پر بہت طویل واقع
ہوا تھا۔ لیکن آپ نے یہ پورا زمانہ نہایت محزم واحتیاط سے بسر کیا۔ ۲۱ جنوری سنہ۱۹۰۱ء

کو ۱/۲ ۶ بجے شام آپ کی والدۂ محترمہ ملکۂ وکٹوریہ کا انتقال ہوا۔ اس حادثۂ جانکاہ کی باقاعدہ اطلاع رات کے کوئی دس بجے لندن کے میئر کو دی گئی۔ اطلاع ملتے ہی پورا شہر اظہارِ تعزیت کے لئے قصرِ شاہی کے سامنے جمع ہو گیا۔ ۲۳ جنوری کی شام کو شہزادہ ایڈورڈ نے ملکۂ معظمہ کی لاش کو ونڈسر میں لانے کا انتظام کیا۔ اور پورے خاندان کے ساتھ خود بھی ونڈسر تشریف لے گئے۔ اسی روز کورٹ سینٹ جیمز اور امراء اور عمائد کی طرف سے آپ کی جانشینی کے متعلق ایک اعلان تیار کیا گیا۔ اور جب ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو آپ قصرِ سینٹ جیمز میں پہنچے۔ تو وزراء، امراء، پریوی کونسل کے ارکان اور دوسرے مقتدر اصحاب کے سامنے یہ اعلان سنایا گیا۔ اس موقع پر آپ نے ایک نہایت مؤثر تقریر کی۔ جانشینی کا اعلان ہونے کے بعد آپ سے حلف لیا گیا۔ اور آپ نے پارلیمنٹ کے منظور کئے ہوئے قوانین اور دستور کے مطابق حکومت کرنے اور پروٹسٹنٹ مذہب کی حفاظت کرنے کا اقرار کیا۔ ۲۵ جنوری کو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ملکۂ الگزنڈرا کی معیت میں پہلے دار الامراء پھر دار العوام گئے اور باضابطہ اپنی والدۂ محترمہ ملکۂ وکٹوریہ کے انتقال کی اطلاع دی۔ دونوں ایوانوں کی طرف سے پہلے ملکۂ وکٹوریہ کی موت پر اظہارِ افسوس کی قرارداد منظور ہوئی۔ اور اس کے بعد آپ کی تخت نشینی پر آپ کو مبارکباد دی گئی۔

والیانِ ریاست ہائے ہند کے نام شہنشاہ کا پیغام ملکۂ وکٹوریہ کی تجہیز و تکفین سے فرصت پانے کے بعد آپ نے والیانِ ریاست ہائے ہند کے نام اس مفہوم کا ایک اعلان جاری کیا۔

"ہرگاہ کہ اپنی والدۂ محترمہ ملکۂ وکٹوریہ کی وفات حسرت آیات کے بعد اب ایں جانب اُس تختِ حکومت پر رونق افروز ہوئے ہیں۔ جو قدیم سلسلے کے مطابق ہم تک پہنچا ہے۔ لہٰذا ہم ریاست ہائے ہند کے حکمرانوں، رؤسا اور اپنی سلطنت کے باشندوں کو سلام بھیجتے ہیں۔ اور ان کی بہبود کے متعلق ہماری جو دلی تمنا ہے۔ اس کی نسبت انھیں یقین دلانا چاہتے ہیں۔ کہ ہماری نامور پیشرو اس ملک کی پہلی حکمران تھیں جنھوں نے ہندوستان کے امورِ سلطنت کو پہلی مرتبہ براہِ راست اپنے ہاتھوں میں لیا۔ اور اس عظیم الشان ملک سے اپنی وابستگی و تعلق کے اظہار کے لئے "قیصرۂ ہند" کا لقب اختیار کیا۔ ملکۂ وکٹوریہ آنجہانی کو ہندوستان کے تمام معاملات سے نہایت گہری دلچسپی تھی۔ اسی طرح اس ملک کے کروڑوں باشندوں کو ملکۂ معظمہ کی ذات ستودہ صفات سے جو محبت تھی۔ اس سے بھی ہم پوری طرح آگاہ ہیں۔ اس کا نمایاں ثبوت اس عظیم الشان امداد سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو والیانِ ریاست ہائے ہند نے جنوبی افریقہ کی جنگ میں دی۔ اور جس کا ثبوت ہندوستان کے باہر اپنی بہادری

کے جوہر دکھا کر دیسی سپاہیوں نے دیا۔ ملکۂ معظمہ کے زمانۂ حیات میں ہی جانبے ان کی خواہش کے مطابق ہندوستان کا سفر کیا تھا۔ اِس سفر میں مابدولت نے والیانِ ریاست نے ہند اور ملک کے دُوسرے معزز اصحاب سے ملاقات کرنے کے علاوہ وہاں کے شہروں کو بھی بچشم خود دیکھا تھا۔ اُس وقت اس سفر سے ہمارے دل پر جو گہرا اثر پڑا تھا۔ وہ کبھی محو نہ ہوگا۔ ہم ملکۂ معظمہ آنجہانی کے نقشِ قدم پر چل کر اپنی رعایا کے تمام طبقوں کی فلاح و بہبود کے لیے سرگرمی سے کوشاں رہیں گے"۔

ولیعہدی کے زمانے میں آپ کو تقریباً دو لاکھ پونڈ سالانہ وظیفہ ملا کرتا تھا۔ لیکن جب آپ تختِ حکومت پر متمکن ہوئے۔ تو وظیفے کی رقم میں اضافہ کر کے اُسے ۵ لاکھ ستر ہزار پونڈ سالانہ کر دیا گیا۔ ملکۂ الگزنڈرا کے لئے فیصلہ کیا گیا۔ کہ اگر وہ بیوہ ہو جائیں۔ تو انھیں ستر ہزار پونڈ وظیفہ دیا جائے۔ اِسی طرح آپ کی صاحبزادیوں کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ وظیفے مقرر کئے گئے۔ اور اس وقت سے سلطنت کے سکوں اور ٹکٹوں پر آپ کی تصویر کا اجرا ہُوا۔ اگرچہ عام طور پر تخت نشینی سے تاجپوشی کا فاصلہ ایک سال سے زیادہ نہیں ہوتا۔ لیکن اس زمانے میں ایک تو ٹرانسوال میں جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ دُوسرے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ یعنی قیصر جرمنی کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ لہٰذا آپ کی تاجپوشی کی مدت توقع سے زیادہ دراز ہو گئی۔

جشن تاجپوشی اِن امور سے فراغت پانے کے بعد اعلان کیا گیا۔ کہ ۲۶ جون سنہ ۱۹۰۲ء کو انگلستان میں اور یکم جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو ہندوستان میں دربارِ تاجپوشی منعقد کیا جائے گا۔ شہنشاہ کے تاج کی قیمت ایک لاکھ پونڈ یا پندرہ لاکھ روپے تھی۔ اس میں بیس ہیرے ایسے لگائے گئے تھے۔ جن میں سے ہر ایک کی قیمت پندرہ پندرہ سو پونڈ تھی۔ پھر نیچے کی طرف ایسے چون (۲۰۵۰) ہیرے جڑے گئے تھے۔ جن میں سے ہر ایک کی قیمت ایک ایک سو پونڈ تھی۔ تاج کے بیچ میں اوپر کی طرف دو الماس لگائے گئے تھے۔ جن کی قیمت تیس تیس ہزار روپے تھی۔ اسی طرح اور بھی متعدد قیمتی ہیرے اور موتی لگائے گئے تھے۔ تاج میں جو سونا اور چاندی لگایا گیا تھا۔ اس کی قیمت اس کے علاوہ ہے۔ ملکۂ الگزنڈرا کا تاج نہایت سُبک بنایا گیا تھا۔ اس تاج میں دُوسرے قیمتی ہیروں کے علاوہ مشہور "کوہِ نور" ہیرا بھی اگلی صلیب پر جڑا ہُوا تھا۔ دوسری تین صلیبوں میں بھی متعدد تاریخی ہیرے لگائے گئے تھے۔ اس تاج کے ہیروں کی تعداد تین ہزار چھ سو اٹھاسی تھی۔ جشنِ تاجپوشی کے لئے سوا لاکھ پونڈ کی رقم خطیر منظور کی گئی تھی۔ جشن میں شرکت کے لئے شاہانِ یورپ اور متعدد سلطنتوں کے سفیروں کے علاوہ ہندوستان کے والیانِ ریاست اور نمائندوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ ہندوستانی فوجوں کے ایک ہزار

سپاہی اور امپیریل سروس ٹروپس (Imperial Service Troops) کے ایک سو جوانوں کو بھی اس جشن میں شریک ہونے کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ ۱۷ جون کو ڈیوک آف کناٹ (Duke of Connaught) نے ہندوستانی فوجوں کی قواعد ملاحظہ فرمائی۔ اس موقع پر کیمبرج یونیورسٹی نے مہاراجہ گوالیار اور مہاراجہ کولھاپور کو اعزازی ڈگریاں عطا کیں۔ اور خود ملکِ معظم نے مہاراجہ ایڈر کو قصرِ بکنگھم میں نائٹ ہڈ (Knighthood) کا خطاب عطا کیا۔ اور ایک تمغہ اور سند عطا فرمائی۔

۱۶ جون کی شام کو مہمانوں کو ایک شاندار دعوت دی گئی۔ اور ۱۷ جون کو رائل ایشیاٹک سوسائٹی (Royal Asiatic Society) نے ہندوستان کے رؤسا و امراء کو وائٹ ہال میں (White Hall) میں اعلیٰ پیمانے پر دعوت دی۔ اس دعوت کے بعد مختلف امرائے انگلستان کی طرف سے ہندوستانی مہمانوں کی بہت سی دعوتیں ہوئیں۔ تقریباً تمام مہمان جشن تاجپوشی میں شرکت کے لئے جمع ہو چکے تھے۔ کہ یکایک ملکِ معظم کی طبیعت خراب ہوگئی۔ ڈاکٹروں نے بادشاہ سلامت کا اپریشن کرنے کا فیصلہ کیا۔ چونکہ ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ اپریشن کے بعد نقل و حرکت کی اجازت نہ ہوگی۔ لہٰذا ارل آف مارشل (Earl of Marshal) نے اعلان کیا کہ علالت کی وجہ سے ملکِ معظم ۲۶ جون ۱۹۰۲ء کو تاجپوشی کی رسوم ادا نہ فرما سکیں گے۔ لہٰذا صحت یاب ہونے تک جشنِ تاجپوشی ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس اعلان سے عام طور پر ایک مایوسی سی چھا گئی۔ اسی زمانے میں ملکِ معظم پر عملِ جراحی کیا گیا۔ چونکہ زخم بھرنے کی کوئی مدت معین نہ کی جا سکتی تھی۔ لہٰذا مختلف سلطنتوں کے سفراء کو رخصت کر دیا گیا۔ تاکہ ان کے کاروبار میں خلل واقع نہ ہو۔ اسی زمانے میں ہندوستانی فوجی افسروں نے وزیرِ ہند سے ملاقات کی۔ وزیرِ ہند نے بتایا کہ جب تک ملکِ معظم کو بالکل صحت نہ ہو جائے تاجپوشی کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہیں کی جا سکتی۔ لہٰذا اگر آپ لوگ واپس جانا چاہیں۔ تو جا سکتے ہیں۔ لیکن ہندوستانی فوجی افسروں نے کہا۔ ہم اُس وقت تک یہاں قیام کریں گے۔ جب تک ملکِ معظم کو صحت نہ ہو جائے۔ چنانچہ فیصلہ ہؤا کہ خطابات کی فہرست شائع کر دی جائے۔ اور فوجی ریویو (Review) اور روشنی بھی ہو۔ شہزادۂ ویلز ایک دربار منعقد کریں۔ اور غریبوں کو کھانا کھلایا جائے۔ اس لائحہ عمل کے مطابق ۳۰ جون کو چراغاں اور اسی روز ملکِ معظم کے صحت یاب ہونے کا اعلان کیا گیا۔ ۲ جولائی کو فوجی ریویو ہؤا۔ شام کو ایک شاندار دعوت ہوئی۔ اور ۴ جولائی کو شہزادۂ ویلز نے انڈیا آفس (India Office) میں ایک دربار منعقد کیا۔ ۵ جولائی کو غرباء کی دعوت کی گئی۔ اس دعوت میں فی کس ۴½ روپے

خرچ منظور کیا گیا۔ ۱۱ جولائی کو شہزادۂ ویلز نے اپنے ایوان میں ہندوستانی مہمانوں کو شرف باریابی عطا کیا۔

ملک معظم کی صحت یابی | اسی شام کو چیدہ چیدہ معزز مہمانوں کی نہایت اعلیٰ پیمانے پر ایک دعوت ہوئی۔ چونکہ ۲۶ جولائی کو ملک معظم کی طبیعت نسبتاً بہتر تھی اس لئے آپ نے ۹ اگست کو دربار تاجپوشی منعقد کرنے کا اعلان فرمایا۔ ۸ اگست کو دفتر ہند میں وزیر ہند نے ایک دربار منعقد کیا جس میں والیان ریاست ہائے ہند، ہندوستانی رؤسا، اور حکام فوج کو تاجپوشی کے مراسم کے متعلق ضروری ہدایات فرمائیں۔ تاجپوشی کے دن صبح سے توپیں داغی گئیں۔ اور عوام کو اس مسرت انگیز دن کا حال معلوم ہو گیا۔ تاجپوشی کے روز ویسٹ منسٹر ایبے کا اندرونی و بیرونی منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ جن راستوں سے شاہی جلوس گزرنے والا تھا وہاں خلقت کا بے انتہا ازدحام تھا۔

دربار کا نظارہ | عام طور پر درباریوں کی آمد صبح ۸ بجے سے شروع ہو گئی۔ لیکن شاہی خاندان کے ارکان کی آمد کا سلسلہ ۱۰ بجے سے آغاز ہوا۔ اور ملک معظم و ملکہ معظمہ ٹھیک ۱۱ بجے قصر بکنگھم سے برآمد ہوئے۔ ساتھ ہی توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ ۱۱ بج کر ۲۵ منٹ پر ویسٹ منسٹر ایبے میں داخل ہوئے۔ بادشاہ سلامت سے دو منٹ پیشتر ملکہ معظمہ دربار میں تشریف لائیں۔ دربار میں داخل کے بعد کچھ دیر آرام کرنے کے لئے بادشاہ سلامت کو پاس کے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ اس کے بعد آپ ٹھیک ۱۱ بج کر ۵۵ منٹ پر اس کمرے سے برآمد ہوئے۔ اور تاجپوشی کی رسوم ادا کی گئیں۔ جب دربار ختم ہوا تو بادشاہ اور ملکہ شہزادۂ ویلز کی معیت میں ایک شاندار جلوس کے ساتھ قصر شاہی کی طرف روانہ ہوئے راستے میں لوگ دو رویہ قصر شاہی تک کھڑے تھے۔ اسی روز مہاراجہ ٹیگور نمائندہ بنگال نے تاجپوشی کے مہمانوں کی طرف سے ملک معظم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک سپاس نامہ مبارکباد پیش کیا اسی طرح بیگم صاحبہ مرشد آباد نے خواتین ہند کی طرف سے ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ اور اسی روز ملک معظم کی طرف سے رعایا کے نام ایک شاہی پیغام جاری ہوا۔ اس موقع پر ملکہ وکٹوریہ کی یادگار میں ملک معظم نے چند شاہی کمروں کے سوا پورا قصر آسبورن قوم کو عطا فرما دیا۔ ۱۲ اگست کو لارڈ میئر آف لنڈن (**Lord Mayor of London**) نے ملک معظم کی خدمت میں حاضر ہو کر غسل صحت کی خوشی اور تاجپوشی کی مسرت میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ کا ایک چیک پیش کیا۔ ملک معظم نے چیک کو قبول فرما کر اسے شفاخانوں کا قرض اتارنے کے لئے عطا فرما دیا۔ اور اپنی جیب خاص سے بھی اس نیک کام میں اور رقم دینے کا وعدہ کیا۔ اسی

روز والیانِ ریاست ہائے ہند کو شرف باریابی عطا کیا گیا۔ ۱۲ اگست کو ملکِ معظم نے مسٹر بالفور (Mr. Balfour) کو وزیر اعظم مقرر کر کے نئی وزارت مرتب فرمائی۔ ۱۳ اگست کو ملکِ معظم نے خود دستِ مبارک سے ہندوستانی فوج کے افسروں کو تمغے عطا فرمائے۔ ۱۵ اگست کو آپ نے ایک جہاز پر ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کی یادگار قائم کرنے کی رسم ادا فرمائی۔ اور ۱۶ اگست کو ایک سو آٹھ جہازوں کا بحری ریویو ملاحظہ فرمایا۔

دہلی میں دربار تاجپوشی | سابقہ اعلان کے مطابق ملکِ معظم کے نائب کی حیثیت سے یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو لارڈ کرزن نے دہلی میں تاجپوشی کا دربار منعقد کیا۔ اس دربار میں ہندوستان کے مختلف صوبوں کے نمائندوں اور والیانِ ریاست کے علاوہ ڈیوک آف کناٹ اور ڈچز آف کناٹ بھی شریک ہوئے۔ اس دربار میں لارڈ کرزن نے ایک تقریر کے ذریعے سے اہلِ ہند کو مختلف مراعات عطا کئے جانے کا اعلان کیا۔ جن میں سے بعض خاص مراعات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) بعض والیانِ ریاست کے ذمّے امدادی کاموں کے سلسلے میں جو نو لاکھ روپے باقی تھے۔ وہ معاف کر دئے گئے۔

(۲) نمک کا محصول دو روپے من کے بجائے ۸ر من کر دیا گیا۔

(۳) جن لوگوں کی آمدنی پانسو روپے سالانہ ہو۔ اُن پر انکم ٹیکس معاف کیا گیا۔ اور ہزار یا اس سے زیادہ آمدنی والوں پر انکم ٹیکس عائد کیا گیا۔

(۴) فوجی سپاہیوں کی تنخواہ میں ایک روپیہ ماہانہ ترقی دی گئی۔

(۵) ملکِ معظم کے باڈی گارڈ کے لئے ہر سال ہندوستانی فوج کے افسروں کا بھیجنا منظور کیا گیا۔

اس دربار کے موقع پر ایک عظیم الشان صنعتی نمائش بھی کی گئی۔

شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کا عہدِ امن عہدِ حکومت | شہنشاہِ ایڈورڈ ہفتم کا دورِ حکومت امن وامان کے لئے خاص طور پر مشہور ہے۔ چنانچہ آپ بالعموم "صلح گر" (Peace-maker) کے لقب سے ملقب کئے جاتے ہیں۔ ایامِ ولیعہدی میں آپ نے جن ممالک کی سیاحت کی۔ اُن کے بادشاہوں اور پریسیڈنٹوں سے ذاتی طور پر آپ کی دوستی قائم ہو گئی تھی۔ چنانچہ جب آپ تختِ حکومت پر متمکن ہوئے۔ تو یہ ذاتی دوستی بہت کام آئی۔ جمہوریۂ فرانس کے صدر کی ذاتی ملاقات ہی کا نتیجہ تھا۔ کہ انگلستان و فرانس کے درمیان وہ معاہدہ ہوا۔ جس کے رو سے انگلستان نے تسلیم کر لیا کہ مراکش (Morocco) میں فرانس کو خاص اثر و رسوخ حاصل

ہے۔ اسی طرح فرانس نے بھی تسلیم کیا کہ مصر میں انگریزوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں۔ اس طرح انگلستان اور فرانس کی باہمی دشمنی کا خاتمہ ہوگیا۔ ۱۹۰۷ء میں روس اور انگلستان کے درمیان ایک معاہدہ ہوا۔ جس کے رو سے وہ قدیم تنازعے دور ہو گئے۔ جو مدت دراز سے ان دونوں ملکوں کے مدبروں کی راتوں کی نیند حرام کر رہے تھے۔ ۱۹۰۷ء میں شہنشاہِ ایڈورڈ ہفتم نے اس مقصد سے قیصر جرمنی سے ملاقات کی۔ کہ دو سلطنتوں کے درمیان جو بحری عداوت پائی جاتی ہے۔ وہ ختم ہو جائے۔ لیکن جرمنی کی ضد کے باعث اس کوشش میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہو سکی۔ ۱۹۰۹ء میں آپ نے یہ تجویز پیش کی کہ انگلستان اور جرمنی اپنی بحری طاقت بڑھانے کے متعلق جو کچھ کریں۔ اس کی اطلاع ایک دوسرے کو دیتے رہیں۔ مگر قیصر نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ بہر حال شہنشاہِ ایڈورڈ ہفتم کی ان صلح جویانہ کوششوں سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ فرانس اور روس جو انگلستان کے پرانے مخالف تھے۔ اب اس کے دوست بن گئے۔ اور اگر سچ پوچھو۔ تو یہ شہنشاہِ ایڈورڈ ہفتم ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ روس اور فرانس جنگ عظیم میں انگلستان کے حلیف بنے رہے۔

صنعتی و حرفتی ترقیاں شہنشاہِ ایڈورڈ ہفتم کے زمانہ حکومت میں انگلستان میں متعدد صنعتی و حرفتی ترقیاں بھی ہوئیں۔ اس زمانے میں موٹر۔ ہوائی جہاز اور جہازوں کے متعلق متعدد نئی ایجادیں ہوئیں۔ اسی طرح برطانیہ کی خارجی و داخلی تجارت میں بھی پہلے کی نسبت بہت سی ترقیاں عمل میں آئیں۔ اور ملکی قوانین میں بھی متعدد مفید اصلاحیں ہوئیں۔ آپ کے عہد میں تحریک مزدوراں نے بہت زور پکڑا۔ اور جماعت مزدوراں کی تنظیم و تشکیل کو بڑی ترقی ہوئی۔

خواتینِ انگلستان نے اپنے حقوق کا مطالبہ بڑے اصرار سے کیا۔ تاکہ عورتوں کو نمائندہ جماعتوں کے ارکان کے انتخاب میں رائے دینے اور خود رکن بننے کا حق حاصل ہو جائے۔

شہنشاہِ ایڈورڈ ہفتم کے زمانہ حکومت میں ہندوستان میں ترقیاں شہنشاہِ ایڈورڈ ہفتم کے عہدِ حکومت میں ہندوستان میں معیارِ تعلیم کو بلند کرنے کے متعلق خاص طور پر توجہ کی گئی۔ ملک میں صنعتی تعلیم کو فروغ دینے کے لئے بہت سے ادارے قائم کئے گئے۔ اور حکومت کی طرف سے ان کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی گئی۔ قدیم تاریخی عمارتوں کی حفاظت کے لئے ایک خاص محکمہ قائم کیا گیا۔

پنجاب سے ہندوستان کی شمالی و مغربی سرحد کے متعدد اضلاع نکال کر چیف کمشنر

کے ماتحت ایک علٰحدہ صوبہ قائم کیا گیا۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم نے شہزادۂ ویلز کو انکی بیگم صاحبہ کے ساتھ ہندوستان کی سیاحت کیلئے روانہ فرمایا۔ تاکہ وہ اپنے والد بزرگوار کی طرح اہلِ ہند سے براہِ راست تعلقاتِ محبت قائم کرسکیں۔ آپ کے دورِ حکومت کا ایک خاص واقعہ جس سے ملک میں کچھ بے چینی سی پھیل گئی "تقسیم بنگالہ" ہے۔ لارڈ کرزن وائسرائے ہند نے ڈھاکہ اور آسام وغیرہ کے علاقوں کو ملا کر ایک علٰحدہ صوبہ قائم کردیا تھا۔ آخر کار جب شہنشاہ جارج پنجم تخت پر بیٹھے۔ تو دہلی دربار کے موقع پر انھوں نے "تقسیم بنگالہ" پر خطِ تنسیخ کھینچ دیا۔ شاہ ایڈورڈ ہفتم کے زمانہ حکومت میں ہندوستان میں آئینی ترقی کے سلسلے میں ایک نئی سکیم بروئے کار آئی۔ اس لائحۂ عمل کے رُو سے ہندوستانیوں کو صوبوں کی کونسلوں۔ اور امپیریل کونسل میں زیادہ نشستیں دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ سکیم عام طور پر منٹو مارلے سکیم (Minto-Morley Scheme) کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ہی کے عہدِ حکومت میں انڈیا کونسل میں ہندوستانیوں کو لئے جانے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ علامہ نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی اور سر کرشن گپتا انڈیا کونسل کے ممبر نامزد کئے گئے۔ اور ان حضرات کے بعد پھر دوسرے قابل ہندوستانیوں کو انڈیا کونسل کی ممبری کا اعزاز عطا کیا گیا۔ پہلے وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل میں تمام ارکان انگریز ہوا کرتے تھے۔ لیکن شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے زمانہ حکومت میں ہندوستانیوں کو بھی وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل میں شامل کیا گیا۔ چنانچہ پہلے مسٹر ایس۔ پی۔ سنہا وزیر قانون مقرر ہوئے۔ اور ان کے بعد آنریبل سر سید علی امام ان کے جانشین قرار دیے گئے۔

بادشاہ کا انتقال پُرملال | افسوس کہ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم صرف سوا نو سال حکومت کرنے کے بعد ایک خفیف سی علالت سے ۶ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو ۶۷½ برس کی عمر میں ہمیشہ کے لئے اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ نہ صرف برطانیہ اور برطانیہ کے ماتحت علاقوں میں اس نیک دل اور ہر دل عزیز بادشاہ کی موت پر رنج و الم کا اظہار کیا گیا۔ بلکہ سلطنتِ برطانیہ کے باہر بھی دنیا کے تقریباً تمام حصوں میں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی ناگہانی موت پر اظہارِ افسوس کیا گیا۔ سلطنتِ برطانیہ کے مختلف حصوں میں شہنشاہ کی یادگاریں قائم کی گئیں دہلی میں صرفِ کثیر سے اس نیک نام بادشاہ کی یادگار میں ایک آل انڈیا میموریل قائم کیا گیا۔ اور ۸ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء کو دربار تاجپوشی کے موقع پر شہنشاہ جارج پنجم نے اپنے ہاتھوں سے اس کا افتتاح فرمایا۔

تیسری فصل

شہنشاہِ جارج پنجم

وِلادت اور تعلیم و تربیت

شہنشاہِ جارج پنجم ۲ اور ۳ جون ۱۸۶۵ء کی درمیانی شب کو ایک بجکر ۱۰ منٹ پر قلعہ بالمورل (Balmoral) واقع مارلبرو ہوس میں عالم وجود میں آئے۔ زچہ خانے میں تین مشہور ڈاکٹروں کے علاوہ آپ کے والدِ بزرگوار شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم آنجہانی بھی موجود تھے۔ ولادت ہونے کی تصدیق کے بعد شاہی داب و آداب کے مطابق آپ کی پیدائش کی خوشی میں توپیں سر کی گئیں۔ گرجوں کے گھنٹے بجائے گئے۔ اور تار کے ذریعے سے تمام ممالک میں خبریں دی گئیں۔

اصطباغ (بپتسمہ)

اصطباغ (بپتسمہ) اور نام رکھنے کی رسم ۷ جولائی ۱۸۶۵ء کو سینٹ جیمز گرجا واقع قصر ونڈسر میں اس طرح ادا ہوئی۔ کہ اس تقریب میں شرکت کے لئے دوستوں اور عزیزوں کے علاوہ یورپ کے اکثر شہزادے اور شہزادیاں بھی مدعو تھیں۔ اس موقع پر آپ کی دادی ملکہ وکٹوریہ آنجہانی نے آپ کو کنٹربری کے لاٹ پادری کے سامنے رسم اصطباغ کے لئے پیش کیا۔ ڈیوک آف کیمبرج آپ کے دھرم باپ (God Father) بنے اور ڈچز آف کیمبرج دھرم ماتا (God Mother) بنیں۔ اور آپ کا نام شہزادہ جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ (Prince George Frederick Earnest Albert) رکھا گیا۔ شیرخوارگی کا زمانہ آپ نے اپنے والدین ہی کے ساتھ بسر کیا۔

ابتدائی تعلیم جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی۔ تو آپ کی والدہ ماجدہ ملکہ الگزنڈرا نے آپ کے بڑے بھائی شہزادہ البرٹ وکٹر کے ساتھ بذاتِ خود آپ کو حروف تہجی کی شناخت کرائی۔ لیکن باقاعدہ تعلیم پادری ڈیلو یک آنسلو کے سپرد کرکے انہیں ہدایت کردی کہ ان کی تعلیم



ملکِ معظم

بالکل عوام کے طریق پر ہو۔شہزادوں کے طریقے پر نہ ہو۔حکمِ شاہی کے مطابق پادری صاحب آپ کو معمولی تعلیم کے علاوہ اخلاقی سبق دیتے اور دلچسپ حکایتیں سُنایا کرتے تھے۔ چونکہ والدین کا خیال تھا کہ اناؤں کے ذریعے سے اچھی تربیت ناممکن ہے۔اس لئے آداب و اخلاق کی تربیت والدین نے اپنے ذمے لے لی۔شہزادہ جارج اور شہزادہ البرٹ ایک ہی ساتھ رہا کرتے تھے۔شہزادوں کی معمولی تعلیم کے علاوہ انھیں سمندروں کی حیرت انگیز کہانیاں سنانے کے لیے مشہور ناولسٹ چارلس کنگس (Charles King s) کا تقرر عمل میں آیا۔چنانچہ یہ حکایتیں سُن سُن کر بچپن ہی سے شہزادوں کو روبن سن کروسو یا "سند باد جہازی" بننے کا شوق دامنگیر ہوگیا۔شہزادہ جارج اور شہزادہ البرٹ دونوں حقیقی بھائی تھے۔اور دونوں کی تعلیم و تربیت ایک ہی طرح ہوتی تھی۔لیکن دونوں کی طبیعتوں میں بڑا فرق پایا جاتا تھا۔ اس سلسلے میں پادری ومبر فورس (Bishop Vamber Force) لکھتے ہیں۔"بڑا (شہزادہ البرٹ) اپنے والد کی طرح قدرے مغموم سا رہتا ہے۔لیکن چھوٹا (شہزادہ جارج) خوب خوش و خرم اور زندہ دل واقع ہوا ہے"۔

اس ضمن میں ایک اور صاحب تحریر فرماتے ہیں۔"شہزادہ البرٹ ولیعہدِ سلطنت تھے۔عوام انھیں خاص نظر سے دیکھا کرتے تھے۔لیکن خانگی طور پر دونوں کی تعلیم کی نوعیت ایک تھی۔ دونوں کی عمر میں قدرے فرق تھا۔لیکن چھوٹے جسمانی اعتبار سے زیادہ مضبوط اور تندرست ہونے کے باعث بڑے بھائی کے ہم عمر معلوم ہوتے تھے۔وہ اپنی حاضر جوابی، نکتہ رسی اور زندہ دلی کے باعث ایسے تمام امور میں جن میں زیادہ آمادگی و سرگرمی کی ضرورت پڑتی ہے۔بڑے بھائی سے ممتاز نظر آتے تھے"۔

شہزادہ جارج کی والدہ ملکۂ الگزنڈرا انھیں ہر تقریب میں ساتھ لے جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ اس طرح آپ کو نہایت آسانی کے ساتھ اہلِ دربار سے ملنے جلنے کا موقع مل جایا کرتا تھا۔آپ کو اپنے والدین سے بڑی محبت تھی۔بچپن کا ذکر ہے۔ایک مرتبہ ملکۂ وکٹوریہ آنجہانی کے پاس ڈچز آف کیمبرج اور ایک اور خاتون تشریف فرما تھیں۔اتنے میں شہزادہ جارج بھی آنکلے۔خاتون مذکور نے آپ کو بلا کر پوچھا۔"بیٹا! یہ تو بتاؤ۔کہ مردوں کے ناموں میں سے تمھیں کونسا نام سب سے زیادہ پسند ہے۔جس کے جواب میں شہزادہ جارج بے تکلف بول اٹھے۔ایڈورڈ۔اسی طرح جب خاتون مذکور نے آپ سے دوسرا سوال کیا کہ عورتوں کے ناموں میں سے تمھیں کونسا نام سب سے زیادہ مرغوب ہے تو آپ نے فوراً کہہ دیا۔"الگزنڈرا"۔علیٰ ہذا جب کتابوں میں سے سب سے عمدہ کتاب کا نام دریافت کیا گیا۔

تو آپ نے ایک ایسی کتاب کا نام بتا دیا۔ جس میں سمندروں کے عجائبات کا تذکرہ تھا۔

عادت کی تعلیم | چونکہ شہزادوں کو کسی بحری فوج یا بحری کالج میں داخل کرنے سے پہلے ان میں عوام کی طرح اپنا کام آپ کرنے کی عادت ڈالنا بھی ضروری سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا اسی اصول کے ماتحت آپ کو باغ میں پانی دینے۔ کھیتی باڑی اور مویشیوں کی غور و پرداخت کی بھی خاص طور پر تعلیم دی گئی۔ دونوں شہزادے موسم گرما کی تعطیلات اپنے غلیہ سے بھائیوں یعنی تعلیم جرمنی اور زار روس کے ساتھ بسر کیا کرتے۔ اور کچھ عرصے کے لئے اپنے ننھیال (کوپن ہیگن دارالسلطنت ڈنمارک) بھی جایا کرتے۔ جہاں ان کا بیشتر حصہ سیر و شکار میں گزرتا۔ اور عام طور پر برسات کا موسم ملکہ معظمہ کے ساتھ بالمیتڈ کے مشہور قلعہ اپرچل ڈائل میں گزارا کرتے۔

کچھ زمانہ گزرنے کے بعد پادری جان نیل ڈلٹن (John Neal Dalton) آپ کے اتالیق مقرر ہوئے۔ جنھوں نے شہزادے کی تعلیم ایسے عمدہ طریقے سے انجام دی کہ آپ کے والد مطمئن ہو گئے۔

بحری تعلیم | خاص تعلیم کا وقت آیا تو عوام کی توقعات کے خلاف انھیں عام شہزادوں کی طرح ایٹن کالج (Eton College) میں بھرتی کرنے کے بجائے ان کے والدین نے انھیں بحری جنگی تجربہ حاصل کرنے کے لئے جان نیل ڈلٹن کیپٹن آف ونڈسر کی نگرانی میں "برطانیہ" جہاز پر بھرتی کرا دیا۔ یہ جہاز تقریباً ایک سو سال سے بحری سکول کا کام دیتا تھا۔ اور اس میں دو تین سو لڑکے تعلیم پاتے تھے۔ جہاز کے حکام کو ہدایت کر دی گئی۔ کہ دونوں شہزادوں سے عام لڑکوں کی طرح برتاؤ کیا جائے۔ اور ان کے شہزادے ہونے کا حال کسی کو نہ بتایا جائے۔ ان کے ساتھ صرف اتنی رعایت برتی جائے کہ سونے کے لئے انھیں علٰحدہ کمرہ دے دیا جائے۔ ورنہ تعلیم و تربیت، کھانے پینے اور کھیل کود میں ان میں اور عام لڑکوں میں کسی قسم کا امتیاز روا نہ رکھا جائے۔ جہاز پر شہزادہ جارج ۶ بجے صبح بیدار ہوتے۔ ۶½ تک غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر حاضری دیتے اور ۷ بجے تک عبادت وغیرہ کر کے دوسرے طلبہ کے ساتھ ناشتہ کرتے۔ اس کے بعد تین گھنٹے تک ریاضی کی تعلیم حاصل کرتے پھر فرانسیسی اور جرمن سیکھتے۔ اس سے فراغت پا کر توپ۔ انجن۔ تارپیڈو اور جہاز سازی وغیرہ کا کام سیکھنے میں مصروف ہو جاتے۔ شہزادہ جارج کی بحری خدمات کا اندازہ اسی سے کیا جا سکتا ہے کہ آپ ۱۲ برس کی عمر یعنی ۵ جون ۱۸۷۷ء میں "برطانیہ" جہاز میں ابتدائی کام سیکھنے کے لئے داخل کئے گئے۔ پھر رفتہ رفتہ مڈشپ مین (Midshipman) سب

لفٹننٹ (Sub-Lieutenant) لفٹننٹ (Lieutenant) نائب کمانڈر (Vice-Commander) کمانڈر (Commander) کیپٹن (Captain) ریرایڈمیرل (Rear-Admiral) اور نائب امیرالبحر (Vice-Admiral) کے عہدے سے ترقی کر کے ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء کو امیرالبحر (Admiral) مقرر ہوئے۔ اور ۷ مئی ۱۹۱۰ء کو تمام جنگی بیڑے کے امیرالبحر بنائے گئے۔

سیاحت:- شہزادہ جارج جہاز "برطانیہ" کی تعلیم سے فارغ ہوئے تو ۱۸۷۹ء تا ۱۸۸۲ء اپنے بھائی شہزادہ البرٹ وکٹر کی معیت میں جہاز "بیکانٹی" (Bacchante) پر دنیا کی سیر میں مصروف کر دئیے گئے۔ بعد ۂ جاپان کی سیاحت میں پادری ڈلٹن نگران تعلیم کی حیثیت سے آپ کے ساتھ تھے۔ جہازی تعلیم کی نگرانی جہاز کے دوسرے افسروں کے ذمّے تھی۔ "بیکانٹی" ۲۵ ستمبر ۱۸۷۹ء کو روانہ ہوا۔ اور وسط دسمبر میں برج ٹاؤن پہنچا۔ جہاں بڑا دن منایا گیا۔ اس کے چھ روز بعد ایک مدرّس کا انتقال ہوگیا۔ شہزادوں نے مدرّس مذکور کی تجہیز و تکفین میں خاص طور پر حصّہ لیا۔

برج ٹاؤن میں حبشی بہت بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ جب شہزادے سیر کے لئے نکلے۔ اور حبشیوں کو معلوم ہوا۔ کہ ملکۂ وکٹوریہ کے پوتے آئے ہیں۔ تو وہ انھیں دیکھنے آئے۔ ان لوگوں نے شہزادوں پر اپنے زیور نچھاور کئے۔ ایک بڑھیا نے آگے بڑھ کر شہزادہ جارج کی خدمت میں شاہ جارج سوم کے زمانے کی ایک اشرفی پیش کی۔ شہزادہ جارج نے بڑھیا کی یہ اشرفی قبول کر لی۔ اور اسے اپنی گھڑی کی زنجیر میں بطور لاکٹ کے لگا لیا۔

جب جہاز ٹرینڈاڈ (Tr ind'ad) پہنچا۔ تو شہزادوں نے وہاں سے وطن بھیجنے کے لئے کچھ پھول منتخب کئے۔ یہاں ایک بڑھیا نے آپ کو اپنی شام لگی ہوئی ایک لاٹھی پیش کر کے کہا۔ "یہ میری پچاس سالہ رفیق ہے۔ اسے قبول فرمائیے۔" علیٰ ہٰذا ایک قلی عورت نے اپنا کڑا اتار کر پیش کیا۔ آپ نے دونوں چیزیں قبول فرمالیں۔ چنانچہ یہ چیزیں اب تک شاہی محل میں رکھی ہوئی ہیں۔ ۱۷ مارچ ۱۸۸۰ء کو جب جہاز سینٹ ٹامس پہنچا۔ تو یہاں شہزادوں کے ماموں ایک دوسرے سٹیمر پر رونق افروز تھے۔ وہ ان دونوں بھائیوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور انھیں دن بھر اپنے ساتھ رکھا۔ جمیکا میں گورنر نے ایک پُرتکلّف دعوت کی۔ اور شہزادوں نے گورنر کے ساتھ گورنمنٹ ہاؤس کی سیر فرمائی۔ مئی ۱۸۸۰ء میں "بیکانٹی" لندن واپس آیا۔ جہاں شہزادوں کے والدین نے ان کا نہایت پُرتپاک استقبال کیا۔ ابھی لندن میں صرف دو ماہ گزرے تھے کہ جہازی قواعد کی اطلاع موصول ہوئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ "بیکانٹی" بھی اس میں شامل ہوگا۔ لہٰذا یکم جولائی ۱۸۸۰ء کو دونوں شہزادے

اسی جہاز پر سوار ہو کر ہندوستان کی قلمرو میں سیاحت کے لئے روانہ ہو گئے۔ جہاں شہزادوں
کے چچا ڈیوک آف ایڈنبرا (Duke of Edinburgh) بھی اپنے جہاز کیوس پر موجود تھے۔
جب انہوں نے اپنے بھتیجوں کے آنے کی اطلاع سنی۔ تو وہ بے حد مسرور ہوئے۔ اور
جہاز ہی پر آکر شہزادوں کو ملے۔ چنانچہ جب ۲۱ جولائی کو جہاز [illegible] پہنچا۔ تو ڈیوک نے
شہزادوں کی معیت میں ایک چھوٹی سی کشتی پر سوار ہو کر ساحل کی سیر کا لطف اٹھایا۔
جہازی قواعد ۱۳ اگست کو ختم ہوئی۔ تو شہزادے وہاں سے [illegible] انگلستان واپس آئے
اور آتے ہی ملکہ معظمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کے بعد ان [illegible] کے درمیان
بار [illegible] فکر کرنے کا اتفاق ہوا۔ ابھی وطن میں زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ پھر سفر پیش آیا۔ یعنی
۱۰ ستمبر کو دونوں شہزادے جنوبی افریقہ، جنوبی امریکہ، آسٹریلیا اور چین و جاپان کی سیاحت
کے عزم سے "بیکانٹی" جہاز پر سوار ہو گئے۔ اور ۱۲ دسمبر کو مونٹ ویڈیو جا پہنچے۔ جہاں
شہزادوں نے کرسمس کی رات ایک ہوٹل میں بسر کی۔ صبح گرجے میں عبادت کی۔ اور اس
کے بعد کرسمس کے تحائف تقسیم کئے۔ اسی سفر میں شہزادہ البرٹ وکٹر کی سالگرہ آگئی۔ چنانچہ
سفر ہی میں یہ تقریب بھی سادہ دھوم دھام سے منائی گئی۔ اس موقع پر شاندار دعوت اور
چراغاں بھی کیا گیا۔

سفر کے لائحہ عمل میں تبدیلی

ابھی جنوبی امریکہ کی سیاحت پوری نہ ہوئی تھی کہ لندن سے
کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) جانے کا حکم تار کے ذریعے سے موصول ہوا۔ جس کے مطابق
فوراً سفر کا لائحہ عمل بدلنا پڑا۔ شہزادے ۲۱ جولائی ۱۸۸۱ء کو کیپ ٹاؤن پہنچ کر گورنمنٹ
ہاؤس میں فروکش ہوئے۔ جہاں سر ہنری رابنسن (Sir Henry Robinson) نے ان کی
خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا۔ پھر چند روز کے بعد دونوں شہزادے
شاہ زولو (King Zulu) سے ملنے تشریف لے گئے۔ یہ شخص نہایت کریہ المنظر، موٹا تازہ
اور خونخوار معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ اس نے شہزادوں سے کہا: "میری برچھی بوئروں کے
خون میں غسل کرنے کے لئے بیتاب ہے۔ اس زمانے میں جنگ بوئر (Boer War)
جاری تھی۔ شہزادوں نے رات کو گورنمنٹ ہاؤس میں کھانا کھایا۔ کچھ عرصے کے بعد کا
واقعہ ہے کہ شہزادے ابھی جہاز ہی پر تھے۔ کہ سمندر میں طوفان آگیا۔ اس زبردست طوفان
کو دیکھ کر اہل جہاز کو یقین ہو گیا کہ جہاز ضرور ڈوب جائے گا۔ لیکن شہزادوں کے ابرو پر
بل تک نہ آیا۔ ہوا کے زور کی وجہ سے پتوار اکھڑ گیا۔ اور جہاز چند روز کے لئے بے کار
ہو گیا۔ جب طوفان کم ہوا اور ہوا تھم گئی۔ تو شہزادے دوسرے جہاز پر جنوبی آسٹریلیا پہنچے

یہاں شہزادوں نے شہر ایڈی لیڈ۔ ملبورن اور وکٹوریہ میں سونے کی کانوں کا معاینہ فرمایا۔ بہت سی نئی قسم کی چڑیاں دیکھیں۔ اور ایسے عجیب و غریب قسم کے جانوروں کا بھی ملاحظہ فرمایا۔ جو صرف پچھلے پاؤں سے چلتے ہیں۔ علاوہ بریں کنگرو اور والبی کا شکار کھیلا +

شہزادے کا حادثے سے بچنا | یہاں شہزادہ جارج ایک خوفناک حادثے سے بال بال بچ گئے۔ سمندر میں ایک تار پیڈو لگا ہوا مشق کر رہا تھا۔ مگر اسی وقت شہزادہ جارج لائف بوٹ (Tafe Boat) چلا رہے تھے۔ اتنے میں ایک گولہ آکر کشتی میں لگا۔ اور کشتی کو چھیدتا ہوا باہر نکل گیا۔ ملبورن سے بندرگاہ پر شہزادوں کا پرانا جہاز "بیکانٹی" مرمت ہونے کے بعد آ پہنچا تھا۔ لیکن شہزادے "انکونسٹنٹ" (Inconstant) جہاز پر سڈنی پہنچے۔ راستے میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ جس کے متعلق مسٹر مرٹ کا بیان ہے۔ کہ ۱۱ جولائی ۱۸۸۱ء کو میں صبح کے وقت جہاز کی چھت پر سے سمندر کی سیر کر رہا تھا کہ یکایک ہمارے جہاز کے ٹھیک سامنے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر ایک سرخ سی روشنی نظر آئی۔ میں نے فی الفور سب کو اطلاع دی۔ اس روشنی میں ایک جہاز کی شکل بھی نظر آتی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگ گئی ہے۔ تیرہ اشخاص نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا۔ ہمارے جہاز کے دونوں طرف دو اور جہاز جا رہے تھے۔ انھوں نے بھی یہ نظارہ دیکھا۔ اور ہم سے خاص اشاروں کے ذریعے سے اس واقعے کی حقیقت دریافت کی۔ اس کے جواب میں ان سے اتنا کہہ دیا گیا کہ ہم نے بھی اسے دیکھا تو ہے۔ لیکن خدا جانے اصل بات کیا ہے۔ لوگ اس واقعے کو منحوس خیال کرتے تھے۔ چنانچہ جہاز کا وہ پہرے دار جس نے سب سے پہلے یہ کرشمہ دیکھا تھا۔ مر گیا۔ اور تھوڑے دنوں بعد لارڈ کلین ولیم بیمار ہو گئے۔ جب تک وہ بالکل اچھے نہ ہو گئے۔ شہزادے آسٹریلیا ہی میں مقیم رہے۔ شہزادوں کو آسٹریلیا بہت پسند آیا۔ چنانچہ شہزادہ جارج نے اپنے روزنامچے میں لکھا ہے کہ "وطن کے بعد ہمیں آسٹریلیا سب سے زیادہ پسند آیا"۔

جب شہزادے آسٹریلیا سے روانہ ہوئے تو راستے میں مقام الیتی پر پی اینڈ او کمپنی کا جہاز لنگر انداز تھا۔ قاعدہ یہ تھا۔ کہ جہاز کے خاص آدمی باری باری سے دوسرے جہازوں کی تلاشی کو جایا کرتے۔ اس روز شہزادہ جارج کی باری تھی۔ جب آپ جہازیوں کے معمولی لباس میں اس جہاز پر پہنچے۔ تو کپتان جہاز نے آپ کو نہیں پہچانا۔ اور کہا۔ آج یہاں شہزادے آنے والے ہیں۔ بیکار زحمت کی کیا ضرورت ہے؟ شہزادہ جارج نے مسکرا کر فرمایا۔ "بجا ارشاد ہوا۔ کیا یہ بیکار زحمت ہے"۔ اس پر اسے فوراً معلوم ہو گیا کہ شہزادہ آپ ہی ہیں۔ وہ نہایت شرمندہ ہوا۔ لیکن آپ نے اس کی تسکین کر دی۔ اور اس سے بعد خوش خلقی

سے پیش آئے۔ اسی مقام پر آپ کی سالگرہ کا زمانہ آگیا۔ ۱۲ جون کو شہزادے ایڈیلیڈ پہنچے۔ اور وہاں تانبے کی مشہور کانوں کا معائنہ فرمایا۔ ۸ اگست ۱۸۸۱ء کو جہاز بیکانٹی مرمت ہوکر آگیا تھا۔ اب شہزادے اپنے پرانے جہاز پر سوار ہوکر فجی روانہ ہوئے۔ انھوں نے چند روز فجی میں قیام کیا۔ اور ۱۰ ستمبر کو چین و جاپان کی سیاحت کے ارادے سے جہاز کا لنگر اٹھا دیا۔ ۲۱ اکتوبر کو ۴۲۴۳ میل کا طویل بحری سفر ختم کرنے کے بعد یوکوہاما (جاپان) پہنچے۔ جہاں شاہ میکاڈو (والیٔ جاپان) کی طرف سے ایک شاندار محل شہزادوں کے قیام کے لئے آراستہ کیا گیا۔ چنانچہ شہزادوں کا بڑے اعلیٰ پیمانے پر استقبال کیا گیا۔ نہ صرف یہ۔ بادشاہ ہی کی طرف سے آپ کی پوری خاطر مدارات ہوئی۔ بلکہ رعایا نے بھی آپ کی راہ میں آنکھیں بچھا دیں۔ شہزادوں نے جاپان کے مشہور مقامات کی سیر کی۔ اور وہاں کے مخصوص کھیل تماشوں سے لطف حاصل کرنے کے بعد شاہ میکاڈو اور دوسرے اعلیٰ جاپانی افسروں کو اپنے جہاز پر مدعو کیا۔ شہزادے آسٹریلیا سے بعض عجیب و غریب جانور ساتھ لیتے آئے تھے۔ انھوں نے ان جانوروں کو بطور تحفہ شاہ جاپان کی خدمت میں پیش کیا۔ جاپان میں پروں کے پھول نہایت عمدہ بنائے جاتے ہیں۔ ان کا ایک گلدستہ خرید کر اپنی والدہ کی خدمت میں روانہ فرمایا۔ جاپان میں عام رسم ہے کہ لوگ اپنے ہاتھ گدواتے ہیں۔ چنانچہ شہزادوں نے بھی اپنے ہاتھ گدوا لیے۔

عزمِ چین | آخر نومبر میں شہزادے "بیکانٹی" کے بجائے ایک اور جہاز "فلاٹی" پر سوار ہوکر عازمِ چین ہوئے۔ چین میں آپ کے استقبال کی تیاریاں بڑے اعلیٰ پیمانے پر کی گئی تھیں۔ شنگھائی (Shanghai) میں شکار کھیلنے کے بعد شہزادوں نے ہانگ کانگ (Hong Kong) پہنچ کر وہاں بڑا دن منایا۔ پھر سنگاپور کی طرف روانہ ہو گئے۔ جہاں کشتیوں کی دوڑ میں آپ کی کشتی سب سے آگے رہی۔ یہاں آپ کی خاطر مدارات پر تقریباً چھ لاکھ روپے خرچ آئے۔ جب آپ سیام پہنچے۔ تو شاہِ سیام کی دخترِ نیک اختر۔ دیسی والیانِ ریاست اور خود مختار شہزادے استقبال کو آئے۔ شاہِ سیام نے ملکۂ معظمہ کے نام خط دیا۔ تقدیم حضور کے لیے چند طلائی طشت پیش کئے۔ اور چھوٹے چھوٹے خوب صورت طلائی پیالے شہزادوں کی بھی نذر کئے۔ سلطان جیہور نے شہزادوں کی ایک شاندار دعوت کی۔ یکم مارچ ۱۸۸۲ء کو شہزادے سویز پہنچے۔ وہاں سے اسمٰعیلیہ گئے۔ اور بیکانٹی جہاز کے پہنچنے تک خدیوِ مصر کے مہمان رہے۔ مصر میں شہزادوں نے اہرامِ مصر کی سیر کی۔ جب انھوں نے بڑے مینار پر اپنے والد کے دستخط دیکھے تو پاس ہی اپنے دستخط بھی کر دئے۔ شہزادوں نے ان عظیم الشان سنگی عمارتوں کا بھی

معاینہ فرمایا۔ جن میں بڑے بڑے گردن فراز بادشاہوں اور نام آور لوگوں کی لاشیں ایسا مسالہ لگا کر رکھی گئی ہیں کہ وہ اب تک صحیح و سالم نظر آتی ہیں۔ آخر میں شہزادوں نے خدیو مصر کی کشتی میں سوار ہو کر آبشار کا نظارہ کیا۔ اور واپسی پر قاہرہ میں خدیو سے ملاقات کر کے ان کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔ پھر بیت المقدس روانہ ہو گئے۔ جس کے لئے ملکۂ معظمہ نے سلطان ترکی کے نام ایک خط لکھ کر ان سے یہ درخواست کی تھی کہ "شہزادوں کو وہ تمام متبرک مقامات دکھلانے کی اجازت مرحمت فرمایئے گا۔ جو ان کے والد البرٹ ایڈورڈ کو ۱۸۶۲ء میں دکھلائے گئے تھے۔ شہزادے پہلے جافہ میں اترے۔ میجر کانڈی (Major Kandy) بھی ساتھ تھے۔ میجر کانڈی ۱۸۶۲ء میں آپ کے والد کے ہمراہ سفر کر چکے تھے۔ شہزادوں نے آخر مارچ میں برطانوی قونصل کے ساتھ شام کا سفر کیا۔ جس میں مسٹر مؤر نے جو آپ کے والد کے بھی ہمسفر تھے۔ رہنما کا کام دیا۔ سلطان ترکی کی طرف سے ہر موقع پر شہزادوں کا خاطر خواہ استقبال کیا گیا۔ سلطان المعظم کی طرف سے بمقام حیران رؤف پاشا ایک دستۂ فوج کے ساتھ خیر مقدم کے لئے موجود تھے۔ رؤف پاشا نے شہزادوں کا نہایت شاندار استقبال کیا۔ اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کرائی۔ شہزادے وہاں سے بیروت واپس ہوئے۔ اور انھوں نے سلطان کی خدمت میں ایک برقیہ بھیج کر ان کی مہمان نوازی اور رؤف پاشا اور احمد علی بیگ کی خدمات کا اعتراف کیا۔ ساتھ ہی ساتھ انھیں تمغے اور تحائف بھی عطا فرمائے۔

بیروت سے شہزادے ایتھنز (Athens) دارالسلطنت یونان کو روانہ ہوئے۔ وہاں سفر کی تھکاوٹ کے باعث شہزادہ جارج ورد سر اور بخار میں مبتلا ہو گئے۔ اسی عالم میں ۱۱ مئی کو جہاز ایتھنز پہنچا۔ یونان کے حکمران ملکۂ یونان کی معیت میں استقبال کو آئے۔ مگر شہزادہ جارج کو علیل دیکھ کر متفکر ہوئے۔ فوراً شاہی طبیب کو علاج کے لئے مقرر فرمایا۔ اور شہزادہ البرٹ وکٹر کو ہمراہ لے گئے۔ شہزادہ جارج کی طبیعت ۱۴ مئی تک بالکل ٹھیک ہو گئی چنانچہ وہ اسی تاریخ کو ایتھنز پہنچے۔ وہاں انھوں نے ایتھنز اور الٹیکا کے مناظر کا ملاحظہ فرمایا۔ اور ۲۱ مئی کو کریٹ سے ہوتے ہوئے بحر الکاہل کی کشتیوں کی دوڑ میں شرکت کی۔ ۲۔ جون کو کرفو کا عزم کیا۔ وہاں سے ویلنا اور جبل الطارق (Gibraltar) سے ہو کر پورٹ لینز بل پہنچے۔ آسبورن میں شہزادوں کے والدین اور شاہی خاندان کے دوسرے ارکان استقبال کے لئے موجود تھے۔ یہاں سے یہ پوری جماعت ملکۂ معظمہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئی۔

دینیات میں امتحان | ۸۔ اگست کو سلطنت کے لاٹ پادری نے دینیات میں شہزادوں کا امتحان

لیا۔ اور اس کے بعد اسی دن سہ پہر کے بعد ویسٹ منسٹر چرچ میں ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کے سامنے شہزادوں کے کنفرمیشن (Confirmation) کی رسم ادا کی گئی۔ اس موقع پر لاٹ پادری نے ایک نہایت جامع و مانع تقریر فرمائی ۔

جب شہزادہ جارج اپنے بھائی کے ساتھ مختلف ممالک کی سیاحت فرما کر وطن لوٹے تو گو وہ سلطنت کا تجربہ حاصل کرنے کے لئے ضروری تھا کہ آپ شاہی ملازمت اختیار کرتے۔ آپ کے برادر بزرگ شہزادہ البرٹ وکٹر ولیعہد سلطنت تھے۔ اس لئے انھوں نے اپنے والد کے ساتھ رہنا اختیار کیا۔ اور شہزادہ جارج نے اپنے چچا ڈیوک آف یارک کی بحری ملازمت کا ارادہ کیا۔ آپ یکم نومبر سنہ ۱۸۸۳ء کو جہاز کنیڈا میں کپتان ڈورینڈ کے ماتحت لفٹننٹ مقرر ہوئے۔ اس کے بعد آپ تین سال تک لفٹنٹ کی حیثیت سے مختلف جہازوں پر بحیرۂ روم میں زندگی بسر کرتے رہے۔ ایک عرصے تک آپ جنگی جہاز تھنڈر (Thunder) اور الگزنڈرا پر کام کرنے کے بعد آپ سنہ ۱۸۸۹ء میں بیڑہ وغیرہ کے کمان دار مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ۶ جون سنہ ۱۸۹۰ء کو جہاز تھرش (Thrush) کی کمان آپ کے ذمے کی گئی۔ یہ جہاز شمالی امریکہ اور جزائر غرب الہند کے بندرگاہوں کی سیر کرتا تھا۔ سالونیکا سے اتفاق ہوا ایک روز کوئلہ لینے کے لئے سالونیکا میں لنگر ڈالے کھڑا تھا کہ وہاں کے ترکی حاکم کو معلوم ہوا کہ اس جہاز میں والیٔ انگلستان کا پوتا ہے۔ وہ آپ سے ملنے آیا۔ چنانچہ جب اس نے جہاز کے کپتان سے خواہش ظاہر کی کہ میں شہزادے کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ تو اس نے شہزادہ جارج کو طلب کیا۔ مگر اتفاق وقت دیکھئے کہ اس وقت آپ جہاز میں کوئلہ بھروانے کے کام میں مصروف تھے۔ اور کپڑے بالکل سیاہ ہو رہے تھے۔ ترکی حاکم نے کپتان سے کہا۔ میں شہزادے کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ کسی کوئلہ بھروانے والے کو دیکھنے کا خواہشمند نہیں۔ کپتان نے کہا۔ مہربانِ من! آپ حیران نہ ہوں۔ شہزادہ یہی ہیں۔ یہ سن کر حاکم کو سخت ندامت ہوئی۔ اور بعد میں اس نے ترکی کے دوسرے افسروں سے اس واقعے کا مؤثر الفاظ میں ذکر کیا ۔

خطا پوشی | شہنشاہ جارج پنجم اپنی رحم دلی کے لئے خاص طور پر مشہور ہیں۔ ایک روایت مشہور ہے۔ کہ جس زمانے میں آپ جہاز تھرش کے کپتان تھے۔ آپ نے سنا کہ ایک شخص جو کسی دوسرے جہاز پر ملازم ہے۔ اپنی بد اعمالیوں کے سبب سے بے حد بدنام ہے۔ اور اسے اپنے اعمال کی پاداش میں بارہا سزائیں بھی بھگتنی پڑی ہیں۔ آپ نے اسے اپنے جہاز پر طلب کیا اور علیحدگی میں اس کا اعمالنامہ (کیریکٹر بک) (Character Book)

دیکھ کر فرمایا۔ "تمھارا اعمال نامہ ایک بہادر سپاہی کے لئے باعثِ ننگ ہے۔ اگر تم پکا وعدہ کرو کہ اپنی بداعمالی سے توبہ کرکے آئندہ نیک راہ اختیار کروگے۔ تو تمھارے اس اعمالنامے پر کسی کی نظر بھی نہ پڑے گی"۔ وہ شہزادے کی اس تقریر سے بہت متاثر ہوا۔ اور اس نے وعدہ کیا کہ آئندہ میں نیکی کی راہ اختیار کروں گا۔ اور جفاکش بننے کی عادت ڈالونگا۔ اس پہ آپ نے اُس کے اعمالنامے کو فی الفور چاک کر ڈالا۔ اتفاق سے دوسرے سپاہی شام کے وقت سیر کرنے کے لئے شہر گئے۔ مگر وہ نہ گیا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ اس کی جیب خالی ہے۔ اس لئے وہ سیر کے لئے نہیں جانا چاہتا۔ آپ نے فوراً اپنی جیب سے اسے ایک پونڈ عطا فرمایا۔ اس شخص پر شہزادہ جارج کی محبت و شفقت اور فیاضی و مہربانی کا اس قدر اثر پڑا۔ کہ آئندہ کے لئے وہ اپنے بداعمال سے تائب ہوگیا۔ اور فی الحقیقت ایسا ایماندار و جفاکش بن گیا۔ کہ تھوڑے ہی دنوں میں حوالدار اور اس کے بعد اس نے میجر کے عہدے تک ترقی کی ۔

سنہ ۱۸۹۱ء میں شہزادہ جارج جہاز کے کماندار مقرر ہوئے ۔

شہزادہ جارج کا ولیعہدِ سلطنت مقرر ہونا

شہزادہ جارج کے بڑے بھائی شہزادہ البرٹ وکٹر ولیعہدِ سلطنت تھے لیکن سنہ ۱۸۹۱ء کے کرسمس میں انھیں انفلوئنزا کی شکایت ہوگئی۔ جس سے انھوں نے ۱۴ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء کو انتقال فرمایا۔ اس جانکاہ حادثے سے پورا شاہی خاندان ماتم کدہ بن گیا۔ شہزادے کی ناگہانی اور قبل از وقت موت سے نہ صرف شاہی خاندان بلکہ پوری سلطنت برطانیہ میں ماتم برپا ہوگیا۔ شہزادہ البرٹ وکٹر کی موت کے وقت شہزادہ جارج جہاز کے کماندار کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ چونکہ شہزادہ البرٹ کے بعد شاہ ایڈورڈ ہفتم کے سب سے بڑے بیٹے آپ ہی تھے۔ اس لئے قاعدے کے اعتبار سے آپ کو فوراً لندن طلب کیا گیا۔ اور ۲۵ مئی سنہ ۱۸۹۲ء کو آپ کو ملکۂ وکٹوریہ آنجہانی کے ولیعہد شہزادہ البرٹ ایڈورڈ کا سب سے بڑا لڑکا ہونے کی وجہ سے شہزادہ البرٹ ایڈورڈ کا ولیعہد قرار دیا گیا۔ ولیعہد تسلیم کئے جانے کے بعد آپ کو "ڈیوک آف یارک (Duke of York) ارل آف انورنس (Earl of Inverness) (سکاٹ لینڈ) اور بیرن آف کلارنی (Baron of Killarney) (آئرلینڈ) کے خطابات عطا کئے گئے۔ ۱۷ جون سنہ ۱۸۹۲ء

کو پارلیمنٹ کے اجلاس میں شہزادہ جارج سے جو "ڈیوک آف یارک"، "ارل آف انورنس"، اور بیرن آف کلارنی" کے خطابات حاصل کر چکے تھے۔ اپنے فرائض کو قابلیت و ایمان داری سے انجام دینے کا حلف لیا گیا۔ اس موقع پر لارڈ سالسبری وزیر اعظم انگلستان نے شہزادہ جارج کی ذاتی خوبیوں کا کھلے دل سے اعتراف فرمایا۔ اس کے بعد شہزادہ جارج ڈیوک آف یارک کی حیثیت سے ۱۸۹۳ء میں دارالامراء کے اجلاس میں شریک ہونے۔

شہنشاہ کی شادی

اس وقت شہزادہ جارج کی عمر تقریباً تیس سال کی ہو چکی تھی۔ اب آپ کی شادی کی فکر ہوئی۔ دلھن کے لئے انگلستان کے شاہی خاندانوں کی طرف توجہ کی گئی۔ اسی اثنا میں ملکۂ وکٹوریہ آنجہانی کو مشورہ دیا گیا کہ شہزادہ البرٹ وکٹر آنجہانی سے جس شہزادی کی شادی قرار پائی تھی۔ ان ہی سے کیوں نہ شہزادہ جارج کی شادی کر دی جائے۔ یہ شہزادی ڈیوک آف ٹیک اور ڈچز آف ٹیک کی صاحبزادی تھیں۔ اور ان کا نام شہزادی وکٹوریہ میری تھا۔ یہی شہزادی اب کوئین میری ملکۂ انگلستان کے نام سے سارے عالم میں مشہور ہیں۔ خاندانِ شاہی کو یہ بات بہت پسند آئی۔ اور ملکۂ وکٹوریہ آنجہانی نے اس پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔ چنانچہ ۶ جولائی ۱۸۹۳ء کو شادی قرار پائی۔ اس موقع پر شہزادی ٹیک نے کہا۔ میں اس تقریب میں انگلستان ہی کی بنی ہوئی تمام چیزیں استعمال کروں گی شادی کی تیاری بڑی دھوم دھام سے شروع ہوئی۔ مقررہ تاریخ کو سڑکوں پر تماشائیوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ انتظام کرنا دشوار ہو گیا۔ لوگوں نے مکانوں کی آرائش و زیبائش میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ جن راستوں سے شادی کا جلوس گزرنے والا تھا۔ ان کی آرائش اس خوبی سے کی گئی۔ کہ وہ بجائے خود دلھن معلوم ہونے لگے۔ یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ ملکۂ وکٹوریہ قریب ترین راستے سے سینٹ جیمز کے گرجے میں تشریف لے جائیں گی۔ اور شہزادہ جارج اور شہزادی میری پورے جلوس کے ساتھ گرجے پہنچیں گے۔ چنانچہ اس فیصلے کے مطابق قرار پایا کہ قصر شاہی سے سب سے پہلے شہزادہ جارج کی گاڑی نکلنی چاہیے۔ لیکن اتفاق سے ملکۂ وکٹوریہ کی گاڑی سب سے پہلے محل سے برآمد ہوئی۔ اور ایسے وقت گرجے پہنچی۔ کہ وہاں ان کے استقبال کے لئے کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ملکۂ معظمہ مسکراتی ہوئی



ملکہ معظمہ

ایک طرف جاکر بیٹھ گئیں۔ تھوڑی دیر بعد جب ذمہ دار ارکان کو ملکۂ معظمہ کی آمد کی اطلاع ملی۔ تو وہ سخت پریشان ہوئے۔ لیکن ملکۂ معظمہ ان سے بکمال خندہ پیشانی پیش آئیں۔ اور ان کی اس غفلت کا مطلق خیال نہ کیا۔ بلکہ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ "بہت اچھا ہوا۔ کہ سب سے پہلے پہنچ کر ہم نے سب کی آمد کا نظارہ اپنی آنکھوں سے کرلیا۔" شادی کا جلوس مقررہ شاہراہوں سے ہوتا ہوا شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ گرجے پہنچا۔ شہزادہ جارج ایک اعلیٰ درجے کی خوش نما بحری جرنیلی وردی پہنے ہوئے تھے۔ آپ کے سینے پر متعدد تمغے آویزاں تھے۔ اور شہزادی میری نہایت بیش قیمت پوشاک پہنے وہاں موجود تھیں ۔

شادی میں دوسرے مقتدر اصحاب کے علاوہ شاہ ڈنمارک، زار روس، شہزادہ جرمنی، مختلف سلطنتوں کے سفیر، ہز ہائینس سر آغا خاں، ہز ہائینس مہاراجہ کپورتھلہ، ٹھاکر صاحب گونڈل، شاہی خاندان کے ارکان اور پادری صاحبان موجود تھے۔ بشپ بنسن (Bishop Benson) نے نکاح کا خطبہ پڑھا۔ اس کے بعد باقاعدہ رجسٹر میں دستخط ہوئے۔ نکاح کے بعد ایک سو ایک توپیں چھوڑی گئیں۔ جس سے تمام لوگوں کو یہ معلوم ہوگیا۔ کہ باضابطہ عقد ہوچکا ہے۔ نکاح کے بعد قصر بکنگھم میں پوری برات آئی۔ اور یہاں ایک نہایت شاندار جلسۂ ضیافت منعقد ہوا۔ قصرِ شاہی کے باہر لاکھوں بندگانِ خدا نے جمع ہوکر شہزادے کی خوش حالی کی دعا مانگی۔ اس موقع پر ملکۂ وکٹوریہ دولہا دلھن کو لے کر محل کی چھت پر جلوہ گر ہوئیں۔ اور لوگوں نے اپنی تشنۂ دیدار آنکھوں کو اس نظارے سے سیراب کیا۔ پارلیمنٹ میں مسٹر گلیڈسٹون نے اس شادی پر ملکۂ وکٹوریہ کو مبارک باد دی۔ اور شہزادہ جارج کے اوصافِ حمیدہ اور بحری خدمات کا شاندار الفاظ میں تذکرہ کیا۔ ملکۂ وکٹوریہ نے اپنے پوتے کی شادی پر رعایا کا اس قدر اظہارِ مسرت دیکھ کر ایک اعلان جاری کیا۔ جس میں رعایا کی طرف سے اس جذبۂ مسرت پر اظہارِ پسندیدگی کیا گیا ۔

شادی کا جلوس | شام کے وقت چار گھوڑوں کی ایک گاڑی پر سوار ہوکر دولہا دلھن سینڈرنگھم (Sandringham) روانہ ہوئے۔ راستے میں ان پر خوب پھول برسائے گئے۔ کیمبرج میں ایک سپاس نامہ پیش ہوا۔ جس کا شہزادہ جارج نے معقول الفاظ میں جواب دیا ۔

وظیفہ | شہزادہ جارج کو اس وقت تک جتنے خطابات ملے تھے۔ وہ سب بلاتنخواہ تھے۔ البتہ ڈیوک آف کارنوال کی حیثیت سے آپ کو نو لاکھ روپے سالانہ ملا کرتے تھے۔

شادی ہونے کے بعد پارلیمنٹ نے شہزادی وکٹوریہ میری کو بھی ۹ لاکھ روپے سالانہ کا وظیفہ دینا منظور کر لیا۔

شاہی اولاد

شہزادہ ولیعہد بہادر | اس شادی سے شہنشاہ جارج پنجم اور ملکہ میری کے چھ بچے ہوئے۔ سب سے بڑے صاحبزادے یعنی موجودہ ولیعہد سلطنت برطانیہ ۲۳ جون ۱۸۹۴ء کو شادی سے پورے سوا گیارہ ماہ بعد پیدا ہوئے۔ چونکہ آپ ملکہ وکٹوریہ کے پرپوتے تھے اس لئے آپ کی پیدائش پر پوری مملکت برطانیہ میں خوشیاں منائی گئیں۔ ۱۶ جولائی ۱۸۹۴ء کو ملکہ وکٹوریہ، شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم، ملکہ الگزینڈرا، زار روس، ڈچز آف ٹیک، ڈیوک آف کیمبرج، ڈیوک و ڈچز آف فائف اور ڈیوک و ڈچز آف اڈنبرا کے سامنے آپ کا نام "شہزادہ ایڈورڈ البرٹ کرسچین جارج اینڈریو پیٹرک ڈیوڈ" رکھا گیا۔ انسانی فطرت دنیا میں ہر جگہ ایک سی ہے۔ ملکہ وکٹوریہ بھی شگون اور بدشگونی کی قائل تھیں۔ ان کے پاس اپنے بچوں کے اصطباغ کا لباس اب تک رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ انھوں نے وہی لباس اپنے پرپوتے کو بھی پہنا دیا۔ شہزادے کی پیدائش پر دار الامرا میں لارڈ روزبری نے مبارکباد پیش کی۔ اور ۳۰ جولائی ۱۸۹۴ء کو اہل لندن کی طرف سے شہزادہ جارج کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پیش ہوا جس میں انھیں اس ولادت باسعادت پر مبارکباد دی گئی۔ شہزادہ جارج نے مناسب الفاظ میں جواب دے کر شکریہ ادا فرمایا۔ ملکہ وکٹوریہ کو اپنے پرپوتے سے بڑی محبت تھی۔ اس لئے یہ بھی ان سے بہت شوخی کیا کرتے تھے۔ جب ملکہ وکٹوریہ پیار کرنے کے لئے ان کے سامنے ہاتھ بڑھاتیں تو آپ انکار کر کے پیشانی کا بوسہ لینے پر اصرار کرتے بچپن میں گھر والوں نے آپ کا نام پیار سے "ایڈی" رکھا تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر ہی پر حاصل کی۔ اور اس کے بعد ایٹن کالج میں داخل کئے گئے۔ ۲۳ جون ۱۹۰۵ء کو شہزادے کی سالگرہ ہوئی۔ اس موقع پر آپ نے اپنے کالج کے تمام طلبہ کی دعوت کی۔ سالگرہ کی خوشی میں کرکٹ کا ایک میچ ہوا۔ جسے دیکھنے کے لئے آپ کے دادا دادی اور دوسرے متعدد اصحاب جمع ہوئے۔ اب آپ سلطنت برطانیہ کے ولیعہد ہیں اور ساری دنیا میں پرنس آف ویلز (Prince of Wales) کے نام سے مشہور ہیں۔ ذاتی اوصاف کے لحاظ سے آپ نہایت خوش مزاج اور خوش خلق واقع ہوئے ہیں۔ شہزادے کو مشاہیر عالم



پرنس آف ویلز

خاندانِ شاہی آغازِ حکومت کے وقت

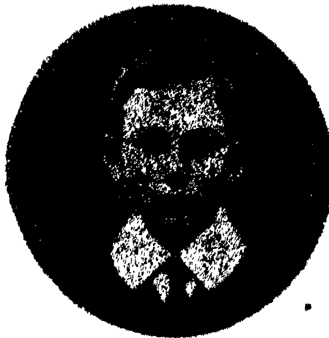














درمیانی :- ملک معظم و ملکۂ معظمہ۔
اُوپر :- پرنس آف ویلز و شہزادی رائل
نیچے :- ڈیوک آف کینٹ۔ ڈیوک آف گلاسٹر۔ ڈیوک آف یارک

سے خاص دلچسپی ہے۔ مشہور ہے کہ ایّامِ طفولیت میں ایک روز آپ نے اپنے دادا شاہ ایڈورڈ ہفتم سے مسٹر روز ویلٹ (Roosevelt) کے متعلق جو اس زمانے میں جمہوریۂ امریکہ کے صدر تھے۔ دریافت کیا کہ "مسٹر روز ویلٹ بڑے اچھے آدمی ہیں۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟" شاہ ایڈورڈ آنجہانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "صدر روز ویلٹ بڑے چالاک آدمی ہیں" شہزادے نے اس البم کے اوراق الٹنے شروع کئے۔ جس میں مسٹر روز ویلٹ کی تصویر تھی۔ دوسرے دن آپ نے بادشاہ سے کہا۔ "میں نے بادشاہوں کے البم سے مسٹر روز ویلٹ کی تصویر نکال لی ہے۔ اور اسے اُس البم میں لگا دیا ہے۔ جس میں چالاک آدمیوں کی تصویریں موجود ہیں" شاہ ایڈورڈ آنجہانی اپنے پوتے کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ "صدر روز ویلٹ کی تصویر اسی البم میں لگا دو۔ جس میں پہلے لگی ہوئی تھی۔"

شہزادہ ویلز بچپن ہی سے نہایت ذہین وفطین اور پابندِ اصول واقع ہوئے ہیں۔ روایت ہے کہ جس زمانے میں شہزادہ بحری کالج میں تعلیم پاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی صحت بگڑ گئی۔ اور بھوک بالکل جاتی رہی۔ ڈاکٹر نے روزانہ غذا سے بہتر خوراک تجویز کی۔ تاکہ بھوک کھل جائے۔ مگر شہزادے نے یہ غذا کھانے سے انکار کر دیا۔ اور کہا "میرے والد کا حکم ہے کہ دوسرے لڑکوں سے مجھے کسی چیز میں امتیاز نہ دیا جائے۔ لہٰذا میں یہ عمدہ خوراک کھانے پر تیار نہیں" ۱۹۱۱ء کے دہلی دربار کے زمانے میں شہزادہ اپنے والد کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے۔ اور دربار کے متعلق تقریباً تمام تقریبوں میں شرکت کی۔ آپ جنگِ عظیم میں بھی شریک ہوئے۔

شہزادے کا بمبئی میں نزولِ اجلال | ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو شہزادہ "رینا ؤن" (Renown) جہاز پر سلطنتِ برطانیہ کے مختلف حصّوں کے دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ "رینا ؤن" ۱۷ نومبر کو بمبئی پہنچا۔ جہاز کے لنگر انداز ہوتے ہی توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ وائسرائے ہند، گورنر بمبئی، سپہ سالار افواجِ ہند، سپہ سالار افواجِ بحری اور بمبئی کے بعض چوٹی کے رؤسا، ہز رائل ہائینس کی پیشوائی کے لئے فوراً جہاز پر پہنچے۔ اس کے علاوہ ساحلِ بحر پر ایک سفید شامیانے کے نیچے متعدد والیانِ ریاست ہائے ہند اور شہزادے موجود تھے۔ ایک طرف ایک عظیم الشان شامیانے کے اندر ہزار ہا اشخاص شہزادہ ویلز کی زیارت کے مشتاق بیٹھے تھے۔ جہاز پر ہز رائل ہائینس سے ملنے کے بعد وائسرائے اور دوسرے ارکان واپس تشریف لے آئے۔ دس بجے کے بعد ہز رائل ہائینس جہاز سے اُترے اور وائسرائے و گورنر بمبئی

کی معیت میں پہلے سفید شامیانے میں گئے۔ وہاں والیان ریاست اور دوسرے معزز حکام سے تعارف ہوا۔ اس کے بعد آپ بڑے شامیانے کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں بلدیۂ بمبئی کی طرف سے آپ کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ بمبئی میں ہز رائل ہائینس کا ایک شاندار جلوس نکالا گیا۔ اور آپ کے اعزاز میں متعدد عظیم الشان پارٹیاں دی گئیں۔ بمبئی میں دو روز قیام کرنے کے بعد آپ ہندوستان کے دوسرے حصوں کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ ہز رائل ہائینس نے ہندوستان اور برما کے دوران قیام میں اس ملک کے مشہور مقامات کا دورہ کیا۔ ہر مقام پر آپ کا پُرجوش استقبال کیا گیا۔ اور آپ بخیر و عافیت ہندوستان و برما کی سیاحت کے بعد انگلستان تشریف لے گئے۔ اس سیاحت سے اب تک آپ مختلف ممالک کی سیاحت فرما چکے ہیں۔

اس وقت تک ہز رائل ہائینس کنوارے ہیں۔ لیکن امید ہے کہ عنقریب آپ کی شادی ہو جائے گی۔

دوسری اولاد | ۱۴ دسمبر ۱۸۹۵ء کو شہنشاہ جارج پنجم کے دوسرے صاحبزادے پیدا ہوئے۔ ان کا نام پرنس البرٹ فریڈرک آرتھر جارج (Prince Albert Frederick Arthur George) رکھا گیا۔ ۲۵ اپریل ۱۸۹۷ء کو ایک شہزادی پیدا ہوئیں۔ جن کا نام پرنسس وکٹوریہ الگزنڈرا ایلس میری (Princess Victoria Alexandra Alice Mary) رکھا گیا۔ ۳۰ مارچ ۱۹۰۰ء کو پرنس ولیم فریڈرک البرٹ (Prince William Frederick Albert) ۲ دسمبر ۱۹۰۲ء کو پرنس جارج ایڈورڈ الگزنڈر ایڈمنڈ (Prince George Edward Alexandar Edmund) اور ۱۲ جولائی ۱۹۰۵ء کو پرنس جان چارلس فرانسس (Prince John Charles Francis) پیدا ہوئے۔

شہنشاہِ جارج پنجم کی سیاحت ہند

جب شہزادہ جارج باقاعدہ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے ولیعہد مقرر ہو چکے۔ تو شہنشاہ نے خواہش ظاہر کی کہ ولیعہدِ سلطنت کو ہندوستان کی سیاحت کرائی جائے۔ چنانچہ لارڈ کرزن آنجہانی وائسرائے ہند نے ۱۹۰۳ء کے دربار تاجپوشی کے موقع پر دہلی میں بادشاہ کی اس خواہش کا اظہار فرمایا۔ تو لارڈ کرزن کے اعلان سے طول و عرض ہند میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ انگلستان کے معتمد ارباب تدبر و دانش کے مشورے سے شہنشاہ

ایڈورڈ ہفتم نے فیصلہ کیا کہ شہزادہ اپنی اہلیہ محترمہ شہزادی میری کے ساتھ ۱۹۰۵ء کے خاتمے پر ہندوستان تشریف لے جائیں۔ آپ کی سیاحت کا لائحۂ عمل خود شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی نگرانی میں تیار ہوا۔ شہنشاہ آنجہانی نے یہ قید لگا دی تھی۔ کہ ولیعہد کو بلدیات اور دوسری انجمنوں کے سپاس نامے مع کاسکیٹ کے قبول کرنے کی اجازت ہوگی۔ لیکن دوسرے تحفے قبول کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ ولیعہد بہادر کی سیاحت کا لائحۂ عمل نقشۂ ذیل کے مطابق قرار پایا:۔

بمبئی ۹ نومبر سے ۱۴ نومبر۔	اندور ۱۵ نومبر سے ۱۷ نومبر۔
اودے پور ۱۸ نومبر سے ۲۰ نومبر۔	جے پور ۲۱ 〃 〃 ۲۳ 〃 ۔
بیکانیر ۲۴ 〃 〃 ۲۷ 〃 ۔	لاہور ۲۸ 〃 〃 یکم دسمبر۔
پشاور ۲ دسمبر 〃 ۴ دسمبر۔	راولپنڈی ۵ دسمبر 〃 ۸ 〃 ۔
جموں ۹ 〃 〃 ۱۰ 〃 ۔	امرتسر ۱۱ 〃 ۔
دہلی ۱۲ 〃 〃 ۱۵ 〃 ۔	آگرہ ۱۶ دسمبر سے ۱۹ دسمبر۔
گوالیار ۲۰ 〃 〃 ۲۵ 〃 ۔	لکھنؤ ۲۶ 〃 〃 ۲۸ 〃 ۔

کلکتہ ۲۹ دسمبر ۱۹۰۵ء سے ۶ جنوری ۱۹۰۶ء۔

دارجیلنگ ۷ جنوری سے ۸ 〃 ۔

کلکتہ ۹ جنوری (جہاز سے رنگون کو روانگی)۔

رنگون ۱۳ جنوری سے ۱۵ جنوری۔	مانڈلے ۱۶ جنوری سے ۱۸ جنوری۔
(سمندر کا سفر تین روز)	رنگون ۲۱ جنوری۔
جہاز پر ۲۲ سے ۲۳ جنوری۔	مدراس ۲۴ جنوری سے ۲۸ جنوری۔
میسور ۲۹ جنوری سے ۴ فروری۔	بنگلور ۵ فروری سے ۷ فروری۔
ریل میں سفر ۱۶ فروری۔	الور ۱۷ 〃 ۔
بنارس ۱۹ فروری سے ۲۰ فروری۔	نیپال ۲۱ فروری سے ۴ مارچ۔

(اس زمانے میں نیپال میں ہیضہ پھیل گیا تھا۔ اِس لئے ہز رائل ہائینس نے یہ زمانہ نیپال کے بجائے از سرِ نو گوالیار تشریف لے جا کر بسر کیا۔)

علی گڑھ ۶ مارچ۔	شملہ ۹ مارچ سے ۱۰ مارچ۔
ریل میں سفر ۱۰ مارچ۔	کوئٹہ ۱۲ 〃 〃 ۱۶ 〃 ۔
کراچی ۱۷ سے ۱۹ مارچ۔	کراچی سے روانگی ۱۹ مارچ۔

ہز رائل ہائینس شہزادہ جارج "رینا ون" جہاز سے ہندوستان کے سفر پر روانہ ہوئے۔
آپ کی معیت میں شہزادی میری کے علاوہ سر والٹر لارنس پرائیویٹ سکرٹری کی حیثیت سے
شریک سفر تھے۔ سر والٹر ایک زمانے میں کشمیر کے منتظم بندوبست اور لارڈ کرزن کے
پرائیویٹ سکرٹری رہ چکے تھے۔ بریگیڈیئر جنرل سٹوارٹ بیڈن ملٹری سکرٹری قرار پائے۔
اسی طرح لفٹننٹ کرنل آرتھر بگ اِن تھا۔ سر چارلس کسٹ یاٹ اور آنریبل ڈیریک
کیپل وغیرہ بھی شہزادے کے ساتھ تھے۔ شہزادی کی مصاحبت کے لئے چند اعلیٰ طبقہ
کی خواتین ساتھ کر دی گئی تھیں۔ ہندوستان پہنچنے کے بعد شہزادے کے عملہ میں بعض اور
یورپین اصحاب کا اضافہ کیا گیا۔ ۹ نومبر ۱۹۰۵ء کو ہز رائل ہائینس کا جہاز بمبئی پہنچا۔
جہاں لارڈ کرزن وائسرائے ہند لیڈی کرزن کے ساتھ استقبال کو موجود تھے۔ اور ساتھ
ہی بڑے بڑے مقتدر والیانِ ریاست اور سرکاری حکام بھی ہمہ تن چشم انتظار بنے ہوئے
تھے۔ سب سے پہلے آنریبل سر فیروز شاہ مہتہ صدر میونسپل کارپوریشن بمبئی نے آپ کی
تشریف آوری پر سپاسنامہ مبارکباد پیش کیا۔ جس کا ہز رائل ہائینس نے معقول الفاظ
میں جواب دیا۔ پھر بمبئی میں آپ کا ایک شاندار جلوس نکالا گیا۔ اس کے بعد معزز
اہل شہر سے ملاقاتیں ہوئیں۔ متعدد صنعتی و رفاہی کارخانوں کا معائنہ فرمایا۔ اور ایک عظیم
الشان دربار میں شرکت فرمائی۔ غرض چھ روز بمبئی میں قیام کرنے کے بعد اندور روانہ
ہوئے۔ جہاں آپ کا زبردست استقبال ہوا۔ اور مہاراجہ ریوان۔ مہاراجہ دیتیا۔ مہاراجہ
اورچھا۔ مہاراجہ چرکھاری اور علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال سے ملاقات فرمائی۔ علیا
حضرت بیگم صاحبہ بھوپال نے ہز رائل ہائینس اور شہزادی صاحبہ سے پردے میں ملاقات
کی۔ شہزادہ جارج اور شہزادی صاحبہ بیگم صاحبہ سے مل کر بے حد مسرور ہوئے۔ چنانچہ
علیا حضرت کو ریذیڈنسی میں از سر نو پرائیویٹ ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔ اور "جی۔ سی۔
آئی۔ ای" کا تمغہ عنایت فرمایا۔ اندور میں ایک شاندار دربار منعقد ہوا۔ جہاں مختلف
والیانِ ریاست کو وہ تمغے دئے گئے۔ جو شہنشاہِ ایڈورڈ ہفتم نے ان کے لئے ارسال
فرمائے تھے۔ ریذیڈنسی میں ایک گارڈن پارٹی ہوئی۔ شام کے وقت غریبوں کو کھانا کھلایا
گیا۔ شہزادے نے اندور اور بھوپال کے لانسرز سواروں کی قواعد ملاحظہ فرمائی۔ اور
شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یادگار میں "کنگ ایڈورڈ ہال" کی رسم افتتاح ادا کرنے کے بعد
اودے پور روانہ ہوئے۔ جہاں ہز ہائینس مہارانا صاحب اودے پور نے آپ کا نہایت
پُرتپاک استقبال کیا۔ اور آپ وہاں سے بے حد خوش و خرم جے پور روانہ ہوئے۔

یہاں بھی مہاراجہ صاحب جے پور نے آپ کے شایانِ شان استقبال کیا۔ چونکہ مہاراجہ جے پور ولایت کے زمانہ قیام میں ہز رائل ہائینس سے مل چکے تھے۔ اِس لیئے یہ ملاقات اور بھی پُرلطف تھی۔ یہاں پہلی مرتبہ شہزادے نے شیر کا شکار کھیلا۔ شہزادے کی آمد کی خوشی میں مہاراجہ نے "انڈین فیمن فنڈ" (Indian Famine Fund) (سرمایۂ قحط سالی ہند) میں اپنے سابق چندے کے علاوہ مزید بیس ہزار پونڈ (تقریباً تین لاکھ روپے) عطا فرمائے۔ اور اظہارِ وفاداری کی خاطر اپنی تلوار شہزادے کے قدموں پر رکھ دی۔ پھر جے پور سے بیکانیر روانہ ہوئے۔ بیکانیر میں آپ کا نہایت اعلیٰ پیمانے پر استقبال ہوا۔ یہ مہاراجہ بھی ولایت میں شہزادے سے مل چکے تھے۔ یہاں شہزادے نے جنگلی کبوتروں اور جنگلی سؤر کا شکار کھیلا۔ شہزادے کی روانگی سے پہلے مہاراجہ صاحب نے اعلان کیا کہ میں اپنی پیدل فوج کا نصف حصہ امپیریل سروس میں شامل کر دوں گا۔ اس کے جواب میں ہز رائل ہائینس نے ایک تقریر فرمائی۔ جس میں مہاراجے کی خدمات کا اعتراف کرنے کے علاوہ بیکانیر کیمل کور کی بہت تعریف کی۔ بیکانیر سے شہزادہ لاہور روانہ ہوئے۔ سٹیشن پر لفٹنٹ گورنر پنجاب۔ کشمیر۔ پٹیالہ۔ بہاولپور۔ کپورتھلہ۔ جیند۔ نابھہ۔ مالیرکوٹلہ۔ منڈی۔ سرمور۔ فریدکوٹ۔ چمبہ اور سکیت وغیرہ کے والیانِ ریاست نے آپ کا پُرتپاک استقبال کیا۔ سٹیشن اور شہر خوب سجائے گئے تھے۔ بلدیۂ لاہور اور مختلف جماعتوں کی طرف سے سپاس نامے پیش ہوئے۔ جلوس خاص اہتمام سے مختلف گزرگاہوں سے ہوتا ہوا گورنمنٹ ہاؤس پہنچا۔ مقتدر والیانِ ریاست اور معززین کو شرف حضوری عطا ہوا۔ میانمیر میں فوجی قواعد ہوئی۔ اس قواعد میں ریاستوں کی فوجیں بھی شامل تھیں۔ لاہور میں چار روز قیام کرنے کے بعد شہزادہ پشاور روانہ ہوئے۔ جہاں تقریباً تمام سرحدی رؤسا نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے خیبر۔ لنڈی کوتل اور علی مسجد وغیرہ مقامات کی سیر فرمائی۔ جہاں مختلف جرگوں نے نذرِ عقیدت پیش کی۔ راولپنڈی کی سیر اس لحاظ سے بیحد دلچسپ تھی۔ کہ یہاں لارڈ کچنر آنجہانی سپہ سالار افواجِ ہند نے شہزادے کو پچیس ہزار فوج کی مشقی جنگ کا نظارہ دکھایا۔ اس جنگ میں انگریز۔ سکھ۔ پٹھان۔ پنجابی۔ اور گورکھا وغیرہ اقوام کی پلٹنیں شامل تھیں۔ پھر آپ راولپنڈی سے جموں روانہ ہوئے۔ جموں میں فوجی طریقے سے آپ کا استقبال ہوا۔ اور آپ کی آمد کی یادگار میں پرنس آف ویلز کالج قائم ہوا۔ جموں سے آپ امرتسر تشریف لائے۔ یہاں آپ نے دربار صاحب اور خالصہ کالج دیکھا۔ جہاں آپ کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ پھر امرتسر

سے دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں کی قدیم تاریخی عمارتوں کا معاینہ فرمانے کے علاوہ پُرانے شاہی خاندانوں کے حالات بڑی دلچسپی سے دریافت فرماتے رہے۔ یہاں آپ نے مختلف مقامی رئیسوں کو شرفِ باریابی عطا فرمایا۔ دہلی سے آگرہ کا رُخ کیا۔ آگرہ میں تاج محل اور دیگر تاریخی عمارتوں کو ملاحظہ فرمانے کے علاوہ ملکۂ معظمہ کے سنگی بت کی نقاب کشائی کی رسم ادا فرمائی۔ جس کے بعد آگرہ سے روانہ ہوکر ۲۰ دسمبر کو گوالیار میں۔ رونق افروز ہوئے۔ یہاں ہز ہائینس مہاراجہ صاحب نے سٹیشن پر آپ کا پُرتپاک استقبال کرکے آپ کا جلوس ہاتھیوں پر نکالا۔ جلوس کے پیچھے مرہٹہ فوج کا ایک رسالہ تھا جس کی خصوصیت یہ تھی کہ رسالے کی کمان خود مہاراجہ کے ہاتھوں میں تھی۔

مہاراجہ گوالیار کا شہزادے کو تعظیم دینا | دوسرے روز دربار کے وقت مہاراجہ شہزادے کی تعظیم کے لئے گدی سے نیچے اتر آئے۔ یہاں آپ نے فوجی قواعد ملاحظہ فرمائی۔ ریاست کے کالجوں کا معاینہ فرمایا۔ شیر کا شکار کیا۔ اور بڑا دن یہیں منایا۔ پھر گوالیار سے روانہ ہوکر لکھنؤ پہنچے۔ سٹیشن پر سرجیمس لاٹوش لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ آگرہ واودھ (Sir James Latosh Lieutenant Governor U.P) تعلقداران اودھ کے ساتھ استقبال کے لئے موجود تھے۔ یہاں ایک پُرعظمت جلوس نکلا۔ تعلقداران اودھ کی طرف سے ایک شاندار ضیافت دی گئی۔ اور سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ تعلقداران اودھ نے پہلے سے فیصلہ کیا تھا کہ شہزادے کی آمد کی یادگار کے طور پر ایک میڈیکل کالج قائم کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے میدان شاہ مینا میں مذکورہ کالج کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور اس کی تعمیر کے لئے چھ ہفتوں کے اندر ۱۲ لاکھ روپے جمع ہو گئے۔ لکھنؤ سے کلکتے روانہ ہوئے۔ اور ۲۹ دسمبر کو جب یہاں پہنچے۔ تو لارڈ منٹو وائسرائے ہند نے آپ کا پُرخلوص استقبال کرکے آپ کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ جس کا جواب موزوں الفاظ میں دیا گیا۔ یہاں آپ نے امپیریل کیڈٹ کور کا معاینہ فرمایا۔ گورنمنٹ ہاؤس میں ایک شاندار دربار منعقد ہوا۔ آپ نے اس موقع پر کنگس اون رجمنٹ (King's Own Regiment) کو جھنڈے تقسیم کئے۔ گھڑ دوڑ میں شریک ہوئے۔ شاہی اعلان کے مطابق یکم جنوری کو "کلکتہ میدان" میں فوجی قواعد ملاحظہ فرمائی۔ اور دوسرے دن اسی میدان میں ہندوستانیوں کے کھیل تماشے اور جلسے ملاحظہ فرمائے۔ کلکتے میں صوبے کے معززین کے علاوہ بھوٹان، سکم کے متقدر اصحاب اور تاشی لامہ سے ملاقات ہوئی۔ کلکتے کے دوران قیام میں آپ نے کلکتے کی مشہور عمارت وکٹوریہ میموریل ہال کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ مہاراجہ سرامیشور پرشاد

آنجہانی والی دربھنگہ نے آپ کی خدمت میں ایک لاکھ روپے کی رقم پیش کرکے عرض کی۔ کہ ہز رائل ہائینس جس خیراتی فنڈ میں مناسب سمجھیں۔ اس رقم کو صرف فرمائیں۔ شہزادے نے مہاراجے کی عطا کی ہوئی رقم میں سے لوے ہزار روپے میڈیکل کالج کلکتہ کو عطا فرما دیئے۔ کلکتے سے آپ دارجیلنگ تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے واپسی پر ۹ جنوری کو تھوڑی دیر بارک پور میں قیام فرمایا۔ پھر وہاں سے جہاز پر رنگون روانہ ہوگئے۔

شہزادے کا سفر برما | رنگون میں دو روز قیام کرنے کے بعد آپ مانڈلے تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے ہاتھیوں کے محیر العقول کرتب ملاحظہ فرمائے۔ وہاں کے مشہور مندروں کی سیر کی۔ اور بطوں کا شکار کیا۔ سیاحتِ برما سے فارغ ہونے کے بعد آپ مدراس تشریف لے گئے۔ جہاں گورنر مدراس، اعلیٰ سرکاری حکام، والیانِ ریاست اور دوسرے رؤسا نے آپ کا شاندار استقبال کرکے ایک اعلیٰ درجے کا جلوس نکالا۔ شہر میں چراغاں کیا گیا۔ اور پر تکلف دعوتیں ہوئیں۔ مدراس سے آپ میسور تشریف لے گئے۔ جہاں سٹیشن پر مہاراجہ آپ کے خیر مقدم کے لئے موجود تھے۔ ٹیکنیکل کالج کا معاینہ فرمانے کے بعد سرنگاپٹم جاکر حیدر علی کا مقبرہ ملاحظہ فرمایا۔ آخر بنگلور ہوتے ہوئے ۸ فروری کو حیدرآباد پہنچے۔ اور یہاں پورا ایک ہفتہ قیام فرمایا۔ سٹیشن پر حضور نظام۔ ریاست کے اعلیٰ کارکن ریزیڈنٹ اور دوسرے معزز اصحاب آپ کی پیشوائی کے لئے موجود تھے۔ حضور نظام کی طرف سے شہزادے کے اعزاز میں متعدد تقریبوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ افسوس کہ اس زمانے میں حضور نظام کی صاحبزادی کا انتقال ہوگیا۔ لیکن اس کے باوجود شہریار دکن نے حکم دیدیا کہ تمام تقریبیں پروگرام کے مطابق عمل میں لائی جائیں۔ گو ان میں خود حضور نظام صاحبزادی کی وفات کے باعث شریک نہ ہوسکے۔ ہز رائل ہائینس اور شہزادی نے اس حادثۂ جانکاہ میں حضور نظام سے دلی ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ شہزادے نے ریاست حیدرآباد میں شکار بھی کھیلا۔ آپ حیدرآباد سے روانہ ہوکر ۱۷ فروری کو الور پہنچے۔ جہاں مہاراجے نے خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ الور سے آپ بنارس گئے۔ جہاں آپ کا شاندار جلوس نکالا گیا۔ دریائے گنگا میں آپ نے روشنی کا نظارہ کیا۔ مسز اینی بسنٹ ہال میں چائے نوش فرمائی۔ کانگڑہ کے زلزلے میں جن گورکھوں نے بہادری دکھائی تھی۔ انھیں تمغے تقسیم کئے گئے۔ ہندو کالج کا معاینہ فرمایا (جو اب ہندو یونیورسٹی ہوچکا ہے)۔ اب اصل پروگرام کے مطابق دو ہفتے نیپال میں شکار کے لئے مخصوص کئے گئے تھے۔ لیکن ان دنوں نیپال میں ہیضہ پھیل گیا تھا۔ اس لئے پروگرام بدلنا پڑا۔ اب قرار پایا کہ یہ زمانہ گوالیار

کے جنگلوں میں بسر کیا جائے۔ چنانچہ مہاراجہ گوالیار نے شکار کا نہایت عمدہ انتظام کیا۔ اور شہزادے نے یہ زمانہ ریاست گوالیار ہی میں بسر کیا۔ ۲ مارچ کو آپ علی گڑھ تشریف لے گئے۔ نواب محسن الملک مرحوم اور ہز ہائینس سر آغا خاں کی قیادت میں علی گڑھ کالج کے ٹرسٹیوں نے جو مختلف صوبوں سے آئے تھے۔ شہزادے کا نہایت شاندار طریق پر استقبال کیا۔ کالج کی طرف سے آپ کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا گیا جس کا آپ نے حسب قاعدہ جواب دیا۔ اور کالج کے ٹرسٹیوں کے ساتھ لنچ تناول فرمایا۔ علی گڑھ سے رخصت پانے کے بعد آپ شملہ گئے۔ اور شملہ سے ۱۴ مارچ کو کوئٹہ پہنچے۔ کوئٹہ میں آپ کا نہایت اعلیٰ پیمانے پر خیر مقدم کیا گیا۔ یہاں آپ سے خان قلات۔ جام لسبیلہ اور دوسرے رؤسا سے ملاقات ہوئی۔ ۱۷ مارچ کو آپ کراچی پہنچے۔ یہاں آپ نے ملکہ وکٹوریہ کے مرمریں بُت کی نقاب کشائی کی۔ اور بلوچی رجمنٹ نمبر ۱۳۰ کا جس کے آپ کرنیل بھی ہیں۔ معاینہ فرمایا۔ کراچی کے دوران قیام میں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم آنجہانی کی ہدایت کے مطابق مختلف لوگوں کو خطابات اور تمغے عطا فرمائے۔ اس پورے سفر کے دوران میں مہاراجہ کرنیل سر پرتاب سنگھ (آنجہانی) والیِ ایڈر آپ کے ساتھ تھے۔ یہاں سے مہاراجہ صاحب رخصت ہوئے۔ اور ۱۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو آپ سیاحت ہند ختم کرکے "رینا ؤن" جہاز پر سوار ہو کر انگلستان روانہ ہو گئے۔

وداعی تقریر کراچی سے روانہ ہوتے وقت ہر قوم و ملت کے باشندوں کو مخاطب کرتے ہوئے شہزادے نے ایک وداعی تقریر کی جس میں ارشاد فرمایا۔ "جو لوگ میدانی علاقوں کی شدید آب و ہوا میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی حالت کا مجھے پورا پورا علم ہے۔ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ قحط کے دنوں میں غریب کسانوں پر کیسی مصیبت نازل ہوتی ہے"۔

ہندوستان سے واپسی پر آپ نے مصر کی سیاحت فرمائی۔ اور وہاں سے انگلستان روانہ ہو گئے۔ بندرگاہ پورٹ سمتھ میں آپ اپنے عملہ کے ساتھ جہاز سے اتر کر ریل پر سوار ہوئے۔ لندن میں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم۔ ملکہ معظمہ الگزنڈرا۔ وزیر اعظم۔ وزیر ہند اور لارڈ کرزن وغیرہ نے نہایت محبت و گرم جوشی سے آپ کا استقبال کیا۔ ویسٹ منسٹر ایبے (Westminster Abbey) کے مشہور گرجے میں آپ کی صحیح و سلامت واپسی پر شکرانے کی عبادت کی گئی۔ اور متعدد مقامات پر عام جلسے منعقد ہوئے۔ گلڈ ہال میں ایک شاندار جلسۂ ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں شہزادے نے سیاحت ہند کے متعلق اپنے تاثرات ایک تقریر میں ظاہر کئے۔ نیز یہ کلمات ارشاد فرمائے۔ "ہم نے ہندوستانیوں کو

دیکھا بھی ہے۔ اور ان کے متعلق سُنا بھی ہے۔ اِس امر کے پیشِ نظر ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر طریقِ حکمرانی میں زیادہ ہمدردانہ طریقے پر عمل کیا جائے۔ تو ہندوستان کی حکومت نہایت آسان ہوسکتی ہے۔" آگے چل کر آپ نے فرمایا "جو انگریز حکومت کرنے کے لئے ہندوستان جاتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ ہندوستان جاکر ہندوستانیوں کی ضرورتوں کو دریافت کریں اور حاکم و محکوم میں ایسا سلسلۂ اتفاق و اتحاد پیدا کریں جس سے انگلستان و ہندوستان کے باہمی تعلقات اور زیادہ محکم و استوار ہو جائیں +

شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کا انتقال

اور

شہزادہ جارج کی تخت نشینی

شہزادہ جارج نے ہندوستان کے سفر سے واپس آنے کے بعد اپنے معمولی فرائض کی بجا آوری کے علاوہ یورپ کے اکثر شہزادوں اور شہزادیوں کی شادیوں میں شرکت کی۔ آپ کی عم زاد ہمشیرہ یوجین وکٹوریہ آف سینٹ برگ کی شادی شاہِ ہسپانیہ سے قرار پائی۔ شاہی خاندان کے دوسرے افراد کے ساتھ آپ بھی اس شادی میں شریک ہوئے۔ جس گاڑی میں دولہا دلہن سوار تھے۔ اس کے پیچھے والی گاڑی میں آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ اِس موقع پر کسی شخص نے بم پھینکا۔ بم دونوں گاڑیوں کے بیچ میں آکر پھٹا۔ گاڑی میں بیٹھے ہوئے لوگ تو محفوظ رہے۔ لیکن جو اشخاص آگے تھے۔ ان میں سے بعض مر گئے۔ اس کے بعد جب ہز رائل ہائینس کے بہنوئی پرنس چارلس آف ڈنمارک (Prince Charles of Denmark) ناروے کے حکمران منتخب ہوئے۔ تو آپ اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ تاج پوشی کی رسوم میں شرکت کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ۱۹۰۸ء میں آپ پیرس کی نمائش دیکھنے کے لئے گئے۔ اور چند روز بعد اپنے والد بزرگوار شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے قائم مقام کی حیثیت سے ایک تہوار میں شرکت کے لئے کینیڈا تشریف لے گئے +

شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم بعض اہم سیاسی مسائل کے سلسلے میں پیرس تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپس آنے کے بعد ۶ مئی کو آپ خناق میں مبتلا ہوگئے۔ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد آپ کی کھانسی بڑھتی اور حالت بگڑتی گئی۔ اگرچہ شاہی اطباء پوری تن دہی سے علاج

میں مصروف تھے۔ لیکن قضا و قدر کو کچھ اور منظور تھا۔ بادشاہ کی علالت کی خبر سن کر رنگ جوق در جوق قصر شاہی کی طرف آنے لگے۔ اور اس کے باہر لوگوں کا انبوہ کثیر جمع ہو گیا۔

شہنشاہ کا انتقال | خاندان شاہی کے تمام افراد بادشاہ کے ارد گرد جمع تھے کہ اتنے میں ۶ مئی ۱۹۱۰ء کو یک بیک بادشاہ کا وقت اخیر آ پہنچا۔ اور طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ بادشاہ کا انتقال ہوتے ہی فی الفور شاہی پرچم سرنگوں کر دیا گیا۔ قصر شاہی میں ماتمی گھنٹہ بجنے لگا۔ لارڈ میئر کو فوراً اس واقعے کی اطلاع دی گئی۔ تمام ممالک میں تار کے ذریعے سے اس حادثہ جانکاہ کی اطلاع ارسال کی گئی۔ چونکہ قاعدے کی رو سے تخت شاہی خالی نہیں رکھا جا سکتا۔ لہٰذا ۹ مئی ۱۹۱۰ء کو بوقت دوپہر پارلیمنٹ کے ارکان اور عمائد ملک و ملت کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا۔ اس مختصر لیکن اہم دربار کے لئے پہلے شاہی باڈی گارڈ کے ارکان آ کر دو رویہ کھڑے ہو گئے۔ پھر ایک افسر ننگی تلوار لیے تخت کے دائیں طرف اور دوسرا تاج لیے بائیں طرف کھڑا ہوا۔ چبوترے سے کچھ نیچے ایک افسر جواہرات سے مرصع ٹوپی لئے ایستادہ تھا۔ اتنے میں نئے بادشاہ جارج پنجم امیر البحر کی شاندار وردی میں ملبوس اور ملکہ میری کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے سینٹ جیمز پیلیس (St. James Palace) میں تشریف لائے۔ یہاں پریوی کونسل کے تمام ارکان موجود تھے۔ ملکہ کی معیت میں نئے بادشاہ پارلیمنٹ کے ارکان کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوئے۔ جب شاہی جبہ داروں نے جبّوں کے گوشے رکھ دئے۔ تو نئے بادشاہ نے حاضرین کو بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ بادشاہ کا حکم سنتے ہی سب کے سب بیٹھ گئے۔ اور شہنشاہ جارج ملکہ میری کی معیت میں تخت پر رونق افروز ہوئے۔ اس کے بعد لارڈ چانسلر نے گھٹنے ٹیک کر بادشاہ کی خدمت میں حلف نامہ پیش کیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ "ابدولت پروٹسٹنٹ کے سچے پیرو ہونے کا اقرار کرتے ہیں" آپ نے اس پر اپنے دستخط ثبت فرما دئے۔ اور حاضرین کو مخاطب کر کے ایک درد انگیز تقریر فرمائی۔ جس کا ملخص درج ذیل ہے:۔

"اس وقت میرا دل کلبۂ احزان بنا ہوا ہے۔ بولنے کا یارا نہیں لیکن وقت کا تقاضا ہے کہ میں کچھ بولوں۔ والد بزرگوار کی وفات حسرت آیات سے ہم پر جو غم و الم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔ وہ ناقابل بیان ہے۔ اور اس زخم کا اندمال ہماری رعایا کے ہمدردانہ طرز عمل ہی پر منحصر ہے۔ والد بزرگوار کی موت سے نہ صرف ہمارے سر سے ایک بزرگ باپ کا سایہ اٹھ گیا۔ بلکہ ایک زبردست اتالیق اور مشیر بھی چھن گیا۔ رعایا نے والدۂ محترمہ سے جو اظہار ہمدردی کیا ہے۔ اس سے میری بے انتہا ہمت افزائی ہوئی ہے۔ حکومت کی باگ ڈور

اپنے ہاتھوں میں لینے سے پیشتر والدِ مرحوم نے کہا تھا کہ مَیں تا دمِ حیات رعایا کی فلاح و بہبُود کا خیال رکھوں گا۔ انھوں نے جس عمدہ طریقے سے اپنے اس قول کو صحیح ثابت کیا۔ وہ ایک روشن حقیقت ہے۔ مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ میری زندگی کا اصول بھی یہی ہوگا۔ اور مَیں ان کی بتائی ہوئی راہوں پر چل کر رعایا کی فلاح کی خاطر دُوسرے ممالک کے ساتھ تعلّقات کو اور بھی زیادہ محکم و استوار کرنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے ان تمام ذمّہ داریوں کا پورا پورا احساس ہے۔ جو یک بیک میرے دوشِ ناتواں پر آپڑی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ پارلیمنٹ۔ باشندگانِ جزائر برطانیہ اور سمندر پار کی رعایا فرائضِ حکومت کی بجا آوری میں ہماری پوری مدد کرے گی۔ نیز کامل امید ہے کہ خداوندِ عالم رعایا کی دعاؤں کے اثر سے میری ذات میں ایک ایسی قوّت عطا فرمائے گا۔ جس سے تمام الجھنیں خود بخود سلجھ جائیں گی۔ ہمارے لئے یہ امر بھی باعثِ شکریہ ہے۔ کہ ملکۂ معظمہ نے ان تمام امور میں ہمیں مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جن کا رعایا کی خیر سگالی سے تعلق ہے"۔

امراء کا اظہارِ اطاعت | بادشاہ سلامت کی تقریر کے بعد امراء و وزراء نے ایک اعلان کیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا۔ "خدائے تعالیٰ کی مرضی تھی کہ ہمارے محترم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اس کے تختِ جبروت و جلال کے آگے حاضر ہوں۔ اور ان کی وفات کے بعد حکومت برطانیہ کا تاجِ شاہی ان کے جائز وارث اور ولیعہد پرنس البرٹ جارج فریڈرک پرنس آف ویلز کے فرقِ مبارک پر رکھا جائے۔ لہٰذا ہم تمام ارکان و اعیانِ سلطنت۔ پریوی کونسل کے ارکان۔ لارڈ میئر۔ دوسرے محترم اصحاب اور باشندگانِ لندن متفقہ طور پر اعلان کرتے ہیں۔ کہ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے انتقالِ پُر ملال کے بعد پرنس البرٹ جارج فریڈرک پرنس آف ویلز جزائر برطانیہ و آئرلینڈ اور جزائر و ممالکِ محروسۂ برطانیہ کے حکمران و حامیِ دین قرار پائے۔ ہمیں حضور والا کی ذاتِ گرامی پر کامل اعتماد ہے۔ ہم دلی خلوص اور سچّی نیّت سے حلف وفاداری اٹھاتے اور اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم ایمانداری سے ملکِ معظّم کے وفادار رہیں گے۔ خداوندِ عالم کی درگاہ میں جس کے حکم سے حکومت کی باگ ڈور ملکِ معظّم کے ہاتھوں میں سونپی جاتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ وہ دو جہان کا والی شہنشاہِ جارج پنجم کی سلطنت میں برکت دے۔ تاکہ ہم ان کے سایۂ کرم میں آرام و اطمینان سے زندگی بسر کر سکیں"۔

شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کا جنازہ | نئے بادشاہ کی رسمِ تخت نشینی ادا ہونے کے بعد قرار پایا۔ کہ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو باقاعدہ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کا جنازہ اٹھایا جائے۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ اس دوران میں شاہِ آنجہانی کی لاش کو فیلڈ مارشل کے لباس میں رکھا جائے۔ اور روزانہ

دعا کے بعد ان کا چہرہ شاہی خاندان کے افراد کو دکھایا جائے۔ اس دوران میں مختلف ممالک سے تعزیت کے بے شمار پیغامات موصول ہوئے۔ اور ان کا باقاعدہ جواب دیا گیا۔ سابق اعلان کے مطابق ۲۰ مئی ۱۹۱۰ء کو شاہ ایڈورڈ کا جنازہ شاہی اعزاز کے ساتھ اٹھایا گیا۔ جو فوجی جلوس کے ساتھ سینٹ جارج کے گرجے کو روانہ ہوا۔ خاندان شاہی کے افراد۔ مختلف ممالک کے خود مختار حکمران۔ شہزادے۔ سفراء اور اعیان و اکابر وغیرہ جنازے کے ساتھ تھے۔ گرجے سے واپسی پر شہنشاہ آنجہانی کی عمر کے لحاظ سے ۶۸ توپیں سر کی گئیں۔ اس کے بعد قصر بکنگھم میں مہمانوں کو دعوت دی گئی۔ اور قاعدے کے مطابق لندن کے مشہور مقامات پر نئے بادشاہ کی جانشینی کا اعلان پڑھا گیا۔ نئے بادشاہ کی خدمت میں نوآبادیوں کی طرف سے ایک سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ جس کا آپ نے موزوں الفاظ میں جواب دیا۔ شہنشاہ ایڈورڈ کی وفات پر ہندوستانی والیان ریاست اور رعایا کی طرف سے جو پیغامات ہمدردی موصول ہوئے۔ ان کے جواب میں بھی شہنشاہ جارج پنجم نے تعزیت کرنے والوں کے ہمدردانہ پیغامات کا شکریہ ادا کیا۔ اور ان کے وفادارانہ جذبات پر اظہار اطمینان فرمایا۔ اس دوران میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ ماتم چھ ماہ تک جاری رہے۔ اور اس کے بعد باقاعدہ جشن تاجپوشی کی تاریخ مقرر کی جائے۔ اس زمانے میں پارلیمنٹ کا افتتاح ہوا۔ اور بادشاہ کی حیثیت سے شہنشاہ جارج نے پہلی مرتبہ پارلیمنٹ میں ایک زبردست تقریر ارشاد فرمائی۔

انگلستان میں بادشاہ کی تاجپوشی

پہلے قاعدہ تھا کہ ایک ہی وقت میں تخت نشینی اور تاجپوشی دونوں رسمیں ادا کی جاتی تھیں۔ مگر سات سو برس یعنی شاہ ایڈورڈ اول کے وقت سے یہ طریقہ چلا آتا ہے کہ پہلے تخت نشینی کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد تاجپوشی ہوتی ہے۔ اسی اصول کے ماتحت شاہ ایڈورڈ اول کی تخت نشینی ۲۰ نومبر ۱۲۷۲ء کو ہوئی تھی۔ اور جشن تاجپوشی ۱۹ اگست ۱۲۷۴ء کو عمل میں آیا تھا۔ اسی قاعدے کے مطابق شہنشاہ جارج پنجم کی تخت نشینی ۹ مئی کو ہوئی۔ لیکن تاجپوشی کی تاریخ ۲۲ جون ۱۹۱۱ء قرار پائی۔ اور شاہی اعلان کے ذریعے سے یہ خوشخبری قلمرو سلطنت برطانیہ کے ہر حصے میں پہنچا دی گئی۔ موسم کی خوشگواری کے لحاظ سے جون کا مہینہ انگلستان میں بہترین مہینہ سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ انگلستان



ملکِ معظم و ملکہ معظمہ تاجپوشی کے لباس میں

کے اکثر حکمرانوں کی تاجپوشی اسی مہینے میں ہوتی رہی ہے شہنشاہِ جارج پنجم کی تاجپوشی میں شرکت کے لئے جو بیرونی مہمان تشریف لائے تھے۔ ان میں ولیعہدِ جرمنی۔ پرنس جان جارج سیکسنی۔ ڈیوک آف سیکس کوبرگ۔ آرک ڈیوک چارلس (ہنگری) ملکہ نیدرلینڈ کے شوہر۔ ولیعہد سویڈن۔ ولیعہد رومانیہ۔ ولیعہد ڈنمارک۔ ولیعہد سرویا۔ ولیعہد یونان۔ پرنس فرڈی نینڈ (ہسپانیہ) نمائندۂ جاپان۔ والیٔ مصر۔ وزیر خارجہ ناروے۔ ڈیوک اے آسٹا (اٹلی) ولیعہد ٹرکی۔ ہز ہائینس مہاراجہ ہلکر۔ ہز ہائینس مہاراجہ بڑودہ۔ ٹھاکر صاحب گونڈل۔ ٹھاکر صاحب شاہپورہ۔ کنور سردار چرنجیت سنگھ اہلووالیہ جالندھر کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ویسٹ منسٹر ایبے میں اس دربار کے سلسلے میں سات ہزار مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ ملکۂ وکٹوریہ کی تاجپوشی پر ساڑھے دس لاکھ روپے اور شاہ ایڈورڈ ہفتم آنجہانی کی تاجپوشی پر پونے انیس لاکھ روپے صرف کئے گئے تھے۔ مگر شہنشاہِ جارج پنجم کی تاجپوشی کے لئے ۵۴ لاکھ روپے کی رقم منظور کی گئی۔ انگلستان میں قاعدہ ہے کہ قدیم تاجوں کے علاوہ ہر نئے بادشاہ کے لئے تاجپوشی کے موقع پر ایک نیا تاج بنوایا جاتا ہے۔ اس موقع پر شہنشاہِ جارج پنجم کا جو تاج تیار کیا گیا۔ اس میں ان کے والدِ بزرگوار شاہِ ایڈورڈ ہفتم کے تاج کے مقابلے میں ۵۲ ہیرے ۵۶ دوسرے جواہرات اور ۲ نیلم زیادہ لگائے گئے تھے۔ ملکۂ میری کے تاج میں ہندوستان کا مشہور "کوہ نور" ہیرا آویزاں کیا گیا تھا۔ جن شاہراہوں سے شاہی جلوس گزرنے والا تھا۔ لوگوں نے وہاں کے مختلف مقامات پر کئی کئی دن پہلے سے نشستیں اپنے لئے مخصوص کرالی تھیں۔ جلوس نکلنے کا وقت ۲۲ جون کو صبح کے نو بجے قرار پایا تھا۔ لیکن لوگ جلوس کا نظارہ دیکھنے کے لئے رات کے پچھلے پہر ہی سے جمع ہونے لگے۔ ویسٹ منسٹر ایبے بھی اس تقریبِ سعید کی خوشی میں خوب آراستہ کیا گیا تھا۔ بادشاہ اور ملکہ کے بیٹھنے کے لئے گانے والوں کے طائفے کے پاس ہی ایک چبوترہ بنایا گیا تھا۔ جس سے تھوڑی دُور کے فاصلے پر تاجپوشی کی کرسی رکھی ہوئی تھی۔ دائیں جانب بادشاہ اور ملکہ کے بیٹھنے کے لئے دو اور کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ اِن کرسیوں کو "کرسی ہائے سلطانیہ" کہا جاتا ہے۔ عبادت گاہ پر ایک سنہری رنگ کا قیمتی کپڑا پڑا تھا۔ اور اس کے سامنے گلابی رنگ کا ہندوستانی قالین بچھا ہوا تھا۔

تاجپوشی کی رسوم اِس موقع پر ان اشیا اور رسوم کی تشریح کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جو عموماً تاجپوشی کے موقع پر ادا کی جاتی ہیں۔ ان میں سے ۹ رسمیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں

(۱) امتیاز۔ (۲) حلف (۳) تیل ملنا (۴) تلوار کی نذر (۵) لبادہ (۶) عصا (۷) تخت نشینی (۸) حلفِ اطاعت (۹) تاجپوشی ۔

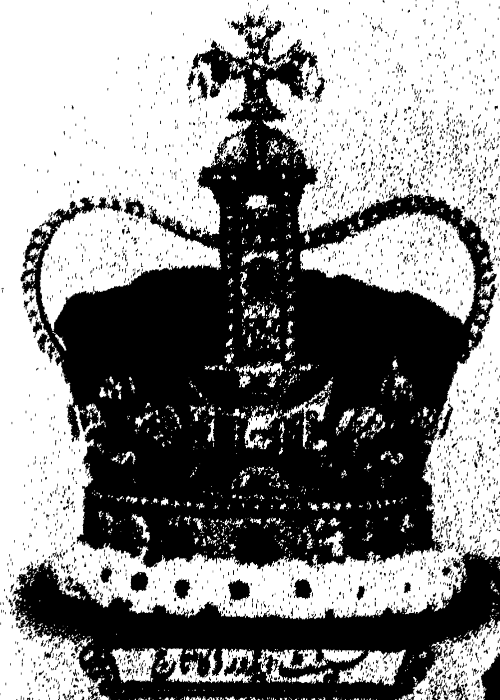
تخت اصل میں شاہی کرسی کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ شاہی نشست گاہ کے لئے ایسا مخصوص ہوگیا ہے کہ جب کسی کے سامنے تخت کا نام لیا جائے تو اس کا ذہن کسی متموّل انسان کی قیمتی کرسی کے بجائے فوراً کسی حکمران کی شاہی کرسی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ یہاں تختِ انگلستان سے مراد وہ تخت ہے۔ جس پر پہلی مرتبہ ۹ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو ملک معظم نے جلوس فرمایا۔ اور دوسری مرتبہ ۲۲ جون سنہ ۱۹۱۱ء کو تاجپوشی کے موقع پر رونق افروز ہوئے۔ یہ ایک ایسی شاہی کرسی ہے۔ جس کے دونوں بازوؤں پر سونے کے پتر لگے ہوئے ہیں۔ اور ہر بازو کے سرے پر شیر کا منہ بنا ہوا ہے۔ پشت کی تکیہ گاہ پر شاہی نشان (کوٹ آف آرم) بنا ہے۔ اور نشست کی جگہ پر اعلیٰ درجے کی مخمل لگی ہوئی ہے۔ تاجپوشی کے دن یہ تخت ویسٹ منسٹر ایبے کے درمیانی ہال کے بیچ میں ایک ہموار چبوترے پر رکھا جاتا ہے۔ اس تخت شاہی میں ایک پتھر بھی لگا ہے۔ جسے خوش قسمتی کا پتھر کہتے ہیں۔ اس پتھر کی وجہ سے یہ کرسی نہایت مقدس سمجھی جاتی ہے۔

کرسی امتیاز۔ اس کرسی کو ریکگنیشن چیئر (Recognition Chair) کہتے ہیں۔ اس کرسی پر بیٹھنے سے تاجدار کو بادشاہ تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ یہ کرسی تخت کے سامنے بچھائی جاتی ہے۔

کرسی لطانیہ۔ بادشاہ و ملکہ دو الگ الگ رکھی ہوئی کرسیوں پر "نماز لطانیہ" ادا کرتے اور ان ہی پر بیٹھ کر وعظ سنتے ہیں۔ ان کرسیوں کے سامنے ایک ایک مونڈھا بھی رکھا ہوتا ہے۔ تاکہ نماز و دعا کے وقت ان پر گھٹنے ٹیکے جا سکیں۔

تاج۔ قدیم تاج۔ تاج پوشی کے لئے جو چیزیں مخصوص ہیں۔ ان میں شاہ ایڈورڈ اوّل کا تاج بھی شامل ہے۔ اسے سرکاری تاج کہتے ہیں۔ یہ تاج اصل میں سونے کا ایک چکر ہے۔ جس میں پھول پتے بنے ہوئے ہیں۔ اور جواہرات سے مزیّن ہے۔ اس پر دو محرابیں بنی ہوئی ہیں۔ جو انگلستان کی آزاد حکومت کی نشانی ہیں۔ دونوں محرابوں کے گوشوں میں بھی جواہرات لگے ہوئے ہیں۔ صلیب پر ایک قیمتی موتی لگا ہے۔ اور اس پر قرمزی رنگ کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔ شاہان انگلستان کی تاج پوشی کا خاص تاج یہی ہے۔

قیصری تاج۔ سنہ ۱۸۳۸ء میں ملکہ وکٹوریہ کے لئے ۳۹ اونس کا ایک تاج بنایا گیا تھا۔





برطانیہ کا شاہی تاج





ملکہ میری کا شاہی تاج



اس تاج کی شکل گول ہے۔ اس میں متعدد جواہرات جڑے ہوئے ہیں۔ علاوہ بریں "ستارۂ افریقہ" نامی ایک ہیرا بھی جڑا ہوا ہے۔ یہ تاج پہننے سے پہلے قرمزی رنگ کی ایک مخملی ٹوپی بھی پہنی جاتی ہے۔

ولیعہد اور ان کی ملکہ ۔ مذکورہ بالا تاجوں کے علاوہ ولیعہد اور ملکہ کے لئے دو علیحدہ علیحدہ چھوٹے تاج ہیں۔

عصائے شاہی ۔ تاجپوشی کے وقت بادشاہ کے ہاتھ میں جو عصا ہوتا ہے اس پر ایک صلیب بنی ہوئی ہے۔ یہ عصا سونے کا ہے۔ اور اس پر ایک بڑا سا ہیرا "ستارۂ افریقہ" لگا ہوا ہے۔ اسے عصائے شاہی کہتے ہیں۔

عصائے فاختہ ۔ تاجپوشی کے وقت یہ عصا بھی بادشاہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس پر نشان روح القدس کے طور پر فاختہ بنائی گئی ہے۔

ایمپولا ۔ ایمپولا اصل میں عقاب کی صورت کا ایک برتن ہے تاجپوشی کے موقع پر اس میں تیل رکھا جاتا ہے۔ یہ ۹ انچ لمبا ہوتا ہے۔ اس میں جو عقاب کے پر بنائے گئے ہیں۔ ان کی چوڑائی ۷ انچ ہے جس میں چھ انچ تیل سماتا ہے۔

چمچے ۔ تاجپوشی کے وقت جس چمچے سے بادشاہ کے سر میں تیل ڈالا جاتا ہے۔ وہ چاندی کا بنا ہوا ہے۔ یہ تیرھویں صدی کی مسیحی ساخت کا ہے۔ اور اس کا استعمال چارلس دوم کی دوبارہ تخت نشینی کے بعد سے شروع ہوا ہے۔

کرہ یا گلوب ۔ روما کے قدیم حکمرانوں کے ہاتھ میں سونے کا ایک گولہ ہوتا تھا۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ ساری دنیا ان کے زیرِ اختیار ہے۔ جب روما کا بادشاہ عیسائی ہوا۔ تو اس نے اس گولے پر ایک صلیب بڑھا دی۔ سیکسن بادشاہوں نے اس تقلید میں اس گولے کو رواج دیا۔ قدیم ایرانی بادشاہوں میں بھی اس کا پتہ چلتا ہے۔ انگلستان میں اسے رواج دینے کی ذمہ داری ہیرلڈ دوم پر عائد ہوتی ہے۔ پہلے گولے کا قطر ۶ انچ تھا۔ یہ گولہ رکھنے کا صرف بادشاہ ہی مجاز تھا۔ لیکن جب ولیم اور ملکہ میری ایک ساتھ تخت نشین ہوئے۔ تو دونوں میں امتیاز قائم کرنے کے لئے ایک اور چھوٹا گولہ تیار کیا گیا۔ اور وہ گولہ ملکہ کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ تاکہ لوگ دور سے دیکھ کر پہچان سکیں کہ اصل حکمران کون ہے۔

انگشتری ۔ تاجپوشی کے موقع پر بادشاہ کو ایک انگوٹھی نذر کی جاتی ہے۔ یہ انگوٹھی زمانۂ قدیم سے چلی آتی ہے۔

شمشیر ۔ علیٰ ہٰذا اس تقریب پر بادشاہ کو چار تلواریں نذر کی جاتی ہیں۔ جن

کی کیفیت حسب ذیل ہے :-

(۱) تیز نوک کی تلوار جسے تپچرل جسٹس کہتے ہیں ۔

(۲) دونوں ہاتھوں سے اٹھانے والی تلوار ۔ اس کے قبضے پر سنہری کام ہے ۔ عرفِ عام میں اسے صمصام السلطنت کہتے ہیں ۔

(۳) کشادہ نوک والی تلوار ۔ یہ چالیس انچ لمبی تلوار ہے ۔ اس پر ۲ انچ لمبی صلیب بنی ہوئی ہے ۔ اسے شمشیرِ دین کہتے ہیں ۔

(۴) ملکہ مری کی تلوار ۔ یہ چھتیس انچ طویل ہے ۔ اس کا پھل ۲ انچ کا اور قبضہ مرصع ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ ہنری سوم نے اپنی شادی کے موقع پر یہ تلوار پہنی تھی ۔ اس کے متعلق تاریخی طور پر یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایڈورڈ دوم ۔ رچرڈ دوم ۔ چارلس دوم ۔ ہنری چہارم ۔ رچرڈ سوم ۔ ہنری ہفتم اور ایڈورڈ ششم نے خاص خاص موقعوں پر اسے لگایا تھا ۔

بازوبند ۔ تاجپوشی کے موقع پر بادشاہ کے بازوؤں پر بازوبند باندھے جاتے ہیں ۔ ان پر انگلستان ۔ سکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ کے نشانات بنے ہوتے ہیں ۔

نمازِ تاجپوشی ۔ جب جلوس ویسٹ منسٹر ہال میں داخل ہوتا ہے ۔ سلامی کی توپیں سر ہوتی ہیں ۔ اور باجا قومی گیت بجانے لگتا ہے ۔ تو بادشاہ اور ملکہ سجدہ کرتے ہیں ۔

تعارف ۔ اس کے بعد لاٹ پادری تعارف کراتے ہیں ۔ یہ رسم اس طرح ادا ہوتی ہے کہ جب بادشاہ اپنی کرسی کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ تو لاٹ پادری پہلے اپنے سامنے پھر دائیں، بائیں اور اپنی پشت کی طرف رُخ کرکے باآوازِ بلند کہتے ہیں : " دیکھو ۔ یہ وہی شخص ہیں جنھیں سب نے متفقہ طور پر اپنا حکمران تسلیم کیا ہے ۔ اور جن کی اطاعت گزاری و فرماں برداری کا اقرار کرنے کے لئے آپ تمام حضرات یہاں جمع ہوئے ہیں " جب لاٹ پادری یہ جملے ختم کر لیتے ہیں ۔ تو تمام لوگ نعرۂ مسرت بلند کرتے ہیں ۔ " خدا بادشاہ کو سلامت رکھے " اس کے بعد نقیب زرد نفیری بجاتا ہے ۔ اور مختلف بشپ انجیل اور بعض دوسری چیزیں لاکر قربان گاہ کے اردگرد رکھ دیتے ہیں ۔

نذرانہ ۔ یہ رسم اس طرح ادا کی جاتی ہے کہ بادشاہ قربان گاہ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر ایک زر دوزی کا غلاف پیش کرتے ہیں ۔ اور لاٹ پادری اس غلاف کو قربان گاہ پر چڑھا دیتے ہیں ۔ لیکن اب اس کے بجائے پانچ پونڈ نقد دے کر تلوار چڑھائی جاتی اور

بعد میں واپس لے لی جاتی ہے +

روغن کی مالش ۔ جب باجا یہ گیت چھیڑتا ہے کہ "اے روح القدس ہماری روحوں میں الہامی باتیں ڈال" تو فوراً حاضرین تیل ملنے کے وقت کا اندازہ کر لیتے ہیں +

ریگیلیا ۔ مالش روغن کی رسم ادا ہونے کے بعد عطائے ریگیلیا کی رسم ادا ہوتی ہے ۔ اس رسم کا خلاصہ یہ ہے کہ اشیائے تاجپوشی میں سب سے پہلے مہمیز و شمشیر پیش ہوتی ہیں بادشاہ تلوار کو قربان گاہ میں پیش کر کے ۵ پونڈ نذرانہ ادا کرتا اور تلوار واپس لے لیتا ہے ۔ اس کے بعد ویسٹ منسٹر کا ڈین (Dean of Westminster) زرہ بکتر اور سنہری لبادہ پیش کرتا ہے ۔ بعد ازاں عصا اور انگشتری پیش کئے جاتے ہیں ۔ سب سے آخر میں بادشاہ کے سر پر تاج رکھا جاتا ہے ۔ اس وقت حاضرین خوشی سے نعرہ لگاتے ہیں " خدا بادشاہ کو سلامت رکھے " پھر نفیری بجتی ہے ۔ اور اس کی آواز پر توپیں سر ہوتی ہیں ۔ اب بادشاہ سلامت تخت حکومت پر رونق افروز ہوتے ہیں ۔ لاٹ پادری تمام بشپوں اور ارکان دار الامرا کی ہیئت میں آتے اور بادشاہ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں " ثابت قدمی و استقلال کی باگ کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا ۔ اور اس شاہی مقام اور مرتبۂ شاہی کی پوری پوری حفاظت کرنا "

اب دار الامرا کے تمام ارکان نذریں پیش کرتے اور اظہار اطاعت کرتے ہوئے تخت کے سامنے سے گزر جاتے ہیں +

ملکہ کی تاجپوشی ۔ انگلستان میں بادشاہ کے ساتھ ملکہ کی تاجپوشی کی رسم بھی جاری ہے چنانچہ موجودہ ملکہ سے پیشتر گیارہ بادشاہوں کے ساتھ ان کی بیویوں کی تاجپوشی ہو چکی ہے موجودہ ملکہ سے پیشتر جن خواتین کی تاجپوشی عمل میں آئی ۔ اور اس سلسلے میں جو رسوم ادا کی گئیں ۔ ان کی نوعیت میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں ۔ موجودہ ملکہ کی تاجپوشی اس طرح عمل میں آئی کہ پہلے ان کے سر پر تیل ڈالا گیا ۔ پھر لاٹ پادری نے ان کی انگلی میں انگوٹھی پہنائی اور قربان گاہ سے تاج اٹھا کر ان کے سر پر رکھا ۔ اس کے بعد ارکان دار الامرا کی لیڈیوں نے اپنے سر پر تاج رکھا ۔ لاٹ پادری نے ہاتھی دانت کا فاختہ والا عصا ملکہ کے دائیں ہاتھ میں دیا ۔ اور نشان حکومت کا عصا بائیں ہاتھ میں ۔ ایک گیت ختم ہونے کے بعد ملکہ اپنے تخت کے سامنے سے ہو کر ایک کرسی پر جا بیٹھیں +

عشائے ربانی ۔ اتنے میں ایک گیت کے بعد بادشاہ و ملکہ تاج اتار کر از سر نو قربان گاہ کے پاس گئے ۔ اور وہاں سے "عشائے ربانی" حاصل کیا ۔ پھر سینٹ ایڈورڈ کے

گرجے میں تشریف لے گئے۔ اس وقت تاجپوشی سے تعلق رکھنے والی دوسری تمام اشیا ارکان دارالامرا نے اٹھالیں۔ سینٹ ایڈورڈ کے گرجے میں بادشاہ نے ترمزی رنگ کا خلعت زیب تن کیا۔ اور قصرِ بکنگھم کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک زمانے میں بادشاہ ویسٹ منسٹر ہال میں جاکر روزہ کھولا کرتے تھے۔ مگر اب شاہ جارج چہارم کے زمانے سے ویسٹ منسٹر کے بجائے قصرِ بکنگھم میں روزہ کشائی کی دعوت ہوتی ہے۔ بادشاہ سلامت کی تاجپوشی کے فرائض آرک بشپ آف کنٹربری اور ملکہ کی تاجپوشی کے فرائض آرک بشپ آف یارک انجام دیتے ہیں۔

دربار کا نظارہ | دربار میں مہمانوں کی نشست کا اس طرح بندوبست کیا گیا تھا۔ کہ ہر مہمان کی نشست اس کے منصب و درجہ کے اعتبار سے رکھی گئی تھی۔ جو خاص اور بلند مرتبہ مہمان تھے۔ ان کی نشست بادشاہ سے بالکل قریب رکھی گئی تھی۔ اور باقیوں کے لئے چاروں طرف نشستیں تھیں۔ دارالامرا کے ارکان اور ان کی لیڈیوں کے لئے الگ الگ ڈھلوان نشستیں قائم کی گئی تھیں۔ اور ان کے بعد ارکانِ دارالعوام کی نشستیں تھیں۔ اس تقریب سعید پر مختلف مہمان شاندار لباس پہنے ہوئے اور تمغوں اور امتیازی نشانات سے آراستہ تھے۔ اور خواتین اعلیٰ درجے کی پوشاکیں اور بیش قیمت جواہرات زیب تن کئے ہوئے تھیں۔ انھیں دیکھ کر آنکھوں میں چکا چوند کا عالم پیدا ہو رہا تھا۔ دربار کا وقت ½ ۹ بجے مقرر کیا گیا تھا۔ مگر اکثر مہمان قبل از وقت ہی پہنچ کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ چکے تھے۔ ٹھیک ½ ۹ بجے سر فریڈرک برج نے اعلان کیا کہ اب ملک معظم شہنشاہ جارج پنجم تشریف لاتے ہیں۔ اس وقت جو باجا بج رہا تھا۔ وہ بند کر دیا گیا۔ ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ اتنے میں شاہی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ اور ایبے کا مغربی دروازہ کھول دیا گیا۔ سب سے پہلے ولیعہد جرمنی اور شہزادیاں داخل ہوئیں۔ ان کے داخلے کے بعد دوسرا بگل بجا۔ اور خاندانِ شاہی کے افراد کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے ولیعہدِ سلطنت تشریف لائے۔ اور امراء کی صفِ اولین میں رونق افروز ہوگئے۔ آپ کے بعد ڈیوک آف کناٹ اور پرنس آرتھر بیٹھے۔ ان کے بعد شہزادوں اور شہزادیوں کی نشست تھی۔ اب آرکسٹرا شروع ہوا۔ اور حاضرین کو معلوم ہوا کہ ملکِ معظم تشریف لا رہے ہیں۔ تمام حاضرین تعظیماً کھڑے ہوگئے۔ بادشاہ سلامت ملکہ کی معیت میں ایبے کے دروازے سے داخل ہوئے۔ بادشاہ کے جلوس کی ترتیب اس طرح تھی۔ (۱) پیشوایانِ دین۔ (۲) بارہ گرجاؤں کے چیپلن (۳) شاہی عبادت گاہوں کے ڈین (۴) ویسٹ منسٹر ایبے کے ڈین (۵) سلطنتِ برطانیہ کے دوسرے مقتدر ارکان۔

مثلاً مسٹر ڈالموک انگلستان۔ ڈیوک آف ولنگٹن۔ یونین جیک۔ لارڈ نارتھ کوٹ کینیڈا۔ لارڈ ملبورن جنوبی افریقہ۔ لارڈ کرزن ہندوستان اور لارڈ ایرڈین آسٹریلیا کے جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے۔ (۶) لارڈ روزبری۔ لارڈ کڈوگن اور لارڈ کریو (وزیرِ ہند) اپنے ہاتھوں میں وہ شامیانہ لئے ہوئے تھے جو مسح کے وقت بادشاہ کے سر پر تانا جاتا ہے۔ (۷) لارڈ چیمبرلین (Lord Chamberlain) (۸) لارڈ چانسلر (Lord Chancellor) (۹) لاٹ پادری صاحبان (Bishops) (۱۰) مسٹر اسکوئتھ (Mr. Asquith) وزیرِ اعظم انگلستان اور لارڈ مارلے (Lord Morley) صدر مجلس وزراء +

ملکۂ معظمہ ہاتھ میں پنکھا لئے متعدد امرا۔ خواتین اور درباریوں کے ساتھ تشریف لائیں۔ ملکۂ معظمہ کے عبا کے گوشوں کو چھ بلند مرتبہ امیرزادیاں سنبھالے ہوئے تھیں۔ ملکہ کے لباس میں نہایت بیش قیمت جواہرات ٹنکے ہوئے تھے۔ گلے میں موتیوں کا ایک قیمتی ہار پڑا تھا۔ اور جواہرات سے مرصع کالر گلے کی زینت بڑھا رہا تھا۔ نیز ملکۂ معظمہ کے جلو میں چار مقتدر خواتین ڈچز آف مارلبرو۔ ڈچز آف ہملٹن (Duchess of Hamilton) ڈچز آف پورٹ لینڈ (Duchess of Portland) اور ڈچز آف سدرلینڈ (Duchess of Sutherlad) ایک زریں شامیانہ لئے ہوئے تھیں۔ یہ شامیانہ رسم مسح کے وقت ملکہ کے سر پر تانا جاتا ہے۔ ان تمام خواتین کی پوشاکیں بہت قیمتی تھیں۔ اور یہ گراں بہا جواہرات زیب تن کئے ہوئے تھیں +

اس جلوس کے بعد ملکِ معظم دربار میں اس ترتیب سے تشریف لائے۔ کہ سب سے پہلے وہ لوگ تھے جن کے ہاتھوں میں تاجپوشی کے لوازم تھے۔ لارڈ رابرٹس (Lord Roberts) لارڈ کچنر (Lord Kitchner) اور ڈیوک آف ہیو فورک علٰحدہ علٰحدہ تلواریں سنبھالے ہوئے تھے۔ نمبر ۲ پر لارڈ گریٹ چیمبرلین (Lord Great Chamberlain)۔ لارڈ سٹوارڈ (Lord Steward) ڈیوک آف نارفوک (Norfolk) اور ارل آف مارشل (Earl of Marshall) تھے۔ نمبر ۳ پر ارل آف بیوکمپ سرکاری تلوار لئے ہوئے تھے نمبر ۴ پر لارڈ ہائی کانسٹیبل تھے۔ ان کے ہاتھوں میں سینٹ ایڈورڈ کا تاج تھا۔ ان کے بعد تین پادری صاحبان انجیل مقدس لئے چلے آرہے تھے۔ ان سب کے بعد بادشاہ سلامت تھے۔ بادشاہ سلامت کے ساتھ آٹھ "اعزازی خادم" تھے۔ جو ملکِ معظم کی عبا سنبھالے ہوئے تھے۔ غرض اسی طرح ملک معظم شاہی چبوترے پر تشریف لائے۔ اب تک گیت گائے جارہے تھے۔ چبوترے پر ملک معظم کے تشریف لاتے ہی ہر طرف خاموشی سی چھا گئی۔ اِتنے

میں ملکِ معظم جارج پنجم کی عمر دراز ہو" اور "ملکہ کی عمر دراز ہو" کا گیت چند لڑکیوں نے گانا شروع کیا۔ بادشاہ سلامت نے چبوترے پر پہنچ کر ملکۂ معظمہ کے سامنے بغرضِ تعظیم سر جھکایا۔ اور ان کے داہنی طرف والی کرسی پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ قربان گاہ کے سامنے سربسجدہ ہوئے، دعا پڑھی۔ پھر اپنی اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ اب آرک بشپ آف کنٹربری لارڈ ہائی کانسٹیبل ارل آف مارشل Lord High Constable Earl of Marshal کے ساتھ شاہی چبوترے کے پاس تشریف لائے۔ اور حاضرین کو مخاطب کر کے کہا:۔

"حضرات! میں آپ کے سامنے شہنشاہ جارج پنجم کو جو لاریب اس سلطنت کے والی ہیں۔ اور جن کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے اور اظہارِ اطاعت کے لئے آپ جمع ہوئے ہیں پیش کرتا ہوں۔ کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں"؟

لاٹ پادری صاحب کی زبان سے یہ الفاظ نکلنے کے بعد تمام حاضرین نے "خدا بادشاہ جارج پنجم کی عمر دراز کرے" کے نعرے بلند کئے۔ اس کے بعد امراء، ارکان دارالعوام معزز خواتین، گیت گانے والوں کے حلقے اور طلبہ کے مجمع سے یہی صدا بلند ہوئی۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا ایبے کے در و دیوار سے خوشی کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔ جب بگلوں کی آواز کے بعد یہ نعرے ختم ہوئے۔ تو لارڈ مارشل نے اس عمارت کے چاروں گوشوں میں جا کر یہی اعلان پڑھا۔ اس کے ساتھ ہی بادشاہ سلامت کھڑے ہوئے اور آپ نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ چنانچہ ہر طرف سے یہی نعرے بلند ہونے لگے۔ ان نعرہ ہائے مسرت کے بعد بادشاہ سلامت۔ ملکۂ معظمہ۔ شہزادے اور رؤسا عبادت کے لئے سربسجدہ ہوئے۔ لاٹ پادری صاحب سوال کرتے جاتے تھے۔ اور گانے والوں کا طائفہ نہایت شیریں آواز میں جواب دیتا جاتا تھا۔ اس کے بعد کمیونین سروس (Communion Service) کا ابتدائی حصہ شروع ہوا۔ پھر لاٹ پادری صاحب نے لوقا کی انجیل کی اس آیت پر کہ "میں تمہارے بیچ میں اس آدمی کی طرح ہوں۔ جو تمہاری خدمت کرتا ہے" ایک وعظ ارشاد فرمایا۔ وعظ کے بعد آرک بشپ آف کنٹربری اپنی کرسی سے اٹھ کر بادشاہ کے پاس تشریف لائے اور آہستہ سے دریافت کیا۔ "کیا آپ حلف لینے پر آمادہ ہیں"؟

بادشاہ سلامت۔ "جی ہاں! میں بالکل آمادہ ہوں"۔

آرک بشپ کا انجیل دینا

اس پر آرک بشپ (Arch Bishop) نے بادشاہ کے ہاتھ میں انجیل دی۔ اور اس کے بعد بادشاہ سے متعدد سوالات کئے۔ جب بادشاہ سلامت تمام سوالوں کا خاطر خواہ جواب دے چکے۔ تو آپ اپنی کرسی سے اُٹھ کر قربان گاہ کے پاس پہنچے۔ وہاں

سرسے کلاہ اتار کر سربسجدہ ہوئے۔ اور اپنا دایاں ہاتھ انجیل پر رکھ کر کہا "میں نے اس سے پیشتر جن جن باتوں کا وعدہ کیا ہے۔ انھیں پورا کروں گا۔ اور ہمیشہ ان پر قائم رہوں گا۔ خدا میری مدد کرے"۔

انجیل پر بوسہ دے کر بادشاہ سلامت نے چاندی کی قلم دوات سے حلف نامے پر دستخط کئے۔ اور اپنی کرسی پر تشریف لے آئے۔ اب سب نے مل کر خوش الحانی سے گیت گانا شروع کیا۔ اس کے بعد آرک بشپ نے مقررہ دُعا پڑھی۔ جس برتن میں "روغن مقدس" رکھا تھا۔ اس پر آرک بشپ نے اپنا ہاتھ رکھا۔ بادشاہ کے مسح کرنے کی رسم شروع ہوئی۔ اور ہر طرف سے "بادشاہ سلامت" کے نعرے بلند ہوئے۔ پہلے زمانے میں قاعدہ تھا کہ اِس موقع پر بادشاہ کے کپڑے اتار لیئے جاتے تھے۔ مگر اس وقت لارڈ چیمبرلین نے بادشاہ کی صرف عبا اتاری۔ اور بادشاہ نے اپنی کلاہ اتار کر نیچے رکھ دی۔ اس کے بعد شاہِ ایڈورڈ کی کرسی کی طرف تشریف لائے۔ لارڈ روزبری اور دوسرے امرا نے سنہری شامیانہ بادشاہ کے سر پر بلند کیا۔ آرک بشپ نے ایک چمچے کے ساتھ روغن والا برتن قربان گاہ پر رکھا۔ پھر ملکِ معظم کے سر اور سینے پر "روغنِ مقدس" چھوایا۔ اب ویسٹ منسٹر کے ایک ڈین نے پرانی رسم کے مطابق بادشاہ کو مقدس کپڑے پہنائے۔ اس کے بعد ملک معظم کرسی تاجپوشی پر رونق افروز ہوئے۔ اور آرک بشپ نے ملکِ معظم کو شاہی شمشیر نذر کرتے ہوئے ایک تقریر کی۔ آرک بشپ کی تقریر کے بعد بادشاہ نے کمر سے شمشیر کھول کر قربان گاہ پر چڑھائی اور اپنی جگہ تشریف لے آئے۔ اس موقع پر لارڈ بیوکمپ نے پانچ پونڈ نذرانہ دے کر ویسٹ منسٹر کے ڈین سے شمشیر واپس لے لی۔ اور دوسری رسموں کے اختتام تک ننگی تلوار لئے کھڑے رہے۔ اب ملکِ معظم پر ایک سنہری چادر ڈالی گئی۔ اور انگوٹھی۔ عصا اور دستانے دیئے گئے۔ اس طرح بادشاہ سلامت دونوں عصا ہاتھ میں لئے ہوئے انگلستان کے پرانے تختِ شاہی پر رونق افروز ہوئے۔ اب ویسٹ منسٹر کے ڈین نے وہ تاج اٹھا کر آرک بشپ کے حوالے کیا۔ جو چارلس دوم کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ آرک بشپ نے ایک دعا پڑھ کر اسے بادشاہ کے سر پر رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی امراءِ سلطنت نے اپنے چھوٹے چھوٹے تاج جو ان کے سامنے رکھے ہوئے تھے۔ اٹھا کر خود پہن لیئے۔ اور سب نے مل کر "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" کا نعرہ بلند کیا۔ اب بگل بجنے لگے۔ اور سلامی کی توپیں چھوٹنے لگیں۔ تاجپوشی کے بعد ایک دعا پڑھی گئی۔ پھر آرک بشپ نے حاضرین کو مخاطب کر کے ایک مختصر تقریر کی۔ اب ملکِ معظم شاہی تخت سے اتر کر اپنے تختِ شاہی پر رونق افروز

ہوئے۔

اعیان و ارکانِ سلطنت کا اظہارِ اطاعت اور اعیان و ارکانِ سلطنت کی طرف سے اظہارِ اطاعت و فرماں برداری کی رسم شروع ہوئی۔ آرک بشپ نے دوسرے پادریوں کے ساتھ بادشاہ سلامت کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہارِ اطاعت کرتے ہوئے کہا۔ "ہم ہمیشہ ایماندار رہیں گے اور سچائی کے ساتھ اپنا تمام کام انجام دیں گے"۔ اس کے بعد آپ نے ملک معظم کے بائیں رخسار کا بوسہ لیا۔ اب شہزادوں کی باری آئی۔ سب سے پہلے ولیعہد سلطنت پرنس آف ویلز بہادر اپنا تاج اتار کر بادشاہ سلامت کے سامنے دو زانو ہوئے۔ اور تاجِ شاہی کو چھو کر ملک معظم کا بوسہ لیا۔ اس وقت ملکِ معظم نے ولیعہد کو ایک لمحہ کے لئے روک کر ان کا بوسہ لیا۔ اب ڈیوک آف کناٹ اور پرنس آرتھر نے آگے بڑھ کر اظہارِ اطاعت کیا۔ ان کے بعد دوسرے امرا اور اعیان و ارکانِ سلطنت نے آگے بڑھ کر اپنی رسوم کا اعادہ کیا۔ اس رسم کے ادا ہونے کے بعد تمام حاضرین نے "خدا اعلیٰحضرت ملک معظم جارج پنجم کو سلامت رکھے"۔ "ملک معظم کی عمر دراز ہو" اور "خدا ملک معظم کو ہمیشہ زندہ و سلامت رکھے" کی صدائیں بلند کیں۔

ملکہ کی تاجپوشی اب ملکہ معظمہ کی تاجپوشی کی رسم کا آغاز ہوا۔ آپ اپنی کرسی سے اٹھ کر سینٹ ایڈورڈ کی کرسی اور قربان گاہ کے درمیان تپائی پر سربسجدہ ہوئیں۔ آپ کی جلو میں چند معزز خواتین تھیں۔ جس وقت ملکہ معظمہ اٹھنے لگیں۔ ان خواتین نے ملکہ کی طویل بالائی عبا کا پچھلا حصہ آپ کے پیچھے پھیلا دیا۔ چار ڈچز نے آپ کے سر پر شامیانہ تانا۔ آرک بشپ آف نیو یارک نے ہاتھی دانت کی چھڑی اور عصائے شاہی آپ کے ہاتھوں میں دیا۔ اور بالوں میں "مقدس روغن" چھوا کر تاج سر پر رکھ دیا۔ اس کے بعد تمام معزز خواتین نے اپنے چھوٹے چھوٹے تاج سروں پر رکھ لئے۔ اب ملکہ معظمہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ملک معظم کے پاس اپنے تخت پر جا بیٹھیں۔ اس کے بعد بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ دونوں قربان گاہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اور ایک دعا پڑھی۔ اس موقع پر قدیم دستور کے مطابق آرک بشپ نے ان کی خدمت میں تھوڑی سی روٹی اور شراب پیش کی۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ قربان گاہ کا طواف کرنے کے بعد کچھ دیر کے لئے ایک علیحدہ کمرے میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے شاہی خلعت زیب تن کئے اور تاج سر پر رکھتے ہوئے برآمد ہوئے۔ بادشاہ اور ملکہ کی تشریف آوری پر ویسٹ منسٹر سکول کے ہیڈ ماسٹر اور طلبہ نے خوشی کے نعرے بلند کئے۔ جب تمام درباری رسمیں ختم ہو چکیں۔ تو ملک معظم اور ملکہ معظمہ شاہی گاڑیوں میں سوار ہو کر قصر بکنگھم تشریف لے گئے۔ راستے میں بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کی زیارت کرنے

کے لئے ہزارہا آدمیوں کا مجمع لگا تھا۔ جدھر سے بادشاہ اور ملکہ کی گاڑیاں گزرتیں۔ لوگ نعرہ ہائے مسرت بلند کرتے۔ بادشاہ اور ملکہ مسکراتے ہوئے مشتاقوں کا جواب دیتے راستہ طے کرتے جاتے تھے۔ اسی شب کو قصرِ شاہی میں سرکاری طور پر جلسۂ ضیافت منعقد ہوا جس میں بڑے بڑے معزز مہمان شامل ہوئے۔ علاوہ بریں قدیم دستور کے مطابق امرا و رؤسا کی دعوت کے علاوہ غربا و مساکین کے کھانے کا انتظام بھی نہایت اعلیٰ پیمانے پر کیا گیا تھا۔ رات کے وقت لندن میں روشنی اور آتش بازی کا نظارہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ اس موقع پر بادشاہ سلامت نے فوج کا عام معاینہ بھی فرمایا۔ تاجپوشی کے دن سے تمام سکوں۔ اسٹام کورٹ فیس اور ڈاک کے ٹکٹوں پر بادشاہ سلامت کی تصویر لگائی گئی۔ مہمانوں کے دکھانے کے لئے گارڈن تھیئٹر ہال میں شاندار ڈرامے کھیلے گئے۔ دربار ختم ہونے کے بعد ہندوستان کے مہمانوں یعنی مہاراجہ اندور۔ مہاراجہ بڑودہ۔ ٹھاکر صاحب گونڈل۔ ٹھاکر صاحب شاہپورہ اور ہز ہائینس آغا خاں کو بادشاہ سلامت کی خدمت میں باریاب ہونے کی عزت عطا کی گئی۔ جملہ تقریبیں ختم ہونے کے بعد لندن اور دوسرے مقامات کی سیر کر کے تمام مہمان یکے بعد دیگرے اپنے اپنے وطن کو روانہ ہوئے ۔

ملکِ معظّم و ملکۂ معظّمہ کا عزمِ ہندوستان

انگلستان میں تاجپوشی کا دربار ختم ہونے کے بعد ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء کو ملکِ معظّم جارج پنجم نے ایک اعلانِ شاہی جاری کیا۔ جس میں اس امر کا اظہار کیا گیا کہ اعلیحضرت ہندوستان میں تاجپوشی کا دربار منعقد فرمانا چاہتے ہیں۔ اس اعلان کا مفہوم یہ ہے :۔ " اپنے پیارے بادشاہ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات پر ۸ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو ہم تختِ سلطنت پر بیٹھے۔ اور بفضلِ خدائے جلّ و علیٰ جارج پنجم شہنشاہ دولتِ متحدہ برطانیۂ عظمیٰ و آئرلینڈ و سلطنتِ ماوراء البحر امین الملّت حامیِ دین و قیصرِ ہند کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اور ہرگاہ ما بدولت و اقبال نے جلوس کے سالِ اوّل میں اعلانِ شاہی مجریۂ ۱۹ جولائی و ۷ نومبر سنہ ۱۹۱۰ء میں بالترتیب اس امر کا اظہار فرمایا تھا کہ بفضلِ خدا ایں جانب کا ارادہ ہے کہ ۲۲ جون سنہ ۱۹۱۱ء کو شاہی تاجپوشی کی رسوم ادا فرمائیں۔ اور چونکہ ایں جانب کی خوشی اور رضامندی اسی میں ہے کہ ہماری پیاری رعایائے ہند کو ما بدولت بہ نفسِ نفیس ہندوستان پہنچ کر دکھائیں کہ تاجپوشی کی رسمیں کس طرح ادا ہوتی ہیں۔ اور اپنی بارگاہ میں گورنروں۔ لفٹنٹ گورنروں۔ دیگر افسروں۔ شہزادوں۔ سرداروں

شرفا اور مایہ دولت کی ماتحت ریاست ہائے ہند اور ممالکت ہند کے صوبجات کے نمائندوں کو بلاتیں - لہذا اس اعلان شاہی کے ذریعے سے ہم اپنے اس شاہی ارادے کا اعلان کرتے ہیں - کہ اس جانب ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کو دہلی میں دربار شاہی منعقد کریں گے - پس تاجپوشی کی رسوم عوام کو دکھانے کے لئے ہم اپنے معتمد گورنر جنرل ہند چارلس ہیرانج ہارڈنگ کو حکم دیتے ہیں کہ وہ ہماری طرف سے ضروری امور کو انجام دیں "۔

قصر بکنگھم سے ۲۲ مارچ ۱۹۱۱ء کو سن اول جلوس شاہی میں جاری کیا گیا۔

ساتھ ہی اس بات کا بھی اعلان ہوا کہ ملک معظم کے ساتھ ملکہ معظمہ بھی شامل ہوں گی - اس لئے ہر سپاس نامے اور عرضداشت میں ان کا اسم مبارک بھی شامل ہونا بے حد ضروری ہے نیز رعایائے ہند کو ویسٹ منسٹر ایبے کے دربار تاجپوشی کا پورا نظارہ دکھانے کی نیت سے ملکہ معظمہ دہلی دربار میں وہی لباس زیب تن فرمائیں گی - جو علیا حضرت نے ویسٹ منسٹر ایبے کے دربار میں پہنا تھا۔

رائل کمیشن کا قیام | چونکہ مدت دراز سے انگلستان کے کسی حکمران نے انگلستان سے باہر جاکر اپنے کسی مقبوضے میں تاجپوشی کا دربار منعقد نہیں کیا تھا۔ اس لئے یہ امر زیر بحث آیا - کہ بادشاہ سلامت کی عدم موجودگی کے زمانے میں مہمات سلطنت کس طرح انجام پائیں گے - پہلے قرار پایا کہ بادشاہ سلامت کے زمانہ غیر حاضری میں ملکہ معظمہ امور سلطنت کو انجام دیں۔ لیکن جب اس سفر میں ملکہ معظمہ کا ہندوستان تشریف لے جانا طے پا چکا تو پھر ملک معظم نے ایک خاص شاہی اعلان کے ذریعے سے اپنے زمانہ غیر حاضری میں امور سلطنت انجام دینے کے لئے ایک شاہی کمیشن کا تقرر فرمایا۔ اس کمیشن کے ارکان چار اصحاب قرار پائے - ایک ہز رائل ہائینس پرنس آرتھر فریڈرک پیٹرک البرٹ آف کناٹ - دوسرے رینڈل تھامس آرک بشپ آف کنٹربری - تیسرے رابرٹ تھریشی ارل آف موربرن - چوتھے والی کونٹ مارلے آف بلیک برن ۔

امور سلطنت انجام دینے کے لئے اس کمیشن کو خاص اختیارات تفویض کئے گئے - اور رعایا و حکام کے مختلف طبقوں کو خاص ہدایات دی گئیں - ۱۱ نومبر کو ملک معظم و ملکہ معظمہ قصر بکنگھم سے بعزم ہندوستان روانہ ہوئے - راستے میں بادشاہ اور ملکہ کو الوداع کہنے کے لئے لوگوں کا ہجوم لگا ہوا تھا - اور وکٹوریہ سٹیشن پر ملک کے معززین و امرا و ارکان سلطنت جمع تھے - یہاں ملک معظم نے گارڈ آف آنر کا معاینہ فرمایا - اور جملہ حاضرین سے رخصت ہو کر ملکہ معظمہ کی معیت میں سپیشل ٹرین پر سوار ہوئے - ملکہ انگلستان کے لئے تیار رہے اور شہزادی

وکٹوریہ شاہی جوڑے کو پورٹسماؤتھ تک چھوڑنے کے لئے ساتھ موجود تھیں۔ سپیشل ٹرین ۱۰ بج کر ۳۲ منٹ پر وکٹوریہ سٹیشن سے روانہ ہوئی۔ ہر طرف سے پُرجوش نعرہ ہائے مسرت بلند کیئے گئے۔ ٹرین ۱۱ ½ بجے پورٹسماؤتھ پہنچی۔ جہاں لوگوں کا ازدحام عام تھا۔ شاہی ٹرین کو دیکھ کر لوگوں نے زور شور سے نعرہ ہائے مسرت بلند کیئے۔ اعلیٰ بحری و بری افسروں نے استقبال کیا۔ یہاں ملک معظم نے بحری گارڈ آف آنر کا معاینہ بھی فرمایا۔ اس کے بعد ملک معظم۔ ملکۂ معظمہ اور خاندان شاہی کے دوسرے ارکان ریئر ایڈمرل سر کولن کیمپل کے پیچھے پیچھے "جہاز مدینہ" پر تشریف لے گئے۔ آپ کے جہاز پر سوار ہوتے ہی قومی گیت (National Anthem) شروع ہوا۔ تمام جنگی جہازوں نے توپی سلامی اتاری۔ اور قلعوں پر توپی جھنڈے بلند کیئے گئے۔ جہاز کی آرائش اس طرح کی گئی تھی کہ وہ ایک شاندار محل معلوم ہوتا تھا۔ جہاز میں بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ کے لئے علٰحدہ علٰحدہ انتظامات کیئے گئے تھے۔ جہاز کا رنگ سفید تھا۔ اور رنگ کا انتخاب خود ملک معظم کی مرضی سے عمل میں آیا تھا۔ بادشاہ کے کمروں کا رنگ نیلا رکھا گیا تھا شاہی نشست کے کمرے کا پورا سامان ساگوان کی لکڑی کا بنایا گیا تھا۔ ملکہ کے کمرے بادشاہ کے کمروں سے قدرے چھوٹے تھے۔ ان کی رنگت سفید تھی۔ اور ان پر سنہری نقش و نگار کیا گیا تھا۔ ایک کمرے میں تاج۔ شاہی نشانات علم و شمشیر وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔

جہاز کے ساتھ طوفان سے حفاظت کے لئے دو اور کشتیاں تھیں۔ جہاز کے اگلے حصے پر شاہی بحری جھنڈا۔ وسط میں برطانیہ کا علم اور آخر میں جہاز "مدینہ" کا پرچم لگا تھا۔ جہاز کا عملہ ۷۳۳ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ جو لوگ شہنشاہ کے ہمرکاب انگلستان سے ہندوستان آرہے تھے۔ ان کی تعداد صرف ۲۲ تھی۔ پہلے سے یہ طے پا چکا تھا کہ بادشاہ سلامت کے ہندوستان پہنچنے کے بعد متعدد افسر اُن کے عملہ میں شامل کر دیئے جائیں گے۔ جہاز پر تشریف لانے کے بعد جہاز کے کپتانوں سے اوّل بار ملک معظم کی ملاقات ہوئی۔ اور اس موقع پر سرکاری طور سے ایک لنچ دیا گیا۔ جس میں ملک معظم۔ ملکۂ معظمہ۔ ملکۂ الگزنڈرا۔ خاندان شاہی کے دوسرے افراد۔ سر والٹر لارنس (جو ولیعہدی کے زمانے میں پرائیویٹ سکرٹری کی حیثیت سے ملک معظم کے ساتھ ہندوستان آئے تھے۔) سر تھامس سدرلینڈ۔ سر رچمنڈ ریچی نائب وزیر ہند شریک تھے۔ لنچ کے بعد شاہی خاندان کے ارکان جہاز سے رخصت ہوگئے۔ اور آخر ۳ بج کر ۱۰ منٹ پر جہاز "مدینہ" نے پورٹس ماؤتھ سے لنگر اٹھا دیا۔ ادھر پورٹس ماؤتھ سے جہاز کا روانہ ہونا تھا کہ اُدھر فی الفور وائسرائے ہند کو ملک معظم کی روانگی کی اطلاع تار کے ذریعے سے دے دی گئی۔ جہاز کی روانگی کے وقت لوگوں نے خوشی کے نعرے بلند کیئے۔ رومال ہلائے۔ اور

بہت سی مذہبی جماعتوں نے شاہی سفر کی کامیابی کی دعائیں کیں۔ جہاز روانہ ہونے کے وقت موسم
کی حالت اچھی نہ تھی۔ لیکن اس کے باوجود جہازوں نے نہایت جوش وخروش سے سلامی دی۔
اور قلعوں پر سلامی کے لئے جھنڈے اُڑائے گئے۔ امیر البحر اپنے جہاز کے ساتھ ملک معظم کے جہاز
کے ساتھ موجود تھے۔ لیکن بادشاہ سلامت نے اس خیال سے کہ امیر البحر کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔
انھیں رخصت کر دیا۔ جب شاہی جہاز نیب پہنچا۔ تو ایک اور بحری ونٹ شپ شاہی جہاز
کی پیشوائی کے لئے حاضر ہو گیا۔ یہاں متعدد جنگی جہازوں نے سلامی اتاری اور رود بار انگلستان
کے آخر تک بادشاہ سلامت کے ساتھ ساتھ رہے۔

صدر جمہوریہ پرتگال کا پیغام | خلیج بیسکے میں زور شور سے خربی ہوا چلنے اور موسم خراب ہونے
کی وجہ سے شاہی جہاز کے ہمراہی جہازوں میں سے ارگائل اور نٹال کو قدرے نقصان پہنچا۔
۱۱۔ نومبر ۱۹۱۱ء کو ملک معظم پرتگال کے سمندر میں پہنچے۔ جہاں صدر جمہوریہ پرتگال کی طرف
سے آپ کی خدمت میں بذریعۂ لاسلکی ایک پیغام موصول ہوا۔ جس میں صدر موصوف نے
اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے ملک معظم کو خوش آمدید کہنے کے علاوہ ان کے سفر کی کامیابی
کے لئے دعا کی تھی۔ جب مدینہ جہاز ہسپانیہ کے سمندر میں داخل ہوا تو شاہ اور ملکۂ ہسپانیہ
کی طرف سے بھی خیر مقدم کا پیام پہنچا۔ چونکہ جبل الطارق میں موسم خراب تھا۔ اس لئے شہنشاہِ
معظم یہاں نہیں اترے۔ اور وہاں کے گورنر کو جہاز ہی پر حضوری کی عزت عطا فرمائی۔ ۱۵ نومبر
کو جبل الطارق سے روانہ ہوئے۔ اور ان مقامات کے پاس سے گزرے۔ جہاں ٹرکی اور اٹلی
کی جنگ ہو رہی تھی۔ مگر دونوں جنگ آزما حریفوں نے شاہی مسافروں سے کوئی تعرض نہ کیا۔
۲۰ نومبر کو ۶ بجے شام شاہی جہاز بندر سعید پہنچا۔ جہاں خدیو مصر اور لارڈ کچنر سابق سپہ سالار
افواج ہند (جو اس وقت برطانوی ایجنٹ متعینۂ مصر تھے) بادشاہ سلامت کے استقبال
کے لئے آئے۔ بادشاہ سلامت بھی خدیو مصر کی بازدید کو تشریف لے گئے۔ بادشاہ سلامت
کی پیشوائی کے لئے جو گارڈ آف آنر کھڑا تھا۔ اس میں برطانوی نوجوانوں کے علاوہ مصری
نوجوان بھی شامل تھے۔ پورٹ سعید میں ولیعہد ٹرکی شہزادہ ضیاء الدین آفندی سلطان المعظم
کا ایک خط لے کر بادشاہ سے ملے۔ اس خط میں سلطان المعظم نے شہنشاہ جارج پنجم کو اپنی
دوستی کا یقین دلا کر ان کے سفر ہند کے کامیاب ہونے کی دعا کی تھی۔ ۲۴ نومبر کی صبح کو نہر
سویز سے روانہ ہو کر ۲۷ نومبر کو ۱۱½ بجے قبل دوپہر شاہی جہاز عدن پہنچا۔ جہاں اس کے
پہنچتے ہی لوگوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے۔ اور توپیں سر کی گئیں۔ جہازوں نے بادشاہ
کی سلامی اتاری اور قلعوں پر علم بلند کئے گئے۔ عدن میں بادشاہ کے استقبال کی بڑے اعلیٰ

پیمانے پر تیاریاں کی گئی تھیں۔ شہر کی آرائش کے علاوہ جہازوں کو بھی خوب آراستہ کیا گیا تھا۔ عدن میں میجر جنرل جیمز بیلی ریزیڈنٹ عدن مع عملہ جہاز کے تختے پر شہنشاہ کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ بادشاہ سلامت نے انھیں بطور قدر دانی نائٹ کمانڈر رائل وکٹورین آرڈر کے اعزاز سے مفتخر فرمایا۔ لنچ کے بعد ملک معظم ملکۂ معظمہ کی معیت میں "پرنس آف ویلز پیریس" پر تشریف لے گئے۔ جب شاہ ایڈورڈ ہفتم ۱۸۷۵ء میں ولیعہد کی حیثیت سے آئے تھے۔ تو آپ کی آمد کی یادگار کے طور پر یہ مقام بنایا گیا تھا۔ ریزیڈنٹ صاحب نے سیاسی و فوجی افسروں اور پورٹ ٹرسٹ کے ارکان وغیرہ کا بادشاہ سلامت سے تعارف کرایا۔ گارڈ آف آنر کا معاینہ کرنے کے بعد عدن کے مشہور تاجر مسٹر کاؤس جی ڈنشا کی گاڑی میں سوار ہو کر آپ اس شامیانے کی طرف روانہ ہوئے۔ جو آپ کے لئے ملکۂ وکٹوریہ کے بُت کے پاس بنایا گیا تھا۔ راستے میں دونوں طرف فوجی دستے کھڑے تھے۔ جونہی ملکِ معظم شامیانے میں پہنچے۔ آپ کو ایک تخت نما کرسی پر بٹھایا گیا۔ اور مسٹر ہرمزجی کاؤس جی صدر مجلس استقبالیہ نے آپ کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ مسٹر کیقباد کاؤس جی ابراہیم عبداللہ حسن علی نے نقرئی چوکھٹے میں رکھ کر یہ سپاس نامہ شہنشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ شہنشاہِ معظم نے سپاس نامے کا معقول الفاظ میں جواب دیا۔ اس کے بعد استقبالیہ کمیٹی کے صدر مسٹر ہرمزجی کاؤس جی ڈنشا اور کمیٹی کے دیگر سات ارکان کو ریزیڈنٹ صاحب نے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ پھر یونین کلب میں عربی لڑکوں کی ایک جماعت نے بادشاہ کو اپنا قومی گیت سنایا۔ یہاں سے ملک معظم اور ملکۂ معظمہ ریزیڈنسی تشریف لے گئے۔ اور چار نوشی کے بعد عدن کے خاص خاص لوگوں کو شرفِ باریابی عطا کیا۔ یہاں یہودیوں کے سرداروں نے ملکۂ معظمہ کی خدمت میں شتر مرغ کے اور دوسرے پر بطور نذر پیش کئے۔ اس موقع پر ملک معظم نے مسٹر ڈنشا اور مسٹر میساکو وکٹورین آرڈر کا رکن مقرر کیا۔ شام ہونے سے پہلے عدن کے تمام مکانات و مناظر اور پہاڑیوں پر روشنی کی گئی۔ شام کے چھ بجے "مدینہ" شاہی مسافروں اور چار ہمراہی جہازوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب جہاز عدن کی مشرقی سرحد پر پہنچا۔ تو ریزیڈنٹ کی طرف سے ایک وداعی تار موصول ہوا۔ اور اس تار کا یہاں سے جواب ارسال کیا گیا۔ سلطان لاہج نے آپ کے سفر کی یادگار میں ایک مڈلین تعمیر کیا۔ عدن میں وائسرائے ہند اور گورنر بمبئی کی طرف سے ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی خدمت میں علٰحدہ علٰحدہ تار موصول ہوئے۔ اور بادشاہ سلامت کی طرف سے ان پیغامات کے معقول جواب ارسال کئے گئے۔

ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کا بمبئی میں ورود

جیسے ہی لائٹ ہاؤس سے شاہی جہاز نظر آیا۔ فوراً توپیں سر ہوئیں۔ اور ان لاکھوں اشخاص نے جو بادشاہ سلامت اور ملکہ کو دیکھنے کے لئے بے تاب ہو رہے تھے۔ یہ جانا کہ ملک معظم اور ملکۂ معظمہ عنقریب ساحل ہند پر لنگر انداز ہوا چاہتے ہیں۔ بندرگاہ میں متعدد جہاز دلہن بنے ہوئے بادشاہ و ملکہ کی سلامی کے لئے کھڑے تھے۔ جہاز ۹ بجے ۵ منٹ ساحل بمبئی سے ۲ ۱/۲ میل کے فاصلے پر لنگر انداز ہوا۔ اور تمام جنگی جہازوں نے باقاعدہ سلامی اتاری اس امر کا اعلان کیا۔ کہ بادشاہ سلامت کا بحری سفر ختم ہوا۔ جہاز کے سمندر میں لنگر انداز ہوتے ہی وہ کشتیاں جہاز کے پاس پہنچ گئیں۔ جو اس کے آس پاس گھوم رہی تھیں۔ فوراً بریگیڈیر جنرل گرسٹن دوسرے سات افسروں کی ہیئت میں بطور ایڈیکانگ کے شاہی جہاز پر پہنچ گئے۔ ۱۰ ۳/۴ بجے دن کو لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند بحری کمانڈر انچیف اور ڈائرکٹر رائل انڈین میرین کے ساتھ بادشاہ سلامت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ملک معظم نے لارڈ ہارڈنگ کو اپنے ساتھ لنچ میں شریک ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔ ۱۱ ۱/۲ بجے ہز ایکسیلنسی سر جارج سڈنہم گورنر بمبئی انتظامیہ کونسل کے ارکان۔ بشپ آف بمبئی۔ چیف جسٹس بمبئی ہائی کورٹ اور جنرل آفیسر کمانڈنگ چھٹی پونہ ڈویژن کی معیت میں تختہ جہاز پر جلوہ افروز ہوئے۔ یہاں لارڈ ہارڈنگ نے گورنر بمبئی کو حضور ملک معظم کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے بعد گورنر صاحب بمبئی نے درجہ بدرجہ اپنے ہمراہیوں کو ملک معظم کے حضور میں پیش کیا۔ اس کے بعد سب اپنی اپنی کشتیوں میں واپس ہوئے۔ شہنشاہ کے استقبال کے لئے اپالو بندر پر ایک نہایت شاندار پنڈال تعمیر کیا گیا۔ اور اس کے اندر ایک اور خیمہ لگایا گیا تھا جس میں نیلے رنگ کے شامیانے پر برطانوی علاقوں کے جھنڈے اور شاہی تاج لگائے گئے تھے۔ اس خیمے میں تین ہزار اشخاص کے بیٹھنے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ ایک خیمے سے دوسرے خیمے تک جانے کے راستے پر سرخ قالین بچھے ہوئے تھے۔ اور تمام خیموں کو ایسے شاندار طریق پر سجایا گیا تھا کہ ہر خیمہ بجائے خود دلہن نظر آتا تھا۔ ۲ بجے سے پنڈال میں مہمانوں کی آمد شروع ہوئی۔ نشستوں کا انتظام اس طرح کیا گیا تھا کہ گورنر جنرل اور دیگر اعلیٰ حکام کے لئے بادشاہ سلامت کے دائیں پہلو میں۔ ملکہ کی سہیلیوں اور گورنر بمبئی کے لئے بادشاہ کے بائیں جانب اور بادشاہ کے ساتھیوں کے لئے ان کی پشت پر جگہ بنائی گئی تھی۔ گورنر بمبئی اپنے عملہ کی معیت میں ۲ ۱/۲ بجے



ملکہ میری و شہنشاہ جارج پنجم

پنڈال پہنچے۔ اور ہز ایکسیلینسی لارڈ ہارڈنگ ۴ بجے سے کچھ پہلے شہنشاہ کے استقبال کے لیئے جہاز مدینہ پر تشریف لے گئے۔

ملک معظم و ملکۂ معظمہ سرزمین ہند میں | یہ تاریخ میں پہلا موقع تھا کہ سلطنت برطانیہ کے بادشاہ اور ہندوستان کے شہنشاہ سلامت نے پہلی مرتبہ سرزمین ہند پر قدم رکھا۔ لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند نے ہندوستانی پولٹیکل سروس کی سفید وردی میں گھاٹ پر ملک معظم کا استقبال کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے ملک معظم سیڑھیوں پر چڑھے۔ ان کے بعد ملکۂ معظمہ لارڈ ہارڈنگ اور بادشاہ کے دوسرے ہمراہیوں نے ساحل پر قدم رکھا۔ دربار ہال کی سیڑھیوں پر گورنر بمبئی۔ لیڈی گورنر۔ بحری کمانڈر انچیف۔ دوسرے معزز حکام اور والیان ریاست نے ملک معظم کا استقبال کیا۔ اور یہیں گورنر بمبئی نے ملک معظم سے ان کا تعارف کرایا۔ گارڈ آف آنر کا معاینہ کرنے کے بعد ملک معظم تخت کی طرف بڑھے۔ ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کے تخت پر جلوس فرماتے ہی حاضرین نے پرخلوص تالیوں سے ان کا استقبال کیا۔ سر فیروز شاہ مہتہ صدر میونسپل کارپوریشن بمبئی نے جو ملک معظم کے زمانۂ ولیعہدی میں بھی بمبئی کارپوریشن کے صدر تھے۔ اور اس موقع پر بھی ملک معظم کی خدمت میں آپ ہی نے سپاس نامہ پڑھا تھا۔ آگے بڑھ کر ملک معظم سے اجازت حاصل کی۔ اور بمبئی میونسپل کارپوریشن کی طرف سے ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی تشریف آوری کی خوشی میں سپاس نامہ پڑھ کر اسے چاندی کے ایک نفیس بکس میں رکھ کر ملک معظم کی خدمت میں پیش کیا۔ اسی موقع پر سر فیروز شاہ نے کارپوریشن کے سٹر ممبروں کو جو یہاں موجود تھے۔ ملک معظم کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے بعد لیڈی فیروز شاہ نے آگے بڑھ کر ملکۂ معظمہ کی خدمت میں پھولوں کا ایک خوب صورت گلدستہ نذر کیا۔ ملکۂ معظمہ نے اس گلدستے کو قبول فرمایا۔ کارپوریشن کے سپاس نامے کے جواب میں ملک معظم نے ایک تحریری جواب پڑھا۔ سپاس نامے کی کارروائی کے اختتام پر پہنچنے کے بعد ایک شاندار جلوس نکالا گیا۔ اس کے راستوں کی تعیین میں اس امر کا خاص لحاظ رکھا گیا تھا۔ کہ ملک معظم شہر کے تمام مشہور اور خاص حصوں سے گزر سکیں۔ راستے میں دو رویہ فوجیں کھڑی تھیں۔ مختلف مقامات پر مختلف قوموں کی طرف سے دروازے بنائے گئے تھے۔ اور عمارتوں کو خوب سجایا گیا تھا۔ راستے کے تمام مکانات اور میدانوں میں لاکھوں آدمی بادشاہ اور ملکہ کے دیدار کے لئے کھڑے تھے۔ شام کے قریب جلوس اپالو بندر پہنچا۔ اور ملک معظم جہاز "مدینہ" میں تشریف لے گئے۔ جہاز میں آپ کے داخل ہونے کے وقت توپیں چھوڑی گئیں۔ رات کو جہاز پر ملک معظم کی طرف سے

ایک شاندار دعوت دی گئی ۔ جس میں اعلیٰ سرکاری حکام کے علاوہ معززاہل شہر کو بھی مدعو کیا گیا ۔ رات کو چراغاں کا نظارہ اس قدر دلفریب تھا کہ شہر سے لیکر سمندر تک ہر طرف روشنی ہی روشنی نظر آتی تھی ۔ اس موقع پر ملک کے مختلف حصوں سے ملک معظم کی خدمت میں خیر مقدم کے تار موصول ہوئے ۔ اور یہاں سے ان تاروں کے مناسب جواب ارسال کئے گئے ۔ چونکہ ۳ دسمبر کو اتوار تھا ۔ اس لئے ملک معظم نے تختہ جہاز ہی پر عبادت کی ۔ ۹½ بجے آپ اپالو بندر سے موٹر پر گورنمنٹ ہاؤس تشریف لے گئے ۔ راستے میں دو رویہ فوج کھڑی تھی ۔ گورنمنٹ ہاؤس میں پہنچ کر آپ نے لنچ تناول فرمایا ۔ اس لنچ میں بمبئی کے مشہور معزز اصحاب کو بھی شرکت عطا کی گئی تھی ۔ اس کے بعد آپ سینٹ تھامس کے گرجے میں پہنچ کر " دعائے مقدس " میں شریک ہوئے ۔ اتوار کی شام کو ملک معظم کی طرف سے جہاز پر دعوت بپا تھی ۔ دوسرے مہمانوں کے علاوہ گورنر بمبئی ۔ ہز ہائینس سر آغا خاں ۔ چیف جسٹس بمبئی اور دوسرے اصحاب بھی اس صحبت میں شریک تھے ۔ اسی روز ۱۱ بجے شب کو لارڈ ہارڈنگ اور بادشاہ کے بعض ہمراہی جنہیں بادشاہ سے پہلے دہلی پہنچنا چاہیئے تھا ۔ دہلی روانہ ہو گئے ۔ ۴ دسمبر کو ۹½ بجے بادشاہ سلامت نمائش دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے ۔ نمائش میں گورنر بمبئی ۔ چیف جسٹس بمبئی ہائی کورٹ صدر نمائش ۔ سر فیروز شاہ مہتہ نائب صدر نمائش اور دوسرے اصحاب نے بادشاہ کا استقبال کیا ۔ نمائش میں پہنچتے ہی مختلف مذاہب کے ۲۶ ہزار طلبہ نے آپ کا شاندار استقبال کیا ۔ بچوں نے گیت گا کر ملک معظم اور ملکہ معظمہ عوام کے مجمع اور بچوں کے مسرت آمیز نعروں کے درمیان نمائش کی سیر کرنے کے بعد ۱۱ بجے جہاز پر واپس تشریف لائے ۔ دن کے وقت پبلک کی طرف سے سمندر اور دوسرے مقامات پر آتش بازی چھوڑی گئی ۔ ۵ دسمبر کو ملک معظم جزیرۂ ایلیفنٹا کے غاروں کا معاینہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے ۔ ۵ دسمبر کا دن سرکاری کام اور سفر دہلی کے لئے آرام کرکے تازہ دم ہونے میں گزرا ۔ نیز ملک معظم نے ان تصویروں پر دستخط ثبت فرمائے ۔ جو معزز اصحاب اور مختلف اداروں کو عطا کرنے کے لئے سامنے رکھی گئی تھیں ۔ رات کو ½۱۰ بجے ملک معظم ۔ ملکہ معظمہ اور دوسرے ہمراہی جہاز سے اتر کر گارڈ آف آنر کا معاینہ فرماتے ہوئے گاڑیوں میں سوار ہو کر وکٹوریہ ٹرمینس ریلوے سٹیشن کو روانہ ہوئے ۔ بادشاہ کی روانگی کے وقت توپیں سر کی گئیں ۔ راستے میں دو رویہ فوجی دستے کھڑے تھے ۔ کثرت سے لوگوں کا ہجوم تھا ۔ اور روشنی بھی خوب کی گئی تھی ۔ وکٹوریہ ٹرمینس کا سٹیشن خوب سجایا گیا تھا ۔ گورنر بمبئی ۔ اعلیٰ سرکاری حکام اور شیرف آف بمبئی استقبال کے لئے سٹیشن پر موجود تھے ۔ شاہی سپیشل ٹرین سٹیشن

پر موجود تھی۔ اس گاڑی میں دس ڈبے لگے ہوئے تھے۔ اور یہ اِس طرح بنائی گئی تھی کہ جو شخص پہلے ڈبے میں بیٹھا ہو۔ وہ آسانی سے آخری ڈبے تک جا سکتا تھا۔ گاڑی میں آرام و آسائش کا پُورا پُورا سامان موجود تھا۔ بادشاہ اور ملکہ کے لئے الگ الگ ڈبے مخصوص تھے۔ گاڑی کے دونوں رخوں پر کورٹ آف آرمس اور برآمدوں پر شاہی مار کے لگے ہوئے تھے۔ غسل خانوں تک کا انتظام اعلیٰ پیمانے پر کیا گیا تھا۔ غرض شاہی مسافروں کے آرام و آسائش کا پُورا پُورا بندوبست تھا۔

شاہی ٹرین کی بمبئی سے روانگی | رسمی گفتگو کے بعد ملکِ معظم نے حاضرین سے مصافحہ کیا۔ اور شاہی ٹرین پر سوار ہو گئے۔ اس کے روانہ ہوتے ہی ہر طرف سے نعرہ ہائے مسرت بلند ہوئے۔ اور جب تک یہ نظر آتی رہی۔ ان مسرت آفریں نعروں میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ شاہی ٹرین ناگپور۔ متھرا اور آگرہ کے راستے سے دہلی روانہ ہوئی۔

دہلی میں شاہی پروگرام

دربار کمیٹی کی طرف سے ملکِ معظم کی تشریف آوری پر جو لائحۂ عمل تجویز کیا گیا تھا۔ اس کا خاکہ حسبِ ذیل ہے:-

۷ دسمبر بروز پنجشنبہ۔ ریلوے سٹیشن سلیم گڑھ پر ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کا سپیشل ٹرین سے نزولِ اجلال۔ گورنر جنرل کا دیگر اعلیٰ حکام کی معیت میں استقبال کرنا اور حکام کو آپ کی خدمت میں پیش کرنا۔ شاہی جلوس کا قلعے سے نکل کر جامع مسجد۔ چاندنی چوک اور فتحپوری وغیرہ سے ہوتے ہوئے رج پر پہنچنا۔ رج پر ایک شامیانے کے نیچے امپیریل لیجیسلیٹو کونسل کی طرف سے سپاس نامہ پیش کیا جانا۔ شہنشاہ کا سپاس نامے کے جواب میں تقریر فرمانا۔ پھر شاہی کیمپ میں تشریف لے جا کر قدرے آرام فرمانا۔ ۴ بجے ۵ بجے تک والیانِ ریاست کا شہنشاہ کی خدمت میں پیش کیا جانا۔

۸ دسمبر بروز جمعہ۔ ۱۰½ بجے سے ۱۲½ بجے دن تک والیانِ ریاست کا ملکِ معظم کے حضور میں پیش ہونا۔ ۴ بج کر ۴۰ منٹ پر ایڈورڈ میموریل کا افتتاح فرمانا۔ اور ۸ بجے رات کو ڈنر پارٹی میں شرکت کرنا۔

۹ دسمبر بروز شنبہ۔ ۱۰½ بجے سے ۱۲½ بجے تک والیانِ ریاست کا بارگاہ شہنشاہی میں پیش ہونا۔ ۲½ بجے سہ پہر کو پولو ٹورنامنٹ اور فٹ بال کی ٹیموں کا کھیل ملاحظہ فرمانا۔

۱۰ دسمبر۔ اتوار۔ فوجی کیمپ میں ½ ۱۰ بجے صبح بادشاہ کا نماز ادا کرنا +

۱۱ دسمبر۔ دوشنبہ۔ پولو کے میدان میں جھنڈوں کی تقسیم ۱۱ بجے صبح۔ پولو کی بازیوں میں شرکت ½ ۳ بجے بعد سہپہر +

۱۲ دسمبر۔ سہ شنبہ۔ ۱۲ بجے دوپہر کے وقت دربار تاجپوشی میں ملک معظم کا نزول اجلال فرمانا۔ اندرونی دربار ہال میں حکام اور والیان ریاست کی اظہار اطاعت کیلئے پیشی و ملک معظم کی تقریر۔ شاہی شامیلنے میں تشریف لاتے ہی نقیبوں کا شاہی اعلان پڑھنا۔ لارڈ ہارڈنگ کا شاہی مراعات کے متعلق اعلان کرنا۔ دربار ہال میں جا کر لارڈ ہارڈنگ کا تقریر فرمانا۔ دربار کا برخاست ہونا۔ شاہی کیمپ میں دعوت اور ملاقات ۸ بجے شب +

۱۳ دسمبر۔ چہار شنبہ۔ سرمنا کار افسروں اور ملک معظم کے کیمپ کے ہندوستانی افسروں کی ½ ۱۰ بجے صبح سے باریابی۔ سرکاری گارڈن پارٹی کی قلعہ میں شرکت ½ ۳ بجے بعد سہپہر قلعہ میں بیٹھ کر شاہی میلے کی سیر اور رعایا کو اپنے دیدار سے عزت بخشنا۔ ۸ بجے شب دعوت میں شرکت +

۱۴ دسمبر۔ پنجشنبہ۔ پچاس ہزار فوج کا ریویو ½ ۱۰ بجے صبح۔ ہاکی کا کھیل ½ ۳ بجے۔ اعزازات اور تمغوں کی تقسیم کا دربار ½ ۹ بجے +

۱۵ دسمبر۔ جمعہ۔ فوجی پولیس کا ریویو ½ ۱۱ بجے صبح۔ فوجی ٹورنامنٹ اور گھوڑ دوڑ میں شرکت ۳ بجے +

۱۶ دسمبر۔ شنبہ۔ سلیم گڑھ کے شیشن سے بادشاہ اور ملکہ کی ایک بجے باضابطہ روانگی +

اسی لائحہ عمل کے مطابق ۷ دسمبر کی صبح سے تماشائی جمع ہونے شروع ہوئے۔ اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ جو لوگ ملک کے مختلف حصوں سے دربار دیکھنے کے لئے دہلی آئے تھے۔ ان کی تعداد دس لاکھ سے کسی طرح کم نہ ہوگی۔ سلیم گڑھ کے خاص ریلوے شیشن پر جمع ہو کر بادشاہ کے استقبال میں شامل ہونے کی مخصوص حکام اور والیانِ ریاست کو اجازت دی گئی تھی۔ جن رستوں سے شاہی جلوس گزرنے والا تھا۔ اُن پر اکثر تماشائی منہ اندھیرے ہی سے جمع ہو گئے تھے۔ اور بعض تو رات ہی سے آبیٹھے تھے۔

جلوس دیکھنے والوں کا جوش و خروش | جلوس دیکھنے والوں میں ہر ملک اور ہر قوم کا آدمی اپنی زبان میں بات چیت کرتا اور اپنی قوم کے لباس میں ملبوس نظر آتا تھا۔ حق یہ ہے۔ کہ اس سے پہلے دہلی کو کبھی ایسا مجمع دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا ہوگا۔ سلیم گڑھ کے ریلوے شیشن پہ بادشاہ سلامت کے استقبال کے لئے ایک طویل پلیٹ فارم بنایا گیا تھا۔ تمام سرکاری حکام بادشاہ کا استقبال

کرنے کے لئے ۹ بجے سے پہلے اس پلیٹ فارم پر جمع ہوچکے تھے۔پلیٹ فارم سے کچھ فاصلے پر عام شامیانے کے سامنے ایک خاص شاہی شامیانہ بنا ہوُا تھا۔اس شامیانے میں پُر تکلّف فرش بچھا تھا۔اور ملکِ معظّم و ملکۂ معظّمہ کے لئے دو سنہری کرسیاں رکھّی ہوئی تھیں۔والیانِ ریاست بادشاہ کی خدمت میں باریاب ہونے کے لئے وقتِ مقرّرہ سے بہت پہلے ہی جمع ہوچکے تھے۔ قرار پایا تھا کہ جلوسِ شاہی قلعے کے دہلی دروازے سے ہوکر سپلینیڈ روڈ۔ چاندنی چوک۔گھنٹہ گھر بازار فتحپوری۔کوئینس روڈ۔ڈفرن برج۔موری دروازہ۔ پولیو روڈ۔راجپورہ روڈ۔چو برجا روڈ رج شامیانے سے ہوتا ہوُا شاہی کیمپ میں داخل ہوگا۔جلوس کا پورا راستہ ½ ۵ میل طویل تھا۔شہر کے بے شمار کوٹھوں۔بالاخانوں اور دکانوں پر بکثرت تماشائی جمع تھے۔ان کے علاوہ میونسپل کمیٹی دہلی کی طرف سے مختلف مقامات پر تماشائیوں کے لئے نشستیں بنائی گئی تھیں۔اور ان نشستوں کے لئے ٹکٹ مقرر کئے گئے تھے۔مسلم طلبہ کے بیٹھنے کے لئے جامع مسجد کی سیڑھیوں پر سہ طرفہ نشستیں تھیں۔ان کے لئے بھی قیمتاً ٹکٹ ملتے تھے۔جن راستوں سے جلوسِ شاہی گزرنے والا تھا۔ان پر دو رویہ فوجی سپاہی کھڑے کئے گئے تھے۔تخمینہ لگایا گیا ہے کہ اس موقع پر پچاس ہزار فوج پہرہ دینے کے لئے موجود تھی۔ خفیہ پولیس کے بہت سے آدمی راستوں نشستوں اور بالاخانوں پر تماشائیوں کے ساتھ موجود تھے۔اگرچہ جلوس کا راستہ ½ ۵ میل لمبا تھا۔لیکن باشندگانِ دہلی نے مکانوں دکانوں اور راستوں کی آرائش و زیبائش میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھّی تھی۔

سلیم گڑھ کے سٹیشن پر شاہی جلوس کے پہنچنے کا وقت ۱۰ بجے قرار دیا گیا تھا۔چنانچہ شاہی ٹرین کے پہنچنے کا وقت جیسے جیسے قریب آتا جاتا تھا۔لوگوں کا اضطراب بھی بڑھتا جاتا تھا۔آخر کار دس بجے شاہی ٹرین دریائے جمنا کے پل کو عبور کرتی ہوئی سلیم گڑھ کے سٹیشن پر آپہنچی۔ملکِ معظّم فیلڈ مارشل کے لباس میں ملبوس تھے۔اور ملکۂ معظّمہ سفید اطلس کی پوشاک پہنے ہوئے تھیں۔ٹرین کے ٹھہرتے ہی گارڈ آف آنر نے سلامی اتاری اور شاہی توپ خانے سے ایک سَو ایک توپیں سر کی گئیں۔جن سے دہلی اور نواحِ دہلی میں سب کو ملکِ معظّم کے قدم رنجہ فرمانے کی اطلاع ہوگئی۔اس کے ساتھ تمام فوجی سپاہیوں نے بندوقیں سر کیں۔ جس سے ہر طرف غل مچ گیا کہ شہنشاہ جارج پنجم دہلی پہنچ چکے ہیں۔جیسے ہی ملکۂ معظّمہ اور ملکِ معظّم شاہی ٹرین سے نیچے اُترے۔لارڈ اور لیڈی ہارڈنگ نے آگے بڑھ کر اُن کا پرتپاک استقبال کیا۔لارڈ ہارڈنگ کی صاحبزادی آنریبل ڈائمنڈ ہارڈنگ نے سفید پھولوں کا ایک گلدستہ ملکہ کی خدمت میں پیش کیا۔جو بخوشی قبول کیا گیا۔شہنشاہِ معظّم

کے دہلی میں رونق افروز ہوتے ہی قلعۂ دہلی پر بتزانر برطانیہ و آئرلینڈ کا شاہی پرچم بلند کیا گیا۔ پلیٹ فارم پر گورنر جنرل کی قیادت میں سرکاری حکام ترتیب و قاعدہ سے موجود تھے۔ اسی طرح شامیانے تک مختلف فوجی دستے باضابطہ موجود تھے۔ جب تمام حکام اور فوج بادشاہ سلامت کے دیدار سے فیضیاب ہو چکے۔ تو پھر گورنر جنرل نے متعدد والیانِ ریاست مختلف صوبوں کے گورنروں۔ لفٹنٹ گورنروں۔ چیف کمشنروں۔ گورنر جنرل کی اگزیکٹو کونسل کے ارکان اور بعض دیگر اعلیٰ حکام کو باری باری سے ملکِ معظم کی خدمت میں پیش کیا۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کی معیت میں ملکِ معظم نے گارڈ آف آنر کا معاینہ فرمایا۔ پھر جب آپ بہادرانِ ہنگامۂ پیشینہ کے درمیان سے گزرے تو بعض اشخاص سے گفتگو کی۔ اس کے بعد ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ خندق کے پل پر سے آہستہ آہستہ گزر کر قلعے میں داخل ہوئے۔ تو وہاں کنگس اون رجمنٹ موجود تھی۔ اور پل کے پاس والی سڑک کے دائیں جانب سرخ پتھر کے چبوترے پر خوبصورت رنگ کا ایک ریشمی خیمہ والیانِ ریاستہائے ہند کی ملاقات کے لئے بنایا گیا تھا۔ افسوس کہ بادشاہ سلامت کے پہنچنے سے دو روز پیشتر اس خیمے میں آگ لگ گئی۔ اور یہ جل کر راکھ ہو گیا۔ لیکن حکام نے مہاراجہ کشمیر۔ مہاراجہ جودھپور اور نواب رامپور کے خیموں سے اسے از سر نو آراستہ کر دیا۔ راستے کے پاس ہی کشمیری شال کے دو نہایت شاندار خیمے بنے ہوئے تھے۔ چار خیموں کو ملانے سے ایک بہت بڑے ہال کی صورت پیدا ہو گئی تھی۔ بیچ میں شاہی چبوترہ بنا ہوا تھا۔ اور اس پر دو سنہری تخت رکھے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے اعلیٰ افسر مورچھل۔ چنور اور شورج مکھی لئے کھڑے تھے۔ جب بادشاہ سلامت داخل ہوئے۔ تو باجے نے مسرت کا گیت چھیڑ دیا۔ اور تمام حاضرین بادشاہ اور ملکہ کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ اپنی اپنی جگہ تشریف لے گئے۔ مگر چونکہ بادشاہ سلامت کو دیکھنے کی خوشی میں والیانِ ریاست اپنی نشستوں پر نہ بیٹھ سکے تھے۔ اس لئے ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ بھی از راہِ لطف کھڑے رہے۔

والیانِ ریاست بارگاہِ خسروی میں اب حضورِ نظام سے لے کر ہندوستان اور برما کے مقتدر والیانِ ریاست یکے بعد دیگرے ملکِ معظم کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ ہر والیٔ ریاست بادشاہ سلامت کی خدمت میں آداب بجا لانے اور دعائیہ کلمات کے بعد ملکۂ معظمہ کو سلام کر کے اس جگہ آ جاتا۔ جو اس کے لئے پہلے سے مقرر ہو چکی تھی۔ مختلف والیانِ ریاست نے بادشاہ سلامت کی خدمت میں حضوری کی رسم مختلف طریقوں سے ادا کی۔ اس رسم میں ایک گھنٹہ

صرف ہوا۔ ابھی دربار ہو ہی رہا تھا کہ ایک جلوس قلعے سے روانہ ہوا۔

جلوس کی روانگی | دربار سے فراغت پانے کے بعد ملکِ معظّم مشکی رنگ کے اکبر نامی ایک گھوڑے پر سوار ہوئے۔ ملکۂ معظّمہ چھ گھوڑوں کی ایک کھلی ہوئی لینڈو میں رونق افروز ہوئیں۔ اور شاہی جوڑے کی شمولیت جلوس کے وقت ایک سو ایک توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ توپوں کی شلک کے ساتھ سارے شہر کو علم ہوگیا کہ شاہی جلوس قلعے سے روانہ ہو چکا ہے۔ جلوس کے تین حصّے قرار دئے گئے تھے۔ پہلے حصّے میں مختلف صوبوں کے گورنر، لفٹننٹ گورنر اور اعلیٰ حکّام شامل تھے۔ دُوسرے حصّے میں مختلف اعلیٰ سرکاری حکّام۔ وائسرائے اور بعض مقتدر والیانِ ریاست کی معیّت میں ملکِ معظّم موجُود تھے۔ اس کے بعد ملکۂ معظّمہ کی لینڈو گاڑی تھی۔ ملکہ کی گاڑی کے آس پاس بعض اعلیٰ سرکاری حکّام کے علاوہ والیانِ ریاست۔ ان کے راجکمار اور دُوسرے امیرزادے اعلیٰ درجے کے لباس زیب تن کئے خراماں خراماں چلے جا رہے تھے۔ تیسرے نمبر پر والیانِ ریاست کا جلوس تھا جس میں ۸۶ گاڑیاں اور دس ہزار آدمی شامل تھے۔ مختلف والیانِ ریاست کے ساتھ ان کے عملہ کے لوگ اور خاص خاص فوجی دستے بھی موجود تھے۔ آخر میں ہندوستانی فوج کی اٹھارھویں لانسرز کے سواروں کی پلٹن تھی۔ غرض جلوس کے گزرنے میں تین گھنٹے صرف ہوئے۔ جلوس ختم ہونے کے بعد جب ملکِ معظّم اور ملکۂ معظّمہ رج پر پہنچے تو امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے ارکان کی طرف سے ایک سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ یہاں پانچ ہزار نشستوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ ڈائس پر ملکِ معظّم اور ملکۂ معظّمہ کے بیٹھنے کا انتظام تھا۔ جب جلوس کا حصّۂ اوّل جو مقامی حکومتوں کے حکّام پر مشتمل تھا۔ رج پر پہنچا۔ تو باجے نے قومی گیت شروع کیا۔ اور حکّام اپنی اپنی سواری سے اتر کر مقررہ نشست پر بیٹھ گئے۔ اور ملکِ معظّم و ملکۂ معظّمہ کے پہنچنے سے پہلے انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب نے رج پر پہنچ کر بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظّمہ کے آنے کا اعلان کیا۔ انسپکٹر جنرل کے اعلان کے ساتھ ہی چاندی کے نقاروں پر چوب پڑی۔ اور چاروں طرف بادشاہ کی آمد کا شور بلند ہوا۔ ملکِ معظّم کے گھوڑے سے اُترنے کے بعد ملکۂ معظّمہ گاڑی سے اُتر کر "رج ریسپشن" (Ridge Reception) کے لئے جلوہ گر ہوئیں۔ اور آپ کے بعد لیڈی ہارڈنگ تشریف لائیں۔ جب ملکِ معظّم اور ملکۂ معظّمہ لارڈ ہارڈنگ (Lord Harding) اور مارکوئس آف کریو کی معیّت میں شاہی چبوترے پر رونق افروز ہوئے۔ تو حاضرین نے تعظیماً کھڑے ہو کر سلام کیا۔ بادشاہ سلامت نے مسکراتے ہوئے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ اور سب کے سلاموں کا جواب دیا۔ اب سر لارنس جنکنس وائس پریزیڈنٹ امپیریل لیجسلیٹو کونسل پلیٹ فارم

پر تشریف لائے ۔ پہلے آپ نے ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ کو جھک کر سلام کیا ۔ اس کے بعد امپیریل لیجسلیٹو کونسل (Imperial Legislative Council) کے ارکان کی طرف سے سپاس نامۂ خیر مقدم پڑھا گیا ۔ جس کے جواب میں آپ نے نہایت موثر تقریر ارشاد فرمائی ۔ اور اس میں امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے سپاس نامے کا اپنی اور ملکہ کی جانب سے شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا "یقین جانئے کہ ہمارے دلوں میں اس سے زیادہ اور کوئی آرزو نہیں کہ آپ کے الفاظ کے مطابق جو آپ نے اپنے سپاس نامے میں بیان کئے ہیں ۔ سلطنت ہند کو امن و امان اور خوشحالی کے لحاظ سے انتہائی ترقی حاصل ہوتی رہے"۔

ملکِ معظم کی تقریر ختم ہونے کے بعد حاضرین نے گاڈ سیو دی کنگ (God Save The King) (خدا بادشاہ کو سلامت رکھے) کے نعرے بلند کئے ۔ یہاں سے فراغت پانے کے بعد ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ کچھ دیر آرام کرنے کی نیت سے شاہی کیمپ میں تشریف لے گئے ۔

والیانِ ریاست کو شرفِ باریابی چونکہ والیانِ ریاست کی تعداد بہت زیادہ تھی ۔ اس لئے قرار پایا کہ صرف ایسے والیانِ ریاست کو بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش ہونے کا موقع دیا جائے ۔ جن کے لئے نو یا نو سے زیادہ توپوں کی سلامی مقرر ہے ۔ نیز ہر والیٔ ریاست کے لئے دس منٹ ملاقات کا وقت رکھا جائے ۔ چنانچہ ۷ دسمبر کو ملاقات کا وقت ۳ سے ۵ بجے تک اور ۸ اور ۹ دسمبر کو بعد از دوپہر قرار دیا گیا ۔ بعض ایسے والیانِ ریاست نے جو بادشاہ کے پرانے ملاقاتی تھے ۔ ملاقات میں وقتِ مقررہ سے زیادہ وقت لگا دیا ۔ شاہی خیمے کے سامنے رائل بارکشائر رجمنٹ اور آٹھویں راجپوت کا گارڈ آف آنر موجود تھا ۔ جب والیانِ ریاست میں سے کوئی فرد اپنے اہلکاروں کی معیت میں استقبالی خیمے تک پہنچتا ۔ تو بادشاہ سلامت کا ایک نمائندہ اس کا استقبال کر کے اسے شاہی خیمے تک پہنچا آتا ۔ بادشاہ سلامت تخت گاہ کے خیمے میں رونق افروز تھے ۔ جب کوئی والیٔ ریاست آتا تو آنریبل سر ہنری میکمین اس کا نام لے کر اسے بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش کرتے ۔ ملکِ معظم کھڑے ہو کر اس کا استقبال کرتے اور ہاتھ ملا کر اپنے دائیں جانب بٹھا کر گفتگو فرماتے ۔ جب والیانِ ریاست کے اہلکار حاضر ہو کر سفید رومال میں نذر پیش کرتے تو بادشاہ سلامت نذر کو چھو کر معاف فرما دیتے تھے ۔ اہلکاروں کی پیشی کے وقت سر ہنری باآوازِ بلند ان کے نام لیتے جاتے تھے ۔ ملکِ معظم کے مصاحبین کھڑے ہو کر ہر والیٔ ریاست کو پان اور عطر پیش کرتے ۔ والیٔ ریاست کھڑے ہو کر پان و عطر لیتا ۔ اس کے بعد ہر والیٔ ریاست کو ملکِ معظم کچھ دیر کے لئے شرفِ ہمکلامی عطا فرماتے ۔ رخصت کے وقت ملکِ معظم ہر والیٔ ریاست کے گلے میں ریشمی ہار ڈالتے ۔ اس کے بعد بادشاہ

سلامت کا نمائندہ ہر والیِ ریاست کو گاڑی تک پہنچاتا۔ اور اس سے ہاتھ ملا کر رخصت کرتا تھا۔
۷ دسمبر کو ۳ بجے سے ۵ بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور اسی طرح ۸ دسمبر کو ½۱۰ بجے سے
½۱ بجے دن تک۔ ۹ دسمبر کو ½۱۱ سے ½۱ بجے دن تک مختلف والیانِ ریاست اور ان کے
کارندے ملکِ معظم کی خدمت میں پیش ہوتے رہے۔ جب والیانِ ریاست کی ملاقات کا سلسلہ ختم
ہوا۔ تو ملکِ معظم کے نمائندے کی حیثیت سے گورنر جنرل مع جلوس بازدید کے لئے اُن والیانِ
ریاست کے خیموں میں تشریف لے گئے جنھیں "بازدید" کا حق حاصل ہے۔ جب گورنر جنرل والیانِ
ریاست کے خیموں میں تشریف لے جاتے۔ تو ہر والیِ ریاست اپنے درباری دستور کے مطابق
گورنر جنرل کا استقبال کر کے انھیں درباری شامیانے میں لے جاتا۔ اور اپنے پاس ایک زرّیں
کرسی پر جگہ دیتا۔ پھر سونے کی تھالی میں عطر و پان پیش کئے جاتے۔ اور اس کے بعد شوقیہ گفتگو ہوتی۔
ریاستوں کے اعلیٰ اہلکار پیش ہو کر نذریں گزارتے۔ اور ان کی نذر چھو کر معاف کی جاتی۔ اسی طرح
مشایعت کی رسمیں ادا ہوئیں۔ غرض گورنر جنرل بادشاہ سلامت کے نمائندے کی حیثیت سے
۷۔ ۸ اور ۹ دسمبر کو مختلف اوقات میں بازدید کے لئے والیانِ ریاست کے خیموں میں جاتے
رہے۔

ملکۂ معظمہ کی خدمت میں سپاس نامہ ملکۂ معظمہ کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کرنے کے لئے ایک کمیٹی
بنائی گئی تھی۔ اور آپ کی تشریف آوری کی یادگار میں خدمت والا میں جواہرات کے دو مُرصّع
زیور پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ ۹ دسمبر کو ۲ بجے بعد دوپہر مہارانی صاحبہ پٹیالہ کی سرکردگی
میں ہندوستان کے مختلف صوبوں کی چالیس خواتین کا ایک وفد ملکۂ معظمہ کی خدمت میں حاضر
ہوا۔ ملکۂ معظمہ کی جلیسوں نے ان خواتین کا استقبال کیا۔ اور انھیں تخت گاہ کے کمرے میں
لے جا کر نصف دائرے کی شکل میں تخت کے چبوترے کے سامنے بٹھا دیا۔ ملکۂ معظمہ ٹھیک
½۲ بجے لیڈی ہارڈنگ اور دوسری خواتین کے ساتھ ایک خاص راستے سے تخت گاہ کے
کمرے میں داخل ہوئیں۔ جہاں وفد نے ملکہ کا نہایت تپاک سے استقبال کیا۔ اس کے بعد
آپ تخت پر جلوہ افروز ہوئیں۔ لیڈی ہارڈنگ نے ملکۂ معظمہ سے اجازت لے کر ایک
سپاس نامہ پڑھا جس میں ملکۂ معظمہ کے ہندوستان تشریف لانے پر اظہارِ مسرّت کرنے کے
علاوہ دعا کی گئی تھی کہ سلطنتِ برطانیہ کو دن دونی اور رات چوگنی ترقّی نصیب ہو۔ ملکۂ معظمہ
نے جواب میں ایک مناسب تقریر میں سپاس نامے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے زیورات کے
پیشکش کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اور یقین دلایا کہ جب میں یہ زیور پہنوں گی تو فوراً مجھے ہندوستان
کے گھروں کی یاد آئے گی۔ یہ زیور شاہی ترکے کی حیثیت سے آئندہ نسلوں کو پہنچیں گے۔

اور اس لحاظ سے ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ ملکہ معظمہ کی تقریر کا اردو ترجمہ مسز گرانٹ نے سنایا۔
جس کے بعد موصوفہ نے خاص خاص خواتین سے بھی دیر تک شوقیہ گفتگو بھی فرمائی۔ اور وفد کی خواتین
کو نہایت اعزاز سے رخصت کیا۔ ۱۲ دسمبر کو ملکہ معظمہ کی طرف سے ایک سو معزز خواتین کو جن
میں بہت سی ریاستوں کی رانیاں اور بیگمات شامل تھیں، ایک پردہ پارٹی دی گئی۔ پارٹی
کے دن سرکٹ ہاؤس میں پردے کا انتظام نہایت اعلیٰ پیمانے پر کیا گیا تھا۔ پارٹی میں دو
گھنٹے صرف ہوئے۔ اور اس کے بعد یہ پارٹی ختم ہوئی +

کنگ ایڈورڈ میموریل | شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات کے بعد ہندوستان کے تمام صوبوں اور
ریاستوں میں آنجہانی بادشاہ کی یادگار قائم کرنے کے لئے تقریباً ایک کروڑ روپیہ جمع کیا گیا تھا۔
چندہ جمع ہونے کے بعد گورنر جنرل کے زیر صدارت "آل انڈیا کنگ ایڈورڈ ہفتم
میموریل" کے نام سے ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ جس نے جمع شدہ رقم کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔
چنانچہ پنجاب۔ مدراس اور بنگال میں مختلف مفید یادگاریں قائم کرنے کے لئے اس رقم میں
سے ۵۵ لاکھ روپے الگ کر دئے۔ میو ہسپتال (Mayo Hospital) لاہور کی توسیع بڑی
حد تک اسی روپے کی رہین منت ہے۔ بقیہ پینتالیس لاکھ روپے کے متعلق قرار پایا کہ
اس روپے میں قلعے کے دہلی دروازے اور جامع مسجد کے درمیان ایک وسیع خطہ
زمین پر ایک باغیچہ اور اس میں گھوڑے پر سوار شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کا کانسے کا بت نصب
کیا جائے۔ میموریل کمیٹی کی درخواست پر ملک معظم نے ۸ دسمبر کو سہ پہر کے وقت اس بت کا
سنگ بنیاد رکھا۔ اس تقریب میں شرکت کے لئے بہت سے معززین کو مدعو کیا گیا تھا۔ گورنر
جنرل نے اس موقع پر ایگزیکٹو کمیٹی کی طرف سے ملک معظم کی خدمت میں ایک سپاس نامہ
پیش کیا جس میں آنجہانی ایڈورڈ ہفتم کے ذاتی اوصاف اور ان کے عہد حکومت کی برکات
کے ذکر کے بعد ملک معظم سے سنگ بنیاد رکھنے کی درخواست کی گئی تھی۔ سپاس نامے کے
جواب میں آپ نے ایک نہایت مؤثر تقریر ارشاد فرمائی۔ جس میں آپ نے اس سفر ہند
کا بھی ذکر کیا۔ جو آپ کے والد بزرگوار شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم نے کیا تھا۔ پھر اپنے سفر
ہندوستان کا تذکرہ فرمایا۔ جو اب سے چھ سات ماہ پہلے عمل میں آیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے
باقاعدہ سنگ بنیاد رکھنے کی رسم ادا کی۔ پھر شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ واپس
تشریف لے گئے۔ ۸ دسمبر کی رات کو ملک معظم کی طرف سے شاہی کیمپ میں ایک ڈنر
دیا گیا۔ جس میں تقریباً ایک سو مہمان شریک ہوئے۔ ان مہمانوں میں اعلیٰ سرکاری حکام، رؤسا
اور امپیریل کونسل کے بعض غیر سرکاری ارکان بھی شامل تھے۔ ۹ دسمبر کو ملک معظم اور ملکہ معظمہ



ملکِ معظم فیلڈ مارشل کی وردی میں

پولو ٹورنامنٹ دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ جب پولو کا کھیل ختم ہوچکا تو ملک معظم پولو کے میدان سے ہوکر فٹ بال کا کھیل دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ جب لوگوں نے بادشاہ اور ملکہ کو دیکھا تو انھوں نے مسرت سے تالیاں بجانی شروع کیں۔ ملک معظم اور ملکۂ معظمہ شاہی شامیانے میں بیٹھ کر کھیل دیکھتے رہے۔ اور یہیں چاء نوش فرمائی۔ ۵ بجے ملک معظم اور ملکۂ معظمہ شاہانہ جلوس کے ساتھ شاہی قیام گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ یہ دستور ہوگیا تھا کہ پولو کے میدان میں روزانہ رات کے وقت بینڈ بجا کرتا تھا۔ ۹ دسمبر کی رات کو ملک معظم اور ملکۂ معظمہ بھی میدان میں تشریف لائے۔ ان کی تشریف آوری پر باجا بجانے والوں نے اپنے کمالات فن کا ایسا حیرت انگیز مظاہرہ کیا کہ ہر طرف سے تحسین و آفرین کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ جو باجے بج رہے تھے۔ ان میں دلکش ہندوستانی طرزیں بھی شامل تھیں۔ پھر مصنوعی جنگ بھی ہوئی۔ جس میں نقلی بم اور بندوقیں چلانے کے علاوہ آتش بازی اور توپوں کے چھوٹنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا سچ مچ جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ ملک معظم اور ملکۂ معظمہ تقریباً دو گھنٹے تک یہ نظارہ دیکھتے رہے۔ ۱۰ دسمبر کو اتوار تھا۔ اور آپ نے جگت پور کے ٹاپو میں فریضۂ عبادت ادا کیا۔ یہاں ۱۰½ بجے ملک معظم فیلڈ مارشل کی وردی میں تشریف لائے۔ گورنر جنرل نے استقبال کرکے عیسائی مذہب کے مقتداؤں کو بادشاہ اور ملکہ کی خدمت میں پیش کیا۔ فریضۂ عبادت سے فراغت پانے کے بعد آپ جلوس کے ساتھ ہی قیام گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ شہنشاہ کے انگلستان سے روانہ ہونے سے پہلے آرک بشپ آف کنٹربری نے اعلان کیا تھا کہ ملک معظم کی غیر حاضری کے دوران میں انگلستان کے گرجاؤں میں دعائیں مانگی جائیں۔ چنانچہ ۱۰ دسمبر کو جب دہلی میں عبادت ودعا ہورہی تھی تو اس کے چند گھنٹوں کے بعد انگلستان کے مختلف کلیساؤں میں بھی بادشاہ وملکہ کے سفر سے بخیریت واپس آنے کے متعلق دعائیں مانگی گئیں۔ ان دعاؤں میں شاہی خاندان کے دوسرے افراد کے علاوہ بادشاہ سلامت کی والدۂ محترمہ ملکۂ الگزنڈرا اور پرنس آف ویلز بھی شامل تھے۔

فوجوں کو نئے جھنڈے تقسیم کرنا

۱۱ دسمبر کا دن فوج کو پولو کے میدان میں نئے جھنڈے تقسیم کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا۔ چنانچہ وہاں فوجیں کیل کانٹے سے درست ہوکر باقاعدہ کھڑی تھیں کہ ٹھیک گیارہ بجے گورنر جنرل۔ کمانڈر انچیف۔ مہاراجۂ گوالیار۔ مہاراجہ بیکانیر اور ملک معظم فیلڈ مارشل کی وردی میں اپنے عملہ کے ساتھ تشریف لائے۔ ملکۂ معظمہ ایک گاڑی میں سوار تھیں۔ آپ اس سے اتر کر شاہی شامیانے میں جا بیٹھیں۔ تمام حاضرین نے سلام

کیا۔ اور شاہی سلامی اتاری گئی۔ پہلے ملک معظم نے گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کا معاینہ فرمایا۔ پھر آپ گھوڑے سے اتر کر گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کی معیت میں اس مقام پر جا کھڑے ہوئے۔ جو جھنڈے تقسیم کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اس کے بعد جھنڈا تقسیم کرنے کی رسم ادا ہوئی۔ پھر تمام رجمنٹوں کے کمان افسر کیے بعد دیگرے سپاس نامے لینے کے لئے آگے بڑھے۔ جن میں سب فوجوں کے کارناموں کا علیحدہ علیحدہ تذکرہ کیا گیا تھا۔ آخر میں ڈھول بجنے کے ساتھ تمام جماعتیں اپنی اپنی رجمنٹوں کی طرف بڑھیں۔ اب گارڈ آف آنر نے ہتھیار پیش کئے۔ اس کے بعد پرانے جھنڈے فوج کی پچھلی طرف بھیج دئے گئے۔ اور ایک گیت گا کر انھیں بند کیا گیا۔ پھر قومی گیت کے ساتھ نئے جھنڈے لہرائے گئے۔ مشرقی میدان میں انگریزی رجمنٹوں کو جھنڈے تقسیم کرنے کے بعد ملک معظم ہندوستانی فوجوں کو جھنڈے تقسیم کرنے کے لئے مغربی میدان کی طرف بڑھے۔ مختلف ہندوستانی پلٹنوں کی طرف سے ان کے کمان افسر ایڈریس لینے کے لئے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہندوستانی رجمنٹوں کو جھنڈے تقسیم کرکے ملک معظم بہادران ہنگامہ ۱۸۵۷ء کی طرف بڑھے۔ اس موقع پر آٹھ سو بہادر موجود تھے۔ ان میں ۳۳ یورپین اور ۷۶۷ ہندوستانی تھے۔ بہادروں کی صفوں کے پاس سے ملک معظم پیدل گزرے۔ اور آپ نے بہت سے لوگوں کو ہم کلامی کی عزت عطا فرمائی۔ ملکہ معظمہ نے بھی بعض افسروں کو گاڑی کے پاس بلا کر ان سے گفتگو فرمائی۔ غرض سات انگریزی اور تیرہ ہندوستانی رجمنٹوں کو نئے جھنڈے عطا کرنے اور بہادران ہنگامہ ۱۸۵۷ء سے گفتگو کرنے کے بعد ملک معظم اور ملکہ معظمہ شاہی کیمپ کو واپس ہوئے۔

اسی روز ملک معظم کی خدمت میں میجر جنرل اے۔ ایس۔ ہنٹر (Major General A. S. Hunter) نے ایک سپاس نامہ ارسال کیا۔ اور ملک معظم کے پرائیویٹ سیکرٹری نے اس کا ایک معقول جواب بھیجا۔

دہلی دربار | ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء دربار کا دن قرار دیا گیا۔ اور اس مقام پر یہ دربار منعقد کیا گیا۔ جہاں اس سے پہلے ۱۸۷۷ء اور ۱۹۰۳ء میں دربار منعقد ہو چکے تھے۔ لیکن اس مرتبہ چونکہ بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ بنفس نفیس دربار میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ اس لئے پہلے ہی سے توقع تھی۔ کہ تماشائیوں کی تعداد سابقہ موقعوں سے کہیں زیادہ ہوگی۔ لہذا فیصلہ کیا گیا کہ دربار ہال زیادہ وسیع بنایا جائے۔ چنانچہ ایک دربار ہال تو ۱۹۰۳ء کی طرح مسقف بنایا گیا۔ تاکہ اس میں ملک معظم سرکاری حکام۔ والیان ریاست اور دوسرے معززین کو شرف باریابی عطا فرما سکیں۔ اس دربار ہال میں ۱۲۲۵۶ نشستوں کی گنجائش رکھی گئی۔ اس کے بالمقابل پچاس

ہزار آدمیوں کے بیٹھنے کے لئے علیحدہ ماؤنٹ (Mount) بنایا گیا تھا۔ دربار ہال اور عوام کی نشستوں کے درمیان ایک شاہی شامیانہ نصب کیا گیا تھا۔ تاکہ دربار میں شامل ہونے والے تمام اصحاب ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ کا دیدار کر سکیں۔ نیز شاہی نقیب یہاں سے کھڑے ہو کر اعلانِ شاہی سنا سکیں۔ اور گورنر جنرل شاہی مراعات کا اعلان فرما سکیں۔ پردہ دار خواتین کے دربار دیکھنے کے لئے درمیانی چھ بلاکوں کے پیچھے ۲۳۲ کمرے بنائے گئے تھے۔ اور دربار ہال کی آرائش و زیبائش میں ہندوستانی مذاق کا خاص طور پر خیال رکھا گیا تھا۔ ایک طرف باجا بجانے والوں کا گروہ تھا۔ جو ۱۶سو افراد پر مشتمل تھا۔ عوام اور مرکزی شامیانے کے درمیان بیس ہزار آراستہ و پیراستہ فوج موجود تھی۔ اور دربار ہال کے دونوں بازوؤں پر ۴۷ ویں پنجابی اور ۵۷ ویں سکھ پلٹن متعین تھی۔ جو لوگ ماؤنٹ پر بیٹھنے والے تھے۔ ان کا بڑا حصہ صبح ہی سے وہاں آکر بیٹھ گیا تھا۔ بقیہ اشخاص نے بھی ۱۰ اور ½۱۰ بجے تک اپنی نشستیں سنبھال لیں۔ ۹ بجے کے بعد اعلیٰ سرکاری حکام۔ والیانِ ریاست اور دوسرے معززین کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے والیانِ ریاست۔ پھر مختلف صوبوں کے معززین اور ارکانِ کونسل کی نشستیں رکھی گئی تھیں۔ مشرقی گوشے میں نمائندگانِ اخبارات کے لئے جگہ مقرر کی گئی تھی۔ اِن کے پاس ہی ملٹری آرڈر کے ارکان اور بہادرانِ ہنگامہ "۱۸۵۷ء" کی نشستیں تھیں۔ جن والیانِ ریاست۔ اگزیکٹو کونسل کے ارکان اور سرکاری حکام کو اطاعت گزاری کیلئے بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش ہونا چاہئے تھے۔ ان کی تعداد ۳۱۵ تھی۔ انھیں مسقّف دربار ہال میں علیحدہ علیحدہ تین صفوں میں بٹھایا گیا تھا۔ چنانچہ اوّل صف میں وہ والیانِ ریاست تھے۔ جنھیں پندرہ یا پندرہ سے زیادہ توپوں کی سلامی ہے۔ اسی صف میں مختلف صوبوں کے گورنر۔ لفٹنٹ گورنر۔ اگزیکٹو کونسل کے ارکان۔ چارٹرڈ ہائی کورٹوں کے چیف جسٹس اور حکومتِ ہند کے خاص و اعلیٰ ترین پولٹیکل افسر شامل تھے۔ دوسری صف میں وہ والیانِ ریاست تھے۔ جنھیں پندرہ یا پندرہ سے کم توپوں کی سلامی تھی۔ اسی صف میں ہائی کورٹ اور چیف کورٹ کے جج۔ والیان ریاست کے خاص رفیق اور پولٹیکل افسر شامل تھے۔ تیسری صف میں وہ والیانِ ریاست تھے۔ جن کی کوئی سلامی مقرر نہ تھی۔ درمیانی بلاک میں گورنر لنکا۔ گورنر سٹیٹ سٹلمنٹ مع کمانڈر انچیف کے۔ گورنر جنرل کی اگزیکٹو کونسل کے ارکان۔ بحری کمانڈر انچیف۔ شمالی افواج کے کمانڈر انچیف۔ چیف جسٹس ہائی کورٹ فورٹ ولیم کلکتہ وغیرہ مقتدر اصحاب موجود تھے۔ اعلیٰ افسروں کی لیڈیوں کی نشستیں ان کے شوہروں سے بہت قریب رکھی گئی تھیں۔ اس وقت دربار

کا نظارہ قابل دید تھا۔ کہ مختلف وضع قطع۔ مختلف صوبوں اور ریاستوں کے لوگ کثیر تعداد میں ایک جگہ موجود تھے تخت شاہی کے پاس بارگارڈ آف آنر تھے اسی طرح والی ریاستوں کے امپیریل سروس (Imperial Service) کی فوجیں بھی ایک طرف کھڑی تھیں۔ مختلف فوجوں اور ریلوے کمپنیوں کے بھی تقریباً دس ہزار رضاکار مشرق کی طرف کھڑے تھے۔ سڑکوں پر لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود فوج اور پولیس کا انتظام اتنا عمدہ تھا کہ ایک بھی حادثہ پیش نہ آیا۔ آج کے دن دہلی میں پچاس ہزار فوج موجود تھی۔ بیس ہزار تو دربار میں کھڑی تھی اور باقی شہر کی مختلف سڑکوں اور دربار کے کناروں پر متعین کی گئی تھی۔ جب تمام فوج قرینے سے کھڑی ہو گئی۔ تو سب سے پہلے "بہادران شفاخانہ" "بہادروں کو آتا دیکھو" کے شاندار گیت کے ساتھ دربار ہال میں داخل ہوئے۔ فوج نے ان کی باقاعدہ سلامی اتاری۔ ان کے آتے ہی پہلے تو حاضرین خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے نعرۂ مسرت بلند کیا۔ جب "بہادران شفاخانہ" اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تو مشرقی گوشے کے باجے نے "اولڈ ہنڈریڈ" کی مذہبی گت بجانا شروع کی۔ ٹھیک دس بجے ملک معظم نے شاہی کیمپ میں پریوی کونسل کا اجلاس منعقد کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ انگلستان کے باہر ہندوستان میں پریوی کونسل کا اجلاس منعقد کیا گیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ دہلی دربار میں پڑھے جانے کے لئے اعلان مرتب کیا جائے۔ چنانچہ غور و خوض کے بعد اعلان تیار کیا گیا۔

دربار میں گورنر جنرل کا داخلہ | چند منٹوں کے بعد بگل بجا۔ اور گورنر جنرل کی تشریف آوری کا اعلان ہوا۔ گورنر جنرل ایک مختصر سے جلوس کے ساتھ دربار میں تشریف لائے۔ جب لارڈ اور لیڈی ہارڈنگ گاڑی سے اتر کر دربار میں داخل ہوئے۔ تو تمام حاضرین تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ رسوم دربار کے ماسٹر آپ کا استقبال کر کے آپ کو ڈائس کی طرف لے گئے۔ یہاں لارڈ ہارڈنگ کے پیج (Page) (خدام) کی حیثیت سے مہاراجکمار سرن سنگھ (اودے پور) اور کنور شمشیر اندر سنگھ (فرید کوٹ) اور لیڈی ہارڈنگ کے پیج کی حیثیت سے صاحبزادہ رفیق الزمان خاں (بھوپال) موجود تھے۔

دربار میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کا داخلہ | ٹھیک ۱۱½ بجے ملک معظم اور ملکۂ معظمہ شاہی تاج پہن کر ایک جلوس کے ساتھ شاہی کیمپ روانہ ہوئے۔ درباری شاہی گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ گاڑی کے آگے مختلف فوجی دستے خراماں خراماں چلے جا رہے تھے۔ چپ و راست میں اعلیٰ فوجی حکام وغیرہ موجود تھے۔ جب تک جلوس دربار ہال تک نہ پہنچ گیا۔ راستوں میں کھڑے ہوئے لوگ نعرہ ہائے مسرت بلند کرتے رہے۔ جب جلوس موضع دہیر پور سے گزرا تو یہاں جو فوج

کھڑی تھی۔ اس نے ہتھیاروں سے سلامی اتاری۔ اور جھنڈوں کو جھکا دیا۔ دربار میں داخلے کے وقت جلوس آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ گورنر جنرل کے دربار میں تشریف لانے کے ٹھیک بیس منٹ بعد پہلی توپ سر ہوئی۔ جس سے معلوم ہوا کہ ملک معظم کی سواری چلی آ رہی ہے۔ جلوس کے دربار میں پہنچنے تک ایک سو ایک توپوں کی سلامی پوری کی گئی۔ جب شاہی جلوس ماؤنٹ کے سامنے پہنچا۔ تو بینڈ بجنا شروع ہوا۔ ملک معظم و ملکۂ معظمہ کے داخلے پر لوگوں نے پُر زور نعرہ ہائے مسرت بلند کئے۔ جب دونوں سیڑھیوں کے نیچے پہنچے تو گورنر جنرل ان کا استقبال کر کے انھیں اپنے ہمراہ اوپر ڈائس پر لے گئے۔ ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کے ساتھ لارڈ ہائی سٹوارڈ (Lord High Steward) اور لارڈ چیمبرلین (Lord Chamberlain) بھی موجود تھے۔ ملک معظم کے پیج کی حیثیت سے چند والیان ریاست اور راجکمار ان کی عبا کے گوشوں کو پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ تھے۔ اور اسی طرح بعض مشہور ریاستوں کے شہزادے ملکۂ معظمہ کے پیج کی حیثیت سے ان کی عبا اٹھائے ہوئے ان کے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ اس وقت ملک معظم نے جو تاج پہن رکھا تھا۔ وہ خاص طور پر اسی موقع کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اس تاج میں ۶۱۷۰ ہیروں کے علاوہ زمرد۔ لعل اور موتی جڑے ہوئے تھے۔ مخملی ٹوپی کے ساتھ تاج کا وزن ½ ۱۹ اونس تھا۔ اسی طرح ملکۂ معظمہ ہیروں اور زمردوں سے مرصع ایک شاندار تاج پہنے ہوئے تھیں۔ جب ملک معظم و ملکۂ معظمہ شاہی تختوں پر رونق افروز ہوئے تو سب درباری بیٹھ گئے۔ جب تمام حاضرین قرینے سے اپنی اپنی جگہ متمکن ہو چکے۔ تو امپیریل کیڈٹ کور (Imperial Cadet Corps) کے ارکان دربار ہال کی پچھلی طرف سے آکر شاہی چبوترے کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ سب سے پہلے رسوم کے ماسٹر سر ہنری میکہین نے ملک معظم کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت ادب سے دربار کے افتتاح کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ اجازت ملتے ہی صحن میں دہل اور قرنا کی آواز سے افتتاح دربار کا اعلان ہو گیا۔

ملک معظم کی تقریر۔ دربار کا افتتاح ہوتے ہی ملک معظم اور ملکۂ معظمہ اپنے تخت سے اٹھے اور ملک معظم نے بدیں الفاظ تقریر شروع کی۔ "آج میں سچے جذبات طمانیت و امتنان کے ساتھ آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ یہ سال غیر معمولی رسوم کی بجا آوری کے لحاظ سے میرے اور ملکۂ معظمہ کے لئے نہایت خوش آئند و مبارک ہے۔ لیکن بُعدِ مکانی و بُعدِ زمانی کے باوجود ہندوستان کی گزشتہ سیر کی دل خوش کن یاد نے ہمیں پھر اس سرزمین کی طرف کھینچ بلایا۔ جسے ہم بہت عزیز رکھتے ہیں۔ چنانچہ ہم نہایت روشن امیدوں کے ساتھ اس سرزمین کی طرف روانہ ہوئے۔ کہ ایسے از سر نو دیکھیں ہمیں یہاں گزشتہ سفر میں گھر کی طرح لطف و آرام ملا تھا۔ غرض

اس طرح ہماری وہ خواہش پوری ہوئی۔ جو ہم نے گزشتہ جولائی کے مراسلے میں ظاہر کی تھی۔ کہ ہم اپنی رسم تاجپوشی کا اعلان جو ۲۲ جون کو ویسٹ منسٹر ایبے میں ادا کی گئی تھی۔ بذات خود یہاں آکر کریں گے۔ میں اپنی موجودگی اور ملکۂ معظمہ کی ہمراہی سے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے وفادار والیان ریاست اور ہندوستانی رعایا کو کس قدر عزیز سمجھتا ہوں۔ اور مجھے سلطنت ہند کی فلاح و بہبود کس قدر مرغوب ہے۔ علاوہ بریں میرا خیال یہ بھی تھا کہ جو لوگ رسم تاجپوشی لندن کی باقاعدہ انجام دہی میں موجود نہ تھے۔ وہ اس کے اعلان کے وقت دہلی میں شریک ہوسکیں۔ حقیقت میں میرے اور ملکۂ معظمہ کے لئے یہ بڑی خوشی و اطمینان کا باعث ہے کہ ہم اس عظیم الشان مجمع کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور اس میں اپنے گورنروں۔ والیان ریاست معتمد حکام اور رعایا کے قائم مقام اور سلطنت ہند کی افواج کے وفد کو بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ میں بذات خاص ان کے اس اظہار خلوص و عقیدت کو قبول کروں گا۔ جسے وہ نہایت اخلاص و وفاداری سے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں اس امر سے نہایت متاثر ہوں کہ اس تاریخی موقع پر میری رعایا اور میرے والیان ریاست میری ذات سے بڑی محبت و اطاعت کے ساتھ ہمدردی و وابستگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان خیالات و جذبات کی یادگار میں بدولت چند خاص رعایتیں اور مہربانیاں کرنا چاہتے ہیں۔ ان چیزوں کا اعلان میری طرف سے میرے نائب السلطنت آگے چل کر کریں گے۔ آخر میں میرے محترم پیشرو جو اطمینان آپ کے حقوق و مراعات کے متعلق آپ کو دلا گئے تھے۔ میں نے اس کی تجدید کی۔ اور آپ کی سود و بہبود اور امن و امان کے لئے اپنا ذاتی خیال بھی ظاہر کر دیا۔ خدا کی مہربانی و عنایت میری رعایا کی نگہبان ہو۔ اور خدا مجھے توفیق دے کہ میں اس کی حفاظت اور رفاہ و کامرانی میں کوشاں رہوں۔ تمام حاضرین۔ باجگزار والیان ریاست اور رعایا کو میں اپنا محبت آمیز سلام پہنچاتا ہوں۔"

تقریر کے بعد ملک معظم اور ملکۂ معظمہ اپنے اپنے تخت پر رونق افروز ہوگئے۔

والیان ریاست اور سرکاری حکام کا اظہار اطاعت

اعلیٰ یورپین حکام والیان ریاست اور کونسلوں کے نمائندوں نے مختلف رسم و رواج کے مطابق ملک معظم کی خدمت میں حاضر ہوکر اظہار اطاعت کیا۔ سب سے پہلے لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل اور وائسرائے ہند آگے بڑھے۔ اور نہایت ادب سے چبوترے پر پہنچ کر ملک معظم کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کے بعد اپنی نشست پر آکر بیٹھ گئے۔ آپ کے بعد کمانڈر انچیف کی قیادت میں گورنر جنرل کی اگزیکٹو کونسل کے ارکان نے آگے بڑھ کر نہایت ادب سے جھک کر سلام کیا۔ اور اپنی جگہ آکر بیٹھ گئے۔ ان کے بعد مختلف

والیانِ ریاست نے اپنے اپنے رسم و رواج کے مطابق ملکِ معظّم کی خدمت میں اظہارِ اطاعت کیا۔ اسی سلسلے میں جب ہز ہائینس نواب سلطان جہاں والیۂ بھوپال نے برقع پہنے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کر ملکِ معظّم و ملکۂ معظمہ کے رُو برو حاضر ہو کر ایک تحریری تہنیت نامہ پیش کیا۔ تو عام دربار پر ایک خاص اثر ظاہر ہوُا۔ چنانچہ ملکِ معظّم و ملکۂ معظمہ نے بھی قدرے جنبش فرما کر تہنیت نامہ لینے سے ان کی عزّت افزائی فرمائی۔

غرض اس طرح مختلف والیانِ ریاست۔ اعلیٰ حکّام۔ ارکانِ کونسل وغیرہ نے پیش ہو کر اظہارِ اطاعت کیا۔ اطاعت کی رسم میں ۴۵ منٹ صرف ہوئے۔ اور جب تک یہ رسم جاری رہی۔ باجا نہایت منتخب گتیں بجاتا رہا۔

اظہارِ اطاعت قبول کرنے کے بعد جب ملکِ معظّم و ملکۂ معظمہ اپنے اپنے تخت سے اٹھے۔ تو تمام حاضرین بھی تعظیم کے لئے سرو قد کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد بادشاہ اور ملکہ جلوس کے ساتھ بیرونی شامیانے کی طرف روانہ ہوئے۔ نقیب نے ماؤنٹ کی طرف منہ کر کے نہایت بلند آواز سے انگریزی شاہی اعلان پڑھ کر سنایا۔ یورپین نقیب کے بعد ہندوستانی نقیب آنریبل کپتان ملک عمر حیات خاں صاحب ٹوانہ سی۔ آئی۔ ای گھوڑا اڑا کر آگے بڑھے۔ اور انھوں نے اردو زبان میں نہایت بلند آواز سے اعلانِ شاہی پڑھ کر سنانا شروع کیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا:۔

"چونکہ ما بدولت و اقبال ۱۹ جولائی ۱۹۱۱ء اور ۷ نومبر ۱۹۱۱ء کے شاہی اعلانات میں جو ہمارے جلوس کے سالِ اوّل میں جاری ہوئے تھے۔ اپنے اس ارادۂ شاہی کا اعلان فرما چکے تھے۔ کہ خدائے جل وعلیٰ کے فضل سے ہم اپنی شاہی تاجپوشی کی رسم ۲۲۔ جون ۱۹۱۱ء کو ادا کرینگے۔ اور چونکہ خدائے تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تاریخ مذکور کو جمعرات کے روز ہمیں اس رسم کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور بذریعہ اعلانِ شاہی ۲۲ مارچ ۱۹۱۱ء کو جو اپنے جلوس کے سالِ اوّل میں ہم نے ظاہر کر دیا تھا۔ کہ ہم ہندوستان کی اپنی پیاری رعایا کو بذاتِ خاص مطلع فرمائیں گے۔ کہ یہ رسم حسب منشا ادا ہو چکی ہے۔ اندا اپنے گورنروں۔ لفٹنٹ گورنروں۔ دوسرے افسروں اور اپنے زیرِ حمایت دیسی والیانِ ریاست اور امراء نیز مملکتِ ہند کے تمام صوبوں کے عمائد کو اپنے حضور میں طلب فرمائیں گے۔ لہٰذا اب ہم اس فرمانِ شاہی کے ذریعے سے اعلان کرتے ہیں۔ اور اپنے تمام ان عہدہ داروں۔ تمام والیانِ ریاست اور اپنی رعایا کے افراد کو جو اس وقت دہلی میں جمع ہیں۔ شاہی سلام سے مفتخر فرماتے اور اطمینان دلاتے ہیں کہ ما بدولت و اقبال کو اپنی

سلطنتِ ہند سے دلی محبت ہے ۔ اس کی فلاح و بہبود اس جانب کے پیشِ نظر ہے۔ اور ہمیشہ رہے گی۔ یہ اعلان ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کو ہمارے جلوس کے دوسرے سال ہمارے دربارِ دہلی سے جاری ہوا۔"

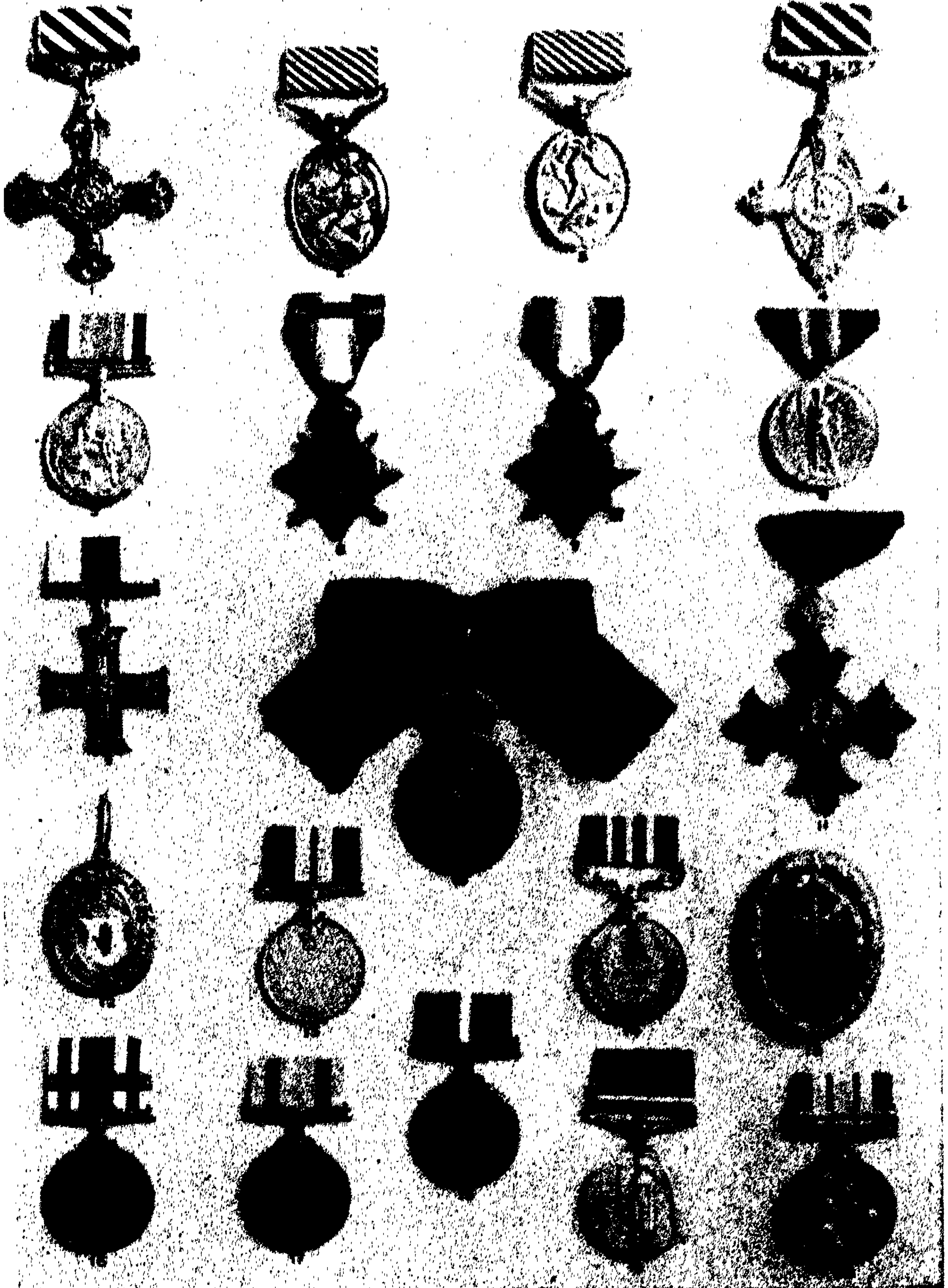
"خدا بادشاہ کو سلامت رکھے"

شاہی اعلان کے خاتمے پر باجے نے حضرت بادشاہ کی گتیں بجانی شروع کیں۔ پھر "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" کا دعائیہ ترانہ چھیڑ دیا۔ یہ ترانہ چھڑتے ہی تمام لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ لیکن بادشاہ و ملکہ بدستور اپنے اپنے تخت پر بیٹھے رہے۔ فوج کی طرف سے ہتھیار پیش کئے گئے۔ اس کے بعد ۱۰۱ توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ پھر قومی گیت شروع ہوا۔ اور اس کے خاتمے پر ۳۴ توپیں چھوڑی گئیں۔ احاطۂ دربار کے باہر فوج نے ہوائی فیر کئے۔

مراعاتِ شاہی کا اعلان | بعد ازاں لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل ہند نے بادشاہ سلامت کی خدمت میں حاضر ہو کر مراعاتِ شاہی کا اعلان حاصل کیا۔ اور ماؤنٹ اور افواج کے درمیان کھڑے ہو کر بلند آواز سے یوں سنانا شروع کیا۔

"حکومتِ ہند نے جو نہایت مؤدبانہ بادشاہ سلامت کی مرضی و خوشی پر عمل کرتی رہی ہے۔ باجازت وزیرِ ہند یہ تجویز کی ہے کہ سلطنتِ ہند کے سرمائے پر ہندوستان کی تعلیمی ترقی کے حقوق تسلیم کرے۔ نیز واجبی تعلیمی مطالبات کے لحاظ سے فیصلہ کیا ہے کہ حتی الامکان ہندوستان میں تعلیم کو بڑھانے کی کوشش کرے۔ اور اس میں ایسی گنجائشیں پیدا کرے۔ کہ اس سے عوام مستفید ہو سکیں۔ چنانچہ حکومت کا ارادہ ہے کہ عام تعلیم کی ترقی کے لئے فی الفور پچاس لاکھ روپے کا خرچ برداشت کیا جائے۔ گورنمنٹ کا یہ پختہ ارادہ ہے کہ اس وقت کی اعلان کردہ رقم میں آئندہ برسوں میں نیا اضافہ مزید اضافہ کرے۔ ملکِ معظم نے اپنی بحری و بری افواج کی وفادارانہ خدمات کو بنظرِ استحسان دیکھتے ہوئے مجھے یہ اعلان کرنے کا حکم دیا ہے کہ ایسے تمام بری و بحری نان کمیشنڈ (Non-Commissioned) فوجی افسروں کو جن کی تنخواہ پچاس روپے ماہانہ سے زیادہ نہیں۔ نصف ماہ کی تنخواہ عطا کی جائے۔ علاوہ بریں ملکِ معظم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ اس وقت سے میدانِ جنگ میں بہادرانہ کارنامے انجام دینے کے صلے میں کل وفادار ہندوستانی افسر اور ریزرو فوج کے تمام عہدہ دار اور ملازم "وکٹوریہ کراس" کا تمغہ پانے کے مستحق سمجھے جائیں گے۔ اس دربار سے دس سال کے اندر آرڈر آف برٹش انڈیا کے ارکان میں اس طرح اضافہ کیا جائے گا کہ اول درجے میں ۲۰ تقرر ہوں۔

تمغہ جات و نشانات مجوزہ شہنشاہ جارج پنجم



۱۔ طغرائے امتیاز صلیب ہوائی
۲۔ تمغۂ امتیاز ہوا بازی
۳۔ ہوائی فوجی تمغہ
۴۔ ہوائی فوجی صلیب
۵۔ برطانوی جنگی تمغہ
۶۔ سنہ ۱۹۱۴ء جنگی ستارہ
۷۔ سنہ ۱۹۱۵ء جنگی ستارہ
۸۔ تمغائے فتح
۹۔ فوجی صلیب
۱۰۔ تمغائے رفیقِ عزت
۱۱۔ نشانِ او۔بی۔ای
۱۲۔ بیرونٹ کا نشان
۱۳۔ طغرائے امتیاز خدماتِ جلیلہ
۱۴۔ فوجی تمغہ
۱۵۔ نائٹ کا تمغہ
۱۶۔ سپیشل کنسٹبلری تمغہ
۱۷۔ ملکی فوجی تمغہ
۱۸۔ تجارتی بحری تمغہ
۱۹۔ خدماتِ عمومی کا تمغا
۲۰۔ خدماتِ عمومی (بحری) کا تمغہ

اور ان تاریخی رسوم کی یادگار میں پہلے درجے میں ۵ اسنئے تقرر عمل میں لائے جائیں گے ۔
نیز اس وقت سے سرحدی فوجی کور کے ہندوستانی افسروں اور فوجی پولیس کو مذکورۂ بالا
آرڈر میں داخل ہونے کے لائق سمجھا جائے گا ۔ ملکِ معظم کی فوج کے ان چند ہندوستانی
افسروں کو جنھوں نے وفادارانہ خدمات کا شاندار ریکارڈ قائم کیا ہے ۔ حالات کے مطابق
زمینیں عطا کی جائیں گی ۔ یا ان کا لگان معاف کیا جائے گا ۔ اور وہ خاص پنشن جو اس وقت
انڈین آرڈر آف میرٹ (Indian Order of Merit) کے متوفی ممبروں کی بیواؤں کو دی
جاتی ہے ۔ اس دربار کی تاریخ سے انھیں تاحیات یا جب تک وہ دوسری شادی نہ کرلیں ۔
عطا کی جاتی گی ۔ سول ملازمین کی جفاکشی اور حسنِ خدمت سے ملکِ معظم بے حد محظوظ ہیں ۔
چنانچہ آپ ان سول ملازمین کو جن کی تنخواہ پچاس روپے ماہانہ سے زیادہ نہ ہو ۔ نصف ماہ
کی تنخواہ بطور انعام عطا فرماتے ہیں ۔ علاوہ بریں بطور نوازشِ خسروانہ حکم دیتے ہیں کہ ایسے
تمام اصحاب کو جنھیں دیوان بہادر ۔ رائے بہادر ۔ سردار بہادر ۔ رائے صاحب ۔ خانصاحب
یا سردار صاحب کے خطابات عطا ہوئے ہیں ۔ یا آئندہ عطا ہوں ۔ بطور اعزاز نشان (Badges)
عطا کئے جائیں ۔ اور ایسے محترم حضرات کو جنھیں شمس العلما " اور " مہا مہوپا دھیائے " کے
خطاب عطا کئے گئے ہیں ۔ یا آئندہ عطا کئے جائیں ۔ قدیم مشرقی تعلیم کی آئندہ رپورٹ ہونے
پر بطور وظیفہ سالانہ کچھ رقم عطا کی جائے ۔ (چنانچہ بعد میں ان دونوں خطابوں کے لئے سو
سو روپیہ سالانہ پنشن مقرر کی گئی) اسی طرح اس دربار کی یادگار کے طور پر شاندار پبلک
خدمات کے صلے میں بطور معافی زمینیں عطا کی جائیں ۔ یہ عطیہ پانے والے کی حینِ حیات
تک کے لئے ہوگا ۔ جن لوگوں کو مقامی حکومت کی تجویز کے مطابق شمالی و مغربی سرحدی
صوبہ اور بلوچستان میں ایسی زمینیں عطا کی جائیں ۔ وہ ان کی اولاد کی زندگی تک کے
لئے ہونی چاہئیں ۔ ملکِ معظم نے ریاستوں کی فلاح و بہبود کی خاطر مجھے یہ اعلان کرنے کا حکم
دیا ہے کہ اس وقت سے تخت نشینی کے موقع پر ریاستوں سے کوئی نذرانہ نہ لیا جائے ۔
اسی طرح کاٹھیاواڑ ۔ گجرات ۔ بھومیاں اور والیانِ ریاست میواڑ کے ذمے گورنمنٹ کا
جو قرضہ واجب الادا ہے ۔ اس کا کچھ حصہ حکومتِ ہند کے حکم کے مطابق معاف کر دیا جائے ۔
امپیریل سروس کی فوجوں میں بطور قدر دانی " آرڈر آف برٹش انڈیا " کے مطابق چند تقرروں
کا اضافہ کیا جائے ۔ ملکِ معظم نے ازراہِ مراحم خسروانہ حکم دیا ہے کہ بعض ایسے قیدیوں کو جو
اس وقت بدچلنی یا جرائم کی پاداش میں قید کاٹ رہے ہیں ۔ رہا کر دیا جائے ۔ اور ایسے
سول قرضہ دار جو جیلوں میں ہیں ۔ اور جن کے قرضے کی مقدار کم ہو ۔ اور جو افلاس کی وجہ سے

قید میں ہوں۔ انھیں رہا کر دیا جائے۔ اور ان کے قرضے حکومت کی طرف سے ادا کر دئے جائیں۔ خدا بادشاہ کو سلامت رکھے ٭

تقسیم بنگالہ کی منسوخی کا اعلان | اب ملک معظم و ملکہ معظمہ کرسی شامیانے سے دربار ہال کے اندرونی شامیانے میں تشریف لائے۔ اور اپنے اپنے تخت پر بیٹھ گئے۔ حاضرین نے خیال کیا کہ اب دربار ختم ہو گیا۔ لیکن انھوں نے دیکھا کہ بادشاہ اور ملکہ اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو گئے۔ اور ملک معظم نے گورنر جنرل سے ایک کاغذ لے کر صاف آواز میں پڑھنا شروع کیا:" ہم بدولت اپنی رعایا کو یہ خوش خبری سناتے ہیں کہ گورنر جنرل باجلاس کونسل سے مشورہ لینے کے بعد اپنے وزراء سے صلاح کر کے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اب حکومت ہند کا دار الخلافہ کلکتہ کے بجائے دہلی قرار دیا جائے۔ اور اس تبدیلی کے باعث جس قدر جلد ممکن ہو۔ صوبہ بنگال کے لئے ایک الگ گورنری قائم کی جائے۔ اور بہار، اڑیسہ اور چھوٹا ناگپور کے لئے نئی لفٹنٹ گورنری اور آسام کے لئے چیف کمشنری قائم کی جائے۔ اور ان صوبوں کی حد بندی گورنر جنرل باجلاس کونسل وزیر ہند باجلاس کونسل کی پسندیدگی سے بعد ازاں قطعی طور پر طے کریں۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ ان تبدیلیوں سے ہندوستان کا نظم و نسق زیادہ اچھے طریقے پر ہو جائے۔ اور ہماری عزیز رعایا کی خوش حالی و آسائش میں اور اضافہ ہو ٭

اعلان ختم ہونے کے بعد ملک معظم و ملکہ معظمہ اپنے اپنے تخت پر بیٹھ گئے۔ ملک معظم کے اس اعلان کو لوگوں نے بڑی حیرت سے سنا۔ کیونکہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ تقسیم بنگالہ منسوخ کر دی جائے گی۔ دہلی کے دار السلطنت بنائے جانے کا اعلان سن کر بعض خوش ہوئے۔ اور بعض دم بخود رہ گئے۔ بہرحال شاہی اعلان کے آگے سب نے سر تسلیم خم کر دیا۔ اس کے بعد دربار ختم ہونے کا اعلان ہوا۔ اور ملک معظم و ملکہ معظمہ اپنے اپنے تخت سے اتر کر جلوس کے ساتھ شاہی کیمپ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کی روانگی پر ۱۰۱ توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ فوراً شاہی پرچم دربار ہال سے اتار کر شاہی کیمپ پر لگا دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد گورنر جنرل جلوس کے ساتھ دربار سے روانہ ہوئے۔ شاہی کیمپ میں رونق افروز ہونے کے بعد ملک معظم نے گورنر جنرل کی خدمات کا شاندار الفاظ میں اعتراف فرمایا۔ اور اس عظیم الشان رسم کے بخیر و خوبی سے پایۂ تکمیل تک پہنچنے پر ان کی کوششوں کا شکریہ ادا کیا۔ گورنر جنرل کے بعد والیان ریاست۔ حکام اور دوسرے عمائد یکے بعد دیگرے دربار ہال سے رخصت ہوئے۔ جو لوگ ماؤنٹ پہنچے تھے۔ انھیں ریل نے ان کی قیام گاہ پر پہنچا دیا۔ بعد ازاں دربار ہال دیکھنے کے لئے تقریباً دو لاکھ آدمی اندر گھس آئے۔ غرض ۱۲ دسمبر کو یہ عظیم الشان تاریخی دربار نہایت کامیابی سے اختتام پر پہنچا ٭

ملک کے مختلف حصّوں میں جشنِ تاجپوشی | دہلی کی طرح ۱۲ دسمبر کو ہندوستان کے ہر ضلع ۔ ہر تحصیل اور ہر قصبے میں بلا قید مذہب و ملّت رعایا کے مختلف طبقوں نے بڑی دھوم دھام سے جشنِ تاجپوشی منایا ۔ توپیں چھوڑی گئیں ۔ گولے داغے گئے ۔ مزید برآں ہر مقام پر آتش بازی اور روشنی کا انتظام کیا گیا ۔ بچّوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی ۔ غربا و مساکین کو کھانا کھلایا گیا ۔ اس تقریب کی یادگار میں مدرسے ، شفاخانے اور کتب خانے قائم کیے گئے ۔ کھیل ۔ تماشے ہوئے ۔ متعدّد مقامات پر شاندار جلوس نکالے گئے ۔ لوگوں میں بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظّمہ کی تصویریں مفت تقسیم کی گئیں ۔ طلبہ کو درباری تمغے عطا کیے گئے ۔ اور قیدیوں کو رہائی عطا کی گئی ۔ اگرچہ تقریباً تمام والیانِ ریاست دربار کے سلسلے میں دہلی میں موجود تھے ۔ لیکن ان کی غیر حاضری کے باوجود انکی ریاستوں میں یہ تقریب نہایت شان و شوکت سے منائی گئی ۔ ہندوستان کے دوسرے مقامات کی طرح ریاستوں میں بھی اعلانِ شاہی پڑھا گیا ۔ غربا میں تمغے اور مٹھائیاں تقسیم کی گئیں ۔ بعض ریاستوں نے لگان اور قرضوں کی معافی کا اعلان کیا ۔ مہاراجہ کشمیر نے تاجپوشی کی خوشی میں اپنی رعایا کو بذریعہ انتخاب میونسپلٹیوں میں نمائندے بھیجنے کا حق عطا کیا ۔ اور مہاراجگان پٹیالہ و جیند نے اس دربار کی یادگار میں امپیریل سروس کی تنخواہ میں اضافہ کر دیا ۔ تاجپوشی کی خوشی میں متعدّد اصحاب کو اعزاز اور خطاب عطا کیے گئے ۔ ان خطابات کی ایک طویل فہرست ۱۴ دسمبر کو بیک وقت دہلی و کلکتہ میں شائع کی گئی ÷

دربار کے بعد کی مصروفیتیں | ۱۲ دسمبر کی شب کو ملکِ معظّم و ملکۂ معظّمہ کی طرف سے ایک شاہی ضیافت کی گئی ۔ اس دعوت میں متعدّد حکّام ۔ والیانِ ریاست اور شرفاء مدعو تھے ۔ البتّہ ناسازیِ مزاج کی وجہ سے نواب صاحب ٹونک شرکت نہ فرما سکے ۔ دعوت کے بعد تقریباً چار ہزار معزّزین کو ملکِ معظّم نے "دربارِ ملاقات" میں شرفِ باریابی عطا فرمایا ÷

۱۳ دسمبر کی صبح کو ملکِ معظّم کمانڈر انچیف اور دوسرے معزّز افسروں کی معیت میں نیول کنٹنجنٹ (N wal Contingent) کا معاینہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے ۔ یہ بحری فوج انگلستان سے ہندوستان تک ملکِ معظّم کے ساتھ آئی تھی ۔ اس وقت "مدینہ" اور دیگر محافظ جہازوں کے ۱۹ افسر اور سپاہیوں کا ایک پورا دستہ موجود تھا ۔ جس میں سو بلیو جیکٹ (Blue Jacket) اور ایک سو رائل میرین (Royal Marine) کے ارکان شامل تھے ۔

وقت کم ہونے کی وجہ سے ملکِ معظّم کیولری کیمپوں (Cavalry Camps) کا معاینہ نہ فرما سکے ۔ اسی دن ½ ۱۰ بجے ایک وسیع شامیانے کے نیچے ملکِ معظّم نے ہندوستانی فوج کے افسروں اور والنٹیروں کو باریابی کا اعزاز عطا کیا ۔ آخر میں حکّامِ فوج اور والنٹیروں کے ساتھ ملکِ معظّم کا

توڑ لیا گیا۔ ۱۴ دسمبر کی صبح کو احاطۂ مدراس اور دہلی یونیورسٹی کی طرف سے ملکۂ معظم کی خدمت میں سپاس نامے پیش ہوئے۔ اس موقع پر ملک کے مختلف حصوں سے ۱۰۳ سپاس نامے ملکِ معظم کی خدمت میں موصول ہوئے۔ ۱۳ دسمبر کو مسلمانوں، ہندوؤں، سکھوں و عیسائیوں نے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کی درازی عمر و صحت اور کامیابی حکومت کے لئے دعائیں مانگیں۔ اسی روز سہ پہر کو قلعے میں گارڈن پارٹی تھی۔ اس میں تقریباً آٹھ ہزار مہمان مدعو تھے۔ اس موقع پر شاہان خیبہ کی طرف ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ ثمن برج کے جالیدار جھروکے میں رونق افروز تھے۔ اور قلعے کے نیچے جو ہزاروں لوگ مشتاقِ دیدار کھڑے تھے۔ انھوں نے بادشاہ اور ملکہ کو دیکھ کر نعرۂ مسرت بلند کئے۔ لیکن جب معلوم ہوا کہ بہت سے مشتاقِ جمال دیدار سے محروم رہ گئے۔ تو پھر ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ ثمن محل کے کھلے چبوترے پر رونق افروز ہوئے۔ تاکہ رعایا اپنے شہنشاہ اور ملکہ کا جی بھر کر دیدار کر سکے۔ آج رات آتش بازی کے علاوہ فیلوں، سرکاری عمارتوں، قلعے اور شہر میں اس قدر روشنی ہوئی۔ جس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جنھوں نے یہ نظارہ بچشمِ خود دیکھا تھا۔ رات کو شاہی کیمپ میں ڈنر ہوا۔ جس میں بہت سے ہندوستانی اور انگریز مہمان شریک تھے۔

شاہی میلا اگرچہ درباریں اور ان شاہراہوں پر جن سے شاہی جلوس گزرا تھا۔ لاکھوں آدمیوں نے بادشاہ و ملکہ کے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ لیکن اس کے باوجود اس ضرورت کا احساس کیا گیا کہ ایک مرتبہ پھر لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں بادشاہ و ملکہ کے دیدار سے مشرف ہو سکیں۔ چنانچہ ملکِ معظم کی اجازت سے لفٹنٹ گورنر پنجاب نے شاہی میلے کا انتظام شروع کیا۔ لفٹنٹ گورنر پنجاب کی صدارت میں ایک میلا کمیٹی کی طرح ڈالی گئی۔ اور لال قلعے کے نیچے تین میل تک جمنا کے کنارے کی زمین صاف کر کے آراستہ و پیراستہ کر دی گئی۔ میلے کی شرکت کے لئے ریل کے کرائے میں تخفیف کر دی گئی۔ میلے میں ہر قسم کی دکانیں لگانے کی اجازت عطا کی گئی۔ اور تفریحی کھیل تماشوں کا اعلان کیا گیا۔ علاوہ بریں ایک شاندار مشاعرہ بھی منعقد ہوا۔ جس میں ملکِ معظم کی شان میں مدحیہ قصائد پڑھے گئے۔ اور اشعار میں ان کی ترقی اقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ میلا کمیٹی کی طرف سے تین روز تک سدابرت لگا رہا۔ تخمینہ کیا گیا ہے کہ میلے کے دنوں میں ایک کروڑ آدمیوں کو کھانا کھلایا گیا۔ بقیہ ایام میں ریاستوں کی طرف سے دعوتیں ہوتی رہیں۔ میلے کا اصل مقصد یہ تھا کہ رعایا اپنے بادشاہ اور ملکہ کا دیدار کر سکے۔ چنانچہ ثمن برج کے

جھروکہ درشن اور رنگ محل کے سامنے والے چبوترے سے بادشاہ اور ملکہ نے لوگوں کو اپنا دیدار کرایا۔ میلے کا انتظام ہندوستانی پولیس کے ذمّے تھا۔ پہلے انتظام کے لئے پولیس کے چھ سو سپاہی کافی سمجھے گئے تھے۔ لیکن ۱۳ دسمبر کو ان کی تعداد میں اضافہ کر کے یہ تعداد ۱۷۰۰ تک پہنچا دی گئی +

فوج کا شاہی ملاحظہ | ۱۴ دسمبر کو ۱۰ بجے ملکِ معظّم و ملکۂ معظمہ نے ان تمام فوجی دستوں کا ملاحظہ فرمایا۔ جو دربار کے سلسلے میں دہلی جمع ہوئے تھے۔ مختلف فوجی دستوں اور رسالوں کا ڈھائی گھنٹے تک معاینہ فرمانے کے بعد بادشاہ و ملکہ موٹر میں شاہی قیام گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ کی روانگی پر ۱۰۱ توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ ملکِ معظّم کی طرف سے کمانڈر انچیف نے فوج کی اطلاع کے لئے ۱۵ دسمبر کو دو اعلان جاری کئے۔ پہلے میں فوجوں کی خدمات کا اعتراف تھا۔ اور دوسرے میں اس امر پر اظہارِ افسوس کہ قلتِ وقت کی وجہ سے ملکِ معظّم فوجوں کا اچھی طرح معاینہ نہ فرما سکے۔ اسی دن ملکِ معظّم نے ہاکی ٹورنامنٹ (Hockey Tournament) ملاحظہ فرمایا۔ اور ۱۴ دسمبر کی شب کو ان اصحاب کو تمغے اور خطاب عطا فرمائے جنھیں ۱۲ دسمبر کو خطاب عطا کئے گئے تھے۔ ½۱۱ بجے شب کو دربار برخاست ہوا۔ اور ملکِ معظّم جلوسِ شاہانہ کے ساتھ اپنی قیام گاہ کو تشریف لے گئے +

جدید دورِ حکومت کا سنگِ بنیاد رکھنے کی رسم | ۱۲ دسمبر کو تاجپوشی کے دربار میں ملکِ معظّم نے دہلی کو پایۂ تخت بنانے کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ قرار پایا کہ ۱۵ دسمبر کو ملکِ معظّم نئے پایۂ تخت کا سنگِ بنیاد رکھیں۔ اس کے لئے ایک ایسا مقام تجویز کیا گیا۔ جو گورنر جنرل کی اگزیکٹو کونسل کے ارکان کے کیمپ سے جانے والی سڑک سے کوئی ڈیڑھ سو فٹ کے فاصلے پر ہوگا۔ مقام مذکور پر سات فٹ اونچی اور ۱۵ فٹ لمبی دیوار بنائی گئی جس کے اوپر ۳ فٹ کے فاصلے سے دو پتھر چرخی سے لٹک رہے تھے۔ جو ½۱ فٹ چوڑے اور ½۳ فٹ لمبے تھے۔ ۱۵ دسمبر کو ملکۂ معظمہ و ملکِ معظّم ٹھیک دس بجے اس مقام پر پہنچے۔ وائسرائے اور اگزیکٹو کونسل کے ارکان نے استقبال کر کے آپ کو چبوترے تک پہنچایا۔ اس موقع پر لارڈ ہارڈنگ نے ملکِ معظّم کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ جس میں دہلی کی قدیم تاریخ کا تذکرہ کرتے ہوئے ملکِ معظّم سے سنگِ بنیاد رکھنے کی استدعا کی گئی تھی۔ سپاس نامہ پڑھنے کے بعد وائسرائے نے اعلان کیا کہ مہاراجہ گوالیار نے اس شہر میں ملکِ معظّم کا بُت نصب کرا دینے کا وعدہ کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اعلان ہوا کہ مہاراجہ بیکانیر نئے شہر میں ملکۂ معظمہ کا مجسمہ بنوا دیں گے۔ وائسرائے کے سپاس نامے کے جواب میں تخت پر بیٹھے بیٹھے ملکِ معظّم نے ایک تقریر ارشاد

فرمائی۔ اس کے بعد بادشاہ سلامت نے گورنر جنرل اور بعض دیگر اعلیٰ حکام کے ساتھ آگے بڑھ کر سنگ بنیاد نصب کرنے کی رسم ادا کی۔ ملک معظم کے بعد گورنر جنرل، دربار، ڈپٹیمبریت وغیرہ کے ہمراہ ملکۂ معظمہ نے آگے بڑھ کر دوسرا پتھر نصب فرمایا۔ یہ تقریب ختم ہونے کے بعد ملک معظم و ملکۂ معظمہ شاہی قیام گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔

پولیس کی قواعد کا ملاحظہ اپنے دارالحکومت کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد بادشاہ و ملکہ پولیس کی قواعد کا ملاحظہ فرمانے کے لئے پولو کے میدان میں تشریف لے گئے۔ پھر شاہی چبوترے پر چڑھ کر پولیس کے ستر جوانوں کو تمغے عطا فرمائے۔ روانگی کے وقت بینڈ باجے نے سلامی دی۔ اسی دن سہ پہر کو بادشاہ و ملکہ نے ملٹری ٹورنامنٹ (Military Tournament) اور پوائنٹ ٹو پوائنٹ ریس (Point to Point Race) ملاحظہ فرمائی۔

پریس کیمپ کو ملک معظم کا پیغام دربار کے وقت یورپین اخبارات کے تقریباً پچیس اور ہندوستانی پریس کے چالیس نمائندے مدعو تھے۔ ان کے آرام و آسائش کا انتظام حکومت نے کیا تھا۔ اور سفر خرچ بھی حکومت ہی کی طرف سے ادا کیا گیا تھا۔ ان لوگوں کو ہر قسم کی خبریں۔ اخبارات۔ پروگرام اور دوسری تقریبوں کے متعلق اطلاعات پہنچانے کے متعلق ہر طرح کی آسانیاں بہم پہنچائی گئی تھیں۔ ۱۵ دسمبر کی سہ پہر کو ملک معظم کے ایڈی کانگ جنرل شاہی پیغام لیکر پریس کیمپ میں تشریف لائے۔ انچارج پریس نے شاہی پیغام کا نہایت معقول جواب ارسال کیا۔ اسی طرح شام کو ملک معظم کے ایڈی کانگ ہندوستانی پریس کیمپ میں ملک معظم کا پیغام لے کر پہنچے۔ ہندوستانی پریس کی طرف سے ایڈی کانگ موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان سے درخواست کی گئی۔ کہ وہ ملک معظم اور ملکۂ معظمہ تک ہندوستانی پریس کا شکریہ اور وفاداری کا پیغام پہنچا دیں۔ اسی شام کو لارڈ ہارڈنگ کی طرف سے بھی نمائندگان اخبارات کے پاس پیغام پہنچا۔ اور پریس کی طرف سے وائسرائے کا شکریہ ادا کیا گیا۔ شام کو مسٹر الما لطیفی آئی۔ سی۔ ایس انچارج انڈین پریس نے ایک شاندار دعوت دی جس میں ملک معظم کا جام صحت تجویز کیا گیا۔ اس دعوت کے بعد مولانا محمد علی مدیر کامریڈ نے ایک دلکش تقریر کے ذریعے سے ہندوستانی پریس کے ارکان کی طرف سے مسٹر لطیفی کی خدمت میں چار کا ایک نقرئی سٹ۔ خان بہادر قاضی عزیز الدین احمد نائب انچارج پریس برانچ کو ایک نقرئی گلدان اور مسٹر مانک لال جوشی کو ایک نقرئی پاندان عطا کیا۔ ان تحائف کا تینوں اصحاب نے شکریہ ادا کیا۔ اس دعوت میں نمائندگان اخبارات کے علاوہ مسٹر و مسز حیدری اور مسز سروجنی نائیڈو بھی موجود تھیں۔

۱۶ دسمبر کو ملکۂ معظمہ و ملکِ معظم کے دہلی سے تشریف لے جانے کا دن تھا۔ چنانچہ اس روز متعدد رخصتی کارروائیاں عمل میں لائی گئیں۔ جشنِ تاجپوشی کے سلسلے میں کلکتہ کی شاہی ٹکسال میں ۲۶ ہزار طلائی و نقرئی تمغے تیار کئے گئے تھے۔ ان میں سے دس ہزار تمغے فوج کے لئے۔ دو ہزار طلائی تمغے مقامی حکومتوں کے حکام اور والیانِ ریاست کے لئے تھے۔ اور بقیہ تمغے ملک کے مختلف حصّوں میں تقسیم کئے گئے۔

۱۶ دسمبر کو مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں کے مذہبی پیشواؤں کے وفد ملکِ معظم کی خدمت میں پیش ہوئے۔ اسی روز استقبالی خیمے میں تمام والیانِ ریاست ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ سے وداعی ملاقات کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ چنانچہ یہ لوگ بادشاہ اور ملکہ کی خدمت میں نام بنام پیش کئے گئے۔ شاہی خیمے کے آگے شاہی گاڑی کھڑی تھی۔ والیانِ ریاست سے وداعی ملاقات ختم ہونے کے بعد بادشاہ اور ملکہ اس گاڑی میں بیٹھ گئے۔ یہاں گارڈ آف آنر نے سلامی اتاری۔ اور بادشاہ و ملکہ شاہی جلوس کے ساتھ سلیم گڑھ ریلوے سٹیشن پہنچے۔ قلعے کے بعد ان میں وداعی سلام کے لئے فوجیں موجود تھیں۔ فوجی سلامی کے بعد ملکِ معظم نے سٹیشن کے پلیٹ فارم پر حاضرین سے وداعی ملاقات و گفتگو فرمائی۔ بادشاہ سلامت نے سفرِ راجپوتانہ کے لئے ملکۂ معظمہ کو ایک علحیدہ ٹرین پر سوار کرایا۔ اور اپنی سپیشل ٹرین پر بعزم نیپال سوار ہوئے۔ جیسے ہی ملکِ معظم کی ٹرین روانہ ہوئی۔ قلعے سے توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ تیسری سپیشل ٹرین میں وائسرائے۔ لیڈی ہارڈنگ اور اپنے عملہ کے ساتھ سوار ہوکر بارک پور (کلکتہ) کو روانہ ہوئے۔ جو لوگ الوداع کہنے کے لئے پلیٹ فارم پر جمع ہوئے تھے۔ وہ بھی رفتہ رفتہ رخصت ہو گئے۔ دربارِ تاجپوشی کے سلسلے میں ۶ لاکھ ۴ ہزار ۸ سَو پونڈ صرف ہوئے۔ اور مختلف ذرائع سے ایک لاکھ ۳۴ ہزار ۸ سَو پونڈ آمدنی ہوئی۔ اس حساب سے گورنمنٹ کے خزانے سے ۴ لاکھ ۶۱ ہزار پونڈ یا تقریباً ۶۹ لاکھ ۱۵ ہزار روپے صرف ہوئے۔

ملکِ معظم کا سفرِ نیپال | جب شہنشاہ جارج پنجم ولیعہدی کے زمانے میں ہندوستان آئے تھے تو آپ کے لئے نیپال کے جنگلوں میں شیر کے شکار کا انتظام ہوا تھا۔ لیکن عین وقت پر ہیضہ پھیل جانے کی وجہ سے آپ نیپال تشریف نہ لے جا سکے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر مہاراجہ نیپال کی درخواست پر ملکِ معظم نے مہاراجے سے وعدہ فرمایا کہ مَیں نیپال میں دو ہفتے شکار کھیلنے میں بسر کروں گا۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ایک طرف نیپال میں ملکِ معظم کے استقبال کے لئے شاندار تیاریاں شروع ہوئیں۔ اور دوسری طرف ملکِ معظم

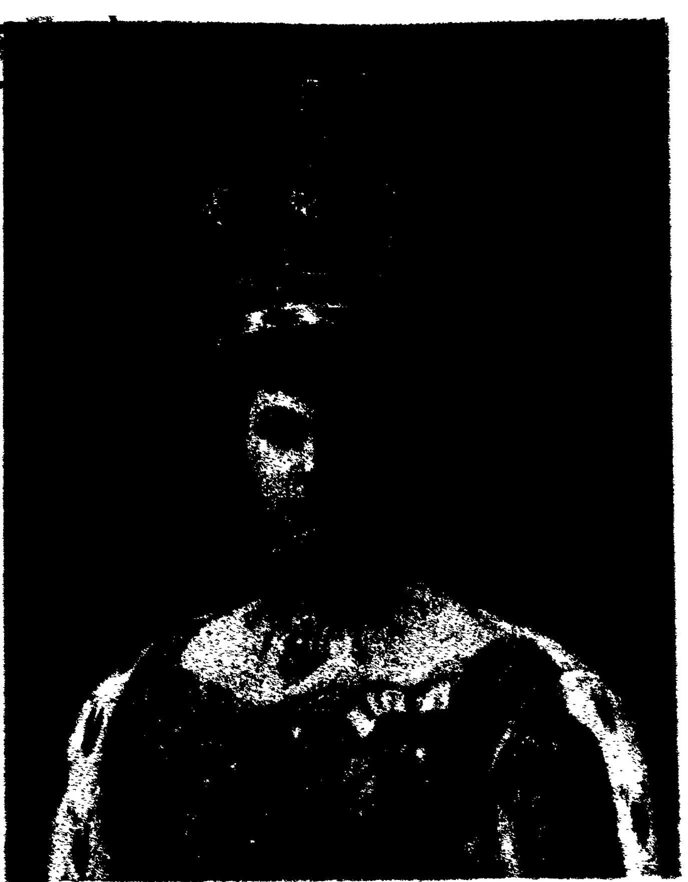
کی آمد سے دو ماہ پیشتر مہاراجہ بستر علالت پر ایسے پڑے کہ جانبر نہ ہو سکے۔ اور ۱۱ دسمبر ۱۹۱۱ء
کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ موت سے پہلے آپ نے ہدایت فرمائی کہ ملک معظم کے شکار کے انتظام
عمل میں کسی طرح کا فرق نہ آنے پائے۔ ۱۷ دسمبر کو ۱۰½ بجے قبل دوپہر ملک معظم کی سپیشل
ٹرین آرہ پہنچی۔ یہاں سے اسی دن ۱۱½ بجے روانہ ہو کر آپ ایک بج کر ۱۰ منٹ پر
دانا پور کے سٹیشن پر پہنچے۔ اور ۴ بجے پالیزہ گھاٹ سے اتر کر نارتھ ویسٹرن ریلوے
کے سٹیمر سونی پور سے ۹½ بجے شام کو روانہ ہو کر ۱۸ دسمبر کو بکنا تھوری کے ریلوے سٹیشن
پر رونق افروز ہوئے۔ یہاں مہاراجہ نیپال استقبال کے لئے موجود تھے۔ مختصر گفتگو اور
مختلف لوگوں کو شرف باریابی بخشنے کے بعد ملک معظم موٹر پر سوار ہو کر اول روز کی شکارگاہ
کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور آپ کے بقیہ ہمراہی اور نیپال کے افسر جلوس کی صورت میں
کیمپ کی طرف روانہ ہوئے۔ بکنا تھوری ریلوے سٹیشن سے نیپال کی سرحد چند سو گز کے
فاصلے پر دریا کو عبور کرنے کے بعد شروع ہوتی ہے۔ یہاں پہنچنے پر ملک معظم کی سلامی کے
لئے ایک سو ایک توپیں سر کی گئیں۔ نیپال میں ملک معظم نے شیر کا سب سے پہلا شکار
اس وقت کیا۔ جب ایک شیر دریا میں کود رہا تھا۔ ۵ بجے شام کو ملک معظم سکھیبار کیمپ
میں تشریف لائے۔ یہاں آپ پانچ روز مقیم اور روزانہ شکار کھیلنے میں مصروف رہے۔
چھٹے روز ملک معظم دوسرے شکاری کیمپ سکرا تشریف لے گئے۔ ۲۴ دسمبر کو اتوار کے
باعث آپ صبح عبادت میں مصروف رہے۔ تیسرے پہر ملک معظم نے ان تحائف
کا معائنہ فرمایا۔ جو مہاراجہ نے آپ کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ شام کو
ملک معظم نے شکارگاہ کے کیمپ میں دربار منعقد کر کے مختلف لوگوں کو خطابات عطا فرمائے۔
اور مہاراجہ کے اعزہ کو شرف باریابی بخشا۔ ۲۵ دسمبر کو یوم کرسمس تھا۔ اس لئے آج
ملک معظم نے عبادت فرمائی۔ اور کرسمس کے تحفے تقسیم فرما کر بقیہ دن خاموشی سے آرام میں
بسر کیا۔ ۲۸ دسمبر کو شکار کا آخری دن تھا۔ جب دن بھر جنگل میں رہنے کے بعد ۶½ بجے
شام ملک معظم سرحد نیپال سے گزرے۔ تو ۱۰۱ توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ اس سفر میں
ملک معظم نے ۳۹ شیر۔ ۸ گینڈے اور ۴ ریچھ شکار کئے۔ اس دو ہفتے کے قیام کا یہ اثر ہوا۔
کہ نیپال اور حکومت برطانیہ کے تعلقات پہلے سے اور زیادہ مستحکم ہو گئے۔ ۶½ بجے شام کو
ملک معظم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بکنا تھوری کے سٹیشن پر خیریت سے پہنچ گئے۔ اور یہاں
سے روانہ ہو کر ۲۹ دسمبر کو ۶½ بجے بانکی پور کے ریلوے سٹیشن پر رونق افروز ہوئے۔
یہاں آپ کی آمد کے ۵ منٹ بعد ملکہ معظمہ دوسری سپیشل ٹرین سے تشریف لے آئیں۔

ملکۂ معظمہ کی سیاحتِ آگرہ وراجپوتانہ پہلے سے طے ہوچکا تھا کہ جو زمانہ ملک معظم نیپال کے سفر
میں بسر کریں گے۔ اس کے دوران میں ملکۂ معظمہ آگرہ اور راجپوتانہ وغیرہ کی سیاحت فرمائینگی
ملک معظم کی روانگی نیپال کے چند منٹ بعد ملکۂ معظمہ سپیشل ٹرین میں سلیم گڑھ کے سٹیشن
سے روانہ ہوکر اسی روز شام کو ۵ بجے آگرہ چھاؤنی کے ریلوے سٹیشن پر پہنچیں۔ یہاں
کمشنر آگرہ نے مقامی حکام اور دوسرے معززین کی معیت میں آپ کا استقبال کیا۔ معززین
کو سٹیشن پر شرف باریابی عطا فرمانے کے بعد ملکۂ معظمہ سرکٹ ہاؤس تشریف لے گئیں۔
۱۷ دسمبر کو تیسرے پہر آپ نے تاج محل کی سیر فرمائی۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد فتحپور
سیکری تشریف لے گئیں۔ اور وہاں کی قدیم شاہی عمارات و آثار دیکھ کر بے حد مسرور ہوئیں
۱۹ دسمبر کو پھر ایک بار تاج محل دیکھا۔ اور سپیشل ٹرین میں جے پور تشریف لے گئیں۔ وہاں
مہاراجے نے اپنے وزرا، اور برطانوی ریزیڈنٹ کی معیت میں آپ کا استقبال کیا۔
ہز ہائینس نے عقیدۃً اپنی تلوار ملکہ کے قدموں میں ڈال دی۔ شام کو ملکۂ معظمہ نے عجائب خانہ
البرٹ ہال اور میو ہسپتال کا معاینہ فرمایا۔ دوسرے روز آپ برطانوی ریزیڈنٹ اور
دوسرے حکام کی معیت میں جے پور سے چند میل کے فاصلے پر عنبر شہر دیکھنے تشریف لے
گئیں۔ ایک زمانے میں یہی شہر ریاست کی راجدھانی تھا۔ واپسی میں ناہر گڑھ کے قلعے کا
معاینہ فرمایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس قلعے میں ریاست کا قدیم خزانہ مدفون ہے۔ اس خزانے
کے متعلق یہ حکایت مشہور ہے کہ انتہائی ضرورت کے بغیر مہاراج کو اس سے کچھ نکالنے کا کوئی
حق حاصل نہیں۔ اور وہ بھی مہاراجہ زندگی میں صرف ایک بار نکال سکتے ہیں۔ علاوہ بریں مہاراجے
کو اپنے عہدِ حکومت کے نوادر بھی اسی خزانے میں داخل کرنے پڑتے ہیں۔ تیسرے پہر کو ملکۂ
معظمہ نے قدیم محلات و باغات وغیرہ کی سیر فرمائی۔ ۲۱ دسمبر کو آپ جے پور سے روانہ ہوکر
اسی روز ۳½ بجے بعد سہ پہر اجمیر پہنچیں۔ جہاں آپ کا شاندار استقبال ہوا۔ ریلوے
سٹیشن سے گاڑی میں سوار ہوکر میو کالج کے معاینے کے لئے تشریف لے گئیں۔ ۲۲ دسمبر کو
آپ اجمیر سے ۷ میل کے فاصلے پر پشکر جھیل دیکھنے گئیں۔ یہاں "برہم مندر" کا معاینہ فرماکر
اس کے لئے ایک سَو پونڈ کا عطیہ مرحمت فرمایا۔ سہ پہر کو شہر کا معاینہ فرمانے کے بعد حضرت
خواجہ معین الدین چشتیؒ کی درگاہِ معلیٰ پر حاضر ہوئیں۔ درگاہ کمیٹی کی طرف سے بطور یادگار طلائی
ونقرئی تاروں کا ایک گلدستہ پیش کیا گیا۔ جسے آپ نے شکریے کے ساتھ قبول فرمایا۔
درگاہِ معلیٰ میں حاضری کے بعد آپ "اڑھائی دن کا جھونپڑا" دیکھنے تشریف لے گئیں۔ اور
وہاں سے ریزیڈنسی واپس ہوئیں۔ ۲۳ دسمبر کو دس بجے سے پہلے آپ موٹر میں بوندی

تشریف لے گئیں۔ وہاں سے چھ میل آگے ساڑھے پانچ بجے پچپاک [illegible] ۱۸
فوج اور جلوس کے ساتھ استقبال کو موجود تھے۔ جلوس شہر کے بازاروں سے ہو کر نکلا۔ شہر کی
ایسی آرائش کی گئی تھی کہ پیرا شہر دلہن نظر آتا تھا۔ تھوڑی دیر کیمپ میں آرام کرنے کے بعد آپ
نے چائے نوش فرمائی۔ پھر موٹر پر سوار ہو کر کیمپ سے تین میل کے فاصلے پر شاہی محل دیکھنے تشریف
لے گئیں۔ ۲۴ دسمبر کو آپ نے برندی کے دوسرے قابل دید مقامات کی سیر فرمائی۔ یہاں سے
۲½ بجے بعد دوپہر رخصت ہو کر موٹر میں کوٹہ پہنچیں۔ سرحد کوٹہ پر چھ میل پہلے ہی مہاراجہ
پیشوائی کے لئے جلوس اور فوج کے ساتھ موجود تھے۔ ۲۵ دسمبر کو ملکۂ معظمہ نے یہاں کرسمس
منایا۔ مہاراجے کے سب سے چھوٹے صاحبزادے کو دعوت دی اور اعلیٰ طبقے کے لوگوں
کے بچوں کو کرسمس کے تحفے عنایت فرمائے۔ ۲۶ دسمبر کو ملکۂ معظمہ نے کوٹہ کے تمام اہم تاریخی
مقامات کا معاینہ فرمایا۔ رات کو آپ کے اعزاز میں دریا کے کنارے روشنی کی گئی۔ جسے
دیکھ کر آپ بے حد محظوظ ہوئیں۔ ۲۷ دسمبر کو آپ شیر کے شکار کا تماشا دیکھنے جنگل تشریف لے
گئیں۔ اور دیگر خواتین کے ساتھ مچان پر بیٹھ کر تماشا دیکھتی رہیں۔ ۲۸ دسمبر کو آپ بسنرم
بانکی پور روانہ ہوئیں۔ اور ۲۹ دسمبر کو ۶ بج کر بیس منٹ پر بانکی پور کے ریلوے سٹیشن پر
پہنچیں۔ یہاں آپ کی آمد سے ۵ منٹ پہلے ملک معظم پہنچ چکے تھے۔ اور آپ کے منتظر
تھے۔

ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی سیاحت کلکتہ | ۲۹ دسمبر کو ملک معظم و ملکۂ معظمہ سپیشل ٹرین میں کلکتے روانہ ہوئے
روانگی کے وقت سٹیشن کے باہر میلوں تک بادشاہ و ملکہ کا دیدار کرنے کے لئے لوگوں کے
ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے۔ کلکتہ میں چھ ماہ پہلے سے آپ کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی
تھیں۔ دریا سے تین سو فٹ کے فاصلے پر پرنسپ گھاٹ باقاعدہ آراستہ کیا گیا تھا۔ یہاں ایک
ایسا بیضوی چبوترہ بنایا گیا تھا۔ جس پر تین ہزار معزز اصحاب بیٹھ سکتے تھے۔ ملک معظم اور
ملکۂ معظمہ کے لئے ایک اونچے ڈائس پر دریا کے رخ دو تخت بچھا کر ان کے اوپر نیلے رنگ کا
ایک پُرتکلف شامیانہ لگایا گیا تھا۔ اسی طرح پرنسپ گھاٹ سے گورنمنٹ ہاؤس تک راستے
کی ایسی آئینہ بندی کی گئی تھی۔ کہ اس سے پہلے کلکتے میں اس کی نظیر ملنا محال ہے۔ ۳۰ دسمبر
۱۹۱۱ء کو ۱۲½ بجے بعد دوپہر ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی سپیشل ٹرین ہوڑہ سٹیشن کے پلیٹ
فارم پر پہنچی۔ لارڈ اور لیڈی ہارڈنگ نے بادشاہ و ملکہ کا استقبال کیا۔ فورٹ ولیم سے
فوراً ایک سو ایک توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ گورنر جنرل نے مقامی افسروں کو پیش کیا۔
اس کے بعد ملک معظم و ملکۂ معظمہ نے ایسٹ انڈیا ریلوے والنٹیئرز کے گارڈ آف آنر کا معاینہ





ملکہ میری و شہنشاہ جارج پنجم

فرمایا۔ پھر بادشاہ و ملکہ ایک جلوس کے ساتھ دریائے ہگلی کے کنارے تک تشریف لے گئے۔ اور یہاں جہاز پر سوار ہوئے۔ جیسے ہی جہاز روانہ ہوا۔ قلعے سے پھر ایک سو ایک توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ شاہی جہاز کے ساتھ ساتھ سجے ہوئے جہازوں کا ایک جلوس چلا جا رہا تھا۔ جب بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ جہاز سے اتر کر پرنسپ گھاٹ کے چبوترے پر رونق افروز ہوئے۔ تو تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ اور بینڈ نے قومی گیت چھیڑ دیا۔ بادشاہ و ملکہ نے تمام حاضرین کا سلام قبول فرمایا۔ جب آپ اپنے اپنے تخت پر بیٹھ چکے۔ تو لفٹنٹ گورنر بنگال نے بادشاہ سے اجازت لے کر بنگال کے مقتدر حکام، ارکان کونسل، والیان ریاست اور معززین کو بادشاہ و ملکہ کی خدمت میں پیش کیا۔ میونسپل کارپوریشن کلکتہ کے صدر نے کلکتہ کارپوریشن کی طرف سے سپاس نامہ پیش کیا۔ اور ملک معظم نے اس سپاس نامے کا موزوں جواب دیا۔ یہاں سے چھ گھوڑوں کی ایک طلائی گاڑی میں بادشاہ سلامت و ملکۂ معظمہ شاہانہ جلوس کے ساتھ گورنمنٹ ہاؤس روانہ ہوئے۔ راستے میں دو رویہ فوجی دستے کھڑے تھے۔ راستہ تقریباً دو میل لمبا تھا۔ راستے اور میدان میں خلقت کا بیحد ہجوم تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شاہی جلوس دیکھنے کے لئے تقریباً دس لاکھ آدمی جمع ہوئے تھے۔ گورنمنٹ ہاؤس کے باہر میدان میں اکیس ہزار طلبہ مبارکباد کے گیت گا رہے تھے۔ سرخ سڑک پر پردہ دار خواتین کی نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔ تیسرے پہر کو بادشاہ و ملکہ گورنر جنرل اور لیڈی ہارڈنگ کی معیت میں "چڑیا گھر" کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ ۳۱ دسمبر کو گرجے میں عبادت ادا کرنے کے بعد بادشاہ سلامت نے گورنر جنرل کی معیت میں شہر کے بعض حصوں کا معاینہ فرمایا۔ ملکۂ معظمہ باغ نباتات دیکھنے تشریف لے گئیں۔ اور "ایمپرس میری" (Empress Mary) نامی کشتی پر تھوڑی دیر سیر فرمائی۔ چونکہ یکم جنوری ۱۹۱۲ء نئے سال کا پہلا دن تھا۔ اس لئے یہ دن خاموشی سے گزرا۔ ۱۸۷۷ء سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے کہ نئے سال کے پہلے دن کلکتے میں فوجی پریڈ ہوا کرتی ہے۔ لیکن اس مرتبہ عشرۂ محرم کے باعث اس پریڈ کے لئے ۲ جنوری کی تاریخ مقرر کی گئی۔ آج ملک معظم و ملکۂ معظمہ نے گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کی معیت میں فوجی پریڈ کا معاینہ فرمایا۔ سہ پہر کے وقت گورنمنٹ ہاؤس میں ایک شاندار گارڈن پارٹی منعقد ہوئی۔ جس میں دو ہزار مہمانوں نے شرکت کی۔ رات کو گورنمنٹ ہاؤس میں ایک دربار منعقد کیا گیا۔ جس میں پندرہ سو مہمان شامل ہوئے۔ ۳ جنوری کو ملک معظم و ملکۂ معظمہ نے پولو ٹورنامنٹ کے آخری کھیل ملاحظہ فرمانے کے علاوہ گھوڑ دوڑ اور فوجی تماشے میں شرکت فرمائی۔ ۴ جنوری کو ملک معظم وکٹوریہ میموریل ہال کی عمارت دیکھنے تشریف لے گئے۔ نقشے اور ماڈل

(Model) کا ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ نے ان میں جشن عید اسلامیہ میں حصہ لیا۔ ملکہ معظمہ
لیڈی ہارڈنگ کے ساتھ عجائب خانے کا معاینہ فرمانے گئیں۔ ایک منٹ بعد ملک معظم بھی
عجائب خانے میں رونق افروز ہوئے۔ تیسرے پہر بادشاہ و ملکہ گھوڑ دوڑ کی نمائش دیکھنے
ٹالی گنج تشریف لے گئے۔ اور رات کو تمغے عطا کرنے کے لئے گورنمنٹ ہاؤس میں ایک
دربار منعقد کیا۔

۵ جنوری کو بادشاہ سلامت و ملکہ معظمہ نے ایک جوٹ مل کا معاینہ فرمایا اور تیسرے
پہر کو پیجنٹ (Pageant) (کھیل تماشے) میں شرکت کی۔ کلکتہ کے امراء و رؤسا نے بادشاہ و
ملکہ کو چند دن مسلمانوں اور انگریز والوں کے میدان دکھانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس موقع
پر تقریباً دس لاکھ آدمی بادشاہ و ملکہ کے دیدار کے لئے جمع ہوئے تھے۔ پیجنٹ کی
کارروائی دیکھنے کے بعد رات کو لارڈ و لیڈی ہارڈنگ کی طرف سے بال کا اہتمام منعقد
ہوا۔ ۶ جنوری کو ملک معظم نے فوجی کیمپوں کا معاینہ فرمانے کے علاوہ پریڈ دیکھی۔ فورٹ ولیم
کا معاینہ فرمایا۔ اور کلکتہ یونیورسٹی کے وفد کو شرف باریابی عطا کیا۔ اس وفد میں یونیورسٹی
کے فیلو صاحبان۔ رجسٹر شدہ گریجویٹ اور ۳۳۲ ایسے گریجویٹ شامل تھے۔ جو سند وصول
لینے کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ ان میں تین گریجویٹ خواتین بھی شامل تھیں۔ اس وقت
پرمہ آشوتوش مکرجی وائس چانسلر کلکتہ یونیورسٹی نے یونیورسٹی کی طرف سے ملک معظم
کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ اور ملک معظم نے معقول الفاظ میں اس کا جواب
دیا۔ جس وقت یونیورسٹی کا سپاس نامہ پیش ہو رہا تھا۔ اس وقت ملکہ معظمہ پریذیڈنسی
جنرل ہسپتال کے معاینے کے لئے تشریف لے گئیں۔ پھر زنانہ ڈفرن ہسپتال اور میڈیکل
کالج کا معاینہ فرمایا۔

سہ پہر کو بادشاہ و ملکہ ٹالی گنج کی دوڑ میں شریک ہوئے۔ اور رات کو روشنی کا تماشا
ملاحظہ فرمایا۔ ۷ جنوری کو ملکہ معظمہ کی خدمت میں ۹۲ ہزار روپے کی رقم اس مقصد سے
پیش کی گئی کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق خیراتی کاموں میں تقسیم کر دیں۔ یہ رقم میدان کے
کرائے وغیرہ اور دوسرے مختلف لوگوں کے چندوں سے جمع کی گئی تھی۔ ملکہ معظمہ نے اسے
مختلف اداروں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ ۸ جنوری کو بادشاہ و ملکہ کی رخصت کا دن تھا۔
آج بادشاہ سلامت نے لارڈ ہارڈنگ کو رائل وکٹورین آرڈر (Royal Victorian Order)
کی زنجیر عطا فرمائی۔ یہ خطاب دراصل شاہی خاندان کے لئے مخصوص تھا۔ اور لارڈ ہارڈنگ
سے پہلے صرف چھ دوسرے اصحاب کو عطا کیا گیا تھا۔ آج ملک معظم و ملکہ معظمہ کی خدمت

میں شاہی لیجسلیٹو کونسل کی طرف سے وداعی سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ جس کے جواب میں ملک معظم نے ایک مناسب تقریر فرمائی۔ اس کے بعد بادشاہ و ملکہ ایک جلوس کے ساتھ جہاز پر سوار ہونے کے لئے تشریف لے گئے۔ جہاز روانہ ہونے کے ساتھ ہی ایک سو ایک توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ ۱۲ بج کر ۴۰ منٹ پر شاہی سپیشل ٹرین بمبئی کی طرف روانہ ہوئی۔ بادشاہ و ملکہ کی روانگی کے وقت مزید ۱۰۱ توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد گورنر جنرل بھی مارکوئیس آف کریو کی معیت میں روانہ ہوئے۔

ملک معظم و ملکہ معظمہ ناگپور میں

۹ جنوری کو شاہی سپیشل ٹرین ناگپور پہنچی۔ یہاں ملک معظم نے ایک گھنٹہ قیام فرمایا۔ چیف کمشنر صوبجات متوسط نے دوسرے حکام کی معیت میں آپ کا استقبال کیا۔ بادشاہ سلامت و ملکہ سٹیشن کے قریب ہی پہاڑی قلعے پر تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے رخصت ہوتے ہوئے شاہی موٹر ایمپرس کاٹن ملز (Empress Cotton Mills) کے پاس کھڑی ہوئی۔ یہاں ملکہ معظمہ نے اس کارخانے کے اسسٹنٹ مینیجر کی بیوی مسز سہراب جی سکلات والا کو شرف باریابی عطا فرمایا۔ ملک معظم نے ناگپور سے روانہ ہونے سے پہلے خان بہادر رحمتہ مینیجر ایمپرس ملز کو تمغے کے ساتھ نائٹ کا خطاب عطا فرمایا۔

بادشاہ سلامت و ملکہ معظمہ بمبئی میں

شاہی سپیشل ٹرین ½۳ بجے بمبئی روانہ ہوئی۔ اور ۱۰ جنوری کو ٹھیک ۱۲ بجے دوپہر بمبئی پہنچ گئی۔ سٹیشن پر لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند۔ گورنر بمبئی اور دوسرے متعدد حکام موجود تھے۔ اگرچہ بمبئی میں بادشاہ و ملکہ کی آمد پرائیویٹ تھی۔ لیکن اس کے باوجود لوگوں کا بے اندازہ ہجوم تھا۔ اس غرض سے کہ لوگ بادشاہ و ملکہ کو اچھی طرح دیکھ سکیں۔ سواری آہستہ آہستہ جا رہی تھی۔ ½۲ بجے بعد دوپہر کے قریب بادشاہ و ملکہ گاڑی سے اتر کر اپالو بندر کے پنڈال میں داخل ہوئے۔ یہاں بمبئی لیجسلیٹو کونسل کی طرف سے آپ کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ جس کا جواب ملک معظم نے مناسب الفاظ میں دیا۔ بعد میں کونسل کے ارکان۔ معززین اور والیان ریاست بادشاہ و ملکہ کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ پھر بادشاہ و ملکہ نے معززین کو وداعی سلام کیا۔ اور کشتی پر سوار ہو کر جہاز "مدینہ" پر سوار ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاز پر ملک معظم نے گورنر جنرل۔ گورنر بمبئی اور دوسرے اصحاب کو لنچ میں شریک ہونے کی عزت عطا فرمائی۔ روانگی سے پہلے آپ نے گورنر جنرل پرتگال اِن انڈیا کو شرف باریابی بخشا۔ اور پولیس کے اعلیٰ افسروں کو تمغے عنایت کئے۔ اِس

موقع پر گورنر جنرل نے تمام ہندوستان کی طرف سے ایک سپاس نامہ پیش کیا جس کے جواب میں ملک معظم نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ اس کے بعد صوبوں اور والیان ریاست کی طرف سے متعدد وداعی پیغامات موصول ہوئے۔ روانگی سے پہلے ملک معظم نے گورنر جنرل کو ہدایت کی کہ وہ ملک معظم کی سیاحت ہند کے دوران میں ان کی طرف سے پولیس کے اعلیٰ انتظامات کے متعلق اظہار خوشنودی فرما دیں۔ چنانچہ لارڈ ہارڈنگ نے ایک اعلان کے ذریعے سے شاندار الفاظ میں پولیس کی خدمات کا اعتراف فرمایا۔ چونکہ شاہی جہاز ۹ بجے روانہ ہونے والا تھا۔ اس لئے ملک معظم نے روانگی سے چند منٹ پہلے لارڈ ہارڈنگ اور ہندوستانی عملہ کو وداعی ملاقات کے بعد رخصت کیا۔ ملک معظم نے بمبئی سے روانہ ہونے سے پہلے وزیر اعظم انگلستان کو اپنی سیاحت ہند کی کامیابی کے متعلق ایک تار ارسال کیا۔ جس کے جواب میں وزیر اعظم نے حکومت برطانیہ اور عوام کی جانب سے سفر کی کامیابی پر ہدیۂ مبارک باد پیش کیا۔

روانگی انگلستان | ۹ بجے "مدینہ" جہاز بادشاہ و ملکہ کو لے کر بمبئی سے روانہ ہوا۔ "مدینہ" کا پہلا مقام سوڈان میں ہوا۔ یہاں باشندگان سوڈان کی طرف سے ایک وفادارانہ سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ بادشاہ و ملکہ پورٹ سوڈان میں اترے۔ وہاں سے ٹرین میں ۱۰ میل دور ایک مقام پر تشریف لے جا کر شتر سواروں کا معاینہ فرمایا۔ پھر دیسی ناچ ملاحظہ فرمانے کے بعد پورٹ سوڈان پہنچ کر آگے روانہ ہوئے۔ لارڈ کچنر (Lord Kitchener) بھی پورٹ سعید تک آپ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ یہاں گورنر قونصل جنرل اور خدیو مصر نے بادشاہ و ملکہ کا استقبال کیا۔ یہاں شاہی جہاز مالٹا اور جبل الطارق ہوتے ہوئے ۵ فروری کی صبح کو پورٹسماؤتھ پہنچا۔ یہاں ملکہ الگزنڈرا۔ پرنس آف ویلز۔ پرنس وکٹوریہ پرنسس میری۔ ڈچس آف ٹیک وغیرہ جہاز "مدینہ" پر پہنچ کر بڑے تپاک سے بادشاہ و ملکہ سے ملے۔ پورٹسماؤتھ کے میئر نے ایک وفد کے ساتھ حاضر ہو کر بادشاہ و ملکہ کے سفر کی کامیابی اور خیریت سے واپسی پر ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ ½ ۱۰ بجے ملک معظم و ملکۂ معظمہ توپوں کی سلامی لیتے ہوئے سپیشل ٹرین میں لندن کی طرف روانہ ہوئے۔

بادشاہ سلامت و ملکۂ معظمہ انگلستان میں

۵ فروری سنہ ۱۹۱۲ء کو پورٹسماؤتھ سے روانہ ہو کر بادشاہ و ملکۂ معظمہ سپیشل شاہی ٹرین

کے ذریعے سے لندن پہنچے۔ سٹیشن پر آپ کا نہایت پُرتپاک استقبال کیا گیا۔ جب بادشاہ و ملکہ قصرِ شاہی میں داخل ہوئے۔ تو لوگوں کا بے حد ہجوم تھا۔ چنانچہ آپ چند منٹ کے لئے بالاخانے پر کھڑے رہے۔ تاکہ لوگ اچھی طرح دیدار کر سکیں۔ سلطنت کے مختلف حصّوں سے مبارک باد کے پیغامات موصُول ہونے شروع ہوئے۔ سب سے پہلے گورنر جنرل ہند کا پیغام موصُول ہوا۔ اس کے بعد گورنر جنرل کینیڈا کا۔ ۶ جنوری کو ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کھلی گاڑی میں ایک جلوس کے ساتھ نمازِ شکریہ ادا کرنے کے لئے سینٹ پال کے گرجے میں گئے۔ راستے میں فوج دو رویہ کھڑی تھی۔ اور لوگوں کا کافی ہجوم تھا۔ عبادت کے بعد بارگاہِ ایزدی میں دعا مانگی گئی۔

گرجے سے فارغ ہو کر بادشاہ و ملکہ پورے جلوس کے ساتھ قصرِ بکنگھم میں تشریف لے گئے۔ آپ کی خدمت میں "لندن سٹی" "ویسٹ منسٹر سٹی" - "لنڈن کونٹی کونسل" (London County Council) وغیرہ کی طرف سے متعدد سپاس نامے پیش ہوئے جن کا معقول الفاظ میں جواب دیا گیا۔ اسی طرح پارلیمنٹ کے افتتاح کے وقت تختِ شاہی پر متمکن ہو کر ملکِ معظم نے جو تقریر ارشاد فرمائی۔ اس میں نہایت شاندار الفاظ میں ہندوستان کی سیاحت کا تذکرہ فرمایا۔

چوتھی فصل

شہنشاہِ جارج پنجم کی بعض اہم تقریریں

بادشاہ سلامت نے اپنے دورانِ حکومت میں سیکڑوں موقعوں پر تقریریں کیں۔ اور سیکڑوں پیغامات دئے۔ جن میں سے اکثر و بیشتر میں آپ کے حالاتِ زندگی درج ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ بھی آپ کی بہت سی تقریریں اور پیغامات ایسے ہیں۔ جن میں خاص خاص تاریخی موقعوں پر سلطنتِ برطانیہ کے تمام باشندوں کی نمائندگی کی گئی ہے۔ چنانچہ ان میں سے بقدرِ ضرورت بعض اہم تقریروں کے جستہ جستہ خلاصے نقل کئے جاتے ہیں:۔

تخت نشینی کے وقت پر ملک معظم کی تقریر

تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ملک معظم نے پہلی مرتبہ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو پریوی کونسل کو مخاطب کرتے ہوئے جو تقریر کی اس کا خلاصہ یہ ہے :-

"مجھ پر جو اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ مجھے ان کا پورا پورا احساس ہے۔ مجھے پارلیمنٹ اور اپنے ان جزائر کی رعایا اور ہندوستان کی رعایا کے تمام طبقات پر پورا پورا بھروسہ ہے۔ کہ ان کی دعاؤں کے اثر سے خداوند تعالیٰ فرائض کی بجا آوری کے سلسلے میں میری پوری پوری مدد کرے گا۔ اس امر کے احساس سے بھی مجھے نہایت مسرت ہے کہ ملک کے پردے میں میرے ساتھ ایک بیوی شریک حیات موجود ہے۔ جو میری رعایا کی سود و بہبود سے تعلق رکھنے والے ہر کام میں میری پوری پوری مدد و رہنمائی کرے گی۔"

جنگ عظیم کے آغاز میں شاہی پیغام

۱۹۱۴ء میں جب جنگ عظیم شروع ہوئی۔ تو ملک معظم نے جنگ پر جانے والی فوج کے نام ایک نہایت اثر انگیز پیغام بھیجا۔ اس کا مفہوم یہ ہے :-

"تم میری سلطنت کے اعزاز و حفاظت کی خاطر لڑنے کے لئے وطن سے باہر جا رہے ہو۔ میرے سپاہیو! مجھے تم پر کامل اعتماد اور بھروسہ ہے۔ فرض کی بجا آوری تمہارا نصب العین ہے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے فرض کو پوری طرح ادا کرو گے۔ میں تمہاری ہر نقل و حرکت اور ہر روز کے کام کو نہایت دلچسپی سے دیکھتا رہوں گا۔ اور اسی طرح میں تمہاری سود و بہبود سے کبھی غافل نہ ہوں گا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تم پر اپنی رحمت نازل کرے۔ تمہارا حافظ و ناصر ہو اور تم فاتح و ناصر کی حیثیت سے واپس آؤ۔"

جنگ عظیم کے خاتمے پر فوج سے خطاب

ملک معظم نے ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۱۸ء کو فوج سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :-

"تمہیں ایک نہایت تکلیف دہ اور طویل سفر طے کرنا پڑا ہے۔ تمہیں سخت سختیوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ موت۔ بیماری اور زخموں کی وجہ سے تمہاری صفیں بھی بار بار خالی ہوتی رہی ہیں۔ لیکن ان تمام رکاوٹوں کے باوجود نہ تو تمہاری وفاداری اور ہمت میں کوئی فرق آیا۔ اور نہ تمہارے دلوں نے کبھی شکست کا احساس کیا۔"

قصر بکنگھم کے شہ نشین سے تقریر

جنگ عظیم کے بعد سنہ ۱۹۱۹ء میں جس روز صلح نامے پر دستخط ہوئے۔ اور بے شمار لوگ محل شاہی کے پیچھے آپ کی زبان سے اصل خبر سننے کو جمع ہو گئے۔ تو آپ نے قصر بکنگھم کے شہ نشین پر تشریف لا کر نیچے کھڑے ہوئے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا :-

"صلح نامے پر دستخط ثبت ہو چکے ہیں۔ اور اب دنیا کی سب سے بڑی جنگ کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ میں آپ حضرات کی معیت میں اس موقع پر خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں"

یوم صلح کی یادگار میں ہنٹ کی خاموشی کے متعلق تقریر | "یوم صلح" کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:-

"میری یہ آرزو ہے کہ ہر سال کے گیارھویں مہینے کی گیارھویں تاریخ کو ٹھیک گیارہ بجے یعنی صلحنامے پر دستخط ثبت ہونے کے وقت تمام سرگرمیاں موقوف کر دی جائیں۔ اور ۲ منٹ تک کامل خاموشی اختیار کی جائے۔ البتہ ان شاذ و نادر صورتوں سے قطع نظر جہاں یہ امر ناممکن ہو۔ ہر قسم کی نقل و حرکت ہر طرح کا کام اور ہر قسم کی آواز بند رکھی جائے۔ تاکہ جنگ میں کام آئے ہوئے لوگوں کی مقدس یاد میں تمام خیالات ایک ہی نقطے پر مرکوز ہو سکیں"

جنگ میں کام آئے ہوئے سپاہیوں کے قبرستان میں تقریر | جنگِ عظیم میں جو سپاہی مارے گئے۔ اور جنگ کے مختلف میدانوں میں دفن کئے گئے۔ ان کی قبروں کا معاینہ فرماتے ہوئے ایک مقام پر ملکِ معظم نے کہا:-

"ہم اس وقت قربانی کی صلیب کے نیچے کھڑے ہیں عظیم الشان سنگ یادگار ہماری آنکھوں کے آگے ہے۔ قبروں کی سنگین لوحیں ہماری نظروں کے سامنے موجود ہیں۔ ہمیں اس امر کا احساس ہے کہ ہمارے یہ جوان اس طرح قربانی کے معاملے میں پورے اترے ہیں کہ اسی طرح عزت کے لحاظ سے وہ اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر شخص نے خواہ وہ کوئی بڑا عہدے دار ہو یا ادنیٰ درجے کا سپاہی۔ یہ ثابت کر دیا ہے کہ قربانی و عزت دنیا میں بے معنی چیزیں نہیں۔ بلکہ یہ ایسی چیزیں ہیں۔ جن کی وجہ سے زمانہ زندہ ہے"

شمالی آئرلینڈ کی پارلیمنٹ کا افتتاح کرتے ہوئے تقریر | ملکِ معظم نے اپنی تاجپوشی کی دسویں سالگرہ کے موقع پر ۲۲ جون سنہ ۱۹۲۱ء کو شمالی آئرلینڈ کی پارلیمنٹ کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:-

"میں دست بدعا ہوں کہ آئرلینڈ میں میری آمد باشندگانِ آئرلینڈ کے باہمی مناقشات کو ختم کرنے میں پہلا کامیاب قدم ثابت ہو۔ میں اس امید پر آئرلینڈ کے تمام باشندوں سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ رواداری و مصالحت کو کام میں لا کر بھولنے اور بھلا دینے کی عادت ڈالیں۔ اور متحدہ طور پر مل کر اس ملک میں امن و امان اور قناعت و

خوش حالی پیدا کرنے کی کوشش کریں جن سے انھیں محبت ہے "

اہل عالم کے نام ملک معظم کا پیغام | اپنی شدید علالت کے بعد ملک معظم نے ۲۲ اپریل ۱۹۲۹ء کو دنیا کے نام حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا:-

"ہمیشہ سے یہ میری خواہش اور آرزو رہی ہے کہ میں اپنی رعایا کا اعتماد اور ان کی محبت حاصل کروں۔ یہ دیکھ کر میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی کہ مجھے اپنی آرزو کے حصول میں پوری پوری کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ میرا یہ ذاتی تجربہ عام ہو جائے۔ اور باشندگان عالم مختلف قوموں کی پریشانیوں کو اپنی پریشانی سمجھنے لگیں "

بحری کانفرنس کے موقع پر افتتاحی تقریر | اپنی طویل علالت کے بعد ملک معظم نے پہلی مرتبہ جس اہم تاریخی تقریب میں شرکت کی۔ وہ لندن کی بحری کانفرنس (جنوری ۱۹۳۰ء) تھی۔ آپ نے کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:-

"جنگ عظیم کے بعد سے تمام لوگوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو۔ از سر نو اس خوف ناک غم انگیزی کا اعادہ نہ ہو سکے۔ ہر قوم کی ضرورت مختلف ہوتی ہے۔ اور اس ضرورت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی نوعیت کے اعتبار سے اس پر غور کیا جائے۔ لیکن اگر ہر قوم مفاد عامہ کو پیش نظر رکھ کر اسی طرح قربانی کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ تو مجھے یقین ہے کہ ان ممالک پر نہ صرف آپ حضرات کی باہمی گفت و شنید کا خوش گوار اثر ہی پڑے گا۔ بلکہ اس سے پورے عالم انسانیت کو فائدہ پہنچے گا "

اقتصادی کانفرنس کی تقریر | ملک معظم نے ۱۹۳۳ء میں عالمگیر اقتصادی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے مختلف ممالک عالم کے نمائندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ کسی ایک ملک کے بادشاہ نے کسی ایسی کانفرنس کے افتتاح کے وقت اس کی صدارت کے فرائض انجام دئے ہوں جس میں تمام ممالک کے نمائندے موجود ہوں۔ دنیا کے وسیع ذرائع کو تہذیب کی مادی ترقی کے لئے استعمال کرنا انسانی طاقت سے ماوراء نہیں۔ ان ذرائع میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ بلکہ ایجاد و اختراع اور تنظیم نے ان میں اس قدر وسعت پیدا کر دی ہے کہ پیداوار کی کثرت سے نئے نئے مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ اس مادی ترقی کے ساتھ ساتھ مختلف قوموں میں یہ احساس

پیدا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کہ وہ بغیر ایک دوسرے کی مدد و اتحاد کے زندہ نہیں رہ سکتیں۔ اب موقع ہے کہ مفادِ عامہ کے اس احساسِ عمومی کو عالمِ انسانیت کے مفاد کی خاطر استعمال کیا جائے"۔

لاسلکی پر کرسمس کی مبارک باد | ملک معظم نے ۱۹۳۲ء میں کرسمس کے موقع پر سلطنت کے نام براڈکاسٹ کے ذریعے سے بدیں مضمون ایک پیغام دیا:۔

"آج میں موجودہ سائنس کی حیرت انگیز ایجادوں میں سے ایک ایجاد کے ذریعے سے سلطنتِ برطانیہ کے ہر حصے کے باشندے سے گفتگو کر رہا ہوں۔ ایسے زمانے میں جب سلطنت کے مختلف اجزا باہم ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں وائرلیس (لاسلکی) کی موجودہ ترقی کو میں ایک نیک فال سمجھتا ہوں۔ وائرلیس کی ترقی کے ذریعے سے ہمیں اپنے ان تعلقات کو اور زیادہ محکم و استوار کرنے کا موقع ملتا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ مستقبل میں ہمارے سامنے کوئی اور آزمائش پیش آجائے۔ لیکن ماضی کے تجربوں سے ہم یہ سیکھ چکے ہیں کہ ہمیں مستقبل کا کس طرح مقابلہ کرنا چاہیئے۔ موجودہ حالت میں جس کام سے ہم سب کا برابر کا تعلق ہے۔ وہ یہ ہے کہ حدودِ سلطنت کے اندر امن و امان قائم رکھا جائے۔ خود غرضی کو کام میں لائے بغیر خوش حالی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور ان لوگوں کو ساتھ رکھا جائے۔ جنھیں گزشتہ برسوں کے تجربوں نے بدل دیا ہے۔ انہی مقاصد کے حصول کے لئے خدمت کرنا میرا مطمح نظر ہے۔ تمہارا اعتماد اور تمہاری وفاداری میرے لئے سب سے بڑے انعام ہیں۔

میں اس وقت اپنے گھر پر بیٹھ کر تم سے دل سے گفتگو کر رہا ہوں۔ میرا ان مردوں اور عورتوں سے بھی خطاب ہے۔ جن تک برف، صحرا اور سمندر وغیرہ کے درمیان میں حائل ہونے کی وجہ سے صرف میری آواز پہنچ سکتی ہے۔ میں ان لوگوں سے بھی خطاب کر رہا ہوں۔ جو اندھے ہیں۔ بیماری یا ضعیفی کے باعث زندگی کا لطف اٹھانے سے محروم ہیں۔ اور میں ان اشخاص کو بھی متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ جو آج کے روز اپنے بیٹے بیٹیوں اور پوتوں کے ساتھ زندگی کا لطف اٹھا رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ میں ہر شخص کو کرسمس کی مبارک باد دیتا ہوں۔ خدا تم سب پر رحمت کے پھول برسائے۔

۱۹۳۳ء کے کرسمس کے موقع پر شاہی پیغام | ملکِ معظم نے ۱۹۳۳ء کے کرسمس کے موقع پر

ایک پیغام دیتے ہوئے فرمایا :-

"تم میں سے ہر شخص خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں ہو کہ میری تقریر سن رہا ہو۔ اور ایسے وہ تمام لوگ جو اس سلطنت کے دائرے کے اندر موجود ہوں ۔ ان کا مجھ سے اور آپس میں ایک دوسرے سے وہی تعلق ہے۔ جو ایک خاندان کے افراد کا دوسرے سے ہوتا ہے ۔میں اپنی تقریر میں یہ بھی اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر صحیح معنی میں مجھے اس عظیم الشان اور منتشر سلطنت کا ایک ایسا سردار سمجھا جائے ۔جو خاندان کی زندگی میں حصہ لے رہا ہے۔ تو بست و پنج سالہ عہدِ سلطنت میں میں نے جو تکالیف اٹھائی ہیں۔ انھیں میں ان کا انعام سمجھوں گا "

ہندوستانی گول میز کانفرنس کے موقع پر ملک معظم کی افتتاحی تقریر

یوں تو ملک معظم نے اپنی کسی تقریروں میں موقع و محل کے اعتبار سے بار بار ہندوستان کا تذکرہ کیا ہے ۔ لیکن انھوں نے دہلی کے دربار تاجپوشی اور جنگ عظیم کے بعد ہندوستان کو اصلاحات عطا کرنے کے سلسلے میں جو تقریریں کیں۔ اور ہندوستانی گول میز کانفرنس منعقدہ لندن کا افتتاح کرتے ہوئے جو کچھ کہا۔ وہ تاریخی نقطۂ نظر سے بے حد اہم ہے ۔

اوّل الذکر دونوں تقریریں اپنے اپنے مقام پر درج ہو چکی ہیں ۔ اب ہم ذیل میں وہ تقریر درج کرتے ہیں ۔ جو ملک معظم نے گول میز کانفرنس لندن کا افتتاح کرتے ہوئے فرمائی تھی :-

"مجھے بے حد مسرت ہے کہ میں ہندوستان کے والیان ریاست ۔ شہزادوں اور باشندوں کے نمائندوں کا اپنی مملکت کے پایۂ تخت میں خیر مقدم کر رہا ہوں ۔ اور اس کانفرنس کا افتتاح کرتا ہوں ۔جس میں وہ میرے وزرا اور دیگر جماعتوں کے نمائندوں کے ساتھ (جن میں پارلیمنٹ کے نمائندے بھی شامل ہیں) گفت و شنید کریں گے ۔ اس سے پہلے بادشاہ وقت نے سرزمین ہند پر بہت دفعہ تاریخی اجتماع طلب کئے ۔ لیکن اس سے پہلے کوئی ایسا موقع نہیں آیا۔ جس پر ہندوستانی اور برطانوی مدبر اور والیان ریاست ہائے ہند نے اس طرح ایک مقام پر ہندوستان کے آئندہ نظام حکومت کے متعلق گفت و شنید کرنے کے لئے جمع ہو کر میری پارلیمنٹ کی رہنمائی کے لئے ایسی مفاہمت کی کوشش کی ہو۔ جس پر اس کی بنیاد رکھی جائے ۔ تقریباً دس سال ہوئے۔



بادشاہ سلامت گول میز کانفرنس میں افتتاحی تقریر فرما رہے ہیں

میں نے اپنی ہندوستانی مجلس قانون ساز کے نام ایک پیغام بھیجا تھا جس میں
میں نے ہندوستان کی آئینی ترقی میں اس کے قیام کی اہمیت پر بحث کی تھی۔
ایک قوم کی زندگی میں دس سال کا عرصہ ایک مختصر سا وقفہ ہے۔ لیکن اس دہ سالہ
دور نے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام اقوام کے درمیان جو دولت متحدہ برطانیہ
کے اجزا ہیں۔ قومیت کے جذبات وخیالات میں سرعت اور نشو ونما کے ایسے
مظاہرے دیکھے ہیں۔ جو معمولاً اتنے کم عرصے میں نظر نہیں آیا کرتے۔ اس لئے
موجودہ نسل کے انسانوں کے لئے یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں ہونی چاہیئے۔
کہ ابتدائی زمانے میں کیا خیال کیا گیا تھا۔ آج سے دس سال قبل کے شروع
کئے ہوئے کام کے نتائج کا اندازہ اور ان پر تبصرہ کرنا ضروری ہوگا۔ اور مستقبل
کیلئے مزید انتظامات بھی کرنے پڑینگے۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ یہ تبصرہ اس آئینی کمیشن نے کیا۔
جسے میں نے اسی غرض کے لئے مقرر کیا تھا۔ اس کی محنت کے نتائج اور وہ
دیگر تجاویز اس وقت آپ کے سامنے ہیں۔ جو اس عظیم الشان مسئلے کے حل کرنے
کے لئے کی گئیں یا کی جاسکتی ہیں۔ مجھے آپ کو اس کام کی اہمیت آپ کے
ذہن نشین کرانے کے لئے جسے آپ نے اپنے ہاتھوں میں لیا ہے۔ کچھ زیادہ
کہنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپ میں سے ہر شخص اس بات کو
دل سے محسوس کرتا ہوگا کہ آپ کے مباحثات کے نتائج پر تمام دولتِ برطانیہ کا
کس قدر انحصار ہے۔ میں اس مفید اجتماع کو ایک نیک فال سمجھتا ہوں +

"ہندوستان میں میری رعایا کی زندگی پر جو مادی حالات حاوی ہیں۔ ان کا
مجھ پر گہرا اثر پڑا ہے۔ اور یہ امور تصفیہ مباحثات میں آئندہ آپ کے پیش نظر
رہیں گے۔ میرے دل میں اقلیتوں۔ اُن کی عورتوں۔ مردوں اور مختلف اقوام و
مذاہب کے مزدوروں۔ کاشت کاروں۔ زمینداروں۔ اجارہ داروں۔
زیر دستوں اور زبردستوں۔ امیروں اور غریبوں کے جائز مطالبات بھی
جاگزیں ہیں۔ کیونکہ انھیں پر سیاسیات کا وجود قائم ہے +

مجھے ان باتوں کا زیادہ خیال رہتا ہے۔ اور مجھے اس بات میں کوئی شک و شبہ
نہیں کہ حکومتِ خود اختیاری کی صحیح بنیاد یہ ہے کہ باہمی ذمہ داریوں میں
اس قسم کی متبائن دعاؤں کی آمیزش ہو۔ اور ان ذمہ داریوں کو تسلیم اور پورا
کیا جائے +

"مجھے امید ہے کہ اگر ہندوستان کی آئندہ حکومت اس بنیاد پر قائم کی گئی۔ تو اس سے قابلِ احترام توقعات پوری ہو جائیں گی۔ خدا کرے کہ آپ کے جانشینوں سے یہ مقصد حاصل ہو جائے۔ اور تاریخ میں آپ کے اسماء بھی اسی طرح یادگار رہیں۔ جس طرح ان لوگوں کے نام ہیں جنھوں نے ہندوستان کی عمدہ خدمات انجام دیں۔ اور جن کی جدوجہد میری تمام محبوب رعایا کی خوشحالی اور فارغ البالی کا موجب ہے۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو دانشمندی۔ صبر و تحمل اور نیک نیتی کے وسیع جذبات عطا کرے"۔

پانچویں فصل

عہدِ جارج پنجم کے اہم واقعات

پارلیمنٹ ایکٹ ۱۹۱۱ء

۱۹۱۱ء میں انگلستان کی پارلیمنٹ دارالامرا اور دارالعوام کے مابین ایک شدید تنازع برپا ہوا۔ اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ ۱۹۰۹ء میں (جب شاہ ایڈورڈ ہفتم سریر آرائے حکومت تھے) مسٹر لائڈ جارج وزیرِ مالیات نے حکومتِ انگلستان کے سالِ آئندہ اخراجات اور آمدنی کا میزانیہ پارلیمنٹ میں پیش کرتے ہوئے آمدنی کے حصول و اضافہ کے لئے بعض خاص اور جدید محصولات جو اراضی مزروعہ پر عاید ہوتے تھے۔ تجویز کئے۔ جس سے غرض یہ تھی کہ ایک نئے لائحہ عمل کے لیئے روپے کی ضرورت تھی۔ اور یہ دو باتوں پر مشتمل تھا یعنی عام اور خاص کر غربا کی معاشرتی حالت کو بہتر بنانا۔ اور سلطنتِ برطانیہ کو بیرونی حملوں سے بیش از بیش محفوظ کرنے کے لئے آلاتِ حرب وغیرہ کو ترقی دینا۔ اس پر اکثر امرا (خطاب یافتہ موروثی لارڈ) اور دیگر صاحبانِ ثروت کو شبہ ہوا۔ کہ یہ میزانیہ اشتراکیت کے اصولوں پر مبنی ہے۔ اور اس سے اہلِ دولت کثیر کی آمدنیوں کو کم کرنا چاہتا ہے۔ اور مالداروں کی دولت

ناداروں اور غریبوں کیطرف منتقل کرنا اس کا مدعا ہے۔

چنانچہ منزابہ کو حسب دستور و آئین قانونی حیثیت دینے کے لئے جو مسودۂ قانون پیش کیا گیا۔ اسے دارالعوام نے تو منظور کر لیا۔ مگر دارالامرا نے اس پر خطِ تنسیخ کھینچ دیا۔ کیونکہ آئین و دستور کے مطابق دارالامرا کو قانون کے متعلق اپنی منظوری نہ دینے کا حق حاصل تھا۔

یہ امر خوب ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ اس آئینی دستور کے یہ معنی تھے۔ کہ دارالامرا میں اکثر ارکان اس کی رکنیت کا حق وراثتاً رکھتے - اور بالعموم صاحب ثروت ہوتے ہیں۔ اور اس کے مقابلے میں دارالعوام کے ارکان مملکت کے مختلف حصّوں کے حلقوں سے وہاں کے باشندوں کی کثرت رائے سے منتخب کئے جاتے ہیں۔ گویا باوجود ہزار سالہ نشوو ارتقاء کے ۱۹۱۱ء تک عامہ خلائق کے نمائندوں کو وضع قوانین اور دیگر کاروبار حکومت میں کامل شاہانہ اختیارات حاصل نہ ہوئے تھے۔ اور ہنوز دولت کی خواجگی (کم سے کم بدرجۂ آخر) قائم تھی۔

غرض ۳۰ر نومبر ۱۹۰۹ء کے اندیشہ ناک دن کو جب مسودۂ قانون مالی کو دارالامرا نے نامنظور کیا۔ تو اب آئین و دستور کے پابند صلح کرا ایڈورڈ ہفتم نے ذاتی اثر و رسوخ سے کام لے کر دارالامرا کو اس امر پر آمادہ کرنے کی سخت کوشش کی۔ کہ وہ مسودۂ قانون مالی کو نامنظور نہ کریں۔ واضح ہو کہ ذاتی طور پر ایڈورڈ ہفتم کو بھی اس مسودۂ قانون کی تجویزیں ناپسند تھیں۔ مگر چونکہ وہ امن جو بادشاہ تھے۔ اور جانتے تھے کہ نامنظوری کا نتیجہ شورش و فتنہ ہوگا۔ اس لئے بہتر یہی ہوگا۔ کہ اسے منظور کر لیا جائے۔ لیکن دارالامرا نے اپنے فرمانروا کا کہنا بھی نہ مانا۔ پس دارالعوام توڑ کر ایک نئے انتخاب کا اہتمام کیا گیا۔ تاکہ جدید دارالعوام کی اکثریت کی رائے سے معلوم ہو کہ عامہ خلائق اس معاملے میں کس بات کے خواہشمند ہیں۔ چنانچہ جنوری ۱۹۱۰ء میں نیا انتخاب ہوا۔ اب لبرل پارٹی (Liberal Party) کی اکثریت دوبارہ منتخب ہوئی۔ نئے دارالعوام نے مسٹر لائڈ جارج کا فنانس بل منظور کر لیا اور دارالامرا نے بھی عامہ خلائق کی رائے کے سامنے سر تسلیم خم کر کے مجبوراً اسے قبول کر لیا۔

اس وقت وزیر اعظم مسٹر ایسکوئتھ (Mr. Asguith) تھے۔ انہوں نے خیال کیا۔ کہ اس آئے دن کی جھنجھٹ کو مٹانا ہی بہتر ہے۔ اور اس کے لئے مناسب یہ ہے۔ کہ دارالامرا کے حق تنسیخ ہی کو کالعدم کیا جائے۔ چنانچہ اس مطلب کا ایک مسوّدۂ قانون دارالعوام میں پیش کر دیا۔ جس نے اسے منظور کیا۔ مگر دارالامرا نے اپنے آئینی حق سے اس وقت

یہی کام لیا۔ اور بل نامنظور کر دیا۔

اب پارلیمنٹ کی اصلاح میں ایک حیرت انگیز سنگ راہ حائل ہوا۔ ادھر دارالعوام اس پر مصر تھا۔ کہ دارالامرا کا حق تنسیخ قانون کالعدم ہو جائے۔ اور اُدھر دارالامرا نے اسی حق تنسیخ کے بل بوتے پر مجوزہ قانون کو نامنظور کر دیا۔

چنانچہ ملک کی رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے دارالعوام ایک بار پھر توڑا گیا۔ اور نیا انتخاب دسمبر ۱۹۱۰ء میں عمل میں آیا۔ گویا ایک ہی سال کے دوران میں دو انتخابات عام ہوئے۔ اور اس مرتبہ بھی لبرل پارٹی ہی کو اکثریت حاصل ہوئی۔ اب مسٹر اسکوئتھ نے دارالامرا کو پیغام بھیجا۔ کہ اگر اب کے بھی آپ لوگوں نے اپنے حق تنسیخ کی تنسیخ کو منظور نہ کیا۔ تو میں بادشاہ کو یہ مشورہ دینے پر مجبور ہو جاؤنگا۔ کہ وہ دارالعوام کے لبرل بعض سرکردہ ممبروں کو لارڈ کا موروثی خطاب عطا فرمائیں۔ پھر ان جدید لارڈوں کی تعداد اس قدر ہو کہ دارالامرا کے ان تمام ارکان سے بھی بڑھ جائے۔ جو قانون زیر بحث کو نامنظور کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

آئین انگلستان کے رو سے بادشاہ کو حق حاصل ہے کہ اگر چاہے۔ تو مملکت کے ایک ایک فرد کو لارڈ بنا دے۔ پھر دوسرا آئین یہ ہے کہ بادشاہ ہمیشہ اپنے وزیر اعظم اور اس کے ماتحت وزرا یعنی بالفاظ دیگر کابینہ کے مشورے پر عمل کرنے کا پابند ہے۔

غرض جب دارالامرا کو اس طرح دھمکی دی گئی تو وہ انگشت بدندان رہ گئے۔ پھر جب یہ بھی دیکھا کہ رائے عامہ کے سامنے سر تسلیم خم کئے بغیر چارہ نہیں۔ تو ۱۰ اگست ۱۹۱۱ء کے دن کو جو انگلستان میں آئینی نشوونما کی تکمیل کا دن سمجھا جاتا ہے۔ نئے قانون کو منظور کر لیا گیا۔ اور آٹھ روز بعد شہنشاہ جارج پنجم نے اس کی تصدیق پر شاہی مہر ثبت کی اس قانون کے رو سے قرار پایا۔ کہ (ا) آئندہ دارالامرا کو قطعاً یہ حق حاصل نہ ہوگا۔ کہ کسی مالی مسودہ قانون کو قانون بن جانے سے روکے۔ اور (ب) دیگر قوانین کی صورت میں دارالامرا ان کے وضع کرنے اور رائج ہونے میں زیادہ سے زیادہ دو سال کا التوا ڈال سکے گا۔

قانون اصلاحات

۹۔ ۱۹۱۸ء میں پارلیمنٹ کے آئین و دستور میں مزید اصلاحات کی گئیں جو ریفارم ایکٹ (Reform Act) کے ذریعے سے نافذ ہوئیں۔ اس قانون کے رو سے رائے دہندوں کی تعداد میں مزید اضافہ کیا گیا یعنی اصطلاح میں فرنچائز Franchise یعنی حق رائے دہندگی نے بہت وسعت پائی۔ چنانچہ تیس سال سے بڑی عمر کی تمام عورتوں کو بھی رائے دینے کا حق حاصل ہوا۔

اس کے علاوہ متعدد دیگر قوانین وضع ہوئے۔ جن میں امتیازی خصوصیت انھیں کو

حاصل ہے - جو مسئلہ مزدوران کی مشکلات کو حل کرنے پر مبنی ہیں۔ اشاعت تعلیم کے متعلق بھی جدید قانون وضع کئے گئے - جن کے رو سے حکومت برطانیہ نے گراں قدر رقوم تعلیم کے لئے وقف کیں - ضروریات ملکی کے لئے نہ صرف ٹیکسوں کی تعداد اور اقسام میں اضافہ کیا گیا - بلکہ ٹیکس کی شرح بھی بڑھائی گئی۔

اس عہد کا سب سے بڑا اور مبارک واقعہ وہ ہے کہ ۱۹۳۵ء میں شہنشاہ ہند اور شہنشاہ برطانیہ کے عہد کے پچیس سال ختم ہوئے۔ اور سلطنت برطانیہ کے طول و عرض میں اس مسرت بیز واقعے کی یادگار میں ۶ اور ۷ مئی کو جشن منایا گیا۔ یعنی سلور جوبلی (Silver Jubilee) کی رسم تہنیت ادا کی گئی۔ اس میں سلطنت برطانیہ کے تمام ممالک اور ہندستان نے ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کی۔

مملکت آزاد آئرلینڈ کی تشکیل ۱۹۲۰-۲۱-۲۲ء

پارلیمنٹ ایکٹ ۱۹۱۱ء کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ دارالعوام میں ایک مسودۂ قانون اس غرض سے پیش کیا گیا - کہ آئرلینڈ کو حکومت خود اختیاری زیر تاج برطانیہ دی جائے۔ اس معاملے میں بڑی مشکلات پیش آئیں - آئرلینڈ کے قومی فریق کا مطالبہ یہ تھا - کہ حکومت خود اختیاری کامل ہو - مگر شمالی آئرلینڈ کا صوبہ السٹر (Ulster) ایسی حکومت ناپسند کرتا تھا - یہاں کے لوگ چاہتے تھے کہ مثل سابق آئرلینڈ اور برطانیہ کی پارلیمنٹ ایک ہی ہو۔ اور برطانیہ اور آئرلینڈ کا سیاسی اتحاد قائم رہے - واضح ہو کہ مسئلہ آئرلینڈ نے مدتوں سے ایک عقدۂ لاینحل کی صورت اختیار کر رکھی تھی - اور جیسا کہ انگریز مؤرخ بیان کرتے ہیں۔ اہل آئرلینڈ کو انگلستان کے خلاف بعض حقیقی اور بعض مفروضہ و خیالی شکایات تھیں - یہاں تک کہ خود آئرلینڈ ہی میں اور اُدھر انگلستان میں دو فریق موجود تھے - جن میں سے ایک تو آئرلینڈ کے لئے آزادی طلب کرتا تھا - اور دوسرا اس کے خلاف تھا - انجام کار طرفین کے ایک طوفان احتجاج کے درمیان دارالعوام نے ۱۹۱۲ء میں۔ پھر ۱۹۱۳ء میں آئرلینڈ کے لئے ہوم رول بل Home Rule Bill (حکومت خود اختیاری) کا مسودۂ قانون منظور کیا - اور دونوں مرتبہ دارالامرا نے اسے نامنظور کر دیا - مگر (مذکورہ پارلیمنٹ ایکٹ ۱۹۱۱ء کے رو سے) لازم تھا - کہ دارالامرا کی مخالفت کے باوجود ۱۹۱۴ء کے آخر میں آئرلینڈ کی آزادی کا قانون قدرتاً منظور ہو جائے - لیکن اس سے پہلے ہی اگست ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم برپا ہو گئی - اور قانون مذکور کا وضع ہونا ملتوی ہو گیا - مگر اس موقع پر یہ دیکھنا ضروری ہے - کہ اس التوا کے وقت شمالی آئرلینڈ (السٹر) اور جنوبی آئرلینڈ کے باشندے دونوں خانہ جنگی کی تیاری کر رہے تھے - السٹر والے اس لئے کہ ہم آزادی

نہیں چاہتے۔ اور دوسرے لوگ اس لئے کہ السٹر والوں کو کوئی حق حاصل نہیں۔ کہ آزادی کی راہ میں روڑے اٹکائیں ✦

اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مختلف آراء میں بہت تبدیلی ہوئی۔ اور آخر ۲۲-۱۹۲۱ء میں جنوبی آئرلینڈ کو جو سارے آئرلینڈ کے بیشتر حصے پر مشتمل ہے۔ مملکت آزاد آئرلینڈ کا نام دیا گیا۔ اور قرار پایا کہ اس جدید مملکت کو حکومت خود اختیاری کے وہی حقوق حاصل ہوں جو کینیڈا کو حاصل ہیں۔ اور اس کی پارلیمنٹ جدا ہو۔ نیز یہ کہ السٹر کا صوبہ اس سے الگ رہے۔ پھر السٹر میں نہ صرف اپنی پارلیمنٹ قائم کی جائے۔ بلکہ اس کے تیرہ (۱۳) نمائندے برطانوی پارلیمنٹ کے دارالعوام کے رکن بھی ہوں۔ مگر مملکت آزاد آئرلینڈ دیگر آزاد علاقوں کی نسبت بہت انتہا پسند واقع ہوئی ہے۔ اور اپنے معاملاتِ ملکی میں برطانیہ کی مداخلت کینیڈا وغیرہ سے بھی بہت کم چاہتی ہے ✦

جنگِ عظیم ۱۹۱۴-۱۹۱۹ء

جنگ کا اصلی سبب یورپ میں تحریکِ قومیت جنگِ عظیم نہ تو ناگہانی طور پر شروع ہوئی۔ اور نہ اتفاقیہ طور پر۔ اس کی تیاریاں دانستہ اور نادانستہ دونوں طرح مدتوں سے ہونے لگی تھیں اور اس کا عرصۂ شہود میں آنا ناگزیر تھا۔ پھر بھی جرمنی کی قوت اسے نزدیک لے آئی۔ پس پہلے اس کی مختصر کیفیت لکھنا لازم ہے۔ بالخصوص اس لئے بھی کہ جرمنی کی بڑھتی ہوئی قوت نے اس ملک اور دیگر ممالک یورپ میں وہ تحریکِ قومیت پیدا کی۔ جسے ہم جنگ کا پہلا سبب ٹھہراتے ہیں ✦

جرمنی کی عظیم الشان تعلیمی۔ علمی۔ صنعتی اور تجارتی ترقی فرانسیسیوں اور جرمنوں کی جنگ سنہ ۱۸۷۰ء کے خاتمے پر جب معاہدہ ورسیلز مرتب ہوا۔ تو اس کے رو سے ہزیمت خوردہ فرانسیسیوں کے دو خالص فرانسیسی علاقے آلسیس اور لورین جرمنی کے قبضے میں آئے۔ اور ہمارے موجودہ مطالب کے لئے اہم ترین امر یہ ہے۔ کہ اب جرمنی کی مختلف و متعدد آزاد ریاستیں جن میں سب سے بڑی پرشیا (Prussia) تھی۔ اور جس کے حکمران کی قیادت میں جنگ مذکور کی لڑائیاں لڑی گئی تھیں۔ سیاسی لحاظ سے متفق و متحد ہو گئیں۔ فیصلہ کیا گیا۔ کہ جرمنی مختلف مملکتوں میں منقسم نہ رہے۔ بلکہ پرشیا کے بادشاہ کو اپنا سردار اور شہنشاہ بنا کر ایک شہنشاہی سلطنت کی تشکیل و تنظیم کی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس طرح جدید جرمنی معظم

ہو کر ترقی کی راہ پر گرم رفتار ہو گیا۔ چنانچہ اُس وقت (۱۸۷۱ء) سے جنگ عظیم کے آغاز ۱۹۱۴ء تک چوالیس برس کے عرصے میں جدید جرمنی نے اپنی قوّت کا خوب ثبوت دیا +

یہ جدید جرمنی ایک مجسّمہ بننے لگا تمام دنیا کی جملہ مادی اور ذہنی زورمندیوں کا۔ مگر اس تعجب انگیز مرکّب میں یورپین نظامِ حکومت کی صرف وہ روایات شامل ہوئیں۔ جن کی خصوصیت قومی تنگدلی اور خود غرضی تھی +

جدید جرمنی نے تعلیمی لحاظ سے نہایت کامیاب کوشش کی۔ اور اس امر کا ثبوت دیا کہ دنیا بھر کے کسی ملک میں جدید جرمنی کی طرح رعایا کی تعلیم کا اہتمام و انصرام نہیں کیا جاتا۔ یہاں تک کہ اُس کی تعلیمی جدّ و جہد کو دیکھ کر اُس کے تمام ہمسائے اور حریف اپنے ہاں تعلیم کو بیش از پیش رواج دینے لگے۔ مگر جرمنی کی سی بات پھر بھی حاصل نہ ہوئی +

اس کے علاوہ جدید جرمنی کے شہریوں نے بہ حیثیتِ مجموعی تجربی علوم (سائنس) کے سلسلے میں تحقیق و تدقیق کا کام بڑے پیمانے پر اختیار کیا۔ اور حکومت نے ان تمام کوششوں کو منظم کیا۔ پھر حصولِ کامرانی کو اپنا ایمان ٹھہرا کر اِن تحقیقات کے نتائج سے انتہائی سرگرمی کے ساتھ دنیا کے عمل میں کام لیا۔ یعنی ایک تو صنعتی کاروبار میں۔ دوسرے معاشرتی اصلاح و ترقی میں۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اِس کوشش موفور اور اس یقینی کامیابی کی مثال جرمنی کے سے درجے تک یورپ کا کوئی دوسرا ملک نہ دکھا سکا +

چوالیس سال کی مدّت مذکور میں جب یورپ میں امن تھا۔ مگر بیش و کم ہر ملک مع جرمنی کسی آنے والی جنگ یا غنیم کی مدافعت کے لئے مسلّح ہو رہا تھا۔ جدید جرمنی اپنی علمی تحصیلات کے بیج بوتا اور فصل کاٹتا رہا۔ پھر اسی فصل کو از سرِ نو بوتا اور مزید و بیش از پیش فصل کاٹتا رہا اور لطف یہ کہ یہ ترویجِ علوم بڑی فراخ حوصلگی و فیّاضی کے ساتھ عمل میں لائی گئی +

نتیجہ یہ تھا کہ جدید جرمنی نہایت سرعت کے ساتھ ایک صنعتی و تجارتی ملک بن گیا۔ اور باقی سب سے گوئے سبقت لے گیا۔ اِس سے پہلے لوہے کی کان کنی اور فولاد کی پیداوار میں برطانیہ کا مرتبہ سب سے بالا تھا۔ مگر دَور مذکور میں جرمنی برطانیہ سے بھی آگے نکل گیا +

اِس کے علاوہ یوں بھی کہئے۔ کہ گویا تخلیق دولت کے ایک سوا ایک دیگر شعبوں اور تجارت کے میدانوں میں جہاں ذہنی استعداد اور تنظیم کار کو طرزِ قدیم کی سوداگرانہ چالبازیوں اور فیلسوفیوں پر انتہائی ترجیح حاصل ہے۔ جدید جرمنی کا طریق کار اوجِ کمال پر پہنچ گیا۔ اور دُوربینوں خُردبینوں اور عینکوں کے شیشوں کی صنعت۔ رنگوں کی تیاری۔ بے شمار کیمیائی

پیداوار دل اور یہی عہد انقلاب میں صنعت وحرفت کے بڑے بڑے حیرت انگیز کارناموں
میں جدید جرمنی ساری دنیا کی رہبری کرنے لگا۔

اس طرح ملک کی شیرازہ بندی اور اس کے اقتصادی نقصانات کے لئے جدید جرمنی نے
نئے قوانین وضع کرنے میں اپنے آپ کو باقی سب سے پیش پیش دکھایا۔ جرمنی کو یقین
تھا کہ طبقہ مزدوران دراصل جرمنی کی ایک ایسی شے ہے۔ جسے قومی علمی درجے کی یافت
اور زبردست دولت قرار دینا چاہئے۔ اور یہ قومی اثاثہ بے روزگاری کے باعث ضائع
بلکہ بے کار ہو جاتا ہے۔ اس لئے لازم ہے۔ کہ جب مزدور کارخانوں میں اور کسان کھیتوں
میں کام کر سکیں۔ تو اس کے بعد بھی ان کی زندگی کے کاروبار کی دیکھ بھال کی جائے۔ اور ان
کو خوش وخرم رکھنا ضروری ہے۔

شاہی خاندان کی بزرگی و عظمت کی حفاظت یا شاہی خاندان جرمنی کی عظمت کو۔ جو عام علوم کے
متعلق پر عمل پیرا ہونے اور سب عالی قوانین وضع کرنے سے وجود میں لائی گئی۔ برقرار
ایک خاص عنصر کے تحت نہیں۔ جس نے جدید جرمنی کو تشکیل کیا۔ مگر ایک دوسرا عنصر بھی اسی تشکیل
کے لئے کارفرما تھا یعنی پرشیا کے شاہی خاندان ہوہنزولرن کی بادشاہت کو قائم رکھنا
اور اس کا وقار و اقتدار بڑھانا۔ مملکت پرشیا کے وزیر اعظم بسمارک (Bismark) کی
قیادت میں یہ کام بڑے زور وشور سے ہوتا رہا تھا آنکہ دور زیر بحث میں بھی پرشیا یہی آئین
و دستور کے مطابق سارے جرمنی کا سردار بن گیا۔ نیز خاندان مذکور کی وجاہت کو ترقی دینے
کے لئے حکومت نے بڑی احتیاط و دور اندیشی سے کارکردگی کی داد دی۔ یعنی خود ترویج تعلیم
کو اپنا آلہ کار بنایا۔ سکول۔ کالج۔ دینیات۔ ادبیات اور عالم صحافت غرض کون سی ایسی چیز تھی
جس سے اس شاہی خاندان کے اغراض و مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے خدمت نہ
لی جاتی تھی۔ چنانچہ وہ استاد یا پروفیسر جو وقت پر اور بے وقت بھی اپنے تلامذہ کو یہ خاص
بات نہ سکھاتا۔ منہ کی کھاتا۔ زد و باب دیرا اپنے عہدے سے برطرف کیا جاتا۔ اور قعر گمنامی
اس کا ٹھکانا ہوتا۔ وہ خاص بات یہ تھی۔ کہ نسلی۔ اخلاقی۔ ذہنی۔ اور جسمانی لحاظ سے جرمنی
کے لوگ باقی تمام اقوام عالم پر فائق ہیں۔ اور ان کا امتیاز خصوصی یہ ہے۔ کہ ایک تو جنگجوئی
ان کا طبعی وصف ہے۔ دوسرے وہ سب کے سب بلا استثنا پرشیا کے شاہی خاندان کے
پرستار اور جان نثار ہیں۔ اس ضمن میں انتہا کی سرگرمی یہ تھی۔ کہ جرمنی نے اپنے ہاں تعلیم تاریخ
کو ایک بے پایاں مگر نظام یافتہ دروغ بافی کا مجسمہ بنا ڈالا۔ نسل انسان کے کارناموں کو
کچھ اس رنگ میں دکھایا۔ اور جتلایا۔ کہ اس کا نتیجہ خاندان ہوہینزولرن کی بزرگی و برتری

ہو۔ نیز یہ کہ بہ عہد برمنی کے نقطۂ نگاہ سے جرمنوں کے سوا دیگر جملہ اقوامِ عالم ناقابل تعیش اور رو بہ تنزل۔ البتہ پرشیا والے ایسے تھے۔ کہ دنیا کے رہبر تھے۔ اور نسل انسانی کو حیاتِ تازہ و بہتر بخشنا ان ہی کا کام تھا۔

فوقیتِ جرمنی کی تعلیم اور اس کا اثر دوسری قوموں پر

اس حقیقت کو زیادہ سے زیادہ واضح کرنا ہمارا فرض ہے۔ کیونکہ گزشتہ بیس و کم نصف صدی کی تاریخ یورپ کی اہم ترین حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ جرمنی کے مختاران کار نے نہایت سلیقے اور بندوبست سے اپنے ہاں کے لوگوں کے دلوں پر یہ بات نقش کر دی کہ (ا) جرمنی کو تمام دنیا پر فوقیت پانا لازم ہے۔ (ب) اس فوقیت کی بنیاد قوت ہے۔ اور (ج) حیاتِ قومی میں جنگ کے بغیر چارہ کار نہیں۔ ظاہر ہے۔ جب اقوام عالم نے دیکھا۔ کہ سلطنتِ جرمنی کے گوشے گوشے میں اس قسم کی تعلیم جاری و ساری ہے۔ تو انہیں سخت تشویش اور اندیشہ ہوا۔ اور اس کا منطقی نتیجہ یہی ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کہ جرمنی کے خلاف اقوام کی جماعت بندی ہو جائے۔ پھر لطف یہ کہ جرمنی نے تعلیم مذکور ہی پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ اس کے پہلو بہ پہلو پہلے فوج بری اور سامان جنگی کا مظاہرہ کیا۔ پھر جلد ہی بحری قوت کی نمائش کا بھی آغاز کر دیا۔ یہ جنگجویانہ تیاریاں اور نمائشیں ایسی تھیں۔ کہ ان سے فرانس۔ روس اور برطانیہ تینوں کو یکساں طور پر گزند پہنچنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ جرمنی کے خلاف معاندانہ اتحادِ عمل کی تمنا کو اور بھی ترقی ہوئی۔ جب یہ دیکھا گیا کہ جرمنی کے اندر تفوقِ عام کی خواہش وہاں کے لوگوں کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی ہے۔ اور اُن کے اوضاع و اطوار۔ قواعدِ اخلاق اور خیالات تک اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔ نیز یہ کہ شہنشاہ جرمنی ولیم دوم کی شخصیت اپنی رعایا کی اس نئی تعلیم اور روایات خاندان ہوہینزولرن کی تکمیل یافتہ صورت بن گئی ہے۔

بحری فوقیت کا دعویٰ

۱۸۹۵ء میں ولیم دوم نے اعلان کیا۔ کہ دولت جرمنی دوَلِ عالم کی فہرست میں چوٹی کے مرتبے کی سرمایہ دار ہے۔ نیز یہ کہ زمانۂ مستقبل میں جرمنی کی ترقی سمندروں پر منحصر ہے۔ اس وقت شہنشاہ جرمنی نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا۔ کہ جرمنی سے پہلے ہی دولتِ برطانیہ بحور عالم پر اپنا تفوق مصدقہ قرار دے چکی ہے۔ اس اعلان کے بعد ولیم دوم جنگی جہازوں کی تعمیر کے کام کو بیش از پیش ترقی دینے لگا۔ اور اُس نے فیصلہ کیا۔ کہ سلطنت جرمنی کے لئے ایک عظیم الشان بحری جنگی بیڑا بنا کر رہیگا۔

اُس نے تحریک اتحاد نسل جرمنی کی خاص تائید کی۔ اور اسے مدد دی۔ اس تحریک کا تقاضا یہ تھا۔ کہ قوم ڈچ (اہل ہالینڈ)، قوم سکنڈینیویا (Scandinavia) اور اسی طرح بلجیم

کے اندر اس کی آبادی کا وہ حصہ جو فلیمش (Flemish) قوم پر مشتمل ہے۔ نیز سوئٹزر لینڈ کے باشندوں کا وہ طبقہ جو جرمنی الاصل ہے۔ اور اس لئے سو فیصدی جرمن قوم ہے۔ یہ سب قومیں ایک ہی جرمن برادری کے مختلف ارکان ہیں۔ کیونکہ ان کی نسل ایک ہے۔ اور اس لئے ان سب کو زیر قیادت جرمنی متفق ہونا چاہئے۔ خواہ وہ مختلف ممالک کی حکومتوں کی رعایا کیوں نہ ہوں اور ہم کہینگے۔ کہ تمام اقوام مذکور ایک ایسا مسالا تھیں جسے ایک نوجوان شہنشاہی سلطنت (جرمنی) اپنا جزو بدن بنانا چاہتی تھی۔ غرض ادھر جرمنی کا جنگی بیڑا روز بروز بڑھتا چلا جاتا تھا۔ اور ادھر ولیم دوم کی تمنائے کارکردگی اور ہمت ترقی کرتی جاتی تھی۔ چنانچہ اس نے دنیا میں مشتہر کیا کہ اہل جرمنی کرۂ ارض کی بہترین قوم ہیں۔ انھیں لازم ہے۔ کہ اشاعت تہذیب کے کام اور فرض سے اکتا نہ جائیں اور ہرگز نہ تھکیں ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ رومتہ الکبریٰ کی شہنشاہیت کو اپنے لئے مثال بنائیں۔ اور اسی کی طرح بڑھیں۔ سب پر غلبہ پائیں۔ اور سب سے اپنی فوقیت منوائیں۔

ولیم دوم نے فوقیت مذکور کی حمایت میں اُن رشتوں کو اور بھی مضبوط کیا۔ جو جرمنی کو آسٹریا سے باندھے ہوئے تھے۔ چنانچہ آسٹریا نے ولیم کی شہ پاکر خدمت ترکیہ سے جبراً دو صوبے بوسنیا اور ہرزیگو نیا لے لئے۔ حالانکہ سارا یورپ اس الحاق کے خلاف تھا۔ اور پکار پکار کر غصے کا اظہار کر رہا تھا۔ جرمنی کے رفیق آسٹریا کی اس پیش قدمی سے فرانس کو صدمہ پہنچنے کا خطرہ تھا۔ غرض ایک تو آسٹریا کی یہ وسیع سلطنت اور دوسرے برطانیہ کو بحری مقابلے کی دعوت ایسے دو سبب تھے۔ جنھوں نے برطانیہ فرانس اور روس کو باہم مل جانے اور جرمنی کی پیش قدمی کے لئے ایک مدافعانہ سمجھوتا کر لینے پر مجبور کیا۔

بہرحال ولیم دوم کے ایما سے مختلف قوموں کی اس معجون مرکب کی تیاری کی نقل بعض انگریزوں نے بھی کی۔ اور انھوں نے نسلی لحاظ سے اینگلو سیکسن اقوام کی برادری ایجاد کی۔ پھر اس ایجاد کی خوبی کو آسمان پہ چڑھایا۔ اور دنیا کو بتایا۔ کہ یہ حضرت انسان کی کوششوں کا منتہائے کمال ہے۔ اور یہ جو قدیم زمانوں میں کیا یونانی کیا رومی اور مصری اسیریا والے اور یہودی منگولی وغیرہ اپنے اپنے طور پر نسلی و قومی جماعت بندی کی کوششیں کرتے رہے ہیں۔ ہماری موجودہ تشکیل نسلی کے مقابلے میں یکسر بے حقیقت ہیں۔

ان تمام نام نہاد قومی اتحادوں اور نسلی یکجہتیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بے بنیاد قوتیں ایک بہانہ ٹھہریں۔ اس امر کا کہ ادھر جرمنی اپنی معجون مرکب تیار کرے۔ ادھر انگریز کو فرانسیسی اپنی۔ پھر دونوں در اصل سیاسی لحاظ سے ایک دوسرے کے مدمقابل

بن جائیں +

جدید تصور شہنشاہیت سے کیا معنی | دَور حاضر کا یہ تصور شہنشاہیت جو جرمنی اور پھر برطانیہ

وغیرہ میں قائم ہوا۔ درحقیقت ایک ایسی تحریک کا مترادف نہیں کہ دنیا کے ممالک اور اقوام عالم کو متحد کر دے۔ بلکہ اس کی اصل یہ ہے۔ کہ کوئی بلند بالا قوم ایک مجنونانہ ولولے سے اپنی قومیت کو قوی کرنا چاہتی ہے۔ پھر یہ قومیت اس طرح قوی تر ہو جاتی ہے۔ کہ اس کی پشتیبانی کے لئے دنیاوی دولت و ثروت ہوتی ہے۔ ایسی قومیت اپنی زندگی کا سہارا دیگر سہاروں کے علاوہ ہمیشہ دو جانب سے پاتی ہے۔ سب سے زیادہ طاقتور سہارا فوجی محکمے اور حکومت منتظمہ کے افسروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور دوسرا ویسا ہی زبردست سہارا صاحب ہمت کاروباری لوگ ہوتے ہیں۔ یعنی باشندگان ملک کا وہ طبقہ جو شب و روز جلب زر میں منہمک رہتا ہے۔ مگر ایسی بندۂ زر قومیت کے نکتہ چین ڈھونڈنے کے لئے بھی دُور جانے کی ضرورت نہیں۔ گھر ہی میں یہ بھیدی موجود ہوتے ہیں۔ یعنی تعلیم یافتہ غریب جنھیں غربی اکساتی اور تعلیم حقیقتِ حال بتاتی ہے۔ پھر ایسی قومیت کی مخالفت کرنے والے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ یعنی کسانوں کاشتکاروں کا طبقہ اور محنت و مشقت سے بُری بھلی روزی پیدا کرنے والے مزدوروں اور کارخانوں کے ملازموں کی جماعت +

پس کہنا پڑے گا۔ کہ یہ حالات تحریکات اور خیالات یورپ کو چالیس سال کے دَور مذکور میں جنگ کے نزدیک اور نزدیک تر لاتے چلے گئے۔ گویا ان اسباب کے طفیل یورپ جنگ کے لئے تیار ہوتا چلا گیا۔ اور جب ۱۹۱۴ئہ آیا۔ تو یورپ کی تمام دول عظام کی یہ کیفیت تھی۔ کہ اپنی اپنی قوم کی فوقیت کے حصول کا سودا سر میں سمایا ہوا تھا اِس معاملے میں ان میں سے ایک بھی کسی دوسری سے پیچھے نہ تھی۔ پھر ان کا جنگ کی طرف بہے جانا ناگزیر تھا۔ ایک تحریک فوقیت تھی۔ کہ سب قوموں میں جاری وساری تھی۔ اگرچہ جرمنی نے کچھ کیا تو فقط یہ کہ یورپ کی اس عالمگیر سیاسی تحریک کی گویا قیادت کی۔ چنانچہ گڑھے میں گرا تو سب سے پہلے وہی۔ اور سب سے گہرا ڈوبا تو وہی۔ غرض جرمنی نے وہ ہیبت ناک مثال پیش کی۔ کہ اُس کے رفقائے کار اور ویسے ہی گناہ گار پکار پکار کر اسی پر جنگ کی تباہیوں کا الزام عائد کرنے لگے +

جنگ عظیم کا فوری سبب ولیعہد آسٹریا کا قتل | جنوب مشرقی یورپ اور بالخصوص جزیرہ نمائے

بلقان (Balkans) میں مدت سے سیاسی و جغرافیائی تغیرات رونما ہو رہے تھے۔

اور بلقان کی عیسائی اقوام ترکی حکومت سے آزاد ہو کر اپنی اپنی خود آزاد مملکتیں قائم کر رہی تھیں۔ مگر وہ بھی آپس میں ہمیشہ لڑتی جھگڑتی رہتی تھیں۔ کیونکہ قومی بغض و عناد کی بنیاد حسد انکا امتیاز خاص تھا۔ جرمنی ان کے باہمی فتنہ و فساد سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ تاکہ آسٹریا کی مدد سے ان سب بلقانی شاہی ریاستوں پر اپنا تسلط قائم کرے۔ چنانچہ جیسا کہ ہم نے ابھی لکھا۔ آسٹریا نے ترکی سے بوسینیا اور ہرزیگوینیا کے صوبے لے لئے۔ اس کے علاوہ جرمنی نے ترکوں سے بھی یارانہ گانٹھا۔ اس سے مدعا یہ تھا کہ ترکوں کے ایشیائی مقبوضات میں دخل پا کر ہندوستان میں انگریزوں کے اقتدار کو ضعف پہنچائے۔ اور اس طرح برطانوی قوت کے انحطاط سے یورپ میں بھی باقی سب دول سے فوقیت لے جائے۔ افریقہ اور جزائر بحر الکاہل میں مزید نوآبادیاں قائم کرے۔ پھر ساری دنیا میں اس قدر اثر و رسوخ حاصل کر لے۔ کہ تجارت کے لحاظ سے اپنی روزافزوں مصنوعات کے لئے پہلے سے بڑھ کر منڈیاں پیدا کرے۔ اور جہاں تک بن پڑے۔ بعض اشیا کی بہم رسانی کا گویا اجارہ دار بن جائے۔ ۱۹۱۴ء کے موسم گرما میں آسٹریا کے تخت و تاج کے وارث کو سرویا کے ایک باشندے نے قتل کر دیا۔ سرویا ان ہی بلقانی نوزائیدہ مملکتوں میں سے ایک تھی۔ جن کی تشکیل ترکی سلطنت کی تباہی کے باعث ہوئی تھی۔ سرویا کی مملکت سیاسی لحاظ سے روس کی رفیق تھی۔ اور جرمنی اور آسٹریا کی قوت کی افزونی میں حائل ہوتی تھی۔ پس آسٹریا نے سرویا کی حکومت پر یہ الزام لگایا۔ کہ شاہی قتل کی تہ میں ایک سازش ہے۔ جو حکومت سرویا نے کی ہے۔ پھر سرویا کو ذلیل کرنے کے لئے بعض ایسے مطالبات پیش کئے گئے۔ جنہیں ایک شاہی حکومت منظور نہیں کر سکتی۔ جرمنی نے آسٹریا کی پیٹھ ٹھونکی اور ناجائز مطالبات پر اصرار ہونے لگا۔ اس پر روس سرویا کی مدد کے لئے تیار ہو گیا۔ اب قیصر جرمنی یا یوں کہئے کہ شہنشاہ سلطنت متحدہ جرمنی ولیم دوم نے روس سے کہا کہ یا تو جنگی تیاریاں بند کر دو۔ یا جرمنی کے خلاف معرکہ آرا ہونے کے لئے بھی تیار رہو۔ اصل بات یہ تھی۔ کہ جرمنی اپنی فوقیت کے لئے مدتوں سے کھلم کھلا بھی اور در پردہ بھی اپنی جنگی قوت بڑھا رہا تھا۔ اور صرف کسی بہانے کا منتظر تھا۔ کہ جنگ کا ڈھنگ ڈالے اور دنیا میں سب سے بڑی طاقت بن جائے۔ قیصر ولیم جانتا تھا کہ جب جنگ شروع ہو گی۔ تو لامحالہ سارا یورپ اس کے گرداب میں جا پڑیگا۔ اسے یقین تھا۔ کہ فتح جرمنی کو حاصل ہو گی۔ اور عظیم الشان پیمانے پر تجارتی کامیابی کے علاوہ یہ

بھی موقع ملے گا۔ کہ دیگر دول یورپ کی نو آبادیوں کا کچھ حصّہ اپنے قبضے میں لائے۔ اور جرمنی کی بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے جدید وطن کی تعمیر کی راہ نکالے +

جب روس نے سرویا کی مدد کے لئے جنگی تیاریوں کو بند کرنے سے انکار کیا تو جرمنی اور آسٹریا نے متفق ہو کر روس اور سرویا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اِس پر فرانس نے اپنے اتحادی روس کی مدد کی۔ اس طرح چند روز میں جنگ عظیم کا آغاز ہو گیا۔ اس وقت جنگی حیثیت سے جرمنی کو دیگر دول یورپ پر برتری حاصل تھی۔ کیونکہ اس نے ایک مدّت سے جنگ کی نیّت باندھے تعجّب انگیز تیاریاں کر رکھی تھیں۔ پس اِدھر جنگ چھڑی اور اُدھر جرمنی نے پہلی تجویز یہ کی کہ شروع ہی میں اور فی الفور فرانس کو کچل ڈالے۔ اور اس کے بعد روس سے نپٹے +

فرانس کی مشرقی سرحد تو قلعہ بندی سے بہت مضبوط تھی۔ مگر شمالی سرحد جس کے اُس پار ملک بلجیم واقع ہے۔ عملاً غیر محفوظ تھی۔ اِس کی وجہ یہ تھی۔ کہ فرانس کو اِس جانب سے کسی خدشے کی توقع نہ تھی۔ کیونکہ یورپ کی دول عظام نے مدّت سے یہ فیصلہ کر رکھا تھا۔ کہ بلجیم ایک غیر جانب دار مملکت ہے۔ اور اگر کبھی یورپ میں جنگ ہو۔ تو اس میں بلجیم مطلق دخل نہ دیگا۔ مگر قیصر جرمنی نے اِس وعدے کو سرپائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ اور جس معاہدے کے رو سے بلجیم کی غیر جانبداری قرار پائی تھی۔ اُسے کاغذ کا پرزہ بتایا۔ پس اِس طرف سے فرانس پر حملہ کرنے کی سیدھی اور رکاوٹوں سے پاک راہ کو دیکھکر اپنی فوج کو بلجیم کے علاقے میں سے گزرنے کا حکم دیا +

اب کہ فرانس پر حملے کا عظیم خطرہ پیدا ہوگیا۔ برطانیہ کو سخت تشویش ہوئی۔ اس کے علاوہ برطانیہ کو اس سے بھی زیادہ اعتراض اِس بات پر تھا۔ کہ جرمنی نے معاہدۂ سابقہ کی بلاوجہ خلاف ورزی کی ہے۔ اور حکومت جرمنی کا خیال تھا۔ کہ برطانیہ جنگی لحاظ سے کمزور ہے۔ اور اُس کی امن پسندی اُسے اجازت نہ دے گی۔ کہ جنگ میں دخل دے۔ مگر اُس کا یہ خیال خام ثابت ہؤا۔ غرض جب بلجیم میں سے جرمنی کا لشکر گزرنے لگا۔ تو ۴۔ اگست ۱۹۱۴ء کو برطانیہ نے جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اور جس قدر لشکر جنگ کے لئے تیار تھا۔ رود بار انگلستان کے اُس پار یورپ میں بھیج دیا۔ اِس طرح ایک طرف روس۔ فرانس۔ اور برطانیہ تھے۔ اور دوسری طرف جرمنی اور آسٹریا اور بعد میں اٹلی بھی ان کا شریک کار بن گیا +

شروع میں جرمنی کی امیدیں بر آئیں۔ جرمنی کا لشکر بڑی سرعت سے بلجیم کو تاخت و

تاراج کرتا ہوا نکل گیا۔ یہاں تک کہ شمالی فرانس میں سے کوچ کر کے اُس نے پیرس
اور حکومت فرانس کا رُخ کیا۔ اور اُس سے فقط چالیس میل کے فاصلے پر جا ڈیرا ڈالا۔ اس
دھاوے میں اس نے فرانس اور برطانیہ دونوں کی افواج کو دھکیل دھکیل پیچھا کر دیا
مگر اس معاملے میں جرمنی نے ضرورت سے زیادہ عجلت سے کام لیا۔ اور اپنے مخالفین
کی طاقت کا اندازہ غلط لگایا۔ اس کا ثبوت جرمنی کو اس طرح ملا کہ پیرس سے چالیس میل
دور لشکر جرمنی آگے بڑھنے سے روک دیا گیا۔ پھر معرکہ مارنز (Battle of the
Marnes) میں وہ کشت و خون ہوا کہ خدا کی پناہ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اب پیچھے ہٹنے کی باری
جرمنی کی آئی۔ ان کی افواج نے مناسب مقامات دیکھ کر خندقیں بنائیں۔ اور اُن میں جم کر
بیٹھ گئے۔ اِن کے مقابلے میں فرانس اور برطانیہ کے لشکروں نے بھی خندقیں تیار کیں۔
اس طرح مخالفین کی فوجیں آمنے سامنے مضبوط مقامات میں متعین ہو گئیں۔ اور حریفوں نے
ایک دوسرے کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اس قلعہ بندی کا امتیازی نشان خندقیں تھیں۔
چنانچہ فرانس کے اندر جو مورچے بنے۔ وہ خندقوں کی جنگ کہلائے۔

غرض شروع میں کچھ عرصے تک افواج فریقین نے تعجب انگیز تیز رفتاری کے
ساتھ نقل و حرکت کی۔ اور مارتے دھاڑتے آگے ہی آگے نکلتی چلی گئیں۔ مگر جلدی
خندقوں میں قلعہ گیر ہو گئیں۔ سطح زمین کے نیچے گئے اور وہاں جمے رہنے کی یہ کیفیت
زیادہ تر یورپین محاذ جنگ کی امتیازی خصوصیت تھی۔ چنانچہ تین برس متواتر یہ حالت
قائم رہی۔ کہ یورپ کے بحیرۂ شمالی سے چل کر سوئٹزرلینڈ کی سرحد تک مخالفین کے
زبردست لشکر ایک دوسرے کے سامنے خندقوں میں بیٹھے تھے۔ پھر ان لوگوں
کی یہ کوشش تھی کہ مخالف کے کمزور مقامات تلاش کر کے اُن پر دھاوا بول دیں۔ اس
طرح مخالف کی خندق اپنے قبضے میں لائیں۔ اور چند گز کے فاصلے تک آگے بڑھ جائیں۔
یوں تو خندقوں کے بنانے اور لڑائی کے کام میں لانے کا جنگی دستور ہمیشہ سے چلا آیا ہے
مگر جنگ عظیم کے دوران میں یورپین محاذ پر اس کی انتہا ہو گئی۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ
ایسا معلوم ہوتا تھا۔ فیصلہ کن معرکہ کوئی بھی نہ ہوگا۔ اور فتح و شکست کے معاملے میں
فریقین برابر رہینگے۔

جنگ میں روس کا حصہ

کچھ عرصہ معرکہ آرائی جاری رہنے کے بعد جب جنگ عام ہو گئی۔
اور بہت سی حکومتیں اس میں حصہ لینے لگیں۔ تو مغربی محاذ جنگ کے علاوہ مشرقی یورپ
اور ایشیا میں بھی سخت خون ریز معرکے ہوئے۔ اس وقت معلوم ہوتا تھا۔ کہ مؤخر الذکر

معرکے نسبتاً زیادہ فیصلہ کن ثابت ہونگے۔ اور فرانس میں خندقوں کی لڑائی سے کوئی خاص نتیجہ مترتب نہ ہوگا۔ اب روس نے جرمنی اور آسٹریا دونوں پر حملہ کیا۔ اور اگرچہ شدید نقصانات کے بعد اُسے جرمنی کے علاقوں سے راہِ فرار اختیار کرنی پڑی۔ مگر آسٹریا کے بعض علاقوں میں تاخت و تاراج کرنے میں روس ایک بڑی حد تک کامیاب ہؤا۔ اس پر جرمنی نے اپنے رفیق کار آسٹریا کی مدد کرکے روس پر حملہ کیا۔ روس کے سپاہی بڑی بہادری سے لڑے۔ مگر روسی حکومت کی حماقت کے سبب اور بعض کہتے ہیں۔ کہ وہاں کے اکثر مختاران کار کی دغابازی کے باعث روسی لشکر کی کامیابی کے مواقع ضیعت ہوگئے۔ اور وہ حملہ آور جرمن لشکر کا مقابلہ نہ کرسکے۔ جب روسی محاذ کی یہ حالت کچھ عرصہ قائم رہی۔ اور باشندگان روس نے دیکھا۔ کہ حکومت برسرکار اور جنگی مختار ایک دوسرے سے تعاون نہیں کرتے۔ اور جنگ جاری رکھنے سے مزید نقصان جان و مال ہوگا۔ تو رعایا کی اکثریت نے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا۔

روس میں بغاوت اور جنگ سے اس کی کنارہ کشی | غرض ۱۹۱۷ئہ میں روس میں انقلاب آیا۔ رعایا نے شہنشاہ روس کو تخت سے اتار کر گرفتار کرلیا۔ اور کچھ عرصہ بعد اُسے اور شاہی خاندان کے جملہ ارکان اور بہت سے امرا کو قتل کردیا۔ اب روس میں جمہوریت کا دور دورہ ہوگیا۔ روس میں انقلاب پیدا کرنے والی جماعت کے لوگ بڑے انتہا پسند تھے۔ اُن کی سرگرمی اور جوش وخروش کا یہ حال تھا۔ کہ اگر انھیں سیاسی مجذوب کہیں اور یہ بھی دعویٰ کریں کہ انھیں گویا جنون ہوگیا تھا تو عین بجا ہے۔ اس رائے کی تائید دو حاضرہ کے اکثر و بیشتر مدبر کرتے ہیں۔ اِن لوگوں نے جنھیں بالشویک (Bolsheviks) نام دیا گیا ہے۔ اِدھر اپنے وطن میں جمہوریت پیدا کی اور اُدھر روس کے رفقا یعنی فرانس اور برطانیہ کا ساتھ چھوڑ کر جرمنی اور آسٹریا سے صلح کرلی۔ پھر اپنے گھر کے انتظام میں مشغول ہوگئے۔

برطانیہ اور فرانس سے روس کی کنارہ کشی کے سبب جرمنی اور آسٹریا کو بہت فائدہ پہنچا۔ کیونکہ اب یورپ کے مشرقی محاذ جنگ پر معرکہ آرائی کی ضرورت نہ رہی اور اس جانب جو آسٹروی اور جرمن لشکر مصروف پیکار تھے۔ مغربی محاذ جنگ پر بلائے گئے۔ جہاں جرمنی کی جنگی قوت نے مزید تقویت پائی۔

جنگ میں ترکوں کی شمولیت | مقامات مذکور کے علاوہ جنوب مشرقی یورپ اور ایشیا میں

بھی متعدد معرکے ہوئے۔ چنانچہ آسٹریوں اور جرمنوں نے مملکت سربیا کے طول و عرض میں تاخت و تاراج کی۔ پھر ترکوں کو بھی اپنے ہمراہ جنگ کرنے پر آمادہ کر لیا۔ اس پر برطانیہ نے ایک جنگی مہم دردانیال میں بھیجی۔ یہاں بری اور بحری سپاہیوں نے شاندار بہادری کی داد دی۔ مگر قسطنطنیہ تک پہنچنے میں ناکام رہے۔ برطانیہ کو مہم دردانیال میں شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ اور اس کے سوا چارہ کار نہ رہا۔ کہ لشکر پس ماندہ پسپا ہو کر واپس آ جائے۔

اس وقت تقریباً ایسی ہی ناکامی جزیرۃ العرب میں ہوئی۔ مگر بعد میں اس علاقے میں بھی انگریز کامیاب ہوئے۔ اور عراق میں ان کا اقتدار قائم ہو گیا۔

یونان اور اٹلی انگریزوں اور ان کے اتحادیوں نے ایک مہم یونان کے علاقہ مقدونیہ میں بھی بھیجی۔ اس سے غرض یہ تھی۔ کہ جزیرہ نمائے بلقان کا یہ جنوبی حصہ جرمنی کے قابو میں نہ آ جائے۔ اس مہم نے سالونیکا میں تو دخل پا لیا۔ مگر جنگی لحاظ سے کوئی خاص نفع بخش نتیجہ مترتب نہ ہوا۔

دوران جنگ میں جہاں روس نے انگریزوں اور فرانسیسیوں کا ساتھ چھوڑ کر انہیں سخت صدمہ پہنچایا تھا۔ وہاں اٹلی نے جرمنی اور آسٹریا کی رفاقت ترک کر کے انگریزوں کی حمایت اختیار کی۔ اور اس سے انہیں زبردست مدد ملی۔

بحری اور ہوائی جنگ اور امریکہ کی شمولیت بحری لحاظ سے انگریزوں کی قدیم فوقیت قائم رہی۔ مگر اس میں انتہائی مشکلات پیش آئیں۔ شروع میں جرمنی کے جنگی جہازوں کو بعض غیر متوقع کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ مگر ۱۹۱۶ء میں جرمنی کے بحری بیڑے کو ایک زبردست شکست ہوئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ فریقین کے جنگی بیڑوں کا معرکہ اختتام کو پہنچا۔ کیونکہ شکست مذکور کے بعد جرمنی بیڑے میں اتنی ہمت باقی نہ رہی۔ کہ بندرگاہوں سے باہر قدم رکھتے۔ مگر اب جرمنی نے بحری جنگ کا رنگ ڈھنگ بدل دیا۔ اور آئین جنگ کے بین الاقوامی قوانین کو بالائے طاق رکھکر ناجائز طریق کار اختیار کیا۔ اس کے خاص امتیازات دو تھے۔ یعنی آب دوز کشتیوں اور بارود سے بھری ہوئی کانوں کا استعمال۔ یہ اصول متعارف ہے۔ کہ ملک گیری اور ملک داری کی جنگ میں اور اسی طرح عشق و محبت کی جنگ میں ہر ہتھیار جائز ہے۔ چنانچہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ آب دوز کشتیوں کے ذریعے سے ان کے مخصوص گولے چلانا اور جنگی جہازوں کو تباہ کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح بارودی کانوں کو بحری میدان جنگ میں پھیلانا بھی ایک

خاص حد تک حق بجانب قرار دیا جا سکتا ہے۔ کہ غنیم کے جنگی جہاز ان سے ٹکرا کر تباہ ہو جائیں۔ مگر اخلاقیات اور تقاضائے انسانیت نے ملکی اور محبت کی جنگ کے قواعد مقرر کر رکھے ہیں۔ اور ان کے حدود سے باہر نکلنا منافی شرافت انسانی ہے لیکن جرمنی نے بہت غیر مستحسن بلکہ لائق نفرین اعمال کو اپنے لئے جائز قرار دیا۔ یعنی جب بارودی کانیں سمندروں میں پھیلائیں تو اندھا دھند۔ اس کے سبب دولِ غیر جانبدار کے جہازوں اور غنیم کے تاجرانہ جہازوں پر بھی آفت آئی۔ اس طرح جرمنی نے آب دوز کشتیوں کے گولوں سے بھی مذکورہ جہازوں پر حملے کرکے انھیں غرق کر دیا۔ اس تشدد سے منشاء یہ تھا۔ کہ غنیم کے ملکوں کی عام آبادی بھی خائف ہو جائے برطانیہ میں اجناس اور خوراک کی دوسری اشیاء نہ پہنچنے پائیں۔ اور ہیبت آفرینی کی حکمت عملی کا نتیجہ یہ ہو کہ غنیم خائف ہو کر متابعت اختیار کرے۔ جرمنی کی اس کارستانی سے برطانیہ اس کے اتحادیوں اور بعض غیر جانبداروں کو سخت نقصان پہنچا۔ مال واسباب اور اجناس سے بھرے ہوئے سینکڑوں جہاز غرقاب ہوئے۔ اس امر کا سخت خطرہ پیدا ہو گیا۔ کہ برطانیہ کو کافی خوراک میسر نہ ہوگی۔ اور قوم انگلشیہ کے لئے فاقوں کی نوبت آ جائیگی۔ کیونکہ برطانیہ اپنی خوراک کے لئے ایک بہت ہی بڑی حد تک غیر ملکوں کی پیداوار پر انحصار رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ جرمنی نے بحری اور برّی معرکوں میں ہوائی جنگ سے اضافہ کیا۔ اس نے لندن اور انگلستان وفرانس کے دیگر شہروں کو ہوائی جہاز بھیجے جنھوں نے آسمان سے غیر مصافی آبادی پر گولے برسائے۔ غرض ان دو طریقوں سے انگریزوں اور فرانسیسیوں کو شدید مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ لیکن جرمنی اپنے اصل مدعا یعنی برطانیہ کو بھوکوں مارنے میں ناکام رہا۔ چنانچہ کروڑوں روپے کی خوراک تلف ہو جانے کے باوجود برطانیہ کو نہ صرف کافی خوراک بہم پہنچی۔ بلکہ دولِ برطانیہ کے رفقا کے لشکر بھی سمندر پار ہزاروں میل کا بحری سفر طے کرکے جنگ کے مختلف محاذوں پر پہنچائے جا سکے۔ اسی طرح سلطنت برطانیہ کے مختلف دور دست ممالک مثلاً کینیڈا۔ آسٹریلیا۔ جنوبی افریقہ۔ اور ہندوستان وغیرہ سے لاکھوں کی تعداد میں سپاہی سلامتی کے ساتھ یورپ اور ایشیا میں لائے جا سکے۔

آخر وحشت وہیبت کی حکمت عملی نے جرمنی کو نقصان پہنچایا۔ یعنی اب متعدد دول غیر جانبدار نے مجبور ہو کر جرمنی کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ ان میں سے سب سے

بڑی حکومت ریاستہائے متحدہ امریکہ تھی۔ جس کے پریزیڈنٹ ووڈرو ولسن (Woodrow Wilson) کے حکم سے ایک امریکن لشکر جرار بھی جرمنی کے خلاف میدان میں نکلا۔ جو بیس لاکھ سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ اس سے جرمنی کی امید فتح پر کاری ضرب لگی۔ اب انگریزوں اور ان کے اتحادیوں نے ایسا انتظام کیا۔ کہ غیر ممالک کے ساتھ جرمنی کی تجارت بند ہوگئی۔ زمانۂ جنگ کی بقیہ مدت میں جرمنی کو خوراک یا مدد اور خوراک کے لئے اپنے ہی ملک کی پیداوار پر انحصار کرنا پڑا۔ اور اس پیداوار کی مقدار قطعاً ناکافی ثابت ہوئی۔ گویا اتحادیوں کے ہاتھوں جرمنی کی بحری اور تجارتی ناکابندی سے اس کی شکست کا وقت نزدیک آگیا۔ اس کے علاوہ عراق میں جہاں انگریزوں کو ابتدا میں ناکامی ہوئی تھی۔ اب فتح حاصل ہوئی۔ عراق کے سب سے بڑے شہر بغداد پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔ اور فلسطین میں بھی انہوں نے ایک معقول حد تک دخل پا لیا۔

انجام کار جولائی اور اکتوبر ۱۹۱۸ء کے درمیانی عرصے میں انگریزوں اور اتحادیوں نے فرانس کے محاذ جنگ پر چند فیصلہ کن معرکے مارے۔ نیز ترکوں اور آسٹریوں نے صلح کی درخواست کی۔ اب جرمنی بے یار و مددگار رہ گیا۔ اور پریزیڈنٹ ولسن کی وساطت سے صلح کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ

۱۱۔ نومبر ۱۹۱۸ء کو ہنگامی صلح

ہوگئی۔ پھر جون ۱۹۱۹ء میں اس پر معاہدۂ ورسیلز نے مہر تصدیق ثبت کی۔ اس کے رو سے قرار پایا کہ (۱) آئندہ جرمنی صرف ایک مختصری بحری اور بری فوج رکھنے کا مستحق ہوگا۔ (۲) اتحادیوں کو تاوان جنگ کے طور پر زر کثیر ادا کریگا۔ (۳) آلسیس (Alsace) اور لورین (Lorraine) کے فرانسیسی علاقے جو ۱۸۷۰ء سے جرمنی کے قبضے میں چلے آرہے تھے۔ واپس دے دئے جائیں گے۔ (۴) مشرقی اور جنوبی افریقہ اور بحر الکاہل میں جو نوآبادیاں جرمنی نے بسائی ہیں۔ انھیں اتحادی آپس میں تقسیم کرینگے۔ (۵) یورپ کے ملک پولینڈ کے بعض حصے جن پر جرمنی کا قبضہ ہے۔ پولینڈ کو واپس مل جائیں گے۔ (۶) جرمنی کے بحری بیڑے کے تمام جہاز اتحادیوں کو دے دئے جائیں گے مگر اس سے پہلے ہی جرمنی کے ملاحوں نے جہازوں کو توڑ پھوڑ کر غرق کر دیا (۷) یورپ میں ترکی کے قبضے میں صرف تھوڑا

سا علاقہ رہیگا۔ جو قسطنطنیہ کے گرد و نواح میں ہے۔ (۸) عرب، عراق، مصر اور فلسطین ترکوں کی حکومت سے آزاد ہو جائینگے۔

جنگ عظیم ۱۹۱۴-۱۸ء کے متعلق حسب ذیل امور بھی یاد رکھنے کے قابل ہیں:-

(۱) جمعیت الاقوام معاہدۂ ورسیلز کی تدوین کے ساتھ ہی قرار پایا۔ کہ دنیا بھر کی آزاد شاہی حکومتیں اپنی ایک جمعیت یا لیگ قائم کریں۔ جس کا مدعا یہ ہو۔ کہ (ا) دنیا میں امن قائم رہے۔ (ب) اگر مختلف ممالک میں کوئی تنازع پیدا ہو تو جمعیت ثالث بن کر جھگڑا چکائے۔ (ج) اور کوشش کرے کہ تمام ملک سامان حرب اور بحری بری اور ہوائی افواج میں کمی کر دیں۔ اور آئندہ کی کسی متوقع جنگ کے لئے نہ تیاری کریں اور نہ فوج اور سامان حرب پر بیکار روپیہ ضائع کریں۔ اس کے متعلق یہاں صرف مذکورہ بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کتاب کے ایک مستقل باب میں جمعیت اقوام کی مفصل کیفیت اور آئندہ کے لئے اس سے توقعات پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

نتائج جنگ پر تبصرہ اس موضوع پر روشنی ڈالنے سے پہلے اخراجات جنگ کی کیفیت لکھنا لازم ہے:-

اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ فریقین نے بہ حیثیت مجموعی اس جنگ پر ایک کروڑ روپیہ نہیں۔ ساٹھ ہزار کروڑ روپیہ صرف کیا۔ اور اس قدر فوج میدان میں بھیجی کہ ستر لاکھ انسان یا تو وہیں میدان میں کام آئے۔ یا زخم کھا کر شفاخانوں میں مر گئے۔ محض سلطنت برطانیہ نے ساڑھے چھیاسی لاکھ سپاہی میدان میں بھیجے۔ اس کے علاوہ جنگ میں ساڑھے چار لاکھ بحری ملاحوں اور سپاہیوں نے حصہ لیا۔ اور تجارت کے جہازوں میں تین لاکھ ملاحوں نے کام کیا۔

جانی اور مالی امداد کی تفصیل اس سلسلے میں یہاں علامہ عبداللہ یوسف علی کی مشہور تصنیف "تعمیر ہند" دی میکنگ آف انڈیا" (The Making of India) سے ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہو گا۔ کہ ہندوستان نے اس جنگ میں جس سے ذاتی طور پر ہند یا اہل ہند کو براہ راست کوئی تعلق نہ تھا۔ سلطنت برطانیہ کی کس قدر عظیم الشان مدد کی۔

موصوف لکھتے ہیں کہ "ہندوستان نے جنگ عظیم کے دوران میں سلطنت برطانیہ اور اس کے حلیفوں کو جو مدد پہنچائی وہ ڈھائی سو ملین پونڈ کے لگ بھگ تھی۔ یا یوں کہئے کہ جب ایک ملین دس لاکھ کے برابر ہے۔ تو ایک ملین پونڈ ڈیڑھ کروڑ روپے کے

مساوی تھا۔ گویا یہ چار ارب روپیہ تھا۔ میدان جنگ میں ہندوستان نے تقریباً دس لاکھ جنگجو اتارے۔ اور چار لاکھ غیر مصافی کارکن عطا کئے۔ ہندوستانی سپاہی۔ فرانس۔ مشرقی افریقہ۔ عدن۔ عراق۔ گیلی پولی۔ سالونیکا۔ مصر و فلسطین میں نبرد آزمائی میں مصروف رہے۔ اس کے علاوہ ایران۔ خلیج فارس اور افغانستان پر بھی ہندوستانی سپاہی نہایت مستعدی سے اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہوتے رہے۔ عراق اور فلسطین کے معرکوں میں زیادہ تر ہندوستانی نوجوں کی بہادری کے طفیل فتح حاصل ہوئی۔ میدان جنگ میں ہندوستان کو ایک لاکھ آدمیوں کی قربانی دینی پڑی۔ ان میں سے تیس ہزار لقمۂ اجل ہوئے۔ اور باقی زخمی۔ اپنی بہادری کے صلے میں ہندوستانی سپاہیوں نے گیارہ وکٹوریہ کراس (Victoria Cross) اور متعدد دیگر تمغے اور نشانات حاصل کئے۔

جنگ سے تعلق رکھنے والے متعدد فنڈوں میں بیشمار چندہ دینے اور کروڑوں روپیہ بطور قرض مہیا کرنے کے علاوہ ہندوستان نے جنگ کے لئے برطانیہ کو مزید ڈیڑھ ارب روپے عطا کئے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تاریخ عالم میں جنگ عظیم کے عشر عشیر کے برابر بھی کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ اور خدا نہ کرے کہ انسان آئندہ کبھی ایسے پیمانے پر جنگ کر کے اپنے آپ پر آفت لائے۔

جنگ عظیم میں ہندوستان کی عظیم الشان امداد اگرچہ جنگ عظیم کے آغاز کے وقت ہندوستان میں سیاسی بے چینی کچھ نہ کچھ پھیلی ہوئی تھی۔ مگر اس کے باوجود ہندوستانیوں نے اس آڑے وقت میں برطانیہ کی جو جانی اور مالی مدد کی۔ وہ سلطنت برطانیہ ہند کی تاریخ کا ایک زرین باب ہے۔

ستمبر ۱۹۱۴ء کو امپیریل لیجسلیٹو کونسل (Imperial Legislative Council) کے ارکان ملک معظم کا پیغام سننے کے لئے شملے میں جمع ہوئے۔ انھوں نے اس موقع پر ایک قرارداد کے ذریعے سے ملک معظم کی وفاداری اور حکومت برطانیہ کی تائید و حمایت کا اقرار کیا۔ اور کہا کہ ہندوستان سلطنت برطانیہ کی فوجی مدد کرنے کے علاوہ ان عظیم الشان اخراجات میں بھی سلطنت برطانیہ کا ہاتھ بٹائے گا۔ جو جنگ عظیم کی وجہ سے اس کے دوش پر آ پڑے ہیں۔ یہ قرارداد ارکان کونسل کی خواہش کے مطابق ملک معظم کی حکومت کی خدمت میں بھیج دی گئی۔

والیان ریاست کی طرف سے امداد

لارڈ ہارڈنگ نے حکومت برطانیہ کو مطلع کیا۔ کہ والیان ریاستہائے ہند جنگ کے لئے اپنی ذاتی خدمات کے علاوہ اپنی ریاستوں کے تمام ذرائع پیش کرنے کو تیار ہیں۔ اور میدان جنگ میں بذات خود جانے کے لئے بہت سے والیان ریاست اور رؤسا تیار ہو گئے ہیں۔ مگر ان میں سے صرف مہاراجہ جودھ پور۔ مہاراجہ بیکانیر۔ مہاراجہ کشن گڑھ۔ مہاراجہ رتلام۔ مہاراجہ ساچین۔ مہاراجہ پٹیالہ۔ ولیعہد بھوپال سر پرتاب سنگھ ایجنٹ آف جودھ پور۔ مہاراجہ کوچ بہار کے ایک بھائی اور اعلیٰ خاندانوں کے بعض افراد کو جنگ میں جانے کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ متعدد ریاستوں نے اپنی فوجوں کی خدمات وائسرائے کی خدمت میں پیش کی ہیں۔ اور انھیں وائسرائے نے قبول کر لیا ہے۔ نیز ہندوستان کے بے شمار مقامات سے وائسرائے کے پاس برقی پیغامات اور مکتوبات پہنچے ہیں۔ جن میں اظہار وفاداری کے علاوہ ہر قسم کی مدد دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ان تاروں اور خطوط میں مختلف جماعتوں اور مختلف مذاہب کے پیروؤں کے پیغامات شامل ہیں"۔

جب وائسرائے ہند کا پیغام پارلیمنٹ میں سنایا گیا۔ تو ارکان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ مسٹر بونرلا (Mr. Bonar Law) نے کہا "اس پیغام کو سلطنت کے گوشے گوشے میں مشتہر کر دینا چاہئے"۔ مسٹر ولیم تھارن (Mr. William Thorne) نے کہا۔ "ایک نقل ضرور جرمنی کو بھیج دو"۔ اس سے پہلے کسی جنگ میں شامل ہونے کے لئے فی الفور دو ڈویژن فوج فرانس بھیجی گئی۔ ساتھ ہی برطانوی اور ہندوستانی سپاہیوں پر مشتمل ایک فوج مشرقی افریقہ۔ دوسری خلیج فارس۔ اسی طرح ایک اور مصر کو روانہ کی گئی۔ ان سب کے علاوہ خاص ارض یورپ میں معرکہ آرائی کے لئے بھی عظیم الشان افواج فرانس اور درۂ دانیال کو روانہ کی گئیں۔ اور ان سب نے فتح و شکست دونوں میں یورپین فوجوں کے پہلو بہ پہلو خون ریز لڑائیوں میں حصّہ لیا۔ اور داد مردانگی دے کر ہندوستان کے نام کو چار چاند لگائے +

جنگ عظیم اور عالمگیر معاشرتی انقلابات

جنگ ختم ہونے پر قیصر اور ولی عہد جرمنی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ اور ایسا فرار اختیار کرتے وقت انہوں نے ذرہ برابر حوصلہ و ہمت کا ثبوت نہ دیا۔ گویا اس تمام کرّ و فر اور قومیت کے دعاوی کی قلعی کھل گئی۔ اور اپنی چمڑی بچانے کی جبلّی خواہش رنگ لائی +

جنگ سوا چار سال ہوتی رہی تھی۔ اور رفتہ رفتہ اس طوفانی سمندر نے اپنے بھنور

میں مغربی دنیا کی تقریباً سب اقوام کو کھینچ لیا تھا۔ اسی لاکھ بندگانِ خدا تو اصل لڑائی
کے سبب مارے گئے۔ دو سو اور دو کروڑ نے جنگ کی تکالیف اور بدنظمیوں کی وجہ سے
جان دی۔ پھر کروڑوں ایسے تھے۔ کہ خوراک اور دیگر ضروریات زندگی کی کمی کے باعث
ضعیف اور نڈھال ہو گئے +

دوران جنگ ہی میں جنگ کا ایک نتیجہ اوّل سے آخر تک یہ نظر آیا۔ کہ یورپ کے
ممالک کی بیشتر آبادی سامان جنگ کی تیاری میں مشغول رہی۔ شفاخانوں میں گولہ بارود
کے کارخانوں میں لاکھوں عورتوں نے کام کیا۔ اور عام طور پر کاروبار روزمرہ کے تمام
شعبوں میں بھی صنف نازک نے ایک بہت بڑی حد تک صنف قوی کی جگہ لے لی۔ اور قومی
زندگی کی کایا پلٹ گئی +

کاروباری لوگوں نے اپنے طریق عمل کو ان متغیر حالات کے مطابق ڈھالا۔ اور منافع
کے نئے جدتیں اختراع کیں۔ حکومتوں اور قوموں کے لئے یہ ایک انتہائی نزاکت کا وقت
تھا۔ چنانچہ یورپ کے لوگ یوں کہئے کہ کاروبار جنگ میں اس تن دہی اور سرگرمی سے
منہمک ہو گئے۔ کہ ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان پیدا ہو گیا۔ ایک ایسی فضا رونما ہوئی
کہ لوگوں کی زندگی کی عادتیں بدل گئیں۔ معاشرتی لحاظ سے باشندوں کی تنظیم اور مختلف
جماعات میں تقسیم نے نیا رنگ اختیار کیا۔ اور جب جنگ کا یکایک خاتمہ ہوا۔ تو دنیا و
مافیہا نے اپنے آپ کو ایک انقلاب یافتہ صورت میں دیکھا +

دور تہذیب اور سیاسی و اقتصادی ہلچل ۱۹۱۸ء-۱۹۳۵ء اس جنگ سے جان و
مال کا اس قدر نقصان ہوا۔ کہ نہ صرف جنگ میں حصہ لینے والی
اقوام بلکہ ساری دنیا اس کا خمیازہ آج تک بھگت رہی ہے۔ شاہی خاندانوں پر تو ایسی آفت
آئی کہ خدا کی پناہ۔ روس۔ جرمنی اور آسٹریا سے شہنشاہیت اور ملوکیت ہمیشہ کے لئے
رخصت ہو گئی۔ اور جمہوریت کا راج ہوا۔ یورپ کا نقشہ قطعاً بدل گیا۔ متعدد نئی آزاد
حکومتیں قائم ہوئیں +

گزشتہ سترہ سال میں اقتصادی خستہ حالی کی یہ کیفیت رہی کہ اکثر ملکوں میں معیار حیات
گر گیا۔ تنازعات ابھی جاری ہیں۔ یورپ کی مختلف اقوام اور امریکہ اور بالخصوص جرمنی سامان
حرب اور تشکیل و تنظیم افواج میں پیش از پیش مصروف ہیں۔ کروڑوں روپیہ اس غیر اقتصادی
کام پر خرچ کیا جا رہا ہے +

برطانیہ اور ہندوستان نے بھی اس دوران میں بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ بے روزگاری

نے جو سختت پہلے چینی پیدا کر رکھی ہے۔ یہ سب جنگ عظیم کا نتیجہ ہے +

جنگ کے بعد جنگ

ترکوں کی فتح اور یونانیوں کی شکست معاہدۂ ورسیلز کے رو سے یورپ کے جدید سیاسی اور ملکی نقشے کی خاکہ کشی اور جغرافیائی لحاظ سے بعض انقلابی تغیرات کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ اس ضمن میں ترکی کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا۔ اور اس کی کایا پلٹ دینے کے لئے ترکی نے جو کچھ کیا خصوصیت سے غور طلب ہے +

یونان کے ساتھ رعایت اگرچہ دوران جنگ میں گیلی پولی کی مہم کے موقع پر یونان نے انگریزوں اور ان کے اتحادیوں کے ساتھ غداری کی تھی۔ مگر اختتام جنگ پر ترکوں اور دیگر بلقانی ریاستوں کے متعلق اپنی من مانی تجاویز جغرافیائی کو عمل میں لانے کے لئے اتحادیوں کے مدبروں نے یونان کو اپنا منظور نظر بنا لیا۔ اور یہ شفقت اس کے حال پہ کچھ عرصہ ہوتی بھی رہی۔ یونان کو بلغاریہ کا کچھ علاقہ دیا گیا۔ اور اسے اجازت دی گئی۔ کہ اپنے علاقے کو عین قسطنطنیہ تک وسعت دے اور ترکوں کا علاقہ سمرنا بھی یونان نے پایا +

اس تقسیم کے باوجود اصل حالت یہ تھی۔ کہ ترکوں کے ساتھ اور ان کے متعلق کسی معاہدے کا کرنا سخت مشکل تھا اور اگر ہو بھی جاتا۔ تو اسے عمل میں لانا غیر ممکن تھا +

بہرحال قسطنطنیہ کی یک نام نہاد ترکی حکومت نے اس عہد نامے پر دستخط کر دیئے۔ مگر حقیقی ترکی حکومت نے جس نے اپنا دار الخلافہ انگورا قرار دیا تھا۔ دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر پہلے عہد نامے کو عمل میں لانے کے لئے ایک یونانی لشکر نے ضلع سمرنا پر حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک دوسرا ترکی عہد نامہ مرتب ہوا۔ (اگست ۱۹۲۰ء) یہ عہد نامۂ سیورے (Sevres) کہلاتا ہے۔ اس کے رو سے قسطنطنیہ بین الاتحادی اقتدار اور انتظام کے تحت میں کر دیا گیا۔ اور قسطنطنیہ کی نام نہاد حکومت ترکیہ رخصت ہوئی۔ مگر اس کے جواب میں اصل اور طاقتور حکومت ترکیہ انگورا نے ماسکو (دار الحکومت روس) کی بالشویک حکومت کے ساتھ عہد و پیمان کرنے کے لئے گفت و شنید کا سلسلہ جاری کیا۔ اس پر یونانیوں کے دعاوی اور بھی بڑھ گئے۔ اور اس معاملے میں اتحادیوں نے یونان کی پیٹھ ٹھونکی۔ غرض اس مختصر سی مدت میں یونان کی تمنائے فوقیت تھی۔ کہ ربڑ کی گیند کی طرح پھولنے

ہی جاتی تھی - چنانچہ انہوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ پانے کی کوشش کی - اور اسی سلسلے میں ایک زبردست فوج مہیا کر کے انگورا پر لشکر کشی کی جرأت کی - جس سے غرض یہ تھی - کہ ترکوں کی ہستی ہمیشہ کے لئے بالکل مٹ جائے - مگر یونانی لشکر انگورا کے نزدیک پہنچنے کے باوجود متزلزل ہو کر اوندھے منہ گرا - اور دیکھتے دیکھتے لاالہ کا کھ خاک ہو گیا - اس وقت حکومت انگورا کے لشکر نے انتہائی جانبازی دکھائی - اور کامیابی حاصل ہوئی - اب ... اس ہزیمت شدید کے وقت سے اگست ۱۹۲۲ء تک ان علاقوں نے شب و روز یہ نظارہ دیکھا کہ ترکوں کی پیش قدمی کے سامنے یونانی پسپا ہو رہے اور بھاگے جا رہے ہیں - یہ حال تو فوجیوں کا تھا - مگر ساتھ ہی ایشیا میں رہنے والی وہ عیسائی آبادی بھی تھی - کہ شکست خوردہ اور راہِ فرار اختیار کرنے والے لشکر کے ہمراہ بھاگی چلی جا رہی تھی - غرض یونانیوں نے وہ سمرنا جو اتحادیوں کے بل بوتے پر لیا تھا - تمبہ تک خالی کر دیا - اور یونانی نسل کے یونانی زبان بولنے والے دس لاکھ غیر مسلم عیسائی باشندے ارض ایشیا سے ہمیشہ کے لئے نکل گئے - ملکی لحاظ سے یہ ہوا - کہ ایشیا میں چپہ چپہ زمین بھی یونانیوں کے قبضے میں نہ رہی جنگ عظیم کے بعد اس ضمنی جنگ یا یونانی ترکی مناقشے کے دوران میں ترکی قوم نے اپنی جبلی قوت کا عظیم الشان مظاہرہ کیا - ترکوں نے نہ صرف سمرنا اور یونانیوں کو مار بھگایا - بلکہ فرانسیسیوں کو بھی سلیشیا (Celicia) سے نکال دیا +

قسطنطنیہ پر ترکوں کا ازسرِنو قبضہ اور ترکی سلطنت سے عربی ممالک کی علیحدگی -	ترکی نے اس زمانے میں یوں تو بہت سی جدتیں ایسی دکھائیں - کہ دنیائے یورپ کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا - مگر سب سے تعجب انگیز حقیقت یہ تھی - کہ سلطان کو

معزول کر دیا - اپنی خود مختار شاہی سلطنت کو جمہوریہ ترکیہ میں بدل ڈالا - اور خلافت کو اپنے قبضۂ قدرت میں رکھنے سے ہاتھ اٹھا لیا - نیز قسطنطنیہ کے قرب و جوار میں معرکہ آرائی کی وہ داد دی - کہ قسطنطنیہ واپس لے لیا +

جنگ عظیم اور ضمنی جنگ کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ سلطنت ترکیہ سے وہ علاقے نکل گئے جو اکثر و بیشتر عربوں کی آبادی پر مشتمل تھے - مشہور انگریز مؤرخ ایچ جی ویلز (H. G. Wells) کا خیال ہے - کہ عربی ممالک کی یہ علیحدگی ترکوں کے حق میں مفید ثابت ہوئی ہے - اور ان کے لئے قوت کا باعث بنی ہے - غرض شام اور جزیرۃ العرب حکومت ترکیہ سے قطعاً علیحدہ کر دئے گئے - فلسطین کا علاقہ ایک علیحدہ مملکت قرار پایا - اور یہ برطانوی سیاسی رسوخ و اقتدار کے ماتحت کر دیا گیا - نیز فیصلہ یہ ہوا - کہ آئندہ فلسطین یہودیوں کے قومی

وطن بننے کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہودیوں کے طبقۂ غربا کا ایک جم غفیر طوفان کی طرح اُمڈا اور ساحل سے اُتر کر فلسطین کے طول و عرض میں بہنے لگا۔ مگر آتے ہی اس کی مڈ بھیڑ عربی آبادی سے ہوئی۔ اور دونوں کے درمیان تشویشناک مسلح مناصمت رونما ہوئی۔ اور عرصے تک ہوتی رہی +

ممالک عرب اور مختلف چھوٹی بڑی بادشاہتیں

دورانِ جنگ میں ترکوں کے خلاف ایک مشہور انگریز مدبّر اور سپاہی کرنل لارنس نے عربوں کو بھڑکایا تھا۔ اور ممالک عربیہ میں ایک متّحدہ قومیّت کی نشو و نما اور استحکام کی کوشش کی تھی۔ اُس کا تصوّر تو یہی یہ تھا۔ کہ جملہ ممالک یک جہت ہو جائیں۔ اور ایک جدید عربی مملکت کی تشکیل ہو۔ جس کا دار الخلافہ دمشق قرار پائے۔ مگر اس کے اِس خواب کے پرخچے جلد ہی اُڑ گئے۔ کیونکہ فرانس اور برطانیہ کو ملک داری کی ہوس تھی۔ خواہ ایسے علاقے محض بطور حکم داری کے اُن کے قبضے میں آئیں۔ اور در اصل جمعیت الاقوام کی گویا ملوکیّت میں رہیں۔ جس کے سامنے حکم دارِ حکومت کو جواب دہ ہونا قرار پایا۔ چنانچہ فلسطین کی نیم بادشاہت برطانیہ نے اور شام کی بادشاہت فرانس نے پائی۔ دیگر ممالک عربیہ میں سے حجاز کا ریگستانی ملک ایک الگ مملکت بن گیا۔ جس پر ایک عرب حکمران کی بادشاہت تسلیم کی گئی۔ اور متعدد اور علاقے مختلف ریاستیں ٹھہرے۔ کسی کے حکمران نے امیر کا لقب پایا یا کسی کے والی نے امام کا۔ اور کسی کے بادشاہ نے سلطان کا۔ اِن ہی میں عراق کی مملکت تصوّر کرلی چاہیئے +

اِن عربی علاقوں کے مستقبل کے متعلّق مشہور مؤرّخ ویلز پیشین گوئی کرتا ہے۔ کہ جب کبھی یہ سب کے سب متّحد ہو جائینگے اور تہذیب عہد حاضرہ کے طور و اطوار اختیار کر کے مادی ترقیاں کریں گے۔ تو وہ اِس کام کو دولِ عظامِ مغربی کی سرپرستی سے مستغنی ہو کر کرینگے +

چھٹی فصل

شہنشاہِ جارج پنجم کے ۲۵ سالہ تاریخی واقعات

ملک معظم جارج پنجم کے دورِ حکومت میں اطراف و اکناف عالم میں جو اہم واقعات رونما ہوئے۔ انھیں ہم سنہ کی قید سے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

سنہ ۱۹۱۰ء:- ۶۔ مئی کو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کا انتقال ہوا۔ ۹۔ مئی کو شہنشاہ جارج پنجم کی تخت نشینی کا اعلان ہوا۔ ۲۰۔ مئی کو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ جون و نومبر میں آئینی مشکلات کے سلسلے میں بادشاہ سلامت کی تجویز سے کنسرویٹو اور لبرل دونوں پارٹیوں کی پہلی کانفرنس منعقد ہوئی۔

سنہ ۱۹۱۱ء:- ۲۲۔ جون کو لندن میں ملک معظم جارج پنجم کی رسم تاج پوشی پورے شان و شوکت سے ادا کی گئی۔ ملک معظم نے بحری بیڑے کا معائنہ فرمایا۔ بادشاہ اور ملکہ آئرلینڈ۔ ویلز اور سکاٹ لینڈ تشریف لے گئے۔ ملک معظم اور ملکۂ معظمہ دہلی دربار کے لئے ہندوستان روانہ ہوئے۔ ۱۲۔ دسمبر کو دہلی میں دربارِ تاجپوشی ہند کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس موقع پر ملک معظم نے تقسیم بنگالہ کو منسوخ کرنے اور حکومت ہند کا دار الخلافہ کلکتے کے بجائے دہلی کو قرار دینے کا اعلان کیا۔ نیز آپ نے تعلیمی کاموں کے لئے پچاس لاکھ روپے عطا کرنے کا اعلان کیا۔

سنہ ۱۹۱۲ء:- ہندوستان سے واپسی پر انگلستان میں ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کا عظیم الشان استقبال ہوا۔ کوئلے کی کانوں میں ہڑتال ہوئی۔ سلطنت برطانیہ کے مختلف حصوں کا دورہ کرنے کے بعد بادشاہ اور ملکہ انگلستان میں واپس آئے۔ بادشاہ سلامت نے جنگِ بلقان میں سرکاری طور پر غیر جانبداری کا اعلان فرمایا۔

سنہ ۱۹۱۳ء:- آئرلینڈ کا ہوم رول بل (Home Rule Bill) دو مرتبہ دار العوام میں منظور ہوا۔ اور دونوں بار دار الامراء میں مسترد کر دیا گیا۔ بادشاہ

سلامت شاہی شادی میں شرکت کرنے کے لئے مئی میں جرمنی کے دارالحکومت برلن تشریف لے گئے۔ بخارسٹ (Bucharist) کے صلح نامے پر دستخط ہو کر دوسری جنگ بلقان کا خاتمہ ہوا۔ ۴ جولائی کو شاہی زراعتی کمیشن واقع برسٹل (Bristol) میں "تحریک برائے حق رائے دہندگی خواتین" کے موقع پر اس تحریک کی ایک حامی عورت نے شاہی گاڑی میں ایک عرضداشت پھینک دی۔ کپتان سکاٹ کے بحر منجمد شمالی میں غرقاب ہونے کی اطلاع انگلستان پہنچی۔ ملک معظم نے ۲۴ جولائی کو لندن میں آسٹریلین دفاتر کا سنگ بنیاد رکھا۔ بادشاہ اور ملکہ برلن تشریف لے گئے۔ آسٹریا کے آرک ڈیوک فرانسس فرڈینینڈ (Arch Duke Francis Ferdinand) بکنگھم پیلس میں تشریف لائے۔

۱۹۱۴ء: شہنشاہ معظم سکاٹ لینڈ تشریف لے گئے۔ خواتین کے لئے حق رائے دہندگی حاصل کرنے کے حامیوں نے ۲۱ مئی کو قصر بکنگھم میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ آرک ڈیوک فرانسس فرڈینینڈ بمقام سیراجیو (Sarajevo) قتل کر دیئے گئے۔ آسٹریا نے سرویہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ جرمنی نے فرانس پر حملہ کیا۔ اور بلجیم کی مسلمہ غیر جانبدارانہ حیثیت کو توڑ ڈالا۔ برطانیہ نے جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ ملک معظم نے آلسٹر کے متعلق مختلف پارٹیوں کے نمائندوں کی کانفرنس قصر بکنگھم میں طلب کی۔ مارن (Marne) مانز (Mons) ایئنی (Aisne) یاپرس (Yapres) ٹیننبرگ (Tanneuburg) کارونیل (Coronel) اور جزائر فاک لینڈ (Falkland Isles) میں زبردست لڑائیاں ہوئیں۔

اسی سال پہلی مرتبہ ۲۹ نومبر کو ملک معظم محاذ جنگ پر تشریف لے گئے۔ اور ۵ دسمبر تک وہیں مقیم رہے۔

۱۹۱۵ء: ملک معظم نے ۵۔ اپریل کو حکم دیا کہ شاہی خاندان میں شراب اور بیئر وغیرہ نشیلی اشیاء کا استعمال بند کر دیا جائے۔ پرزمیسل (Pezemysel) اور وارسا (Warsaw) غنیم کے ہاتھوں میں چلے گئے۔ نیوی چیپل (Neuve Chapell) فیسٹوبرٹ (Festubert) یاپرس (Yapres) شیمپین (Champagne) لوز (Loos) اور گٹ کا محاصرہ ہوا۔ اتحادی افواج پہلی بار گیلی پولی (Gallipoli) اور سالونیکا (Salonica) کے ساحل پر اتریں بلغاریہ اور اٹلی جنگ میں شریک ہوئے۔ سرویہ تباہ ہو گیا۔ درہ دانیال پر بحری حملہ ناکام رہا۔ ۲۸۔ اکتوبر کو ملک معظم کو گھوڑے پر سے گرنے سے چوٹ آئی۔ جہاز لوسی ٹینیا کی غرقاب ہو گیا۔ بحری بیڑوں۔ اسلحہ سازی کے کارخانوں

اور افواج کا شاہی معائنہ ہوا۔ ملک معظم نے فرانس میں جا کر دوسری مرتبہ افواج کا معائنہ کیا ؛

۱۹۱۶ء :۔ وردن (Verdun)، سومی (Somme) اور جٹ لینڈ (Jutland) کی لڑائیاں ہوئیں۔ روسی افواج نے کوہ قاف پر حملہ کیا۔ جنگ میں رومانیہ شریک ہوا۔ گیلی پولی خالی کر دیا گیا۔ گوریزیا (Gorizia) پر اطالوی فوج کا قبضہ ہوا۔ رومانیہ تباہ ہو گیا۔ ایسٹر کے زمانے میں آئرلینڈ میں بغاوت ہوئی۔ ملکہ عالم جانب پنجم کی طرف سے قوم کو ایک لاکھ پونڈ کا عطیہ دیا گیا۔ ملک معظم تیسری مرتبہ محاذ جنگ پر تشریف لے گئے ؛

۱۹۱۷ء :۔ میسنز (Messines)، لینز (Lens)، پیشنڈیل (Passchendaele) اور کیمبری (Cambray) میں لڑائیاں ہوئیں۔ روس نے جنگ سے علیحدگی اختیار کی۔ انقلاب روس رونما ہوا۔ ایلنبی (Allenby) کا بیت المقدس پر قبضہ ہوا۔ جنگ میں امریکہ شریک ہوا۔ اس کے بعد ہی دشمن کی طرف سے شاہی خاندان کے افراد کو جتنے خطابات دئے گئے تھے انہیں ملک معظم نے منسوخ کر دیا۔ مارچ میں ملک معظم نے کارخانہ ہائے اسلحہ سازی کا معائنہ فرمایا۔ اور مئی میں خوراک میں زیادہ سے زیادہ کفایت شعاری سے کام لینے کا اعلان کیا۔ ملک معظم کے حضور میں سر ارنسٹ شیکلٹن (Sir Ernest Shackleton) باریاب ہوئے۔ محاذ جنگ پر ملک معظم چوتھی مرتبہ تشریف لے گئے۔ جرمنی کے دئے ہوئے خطابات سے شاہی افراد نے بیزاری کا اعلان کیا۔ اور اُن کی جگہ شاہی خاندان کے افراد کو بادشاہ سلامت نے ملکی خطابات عطا فرمائے ؛

۱۵۔ اگست کو دولت متحدہ امریکہ کی فوجوں اور ۱۳ نومبر کو اسلحہ سازی کے کارخانوں کا معائنہ فرمایا ؛

اسی سال جہازوں میں ریڈیو لگائے گئے۔ اس سے پہلے یہ حالت تھی کہ ساحل بحر سے لنگر اُٹھانے کے بعد اکثر جہازوں کی یہ کیفیت ہو جاتی تھی۔ کہ گویا وہ دنیا سے بالکل منقطع ہو گئے ہیں لیکن ریڈیو لگانے سے طوفان کی اطلاع ہو جاتی اور دوسرے مقامات کو بآسانی بھیجی جا سکتی تھی۔ جس کی بدولت بہت سے جہاز طوفان اور دوسرے خطرات سے بچ جاتے تھے۔ ریڈیو سے زندگی کے مختلف شعبوں کو بھی بے حد فائدہ پہنچا ہے ؛

سنہ ۱۹۱۸ء:۔ ملکِ معظم پانچویں بار محاذِ جنگ پر تشریف لے گئے۔ اور ۸ ر اگست سے ۱۳۔ اگست تک وہیں مقیم رہے۔ ۱۱۔ نومبر کو یوم التوائے جنگ کے موقع پر ملکِ معظم نے لندن کی شاہراہوں پر شاہانہ کرّوفر کے ساتھ گشت کیا۔ ۱۲۔ نومبر کو ملکِ معظم کلیسائے سینٹ پال کی دعائے شکرانہ میں شریک ہوئے۔ نومبر و دسمبر میں ملکِ معظم نے پیرس اور میدانِ جنگ کا معائنہ کیا۔ دسمبر میں مسٹر ولسن (Mr. Wilson) صدر جمہوریۂ امریکہ لندن تشریف لائے اور ان کا شاہانہ استقبال کیا گیا۔

سنہ ۱۹۱۹ء:۔ ۱۰۔ جنوری کو معاہدۂ ورسائی بروئے کار آیا۔ پیرس میں صلح نامے پر دستخط کرنے کے بعد مسٹر لائڈ جارج لندن واپس آئے۔ اسی سال مجلسِ اقوام قائم ہوئی۔ اور معاہدۂ ورسائی کے ذریعے سے مجلسِ اقوام کو نظامِ حکم برداری کے بنئے طرزِ حکومت سے متعلق بعض شاہانہ اختیارات دئے گئے۔ شام اور جرمنی کے علاقہ سار کی حکم برداری فرانس کو اور فلسطین و عراق کی حکم برداری برطانیہ کو دی گئی۔ اسی طرح وسطِ افریقہ کے علاقہ ہائے مفتوحہ (جنگِ عظیم) اور جنوب مغربی افریقہ کے علاقوں میں بھی نظامِ حکم برداری قائم کیا گیا۔ شاہ امان اللہ خان کے عہد میں افغانستان و برطانیہ میں جنگ ہوئی۔
آئرلینڈ میں از سرِ نو فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ بادشاہ سلامت نے ہندوستانی افواج کا معائنہ فرمایا۔ شاہ ہسپانیہ اور شہنشاہ ایران انگلستان میں تشریف لائے۔ ۱۰۔ اکتوبر کو نظر ثانی کردہ صلحنامہ بروئے کار آیا۔ ملکِ معظم نے ۱۱ نومبر کو دو منٹ تک خاموشی کا آغاز کیا۔ ہندوستان میں جدید آئینی اصلاحات کا اجرا ہوا۔ ہندوستان میں تحریکِ ترکِ موالات کا آغاز ہوا۔ مارکونی کمپنی نے اسی سال انگلستان میں براڈ کاسٹنگ کا پروگرام پھیلانے کی کوشش کی۔ اور اس کے بعد برٹش براڈ کاسٹنگ کمپنی عالمِ وجود میں آئی۔

سنہ ۱۹۲۰ء:۔ سنہ ۱۹۱۴ء کے بعد ۲۲ مارچ پہلی مرتبہ دربارِ شاہی (Levee) کا انعقاد ہوا۔ مسئلہ تاوانِ جنگ میں پیچیدگیاں پیدا ہوئیں۔ آئرلینڈ میں چوری چھپے جنگ جاری ہو گئی۔ بادشاہ سلامت اور ملکہ نے سکاٹ لینڈ۔ ویلز اور آئل آف مین کا دورہ فرمایا۔

سنہ ۱۹۲۱ء:۔ ملکِ معظم نے ۲۲ جون کو شمالی آئرلینڈ کی پارلیمنٹ کا افتتاح فرمایا۔ اقتصادی بدحالی اور بے روزگاری کا دنیا پر پہلا حملہ ہوا۔ آئرلینڈ کے ساتھ

ایک غیر مؤثر معاہدہ کیا گیا۔ زیکوسلاویکیہ۔ یوگوسلافیہ اور رومانیہ پر مشتمل اتحاد ادنیٰ (Little Entente) کا قیام عمل میں آیا۔ بادشاہ اور ملکہ شمالی آئرلینڈ اور گورنسی (Guernsey) تشریف لے گئے۔ شاہ بلجیم اور ملکۂ بلجیم سرکاری طور پر لندن تشریف لائے۔

سنہ ۱۹۲۲ء:۔ جنوری میں آئرلینڈ کے باغی قیدیوں کو عام شاہی معافی دینے پر پاپائے روم نے ملک معظم کو مبارک باد دی۔ ۲۸ فروری کو ویسٹ منسٹر ایبے میں پرنسس میری کی شادی عمل میں آئی۔ ملک معظم نے ۸ مئی سے ۱۳ مئی تک فرانس اور فلینڈرس میں کام آئے ہوئے سپاہیوں کی قبروں کا معائنہ کیا۔ آزاد حکومت آئرلینڈ قائم ہوئی۔ اسی سال حکومت مصر کی آزادی کا اعلان کیا گیا۔ پانچ سلطنتوں کے درمیان بحری معاہدہ اور ٹرکی و یونان کے مابین آغاز جنگ ہوا۔ بادشاہ اور ملکہ بروسلز (Brussels) تشریف لے گئے۔

سنہ ۱۹۲۳ء:۔ ۱۶ جون کو ڈیوک آف یارک (Duke of York) سے لیڈی الزبتھ بوز لائن (Lady Elizabeth Bowes Lyon) کے منسوب ہونے کا اعلان ہوا۔ ٹرکی اور اتحادیوں کے درمیان لوزان کا معاہدہ عمل میں آیا۔ علاقہ روہر پر فرانسیسیوں کا قبضہ ہوا۔ بادشاہ و ملکۂ سوڈان سرکاری طور پر لندن تشریف لائے۔

سنہ ۱۹۲۴ء:۔ ملک معظم نے ۲۳ اپریل کو ویمبلی ایمپائر نمائش کا افتتاح فرمایا۔ برطانیہ میں پہلی مرتبہ مزدور پارٹی برسر اقتدار آئی۔ لندن کانفرنس میں جنرل ڈاوز کے لائحۂ عمل (Dawes Plan) کی منظوری ہوئی۔ رومانیہ۔ اٹلی اور ڈنمارک کے بادشاہ اپنی بیگمات کے ساتھ لندن تشریف لائے۔ زینوف (Zinovieff) کے خط کی اشاعت ہوئی۔

سنہ ۱۹۲۵ء:۔ ملک معظم نے ۹ مئی کو ویمبلی کی دوسری نمائش کا افتتاح کیا۔ میثاق لوکارنو عمل میں آیا۔ اتحادیوں نے کولون (Cologne) خالی کر دیا۔ ملکۂ الگزنڈرا نے ۲۰ نومبر کو انتقال فرمایا۔

سنہ ۱۹۲۶ء:۔ ہندوستان میں عام طور پر ہڑتالیں ہوئیں۔ مجلس اقوام میں جرمنی شریک ہوا۔ موصل کا قضیہ طے ہو گیا۔ اس طرح کہ خط بروسلز کو قائم رکھا گیا۔ علاوہ فوجی اہم مقامات کے خط مذکور کے جنوب میں ۵ میل مربع زمین ولایت موصل میں سے ترکوں کو دے دی گئی۔ ٹرکش پٹرولیم کمپنی کے دس فیصدی منافع کے بجائے ترکوں کو برطانیہ نے ۵ لاکھ پونڈ یک مشت دے دئے۔ اور جمہوریہ ترکیہ کو مجلس اقوام کا رکن بنانے کا اقرار کیا گیا۔

سنہ ۱۹۲۷ء:۔ روس کی طرف سے عالمگیر تخفیف اسلحہ کی تجویز پیش ہو کر مسترد

ہوئی - ڈیوک اور ڈچز آف یارک آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ تشریف لے گئے - شاہ فواد (King Faud) اور شاہِ بورِس King Boris انگلستان میں تشریف لائے - ہندوستان میں آئینی اصلاحات کی تحقیقات کے سلسلے میں ایک تحقیقاتی کمیشن کے تقرر کا فیصلہ ہوا - ۲۷ء کے آخری مہینوں میں شاہ امان اللہ خان والیِ افغانستان ملکہ ثریا کی معیت میں سیاحتِ یورپ کو گئے +

۱۹۲۸ء :- جنگ کو خلافِ قانون قرار دینے کے سلسلے میں میثاقِ کیلوگ (Kallogg Pact) پر دستخط ثبت ہوئے - پارلیمنٹ نے کتاب عبادت پر نظر ثانی کی تجویز کو نامنظور کر دیا - شاہ امان اللہ خاں بسلسلۂ سیاحت یورپ لندن میں شہنشاہِ جارج پنجم کے مہمان ہوئے - واپسی پر افغانستان میں اصلاحات نافذ کرنے پر ملک میں بے اعتمادی و بد امنی پیدا ہوئی - جو انقلاب حکومت کا باعث بنی - شہنشاہِ جارج پنجم مرض ذات الصدر میں تشویشناک طور پر مبتلا ہوئے +

۱۹۲۹ء :- علالت کے بعد ملکِ معظم پہلی مرتبہ ۱۶ اپریل کو باہر نکلے - ۱۵ مئی کو دوبارہ ذات الصدر میں مبتلا ہونے کے باعث ملکِ معظم پر عمل جراحی کیا گیا - اکیس سال سے زائد عمر رکھنے والی عورتوں کو حق رائے دہندگی عطا کرنے کے متعلق مسودۂ پارلیمنٹ میں پیش ہوا - ۷ جولائی کو ہز میجسٹی جارج پنجم کی صحت یابی کے لئے ویسٹ منسٹر ایبے میں دعا کی گئی - میثاقِ مشرق پر دستخط ثبت ہوئے - ہندوستان میں آئینی کمیشن (سائمن کمیشن) آیا - شمالی افغانستان کے ایک بدمعاش بچہ سقاؤ نے امان اللہ خاں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا - قیامِ امن میں ناکام رہ کر شاہ امان اللہ یورپ چلے گئے - جنرل نادر خاں فرانس سے افغانستان پہنچے - اور کابل میں داخل ہو کر از سرِ نو باضابطہ حکومت قائم کی - افغان قوم نے آپ کو متفقہ طور پر اپنا بادشاہ منتخب کیا - اور ملک از سرِ نو شاد و آباد ہوا +

۱۹۳۰ء :- ۲۱ جنوری کو ملکِ معظم نے بحری کانفرنس میں افتتاحی تقریر - ۱۴ مئی کو ۲ سال کے بعد پہلی مرتبہ دربار - ۸ جولائی کو انڈیا ہاؤس لندن اور ۱۲ نومبر کو پہلی ہندوستانی گول میز کانفرنس کا افتتاح فرمایا - نیز ملکِ معظم نے آسٹریا کے چانسلر کو شرفِ باریابی عطا فرمایا - کلیسائے سینٹ پال از سرِ نو کھول دیا گیا +

۱۹۳۱ء :- ۴ جنوری کو بادشاہ سلامت کی ہمشیرہ پرنسس رائل نے اِس جہان سے رحلت کی - قصرِ بکنگھم میں جرمن چانسلر کا استقبال کیا گیا - انگلستان میں "قومی حکومت" کا قیام عمل میں آیا - پہلی گول میز کانفرنس اختتام پذیر ہوئی +

۱۹۳۲ء :- لندن میں ڈینوبین کانفرنس (Danubian Conference)

برما گول میز کانفرنس اور اٹاوہ میں امپائر کانفرنس منعقد ہوئی۔ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ لوزان
تشریف لے گئے۔ دسمبر میں تیسری گول میز کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ فلسطین میں عالمگیر موتمر اسلامی منعقد ہوئی۔

۱۹۳۳ء:۔ ملک معظم نے جون ۱۹۳۳ء میں اقتصادی کانفرنس کا افتتاح
فرمایا۔ اسی ماہ بادشاہ سلامت نے لندن یونیورسٹی کی توسیع کا سنگ بنیاد رکھا۔ ملکہ معظم
نے بے روزگاروں میں تقسیم کرنے کے لئے فرینائز فنڈ میں تینتیس ہزار پونڈ عطا کئے۔
فیلڈ مارشل وان ہینڈنبرگ Von Hindenburg صدر جمہوریۂ جرمنی کا انتقال ہوا۔
اور ہر ہٹلر H. Hitler صدر جرمنی منتخب ہوا۔ شاہ فیصل والی عراق نے برطانوی
سیاحت کے کچھ عرصہ بعد سوئٹزرلینڈ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ لندن میں ساؤتھ افریقہ
ہاؤس کا افتتاح عمل میں آیا۔

۸ نومبر ۱۹۳۳ء کو شاہ نادر خاں شہید کر دئے گئے۔ اور اُن کی جگہ ان کے قابل بیٹے
اعلیٰ حضرت غازی محمد ظاہر شاہ (المخاطب بہ متوکل علی اللہ) تخت نشین ہوئے۔ جو اپنے
قابل و مدبر وزیر اعظم ہز رائل سردار محمد ہاشم خاں (جو اعلیٰ حضرت کے حقیقی چچا ہیں) کے
مشوروں سے نہایت قابلیت اور کامیابی سے امور سلطنت انجام دے رہے ہیں۔

۱۹۳۴ء:۔ آسٹریا میں چانسلر ڈولفس (Dollfuss) اور
مارسیلز میں شاہ الگزینڈر والی یوگوسلافیہ قتل کر دئے گئے۔ جرمنی نے مجلس اقوام سے علیحدگی
اختیار کی۔ بلجیم کے حکمران شاہ البرٹ (Albert) کی یکایک موت واقع ہوئی۔
ہسپانیہ میں بغاوت رونما ہوئی۔ ڈیوک آف گلوسسٹر آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے دورے
پر روانہ ہوئے۔ ہندوستان کے صوبہ بہار میں عالمگیر زلزلہ آیا۔ جس میں ہزاروں مکانات اور
غریب و امیر اشخاص تباہ ہو گئے جس پر ملک معظم نے پیام ہمدردی بھیجا۔ لندن اور ہندوستان
میں زلزلہ زدوں کی امداد کے لئے چندہ جمع کیا گیا۔ ۲۹ نومبر کو ویسٹ منسٹر ایبے میں
ڈیوک آف کینٹ اور پرنسس میرینا کی شادی عمل میں آئی۔ ٹیلی ویژن کو حیرت انگیز
ترقی ہوئی۔

۱۹۳۵ء:۔ رائے عامہ سے استصواب کے بعد سار (Saar) کا علاقہ
جرمنی کو واپس کر دیا گیا۔ یورپ میں مختلف ممالک کے درمیان کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔
آسٹریلیا سے ڈیوک آف گلوسسٹر واپس ہوئے۔ شہنشاہ برطانیہ کی سلور جوبلی کے جشن
تمام برٹش امپائر میں منائے گئے۔ اور ہندوستان سب سے بازی لے گیا۔ وزارت کی
تبدیلی ہوئی جس میں مسٹر بالڈون وزیر اعظم اور مارکوئس آف زٹیلینڈ (Marquis of Zetland)

وزیر ہند متفکر رہوئے۔ کوئٹہ۔ مستونگ۔ قلات اور بلوچستان کے بعض دُوسرے
علاقوں میں خوفناک زلزلہ آیا جس میں ہزاروں مکانات تباہ ہوگئے چھپن ہزار انسان
اور اتنے ہی چوپائے دب کر مرگئے۔ کروڑوں کی جائداد برباد ہوگئی۔ گورنمنٹ کی
بروقت خبرگیری سے مزید نقصان نہ ہوُا۔ زخمیوں کو بلا کرایہ گھروں میں پہنچایا
گیا۔ ہندوستان کے متعدد شہروں میں ریلیف کمیٹیاں قائم ہوگئیں۔
کوئٹہ اور ہندوستان کے درمیان ریلیف کمیٹیوں کی طرف سے
زلزلہ زدوں کی مدد کے لئے پرائیویٹ ریلیف کمپ ہسپتالوں کا
قیام عمل میں آیا۔ کھانے اور کپڑے کی مدد دی گئی۔ نوّاب
صاحب بہاولپوُر نے ڈیرہ نوّاب (ریلوے سٹیشن)
پر زخمیوں کی تیمارداری کے لئے عالی شان کیمپ کھول
دیا۔ نوّاب صاحب گاڑی پر پہنچ کر تیمارداروں
میں ہر ایک سے مُصافحہ کرتے۔ اور مُصیبت
زدہ لوگوں کی مزاج پُرسی فرماتے رہے۔ اِس
تباہی میں سب سے پہلے ملک معظّم نے
پانچ ہزار پونڈ چندہ دے کر زلزلہ فنڈ کا
کام شروع کیا۔ ان کی تقلید میں
وائسرائے ہند نے بھی ہندوستان
میں ریلیف فنڈ کھول دیا۔ اور
چند ہی دنوں میں انگلستان
اور ہندوستان میں
مصیبت زدوں کی
اعانت و امداد
کے لئے لاکھوں
روپے جمع
ہوگئے

ستمبر ۱۹۳۵ء میں مشرقی افریقہ میں اٹلی اور ابی سینا کے مابین جنگ چھڑ گئی۔

تیسرا باب

آئینِ برطانیہ

حکومت اور سوسائٹی کا نظام

عام طور پر ہر جماعت تین حصوں میں تقسیم ہو سکتی ہے۔ (۱) وہ خاندان جس میں انسان پیدا ہوا۔ (۲) وہ گروہ بندی جو کسی مخصوص اثر کے ماتحت قائم ہو جائے۔ مثلاً ٹریڈ یونین وغیرہ (۳) وہ جماعت جس میں انسان قصداً شامل ہو۔ جیسے کلب وغیرہ۔ ان حلقوں سے حکومت کو براہِ راست کوئی تعلق نہیں ۔

حکومت اُس جماعت کا نام ہے۔ جو ان جماعات مذکور کو جائز حدود کے اندر رکھنے کے لئے قانون بنائے۔ پروفیسر میکیسر (Maciser) لکھتے ہیں۔ حکومت ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جسے یہ حق پہنچتا ہے کہ جماعتی ضبط و نظم قائم کرے ۔ اور اس کی ترقی میں ساعی ہو۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے لازم ہے۔ کہ اس کے مرکزی ادارے کی پشت پر قوم کی متحد و قوت کارفرما ہو" لیکن حکومت کی صحیح تر تعریف ایک اور مصنف نے کی ہے۔ جو کہتا ہے "حکومت ایک ایسے ادارے یا اداروں کے مجموعے کا نام ہے۔ جو بعض ابتدائی اور سوسائٹی کے مشترکہ مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ایک معینہ حدود کے اندر رہنے والوں کو ایک حکومت کے ماتحت لے آتا ہے"۔

اِس سلسلے میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ کسی سلطنت کے طرزِ حکومت میں کوئی تبدیلی واقع ہونا کسی نئی حکومت کے قیام کا مترادف نہیں۔ مثلاً اگر ایک شخصی حکومت متغیر ہو کر جمہوریت بن جائے۔ تو اُسے کسی نئی حکومت کے قیام سے تعبیر نہیں کرینگے۔ حکومت قائم رہی۔ صرف طرزِ حکومت بدل گیا۔

قیاسی اعتبار سے بھی آغازِ حکومت کی تین صورتیں ہیں۔ اوّل "معاشرتی میثاق"۔ اس سے فرد اپنے فطری حقوق میں سے چند کو اس لئے چھوڑ دینا گوارا کرتا ہے کہ بحیثیت مجموعی سوسائٹی کا مفاد اپنی کاربراری میں کامیاب ثابت ہو سکے۔ اس انفرادی قربانی کے عوض سوسائٹی نے انفرادی تحفظ کا بار اپنے اوپر لے لیا۔ حکومت منزل من اللہ مانی جاتی تھی۔ اور اس کے رُو سے حاکمِ وقت خدا کا نائب گردانا جاتا تھا۔ سوم حکومت جبریہ۔ اس کا وجود اس اطاعت کی بنا پر ظہور میں آتا ہے۔ جو کمزور کو طاقتور کے سامنے بجا لانی پڑتی ہے۔

اقسامِ حکومت | ان اصولوں کی بنا پر حکومت کی مندرجۂ ذیل اقسام ظہور پذیر ہوئیں :-

(۱) شہنشاہیت، (۲) امارت - اور (۳) جمہوریت

(۱) شہنشاہیت وہ حکومت ہے - جس میں حکمرانی کے اختیارات فردِ واحد کے ہاتھ میں دیدیئے جاتے ہیں - جو بادشاہ کہلاتا اور وراثتاً حکومت کا مالک ہوتا ہے - شہنشاہیت بھی دو قسم کی ہوسکتی ہے - (الف) خود مختار اور (ب) دستوری خود مختار شہنشاہیت میں بادشاہ کی مرضی تمام معاملات میں برتر سمجھی جاتی ہے۔

(ب) دستوری شہنشاہیت میں بادشاہ کے اختیارات حکومت کے دستوری قوانین سے محدود ہوتے ہیں - چنانچہ انگلستان کا بادشاہ اس کی مثال ہے -

(۲) امارت میں حکمرانی کی باگ ایک محدود طبقے کے ہاتھ ہوتی ہے -

(۳) جمہوریت ابراہام لنکن (Abraham Lincoln) کے الفاظ میں حکومتِ عوام، برائے عوام، بذریعۂ عوام ہوتی ہے - یہ دو قسم کی ہوسکتی ہے (۱) بلاواسطہ جمہوریت اور (۲) بالواسطہ جمہوریت - بلاواسطہ جمہوریت میں حکومت کی حدود میں بسنے والے عوام کی مجموعی رائے سے دستور مرتب ہوتا ہے - جیسے سوئٹزرلینڈ میں - اور بالواسطہ جمہوریت میں عوام اپنے نمائندوں کے ذریعے سے قوانین بناتے ہیں - موجودہ دستوری حکومتیں سب اسی انداز کی ہیں۔

حکومتیں اور طرزِ جدید

مندرجۂ بالا اقسامِ حکومت قدیم ہیں - جدید اعتبارات سے حکومت کی اقسام یہ ہیں :-

(۱) کیبنٹ (Cabinet) (کابینہ) اور صدر کی حکومت - (۲) مرکزی اور فیڈرل (Federal) ترکیبی حکومت -

(۱) کیبنٹ کی حکومت کو ذمہ دار یا پارلیمنٹری حکومت بھی کہتے ہیں - اس میں حکومت ایک کمیٹی کے ذریعے سے ہوتی ہے - برطانیہ میں کیبنٹ ہی اصلی حکمران ہے - تمام انگریزی مقبوضات میں اسی طرزِ حکومت کی نقل کی جارہی ہے، اور یورپ کے دیگر ممالک جیسے جرمنی - فرانس - اٹلی وغیرہ میں بھی پارلیمنٹری حکومت اختیار کی جارہی ہے - گو جرمنی اور اٹلی میں یہ عمل ناکامیاب رہا ہے اور وہاں ڈکٹیٹر Dictator (فرمان فرما) پیدا ہوگئے ہیں۔

صدر کی حکومت جمہور کا صدر حکمرانی کرتا ہے - امریکہ اس کی مثال ہے - صدر لیجسلیچر (Legislature مجلس قانون ساز) کا ممبر نہیں ہوتا - بلکہ اس کے اثر سے آزاد رہتا ہے -

اس کے وزراء کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے۔

(۲) مرکزی حکومت یا وحدانی حکومت مرکزی حکومت ہوتی ہے۔ جس کے ماتحت حکومت کے تمام صوبجاتی ادارے ہوتے ہیں۔ انگریزی حکومت کو مرکزی حکومت یا وحدانی حکومت کہہ سکتے ہیں۔ اس کا مرکز ویسٹ منسٹر Westminster ہے۔ اور تمام صوبجات کی حکومتیں اس کے ماتحت ہیں۔

فیڈرل حکومت ایک طرح کی دو عملی ہوتی ہے۔ یہ ایک نظام ہے۔ جس میں مرکزی و صوبجاتی حکومتیں دونوں شامل ہوتی ہیں۔ اور ان کے حلقہ ہائے عمل دستور اساسی میں واضح کر دیئے جاتے ہیں۔ امریکہ اس حکومت کی ایک نمایاں مثال ہے۔

قانون کی تعریف اور نوعیت | تمام حکومتیں قانون کی اطاعت کئے جانے کے اصول کو سامنے رکھتی ہیں۔ اس لئے قانون کی تعریف یہ کی جا سکتی ہے۔ کہ قواعد کا وہ مجموعہ جو ایک سوسائٹی کا حکمران اپنی سوسائٹی کے دیوانی فوجداری اور مالی اندرونی اور بیرونی معاملات کے لئے جاری کرتا ہے۔ جن کی اطاعت کی جاتی اور جن کے نہ ماننے پر سزا دی جاتی ہے۔

قانون ہمیشہ معاشرتی قوت یعنی رسم و رواج کے ماتحت ہوتا ہے۔ سوسائٹی کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ کچھ رسم و رواج قوت پکڑتے جاتے ہیں۔ اور بطور ایک غیر منظم قانون کے ہو جاتے ہیں۔ جن کی پابندی سوسائٹی کے مذہبی اثر کے سبب کی جاتی ہے۔ اور بسا اوقات یہ رسم و رواج ایسی زبردست قوت حاصل کر لیتے ہیں۔ کہ ان کے خلاف عمل کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ ایسے رسم و رواج کو اکثر حکومت قانون کی شکل دے دیتی اور ان کی پابندی کراتی ہے۔

قانون تین چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ (۱) رسم و رواج جو غیر مدون ہوتے ہیں۔ (۲) خاص خاص واقعات پر ججوں کے فیصلے (۳) آئینی مجالس کے بنائے ہوئے قوانین۔

گورنمنٹ اور اس کے فرائض و اختیارات | جو قوت قانون کو بناتی ہے۔ اُسے حکومت یا ملوکیت کہتے ہیں۔ خواہ وہ کسی شکل میں ہو۔ بعض اوقات یہ قوت بادشاہ کے تاج کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات آئینی مجالس کی شکل میں۔ مثلاً انگلستان میں بادشاہ اور پارلیمنٹ۔ فرانس میں جمہوریت اور اس کا صدر ملک ملوکیت بنتے ہیں۔ اور اس کی پیروی کرانے کے لئے ایک طاقت کی ضرورت ہے۔ اسی طاقت کو انتظامیہ گورنمنٹ کہتے ہیں۔ گورنمنٹ حکومت کی ایک مشینری ہے کہ اس کے بغیر حکومت قائم نہیں رہ سکتی۔ یعنی گورنمنٹ وہ نظام یا طاقت ہے جسے ملوکیت کا استحقاق حاصل ہے۔ گورنمنٹ کا اصلی کام امن و امان قائم کرنا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اس کے ساتھ ایک فوجی طاقت کی ضرورت ہے۔ پھر ایک آئین ساز طاقت کی۔ اور اس کے

بعد ایک تیسری مالی طاقت کی۔ جس سے وہ نظام قائم رکھنے کے لائق روپیہ حاصل کرسکے۔ ہر دستور حکومت یا کنسٹیٹیوشن (Constitution) کا فرض یہ ہے۔ کہ وہ ان تین وسائل نظام کو مضبوط کرے۔ اور ایسے قوانین نافذ کرے۔ جن سے راعی اور رعایا دونوں کے حقوق و حدود معین ہو جائیں۔

جس طرح صحیح انسان وہی کہلاتا ہے۔ جس کا ہر عضو صحیح طور پر کام کرے۔ اور جسم کو عوارض سے بچائے۔ اسی طرح صحیح آئین وہی سمجھا جائیگا۔ جس کے ذریعے سے راعی و رعایا دونوں خوشحال اور اُن کے حقوق پورے طور پر محفوظ ہوں۔

دستور حکومت کا نصب العین اور انگلستان

اگر انگلستان کے قانون کو دیکھا جائے۔ تو اس میں یہ تمام باتیں موجود ہیں۔ چنانچہ انگلستان کا بادشاہ ایک آئینی بادشاہ ہے۔ جس کے تمام اختیارات پارلیمنٹ کے ساتھ ایسے وابستہ ہیں۔ کہ بادشاہ کا وجود پارلیمنٹ سے علٰحدہ تسلیم کرنا مشکل ہو جائے گا۔ گو بادشاہ امور خارجی میں بہت سی باتیں ایسی کرسکتا ہے۔ جن سے وہ عضو معطل نہیں سمجھا جاسکتا۔ اسی طرح پارلیمنٹ جو کچھ کرتی ہے۔ وہ سب باشندگان ملک کی رائے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کرتی ہے اور اس لئے گو حکومت لفظاً پارلیمنٹ یا کیبنٹ کی کہی جاتی ہے۔ لیکن معناً باشندگان ملک کی ملکیت ہے۔ اور جو کچھ کیا جاتا ہے۔ وہ اُن کے بہترین مفاد کے خیال سے۔

انگلستان کے قانون میں قانونی عدالتوں کو بڑا اختیار ہے۔ خود بادشاہ تک قانون سے مافوق نہیں سمجھا جاتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بعض ملکوں کو جہاں اب سے پہلے بادشاہ قانون سے مافوق تھا۔ انقلاب کی ضرورت ہوئی۔ مگر انگلستان ایسے انقلابات سے محفوظ رہا۔ اور جب کبھی کسی شاہِ برطانیہ نے ایسی فوقیت کا دعویٰ کیا۔ اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کی وہ ناکام رہا۔ کسی کا سر قلم کیا گیا۔ (چارلس اول) کوئی تخت سے اُتارا گیا۔ (جیمز دوم) اور بہرحال اس خیال کے متعدد بادشاہوں میں سے ہر ایسا عہدیدار انجام کار اس امر پر مجبور کیا گیا۔ کہ سندِ حقوق پر دستخط کرے۔ چنانچہ متعدد ایسے وثیقے تحریر میں آئے اس کتاب میں تاریخ برطانیہ کے ضمن میں یہ جملہ واقعات تفصیل کے ساتھ تحریر کئے گئے ہیں۔

انگلستان کے آئین میں کامن لا (قوانین مشتمل بر روایات) اور سٹیچوٹ لا (قوانین تدوین یافتہ) دونوں شامل ہیں۔ یعنی تمام رواج جو ملک میں جاری ہیں۔ وہ بھی قانون کی شکل اختیار کرتے جاتے ہیں۔ اور مدوّن قانون بھی۔

اصولاً انگریزی قانون دو عملی کی حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی آئین سازی کی طاقت بھی بادشاہ کو پارلیمنٹ سمیت اور انتظامی طاقت بھی اسی کو مع کابینہ کے حاصل ہے۔

سلطنت انگلشیہ کی مملکتیں اور اُن کی حکومتیں

دستور و عادات، ملک محروسہ، زیر حفاظت، خود مختار حکومت | اگرچہ امریکہ اور انگلستان کے قوانین کی قدیم اصل ایک ہے۔ تاہم یوں سمجھئے کہ امریکہ کا دستور آئین اس ملک کا سب سے بڑا قانون ہے اور انگلستان کا آئین اس کا رواجی قانون ہے۔ انگلستان کا آئین برٹش ایمپائر کے مختلف ملکوں کے آئین کا ماخذ ہے۔ یہ بھی ہوا کہ امریکہ کا قانون بھی بہت کچھ اسی سے ماخوذ ہے۔ اور یورپ کے مختلف آئین میں انگلستان کے آئین کا اثر ہے۔
برٹش ایمپائر میں مختلف قسم کے ممالک ہیں۔ جن کے آئین بھی مختلف ہیں۔ مثلاً کینیڈا، جنوبی افریقہ وغیرہ ڈومینینز (Dominions) ذمہ دار مملکت کہلاتے ہیں۔ سیلون کالونی (Colony) (نوآبادی) اور ہندوستان ڈی پنڈنسی (Dependency) یعنی ملک محروسہ کہلاتا ہے۔ مصر کو "دومینین زون آف انفلوئنس" (زیر حفاظت) کہتے ہیں۔ ان تمام ممالک کی حیثیتیں جداگانہ ہیں۔ ڈومینینز کو ذمہ دار حکومت حاصل ہے۔ اور بعض آئینی ماہروں کے نزدیک انہیں انگلستان سے قطع تعلق کا حق بھی حاصل ہے۔ کالونی کو پوری ذمہ دار حکومت ابھی تک کہیں بھی حاصل نہیں ہوئی۔ لیکن اگر کالونیز کی تاریخ دیکھی جائے۔ تو ذمہ دار حقوق کا حاصل ہونا اس کے منافی نہیں۔ کالونی یا نوآبادی کا ابتدائی تصور تو یہ تھا۔ کہ کسی ملک کے باشندے دوسرے ملک میں جا کر رہیں اور حکومت کریں۔ اور اپنے اصلی وطن کی حکومت سے بھی وابستہ رہیں۔ مگر رفتہ رفتہ اس تصور میں تبدیلی ہوتی گئی۔ اور اب وہ ممالک جنہیں ذمہ دار حکومت حاصل ہے۔ اپنے آپ کو کالونی کہنا اپنی ذلت سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ گو کینیڈا وغیرہ فی الحقیقت کالونی ہیں۔ لیکن اب وہ اپنے آپ کو اس نام سے منسوب کرنا باعث ذلت سمجھتے ہیں۔ ملک محروسہ یا "ڈی پنڈنسی" کے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں کیونکہ لفظ خود معنی کو بتاتا ہے۔ ہندوستان کو جس وقت تک حکومت خود اختیاری یا مکمل ذمہ دار حکومت حاصل نہ ہو۔ اس وقت تک اس کا شمار ظاہر ہے۔ کہ ملک محروسہ میں ہوگا۔ بعض جگہ ملا جلا سا آئینی تاثر کام کرتا ہے۔ مثلاً مصر میں مصر والوں کی اپنی حکومت ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ برطانیہ کے بعض اثرات بھی اُن پر حاوی ہیں۔ اسی وجہ سے ان کا شمار اس طور پر ہوتا ہے۔

برطانیہ کے آئین و دستور حکومت کا ارتقاء

یہ تو مسلّم ہے۔ کہ موجودہ جمہوریت کی تخلیق اسلام کے درخشاں کارناموں میں سے ایک ہے۔ اور جمہوریت اور اس کے دستور کی سرگزشت ہمارے کانوں کے لئے کوئی نئی اور نادر چیز نہیں ۔ لیکن انگلستان کے آئینی ارتقاء کا افسانہ جمہوریت کی تاریخ میں اس قدر سبق آموز حیثیت رکھتا ہے۔ کہ ہر دلدادۂ سیاست کے لئے اس سے واقفیت پیدا کرنا ضروری ہے۔

اس سلسلے میں ہمیں سب سے پہلے کیبنٹ (کابینہ) یا مجلس وزراء کی تاریخ ارتقاء پر نظر ڈالنی چاہئے۔ اور چونکہ مجلس وزراء کے ادراک کے لئے پریوی کونسل (Privy Council) کو سمجھنا ضروری ہے۔ اس لئے لازم آیا۔ کہ پہلے ہم پریوی کونسل کی ماہیت کو جس کی کیبنٹ ایک شاخ تھی روشنی میں لے آئیں۔

پریوی کونسل کی ابتدائی شکل گریٹ کونسل (مجلس اعظم) پریوی کونسل کی ابتدائی حیثیت بالکل ویسی ہی تھی۔ جیسی ایشیا میں بادشاہوں کے مصاحبین کی ہوا کرتی تھی۔ جب نارمنوں کا اثر انگلستان میں قوی ہوا۔ تو کچھ تبدیلی کے ساتھ مشیروں کی ایک جماعت قائم کی گئی۔ جس کا نام مجلسِ اعظم یا گریٹ کونسل تھا۔ یہ جماعت فی الحقیقت بادشاہ کو تمام قانونی، اقتصادی اور مالی مشورے دیتی تھی۔ اور بادشاہ کی طرف سے اپیل بھی سُنا کرتی تھی۔ رفتہ رفتہ اس میں تبدیلی پیدا ہوئی اور بادشاہ کے ان متوسلین میں سے ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ جو ہر وقت بادشاہ کے ساتھ رہتے تھے۔ اس کا نام "کیوریا ریگیس" یا "مستقل مجلس" رکھا گیا ۔ اس مجلس کا یہ مقصد تھا۔ کہ بادشاہ ہر معاملے میں اس سے مشورہ لے سکے۔ اس مجلس کے ارکان شاہی خاندان کے لوگ اور معزز افسر ہوا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ سہولت کار کی غرض سے اس مجلس کی مختلف شاخیں قائم کی گئیں۔ جو خصوصیت کے ساتھ مالی اور عدالتی معاملات کو فیصل کرتی تھیں۔ ان شاخوں کے قائم ہو جانے کے بعد مجلس اعظم محض مجلس شوریٰ رہ گئی۔ اور اسی کا نام "پریوی کونسل" ہو گیا۔

پریوی کونسل کا ہنری ششم کے وقت میں اور اس کے بعد ٹیوڈر اور سٹوارٹ خاندان میں بڑا زور رہا۔ لیکن سترھویں صدی کے اختتام پر اس کا زور گھٹ گیا۔ اس کی مالی شاخ نے خاص اہمیت حاصل کی۔ اور تمام انتظامیہ معاملات کا نظام رفتہ رفتہ اسی کے قبضۂ قدرت میں آ گیا۔ اسی کا نام کیبنٹ ہے۔ اس کا یہ نام صرف اسی لئے پڑا۔ کہ بادشاہ اپنے وزراء سے محل کے اندرونی کمرے میں مشورہ لیا کرتا تھا۔ اور کیبنٹ کے لفظی معنی اندرونی کمرہ ہیں۔

یوں تو مشورے کا یہ طریقہ پہلے سے جاری تھا۔ لیکن چارلس دوم نے ہمت پکڑ کر اس طریقے پر عمل کیا اور تقریباً تمام معاملات میں اپنی کیبنٹ سے مشورہ لیا۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے۔ کہ گو یہ مجلس شوریٰ تھی۔ مگر ابتداء میں اس کے ممبر بادشاہ کے چہیتے اور عوام کے مفاد پر نظر نہیں رکھتے تھے اسی وجہ سے بار بار پارلیمنٹ اور اس جماعت میں اختلاف ہوتا رہا۔

پارلیمنٹ کے تحت کیبنٹ اور اس کے شاہانہ اختیارات پارلیمنٹ کے اقتدار کے ساتھ ساتھ کیبنٹ کے ممبروں کا انتخاب بھی اسی جماعت سے ہونے لگا۔ جو پارلیمنٹ میں سب سے زیادہ طاقتور ہوتی تھی۔ اور اس طرح کیبنٹ کی ذمہ داری پارلیمنٹ کے ساتھ خاص طور پر وابستہ ہوئی۔ اور کیبنٹ پارلیمنٹ کی ایک طاقتور رکن جماعت متصور ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ کیبنٹ کے مختلف ممبر محکموں کے اعلیٰ افسر ہونے لگے۔ کیبنٹ سسٹم کی رو سے فی الحقیقت تمام اختیارات جو بادشاہ کو حاصل تھے۔ وہ اس جماعت کی طرف عود کر آئے۔ اور اس ارتقاء کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اب بادشاہ سیاسی معاملات میں کوئی حصہ نہیں لیتا۔ بے شک بادشاہ سلطنت کے ارکان سے گہرا تعلق رکھتا اور پس پردہ تمام معاملات میں دلچسپی ظاہر کیا کرتا ہے۔ جو ارکان کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ لیکن کسی معاملے کا قطعی فیصلہ اس کے ہاتھ میں نہیں۔ اور نہ اپنے ملک کے سامنے وہ کسی معاملے کا ذمہ دار خیال کیا جاتا ہے بادشاہ کے نام سے فی الحقیقت وہ لوگ حکومت کرتے ہیں۔ جن کے کاموں پر نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں۔

رائے عامہ کی قوت کیبنٹ بادشاہ کے نام سے کام کرتی ہے۔ اور اسی کے مشورے کے مطابق بادشاہ کی طرف سے احکام جاری ہوتے ہیں۔ لیکن بادشاہ خود مشوروں میں شریک نہیں ہوتا۔ چونکہ کیبنٹ کے ممبر پارلیمنٹ کے ممبر ہوتے ہیں۔ اور ممبر بھی ایسے جو عام انتخاب سے آتے ہیں۔ اس لئے کیبنٹ کا وجود لازماً رائے عامہ پر منحصر ہوتا ہے۔

کیبنٹ کے ارکان ہر وقت رائے عامہ کا احساس کرتے رہتے ہیں۔ چونکہ وہ اس پارٹی سے منتخب ہوتے ہیں۔ جو باقی سب سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ اس لئے اس مجلس انتظامیہ اور پارلیمنٹ میں ایک گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اور وہ جمہوریت کے اصول سے ہٹ نہیں سکتا۔ کیبنٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:-

(الف) ذریعہ اتحاد یہ مجلس قانون ساز اور مجلس انتظامیہ کے درمیان ایک ذریعہ اتحاد ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ پارلیمنٹ کی تمام پارٹیوں میں سے سرکردہ ارکان لے کر ان سے کیبنٹ بنائی جاتی ہے مثلاً ایک سے زیادہ پارٹیوں نے مل کر گورنمنٹ بنائی۔ جیسا کہ جنگ عظیم کے زمانے میں ہوا۔ اور آج بھی نظر آرہا ہے۔ ایسی حالت میں وزراء بھی لازماً ان سب پارٹیوں سے منتخب کئے گئے جنہوں نے مل کر گورنمنٹ قائم کی تھی۔ مگر یہ اصول کبھی ہاتھ سے نہ دیئے گئے۔ کہ کیبنٹ کے ممبر لازماً پارلیمنٹ

کے ممبر ہونگے۔ نیز یہ کہ اُن ہی سے اکثر پارلیمنٹ کی طاقتور جماعت کے نمائندے ہونگے۔

(۲) نظام کی سیاسی یک جہتی:۔ جیسا کہ اوپر تذکرہ کیا گیا۔ مجلس وزرا کا ارتقا پارلیمنٹ کی استقامت اور پارٹی کے قیام سے ہُوا۔ یعنی کیبنٹ نتیجہ ہے۔ پارلیمنٹ میں پارٹیاں قائم اور باوقعت پارٹی کے [illegible]

(۳) کیبنٹ کے ممبروں کی مشترکہ ذمہ داری عام طور پر چونکہ وزراء ایک ہی اصول کے مؤید ہوتے ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے۔ کہ جب اصولی اختلاف شروع ہو۔ اور پبلک کا اعتماد گھٹ جائے تو وزراء کو مستعفی ہو جانا چاہیئے۔ چنانچہ اسی اصول پر ایسے وقت میں تمام وزراء مستعفی ہو جاتے ہیں۔

(۴) کیبنٹ کے تمام ممبروں کا ایک وزیر اعظم کے ماتحت ہونا گو اصولاً وزیر اعظم کو اس سے زیادہ حق نہیں۔ جو ہر وزیر کو ذاتی حیثیت سے ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی وزیر اعظم کی حیثیت انگلستان کے آئین میں بہت نمایاں ہے۔ وہ عام طور پر اس پارٹی کا لیڈر ہوتا ہے۔ جو سب سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ البتہ سابق وزیر اعظم مسٹر میکڈانلڈ کی حیثیت ذرا مختلف ہے۔ کیونکہ وہ لیبر پارٹی کے ممبر تھے۔ اور پارلیمنٹ میں اس وقت سب سے بڑی جماعت قدامت پسند لوگوں کی ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جس اصول پر پچھلا انتخاب ہُوا ہے۔ اس اصول سے جس جماعت نے پارلیمنٹ میں فوقیت حاصل کی ہے۔ اس کے رہنما مسٹر میکڈانلڈ تھے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ عام اصول کہ وزیر اعظم سب سے بڑی پارٹی کا لیڈر ہوتا ہے۔ تبدیل ہو گیا۔

بادشاہ کے اختیارات اور کیبنٹ وزیر اعظم ہی تمام وزراء کا انتخاب کرتا ہے۔ اور بہت سے معاملات میں فی الحقیقت اس کی حیثیت ایک حاکم مطلق کی ہوتی ہے۔ اور جب تک اس پر پارلیمنٹ کا اعتماد بذریعہ کثرت رائے قائم رہتا ہے۔ وہ بعض اوقات مگر کم بڑے بڑے اہم معاملات خود اپنی رائے سے طے کر لیتا ہے۔ گو بعد میں وہ معاملات کیبنٹ اور پھر پارلیمنٹ کے سامنے آتے ہیں۔

اب یہ امر بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ بادشاہ کا تعلق کیبنٹ سے کیا ہے۔ اوّل یہ کہ گو تمام کام بادشاہ کے نام سے ہوتے ہیں۔ لیکن بادشاہ کسی کام کا ذمہ دار نہیں۔ اسی لئے یہ مشہور ہے۔ کہ بادشاہ کوئی غلطی نہیں کر سکتا۔ بادشاہ کی جگہ ہر کام کا ذمہ دار وزیر ہے۔ اور وزیر ہی سے پبلک ہر کام کا مواخذہ کر سکتی ہے وجہ یہ کہ جب بادشاہ کیبنٹ کے مشورے میں شریک نہیں ہوتا۔ تو اُسے کسی کام کا ذمہ دار بنانا اصولاً غلط ہو گا۔ دوم۔ بادشاہ کو وزارت کی تبدیلی کے عمل میں لانے کا اختیار حاصل ہے۔ اور اس اختیار کو وہ دو وقتوں میں استعمال کر سکتا ہے۔ اوّل اُس وقت جب واقعات سے یہ ظاہر ہو جائے۔ کہ وزراء اور دار العوام ملک کی رائے عامہ کی صحیح نمائندگی نہیں کر رہے ہے۔ ایسی حالت میں بادشاہ وزراء کو موقوف کر کے پارلیمنٹ

کو منسوخ کرے گا۔ اور نئے انتخاب کا حکم دیگا۔

دوم۔ اگر بادشاہ کسی مسودہ قانون پر اپنی رضامندی کے دستخط ثبت نہ کرے۔ اور وزراء اس کا پاس ہونا اپنے انتظام حکومت کے لئے ضروری سمجھتے ہوں۔ تو وزارت تبدیل ہو جائے گی۔ لیکن بادشاہ کے لئے ایسا کرنا آسان نہیں۔ کیونکہ اگر انتخاب سے وہی وزارت پھر قائم ہو گئی۔ تو وہ بادشاہ کو سلطنت چھوڑنے پر مجبور کر سکتی ہے۔

سوم۔ بادشاہ خود وزراء کا انتخاب کرتا ہے۔

بظاہر یہ اصول اس اصول کے متضاد معلوم ہوتا ہے۔ جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ کہ وزیر اعظم وزراء کا انتخاب کرتا ہے۔ لیکن فی الحقیقت دونوں صحیح ہیں۔ ایک واقعتاً دوسرا اصولاً۔ یعنی اصولاً تمام انتخابات بادشاہ کی جانب سے ہوتے ہیں۔ لیکن واقعتاً بادشاہ صرف وزیر اعظم کا انتخاب ایک اصول کے تحت میں کرتا ہے۔ اور وزیر اعظم دیگر وزراء کا۔ تمام وزراء اپنی وزارت کے تمام کاموں کے لئے بادشاہ کی طرف سے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

چہارم۔ کیبنٹ یا وزراء کسی سیاسی معاملے میں بادشاہ کا نام نہیں لا سکتے۔ اور نہ یہ ظاہر کر سکتے ہیں۔ کہ بادشاہ کا کیا منشاء اور کیا خواہش ہے۔

پنجم۔ تمام اہم امور میں بادشاہ سے مشورہ کیا جاتا ہے۔ لیکن فیصلہ بالکل وزراء کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جو دارالعوام کے نمائندے ہوتے ہیں۔ بادشاہ کی تقریر بھی جو پارلیمنٹ میں ہوتی ہے اُسے بھی کیبنٹ تیار کرتی ہے۔ گو یہ کیبنٹ پارلیمنٹ کے بیرون کی ہے۔ اور پارلیمنٹ ہی کی مقرر کی ہوئی سمجھی جاتی ہے۔ لیکن یہ پارلیمنٹ کو بھی منسوخ کر سکتی ہے۔ اور اسے آئین کے ملتوی کرنے اور اپیل وغیرہ سننے کا بھی اختیار حاصل ہے۔ اس کے مقابلے میں پارلیمنٹ مجاز نہیں۔ کہ وہ اس کی تمام کارروائیوں سے آگاہی رکھے۔ فی الواقع وزراء کے لئے ممنوع ہے کہ وہ کیبنٹ کی کارروائیوں کو پارلیمنٹ میں بادشاہ کے حکم کے بغیر ظاہر کریں۔ ہاں پارلیمنٹ کو یہ اختیار ضرور ہے کہ اگر پبلک مفاد کے خلاف نہ ہو۔ تو کیبنٹ کے فیصلے کی اطلاع اُسے دی جائے۔ اور اُس کے سامنے جو ملکی حکمت عملی پیش کی جاتی ہے۔ اُس کا قطعی فیصلہ کیبنٹ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

کیبنٹ دو صدی سے زائد زمانہ ہوا کہ جاری ہوئی۔ اور بجز زمانہ جنگ کے جب مسٹر لائڈ جارج نے ایک کیبنٹ علیحدہ قائم کی تھی۔ جس میں کچھ ممبر ایسے بھی تھے۔ جو پارلیمنٹ کے ممبر نہ تھے یہ مجلس ہمیشہ کامیابی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتی رہی۔ سیاست دانوں نے اس پر دفعتاً حملے بھی کئے۔ لیکن بیکار ثابت ہوئے۔

بادشاہ کی حیثیت یا محدود ملوکیت بمنزلۂ جمہوریت

تاریخ برطانیہ رشفو دکتاب میں مختلف شاہی خاندانوں کے حالات کے ضمن میں ہم تفصیل کے ساتھ اس حقیقت پر روشنی ڈال چکے ہیں۔ کہ کس طرح برطانیہ کی حکومت ایک خود مختار بادشاہت سے چل کر محدود بادشاہت میں تبدیل ہوگئی۔ جس میں اگرچہ بادشاہ کا شاہی مرتبہ موجود ہے۔ مگر کاروبار حکومت در اصل جمہور کے قبضے میں ہے۔ اور اس لئے اس محدود یا آئینی بادشاہت کو جمہوریت کا مترادف قرار دیں۔ تو عین درست ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ برطانیہ کی اندرونی تاریخ بجائے خود اسی آئینی حکومت کے ارتقار کا دوسرا نام ہے۔

آئین و دستور حکومت برطانیہ کے رو سے تمام نظام حکومت "تاج" کے ماتحت ہے۔ تمام بحری و بری افواج کا تقرر بادشاہ کرتا ہے۔ تمام معاہدے اور اعلانات اس کے نام سے ہوتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے اجلاس کی اجازت دینا۔ وزیر اعظم کا تقرر۔ ملکی مالیات کی تحصیل اور صرف وغیرہ سب اُسی کے نام سے ہوتے ہیں۔ اور یہ تمام اختیارات اس عہدے سے متعلق ہیں۔ جسے "تاج" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یاد رکھنا چاہئے۔ کہ آئینی بادشاہ کے تین حقوق بڑے زبردست ہیں۔ ایک یہ کہ اُس سے تمام اہم امور میں مشورہ لیا جائے۔ دوسرے یہ کہ وہ جس کی چاہے ہمت اور عزت بڑھا سکتا ہے تیسرے یہ کہ کیبنٹ کو متنبہ کرنے کا حق اُسے ہر وقت حاصل ہے۔

بادشاہ کی عالمگیر آگاہی اور اس کی شخصیت کی اہمیت | یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بالعموم بادشاہ کا مشورہ بہت صحیح اور بیش قیمت ہوتا ہے۔ ماہرین سیاسیات کی رائے ہے۔ کہ بادشاہ تقریباً دس سال کی تخت نشینی کے بعد آئین و نظام حکومت کے متعلق ملک بھر میں سب سے زیادہ واقف کار ہو جاتا ہے۔ وزیر اعظم تو جب تک پارلیمنٹ کا اعتماد رہتا ہے۔ اپنے عہدے پر برقرار رہتا ہے۔ مگر بادشاہ عمر بھر تمام آئینی امور کا مطالعہ غیر متعصبانہ نقطۂ نگاہ سے کرتا رہتا ہے۔ اسی وجہ سے اُس کا مشورہ ملک کے بہترین مفاد کے لئے ہوتا ہے۔

تاج اور بادشاہ کی شخصیت اتنی بڑی سلطنت میں جیسی کہ سلطنت برطانیہ ہے۔ مختلف ممالک میں باہم رشتۂ اتحاد قائم رکھنے کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔ "ایمپائر" یا شہنشاہی سلطنت کا ہر ملک اُس ذریعے کو آسانی سے سمجھتا اور اُس کی شخصیت سے مناسب تعلق پیدا کرنا مفید جانتا ہے۔

اس کے علاوہ تمام اعلیٰ طبقے کی سوسائٹی پر بادشاہ کے اخلاق کا بڑا اثر پڑتا ہے۔ جو سیاسیات میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ بادشاہ اور شاہی خاندان کا اخلاقی اثر تمدن کے ہر شعبے پر پڑتا ہے

نیز امور خارجہ میں بادشاہ کی شخصیت بہت کچھ اثر رکھتی ہے۔ اکثر ایسا ہوا ہے۔ کہ ناگوار اور کشیدہ تعلقات جو ممالک کے مابین پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ شاہی خطوط۔ شاہی پیغامات اور شاہی ملاقاتوں کے طفیل خوشگوار ہو جاتے ہیں۔ تعلقات خارجہ میں کشیدگی اکثر عوام کے جذبات اور خیالات پر مبنی ہوتی ہے۔ اور شاہی وضع کا اثر عوام کے دلوں پر بہت کچھ ہوتا ہے۔

برطانوی پارلیمنٹ کی نوعیت اور اُس کے فرائض و اختیارات

پارلیمنٹ مشتمل ہے بادشاہ، دارالعوام اور دارالامراء پر۔ لیکن جمہوریت کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ دارالعوام کا اثر اتنا بڑھ گیا۔ کہ اب عام الفاظ میں پارلیمنٹ صرف دارالعوام کا نام ہے۔ برطانیہ کی پارلیمنٹ بڑی امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ قدامت کے لحاظ سے کسی ملک کی مجلس اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ برطانیہ کی پارلیمنٹ بجا طور پر دنیا کی پارلیمنٹوں کی ماں کہلاتی ہے۔

(۱) قانون سازی میں مختار مطلق | پارلیمنٹ ہر قانون میں ترمیم و تنسیخ کر سکتی ہے۔ چنانچہ بوقت ضرورت اُس نے اہم ترین قدیم قوانین منسوخ کر دیئے۔ امریکہ میں سپریم کورٹ (Supreme Court) یعنی عدالت عالیہ مجلس قانون ساز کے بنائے ہوئے قوانین ناجائز قرار دے سکتی ہے۔ لیکن برطانیہ کی پارلیمنٹ جو قانون بنا دے۔ اس کا توڑنے والا کوئی نہیں۔

(۲) قانون سازی | پارلیمنٹ تمام قسم کے قانون ملکی۔ آئینی اور اصولی خود بناتی ہے۔ گو قانون سازی میں دارالعوام و دارالامرا دونوں کا اثر ہوتا ہے۔ لیکن مقدم الذکر کا اثر بہت زبردست ہوتا ہے۔ بلکہ دارالامرا کی انتہائی مخالفت کے باوجود دارالعوام کا فیصلہ انجام کار قطعی قرار پاتا ہے۔

(۳) ٹیکس لگانا | تمام مالی قوانین بنانے کی ذمہ دار پارلیمنٹ ہے اور انہیں قوانین کے ذریعہ سے ملک پر محصولات قائم کئے جاتے ہیں۔ اور آمدنی خرچ کی جاتی ہے۔

(۴) سلطنت پر نگرانی | پارلیمنٹ تمام نظام کی نگران ہے۔ خواہ وہ مقامی ہو یا قومی یا دیگر ممالک سے تعلق رکھتا ہو۔ جو سلطنت برطانیہ کے رشتے میں منسلک ہیں۔

(۵) انتظامیہ | پارلیمنٹ تمام انتظامی افسروں کا انتخاب اور تقرر کرتی ہے۔ اور انتظامی افسر جنہیں کیبنٹ یا مجلس وزراء سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ اُسی وقت تک اپنے عہدے پر رہتے ہیں۔ جب تک انہیں پارلیمنٹ کا اعتماد حاصل ہو۔

(۶) بحث کرنا | پارلیمنٹ ہی سب سے بڑی جماعت ہے جس کے ذریعے سے رائے عامہ کا اظہار اور اُس پر عمل کیا جاتا ہے۔ شاید بہت کم لوگ پارلیمنٹ کے اس فرض اور خصوصیت کی اہمیت کو

سمجھتے ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہی چیز ہے۔ جس کے ذریعے سے پارلیمنٹ کے ممبروں کی قابلیت۔ تدبر اور پختگی خیالات کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور جس سے ضرورت کے وقت عمدہ آدمیوں کے انتخاب میں مدد ملتی ہے۔ نیز یہی چیز ہے۔ جو ممبروں کی خامیوں کو دُور کرتی اور اُن میں تدبر و پختہ کاری پیدا کرتی ہے۔

دار الامراء جس طرح اور ملکوں کی ابتدائی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دولت اور حسب و نسب بہت زیادہ مؤثر رہے ہیں۔ اسی طرح انگلستان میں بھی یہ چیزیں ابتداء میں بہت کچھ اثر رکھتی تھیں۔ لیکن رفتہ رفتہ امراء کے اعزاز کی حیثیت بھی بدلتی گئی۔ مگر اب بھی یہی دار الامراء سلطنت کا ایک ضروری جزو ہے۔ جو وسعت و حیثیت میں بالکل دار العوام کے برابر ہے۔ یعنی جس طرح دار العوام رائے عامہ کا نمائندہ ہے۔ اسی طرح دار الامراء طبقہ امراء کا نمائندہ ہے لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اب دار العوام کو دار الامراء سے کہیں زیادہ اختیارات حاصل ہیں۔ اور اصولاً یہ بُرا بھی نہیں۔ کیونکہ اگر دونوں مجلسوں کو یکساں اختیارات ہوں۔ تو ممکن ہے۔ کہ ضروری قانون کو دونوں میں سے کوئی مسترد کر دے۔ اور ملکہ وکٹوریہ کے زمانے میں ایسے مواقع پیش بھی آچکے ہیں۔ امریکہ اور سوئٹزرلینڈ کے آئین میں دونوں جماعتوں کو یکساں اختیارات حاصل ہیں۔ چنانچہ دونوں کو ہر وقت اس قسم کا خطرہ لگا رہتا ہے۔ انگریزی دستور نے اپنے آئین کی یہ خامی دُور کر دی ہے۔ بالخصوص سنہ ۱۹۱۱ء کے پارلیمنٹ ایکٹ نے دار الامرا کی فوقیت اس سے ہمیشہ کے لئے لے لی۔ اس طرح دونوں ایوانوں کے اختیارات میں وہ توازن پیدا ہو گیا ہے۔ جسے جمہوریت کے لئے ایک فطری اصول سمجھنا چاہئے۔

اب ہم دار الامرا کی بعض اور خصوصیات بیان کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی (۱) دار الامرا کے مراتب۔ یہ صرف امراء (PEERS) پر مشتمل ہے۔ مگر امرا مختلف مدارج کے ہوتے ہیں۔ جن کی تفصیل باعتبار اعزاز حسب ذیل ہے:۔

ڈیوک	(Duke)	۲
مارکوئس	(Marquis)	۲۸
ارل	(Earl) . . .	۱۳۰
وائے کونٹ	(Viscount)	
بیرن	(Baron) . . .	۴۰۰

(۲) موروثی اور غیر موروثی امراء۔ امراء موروثی اور غیر موروثی دونوں قسم کے ہوتے ہیں۔ موروثی امراء میں بڑا لڑکا امارت یا امیر کے خطاب کا وارث ہوتا ہے۔ امیر کے سب لڑکے سوا بڑے لڑکے کے عام لوگوں کی طرح سمجھے جاتے ہیں۔ بڑا لڑکا بھی جب تک امارت (Peerage) کا وارث نہ ہو جائے۔ عام حیثیت کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ وہ اپنے مورث کی زندگی میں بھی لارڈ کہلانے

کا مستحق ہے۔ لیکن یہ خطاب اسے محض اخلاقاً دیا جاتا ہے۔

غیر موروثی امراء وہ ہیں جنہیں بادشاہ یہ اعزاز اپنے اختیار سے عطا کرے۔ اب ایسے اعزاز بادشاہ وزیر اعظم کے مشورے سے عطا کرتا ہے۔ لیکن بادشاہ کے بھی اختیارات اس معاملے میں غیر محدود ہیں۔ اکثر وزرائے اعظم نے وقتاً فوقتاً بادشاہ کے ان اختیارات سے فائدہ اٹھایا ہے۔ پچھلی دفعہ جب لائیڈ جارج وزیر اعظم تھے۔ تو انہوں نے امرا کی تعداد میں خاصا اضافہ کیا۔ اور مسٹر بالڈون نے بھی اپنی وزارت کے زمانے میں ایسا ہی کیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ان وزراء نے یہ اعزاز ایسے لوگوں کو خاص طور پر عطا کئے۔ جنہوں نے اُن کی پارٹی کے فنڈ میں معقول امداد دی۔

یہ یاد رہے۔ کہ اس عہدے یا اعزاز سے دست برداری نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس سے استعفا دیا جا سکتا ہے۔ لیکن بعض جرائم کے ارتکاب سے یہ اعزاز ضبط ہو جاتا ہے۔ البتہ اس خطاب کو جو موروثی نہ ہو۔ جبکہ بادشاہ کی طرف سے عطا کیا گیا ہو۔ قبول کرنے سے انکار کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ موروثی امراء کی تعداد (ا)۔ انگلستان کے امراء۔ یہ اُس زمانے سے قبل کے ہیں۔ جب ۱۷۰۷ء میں سکاٹ لینڈ کا الحاق عمل میں آیا تھا۔ (ب) امرائے برطانیہ۔ ان کا وجود آئرلینڈ کے الحاق (۱۸۰۱ء سے ۱۹۲۲ء تک) کے وقت عمل میں آیا۔ (ج) سلطنت برطانیہ کے امراء۔ ان میں وہ امراء شامل ہیں۔ جو ۱۸۰۱ء کے بعد بنائے گئے۔ ان کی تعداد تقریباً ۷۰۰ ہے۔ ان ہی میں ہندوستان کے لارڈ سنہا بھی تھے۔ جن کے انتقال کے بعد اُن کے بڑے لڑکے کو یہ اعزاز پہنچا۔

دارالامراء میں بحیثیت نمائندگان امراء حسب ذیل ہیں:۔ (ا) سکاٹ لینڈ کے ۱۰۰ امراء میں سے ۱۶ امراء۔ ان کا انتخاب ایک پارلیمنٹ کے سیشن تک کے لئے ہوتا ہے۔ (ب) آئرلینڈ کے ۲۸ امراء۔ اب وہاں کے امراء دارالامراء میں شرکت نہیں کرتے۔ کیونکہ آئرش فری سٹیٹ کے قیام کے بعد سے آئرلینڈ کی حالت بدل گئی ہے۔

۴۔ دارالامراء میں مذہبی پیشوا۔ جو لوگ انگلستان کی تاریخ سے واقفیت رکھتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ پادریوں کا اثر برطانیہ میں بہت نمایاں رہا ہے۔ آج بھی اُن کے دو سب سے بڑے پادری جنہیں آرک بشپ آف یارک اور آرک بشپ آف کنٹربری کہتے ہیں۔ اور ۲۴ دیگر پادری دارالامراء کے رکن ہوتے ہیں۔

۵۔ عدالت مرافعہ۔ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ دارالامراء انگلستان کی سب سے بڑی عدالت مرافعہ بھی ہے۔ لیکن اتنی بڑی جماعت کا بطور عدالت مرافعہ کام کرنا غیر ممکن ہے۔ اور خلاف اصول بھی۔ اس لئے ان میں سے کچھ ایسے ارکان جو قانون سازی میں خاص ملکہ رکھتے ہوں۔ عدالت مرافعہ کے رکن بنا دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ اس خدمت کے لئے معاوضہ بھی پاتے ہیں۔ یہ امراء عین حیاتی کہلاتے ہیں۔

دارالامرا کے امتیازی حقوق | ایوان عام و خاص کا ہر ممبر پارلیمنٹ کے سیشن کے زمانے میں، نیز چالیس دن پہلے اور بعد گرفتاری سے مستثنیٰ ہے۔ سوا اس خاص صورت کے جب وہ کسی خاص جرم کا مرتکب ہو جیسے بغاوت اور قتل وغیرہ *

(۲) دونوں ایوانوں کے ممبروں کو تقریر کی کامل آزادی حاصل ہے یعنی اُن کی تقریروں پر اُن سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ وہ اپنی اُن تقریروں کی اشاعت کرائیں۔ جو ازالہ حیثیت عرفی کے جرم کے تحت میں آسکتی ہوں۔ تو اُن پر مقدمہ دائر ہو سکتا ہے *

(۳) دارالامرا کے ارکان کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ اُن کے مقدمے کی سماعت انہیں کی ایک جماعت کے سامنے ہو تاکہ انہیں کسی معمولی عدالت کے سامنے پیش نہ ہونا پڑے۔ بعض جرائم میں اس کے خلاف بھی ہوتا ہے *

(۴) بادشاہ کی طرف سے جاری شدہ دعوت نامے قبول کرنے کا انہیں حق حاصل ہے *

(۵) انہیں یہ حق ہے۔ کہ امرا کے متعلق کوئی مسودۂ قانون اپنے ایوان میں پیش کر سکیں *

(۶) انہیں یہ بھی استحقاق ہے۔ کہ ایوان خاص سے جو رسالہ نکلتا ہے۔ اس میں اس فیصلے پر جو کثرت رائے سے ہوا ہو۔ صدائے احتجاج بلند کریں *

(۷) انہیں اپنی جماعت میں سے کسی شخص کو اس بنا پر خارج کر دینے کا اختیار ہے۔ کہ وہ خاص وجوہ سے اس جماعت کے لئے ناموزون ہے *

(۸) وہ بادشاہ کی خدمت میں آزادانہ حاضر ہو سکتے ہیں *

(۱) دارالامرا کے فرائض بحیثیت مجلس قانون ساز | سنہ ۱۹۱۱ء سے پہلے دارالامرا اور دارالعوام کے اختیارات برابر تھے۔ دارالامرا کی منظوری ہر قانون کے نفاذ کے لئے ضروری ہوتی تھی۔ لیکن سنہ ۱۹۱۱ء کے ایکٹ کے رو سے دارالامرا کے اختیارات حسب ذیل طریقوں پر محدود کر دیئے گئے ہیں:-

(۱) اُن قوانین پر جن کا تعلق مالیات سے ہے۔ دارالامرا کا کوئی اثر نہیں رہا یعنی اگر اس قسم کا کوئی قانون دارالامرا میں پیش ہو۔ اور وہ منظور نہ کرے۔ تو دارالعوام کے صدر کی تصدیق اور بادشاہ کے دستخطوں کے بعد وہ ایکٹ بن جائیگا۔ ایسے قوانین میں دارالامرا کو ترمیم تک کا بھی حق نہیں *

(۲) وہ تمام مسودات قانون جنہیں مالیات سے تعلق نہیں۔ اگر دارالعوام کے تین لگاتار اجلاسوں میں منظور ہو جائیں۔ اور ہر مرتبہ دارالامرا انہیں مسترد کر دے۔ تو بلا منظوری دارالامرا وہ قانون بن جائیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ دوسری اور تیسری خواندگی کے درمیان دو سال کے عرصے کا فصل ہو۔

(۲) بحیثیت عدالت عالیہ | دارالامرا کو اپیل اور ابتدائی سماعت دونوں کے اختیارات حاصل ہیں

بحیثیت عدالت مرافعہ وہ انگلستان کی سب سے بڑی عدالت ہے۔ اور بحیثیت عدالت ابتدائی وہ اُن مجرموں کا فیصلہ کرتی ہے۔ جن پر دارالعوام میں مقدمہ چلایا جائے۔ نیز اُن امراء کا مقدمہ فیصل کرتی ہے۔ جن پر بغاوت یا قتل وغیرہ کا جرم عائد ہو۔ جب دارالامراء عدالت مرافعہ کا کام کرتا ہے تو اس میں صرف وہ چھ قانونی امراء ہوتے ہیں۔ جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ اور لارڈ چانسلر اس کا صدر ہوتا ہے۔ اکثر ضرورت کے وقت ایسے امراء میں سے جو جج رہ چکے ہوں۔ اور قانون کے ماہر ہوں۔ اس تعداد میں اضافہ کر لیا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ یہ عدالت اُسی وقت تک کام کرے۔ جب تک پارلیمنٹ کا اجلاس ہو رہا ہو۔ اس عدالتی کام میں یہ لوگ دارالعوام کے کسی طرح ماتحت نہیں۔

دارالامراء کے نقائص دارالامراء قوم میں ایک زمانے سے ہر دلعزیز نہیں۔ اور اس پر خاص اعتراض یہ ہے کہ یہ قدامت پسند ہے جمہوریت کے خلاف امراء کی حکومت اور نظام ملکی میں دولت و ثروت کی فوقیت قائم کرنے کی طرف مائل ہے۔ اصلاحات و ترقی کا مانع ہے۔ اور ہمیشہ امراء کا تفوق چاہتا ہے۔ پروفیسر ریج ہسٹ کا بیان ہے۔ کہ یہ ایوان معاملات میں بہت کم دلچسپی لیتا ہے۔ اجلاسوں میں ممبر بہت کم شرکت کرتے ہیں۔ اور انتہا سے زیادہ قدامت پسند ہیں۔ علاوہ اس کے عام طور پر ان کی ذہانت قابلیت کا معیار بھی بہت گرا ہوا ہے۔ بہت دفعہ اس ایوان میں اصلاح کی کوششیں ہوئیں۔ اور اب بھی جاری ہیں۔

دارالعوام کے اختیارات وطریق کار

دارالعوام کی تاریخ قوم انگلستان کی وہ قدرتی اور اکتسابی خصوصیات دکھاتی ہے۔ جن کی وجہ سے ان کی سیاسیات کا مدوجزر ان حوادث سے محفوظ رہا۔ جن کا سامنا اور اقوام کو کرنا پڑا۔ تمام قوموں کے آئین حکومت کی تاریخ شاہد ہے۔ کہ اُن میں کیسے کیسے انقلاب آئے۔ اُن کی آزادی کی کشتی کیسی کیسی ڈگمگائی۔ اور پھر کتنی جدوجہد کے بعد اُن کا نظام اساسی، جمہوریت کے طور پر منتظم ہو سکا۔ لیکن انگلستان کی پارلیمنٹ یا بالفاظ دیگر دارالعوام کا ارتقا بالکل قدرتی اصول پر ہوا۔ اور اس کی ترقی انگلینڈ کے عروج کی تاریخ سمجھنی چاہیئے۔

یہی وہ ایوان ہے۔ جس میں عوام یا حلقہ انتخاب کنندگان کو اختیارات ملوکیت حاصل ہوتے ہیں۔ جن کا استعمال وہ اپنے نمائندوں کے ذریعے سے کرتے ہیں۔ چنانچہ ان نمائندوں میں سے سرکردہ لوگوں یعنی وزراء کو بدرجۂ اول قانون کے وضع کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اور خود

دار العوام صرف بحث و مباحثہ کرنے کی ایک مشین رہ گئی ہے۔ لیکن لارڈ سالسبری اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ کسی قانون پر بحث کرنا مجلس وزراء جیسی جماعت میں تو ممکن ہے۔ مگر دار العوام جیسی بڑی مجلس میں ممکن نہیں۔ اسی طرح گو ہر چیز پر دار العوام کا پورا قابو نہیں (مثلاً بجٹ یا میزانیہ)۔
لیکن بایں ہمہ گلیڈسٹون کہتا ہے۔ کہ دار العوام برطانیہ کے اساسی دستور کے ایک ایسے آفتاب کی مانند ہے۔ جس کے گرد نظام حکومت کے تمام اجرام فلکی گھومتے ہیں۔
دار العوام کے اصول انتخاب کچھ ایسے ہیں۔ کہ تقریباً ہر خیال اور طبقے کا آدمی اس میں بطور نمائندہ آجاتا ہے۔ یعنی جہاں اس میں بڑے بڑے خاندانوں کے لوگ ممبر ہیں۔ وہاں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو معمولی مزدور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی کے ساتھ اس میں علمی طبقوں کی بھی نمائندگی کافی ہوتی ہے۔ اس امتزاج سے فی الحقیقت تبادلہ خیالات کا ایک شاندار موقع ملتا ہے۔ اور اس کا اثر ملک کی مجموعی فضا پر بہت خوشگوار ہوتا ہے +

دار العوام کے بعض مخصوص اختیارات یہ ہیں:-
(ا) مالی مسودات مرتب کرنا۔
(ب) مصارف کے لئے روپیہ منظور کرنا۔
(ج) حساب کی جانچ پڑتال کرنا۔

یوں تو پارلیمنٹ کا دیوان عام ایک مستقل مجلس ہے۔ جو صدیوں سے چلی آتی ہے۔ لیکن یہ بالکل فرضی چیز۔ کیونکہ اس کا وجود و عدم انتخاب پر مبنی ہوتا ہے۔ انتخاب کے لئے پانچ سال کی میعاد مقرر ہے۔ لیکن بعض اہم معاملات ایسے آجاتے ہیں جن کی وجہ سے نئی پارلیمنٹ کا انتخاب ہو سکتا ہے۔ اور کبھی کبھی ہوا بھی ہے۔ چنانچہ آج کل کا انتخاب بھی ایسا ہی قبل از وقت ہوا ہے۔
دار العوام کے تین خاص افسر ہوتے ہیں۔ (۱) سپیکر یا صدر (۲) کلرک یا سیکرٹری - (۳) سارجنٹ ایٹ آرمز (Sergeant at Arms) مسلح فوجی افسر۔
سپیکر یا صدر کو دار العوام کے ممبر منتخب کرتے ہیں۔ اور باقی دونوں کو تاج مقرر کرتا ہے۔ کلرک کے وہی فرائض ہیں۔ جو ہماری مجلس مقننہ میں سکرٹری کے ہوتے ہیں۔ یعنی دار العوام کی روئداد کی ترتیب دینا اور کل عملے کی نگرانی کرنا۔ سارجنٹ اور اس کے ماتحت بہ منزلہ پولیس کے ہیں۔ جو صدر کو نظم قائم رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ تین اور افسر ہوتے ہیں۔ ایک چیرمین۔ دوسرا ڈپٹی چیرمین اور تیسرا پادری +
سپیکر یا صدر کا عہدہ بہت ذمہ دارانہ اور اہم ہوتا ہے۔ یہ ابتدائی زمانے میں تو در حقیقت بادشاہ کا نائب ہوتا اور اس کی طرف سے ایوان عام کا انتظام کرتا تھا۔ علاوہ سو پونڈ سالانہ تنخواہ کے

بادشاہ کی طرف سے اسے خدمات کے صلے میں انعامات بھی ملتے رہتے تھے۔ لیکن جارج سوم کے زمانے سے بادشاہ کو اس کے تقرر کے حق سے کوئی سروکار نہیں رہا۔ صدر کسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتا اور اس کی حیثیت بالکل ایک عادل جج کی سی ہوتی ہے۔

سپیکر کا فرض ضوابط پارلیمنٹ کے اقتدار کو قائم رکھنا ہے۔ وہ ہر موقع پر تحقیق فیصلہ دیتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض مسودات کی تصدیق بھی اسے کرنی پڑتی ہے۔ بعض وقت اس سے اور بھی کام بھی لئے جاتے ہیں۔ سپیکر اپنا ووٹ اس وقت تک نہیں دیتا جب تک ووٹ بالکل برابر برابر نہ ہوں۔

پارلیمنٹ کے ممبروں کو معاوضہ

پارلیمنٹ کے ابتدائی زمانے میں ممبروں کو کچھ معاوضہ ملتا تھا۔ لیکن جب ان کا اعزاز بڑھا۔ تو رفتہ رفتہ معاوضے کا سوال باقی نہیں رہا۔ اب پھر ۱۹۱۱ء سے ممبروں کو تقریباً ۴۰۰ پونڈ سالانہ ملتے ہیں۔

تعداد ارکان و شرائط رکنیت

دیوان عام کے ۶۱۵ ممبر ہوتے ہیں۔ جن میں ۴۹۲ انگلستان اور ویلز کے حلقوں سے آتے ہیں۔ ۷۴ سکاٹ لینڈ سے اور ۱۳ شمالی آئرلینڈ سے جو آئرش فری سٹیٹ میں شامل نہیں۔ دارالعوام کا ممبر ہونے کی مستحق برطانیہ کی تمام رعایا ہے۔ خواہ عورت ہو خواہ مرد بشرطیکہ نابالغ اور مجنون نہ ہو۔ دیوالیہ نہ ہو۔ بغاوت یا دروغ حلفی میں سزایاب یا ماخوذ ہو کر ایک سال سے زیادہ سزا نہ پائی ہو۔ کسی بدعنوانی یا بداخلاقی کا مرتکب نہ ہو۔ ورنہ ایسا ممبر اپنے حلقے سے ہمیشہ کے لئے یا دوسرے حلقوں سے بھی سات سال کے لئے محروم کر دیا جاتا ہے۔

چرچ آف انگلینڈ۔ چرچ آف سکاٹ لینڈ کے پادری اور رومن کیتھولک دارالعوام کے ممبر نہیں ہو سکتے۔

انگلستان اور سکاٹ لینڈ کے امرا بھی ممبر نہیں ہو سکتے۔ البتہ آئرلینڈ کے امراء انگلستان کے حلقوں سے امیدوار بن سکتے ہیں۔ مگر ان کے لئے یہ شرط ضروری ہے۔ کہ وہ اس جماعت امراء کے نمائندے نہ ہوں۔ جس کے ارکان کو دارالامراء میں بیٹھنے کی اجازت ہے۔ بعض عہدہ داران سرکار بھی ممبر نہیں ہو سکتے۔ یہاں یہ بتا دینا چاہئے۔ کہ پہلے ملازمان سرکاری پارلیمنٹ کے ممبر ہو سکتے تھے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ بادشاہ کا اثر دارالعوام میں کافی ہوتا تھا۔ لیکن سنہ ۱۷۰۱ء کے ایک قانون کے رو سے یہ قطعاً ممنوع قرار دے دیا گیا۔

دارالعوام کے ممبروں کے انتخاب کا یہ طریقہ ہے۔ کہ تقریباً ستر ہزار کی آبادی کے حلقے کا ایک ممبر ہوتا ہے۔

شرائط رائے دہندگی حسب ذیل ہیں:۔ (۱) مرد رائے دہندہ کم از کم ۲۱ سال کا ہونا چاہئے۔

اور جس حلقے میں وہ رائے دہندہ ہو۔ اُس میں فہرست رائے دہندگان کی ترتیب سے کم از کم چھ ماہ قبل سکونت پذیر رہا ہو۔ یا اُس حلقے میں اُس نے تجارت کے لئے کوئی مکان یا دکان لے رکھی ہو جس کے اثاثے کی قیمت دس پونڈ سے کم نہ ہو۔ یہ اصول کہ ایک آدمی ایک ہی ووٹ دے۔ اب تک "انگلستان" میں قائم نہیں ہؤا۔ مثلاً اگر کوئی شخص مندرجۂ بالا دونوں حیثیتیں رکھتا ہو۔ یا ایک حیثیت گریجویٹ ہونے کی اور دوسری کسی مکان کے مالک ہونے کی ہو۔ تو وہ دونوں حیثیتوں سے دو ووٹ دے سکتا ہے۔

سنہ ۱۹۳۱ء کے قانون کے اعتبار سے عورتوں کو بھی اب مردوں کے برابر حق حاصل ہے۔ اس سے قبل عورت کو حق رائے دہندگی تیس سال کی عمر میں حاصل ہوتا تھا۔ لیکن اب ۲۱ برس کی عورت ووٹ دے سکتی ہے۔ عورتوں اور مردوں کو ایک ہی معیار پر لانے کا یہ نتیجہ ہؤا۔ کہ ایک کروڑ اٹھائیس لاکھ پچاس ہزار مرد اور ایک کروڑ پینتالیس لاکھ عورتیں ووٹر ہیں۔

دارالعوام میں کورم چالیس ممبروں کا ہے۔ اس سے کم ممبر موجود ہوں۔ تو اجلاس جائز نہیں۔ اگر کورم پورا نہ ہو سکے۔ تو دو منٹ کے انتظار کے بعد ایوان ملتوی کر دیا جاتا ہے۔ اور بعد میں باقاعدہ میٹنگ ہوتی ہے جس میں کورم کی پھر ضرورت ہوتی ہے۔

کمیٹیاں چونکہ دارالعوام بہت بڑی جماعت ہے۔ لہٰذا ظاہر ہے۔ کہ مختلف شعبوں کے انتظام کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ کمیٹیاں قائم کی جائیں۔ جن کے ذریعے سے انتظامات میں سہولت ہو۔ سب سے بڑی اور مقتدر کمیٹی تو کابینہ یعنی مجلس وزراء ہے۔ جو تمام نظام کا مرکز ہے۔ اس کے علاوہ اس کی کمیٹیوں کو حسب ذیل طریقے پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) دارالعوام کی پوری جماعت کی کمیٹی۔ دارالعوام کا یہ ایک خاص قاعدہ ہے۔ جو غالباً اور کسی جگہ نہیں ملیگا۔ کہ جب کوئی مسودۂ قانون دارالعوام میں پیش ہو چکتا ہے۔ تو اُس کے بعد اُس پر پورے طور پر ردّ و قدح اور مسودے کی ہر دفعہ پر غور کرنے کے لئے علٰیحدہ کوئی کمیٹی قائم کرنے کے بجائے پورا دارالعوام بطور کمیٹی کے کام کرتا ہے۔ اس وقت سپیکر صدر نہیں رہتا۔ بلکہ چیرمین صدر ہوتا ہے۔ جو کمیٹیوں کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔ اس وقت مسودۂ قانون پر مفصل بحث ہوتی ہے۔

(۲) **سرکاری مسودات کی منتخبہ کمیٹی یعنی سلیکٹ کمیٹی**۔ دارالعوام کا یہ قاعدہ ہے کہ ہر سیشن کے شروع میں گورنمنٹ کے ارکان اور ارکانِ مقابل کے مشورے کے بعد ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے جس میں گیارہ ممبر ہوتے ہیں۔ انہیں ایوان منتخب کرتا ہے۔ اور اس میں گورنمنٹ پارٹی کے ممبر زیادہ ہوتے ہیں۔ یہی کمیٹی سلیکٹ کمیٹی۔ سٹینڈنگ کمیٹی اور خانگی و مقامی مسودات کی کمیٹیوں کا عام طور پر تقرر کرتی ہے۔

(۳) سیشنل کمیٹی۔ جو سلیکٹ کمیٹی پورے سال کے لئے بنائی جاتی ہے۔ اسے سیشنل کمیٹی کہتے ہیں۔

(۴) سرکاری مسودات کے لئے اسٹینڈنگ کمیٹی۔ موجودہ صورت میں اس قسم کی چھ کمیٹیاں ہیں۔ ہر ایک کے معمولی ممبر ساٹھ سے ۸۰ تک ممبر ہوتے ہیں۔ اور انہیں اختیار ہوتا ہے کہ پندرہ ممبروں تک اور بڑھا لیں۔ تاکہ ماہرین فن وغیرہ جنہیں ضرورۃً کسی خاص مسئلے پر غور کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ اس کے دائرے میں آ سکیں۔

(۵) غیر سرکاری مسودات کی کمیٹی۔ یہ چار ممبروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور اسے بھی اور کمیٹیوں کے برابر اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

پارلیمنٹ میں قانون سازی کا طریقہ۔ پارلیمنٹ میں قانون سازی کی کارروائی تین قسم کی ہوتی ہے:۔ (اول) معمولی قانون سازی یا سرکاری مسودات قانون پر غور کرنا اور انہیں منظور یا مسترد کرنا (دوم) مالیات کے متعلق قانون بنانا۔ (سوم) غیر سرکاری مسودات پر غور کرنا اور انہیں منظور یا مسترد کرنا۔ یہاں سرکاری اور غیر سرکاری مسودوں (Public and Private Bills) کے فرق کو سمجھ لینا چاہئے۔ سرکاری یا پبلک بل سے مراد فی الحقیقت وہ مسودے ہیں۔ جو پورے ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا نام اسی وجہ سے پبلک بل ہوتا ہے۔ کہ ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ خواہ وہ معمولی ہوں یا مالیات سے متعلق ہوں۔ غیر سرکاری یا شخصی سے مراد وہ مسودے ہیں۔ جو کسی خاص مقام یا خاص جماعت کے لئے بنائے جاتے ہوں۔ مثلاً ایک نئی ریلوے لائن تعمیر کرنے کے لئے کوئی مسودہ قانون ہو۔ کوئی مسودہ اس وجہ سے غیر سرکاری نہیں کہا جا سکتا۔ کہ گورنمنٹ کے کسی ممبر نے اس کی ابتداء یا تحریک نہیں کی۔

پبلک بل جو معمولی ہیں۔ وہ دارالامراء یا دارالعوام دونوں میں پیش ہو سکتے ہیں۔ اور ہر مسودۂ قانون کو دونوں ایوانوں میں پانچ پانچ حسب ذیل مدارج طے کرنے پڑتے ہیں:۔

(۱) پہلی خواندگی (فرسٹ ریڈنگ) First Reading

(۲) دوسری " (سیکنڈ ریڈنگ) Second Reading

(۳) کمیٹی

(۴) رپورٹ۔ (۵) تیسری خواندگی (تھرڈ ریڈنگ)

پہلی خواندگی:۔ فی الحقیقت ایک ضابطہ کی کارروائی ہے۔ یعنی وزیر یا ممبر صرف مسودہ پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ صدر اجازت دیدیتا ہے۔ اور مسودہ کلرک یا سیکرٹری کے پاس بھیج دیا جاتا ہے۔ جو آواز بلند ایوان میں اس کا عنوان پڑھ دیتا ہے۔ اس کے بعد ایوان مسودہ پڑھے بغیر اس کی طباعت اور دوسری خواندگی کے لئے پیش ہونے کا حکم دیتا ہے۔

دوسری خواندگی:۔ اب قانون کے اصول پر بحث ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات یہ بحث بہت

طویل ہو جاتی ہے۔ جب دوسری خواندگی ہو جاتی ہے۔ تو پورا ایوان کمیٹی کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یا مسودہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سامنے پیش ہو جاتا ہے۔ اسی کو کمیٹی سٹیج Committee Stage کہتے ہیں۔ اور اس وقت مسودے پر بالتفصیل بحث ہوتی ہے۔

اس کے بعد مسودے پر رپورٹ دی جاتی ہے۔ اور تمام ترمیم و تنسیخ کے بعد مسودہ دوبارہ طبع ہو کر ایوان کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ اس وقت ایوان میں پھر بحث ہوتی ہے۔ اور ترمیمات پھر پیش ہوتی ہیں۔ اور جب بحث مباحثہ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ تو مسودہ تیسری خواندگی کے لئے بالکل تیار سمجھا جاتا ہے۔ اگر پورے ایوان کی کمیٹی میں کوئی ترمیم نہ ہوئی ہو تو بعض اوقات رپورٹ کا درجہ چھوڑ دیا جاتا ہے لیکن جب مسودہ سٹینڈنگ کمیٹی میں جاتا ہے۔ تو یہ درجہ کبھی ترک نہیں کیا جاتا۔

تیسری خواندگی :- اس وقت قانون کے اصول پر بحیثیت مجموعی بحث ہوتی اور تفصیلات سے گریز کی جاتی ہے۔ یہ جان لینا چاہئے۔ کہ گو معمولاً یہ تمام مدارج بہت دنوں میں طے ہوتے ہیں لیکن ضرورت کے وقت ان کی تکمیل چند گھنٹوں میں ہو جاتی ہے۔

دارالامراء میں بحث :- تیسری خواندگی کے بعد مسودہ دوسرے ایوان کو بھیجا جاتا ہے۔ جہاں پھر یہی سب مدارج اسے طے کرنے پڑتے ہیں۔ اگر دوسرا ایوان مسودے کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور اگر ترمیم کرتا ہے۔ تو پھر پہلے ایوان کو دوبارہ غور کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اگر آپس میں اتفاق رائے نہ ہو۔ تو عموماً ایوان الامرا کو جھکنا پڑتا ہے۔ جب دونوں ایوان پاس کر دیتے ہیں۔ تو مسودہ بادشاہ کی منظوری کے بعد قانون یا ایکٹ (Act) بن جاتا ہے۔

قانونِ مالیات۔ مالیات کے متعلق جو قانون پارلیمنٹ میں منظور ہوتے ہیں۔ اُن کا طریقہ معمولی قوانین سے مختلف ہے۔ اس کے تین خاص اصول ہیں۔ (۱) صرف دارالعوام ہی اس کی ابتداء کرتا ہے (۲) وہ دارالعوام کی کمیٹی کے سامنے سے لازمی طور پر گزرتا ہے۔ (۳) کابینہ یا مجلس وزراء اسے اپنی ذمہ داری پر دارالعوام میں پیش کرتی ہے۔ غیر سرکاری ممبر کسی نئے خرچ کے اضافے کی تحریک نہیں کر سکتا۔ صرف کسی خرچ کی تخفیف یا حذف کے لئے تحریک کر سکتا ہے۔

مالیات کا سب سے بڑا اور اہم ترین قانون سالانہ آمدنی اور اخراجات کا تخمینہ ہے یعنی بجٹ یا میزانیہ۔ جو ایک کمیٹی کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ جسے مالیات کی کمیٹی کہتے ہیں۔ واضح ہو۔ کہ بہت سے اخراجات ایسے ہیں۔ جن کے لئے پارلیمنٹ کی منظوری کی ضرورت نہیں۔ مثلاً بادشاہ کا الاؤنس قرضہ جات کے سود اور ہائیکورٹ کے ججوں کی تنخواہیں۔ وزیر مالیات کا جو بیان اس کے متعلق دارالعوام میں ہوتا ہے۔ وہ تین حصوں پر منقسم ہوتا ہے۔ (ا) سال گزشتہ کی آمدنی اور اخراجات پر تبصرہ (ب) سال موجودہ کا ایک تخمینی بجٹ (ج) جدید محصولات۔ تخفیف۔ معافیات اور ردّوبدل کی

تجویزیں؛

تجویزیں کو شاہ کے دستخط کے بعد قانون کی حیثیت مل جاتی ہے۔ مالیات کے مسودے دارالعوام میں پیش ہوتی ہیں۔ اور یہاں سے منظوری حاصل کرنے کے بعد بادشاہ کی منظوری سے قانون بن جاتی ہیں۔ دارالامراء میں بھی مالیات کا قانون بھیجا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی قانون جو سیشن ختم ہونے سے ایک ماہ قبل بھیجا گیا ہو اور وہ ایک ماہ کے اندر بلا ترمیم منظور نہ ہو۔ تو بادشاہ کی منظوری سے قانون بن جاتا ہے۔ جس وقت مالیات کا قانون دارالامراء میں جاتا ہے تو صدر اس امر کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ یہ مسودہ قانون مالیات سے متعلق ہے۔ تاکہ دارالامراء میں اس کے متعلق کوئی بحث نہ ہو سکے۔

غیر سرکاری قوانین۔ پرائیویٹ یا غیر سرکاری مسودے کی تعریف ہم اوپر کر چکے ہیں۔ اس پر غور و خوض کا طریقہ اور اس کے منظور ہونے کا قاعدہ بالکل مختلف ہے۔ اس کی ابتدا عرضداشت سے ہوتی ہے۔ جسے سیشن کے آغاز سے پہلے شروع کیا جاتا ہے۔ عرضداشت پیش ہونے پر اس کی جانچ پڑتال پٹیشن کے دو افسر کرتے ہیں۔ جو خاص اسی کام کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ ان کی منظوری کے بعد یہ دارالامراء یا دارالعوام دونوں میں پیش ہو سکتا ہے۔ اس کے پیش کرنے کے لئے ایک فیس بھی مقرر ہے۔ اگر اس کی مخالفت نہ ہو۔ تو اس پر بحث و مباحثہ دوسری خواندگی کے وقت ہوتا ہے اور اس کی پیشی پہلی خواندگی سمجھی جاتی ہے۔ بحث و مباحثہ کے بعد کمیٹی آف ریفرنس (Committee of Reference) کے سامنے یہ مسودہ بھیجدیا جاتا ہے۔ جس میں وے اینڈ مینز یعنی مالیات کی کمیٹی کے چیرمین اور ڈپٹی چیرمین بھی شامل ہوتے ہیں۔ دو ممبر ان کے اور صدر کا مشیر بھی رکن ممبر ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ جو سرکاری مسودے کے لئے ہوتا ہے۔ لیکن اگر مخالفت کی جائے تو مخالفت کرنے والوں کو ایک خاص فیس دینی پڑتی ہے۔ اور یہ مسودہ نظرثانی کے وقت بحث و مباحثہ کے بعد ایک کمیٹی میں بھیجدیا جاتا ہے۔ جسے "پرائیویٹ بل کمیٹی" کہتے ہیں۔ اس میں چار ممبر ہوتے ہیں۔ ایک ممبر بطور سرپنچ کے ہوتا ہے۔ جو بالکل غیر جانبدار رہتا ہے۔ یہاں کی کارروائی بالکل عدالتی کارروائی ہوتی ہے۔ دونوں فریق وکلا کے ذریعے سے پیروی کراتے ہیں۔ گواہوں کے بیان سنے جاتے ہیں۔ اور ماہرین کی شہادت بھی ہوتی ہے۔ اس منزل سے نکلنے کے بعد پھر وہی کارروائی ہوتی ہے۔ جو سرکاری مسودے کے لئے ہوتی ہے پھر چونکہ غیر سرکاری مسودوں کو جو مدارج طے کرنے ہوتے ہیں۔ وہ بہت ہیں۔ اور ان میں سے گزرنے میں دیر لگتی ہے۔ اس لئے سہولت کار کے لئے یہ طریقہ جاری ہے۔ کہ محکمہ متعلقہ جانچ کرنے کے لئے ایک عارضی حکم سے اس کا نفاذ کر دیتا ہے۔ مگر اس عارضی حکم کے لئے بھی بعد میں پارلیمنٹ کی منظوری لے لی جاتی ہے۔

بحث کا خاتمہ:۔ تقریروں کی طوالت اور بلا ضرورت مباحثات کی بندش کے لیے بعض پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ کہ ان قیود کی وجہ سے پارلیمنٹ کا معیار تقریر گر گیا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ اصل میں اسباب یہ ہیں۔ کہ اول تو وہ زمانہ نہیں۔ جب صرف لسانی کا جادو آسانی سے چل جاتا تھا۔ دوسرے کاروبار کی ترقی اور زیادتی نے انگریزی طبائع کو فطرتاً اختصار پسند بنا دیا ہے تیسرے اب وقت کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے۔ اور کوئی شخص لمبی تقریر سننے کو تیار نہیں ہوتا۔

رائے اور تفریق رائے دینے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ بحث کے بعد صدر گھنٹی بجاتا ہے۔ اور اس کے بعد ووٹ کا اظہار زبان سے اثبات و نفی کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ممبر اس سے مطمئن نہ ہوں۔ تو صدر تفریق (ڈویژن) کا اعلان کر دیتا ہے۔ اس وقت اثبات میں رہنے والے ممبر صدر کی داہنی جانب چلے جاتے ہیں۔ اور نفی والے بائیں جانب۔ پھر ان کی تعداد کا شمار کر لیا جاتا ہے۔

برطانوی آئین میں قانون کی اہمیت

انگلستان کے آئین حکومت کی عظمت و وقعت کا راز انگریزوں کی ان جبلی خصوصیات میں مضمر ہے۔ کہ ایک تو وہ بغیر قانون کے کوئی بات نہیں کرتے۔ دوسرے قانون کا بڑا احترام کرتے ہیں جس طرح اہل روما قدیم زمانے میں بڑے منظم قانون کے مالک تھے۔ اور اس کا لحاظ رکھتے تھے۔ اسی طرح انگریز بھی چھوٹے سے چھوٹے معاملے میں اپنے قانونی حقوق سے فائدہ اٹھانے اور اسے آزادی کی روح تصور کرتے ہیں۔

قانون کی پرستاری کے اسباب انگریزوں کی یہ خصوصیت مختلف وجوہ سے ہے۔ مثلاً انگریزوں کا مذہبی ارتقاء اس اخلاقی خیال کے ساتھ ساتھ عروج پذیر ہوا ہے۔ کہ قانون سب سے زیادہ قابل احترام چیز ہے۔ یہی خیال قرون وسطیٰ کے بعض دیگر مغربی ممالک میں بھی پایا جاتا تھا۔ اور آئین حکومت کی بنیاد شروع ہی سے کچھ ایسی پڑی۔ کہ احترام قانون کا جذبہ قوی ہوتا گیا۔ یورپ کے دیگر ممالک میں یہ بات نہ تھی۔ مثلاً فرانس بادشاہ کے جاگیردارانہ اثر سے اس وقت تک بری نہ ہو سکا جب تک قرون وسطیٰ کی روح بالکل مردہ نہ ہو گئی۔ لیکن انگلستان کے جاگیرداروں نے بہت پہلے ہی جنگ شروع کر دی تھی۔ اور اپنے آپ کو نظام جاگیری کے ضرر رساں اثرات سے آزاد کر لیا تھا مدتیں گزریں۔ کہ برطانیہ میں دورہ کرنے والے جج اور ان کی عدالتیں قائم ہو گئی تھیں۔ اور جب وہ دورے میں ہوتی تھیں۔ تو ان سے مقامی حکام مثلاً شیرف (Sheriff) جسٹس آف دی پیس (Justice of the Peace) کارونر (Coroner) جیوری (Jury) وغیرہ کو سابقہ پڑتا

تھا۔ اور اس طرح قانون کی وسعت و اہمیت کا اثر سب لوگوں پر پڑتا تھا۔ اس کے علاوہ یوں بھی نیچے سے لیکر اوپر تک ہر شخص قانون کی کڑی میں جکڑا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ بادشاہ خود بھی قانون ہی کی وساطت سے ملک کو انتظام کیا کرتا تھا۔

اس کے بعد جب پارلیمنٹ نے ترقی کی تو قانون کے ذہنی تصور کی مزید وضاحت ہو گئی اور یہ خیال کہ قانون کس طرح بنایا جائے۔ تیزی کے ساتھ بڑھنے لگا۔

قانون کی نظروں میں غریب اور رذیل و شریف سب برابر ہیں۔

قانون پیشہ جماعت نے بھی نظریۂ مذکور کی تکمیل میں مدد کی۔ اور اس طرح انگریزی دماغ کی تربیت میں قانونی مساوات کا پہلو قائم رہا۔ قانون پیشہ جماعت سے خاص طور پر وہ سوسائٹیاں مراد ہیں جن سے بار (Bar) اور بنچ (Bench) یعنی قانون دان پیدا ہوئے۔ انگلستان کا طبقۂ وکلا۔ ان کے ارتقا کے ساتھ ساتھ پختہ ہوتا گیا۔ اور جس شکل میں آج وہ موجود ہے۔ اور جو اس کی خصوصیات ہیں۔ وہ کسی اور قانونی جماعت کو حاصل نہیں۔ انگلستان کا "کامن لا" یعنی قانون، رواج وغیرہ جس پر قوم فخر کرتی ہے۔ اور جس سے قوم کو قوت حاصل ہے۔ فی الحقیقت انہیں سوسائٹیوں کی محنت اور دماغ کا نتیجہ ہے۔ جن کا اثر پارلیمنٹ کے ارتقا میں بھی بہت کچھ معاون ثابت ہوا۔ یہ قانون پیشہ جماعت ہی کا اثر تھا۔ کہ رفتہ رفتہ پارلیمنٹ میں دستور اور روایات کی ایک نہایت خوشنما اور شاندار عمارت تعمیر کر دی گئی۔ اور اسی جماعت کا اثر تھا۔ کہ صدر کا عہدہ مثل عدالتی جج کے قائم ہو گیا۔

غرض انگریزی آئین کے اعتبار سے اور انگریزوں کی تعلیم قومی و تربیت شخصی کے لحاظ سے قانون کو ایک اہم خصوصیت حاصل ہے۔ جس کے دو نتیجے ہیں۔ اول یہ کہ کوئی آدمی مستحق سزا نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس نے قانون کے خلاف کوئی کام نہ کیا ہو۔ اور یہ خلاف ورزی ملک کی کسی عدالت میں ثابت نہ ہو گئی ہو۔ دوسرے یہ کہ ملک کے ہر شخص کے لئے ایک ہی قانون ہے۔ یا بالفاظ دیگر یہ کہ قانون کی نظروں میں سب برابر ہیں۔

انگریزوں کی آئینی آزادی

یوں تو ہر انگریز بادشاہ کا ماتحت ہے۔ اور اس لئے اُسے شاہ انگلستان کی رعیت کہا جا سکتا ہے۔ لیکن فی الحقیقت تمام شہری حقوق جو کامل سیاسی آزادی کے اصول کے مطابق کسی آزاد سے آزاد ملک میں لوگوں کو حاصل ہو سکتے ہیں اُسے بھی حاصل ہیں۔ اسلئے اُسے اپنے ملک کا شہری کہنا چاہئے۔ بادشاہ سے اس کا تعلق قدیم نظام جاگیری کے زمانے سے ہے۔ لیکن وہ تعلق اسی قسم کا

ہے - کہ قومیت کی ترقی میں معین ہے - (شہریت) کے حقوق میں حائل نہیں - اس کے اور نتائج نظر انداز کر کے بھی آئینی اعتبار سے ایک صریح نتیجہ یہ ہے - کہ بادشاہ کو تسلیم کرنے کے بعد ہر شخص کو انگلستان میں رہنے کے تمام حقوق برٹش رعایا ہونے کے حاصل ہو جاتے ہیں - اسی اصول کی بنا پر جب ہینوور خاندان کا بادشاہ جارج تخت نشین ہوا - تو ہینوور جو جرمنی میں ہے - وہاں کے لوگوں کو پارلیمنٹ میں بیٹھنے اور ووٹ دینے کا حق حاصل ہو گیا - یہ قصہ ایک معرکۃ الآرا مقدمے میں اُس وقت طے ہوا - جب یہ سوال اُٹھا - کہ بادشاہ جب انگلستان کا تاج پا گیا ہو تو وہ بچہ جو اڈنبرا میں پیدا ہوا ہو - وہ تخت پا سکتا ہے یا نہیں - اور آیا وہ ملکی یا غیر ملکی سمجھا جائیگا - اس طرح انگلستان میں صرف ایک چیز جو ضروری ہے - وہ بادشاہ کو تسلیم کر لینا ہے - چنانچہ بادشاہ کی بادشاہت تسلیم کر لینے کے بعد آدمی آدمی کے درمیان کوئی فرق نہیں رہ جاتا - اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے - وہ پارلیمنٹ وغیرہ کا ممبر ووٹر اور میونسپل ووٹر بھی بن سکتا ہے - سول یا ملٹری ملازمت بھی حاصل کر سکتا ہے - اور یہ استثناء چند حالتوں کے جلاوطن نہیں ہو سکتا - لیکن یہ واضح رہنا چاہیئے - کہ غیر ملکی لوگوں کو بھی انگلستان میں چند حقوق حاصل ہیں - حالانکہ یہ پہلے نہ تھے - مثلاً ایک غیر ملکی وہاں زمین حاصل کر سکتا اور وراثتاً بھی زمین پا سکتا ہے - اور بعض پیشے اختیار کر سکتا ہے - مثلاً وہاں ڈاکٹر یا بیرسٹر بن سکتا ہے -

فرانس اور امریکہ میں اس قسم کا کوئی قاعدہ نہیں - اور چونکہ وہاں کسی بادشاہ کی اطاعت وغیرہ لازم نہیں - اس لئے شہریت کے حقوق کو وہاں بہت اہمیت دی جاتی اور آزادی پر بڑا فخر کیا جاتا ہے - ایک نقص اُن کے نظام میں یہ ہے - کہ جب کوئی نیا ملک امریکہ یا فرانس کے تحت میں آجائے - تو وہ ایسے کسی مرکز کو نہیں پاتا - جس کی طرف وہ رجوع کر سکے - جیسا کہ برطانی رعایا بادشاہ سے بآسانی رجوع کر سکتی ہے - دیگر ممالک میں وہ حقوق ملکیوں کو بھی حاصل نہیں - جو انگلستان میں غیر ملکی برطانی رعایا کو حاصل ہیں - مثلاً الجیریا کے مسلمان فرانس کے ماتحت ہیں - لیکن اُنہیں فرانس میں کوئی حق حاصل نہیں - بر خلاف اس کے ہر برطانی رعایا کو صرف برطانی شہریت ہی کے نہیں - بلکہ برطانی قومیت کے بھی حقوق حاصل ہو سکتے ہیں ؎

عام طور پر برطانی قومیت کے حقوق حسب ذیل وجوہ سے حاصل ہو سکتے ہیں :-

(۱) کسی برطانی نوآبادی یا برطانی جہاز پر پیدا ہونے سے -

(۲) باپ کے برطانی ہونے سے -

(۳) اس ملک کا باشندہ ہونے سے جو سلطنت برطانیہ میں شامل ہو جائے۔

(۴) سند حصول قومیت حاصل کر لینے سے۔

(۵) اگر کوئی عورت کسی برطانی سے شادی کرے۔ تو اسے بھی یہ حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔

آزادی کے پہلو | آزادی تقریر و تحریر آزادی کا سب سے اہم جزو ہے۔ اسی کی آزادی سے انسان اپنے خیالات کا اظہار اور اخلاقی۔ تمدنی۔ سیاسی اور دینی اصولوں کی تصحیح کر سکتا ہے۔ تہذیب کے ارتقا میں اس آزادی کو سب سے بڑا دخل ہے۔ اور جن اقوام نے اس کی اہمیت کا پورا اندازہ نہیں کیا۔ وہ ترقی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ گئیں۔

انگلستان میں یہ حق دو چیزوں سے حاصل ہوتا ہے:-

(۱) قانون کی حکومت یعنی سب سے بڑا حاکم قانون ہے۔

(۲) آزادی کا وہ قومی جذبہ جو قوم کے آئینی شعور کو ہمیشہ جلا دیتا رہتا ہے۔

اگر ان دونوں اصولوں کے فلسفے پر غور سے غور کیا جائے۔ تو معلوم ہو جائیگا کہ انگلستان نے اپنے باشندوں کو تقریر و تحریر کی پوری آزادی دی ہے۔ مگر اس کے ساتھ قانون کے ذریعے سے آزادی کو اس قدر منظم کر دیا ہے۔ کہ یہ آزادی بے جا طور پر استعمال نہیں ہو سکتی۔ وہ لوگ ملک کے فائدے کے لئے ہر طرح کی نکتہ چینیاں کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ کسی کو بے جا طور پر ذلیل نہیں کر سکتے۔ اور نہ کسی کو بے جا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ایک آئینی ماہر لکھتا ہے کہ پریس کی آزادی اسی پر منحصر ہے۔ کہ کسی چیز کی اشاعت کے لئے کسی اجازت کی ضرورت نہ ہو۔ لیکن قانونی نتائج نظر انداز نہ کئے جائیں۔

آزادی پر قیود | ایک اور انگریز ماہر آئین لکھتا ہے "ہمارا موجودہ قانون ہر شخص کو اجازت دیتا ہے کہ وہ جو بھی چاہے کہے۔ لکھے اور شائع کرے۔ لیکن اگر وہ آزادی کا بیجا استعمال کرے تو مستوجب سزا ہوگا۔ اگر وہ کسی شخص پر بیجا حملہ کرے۔ تو دوسرا شخص نقصان کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسی چیز لکھے یا شائع کرے۔ جس سے بد اخلاقی پیدا ہو یا بغاوت پھیلے تو بد اخلاقی اور بغاوت کے جرم میں سزایاب ہو سکتا ہے۔

اسی آزادی کی اہمیت کے تحت بعض ایسی مستثنیات ہیں۔ جن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً پارلیمنٹ میں جو کچھ کہا جائے۔ یا عدالتی کارروائیاں یا وہ خطوط جو دول یا وزراء اور بادشاہ کے درمیان ہوں۔ یا وہ کاغذات جو پارلیمنٹ کے حکم سے شائع کئے جاتے ہیں یا عدالتی کارروائی کی رپورٹ۔ لیکن

ان مستثنیات کے قائم کرنے سے بھی لوگوں کے حقوق کی حفاظت مدنظر ہے۔ اور ان کے

بغیر ملک کی تنظیم ممکن نہیں۔ مثلاً جہاں پارلیمنٹ کی تقریر کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی۔ وہیں اس تقریر کی اشاعت پر قانونی کارروائی کی جاسکتی ہے۔ یا مثلاً بغاوت کا قانون تو یہ کہتا ہے کہ جو شخص ایسے الفاظ استعمال کرے۔ جن سے بادشاہ کی توہین ہو یا اُس کے خلاف تنفر پیدا کریں۔ یا کسی قسم کی شورش برپا کریں۔ تو وہ سزایاب ہوگا۔ لیکن عام طور پر مقدمہ اُس وقت تک نہیں چلایا جاتا۔ جب تک نقصِ امن کا بیحد خطرہ نہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہئے۔ بیکن کے الفاظ کی اہمیت کو پورے طور پر محسوس کیا جارہا ہے۔ کہ ”ذہانت کو سزا دینا اُس کی قوت اور تیزی کو بڑھانا ہے“۔ اور ضبط شدہ تحریر کے متعلق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس میں سچ کی کوئی چنگاری ضرور ہے۔ جو ان کے چہرے پر لگتی ہے۔ جبھی تو اُسے دبانا چاہتے ہیں۔

غرض انگریزی آئین اپنی قوم کو ضبط و نظم کے دائرے میں رکھ کر اُس کی روح کو تازگی بخشتا ہے۔ دماغ کو منور کرتا اور جسم کو قوت دیتا ہے۔ اس کے ذریعے سے اُسے ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔ اور اُس کے حقوق کا کامل تحفظ ہوتا ہے۔

سیاسی پارٹیوں کا قیام

انگلستان کا آئین پارٹی سسٹم (طریقِ فریق سازی Party System) پر مبنی ہے لیکن برخلاف ہندوستان کی موجودہ سیاسی پارٹیوں کے یہ سیاسی پارٹیاں مذہبی فرقہ بندی کے اصول سے علیٰحدہ ہیں۔ انگلستان کے آئین کا ارتقاء کم از کم دو صدی سے بالکل پارٹی سسٹم پر ہورہا ہے۔ اور اسی پر اس کی نشوونما کا انحصار ہے۔

سب سے پہلی دو پارٹیوں کا نام وہگ (آزادی پسند Whig) اور ٹوری (قدامت پسند Tory) تھا۔ اور یہ پارٹیاں اختلافِ اصول کی بنا پر تھیں۔ ایک پارٹی کے لوگ مذہبی رواداری اور پارلیمنٹ کی فضیلت پر زور دیتے تھے۔ اور اس خیال کے پُرزور حامی تھے۔ کہ وزراء تاج کے بجائے پارلیمنٹ کے سامنے ذمہ دار ہوں۔ یہی لوگ بعد میں لبرل (Liberal) پارٹی کہلائے ٹوری مذہبی رواداری کی پروا نہیں کرتے تھے۔ بخلاف اس کے چرچ آف انگلینڈ کی عظمت و فضیلت کو بڑھانا چاہتے تھے۔ اور شاہی حقوق خصوصی کے طرفدار تھے۔ اس لئے وہ اصولاً چاہتے تھے۔ کہ وزراء بادشاہ کے حضور میں ذمہ دار ہوں نہ کہ پارلیمنٹ کے سامنے۔ موجودہ قدامت پسند (کنسرویٹو Conservative) پارٹی ان ہی سے بنی ہے۔ لبرل اور کنسرویٹو میں بڑا فرق یہ ہے۔ کہ اول الذکر پارٹی آزادانہ تجارت کی حامی رہی ہے۔ اور آخرالذکر تحفظِ تجارت کی اہمیت پر زور دیتی رہی ہے۔

آج کل ان میں فرق کیا ہے؟ اس کے جواب میں ایک نوجوان انگریز کہتا ہے۔ کہ میرا خاندان قدامت پسندوں کا ہے۔ لیکن اگر آئندہ انتخاب میں لبرل اور کنسرویٹو کا مقابلہ ہوا تو میرے بزرگ یقیناً کنسرویٹو کے ساتھ ووٹ دینگے اور میں مثل بہت سے نوجوانوں کے لبرل کے ساتھ ووٹ دونگا۔

پارٹی سسٹم میں تغیرات کی تاریخ | اس کے بعد وہگ اور ٹوری پارٹیوں کا نام لبرل اور کنسرویٹو ہو گیا ۱۸۳۲ء میں قدامت پسند یعنی کنسرویٹو تھوڑے عرصے کے لئے پھر برسر حکومت ہوئے۔ لیکن جب وہ اس قانون کو تبدیل نہ کر سکے۔ جس کے ذریعے سے غلے کی درآمد پر محصول لگایا جاتا تھا۔ تو ان کی قوت گھٹ گئی۔ اور ۱۸۴۶ء میں پھر لبرل پارٹی نے عنان حکومت ہاتھ میں لے لی۔ کچھ دنوں تک پارٹیاں تقریباً کالعدم ہو گئیں۔ ۱۸۵۹ء میں بہت سے قدامت پسند لبرل پارٹی میں شامل ہو گئے اور گلیڈسٹون (Gladstone) نے بحیثیت لبرل وزیر اعظم کے حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی۔ چونکہ یہ پارٹی ترقی اور اصلاحات کی حامی تھی۔ نیز اپنے ملک کے سدھارنے میں بہت کاوش کرتی تھی۔ اس لئے اس کا اثر قدامت پسندوں پر بھی پڑا۔ اور ان میں بھی اصلاحات کی طرف میلان پیدا ہو گیا۔ یہاں تک کہ جب قدامت پسند برسر اقتدار ہوئے۔ اور ان کا لیڈر ڈسرائیلی (Disraeli) وزیر اعظم ہوا۔ تو نتیجہ اصلاحات کے شہری آزادی کے حق رائے دہندگی میں بہت توسیع ہو گئی۔ کچھ دنوں بعد لبرل پھر برسر حکومت ہوئے۔ مگر چند ہی سال کے بعد پھر گر گئے۔ ۱۸۸۵ء میں قدامت پسند بہت کثیر تعداد میں پارلیمنٹ میں آئے۔ اور تقریباً بیس برس تک حکومت کرتے رہے۔ گو اس مدت میں تھوڑے عرصے کے لئے تین مرتبہ لبرل وزارت قائم ہوئی۔ اسی زمانے میں آئرلینڈ کی حکومت خود اختیاری کا مسئلہ بہت زور پکڑ رہا تھا۔ اور دو مرتبہ پارلیمنٹ میں مسودہ آ چکا تھا۔ ایک مرتبہ تو دار العوام سے منظور بھی ہو گیا۔ لیکن دار الامرا نے اسے مسترد کر دیا۔ اس وقت کنسرویٹو اور لبرل جماعتوں میں دو جماعتیں نئی پیدا ہو گئیں۔ جو آئرلینڈ کی علیحدگی کے خلاف تھیں۔ ان کا نام کنسرویٹو یونینسٹ Conservative Unionist اور لبرل یونینسٹ تھا۔ یہ لوگ چاہتے تھے۔ کہ آئرلینڈ کا اتحاد انگلستان کے ساتھ قائم اور دونوں کی پارلیمنٹ ایک ہی رہے۔

غرض کنسرویٹو اور لبرل پارٹیاں اسی طرح حکومت کرتی رہیں۔ اور ہر بار کسی خاص پالیسی کی وجہ سے انہیں فتح و شکست ہوتی رہی۔ ذات پات۔ مذہب اور فرقہ بندی کے وہ اصول کبھی ان کے مدنظر میں شامل نہ ہوئے۔ جن کا ہمارے بدنصیب ملک کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔

قومی حکومت | ۱۹۱۴ء میں یورپ میں جنگ عظیم شروع ہوئی۔ اور اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ تمام

اختلاف چھوڑ کر جنگ کے معاملات پر ساری توجہ مبذول ہو گئی۔ لہٰذا اتفاق رائے سے ایک مشترکہ جماعت قائم کی گئی۔ جس میں ہر پارٹی شریک تھی۔ اُسے قومی حکومت کہتے تھے۔ اس کے لیڈر شروع میں مسٹر ایسکوئتھ (Mr. Asquith) تھے۔ مگر ۱۹۱۶ء میں مسٹر لائڈ جارج (Mr. Lloyd George) نے حکومت ہاتھ میں لے لی۔ اور انہوں نے اتنی تبدیلی آئین میں بھی کی۔ کہ علاوہ کابینہ کے ایک اور مختصر وزارت بھی قائم کی۔ تاکہ جنگی امور پر فوری توجہ دی جا سکے۔ مگر مسٹر ایسکوئتھ کے دستبردار اور مسٹر لائڈ جارج کے وزیر اعظم ہونے سے لبرل پارٹی میں باہم ایسا اختلاف ہو گیا جس کا خمیازہ آج تک یہ پارٹی اُٹھا رہی ہے۔ بہر حال مشترکہ جماعت کی ترتیب میں گورنمنٹ نے جنگ کے زمانے میں بہت اچھا کام کیا۔ یہ یاد رہے۔ کہ گو اس وزارت کے وزیر اعظم مسٹر لائڈ جارج تھے۔ جو لبرل تھے۔ مگر دار العوام کے اکثر ممبر قدامت پسند تھے۔

فریق اشتراکیت ۱۹۱۸ء سے ایک اور پارٹی انگلستان میں پیدا ہو گئی۔ جسے سوشلسٹ (Socialist) یا مزدور پارٹی کہتے ہیں۔ اس کا خاص اصول یہ ہے۔ کہ ملک کے مختلف طبقہ جات کے درمیان گہری خلیج کو دور کیا جاتے۔ اور تمام صنعت و حرفت ملک کے قبضے میں رہے۔ جس سے ہر شخص یکساں متمتع ہو سکے۔ یہ پارٹی دو مرتبہ برسر اقتدار رہی۔ ایک بار ۱۹۲۴ء میں اور دوسری مرتبہ ۱۹۲۹ء میں۔ اس پارٹی کے قائم ہونے سے انگلستان کا آئین دو پارٹی والا آئین نہیں رہا۔ اور جس طرح فرانس اور جرمنی وغیرہ میں دو پارٹیوں سے زیادہ ہوتی رہی ہیں۔ انگلستان میں بھی یہی ہو گیا۔ جنگ کے بعد سے لبرل اب تک برسر حکومت نہیں ہوتے۔ عنان حکومت ہمیشہ قدامت پسند یا مزدور پارٹی کے ہاتھوں میں آتی رہی۔ یہاں تک کہ جب مزدور پارٹی برسر اقتدار تھی۔ تو مسٹر ریمزے میکڈانلڈ (Mr Ramsay McDonald) اُن کے قائد اور وزیر اعظم کو یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ چونکہ دنیا کی اقتصادی حالت کو دیکھتے ہوئے ملک کو بہت اہم مسائل طے کرنے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ تمام پارٹیاں پھر متفق ہو کر ایک ملکی و قومی پارٹی کی شکل میں پارلیمنٹ میں آئیں۔ اور متحد ہو کر ان تمام مشکلات کا حل نکالیں۔ چنانچہ اس اصول پر انتخاب ہوا۔ کہ ایک کثیر جماعت اس اصول کی تائید میں پارلیمنٹ میں آئی۔ اور وہ برسر حکومت ہو گئی۔ اسے نیشنلسٹ گورنمنٹ کہتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر قدامت پسند ہیں۔ لیکن وزیر اعظم مسٹر ریمزے میکڈانلڈ ہی تھے۔ جو مزدور پارٹی میں تھے۔ یہ دوسری مثال اس امر کی تھی۔ کہ پارلیمنٹ میں وزیر اعظم اُس پارٹی کا نہ تھا۔ جسے فوقیت حاصل ہے۔ یہاں یہ بھی سمجھ لینا چاہئے۔ کہ گو اس قومی پارٹی میں لبرل اور قدامت پسند سب شامل ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ بھی پارلیمنٹ میں پارٹیاں موجود ہیں۔ جیسے انڈیپنڈنٹ لیبر پارٹی (Independent Labour Party) +

مندرجہ بالا سطور سے ظاہر ہو گیا ہو گا۔ کہ تقریباً دو صدی سے انگلستان کی پارٹیاں بالکل

اقتصادی و سیاسی اصول پر کاربند رہی ہیں - اور یہی وجہ ہے - کہ آج وہ دُنیا کے تمام ممالک کے لئے باعثِ رشک بنی ہوئی ہیں ۔

انگلستان کے آئین و دستور پر ایک تاریخی نظر

یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے - کہ تمام ممالک کے آئین و دستور میں انگریزی آئین کو نمایاں حیثیت حاصل ہے - کیونکہ انگریزی دستور تیرہ سو برس کے ارتقاء کا نتیجہ ہے - جس کی امتیازی خصوصیت راعی اور رعایا کے مابین شدید کشمکش تھی - شاید ہی کوئی موجودہ نظام ایسا ہو - جس کا ماخذ انگریزی دستور نہ ہو - تقریباً تمام ترقی یافتہ ممالک کے موجودہ نظام جن میں حکومت کے وزراء کی ایک عاملانہ جماعت ہے اور دو ایوانوں پر اور بلا شک و شبہ اس طرح کے نظامِ حکومت کی ابتداء انگلستان ہی سے ہوئی ہے ۔

یورپ اور امریکہ نے اس کی عملی خوبیوں سے متاثر ہو کر اس کی تقلید کی - مگر انگلستان کے دستور اور مختلف ممالک کے دستور میں ایک نمایاں فرق اب تک پایا جاتا ہے - کیونکہ دیگر ممالک کے آئین مدبرانِ ملک کے دماغ کی اختراع کا نتیجہ ہیں اور انگریزی دستور اُن تاثرات اور قوتوں کا نتیجہ ہے - جو متواتر تیرہ سو برس تک کارفرما رہی ہیں - اور بہ خلاف دیگر ممالک کے قوانین کے آج تک تقریباً غیر مدون - یہی وجہ ہے - کہ اور ممالک کے دستور کے مقابلے میں انگریزی نظامِ آئینی کا صحیح علم اس وقت تک نہیں ہو سکتا - جب تک انگریزی معاشرت رسم و رواج اور روایات پر عبور نہ ہو ۔

رائے عامہ کا فیصلہ | ان روایات کی پابندی کی علت غائی یہی ہے - کہ رائے عامہ کا منشا پورا ہو سکے یا بالفاظِ دیگر رائے عامہ کے خلاف کچھ نہ ہو سکے - اسی کے تحت میں یہ اصول قائم ہوا - کہ تاج بغیر وزراء کے کچھ نہیں کر سکتا - اور نہ وزراء دارالعوام کے بغیر کچھ کر سکتے ہیں - اسی طرح دارالامراء بلا رضا و رغبت دارالعوام کچھ نہیں کر سکتا - اور آخر میں دارالعوام ماتحت ہے تمام حلقوں کے نیابت کے - اور اسی اصول کا یہ نتیجہ ہے - کہ تمام غیر واضح شدہ اختیارات کا ناجائز استعمال نہیں کیا جا سکتا جس سے روایات اور رواج کی قوت ظاہر ہوتی ہے ۔

نسلی اور قومی خصوصیات کا آئینہ | انگریزی دستور کی تاریخ فی الحقیقت انگریز قوم کی تاریخ ہے - یوں تو بہت سے محققین نے موجودہ انگریزی سیاسی اداروں کی ابتداء قدیم اہلِ روما کے نظام سے بتائی ہے لیکن انگریزی دستور میں وہ خصوصیات نمایاں طور پر پائی جاتی ہیں - جو اینگلو سیکسن نسل کے اندر

موجود ہیں۔ تاریخ میں جس معیار سے نسل کو تسلیم کیا جاتا ہے وہ تہذیب کی حسب ذیل خصوصیات
ہیں :- عام خیالات و جذبات۔ مشترکہ سیاسی ادارات۔ قوانین۔ ادب۔ زبان۔
مذہب فنونِ لطیفہ۔ نیز ایک مشترکہ ماضی کی روایات جو ایک قوم کے
جذبات میں ہمیشہ مستقبل کے لئے روح پھونکنے کا کام
کرتی ہیں۔ ان تمام باتوں میں انگریز اب تک
اینگلو سیکسن ہیں

چوتھا باب

پہلی فصل

امریکہ آسٹریلیا اور افریقہ میں برطانوی نو آبادیاں

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ کس طرح قوم انگلستان نے اپنی سلطنت کو طول و عرض ہند میں وسعت دی اب اوراق ذیل میں اس وسعت کی سرگزشت بیان کریں گے جو تین دیگر براعظموں یعنی امریکہ۔ افریقہ اور آسٹریلیا میں ہوئی۔

امریکہ میں انگریزی نو آبادیوں کی وسعت ۱۶۰۳ء سٹوارٹ خاندان کے پہلے حکمران شاہ جیمز اول کے عہد ۱۶۰۳-۲۵ء میں انگریزوں نے نو آبادیاں بسانے کی ابتدا کی۔ اس سے پہلے ٹیوڈر خاندان کی آخری فرمانروا ملکہ ایلزبتھ کے عہد میں بعض انگریزی ملاحوں۔ سیاحوں اور جنگجوؤں نے نو آبادیاں قائم کرنے کے لئے راستہ کھول دیا تھا۔

ورجینیا کا قیام ۱۶۰۷ء میں پہلی انگریزی نو آبادی سرزمین امریکہ میں کامیابی کے ساتھ قائم کی گئی۔ اور اس کا نام ملکہ ایلزبتھ کے نام کی نسبت سے جو عمر بھر کنواری رہنے کے باعث ورجن کوئین (Virgin Queen) یعنی دوشیزہ ملکہ کہلاتی تھیں۔ ورجینیا (Virginia) رکھا گیا۔ اس کے بعد متعدد دیگر نو آبادیاں اس کے شمال میں بہت دور جہاں کی آب و ہوا نسبتاً سرد تھی۔ آباد کی گئیں۔ اور اس نئے علاقے کو نیو انگلینڈ (New England) کا نام دیا گیا۔ ان نو آبادیوں کو جن لوگوں نے اپنا نیا وطن بنایا۔ وہ اکثر پیوریٹن (Puritan) طریق دینی سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے ترک وطن کا باعث ہی یہ تھا۔ کہ ایلزبتھ اور جیمز نے ان کے ساتھ مذہبی آزادی روا نہ رکھی تھی۔ یہ لوگ بڑے مستقل مزاج۔ محنت کے خوگر اور کفایت شعار تھے۔ اور اس لئے کسی نئی سرزمین کو آباد کرنے کی کامل قابلیت رکھتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا۔

کہ کچھ بہت عرصہ نہ گزرنے پایا تھا۔ کہ ورجینیا اور نیو انگلینڈ دونوں نے دولت کی فراوانی اور باشندوں کی خوشحالی سے رونق پائی۔ اور یہی بات حاصل کرنے کے لئے مزید نوآبادیاں قائم کی گئیں۔ رفتہ رفتہ ان کی تعداد تیرہ ہوگئی۔ جو سب کی سب بحر اوقیانوس کے مشرقی ساحل پر ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ایک سلسلہ بناتی چلی گئی تھیں۔

انگریزی نوآبادیوں کی آزادی اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کی تشکیل

ان کے شمال میں انگریزوں کے پرانے دشمن فرانس کی نوآبادی کینیڈا (Canada) نامی تھی۔ اور جنوب مغرب کی جانب "لوئی آنا" (Lousinia) فرانسیسیوں کا مدعا یہ تھا کہ کینیڈا اور لوئی آنا کو آپس میں ملا دیں۔ اور انگریزی نوآبادیوں کو سلسلۂ کوہستان "ایل گھنی" (Albghany) اور ساحل بحر کے اندر محدود کردیں۔ چنانچہ کچھ عرصے کے لئے ایسا معلوم ہونے لگا۔ کہ فرانسیسی اپنا مقصد حاصل کرلیں گے۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ انگریزوں کی باہمی نااتفاقی بلکہ مخالفت تھی۔ یہ لوگ نہ صرف مذہبی لحاظ سے تین مختلف جماعتوں میں منقسم تھے۔ بلکہ سیاسی لحاظ سے بھی بعض شاہ پسند (رائلسٹ۔ Royalist) تھے۔ تو بعض جمہوریت کے دلدادہ (ری پبلکن)

کینیڈا پر انگریزوں کا قبضہ

غرض فرانسیسیوں نے قلعوں کا ایک سلسلہ شمال سے جنوب تک تعمیر کیا۔ اور انگریزی نوآبادیوں کو ایک محدود علاقے کے اندر بند کردیا۔ جب انہی دنوں یورپ میں جنگ وراثت آسٹریا کا خاتمہ ہوا۔ مگر جلد ہی ایک دوسری جنگ یورپ میں شروع ہوگئی۔ اور انگلستان کے شاہ جارج دوم نے فرانسیسیوں کے خلاف پرشیا کو مدد دی۔ شروع میں تو انگریز زک اٹھاتے رہے۔ مگر جب ۱۷۵۷ء میں ولیم پٹ وزیر اعظم بنا۔ تو اس نے جنگ یورپ کا اہتمام اس خوبی سے کیا۔ کہ نہ صرف خود ایک بہترین فریق جنگ کہلایا۔ بلکہ فرانسیسیوں کو ادھر یورپ میں مصروف پیکار رکھ کر امریکہ میں بھی انہیں نیچا دکھانے کے لئے راستہ صاف کرلیا۔

سلطنت برطانیہ کی وسعت کا راز

ولیم پٹ کہتا تھا۔ کہ سلطنت برطانیہ کے قیام اور وسعت کے لئے اس کی بحری حکومت موت و حیات کی سی اہمیت رکھتی ہے۔ اور برطانیہ کو لازم ہے۔ کہ سمندروں میں اپنی فوقیت قائم کرے۔ چنانچہ ملک گیری اور ملک داری کے اس اہم نکتے پر عمل کرتے ہوئے جنرل ولف (Veolfe) کے ماتحت کیوبیک (Quobec) کا معرکہ جیتا گیا۔ اور اس پر انگریزوں نے قبضہ کرلیا۔ اگلے برس مانٹریل (Montreal) بھی ان کے ہاتھ لگا۔ اور کینیڈا سلطنت انگلشیہ میں شامل ہوگیا۔ اس پر عہدنامہ پیرس نے جو جنگ یورپ کے خاتمے پر تحریر ہوا۔ ۱۷۶۳ء میں مہر تصدیق بھی ثبت کردی۔

امریکی نو آبادیوں کی جنگ آزادی

غرض فرانسیسی حکومت نے ارادہ تو کیا تھا کہ امریکہ میں انگریزوں پر فوقیت لے جائے۔ مگر وہ اپنی ہی عظیم الشان نو آبادی کینیڈا کھو بیٹھی۔ اگرچہ حکومت برطانیہ نے کینیڈا کی فتح پر بیٹھے ہی بڑی مسرت کیا تھا۔ مگر اب یہ بھی تیار پایا کہ امریکہ میں ایک مستقل فوج رکھی جائے تاکہ مفتوحہ کینیڈا اور اصلی انگریزی نو آبادیوں کی حفاظت کی جا سکے کیونکہ اس امر کا اندیشہ تھا کہ فرانسیسی نو آبادکار جو اب انگریزی رعایا بنائے گئے تھے اور امریکہ کے اصلی باشندے کہیں متحد ہو کر مقبوضات برطانیہ پر حملہ نہ کر دیں۔

حکومت برطانیہ چاہتی تھی۔ کہ امریکی نو آبادکار اس لشکر کے اخراجات میں بقدر ایک تہائی کے حصہ لیں۔ چنانچہ روپے کی وصولی کے لئے بعض ٹیکس لگائے گئے۔ مگر نو آبادکار کہتے تھے۔ کہ برطانوی پارلیمنٹ کو ہماری جیب میں ہاتھ ڈالنے کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ ہمارے باشندے اس پارلیمنٹ میں شامل نہیں۔ انگریز نو آبادکاروں کی تعداد اس وقت تیس لاکھ تھی۔ اور انگلستان اور امریکہ کے مابین فاصلہ بھی تین ہزار میل کا تھا۔ نہ تیز رفتار جہاز تھے۔ نہ تار برقی۔ اس لئے یہ لوگ حکومت برطانیہ کے کچھ زیادہ دبتے بھی نہ تھے۔ چنانچہ وہ مطالبہ کرتے تھے۔ کہ ہم اپنے اندرونی معاملات میں ملک وطن کی حکومت کا دخل تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اپنے اوپر ٹیکس لگانے اور ملک وطن کو روپیہ دینے کا فیصلہ ہم خود ہی کریں گے۔ اس کے مقابلے میں شاہ جارج سوم اس امر پر مصر تھے۔ کہ گزشتہ شاہان برطانیہ کے شخصی اور خود مختارانہ اقتدار و اختیار کا کچھ حصہ تو حاصل کریں۔ چنانچہ وہ اکثر وزرا کو بدل دیتے اور شاہ پسندوں اور آزادی پسندوں کے درمیان تنازعات رونما ہوتے رہتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نو آبادیوں کی حکومت کی خصوصیت بدانتظامی ہو گئی۔

غرض جب ادھر حکومت برطانیہ کی جانب سے نئے ٹیکسوں پر اصرار اور نو آبادکاروں کی طرف سے انکار نے زور پکڑا۔ تو جنگ کی نوبت آئی۔ اس پر مزید خرابی یہ ہوئی۔ کہ حکومت برطانیہ کے اپنے ہی گھر میں پھوٹ پڑ گئی۔ آزادی پسندوں کا فریق نو آبادکاروں کی حمایت پر تلا ہوا اور قدامت پسندوں (Tories) کا گروہ بادشاہ کی رعایت پر جما ہوا تھا۔ چنانچہ جنگ چھڑنے کے باوجود جو معرکے ہوئے۔ ان میں حکومت برطانیہ دو دلی سے کام کرتی رہی۔ مگر نو آبادکار یک جہت تھے۔ آخر ایک طرف اسی یک جہتی اور دوسری طرف نا اتفاقی نے نو آبادکاروں کو فتح دلائی۔ جنگ کے آغاز ۱۷۷۵ء کے بعد تین سال متواتر حکومت برطانیہ نے کافی افواج نہ بھیجیں۔ اور نہ کوئی دلیرانہ اقدام کیا۔ اسی دوران میں نو آبادکاروں نے ۱۷۷۶ء میں اعلان آزادی شائع کر دیا۔ اور اپنی جمہوریہ

نوآبادیوں نے اب اپنا نام ریاستہائے متحدہ امریکہ قرار دے کر یہ دعویٰ کیا۔ کہ ہمارا یہ ملک ایک قطعاً آزاد مملکت ہے۔ اور اس کی حکومت اصولِ جمہوریت پر مبنی ہے۔ اعلانِ آزادی کے بعد سارا ٹوگا (Saratoga) کے مقام پر ایک انگریزی لشکر کو شکست ہوئی۔ اور چار ہزار سپاہیوں نے ہتھیار ڈال دئے۔ اگرچہ جنگ اس کے بعد بھی جاری رہی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ عملاً اس ہزیمت سے جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ کیونکہ اس وقت فرانس اور ہسپانیہ نے انگریزوں کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا تھا۔ پھر ۱۷۸۰ء میں ہالینڈ نے بھی اعلانِ جنگ کر دیا۔ بلکہ روس۔ ڈنمارک اور سویڈن جنگ کی دھمکی دینے لگے۔ انگریز کہتے تھے۔ ہمارے اور ہمارے نوآبادکاروں کے درمیان جنگ کی علت یہ ہے۔ کہ ہم بحر اوقیانوس میں دول غیر جانب دار کے جہازوں کی بھی تلاشی لیں۔ کہ کہیں ان میں ہمارے غنیم کے لئے سامانِ جنگ تو نہیں۔ مگر بہر حال ۱۷۸۰ء میں بحر اوقیانوس میں فرانسیسی فوقیت لے گئے۔ ہسپانیہ والوں نے انگریزی مقبوضہ جبرالٹر کا محاصرہ کیا۔ جزیرۂ شمالی میں ہالینڈ والے بحری تجارت پر قابض تھے۔ ادھر ہندوستان میں فرانسیسیوں نے والیانِ ریاست کو انگریزوں کے خلاف بھڑکا رکھا تھا۔ گویا یہ وقت انگلستان پر انتہائی مصیبت کا تھا۔ اور چونکہ انگریز اب اس قابل نہ تھے کہ اپنے امریکن نوآبادکاروں کو نیچا دکھلانے کے لئے مزید افواج بھیجیں۔ اس لئے ۱۷۸۱ء میں یارک ٹاؤن کے مقام پر انگریزی سپہ سالار نے ہتھیار ڈال دئے۔ اس کے بعد اگرچہ یورپ کی جنگ میں انگریزوں کا پلہ بھاری ہونے لگا۔ مگر جہاں تک امریکہ میں وسعتِ سلطنت کو دخل ہے۔ انگریزوں نے ۱۷۸۳ء میں یورپ کی معرکہ آرائیوں کے خاتمے پر عہدنامہ ورسیلز کے رُو سے اپنی پہلی تیرہ نوآبادیوں کی آزاد ہستی بشکل ریاستہائے متحدہ امریکہ تسلیم کر لی۔ اور جمہوریت پسند لوگوں نے اپنے قائد اعظم جارج واشنگٹن کو (جس نے جنگ آزادی میں ان کی رہبری کی تھی)۔ جمہوریہ جدید کا پہلا صدر انتخاب کیا۔

کینیڈا میں انگریزی سلطنت کی استقامت | ریاستہائے متحدہ امریکہ کی آزادی تسلیم کئے جانے کے وقت بعض انگریز نوآبادکار ایسے تھے کہ انگلستان سے علیحدگی ناپسند کرتے تھے۔ یہ لوگ تاریخ میں یونائیٹڈ ایمپائر لائلسٹس (United Empire Loyalists) یعنی وفادارانِ سلطنت متحدہ کے نام سے مشہور ہیں۔ انہوں نے آزاد نوآبادیوں سے نقل مکان کر کے شمالی کینیڈا کے علاقوں نیو برنزوک (New Brunswick) اور اونٹیریو (Ontario) میں بودوباش اختیار کی۔ اور ان کے شمالی کینیڈا

میں آباد ہو جانے سے اس ملک میں انگریزوں کے تسلط نے خوب خوب قوت پائی۔ کیونکہ کینیڈا دراصل ایک فرانسیسی نوآبادی تھی۔ اور وہاں کے باشندوں کی کثرت بھی فرانسیسیوں پر مشتمل تھی۔ اور یہ ممکن تھا کہ کبھی یہ لوگ بھی سرکش ہو جاتے۔ مگر ان عناصر کے ایک تہائی حصے میں وفادارانِ برطانیہ کی موجودگی انگریزوں کے حق میں مفید ثابت ہوئی۔ جس کے بعد شمالی کینیڈا ایک خالص انگریزی صوبہ بن گیا۔ اور جنوبی کینیڈا باوجود فرانسیسی نوعیت کے انگریزوں کی حکومت کا وفادار رہا۔

کینیڈا کی مخلوط آبادی میں تنازع اور حکومت خود اختیاری

اس کے بعد کینیڈا کی زندگی کی دوسری منزل قابل ذکر ہے۔ کہ جب ملکہ وکٹوریہ ابتدائی تخت نشین ہوئیں۔ تو جنوبی کینیڈا کے باشندے جہاں اب انگریز نوآبادکاروں کی تعداد بھی معقول ہو گئی تھی۔ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ کیونکہ ان میں فرانسیسیوں کا عنصر بھی شامل تھا۔ اور شمالی کینیڈا کے لوگ اگرچہ پرامن تھے۔ مگر اپنے معاملات ملکی میں اپنا ہی عمل دخل چاہتے تھے۔ اس پر ۱۸۳۸ء میں حکومت برطانیہ نے اپنے ایک قابل مدبر لارڈ ڈرہم Lord Durham کو ان مشکلات کے حل کرنے کے لئے بھیجا۔ جس نے حالات کا مشاہدہ کرنے کے بعد یہ تجویز کی کہ شمالی اور جنوبی کینیڈا کو ملا دیا جائے۔ اور کینیڈا کی پارلیمنٹ کو جسے اسمبلی کہتے ہیں۔ اور جو برطانوی دارالعوام کے مترادف ہے۔ اختیارات دے جائیں کہ اپنے ہاں کے تقریباً تمام معاملات کے انتظام و انصرام کو اپنے ہی قبضہ قدرت میں رکھے۔ چنانچہ کچھ بہت مدت نہ گزری تھی۔ کہ اتحاد اور حکومت خود اختیاری دونوں باتوں میں مجوزہ اصلاحات عرصہ شہود میں آگئیں۔

کینیڈا کے مشقت پسند نوآبادکاروں میں قدرتی افزائش کے سبب اور انگلستان سے آنے والے تارکان وطن کے باعث روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ یہ لوگ مغرب کی جانب پیش قدمی کرتے گئے۔ اور نئی ریاستیں قائم کریں۔ اس دوران میں انہیں قدرتی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ کہیں عظیم الشان دریا۔ کہیں سربفلک پہاڑ۔ کہیں دیوہیکل اشجار سے بھرے جنگل تھے۔ مختلف قطعات کی آب و ہوا بھی مختلف تھی۔ مگر آفرین ہے۔ ان بلند ہمت لوگوں پر کہ ان کی قوت برداشت قدرتی مشکلات کو خاطر میں نہ لائی۔ اور انہوں نے ملک الشعرائے انگلستان ملٹن (Milton) کے اس مقولے کو سچا کر دکھایا کہ۔

"دورِ امن میں بھی ایسی فتوحات حاصل ہو سکتی ہیں۔ جو دورِ جنگ کی کامرانیوں سے کچھ کم عظمت و شان نہیں رکھتیں"۔

نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ کینیڈا کے طول و عرض پر چھا گئے۔ اور ان قطعاتِ ارض کے جنہوں نے ان سے پہلے بنی آدم کے نقشِ قدم نہ دیکھے تھے۔ بہ فنونِ خزانے کاشتکاری اور کان کنی کے ذریعے سے نکال کر مالا مال ہو گئے۔ بعض علاقے ایسے ہیں کہ بھیڑ بکری اور دیگر مویشی کی چراگاہوں کے لئے خاص طور پر موزوں ہیں۔ یہاں آج کینیڈا والوں کے حیوان پرورش پاتے ہیں۔ اور مالک ان سے کروڑوں روپے سمیٹتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں کے دریا بھی مچھلیوں کی صورت میں اپنے باشندوں کو زرِ کثیر دلواتے ہیں۔ دودھ مکھن کی پیداوار اور ہزاروں ایکڑ کے باغات کے پھل ان پر المضاعف۔ غرض جہاں مادرِ برطانیہ کے گھر سے اس کے پہلے فرزند نکل گئے اور باشندگانِ ریاستہائے متحدہ امریکہ کا نام اختیار کر کے بظاہر برطانوی سطوت کے حریف ہو گئے۔ وہاں قدرت نے زور بازو والے اور دماغِ اختراع پرداز نے قوم انگلشیہ کو کینیڈا کی شکل میں ایک ایسی سلطنت دی۔ جو ریاستہائے متحدہ کا نعم البدل بن گئی۔ چنانچہ آج تک اہلِ برطانیہ جنرل ولف کا نام عقیدت و احترام سے لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ اسی کا دایاں ہاتھ تھا۔ جس نے کیوبیک کا معرکہ مار کر دنیا پر ثابت کر دیا کہ کینیڈا کی حکومت کا مستحق برطانیہ ہے۔ نہ کہ فرانس ۱۸۶۷ء میں کینیڈا کے مختلف صوبوں نے یکجا ہو کر مملکتِ کینیڈا کا نام پایا اور اوٹاوہ Ottawa اس کا دارالحکومت بنا۔ آج اگرچہ دنیا کے تمام دیگر براعظم برطانیہ کی فوقیت کے شاہد ہیں۔ کہ وہاں بھی "سلطنتِ مشترکۂ برطانیہ" کے علاقے موجود ہیں۔ مگر ان سب سے بڑھ کر کینیڈا کو اہمیت حاصل ہے۔ جہاں کامل ذمہ دار حکومتِ خود اختیاری قائم ہے۔ صرف معاملاتِ خارجہ میں برطانوی پارلیمنٹ اور کابینہ کینیڈا کی رہبری کرتا ہے۔ اور خود کینیڈا سلطنت مذکور کا ایک قومی ہوا خواہ رکن ہے۔

دوسری فصل

آسٹریلیا میں وسعتِ سلطنت

سترھویں صدی عیسوی کے وسط سے کچھ پہلے ہالینڈ کا ایک باشندہ نیوزی لینڈ پہنچا۔ یہ جزیرہ آسٹریلیا کے نزدیک ہے۔ چونکہ اس سیاح نے اسی سفر میں آسٹریلیا کے مشرقی حصے میں بھی سیاحت کی تھی۔ اس لئے کچھ عرصے کے واسطے آسٹریلیا کو جدید ہالینڈ کا نام دیا گیا۔ اس کے

یہ عجیب بات ہے کہ جب سترھویں صدی کا آخری زمانہ آیا تو ایک [illegible] نے ۱۶۸۸ء اور [illegible] میں وہاں جا کر ان علاقوں کی خوب چھان بین کی۔ [illegible] انگریزوں نے خیال کیا کہ جب امریکہ کی سرزمین ہماری نوآبادیوں کے لئے موجود ہے [illegible] کے نزدیک بھی ہے۔ تو آسٹریلیا جیسی دور دست زمین پر توجہ کیا ضروری نہیں؟

انگریزوں کے علاقہ دریافت کی کوششیں

۱۷۶۸ء میں انگریزوں کے مملکت جہازراں کپتان جیمز کک (Captain James Cook) کو اس مہم پر مامور کیا گیا۔ کہ آسٹریلیا اور [illegible] نواح کے جزائر کی سیاحت بڑی احتیاط سے کرے۔ اور تحقیقات کے بعد حکومت برطانیہ کو بتائے کہ کرۂ ارض کے ان علاقوں میں انگریزی نوآبادیوں کے قیام کے امکانات کہاں تک ہیں۔ کپتان کک دو سال بعد واپس آیا۔ لیکن کوئی خاص نتیجہ مترتب نہ ہوا [illegible] اس کے تلاش و جستجو کا کام جاری رکھا جانے۔ چنانچہ کپتان کک نے اس علاقے میں پھر [illegible] کئے۔ یہاں تک کہ [illegible] میدانی ریگستان میں بھی جا گھسا۔ [illegible] کہلاتا ہے۔ مگر ۱۷۷۹ء میں کک جزیرہ ہوائی (Hawaii) کے اصلی باشندوں کے ہاتھوں قتل ہوگیا۔ پھر بھی موت سے پہلے اس نے براعظم آسٹریلیا کے مشرقی ساحل پر برطانیہ کا جھنڈا گاڑ کر اسے نیو ساؤتھ ویلز (New South Wales) کا نام دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد برطانیہ نے اپنے وزیر [illegible] کک کے اسی کارنامے سے فائدہ اٹھانا شروع کیا۔

اس اقدام کا ایک باعث یہ ہوا کہ امریکہ کی دنیائے جدید میں انگریزوں کے اقتدار سے اُنکی پہلی تیرہ نوآبادیاں نکل گئیں۔ اس سے آسٹریلیا کو اہمیت دی جانے لگی۔ مگر اس سے پہلے ہی انگریزوں نے ساحل آسٹریلیا پر سڈنی (Sydney) نامی ایک نوآبادی قائم کر لی تھی۔ اور یہاں وہ انگریز مجرم رکھے جاتے تھے۔ جنہیں حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی جاتی تھی۔ چنانچہ سڈنی کی آبادی دو طرح کے باشندوں پر مشتمل تھی۔ ایک تو یہی مجرم جو عمر بھر کے قیدی تھے۔ دوسرے ان کی نگرانی کے لئے انگریزی فوج کا ایک دستہ۔ نیز اس نوآبادی کا حاکم ایک گورنر ہوتا تھا۔ لیکن جیسا کہ اوپر تحریر ہوا۔ آزادیٔ نوآبادیہائے امریکہ کے بعد آسٹریلیا کی پہلی نوآبادی سڈنی میں تبدیلیاں واقع ہونے لگیں۔ اس موقع پر گورنر سڈنی نے حکومت برطانیہ کو رائے دی۔ کہ یہ اگر ضبط و نظم سے ناآشنا اور شدید جرائم کے مجرموں کا سیلاب ادھر جاری رکھا گیا۔ تو انگلستان کے قیدخانوں کو ان ہستیوں سے پاک و صاف کرنے کے فائدے کے باوجود یہ نقصان ضرور ہوگا۔ کہ آسٹریلیا کی اس نئی بستی کو وہ حیثیت حاصل نہ ہوگی۔ جو ایک

انگریزی نو آبادی کے شایانِ شان ہے۔ یہاں تک کہ کسی نو آبادی کا وہ اصول کہ یہ اپنا گزارہ خود کرے۔ عمل میں نہ آسکے گا۔ بلکہ اس کے خلاف اس بستی یا نام نہاد نو آبادی کے قیام پر حکومت برطانیہ کو جو کچھ بھی خرچ کرنا پڑے گا۔ وہ مادرِ وطن کے کاندھوں پر ایک سخت بوجھ ثابت ہوگا۔ با ایں ہمہ حکومت برطانیہ نے اس رائے پر توجہ نہ کی۔ اور آسٹریلیا کو سنگین مجرموں کی روانگی جاری رکھی۔ لیکن بعض خالص نو آبادکار بھی تھے۔ جنہوں نے ترکِ وطن کرکے آسٹریلیا کو اپنا وطن جدید بنالیا تھا۔ بہرحال آسٹریلیا میں انگریزی نو آبادیوں کے ارتقاء کا آغاز ہوگیا۔ کیونکہ بعض سزا یافتہ لوگ تعلیم یافتہ تھے۔ اور سیاسی کارگزاریوں کی وجہ سے سزایاب ہوئے تھے۔ نیز بعض غیر سیاسی مجرموں نے اپنے نیک رویے سے ثابت کردیا تھا۔ کہ انہیں آزادی دے دی جائے تو کوئی نقصان نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ناقابلِ اصلاح مجرموں کے لئے آسٹریلیا میں بھی قید خانے بنائے گئے۔ اور سیاسی مجرموں اور اصلاح یافتہ مجرموں کو آزادی دے دی گئی۔ پھر ان میں خالص تارکانِ وطن سے اضافہ ہوا۔ اور نو آبادی صحیح معنی میں نو آبادی کہلانے کی مستحق ہوگئی۔ چنانچہ مؤرخ لکھتے ہیں۔ کہ حکمتِ عملی مذکور کے سبب سیاسی اور اصلاح یافتہ اور اصلی تارکانِ وطن۔ ان تینوں اقسام کی جماعتوں میں اچھے اچھے قانون دان ڈاکٹر۔ سوداگر۔ یہاں تک کہ دینی نظام کے سرکردہ لوگ بھی نظر آنے لگے۔ ان سب کا دلی مقصد یہ تھا۔ کہ نو آبادی کو انگریزی تہذیب کا نمونہ بنا کر دکھائیں۔ غرض اس طرح آسٹریلیا میں نو آبادیوں کا آغاز ہوا۔ یہاں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے۔ کہ بعض ایسے مجرم بھی تھے۔ جو میعادِ قید ختم ہونے کے بعد انگلستان واپس آنے کے بجائے آسٹریلیا ہی میں رہ گئے۔ ان سب قسم کے لوگوں کے اجتماع اور روز بروز ان کی تعداد میں افزونی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مزید نو آبادیاں بسائی جانے لگیں ؂

آسٹریلیا کا الحاق ۱۸۲۹ء میں حکومتِ برطانیہ نے رسمی طور پر یا یوں کہئے۔ کہ بین الاقوامی قانونی نقطۂ نگاہ سے آسٹریلیا کا الحاق کرلیا۔ مگر اس الحاق کے سلسلے میں خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہایا گیا۔ حالانکہ امریکہ میں انگریزی نو آبادیوں کی آزادی کے سلسلے میں۔ پھر کینیڈا کی فتح اور الحاق کے ضمن میں بہت سی خونریزیاں ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ ایک اور اہم معاملے میں بھی آسٹریلیا اور امریکہ کی نو آبادیاں یہ فرق دکھاتی ہیں۔ کہ جہاں امریکہ کے اصلی باشندوں نے یورپین نو آبادکاروں کا بیش و کم مقابلہ کیا تھا۔ یہاں آسٹریلیا کے اصلی باشندے عموماً امن پسند رہے۔ اور خاموشی کے ساتھ یورپین جوا اپنی گردن میں ڈال لیا ؂

مادرِ برطانیہ کے ساتھ تنازع اب سنئے کہ شریف مصنفی اور کارکن نو آبادکار بالخصوص وہ جو

انگلستان سے روز بروز بڑی تعداد میں ادھر آ رہے تھے۔ اس امر کو ناپسند کرتے تھے۔ کہ سنگین مجرموں کی آمد جاری رکھی جائے۔ چنانچہ ایک تلخ اور طویل تنازعہ شروع ہو گیا۔ آخر ۱۸۴۲ء میں یہ طریق نیوساؤتھ ویلز میں معطل کیا گیا۔ اور دو سال بعد ممنوع قرار پایا۔ پھر بھی آسٹریلیا کی ایک اور نو آبادی تسمانیا Tasmania میں ۱۸۵۳ء تک اور مغربی آسٹریلیا میں ۱۸۶۸ء تک جاری رکھا گیا۔ غرض اول سے آخر تک ایک لاکھ سینتیس ہزار (۱۳۷۰۰۰) مجرم آسٹریلیا بھیجے گئے۔ اور اگرچہ ان میں سے بہت ایسے تھے کہ اپنی آمد کے بعد تھوڑے ہی عرصے میں بیماری۔ شراب خوری اور فاقہ کشی کے باعث مر گئے۔ مگر ان کی موجودگی نو آبادیوں کی ترقی میں برابر حائل رہی۔ آخر جب یہ طریق قطعاً ممنوع ہو گیا۔ اور آسٹریلیا کو اپنا وطن بنانے والے انگریزوں کو تارک الوطنی میں مالی امداد دی جانے لگی۔ تو آسٹریلیا کی نو آبادیاں بڑی سرعت سے ترقی کرنے لگیں۔

سونے کی دریافت کا اثر ۱۸۵۰ء میں سونے کی کانیں دریافت کی گئیں۔ چنانچہ ۱۸۵۱ء میں انگریزوں کا ایک جم غفیر یہاں آیا۔ جس میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ جب یہ اُمید افزا خبر آگ کی طرح پھیل گئی۔ تو دفتروں کے کلرکوں نے قلم ہاتھ سے رکھ دیا۔ کسانوں نے ہلوں کو خیرباد کہہ کر آسٹریلیا کا رُخ کر دیا۔ اور کشش زر کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں تارکان وطن آسٹریلیا میں آ بسے۔ اگرچہ ان لوگوں میں سے بہت کم تلاشیان زر کو اپنی اُمیدوں کے موافق دولت ملی۔ مگر اکثر نے جب دیکھا کہ آسٹریلیا میں کاشتکاری کرنا بھی نفع بخش ہے۔ تو وہیں رہ گئے۔ بہرحال ۱۸۵۰ء کے بعد پانچ سال کی قلیل مدت میں آسٹریلیا کی یورپین آبادی دوگنی ہو گئی۔

آسٹریلیا کی حکومت اس کے بعد آسٹریلیا کی کہانی کی خصوصیت یہ ہے کہ کان کنی۔ زراعت۔ مویشی خاص کر بھیڑ کی پرورش۔ اور ان کے ہمراہ صنعتی کارخانوں کی پیداوار یہ سب چیزیں ترقی کرتی گئیں۔ اور چونکہ نو آبادکار اکثر انگریز اور تھوڑے بہت دوسرے یورپین تھے۔ اِسلئے حکومت خود اختیاری بھی رفتہ رفتہ ترقی پذیر ہوئی۔ چنانچہ یہاں بھی کینیڈا کا طریق کار اختیار کیا گیا۔ عامہ خلائق کے نمائندوں کی ایک کونسل بنائی گئی۔ اور حاکم اعلیٰ ایک برطانوی گورنر مقرر کیا گیا۔ پھر جب مختلف نو آبادیوں نے رونق پائی تو انہیں بھی الگ صوبہ دار گویا ریاست وار مقامی حکومت دی گئی۔ جس کا امتیاز یہ تھا کہ عامہ خلائق اپنے نمائندے خود انتخاب کرتے تھے۔ ۱۹۰۰ء میں برطانوی پارلیمنٹ نے ایک قانون وضع کیا۔ جس کا مطالبہ مدت سے آسٹریلیا والے کر رہے تھے۔ اس کے رو سے آسٹریلیا کی تمام مختلف ریاستوں

کی شیرازہ بندی کی گئی - اور فیڈریشن (Federation) یا اجتماع ریاستہائے مختلفہ کے
اصول پر عمل کر کے ان سب کو بہ حیثیت مجموعی سلطنت مشترکۂ آسٹریلیا کا نام دیا گیا - آجکل آسٹریلیا
کی دو پیداواریں خصوصیت سے انگلستان آتی ہیں - یعنی (۱) اُونی کپڑے کے کارخانوں کے
لئے تقریباً ساری اُون اور (۲) بھیڑ کا گوشت ؛

نیوزی لینڈ کی تشکیل | نیوزی لینڈ آسٹریلیا سے بارہ سو میل کے فاصلے پر ایک الگ جزیرہ ہے -
جو رقبے میں ایک بہت بڑے ملک کے برابر ہے - نو آبادیاں بسانے کے سلسلے میں یہاں ۱۸۴۰ء
تک کچھ بہت سرگرمی نہ دکھائی گئی تھی - مگر اب کہ ولنگٹن نامی بستی بسائی گئی - اور نیوزی لینڈ
میں ملکہ وکٹوریہ کی بادشاہت کا اعلان کیا گیا تو ترقی کی رفتار بہت تیز ہو گئی - دوران نشوونما میں
یہاں نو آبادکاروں کو اصلی باشندوں سے جو میوری (Mooris) کہلاتے ہیں - لڑنا پڑا -
معرکے ہوتے رہے جو ۱۸۶۰ء سے ۱۸۷۰ء تک جاری رہے - مگر آخر صلح ہو گئی - چونکہ یہ لوگ
بڑے ذہین اور کارکن ہیں - اس لئے انہیں بھی یورپین نو آبادکاروں کے پہلو بہ پہلو حکومت
میں حصہ دیا گیا - آج یہ جزیرہ مملکت نیوزی لینڈ کہلاتا اور خوب ترقی کر رہا ہے ؛

تیسری فصل

ممالک متحدۂ افریقہ

وہ ممالک جو سلطنت مندرجہ عنوان کے اجزا ہیں حسب ذیل مملکتوں یا صوبوں پر مشتمل
ہیں :- (۱) راس اُمید کا علاقہ (۲) نٹال (Natal) آزاد آرینج - (۴) ٹرانسوال
(Transwal) ریاست راس اُمید کو سب سے پہلے ایک پرتگیز ملاح نے ۱۴۸۶ء
میں دریافت کیا تھا - مگر جب گیارہ برس بعد مشہور آفاق ملاح واسکوڈے گاما نے ساحل نٹال پر
قدم رکھا - تو اس کے بعد اُس نے اپنا بحری سفر ہند پر جا ختم کیا - پھر جب اس سرزمین کو
دریافت ہوئے ڈیڑھ سو سال سے کچھ اوپر عرصہ گزر گیا - تو اہل ہالینڈ نے یہاں قلعے تعمیر
کئے - مگر انگریزوں اور فرانس کے مشہور قائد نپولین کے مابین جنگ کے دوران میں جب
اہل ہالینڈ نے نپولین کا ساتھ دیا - انگریزوں نے یہ علاقہ اہل ہالینڈ سے لے لیا - مگر اس
کے بعد مدتوں تک انگریزوں نے یہاں نو آبادیاں بسانے پر توجہ نہ کی - وہ کہتے تھے - کہ

انگلستان اور ہندوستان کے درمیان ہمارے بحری راستے ہیں۔ یہ ایک کارآمد مقام ہے۔ اور یہیں-
مگر بعد میں انگریز نوآبادکاروں نے یہاں بستیاں بسائیں +

جنوبی افریقہ کی آب و ہوا معتدل ہے اور یہیں پر امن نہیں تھیں۔ آسٹریلیا کی طرح یہاں کے نوآبادکاروں کو بڑی جنگ جو حبشی اقوام سے سابقہ پڑا۔ ان کے علاوہ یہاں انگریزوں کے علاوہ اہل ہالینڈ بھی تھے۔ جو زیادہ تر کسان تھے۔ اور بوئر (Boer) کہلاتے تھے۔ یہ لوگ انگریزوں کی حکومت پسند نہ کرتے تھے۔ چنانچہ یہ دونوں یورپین قومیں آپس میں لڑتی جھگڑتی رہتی تھیں۔ حبشی ان دونوں کو الگ تکلیف دیتے۔ اور ان کے مویشی چرا لے جاتے تھے۔ اس پر حکومت انگلستان نے حبشیوں کو سخت سزائیں دیں۔ اور چوری بند کر دی۔ مگر انگریزوں کا خیال تھا کہ ان لوگوں کو بھی کچھ حقوق دئے جائیں۔ چنانچہ تمام حبشی غلام آزاد کر دئے گئے۔ اس کے خلاف بوئروں کی یہ تمنا تھی۔ کہ حبشیوں کی غلامی جاری رہنی چاہئے۔ آخر اختلاف رائے کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ بوئروں نے نقل مکانی کر کے علاقہ نٹال - آرینج فری سٹیٹ - اور ٹرانسوال جا بسائے۔ مگر آخر انگریزوں نے نٹال میں اپنی حکومت قائم کی اور باقی دونوں صوبے بوئروں کے پاس رہنے دئے۔ اس کے بعد جب افریقہ کے اصلی باشندوں کی ایک زبردست قوم زولو نے بوئروں پر حملہ کر کے انہیں شکست دی۔ تو انگریزوں نے ٹرانسوال پر قبضہ کر لیا۔ اب انگریزوں کے دو دشمن پیدا ہو گئے +

بوئروں کے خلاف پہلی جنگ ۱۸۸۱ء | جب بوئروں نے مسلح ہو کر حکومت برطانیہ کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ اس وقت برطانوی فوج بہت ہی مختصر تھی۔ چنانچہ اسے ماجوبا (Majuba) اور ایک اور مقام پر شکست ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ٹرانسوال کے بوئروں کو آزادی دی گئی کیونکہ اس وقت وزیر اعظم برطانیہ گلیڈسٹون (Gladstone) تھا۔ جو بوئروں پر فتح پانے کا متمنی نہ تھا۔ بوئروں کا قائد اعظم اور ان کی حکومت کا صدر مشہور و معروف محب الوطن پال کروگر (Paul Kruger) تھا۔ جو یہ چاہتا تھا کہ سارا جنوبی افریقہ ٹرانسوال سے لے کر ساحل بحر تک اہل ہالینڈ کے افریقی نوآبادکاروں کے قبضے میں آجائے۔ ان کی مطلقاً آزاد جمہوری حکومت قائم ہو جائے۔ اور اپنے مادر وطن ہالینڈ کے ساتھ بھی بطور رعایا کوئی تعلق نہ ہو +

سلطنت گر | گلیڈسٹون نے تو بوئروں کو آزادی دے دی۔ مگر یہیں جنوبی افریقہ کی نوآبادیوں میں برطانیہ کا ایک فرزند جلیل سیسل رہوڈز (Cecil Rhodes) بھی تھا۔ جو وسعت سلطنت برطانیہ کی تاریخ میں سلطنت گر (Empire Maker) کے نام سے مشہور ہے۔ وہ

برطانوی تجارتی کمپنی کا ڈائرکٹر ہونے کے ساتھ جنوبی افریقہ میں سرکاری و غیر سرکاری طور پر داد تدبیر و تعمیر سلطنت بھی دیتا تھا۔ اس کا نصب العین یہ تھا کہ سارے جنوبی افریقہ میں ایک ہی مملکت متحدہ قائم کی جائے۔ جو اگرچہ جمہوری اصولوں پر تشکیل و تنظیم پائے۔ مگر سلطنت مشترکہ برطانیہ کا ایک جزو بھی رہے۔ اور تاج برطانیہ کی وفاداری کا دم بھرے۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ انجام کار اس کے اس خواب کی کامیاب تعبیر نکلی۔ جیساکہ آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور اگرچہ اس کی موت سے پہلے اور بعد میں بھی حالات مساعد نے برطانیہ کو یہ کامیابی دلائی۔ مگر ابتدائی ایام میں جنوبی افریقہ کی برطانوی سلطنت کی تعمیر میں روڈس کے کارنامے نہایت مؤثر ثابت ہوئے۔ چنانچہ اگر اسے سلطنت گر کا لقب دیا گیا ہے۔ تو عین بجا ہے۔

بوئروں کے خلاف دوسری جنگ ۱۸۹۹ء-۱۹۰۲ء ۱۸۸۳ء میں ٹرانسوال میں سونے کی کانیں دریافت ہونے پر یورپین اور بالخصوص برطانوی نو آباد کار گروہ در گروہ ٹڈی دل کی طرح اس علاقے پر چھا گئے۔ اور جلد ہی ان لوگوں کی تعداد بوئروں پر غالب آ گئی۔ بوئر زیادہ تر دیہاتی علاقوں میں رہتے۔ اور کاشتکاری کرتے تھے۔ انہوں نے کوشش کی کہ نو وارد اغیار پر ٹیکس لگا کر اس ارض سیر حاصل کے مالک خود ہی بنے رہیں۔ حتیٰ کہ کاروبار حکومت میں بھی ناخواندہ مہمانوں کو کوئی حصہ نہ دیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باہمی عناد کے باعث لڑائی جھگڑے ہونے لگے۔ آخر ۱۸۹۵ء میں برطانوی نو آباد کاروں نے مسلح بغاوت کی تجاویز پختہ کر لیں۔ اور ایک شخص ڈاکٹر جیمسن (Dr. Tameson) نے چھ سو سواروں کو ہمراہ لے کر ٹرانسوال پر حملہ کیا۔ مگر چار روز بعد گرفتار ہوا۔ اور بوئروں نے بغاوت فرو کر دی۔ اس بغاوت کا اثر یہ ہوا۔ کہ برطانویوں اور بوئروں کے درمیان تعلقات اور بھی تلخ ہو گئے۔ اور بوئروں کو حوصلہ پیدا ہوا کہ لڑائی کر کے برطانویوں کو ملک سے نکال دیں۔ وہ دیکھتے تھے۔ کہ پُرامن طریق سے یہ باہمی تنازعات نہیں نپٹ سکتے۔ پس ۱۸۹۹ء میں جنگ چھڑ گئی۔ اور آرینج فری سٹیٹ نے ٹرانسوال کا ساتھ دیا۔

پہلے پہل برطانویوں کو متعدد معرکوں میں شکست ہوئی۔ کیونکہ ایک تو وہ جنگ کے لئے مناسب تیاری نہ کر سکے۔ دوسرے جنگ کے ابتدائی ایام میں وہ فوج کی کافی تعداد محاذ جنگ پر نہ پہنچا سکے۔ غرض تھوڑے ہی عرصے میں برطانوی تین مقامات میں محصور ہو گئے۔ یعنی لیڈی سمتھ (Lady Smith) کیمبرلے (Kemburlay) اور میفکنگ (Mafeking) اس کے بعد ایک ہی ہفتے کے اندر اندر بوئروں نے برطانویوں کو تین معرکوں میں شکست دی۔ اب انگلستان کو بلاوا بھیجا گیا۔ کہ رضاکار بھرتی کر کے افریقہ

بھیجے جائیں۔ اور وہ نوآبادکاروں کو دشمنوں سے مخلصی دلوائیں۔ اس وقت ساری دُنیا
برطانیہ کی دشمن ہو رہی تھی۔ مگر برطانیہ کی اپنی سلطنت اس مشکل کے وقت آڑے آئی۔
چنانچہ نہ صرف برطانیہ نے اپنے ہاں کی فوجوں سے نوآبادکاروں کی مدد کی بلکہ کینیڈا اور دیگر
دور دست مقامات سلطنت سے بھی رضاکاروں نے لبیک کہی۔ اور دُنیا نے دیکھ لیا۔
کہ برطانوی سلطنت مادہ اشتراک ذہنی تصور ہی نہیں۔ کہ کسی نام نہاد شوکتِ سلطنت کا
عکس ہو۔ بلکہ عالمگیر سلطنت برطانیہ ایک مستقل ہستی ہے۔ جس کے اوصاف خصوصی ثبات و
استقامت ہیں۔ اغراض و مقاصد مشترکہ کا استحکام اس کا نصب العین ہے۔ اور وہ بھی عین عملی
غرض لارڈ رابرٹس (Lord Roberts) جس نے معاملات افغانستان میں کمال درجے کی جنگی
مہارت دکھائی تھی۔ اب اس افریقی مہم کا سپہ سالار بنایا گیا۔ اور لارڈ کچنر (Lord Kitchener)
اس کے ماتحت افسروں کا سردار۔ انہوں نے محصورین مقامات مذکور کو جو فاقہ کر رہے تھے
نجات دلائی۔ لیڈی سمتھ وغیرہ کے محاصرے اُٹھا دئیے گئے۔ اور انگلستان ہندوستان اور دیگر
ممالک سلطنت میں بڑی خوشیاں منائی گئیں۔ علاقہ آرینج فری سٹیٹ انگریزوں کے ہاتھ آیا۔ اور
پریذیڈنٹ کروگر نے راہ فرار اختیار کر کے مادرِ وطن ہالینڈ میں جا پناہ لی۔ اس کے بعد
بھی دو سال جنگ رہی۔ اس دوران میں برطانوی عساکر کا سپہ سالار لارڈ کچنر اور بوئروں کا
بہادر قائد ڈی ویٹ (Dewet) تھا۔ دونوں طرف سے خوب خوب دادِ شجاعت دی گئی۔
مگر آخر جب بوئر جنہیں مادرِ وطن سے کوئی فوجی مدد نہ ملی تھی۔ تنگ آکر چور ہو گئے۔ تو
جون ۱۹۰۲ء میں صلح ہو گئی۔ اور بوئروں کی جمہوریہ مملکتیں سلطنت برطانیہ کے ساتھ
ملحق کر دی گئیں۔

۱۹۰۶ء میں بوئروں کو حکومتِ خوداختیاری دی گئی۔ اور ۱۹۱۰ء میں چاروں
نوآبادیوں نٹال۔ ٹرانسوال۔ راس امید۔ اور آرینج فری سٹیٹ کو سیاسی و انتظامی لحاظ
سے یکجا کر کے انہیں مملکتِ متحدۂ جنوبی افریقہ کا نام دیا گیا۔ اور کینیڈا اور آسٹریلیا و
نیوزی لینڈ کی طرح یہ تیسری عظیم الشان مملکت بھی سلطنتِ مشترکہ برطانیہ کا ایک جزوِ عظیم
بن گئی۔

۱۹۱۴-۱۸ء کی جنگِ عظیم کے دوران میں بعض فتنہ پرداز بوئروں نے کوشش کی کہ برطانیہ
کی اس جنگی مصروفیت سے فائدہ اٹھائیں۔ اور بغاوت کر کے سلطنت سے الگ ہو جائیں۔
چنانچہ بغاوت ہوئی بھی۔ مگر مملکتِ متحدۂ جنوبی افریقہ کے وزیراعظم جنرل لوئی
بوتھا (General Louis Botha) نے جو ایک پیرانہ سر بوئر تھا۔ بعض سخت تدابیر اختیار

کر کے بغاوت کا جلد ہی قلع قمع کر دیا۔ آج یہ کیفیت ہے کہ جنوبی افریقہ کو ہر لحاظ سے برطانوی سلطنت میں خاص اہمیت حاصل ہے۔

تین اقوام جدید کی تخلیق اور ان کی نشو و نما کینیڈا۔ جنوبی افریقہ۔ اور آسٹریلیا کی جداگانہ آبادیاں شاہد ہیں۔ کہ گو ان کی قومی شخصیت کا مرکزی و امتیازی نشان انگریزیت ہے۔ مگر اپنی اپنی نوعیت۔ امتیاز نسلی اور اوصاف جماعتی کے لحاظ سے ان میں سے ہر قوم کی خصوصیتیں بہ حیثیت مجموعی الگ الگ واقع ہوئی ہیں۔

(۱) کینیڈا میں ایک معقول عنصر فرانسیسی لوگوں کا ہے۔ مگر وہ۔ انگریز اور دوسرے یورپین جو یہاں آ بسے ہیں۔ اور آپس میں شادی بیاہ کا سلسلہ قائم کر کے مخلوط النسل ہو گئے ہیں۔ یہ سب ایک خالص کینیڈا کی قوم بن گئے ہیں۔ آب و ہوا۔ تغیرات موسم۔ اقتصادی اشتغال زراعت اور صنعت و حرفت کے متعلق۔ طریق محنت وغیرہ سب پر کینیڈا کی مخصوص مُہر ثبت ہے۔ تو معلوم ہُوا کہ کینیڈا کے ملک کا سب سے بڑا سرمایہ اس کی مخصوص قوم ہے۔

(۲) اسی طرح آسٹریلیا میں ایک نئی قوم نمودار ہوئی ہے۔ جو خالص آسٹریلوی ہے۔ اور اس پر صرف انگریزی رنگ چڑھ گیا ہے۔ ورنہ باوجود متعدد نسلوں کے امتزاج کے ان کی یک جہتی ایک نئی اور نرالی خصوصیت پیش کرتی ہے۔

(۳) یہی حال مملکت متحدہ جنوبی افریقہ کا ہے۔ اصلی باشندے ایک بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ تھوڑے بہت ہندوستانی بھی وہاں جا بسے ہیں۔ مگر غالب قومیت اُن سفید رنگ کے افریقیوں کی ہے جن کے آبا و اجداد یورپ سے آئے۔ بوئر۔ انگریز۔ اور متعدد دوسری یورپین قومیں ان سب نے آپس میں مل کر ایک نئی قوم پیدا کر رکھی ہے۔ اور اس کے امتیازیات خالص برطانویوں سے جدا ہیں۔

ان تینوں قوموں میں ایک خاص شئے مشترکہ ہے یعنی یہ برطانیہ کو اپنی مادر مہربان سمجھنے اور اس کی اولاد کہلانے پر فخر کرتی ہیں۔ سلطنت برطانیہ کے ساتھ اُن کے تعلقات کا انحصار محض جذبات شکر گزاری۔ اُنس و محبت اور گزشتہ مروتوں کی پاسداری پر نہیں۔ بلکہ اقتصادی اور بالخصوص تجارتی و جنگی لحاظ سے یہ تینوں اپنی سلامتی اسی میں دیکھتی ہیں کہ برطانیہ کیساتھ رشتہ رفاقت قائم رکھیں۔ پھر خود برطانیہ نے انہیں جمہوریت و نمائندگی کے اداروں سے شاد کام کر رکھا ہے۔ اور صرف خارجی حکمت عملی اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ یہ جدید اقوام بھی بخوشی خاطر اپنے خارجی معاملات کے باب میں مادر برطانیہ کی سرپرستی قبول کرتی ہیں۔ برطانیہ کا جنگی بحری بیڑا جس پر کینیڈا۔ آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ کو ایک پائی خرچ نہیں کرنی پڑتی۔ ان کی حفاظت کرتا

ہے۔ پھر تاج برطانیہ وہ آفتاب ہے۔ جس کے گرد یہ سب چکر لگاتے ہیں۔ اور جب وقت پڑتا ہے تو تیار رہتے ہیں۔ کہ اگر سلطنت مشترکہ برطانیہ پر کوئی آنچ آنے لگے۔ تو اسے دشمن سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنا خون پسینہ ایک کر دیں۔ قدرت نے جنگ عظیم دوم کے دوران ان سب کی محبت کے امتحان کا موقع بھی دنیا کو دیا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ کس سرگرمی اور ولولہ انگیزی سے یہ تمام قومیں اپنی ماں کی مدد کو دوڑیں۔ اور اس کی ہستی کی کشتی کو ساحل مراد پر پہنچایا۔ اگر آج اس تخلیق اقوام سہ گانہ کو برطانیہ کے دشمن حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تو دوست احسان اور تشکر کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک مشہور انگریز مورخ برطانیہ کے اس کارنامے کو دیکھ کر جس کی مثال تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ کہتا ہے کہ اگر کل ہی روئے زمین سے دنیا کے تختے سے مٹ جائے۔ اگر لندن جو سلطنت کا دل ہے۔ فنا ہو جائے۔ پھر بھی ایک نئی زمین پیدا ہو جائے گی۔ امریکہ اور افریقہ ایسے ملک جہاں ہم ہی انگریز ہیں۔ اور جن میں رہنے والے ہماری اولاد ہیں ہمیشہ کہیں گے۔ ہمارے آباؤ اجداد انگلستان سے آئے۔ یہ قطعات زمین جن کے ہم مالک ہیں۔ انہیں خرید لیا۔ تو قیمت میں انگریزوں کی جانیں۔ انگریزوں کی دولتیں اور انگریزوں کی محنتیں دے کر ہم جو کچھ ہیں۔ انگلستان ہی کے بنائے ہوئے ہیں۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں۔ اس فرض کی ادائیگی ہے۔ جو انگلستان نے ہم پر عائد کیا۔ انگلستان کا وضع کیا ہوا قانون ہی ہم پر حکمران ہے انگلستان ہی نے ہمیں سکھایا کہ بہترین حکومت قانون کی حکومت ہے۔ انگلستان کی یاد ہمیں متحد بنائے گی ہے۔ اور انگلستان کے بزرگوں۔ شاعروں۔ قوموں کے سپہ سالاروں۔ مقننوں۔ مدبروں مصنفوں موجدوں۔ سیاحوں اور حکمرانوں ہی کے خیالات اور کارنامے ہیں۔ کہ ہمارے دماغوں میں جولانی پیدا کرتے۔ بازوؤں کو قوت دیتے۔ اور دوران خون کو تیز کرتے ہیں۔

چوتھی فصل

دنیا کے دوسرے حصوں میں برطانیہ کا اقتدار

چار براعظموں یعنی ایشیا۔ افریقہ۔ امریکہ اور آسٹریلیا کے علاوہ (ا) مجمع الجزائر مغربی۔ (ب) مجمع الجزائر مشرقی اور (ج) بحرالکاہل کے جزیروں میں جن کا رقبہ کوئی بیس ہزار میل کے رقبے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اکثر مقامات ایسے ہیں کہ سلطنت برطانیہ میں شامل

ہو چکے ہیں۔ پھر (۱) مملکت متحدۂ جنوبی افریقہ کے علاوہ شمالی۔ مشرقی اور مغربی افریقہ کے بعض
علاقے اور (۲) وہ بحری گزرگاہ جو انگلستان کے جہازوں کو ارض مشرق تک لاتی ہے۔ اس کے
اندر بھی بعض خاص مقامات ہیں۔ جو سلطنت برطانیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور تجارتی و جنگی نقطۂ نگاہ
سے اہم ترین حیثیت رکھتے ہیں ؀

سلطنت محروسہ یا مقبوضات برطانیہ | مقامات مذکور ایسے جزیرے اور بڑے بڑے قطعات ارض کے علاقے
ہیں۔ جو دنیا کے ہر حصے میں ادھر ادھر منتشر ہیں۔ مگر سلطنت برطانیہ کے اجزا اسی طرح ہیں۔ جیسے
برطانوی ہند اور کینیڈا وغیرہ۔ ان پر مختلف اوقات اور حالات میں قبضہ کیا گیا۔ بعض مفتوح ہوئے
اور بعض میں نو آبادیاں قائم کی گئیں۔ ان میں متعدد ایسے ہیں۔ کہ نپولین کے خلاف جنگ کے دوران میں
انگریزوں کے ہاتھ آئے۔ اور متعدد ایسے ہیں کہ گزشتہ نصف صدی میں جب دول یورپ نے
غیر مہذب یا پس ماندہ حصص دنیا کے حصے بخرے کئے۔ تو یہ انگریزوں کے ہاتھ لگے۔ ان میں اور
خالص نو آبادیوں (کینیڈا۔ جنوبی افریقہ وغیرہ) میں یہ فرق ہے۔ کہ مؤخر الذکر کو حکومت خود
اختیاری حاصل ہے۔ لیکن علاقہ ہائے مذکور کو یہ حق ابھی نہیں ملا۔ یہی وجہ ہے کہ سیاسی اصطلاح
میں انہیں مقبوضات برطانیہ کہا جاتا ہے۔ اور بہ حیثیت مجموعی انہوں نے سلطنت محروسہ کا نام پایا ہے۔
ان کی ایک اور خصوصیت یہ ہے۔ کہ بیشتر منطقۂ حارہ میں یا اس کے نزدیک واقع ہیں۔ اور اس قابل نہیں
کہ یورپ کے سفید فام باشندے یہاں بطور نو آبادکار سکونت اختیار کر کے انہیں اپنا مستقل وطن
بنائیں مگر انہیں ایک خاص اقتصادی اہمیت حاصل ہے۔ یعنی یہاں ایسے درختوں اور پودوں کی کثرت ہے۔
جو تہذیب حاضر کی لازمی ضروریات میں داخل ہو گئے ہیں۔ مثلاً ربڑ۔ روئی۔ چائے۔ کافی۔ کھانڈ
تمباکو وغیرہ یہی وجہ ہے۔ کہ یہ مقامات وہ بیش بہا وسائل تصور کئے جاتے ہیں۔ جہاں سے برطانیہ اپنے
لئے خام سامان حاصل کرتا ہے۔ اور اس سے کم درجے پر یہ علاقے وہ منڈیاں ہیں۔ جہاں برطانیہ
اپنے کارخانوں کی مصنوعات فروخت کرتا ہے ؀

گزشتہ صدی کے دوران میں جب عظیم الشان ایجادات کے سبب وسائل آمد و رفت میں
انقلاب ہو رہا تھا۔ یورپین سوداگر دنیا کے ان مقامات کے وسائل دولت کو نشوونما دیتے رہے۔ اس لئے
اپنی اپنی حکومتوں سے اجازت نامے حاصل کر کے انہوں نے تجارتی کمپنیاں بنائیں۔ مگر بعد میں حکومتوں نے
یہ کام اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اور سوداگروں کی کمپنیاں دوسرے درجے پر آ گئیں ؀

سلطنت محروسہ کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں (۱) نو آبادیات زیر حکومت برطانیہ ان کا انتظام
والفرام براہ راست وزارت خارجہ کے ہاتھ میں ہے۔ (۲) وہ علاقے جہاں دیسی سردار حکمران ہیں۔
مگر زیر سایۂ تاج برطانیہ اول الذکر کی حکومت کے اخراجات مقامی ٹیکسوں کے ذریعے سے پورے کئے

جاتے ہیں۔ گو چین کے اخراجات کے لئے برطانیہ کے شاہی خزانے سے بھی کچھ نہ کچھ دیا جاتا ہے۔ سلطنت محروسہ برطانیہ کے ساتھ تجارت کرنے کا حق یورپ کی تمام سلطنتوں کو یکساں طور پر حاصل ہوتا ہے اور برطانیہ کو کوئی خاص ترجیح نہیں دی جاتی تھی۔ مگر گذشتہ دو چار سال کے عرصے میں سلطنت برطانیہ میں یہ تجارتی تحریک جاری کر دی گئی۔ جو [illegible] سلطنتی تجارتی ترجیح کے نام سے مشہور ہے۔ جب جنگ عظیم اور اس سے پیدا ہونے والی اقتصادی بدحالی کا زمانہ آیا ہے۔ قوموں کو اپنی اقتصادی پالیسی [illegible] کہ اپنے ملک کے وسائل دولت کو اپنی ہی قوم کے رعایا کے لئے وقف کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ برطانیہ جو گزشتہ زمانوں میں تجارتی آزادی کا امتیاز رکھتا تھا۔ وہ بھی مجبوراً اس پر عمل پیرا ہو گیا ہے۔ اور اس نے قرار دیا ہے کہ سلطنت برطانیہ کے اندر جو ملک ہیں وہ آپس میں تجارت کے معاملات ایک دوسرے سے رعایت کریں۔ اور غیر ممالک کے مصنوعات اور خام سامانوں کی درآمد پر ٹیکس لگائے جائیں تاکہ سلطنت برطانیہ کی اپنی پیداوار اور صنعت و دولت کو ترقی ہو۔ اور باشندگان سلطنت کی محنت اور وسائل قدرتی کو پہلے فیض پہنچایا جائے۔

بحری گزرگاہ۔ سلطنت برطانیہ کے لئے بعض بحری مقامات ایسے ہیں جنہیں بحری جنگ اور تجارت کی حفاظت کے نقطۂ نگاہ سے خاص اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ ان میں وہ جو مشرقی بحری گزرگاہ پر واقع ہیں سب سے زیادہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ مثلاً جبل الطارق جو اسپانیہ کے جنوبی ساحل پر واقع ہے۔ اور بحر اوقیانوس اور بحیرہ روم کے درمیان آنے جانے کی کنجی سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ بحیرہ روم میں برطانیہ کے جنگی جہازوں کو جو آزادی اسی کی وجہ سے حاصل ہے۔ غیر دول یورپ کے جہازوں کو نہیں۔

نہر سویز۔ یہ خاکنائے سویز کو کاٹ کر بنائی گئی۔ اور افریقہ کو ایشیا کے ساتھ ملاتی ہے۔ اس نہر کے بن جانے سے اب بحیرہ روم کے جہاز بحیرۂ قلزم میں آ سکتے ہیں۔ اور جس طرح بحیرہ روم کے مغربی سرے پر جبل الطارق ایک جنگی و تجارتی مستقر ہے۔ اسی طرح نہر سویز کو بھی تصور کرنا چاہئے۔ جو بحیرہ روم کے مشرقی سرے پر واقع ہے۔ اگرچہ سویز پر بعض دوسری یورپین اقوام کو بھی کچھ نہ کچھ اقتدار حاصل ہے۔ مگر غلبہ انگریزوں ہی کا ہے۔

عدن۔ عرب کے جنوب میں جزیرہ نمائے عرب کے ساحل پر واقع ہے۔ اس پر قبضہ پانے کی محرک یہ حقیقت ہوئی کہ افریقہ اور عرب کے مابین آنے جانے پر انگریزوں کو اقتدار حاصل ہو۔ اس مقام کو اس لئے بھی اہمیت حاصل ہے کہ یہ عراق اور خلیج فارس کی تجارت کی کنجی ہے۔ آج کل عدن سیاسی لحاظ سے ہندوستان کا ایک علاقہ سمجھا جاتا ہے۔ اور گورنمنٹ بمبئی کے ماتحت ہے۔ مگر آئندہ جلد ہی عدن بھی براہ راست برطانیہ کی وزارت خارجہ کے حوالے کر دیا جائے گا۔

یہاں ہم وسعت سلطنت برطانیہ کا تذکرہ اس مشہور و مستند مقولے کو یاد دلاتے ہوئے ختم کرتے ہیں کہ سلطنت برطانیہ پر کبھی آفتاب غروب نہیں ہوتا۔

پانچویں فصل

جمعیّت الاقوام یا لیگ آف نیشنز

(League of Nations)

لیگ کا تخیل آور خیر مقدم | جنگ عظیم کی ہنگامہ آرائیوں کے سبب جب ایک کروڑ دس لاکھ فرزندانِ آدم خاک وخون میں لوٹ کر راہی ملک عدم ہو گئے۔ اور نقصانِ مال کا اندازہ تو بلا مبالغہ بیسویں صدی کی حساب دان دنیا کے بس کا بھی نہیں۔ نہ زخم خوردوں اور مُردوں سے بدتر لوگوں۔ یتیموں اور بیواؤں کی درست تعداد بھی صرف قضا وقدر کے رجسٹروں میں مل سکتی ہے۔ ہم تو اس کے متعلق قیاس آرائی ہی کر سکتے ہیں۔ اور بس۔ اس وقت دُنیا پر اپنے مستقبل کے مصائب بھی آئینہ ہو رہے تھے۔ ایسی حالت میں ریاستہائے متحدۂ امریکہ کے صدر حکومت پریزیڈنٹ وِلسن (President Wilson) نے جب یہ اعلان کیا۔ کہ "آؤ ہم دنیا کو جمہوریت کے لئے محفوظ و مامون کریں"۔ تو سب سے پہلے برطانیہ نے لبیک کہا۔ عامہ خلائق کو شدّت کے ساتھ یہ احساس ہو رہا تھا۔ کہ بقول سر رابرٹ والپول (Sir Robert Walpole) بدترین حالات جنگ پیدا کرتے ہیں۔ جب تک جنگ جاری رہتی ہے۔ ہم نقصان اٹھاتے جاتے ہیں۔ اور جب ختم ہوتی ہے۔ تو ہمیں کوئی خاص فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ وِلسن کے اس نظریہ کی یہاں تک تعریف ہوئی کہ ایچ۔ جی۔ ویلز (H. G. Wells) مصنّف نے لکھا۔ "ملّتِ امریکہ کے مزاج کی قدرتی رفتار ہی ایسی ہے۔ کہ وہ دنیا میں مستقل امن کی خواہاں ہے"۔ یورپ کو قدرتی توقع ہو گئی۔ کہ امن پسند اور صلح جُو امریکیوں کے نمائندہ ہونے کی حیثیت میں لیگ آف نیشنز کے تصوّر کو جامۂ عمل پہنا سکے گا۔ اس لئے ہر طرح اس کی امداد کرنا لازم ہے۔

نتیجہ یہ ہوا۔ کہ شاندار لیگ آف نیشنز کی تشکیل ہو گئی۔ مگر جب اس کی صورت قائم ہوئی۔ تو خود ولسن صاحب پریزیڈنٹ امریکہ ہی نے لیگ میں شمولیت سے

انکار کر دیا کہ ہمیں یہی مناسب ہے۔ کہ یورپ اور باقی دنیا کے ملکی جھمیلوں میں دخل نہ دیں۔ اس کے بعد لیگ کا دار و مدار صرف برطانیہ پر رہ گیا۔ جس نے نہایت فراخ دلی سے اس کے تیار [illegible] امداد دی۔ اور حقیقت [illegible] یہی ہے کہ لیگ کے قیام کا اصول ہمارے شہنشاہ [illegible] ہی کا رہین منت ہے۔ اور انہی کے کارناموں میں شمار ہونا چاہیئے۔ اس لیگ کے مقاصد حسب ذیل ہیں:-

(ا) بین الاقوامی تعاون کار کو ترقی دینا۔

(ب) بین الاقوامی امن اور حفاظت کو حاصل کرنا۔ اور اس کے لئے یہ فرض قبول کرنا۔ کہ ہم جنگ نہ کریں گے۔

(ج) بین الاقوامی تعاون کے لئے آپس میں ایسے تعلقات قائم کرنا۔ جو حق و انصاف پر مبنی ہوں۔ اور قومی وضعداری و وقار کے منافی نہ ہوں۔

(د) مختلف حکومتوں کا اپنے بین الاقوامی تعلقات اور کاروبار میں بین الاقوامی قانون پر عمل کرکے اس کی بنیادیں مضبوط کرنا۔ اور اس کی صحیح تفہیم کی راہ نکالنا۔

(ہ) قوموں کے مابین انصاف قائم کرنا۔

(و) معاہدات باہمی کی شرائط کی پابندی میں قوموں کا نہایت نیک نیتی کے ساتھ عمل پیرا ہونا۔

لیگ آف نیشنز کا موضوع جس قدر اہم ہے۔ اسی قدر اس کی تفصیل کے لئے بھی ایک دفتر چاہئے مگر تعلیم ناظرین کے لئے یہاں صرف چند ضروری کوائف پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

آئین و دستور جمعیت الاقوام کے ہر رکن کو ایک رائے دینے کا حق حاصل ہے۔ مگر چونکہ جمعیت الاقوام کی پارلیمنٹ میں جسے "اسمبلی آف دی لیگ آف نیشنز" کہتے ہیں۔ برطانیہ کے ساختہ بعض ممالک مثلاً۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا۔ جنوبی افریقہ اور ہندوستان بھی ایک ایک نشست لے چکے ہیں۔ اس لئے اس میں برطانیہ کا پلڑا بھاری ہے۔ لیگ آف نیشنز کی پارلیمنٹ کو لیگ آف نیشنل اسمبلی اور کابینہ یا مجلس منتظمہ کو کونسل آف دی لیگ آف نیشنز کہتے ہیں۔ اس کا ایک مستقل دفتر سیکریٹریٹ (Secretariat) شہر جینوا (Geneva) (ملک سوئٹزرلینڈ) میں قائم ہے۔ جس کا ایک جنرل سکرٹری ہے

جو ہر سال اقوام عالم اسمبلی کے ارکان میں سے بذریعہ انتخاب لیا جاتا ہے۔ لیگ کی پارلیمنٹ یا اسمبلی سال بھر میں ایک بار اجلاس کرتی ہے۔ اور کونسل کے اجلاس حسب ضرورت دو بار یا اس سے زیادہ بھی منعقد ہوتے ہیں۔ لیگ کے ہر کام کا آخری فیصلہ اسمبلی کے ہاتھ میں ہے۔ مگر یہاں یہ امر قابل غور ہے۔ کہ دنیا کی حکومتوں کی پارلیمنٹوں کی طرح کسی اہم امر کا فیصلہ کثرت رائے پر منحصر نہیں۔ لیگ کے متعلق لازم ہے۔ کہ قطعی فیصلہ کامل اتفاق رائے سے ہو۔ مگر ظاہر ہے۔ کہ جب لیگ کے ہاں نہ کوئی فوج ہے۔ نہ کوئی دوسرا وسیلہ کہ جس رکن کے خلاف فیصلہ کیا گیا ہے۔ اُسے رضا و تسلیم پر مجبور کیا جا سکے۔ اس لئے صرف اخلاقی دباؤ پر دارومدار ہے۔ جو اتفاق رائے سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے۔ لیگ کا مستقل دفتر متعدد شعبوں پر مشتمل ہے وہی کونسل۔ اسمبلی اور دیگر ماتحت جماعتوں۔ سب کمیٹیوں اور کمیشنوں کی کارگذاریوں کو منضبط اور لیگ سے کے متعلق اقوام سے کے تعلقات کے قیام اور آپس کی گفت وشنید کا اہتمام کرتا ہے ✦

لیگ کے میثاق (کوویننٹ۔ Covenant) یا دستورِ اساسی کے وثیقے میں وہ تمام حقوق اور فرائض درج کئے گئے ہیں۔ جن کو نگاہ میں رکھنا جملہ ارکان کے لئے رکنیت کی شرطِ اولی ہے۔ ان ہی میں ایک فرض سب پر عائد کیا گیا ہے۔ کہ ارکان آپس میں نہ خفیہ عہدنامے کریں۔ اور نہ خفیہ اتحاد کی طرح ڈالیں ✦

ارکان جمعیت اس امر کے پابند نہیں کہ جو فیصلہ اتفاق رائے سے کیا گیا ہے۔ اس پر عمل بھی کرائیں۔ مگر لیگ کے پاس اپنے احکام اور فیصلے منوانے کے لئے کوئی ذریعہ نہیں ۔ سوا اس کے کہ اگر لیگ کے امتناعی حکم کے باوجود اس کا کوئی رکن کسی دوسرے رکن کے خلاف جنگ کرے گا۔ تو امید کی جاتی ہے۔ کہ باقی سب ارکان اس کے خلاف یک جہت ہو جائیں گے۔ اور کم سے کم تجارتی جنگ کریں گے۔ یعنی اس کے ملک میں اسلحہ جنگ ضروریات عامہ کا سامان جانے کے لئے ناکہ بندی کر ڈالیں گے ✦

لیگ کے ارکان | شروع میں جرمنی۔ روس۔ ترکی کو لیگ میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ مگر رفتہ رفتہ انہیں بھی ملا لیا گیا۔ جاپان نے کچھ عرصہ ہوا کہ لیگ سے علیحدگی کا نوٹس دے رکھا ہے ✦

لیگ اور دیگر ادارات | لیگ کے پہلو بہ پہلو دو عظیم الشان ادارات اور بھی کام کر رہے ہیں۔ اور انھیں بھی بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے۔ یعنی :-

(۱) انٹرنیشنل لیبر آفس (International Labour Office)
بین الاقوامی دفتر مزدوران۔ جس کا کام اکثر و بیشتر یہ ہے۔ کہ لیگ کے ارکان کے علاوہ باقی ممالک عالم میں بھی جماعت مزدوران کے حقوق کی حفاظت کا اہتمام کرے۔ اس کے سالانہ اجلاس میں دنیا کی تمام مہذب اقوام کی حکومتیں اپنے نمائندے بھیجتی ہیں۔ اور جو قراردادیں منظور کی جاتی ہیں۔ بعد میں تمام حکومتیں باقاعدہ اپنی اپنی مجلس شوریٰ میں پیش کر کے ان کی تصدیق کرتی ہیں۔ اس دفتر سے زیادہ تر یہ غرض رکھی گئی ہے۔ کہ محنت مزدوری کے متعلق دنیا کے تمام ممالک میں حالات یکساں ہو جائیں۔ گو ابھی تک لیبر آفس کو کامل کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ پھر بھی متعدد دیگر امور میں اور اکثر ممالک میں اس ادارے کی کارگزاریاں عملی لحاظ سے مستحسن ثابت ہوئی ہیں۔

(۲) انٹرنیشنل ٹربیونل (International Tribunal) (بین الاقوامی عدالت۔ جب قوموں میں تنازع پیدا ہو۔ تو بین الاقوامی قانون کے مطابق اس کا فیصلہ کرنے کے لئے یہ عدالت قائم کی گئی ہے۔ لیگ آف نیشنز تمام قانونی معاملات میں اسی عدالت سے مشورہ کرتی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر اقوام جو لیگ میں شامل ہیں۔ وہ بھی اپنے قضیئے اس میں پیش کر سکتی ہیں۔ حقیقت میں یہ عدالت دنیا کے بہترین قانون دانوں کی جماعت ہے۔ گو آئینی لحاظ سے یہ دونوں ادارات لیگ سے آزاد ہیں۔ مگر اس کے ہمراہ کام کرنے سے انھیں بھی لیگ کے اجزائے لاینفک سمجھنا چاہیئے۔

انگریزوں کا کارنامہ | یہ حقیقت ظاہر ہے۔ کہ لیگ کو انگریزوں کا کارنامہ قرار دیا جائے۔ کیونکہ اوّل تو اس کی پارلیمنٹ میں (جیسا کہ اوپر تحریر ہوا) سلطنت برطانیہ کو متعدد نشستیں حاصل ہیں۔ دوم۔ وسعت سلطنت۔ دولت و ثروت۔ اور سب سے بڑھ کر عظیم الشان تدبر کے طفیل برطانیہ کو لیگ میں باقی سب ارکان سے زیادہ اثر و رسوخ حاصل ہے۔ سوم۔ آغاز کار سے آج تک لیگ کے ساتھ جس وفاداری کا ثبوت برطانیہ نے دیا ہے۔ کسی اور قوم کو ایسی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ گزشتہ پندرہ برس میں لیگ نے بہت اُتار چڑھاؤ دیکھے۔ کبھی سیاسی دنیا میں اس کا مضحکہ اڑایا گیا۔ اور

اسے ایک ہستیٔ بیکار بنایا گیا۔ کبھی اس کے فیصلوں کو ٹھکرایا گیا۔ مگر برطانیہ نے ہمیشہ اس کا ساتھ دیا۔ تاآنکہ آج ۱۹۳۵ء میں لیگ کا اقتدار نہایت زور وں پر ہے۔ اور یہ سب کچھ برطانیہ کا مرہون منت ہے +

اسلحۂ جنگ میں تخفیف | جنگ کو دور رکھنا لیگ کا اہم ترین مقصد ہے۔ اس لئے لازم ہؤا۔ کہ اسلحۂ جنگ اور مستقل افواج میں کمی کی جائے۔ تاکہ اوّل تو جنگ کے امکانات کم ہو جائیں۔ اور دوّم یہ کہ اقوام عالم کو اسلحۂ جنگ اور مستقل فوج کے متعلق جو ایک دوسرے سے گوئے سبقت لے جانے کی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ ان عظیم الشان اور ناقابل برداشت اخراجات سے مخلصی مل جائے۔ جو بصورت دیگر لازمی ہے +

اس معاملے میں لیگ کوشاں ہے۔ اور قومی کارکردگی کا یہ وہ میدان ہے۔ کہ اس میں بھی برطانیہ نے جنگ عظیم کے بعد آج تک نہایت نیک نیتی سے کوشش کی۔ اور اس طرح لیگ کی ہستی کی اغراض پوری کیں۔ مگر جرمنی نے گزشتہ دو چار سال میں از سرِ نو مسلح ہونے کا تہیہ کیا۔ اور دو ہی چار ماہ ہوئے۔ صاف کہ دیا۔ کہ ہم معاہدہ ورسیلز کی پابندی کرنے کو تیار نہیں۔ واضح ہو کہ اس معاہدے کے رو سے جرمنی کی افواج اور اسلحۂ جنگ میں شدید تخفیف کر دی گئی تھی۔ بہرحال جرمنی نے نہ صرف اپنے آپ کو بیش از پیش مسلح کر لیا۔ اور اپنے ملک میں ہر بالغ مرد کے لئے جبری فوجی خدمت کا قانون جاری کر دیا ہے۔ بلکہ آئندہ کے لئے اپنے فوجی حقوق پر اصرار بھی کر رہا ہے +

اب برطانیہ کا تدبر دیکھئے۔ کہ اس نے اس موقع پر بھی صلح و آشتی کی حکمت عملی اختیار کی۔ اور جرمنی کے مطالبات کو جائز حقوق ٹھہرا کر اس کے ساتھ گفت و شنید شروع کر دی۔ جو ابھی تک جاری ہے۔ اس کا یقیناً یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ برطانیہ اور لیگ کی سرکردگی میں یورپ کی اقوام آپس میں اسلحۂ جنگ اور افواج سہ گانہ (برّی۔ بحری اور ہوائی) کے متعلق ایک معقول اور جائز لائحۂ عمل پر متفق ہو جائیں گی +

غرض لیگ کی ہستی امن عالم کے لئے غنیمت ہے۔ اور لازم ہے۔ کہ اسے جہاں تک ہو سکے قوت بہم پہنچائی جائے +

لیگ اور دنیائے تعلیم | ایک اعلیٰ درجے کی تحریک جو آج کل بعض ممالک میں جاری کی گئی ہے۔ یہ ہے کہ مدرسوں میں امن عام کے اسباق پڑھائے جائیں۔ اور بین الاقوامی مخالفت اور جنگ سے نفرت کے خیالات نوخاستہ نسل کے دلوں میں ایسے راسخ کئے جائیں۔ کہ

آئندہ جنگ کی مصیبت دنیا پر نہ آنے۔ اس میں بھی برطانیہ اور بالخصوص آسٹریلیا باقی
سب سے پیش پیش ہے۔ غریب ہندوستان جو جنگ کے امیرانہ مشغلے کی توفیق نہیں
رکھتا۔ اسے تو لیگ کی تائید اور جنگ کی مخالفت میں برطانیہ کا دست راست ثابت
ہونا چاہیئے۔

نظام حکم برداری (Mandate System)

عہدنامہ ورسیلز کے رُو سے جمعیت الاقوام کو بعض ایسے
حقوق دیئے گئے۔ جو شاہانہ اختیارات مستور ہو سکتے ہیں
اور اس نئے طرزِ حکومت سے متعلق ہیں جو نظام حکم برداری کہلاتا ہے۔ اس کی ضرورت
اس لئے پیدا ہوئی۔ کہ اتحادیوں نے جرمنی اور ترکی سے بعض علاقے لے لئے تھے۔
اور یہ بھی اعلان کیا تھا۔ کہ ہم کسی مفتوحہ مملکت کے مقبوضات اپنی سلطنت سے ملحق
نہ کریں گے لیکن عملی سیاسیات کے لحاظ سے یہ بھی ناممکن قرار دیا۔ کہ یہ علاقے واپس
دے دیئے جائیں۔ چنانچہ عدم الحاق کی حکمت عملی اور واپس نہ دینے کی سیاسی
مصلحت اندیشی کے مابین رفع تنازعات (Compromise) کی راہ نکالنے
کے لئے نظام مذکور ایجاد کیا۔

چنانچہ لیگ نے فیصلہ کیا۔ کہ دول عظام کو یہ علاقے "بطور امانت مقدس من
جانب تہذیب عالم" سپرد کئے جائیں۔ اور لیگ کو ان کی حکومت کا نگران کار رہنا چاہئے
جو ایک پاسبان کے طور پر یہ امر نگاہ میں رکھے۔ کہ دول مختار سربراہی کے کام کو اچھی
طرح سرانجام دیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ نظام حکم برداری کے سبب سے حکومت و ملوکیت
کے ایک نئے طریق نے سلطنت برطانیہ میں جگہ پائی۔ جہاں پہلے ہی مختلف نمونوں
کے طریق حکومت یا سیاسی نظام موجود تھے۔

مفتوحہ علاقوں کی تین قسمیں

حکم برداری کے لحاظ سے مفتوحہ علاقے تین اقسام میں منقسم
کئے گئے۔ اور ان کی بنیاد اُن اختیارات پر رکھی گئی۔ جو لیگ کی طرف سے حکم بردار حکومتوں
کو تفویض کئے گئے۔ چنانچہ اُن علاقوں کی نسبت جو جنگ سے پہلے ترکی ولایتیں کہلاتے
تھے۔ یعنی شام، فلسطین اور عراق۔ یہ قرار دیا گیا۔ کہ سیاسی نشوونما کے لحاظ سے یہ ایک
ایسی منزل تک پہنچ چکے ہیں۔ کہ انہیں عارضی طور پر آزاد اقوام تصور کیا جائے۔ پس حکم بردار
حکومت کے اختیارات اس حد تک محدود کئے گئے کہ وہ نظم و نسق کے متعلق صرف
مشورہ اور امداد دے۔ مذکورہ ولایتوں کو نظام حکم برداری میں درجہ اوّل کا رتبہ دیا
گیا۔ شام اور جرمنی کے علاقہ سار کی حکم برداری فرانس کو اور فلسطین اور عراق کی حکم

برداری برطانیہ کو دی گئی ✦

ان کے بعد وسطی افریقہ کی یورپی نوآبادیوں کا درجہ آتا ہے۔ ان کو نسبتاً کم نشوونما یافتہ قرار دیا گیا۔ ان کی نسبت فیصلہ کیا گیا۔ کہ حکم بردار حکومت اس امر کی ذمہ دار ہوگی کہ وہ اپنے ماتحت علاقے کی حکومت کا کام اس طرح سرانجام دے۔ کہ رعایا کو مذہب اور ضمیر کے معاملے میں کامل آزادی حاصل ہو۔ بشرطیکہ ایسی آزادی ضبط ونظم کے منافی نہ ہو۔ اور اس بات کا بھی خیال رکھا جائے۔ کہ اسلحۂ جنگ، شراب اور غلاموں کی تجارت نہ ہونے پائے۔ ان سب کو دوسرے درجے میں رکھا گیا ✦

تیسری قسم کے علاقوں کے متعلق فیصلہ کیا گیا۔ کہ یہاں حکم بردار حکومت اپنے قوانین کے مطابق حکومت کرے۔ اور انہیں اپنی مملکت کے اجزائے لازمی تصور کرے۔ ان کی مثال جنوب مغربی افریقہ کا علاقہ ہے۔ جس کی حکم برداری حکومت متحدہ جنوبی افریقہ (یونین آف ساؤتھ افریقہ) کو دی گئی۔ جو سلطنت برطانیہ کا ایک حصہ ہے ✦

حکم بردار حکومتوں کے حقوق اور فرائض

حکم بردار حکومت اپنے اختیارات کو ان شرائط کے مطابق عمل میں لانے کی پابند ہے۔ جو ایک باقاعدہ حکم نامے (مینڈیٹ - Mandate) میں درج ہوتے ہیں۔ اور جس کی تصدیق لیگ کرتی ہے۔ حکم بردار حکومت اس امر کی پابند ہے۔ کہ ہر سال اپنی سربراہی کی ایک رپورٹ مرتب کرے۔ اور لیگ کی اس مستقل مجلس ماتحت کی خدمت میں بھیج دیا کرے۔ جو حکم برداری کا مستقل کمیشن (Permanent Mandate Commission) کہلاتی ہے۔ شروع میں خیال کیا جاتا تھا۔ کہ یہ طریق عمل محض رسمی ہے۔ مگر بعد میں ثابت ہوتا رہا۔ کہ یہ ایک اہم امر واقعی ہے۔ کیونکہ اس پر نہایت پابندی سے عمل کیا جاتا ہے۔ مذکورہ کمیشن کے ارکان اکثر و بیشتر ان لوگوں پر مشتمل ہیں۔ جو حکم بردار مملکتوں کے شہری نہیں ۔ پھر ان کا تقرر سیاسی وجوہ سے نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ہر رکن کو اس کی ذاتی قابلیت اور کام کے لئے موزونیت کی بنا پر یہ عہدہ ملتا ہے کمیشن کو حق حاصل ہے۔ کہ سالانہ رپورٹ کے علاوہ بھی بعض دیگر ضروری معلومات کی بہم رسانی کا مطالبہ کرے۔ اور حکم بردار حکومت کے نمائندے سے جواب طلب کرے۔ جب کوئی نازک موقع آتا ہے۔ تو یہ کمیشن خاص رپورٹیں طلب کرتا ہے۔ اور اس کے متعلق اپنے فیصلے لیگ کی کونسل میں پیش کر دیتا ہے۔

حکم برداری کے نتائج

غرض لیگ نے جہاں تک اس سے ہوسکا حکم برداری کے طریقہ

حکومت کا آئین نہایت عمدگی سے مرتب کیا۔ اور انگریز مدبرین اس پر متفق الرائے ہیں کہ یہ حیثیت مجموعی یہ نیا نظام حکومت کامیاب رہا ہے۔ گو بعض علاقوں میں بعض اوقات ایسے ناموافق حالات بھی رونما ہوئے کہ خون ریزی کے بغیر حالت اعتدال پر نہ لائی جا سکی۔ اب دوران حکم برداری کے اہم واقعات پر بھی ایک نگاہ ڈالنا لازم ہے۔ مثلاً

(۱) عراق میں کچھ عرصے کی حکم برداری کے بعد برطانیہ نے حکومت کی ذمہ داریاں وہاں کی رعایا کے حوالے کر دیں۔ چنانچہ وہاں ایک خود مختارانہ بادشاہت قائم کی گئی۔ اور حکومت عراق کی لیگ میں شرکت بطور رکن عمل میں آ چکی ہے۔

(۲) فلسطین میں سیاسی نشوونما نے اس سے بالکل مختلف راہ اختیار کی۔ اور برطانیہ نے اس علاقے کو یہودیوں کا "قومی وطن" بنانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ۱۹۱۷ء میں "بالفور اعلان" کے ذریعے سے یہ حکمت عملی دنیا کے سامنے پیش کی گئی۔ اس کے رو سے برطانیہ نے لازم ٹھہرایا کہ ابھی ایک معقول مدت تک ہمیں فلسطین کے نظم و نسق کا ذمہ دار رہنا ہوگا۔ تاکہ وہ یہودی جو دیگر ممالک سے ترک وطن کر کے فلسطین میں بود و باش اختیار کرنا چاہیں۔ ان کی راہ میں رکاوٹ نہ ہو۔ نیز یہ کہ اس وجہ سے فلسطین کی عرب آبادی کے حقوق کو بھی نقصان نہ پہنچے۔ بہر حال یہودی کثرت کے ساتھ آ گئے۔ اور عربوں کی اراضی خریدی جانے لگی۔ کیونکہ عرب غریب تھے۔ اور یہودیوں کی پشتیبانی کے لئے اس قوم کے امرا کی کثیر دولت موجود تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عربوں اور یہودیوں کے مابین تنازعات رونما ہوئے۔ جنہوں نے بلووں کی صورت اختیار کی۔ اور یہ مسئلہ جو پہلے ہی پیچیدہ تھا۔ اور بھی پیچیدہ ہو گیا۔ جسے لیگ ابھی تک حل نہیں کر سکی۔

(۳) وسط افریقہ میں اس قسم کا سب سے بڑا علاقہ "ٹانگانیکا" ہے۔ جہاں برطانیہ کی حکومت کامیاب ثابت ہو رہی ہے۔ اور متعدد پہلوؤں سے بالخصوص تعلیمی لحاظ سے ترقی رونما ہے۔

(۴) افریقہ کے جرمن علاقوں میں اور بحر الکاہل کے جزائر میں حکم برداری کا کام باوجود بعض مشکلات کے سرانجام دیا جا رہا ہے۔

(۵) سار کا علاقہ جو فرانس کی حکم برداری میں آیا تھا۔ باشندگان سار کے استصواب رائے کے بعد جرمنی کو واپس دے دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لیگ اور اس کے کمیشن کے ہاتھ میں اصل شاہی حکومتوں کی طرح چونکہ ایسی کوئی قوت نہیں۔ جس کے

رو سے وہ اپنے احکام جبراً منوا سکے۔ اس نئے اس نظام حکم برداری کی کامل کامیابی حسب ذیل امور پر انحصار رکھتی ہے :-

(۱) حکم بردار حکومتیں اپنے وعدوں اور اقراروں پر نہایت دیانت سے عمل کریں۔

(۲) دنیا کی رائے عامہ اِن پر اثر انداز ہو۔ تاکہ کوئی حکم بردار حکومت اپنے فرائض کی ادائی سے سرِمُو انحراف نہ کرے۔ اور نہ اپنے ماتحت علاقے کی رعایا کے حقوق میں مداخلت کرے ۰

(۳) لیگ کا مستقل حکم برداری کا کمیشن نہ صرف اپنے اختیارات کو جرأت کے ساتھ عمل میں لائے۔ بلکہ حالات متعلقہ کی نشر و اشاعت کامل طور پر کرے۔ تاکہ اس طرح دنیا کی رائے عامہ کو آگاہی ہو۔ اور وہ حکم بردار حکومتوں کو اپنی ذمّہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی تاکید کرے۔ غرض لیگ کو کامیاب بنانا دولِ عالم کی بلند نظری پر منحصر ہے۔ اور یہ فرض بائی سب سے بڑھ کر برطانیہ نے ادا کیا ہے۔ کیونکہ اُسے لیگ میں پانچ نشستیں حاصل ہیں۔ اور یوں بھی دولت و ثروت اور تجارت نیز فوجی قوّت کے سبب سے اُسے دنیا میں عظیم الشان اثر و رسوخ حاصل ہے۔ پس لیگ کی کامیابی کا دارومدار صرف برطانیہ پر ہے اور یہ عظیم الشان کارنامہ شہنشاہ جارج پنجم کے زرّین کارناموں میں شمار ہوتا رہے گا ۰



پانچواں باب

پہلی فصل

تاریخِ ہند پر ایک اجمالی نظر

ابتدائی زمانے سے [illegible] جہاں تک تاریخ ہند روشن ہے۔ سب سے پہلے جس نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ آریہ قوم تھی۔ یہ لوگ وسط ایشیا کے بلند مرتفع سے چلے۔ اور شمال مغربی کوہستانوں کے دروں سے گزر کر ہندوستان میں آ بسے۔ مگر یہ نہیں ہوا کہ بہت سے آریہ ایک ہی وقت میں آ گئے۔ قیاس غالب یہ ہے کہ جب ابتدائی زمانے کے ان تارکان وطن کی اولاد تعداد میں ترقی کر گئی۔ اور ان ہی کے ہم قوموں کے تازہ وارد گروہوں سے ان میں اضافہ ہوا۔ تو اب یہ لوگ بہت سے تو دریائے سندھ کے کناروں اور آس پاس کے علاقوں میں رہ گئے۔ کچھ آگے کو بڑھے اور رفتہ رفتہ انہوں نے دریائے جمنا اور دریائے گنگا کی وادیوں کو جا بسایا۔ گویا ہندوستان خاص پر اپنا تسلط جمایا۔ اس کیفیت کا حال آریہ کی مذہبی کتاب یجروید سے کھلتا ہے۔ اور آریہ کی قدیم مملکتوں کورو، کشیتر اور پنچالہ کا پتہ چلتا ہے۔

اس نقل مکانی میں صدیاں صرف ہوئیں۔ اور جب ریاستوں کی آبادیاں اور بھی بڑھ گئیں تو وہ جنوب اور مشرق کی جانب پھیلنے لگیں۔ اور انہوں نے ہمالیہ سے بندھیاچل تک سارا ملک زیرنگیں کر لیا۔ اس بڑھنے پھیلنے اور پہنچنے کے دوران آریہ نے ہند کے اصلی باشندوں کو یا تو دھکیل دھکیل کر پہاڑوں اور جنگلوں میں پناہ لینے پر مجبور کیا۔ یا غلام بنا لیا۔ اس تگ و تاز کا علم ہمیں ان کے عظیم الشان مقنن منو کے احکام سے ہوتا ہے۔

اس زمانے میں یہ سارا ملک ہمالیہ سے بندھیاچل تک آریہ ورت کہلاتا تھا۔
آریاؤں کی فتوحات کا تیسرا زمانہ وہ ہے۔ جس میں انہوں نے دکن یا جنوبی ہند میں بھی دخل پایا۔

نسلی فوقیت اصلی باشندوں کی نسبت آریہ ہر لحاظ سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھے۔ رنگ کے گورے۔ قد و قامت میں بڑے اور ذہنی و جسمانی دونوں قوتوں میں نسل انسانی کی ایک قابل تحسین مثال تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے انہیں فتوحات ہی کے لئے پیدا کیا تھا۔ اور اس لئے اسی کے مطابق انہیں اوصاف دیئے تھے۔ ان کا پیشہ زراعت تھا۔ اور بھیڑ بکری چرانا۔ مگر اس کے یہ معنی نہ لئے جائیں۔ کہ وہ تیر چلانا اور برچھے پھینکنا نہ جانتے تھے۔ بات یہ ہے۔ کہ ہند میں دخل پانے سے پہلے ہی وہ ممتاز شکاری بن چکے تھے۔ ان میں اہلِ حرفہ لوہار سنار اور پارچہ باف بھی شامل تھے۔

ان کے مذہب کی تفصیل رگ وید میں خاص طور پر ملتی ہے۔ ابتدا میں آریہ قوائے قدرت مثلاً آگ۔ ہوا۔ پانی اور سورج وغیرہ کی پرستش کرتے۔ اور انہیں ذی روح قرار دے کر دیوتا مانتے تھے۔ پھر خدا کا مرتبہ سب دیوتاؤں سے بلند تر سمجھتے اور کہتے تھے۔ کہ دنیا و مافیہا کا آفرینندہ وہی ایک ہے۔

معاشرتی لحاظ سے یہ مختلف قبیلوں میں منقسم تھے۔ اور ہر قبیلہ متعدد خاندانوں پر مشتمل۔ خاندان کا سردار اس کا سب سے بڑا بوڑھا ہوتا تھا۔ جس کی اطاعت سب پر فرض تھی۔ غرض آریہ مذہب۔ قانون۔ تنظیم قومی۔ جنگی مہارت۔ صنعت و حرفت۔ زراعت وغیرہ ہر لحاظ سے اس قابل تھے۔ کہ جیسے جیسے وقت گزرے۔ وہ ایک شاندار تہذیب کی نشو و نما کا باعث بنیں۔ اور شائستگی اطوار میں دنیا کو ایک قابلِ تقلید مثال دکھائیں۔ پھر کاروبارِ حکومت اور تشکیل حکومت میں بھی اپنی مثال آپ ہوں۔ انہوں نے قوم کی مشترکہ زندگی کی کل چلانے کے لئے تقسیم کار کا بھی خوب اہتمام کیا۔ لوگوں کو ان کی لیاقتوں اور قدرتی وضعوں طبیعتوں کے رجحانوں۔ جسمانی طاقتوں اور ذہنی خصوصیتوں کے مطابق مختلف کام سپرد کئے۔ کوئی برہمن تھا۔ مذہب و تعلیم میں سب کی رہنمائی کرتا۔ اور بادشاہوں کو سلطنت کے کاموں میں مشورہ دیتا۔ کوئی کھشتری تھا کہ راجہ بنتا یا اس کا سپاہی کہلاتا۔ اور ملک گیری کی داد دیتا۔ کوئی ویش تھا۔ جس کا کام زراعت کے ذریعے سے سب کا پیٹ پالنا۔ یا ان کے لئے دیگر

ضرورتوں کے سامان مہیا کرنا تھا۔ چنانچہ دیش ہی کاشتکار تھا۔ یہی بوپار اور سنار
تھا۔ اور یہی پارچہ بافی کے علاوہ اسی قسم کے دوسرے کام کرتا تھا۔ برہمن جماعتیں
آریوں کی اپنی نسل سے تھیں۔ ان سب کے خدمت گزار اور ادنیٰ ترین کاروبار
اختیار کرنے والے وہی اصلی باشندے تھے۔ جو ان کے غلام تھے۔

قدیم حکومتیں اور بادشاہتیں

ان حقائق سے ظاہر ہے کہ اگر ان لوگوں نے تہذیب، علوم و
فنون لطیفہ اور دستکاریوں میں بے حد ترقی کی۔ تو مقام تعجب نہیں پھر آبادی کی ترقی
دولت کی فراوانی اور دماغوں کی جولانی یہ رنگ لائی۔ کہ سارا ملک سینکڑوں نہیں ہزاروں
چھوٹی بڑی مملکتوں میں تقسیم ہوتا رہا۔ کبھی جو غالب ہوتی مغلوب بھی ہو جاتی۔ کبھی کا
حکمران راجہ ہوتا کبھی کا مہاراجہ اور عموماً ایک ایسا بھی نکل آتا۔ کہ سب پر فوقیت لے
جاتا۔ ملوکیت ہند کی داد دیتا۔ اور چکرورتی مہاراجہ کہلاتا۔ آپس میں خونریز معرکے بھی
ہوتے۔ صلح و آشتی کے ڈھنگ بھی ڈالے جاتے۔ اور جیسا کہ شاہی خاندانوں اور ان
کی رعایا کا خاصہ ہے۔ حکومتوں میں انقلاب آتے رہتے۔ آریوں کے ان خاندانوں کی
طرف اشارہ کرنے سے پہلے جو مصدقہ تاریخ کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ لکھنا
بھی لازم ہے کہ رام چندر جی تاریخی زمانے سے پہلے ہو گزرے۔ اور انہوں نے
جیسا کہ آریوں کی رزمیہ نظم رامائن میں لکھا ہے۔ نہ صرف انتہائے جنوب میں لنکا فتح کیا۔
بلکہ اخلاقیات کی دنیا میں بھی نام کر گئے۔

اسی طرح مہابھارت کی رزمیہ نظم بھی کوروؤں اور پانڈو مہاراجوں کی جنگ کا حال بتاتی
ہے۔ اور اسی سے برہمن مت کی اس مقدس ہستی کا حال کھلتا ہے۔ جو سری کرشن کے
نام سے مشہور ہے۔ جسے برہمن دھرم یا ہندو دھرم کے پیرو خدا کا اوتار مانتے ہیں۔ دنیا
کے اخلاقی سرمائے میں جو اضافہ سری کرشن نے اپنی کتاب بھگوت گیتا سے کیا۔ اس
سے ایک دنیا واقف ہے۔ اور تعریف کرتی ہے۔

اسی طرح تاریخی زمانے سے کچھ یونہی سا پہلے کپل وستو کے راجے کے بیٹے گوتم
نے راج پاٹ تج کر گیان دھیان کی وہ داد دی کہ بدھ یعنی روشن ضمیر کہلایا۔ اور
ایک نیا مذہب ایجاد کیا۔ جو برہمن دھرم سے مختلف ہے۔ بدھ مت کہلاتا ہے۔ اور
دنیا کو سکھاتا ہے کہ نیک عمل کرنا ہی انسان کا پہلا فرض ہے۔ اور اسی سے اس کی
نجات ہو سکتی ہے۔

سیس ناگ خاندان قدیم تاریخ میں درجۂ اولیٰ رکھتا ہے۔ کہ مستند تاریخ سے

اس کی ہستی کی حقیقت ہویدا ہوتی ہے۔ ۳۲۲ قبل مسیح سے ۱۸۵ ق۔م تک مگدھ کی مشہور آریہ سلطنت اسی کے تسلط میں رہی بمبسارا اور اجت شترا اس کے بڑے عظیم الشان حکمران ہوئے ہیں۔

ایک اور خاندان نند کے نام سے مشہور ہوا۔ جس کے آخری تاجدار کو مشہور آفاق چندر گپت نے قتل کر کے اپنے خاندان کی بنیاد ڈالی۔

ایرانی اور یونانی حملے آریہ کے خاندانوں کو بنتے بگڑتے۔ تہذیب آریہ کو نشوونما دیتے صدیاں گزر گئی تھیں۔ کہ پہلے ایرانیوں نے ہند پر حملہ کیا۔ ان کے بعد یونان کے فرزند جلیل سکندر اعظم نے ہند کا رخ کیا۔ اس نے راجہ پورس کو شکست دی۔ اور بڑھتے بڑھتے دریائے بیاس تک آپہنچا۔ مگر اب سپاہ نے دل چھوڑ دیا۔ اور واپس ہونا پڑا۔ لیکن اتنا ضروری ہے کہ یونانیوں کے مختصر قیام نے ہند پر گہرا اثر ڈالا۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ موجودہ شمال مغربی سرحد کے قرب وجوار میں اور اس سے کچھ دور شمال مغرب کی جانب مدتوں تک یونانی سلطنت قائم رہی۔ اور ہند کے ساتھ یونانیوں کا رابطہ جاری رہا۔

مستند تاریخ کا زمانہ اور آریہ قوم کے حکمران یونانیوں کی آمد کے بعد ہندوستان کی بیش و کم صحیح تاریخ لکھی جاتی ہے۔ اس سے پہلے جو کچھ ہوا۔ اس پر تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ البتہ اب محققین نے اس اندھیرے میں بھی کہیں کہیں اجالے کا اہتمام کر ہی لیا ہے۔ بہرحال تاریخی لحاظ سے جو مستند حالات مل گئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ قوم کا موریہ خاندان بڑا زبردست ہو گزرا ہے۔ چندر گپت نے اس کی بنیاد ڈالی۔ اس کی سلطنت میں تقریباً سارا شمالی ہند شامل تھا۔ اس کے بعد مہاراجہ اشوک کی تصویر پردۂ تاریخ پر نظر آتی ہے۔ یہ بدھ مت کا پیرو تھا۔ اس نے کچھ عرصے کے لئے آریوں کے قدیم مذہب کی جگہ لے لی جس کی بنیاد اور الہامی کتابیں وید ہیں۔ اور جو برہمن دھرم کہلاتا ہے۔ اشوک کی فتوحات اور انتظام ملکی تاریخ میں یادگار ہیں۔ وہ شاہی فقیر یا سنیاسی بھی کہلاتا ہے۔ اس نے بدھ مت کی ترویج کے ذریعے سے اور فتوحات کے دور کے بعد سادگی اختیار کرنے اور جنگ آزمائی بند کرنے سے یہ نام پایا۔

راجپوتوں کی بادشاہتیں آریوں کے بعد تاریخی زمانے میں ہند میں آنے والے اور یہاں فتوحات حاصل کرنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ ان ہی میں راجپوت تھے۔ ان کی قوت پہلے آریوں سے بھی سبقت لے گئی۔ انہیں قدیم برہمن مت نے اپنے اندر جذب

کر کے کشتری ذات میں داخل کر لیا۔ محققین تاریخ نویس کہتے ہیں۔ مگر خود راجپوتوں کا دعویٰ ہے کہ وہ قدیم ترین آریوں کی اولاد ہیں۔ چھٹی صدی سے تیرھویں صدی تک ہند میں راجپوتوں کی عظیم الشان سلطنتیں دکھائی دیتی ہیں۔ جو شان و شوکت اور جاہ و جلال میں اپنی قسم کی بادشاہتوں کی فہرست میں درجۂ اول میں شمار ہوتی ہیں ٭

دریائے سندھ سے لے کر بہار تک ہر جگہ یہ حکومتیں موجود تھیں۔ شروع میں یہ لوگ راجپوتانہ میں سکن پذیر ہوئے۔ اور اس قطعۂ زمین کو اپنے نام کی نسبت سے یہ نام دیا۔ پھر انہوں نے پنجاب، کشمیر، اودھ اور وسطی ہمالیہ پر قبضہ کر لیا۔ کہنا چاہئے کہ مذکورہ چار سو برس کے دوران میں ان کا عروج انتہا کے کمال پر رہا۔ مگر اب ہندوستان میں ایک نیا حملہ آور آیا۔ یہ مسلمان تھے ٭

دوسری فصل

اسلامیوں کا دورِ اوّل سنہ ۷۱۲ء سے ۱۵۲۶ء تک

اس کا آغاز راجہ داہر حکمران سندھ اور محمد قاسم کی جنگ سے ہوتا ہے۔ جب راجہ نے حاجیوں کے ایک جہاز کے لٹ جانے پر کچھ پرواہ نہ کی۔ اور محمد قاسم نے بڑھ کر سندھ پر قبضہ کر لیا۔ اس سلسلے میں کراچی سے ملتان تک مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی ٭

اس کے بعد شمالی ہند پر محمود غزنوی کے حملے شروع ہوئے۔ پھر غور خاندان کے تاجدار کا بھائی جو اس کا سپہدار بھی تھا۔ راجپوتوں کو نیچا دکھاتا ہے۔ اور غور خاندان کے تاجدار کا بھائی اور سپہدار شہاب الدین ہندوستان پر حملہ کرتا ہے۔ اس نے پہلے پنجاب فتح کیا۔ پھر جب ہندوستان خاص کی طرف پیش قدمی کی تو پہلی لڑائی میں راجہ پرتھی راج والی اجمیر سے جو ہند کے ایک سو بیس راجوں کا مہاراجہ تھا۔ شکست کھائی۔ مگر شہاب الدین کا دوسرا معرکہ کامیاب رہا۔ اور پرتھی راج اسیر ہو کر مارا گیا۔ اس کے بعد تھوڑے ہی عرصے میں اس کا غلام قطب الدین دہلی۔ قنوج۔ بہار اور بنگال کو اسلام کے زیرِ نگیں لایا۔ شہاب الدین کی وفات پر اسی قطب الدین نے ہندوستان میں پہلے اسلامی شاہی خاندان کی بنیاد

ڈالی - جو خاندانِ غلاماں کے نام سے مشہور ہوا - سو برس سے کچھ کم (۱۲۰۶-۹۰ء) حکومت ہند اس گھرانے میں رہی - پھر خلجیوں کے خاندان میں منتقل ہوئی - انہوں نے بادشاہت کا ڈنکا سوا سو سال (۱۲۹۰-۱۳۲۱ء) سے کچھ اوپر بجایا - علاؤ الدین خلجیوں میں سب سے سربلند تھا - اس نے دکن تک کو روند ڈالا - اور انتہائے جنوب میں مسجد کے مینار بلند کئے -

خلجیوں کی جگہ تغلقوں نے لی - اور تغلق خاندان نے بھی کچھ کم سو برس (۱۳۲۱-۱۴۱۲ء) بادشاہت کی داد دی - ان ہی کا زمانہ تھا کہ ہندوستان پر چنگیزی آفت آئی - تیمور نے سرحد سے لے کر دہلی تک وہ قیامت برپا کی - کہ الامان والحفیظ - مگر یہاں کوئی سلطنت قائم نہ کی - البتہ لوٹ مار کر کے بے شمار خزانے لے کر وطن کو مراجعت کی *

اس کے بعد چالیس برس (۱۴۱۲-۱۴۵۰ء) کے لئے افغانوں کی حکومت کا سلسلہ ٹوٹتا اور اس مختصر مدت کے لئے سید خاندان کو تاجِ دہلی ملتا ہے - پھر از سرِ نو افغانوں ہی کے ایک خاندان لودھی کا دَور دَورہ ہو جاتا ہے - ان کی حکومت تین چوتھائی صدی (۱۴۵۰-۱۵۲۶ء) رہی *

غرض ہم نے دیکھا کہ تین سو برس متواتر مسلمان خاندان ہندوستان پر حکمران رہے - جنگی نقطۂ نگاہ سے مسلمانوں کی فتوحات ہند ایک نہایت کامیاب کوشش کہلانے کی مستحق ہیں - مگر انہوں نے فتح کیوں کر حاصل کی ؟ اور ہر بار ہندوؤں نے شکست کیوں کھائی ؟ اس کے جواب میں لامحالہ کہنا پڑتا ہے - کہ اگرچہ جفاکش مسلمان قدرتاً بہادری میں ہندوؤں سے بڑھ کر تھے - مگر ہندو بھی جرأت اور جنگجوئی سے خالی نہ تھے - پس اسلامی فتح کے اسباب کے ضمن میں یہی تسلیم کرنا چاہئے - کہ ایک تو ہندوؤں کا باہمی نفاق ہمیشہ اُن کے درپے آزار رہا - مثلاً اگر پرتھی راج کی رفاقت قنوج کے راٹھور راجپوت بھی کرتے تو عجب نہیں کہ شہاب الدین کو دوسری بار بھی شکست ہی ہوتی - مگر امرِ واقع یوں پیش آیا - کہ اُدھر پرتھی راج شہاب الدین سے برسرِ پیکار تھا - اِدھر قنوج کا راجہ الگ کھڑا اپنے ہی وطن کی تباہی کا تماشا دیکھ رہا تھا - تاریخ کے اوراق اُلٹ کر دیکھئے - ہندوؤں کے نفاق کے مظاہرے بار بار آنکھوں کے سامنے آئینگے - دوسرے یہ کہ مسلمان حملہ آور ایک جری جنگ آزما اور جاں نثار جماعت پر مشتمل ہوتے تھے - اور جنگی آداب و تہذیب کے لحاظ سے فقط ایک سپہدار کے اشارے پر چلتے تھے - اُس کا حکم بمنزلۂ قانون تھا - مگر ہندوؤں کے اندر یہ بات نہ تھی - میدانِ کارزار میں بھی ایک ایک راجہ اپنی اپنی فوج کی رہبری کرتا - اور گو ایک مہاراجہ بھی سپہ سالار ہوتا - مگر مسلمانوں کی سی یک جہتی

نصیب نہ ہوتی۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں میں دینی سرگرمی بھی کام کرتی تھی۔ کہتے تھے کہ فتح پائی تو غازی مرد کہلائے۔ حکومت حاصل کی۔ مر گئے تو شہید بنے۔ اس لئے مرنا یا مار ڈالنا بہتر ہے۔ اور پیٹھ دکھانا بیکار۔ چوتھے یہ کہ مسلمان آتے تھے یا ہندوستان ہی میں جہاں قدم جما چکے تھے۔ وہاں سے آگے بڑھتے تھے۔ تو فتح کرنے یا مر جانے کے سوا کیونکہ راہ فرار ان کے لئے بیکار تھی۔ شکست کھاتے تو جاتے کہاں۔ وطن سینکڑوں میل دور تھا۔ پانچویں یہ کہ خالص فوجی تدابیر اور نظام میں بھی مسلمانوں کو ہندوؤں پر فوقیت حاصل تھی۔ ہندوؤں کے لشکر تعداد میں عظیم الشان ضرور تھے۔ مگر سکندر اعظم کے وقت ہی سے یہ حقیقت واضح ہونے لگی تھی۔ کہ یہ جو ہندو لشکر اپنے ہاتھیوں کی صفوں کو آگے رکھتے اور ایک سیاہ دیوار عظیم کے سامنے بلند کر دیتے ہیں۔ در اصل ہزیمت کا باعث ہوتی ہے۔ کیونکہ مقابلے پر تیز رفتار گھوڑے ہوتے اور ان کے سوار شمشیر زنی میں طاق۔ چنانچہ اکثر ایسا ہوا کہ رسالے نے ہاتھیوں پر یکایک حملہ کیا وہ دیوار ٹوٹ گئی۔ ہاتھی دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹے۔ اور اپنی ہی فوج کو پامال کر ڈالا۔

اب ایک سرسری نظر دہلی کی پہلی اسلامی سلطنت کے زوال اور تباہی پر بھی ڈالنا لازم ہے۔ یہ واقعہ کیوں رونما ہوا؟ اس کے جواب میں مفکر اور مؤرخ کہتے ہیں۔ کہ اول سلطنت کی عظیم الشان وسعت بجائے خود اکثر اس کی خرابی کی وجہ ہو جاتی۔ جب مرکز دہلی میں کوئی طاقتور، کارکن اور کاردان حکمران ہوتا۔ تو سب صوبے اس کے زیر نگین رہتے۔ مگر جہاں کسی کمزور کو عصائے شاہی ملا۔ باجگزار راجے منحرف ہوتے اور خود مسلمان صوبہ دار خود مختار بننے لگے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ دور دست صوبے میں بغاوت ہوئی۔ اور اگر باغیوں کا سر بلند رہا تو ان کا سردار حاکم مطلق بن بیٹھا۔ اور یہ واقعہ بھی بارہا پیش آیا۔ کہ بادشاہ نے بھیجا تو کسی معتبر افسر کو لشکر دے کر اس لئے کہ جائے اور باغی علاقے کے راجے یا صوبے کو نیچا دکھائے۔ مگر اسی شاہی گماشتے نے سرکش کو سرنگوں کرنے کے بعد کیا تو یہ کیا۔ کہ یہ علاقہ خود ہی دبا لیا۔ اور اپنی حکومت کا اعلان کر دیا۔ دوم بعض نااہل عیش پرست بادشاہوں نے اپنی تباہی کا سامان قدرتاً خود ہی پیدا کر ڈالا۔ سوم سلطنت دہلی کو تیمور کے حملے اور غارت گری نے ایسا متزلزل کیا۔ کہ اس کے جانے کے بعد یہ شہنشاہیت کسی کے بس کی نہ رہی۔ سید خاندان تو محض برائے نام تھا۔ البتہ لودھیوں نے اس ٹمٹماتے چراغ کو پھر روشن کیا۔ تو کچھ فوقیت دکھائی۔ غرض اسی تیمور کا فرزند جلیل بابر جب ہندوستان کو تسخیر کرنے کے لئے نکلتا ہے تو یہ ملک متعدد حکومتوں میں منقسم ہو چکا ہوتا

ہے - یعنی ابراہیم آخری تاجدارِ سلطنت کے مرکزی علاقے کے علاوہ شمالی ہند میں سات بڑی بڑی خود مختار اسلامی حکومتیں تھیں - سندھ - ملتان - کشمیر - گجرات - مالوہ - جونپور - بنگال - اور راجپوتانہ میں راجپوت راج کرتے تھے - رہا جنوبی ہند یعنی دکن - یہاں خاندیس - گونڈوانہ - تلنگانہ اور وجیانگر چار آزاد حکومتوں کے علاوہ بہمنی خاندان کی اسلامی سلطنت تھی - جو بعد میں پانچ خود مختار حکومتوں میں منقسم ہوگئی - یعنی احمد نگر - برار بیجاپور - بیدر اور گولکنڈہ یہ تھی حالت دہلی کی سلطنت کی - اور اس کی صورت حال کہے دیتی تھی - وہ اسی انتظار میں ہے - کہ کوئی زبردست آئے - اسے زیر دست بنا کر اپنے قبضے میں لائے اور ایک منتشر سلطنت کی شیرازہ بندی کرے -

تیسری فصل

شاہانِ مغلیہ کی حکومت سنہ ۱۵۲۶ء سے سنہ ۱۸۵۷ء تک

اب ہندوستان کی تاریخ کے سٹیج پر شاہانِ مغلیہ کے ڈرامے کی باری آتی ہے - اس کا پہلا نظارہ میدانِ پانی پت پیش کرتا ہے - سنہ ۱۵۲۶ء کا موسم بہار تھا - کہ بابر ایک شاندار توپ خانہ اور نہایت تربیت یافتہ سواروں کے دستے اور جفاکش کوہستانیوں کی پیادہ فوج لے کر آیا - پنجاب پر تو وہ پہلے ہی قبضہ کر چکا تھا - اب پانی پت کے معرکے کو یہ فیصلہ کرنا تھا کہ سلطنت دہلی بحال رہے - اور ابراہیم لودھی ہی کی بادشاہت کا ڈنکا بجا کرے - یا مغل سربلند ہوں - مگر اس نے فتح کا قرعہ بابر کے نام پر ڈالا - ابراہیم کی پندرہ ہزار سپاہ میدان میں کام آئی - خود شہنشاہ ہند نے وہاں جہاں گھمسان کا رن پڑا تلوار مارتے مارتے جان دی - کہتے ہیں کہ اس خاص مقام پر ایسی دست بدست لڑائی ہوئی - کہ تاجدار دہلی کی نعش کے گرد پانچ ہزار دوست دشمن یکجا خاک و خون میں تڑپ کر ہلاک ہوگئے - بابر نے فتح پانی پت پر اکتفا کیا - اس کامیابی سے کامل فائدہ اٹھایا - فی الفور آگے بڑھا اور دہلی اور آگرہ پر قبضہ کر لیا - پھر اپنے بیٹے ہمایوں کو لشکر جرار دے کر مشرق کی طرف بھیجا - اس نے جونپور اور مالوہ فتح کر لئے - جب بیٹا شمالی ہند کی تسخیر میں مصروف تھا -

باپ جنوبی علاقوں اور راجپوتانہ میں داد فتح دے رہا تھا۔ اس نے کھنوا اور چندیری کے معرکے کیا مارے۔ ہندو راجاؤں کے زور کا خاتمہ کر دیا۔ اور سلطنت ہند کی بادشاہت پر مغلوں کی مُہر لگا دی۔ معرکہ ہائے مذکور کے بعد افغانوں کے خود مختار علاقوں کو بھی فتح کر لیا۔ اور ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کا بانی ٹھہرا۔ مگر بابر کو موت نے مہلت نہ دی۔ کہ سلطنت کو جو شمشیر سے لی تھی۔ قلم اور تدبیر سے منظم کرے۔ وہ ۱۵۳۰ء میں دنیا سے چل بسا۔ اور ہمایوں کا دور دورہ ہوا۔ دس برس اس نے بھی بادشاہت کی۔ پھر شیر شاہ سوری کی سلطنت عرصۂ شہود میں آئی۔ یہ غضب کا اہل شیر اور بلا کا صاحب تدبیر تھا۔ اس کے آگے ہمایوں کی کچھ پیش نہ چلی۔ اُسے ایران کو بھاگتے ہی بنی۔ شیر شاہ اور اس کے خاندان نے چند سال (۱۵۵۵-۱۵۴۰ء) حکومت کی۔ اور حق تو یہ ہے کہ شیر شاہ نے اپنے پنج سالہ دورِ بادشاہت میں انتظام سلطنت۔ قیام امن اور رفاہ عام کی تدبیروں میں وہ کام کیا کہ باید و شاید۔ مگر اس کے وارثوں میں اس کی سی بات نہ تھی۔ چنانچہ جب ہمایوں ایران کی مدد لے کر ۱۵۵۵ء میں واپس آتا ہے۔ تو وہی ہندوستان کا مرض مزمن یعنی اتفاق کا فقدان اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ شیر شاہ سوری کے جانشین بادشاہت کی اہلیت نہ رکھتے تھے۔ عیش و عشرت ان کی خصوصیت تھی۔ سور خاندان کے آخری تاجدار نے ایک ادنیٰ قوم کے ہندو ہیموں کو اپنا وزیر بنا لیا تھا۔ اور وہی حقیقت میں حکمران بن گیا تھا۔ مگر افغان امرا اس کی فوقیت کو پائے استحقار سے ٹھکراتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے علم بغاوت بلند کیا۔ آپس میں پھوٹ ایسی پڑی کہ بادشاہ گردی اور اضطراب انتہائی کی نوبت آئی۔ ہمایوں نے اس طوائف الملوکی سے فائدہ اٹھایا۔ سندھ پار آسانی سے چلا آیا۔ اور دشمنوں کو شکست دے کر تخت پر بحال ہو گیا۔ غرض ۱۵۵۵ء میں ہمایوں نے دہلی اور آگرہ لے لیا۔ مگر عمر نے وفا نہ کی۔ اور جنوری ۱۵۵۶ء میں وفات پائی۔

اکبر اعظم (۱۶۰۵-۱۵۵۶ء)

اب اکبر اعظم کا پوری نصف صدی کا زمانہ آیا۔ اس نے صحیح معنی میں سلطنت مغلیہ کی تعمیر کی۔ پہلے چار برس میں جب وہ لڑکا ہی تھا۔ اس کے وزیر اور اتالیق بیرم خاں نے فتوحات کا سارا کام کیا۔ پہلے پانی پت کا معرکہ مارا۔ اور ہیموں کو شکست دی۔ پھر ان صوبوں کو فتح کیا۔ جو بابر اور ہمایوں نے اپنی پہلی دس سال بادشاہت کے دوران میں لئے تھے۔ مگر ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ چنانچہ پنجاب اور ملتان پر قبضہ کیا۔ پھر گنگا اور جمنا کی وادیوں کے علاقے الہ آباد تک دوبارہ لے لئے۔ اس کے علاوہ گوالیار کا قلعہ تسخیر کیا۔ اور اس طرح راجپوتانہ کی کلید مل گئی۔ ۱۵۶۰ء میں بیرم خاں کو برخاست کر کے اکبر نے

عنانِ حکومت براہِ راست اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور فتوحات و نظم ونسق کا وہ دور اکبری شروع ہو گیا۔ جو نہ صرف تاریخ ہند بلکہ تاریخ عالم میں متفکرین و مؤرخین سے دادِ تحسین و آفرین لیتا ہے۔ اور جس کے سبب اکبر بجا طور پر اکبرِ اعظم کہلاتا ہے۔ بلکہ بعض کے نزدیک خاندانِ مغلیہ کے بزرگ ترین بادشاہوں میں اکبر کا درجہ سب سے بالا ہے۔

بیرم خاں کی معزولی کے بعد اکبر دو برس ادھم خاں کی گویا شاگردی میں رہا۔ جس نے اکبر کے لئے مالوہ فتح کیا۔ لیکن پھر ۱۵۶۲ء میں بادشاہ نے کامل طور پر فتوحات اور انتظام حکومت کی رہبری اپنے ہاتھ میں لے لی۔ تخت نشینی سے لے کر اس وقت تک اکبر کی راہ میں بہت مشکلات حائل رہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب تک اس نے اپنی فتوحات کا سلسلہ مکمل نہ کر لیا۔ اور انتظام سلطنت کو استقامت حاصل نہ ہوئی۔ یہ مشکلات جاری رہیں۔ اگرچہ کامیابیوں کے ساتھ ساتھ گھٹتی بھی گئیں۔ افغانوں کی سیاسی مخالفت اور ہندوؤں کا مذہبی اور ملکی دونوں طرح کا فساد ایسا نہ تھا۔ کہ اکبر ان سے فی الفور عہدہ برآ ہو جاتا۔ چنانچہ مدت مذکورہ یعنی ۱۵۶۲ء سے ۱۶۰۱ء تک تقریباً کامل چہل سالہ زمانہ فتوحات۔ اور رفتہ رفتہ سلطنت میں ان کی شمولیت پھر نئے پرانے سبھی قسم کے علاقوں کے نظم ونسق اور استحکام حکومت میں کٹ گیا۔ اور اس کے چار سال بعد ۱۶۰۵ء میں اکبر نے وفات پائی۔ اکبر کی جنگی مہارت۔ جبلی طاقت۔ معرکہ آرائی۔ جسمانی تنومندی اور کتابی علم سے نابلد ہونے کے باوجود تیزیٔ ذہن اور قوت ایجادِ تدابیر ملکی۔ دینی رواداری۔ ہندو رعایا اور امراء رؤسا اور راجوں کے ساتھ حسن سلوک۔ یہ ایسے اوصاف تھے کہ کامیابی و کامرانی نے ہمیشہ اکبر کے قدم چومے۔ پھر اس نے ہندو اور مسلمان مشیر و وزیر اور سپہسالار بھی ایسے پائے جو اپنی نظیر آپ تھے۔ مگر اس کا سبب بھی اکبر کی فیاضی طبع اور وہی دینی رواداری تھی جس نے ہندوؤں کے اکثر شاہی خاندانوں کو اکبر کے گھرانے کا جاں نثار بنا دیا۔ ہندو راجاؤں نے بخوشی خاطر اکبر اور شہزادگانِ مغلیہ کے ساتھ شادی بیاہ کا رشتہ قائم کیا۔ چنانچہ اکبر کا جانشین شہنشاہ جہانگیر ایک ہندو ملکہ کے بطن سے تھا۔ راجپوتانہ کے غیور راجپوت شاہی خاندان کا رویہ اس سلسلے میں بالخصوص قابلِ تحسین ہے۔ غرض راجپوتانہ (۱۵۷۰ء) گجرات (۱۵۷۳ء) بنگال اور اڑیسہ (۱۵۹۲ء) کی تسخیر کے علاوہ شمال مغرب کی جانب کشمیر پر بھی اکبر نے فتح پائی۔ پھر مختلف افغان قبیلوں کو جو پشاور کے قرب وجوار میں تھے۔ مطیع و فرمانبردار بنا لیا

سندھ کو شاہانِ مغلیہ کی سلطنت میں شامل کیا۔ فتح کر لیا تھا۔ پھر بھی اپنا تسلط جمایا۔ دکن یہاں بھی ۱۵۹۵ء تک اکبر کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ اور خاندیس احمد نگر اور برار کے علاقوں سے سلطنت اکبری میں اضافہ ہوا۔ اکبر نے تاریخ ہند بلکہ تاریخ عالم میں وہ مرتبہ پایا کہ اس کی نظیر چند اور صرف چند چوٹی کی چیدہ ہستیاں پیش کرتی ہیں۔ اور بس ٭

سلطنت اسلامیہ افغانیہ ہند ۱۲۰۶ء تا ۱۵۲۶ء کی سرگزشت کے اخیر میں ہم نے دیکھا تھا کہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں سے قطع نظر صرف بڑی بڑی اسلامی افغانی اور ہندو آزاد علاقوں کی تعداد معقول تھی۔ ان میں سے اکثر و بیشتر سے نپٹنا اور تسخیر کرنا اکبر ہی کا کام تھا۔ مگر اس کا حیرت انگیز کارنامہ اور اس لئے اس کے بعد شوکت مغلیہ کے انتہائی عروج کا زمانہ اکبر کی تدبیر ملکی کا مرہون منت تھا۔ کسی افغان سردار کو مفتوح کرنا یا کسی ہندو راجہ کو مغلوب۔ بہر حالت میں مروت و شفقت کو کام میں لانا۔ اور تسخیر کردہ علاقے بالعموم مغلوب و مفتوح حاکم ہی کے ماتحت رہنے دینا۔ البتہ محکوم و باجگزار بنا لینا اس طرح اس نے تمام مفتوحہ سلطنت میں قدیم دشمنوں کو جدید دوستوں میں تبدیل کر لیا۔ اور انتظام سلطنت و بندوبست اراضی کی یہ کیفیت تھی کہ اکبر کی بنا کردہ بنیادوں ہی پر بعد میں آنے والوں نے تعمیر عمارت کا کام کیا۔ اس کے بعض آئین و قوانین آج تک کسی نہ کسی شکل میں موجود و نافذ ہیں ٭

اکبر کے بعد جہانگیر شاہ جہان اور اورنگ زیب

اکبر کے جانشین جہانگیر نے ۱۶۰۵ء سے ۱۶۲۷ء کے دوران میں حکومت کی۔ اس عرصے میں راجپوتانہ میں جنگ ہوئی۔ دور اکبری میں اودے پور کا رانا پرتاپ کامل طور پر مغلوب نہ ہوا تھا۔ چنانچہ اکبر اور پرتاپ دونوں کی وفات کے بعد ۱۶۱۴ء میں جہانگیر کے عہد میں اس کے بیٹے شاہ جہان کے ہاتھوں انجام کار فتح تکمیل کو پہنچی۔ اور رانا امر سنگھ نے مغل بادشاہ کی اطاعت قبول کی ٭

جہانگیر کو احمد نگر (دکن) کا فتنہ و فساد دبانے کے لئے جنگ کرنی پڑی۔ کیونکہ وہاں ایک آزاد حکومت قائم کرنے کی کوشش ہونے لگی تھی۔ بہر حال ۱۶۱۶ء میں قلعہ احمد نگر پر قبضہ کر لیا گیا۔ جہانگیر عیش دوست تھا۔ مگر انتہا درجے کا عادل۔ اس نے اپنی چہیتی بیگم نور جہاں کو مختار کل بنایا۔ مگر اس خاتون عالی ہمت و صاحب تدبیر نے شوہر کی امانت کو خوب سنبھالا۔ اور دنیا سے یہاں تک تسلیم کرایا۔ کہ جہانگیر برائے نام بادشاہ تھا۔ اور سلطنت کی باگ نور جہاں کے قابل ہاتھوں میں رہی۔ اور ہر شعبے اور ہر محکمے

کو بہت ترقی ہوئی - اور ہم کہیں گے کہ کیوں نہ ہوتی - اکبر کی بنائی ہوئی بنیادیں ہی ایسی تھیں ۔
جہانگیر کے بعد شاہ جہان (۱۶۲۷-۵۸ء) نے شوکتِ مغلیہ کا وہ مظاہرہ کیا کہ تعمیرات کی دُنیا میں نام کر گیا - روضۂ تاج محل اسی کے تصوّرِ ذہنی کی مرمریں مورت ہے - اور یہ عمارت عجائباتِ عالم میں شمار ہوتی ہے - رعایا کی خوشحالی و فارغ البالی اور حکومت مغلیہ کے پاس دولت کی فراوانی اسی عہد کے خاص امتیازات ہیں - نظم و نسق - تجارت اور افزائش دولت - ان سب پہلوؤں سے شاہ جہان کا زمانہ خود مغلیہ خاندان کے دَورِ عروج میں بھی ممتاز حیثیت کا سرمایہ دار ہے - اس کے عہد کے جنگی کارنامے یہ ہیں - دکن کی اسلامی سلطنتوں کے خلاف جنگ ہوتی رہی - انجام کار شاہ گولکنڈہ نے اپنا کچھ علاقہ دیا - اور پیش قرار تاوانِ جنگ ادا کیا - بیجاپور میں بھی لڑائیاں ہوئیں - مگر اہم ترین واقعہ یہ ہے - کہ مرہٹہ سردار سیواجی نے دکن کی ملکی پراگندگی اور سیاسی اضطراب سے فائدہ اٹھا کر غارت گری - معرکہ آرائی - قلعوں کی تسخیر اور ملک گیری کا کام اختیار کیا - بیجاپور کو بہت تنگ کیا - پھر دکن کے مغلیہ علاقوں پر کہیں کہیں ہاتھ صاف کیا - یہ وہی مرہٹہ سردار ہے - جس کی زرک تازیاں - تدبیریں اور اقبال مندیاں مرہٹوں کے گھر میں حکومت لائیں - آگے چل کر مرہٹوں نے مہاراشٹر میں سلطنت قائم کی - اور ہند کی روایات کے مطابق ان میں اکثر مناقشات رُونما ہوئے - متعدد مرہٹہ راجے اور اُن کی ریاستیں عرصۂ شہود میں آئیں - غرض مرہٹے بھی زوالِ سلطنتِ مغلیہ کا ایک زبردست باعث ہے - وہ انگریزوں سے بھی بھڑتے رہے - اور ۱۷۰۷ء میں اورنگ زیب کی وفات کے بعد جب ارضِ دکن میں انگریز و فرانسیسی - والیان میسور یعنی حیدر علی اور ٹیپو سلطان - نظام حیدر آباد وغیرہ ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ توڑ کرنے اور میدانِ کارزار کو گرمانے لگے - تو ان جنگی مہمات اور شطرنج سیاسیات میں مرہٹہ راجوں نے بھی بڑا حصّہ لیا - یہ لوگ بعض خاص مواقع پر اپنی غارت گری کو منظم کرنے میں بھی کامیاب ہوئے - یعنی علاقوں میں بادشاہت تو کسی اور کی ہوتی - مگر مرہٹے اپنی چوتھ (حکومت کی آمدنی کا چوتھا حصّہ) اور سردیش مکھی (دسواں حصّہ) وصول کرتے ۔

اورنگ زیب ۱۶۵۸ء | اورنگ زیب کا پنجاہ سالہ زمانہ شاہانِ مغلیہ کے دَورِ حکومت کا انتہائی عروج دکھاتا ہے - ہمالیہ سے راس کماری تک اور بنگال و آسام سے افغانستان تک سارے ہندوستان کو زیرِ نگین لاتا ہے - مگر اس کے عہد کا دوسرا ربع صدی (پچیس سال) کا حصّہ مہمات دکن ہی میں کٹتا ہے - اگرچہ اُس نے گولکنڈہ اور بیجاپور کو مغلیہ سلطنت

میں شامل تو کر لیا۔ مگر دکن کی طویل جنگ سے مرکزی حکومت کے وسائل مالی و فوجی کو صدمہ پہنچا۔ بعض مؤرخوں کے نزدیک اورنگ زیب کی مہمات دکن نے سلطنت کی جڑ کھوکھلی کر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر دکن کی آزاد اسلامی ریاستیں فتح کر کے سلطنت مغلیہ میں براہ راست شامل نہ کی جاتیں۔ اور صرف باجگزار بنالی جاتیں۔ تو وہ خود ہی سیواجی سے نپٹ لیتیں۔ اسے بڑھنے کا موقع نہ ملتا۔ اور یہیں ممکن ہے کہ سلطنت مغلیہ کو زوال نہ آتا۔

اس کے مقابلے میں بعض دیگر مؤرخین یہ رائے رکھتے ہیں۔ کہ خود سیواجی اور مرہٹوں کو مغلوب و محکوم رکھنے کا یہی وسیلہ تھا۔ کہ دکن کو حکومت مغلیہ مرکزیہ کے ماتحت لایا جاتا۔ اور دکن میں مختلف آزاد حکومتوں کے بجائے ایک اور فقط ایک منظم حکومت اور پھر وہ حکومت جس کے تسلط میں سارا شمالی ہند تھا۔ اس قابل تھی کہ مرہٹوں کو بڑھنے سے روک سکتی۔ بہر حال یہ سب تاریخی قیاس آرائیاں ہیں۔ امر واقع یہ ہے۔ کہ اورنگ زیب کی آنکھیں بند ہوتے ہی رشتۂ سلطنت مغلیہ کا شیرازہ بکھرنے لگا۔ اس کی ایک اور وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ ہندو رعایا بالعموم اور راجپوتانہ کے سردار بالخصوص حکومت مغلیہ کے بدخواہ ہو گئے تھے۔ اور تیسرے یہ کہ اورنگ زیب کے جانشین بالعموم حکومت کے نااہل ثابت ہوئے۔ مرہٹے ترقی کرتے گئے۔ ہندو رعایا کے ایک معقول حصے نے سکھ مت اختیار کیا۔ اور اس دھرم کے پیروؤں نے امن پسند و مرنجان مرنج صاحبان مذہب رہنے کے بجائے اب جنگی طور و اطوار اپنی روزمرہ کی زندگی کے اجزائے لازم ٹھہرا لیے۔ اور ملک گیری کے اقتدار کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔ پھر جاگیروں ریاستوں کے مالک بنے اور انجام کار پنجاب پر حکمرانی کرتے رہے۔

غرض مرہٹوں کی ترک تازی اور ملک گیری۔ اسی طرح سکھوں کی ترقی۔ پھر شمال و جنوب اور مشرق و مغرب چاروں طرف صوبہ داروں کی خودسری و خودمختاری کے سبب اُن کی اپنی اپنی جدا حکومتوں کا قیام اور ان سب پر مرکز دہلی کی شہنشاہیت محض برائے نام ان سب تفریقوں نے مغلیہ سلطنت کو تنزل و زوال کی جانب دھکیلا۔ اس پر ایک غیر متوقع اضافہ یہ ہوا۔ کہ دکن اور بنگال میں بالخصوص انگریزوں اور فرانسیسیوں نے ہند کے ملکی جھگڑوں میں حصہ لیا۔ اور ایک دوسرے کے خلاف بھی جنگ آزمائی کا وتیرہ اختیار کیا۔ کہیں بنگال میں پلاسی کا معرکہ ہو رہا ہے۔ اور انگریز سپہ سالار کلائیو بنگال کو ہتھیانے میں لگا رہا ہے۔ تو کہیں جنوب کی سمت کرناٹک کی لڑائیاں۔ ارکاٹ کا محاصرہ وغیرہ انگریزوں کو فتح دلا رہے ہیں۔ اسی دوران میں نادرشاہ افغانستان سے آتا اور مغل بادشاہ

محمد شاہ رنگیلے کے عین گھر میں آگ لگاتا ہے۔ اُس نے دہلی میں قتلِ عام کیا۔ اور کروڑوں روپے کے زر و جواہرات کے علاوہ وہ شاہ جہان کا تختِ طاؤس بھی جاتے ہوئے ہمراہ لے گیا۔ اسے چار ہی سال گزرے تھے کہ احمد شاہ ابدالی آیا۔ وہ کہتا تھا کہ پنجاب میرا ہے۔ مرہٹوں نے اِس دعوے کو نہ مانا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پانی پت کے میدان میں (۱۷۶۱ء) وہ شکست کھائی۔ کہ سارا بھرم جاتا رہا۔ کمر ٹوٹ گئی۔ غرض (۱۷۰۷ء) وفاتِ اورنگ زیب کے ذقت سے لے کر ہنگامہ ۱۸۵۷ء تک پورے ڈیڑھ سو سال وہ طوائف الملوکی رہی۔ کہ خدا کی پناہ۔ البتہ اِس مُدت میں دو خاص الخاص تاریخی واقعات ایسے تھے۔ کہ ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو اپنی منزلِ مقصود تک گام زن تھے۔ ایک تو یہی سلطنتِ مُغلیہ کا زوال پاتا اور آخر ختم ہو جاتا۔ اور اسی کے ضمن میں اِس سلطنت کی بربادی کے سبب نوزائیدہ نیم آزاد حکومتوں کا عروج و زوال۔ اور دوسرے انگریزوں کی فوقیت کو روز بروز ترقی اور انجام کار اُن کی کامل ملوکیت کا قیام۔ متوخرالذکر کی توثیق و تصدیق ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی فتح نے کر دی۔ اور مغلوں کی شاہی ہستی مٹ گئی:

وسعت سلطنتِ برطانیہ کی تاریخ میں جو اس کتاب کا ایک خاص جزو ہے۔ اس امر کا تذکرہ کہ کس طرح انگریزوں نے ہند کی شہنشاہیت حاصل کی۔ اور پھر کس کی جانشینی انھیں ملی۔ کچھ وہاں کیا گیا۔ اور کچھ یہاں۔ یعنی قضا و قدر نے مغلوں کا وارث انگریزوں کو بنایا۔ ایک اور امر جو اس باب میں واضح کیا گیا۔ یہ ہے کہ مغلوں نے ہندوستان کس سے لیا۔ اور کیوں کر۔ اس کا افسانہ بھی قارئین نے پڑھ لیا۔ مغلوں سے پہلے افغان اور اُن سے بھی پہلے راجپوت۔ پھر اُن کے پیش رو آریہ۔ اِن سب اقوام کی قسمتوں کے الٹ پھیر۔ اور اُتار چڑھاؤ کی مختصر کہانی کہنا ہمارا مُدعا تھا۔ جس کے پورا کرنے کے لئے اِس کتاب کا یہ باب لکھا گیا

❖

چھٹا باب

پہلی فصل

ہندوستان میں کمپنی کا دورِ حکومت

ماحصل مبحث | انگریز سوداگروں کی ایک جماعت کس طرح ایک عظیم الشان مملکت کی ملوکیت بلکہ ایک بر اعظم کی سلطنت اپنی حکومت اور بادشاہت کے لئے حاصل کرتی ہے۔ یہ ہے دو لفظوں میں اہل برطانیہ کی کارکردگی کی کہانی کا خلاصہ جو انہوں نے تین سوا تین صدیوں کے دوران میں ہندوستان میں دکھائی ہے۔

ہم ارض ہند میں برطانوی سلطنت کی نشو ونما اور ارتقاء پر دو پہلوؤں سے نظر ڈالیں گے یعنی (۱) تاریخی لحاظ سے وہ اسباب کیا تھے اور پیچھے جیسے وہ عمل میں آتے گئے واقعات پیش آئے۔ جو سلطنت مذکور کے عرصہ شہود میں آنے کا باعث بنے۔ اور (۲) سیاسی نقطۂ نگاہ سے اس سلطنت کی استقامت کی قدر وقیمت کیا ہے۔ اور اس کے قیام سے ملت برطانیہ اور اقوام ہندیہ کو کیا فائدے ہوئے۔ ہو رہے ہیں اور ہوں گے۔ تاریخ عالم کا یہ ایک تعجب انگیز واقعہ ہے کہ ایک قوم ارادہ کچھ کرتی ہے اور کام کچھ اور ہی کر گزرتی ہے۔ اہل برطانیہ نے یوں تو اپنی حیات ملی کے دوران میں عظیم الشان کارنامے دکھائے۔ مگر سب سے بڑا کارنامہ بلا ارادہ دکھایا۔ یا یوں کہئے کہ اتفاقیہ ان سے ہو گیا۔

جب انگریز نوآبادکار نئی دنیا یا امریکہ میں گئے (اور اس کی مختصر کیفیت امریکہ میں انگریزی سلطنت کی وسعت کے بیان میں درج کی گئی ہے) تو بلاشبہ ان کی نیت تھی کہ نوآبادیاں بسا کر ایک نئے برطانیہ کی تشکیل حدود برطانیہ سے باہر بھی ہو۔ اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ جاکے

اس نئے وطن کی حکومت جمہوریت کا پہلو لئے ہوئے ہوگی۔ مگر سلطنت ہندوستان کی کیفیت اس سے بالکل جدا واقع ہوئی ہے۔ انگریزوں نے سوچا کچھ اور۔ اور کیا کچھ اور۔ اس کارکردگی کو ہم پانچ زمانوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کے صرف اہم واقعات مختصر طور پر لکھتے ہیں :-

(۱) تجارت اور محض تجارت کا دَور جو سترھویں صدی کے آغاز (۱۶۰۰ء) سے شروع ہو کر تقریباً ایک صدی تک جاری رہا۔ اور صرف اس کے اختتام پر انگریزوں نے والیان ہند کے خلاف جنگ کا ڈھنگ ڈالا ۔

(۲) تجارت اور جنگ کا زمانہ جو ایک صدی مذکور کے گزرنے کے بعد تقریباً پچاس برس تک جاری رہا۔ مگر اس کے دَوران میں اگر انگریزوں نے کوئی جنگ کی تو اس کا مقصد ایک اور فقط ایک تھا یعنی تجارت کی حفاظت ۔

(۳) ملک گیری کا زمانہ۔ ہندوستان میں انگریزوں کے ورود کو جب تقریباً ڈیڑھ سو سال ہوتے تو البتہ وہ ملک گیری پر بھی توجہ دینے لگے۔ مگر اس کام میں بھی بالعموم مجبوراً ہاتھ ڈالا۔

(۴) والیان ہند پر فوقیت حاصل کرنے کا زمانہ۔ اُنیسویں صدی عیسوی کا آغاز ہونے کو تھا کہ اب برطانویوں نے اس منزل میں قدم رکھا جس کی امتیازی خصوصیت ہندوستان کے دیسی حکمرانوں پر فوقیت ہے۔ لیکن اس کے کامل حصول نے بھی ایک مدت طلب کی۔ چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی (Lord Dalhousie) (۱۸۴۸-۵۶ء) سے پہلے ابھی یہ فوقیت حاصل نہ ہوئی تھی ۔

(۵) سلطنتِ برطانیہ ہند کے استحکام اور استقامت کا زمانہ جو ۱۸۵۷ء سے لے کر آج تک چلا آتا ہے۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کا مدعا یہ تھا کہ فوقیت مذکور پر کاری ضرب لگائی جائے۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کے قدم مزید قوت کے ساتھ جم گئے اور ملک ہند کے طول و عرض میں برطانوی سلطنت کی استقامت جاری و ساری ہوگئی ۔

اِن تمہیدی فقرات اور عام تبصرے کے بعد اب ہم واقعات کو سلسلہ وار بیان کرتے ہیں:-

ایسٹ انڈیا کمپنی (East India Company) کا قیام

ملکہ الزبتھ کا عہد ختم ہونے کے قریب تھا کہ سنہ ۱۶۰۰ء میں انگریز سوداگروں کی ایک جماعت کو ممالکِ مشرق میں تجارت کی پانزدہ سالہ اجارہ داری کی سندِ شاہی عطا ہوئی۔ اور اس میں یہ مدعا نمایاں کیا گیا کہ تشکیل کمپنی سے غرض شاہی یہ ہے کہ "ہماری قوم کی آبرو بڑھے۔ ہماری رعایا دولت کمائے۔ ہماری مہارتِ ملاحی ترقی پائے اور بروئے قانون جائز تجارت کی نشو و نما سے ہماری مملکت مشترکہ مستفید ہو" ۔

پہلے دو بحری سفروں کے بعد تیسرے سفر کے دوران میں کمپنی کے جہاز [illegible] میں
ہندوستان پہنچے۔ جب ان ساحل سے شمالی ہند پہنچے انگریزوں نے دیکھا کہ مغلوں کی حکومت
ہے۔ بادشاہ خود مختار ہے۔ رعایا کا بیشتر حصہ ایک قدیم مہذب قوم یعنی ہندوؤں پر مشتمل ہے۔
جنوبی ہند میں مسلمانوں کی متعدد ممتاز ریاستیں موجود ہیں۔ دوسرے سب سے بڑی بات یہ کہ اہل
ہالینڈ ایک قوم ہے جو انگریزوں سے پہلے ہی ہندوستان کے ساتھ تجارت میں مشغول ہیں اور
ان کے قدم خوب جم چکے ہیں ۔

ان کے علاوہ اہل پرتگال یا پرتگیزوں نے بھی ان سے تقریباً ایک سو سال پہلے ہی ہندوستان
کے ساتھ تجارت شروع کردی تھی۔ اُن کا کاروبار بھی بارونق رہا تھا۔ اور ساحل پر بعض علاقوں
میں اُن کی بستیاں تھیں۔ چونکہ ہماری اصل غرض انگریزوں سے ہے۔ اس لئے صرف اہل
ہالینڈ اور اہل پرتگال بلکہ اہل فرانس جنہوں نے انگریزوں کے بعد ہندوستان کے ساتھ تجارت
کی طرح ڈالی۔ ان سب کا ذکر محض برسبیل تذکرہ کیا جائیگا اور محض اس قدر جس کا تعلق انگریزوں
کے ساتھ تھا ۔

اپنے پہلے بحری سفروں کے دوران میں انگریزی کمپنی کا طریق تجارت یہ تھا کہ ساحل بحر پر
اپنے جہازوں میں مقیم رہتے اور وہیں سے مال و اسباب کی خرید و فروخت کرتے۔ مگر جلد ہی دیکھا
کہ مستقل تجارت کے لئے ساحل پر بستیاں بسانا ضروری ہے۔ اس لئے انہوں نے ہندوستانی
حکمرانوں کے ساتھ گفت و شنید کا آغاز کیا۔ تاکہ بستیوں کے لئے شرائط طے ہوجائیں۔ مثلاً
محصولات درآمد کی شرح وغیرہ کیا ہوگی۔ اور دیگر متعلقہ امور کس طرح طے پائیں گے ۔

اب سنئے کہ ساحل مالابار پر پرتگیزوں نے اس قسم کے سارے معاملات زور و جبر سے طے کر
لئے تھے۔ ان کا یہ دستور رہا تھا کہ علاقہ متعلقہ کی فوج سے بڑھ کر لشکر جہازوں میں لاتے اور
بجائے اس کے کہ ساحل کی ریاست کے حکمرانوں کو محصول ادا کرتے۔ الٹا خراج مانگتے۔ اس
کے علاوہ پرتگیزوں نے ایسا ناشائستہ رویہ اختیار کر رکھا تھا۔ جو مستقل اور پرامن تجارت
کے منافی تھا۔ پرتگیزوں سے پہلے بھی بہت سی غیر ہندوستانی اقوام مثلاً عربوں نے یہاں تجارتی
رشتے قائم کئے تھے۔ مگر یہ سب لوگ دیانتداری سے کام کرتے تھے۔ چنانچہ محصول ادا کرتے
اور اس کے معاوضے میں یہ حق پاتے کہ ساحل پر چھوٹی چھوٹی بستیاں بسائیں۔ جن میں قوم متعلقہ
کے اپنے لوگ بود و باش رکھیں۔ انہیں یہ بھی اختیار تھا کہ اپنے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں
اپنی نگرانی خود کریں اور مقامی حکام کے دخل سے آزاد رہ کر اپنی بستی کا انتظام کریں ۔

غرض جب انگریز آئے تو مغربی ساحل کے جنوبی حصے میں پرتگیزوں کو اثر و رسوخ حاصل

تھا۔ اس نے اوپر شمال کی جانب بندرگاہ سورت پر اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں مغل شہنشاہ کی مستحکم حکومت تھی۔ چنانچہ انگریزوں کی کمپنی نے مغلیہ حکومت کی رضا و رغبت سے پُر امن تجارت کرنی چاہی۔

سورت میں انگریزوں کی کوٹھی | اس زمانے میں بندرگاہ سورت کو یہ اہمیت حاصل تھی کہ "باب الہند" کہلاتی تھی۔

جب تیسرے بحری سفر کے وقت (۱۶۰۸ء) کمپنی کا ایک جہاز سورت پہنچا۔ تو اس کے حوصلہ مند اور دُور بین کپتان ولیم ہاکنز (William Hawkins) نے آگرے کا سفر اختیار کیا۔ اور وہ دربار جہانگیری میں پہنچ کر بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس وقت پرتگیزوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ انگریزوں کی قوم بادشاہ کی نظروں سے گر جائے مگر ہاکنز کو دربار مغلیہ میں ملازمت بھی مل گئی۔ اور اس نے اپنے ہم قوموں کے لئے بعض تجارتی مراعات بھی حاصل کرلیں۔ ۱۶۱۱-۱۲ء میں انگریزی کمپنی کے جہاز رانوں کو پرتگیزوں کے خلاف بحری معرکہ آرائی کرنی پڑی جس میں پرتگیزوں نے شکست کھائی۔ اور ۱۶۱۲ء میں انگریز سورت میں اپنی پہلی بستی بسانے میں کامیاب ہوئے۔ اُن وقتوں کی ایک مستند دستاویز میں یہ تحریر درج ہے۔ اور اس سے انگریزوں کی خوش بختی کا حال کھلتا ہے کہ:۔

"سورت کی بندرگاہ وہ کلید ہے جس سے ہندوستان اور اس کے گرد و نواح کے ساتھ تمام اقسام کی بہترین اور زیادہ سے زیادہ منفعت بخش تجارت کا دروازہ کھل سکتا ہے"۔
سورت کے ذریعے سے نہ صرف آس پاس کے علاقوں کے ساتھ تجارت ہوسکتی تھی۔ بلکہ گجرات اور مالوہ کے دولت مند صوبوں اور سلطنتِ مغلیہ کے دارالخلافہ آگرہ اور دہلی کے ساتھ تجارت کا راستہ یہاں سے نکلتا تھا۔ نیز ایران اور عرب کے ساتھ تجارت کا ہندوستانی مرکز بندرگاہ سورت تھی۔ جب کمپنی کو یہ عظیم الشان۔ پہلا اور بنیادی فائدہ حاصل ہوگیا تو اب اُس نے حکومتِ برطانیہ کو اِس امر پر آمادہ کرلیا کہ اُس کا ایک سفیر دربارِ مغلیہ میں حاضر ہو۔ چنانچہ سر ٹامس رو (Sir Thomas Roe) سفیر بن کر آیا اور اُس نے ۱۶۱۵ء سے ۱۶۱۸ء تک یہاں اپنے ملک کی نمائندگی کا حق ادا کیا۔ اُس نے اِس امر کی اجازت حاصل کرلی کہ (ا) کمپنی کے ملازم سورت میں بود و باش رکھ سکیں۔ (ب) تجارتی اغراض کے لئے مکانات کرائے پر لے سکیں۔ اور (ج) سلطنتِ مغلیہ کے طول و عرض میں بے روک ٹوک سفر کرسکیں۔ اسکے بعد بہت سی اور بستیاں سورت کے گرد و نواح میں بسائی گئیں۔ مگر ان سب کا حاکم اعلیٰ سورت کی بستی کا صدر یا پریذیڈنٹ ہوتا تھا۔

ہم نے سورت میں انگریزی تجارت کی بنیاد پڑنے کا حال کسی قدر تفصیل سے اس لئے لکھا کہ اس نقطے سے ہیچ سے آخر وہ تناور درخت پیدا ہوا۔ جو آج سلطنت برطانیہ ہند کی شکل میں دکھائی دیتا ہے۔ نیز اس لئے کہ انگریزوں نے آغاز کار ہی سے بالغ نظری مصلحت بینی اور امن پسندی کی حکمت عملی اختیار کی۔ اس طرح اپنی تجارت کی بنیاد ایسی مضبوط ڈالی کہ اس پر بلند ہونے والی سربفلک عمارت کو فرانس کی طاقت بھی ٹھیس نہ لگا سکی۔ جیسا کہ آگے چل کر بیان کیا جائیگا ۔

غرض سورت اور گرد و نواح کی بستیاں عموماً طور پر ایک پریذیڈنٹ کے ماتحت ہونے کے سبب سے ایک ایسے مختصر سے علاقہ پر مشتمل تھیں۔ جسے پریذیڈنسی یا احاطہ کہتے تھے۔ پھر آگے چل کر اسی نظام کے ماتحت مدراس۔ بمبئی اور بنگال کے احاطے قائم ہوئے ۔

۱۶۶۸ء میں جب یہ بمبئی کمپنی کو ملا۔ جو شاہ انگلستان چارلس دوم کی دلہن کیتھرائن اپنے جہیز میں لائی تھی۔ اس کے سبب انگریزوں کی بستیوں کو مغربی ساحل پر خاص قوت حاصل ہوئی۔ پھر بمبئی کی بندرگاہ ۱۶۸۷ء میں سورت پر بھی فوقیت لے گئی۔ یہاں یہ حقیقت بھی تحریر میں لانی چاہیئے کہ ۱۸۰۰ء تک انگریزوں نے مغربی ساحل کے کسی علاقہ پر قبضہ نہ پایا۔ اور ۱۸۰۰ء ہی میں سورت کو اپنی سلطنت میں شامل کیا۔ اس کے بعد ۱۸۱۸ء میں مغربی ساحل کے مرہٹوں کے علاقے لے لئے۔ چنانچہ یہ سب قطعات مع چند دیگر مقامات کے موجودہ بمبئی پریذیڈنسی کہلاتے ہیں ۔

مشرقی ساحل کی بستیاں مشرقی ساحل پر سیاسی کوائف اس سے مختلف تھے۔ چنانچہ جب ۱۶۱۲ء میں انگریزوں نے سورت میں بستی بسائی تو ابھی مغلیہ سلطنت ساحل مشرق تک نہ پہنچی تھی۔ اور یہاں ریاست گولکنڈہ کے حکمرانوں کی حکومت تھی۔ مقامی لحاظ سے ساحل پر بعض باج گزار اور چھوٹے چھوٹے راجاؤں کا راج تھا۔ یہاں اچھی بندرگاہیں نہ تھیں۔ مگر آبادی امن پسند تھی۔ اور عمدہ قسم کا سوتی کپڑا کثرت سے دستیاب ہوتا تھا۔ پھر یہ مشرقی ساحل شمال کی جانب مغلیہ سلطنت کے صوبہ بنگال سے جا ملتا تھا۔ جہاں چینی۔ ریشم اور شورہ بڑی مقدار میں حاصل ہو سکتا تھا۔ نیز بارود بنانے کے لئے شورہ بڑی کام کی چیز تھا ۔

مشرقی ساحل پر انگریزوں نے خاص توجہ مسولی پٹم پر مبذول کی۔ جو دریائے کرشنا کے دہانے پر واقع ہے۔ اور ریاست گولکنڈہ کی سب سے بڑی بندرگاہ تھی۔ یہاں سوتی کپڑے کے علاوہ جواہرات کی تجارت بھی بڑے پیمانے پر ہوتی تھی ۔

۱۶۱۱ء میں انگریزوں نے ساحل کے ایک باجگزار راجے سے کوٹھی بنانے کی اجازت حاصل

کر لی - اور منفعت بخش تجارت میں مشغول ہو گئے - پھر ۱۶۳۲ء میں اُنہوں نے شاہ گولکنڈہ سے ایک فرمان حاصل کیا - جو فرمانِ زرّین کے نام سے مشہور ہے - اس میں بادشاہ نے لکھا "ہم حکم دیتے ہیں کہ یہ لوگ ہمارے سایۂ عاطفت میں نہایت امن و آسائش اور جان و مال کی سلامتی کے ساتھ رہیں"

مدراس کی بستی مسولی پٹم میں تو یہ کامیابی حاصل ہو گئی - مگر انگریز چاہتے تھے کہ ہمیں کوئی ایسی جگہ ملے - جو ہماری اپنی ہو - جہاں ہم ایک قلعہ تعمیر کر سکیں - اور تاجرانِ ہالینڈ کے حملوں سے محفوظ رہیں - انگریزوں کی یہ اُمید بر آئی - اُنہوں نے ۱۶۳۹ء میں ایک مقامی ہندو راجے سے قلعہ بنانے کے لیئے ایک اجازت نامہ اور ایک قطعۂ زمین حاصل کیا اور یہاں فورٹ سینٹ جارج (Fort St. George) تعمیر کیا - کچھ عرصہ بعد شاہ گولکنڈہ نے بھی اس اجازت کی تصدیق و توثیق کر دی - چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں کی یہ پہلی ملکیت تھی - جو بمبئی پر قبضہ پانے سے بھی بائیس برس پہلے انہوں نے پائی - اگرچہ یہ مقام بنجر اور دلدل کی زمین پر مشتمل تھا - سمندر کے کنارے پر اس کا طول صرف چھ میل تھا - اور کنارے سے آگے اندر کی طرف عرض صرف ایک میل - لیکن حفاظتِ جان و مال کے لیئے بہت مفید ثابت ہوا -

یہاں چار دیواری کے اندر کمپنی کے کارندے اغیار سے محفوظ ہو کر رہنے لگے - جب تقریباً چھ مربع میل بستی آباد ہو گئی - تو اس کے گرد و نواح میں ہندوستانی پارچہ بافوں اور رنگریزوں نے بھی اپنی غریبانہ جھونپڑیاں بنائیں - اور نہایت تھوڑا منافع یا مزدوری لے کر کمپنی کے لیئے ہندوستانی مال مہیا کرنے لگے - ان سب کو کسی سیاسی تغیر سے کوئی غرض نہ تھی - خاموشی اور امن کے ساتھ کام کیئے جاتے تھے - نہ انہیں کوئی چھیڑتا - نہ یہ کسی کے سر ہوتے تھے - ۱۶۴۲ء میں مسولی پٹم کی کوٹھی مدراس کے ماتحت کر دی گئی - اور ۱۶۵۳ء میں مدراس ایک علیحدہ پریذیڈنسی قرار پائی - گویا انگریزوں نے اپنے جمہوری تصوّرات کو مدراس میں یوں جامۂ عمل پہنایا - کہ ۱۶۸۸ء میں اسے تیرہ ممبروں کی ایک میونسپل کمیٹی دی گئی - انگریز ممبروں میں سے ایک میئر (Mayor) یعنی پریذیڈنٹ تھا - اور بارہ ایلڈرمین (Alderman) یعنی ممبر - غرض تین ممبر انگریز تھے - تین پرتگیز اور سات ہندوستانی - ان میں سے بعض کو عدالتی اختیارات حاصل تھے - مدراس میں کمپنی کی تجارت کو اس قدر فروغ حاصل ہوا اور اتنا منافع ملنے لگا کہ شاہ گولکنڈہ حیران ہو گیا - چنانچہ اُس نے کمپنی کا حصہ دار بننا چاہا - مگر کمپنی حصہ داری کا معاملہ ٹال گئی -

یہ ہے کہانی ایسٹ انڈیا کمپنی کی پہلی قلعہ بند بستی کی۔ اور یہی ہے وہ مقام جہاں سے ایک سو سال بعد انگریزی شان و شوکت سے نکلے اور جنوبی ہند کے ملکی و سیاسی حالات میں حصہ لینے لگے۔ پھر یہی سیاسی اقدام ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی تعمیر کا سنگ بنیاد ثابت ہوا۔

انگلستان میں کمپنی کی حیثیت ... اس سے قدم بڑھا کر بنگال میں جا پہنچنا ایک قدرتی امر تھا مگر اس کا ذکر سردست ملتوی کیا جاتا ہے۔ کیونکہ بنگال میں انگریزوں کی کارگزاریوں پر نظر ڈالنے سے پہلے مناسب ہے کہ جنوبی پریذیڈنسی کے تاریخی واقعات کا سلسلہ ایک حد تک مکمل کر دیا جائے۔ اور ہم اس طوفانی زمانے کے آغاز تک پہنچ جائیں جس کی خصوصیت کلائیو (۱۷۲۵ء) کی مہمات تھیں۔ اس کے ضمن میں یہ دیکھنا ازبس لازم ہے کہ کس طرح کمپنی کی حیثیت بدلتی چلی گئی۔ اور اس وجہ سے اس میں یہ قابلیت پیدا ہو گئی کہ ہند کی سیاسی شورش میں حصہ لے چنانچہ سلسلہ حسب ذیل حقائق خاص تاریخی اہمیت رکھتے ہیں۔ یعنی کمپنی کو قائم ہوئے ابھی کچھ بہت مدت نہ ہوئی تھی کہ اس کے اپنے وطن میں اس کی حیثیت میں مختلف تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔ ۱۶۰۹ء میں اس کی سند تجارت کی تجدید ہوئی اور قرار پایا کہ کمپنی دائمی طور پر ہندوستان میں تجارت کرنے کی اجارہ دار ہو گی۔ مگر اس شرط پر کہ شاہ انگلستان جب چاہے تین برس کا نوٹس دے کر اجارہ داری بند کر دے۔

بایں ہمہ شاہ جیمز اول (۱۶۰۳-۲۵ء) نے اپنے بعض منظور نظر درباریوں اور سرکردہ لوگوں کو خاص اجازت نامے دیئے کہ شخصی حیثیت سے وہ بھی کمپنی کے پہلو بہ پہلو ہندوستان کے ساتھ تجارت کریں۔

اس کے علاوہ اگرچہ خاندان سٹوارٹ کے پہلے دو حکمرانوں (جیمز اول اور چارلس اول ۱۶۲۵-۴۹ء) نے کمپنی کو شاہی سرپرستی سے مستفیض کئے رکھا مگر ٹیکس لگا کر اس سے روپیہ بھی وصول کرتے رہے۔

اس کے بعد جب انگلستان میں ۱۶۴۲ء سے ۱۶۴۹ء تک خانہ جنگی جاری رہی تو اس مدت میں وہاں کمپنی کے وقار میں بہت فرق آ گیا اور منافع میں بھی کمی واقع ہو گئی۔

۱۶۴۹ء میں جب چارلس اول کے معزول و مقتول ہونے کے بعد کرامول کی قیادت میں انگلستان نے جمہوری حکومت قائم کی تو (۱۶۴۹ء) کمپنی کی اجارہ داری شک و شبہ کی نگاہوں سے دیکھی جانے لگی۔ چنانچہ کمپنی پر بارہا حملے کئے گئے اور اسے ضعف پہنچانے بلکہ توڑنے کے لئے بھی بعض اشخاص کوشاں ہوئے۔ مگر مقام غور ہے اور یہ حقیقت انگلستان کے اس جلیل القدر فرزند کی بالغ

نظری اور جزرسی کی شاہد ہے کہ اس نے کمپنی کی اجارہ داری قائم رکھی اور اسے قومی اغراض کے لئے مفید قرار دے کر ۱۶۵۷ء میں جمہوریہ انگلشیہ کی جانب سے ایک نئی سند عطا کی۔ کرامول کی خارجی حکمت عملی نے بھی کمپنی کی قوت کو تقویت بخشی۔ اور اس طرح ارض مشرق میں پرتگیزوں کے بلند بانگ دعوے مدھم ہونے شروع ہوئے۔ دورِ جمہوریت کے بعد جب انگلستان میں بادشاہت بحال ہوئی تو کمپنی ایک مقتدر طاقت اور متحدہ جماعت کی حیثیت رکھتی۔ اور شاہ پسندوں کے زمرے میں داخل تھی۔ چنانچہ ۱۶۶۱ء میں اسے ایک تازہ شاہی سند عطا ہوئی۔ اس وقت جب کمپنی کو ہندوستان میں کام کرتے ہوئے ابھی تقریباً پچاس سال ہی ہوئے تھے۔ اُسے متعدد ایسے اختیارات دئے گئے جو بادشاہوں اور حکومتوں کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ جس کی بنا پر کمپنی ہندوستان کے اندر اپنے حلقۂ اثر میں (جہاں تک شاہ انگلستان کو دخل تھا) شاہانہ حیثیت کی سرمایہ دار بن گئی۔ اور کمپنی کے گماشتوں نے بھی اس اختیار و اقتدار سے خوب کام لیا۔ چنانچہ یہ لوگ روز بہ روز بیش از بیش ذمہ داریاں اپنے اوپر لیتے چلے گئے۔ اور کارکردگی کی ایسی داد دی کہ ہندوستان کے اہلِ نظر مدبر کمپنی کو ایک ایسی اہل کار جماعت تسلیم کرنے لگے۔ جو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے ہندوستان میں اپنی قوم کی نمائندگی کرتی تھی اور جس کے عمال اپنے اعمال سے یہ ثابت کرتے تھے کہ:۔

> "قوم انگلشیہ حریت و آزادی کی دلدادہ ہے۔ جنگ آزمائی میں پیش پیش ہے۔ اور اس کی تحریکات طبعی ہی میں یہ حقیقت شامل ہے کہ ہوسکے۔ تو یہاں کی شہنشاہیت حاصل کرے"۔

ایک حریف کمپنی کی تشکیل اور دونوں کی یکجائی

اب کمپنی حصول دولت و ثروت میں ترقی پر ترقی کرنے لگی۔ اور ۱۶۸۳ء میں اس کے منافع کی یہ کیفیت ہوئی کہ سرمائے کا ایک سو پونڈ کا حصہ پانسو پونڈ میں بکنے لگا۔ لیکن گزشتہ بائیس برس کی برتری بعض حاسدوں کو پسند نہ آئی۔ اور اب منافع کے دورِ زوال کا آغاز ہوا۔ اس کے متعدد اسباب تھے۔ یعنی:۔

(۱) ۱۶۸۶ء سے ۱۶۹۰ء تک کمپنی یہ حماقت کرتی رہی کہ ہندوستان میں سیاسی اقتدار حاصل کرے۔ مگر اس وقت مغلِ اعظم اورنگ زیب عالمگیر تختِ حکومت پر متمکن تھا۔ اور اس کی سلطنت ہندوستان میں ملک گیر تھی۔ کمپنی کی یہ کوشش بڑی بُری طرح ناکام رہی اور کن مشکلوں سے اور وہ بھی تاوان کے طور پر زرِ کثیر ادا کرنے کے وعدے پر کمپنی شہنشاہ ہند کے ساتھ صلح کر سکی۔

(۲) مگر زوال کا اس سے بھی بڑا باعث یہ ہوا کہ کمپنی کی عظیم الشان دولت نے خود انگلستان کا

جذبۂ حسد ابھر آیا۔ اور اب وہ انگریز سوداگر جو کمپنی کے حق دار نہ تھے۔ یہ کوشش کرنے لگے کہ کمپنی کی سند کی تجدید نہ ہونے پائے۔ مگر اس وقت کمپنی کا گورنر۔ جو سر جوزیا چائیلڈ (Sir Josiah Child) جیسا مستعد اور ہوشیار شخص تھا۔ اس نے مختلف مختاران کار کو رشوتیں دے دے کر آخر ۱۶۹۳ء میں تجدید سند میں کامیابی حاصل کر لی۔ لیکن اس فتح کی زندگی مختصر ثابت ہوئی۔ اور ۱۶۹۸ء میں کمپنی کے حریفوں کو اپنی جدا کمپنی بنانے اور پرانی کمپنی کے پہلو بہ پہلو کام کرنے کی اجازت ہوگئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت حکومت انگلستان کو روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔ اور ضرورت کے مطابق قرض نہ ملتا تھا۔ چنانچہ حکومت کو تین کروڑ روپیہ قرض دینے کے معاوضے میں نئی کمپنی نے سند تجارت حاصل کر لی۔

اس طرح تقریباً سات سال دونوں کمپنیاں بجد وجہد تجارت کرتی رہیں۔ مگر آپس کی نااتفاقی رنگ لائی۔ اور دونوں کے مقابلوں سے انجام کار یہ نوبت آئی کہ جب ان کے گماشتے ہندوستان کا مال خریدتے تو ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرتے اور مال کی قیمت بڑھاتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں کو نقصان پہنچنے لگا۔ آخر مدبرین انگلستان نے اس جھگڑے کی صلح یہ ملاپ کرایا کہ ۱۷۰۸ء میں دونوں کمپنیوں کو یکجا کر دیا۔

ہندوستان میں سلطنت کے متعلق بادشاہ کی حکمت عملی و پارلیمنٹ کی مخالفت

اس تجارتی جنگ آزمائی کے ضمن میں جو امر خصوصیت سے نمایاں کیا جانا چاہئے۔ وہ یہ ہے کہ اس وقت تک ہندوستان کے متعلق باشندگان انگلستان کا مدعا صرف تجارت کو فروغ دینا تھا۔ اور اس ملک میں کسی انگریزی حکومت کی بنیاد ڈالنے کی کوشش کرنا منافی تجارت سمجھا جاتا تھا۔ مگر جب خود مختارانہ بادشاہت کے پرستار جیمز دوم نے ۱۶۸۶ء میں کمپنی کی سند کی تجدید کی تو اس میں ایک فقرہ یہ لکھا کہ کمپنی کی ہستی کا ایک مدعا یہ بھی ہے کہ ہندوستان کے اندر ہمارے لئے ایک شاہانہ مملکت کی تشکیل کی جائے۔ اگرچہ پارلیمنٹ نے اس کی سخت مخالفت کی۔ مگر شاہ پسند کمپنی نے اس حکمت عملی پر عمل کرکے جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ اورنگ زیب سے چھیڑ کر شکست کی کھائی۔ اس سے ثابت ہوا کہ انگریزوں کے لئے ابھی وہ وقت نہ آیا تھا کہ تجارت کے گوشۂ عافیت سے نکل کر ملک گیری کے میدان میں آئیں۔ اور آگے چل کر معلوم ہو جائے گا۔ کہ اس طرح پھونک پھونک کر قدم رکھنے سے انگریزوں کو کس قدر فائدہ پہنچا۔

غرض ۱۷۰۸ء میں دونوں کمپنیوں کے یکجا ہونے کے وقت ہندوستان میں قوم انگلشیہ کے قیام کا پہلا اور ابتدائی زمانہ ختم ہوتا ہے۔ اور وہ دور قریب آجاتا ہے کہ متحدہ کمپنی تجارتی تانتے سے آزاد ہو کر ہندوستان کی طوائف الملوکی اور سیاسی شورشوں میں حصہ لینے کے قابل ہو جائے۔ کمپنی کی خوش قسمتی کہئے کہ ۱۷۰۷ء میں سلطنت مغلیہ کے عظیم الشان تاجدار اورنگ زیب

نے وفات پائی جس کے ساتھ ہی سلطنت مغلیہ کے کوچ کا آغاز ہوگیا۔ اور وہ حالات پیدا اور واقعات رونما ہونے لگے۔ جنہوں نے انجام کار سلطنت مغلیہ کا وارث اور جانشین شاہان انگلستان کو بنا دیا۔ سچ ہے ؎

کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے ۔۔۔ کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر ۔۔۔ کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

دوسری فصل

انگریزوں اور فرانسیسیوں کی رقابت

جنوبی ہند میں برطانیہ کی وسعت سلطنت اب انگلستان میں متحدہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی مالی حیثیت نے اس قدر قوت حاصل کر لی تھی کہ خود بنک آف انگلینڈ (Bank of England) کے برابر متصور ہوتی تھی۔ یہ دولت و ثروت ہندوستان میں قیام سلطنت کی صورت اختیار کرنے لگی۔

اس وقت ہندوستان میں انگریزوں کے قیام کے پانچ زمانوں میں سے پہلے صد سالہ دور کا خاتمہ ہوتا ہے جس کی خصوصیت تجارت اور محض تجارت تھی۔ اور جس کے بعد اب ہم دوسرے پنجاہ سالہ زمانے میں داخل ہوتے ہیں۔ جب متحدہ کمپنی نے خاموشی سے مدراس اور بمبئی میں قلعے بنانے اور لشکر بھرتی کرنے کا کام شروع کر دیا اور بحری لحاظ سے بھی اہتمام تبہ بڑھانے اور سواحل ہند کے سمندروں پر چھا جانے میں مشغول ہوگئی۔

ان کے دو پرانے رقیب پرتگیز اور اہل ہالینڈ پیچھے ہٹ چکے تھے۔ مگر اب ایک نیا اور ان حریفوں سے زیادہ طاقتور رقیب میدان میں آنکلا۔ یہ فرانسیسی تھے۔ جن کی بری اور بحری طاقت ڈیڑھ سو سال سے دنیا کے تمام حصوں میں انگریزوں کے لئے خطرناک ثابت ہوتی چلی آتی تھی۔ فرانسیسیوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی کی تشکیل ۱۶۶۴ء میں ہوئی۔ اور انہوں نے ۱۶۶۸ء میں ایک کوٹھی سورت میں اور ایک سال بعد ایک کوٹھی مسولی پٹم میں بنائی۔ پھر ۱۶۷۴ء میں وہ قطعہ زمین خریدا جو پانڈی چری کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں انہوں نے فرانسیسی وضع کا ایک خوبصورت شہر تعمیر کیا جس کے گرد و نواح

کے تاجروں اور ہنرمند صناعوں اور کاریگروں کو اپنی طرف کھینچ بلایا۔ پھر رفتہ رفتہ ایسا جال بچھایا کہ باقی یورپین اقوام سے کہیں بڑھ کر اور زیادہ آسانی کے ساتھ فرانسیسی اثر و رسوخ نے دور و نزدیک کے آزاد و نیم آزاد درباروں میں دخل پا لیا۔ چنانچہ ان کے مشہور و معروف مدبر ڈوپلے (Duplelx) نے تو دربار مغلیہ میں بھی ملازمت حاصل کی اور وہاں اُسے امرائے دربار کا رتبہ حاصل ہوا۔ یہ شخص 1742ء سے 1754ء تک فرانسیسی ہندوستان یا ہند میں فرانسیسی علاقوں کا گورنر جنرل رہا۔

1746ء میں جب انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان یورپ میں جنگ ہو رہی تھی۔ یہاں بھی ان کے مابین جنگ ہوئی۔ اور دیکھتے دیکھتے فرانسیسوں نے مدراس پر قبضہ کر لیا۔ مدراس کی حوالگی کے وقت جو انگریز یہاں سے بچ نکلے ان میں کمپنی کا ایک نوجوان منشی کلائیو (Olive) نامی تھا۔ اس کی عمر اس وقت اکیس سال کی تھی اور کمپنی کی ملازمت میں آئے ابھی دو ہی سال ہوئے تھے۔ کلائیو اور اس کے ہمراہیوں نے انگریزوں کے ایک چھوٹے سے قلعہ فورٹ سینٹ ڈیوڈ (Fort St. David) میں پناہ لی۔ فرانسیسیوں نے اس کا محاصرہ کیا۔ مگر مسخر نہ کر سکے۔ اور کلائیو کامیاب ہوا۔

اسی جنگ میں انگریزوں نے 1748ء میں پانڈی چری کا محاصرہ کیا۔ مگر پسپا ہونا پڑا۔ یہ جنگی کارروائیاں اس علاقے میں ہو رہی تھیں۔ جس کا حکمران نواب کرناٹک تھا۔ اس نے مداخلت کی کوشش کی۔ اور یہ مطالبہ کیا کہ مدراس مجھے دیا جائے۔ مگر فرانسیسیوں کی ایک چھوٹی سی فوج نے اپنے توپخانے کے بل بوتے پر نواب کو شکست دی۔ اس سے فرانسیسیوں کی شہرت میں اور بھی اضافہ ہوا۔ غرض یورپ کی اس جنگ کے دوران میں جہاں تک ہندوستان کو دخل ہے۔ فرانسیسیوں کا پلہ بھاری رہا۔ مگر یورپ میں انگریزوں نے کچھ نہ کچھ غلبہ پایا۔ اور جب یورپ میں ان کی صلح ہوئی تو یہاں فرانسیسیوں کو چار و ناچار مدراس واپس دینا پڑا۔

ہند میں جنگ وراثت اور انگریزوں اور فرانسیسیوں کی مداخلت اگرچہ ان دونوں قوموں کی جنگ کا یورپ میں خاتمہ ہو چکا تھا۔ مگر ان کے گماشتوں نے ہندوستان میں پھر جنگ چھیڑ دی۔ ان کے پاس بڑے بڑے لشکر تھے۔ اور انہیں مشغول رکھنے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس کے لئے موقع ہاتھ آ گیا یعنی دکن میں تاجِ مغلیہ کے صوبہ دار دکن آصف جاہ اوّل نے 1748ء میں انتقال کیا اور صوبہ داری کی کرسی خالی ہو گئی۔ اس وقت آصف جاہ مرحوم کا دوسرا بیٹا ناصر جنگ دارالخلافہ اورنگ آباد میں تھا۔ اس لئے وہ آسانی کے ساتھ صوبہ داری پر قابض ہو گیا۔ مگر آصف جاہ کا نواسہ مظفر جنگ بھی صوبہ داری کا خواہشمند تھا۔ چنانچہ اس نے مرہٹوں اور فرانسیسیوں سے اتحاد کیا۔

پھر اس جنگ وراثت میں ایک بیچ یہ آپڑا کہ کرناٹک کی نوابی کا تنازع بھی کھڑا ہو گیا۔ یہاں کے پیرانہ سر حاکم نواب انورالدین کا مخالف ایک شخص چندا صاحب نامی تھا جو ناجائز طور پر نوابی کا دعوے دار بنا۔ اب سنئے کہ علاقہ کرناٹک جس کا دارالخلافہ ارکاٹ تھا صوبہ دار دکن کے ماتحت تھا۔ پس مظفر جنگ نے مزید اتحادی تقویت حاصل کرنے کی خاطر چندا صاحب کو نواب کرناٹک تسلیم کر لیا۔ بعد فرانسیسی فوج نے بوڑھے نواب کو شکست دے کر اس کے بڑے بیٹے کو قید کر لیا۔ مگر دوسرا لڑکا محمد علی ترچنا پلی کو بھاگ گیا۔ اور اب ۱۷۴۹ء میں انگریزوں نے محمد علی کی حمایت کی ۔

کرناٹک میں کلائیو کا معرکہ اور ارکاٹ کی تسخیر اس جنگ کے دوران میں جو معرکے انگریزوں اور فرانسیسیوں کے مابین ہوئے۔ ان میں بیشتر اور زیادہ خونریز کرناٹک میں پیش آئے۔ چندا صاحب نے فرانسیسیوں کی مدد سے کرناٹک پر قبضہ پا یا۔ اور محمد علی ترچنا پلی میں محصور ہو گیا۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جنگ کے علاقوں میں ہر مقام پر فرانسیسی فاتح ثابت ہو رہے ہیں۔ ان کی فوقیت اس سبب سے بھی مسلمہ قرار پائی جاتی تھی۔ کہ انہیں صوبہ دار کے دربار میں بے انتہا اثر و رسوخ حاصل تھا۔ مگر کلائیو کے حیرت انگیز دماغ جنگی باریک بینی اور بہادرانہ فوجی کارکردگی نے فرانسیسیوں کی فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا۔ اس نے بھانپ لیا کہ ترچنا پلی پر جو زور فرانسیسی مار رہے ہیں۔ اور عنقریب یہ مقام مسخر ہوا چاہتا ہے۔ اس زور کو توڑنے اور بچاؤ کی راہ نکالنے کی یہی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ کرناٹک کے دارالخلافہ ارکاٹ پر ضرب لگائی جائے۔ اگرچہ کلائیو کے ہمراہ فوج بالکل ناکافی تھی۔ مگر ۱۷۵۱ء میں وہ ارکاٹ پر قبضہ پانے میں کامیاب ہو گیا ۔ اس پر چندا صاحب اور اس کے فرانسیسی اتحادی مجبور ہو گئے کہ ترچنا پلی سے اپنی فوج کا ایک بہت بڑا حصہ واپس بلا کر ارکاٹ بھیجیں۔ مگر کلائیو بھی سیانا تھا اس کے ہمراہ کچھ انگریزوں کی فوج تھی جس کے ساتھ اس نے ہندوستانی لشکر بھی خوب بھرتی کیا ۔ اور دونوں کی یکساں بہادری کا یہ نتیجہ نکلا کہ چندا صاحب کو ترپن روز ارکاٹ کا محاصرہ کرنے کے بعد واپس ہونا پڑا۔ جس سے نہ صرف محاصرین کا زور ٹوٹ گیا۔ بلکہ جب وہ بھاگ نکلے تو تعاقب کر کے انھیں شکست بھی دی گئی۔ اس سے جنگ کا رُخ بدل گیا۔ فرانسیسی افواج اِدھر اُدھر بکھر گئیں۔ ترچنا پلی فاتحین کے ہاتھ لگا۔ محمد علی کرناٹک کا نواب بنا یا گیا اور چندا صاحب مقید ہو کر مقتول ہوا ۔ اگرچہ ڈوپلے نے اس کے بعد بھی بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر بالاجی پیشوا نے اس کی بگڑی بات بننے نہ دی۔ ۱۷۵۴ء میں حکومت فرانس نے اُسے واپس بلا لیا۔ اور اس کی ناکامی اس کی توہین کا باعث ہوئی۔ اس کے بعد ۱۷۵۸ء سے ۱۷۶۱ء تک بھی جنوبی ہند میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ مگر اس سے پہلے ہی کلائیو

نے انگریزوں کے لئے بنگال میں ایک زبردست حیثیت حاصل کر لی ؂

بنگال میں انگریزوں کا حکمرانوں کی سی حیثیت پانا

بنگال پر ہندوستان کی تاریخ میں ہمیشہ اور بعد از اس سے بہت دقت پیدا ہوئی۔ مگر بہت ہی نازک حیثیت پیدا ہوئی ان دونوں سے گو کہ سلطنت نے کسی حد تک انجام دیا۔ یہاں کا حاکم نہ صرف صاحب بنگال ہی کا گورنر کہلاتا تھا۔ بلکہ بہت ہی قوی بہت بڑا گورنر جنرل بھی ؂

۱۶۵۱ء میں ڈاکٹر باؤٹن (Boughton) ایک انگریز طبیب کو شاہ جہان کی بیٹی جہاں آرا کے علاج میں بڑی کامیابی ہوئی۔ بادشاہ نے ڈاکٹر کو انعام و اکرام سے مالا مال کرنا چاہا۔ مگر آفرین ہے اس محب وطن کو کہ اس نے ذاتی نفع سے ہاتھ اٹھا کر اپنی ساری قوم کو انعام میں شامل کر لیا۔ یعنی بادشاہ سے عرض کی کہ انگریزی کمپنی کو بنگال میں تجارتی کوٹھیاں قائم کرنے کی اجازت ہو جائے اور وہ تجارت بھی محصول ادا کئے بغیر ہی کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں نے بالاسور اور ہگلی میں تجارتی کوٹھیاں بنا لیں۔ جو آن میں بہت ترقی ہوتی گئی ؂

۱۷۵۶ء میں نواب سراج الدولہ حاکم بنگال بنا۔ اسکے کچھ عرصہ بعد انگریزوں اور فرانسیسیوں نے اپنی اپنی کوٹھیوں کی قلعہ بندی شروع کر دی۔ گزشتہ اجازت ناموں کے لحاظ سے یہ کام خلاف معاہدہ تھا۔ اس پر انگریز متوحش گئے ہیں کہ نواب نے انگریزوں سے کلکتہ چھین لیا۔ اور ۱۴۶ انگریزوں کو گرفتار کر کے ایک کمرے میں بند کر دیا۔ جہاں صبح دروازہ کھلنے پر موسم کی گرمی اور ہوا کی کمی سے ۱۲۳ تو مر گئے اور فقط تیئیس ہی زندہ پائے گئے۔ یہ حادثہ کال کوٹھری کے ہیبت ناک حادثے کے نام سے مشہور ہے۔ مگر حال کے محققین و مؤرخین کہتے ہیں کہ محض افسانہ ہے۔ جو بعض تنگ نظر لوگوں کے تخیل کی ایجاد ہے۔ ورنہ ایسا واقعہ ہرگز نہیں ہوا ؂

معرکۂ پلاسی (جون ۱۷۵۷ء) اور بنگال میں برطانوی سلطنت کا آغاز

جب مدراس میں خبر پہنچی کہ کلکتہ ہاتھ سے جاتا رہا تو کلائیو ایک لشکر لے کر نواب کے مقابلے کو آیا۔ اس لڑائی میں نواب کو شکست ہوئی اور انگریزوں نے کلکتہ واپس لے لیا۔ بلکہ اس علاقے کی دوسری کوٹھیاں بھی نواب نے ان کے حوالے کر دیں۔ ان ہی دنوں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے مابین یورپ میں جنگ ہونے لگی۔ اگرچہ سراج الدولہ انگریزوں سے صلح کر چکا تھا۔ مگر اس موقع پہ وہ فرانسیسیوں سے مل گیا لیکن انگریزوں نے ایک خونریز معرکے میں فرانسیسی بستی چندر نگر پہ قبضہ پا لیا۔ اس وقت نواب سراج الدولہ کے سپہ سالار میر جعفر نے کلائیو سے وعدہ لے لیا کہ اگر بنگال کی نوابی مجھے دلا دو تو میں فرانسیسیوں کو یہاں سے نکال کر تمہیں خاص تجارتی مراعات دونگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پلاسی کی مشہور لڑائی ہوئی۔ نواب کے پاس فوج تو بہت تھی مگر غیر منظم۔ بخلاف اس کے انگریزوں کی فوج قواعد دان تھی اور اس کی قیادت کلائیو جیسا جنگجو کر رہا تھا۔ آخر نواب نے شکست کھائی۔ جنگی لحاظ سے پلاسی کا معرکہ کوئی عظیم معرکہ نہ تھا۔

جس میں صرف چند گھنٹوں ہی میں قضا و قدر نے فتح و شکست کا حکم سنایا۔ اور خونریزی بھی یونہی سی ہوئی۔ مگر اس کے سبب بنگال میں انگریزوں کی حکومت کا آغاز ہو گیا۔ اور اگرچہ انہوں نے فی الفور تو کوئی سلطنت نہ پائی۔ مگر بنگال بلکہ ہندوستان کے ملکی معاملات میں انگریزی کمپنی مؤثر دخل دینے کے قابل ہو گئی۔ اور اثر و رسوخ اور اقتدار و اختیار کے لحاظ سے اُسے ایک بڑی حد تک شاہانہ طاقت و حیثیت حاصل ہو گئی۔ فوری فائدہ یہ ہوا کہ میر جعفر نے حکومت پاتے ہی کلائیو اور کمپنی کے دیگر ملازموں کو اس قدر زر و مال بخشا کہ اکیلے کلائیو نے پچیس لاکھ روپیہ نقد پایا۔ اور ایک نہایت اہم بات یہ ہوئی کہ چوبیس پرگنہ کا سیر حاصل ضلع جس کا رقبہ تقریباً نو سو مربع میل تھا۔ کمپنی کو بطور جاگیر دے دیا۔ نام کو تو یہ ایک زمینداری تھی۔ مگر حقیقت میں جلد ہی یہ ایک مملکت بن گئی۔ اس کے علاوہ خود میر جعفر کی توانائی فقط اتنی تھی کہ باوجود مسند نشینی کلائیو کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھا۔ اور بنگال میں دو عملی کا دَور دَورہ ہو گیا۔ انگریزی کمپنی بھی ناظم ملک بنی ہوئی تھی۔ اور دربار نواب کے افسر بھی اپنی جگہ حکومت کرتے تھے۔ اس سے رعایا کو سخت تکلیف پہنچتی تھی۔ مگر نواب کے اختیارات کم اور کمپنی کے زیادہ ہوتے گئے۔ ۱۷۶۰ء میں کلائیو بیمار ہونے کی وجہ سے انگلستان چلا گیا۔ مگر ہندوستان میں سلطنت انگلشیہ کی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھ گیا۔ کیونکہ اب عملاً انگریز ہی بنگال کے حکمران تھے ؀

تیسری فصل

انگریزوں کا بنگال۔ بہار اور اُڑیسہ کی دیوانی حاصل کرنا

معرکہ بکسر اور عہد نامہ الٰہ آباد ۱۷۶۵ء ۱۷۶۰ء میں انگریزوں نے میر جعفر کو مسند سے اُٹھا کر اُس کے داماد میر قاسم کو بٹھا دیا۔ مگر ان کی آپس میں نہ بنی۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ پٹنہ میں جو دو سو انگریز تھے۔ انہیں میر قاسم نے قتل کرا دیا۔ اس پر انگریزوں نے اسے سزا دینے کا اہتمام کیا۔ چنانچہ ان کا اور میر قاسم کا تین بار مقابلہ ہوا اور انگریزوں نے ہر مرتبہ فتح پائی۔ میر قاسم نے بھاگ کر نواب وزیر والی اودھ کی پناہ لی۔ اور انگریزوں نے میر جعفر کو از سرِ نو بنگال کا حاکم بنا دیا۔ اس پر میر قاسم

نے شجاع الدولہ حاکم اودھ اور شاہ دہلی شاہ عالم کی مدد سے انگریزوں پر حملہ کیا ۔ اس طرح
معرکۂ پلاسی سے بھی گوئے سبقت لے جانے والا معرکۂ بکسر رونما ہوا ۔ اور انگریزوں نے ایک
نہیں بلکہ تین حکمرانوں کو شکست دی ۔ اور اب شاہ عالم انگریزوں کی پناہ میں آگیا۔

اتنے میں کلائیو گورنر بنگال کے عہدے پر فائز ہو کر دوبارہ ہندوستان آیا ۔ اور اس کے
آتے ہی معرکۂ بکسر کا منطقی نتیجہ ظاہر ہوا یعنی ۱۲ اگست ۱۷۶۵ء کو الہ آباد میں ایک عہد نامہ
مرتب کیا گیا جس کے رُو سے شاہ عالم نے شہنشاہ ہند کی حیثیت سے انگریزی کمپنی کو بنگال ۔
بہار اور اڑیسہ کی دیوانی عطا کی ۔ اور اس کے عوض کمپنی نے چھبیس لاکھ روپیہ سالانہ شہنشاہ
کو دینا قبول کیا۔

دیوانی کے یہ حقوق حاصل کرنا ہندوستان میں انگریزوں کی تاریخ کا ایک نہایت اہم واقعہ
ہے ۔ بظاہر تو انگریز ان صوبوں کے محض دیوان تھے ۔ اور انہوں نے صرف مالگزاری وصول
کرنے کے اختیار پائے تھے ۔ مگر کون نہیں جانتا کہ ملک کی حکومت کی کل اس کے محاصل ہی پر
چلتی ہے ۔ اس وقت ان صوبوں کے اکثر و بیشتر محاصل اسی مالگزاری پر مشتمل تھے ۔ اور جب
یہی انگریزوں کے ہاتھوں میں آگئے تو حکومت بھی عملاً ان ہی کو مل گئی ۔ ہو سکتا تھا کہ انگریز اسی
وقت مکمل طور پر قبضہ کر بیٹھتے لیکن کلائیو نے سیاسی مصلحت یہی جانی کہ سردست کل بادشاہت
حاصل کرنا موزوں نہیں۔

۱۷۶۷ء میں کلائیو انگلستان واپس چلا گیا ۔ لیکن شمالی ہند میں ملکی کیفیت یہ چھوڑ گیا کہ
بنگال بہار اور اڑیسہ پر انگریزوں کی عملی حکومت کے علاوہ اودھ اور دہلی میں بھی انہیں
زبردست اثر و رسوخ حاصل ہو چکا تھا ۔ رہا جنوبی ہند ۔ اس کی یہ کیفیت تھی کہ تین طاقتور
اور آزاد حکومتیں قائم تھیں یعنی میسور میں سلطان حیدر علی ۔ حیدر آباد میں نظام الملک اور مہاراشٹر
میں مرہٹے راج کرتے تھے ۔ مگر یہ سب حکمران آپس میں لڑتے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش
میں لگے رہتے تھے ۔ یہی وہ زمانہ تھا کہ مدراس میں انگریزوں کی حکومت مستحکم ہو چکی تھی ۔ اور جنوبی
ہند کے حکمرانوں کا باہمی نفاق ایسے حالات و واقعات پیدا
کرنے لگا تھا کہ رفتہ رفتہ ان کی آزاد حکومت
کا خاتمہ ہو جائے اور برطانوی سلطنت
وسعت پائے۔

چوتھی فصل

وارن ہیسٹنگز (Warren Hastings) پہلا گورنر جنرل سنہ ۸۵-۱۷۷۲ء

بنگال میں انگریزوں کے اختیاراتِ دیوانی مگر عملاً حکمرانی کے باوجود نواب بنگال کا بھی تو آخر حکومت میں کچھ نہ کچھ دخل تھا۔ اور اس دوعملی کے سبب نہ صرف انتظام میں سخت خرابیاں تھیں۔ بلکہ رعایا تباہ حال ہو رہی تھی چنانچہ وارن ہیسٹنگز نے دوعملی کا خاتمہ کر دیا۔ حکومت کے ہر محکمے میں اصلاحات کرکے ان میں کمپنی کے اپنے ملازم مقرر کئے اور نواب جو دوگانہ حکومت کے دوران میں بھی پنشن یا وظیفہ بقدر بتیس لاکھ روپے کے سالانہ لیتا تھا۔ اُس کا وظیفہ گھٹا کر سولہ لاکھ روپیہ کر دیا۔ گویا اب بنگال میں انگریزوں کی فوقیت کامل ہوگئی۔ وارن ہیسٹنگز بھی کلائیو کی طرح ان خاص انگریز حکمرانوں میں سے ہے۔ جن کی سلطنت انگلشیہ مرہون منت ہے۔

پانچویں فصل

لارڈ کارنوالس (Lord Cornwallis) سنہ ۹۳-۱۷۸۶ء

اس کے زمانے میں سلطنت انگلشیہ کو مزید وسعت حاصل ہوئی۔ اُس نے مرہٹوں کے حکمرانِ اعلیٰ پیشوا اور نظام حیدر آباد کی امداد سے حیدر علی کے بیٹے ٹیپو سلطان کو شکست دی۔ اس طرح میسور کے بہت سے علاقے انگریزوں کے قبضے میں آئے۔ اور بالخصوص کورگ کی حکومت۔ اگرچہ کارنوالس کے عہد میں حکومتِ برطانیہ نے ہند میں انگریزی کمپنی کے لئے یہ حکمتِ عملی قرار دے رکھی تھی کہ ہندوستان کے حکمرانوں کے معاملات میں دخل نہ دیا جائے۔ مگر اس کے باوجود

کارنوالس نے ممالکِ انگلشیہ ہند میں معقول اضافہ کیا۔ اور اس سے بھی بڑھ کر اس نے یہ کارگزاری دکھائی کہ بنگال میں بندوبست اراضی اور دیگر اصلاحات و انتظام کے ذریعے سے انگریزوں کی مملکت کو استقامت بخشی۔ جو ان کے علاقے منتشر تھے۔ اور ابھی حال ہی میں سلطنت میں داخل ہوئے تھے۔ نیز نئے مخالفین بھی موجود تھے۔ مگر کارنوالس نے ان سب علاقات کی شیرازہ بندی کی اور انگریزوں کی حکومت منظم و مستحکم کر دی۔ اس طرح اس نے اپنے عہد کے اختتام پر وہ پنج سالہ مہلت مہیا کر دی (اس کے بعد آنے والے سرجان شور کو زمانہ امن کی مدت) جس میں انہوں نے فرصت و فراغت کے ساتھ اپنی قوت کو اور بھی مضبوط بنایا۔ اور سرجان شور کے بعد آنے والے گورنر جنرل یعنی لارڈ ویلزلی کی فتوحات اور سلطنت برطانیہ کے ساتھ مختلف مملکتوں کے الحاقات کے لئے راستہ صاف کر دیا۔

چھٹی فصل

لارڈ ویلزلی (Lord Wellesley) ۱۷۹۸ تا ۱۸۰۵ء

یوں تو لارڈ ویلزلی بھی لارڈ کارنوالس کی طرح صلح جوئی اور امن پسندی کے تصورات لے کر آیا تھا۔ مگر اس کی طرح اس نے بھی سلطنت کو وسعت دی اور انگریزوں کو مزید فوقیت دلائی۔ بلکہ اس معاملے میں اپنے پیش روؤں سے بھی سبقت لے گیا۔ چنانچہ جب وہ ہفت سالہ حکومت کے بعد ہندوستان سے رخصت ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ (۱) حکمران میسور کو کچلنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ اور میسور کی مملکت کامل طور پر برطانوی حکومت کے ماتحت لے آیا ہے۔ (۲) برطانوی فوقیت اور فرماں فرمائی کو مملکت حیدرآباد اور مملکت اودھ پر غلبہ دلا چکا ہے۔ یعنی یہ دونوں آزاد مملکتیں بھی برطانوی فوقیت کو تسلیم کرنے لگی ہیں۔ اور والی اودھ نے دوآب اور روہیلکھنڈ انگریزوں کو دے دیئے ہیں۔ (۳) تنجور۔ سورت اور کرناٹک تینوں برطانوی سلطنت میں داخل ہو چکے ہیں۔ مرہٹوں کی طاقت پر ایک زبردست ضرب لگائی گئی ہے۔ اور ان کے متعدد بڑے بڑے علاقے سلطنت برطانیہ کے ساتھ ملحق ہو گئے ہیں۔

اس عظیم الشان وسعت کی تخلیق میں کونسے اسباب کارفرما تھے ؟ یہ بھی وہ تاریخی حقائق ہیں کہ وسعت سلطنت کی سرگزشت کا جزو لازم ہیں۔ چنانچہ مختصراً تحریر میں لائے جاتے ہیں یعنی :۔

۱۔ جب کمپنی نے بعض مواقع پر ہندوستانی ملکی معاملات میں عدم مداخلت کی حکمت عملی دکھائی تو اس کے اتحادیوں نے اسے انگریزوں کی کمزوری پر محمول کیا۔ پس اس کی متضاد کیفیت کا ظہور پذیر ہوتا ایک امر لازم تھا۔ اتحادیوں کے دلوں سے وہ اعتبار اٹھتا جاتا تھا۔ جو وہ انگریزوں پر رکھتے تھے۔ لہٰذا اس کی بحالی کے لئے مداخلت کی حکمت عملی اختیار کرنی پڑی جس کا منطقی نتیجہ فتوحات اور الحاقات کی شکل میں نکلا۔

۲۔ یورپ میں فرانس کا قائد اعظم نپولین (Napoleon) یہ نصب العین لے کر میدان میں نکلا تھا کہ فرانس کے لئے ایک عالمگیر سلطنت حاصل کرے۔ چنانچہ اس نے مصر پر بھی حملہ کیا۔ ٹیپو سلطان کے ساتھ سازباز کی۔ پس انگریزوں نے ادھر یورپ میں فرانسیسیوں کا مقابلہ کیا۔ اور ادھر ہندوستان میں جتنا ملک مار سکتے تھے۔ مارا۔ والیان ہند کو اپنا ماتحت بنایا۔

۳۔ انگریز اور مرہٹے ایک دوسرے کے ہمسائے تھے۔ مگر جہاں انگریز ضبط و نظم اور امن و امان کی وکالت کرتے تھے۔ وہاں مرہٹے اپنی چوتھ وغیرہ مانگتے تھے۔ اور اپنی آزادانہ حکومت قائم کرنے کے درپے تھے۔ پھر ایسے ہمسایوں کا صلح و آشتی سے رہنا کیونکر ممکن ہو سکتا تھا؟

۴۔ پھر ایک اور بڑا سبب یہ تھا کہ حقیقت میں لارڈ ویلزلی کا مزاج کچھ ایسا واقع ہوا تھا کہ انگریزوں کے لئے شہنشاہیت کے حصول کا طلبگار تھا۔

ہمیں یہاں اُن معرکوں اور شطرنج ملک گیری کی بساط پر ان قوتوں کی دول کی چالوں۔ خونریزیوں اور معاہدوں وغیرہ کا تذکرہ کرنا مدنظر نہیں۔ جن کا مجموعی نتیجہ وسعت سلطنتِ برطانیہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ مگر اتنا لکھنا لازم ہے کہ :۔ (ر) بعض مؤرخوں نے انگریزی کمپنی کو بھی ایک شاہی خاندان تصور کر کے ویلزلی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ خاندانِ کمپنی کا اکبرِ اعظم تھا۔ نیز دعویٰ کیا ہے کہ اگر انگریزوں نے یورپ میں نپولین پر فتح پائی۔ اور اس کی تمنائے عالمگیری پر ضرب کاری لگائی تو اس کام کی تکمیل میں ویلزلی نے بھی گراں قدر حصہ لیا۔ یعنی ہندوستان کی وہ طاقت جو انگریزوں کے ہاتھ میں تھی اس سے کام لیا۔ اور اس طرح گویا بالواسطہ ہی سہی۔ مگر نپولین کو نیچا دکھایا۔ سب سے آخر یہ کہ ویلزلی نے انگریزی کمپنی کو ہندوستان میں عظیم ترین شاہی طاقت بنا دیا۔ اور وہ شاہی طاقت جس کی فوقیت کو سب نے تسلیم کر لیا۔ نیز ویلزلی نے یہ امر ناممکن

کر دیا کہ آئندہ اُس کے جانشین انگریز حکمران ہندوستان میں فتوحات اور الحاقات کی حکمت عملی ترک کر دیں۔

ساتویں فصل

ولزلی کے اختتام عہد سے لارڈ امہرسٹ تک ۱۸۰۵ء تا ۲۸ء

زمانہ مندرجہ عنوان کے اہم ترین واقعات بہ لحاظ وسعت سلطنت برطانیہ حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ گورنر جنرل لارڈ منٹو اول کے عہد میں بندیل کھنڈ میں بغاوت ہوئی۔ اور اگرچہ یہ علاقہ ایک طرح انگریزوں کے قبضے میں تھا۔ کیونکہ انہوں نے اسے مرہٹوں سے لے لیا تھا۔ مگر یہاں کے سردار ابھی تک بعض مقامات اختیارات رکھتے تھے۔ انہوں نے انگریزوں سے متعدد لڑائیاں لڑیں لیکن آخر شکست کھائی۔ اس پر جے گڑھ اور کالنجر کے مضبوط قلعے ان سے لے لئے گئے۔

۲۔ رنجیت سنگھ مہاراجہ پنجاب اور عہد نامہ امرتسر۔ پنجاب میں دریائے ستلج تک مہاراجہ رنجیت سنگھ پہلے سکھ حکمران کی عملداری تھی۔ مگر ستلج کے اس پار دریائے جمنا تک علاقہ سرہند میں بھی سکھوں کے بعض سرداروں کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم تھیں۔ جن میں ہمیشہ خانہ جنگی رہتی تھی۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے دوسری ریاستوں کو مغلوب کرنے کے لئے رنجیت سنگھ سے مدد مانگی۔ وہ تو ایسے ہی موقع کی تلاش میں تھا۔ اس نے فوراً ستلج عبور کرکے لدھیانہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اب اُن حاکموں کو معلوم ہوا کہ رنجیت سنگھ ان کے علاقے بھی اپنی مملکت میں شامل کرلے گا۔ للٰہذا وہ لوگ بھی انگریزوں سے مدد کے طلبگار ہوئے۔

ادھر انگریز سمجھتے کہ ان کا اثر و رسوخ دریائے جمنا تک پہنچ چکا تھا۔ کیونکہ مرہٹوں کی آخری شکست کے بعد انگریزوں کی فوقیت پنجاب اور سندھ وغیرہ کے علاوہ سارا شمالی ہند تسلیم کرنے لگا تھا۔ اور مغلیہ خاندان کے نام نہاد شہنشاہ ہند بھی ان ہی کی پناہ میں تھے۔ غرض جب لارڈ منٹو نے دیکھا کہ رنجیت سنگھ کی آزاد مملکت کا دریائے جمنا تک پہنچ جانا انگریزوں

کی ملوکیت اور فوقیت کے لئے خطرناک ثابت ہوگا۔ تو اُس نے رنجیت سنگھ سے عہد و پیمان کی سلسلہ جنبانی کی اور آخر اپریل ۱۸۰۹ء میں عہد نامہ امرتسر مرتب ہوا جس کے رُو سے قرار پایا کہ انگریزی حکومت پنجاب کے ان علاقوں سے کوئی واسطہ نہ رکھیگی۔ جو ستلج کے اِس پار لاہور کی جانب اور ستلج کے شمال میں واقع ہیں۔ اور ستلج کے اُس پار دریائے جمنا تک جو علاقہ سرہند ہے۔ اس سے رنجیت سنگھ کا کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ اس طرح علاقۂ سرہند کی سکھ ریاستیں کامل طور پر انگریزوں کی پناہ میں آگئیں اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ سلطنت انگلشیہ وسعت پاکر دریائے جمنا سے آگے دریائے ستلج تک پھیل گئی۔ مگر پنجاب کا ایک حصّہ آزاد رہا۔ جو آگے چل کر انگریزوں کے قبضے میں آیا۔

۳۔ جنگ نیپال ۱۸۱۴-۱۶ء۔ اس کے انجام پر انگریزوں کو مزید علاقے ملے یعنی سکم۔ کمایوں جس میں اب صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کے اضلاع نینی تال۔ المورہ اور گڑھوال شامل ہیں۔ ضلع ڈیرہ دون اور ضلع شملہ کا کچھ حصّہ۔ اور نیپال کی جنوبی سرحد پر ترائی کا نشیبی علاقہ۔ نیز حکومت نیپال نے اپنے صدر مقام کھٹمنڈو میں انگریز ریذیڈنٹ (Resident) (سیاسی نگرانِ حکومت) رکھنا منظور کیا۔ گویا نیپال نے بھی انگریزوں کی فوقیت کو قبول کرلیا۔

۴۔ پنڈاروں کا قلع قمع ۱۸۱۶ء میں کیا گیا۔ اور مالوہ کے علاقے میں جو ان کی خاص آماجگاہ تھا امن و امان ہوگیا۔ پنڈاروں میں سے جو تقریباً نصف لاکھ تھے۔ بہت سے مارے گئے۔ اور صرف ایک پنڈارہ امیر خاں تھا۔ جس نے ہتھیار ڈال دئے تھے۔ اُسے ٹونک کا مالک بنا دیا گیا۔

۵۔ مرہٹوں اور انگریزوں کی چوتھی لڑائی ۱۸۱۷-۱۸ء میں ہوئی۔ جس کے انجام پر سلطنتِ انگلشیہ نے مزید وسعت پائی۔ یعنی (ا) پیشوا کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوگیا اور اس کا سارا علاقہ انگریزوں نے اپنی حکومت میں شامل کیا۔ (ب) مملکت بھونسلہ کا علاقہ جو دریائے نربدا کے شمال میں تھا۔ انگریزی سلطنت میں شامل ہوا۔ اور جنوبی علاقے کا حاکم ایک نیا راجہ بنایا گیا۔ جس نے انگریزوں کے ماتحت ہونا قبول کیا۔ (ج) مملکت ہلکر میں بڑی کمی کی گئی۔ اور اس کا بہت سا علاقہ انگریزی سلطنت میں داخل ہوا۔ غرض اب مرہٹوں کے اقتدار کا زمانہ ہو لیا۔ اور جو راجے بدستور حاکم رکھے گئے وہ چند انگریزوں کے ماتحت آگئے۔ چنانچہ اس وقت ۱۸۱۹ء جب مارکوئیس آف ہیسٹنگز (Marquis of Hastings) گورنر جنرل تھا اور مرہٹوں کی آخری جنگ ختم اور ان کی آزاد حکومتوں کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ انگریز ہندوستان میں سب سے بڑی بادشاہت کے سرمایہ دار تھے۔ مرہٹوں کے علاوہ تمام راجپوت ریاستیں بھی

ان کی پناہ میں آ چکی تھیں۔ اور کمپنی کا علاقہ اور اثر و رسوخ جنوب میں راس کماری سے لے کر شمال مغرب میں دریائے ستلج اور کوہ ہمالیہ تک پہنچ گیا تھا۔ نیز مشرق کی جانب ساحل بحر اور کلکتہ وغیرہ تک۔ یعنی وہ کام جو ولیزلی نے شروع کیا تھا۔ تقریباً تکمیل پا چکا تھا۔

٦۔ جنگ برما ١٨٢٤-٢٦ء۔ اس پر انگریزوں کو دس کروڑ روپیہ سے کچھ زیادہ خرچ کرنا پڑا۔ اور نقصان جان بھی بہت ہوا۔ مگر انہوں نے نہ صرف برما میں دخل پا لیا۔ اس میں تجارت کے بعض اہم حقوق حاصل کرلئے۔ اور شاہ برما نے ایک کروڑ روپیہ بطور تاوان جنگ ادا کرنا قبول کیا۔ بلکہ اراکان اور تناسرم کے صوبے بھی انگریزوں کے قبضے میں آ گئے۔ اس کے علاوہ آسام پر ان کا مستقل قبضہ ہو گیا اور کچھار بھی جہاں کا راجہ انگریزوں کی پناہ میں تھا۔ انگریزوں کی فوقیت بدستور قائم رہی۔

مذکورہ واقعات لارڈ ایمہرسٹ (Lord Amherst) گورنر جنرل کے عہد میں ہوئے۔ اسی زمانے میں (١٨٢٦ء) بھرت پور کا قلعہ جو ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ فتح ہوا اور وہاں کا نابالغ راجہ جو پہلے انگریزوں کی پناہ میں آ چکا تھا اور جسے باغیوں نے گدی سے اتار دیا تھا دوبارہ مسند نشین کیا گیا۔ مگر اس بغاوت اور تسخیر قلعہ سے انگریزوں کی فوقیت، جنگی شہرت اور [illegible] نے مزید قوت پائی۔

٧۔ ہندوستان کا گرمائی دارالحکومت شملہ ١٨٢٧ء میں پہلی بار لارڈ ایمہرسٹ نے شملہ کو حکومت برطانیہ کا گرمائی صدر مقام بنایا۔

آٹھویں فصل

لارڈ ولیم بینٹنگ (Lord William Bentinck) ١٨٢٨-٣٥ء

اس کے عہد کی امتیازی خصوصیت جہاں تک وسعت سلطنت اور استحکام فوقیت کو دخل ہے۔ یہ ہے کہ ماتحت دیسی ریاستوں کے ساتھ تعلقات قوی سے قوی تر کئے گئے۔ اور انگریزوں نے ریاستوں میں اپنے اثر و رسوخ کو ترقی دی۔ چنانچہ جب گوالیار۔ بھوپال۔ اودے پور میں

فتنہ و فساد نے سر اٹھایا تو گورنر جنرل نے تدبّر سے کام لے کر اُسے دبا دیا۔ اور ان ریاستوں کو اپنا ممنونِ احسان بنایا۔

اس عہد میں بھی بعض علاقے سلطنتِ برطانیہ میں شامل ہوئے۔ مثلاً کچھار کا راجہ ۱۸۳۱ء میں مارا گیا۔ اور اس کے لاولد مرنے کے سبب کچھار براہِ راست حکومتِ برطانیہ کے تحت میں لایا گیا۔

ریاست کورگ کا راجہ بڑا ظالم اور وحشی تھا۔ چنانچہ رعایا کی درخواست پر تخت سے اُتارا گیا۔ اور اس ریاست نے بھی قلمروِ انگلشیہ میں جگہ پائی۔

ریاست میسور۔ جب انگریزوں نے میسور فتح کر کے اس کا اکثر علاقہ سلطنتِ انگلشیہ میں داخل کیا تھا۔ تو کچھ علاقہ ایسا الگ کیا گیا تھا کہ وہاں خاندان حیدر علی سے پہلے کے ہندو راجاؤں میں سے کسی کو مسند نشین کیا جائے۔ چنانچہ ویلزلی نے ایک پنج سالہ لڑکے کو گدی پر بٹھایا تھا۔ مگر بڑا ہوتے پر وہ لڑکا نہایت نالائق نکلا۔ لارڈ بینٹنگ نے اُسے گدی سے اتار کر اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ اور میسور کو سلطنتِ انگلشیہ میں داخل کیا۔ مگر صرف اس حد تک کہ انگریز افسروں کی ایک نگرانِ کار اور مہتمم جماعت (کمیشن) مقرر کر دی۔ پھر پچاس سال بعد لارڈ رپن نے میسور اسی پُرانے ہندو خاندان کے ایک راجے کو واپس دے دیا۔

لارڈ ولیم بینٹنگ کے بعد دَورِ ڈلہوزی کے آغاز تک صرف چند اہم واقعات ایسے ہیں کہ وسعتِ سلطنت سے متعلق ہیں۔ جو ذیل میں بتقیدِ سنین درج کئے جاتے ہیں۔

نویں فصل

لارڈ آکلینڈ (Lord Auckland) ۱۸۳۶ء سے ۱۸۴۲ء تک

افغانستان کی پہلی جنگ ۱۸۳۹ء-۴۲ء۔ فرانسیسیوں کی جانب سے خطرہ تو گویا ایک مرضِ مزمنہ تھا ہی۔ مگر اب روس کی طرف سے بھی دھڑکا پیدا ہوا۔ جب تک روس اور نپولین کے درمیان جنگ رہی۔ روس کو ایشیا میں فتوحات حاصل کرنے کا خیال نہ آیا۔ مگر اب اُدھر سے آزادی پائی۔

تو اس نے ایشیا میں سر نکالا۔ روسی فوجیں تھیں کہ وسط ایشیا میں بحیرہ خزر سے گزر کر دریائے جیحون
تک پہنچ گئیں۔ معاملہ یہ تھا کہ آگے بڑھ کر جنوب کی جانب بڑھیں۔ وہ ایران و افغانستان کے راستے
سلطنت برطانیہ ہند پر حملہ آور ہوں۔ روس کا اثر و رسوخ ایران میں قائم ہو چکا تھا اور وہ اسے
انگریزوں کے خلاف استعمال کر رہا تھا۔ چنانچہ ۱۸۳۸ء میں روس اس امر کے لئے تیاریوں میں مشغول ہوا کہ
ہرات پر جو سرحد افغانستان و ایران پر واقع ہے۔ اور ان وقتوں میں ہند و ایران کے درمیان
تجارتی راستوں کی کلید تصور ہوتا تھا۔ حملہ کرے۔ اس پر برطانیہ نے یہ خیال کیا کہ اگر
روس نے ایران کی اجازت و امداد سے یا دونوں نے مل کر یا صرف ایران نے ہرات لے لیا تو
افغانستان کی طاقت کم ہو جانے کے باعث برطانیہ کے مقبوضات ہندوستانی خطرے میں پڑ
جائیں گے۔ پھر روس کی راہ میں افغانستان اور پنجاب پڑتے تھے۔ مؤخر الذکر مہاراجہ رنجیت سنگھ
انگریزوں کا دوست تھا۔ اس لئے کہنا چاہئے کہ برطانیہ ضرورت سے زیادہ خائف ہو گیا۔ اور
انگریزوں نے جارحانہ حکمت عملی اختیار کی۔ اس کے لئے دانش مندی کرنے کو بھی دور جانے کی
حاجت نہ تھی۔ کیونکہ ۱۸۰۹ء میں احمد شاہ ابدالی کا پوتا شاہ شجاع افغانستان کی حکومت سے
معزول ہو کر ہندوستان میں انگریزوں کی پناہ میں آگیا تھا۔ دوسرے یہ کہ جب ایران نے ہرات
پر حملہ کیا تو افغانستان کو پنجاب کی طرف سے بھی خطرہ تھا۔ کیونکہ رنجیت سنگھ پنجاب کے
علاوہ کشمیر، ڈیرہ جات، اٹک اور پشاور کا بھی حاکم تھا۔ اب ۱۸۳۷ء کو ہرات پر ایران کے
حملے کے وقت شاہ افغانستان امیر دوست محمد خاں نے انگریزوں سے مدد مانگی۔ مگر شرط
یہ لگائی کہ پشاور مجھے دلایا جائے۔ انگریزوں کو شرط منظور نہ تھی کیونکہ رنجیت سنگھ ان کا دوست
تھا۔ اب دوست محمد خاں نے روس سے مدد مانگی۔ پس لارڈ آکلینڈ گورنر جنرل نے حکومت
برطانیہ سے اجازت لے کر افغانستان کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ مدعا یہ تھا کہ اگر انگریزوں
کے پناہ گزین شاہ شجاع کو تخت افغانستان مل جائیگا۔ تو ان کا اثر و رسوخ افغانستان میں قائم
ہو جائیگا اور روسی خطرہ باقی نہ رہیگا۔ واضح ہو کہ اگرچہ لارڈ آکلینڈ کا یہ مقصد تو ہو بھی نہ سکتا
تھا کہ افغانستان انگریزوں کے قبضے میں آجائے۔ سلطنت وسعت پائے۔ مگر کسی ہمسایہ حکمران
کی مملکت میں دخل ہو جانا بجائے خود اس امر کے مترادف ہے کہ تدبر عملی اور رسوخ سیاسی وسعت
حاصل کرے۔ اور اپنی سلطنت کو استقامت ہے۔ بہر حال لارڈ آکلینڈ نے جنگ مذکور میں ہاتھ
ڈالا۔ حالانکہ جنگ کے شروع ہونے سے پہلے ہی ایران ہرات پر حملہ کرنے سے باز آگیا تھا۔
اور برطانیہ و روس کے مابین بھی صلح و آشتی پیدا ہو گئی تھی۔ مگر آکلینڈ کے سر میں یہ سودا سما
چکا تھا کہ افغانستان انگریزوں کے قبضے میں آ لے۔ غرض انگریزوں کی فوج افغانستان میں

جا پہنچی۔ اور رنجیت سنگھ نے بھی لشکر سے ان کی مدد مانگی۔ اس موقع پر لارڈ آک لینڈ نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی اور سندھ کی راہ اپنی فوج افغانستان میں پہنچائی۔ حالانکہ ۱۸۳۲ء میں انگریزوں اور امیران سندھ کے مابین معاہدہ ہو چکا تھا۔ اور اس کے رو سے انگریزوں کو اجازت نہ تھی کہ فوج اور آلات حرب وغیرہ دریائے سندھ کے راستے لے جائیں۔ یہ عہد شکنی نہ صرف بجائے خود اہم ہے بلکہ آگے چل کر یہی اس امر کا باعث بنی کہ سندھ میں بھی برطانوی سلطنت نے وسعت پائی۔ غرض انگریزوں کو افغانستان میں بہت کامیابی حاصل ہوئی۔ قندھار اور غزنی پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ دوست محمد خاں اسیر شاہی بنا کر کلکتہ بھیج دیا گیا۔ اور شاہ شجاع نے کھویا ہوا تخت پایا۔ گویا لارڈ آکلینڈ کی جارحانہ حکمت عملی کے سر کامیابی کا سہرا بندھا۔ مگر انگریزوں کے اس تسلط کی مدت بہت مختصر ثابت ہوئی۔ یعنی فقط دو سال۔

جنگ کا دوسرا حصہ اور انگریزی افواج کی تباہی | شاہ شجاع کی تخت نشینی سے افغان سخت کبیدہ خاطر ہوئے کہتے تھے کہ یہ امر ہماری غیرت قومی کے منافی ہے کہ کافروں یعنی سکھوں اور انگریزوں کی مدد سے یہ شخص ہمارا بادشاہ بنا ہے۔ پس اس کی حفاظت کی خاطر انگریزوں کی دس ہزار فوج افغانستان میں رہی۔ ۱۸۳۹ء میں رنجیت سنگھ دنیا سے رخصت ہوا اور پنجاب میں بے چینی بلکہ سخت ابتری رونما ہوئی۔ نیز افغانستان کی بے چینی اور قومی نفرت نے بغاوت کی شکل اختیار کی۔ پھر بغاوت عام ہو گئی۔ اس پر انگریزوں نے افغانوں سے صلح کر لی۔ اور ایک عہد نامے کے رو سے قرار پایا کہ انگریز افغانستان خالی کر دیں۔ مذکورہ دس ہزار فوج کے علاوہ چھ ہزار ملازم اور باربردار وغیرہ تھے۔

اب یہ سب لوگ واپس ہو لئے۔ سردی کے دن تھے اور افغان چاروں طرف سے پہاڑیوں میں پناہ لئے انگریزی فوج پر گولیاں برسا رہے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ سولہ کے سولہ ہزار لقمۂ اجل ہوئے۔ صرف ایک انگریز ڈاکٹر اس ہیبت ناک داستان کو دہرانے کے لئے زندہ بچا۔ جب لارڈ آک لینڈ کی جارحانہ حکمت عملی کا یہ حشر ہوا تو وہ غم و رنج سے بے تاب ہو گیا اور استعفا دے کر انگلستان چلا گیا۔

دسویں فصل

لارڈ ایلن برا (Lord Ellenbourough) ۱۸۴۲ء سے ۱۸۴۴ء تک

اب انگریز اپنی شکست اور فوج کی تباہی کا انتقام لینے کے درپے ہوئے۔ انہوں نے اس لئے بھی لازم قرار دیا کہ حکومت برطانیہ ہند کے وقار کو سخت صدمہ پہنچا تھا۔ اور جو عظیم فوجی شہرت کو ہندوستان میں حاصل ہو چکا تھا۔ اس میں بھی فرق آگیا تھا۔ غرض لارڈ ایلن برا کے عہد میں کابل دوبارہ مسخر ہوا۔ اور انگریزوں کا وقار و احترام از سر نو قائم ہو گیا۔ مگر ایک خاص نتیجہ یہ نکلا کہ انگریزوں نے اپنی ساری فوج واپس بلا لی۔ دوست محمد خان نے دوبارہ تخت پایا۔ اور قرار دیا گیا کہ آئندہ انگریز معاملات افغانستان میں دخل نہ دیں گے۔ بادشاہ شجاع کو انگریزوں کی اس کامیاب مہم کے دوران میں کسی نے قتل کر دیا۔

سندھ کا الحاق ۔ ۱۸۴۳ء میں لارڈ ایلن برا نے سندھ کو بھی انگریزوں کے ماتحت کر لیا۔ سلطنت کی وسعت کے لحاظ سے دریائے سندھ کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ کیونکہ اس کی راہ سے جہاز سمندر تک پہنچ سکتے تھے۔ اور صوبہ سندھ پر قابض ہو جاتا اس لئے بھی انگریزوں نے لازم قرار دیا کہ اگر اس علاقے میں امیران سندھ کی کمزور مگر آزاد حکومت قائم رکھی گئی۔ تو انگریزوں کے ہندوستانی مقبوضات خطرے میں رہیں گے۔ غرض بہت سے معرکے ہوئے اور امیران سندھ نے شکست کھائی۔ صرف امیر خیرپور کی ریاست انگریزوں کے ماتحت قائم رکھی گئی۔ کیونکہ وہ وفادار رہا۔ الحاق سندھ کے ضمن میں افسوس ہے کہ پہلے لارڈ آکلینڈ نے دوران جنگ افغانستان میں معاہدے کی خلاف ورزی کی اور بعد میں جب لارڈ ایلن برا نے الحاق کا تہیہ کیا تو اس کے لئے بھی نامنصفی بلکہ دغا سے کام لیا گیا۔ بہر حال جہاں تک ہمارے موضوع کو تعلق ہے۔ الحاق سندھ سے نہ صرف سلطنت نے وسعت اور استقامت پائی۔ بلکہ انگریزوں کا وقار بھی بہت بڑھ گیا۔

گوالیار میں انگریزوں کے رسوخ اور اختیار و اقتدار میں اضافہ ۔ گوالیار میں چالیس ہزار فوج تھی اور بے قابو ہوئی جاتی تھی۔ ادھر سکھوں کی فوج سرکش ہو رہی تھی۔ کیونکہ رنجیت سنگھ کے انتقال سے پنجاب میں ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ اور ان دونوں کے مل جانے کا خطرہ

تھا۔ گوالیار کا راجہ نابالغ تھا۔ اس پر لارڈ ایلن برا نے فیصلہ کیا کہ اگرچہ یہ ریاست انگریزوں کی فوقیت تسلیم کر چکی ہے اور دربار گوالیار میں ایک انگریز ریذیڈنٹ بھی رہتا ہے مگر یہاں کی چالیس ہزار فوج کو کم کرنا اور ریاست کو کامل طور پر اپنے ماتحت لانا لازم ہے۔ پھر گوالیار کی فوج نے فتنہ و فساد کر کے لارڈ ایلن برا کو جنگی کارروائی کا موقع بھی دے دیا۔ چنانچہ انگریزوں کا لشکر وہاں گیا۔ اور ایک زبردست معرکہ ہوا۔ لیکن گوالیار کی فوج نے شکست کھائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اب وہاں کی فوج چالیس ہزار سے گھٹا کر نو ہزار کر دی گئی۔ اور قرار پایا کہ (و) جب تک راجہ نابالغ ہے۔ ریاست کا انتظام انگریز خود کریں۔ (ب) گوالیار میں انگریزوں کی اپنی دس ہزار امدادی فوج متعین رہے۔ اور اس کا خرچ ریاست ادا کیا کرے۔ گویا ریاست گوالیار جو نیم آزاد تھی۔ اب باجگزار بن گئی۔ اور کہنا چاہیئے کہ اس طرح بھی سلطنت نے وسعت حاصل کی۔

گیارھویں فصل

لارڈ ہارڈنگ اوّل (Lord Harding) ۱۸۴۴ء سے ۱۸۴۸ء تک

سکھوں سے پہلی جنگ ۴۶-۱۸۴۵ء میں ہوئی۔ مہاراجہ دلیپ سنگھ حاکم تو تھا۔ مگر محض برائے نام۔ حکومت بڑی رانی جنداں اور اس کی کونسل کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن سکھوں کی فوج اُن کے بس کی نہ تھی۔ ان کو گھر کے دشمنوں ہی سے ہر وقت خطرہ رہتا۔ اور فتنہ و فساد سر اٹھاتا تھا۔ رانی نے اس غیر ذمہ دار اور ہر وقت بغاوت پر آمادہ رہنے والی فوج کا زور توڑنے اور سکھ حکومت کو قائم رکھنے کے لیے اس کے دل میں یہ خیال پیدا کیا اور گویا سبق پڑھایا کہ دیکھو پنجاب کی بدنظمی پیش نظر رکھ کر انگریز ستلج پار اپنی سرحد کو مستحکم کر رہے ہیں۔ مگر ہمارے ہاں کی طوائف الملوکی محض ایک بہانہ ہے۔ مطلب انگریزوں کا پنجاب پر فتح پانا ہے۔ پہلے انہوں نے سندھ لیا۔ اب پنجاب کی باری ہے۔ اس پر خالصہ فوج بگڑ کھڑی ہوئی اور ستلج پار اتر گئی۔ بہت معرکے ہوئے اور خون کے دریا بہے۔ مگر آخر فتح انگریزوں نے پائی۔ اور گورنر جنرل فاتح کی حیثیت سے لاہور میں داخل ہوا۔ اس وقت اگر وہ چاہتا تو یک قلم پنجاب کو سلطنت انگلشیہ میں شامل کر لیتا۔

مگر اس نے مصلحت ملکی کے لحاظ سے اس فوری الحاق کو ناپسندیدہ قرار دیا اور عہد نامہ لاہور (مارچ ۱۸۴۶ء) مرتب کر کے سکھوں سے صلح کر لی۔ اس صلح نامہ کے رو سے انگریزوں کی سلطنت نے پنجاب میں مزید وسعت حاصل کی۔ اس وقت تک تو ستلج کے اس پار دریائے جمنا کی جانب ان کی حکومت تھی۔ مگر اب (۱) دریائے ستلج اور بیاس کے درمیان کا علاقہ۔ دریائے ستلج کی بائیں طرف کے سارے اضلاع اور (۲) ہزارہ کا علاقہ تب انگریزوں کی سلطنت میں داخل ہوئے۔ سکھوں کی فوج کی تعداد کم کر دی گئی۔ بہت سی توپیں بھی انگریزوں کے ہاتھ آئیں۔ سکھوں نے ڈیڑھ کروڑ روپیہ تاوان جنگ ادا کرنا قبول کیا۔ اور اس میں سے ایک کروڑ روپیہ راجہ گلاب سنگھ والی جموں نے انگریزوں کو دے کر کشمیر خرید لیا۔ جہاں انگریزوں کا اثر و رسوخ قائم ہو گیا۔ اس کے علاوہ اگرچہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کی راجائی قائم رکھی گئی۔ مگر اس کے دربار میں ایک انگریز ریذیڈنٹ مقرر کیا گیا۔ یہی ریذیڈنٹ ۱۸۴۶ء میں اس انتظامیہ کونسل کا صدر بنایا گیا۔ جو دلیپ سنگھ کی نابالغی کے زمانے میں انتظام حکومت کے لئے قائم کی گئی تھی۔ غرض انگریزوں کو علاقے بھی ملے اور ان ہی کا ایک ملازم سر ہنری لارنس (Sir Henry Lawrence) حکومت پنجاب کا مدارالمہام بھی بن گیا۔

بارھویں فصل

لارڈ ڈلہوزی (Lord Dalhousie) ۱۸۴۸-۵۶ء

الحاقات کی انتہا اور ہند میں سلطنت برطانیہ کی تکمیل | لارڈ ڈلہوزی نے تین طریقوں سے سلطنت کو وسعت دی یعنی:-

۱- جنگی کارروائیوں سے فتوحات حاصل کر کے علاقے حاصل کرنا۔

۲- بعض مملکتوں کی بدنظمی نے یہ موقع دیا کہ حاکموں کی حکومت رخصت ہو جائے اور ان کے علاقے ملحق کر لئے جائیں۔

۳- اگر ریاستوں کے حکمران لاولد مر جائیں تو بھی ریاستیں سلطنت میں شامل ہوں۔ وارثِ متبنّیٰ کا قدیم رواج اور حق بہت سی صورتوں میں تسلیم نہ کیا گیا۔

فتوحات کے ذریعے سے پنجاب اور جنوبی برما کا الحاق | سکھوں کے خلاف دوسری جنگ
۱۸۴۸ء-۴۹ء میں کی گئی - اس کا سبب پنجاب میں بغاوت اور علاقہ ملتان
میں فساد تھا - دوران جنگ میں جو معرکے ہوئے - ان میں گجرات
کی لڑائی خاص طور پر مشہور ہے - اس وقت امیر کابل نے سکھوں
کی مدد کی - ان کے مددگاروں نے شکست کھائی - اور انگریزوں
نے پشاور پر بھی قبضہ کر لیا - پھر ۱۸۴۹ء میں ایک اعلان
جاری کیا گیا - کہ آئندہ پنجاب میں انگریزوں کی حکومت بلاشرکت
غیرے ہوگی - اس الحاق سے انگریزی سلطنت کی سرحد دریائے سندھ کے اُس
پار افغانستان کے پہاڑوں کے دامن تک جا پہنچی ۔

برما کی دوسری لڑائی ۱۸۵۲ء - اس سے پہلے ۱۸۲۶ء کی پہلی جنگ برما میں شاہ برما شکست
کھا چکا تھا - اور انگریزوں نے تجارتی حقوق کے حصول کے علاوہ بعض علاقے بھی لے لئے تھے - جس
کا ذکر لارڈ ایمہرسٹ کے عہد کے سلسلے میں کیا جا چکا ہے - اس دوسری جنگ کا باعث یہ ہوا کہ برما
والے بڑے سرکش ہوگئے تھے - انگریز تاجروں کو تکلیفیں دیتے اور تجارت میں رکاوٹ پیدا کرتے
تھے - غرض جب بدسلوکی حد سے گزر گئی تو لارڈ ڈلہوزی نے اعتراض کیا اور نقصانات کا معاوضہ مانگا -
اس پر برما نے کوئی جواب نہ دیا اور انگریزوں کے تقاضے کو سراپائے استحقار سے ٹھکرا دیا - چنانچہ
لارڈ ڈلہوزی کو اعلان جنگ کرنا پڑا - متعدد لڑائیاں ہوئیں - مگر معمولی سی - آخر جب رنگون اور
پروم پر انگریز قابض ہوگئے تو سارے جنوبی برما یعنی پیگو کی باری آئی - یہاں بھی انگریزوں نے فتح
پائی اور پیگو کا صوبہ شمالی برما سے علیحدہ کر کے سلطنت برطانیہ میں شامل کر لیا گیا ۔

اودھ کا الحاق ۱۸۵۶ء - لارڈ ڈلہوزی کے عہد سے پہلے بہت دفعہ دربار اودھ کو انگریزوں
سے سابقہ پڑا تھا - اور حکومت برطانیہ کو معاملات اودھ میں مداخلت کے مواقع بھی ملے تھے - نیز لارڈ
ہیسٹنگز کے زمانے میں شاہ اودھ کو یہ دھمکی دی گئی تھی کہ اگر انتظام حکومت میں بدنظمی جاری رہی - تو
والی ملک تخت سے اتار دیا جائیگا - مگر اودھ کے حالات بد سے بدتر ہی ہوتے چلے گئے - اور لارڈ
ڈلہوزی نے وسعت سلطنت کی جو حکمت عملی اختیار کر رکھی تھی - وہ یہاں بھی کارفرما ہوئی - نواب
وزیر والی اودھ تخت سے اُتارا گیا اور اودھ کا الحاق عمل میں آیا ۔

برما اور اودھ کے الحاقات کو تاریخ میں بہت اہمیت حاصل ہے - اس سے ایک سال بعد
جب ہنگامہ ہوا - تو اس کا ایک باعث الحاق اودھ بھی تھا ۔

فتوحات اور بدنظمی کے علاوہ تیسرا طریق الحاق کسی والی ریاست کے لاولد مر جانے پر اختیار

کیا جاتا تھا۔

یوں تو لارڈ ڈلہوزی تسلیم کرتا تھا کہ راجاؤں کو متبنیٰ بنانے کا حق حاصل ہے۔ مگر ان ریاستوں کی صورت میں جنہیں گزشتہ ڈیڑھ سو سال کی فتوحات اور جنگ کے دوران میں خود انگریزوں نے قائم کیا ہے۔ یا وہ ریاستیں جن کی زندگی کا دارومدار انگریزوں کی مدد پر ہے۔ ان کے متعلق حکومت غالب کو حق حاصل ہے کہ اگر مناسب سمجھے تو متبنیٰ بنانے کی اجازت دے۔ یا انکار کر دے۔

لارڈ ڈلہوزی کو یہ بھی یقین تھا کہ ریاستوں کی رعایا کی سود و بہبود اس امر کی مقتضی ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ انگریزوں کی حکومت قائم کی جائے۔ اس ضمن میں ایک اور بات یہ پیدا ہو گئی کہ اب کہ ہندوستان کے اندر خانہ جنگیاں دور ہو گئی تھیں۔ اور والیان ریاست کمال اطمینان سے حکومت کرتے تھے۔ بلکہ اگر کوئی تنازع ہو بھی جاتا۔ تو انگریزوں کا تدبر اور لشکر اس کے دفعیے کے لیے موجود تھا۔ ان لوگوں میں سے اکثر نے عیش و عشرت کی زندگی اختیار کی۔ رعایا کی رفاہ کو بالائے طاق رکھتے۔ اور ریاست کی آمدنی کا بیش قرار حصہ اپنی عشرتوں پر اڑا دیتے تھے۔

غرض اسباب مذکورہ کے پیش نظر لارڈ ڈلہوزی نے مندرجہ ذیل ریاستیں سلطنت برطانیہ میں شامل کیں۔ (۱) ستارہ۔ (۲) جیت پور (بندیل کھنڈ کی ایک ریاست) (۳) سنبل پور (اڑیسہ کی ایک ریاست) (۴) جھانسی۔ (۵) ناگ پور۔ یہ سب الحاقات ۱۸۴۸ء سے ۱۸۵۶ء تک کے عرصے میں کئے گئے۔

جھانسی کا الحاق خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ یہاں کے متوفی راجے کے متبنیٰ کو علیحدہ کر کے بیوہ رانی کو پنشن دی گئی۔ آگے چل کر دوران ہنگامہ میں اسی رانی نے انگریزوں سے اس کا بدلہ لیا اور جو یورپین اس کے قابو میں آیا۔ اُسے قتل کرا دیا۔

تین طلاق مذکورہ کے علاوہ کرناٹک۔ تنجور اور بٹھور کی ریاستوں سے بھی راجائی دور کی گئی۔ نواب کرناٹک رعایا کے حقوق اور سود و بہبود سے بالکل غافل رہتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو ریاست کا الحاق عمل میں آیا۔

بٹھور کا معاملہ خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ ۱۸۱۸ء میں جب باجی راؤ پیشوا کو شکست ہوئی تو اس نے آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن پائی۔ اور اسے بٹھور میں رہنے کی اجازت دی گئی۔ جب ۱۸۵۱ء میں باجی راؤ مر گیا تو لارڈ ڈلہوزی نے اس کے بھتیجے اور متبنیٰ دھوندو پنتھ کو (جو نانا صاحب کے نام سے مشہور ہے) پنشن دینے سے انکار کیا۔ نانا صاحب یوں تو امیر کبیر تھا۔ کیونکہ اُسے باجی راؤ کی پس انداز دولت وراثت میں ملی تھی۔ مگر پنشن کا بند ہونا اس کے پہلو

میں خار کی طرح کھٹکتا رہا۔ چنانچہ ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے دوران میں نانا صاحب نے رانی جھانسی سے مل کر انگریزوں کا مقابلہ کیا۔

علاقہ برار۔ ایک مدت سے نظام حیدر آباد نے اُس فوج کے اخراجات ادا نہ کئے تھے۔ جو اُس کے علاقے میں انگریزوں کی طرف سے رہتی تھی۔ اس پر لارڈ ڈلہوزی نے پچھلا بقایا وصول کرنے اور آئندہ اخراجات کو وقت پر پانے کے لئے نظام سے ایک سمجھوتا کر کے برار کا علاقہ لے لیا۔ اور برائے نام حکومت نظام ہی کی رکھی گئی۔ مطلب یہ تھا کہ یہاں کے محاصل سے زرمذکور کا جھگڑا ختم ہو۔ غرض لارڈ ڈلہوزی کے آٹھ برس کے عہد میں برطانوی سلطنت کو وہ وسعت حاصل ہوئی کہ اب وہ ہندوستان میں تکمیل کو پہنچی۔

لارڈ ڈلہوزی کا عہد نہ صرف وسعتِ سلطنت کے لئے شہرۂ آفاق ہے۔ بلکہ اُس نے اس بڑھتی ہوئی سلطنت کے انتظام میں بھی بڑی قابلیت دکھائی۔ متعدد قابل قدر اصلاحات جاری کیں۔ اور ہندوستان کے اندر تجارت کے فروغ کے لئے پختہ سڑکیں۔ ریلوے۔ پُل اور نہریں تعمیر کرائیں۔ ڈاک خانے کے انتظام میں اہم تبدیلیاں کیں۔ خاص کر یہ کہ شرح محصول کو جو پہلے یکساں نہ تھی اور گراں بھی تھی۔ ارزاں کر دیا۔ اور مختلف مقامات کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو یا تھوڑا ہو۔ محصول یکساں لیا جانے لگا۔ اس کے عہد میں ہزارہا میل تک تار برقی کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ تعلیم عامہ کے لئے مدارس کھولے گئے۔ اور محکمۂ تعلیم قائم کیا گیا۔ نیز محکمۂ تعمیرات عامہ پہلے پہل اسی کے عہد میں قائم ہؤا۔ غرض لارڈ ڈلہوزی کے عہد کو مؤرخین بالاتفاق دو لفظوں میں یوں بیان کرتے ہیں کہ

"وسعتِ سلطنت اور ترقی"

تیرھویں فصل

لارڈ کیننگ (Lord Canning) کے عہد کا دورِ اوّل ۱۸۵۶-۵۸ء

ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے اسباب۔ واقعات اور نتائج لارڈ کیننگ کے عہد کا سب سے بڑا واقعہ ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے نام سے مشہور ہے۔ جب کیننگ نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لی۔ تو ملک میں بظاہر امن کا

دور دورہ تھا۔ مگر بعد کے واقعات سے ثابت ہوا کہ ہنگامے کی آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی لیکن یہ کہنا کہ ہنگامہ کسی گہری سازش کا نتیجہ تھا۔ غلط ہے۔ اور واقعات سے یہ نظریہ بھی درست نہیں مانا جا سکتا کہ یہ ایک قومی بغاوت تھی۔ باشندگان ہند نے یہ حیثیت مجموعی طریق امن اختیار کئے رکھا۔ بلکہ بعض افراد نے خطرے میں پڑ کر انگریزوں کی جان بچائی۔ اور متعدد والیان ریاست نے فوجیں مہیا کرکے انگریزوں کی مدد کی۔ بہر حال نوعیت ہنگامہ کے متعلق یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ زیادہ تر لشکریوں کی اور کسی حد تک غیر مصافی لوگوں کی بغاوت تھی۔

اسباب ہنگامہ وغیرہ کے متعلق مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں:-

(۱) اس وقت انگلستان کی جنگ ایران اور چین کے ساتھ ہو رہی تھی۔ چنانچہ ہندوستان کی انگریزی فوج کا ایک بہت بڑا حصہ بیرون ہند میں مصروف پیکار تھا۔ نیز ہندوستانی فوج کے دل میں یہ گھمنڈ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ انگریزوں کو جو فتوحات برما، افغانستان اور یہاں ہندوستان میں حاصل ہوئی ہیں۔ وہ ہمارے ہی زور بازو کا نتیجہ ہیں۔

(۲) امیر افغانستان دوست محمد خاں نے وفاداری اور دوستی کا حق ادا کیا۔ چنانچہ وہ امداد جو اس نے ایران کے مقابلے میں انگریزوں سے پائی تھی۔ اس کا معاوضہ ہمیں یہ دیا کہ ہنگامے کے ہیبت ناک ایام میں وفادار رہا۔ اگر وہ بھی بگڑ جاتا تو عین ممکن تھا کہ سلطنت برطانیہ ہند تہ و بالا ہو جاتی۔

۳۔ سکھوں نے نہ صرف وفاداری دکھائی بلکہ ہنگامہ فرو کرنے میں شاندار امداد بھی کی۔

۴۔ لارڈ ڈلہوزی نے الحاقات کی وہ بھرمار کی کہ ہندوستان کے معزول والیان ریاست سخت پیچ و تاب کھانے لگے۔ ان کی اکثر رعایا بھی دل ہی دل میں انگریزوں سے بغض رکھنے لگی تھی نانا صاحب اور رانی جھانسی جن کا ذکر ابھی ابھی لارڈ ڈلہوزی کے بیان میں کیا گیا۔ انگریزوں کے مخالف بن گئے۔

۵۔ (الف) واجد علی شاہ اودھ کی مملکت چھین لینا اور اسے تخت سے اتار دینا ایک ایسا فعل تھا۔ جو آشوب اودھ پر منتج ہوا۔ اودھ میں بدنظمی ضرور تھی۔ مگر رعایا کے دل اپنے راعی کی محبت اور عقیدت سے سرشار تھے۔

(ب) عام رعایا کی بے چینی کے علاوہ انگریزوں کا ہندوستانی لشکر جو بنگال آرمی (Bengal Army) کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے بہت سے سپاہی ایسے تھے۔ جو اودھ سے بھرتی کئے گئے تھے۔ وہ بھی اپنے بادشاہ کی معزولی کے سبب انگریزوں سے ناراض ہو گئے۔

(ج) اودھ میں انگریزی سلطنت کے قیام سے بعض انتظامی اور مالی تبدیلیاں ناگزیر تھیں ان کے سلسلے میں شاہان اودھ کے زمانے کے امرائے اودھ کو جو تعلقہ دار کہلاتے تھے۔ شکایت کا موقع پیدا ہؤا۔ انہیں اپنی امارت کے لالے پڑ گئے۔ وہ قدیم حکومت کے شیدائی تھے۔ غرض اودھ کا الحاق ہنگامے اور بغاوت کا اہم باعث تھا۔

(۶) اگرچہ اصلاح معاشرت میں انگریزوں نے نیک نیتی سے بعض قوانین بنائے تھے۔ مثلاً بیواؤں کی شادی کی اجازت۔ دختر کشی کی بندش اور ستی کا جرم قرار پانا۔ لیکن ان امور کو بھی لوگوں نے پسندیدہ نگاہ سے نہ دیکھا۔ تعلیم کی اشاعت اور ریل اور تار برقی کے اجرا سے لوگوں کے دل میں یہ وہم پیدا ہؤا کہ یہ سب جدتیں ہمارے مذہب اور قومی روایات میں مداخلت کر رہی ہیں۔ بالخصوص بعض عیسائی مبلغوں کی سرگرمیوں نے اہل ہند کے دل میں انگریزوں کی جانب سے بے اعتمادی پیدا کر دی۔

۷۔ کچھ عرصے سے انگریزوں کی ہندوستانی فوج میں ضبط و نظم کی کمی ہو رہی تھی۔ کچھ تو اودھ کے فوجیوں کی بے چینی اور کچھ ہندوستانی فوج کو اپنی بہادری پر ناز۔ ایسے امور تھے۔ کہ یہ لوگ اپنے انگریز افسروں سے نت نئے مطالبے کرتے۔ اور وہ پورے کئے جاتے تھے۔ فوج کو مذہبی رسوم کا بھی بڑا خیال تھا۔ مختلف مقامات میں فوج کی تقسیم بھی مناسب حال نہ تھی مثلاً دہلی اور الہ آباد جیسے اہم مقامات میں محض دیسی فوج رکھی گئی تھی۔

۸۔ بعض پُر جوش آدمیوں نے مذکورہ بالا اسباب کی بنا پر فوجیوں کو بھڑکانا شروع کیا اور سطح کے نیچے ایسی آگ سلگنے لگی کہ اُسے بھڑکانے کے لئے محض ایک چنگاری درکار تھی۔ اور وہ یوں پیدا ہوئی کہ ایک نئی قسم کی بندوق سپاہیوں کو دی گئی۔ اس کے لئے جو کارتوس تھے۔ اُن کے سرے پر چربی لگی تھی۔ اور استعمال کے وقت اسے دانت سے کاٹنا پڑتا تھا۔ مفسد لوگوں نے سپاہیوں کو یہ پٹی پڑھائی کہ یہ چربی گائے اور سؤر کی ہے۔ اور اس طرح انگریزوں نے ہندو اور مسلمان دونوں کے دھرم اور دین پر حملہ کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ دونوں مذہب کے سپاہیوں نے ان کارتوسوں کے استعمال سے صاف انکار کر دیا۔

۹۔ ہنگامے کی داستان طویل ہے اور خونریزی کے لحاظ سے ہیبت ناک۔ اور بقول علامہ عبداللہ یوسف علی "انگریزوں اور ہندیوں کے درمیان صلح و آشتی اور ملک میں قیام امن اور ترقی اس امر کی مقتضی ہے کہ ہنگامے کے باعث جو نسلی عناد کے جذبات پیدا ہوئے انہیں فراموش کر دیا جائے"۔

۱۰۔ فوجی تربیت و تہذیب کے لحاظ سے کارتوسوں کے استعمال سے انکار ایک جرم

تھا۔ جو متعدد مقامات میں رونما ہوا۔ لیکن اصلی خوفناک طوفان ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ میں اٹھا۔ جرم مذکور کے سبب بہت سے سپاہیوں کی کھلم کھلا توہین کی گئی اور انہوں نے دس دس سال قید کی سزا پائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے روز فوج نے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ اور اپنے انگریز افسروں اور دوسرے انگریزوں کو قتل کیا۔ اس طرح قتل و خونریزی کا دَور دَورہ ہوا۔ دہلی۔ کانپور۔ لکھنؤ میں بڑے بڑے معرکے ہوئے۔ اور فساد کا فتنہ دہلی اور قرب و جوار کے اضلاع کے علاوہ اودھ اور روہیل کھنڈ میں بھی برپا ہوا۔ وسط ہند میں گوالیار کی مسند پہ نانا صاحب کا بطور پیشوا متمکن ہونا۔ رانی جھانسی کا انگریزوں کے سر ہونا اور یقیناً بہادری سے لڑنا۔ پھر مردانہ لباس میں میدان کارزار میں کام آنا۔ انگریزوں کا گوالیار پر حملہ اور اُن کی فتح خاص طور پہ مشہور ہیں۔ بندھیل کھنڈ میں بھی خونریز معرکے ہوئے۔ انگریزوں کی فوج کا دہلی کا محاصرہ کرنا۔ اور باغیوں کا شکست کھانا سلطنت مغلیہ کے آخری تاجدار کا گرفتار ہونا۔ اور اُس کی آنکھوں کے سامنے اس کے دو بیٹوں اور ایک پوتے کا نشانۂ بندوق بننا۔ یہ ہیں وہ عبرتناک واقعات جن سے دنیا پر واضح ہوا کہ آخر انگریز غالب اور باغی مغلوب ہوئے۔ اگرچہ دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد بھی کچھ عرصہ بغاوت جاری رہی۔ مگر اس وقت اِس کا زور ٹوٹ گیا۔ کیونکہ یہی وہ مرکز تھا۔ جہاں فریقین کی کامیابی یا ناکامی کا قطعی فیصلہ ہونا تھا۔ اور قضا و قدر نے فوقیت اور ملوکیت کا حکم انگریزوں کے حق میں صادر کیا۔ بوڑھا بادشاہ بہادر شاہ اس وقت بیاسی برس کی عمر کو پہنچ چکا تھا۔ ہنگامے کے بعد وہ رنگون بھیجا گیا۔ جہاں اُس نے پانچ سال قید فرنگ میں رہ کر انتقال کیا۔ ہنگامے کے باعث خاندانِ مغلیہ کا نام نہاد بادشاہ بھی جو اس وقت تک قلعۂ معلّی میں رہتا تھا۔ انگریزوں سے وظیفہ پاتا اور اعزازی طور پہ ہی سہی مگر خفیف سی بادشاہت کی داد دیتا تھا۔ اپنا رہا سہا اقتدار بھی کھو بیٹھا اور شاہی کی فہرست سے اکبر اور اورنگ زیب کے خاندان کا نام خارج ہو گیا۔

۱۱۔ غرض وسعت و استحکامِ سلطنت کے لحاظ سے کہنا چاہیئے کہ انگریز ایک نئے بنیاد آسائش میں ڈالے گئے۔ مگر پہلے کی طرح وہ معیار پہ پورے اترے۔ ہندوستانیوں پر ثابت ہو گیا۔ کہ ہمیں ان ہی کی حکمرانی اور نگرانی میں رہنا ہے۔

۱۲۔ ہنگامے کے بعد قیامِ امن کا مشکل کام پیش آیا۔ ہندوستان کے انگریزوں کا مطالبہ تھا کہ خون ریزی کا انتقام خونریزی سے لیا جائے۔ مگر لارڈ کیننگ نے اس کی پروا نہ کی۔ چنانچہ صرف ان لوگوں کو سزا دی جن کے خلاف خون ریزی کا جرم ثابت ہوا۔ باقی سب کو معافی دے دی۔ اِس پہ اُس کے انگریز مخالفین نے اُسے طنزاً "کلیمینسی کیننگ" (Clemency Canning) یعنی رحمدل کیننگ کا نام دیا۔ غرض ۱۸۵۸ء تک ملک میں چاروں طرف امن و امان قائم ہو گیا۔

۱۲- ہنگامے کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اور حکومتِ ہند کو تاجِ برطانیہ نے براہِ راست اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ چنانچہ کابینۂ برطانیہ میں ایک وزیر وزیرِ ہند کے نام سے مقرر کیا گیا۔ اور گورنر جنرل نے وائسرائے (Viceroy) یعنی نائب شاہ کا خطاب پایا۔

۱۳- حکومت کے اس طرح منتقل ہونے پر ملکۂ وکٹوریہ نے نومبر ۱۸۵۸ء میں ایک اعلان جاری کر کے باشندگانِ ہند اور والیانِ ہند کا دل مٹھی میں لے لیا۔ اور انہیں تسلّی و تشفی دی۔

سندِ حقوقِ ہند یہ اعلان آزادیٔ ہند کا وعدہ سمجھا جاتا تھا لیکن سندِ حقوقِ ہند قرار پا چکا ہے۔ کیونکہ جب اہلِ ہند کوئی مطالبہ حکومتِ برطانیہ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تو اسے اس کی بنیاد ٹھہراتے ہیں۔

لارڈ کیننگ کے عہد کا دوسرا حصہ ۶۲-۱۸۵۸ء اب لارڈ کیننگ نہ صرف گورنر جنرل تھا۔ بلکہ وائسرائے بھی۔ اُس نے جدید طرزِ حکومت کے انتظام کا کام بڑی خوبی و خوش اسلوبی سے کیا۔ ۱۸۵۹ء میں ہندوستان کے بعض مرکزی مقامات میں دربار منعقد کئے اور اعلانِ شاہی کا مفہوم لوگوں کو سمجھایا۔ نیز یہ اعلان کیا کہ آئندہ والیانِ ہند و رؤسائے ہند کو متبنّیٰ بنانے کا اختیار حاصل ہوگا۔ ہندوستانی ریاستوں کا الحاق عمل میں نہ لایا جائے گا۔ اور معاملاتِ خارجہ کے علاوہ ہندی ریاستوں کو اپنے اندرونی انتظامات میں کامل آزادی اور اختیاراتِ شاہی حاصل ہوں گے۔ اسی سلسلے میں تعلقہ دارانِ اودھ کے مطالبات اور ان کی شکایات پر معقول توجّہ دی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ والیانِ ہند و جاگیر دارانِ ہند کو سکونِ طبع حاصل ہوا۔ اور وہ سرکارِ برطانیہ کے خیرخواہ بن گئے۔ غرض ایک تو ملکۂ وکٹوریہ نے اور دوسرے اب ان کے نائب نے مصلحت اندیشی سے کام لے کر مصالحت کا طریقِ کار اختیار کیا اور امیر و غریب کو شاد و مطمئن کر کے استقامتِ سلطنت کا ڈھنگ ڈالا۔

لارڈ کیننگ کے عہد کے دورِ دوم میں جو مالی اور فوجی اصلاحات ہوئیں۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ بہت سی نئی تجویزوں سے آمدنی بڑھائی گئی۔ مثلاً نمک پر ٹیکس لگایا گیا۔ اور ہر محکمے میں کفایت شعاری اختیار کر کے خرچ کم کیا گیا۔ تاکہ حکومت کی کل چلنے میں رکاوٹ نہ ہو۔

اس سے پہلے انگریزوں کی ساری ہندوستانی فوج میں خاص یورپین افسر اور سپاہی عموماً صرف پانچواں حصّہ ہوتے تھے۔ اب یورپینوں کی تعداد بڑھا کر ایک تہائی کر دی گئی۔ چنانچہ ۱۸۶۱ء میں چھہتّر ہزار (۷۶۰۰۰) انگریزی فوج تھی۔ اور تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار خالص ہندوستانی۔

لارڈ کیننگ کے اس دور میں جو اصلاحیں تعلیم کی اشاعت۔ عدالتوں کے قیام۔ فوجداری قوانین کی تدوین اور بندوبست اراضی کے آئین میں ہوئیں۔ ان کا ذکر اس کتاب کے ایک جُدا مستقل حصّے میں الگ الگ کیا گیا ہے۔

لارڈ کیننگ کے بعد ہندوستان میں برطانوی حکومت کا وہ دور شروع ہوتا ہے۔ جس کا امتیاز یہ ہے کہ اندرون ہند میں	سلطنت کی وسعت۔ خارجی حالات اور معرکے۔ اور شعبہ وار اصلاحات

سلطنت کی وسعت بند کی گئی۔ اور اس کی اب ضرورت بھی نہ تھی۔ سارا ہندوستان قلمرو انگلشیہ میں شامل ہو گیا تھا۔ اور ہندوستانی ریاستیں بھی اپنی ہستی کی حفاظت سے مطمئن ہو گئی تھیں۔ البتہ خارجی تعلقات کے ضمن میں کبھی کبھی جنگ ہوئی اور برما اور بلوچستان میں سلطنت نے وسعت پائی جس کا مختصر ذکر ابھی کیا جائیگا۔ اسی طرح تبت پر فوج کشی اور حصول حقوق تجارت۔ نیز افغانستان کے ساتھ مزید جنگ اور سرحدی حالات ایسے پیش آئے کہ انگریزی افواج نے ہتھیار اٹھائے۔ ان کی جانب بھی مختصر اشارہ کیا جائیگا۔ یہاں صرف یہ تحریر کرنا مقصود ہے کہ دورِ جدید کا اہم ترین امتیاز اصلاحات کا رواج اور ہندوستان کا ہر شعبے میں ترقی کرنا ہے۔ مثلاً (الف) آئین حکومت کی دوگانہ مگر بتدریج نشوونما یعنی (۱) برطانیہ کی پارلیمنٹ نے حکومت ہند کے لئے ایسٹ انڈیا کمپنی کے متعلق اور اس کے بعد کیا قوانین بنائے۔ اور (۲) ہندوستان میں دستورِ حکومت کے ارتقاء کے ضمن میں کیا کیا قوانین وضع کئے گئے۔ (ب) تعلیم کی ترقی۔ (ج) اصلاحاتِ شعبہ وار میں برطانیوں کے کارنامے۔ مثلاً عدالت۔ قوانین عامہ وغیرہ۔ یہ آئین اور چند دیگر امور نہایت اہم ہیں۔ اس لئے ان کا ذکر زیر تحریر حصے میں دانستہ نہیں کیا گیا۔ کیونکہ انہیں جدا جدا اور مستقل ابواب میں درج کیا گیا ہے۔ اور ہر شعبے کی ترقی پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے ورود ہند سے آج ۱۹۳۰ء تک الگ الگ نظر ڈالی گئی ہے ٭

چنانچہ اس حصے کے باقی صفحات میں بھی اس امر کا التزام رکھا جائے گا اور صرف ان اہم واقعات کا ذکر کیا جائیگا جو وسعتِ سلطنت۔ جنگ اور فتنہ و فساد وغیرہ سے متعلق ہیں ٭

چودھویں فصل

لارڈ ایلگن اوّل (Lord Elgin I) اور لارڈ لارنس (Lord Lawrence)

۱۸۶۲ء سے ۱۸۶۹ء تک

لارڈ ایلگن اوّل (Lord Elgin I) کے تقریباً دو سالہ عہد ۱۸۶۲-۶۳ء میں ایک دفعہ

بعض سرحدی قبائل نے بغاوت کی۔ جو فرو کر دی گئی ۔

لارڈ لارنس (Lord Lawrence) کے عہد ۱۸۶۴-۶۹ء کے دوران میں ایک مختصر سی جنگ بھوٹان کے ساتھ ہوئی۔ جو بنگال کے شمال میں ایک چھوٹی سی کوہستانی ریاست ہے۔ راجہ بھوٹان نے اطاعت قبول کی اور اٹھارہ دوار کا علاقہ انگریزوں کے حوالے کیا ۔

قضیۂ افغانستان ۔ افغانستان جو ہند کے معاملاتِ خارجہ کی کلید ہے۔ اس کے ضمن میں لارڈ لارنس نے عدم مداخلت کی حکمت عملی اختیار کی۔ جب امیر دوست محمد خاں نے وفات پائی اور اُس کا ایک بیٹا شیر علی تخت نشین ہوا تو دوسرے دعویداروں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اُس نے انگریزوں سے مدد مانگی۔ لارڈ لارنس نے کہا۔ آپ لوگ آپس میں نپٹ لیں پھر جو شخص اپنی بہادری اور لیاقت سے تاج و تخت پائے گا۔ حکومتِ ہند اُس کی بادشاہت تسلیم کرے گی۔ یوں تو یہ طریق کار انگریزوں کے لیے سلامتی کا موجب تھا۔ مگر شیر علی نے کہا یہ دوستانہ مروت پر مبنی نہیں قطعی خود غرضی ہے۔ اور یہ امر بے معنی ہے کہ آج تو حکومتِ انگلشیہ ایک شخص کو امیر تسلیم کرتی ہے اور کل دوسرے کو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شیر علی کے دربار میں روس کو سازش کرنے کا موقع مل گیا۔ اور افغانستان میں جس قضیئے کا خدشہ انگریزوں کو مدت سے رہتا تھا۔ وہ آخر رونما ہو کر رہا ۔

۱۸۶۶ء میں اڑیسہ میں قحط نے تباہی پھیلا دی۔ وسائل آمد و رفت کی کمی کے سبب قحط زدہ علاقوں کو حکومتِ بنگال مدد نہ پہنچا سکی۔ قحط کے بعد سیلاب آیا اور رعایا کی مصیبتوں میں اضافہ ہوا۔ مگر اس شر میں سے خیر کا ایک پہلو یہ نکل آیا کہ آئندہ کے لیے وسائل آمد و رفت کے ضمن میں ریلوے اور پختہ سڑکوں کی تعمیر کا کام بڑے پیمانے پر شروع کیا گیا۔ اور آبپاشی کے لیے نہریں بنانے کی حکمت عملی بھی اختیار کی گئی ۔

پندرھویں فصل

لارڈ میو (Lrod Mayo) سنہ ۱۸۶۹ء سے سنہ ۱۸۷۲ء تک

۵۔ سنہ ۱۸۶۹ء میں لارڈ میو نے انبالہ میں ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا جس سے ایک مقصد امیر شیر علی مذکور کا خیر مقدم کرنا تھا۔ چنانچہ بڑی پُرتکلف مہمان نوازیاں ہوئیں۔ دوسرا

مقصد یہ تھا۔ کہ افغانستان اور ہندوستان کے مابین جو تعلقات کشیدہ ہو گئے تھے۔ اس کے بجائے رفاقت کا۔ فرما ہو۔ مگر اس ملاقات سے کوئی ملکی معاملہ طے نہ ہوا۔ کیونکہ امیر شیر علی کی کڑی شرطوں کو وائسرائے منظور نہ کر سکا۔ غرض امیر یوں تو لارڈ میو کے ذاتی حسن اخلاق کا گرویدہ بن کر رخصت ہوا۔ مگر تدابیر ملکی کے لحاظ سے ناراض ہی گیا۔ اور دوستی کے مظاہرے ناکام رہے۔

سولھویں فصل

لارڈ نارتھ بروک (Lord North Brook) ۱۸۷۲ء سے ۱۸۷۶ء تک

لارڈ نارتھ بروک کے عہد میں امیر شیر علی اور انگریزوں کے مابین دوستی کے لئے پھر سلسلہ جنبانی ہوئی۔ وجہ یہ تھی کہ اس وقت روس بڑی سرگرمی و تیز رفتاری کے ساتھ وسط ایشیا میں پیش قدمی کر رہا تھا۔ اور اس نے فتوحات کے ذریعے سے بعض علاقے بھی لے لئے تھے۔ اس سے انگریز اور شیر علی دونوں کو اپنی اپنی حکومت کے لئے خطرہ نظر آیا۔ شیر علی متمنی تھا کہ انگریزوں کے ساتھ کوئی ملکی سمجھوتا کرے۔ مگر لارڈ نارتھ بروک نے اپنے پیش روؤں لارڈ لارنس اور لارڈ میو ہی کا رویہ اختیار کیا۔ اس پر شیر علی نے روس کی دوستی قبول کی نتیجہ یہ ہوا کہ افغانستان اور ہندوستان دونوں کو نقصان پہنچا۔

۱۸۷۳-۷۴ء میں بہار پر قحط کی مصیبت نازل ہوئی۔ اس موقع پر حکومت نے سات کروڑ روپیہ خرچ کرکے اس آسمانی آفت کے دوران میں لوگوں کو مدد پہنچائی۔

۱۸۷۵-۷۶ء کی سردیوں میں شہزادہ ویلز یعنی ملکہ وکٹوریہ کے ولیعہد سلطنت جو بعد میں ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ ہند بنے۔ ہندوستان تشریف لائے۔ اس وقت ہندوستان کے والیانِ ریاست۔ امرا اور عام رعایا نے تاج برطانیہ کے حق میں بڑے اخلاص کا ثبوت دیا۔ جس سے ہندوستان و انگلستان کے درمیان رشتۂ موالست اور بھی مضبوط ہو گیا۔ اور آئندہ بادشاہ بننے والے کا یہاں تشریف لانا سلطنت کی استقامت کا باعث ہوا۔

سترھویں فصل

لارڈ لٹن (Lord Lytton) سنہ ۱۸۷۶-۸۰ء

افغانستان کی دوسری جنگ اور صلح نامہ ۱۸۷۸-۷۹ء

افغانستان کی دوسری جنگ لارڈ لٹن کے عہد میں شروع ہوئی اور آخر صلح نامہ لارڈ رپن کے عہد میں ہوا۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ اس وقت تک حکومت ہند نے افغانستان میں عدم مداخلت کی حکمت عملی اختیار کر رکھی تھی۔ مگر اب حکومت برطانیہ نے فیصلہ کیا کہ دخل دیا جائے۔ اور روس کا اثر و رسوخ افغانستان سے دُور کیا جائے۔ اسے جارحانہ حکمت عملی یا مستعمرانہ حکمت عملی کہنا چاہیئے۔ لارڈ نارتھ بروک اس جدید طریق کے خلاف تھا۔ لارڈ لٹن انگلستان سے یہ ہدایت لے کر آیا کہ جس طرح بنے۔ افغانستان میں حکومت ہند کی طرف سے ایک سفیر متعین کرنے پر امیر کو آمادہ کیا جائے۔ مگر افغان اسے ناپسند کرتے تھے۔ امیر سے کہا گیا۔ کہ اگر ہمارا سفیر رکھنا منظور نہیں تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ ہماری دوستی بھی مرغوب نہیں۔ اب سنئے ۱۸۷۶ء میں خان قلات کے ساتھ عہدنامہ کر کے انگریزوں نے کوئٹہ پر قبضہ کر لیا۔ اس پر امیر بڑا غضبناک ہوا۔ کیونکہ جنگی زاویۂ نظر سے یہ بڑا اہم مقام تھا۔ قندھار کو یہیں سے راستہ جاتا تھا اور درۂ بولان کا نگران بھی یہی مقام تھا۔ امیر کہتا تھا کہ کوئٹہ پر قبضہ کرنے کے بعد انگریز قندھار کی طرف پیش قدمی کریں گے۔

غرض امیر شیر علی نے روس کا سفیر کھلم کھلا اپنے دربار میں بلا لیا۔ اور انگریزوں کے سفیر کو درۂ خیبر سے گزرنے کی ممانعت کر دی۔ اس پر لارڈ لٹن نے اعلانِ جنگ کر دیا۔ اور انگریزی فوجوں نے جلال آباد و قندھار پر قبضہ کر لیا۔ شیر علی کو روس سے کوئی مدد نہ ملی اور روسی ترکستان کو راہِ فرار اختیار کی۔ جہاں کچھ عرصہ بعد اُس کا انتقال ہو گیا۔ اب انگریزوں نے اس کے بیٹے یعقوب خاں کو تخت نشین کیا۔ اُس نے سفیر رکھنا بھی منظور کیا۔ کُرم، پشین اور سیبی کے علاقے انگریزوں کو دے دیئے۔ اور معاملات خارجہ میں انگریزوں کی ماتحتی منظور کی۔ مگر تنازع پھر برپا ہوا۔ افغانوں نے انگریزی سفیر کو قتل کر ڈالا۔ اور افغانستان یک جہت ہو کر انگریزوں کے مقابلے میں کھڑا ہو گیا۔ لڑائی ہوئی۔ انگریزوں نے کابل اور قندھار لے لئے۔ یعقوب خاں

شاہی اسیرن کر ہندوستان میں پناہ گزین ہوا - اب افغانستان میں زیادہ بدنظمی پھیلی - شیر علی کے دوسرے بیٹے ایوب خاں حاکم ہرات نے انگریزوں کو شکست دی - اور ہزیمت خوردہ فوج کا محاصرہ قندھار میں کیا - لیکن اب ایوب خاں کو شکست ہوئی - غرض جنگ کا خاتمہ ہوا - اور نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں نے شیر علی کے بھتیجے عبدالرحمٰن کو امیر بنایا - جس نے ایوب خاں کی بغاوت فرو کی اور وہ فارس کو بھاگ گیا - غرض اب ۱۸۸۰ء میں جب ہندوستان کا وائسرائے لارڈ رپن تھا - انگریزوں نے افغانستان خالی کر دیا اور امیر عبدالرحمٰن ان سے دوستانہ تعلقات قائم کر کے بڑی دلیری اور تدبر سے حکومت کرنے لگا ؂

لارڈ رپن کے عہد میں بمبئی - مدراس اور دکن میں قحط پھیلا - اور صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ اور پنجاب بھی اس کے اثر سے نہ بچ سکے - ہم نے برطانیہ کے عہد میں ہندوستان کی ترقی کے ضمن میں قحط اور اس کے انسداد کی تدابیر پر کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھا ہے - نیز ورنیکولر پریس ایکٹ (۱۸۷۸ء) وضع کیا گیا - جس کا بیان الگ آئین و قوانین میں تحریر کیا گیا ہے ؂

ملکۂ وکٹوریہ اور قیصرۂ ہند کا لقب | حکومت برطانیہ اور پارلیمنٹ کی تجویز کے مطابق قرار پایا کہ ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند کا لقب اختیار کریں - چنانچہ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو لارڈ لٹن نے ایک عظیم الشان دربار دہلی میں منعقد کیا - یہاں والیان ریاست و رؤسا و عمائد ہند کے سامنے اس امر کا اعلان کیا گیا - کہ آئندہ ملکۂ وکٹوریہ ہندوستان کی قیصرہ کہلائیگی - اس مبارک موقع پر جو تقریر لارڈ لٹن نے کی - اسے مکمل طور پر ذیل میں درج کیا جاتا ہے - جس سے اہل بینش پر ظاہر ہوگا کہ اس وقت تک ہندوستان نے برطانیہ کے ماتحت کس قدر ترقی کی - حکومت برطانیۂ ہند کو کس قدر وقار اور قوت حاصل ہوئی اور آئندہ زمانے میں ہندوستانیوں اور برطانویوں کے باہمی تعلقات سے کیسے نتائج مترتب ہونگے - غرض یہ ایک نہایت اہم تاریخی وثیقہ ہے اور آج ۱۹۳۵ء میں شہنشاہ معظم جارج پنجم کے جشن جوبلی کے وقت اور اس کے بعد بھی اس کا پڑھنا اور اس پر غور کرنا لازم ہے :-

لارڈ لٹن کی تقریر | یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو حضور ملکۂ معظمہ کی بارگاہ سے ایک اعلان جاری ہوا تھا - اور اس میں ہندوستان کے رئیسوں اور رعایا کے متعلق جناب ممدوحہ نے شاہانہ الطاف و کرم کا اقرار کیا تھا - جنہیں وہ لوگ اس وقت تک ایک گراں قدر سند تصور کرتے ہیں - جناب ملکۂ معظمہ کی طرف سے جن کے قول و قرار میں کبھی خلل نہیں آیا - جو وعدے ہوئے تھے - وہ پورے کئے

گئے جس کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں۔ گزشتہ اٹھارہ برس کی ترقی اور رونق اس ایفائے عہد کا مدلل ثبوت ہے۔ اور آج اس جلسے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

اس سلطنت کے رؤسا اور رعایا کے لئے جنہیں ان کے موروثی اعزاز پر قائم رکھا گیا۔ یہ گزشتہ شاہانہ سخاوت ایسی ہے کہ آئندہ کے لئے ان کی حفاظت کی کفیل ہوگی۔ حضور ملکۂ معظمہ نے جو لقب قیصرۂ ہند اختیار فرمایا ہے۔ اسی کے اعلان کے لئے ہم لوگ آج جمع ہوئے ہیں اور میں جو جناب ممدوحہ کا نائب السلطنت ہوں۔ مجھ پر لازم ہے کہ ان الطافِ خسروانہ کا ذکر کروں۔ جو اس لقب کے اختیار کرنے کے محرک ہوئے ہیں۔

حضور ممدوحہ اپنے تمام مقبوضات میں سے جو دنیا کے ساتویں حصے پر مشتمل ہیں۔ اور جن میں بیس کروڑ انسان بستے ہیں۔ ہندوستان کی قدیم و عظیم سلطنت سے بڑھ کر کسی پر توجہ نہیں دیتیں۔ یوں تو ہمیشہ اور ہر جگہ شاہانِ برطانیہ کے کاروان دکارکن عہدہ دار برسرِ کار رہتے رہے ہیں۔ لیکن جن افسروں کی دانائی۔ تدبر اور بہادری کی بدولت سلطنتِ ہند دولتِ انگلشیہ کے قبضے میں آئی اور قائم رہی۔ ان سے زیادہ قابل اور نامور کبھی اور کہیں نہیں ہوئے۔ اس کارِ نمایاں سلطنتِ برطانیہ ہند کی تشکیل میں جناب ملکۂ معظمہ کی کل رعایا انگریزی اور ہندوستانی بڑی عمدگی سے شامل اور متفق رہی ہے۔ ہندوستانیوں کے طبقۂ عظیم کے عمائد دو الیانِ ریاست، بھی جن کے ساتھ ملکہ کا اتحاد ہے باجو اُن کی سلطنت کے تابع ہیں۔ دوستی و خیر خواہی سے اس کام میں مددگار رہے ہیں۔ اُن کی فوج جناب ممدوحہ کی سپاہ کی فتح اور مصائب میں برابر کی شریک رہی ہے۔ اور ان کی دانائی قیامِ امن و امان اور توسیع فوائد ضبط و نظم میں حکومتِ برطانیہ کی امداد کرتی رہی ہے۔ اور آج کہ جناب ممدوحہ کا لقبِ قیصری اختیار فرمانے کا روزِ سعید ہے۔ ان حضرات کا اس جلسے میں شریک ہونا اس امر کا ثبوت ہے کہ انہیں جناب ممدوحہ کی فیض رساں حکومت پر پورا پورا اعتماد ہے۔ اور اس سلطنت کی استقامت اور استحکام میں اُن کا بھی فائدہ ہے۔

جناب ممدوحہ اس سلطنت کو جس نے اُن کے بزرگوں کے ہاتھوں تشکیل پائی۔ اپنی ایک قدیم وراثت قرار دیتی اور چاہتی ہیں۔ کہ یہ ہمیشہ برقرار رہے۔ اور اُن کے بعد اُن کی اولاد کو ملے۔ حضرت ممدوحہ اس سلطنت کو اپنے قبضۂ اقتدار میں رکھنا اپنا فرض عین تصور کرتی ہیں۔ تاکہ یہاں کی رعایا کی سود و بہبود اور رؤسائے ماتحت کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔

اس بنا پر جناب ممدوحہ اپنے القاب پر ایک لقب اور بڑھاتی ہیں۔ جو آئندہ جملہ رؤسائے ہند و رعایائے ہند کے لئے اس امر کی علامت اور ضمانت ہوگا کہ فریقین کی مصلحتیں مشترکہ

اور واحد ہیں اور اس سلطنتِ عظیم کی خیر خواہی اُن کے لئے لازم ہے ۔

جن گزشتہ خاندانوں کا جانشین بنا کر خداوند کریم نے دولتِ برطانیہ کو ہندوستان میں بہتر طرز حکومت قائم کرنے کے لئے مقرر فرمایا ۔ اُن کا سلسلہ بڑے بڑے بادشاہوں اور عظیم الشان فرمانرواؤں سے خالی نہ تھا لیکن ان کے بعد آنے والے اپنی بے تدبیری سے سلطنت میں امن و امان قائم نہ رکھ سکے ۔ فتنہ و فساد نے ایک مرض مزمنہ کی طرح سلطنتِ ہند میں جڑ پکڑ لی ۔ اور بدعملی کا دَور دُورہ ہو گیا ۔ کمزوروں کا یہ حال تھا کہ زورآوروں کا شکار بنتے تھے ۔ اور جو زبردست تھے ۔ وہ اپنی ہوا و ہوس کے پھندے میں جکڑے رہتے تھے ۔ غرض اس طرح عالی شان خاندان تیموریہ خون ریزی کے متواتر سیلابوں میں بہ گیا ۔ اور اندرونی طور پر باہمی دشمنیوں کی ہل چل سے بیٹھ گیا ۔ اور ایسا ہونا ہی تھا ۔ کیونکہ اب وہ ترقی اور خوشحالی کی حمایت نہ کرسکتا تھا ۔

اٹھارھویں فصل

لارڈ رپن (Lord Ripon) ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک

لارڈ لٹن کے بعد لارڈ رپن وائسرائے مقرر ہوا ۔ وہ نہایت فیاض طبع واقع ہوا تھا ۔ اور تنازعات سے نفرت کرنا اس کا امتیاز خاص تھا ۔ اُس نے اپنے عہد کے دوران میں جہاں تک ہو سکا ۔ سود و بہبودِ رعایا کا خیال رکھا ۔ اور اس کے متعلق کوششیں کیں ۔ چنانچہ امن و امان کی فضا پیدا کرنے کے لئے اُس نے افغانستان کا جھگڑا نپٹایا ۔ اور جیسا کہ لارڈ لٹن کے حالات میں لکھا جا چکا ہے ۔ لارڈ رپن نے دوسری جنگ افغانستان کو ختم کیا ۔ چونکہ وہ خود آزاد خیال مدبر تھا اور چاہتا تھا کہ رعایا کو سیاسی حقوق دیئے جائیں ۔ اس لئے ہندوستانیوں کی جائز خواہشات کا احترام کرتا تھا ۔ اس وقت مغربی تعلیم کے کچھ نہ کچھ رواج کے سبب ہندوستانی اس امر کا احساس کرنے لگے تھے ۔ کہ انہیں بھی اپنے ملک کی حکومت میں حصہ ملنا چاہئے ۔ غرض لارڈ رپن کی حریت پسندی اور ہندوستانیوں کی تمناؤں کے ساتھ اُس کی ہمدردی کا نتیجہ یہ

ہوا کہ اشاعتِ تعلیم۔ آزادیٔ اخبارات اور محکمۂ عدالت میں ہندیوں کے اختیارات کے ضمن میں بعض اصلاحات عرصۂ شہود میں آئیں۔ یعنی:۔

۱۔ لارڈ لٹن کے عہد میں ہندوستانی زبان کے اخبارات پر بروئے قانون بعض پابندیاں عائد کی گئیں جس کے سبب لوگ ناراض ہوگئے۔ مگر اس کے چار سال بعد اب لارڈ رپن کے عہد میں یہ قانون منسوخ کیا گیا۔ اس سے متعلقہ حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ آئین وقوانین کے حصے میں درج کئے گئے ہیں ٭

۲۔ اس کے بعد لارڈ رپن کے عہد میں مقامی حکومت خود اختیاری کے قیام کے متعلق بعض قوانین ۸۳-۱۸۸۲ء میں وضع کئے گئے ٭

۳۔ ہندوستان میں مسکن پذیر یورپین لوگوں کے فوجداری مقدمات کی سماعت کا اختیار ہندوستانی مجسٹریٹوں کو دیئے جانے کا قانون وضع کیا گیا ٭

۱۸۸۲ء میں ایک تعلیمی کمیشن (تحقیقاتی مجلس) کا تقرر ہوا۔ تاکہ نظامِ تعلیم میں اصلاح اور ترقی ہو ٭

یہ سب برطانوی کارنامے اُسی کے عہد کی یادگار رہیں۔ اور ترقیٔ ہند کے مختلف ابواب میں مجملاً مندرج ہیں ٭ اس کے علاوہ لارڈ رپن کے عہد میں محصولِ نمک میں کمی کی گئی۔ محصولاتِ اشیائے درآمد میں تخفیف ہوئی اور کارخانوں کے مزدوروں کی بہتری کے لیے قانون بنائے گئے ٭

اُنیسویں فصل

لارڈ ڈفرن (Lord Dufferin) ۸۸-۱۸۸۴ء

برما میں وسعتِ سلطنت | لارڈ ڈفرن کا عہد مندرجۂ ذیل دو واقعات کے لیے مشہور ہے جن میں سے ایک کا امتیاز یہ ہے کہ برما پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا ٭

ا۔ انگریزوں کی فوج میں اضافہ۔ اور ریاستوں میں شاہی فوج ٭ افغانستان کی ایرانی سرحد پر ہرات اور مرو کے درمیان ایک مقام پنج دہ ہے۔ روس ادھر پیش قدمی کرنا چاہتا تھا۔ مگر امیر عبدالرحمٰن خاں انگریزوں کا دوست تھا۔ اس کے اور لارڈ ڈفرن کے درمیان راولپنڈی میں

ملاقات ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ امیر کی مصلحت اندیشی اور تدبیرسے انگریزوں اور روس کے درمیان جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی۔ اور جنگ سے بچنے کے لئے امیر نے پنج دہ روس کے حوالے کر دیا۔ مگر آئندہ کے لئے روس کی پیش قدمی اس جانب روک دی گئی۔ لیکن جنگ کے خطرے نے لارڈ ڈفرن کو اِس امر پر آمادہ کیا کہ انگریزی فوج میں بقدر تیس ہزار کے اضافہ کر دے۔ نیز ہر دیسی ریاست میں اس کی اپنی فوج کے علاوہ ایک انگریزی فوج اس ریاست کی حیثیت کے مطابق رکھی جائے جس کے مصارف ریاست ادا کرے۔ اور یہ شاہی فوج سلطنت کی حفاظت کے کام میں لائی جائے ۔

برما کی پہلی اور دوسری جنگ سے جنوبی برما انگریزوں کے قبضے میں آچکا تھا۔ اب تیسری مختصر جنگ (۱۸۸۵ء) میں صرف ایک معمولی سا معرکہ ہوا۔ شاہ تھیبا کو شکست ہوئی اور اُس نے اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ وہ معزول کیا گیا۔ اور سارا برما انگریزوں کے قبضے میں آگیا۔ عام طور پر ظالم و خونخوار ہونے اور حکومت کی اہلیت نہ رکھنے کے علاوہ شاہ برما نے انگریز تاجروں کو بھی بہت تنگ کیا۔ اور ایک تاجر کمپنی پر نہ صرف پچیس لاکھ روپیہ جرمانہ کیا بلکہ اُس کے افسروں کو قید کر دیا۔ پھر باوجود لارڈ ڈفرن کی تنبیہ کے وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ یہاں تک کہ انگریزوں کے خلاف فرانس۔ جرمنی اور اٹلی کے ساتھ سازش کرنے لگا۔ کہ آؤ میری مدد کرو۔ اور انگریز تاجروں کے حقوق تم لے لو۔ مگر نتیجہ اس گھمنڈ کا اور ہندوستان میں ملک گیر سلطنت برطانیہ سے بھڑنے کا یہی ہوا کہ آبا و اجداد کا رہا سہا ملک ہاتھ سے کھو بیٹھا۔ انگریزوں کو برما میں امن و امان قائم کرنے میں بڑی مشکلات پیش آئیں۔ ڈاکوؤں کے منظم و مسلح گروہوں کے علاوہ شاہ تھیبا کی برطرف شدہ سپاہ نے اس کام میں روڑے اٹکائے۔ مگر اپنے راستے سے سنگِ راہ کو دُور کرنے اور استقلال و استقامت سے کوشش کئے جانے سے جو قوم انگلشیہ کا شیوہ ہے۔ آخر برما میں ضبط و نظم کا دَور دَورہ ہو گیا ۔

لارڈ ڈفرن کے عہد کے دوران میں ۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگرس کا قیام عمل میں آیا۔ اِس کا ذکر نشو و نمائے آئین و قوانین و اصلاحاتِ سیاسی کے ضمن میں کیا گیا ہے ۔

۱۸۸۷ء میں ملکہ وکٹوریہ قیصرۂ ہند نے اپنے پنجاہ سالہ عہد کا جشن جوبلی منایا۔ اس کی کیفیت سوانح حیات ملکۂ ممدوحہ میں درج ہے ۔

۱۸۸۵ء سے ۱۸۸۸ء تک بعض قوانین کاشتکاروں کی سود و بہبود کے لئے وضع کئے گئے جن کی تفصیل الگ بیان کی گئی ہے ۔

بیسویں فصل

لارڈ لینسڈون (Lord Lansdowne) ۹۴-۱۸۸۸ء

یہ دور سرحدی معاملات اور سرحد پر حکومتِ ہند کی حکمتِ عملی سے خاص طور پر تعلق رکھتا ہے۔ اس کے ضمن میں جو جو کام کئے گئے۔ استقامتِ سلطنت پر مبنی تھے۔

اس وقت بعض انگریزوں کا خیال تھا کہ سلطنتِ ہند کی حدِ فاصل دریائے سندھ قرار دیا جائے۔ یہ تو ہوئی ایک انتہا۔ اس کے خلاف شہنشاہیت کے شیدائی کہتے تھے۔ کہ سرحدی قبائل پر بھی حکومت کی جائے اور ہندی سرحد افغانی سرحد سے ملا دی جائے۔ ان دو انتہائی راؤں کے علاوہ ایک اور تھی جو خیرالامور اوسطہا پر مبنی تھی۔ یعنی موجودہ سرحد قائم رہے اور سرحدی قبائل جو آزاد و جنگجو ہیں۔ ان کے علاقے میں سیاسی حلقۂ اثر قائم کیا جائے انگریز ان کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دیں۔ اور ان کے بیرونی تعلقات کو جہاں تک ہو سکے۔ اپنے حلقۂ قدرت میں رکھیں۔ لارڈ لینسڈون اس رائے کی تائید میں تھا۔ چنانچہ اُس نے امیر عبدالرحمٰن خاں کے ساتھ ایک سمجھوتا کر لیا جس کے رو سے قرار پایا کہ امیر کو سرحدی قبائل سے کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ اور ان کے علاقے انگریزوں کے سیاسی حلقۂ اثر میں تصوّر ہونگے۔ اسی حکمتِ عملی پر آج تک عمل ہوتا ہے۔ جب امیر نے یہ رعایت کی تو حکومت ہند نے اُس کا سالانہ وظیفہ جو یعقوب خاں کی معزولی اور اس کی تخت نشینی کے وقت بارہ لاکھ روپیہ سالانہ مقرر ہوا تھا۔ اب اٹھارہ لاکھ تک بڑھا دیا۔ اور حکومتِ افغانستان نے یہ حق بھی پایا کہ جب وہ یورپ سے آلاتِ حرب منگوائے تو انگریزی علاقے میں سے بغیر روک ٹوک کے لے جائے۔

۱۸۹۱ء میں آسام کی سرحد پر منی پور کی کوہستانی ریاست کا راجہ سینا پتی خود مختار بن بیٹھا۔ اور آسام کے کمشنر اور بعض دیگر برطانوی افسروں کو قتل کر ڈالا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ راجے نے پھانسی کی سزا پائی۔ مگر انگریزوں کی مروجہ حکمتِ عملی متعلقہ وسعتِ سلطنت کے مطابق ریاست کا الحاق نہ کیا گیا۔ البتہ اس پر انگریزوں کا شاہی تسلط بیش از بیش ہو گیا۔

۱۸۹۳ء میں بلوچستان کی ریاست قلات میں فتنہ و فساد رونما ہوا۔ چنانچہ خان قلات کو

گدی سے اُتار کر اُس کے بیٹے کو مسند نشین کیا گیا ۔

آئینِ حکومتِ ہند میں کونسل ایکٹ (قانون مجالس ۱۸۹۲ء) کے رو سے ہندوستانیوں کو حکومتِ ہند میں کچھ حصّہ دیا گیا۔ جس کی تفصیل ترقیِ آئین میں ملاحظہ ہو ۔

لارڈ ایلگن دوم کے عہد میں نظامِ افواجِ ہند میں اصلاحیں کی گئیں۔ خاص کر یہ کہ اس وقت تین کمانڈر اِن چیف (Commander-in Chief) ہوتے تھے۔ آئندہ ایک مقرر ہوا ۔

اِکیسویں فصل

لارڈ ایلگن دوم (Lord Elgin II) ۹۹-۱۸۹۴ء

قضیۂ چترال اور سرحدی مقامات پر معرکے ۹۵-۱۸۹۴ء ۔ چترال جو انگریزی حلقۂ اثر میں داخل تھا۔ اس مقام سے لے کر پشاور تک سڑک بنا دی گئی۔ جس کا باعث یہ تھا کہ وہاں تخت کے لئے تنازع رونما ہوا تھا۔ ایک دعویدار نے برطانوی ایجنٹ کو محصور کر لیا تھا۔ اور انگریزوں نے ایک مختصر سی لڑائی کے بعد چترال پر قبضہ کر لیا تھا۔ نیز یہ قرار دیا تھا کہ چترال کے معاملات خارجہ اپنے اختیار میں رکھے جائیں۔ اور درّوں کی حفاظت کی جائے۔ مگر سڑک بننے پر آفریدی اور بعض دوسرے قبائل نے بدگمان ہو کر انگریزوں کے خلاف جہاد کیا۔ چنانچہ متعدد خوں ریز لڑائیاں ہوئیں ۔ اور اگرچہ یہ لوگ کامل طور پر مغلوب نہ ہوئے۔ لیکن حلقۂ اثر میں انگریزوں کا اقتدار بیش از پیش ہو گیا ۔

۱۸۹۶ء میں طاعون نے اور پھر ۱۸۹۷ء میں قحط نے ہندوستان کے بعض حصّوں کو سخت مصیبت کا شکار بنایا۔ لاکھوں آدمی لقمۂ اجل ہوئے۔ اور لارڈ ایلگن نے ان آسمانی آفات کا بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا ۔

بائیسویں فصل

لارڈ کرزن (Lord Curzon) ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۵ء تک

اُنیسویں صدی کے اختتام میں صرف دو سال باقی تھے کہ جنوری ۱۸۹۹ء میں لارڈ کرزن وائسرائے بن کر ہندوستان آیا۔ گویا اب ہم بیسویں صدی میں قدم رکھتے ہیں جس کے واقعات ہم میں سے پچاس پچپن برس کی عمر کے لوگوں نے تو اچھی طرح سمجھتے ہوئے آنکھوں دیکھے۔ کانوں سُنے یا اخبارات میں پڑھے ہیں۔ چنانچہ نہ صرف ان کی یاد تازہ ہے۔ بلکہ ان کے فوری اثرات سے ہندوستان کے متاثر ہونے کی کیفیت وہ ہے کہ کوئی زن و مرد اس سے نہ بچ سکا۔ ترقیاں ہوئیں۔ فائدے پہنچے۔ تکلیفیں بھی ہوئیں اور نقصان بھی اُٹھائے۔ چنانچہ کہنا چاہئے کہ بیسویں صدی کے پہلے عشرۂ سنین (دس برس) کے حالات و واقعات بالعموم اور جارج پنجم شہنشاہ ہند کے رُبع صدی کے حالات بالخصوص ہماری توجہ کے قابل ہیں جنہیں ہم نسبتاً تفصیل کے ساتھ بیان کرینگے۔

لارڈ کرزن کے عہد کے اہم واقعات مختصراً حسب ذیل ہیں:-

خارجی حکمت عملی - لارڈ کرزن نے حال کی مہم چترال اور جنگ قبائل کے پیش نظر فیصلہ کیا کہ آئندہ سرحد کے معرکوں پر صرف بیجا کا انسداد کیا جائے۔ چنانچہ سرحدی جنگی چوکیوں سے انگریزی سپاہ واپس بلا کر وہاں قبائل ہی کے لوگوں کی فوج متعین کر دی۔ اور اُسے جدید طریق سے ترتیب یافتہ بنا کر انگریز افسروں کے ماتحت کر دیا۔ نیز قبائل کے علاقوں میں انہیں اپنے اندرونی معاملات میں بالکل آزاد کر دیا۔ البتہ اس حلقۂ اثر سے ادھر ہند کی جانب انگریزی فوج بڑھا دی۔ اور معرکہ آرائی کے لئے اُسے ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا۔ نیز سڑکیں بنائی گئیں۔ تاکہ قبائل کی بغاوت کے وقت ہند کی اصل سرحد سے افواج فوراً مقام واردات پر پہنچ جائیں۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ - اس سرحدی حکمت عملی کے ضمن میں لارڈ کرزن نے ۱۹۰۱ء میں دریائے سندھ کے اس پار کے اضلاع کو ایک جدا صوبہ بنا دیا۔ انہیں صوبۂ پنجاب سے نکال کر نئے صوبے کے لئے ایک چیف کمشنر مقرر کیا اور اسے اپنی حکومت کے لئے براہ راست حکومت ہند کے حضور میں جواب دہ ٹھہرایا۔ نئے صوبے کے قوانین پنجاب

کے قوانین سے بہت مختلف بنائے گئے۔ تاکہ یہاں کے ضبط و نظم کو کامل استحکام حاصل ہو۔ اور اگر سرحد پر شورش ہو تو اس میں مدد ملے۔

سنہ ۱۹۰۱ء میں امیر عبدالرحمٰن خاں نے جو انگریزوں کا سچا رفیق تھا۔ وفات پائی اور لارڈ کرزن نے اس کے بیٹے حبیب اللہ خاں کی حکمرانی تسلیم کی۔

سنہ ۱۹۰۳ء میں لارڈ کرزن نے خلیج فارس کا سفر کیا اور بعض ایسی تدابیر عمل میں لایا۔ کہ روس کا اثر و رسوخ یہاں قائم نہ ہو۔ نیز ہندوستان کو ادھر سے کوئی خدشہ نہ رہے۔ غرض لارڈ کرزن نے ہند کی شمال مغربی سرحد کے استحکام پر خاص توجہ دی۔

جنگ تبت سنہ ۱۹۰۴ء۔ روس نے تبت میں بھی پیش قدمی اختیار کر رکھی تھی۔ اور وہاں کا حکمران دلائی لامہ نہ صرف روس کے ساتھ خاص مہربانی سے پیش آتا تھا۔ بلکہ اس نے حکومت برطانیہ ہند سے تعلقات منقطع کر دئے۔ چنانچہ تبت پر فوج کشی کی گئی۔ اور اگست سنہ ۱۹۰۴ء میں انگریزی فوج تبت کے دارالحکومت لاسہ میں داخل ہو گئی۔ دلائی لامہ بھاگ گیا۔ اور روس کے خطرناک اقتدار کا خاتمہ ہوا۔ انگریزوں نے بعض تجارتی حقوق پائے۔ اور تبت میں چین کی ملوکیت و فوقیت تسلیم کی گئی۔

اس عہد میں طاعون اکثر پھیلتا رہا۔ اور سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء میں قحط شدت سے نمودار ہوا۔ حکومت ہند نے بہت بڑے پیمانے پر امدادی تعمیرات کا کام جاری کیا۔ جس کے ذریعے سے پچاس لاکھ آدمیوں کو محنت کرنے اور مزدوری پانے کا موقع ملا۔

لارڈ کرزن کو تحفظ آثار قدیمہ سے خاص طور پر ذاتی شغف تھا۔ اس نام کا محکمہ اسی کے نام کی یادگار ہے۔

اس عہد میں آبپاشی کے لئے نہروں کی تعمیر اور ریلوے کی توسیع کا کام بہت ترقی کرتا رہا۔

برار پر عملاً انگریزوں کا قبضہ لارڈ کرزن کے عہد میں (سنہ ۱۹۰۲ء) ایک عہد نامے کے رُو سے ہوا۔ مگر محض برائے نام نظام حیدر آباد کے ماتحت رکھا گیا۔ گویا انگریزی فوج کے مصارف کی ضمانت کے لئے برار کی حکومت جو لارڈ ڈلہوزی کے عہد میں انگریزوں نے لی تھی۔ اب تکمیل کو پہنچی۔

سنہ ۱۹۰۱ء میں ملکہ وکٹوریہ کا انتقال ہوا۔ اور سنہ ۱۹۰۳ء میں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی تخت نشینی کے جشن کے طور پر دہلی میں لارڈ کرزن نے ایک دربار شاہانہ منعقد کیا۔ اس کی شان و شوکت نے وقار انگلشیہ میں اضافہ کیا۔

سنہ ۱۹۰۵ء میں لارڈ کچنر (Lord Kitchener) سپہ سالار ہند (کمانڈر ان چیف)

اور لارڈ کرزن کے درمیان سخت اختلاف رونما ہوا۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر زبردست تھے۔ وائسرائے کی انتظامیہ کونسل کے ضمن میں لارڈ کرزن چاہتا تھا کہ کمانڈر ان چیف کا اقتدار کونسل کے جنگی ممبر سے کمتر ہو۔ اور لارڈ کچنر اسے سپہ سالار ہند کے اختیارات کی تخفیف اور اس کی شخصی حیثیت کی توہین تصور کرتا تھا۔ اب فیصلہ کرے تو وزیر ہند اور کابینۂ برطانیہ۔ انہوں نے لارڈ کچنر کے حق میں فیصلہ کیا۔ اس پر لارڈ کرزن نے استعفا دے دیا ۔

سنہ ۱۹۰۵ء میں تقسیم بنگال سے نقض امن پیدا ہوا۔ بنگالیوں نے اس امر پر سخت اعتراض کیا کہ مشرقی اضلاع کو اصل بنگال سے جُدا کر کے اور ان میں آسام شامل کر کے جو یہ نیا صوبہ بنایا گیا ہے۔ اس سے ہماری قومی ہستی میں خلل آجائیگا۔ ملک معظم جارج پنجم نے سنہ ۱۹۱۱ء میں یہ تقسیم منسوخ کر دی ۔

تعلیمی اصلاحات اور تحفظ حقوق زمینداران بالخصوص مؤخر الذکر کے معاملے میں لارڈ کرزن نے وہ کام کیا۔ جو ہمیشہ یادگار رہے گا۔ مؤرخ انہیں بجا طور پر لارڈ کرزن کے عہد کے ملکی معاملات سے کہیں بڑھ کر اہمیت دیتے ہیں۔ ان کی تفصیل الگ درج کی گئی ہے ۔

تئیسویں فصل

لارڈ منٹو دوم (Lord Minto II) سنہ ۱۹۰۵-۱۰ء

خارجی حکمت عملی ۔ لارڈ منٹو کی حکومت کی یہ خواہش تھی کہ جہاں تک ہندوستان کی سرحدوں اور استقامت سلطنت کو دخل ہے۔ برطانیہ کی ایشیائی حکمت عملی کا مشکل مسئلہ حل کر دیا جائے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۶ء کے عہد نامے کے رو سے تبت پر چین کا اقتدار تسلیم کیا گیا اور برطانیہ نے وعدہ کیا کہ ہم تبت کے اندرونی معاملات میں مطلق مداخلت نہ کرینگے۔ مگر شرط یہ ہے کہ تبت بھی اپنے آپ کو دوسری سلطنتوں کی مداخلت سے پاک رکھے ۔

ایک عہد نامہ روس اور برطانیہ کے مابین سنہ ۱۹۰۷ء میں ہوا اور قرار پایا کہ دونوں سلطنتیں نہ خفیہ اور نہ علانیہ معاملات افغانستان میں دخل دیں گی ۔

اسی طرح ایران کے متعلق روس اور انگلستان نے سمجھوتا کیا کہ ایران شمالی اور جنوبی دو حصوں میں منقسم متصور ہوگا۔ یعنی اس معاملے میں کہ یورپ کی ان دونوں سلطنتوں کا حلقۂ اثر ایک دوسرے سے الگ ہے۔ نہ شمال میں انگریز دخل دیں۔ نہ جنوب مشرق میں روس۔

اسی عہد میں چند قوانین اخبارات پر پابندیاں عاید کرنے اور عامہ خلائق کے جلسوں کو قابو میں رکھنے کے لئے وضع کئے گئے۔ ان سے غرض یہ تھی کہ امن و امان قائم رہے۔ اگرچہ یہ قانون سخت تھے۔ مگر ہندوستان میں انقلاب پسندوں کی ایک جماعت ایسی پیدا ہوگئی تھی جس کا سد باب کرنا اور تحریک انقلاب کو جس کا مقصد و منشا حکومت برطانیہ کو تباہ کرنا تھا۔ پھیلنے نہ دینا حکومت کا فرض تھا۔ اور اس کی انجام دہی انہیں قوانین کے ذریعے سے ہو سکتی تھی۔

لارڈ منٹو کے عہد میں وزیر ہند مارلے (Morley) اور خود وائسرائے کی کوشش سے بعض آئینی اصلاحات جاری کی گئیں۔ اور انہیں کو عرصۂ شہود میں لانے کے لئے پارلیمنٹ سے انڈین کونسلز ایکٹ ۱۹۰۹ء (قانون مجالس ہند) وضع کرایا گیا۔ اس کا مفصل ذکر آئینی نشوونما کے ضمن میں کیا گیا ہے۔

مئی ۱۹۱۰ء میں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم نے وفات پائی۔ اور ملک معظم جارج پنجم تخت برطانیہ پر متمکن ہوگئے۔

چوبیسویں فصل

لارڈ ہارڈنگ (Lord Harding) ۱۹۱۰-۱۶ء

۱۹۱۱ء میں لارڈ ہارڈنگ کے عہد میں ملک معظم جارج پنجم مع ملکہ میری ہندوستان تشریف لائے۔ اور یہاں ہندوستان میں بھی ان کی تاجپوشی کی رسم ادا کی گئی۔ اس کی تفصیل حضور شہنشاہ کے سوانح حیات کے سلسلے میں الگ تحریر کی گئی ہے۔

تقسیم بنگال کی تنسیخ اور دہلی کا دارالسلطنت بننا۔ دربار دہلی کے موقع پر اعلان کیا گیا کہ مشرقی بنگال اور بنگال خاص از سر نو ملائے جاتے ہیں۔ آسام کو ایک چیف کمشنری میں تبدیل کیا

جاتا ہے۔ بہار، اڑیسہ، اور چھوٹا ناگپور کو ملا کر ایک الگ صوبہ بنایا جاتا ہے۔ اور اس سلسلے میں ہندوستان کا دارالحکومت کلکتہ کے بجائے دہلی قرار پاتا ہے +

جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں کچھ عرصے سے ہندوستان میں انقلاب پسند لوگ زور پکڑ رہے تھے۔ اب ان ہی لوگوں نے ایک فعل شنیع سے ہندوستان کی امن جوئی کو بٹہ لگایا۔ یعنی دسمبر ۱۹۱۲ء میں جب لارڈ ہارڈنگ دہلی میں شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ داخل ہوئے اور اُن کا جلوس چاندنی چوک میں پہنچا تو کسی ناہنجار نے ان پر بم پھینکا۔ وائسرائے اور بیگم کی جان بچ گئی۔ البتہ وائسرائے کو کچھ زخم آئے اور جلد شفا ہوگئی +

جنگ عظیم ۱۹۱۴ء-۱۹ + لارڈ ہارڈنگ کے عہد میں یورپ کی جنگ عظیم کا آغاز اور ۱۹۱۹ء میں جب لارڈ چیمسفورڈ کا عہد تھا۔ اس کا خاتمہ ہوا۔ ہندوستانیوں نے جو کچھ اس جنگ میں کیا۔ یعنی مال اور جان سے انگریزوں کی مدد کی۔ اس کی تفصیل تاریخ ہند و برطانیہ بلکہ تاریخ عالم میں سنہری حروف میں لکھی جائے گی +

۱۹۱۵ء میں انقلاب پسندوں کی بڑھتی ہوئی رَو کو روکنے کے لئے ایک نیا قانون قانونِ تحفظِ ہند کے نام سے وضع کیا گیا۔ یہاں کے سازش کرنے والے لوگ انگریزوں کے غیر ملکی دشمنوں سے درپردہ سازش کرتے تھے۔ اس کا سدِ باب کرنے اور دیگر باغیانہ کارروائیوں کو روکنے کے لئے اِس قانون کے رو سے حکامِ مجاز کو غیر معمولی اختیارات دئے گئے +

پچّیسویں فصل

لارڈ چیمسفورڈ (Lord Chelmsford) سنہ ۱۹۱۶-۲۱ء

لارڈ چیمسفورڈ کے عہد کا پہلا بڑا واقعہ تو یہی جنگِ عظیم تھا۔ جو ابھی تک جاری تھی۔ اس وائسرائے نے بھی اُس امداد کو جو ہندوستان نے بہم پہنچائی بڑی عمدگی سے منظم کیا۔ دوسرا اہم تاریخی واقعہ وہ آئینی نشو و نما ہے جو قانونِ حکومتِ ہند ۱۹۱۹ئہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے فوری اسباب کیا تھے؟ اور اس کے رُو سے کیا قرار پایا؟ پھر نتائج کیا ہوئے؟ ان کا ذکر آئینی ترقی کے ضمن میں کیا گیا ہے +

باغیانہ تحریکات اور مارشل لاء (Martial Law) یا فوج کی حکومت ۔ مارچ ۱۹۱۹ء میں ایک قانون وضع کیا گیا جس کا منشاء باغیانہ سرگرمیوں کو روکنا تھا۔ اس کے رو سے حکومت ہند نے نہایت سخت اور غیر معمولی اختیارات حاصل کئے۔ ان کے خلاف انقلاب پسندوں اور سیاسی انتہا پسندوں نے صدائے احتجاج بلند کی۔ دوران کے شور و غوغا سے عام بے چینی پھیل گئی۔ پنجاب نے بالخصوص اس قانون کے خلاف جوش و ولولہ دکھایا۔ بعض مقامات پر بلوے ہوئے اور فتنہ و فساد کرنے والوں نے کچھ کام ایسے کئے جن سے نقض امن واقع ہوا۔ اس پر لاہور، امرتسر، لائل پور، گوجرانوالہ اور گجرات میں مارشل لاء نافذ کیا گیا۔ یعنی سول حکومت فوجی افسروں کے حوالے کی گئی۔ اور لوگوں کی روزمرہ کی زندگی پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ پھر تھوڑے عرصے کے بعد جب بلوائیوں کی طرف سے اطمینان ہوگیا۔ تو مارشل لاء کا طریق بند کر دیا گیا۔

افغانستان کی تیسری جنگ ۔ جنگ عظیم کے دوران میں امیر حبیب اللہ خاں نے انگریزوں کی مدد اس طرح کی کہ غیر جانبدار رہا۔ اور ترکوں کے ساتھ نہ ملا۔ اس پر رعایا ناخوش ہوئی اور بعض انتہا پسندوں نے سازش کر کے اُسے قتل کر دیا۔

اس کے بعد اس کے بیٹے امیر امان اللہ خاں نے رعایا کی تالیف قلوب اور اندرون ملک کی شورش مٹانے کے لئے انگریزوں کے خلاف اعلان جہاد کیا۔ دو تین ماہ کے دوران میں معرکے بھی ہوئے اور آخر اگست ۱۹۱۹ء میں عہد نامہ راولپنڈی مرتب ہوا۔ جس کے رو سے افغانستان کی حکومت کامل طور پر خود مختار تسلیم کی گئی۔ چنانچہ اُسے اختیار حاصل ہوا کہ معاملات خارجہ کے سلسلے میں بھی حکومت ہند سے آزاد رہے۔ اور دوسری سلطنتوں کے درباروں میں اپنے سفیر بھیجے۔ یہ بھی قرار پایا کہ آئندہ افغانستان کو اجازت نہ ہوگی کہ ہندوستان کی راہ سامان حرب منگوائے۔ نیز وہ سالانہ وظیفہ جو افغانستان کو ملتا تھا۔ بند کر دیا گیا۔

سلطنت برطانیہ ہند کی وسعت اور اوائل (۱۳ ... ء) سے دور حاضرہ تک ہندوستان میں انگریزوں کی تاریخ کا خلاصہ اس مقام پر ختم کیا جاتا ہے۔

اب جنگ عظیم کے اختتام یعنی ۱۹۱۸ء کے بعد
کے اہم واقعات پر ایک اجمالی نظر
ڈالی جاتی ہے۔

چھبیسویں فصل

جنگ عظیم کے اختتام ۱۹۱۹ء سے سال رواں ۱۹۳۵ء تک

ہم دیکھ چکے ہیں کہ لارڈ ہارڈنگ کے عہد (۱۹۱۰ء-۱۶ء) کے دوران (۱۹۱۴ء) میں جنگ عظیم کا آغاز اور لارڈ چیمسفورڈ کے عہد (۱۹۱۶ء-۲۱ء) کے وسط (۱۹۱۹ء) میں خاتمہ ہوا۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ۱۹۱۹ء سے آج تک کون کون سے گورنر جنرلوں نے بطور وائسرائے کے ہند پر حکومت کی:-

لارڈ چیمسفورڈ (۱۹۱۶ء-۲۱ء)

جنگ عظیم کی شدت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی کہ لارڈ چیمسفورڈ ہندوستان کا وائسرائے مقرر ہو کر آیا۔ قدرتاً اس کا پہلا کام یہ تھا کہ حکومت برطانیہ کو مدد پہنچانے کے لئے ہندوستان سے سامان جنگ اور فوج روانہ کرنے کا کام جو آغاز جنگ سے شروع ہو چکا تھا جاری رکھے۔ اس نے دیکھا کہ اہل ہند انتہائی وفاداری سے اس نازک و خطرناک زمانے میں سلطنت برطانیہ کی امداد کر رہے ہیں۔ اس کے دل پر اس حقیقت کا نہایت گہرا اثر ہوا۔ اسی طرح وزیر ہند مسٹر مانٹیگو (Mr. Montague) بھی ہندوستانیوں کے ایثار کے معترف ہو رہے تھے۔ چنانچہ وہ خود ہندوستان آئے اور وائسرائے اور وزیر ہند دونوں نے مل کر ملک میں دورہ کیا۔ اس وقت حکومت برطانیہ اور شاہ برطانیہ کی جانب سے یہ اعلان کیا گیا کہ آئندہ ہندوستانیوں کو ہند کی حکومت کے کاروبار میں نہ صرف بیش از پیش حصہ لینے کا موقع دیا جائیگا۔ بلکہ آئینی لحاظ سے ایسی اصلاحات رائج کی جائینگی۔ جو بہت بڑی حد تک جمہوری یا ذمہ دار حکومت کے مترادف ہوں۔ واضح ہو کہ آغاز سلطنت برطانیہ سے اس وقت تک جتنے اعلانات ہندیوں کے سیاسی اختیارات کے متعلق کئے جا چکے تھے اور ان پر عمل کرنے کے لئے جتنے قوانین برطانیہ کی پارلیمنٹ نے وضع کئے تھے۔ ان سب میں اہم ترین و بلند ترین مرتبہ اعلان مذکور کو حاصل ہے۔ غرض اسے جامۂ عمل پہنانے کے لئے وائسرائے اور وزیر ہند نے ہندوستان کے ہر طبقے اور ہر جماعت کے نمائندوں سے ملاقات

ومشورہ کرنے کے بعد ایک رپورٹ مرتب کی۔ جو مانٹیگو چیمسفورڈ رپورٹ کے نام سے مشہور ہے اور جو آئین ہند کی دستاویزوں میں اہم حیثیت رکھتی ہے۔ اسے بنیاد ٹھہرا کر برطانیہ کی پارلیمنٹ نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء کے نام سے ایک قانون وضع کیا جس کے رو سے ہندوستان کے بیشتر صوبوں میں مجالس وضع قوانین کا قیام قرار پایا۔ اور حکومت منتظمہ کے سلسلے میں ہندوستانیوں کے اپنے انتخاب کردہ ارکان کو وزراء بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اگرچہ اس نئے آئین و دستور کے متعلق ہم یہ تو نہیں کہ سکتے کہ اس سے ہندوستان کو کامل ذمہ دارانہ حکومت مل گئی۔ مگر اس مستحسن طریق حکومت کی جانب ایک زبردست قدم ضرور اٹھایا گیا۔ ہم نے قانون مذکور کے اہم ترین قواعد اور ان پر عمل کا ذکر اس کتاب کے آئین و دستور ہند کے حصے میں تفصیل سے کر دیا ہے۔ یہاں اتنا لکھنا ضروری ہے۔ کہ جہاں تک برطانوی پارلیمنٹ کو دخل تھا۔ اس نے مذکورہ ایکٹ وضع کر کے جنگ عظیم میں ہندوستان کے ایثار کی قدرشناسی کا ثبوت دیا اور ہندوستانیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مقدور بھر کوشش کی +

ہندوستان میں فتنہ وفساد اب سنئے کہ دوران جنگ میں ہندوستانیوں کو اپنی قومی حیثیت کا گویا خاص طور پر علم ہو گیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ہمارے مالی ایثار اور ہماری فوجوں کی بہادری نے میدان جنگ میں برطانیہ کو کامیابی دلانے میں معقول حصہ لیا ہے۔ تو ان کی امیدوں اور توقعات میں ترقی ہوئی۔ ان کی ان تمناؤں کو لارڈ ہارڈنگ نے ہمدردی کی نگاہ سے دیکھا اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ نئے وائسرائے۔ وزیر ہند اور پارلیمنٹ نے ہندوستانیوں کے مطالبات کو پورا کرنے کی راہ نکالی۔ بایں ہمہ اضطراب اور بے چینی کچھ نہ کچھ پھیلتی ہی رہی۔ اور دوران جنگ میں برطانیہ کے غیر ملکی دشمنوں نے ہندوستانیوں کو حکومت انگلشیہ کے خلاف بھڑکانے کی کوششیں کیں۔ غرض ایک طرف تو سارا ہندوستان اپنی وفاداری کا عملی ثبوت دے رہا تھا۔ اور دوسری طرف معدودے چند انتہا پسند لوگ حکومت برطانیہ ہند کے خلاف شورشی سازشوں میں مصروف تھے۔ پس حکومت نے اس فتنے کو دبانے کے لئے ایک سخت قانون جو رولٹ ایکٹ (Rowlett Act) کے نام سے مشہور ہے وضع کیا۔ اس سے پرجوش لوگوں کو بڑھ بڑھ کر قدم رکھنے کا موقع مل گیا۔ انہوں نے اسی قانون کو آڑ بنا کر ایسی حرکات کا ارتکاب کیا۔ جو آئینی نہ تھیں۔ ادھر حکومت کو بعض خوشامدیوں نے بھڑکا دیا نتیجہ یہ ہوا کہ پنجاب میں بالخصوص بے چینی نے سر اٹھایا اور لوگوں سے بعض ناشدنی حرکات سرزد ہوئیں +

مارشل لاء اب حکومت کو مجبوراً پنجاب کے بعض اضلاع میں مارشل لاء جاری کرنا پڑا جس سے

فتنہ وفساد جلد ہی فرو ہوگیا۔

تحریک عدم تعاون | اسی بے چینی کے سلسلے میں مسٹر گاندھی کی قیادت میں اور مولانا محمد علی و مولانا شوکت علی کی امداد سے گورنمنٹ کے خلاف اظہار ناراضی کرنے کے لئے تحریک عدم تعاون جاری کی گئی۔ کچھ عرصہ اس کا زور قائم رہا۔ مگر آخر رفتہ رفتہ یہ بھی دب گئی۔ اور جن لوگوں نے اس سے متاثر ہو کر سرکاری ملازمتیں وغیرہ چھوڑ دی تھیں۔ نقصان اٹھایا۔

مقامی حکومت خود اختیاری | لارڈ چیمسفورڈ کے عہد میں ہندوستان کی میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے اختیارات وسیع کئے گئے۔ اور ان میں سے اکثر کو یہ اجازت مل گئی کہ اپنا صدر اپنے ہی منتخب شدہ ارکان میں سے انتخاب کیا کریں۔ نیز رائے دہندوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔

تعلیمی ترقی | لارڈ چیمسفورڈ کے عہد میں ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا مرتبہ پایا۔ اور ڈھاکہ میں ایک نئی سرکاری یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا۔ غرض وائسرائے مذکور نے باوجود جنگ عظیم کی مصروفیتوں اور جنگ افغانستان ۱۹۱۹ء کی پریشانیوں کے ترقی تعلیم کے لئے بہت کچھ کیا۔

قانون حکومت ہند ۱۹۱۹ء کے رو سے نئی کونسلوں کا افتتاح | ۱۹۲۱ء میں انگلستان کے شاہی خاندان کے رکن اعلیٰ ڈیوک آف کناٹ (Duke of Connaught) ہندوستان آئے اور نئی کونسلوں کا افتتاح کیا۔ اس وقت باوجود اس کے کہ آئین و دستور ہند کی تاریخ میں ایک شاندار باب کا آغاز ہو رہا تھا۔ اور تعلیمی ترقی کے لئے بھی گورنمنٹ بہت کچھ کر چکی اور کر رہی تھی۔ نیز مقامی حکومت خود اختیاری کا حلقہ وسیع کیا گیا تھا۔ پھر بھی لوگوں کے دلوں سے مارشل لا کی یاد محو نہ ہوئی تھی۔ اسے پیش نظر رکھ کر ڈیوک آف کناٹ نے ہندوستانیوں کی دلداری کے لئے اُن سے ایک پُرجوش اپیل کی جس سے صاف عیاں ہوتا تھا کہ خاندان شاہی اور باشندگانِ برطانیہ کی دلی خواہش ہے کہ ہند و برطانیہ کے مابین رشتۂ رفاقت روز بروز قوت پکڑے۔ اور دونوں قومیں جنگ عظیم کے ایام کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ کامل اخلاص و محبت کا عملی ثبوت دیا کریں۔ آپ نے فرمایا:۔

"جب میں نے ہندوستان کے ساحل پر قدم رکھا۔ اُس وقت سے میں محسوس کر رہا ہوں کہ ہندوستان میں تلخ جذبات پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ان دو فریقوں میں جن کے درمیان اُنس و اخلاص کار فرما ہونا چاہئے تھا۔ مغایرت کا عمل دخل ہے۔ میں ہندوستان کا قدیم دوست ہونے کی حیثیت میں برطانویوں اور ہندیوں دونوں سے کہتا ہوں کہ مدفون ماضی کی غلطیوں اور غلط فہمیوں کو بھی

پیوند زمین کر دیں ۔ اور ان جملہ اعمال کے سلسلے میں جن کے لئے معافی دینا ہی بہترین سعادت ہے ۔ ایک دوسرے کو معافی دے دیں ۔ پھر ایک دوسرے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیں اور اس طرح یکجہت ہو کر ان امیدوں کو بر لانے کی کوشش کریں ۔ جن کا آغاز آج ہو رہا ہے ۔ اور جو آج کے نئے کام سے بلند ہو رہی ہیں" ؂

ستائیسویں فصل

لارڈ ریڈنگ (Lord Reading) ۱۹۲۱-۲۶ء

ہندوستان میں شہزادہ ویلز کی تشریف آوری

لارڈ ریڈنگ ۱۹۲۱ء میں وائسرائے مقرر ہو کر آیا ۔ وہ اس سے پہلے انگلستان کا لارڈ چیف جسٹس (Lord Chief Justice) رہ چکا تھا اور دوران جنگ میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ کے مابین نہایت نازک اہم سیاسی خدمات انجام دے چکا تھا ۔ حکومت برطانیہ نے اُس کے تدبر و تجربہ سے فائدہ اٹھا کر اس کے ہاتھوں ہندوستان کی مکدر فضا کو پاک و صاف کرنے کا فیصلہ کیا ۔ چنانچہ یہ حقیقت لارڈ ریڈنگ ہی کے مشورے کی مرہون منت ہے کہ اس کے ایما اور سفارش سے حکومت برطانیہ نے شہزادہ ویلز کی سیاحت ہند کو قرین مصلحت ٹھہرایا ۔ پس توقع کی گئی کہ ہند و برطانیہ کے آئندہ ہونے والے شہنشاہ کا بنفس نفیس ہندوستان جا کر وہاں کے باشندوں اور والیان ریاست سے ملاقات کرنا نہایت مستحسن نتائج مترتب کریگا ۔ اور وہ خلیج جو فتنہ پردازوں کی کارستانیوں کے سبب ہند و برطانیہ کے درمیان حائل ہو گئی ہے ۔ پاٹ دی جائیگی ؂

اس توقع میں بڑی حد تک کامیابی ہوئی اور عموماً عامہ خلائق نے شہزادہ ویلز کا خیر مقدم کیا ۔ مگر کہیں کہیں خلاف مظاہرے بھی ہوئے ؂

موپلوں کی بغاوت

ہندوستان کے جنوب مغربی ساحل کے ایک علاقے کے رہنے والے موپلا فرقے کے لوگوں نے بغاوت کی ۔ یہ بیچارے اپنی کم علمی کا شکار ہوئے ۔ ان کے دینی جذبات کو فتنہ پردازوں نے بھڑکایا ۔ پھر خود الگ کھڑے تماشا دیکھا کئے ۔ آخر بغاوت فرو ہو گئی اور بہت سے موپلے جلا وطن کر دئے گئے ؂

رولٹ ایکٹ کی تنسیخ | لارڈ ریڈنگ کے عہد میں بعض سخت قوانین جو فسادات کے فرو کرنے کے لئے وضع کئے گئے تھے اور جن میں رولٹ ایکٹ بھی تھا منسوخ کئے گئے اور اس طرح بے چینی کے دفیعے کا انتظام کیا گیا ◆

بیرون ہند میں اہل ہند | لارڈ ریڈنگ نے لارڈ ہارڈنگ کی طرح ان ہندوستانیوں کے نقطۂ نگاہ کو اپنا بنا لیا جو بیرون ہند کی برطانوی نو آبادیوں میں بود و باش رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کی سیاسی حیثیت اور قومی وقار کے بڑھانے میں بہت کوشش کی ◆

ہندی سوتی کپڑے کا محصول | لارڈ ریڈنگ کے عہد میں پہلے تو ہندوستان کے کارخانوں میں تیار ہونے والے سوتی کپڑے کے اس محصول میں تخفیف کر دی گئی۔ جو حکومت کارخانوں کے مالکوں سے وصول کرتی تھی۔ پھر یہ محصول بالکل منسوخ کر دیا گیا۔ ہندوستانیوں کا خیال تھا۔ اس محصول کا مقصد یہ ہے کہ انگلستان کے پارچہ بافوں کو فائدہ پہنچے۔ اور ہندوستان کے مدبرین مدتوں سے اس محصول کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے آئے تھے ◆

اٹھائیسویں فصل

لارڈ ارون (Lord Irwin) ١٩٢٦-٣١ء

فرقہ وار بلوے | لارڈ ارون کے عہد میں ہندوستان میں فرقہ وار فسادات نے سر اٹھایا جس سے اکثر اوقات سخت مالی و جانی نقصان ہوا ◆

سائمن کمیشن Simon Commission | اسی عہد میں حکومت برطانیہ نے قانون حکومت ہند ١٩١٩ء کے ایک قاعدے اور قرارداد کے رو سے ایک کمیشن زیر قیادت سر جان سائمن (John Simon) اس امر کے لئے ہندوستان بھیجا کہ نئی مجالس قانون سازی اور جدید حکومتہائے منتظمہ کی کارگزاریوں کی تحقیقات کرے اور برطانوی پارلیمنٹ کی خدمت میں اس امر کے متعلق رپورٹ پیش کرے کہ قانون مذکور کا منشاء کہاں تک پورا ہوا ہے۔ اور آئندہ جدید اصلاحات ضروری ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو کس حد تک ◆

گول میز کانفرنس | کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ بہ حیثیت مجموعی نئی کونسلیں اور حکومتیں کامیاب رہی ہیں - اور ضرورت ہے کہ ہندوستان کو سیاسی اصلاحات کی ایک اور قسط عطا کی جانے۔ غرض اب مباحثات کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ پہلے حکومت برطانیہ نے لندن میں ایک گول میز کانفرنس طلب کی۔ جس میں ہندوستان کے تمام فرقوں - طبقوں اور مختلف خیالات کے سیاسی اداروں کے نمائندوں کو طلب کیا۔ پھر انہیں اپنے ہاں کے برطانوی مدبروں کے برابر حیثیت دے کر اصلاحات سیاسی کی نئی قسط کے متعلق مباحثات کی طرح ڈالی ؞

چونکہ پہلی کانفرنس یہ اہم کام تکمیل کو نہ پہنچا سکی - اِس لئے دوسری کانفرنس ہوئی - پھر تیسری - اور بہت سے امور فریقین کی رضامندی سے طے کئے گئے - اگرچہ بعض لوگ تفصیلات کے متعلق اختلاف رائے پر مُصر ہی رہے ہیں لیکن برطانوی مدبروں اور ہندوستانی قائدوں نے یہ امر تسلیم کر لیا کہ سیاسی نشوونما کے سلسلے میں ہندوستان کو ذمہ دار حکومت کی ایک زبردست قسط دی جائے ؞

ہندوستان کے انتہا پسند تو یہ کہتے تھے اور اب بھی کہتے ہیں کہ کامل حکومت خود اختیاری ملنی چاہئے - مگر اعتدال پسند اور برطانوی مختارانِ کار اس انتہائی رائے اور مطالبے کے مؤید نہیں اور نہ کانفرنسوں کے دوران میں ہوئے ؞

انتیسویں فصل

لارڈ ولنگڈن (Lord Wellingdon) ۱۹۳۱ء سے...

لارڈ ولنگڈن یعنی موجودہ وائسرائے کے عہد میں مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیرِ اعظم برطانیہ نے فرقہ وار فیصلہ" شائع کیا - جس میں تفصیل کے ساتھ فرقہ وار ذمہ داریوں - حقوق اور قانونی مجلسوں میں نشستوں وغیرہ کا فیصلہ کر دیا - مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں نے سوا سکھوں کے اس فیصلے کے سامنے بالعموم سرِ تسلیم خم کیا - مگر ہندو کانگرسی اور سکھ اس کی مخالفت میں اب تک سرگرم کار ہیں - حالانکہ مسلمانوں کے نزدیک فرقہ وار فیصلہ ہی



ہز ایکسیلنسی لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند بجمیع القابہم

وہ بنیاد ہے۔ جس پر سیاسی اصلاحات کی جدید عمارت تیار ہو سکتی ہے ؂
غرض آج کل برطانیہ کی پارلیمنٹ مذکورہ کانفرنسوں کے مباحثات اور
فیصلہ جات نیز فرقہ وار فیصلے کے مطابق ایک جدید قانون متعلقہ
حکومت ہند تیار کر رہی ہے۔ اور کوئی دن نہیں جاتا کہ اس کے
متعلق بحث و تمحیص بڑی تفصیل کے ساتھ اخبارات میں شائع
نہ ہو۔ غالباً ۱۹۳۵ء کے اواخر تک یہ قانون وضع ہو کر شاہی
مہر تصدیق پالے گا۔ پھر جلد ہی نافذ ہو جائیگا۔ اس کی مجوزہ
دفعات کے رو سے صوبوں میں تقریباً کامل حکومت خود
اختیاری قائم کی جائے گی۔ پھر کچھ مدت بعد مرکزی
حکومت نہ صرف ذمہ دار حیثیت اختیار کریگی۔ بلکہ اس
میں ریاستیں بھی شامل ہو جائینگی۔ آخر میں یہ لکھنا
لازم ہے کہ عہد حکومت برطانیہ میں بالعموم اور
عہد ملک معظم جارج پنجم میں بالخصوص ہندوستان
نے جو ترقیاں کیں۔ ان میں آئینی و دستوری
قانونی۔ مالی۔ اقتصادی۔ معاشرتی۔
تعلیمی اور اخلاقی کوئی شعبہ نہیں چھوٹا۔
وہ کتاب کے ایک الگ حصے
میں درج کی گئی ہیں۔ یہاں مقصد
صرف یہ تھا کہ ان تمام اور
چوٹی کے واقعات کا مختصر
ذکر کر دیا جائے جو ۱۹۱۰ء
سے ۱۹۳۵ء تک
رونما ہوئے۔
چنانچہ یہ مدعا
پورا کر دیا گیا
ہے۔

ساتواں باب

عہدِ انگریزی میں ہندوستان کی ترقیاں

اور

شہنشاہِ جارج پنجم کا ۲۵ سالہ دَورِ حکومت

پہلی فصل

نظامِ حکومت

آئینی ارتقاء اور نشوونمائے قومیت

حکمرانی کا اصول اور مقصد اگرچہ غیر ملکی ملوکیت کا مقصد روپیہ حاصل کرنا اور رعایا سے حکماً کام لینا ایک قدرتی بات ہے۔ اور کوئی بھی دنیوی فاتح اس سے نہیں بچا۔ لیکن انگریز کم از کم ۱۸۵۸ء سے یہی کہتے چلے آتے ہیں۔ کہ ہم نے اس ملک کی حکومت کی ذمہ داری یہیں کے باشندوں کی بہبود کی خاطر اٹھائی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ آجکل کے معترضین اس پر ہنس دیتے ہیں۔ لیکن حقیقتاً یہ ہنسی ایک زہرخند ہے۔ انگریزی طرزِ حکومت کی عملی صورت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندوستان کی بدامنی دور کرنے کے بعد وہ تدریجاً



لیڈی لنلتھگو



لارڈ لنلتھگو نامزد وائسرائے ہند

اسی اصول پر کار بند رہی۔ کہ ہندوستانی حکومت کی اہلیت حاصل کرلیں۔ اور یہاں بھی انگلستان کی طرح قانون کی حکومت کا دور دورہ ہو جائے۔ اس حکومت کا سخت سے سخت مخالف بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ آج ارض ہند میں جو ترقیاں نظر آتی ہیں۔ آزادی کی جو تمنائیں پائی جاتی ہیں۔ اور جو ولولے ہمارے دلوں میں اُٹھ رہے ہیں۔ یہ سب کے سب حکومت انگریزی ہی کی پیداوار ہیں۔ معترضین لاکھ اس ادّعا کی تردید کے لئے دلائل پیش کریں۔ لیکن عامہ خلائق کا طرز عمل اور اقرار احسان مندی وہ حقائق ہیں۔ جو نکتہ چینوں اور بدبینوں کے براہین و دلائل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھنے کی بات ہے۔ کہ تحریک آزادی کے قائد آج وہی لوگ بنے پھرتے ہیں۔ جنھیں حکومت انگریزی اور اس کی مروجہ تعلیمی حکمت عملی ہی نے اس قابل بنایا ہے۔ کہ وہ جا و بیجا اعتراض کر رہے ہیں۔ لیکن صاف ظاہر ہے۔ کہ بہی خواہان ملک کی غالب اکثریت اسی تمنا کی مؤید نظر آرہی ہے۔ کہ ہندوستان اور انگلستان کے درمیان رشتہ محبت ہمیشہ کے لئے قائم رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ تعلق برطانیہ کی ابتدا کے وقت سے ملک معظم جارج پنجم کے آغاز عہد تک بالعموم اور اس کے بعد گزشتہ پچیس برس کے دوران میں بالخصوص ہندوستان کو شب و روز اس امر کا موقع ملتا رہا ہے۔ کہ برطانوی تعلق کو اپنے لئے بے حد مفید قرار دے۔ کوئی دن نہیں گزرتا کہ عمل ترقی نے کوئی نہ کوئی نئی بات پیدا نہ کی ہو۔ اس کی مختصر کیفیت یہ ہے۔ کہ جارج پنجم کے تخت نشین ہونے کے سال ۱۹۱۰ء سے آج سلور جوبلی کے ۱۹۳۵ء تک ساری دنیا کو اس مدت میں سے گزرنا پڑا جو مصائب و نوائب کے نقطۂ نگاہ سے تاریخ عالم میں اپنی مثال آپ ہی ہے۔ مگر ہندوستان (ا) اس کے دوران میں بھی ترقی کی شاہ راہ پر گامزن رہا۔ اور ہندوستانیوں کو نظام حکومت میں بیش از پیش حصہ ملتا گیا۔ (ب) پھر ہمارا ملک نہایت تیز رفتاری سے نشو و نمائے قومیت کی منزل مقصود کی طرف قدم اٹھاتا گیا۔ اس کے علاوہ (ج) آئین و دستور کا ارتقاء بھی اس طرح ہوتا چلا گیا۔ کہ ہم جمہوریت کے نصب العین کے نزدیک اور نزدیک تر پہنچتے گئے۔ اور اس طرح اس سہ گانہ اجرائے کار میں ہندوستانیوں کو حقیقی شکایت کا کوئی حق نہیں ملا۔ اور یہ نظریہ خیالی ہی نہیں۔ بلکہ اس کتاب کا صفحہ صفحہ اس کے عملاً صحیح ہونے کی شہادت دے رہا ہے۔

راعی اور رعایا کی راہ میں مشکلات اس میں یقیناً کلام نہیں کہ ترقی کے دوران میں تکلیفیں بھی ہوئیں اور نقصان بھی پہنچے۔ اور یہ بھی درست ہے۔ کہ ابھی مقصد کامل طور پر پورا نہیں ہوا۔ مگر جب ہم ۱۹۱۰ء اور ۱۹۳۵ء کے حالات کا موازنہ کرتے ہوئے مذہب۔ زبان۔ اور

رسم و رواج کے بارے میں اختلافات۔ وسعت ملک اور پینتیس کروڑ نفوس کی آبادی وغیرہ کے متعلق ہندوستان کے کوائف خصوصی پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو یقیناً تعجب ہوتا ہے کہ کیسی عظیم الشان ترقی ہوئی۔ اور سیاسی لحاظ سے ایسی ذہنیت پیدا ہو رہی ہے کہ ۱۹۱۸ء کے تخیل کی انتہائی جولانی بھی اس امکانی شے کا دعویٰ نہ کر سکتی تھی۔ جو آج ۱۹۴۳ء میں حقیقت نفس الامری بن گئی ہے۔ ۱۹۱۸ء میں کون کہہ سکتا تھا۔ کہ پچیس برس کی قلیل مدت کے بعد یہ سیاسی واقعہ ظہور پذیر ہوگا۔ کہ ہندوستانی خود اپنے ملک کی حکومت کے ذمہ دار ہیں۔ اور برطانوی پارلیمنٹ ان کی صرف رہبری کیا کرے۔ جو پارلیمنٹ جو اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھے گی۔ اُن کا بھی مقصد محض یہ ہوگا۔ کہ بدنظمی پیدا نہ ہو۔ اور برطانیہ و ہندوستان کے مابین رشتۂ رفاقت قائم رہے۔ اور مستحکم ہوتا چلا جائے۔

پچھلی بادشاہتوں سے برطانوی حکومت کا مقابلہ

ہندوستان میں برطانوی حکومت پر تنقید کرتے وقت ہمیں اُن مشکلات کا بھی اندازہ کر لینا چاہئے۔ جو ہمیں ایک اجنبی قوم کو دوسری قوم پر حکومت کرنے میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور پھر ہندوستان جیسے وسیع ملک پر جو مختلف زبان مختلف مذہب۔ مختلف رسم و رواج۔ اور مختلف طرز معاشرت رکھنے والے ایک تہائی ارب سے زیادہ نفوس سے آباد ہو۔ ایک طرح کی حکومت کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ سکندر اور دارا کی حکومتوں کا افسانوں میں بہت کچھ ذکر ہے۔ لیکن اوّل تو وہ زمانہ ہی اور تھا۔ اور دوسرے ذرا غور کرنے پر ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ حقیقتاً ان لوگوں نے اپنے مفتوحہ ممالک پر حکومت کی ہی نہیں۔ بلکہ اپنی شجاعت اور دلیری سے مقامی حکومت کو مسخر کر لیا۔ اور اس کے بعد اُسے اپنی حالت پر چھوڑ کر اور کچھ رقم بطور خراج وصول کر کے دوسری طرف کا راستہ لیا اور اگر ایسی حکومت کو بھی کھینچ تان کر حکومت ہی کے زمرے میں شامل کر لیا جائے۔ تو بھی یہ حکومتیں مستقل نہ تھیں۔ بلکہ ایک شخص کی شجاعت اور ذاتی قابلیت پر اُن کے وجود کا انحصار تھا چنانچہ جس وقت اِس اثر میں کمی ہوتی تو لامحالہ اُس وقت اُس سے زیادہ جری اور با اثر افراد کار فرمائے حکومت ہو جاتے تھے۔ برعکس اس کے برطانوی حکومت جو ہندوستان میں ڈیڑھ دو صدی سے قائم ہے۔ جس میں شخصیت کے لحاظ سے گو ہزاروں تغیر و تبدل ہو چکے ہیں۔ تاہم بحیثیت مجموعی بدستور قائم اور رو بہ ترقی ہے۔

حکومت کی بہترین صورت

جس وقت ہندوستان میں انگریزوں کو سب سے پہلے یہ محسوس ہوا۔ کہ انھیں اس ملک پر حکومت کرنی ہے۔ اُس وقت فوجی معرکہ آرائیوں کے بعد سب سے پہلی مشکل یہی درپیش ہوئی کہ آیا ایک ایسے ملک میں جہاں سو میل کے اندر اندر دو تین زبانیں بولی

جاتی ہیں۔ اور ایک مقام کا باشندہ طرز معاشرت۔ مدارج تمدن اور رسم و رواج حتیٰ کہ شکل و صورت میں بھی دوسرے مقام کے باشندے سے بالکل مختلف ہے۔ وہاں کس طریقے کی حکومت ممکن ہے۔ ایسے موقع پر دو ہی صورتیں ہو سکتی تھیں۔ یا تو ہر خطے اور ہر طبقے کی حکومت علیٰحدہ علیٰحدہ ہو۔ اور ایک کو دوسرے سے محض اس قدر تعلق ہو۔ کہ دونوں ایک مرکزی حکومت کو تسلیم کریں۔ یا مقامی حالات کا اظہار کئے بغیر ایک ایسا طریق حکومت رائج کر دیا جائے جس سے محکوم کی ناراضامندی کے باوجود حکومت بزور قوت قائم رکھنے کی ضرورت ہو۔ اور اس دوسری صورت میں بھی آیا یہ طریق حکومت وہی ہو جو سلطنت مغلیہ کا تھا۔ اور جو باوجود اپنے تمام نقائص کے ملک کے باشندوں کو مانوس ہو چکا تھا۔ یا انگریزی اصول حکومت کو مروج کیا جائے۔ جو باوجود اجنبی ہونے کے ملک میں بلافرق مراتب اور بلا لحاظ مذہب و ملت ایک ہی اصول قانون نافذ کرے۔ ہر صورت میں جس طرح ایک مخصوص دلفریبی تھی۔ اسی طرح ایک بنیادی نقص بھی تھا۔ اور اس لئے انگریز مدبرین نے ایک ایسا درمیانی راستہ اختیار کیا جو کم از کم ناقص اور زیادہ سے زیادہ مفید نظر آیا۔ اور حتی الامکان ہر صورت کے مخصوص معائب سے پاک۔ لیکن اُس کے مخصوص محاسن کا مظہر ہے۔ اور چند حدود اور قیود کے ساتھ ہندوستان کو ایسی شاہراہ کی طرف لئے جا رہا ہے۔ جو ہر متمدن قوم کا نصب العین ہے۔

یہ طریقہ کیا ہے؟ اس کی تفصیل کے لئے ہندوستان کے نظام اساسی کی تاریخ کے مطالعے کی ضرورت ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اردو زبان اس قسم کے معلومات سے بالکل خالی ہے۔ یہی حقیقت ان اوراق کی تحریر کی محرک ہوئی۔

انگریزوں کی آمد کے وقت ہندوستان میں شاہ گردی اور ابتری

برطانوی اقتدار سے پہلے ہندوستان میں طوائف الملوکی کی حالت تھی۔ جس وقت برطانوی قوم ہندوستان میں آئی۔ اُس وقت مغلوں کی حکومت حالت نزع میں تھی۔ اور مغل۔ راجپوت۔ افغان۔ سپہ دار۔ صوبہ دار اور ہر حوصلہ مند سردار مطلق العنان ہو رہے تھے۔ دربار دہلی محض برائے نام برسر حکومت تھا۔ ملک بے شمار چھوٹی اور بڑی حکومتوں میں منقسم ہو چکا تھا۔ ہو رہا تھا۔ اور ہوتا رہتا تھا۔ ان کے حکمرانوں کی کشمکش سے روزمرہ کشت و خون کا بازار گرم رہتا تھا۔ ہر شخص کو اپنی جان بچانے کی اس قدر فکر رہتی تھی۔ کہ زندگی کے کاروبار عموماً خراب و خستہ حالت میں رہتے تھے۔ اور ایک عالمگیر بد امنی کا سیلاب ہندوستان کی معاشرت، تمدن، حتیٰ کہ قومی وجود کو بھی بہائے لئے جاتا تھا۔ ایسی حالت میں انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان

ہیں آئی۔ اور کچھ مدت محض تجارت میں مشغول رہنے کے بعد جب اُسے ہندوستان کے ملکی معاملات اور متعدد حکمرانوں کے تنازعات میں دخل دینا پڑا۔ اور کمپنی کے افسروں کی جنگی و ملکی کامیابیوں سے ہندوستانیوں پر یہ حال کھلا۔ کہ کمپنی ملک کو امن و امان اور ایک مفید نظام حکومت کی طرف لے جا رہی ہے۔ تو عام لوگوں اور عقلمند دیسی حکمرانوں نے بے ساں طور پر کمپنی کی سربراہی قبول کرنی شروع کی۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے۔ کہ کمپنی کا طریق کار اور ہندوستان کے باشندوں اور والیان ریاست کا طرز عمل عین درست ثابت ہؤا۔ کمپنی اپنا دائرہ حکومت وسیع کرتی گئی۔ اور خود ہندوستانی اُس کے معین و مددگار ہوتے چلے گئے۔ چنانچہ آج ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ دونوں حق بجانب تھے۔ انجام کار ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے بعد تاج برطانیہ نے ہندوستان کی حکومت براہ راست اپنے ہاتھ میں لی۔ اور فرمانروائے برطانیہ ملکۂ وکٹوریہ نے ایک اعلان جاری کر کے اُن کے حقوق کی تعیین کی۔ یہی وہ اعلان ہے۔ جو ہندوستان کے حقوق کی سند متصور ہوتا ہے۔ اور اس میں وہ بنیادی اصول مندرج ہیں۔ جن پر برطانوی حکومت نے عمل کیا۔ چنانچہ آج ہم جو آئینی ارتقا۔ طرز جمہوریت دیکھ رہے ہیں۔ اور جس نظام حکومت میں خود معقول حصہ لیتے ہوئے اس سے شاد کام ہو رہے ہیں۔ نیز وہ نشوونمائے قومیت جو آج امر واقع ہو گیا ہے۔ اسی اعلان اور اس پر عمل کا نتیجہ ہے ؂

کمپنی کا نظام سیاسی | ناظرین پڑھ چکے ہیں۔ کہ ایلزبتھ کے آخری عہد میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی تشکیل ہوئی۔ اور صرف ممالک مشرقی کی تجارت کے لئے اُسے سند شاہی عطا کی گئی۔ جس کی تجدید مقررہ وقفوں کے بعد حکومت برطانیہ کی طرف سے ہوئی۔ اور ہر مرتبہ شرائط اجازت نامہ میں حالات و واقعات کے تقاضے کے مطابق تبدیلی کر دی جاتی تھی۔ "ہندوستان میں برطانیہ کا دور حکومت" کے عنوان سے اسی کتاب میں تمام تاریخی واقعات لکھے جا چکے ہیں۔ اب نظام حکومت آئینی ارتقاء پر اجمالی روشنی ڈالی جاتی ہے :-

(۱) دیوانی کے حقوق اور بادشاہت کی بنیاد | یوں تو ۱۷۶۵ء سے پہلے ہی ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضے میں بمبئی۔ بنگال۔ اور مدراس کے علاوہ متعدد اور مقامات آ چکے تھے۔ اور والیان ریاست کی معرکہ آرائیوں میں بھی وہ حصہ لے چکی۔ اور تدبر اور جنگی کامیابیوں کی داد دے چکی تھی۔ مگر آئینی لحاظ سے اس کے اثر و اقتدار بلکہ ایک خاص حد تک اُس کی بادشاہت کا آغاز اگست ۱۷۶۵ء کے عہد نامۂ الہ آباد سے ہوتا ہے۔ جب شاہ عالم نے شہنشاہ ہند کی حیثیت سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو بنگال۔ بہار اور اڑیسہ کی دیوانی عطا کی۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ سیاسی واقعہ اُس

وقت در بعد میں نہایت معنی خیز ثابت ہوا۔ دیکھنے کو تو کمپنی اس وقت کی اصطلاح ملکی میں محض دیوان تھی۔ اور اس کا فرض مالگزاری وصول کرنا تھا۔ مگر درحقیقت اسے بادشاہت کہنا چاہیئے۔ کیونکہ نواب بنگال محض نام نہاد حکمران تھا۔ اور کمپنی کے ہاتھ میں کٹھ پتلی سے زیادہ اہمیت نہ رکھتا تھا۔

(۲) قانون تعیین اختیارات کمپنی ۱۷۷۳ء آئین و دستور کے نقطۂ نگاہ سے مندرجہ عنوان قانون کے فیصلہ کردہ قواعد نے کمپنی کی زندگی کا ڈھنگ بدل دیا۔ اس سے پہلے کمپنی کے ساتھ برطانوی پارلیمنٹ کا صرف اتنا تعلق تھا۔ کہ جب چارٹر یا سندِ تجارت کی تجدید کا وقت آتا۔ تو پارلیمنٹ رسمی طور پر منظوری دے دیتی۔ مگر اب کمپنی کو بنگال کی دیوانی مل جانے اور کلائیو کی جنگی فتوحات سے ہندوستان میں اس کی ملکی حیثیت قائم ہو جانے سے اسے انتہائی اہمیت حاصل ہو گئی تھی۔ ادھر برطانیہ کے عوام میں سیاسیات ملکی کے ساتھ شغف بڑھ گیا تھا۔ پس عام طور پر یہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ کہ کمپنی کی کارگزاریوں کی نگرانی ہونی چاہیئے۔ اور پارلیمنٹ کو لازم ہے۔ کہ کمپنی کے اختیارات محدود کر دے۔ اِس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کا فوری باعث یہ ہوا۔ کہ ہندوستان میں جنگی انہماک اور تجارت سے بے اعتنائی کے سبب کمپنی کی مالی حالت ابتر ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس نے حکومت برطانیہ سے ایک کروڑ روپیہ قرض مانگا۔ اب کیا تھا؟ حکومت کو اپنی غرض پوری کرنے کے لئے بہانہ ہاتھ آ گیا۔ اس نے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا۔ جس کی رپورٹ سے کمپنی کے کاروبار میں بدنظمی کا حال بھی کھل گیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پارلیمنٹ نے سند کی تجدید سے پہلے مندرجہ عنوان قانون وضع کیا۔ اس کے رو سے کمپنی ایک بڑی حد تک بلکہ تقریباً قطعی طور پر پارلیمنٹ کے ماتحت ہو گئی۔ چنانچہ مؤرخین اس حقیقت پر متفق الرائے ہیں۔ کہ جہاں دیوانی ملنے سے کمپنی کو ملوکیت مل گئی۔ وہاں اس قانون سے اس کی حکومت خود برطانوی حکومت کے ماتحت آ گئی۔ نیز سب سے بڑی بات یہ کہ یہ قانون آئندہ ہندوستان میں برطانوی دستور و آئین حکومت کا سنگ بنیاد ثابت ہوا۔ اور اِس کے طفیل نظام حکومت برطانیۂ ہند میں اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ مثلاً (۱) بنگال کا گورنر سارے ہند کا گورنر جنرل قرار پایا۔ اور اس کی امداد و مشورے کے لئے ایک کونسل مقرر کی گئی۔ (۲) کلکتہ میں ایک عدالت عالیہ مقرر کی گئی۔ اور اس طرح ہندوستان میں برطانوی عدل و انصاف نے پہلی بار خاص تنظیم و تشکیل حاصل کی۔ (۳) کمپنی کے ڈائرکٹروں کا یہ فرض ٹھہرایا گیا۔ کہ شاہ انگلستان کے وزیروں کی خدمت میں اپنے حسابات اور اپنے ہندوستانی معاملات کی کیفیت

پیش کیا کریں۔ (۲) کمپنی کو ایک کروڑ روپیہ قرض دیا گیا (۵)، مگر خاص اہم بات یہ بھی رکھی گئی۔ کہ آئندہ کمپنی کے ملازم ذاتی طور پر تجارت نہ کریں۔ صرف کمپنی بہ حیثیت مجموعی تجارت کیا کرے۔ نیز کمپنی کے ملازم کوئی نذرانہ یا رشوت کسی سے نہ لیں۔ اس قاعدے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کس طرح آغاز کار ہی میں عدل و انصاف کی رعایت کی گئی۔ اور اسی طرح حکومت کے معاملے میں ضبط و نظم کا قیام عمل میں آیا۔

(۳) وزیر اعظم پٹ کا قانون ہند ۱۷۸۴ء ۱۷۷۳ء کے قانون میں بعض بڑے بڑے نقائص تھے۔ خاص کر یہ کہ گورنر جنرل کو اپنی کونسل پر اقتدار حاصل نہ تھا۔ اس لئے جب کونسل چاہتی بکثرت رائے سے موجود گورنر جنرل کی تجاویز پر خطِ تنسیخ کھینچ دیتی۔ نیز حالات سے پتہ چلا کہ کمپنی پر مزید قیود عائد کرنے کی حاجت ہے۔ اس سے وزیر اعظم برطانیہ پٹ نے ۱۷۸۴ء میں یہ قانون وضع کیا۔ کہ گورنر جنرل کو اپنی کونسل پر اختیار حاصل ہوگا۔ اور اس میں چار کے بجائے تین ممبر مقرر ہوئے۔ نیز انگلستان میں چھ ممبروں کی ایک مجلس انتظامیہ مقرر کی گئی۔ تاکہ حکومت برطانیہ ہند کی جو کمپنی کے ذریعے سے ہو رہی ہے نگرانی کرے۔ جہاں تک اس مجلس کے اختیارات کو دخل تھا۔ وہ سب صدر مجلس کے ہاتھ میں رکھے گئے۔ ۱۸۵۸ء میں جب حکومت ہند تاج برطانیہ کی طرف منتقل ہوئی۔ تو اسی صدر نے وزیر ہند کا عہدہ پایا۔ تمام دیوانی مالی اور فوجداری اختیارات اس مجلس کے ہاتھ میں دیئے گئے۔ یہ بھی قرار پایا کہ آئندہ گورنر جنرل کمپنی کے ڈائرکٹروں کی منظوری لئے بغیر کسی ہندوستانی ریاست سے نہ جنگ کرے اور نہ کوئی معاہدہ۔ اسی سلسلے میں یہ اعلان بھی کیا گیا۔ کہ اہل برطانیہ اس امر کو ناپسند کرتے ہیں۔ کہ موجودہ سلطنت ہند کو وسعت دی جائے۔ اس سے بھی مدبرین برطانیہ کی دانائی کا پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ چادر سے باہر پاؤں پھیلانا مناسب نہ جانتے تھے۔ مطلب یہی تھا کہ جتنی مملکت حاصل ہوئی ہے۔ پہلے اسی کی استقامت ہونی چاہئے۔ پھر آگے قدم بڑھایا جائے۔ مگر جیسا کہ تاریخی واقعات شہادت دیتے ہیں۔ اگرچہ اس قاعدے پر عمل نہ ہو سکا۔ لیکن پٹ کے قانون ہند سے اکثر پچھلے نقائص دور ہوئے۔ اور کمپنی پہلے سے بھی کہیں زیادہ شدت کے ساتھ بلکہ اب قطعی طور پر برطانوی حکومت کا ایک ماتحت محکمہ بن گئی۔

(۴) قانون حکومت ہند ۱۸۱۳ء اس قانون کی پیشی کے وقت انگلستان کا عام خیال یہ تھا۔ کہ کمپنی ہندوستان میں حکومت اور تجارت کے دوگانہ کام نہیں کر سکتی۔ نیز ہندوستان جیسے وسیع ملک میں تجارت کا حق صرف ایک کمپنی کو دیئے رکھنا ٹھیک نہیں۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ برطانیہ کے تمام سوداگروں کو انفرادی و جماعتی طور پر تجارت ہند کا حق دیا جائے اس

کے علاوہ برطانیہ میں اس وقت وہ اقتصادی زمانہ تھا کہ آزادانہ تجارت یعنی محصولات درآمد و برآمد کے عائد کئے بغیر تجارتی سرگرمی سب کو پسند تھی۔ چنانچہ اسی خیال نے غلبہ پایا۔ اور ۱۸۱۳ء میں جب تجدید سند ہوئی۔ تو تجارت کی اجازت عام کر دی گئی۔ کمپنی کا اجارہ ٹوٹ گیا۔ البتہ صرف چین کے ساتھ تجارت بغیر کسی مدمقابل کی شرکت کے ایسٹ انڈیا کمپنی ہی کے ہاتھ میں رہنے دی گئی ۔

(۵) قانون حکومت ہند ۱۸۳۳ء | اب کہ پھر تجدید سند کا وقت آیا۔ کمپنی سے چین کی تجارت کا اجارہ بھی لے لیا گیا۔ اور یہ اہم فیصلہ بھی کیا گیا۔ کہ آئندہ یہ کمپنی مطلق تجارت نہ کرے۔ بلکہ صرف حکومت ہی کا کام انجام دے۔ اور وہ بھی انگلستان کے بادشاہ اور پارلیمنٹ کے ماتحت یعنی بطور ایجنٹ یا گماشتے کے۔ متعدد اور تبدیلیاں بھی اس آئینی قانون کے ذریعے سے عمل میں آئیں۔ مثلاً نظام حکومت کے سلسلے میں گورنر جنرل کی کونسل کے پھر چار ممبر ہو گئے چوتھے ممبر کا عہدہ مشیر قانونی قرار پایا۔ پہلی بار جو شخص اس عہدے پر فائز ہوا وہ میکالے تھا۔ جس کا ذکر ترقی تعلیم کے ضمن میں کیا گیا ہے۔ اور جس کی بلند نظری و دُوربینی سے ہندوستان میں انگریزی زبان اور مغربی علوم نے رواج پایا۔ اسی شخص کو مجموعۂ تعزیرات ہند مرتب کرنے کا کام سپرد ہوا۔ جو آگے چل کر ۱۸۶۰ء میں شائع کیا گیا۔ اس طرح ہندوستان میں شعبۂ قانون فوجداری کو خاص تنظیم حاصل ہوئی۔ قدیم قوانین فوجداری جو جگہ جگہ مختلف تھے۔ اور قرین انصاف نہ تھے۔ اُن کے بجائے اب برطانوی ہند میں ایک عمدہ و مشترکہ قانون نافذ ہو گیا۔ اس سے بھی نشوونمائے نظام حکومت کو مدد ملی۔ قانون ۱۸۳۳ء کے بموجب گورنر جنرل مع کونسل کو سارے برطانوی ہند کے لئے حسب ضرورت مختلف اقسام کے قوانین وضع کرنے کا اختیار دیا گیا۔ گویا برطانیہ کے نظریۂ "قانون کی حکومت" کو اپنے عمل کے لئے وسیع تر میدان مل گیا۔ اس وقت تقسیم ملکی کے لحاظ سے ایک نئے صوبے یعنی شمال مغربی صوبے کی جو آج کل صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کہلاتا ہے تکمیل کی گئی ۔

آخر میں اس قانون (چارٹر ایکٹ Charter Act ۱۸۳۳ء) کی دفعہ ۸۷ کے رُو سے حسب ذیل قاعدہ وضع کیا گیا: "(کمپنی یا تاج برطانیہ کے) ہندوستانی علاقوں کا کوئی دیسی باشندہ اور شاہِ برطانیہ کی دیگر رعایا کا کوئی شخص جو ہندوستان میں پیدا ہوا ہو محض مذہب مقام پیدائش، خاندان، رنگ یا ان میں سے کسی ایک سبب کی بنا پر کمپنی کی ملازمت اختیار کرنے یا کوئی عہدہ پانے سے محروم نہ کیا جائیگا۔" چنانچہ مؤرخین تاریخ ہند نے بجا

استشنائے انگریز وہندوستانی اس واقعے کو جلی حروف میں تحریر کیا ہے۔ اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے۔ کیونکہ اس سے نہ صرف اہل ہند کے حقوق منقولہ نظام حکومت کی تشخیص و تعیین ہوتی ہے۔ بلکہ تاج برطانیہ اور برطانوی پارلیمنٹ کی معاملہ فہمی و انصاف پسندی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اور تاریخ شاہد ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکا۔ اس قاعدے پر روز بروز بیش از بیش عمل ہوتا رہا۔ جیسا کہ آگے چل کر بالخصوص گزشتہ ربع صدی یا عہد جارج پنجم کے واقعات سے معلوم ہوگا +

(۶) قانون تجدید سند یا قانون حکومت ہند ۱۸۵۳ء | اب ایک بار پھر کمپنی کے اجازت نامے کی میعاد ختم ہو گئی۔ چنانچہ حکومت برطانیہ نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی راہ نکالی اور متعدد جدید اصلاحات کا عمل دخل ہو گیا۔ غرض ۱۸۵۳ء کے قانون سے قرار پایا کہ (۱) آئندہ کمپنی کے "بورڈ آف ڈائرکٹرز" کو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا۔ کہ ہندوستان کی سیول سروس کے سلسلے میں ملازم مقرر کرے۔ اور اس طرح جس کی چاہے سرپرستی کرے۔ بلکہ سروس کا دروازہ ایک کھلے اور عام مقابلے کے لئے کھول دیا گیا۔ (۲) اس قانون نے کمپنی کی سند کے لئے کوئی مدت مقرر نہ کی۔ مملکت برطانیۂ ہند میں گو کمپنی کی حکومت ہوگی۔ اور وہ تاج برطانیہ کی جانب سے بطور معتمد کام کرے گی۔ لیکن برطانیہ کی پارلیمنٹ جب چاہے گی کمپنی کو رخصت کر دے گی۔ (۳) گورنر جنرل کی کونسل میں ارکان کی تعداد بقدر چھ کے بڑھا دی گئی۔ یعنی صرف قوانین کے وضع کرنے کے لئے۔ ورنہ منتظمہ کونسل وہی رہی جو پہلے تھی۔ چنانچہ کہنا چاہیئے۔ کہ ان چھ ممبروں کے اضافے سے جو گویا قانونی کونسل بنی۔ اس سے ہندوستان میں برطانوی حکومت کے ماتحت مجالس وضع قوانین کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ اگر یہ چھ ممبر بھی انگریز ہی ہوتے تھے۔ اور جب گورنر جنرل کی کونسل قانون وضع کرنے لگتی تھی۔ تو صرف اُس وقت ان کی شمولیت لازمی ہوتی تھی +

(۷) قانون ۱۸۵۸ء | اس کے بعد جلد ہی ہنگامۂ ہند برپا ہوا۔ جس نے کمپنی کی حکومت کی کمر توڑ دی۔ چنانچہ ۱۸۵۸ء کے قانون کے ذریعے سے تاج برطانیہ نے حکومت ہند براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لی۔ کمپنی کا بورڈ آف ڈائرکٹرز اور اس طرح جماعت نگران کا دونوں منسوخ ہو گئیں۔ اور اُن کے اختیارات کابینۂ انگلستان کے ایک رکن کے حوالے کئے گئے۔ جس نے وزیر ہند کا لقب پایا۔ اس وزیر کے مشورے کے لئے ایک مجلس انڈیا کونسل کی بھی تشکیل کی گئی۔ ہندوستان کی سرکاری آمدنی اور خرچ بھی وزیر ہند کے سپرد ہوئے۔ اور وہ برطانوی پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ٹھہرایا گیا۔ اس کے بعد

نئے دورِ حکومت کا آغاز ملکۂ وکٹوریہ کے اعلان سے ہوا۔ جس کا ترجمہ ان کے حالات میں درج کیا جاچکا ہے۔

(۸) قانون حکومت ہند ۱۸۶۱ء اور قانونی کونسلوں میں اہل ہند کی شرکت

اس قانون کے رو سے تینوں احاطوں یعنی بمبئی۔ بنگال اور مدراس میں مجالس وضع قوانین کا تقرر عمل میں آیا۔ نیز مجالس منتظمہ اور گورنروں کو اختیار دیا گیا۔ کہ وہ قانونی کونسلوں میں چند سرکردہ ہندوستانیوں کو بھی بطور رکن نامزد کیا کریں۔ غرض ہندوستان کے پہلے وائسرائے لارڈ کیننگ کے عہد میں وہ وقت آیا۔ جب پہلے پہل ہندوستان میں نیابتی ادارات کا بیج بویا گیا۔ اور حکومت برطانیہ نے عین اس وقت جب ہنگامہ ہند کے خاتمے کو صرف دو تین برس ہوئے تھے۔ ہندوستانیوں کو کاروبار حکومت میں شامل کر لیا۔ اِس قانون کا ایک اور امتیاز یہ ہے۔ کہ نظامِ حکومت کو جو گورنر جنرل کے ماتحت ایک مرکز پر مرتکز تھا۔ مرکز سے کچھ نہ کچھ دور بھی کر دیا یعنی احاطوں میں مجالس قانونی کا مقرر کرنا اور اُن میں اہل ہند کی شمولیت اِس حکمت عملی کا نتیجہ تھی۔ مگر یہ تین مجلسیں بدرجۂ آخر گورنر جنرل کے اقتدار میں رکھی گئیں۔ اور خود گورنر جنرل کو بھی دو کونسلیں ملیں۔ ایک تو وہی قدیم مجلس منتظمہ اور دوسری نئی مجلس وضع قانون۔ پھر مؤخر الذکر میں متعدد ارکان کا اضافہ کیا گیا۔ غرض اس قانون کے وضع کرنے کے وقت حکومت برطانیہ ہند کی حکمت عملی اُسی کے الفاظ میں یہ تھی ”آؤ۔ ہم دیکھیں کہ ہمارے اپنے انتخاب کئے ہوئے ہندوستانی ہمارے قوانین کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ نیز وہ اپنے ملک کی رائے عامہ اور ضروریات عامہ کی ترجمانی کا حق کیونکر ادا کرتے ہیں۔“ یہاں غور کرنے کے بعد نشو و نمائے آئین ہند کا طالب علم دیکھتا ہے۔ کہ کس طرح مدبرین برطانیہ عہد بہ عہد اور درجہ بدرجہ اپنے ہاں کے سیاسی اور انتظامی اور قانونی اصولوں کو ہندوستان میں رائج کرتے رہے ہیں۔ مگر کس طرح پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں۔ ترقی ضرور ہوتی رہی۔ گو بعض کی نظروں میں اس کی رفتار سست قرار پائے۔

(۹) قانون حکومت ہند ۱۸۹۲ء منتخب نمائندگان ہند کا تقرر

یہ قانون جو لارڈ لینسڈون کے عہد میں پارلیمنٹ نے وضع کیا۔ حکومت ہند میں ایک خالص جمہوری اصول کی بنیاد ڈالتا ہے۔ کیونکہ پچھلے تیس سال کے عرصے میں یہی فیصلہ ہوا تھا۔ کہ ہندوستانیوں کو مجالس قوانین میں شامل کرتے وقت خود گورنمنٹ نامزد کرے۔ لیکن اب یہ قرار پایا کہ نامزد ہندوستانیوں کے علاوہ چند ایسے ہندوستانی بھی اِن مجلسوں میں لئے جائیں جنھیں خود اہل ہند انتخاب کریں۔ گویا حکومت کی جدید حکمت عملی یہ ٹھہری ”آؤ۔ ہم دیکھیں کہ اہل ہند کے اپنے انتخاب

کئے ہوئے ہندوستانی ہمارے قوانین کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ چنانچہ نئے قانون کے مطابق چار قسم کی جماعتوں کو اپنے نمائندے انتخاب کرنے کا حق دیا گیا۔ (۱) ایوانہائے تجارت۔ (۲) یونیورسٹیاں۔ (۳) بڑے بڑے زمیندار اور (۴) میونسپلٹیاں۔ اس سے گورنمنٹ کی آزاد خیالی اور اصول حریت پر عمل کیا گیا۔ اور آئینی نشوونما میں زبردست امداد ملی ✦

(۱۰) اصلاحات مارلے ومنٹو ۱۹۰۹ء

ان اصلاحات کے رو سے نیابتی ادارات کی توسیع کے لئے ایک اور معقول قدم اٹھایا گیا۔ اور اس طرح حکومت برطانیہ نے کامل طور پر اس حقیقت کا اظہار کر دیا۔ کہ مجالس قانون کے ضمن میں ہم انتخابی نمائندگی کا اصول تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ مرکزی یا شہنشاہی مجلس مقننہ کے ارکان میں اضافہ کیا گیا۔ اس کونسل میں ایک تو وائسرائے کی مجلس منتظمہ کے سب ارکان ہوتے تھے۔ دوسرے اب ساٹھ ممبر اور لیئے تجویز ہوئے۔ جن میں سے ستائیس انتخاب کے ذریعے سے لئے جانے لگے۔ اسی طرح صوبجاتی قانونی کونسلوں کو بھی وسعت دی گئی۔ اور ان کے لئے زیادہ سے زیادہ پچاس ارکان فی کونسل قرار پائے۔ مگر سب سے بڑی بات یہ ہوئی۔ کہ صوبوں کی ان کونسلوں میں حکومت نے سرکاری ارکان کی اکثریت سے ہاتھ اٹھایا۔ قانونی کونسلوں کی تشکیل کے ساتھ ہی وائسرائے اور صوبوں کی مجالس منتظمہ میں ایک ایک ہندوستانی ممبر مقرر کیا گیا۔ رہے اختیارات۔ ان کے سلسلے میں قانونی کونسلوں کو حق دیا گیا۔ کہ اہم ملکی و انتظامی معاملات کے متعلق کونسل میں قرار دادیں پیش کریں۔ اور کثرت رائے سے منظور کرائیں۔ مگر حکومت منتظمہ ان پر ضرور عمل کرنے کی پابند نہ ہوگی۔ نیز یہ اختیار دیا گیا۔ کہ کاروبار حکومت کے متعلق رکن حکومت سے سوال کر کے جواب طلب کریں۔ اور سوالات کے ذریعے سے اصولاً و معناً حکومت سے سفارش کریں یا اس پر زور دیں کہ فلاں کام اس طرح یا اس طرح کرنا لازم ہے۔ بہر حال اب صوبوں میں نہ صرف انتخابی نمائندگی کا اصول عمل پذیر ہوا۔ بلکہ منتخب ہندوستانی نمائندوں کو سرکاری ارکان کی نسبت اکثریت حاصل ہوگئی ✦

(۱۱) اصلاحات مانٹیگو چیمسفورڈ اور قانون حکومت ہند ۱۹۱۹ء

اب ہم اس دور میں قدم رکھتے ہیں۔ جب مذکورہ اصولوں کو بہت بڑی وسعت دی گئی۔ وائسرائے کو دو قانونی مجلسیں دی گئیں۔ اور دونوں میں غالب اکثریت منتخب نمائندگان ہند کی ہوگئی۔ نیز اسی طرح صوبجاتی کونسلوں میں بھی انتخابی عنصر نے غلبہ پا لیا۔ یہ سب کچھ قانون مندرجہ عنوان کے ذریعے سے قرار پایا۔ اور آغاز ۱۹۲۱ء سے اس کا اجرا ہوا۔ آج ۱۹۳۶ء تک اس پر عمل ہوتا رہا

اور ہو رہا ہے۔ البتہ ۱۹۳۶ء کے آغاز میں غالباً اس سے بھی وسیع تر اختیارات ہندوستانیوں کو مل جائیں گے۔

قانون ۱۹۲۱ء جس کے نفاذ نے آج اپنی عمر کے پندرھویں برس میں قدم رکھا ہے۔ اور جو اس وقت ہندوستان کے سیاسی و انتظامی معاملات میں جاری و ساری ہے۔ نسبتاً مفصل بیان کا تقاضا کرتا ہے۔ مگر ہم اس کی صرف اجمالی کیفیت پر اکتفا کرتے ہیں۔ کہ اس کے عمل و دخل کے دوران میں کیا کیا نتائج مترتب ہوئے۔ اور انہوں نے آئندہ کے لئے کس طرح آئینی نشوونما کی رفتار تیز کر دی۔

جدید اصلاحات کے اسباب منٹو اور مارلے کی آئینی اصلاحات کے وقت جو قانونِ حکومتِ ہند ۱۹۰۹ء کے رو سے ۱۹۱۲ء میں نافذ ہوئیں۔ آئین و دستورِ ہند میں جمہوریت و حریت کے اصولوں کے مطابق ہندوستان کا مطالبہ روز بروز قوی سے قوی تر ہوتا رہا۔ اور اسی ضمن میں نظامِ حکومت میں ہندوستانی عنصر کی معقول شمولیت کا تقاضا بھی جاری رہا۔ سیاسی بیداری اور تعلیمی ترقی اور ہندوستان کی منظم سیاسی جماعتوں مثلاً آل انڈیا مسلم لیگ اور انڈین نیشنل کانگرس نیز دیگر سیاسی اور غیر سیاسی جماعتوں کی کوششوں سے اگر ایک طرف تشکیل قومیت بھی ترقی پذیر رہی تو دوسری طرف فرقہ وار تحفظِ تہذیب و حقوقِ مخصوص کے لئے جدوجہد بھی پوری طرح جاری رہی۔ اور اخبارات کی بڑھتی ہوئی تعداد اور اُن کی روزافزوں اشاعت نے اپنی جگہ سیاسی مطالبات کی تائید میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دئے۔

مسٹر ایل۔ پی۔ رش بروک ولیمز سی۔ بی۔ ای۔ (Mr. L. P. Rushbrook Williams C. B. E.) مشہور ماہر اقتصادیات و سیاسیات ہند جو مدت تک حکومت کے مرکزی محکمۂ اطلاعات کے ناظم اعلیٰ رہے ہیں اس تحریک اصلاحات کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ "سنہ ۱۹۰۹ء ہی سے بحر سیاسیات ہند میں ایک بڑھتی اور ابھرتی ہوئی لہر کی کیفیت پیدا ہونے لگی تھی۔ جس کی خصوصیت بے چینی تھی۔ یہاں تک کہ جب مزعومہ اصلاح میں دیر ہونے لگی۔ تو بے چینی نے مایوسی کی صورت اختیار کر لی۔ پھر سنہ ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم چھڑ گئی۔ تو اُس نے اطراف و اکنافِ عالم میں "قومیت" کے نصب العین کو بلند تر کر دیا۔ اور ہندوستان میں بھی قومیت کی نئی روح پھونک دی۔ ادھر جنگ میں ہندوستانیوں نے مال و جان کے ایثار سے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔ تو قدرتاً انھیں اِس کے انعام کی بھی توقع بڑھنے لگی چنانچہ حکومت برطانیہ نے اِس امر کا احساس کیا۔ کہ ہندوستانیوں کو آئینی لحاظ سے حکومت

ہندمیں شامل کرنا لازم ہے۔ اور نظام حکومت میں انھیں پہلے سے بڑھ کر اور نہایت معقول حصّہ دینا ضروری ہے +

وزیر ہند کا اعلان | اس احساس کو جامۂ عمل پہنانے کے لئے وزیر ہند مسٹر مانٹیگو نے ۱۷۔ اگست ۱۹۱۷ئہ کو جب جنگ پوری شدت سے جاری تھی۔ دار العوام میں اعلان کیا۔ کہ حکومت برطانیہ اور حکومت برطانیۂ ہند دونوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو۔ ایسا معقول اقدام کیا جائے۔ جس سے ہندوستان میں حکومت خود اختیاری کے ادارات کی نشوونما بتدریج ہوتی رہے۔ اس کا مقصد یہ ہو۔ کہ انجام کار ہندوستان میں ذمہ دارانہ حکومت قائم ہو جائے۔ نیز آغاز کار سے حصول مدعا تک جو مدت صرف ہو۔ اس میں روز بروز بڑھ بڑھ کر کوشش کی جائے۔ اس طرح ہندوستان سلطنت برطانیہ میں شامل رہ کر اس کا جزو اہم متصوّر ہو +

ہندوستان میں وزیر ہند کا دورہ | اس اعلان کے بعد وزیر ہند یہاں تشریف لائے اور وائسرائے کے ہمراہ ملک کے تمام حصّوں میں دورہ کیا۔ جس کے دوران میں انھوں نے مختلف فرقوں اور جماعتوں کے نمائندوں کے ساتھ مسئلۂ اصلاحات پر تبادلۂ خیالات کیا۔ اس کے بعد وزیر ہند اور وائسرائے نے ایک رپورٹ مرتب کر کے پارلیمنٹ میں پیش کی۔ اور اس میں اصلاحات کے متعلق اپنی سفارشات درج کیں۔ جنکی بنا پر پارلیمنٹ نے قانون حکومت ہند ۱۹۱۹ئہ وضع کیا۔ ملک معظم نے اپنی شاہی منظوری سے اس پر مہر تصدیق ثبت کی۔ اور ۲۵۔ دسمبر ۱۹۱۹ئہ کو ایک اعلان شاہی صادر فرمایا۔ جو پہلے ابواب میں آچکا ہے۔

جدید آئینی اصلاحات کے امتیازات خصوصی | قانون مذکور نے آغاز ۱۹۲۱ئہ سے نفاذ پایا۔ ہم نہایت اختصار کے ساتھ اس کے اہم امتیازات لکھتے اور اس سے پہلے جو دستور و آئین حکومت رائج تھا۔ اس سے مقابلہ کرتے ہیں :۔

(۱) مقامی حکومت:۔ لارڈ رپن کے عہد میں ہندوستان کو میونسپلٹیوں اور مجالس اضلاع کے قائم کرنے کا اختیار مل گیا تھا۔ مگر ان میں ایک بڑی تعداد حکومت کے نامزد کردہ ارکان کی ہوا کرتی تھی۔ ۱۹۲۱ئہ سے اِن ارکان کی غالب اکثریت کو عام رائے دہندے بذریعۂ انتخاب اپنے نمائندوں کے طور پر مقرر کرتے ہیں +

(۲) صوبجاتی حکومتوں میں اصلاح:۔ ۱۹۲۱ئہ سے پہلے صوبجات ہند کی حکومت دو قسم کی ہوتی تھی۔ (ا) مثلاً بمبئی جیسے بڑے صوبوں کا حاکم اعلیٰ گورنر ہوتا تھا۔ اور اس کی دو کونسلیں ایگزیکٹو (منتظمہ) اور لیجسلیٹو (قانونی) ہوتی تھیں۔ اور گورنر مع مجلس منتظمہ حکومت کا کام

گروپ آنریبل ممبران کونسل آف سٹیٹ



استادہ صف آخر - آنریبل رائے بہادر لالہ ... کشن - آنریبل مسٹر ایس سی گھوش مولک - آنریبل پنڈت پی این سپرو - آنریبل رائے صاحب پنڈت گوکرن ناتھ -

صف ثانی - آنریبل مسٹر ڈی جی مچل - آنریبل مسٹر ایف ڈبلیو سٹیورٹ - آنریبل مسٹر گلیڈسٹون - آنریبل مسٹر گوس - آنریبل سر رمن - آنریبل مسٹر شانتی داس -
آنریبل مسٹر لیپ - آنریبل مسٹر ہیث - آنریبل مسٹر ایمنس - آنریبل میجر جنرل سپراہمن - آنریبل مسٹر محمد سالی - آنریبل مسٹر ڈی اے سٹیوارٹ -
آنریبل مسٹر سپنس -

صف اول - آنریبل سر محمد یعقوب خان - آنریبل راجہ غضنفر علی خان - آنریبل سردار صاحب سیٹھ سلیمان قاسم حاجی میٹھا - آنریبل خان بہادر سید عبد الحفیظ - آنریبل مسٹر ...
آنریبل نواب بہادر خواجہ حبیب اللہ - آنریبل خان بہادر ڈاکٹر سر ... - آنریبل مسٹر جگدیش چندر بینرجی - آنریبل سردار ... راجہ پنڈت -
آنریبل دیوان بہادر ... - آنریبل سردار بوٹا سنگھ - آنریبل مسٹر پی سی ڈی چاری - آنریبل خان بہادر ... حسین - آنریبل رائے بہادر ...
... - آنریبل کنور ... - آنریبل مسٹر ... نیڈو - آنریبل ... - آنریبل مہاراجہ جگدیش ناتھ رے آف دیناجپور -
آنریبل ... پرشاد سنگھ -

نشست - آنریبل سر ڈیوڈ دیوا داس - آنریبل مسٹر محمود سہروردی - آنریبل راجہ چرن جیت سنگھ - آنریبل سید محمد پادشاہ - آنریبل سر فیروز سی سیٹھنا - آنریبل مسٹر
... - آنریبل مسٹر ... - آنریبل خان بہادر میاں ... حسین - آنریبل سر ... - ... پریذیڈنٹ
ہز ایکسیلنسی سر ... - آنریبل رائے بہادر ... - آنریبل نواب سر محمد ... خان - آنریبل مسٹر ... سری ...
... - آنریبل نواب ملک محمد حیات خان ٹوانہ - آنریبل مہاراجہ ... آف دربھنگہ - آنریبل دیوان بہادر ... -
آنریبل ... -

قانونی کونسل کے وضع کردہ قوانین کے مطابق کرتے تھے۔ (ب) دوسرے درجے کے صوبوں مثلاً پنجاب کا حاکم اعلیٰ ایک لفٹنٹ گورنر ہوتا تھا۔ وہ خود ہی ناظم اعلیٰ تھا۔ اور مجلس منتظمہ اُس کے لئے نہ ہوتی تھی۔ مگر وہ بھی اپنی قانونی کونسل کے وضع کردہ قوانین کے مطابق حکومت کرتا تھا۔ ۱۹۲۱ء سے تمام صوبوں کے حاکم اعلیٰ گورنر کہلاتے ہیں۔ سب کو مجلس منتظمہ دی گئی ہے۔ اور قانونی کونسل بھی۔ مگر مؤخرالذکر کو بڑی وسعت دی گئی ہے +

(۳) ارکان کی نامزدگی اور انتخاب :۔ ۱۹۲۱ء سے پہلے قانونی کونسلوں کے تمام ارکان چاہیے۔ ایوانہائے تجارت۔ میونسپلٹیوں۔ یونیورسٹیوں اور زمینداروں کی جماعتوں کی سفارشات ہی پر لئے جائیں۔ سب حکومت ہی نامزد کرتی تھی۔ ۱۹۲۱ء سے اس طریق میں انقلاب آیا۔ توسیع یافتہ کونسلوں میں ستر فی صدی ارکان بذریعۂ انتخاب عامہ اور بطور نمائندگان رعایا لئے جانے لگے۔ اور مختلف فرقوں اور بعض خاص اداروں کے لئے نشستوں کی تعداد مقرر کی گئی +

(۴) صدر کونسل :۔ ۱۹۲۱ء سے پہلے قانونی کونسلوں کا صدر خود گورنر یا لفٹنٹ گورنر ہوتا تھا۔ جدید اصلاحات نے قرار دیا کہ صدر کو بھی کونسل کے ارکان کی اکثریت انتخاب کرے اور گورنر اس کی منظوری دے دے۔ جیسا کہ دارالعوام برطانیہ میں سپیکر (Speaker) یعنی صدر کو خود ارکان چنتے ہیں اور شاہ برطانیہ سے منظوری لی جاتی ہے +

(۵) کونسلوں کے اختیارات :۔ ۱۹۲۱ء سے پہلے قانونی کونسلیں محض مجالس مشاورت تھیں۔ انھیں کسی محکمے پر اختیار حاصل نہ تھا۔ مگر جدید کونسلوں کو بعض محکموں پر جنھیں "محکمہ ہائے منتقلہ" کہتے ہیں۔ کامل اختیار دے دیا گیا ہے۔ اور دیگر محکمے جو "محکمہ ہائے محفوظہ" کہلاتے ہیں۔ ان کے کام کی نکتہ چینی کرنے اور بہتر انتظام کے لئے سفارش کرنے کا حق حاصل ہو گیا ہے +

(۶) منتخب ارکان کے اختیارات :۔ منتقلہ محکموں میں سے اہم ترین یہ ہیں تعلیم، مقامی حکومت خود اختیاری کی نگرانی وغیرہ۔ صنعت وحرفت اور زراعت کی ترقی وغیرہ (مگر اس میں مالیانہ کی وصولی شامل نہیں) یہ محکمے وزیروں کے ماتحت کئے گئے۔ اور وزیروں کے تقرر کے لئے لازم کیا گیا۔ کہ گورنر انھیں قانونی کونسل کے منتخب ارکان میں سے چنے۔ پھر یہ وزیر اپنے محکمے کی کارگزاریوں کے متعلق کونسل کے سامنے جواب دہ ہیں۔ کونسل چاہے تو کثرت رائے سے ان کے برخاست کرنے کی سفارش کر دے۔ جس کا منظور کرنا گورنر پر لازم ہے۔ یہ وزیر براہ راست گورنر کے ماتحت ہوتے ہیں +

(۷) محفوظ محکمے :- یہ گورنر کی مجلس منتظمہ کے دو ممبروں کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اور وہ ان کے متعلق کونسل کے سامنے ذمہ دار نہیں۔ مگر ان دو میں سے ایک ممبر کا ہندوستانی ہونا ضروری ہے ×

(۸) صوبجاتی حکومتوں میں کیبنٹ یا کابینہ :- اس کی حقیقت سمجھنا لازم ہے۔ عام (نہ کہ قانونی اور آئینی) اصطلاح کے مطابق گورنر کے ماتحت تمام بڑے محکموں کے افسر یعنی (۱) ایگزیکٹو کونسل کے دو ممبر اور (ب) وزرا۔ ایک ایسی مجلس یا جماعت بناتے ہیں۔ جسے کابینہ کہا جاتا ہے۔ ورنہ اصل میں ہر وزیر جدا جدا اور مجلس منتظمہ الگ اپنے محکموں کے متعلق گورنر کے ماتحت ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ یہ حکومت دوگانہ یا ڈائیارکی (Dyarchy) کہلاتی ہے۔ غرض مذکورہ بیان سے ثابت ہو گیا۔ کہ جدید اصلاحات سے آئین میں انقلاب آیا اور ہندوستانیوں کے اختیارات نے بہت وسعت پائی۔ وزرا کی تعداد مختلف صوبوں کی وسعت کے لحاظ سے ایک دو یا تین ہو سکتی ہے ×

مرکزی حکومت میں اصلاح | وائسرائے اور اس کی مجالس کے اختیارات میں بھی انقلابی تبدیلیاں کی گئیں۔ صوبوں کی طرح یہاں بھی ایک قانونی اور دوسری انتظامی کونسل ہوا کرتی تھی مؤخرالذکر میں سپہ سالار افواج ہند کے علاوہ چھ ارکان ہوتے تھے۔ جن میں سے عموماً صرف ایک ہندوستانی ہوتا تھا۔ اب ہندوستانیوں کی تعداد تین تک بڑھا دی گئی ہے۔ قانونی کونسل میں اس سے پہلے اڑسٹھ ارکان ہوتے تھے۔ ان میں اکثریت سرکاری ممبروں کی ہوتی تھی۔ اور اقلیت بھی کچھ تو حکومت کے اپنے نامزدہ ممبروں اور کچھ مختلف اداروں کی سفارشوں سے نامزد کردہ لوگوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ مگر اب قانونی کونسلیں دو ہیں۔ اور برطانی پارلیمنٹ کی طرز پر وہاں کے ایوان بالا (دارالامرا) کے تتبع میں کونسل آف سٹیٹ (شاہی کونسل) بنائی گئی ہے۔ اور ایوان زیریں (دارالعوام) کے مطابق لیجسلیٹو اسمبلی کی تشکیل کی گئی ہے۔ شاہی کونسل کے ساٹھ ارکان ہیں۔ اور لازم ہے کہ ان میں صرف اکیس سرکاری ممبر ہوں۔ تینتیس کو خاص رائے دہندے خود انتخاب کریں۔ اور چھ ممبروں کو حکومت غیر سرکاری لوگوں میں سے نامزد کرے۔ اسمبلی کے ارکان ایک سو چوالیس ہیں۔ ان میں سے ایک سو تین کو رائے دہندے منتخب کرتے ہیں۔ باقی اکتالیس میں سے صرف چھبیس سرکاری ممبر ہوتے ہیں۔ اور پندرہ کو غیر سرکاری سرکردہ لوگوں میں سے حکومت نامزد کرتی ہے۔ آج کل دونوں کے صدر کو ان مجلسوں کے ارکان خود انتخاب کرتے ہیں ×

مجالس قانونی کے اختیارات | ہر قانون پہلے اسمبلی میں۔ پھر شاہی کونسل میں پیش ہو کر وضع کیا جاتا

ہے۔ مگر خاص حالتوں میں گورنر جنرل کو اختیار ہے۔ کہ وضع کردہ قانون کے نفاذ کی منظوری نہ دے۔ اور اسی طرح اہم ترین حالات میں مثلاً قیام امن وامان کے لئے کوئی ہنگامی قانون یا آرڈی نینس (Ordinance) محض اپنے ذاتی اختیارات سے جاری کر دے۔ مالیات جو سارے نظامِ حکومت کی جان ہے۔ اِس کے متعلق ہر سال وائسرائے کی مجلس منتظمہ کا رُکن مالیات ایک بیان اسمبلی اور شاہی کونسل میں پیش کرتا ہے۔ جو میزانیہ یا بجٹ کہلاتا ہے دونوں مجلسوں کو اختیار ہے۔ کہ آمدوخرچ کی کسی مد کو نامنظور کر دیں۔ عام طور پر وائسرائے اور مجلس منتظمہ ایسی نامنظوری کو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر خاص حالتوں میں وائسرائے کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہے عمل کرے +

دونوں مجلسوں کے ارکان کو حق حاصل ہے۔ کہ (۱) قراردادیں منظور کر کے حکومت سے سفارش کریں۔ کہ فلاں کام اس طرح ہونا چاہیئے۔ اور (ب) سوالات کر کے حکومت کے کام پر نکتہ چینی اور اصلاح کی سفارش کریں۔ بالعموم ان پر عمل کیا جاتا ہے۔ مگر وائسرائے قانوناً اس کا پابند نہیں۔ غرض جدید اصلاحات کے رو سے جنھیں رائج ہوئے آج چودہ سال ہوتے ہیں۔ ہندوستانیوں کو جمہوریت وحُرّیت کے نقطۂ نگاہ سے ایک معقول حد تک اختیارات حاصل ہو گئے اور اِس عرصے میں نظامِ حکومت میں بھی انھیں بیش از بیش عہدے ملتے رہے ہیں +

ایوانِ والیانِ ہند۔ ۱۹۲۱ء سے پہلے ہندوستان کی ہر ریاست اپنے اندرونی معاملات میں خود مختار تھی (جیسا کہ اب بھی ہے) اور دوسری ریاستوں سے کوئی سروکار نہ رکھتی تھی۔ ۱۹۱۹ء کے قانون کے رو سے ایوانِ والیانِ ہند کا قیام عمل میں آیا۔ اِس سے غرض یہ ہے۔ کہ والیانِ ہند اپنے تمام مشترکہ معاملات میں ایک دوسرے سے مشورہ کریں۔ اور ترقی نظامِ حکومت میں ایک تعاون کار اختیار کریں۔ مگر ابھی ہمارے دیسی والیانِ ریاست اِن امور میں پوری مہارت نہیں رکھتے۔ چنانچہ گزشتہ چودہ برس میں ایوان مذکور کی متفقہ جدوجہد سے حکومتِ ہند نے ایک قانون تحفظ والیانِ ریاست وضع کیا۔ تاکہ برطانوی ہند کے مدیرانِ اخبارات اور نامہ نگار ریاستوں کے اندرونی معاملات پر بے جا نکتہ چینی نہ کر سکیں +

انڈیا کونسل۔ یہ وزیر ہند کی مجلس مشاورت ہے۔ پہلے اس میں کوئی ہندوستانی رکن نہ ہوتا تھا۔ ۱۹۰۷ء میں دو ہندوستانی شامل کئے گئے۔ ۱۹۱۷ء میں تین کر دیئے گئے۔ ۱۹۲۱ء سے ان کی تعداد چھ تک بڑھا دی گئی ہے۔ نیز اب وزیر ہند کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ حکومتِ ہند کے کاروبار میں بہت کم مداخلت کیا کریں۔ چنانچہ صرف اُن حالتوں میں کہ اِن دونوں

کے درمیان شدید اختلاف رائے پیدا ہو۔ وزیر ہند کی رائے غلبہ پاتی ہے۔ ۱۹۲۱ء سے پہلے وزیر ہند اور انڈیا کونسل کے تمام ملازمین کی تنخواہیں اور سب اخراجات خزانۂ ہند سے دیئے جاتے تھے۔ اب یہ بار خزانۂ برطانیہ پر ڈالا گیا ہے۔ جس طرح کابینۂ برطانیہ کے ہر وزیر اور وزیر نوآبادیات کے اخراجات برطانیہ ادا کرتا ہے۔

ہائی کمشنر برائے ہند جدید اصلاحات کے رو سے یہ نیا عہدہ قائم کیا گیا ہے۔ جس کا کام یہ ہے کہ تجارتی وصنعتی معاملات میں اور دونوں حکومتوں اور ملکوں کے باہمی لین دین۔ فی الجملہ مالیات کے ضمن میں حکومت ہند کے گماشتے کے طور پر کام کرے۔

ہندوستان کی پہلی پارلیمنٹ کا افتتاح یہ ہے مختصر کیفیت اصلاحات ۱۹۱۹ء کی۔ شہنشاہ معظم جارج پنجم نے اِن کی اہمیت مدنظر رکھکر ۱۹۲۱ء میں اپنے عم بزرگوار ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کناٹ کو ہندوستان بھیجا۔ انھوں نے دہلی میں ہندوستان کی پہلی پارلیمنٹ کا افتتاح کیا۔ اور شہنشاہ کا وہ پیغام سنایا۔ جس میں انھوں نے جدید اصلاحات کی کامیابی کی تمنا کا اظہار کرکے رعایا کو تاکید کی تھی۔ کہ انھیں کامیاب بنائیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ ہندوستانیوں نے گذشتہ چودہ سال میں یہ قابل قدر کامیابی حاصل کی۔ یہاں تک کہ اجرائے اصلاحات کے وقت برطانی پارلیمنٹ نے جو وعدہ کیا تھا۔ کہ دس سال کے بعد اس امر پر از سر نو غور کیا جائیگا۔ کہ کب اور کس قدر مزید اصلاحات دی جاسکتی ہیں۔ ہندوستانیوں نے اپنی کارگزاریوں سے ثابت کردیا۔ کہ اُس وعدے کا ایفا ہونا چاہئے اور حکومتِ ہند۔ حکومت برطانیہ اور پارلیمنٹ نے بھی مزید اصلاحات کے مطالبے کو جائز قرار دیتے ہوئے فیصلہ کیا۔ کہ اصلاحاتِ ۱۹۲۱ء سے وسیع تر و بلند تر اصلاحات دی جائیں۔ جن کا عمل ودخل عنقریب ۳۷-۱۹۳۶ء میں ہو جائیگا۔ اب ہم آنے والی اصلاحات کے اسباب۔ ان کے متعلق دیگر واقعات۔ ہندوستان اور برطانیہ میں مباحثات۔ اُن کے نتائج اور فوری توقعات کا مختصر ذکر کرکے آئینی اصلاحات کا باب ختم کریں گے۔

سائیمن کمیشن کی رپورٹ ۱۹۳۰ء اصلاحات ۱۹۲۱ء کے دہ سالہ عمل سے پہلے ہی برطانی پارلیمنٹ نے ۱۹۲۷ء میں ایک قابل قانون دان انگریز سر جان سائیمن کی سرکردگی میں ایک کمیشن بغرض تحقیقاتِ اصلاحات مقرر کیا۔ جس کے ممبر سب انگریز تھے۔ لیکن کانگرس نے اس کمیشن کا بائیکاٹ کردیا۔ کیونکہ اِس میں دیسیوں کو بطور ممبروں کے شامل نہیں کیا گیا تھا۔ جس پر گورنمنٹ نے ہر صوبے کے ارکان کونسل میں سے ایک ایک کمیٹی اُس کمیشن کے ساتھ ملکر کام کرنے کے لئے بنادی۔ جو اصل کمیشن کے ساتھ تمام ملک میں دورہ کرتی۔ شہادتیں لیتی

اور سوالات کرتی رہی۔ آخر اُن میں سے ہر دیسی کمیٹی نے اپنی اپنی رپورٹ لکھ کر کمیشن میں داخل کر دی۔ اور کمیشن نے پورے غور و خوض کے بعد اپنی رپورٹ سنہ ۱۹۳۰ء میں پارلیمنٹ میں پیش کر دی ٭

مذکورہ رپورٹ کے متعلق اور اُس سے پیدا ہونے والے نتائج کی تحریر کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ مگر مسٹر رش بروک ولیمز نے اِس دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ ہم موصوف کی ایک تازہ ترین تحریر سے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں جو اِس رپورٹ سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے۔ کہ (۱) صوبوں کی دوگانہ حکومت میں بعض کمزوریاں تھیں۔ (۲) عامہ خلائق مزید اصلاحات کے لئے بے چین ہو رہی ہے۔ اور دوگانہ حکومت کو دور کر کے صوبوں میں محض وزراء کو تمام محکموں کا مختار بنانا چاہتی ہے اِس طرح مرکزی حکومت میں بھی ہندوستانیوں کے اختیارات میں اضافے کی طلبگار ہے۔ (۳) مذکورہ رپورٹ نے ہندوستانی ریاستوں کی ہستی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اُن مسائل کو واضح کیا۔ جو اِن کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں۔ اصلاحات ۱۹۱۹ء نے انھیں نظر انداز کر دیا تھا۔ اِس لئے لازم ہوا کہ جدید ترین اصلاحات میں اِس خامی کو دُور کر دیا جائے۔ اور ہندوستان کے مستقبل کی جو تصویر ۱۹۱۹ء میں مسٹر مانٹیگو اور لارڈ چیمسفورڈ نے کھینچی تھی۔ اسے اب مکمل کیا جائے۔ اور ریاستیں بھی حکومتِ ہند کے اجزائے لاینفک بن جائیں۔ (۴) جنگِ عظیم کے بعد جب جنیوا کانفرنس میں بین الاقوامی لحاظ سے ہندوستان کی ایک جُدا اور ممیز ہستی تسلیم کی گئی۔ تو ہندوستانی مدبرین اور قائدین کے ذہن میں یہ تصور آیا۔ کہ آئندہ جب ہندوستان کے آئین و دستور میں تبدیلیاں کی جائیں تو (ا) نہ صرف آئینی نشو و نما اور دستور کے ارتقا میں ترقی کے اصولوں کو مدنظر رکھا جائے۔ بلکہ (ب) آئین و دستور کی تشکیل میں ہندوستانی مدبرین اور عمائد کو برطانوی مختارانِ کار کے ہمراہ برابر کا حصّہ دیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ ہندوستان کے اکابر صرف مشورہ دیں۔ اور اُن کی سفارشات کی عملی شنوائی نہ ہو۔ غرض گول میز کانفرنس منعقد کی جائے (یہاں عامۂ ہند پر جن کے مطالعے کے لئے یہ کتاب خصوصیت سے تحریر کی گئی ہے۔ واضح کیا جاتا ہے۔ کہ گول میز کانفرنس کی تہ میں یہ بات موجود ہے۔ کہ اِس مجلس کے ارکان ایک دوسرے کے ساتھ برابر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کوئی بڑا اور خواجہ نہیں۔ کوئی چھوٹا اور بندہ نہیں) ٭

(۵) ایسی کانفرنس منعقد کرنے کے بعد اور اِس کے مشورے اور سفارشات کے مطابق ایک ایسا آئین بنایا جائے۔ جو تمام و کمال ہندوستان پر حاوی ہو۔ پھر اِس آئین

کی بنیاد سہ گانہ ہو یعنی (۱) فیڈریشن (Federation) کا اصول۔ یا یوں کہئے کہ انفرادی مع اجتماعی حکومت کا اصول ہو۔ گویا انفرادی طور پر صوبے اور ریاستیں اپنے اندرونی معاملات میں کامل طور پر خود مختار ہوں۔ مگر معاملات مشترکہ میں اجتماعی طور پر کام کریں اور ایک مرکزی حکومت قائم کریں۔ جو اغراض مشترکہ پر مقتدر ہو۔ (ب) نیز یہ مرکزی حکومت ذمہ دار ہو۔ اور اصول جمہوریت کے مطابق اپنے تمام ارکان یا نمائندوں اور اس طرح اُن کے ذریعے سے رائے دہندوں کے سامنے جواب دہ ہو۔ (ج) اور ایک متحدہ ہند کے تصور ذہنی کے مطابق یا اُس کی مخالفت نہ کرتے ہوئے تمام صوبوں اور ریاستوں کو زیادہ سے زیادہ خود مختار بنا دے +

ہم سمجھتے ہیں۔ کہ جدید ترین اصلاحات میں مذکورہ اصولوں کی پابندی کی کوشش کی جائے گی۔ جیسا کہ مباحثات ہفت سالہ ۱۹۳۵ء - ۱۹۲۸ء سے ظاہر ہو رہا ہے +

گول میز کانفرنسوں کا انعقاد | سائمن کمیشن کی رپورٹ کے بعد ۱۹۳۰ء میں لندن میں پہلی گول میز کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں ہندوستان کے تمام فرقوں۔ طبقوں اور اہم سیاسی جماعتوں نے بجز کانگریس اور ریاستوں کے نمائندوں کے شرکت کی۔ کانفرنس کے پہلے اجلاس کا افتتاح ملک معظم نے خود فرما کر حاضرین کو بتا دیا کہ دنیا کی آئینی ترقی کی تاریخ میں یہ کانفرنس ہمیشہ یادگار رہے گی۔ کانفرنس کی صدارت وزیر اعظم برطانیہ مسٹر میکڈانلڈ کرتے رہے۔ اس وقت ہندوستان کے نمائندوں نے نہایت آزادی سے اپنے مطالبات پیش کئے۔ جن پر خوب بحث و تمحیص ہوئی۔ جنوری ۱۹۳۱ء میں کانفرنس ختم ہوئی۔ اور حسب ذیل اہم امور پر روشنی ڈالی گئی:۔

(۱) تمام نمائندوں نے صرف بعض عام اصولوں پر باہمی رضامندی کا اظہار کیا +

(ب) مرکزی حکومت کے لئے فیڈریشن کا طریق مقبول ہوا۔ خود والیان ہند اور دوسری ریاستوں کے وہ نمائندے جو کانفرنس میں شامل ہوئے تھے۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے خندہ پیشانی سے حکومت کی اجتماعی تجاویز کا خیر مقدم کیا۔ رہے برطانوی ہند کے ہندوستانی مدبرین۔ انہوں نے بھی جب دیکھا کہ اجتماعی حکومت کے بغیر مرکز پر ذمہ دارانہ حکومت کا ملنا ناممکن ہے۔ تو وہ بھی ادھر جھک گئے۔ برطانوی حکومت کے نمائندوں نے بھی یہ دیکھ کر کہ انجام کار ایک ایسی تجویز پیدا ہو گئی ہے۔ جسے بالعموم پسندیدہ نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ اجتماعی طرز پر صاد کر دیا +

(ج) قرار پایا کہ ضروری اعداد و شمار جمع کرنے اور ہندوستان میں مختلف جماعتوں

ریاستوں اور حکومت کے مابین سمجھوتے کی غرض سے مباحثات اور گفت و شنید کے لئے وقت درکار ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے۔ کہ قانون دان لوگ نئے دستور کا خاکہ کھینچیں۔ پس کانفرنس کسی فیصلے پر پہنچے بغیر ملتوی کر دی گئی۔ اس کے بعد دوسری کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا +

دوسری گول میز کانفرنس ۱۹۳۱ء جب پہلی کانفرنس کے نمائندے ہندوستان واپس آئے تو یہاں حالات بہت خراب ہو رہے تھے۔ تجارت گویا بند پڑی تھی۔ صوبجاتی اور مرکزی مالیات کا حال خستہ تھا۔ ایک طرف کانگرس نے سول نافرمانی جاری کر رکھی تھی۔ اور دوسری طرف بعض فتنہ پردازوں نے حکومت کے خلاف تشدد۔ اور بم پھینکنے۔ گولیاں چلانے۔ اور تشدد کی کارروائیوں کے اجراء اور کامیابی کے لئے ڈکیتی کے ذریعے سے روپیہ حاصل کرنے کا قابل نفرین وتیرہ اختیار کر رکھا تھا۔ جس سے پولیس پر ناقابل برداشت بوجھ پڑ رہا تھا۔ کانگرس کے اخبارات۔ اور پلیٹ فارموں سے یہی صدا بلند ہو رہی تھی۔ کہ گول میز کانفرنس محض ڈھکوسلا ہے۔ اور ہندوستان کے وہ مندوبین جنہوں نے اس میں شرکت کی ہے۔ اور آئندہ کریں گے۔ ملک اور قوم کے سچے نمائندے نہیں۔ اور ہم کانگرس والے اور خاص کر ہم میں سے وہ لوگ جو قید خانوں میں پڑے سڑ رہے ہیں۔ حقیقت میں قومی مندوبین ہونے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ غرض ان حالات میں وہ شے (ہندوستان کے لئے جدید ترین آئین کی تشکیل) جو انگلستان میں کانفرنس کے دوران میں آسان نظر آتی تھی۔ اب ایک مسئلہ لاینحل بن گئی +

اس وقت لارڈ اروِن ہندوستان کے گورنر جنرل تھے۔ انہوں نے نہایت صداقت دلی سے مسٹر گاندھی کے ساتھ سمجھوتا کرنے کی غرض سے گفت و شنید شروع کرنے میں عار نہ سمجھی۔ چنانچہ اس غرض کے لئے پہلے تو مسٹر گاندھی کو قید خانے سے رہا کیا۔ پھر اپنے پاس شملے بلایا۔ کئی روز گفتگو ہوتی۔ آخر قرار پایا کہ کانگرس سول نافرمانی کی مہم بند کر دے۔ البتہ پُرامن پکٹنگ (Picketing) چاہے تو جاری رکھے۔ اس کے مقابلے میں حکومت تمام سیاسی قیدیوں کو سوا اُن کے جنہوں نے تشدد کے جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔ رہا کر دے۔ اور مسٹر گاندھی کانگرس کے واحد نمائندے کی حیثیت سے دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کریں۔ تاکہ نئے آئین کی تشکیل میں کانگرس کی خواہشات بھی شامل ہو جائیں۔ غرض لارڈ اروِن نے نہایت نیک دلی سے ایک ایسا اقدام مصالحت کیا۔ جسے اکثر برطانوی مدبرین اور ہندوستانی غیر کانگرسی لوگوں نے لائق نفرین ٹھہرایا۔ البتہ

بالعموم ہندوستان میں اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہ کی گئی۔ اور بالخصوص گاندھی نے "رموز مملکت خویش خسروان دانند" کہکر خاموشی اختیار کئے رکھی۔ مگر افسوس ہے کہ لارڈ اروِن کی اِس نیک دلی کو کانگرس والوں نے حکومت کی کمزوری پر محمول کیا۔ چنانچہ تشدد کے قائد بھگت سنگھ کو سزائے موت ملنے پر جب کانگرسی ہندوؤں نے کانپور کے مسلمان دکانداروں کو ہڑتال کرنے پر مجبور کیا۔ تو ایک شدید و خونریز فرقہ وار بلوہ رونما ہوگیا۔ اور دوسری گول میز کانفرنس جو ۱۹۳۱ء میں منعقد ہوئی جس میں مسٹر گاندھی کانگرس کی طرف سے شامل ہوئے۔ ناکام رہی۔ اس وقت لارڈ اروِن کے بعد لارڈ ولنگڈن ہندوستان کے گورنر جنرل بن چکے تھے۔ نیز یہ وہ وقت تھا۔ کہ برطانیہ کی پارلیمنٹ اور کابینہ پر مزدور پارٹی کے بجائے قومی پارٹی کا قبضہ ہو چکا تھا۔ غرض حالات کا ڈھنگ بدل چکا تھا۔ پس دوسری کانفرنس کے اجلاس کے آغاز ہی میں بدنظمی اور اضطراب نظر آتا تھا۔ اور غیر فیصلہ کن نتائج ہی کی توقع کی جانے لگی تھی۔ غرض (۱) اس وقت سب سے پہلا حل طلب مسئلہ فرقہ وار حقوق کی تعیین کرنا تھا +

(۲) برطانیہ کی قدامت پسند پارٹی نے اِس امر پر اصرار کیا۔ کہ ہند کے آئین جدید میں بعض تحفظات ایسے رکھے جائیں۔ جن سے حکومت برطانیہ کا اثر و اقتدار قائم رہے۔ تحفظات کی حکمت عملی پر گو پہلی کانفرنس میں بھی صاد کیا گیا تھا۔ مگر اب شدت و قوت کے لحاظ سے اِن پر زیادہ اصرار کیا گیا۔ یہ سارا نتیجہ اِس حقیقت کا تھا۔ کہ ہندوستانی مندوبین آپس میں اتفاق نہ کرسکے۔ اور چاروناچار وزیر اعظم کو حالات حاضرہ کے مطابق فیصلہ کرنا پڑا +

(۳) اِس مرتبہ والیان ہند نے فیڈریشن میں شامل ہونے کے لئے پہلی سی سرگرمی نہ دکھائی۔

(۴) مسٹر گاندھی کے اِس اصرار نے کہ کانگرس ہی ملک کی غالب اکثریت کی نمائندہ ہے۔ اقلیتوں کی ہمدردی کھودی۔ چنانچہ مؤخر الذکر نے باہم سمجھوتا کرلیا۔ پھر جملہ مندوبین نے متفق ہوکر فرقہ وار مسئلے حل کے لئے وزیر اعظم برطانیہ کو مختار و ثالث بنادیا۔ کیونکہ اس وقت صاف نظر آرہا تھا۔ کہ جب تک یہ مسئلہ حل نہ ہو جائے گا۔ کہ جدید آئین حکومت میں مختلف فرقوں کے مخصوص حقوق کیا ہوں گے۔ کسی آئین کی بھی تشکیل ناممکن ہے۔ غرض مسئلۂ مذکور وزیر اعظم کے حوالے کرکے اور باقی اصلی آئینی معاملات کے فیصلے کو معرض التوا میں ڈال کر مسٹر گاندھی اور دیگر مندوبین ہند واپس آگئے۔ اور یہ کانفرنس بھی بے نتیجہ رہی +



مسٹر ریمزے میکڈانلڈ ہاؤس اوف لارڈز میں ہندوستانی مندوبین کی تقاریر سن رہے ہیں

تیسری گول میز کانفرنس ۱۹۳۲ء

جن دنوں لندن میں دوسری کانفرنس ہو رہی تھی۔ اِدھر ہندوستان میں تو ایک طرح کانگرس اور حکومت کے مابین ہنگامی صلح کا زمانہ تھا۔ مگر حقیقت میں کانگرس نے اس فرصت کو غنیمت جانا۔ اور درون پردہ اور قدرے بیرون پردہ حکومت کے خلاف اپنی مہم کی تیاری جاری رکھی۔ کانگرس کے رہبر تھے کہ اروِن اور گاندھی کے سمجھوتے سے پہلے کا زمانہ واپس لانا چاہتے تھے۔ جب مسٹر گاندھی واپس آئے۔ تو دیکھا کہ ایک طوفان بے تمیزی برپا ہے۔ کانگرس کی مذکورہ سرگرمیوں نے حکومت کو بھی جوابی کارروائیوں پر مجبور کر رکھا ہے۔ اور ایک پارٹی کی طرف سے سِول نافرمانی اور دوسری کی جانب سے اسے بجبر دبانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ اس پر مسٹر گاندھی نے وائسرائے سے ملاقات کرنی چاہی۔ لیکن اب لارڈ اروِن گورنر جنرل نہ تھے۔ زمام حکومت لارڈ ولنگڈن کے ہاتھوں میں آچکی تھی۔ جو لارڈ اروِن کی نیک دلی کے نتائج دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے کہا کہ بسم اللہ آئیے۔ ملاقات کیجئے۔ مگر پہلے سِول نافرمانی کو وہیں چھوڑ آئیے۔ مسٹر گاندھی نے یہ قبول نہ کیا۔ جس سے قدرتی طور پر قانون شکنی نے زور پکڑ لیا۔ چنانچہ لارڈ ولنگڈن کو اس کے بغیر چارۂ کار نظر نہ آیا۔ کہ مسٹر گاندھی کو گرفتار کریں۔ یہ ۱۹۳۲ء کے اوائل ایام کا واقعہ ہے۔ اب ایک طویل خاموشی کا وقت آگیا۔ جس کا کچھ تو یہ سبب تھا۔ کہ حکومت نے کانگرسیوں کی قانون شکنی کو سختی سے دبانے کی حکمتِ عملی اختیار کر لی۔ اور کچھ اِس وجہ سے کہ کانگرس کے وسائل مخالفت کا تقریباً خاتمہ ہو گیا تھا۔ بلکہ ناکامی کے سبب سرگرمی بھی رخصت ہو گئی تھی۔ لیکن حکومتِ برطانیہ اور حکومتِ ہند نے آئینی اصلاح اور ترقی کے کام کو برابر جاری رکھا۔ حکومتِ برطانیہ نے تین تحقیقاتی جماعتیں ہندوستان بھیجیں۔ تاکہ آئینِ جدید کے متعلق رائے دہندوں کی حیثیت وغیرہ کی چھان بین کریں۔ اور بتائیں کہ کن کن طبقوں کو حق رائے دہندگی دیا جانا چاہئے۔ نیز یہ کہ ریاستوں کی شمولیت کے متعلق تحقیقات کریں۔ انہوں نے اپنی رپورٹیں مرتب کر کے واپسی کی راہ لی۔ اور امور متعلقہ کے لئے حکومت برطانیہ کی خدمت میں سفارشات پیش کر دیں ⁕

اِس کے بعد وزیر اعظم برطانیہ نے اپنے "فرقہ وار فیصلے" کا اعلان کر دیا۔ جسے ہندوؤں نے سخت ناپسند کیا۔ کیونکہ اِس میں مسلمانوں۔ ہندوستان کے یورپین باشندوں۔ اچھوتوں۔ اور دیگر اقلیتوں کے ساتھ انصاف روا رکھ کر جداگانہ نیابت کا اصول تسلیم کر لیا گیا تھا۔ اس کے شائع ہوتے پر مسٹر گاندھی نے فاقہ کشی شروع کر کے مر جانے کی دھمکی دی۔ اور اِس طریق جبر کے ذریعے سے اچھوتوں کو ہندوؤں میں شامل رہنے اور الگ

فرقہ نہ بننے پر آمادہ کر لیا +

اب تیسری گول میز کانفرنس ہوئی۔ جس میں پہلی کانفرنسوں کی نسبت کم تعداد کے ہندوستانی شامل ہوئے۔ سب نے جدید آئین کے مباحثات میں خوب حصہ لیا۔ اور متعدد امور برطانوی مدبرین کے ساتھ طے کئے۔ واپسی کے وقت ہندوستانی مدبرین نے ایک متفقہ یادداشت تحریر کر کے حکومت برطانیہ کے حوالے کی۔ اور اس میں ہندوستان کے اقل آئینی مطالبات درج کر دیئے +

قرطاس ابیض اس کے بعد مارچ ۱۹۳۳ء میں حکومت برطانیہ نے قرطاس ابیض شائع کیا۔ جس میں اس نے سائمن کمیشن اور تینوں گول میز کانفرنسوں کے مباحثات کی کیفیت مجملاً بیان کر دی۔ اور مجوزہ اصلاح یافتہ آئین کے متعلق اپنی حکمت عملی کی تشریح کی۔ نیز اعلان کیا۔ کہ قرطاس ابیض میں درج کئے ہوئے قواعد اور وزیر اعظم کا فرقہ وار فیصلہ وہ بنیاد ہوں گے۔ جس پر آئین دستور ہند کے لئے نیا قانون وضع کیا جائے گا۔ ہندوستان اور برطانیہ میں اس پر بڑی گرما گرم بحث ہوئی۔ ہر اہل الرائے نے اظہار خیالات کیا۔ کانگرس نے تو اسے ناقابل قبول بتایا۔ اور ایک ہی رٹ جاری ہے۔ مگر اقلیتوں اور بالخصوص مسلمانوں نے کہا کہ اگرچہ مجوزہ اصلاحات ناکافی ہیں۔ مگر سردست ان ہی کو قبول کر کے کامیاب بنانا سب کا فرض ہے۔ اور فرقہ وار فیصلے کو بھی منظور کیا۔ مگر ساتھ ہی بتادیا۔ کہ ہمارے منصفانہ حقوق اب بھی ہیں پورے پورے نہیں دیئے گئے +

جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی اس کے بعد برطانوی پارلیمنٹ نے ایک مجلس مقرر کی۔ جس میں دار الامرا اور دار العوام کے چند سرکردہ اور ہندوستان کے حالات کا ذاتی تجربہ رکھنے والے ارکان کے علاوہ بعض ہندوستانی عمائد کو بھی بطور ارکان مقرر کیا۔ مجلس مذکور نے مہینوں تک تحقیق کی داد دی شہادتیں لیں۔ ہندوستان کی اکثر جماعتوں کے نمائندے بطور گواہ لندن گئے۔ اور اپنے بیان دیئے۔ سر سیموئل ہور نے نہایت قابلیت کے ساتھ برطانوی حکومت کے نقطۂ نگاہ پر روشنی ڈالی۔ اور بالآخر پارلیمنٹری کمیٹی نے اپنی رپورٹ شائع کر دی۔ جس میں بعض امور کے متعلق قرطاس ابیض کی تائید نہ کرتے ہوئے بالعموم اس کی تجاویز کی حمایت کی +

انڈیا بل اب حکومت برطانیہ نے وزیر ہند کو گویا اپنا وکیل بنا کر انڈیا بل دار العوام میں پیش کیا۔ اور اس میں پارلیمنٹری کمیٹی کی سفارشات کو بنیاد ٹھہرا کر پانسو کے قریب دفعات رکھیں۔ مہینوں مباحثات ہوتے رہے۔ اور پارلیمنٹ کے دستور العمل کے مطابق اس کو



گول میز کانفرنس منعقدہ لندن

چار مرتبہ غور کیا گیا۔ یعنی پہلی خواندگی جو محض رسمی ہوتی ہے۔ اس کے بعد پہلی عام بحث دوسری خواندگی کے دوران میں ہوئی۔ دوسرا مباحثہ جس میں ایک ایک دفعہ پر کامل بحث کی گئی۔ اس وقت ہؤا جب پارلیمنٹ نے اپنے آپ کو "ایک غور کرنے والی کمیٹی" تصور کیا۔ اسے "کمیٹی سٹیج" کہتے ہیں۔ تیسرا مباحثہ اسی کمیٹی سٹیج کی رپورٹ کے وقت ہؤا اور چوتھا مباحثہ تیسری خواندگی کے وقت۔ پھر ۵ جون ۱۹۳۵ء کو دارالعوام میں انڈیا بل نے اپنا آخری مرحلہ طے کیا۔ اور قومی پارٹی نے دو سو چونسٹھ آرائے کی زبردست اکثریت سے انڈیا بل منظور کیا۔ چنانچہ کہنا چاہیئے۔ کہ گو پارلیمنٹ کے آئین و دستور کے مطابق اب انڈیا بل پر دارالامرا غور کرے گا۔ اور ضرورت ہوئی تو ترمیم بھی کرے گا۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ اواخر ایام جولائی ۱۹۳۵ء تک دارالامرا اس کو تقریباً اسی شکل میں پاس کر دے گا۔ جو دارالعوام میں اس کو دی گئی ہے۔ پھر اسے شہنشاہ معظم اپنی منظوری کا شرف بخشیں گے۔ اس طرح آئین ہند میں قانون حکومت ہند ۱۹۳۵ء کا عمل دخل ہو جائے گا۔ جس سے قانون حکومت ہند ۱۹۱۹ء پر خط تنسیخ کھچ جائے گا۔ اور قیاس غالب ہے۔ کہ جنوری ۱۹۳۶ء میں جدید قانون نافذ ہو گا۔

غرض قانون ۱۹۱۹ء کے نفاذِ پانزدہ سالہ (۱۹۲۱-۳۵ء) کے دوران میں جس آئینی ارتقاء سے ہندوستان مستفید ہوتا رہا اور ہندوستانیوں نے اپنے گھر کی حکومت میں حصّہ لیا۔ آئندہ اس سے بھی بدرجہا بڑھ کر ہم ہندوستانی نئے آئین حکومت کے رُو سے اصول جمہوریت و حرّیت سے بہرہ ور ہوں گے۔ لفظی مُوشگافیوں سے قطع نظر کر کے دورِ حاضر کا سیاسی مؤرخ بلاخوف تردید کہہ سکتا ہے۔ کہ جدید قانون میدان عمل میں آگیا ہے۔ یا کم از کم یہ کہ ایک ششماہی نہ گزرے گی۔ کہ آجائیگا۔ اس لئے لازم ہؤا۔ کہ اس کتاب میں قانون مذکور کی ایک مختصر سی کیفیت تحریر کر دی جائے۔ اور بتایا جائے۔ کہ اس کے رُو سے آئین ہند کو کس حد تک نشو و نما حاصل ہوئی۔

قانون حکومت ہند ۱۹۳۵ء

اس کے اہم ترین قواعد وضوابط کا خلاصہ یہ ہے :-

(۱) اس قانون کے دو اہم حصّے ہیں۔ (۱) صوبوں کو کامل حکومت خود اختیاری یعنی وہ ذمہ دارانہ حکومت جس میں مجلس منتظمہ اپنی تمام کارگزاریوں کے لئے ارکان مجلس وضع

قوانین کے سامنے ذمہ دار ہوگی۔ (ب) مرکزی یعنی شہنشاہی کونسل یا وائسرائے کی مجلس وضع قانون کو بھی صوبوں کی قانونی کونسلوں کی طرح مختار کار بنانا اور مرکزی مجلس منتظمہ کا اِس کے سامنے جواب دِہ ہونا۔ مگر مرکز میں ایسی کونسل کی تنظیم و تشکیل جس میں نہ صرف برطانوی ہند کے صوبوں کے نمائندے ہوں بلکہ ہندوستانی ہند یا ریاستوں کے قائم مقام بھی شامل ہوں۔ بہ الفاظ دیگر مرکز میں اجتماعی یا ترکیبی یا فیڈریشن کے طرز کی حکومت ہو۔

(۲) جدید قانون نے قرار دیا ہے۔ کہ سردست صوبوں میں فی الفور حکومت خود اختیاری قائم کر دی جائے۔ اور مرکزی حکومت میں بعض لازمی تبدیلیوں کے ساتھ ۱۹۱۹ء کا قانون رائج رہے۔ یہ اِس لئے فیصلہ کیا گیا کہ ریاستوں کی شمولیت ابھی دیر طلب ہے۔ اور ان کی شرکت کے بغیر مرکز میں ذمہ دارانہ حکومت کا قیام نہ قرینِ مصلحت ہے۔ اور نہ عملی لحاظ سے ممکن۔ بایں ہمہ ابھی سے اِس امر کے لئے انتہائی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ ریاستیں جلد سے جلد شامل ہو جائیں۔ چنانچہ قیاس غالب عموماً یہی ہے کہ صوبجاتی خود اختیاری کے اجرا کے بعد دو سال کے اندر مرکز میں بھی ذمہ دارانہ حکومت کا عمل دخل ہو جائے گا۔

(۳) تحفظات کی حکمت عملی۔ صوبوں اور مرکز دونوں کے لئے قرار دیا گیا ہے۔ کہ گو جمہوریت اور حریت کے اصولوں پر عمل ہوگا۔ اور مجالس منتظمہ کو مجالس قانونی کے سامنے جواب دہ بنایا جائیگا۔ مگر ہندوستان کے اپنے اغراض و مقاصد کی نگہبانی ہند و برطانیہ کے باہمی رشتۂ تعلقات کو مضبوط کرنے اور برطانیہ کے مخصوص مفاد کے تحفظ کے لئے ضروری ہے۔ کہ صوبوں کے برطانوی گورنروں اور ہندوستان کے وائسرائے کو بعض خاص اختیارات دیئے جائیں۔ تاکہ جب ضرورت پڑے۔ تو یہ برطانوی حکام بالا اپنے خاص اختیارات کو کام میں لاکر کونسلوں کے فیصلوں کو مسترد کر سکیں یا ضروری تبدیلی کر کے اُس کے مطابق کام کرنے کا حکم دے سکیں۔ افسوس یہ ہے۔ کہ پہلی گول میز کانفرنس کے وقت تحفظات پر اِس قدر زور نہ دیا گیا تھا۔ جیسا کہ اب قانون کے رو سے اُن کی تعیین کر دی گئی ہے۔ اِس کے اسباب یہ ہیں:۔ (ا) کانگرس کی خاص مہربانی جو مباحثات آئینی کے دوران میں حکومت کی کل میں روڑا اٹکانے کی دھمکی دیتی رہی ہے۔ (ب) ہندوستانیوں کی اپنی نااتفاقی۔ کہ اوّل تو وہ کسی فرقہ وار فیصلے کو باہمی رضا و رغبت کے ساتھ بروئے کار نہ لا سکے۔ اور اب کہ وزیر اعظم نے فیصلہ کر دیا ہے۔ تو اس کے عمل میں خلل ڈالنے پر تلے ہوئے ہیں۔ (ج) ہندوستان میں بہت سے برطانوی مستقل طور پر آباد ہو گئے ہیں۔ برطانیہ کے سرمایہ داروں

نے کروڑوں روپیہ ہندوستان کی اقتصادی نشوونما کے ادارات میں لگا رکھا ہے۔ اور حکومت ہند کے نظام میں برطانوی ملازمین کے حقوق کی نگہداشت اور ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد اُن کی پنشنوں کا دیا جانا بھی لازمی ہے۔ ہندوستان کا قومی فرض بھی ہے۔ اور اصل و سُود کا ادا کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے (د) فرقہ دارانہ اختلافات کے سبب بیمار یعنی ممکن ہے۔ کہ حکومت کے کاروبار میں نقص واقع ہو یا رُک جائے۔ (ہ) نقضِ امن پیدا کرنے والے اور حکومت کے خلاف متشددانہ کارروائی کرنے والے عناصر ہنوز دُور نہیں ہوئے۔ (و) بالعموم ابھی ہندوستانیوں نے کامل طور پر سیاسی تعلیم و تربیت حاصل نہیں کی۔ (ز) اگر ایک طرف ہندوستانی امرا کے جائز موروثی اور دیرینہ حقوق و اغراض کی حفاظت اور نئے سرمایہ داروں کو جمہوری تنگ و تاز سے بچانا ضروری ہے۔ تو دوسری طرف کروڑوں مخلوق یعنی مزدور اور کسان جن کی غالب اکثریت بے زبان ہے۔ اور اپنے حقوق کی حفاظت خود نہیں کر سکتے۔ اُن کی سُود و بہبود کا تحفظ بھی لازمی ہے۔ کیونکہ فی الحال قانونی و انتظامی کونسلوں پر تعلیم یافتہ لوگوں کا قبضہ ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ یہ مختارانِ کار خود غرضی سے کام لیں۔ تو کوئی مقتدر وسیلہ یا ادارہ تو ایسا ہونا ضروری ہے۔ جو ترازو ئے انصاف کے دونوں پلڑوں میں توازن قائم رکھ سکے۔ (ح) ریاستوں کی شمولیت کے بغیر ہندوستان کو متحدہ حکومت نہیں مل سکتی۔ اور جب ریاستیں شامل ہوں گی۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ایک طرف برطانوی ہند اور دوسری طرف ہندوستانی ہند کے مابین تصادم اغراض کے مواقع پر کسی تیسرے شخص کی موجودگی لازم ہے۔ جو ثالث یا منیر کا کام کرے۔ اور اپنے اقتدار و تحفظات آئینی کو عمل میں لا کر حکومت کی کل چلائے جائے۔ (ط) اور تربیت سیاسی کے لئے ایک مدّت درکار ہے۔ بلکہ جس طرح قانون ۱۹۱۹ء ایسا نہ تھا۔ کہ اس نے ہمیشہ کے لئے آئینی ہند کا فیصلہ کر دیا ہو۔ اسی طرح قانون ۱۹۳۵ء بھی ایک عارضی چیز ہے۔ اس میں ترقی کی گنجائش بھی ہے۔ ضرورت بھی۔ اِس لئے کچھ مضایقہ نہیں کہ جہاں ہم ہندوستانیوں نے چندرہ برس قانون ۱۹۱۹ء سے کام نکال اُسے کامیاب بنایا۔ اور اُس کی مجوزہ اصلاحات سے فائدہ اٹھایا۔ اسی طرح کچھ عرصہ قانون ۱۹۳۵ء کے مطابق کام کرکے اپنے کامیاب طریق کار سے ثابت کر دیں۔ کہ ہم اس سے بھی بڑھ کر جمہوریت و حُرّیت کی اہلیت رکھتے ہیں۔ (ی) تمام ہوشمندوں کے نزدیک یہ ایک مستحسن بلکہ لازم امر ہے کہ ہندوستان پہلے کی طرح ہمیشہ کے لئے سلطنت مشترکۂ برطانیہ کا جزو لاینفک بنا

رہے۔ اُس رُکنیت سے خود بھی مستفید ہو۔ اور دیگر ارکان کو بھی فائدہ پہنچائے۔ برطانیہ کی بری۔ بحری۔ اور ہوائی افواج اور قوّت کے طفیل اقوام غیر کے حملوں سے بچا رہے۔ اپنے مال و جان سے سلطنت مشترکۂ برطانیہ کا ساتھ دے۔ اور جتنی خدمت کرے۔ اُس سے کہیں بڑھ کر معاوضہ پائے پس جب اِس سیاسی نصب العین کو قائم رکھنا ہے۔ تو کچھ ہرج نہیں کہ تھوڑے عرصے کے لئے حکومت برطانیہ کے اختیار و اقتدار میں ایسے چند تحفظات رہنے دیئے جائیں جن سے یہ رشتۂ رفاقت اور بھی استقامت و استحکام حاصل کریگا۔ تحفظات کو قومی خودداری کے منافی جاننا درست نہیں کیونکہ حکومت برطانیہ نے بارہا وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ آئین جو قانون ۱۹۳۵ء سے حاصل ہوا ہے۔ آخری آئین نہیں۔ اور اسی کے مزید ارتقاء کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ کینیڈا۔ آسٹریلیا۔ اور جنوبی افریقہ جیسی مملکتوں کی طرح ہندوستان کو بھی کامل درجۂ مستعمرات مل جائے گا یعنی اِن آزاد مملکتوں جیسی سیاسی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ قانون ۱۹۳۵ء جو ہندوستان کو اِس حیثیت کے عین قریب لے آیا ہے۔ اِس کی کامیابی کے لئے متحدہ کوشش نہ کی جائے۔ ہمیں تحفظات مذکور کی تفصیل تحریر کرنے کی حاجت نہیں البتہ جمہوریت و حُریت کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے جو قواعد و ضوابط جدید آئین نے قائم کئے ہیں۔ صرف اُن پر سرسری نظر ڈالنا لازم ہے +

(۴) صوبوں میں رائے دہندوں اور قانونی مجلسوں کے ارکان کی تعداد بڑھا دی گئی ہے۔ رائے دہندوں کی تعداد بڑھانے کے لئے شرائط رائے دہندگی ۱۹۱۹ء کے قانون کی نسبت بہت نرم کر دی گئی ہیں۔ مثلاً اگر رائے دہندگی کے حقوق رکھنے والے خود غفلت نہ کریں۔ تو صوبۂ پنجاب میں پانچ لاکھ عورتیں رائے دہندہ بن سکتی ہیں پس اِس سے مرد رائے دہندوں کی تعداد کا قیاس کرنا چاہیئے۔ غرض سیاسی بیداری میں ہندوستانیوں کی امداد کرنے کے لئے برطانیہ کا یہ ایک مستحسن اقدام ہے +

(۵) صوبوں کے گورنروں کی مجلس انتظامیہ میں آئندہ کوئی سرکاری افسر نہ ہوگا مجلس عاملہ کے تمام ارکان وزیروں پر مشتمل ہوں گے۔ جو قانونی کونسل کے منتخب ممبروں میں۔ سے لئے جائیں گے +

(۶) تمام محکمے یہاں تک کہ ضبط و نظم" (لا اینڈ آرڈر Law and Order) کا محکمہ بھی وزیروں کے زیر اہتمام کام کرے گا۔ صرف خفیہ پولیس کا شعبہ، وہ بھی متشددانہ کارروائیوں پر قابو پانے کے لئے گورنر کے ہاتھ میں ہوگا +

(۷) تمام وزیر اپنے اپنے محکموں کے انتظام کے لئے قانونی کونسل کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ اور اس کونسل کو اختیار ہو گا۔ کہ وزارت کو برطرف کر دے یا مستعفی ہونے پر مجبور کرے ❖

(۸) گورنر حتی الامکان روزمرہ کے نظام میں تو مطلق دخل نہ دیگا۔ اور خاص مشکلات کے وقت کوشش کرے گا۔ کہ وزراء کو اپنا ہم خیال بنائے۔ لیکن جب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہے گا۔ کہ وزراء کے فیصلے کے خلاف عمل کرے۔ تو وہ اپنے اختیارات متعلقہ تحفظات کو عمل میں لائے گا۔ اور توقع یہ ہے۔ کہ ہندوستانی وزرا اس خوبی سے کاروبار حکومت کی کل چلائیں گے۔ کہ گورنر کو غیر معمولی اختیارات کے عمل میں لانے کا موقع ہی نہ دیں گے۔ چنانچہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ برطانیہ کے تجارتی اغراض برطانوی سلطنت کے استحکام اور اہل برطانیہ مقیم ہند کے باعث غالباً کبھی ایسا موقع نہ آئے گا۔ کہ گورنر تحفظات سے کام لے ❖

(۹) چونکہ عام حالتوں میں گورنر محض نگران کار ہو گا۔ اور صوبوں کے تمام محاصل وزراء کے اختیار میں ہوں گے۔ اس لئے توقع ہے۔ کہ محاصل کا معقول حصہ اور وہ بھی آج کل سے بڑھ کر حکومت کے فیاضانہ محکموں یعنی تعلیم۔ صنعت و حرفت۔ حفظان صحت۔ زراعت اور تجارت پر صرف ہو گا۔ عامہ خلائق کا معیار زندگی بلند کرنے کی کوشش بیش از پیش ہو گی۔ نیز مقامی حکومت خود اختیاری کو آج کل سے بڑھ کر اختیارات حاصل ہوں گے۔ غرض سیاسی بیداری اور سیاسی تعلیم روز بروز ترقی کرے گی۔ اور جلد ہی ہندوستان اس قابل ہو جائیگا کہ آزاد مملکتوں (کینیڈا وغیرہ) جیسی ملکی حیثیت حاصل کر لے ❖

(۱۰) مرکز میں فیڈریشن کے قائم ہونے پر اور اس سے پہلے بھی۔ نیز آج کل سے بڑھ کر مالی آزادی اور خود اختیاری دی گئی ہے۔ چنانچہ بڑی شدومد سے کہنا چاہئے۔ کہ قانون مذکور نے مرکزی حکومت کو اور جس جس مد میں ضرورت ہو۔ صوبجاتی حکومتوں کو بھی مالیات کا مختار کل بنا دیا ہے۔ مالیات کا انتظام ہی ساری حکومت کی جان ہے۔ اس لئے یہ مثال پیش کرنا از بس لازم ہے۔ کہ برطانیہ کے علاقہ لنکا شائر کے سوتی پارچہ بافی کے کارخانے آئندہ پہلی سی آزادی کے ساتھ ہندوستان سے تجارت نہ کر سکیں گے۔ بلکہ ہندوستان کی مالیات کو درجہ اولی دیا جائے گا۔ چنانچہ ہندوستان کی صنعت پارچہ بافی کے تحفظ کے لئے ہم مناسب کام کر سکیں گے۔ اسی طرح ہندوستان کی خام پیداوار کے ذریعے سے اسے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی راہ نکالی جائیگی۔ مثلاً وہ خام پیداوار جو ممالک غیر مع

برطانیہ کو جاتی ہے۔ اور وہاں سے مصنوعات کی شکل اختیار کر کے یہاں واپس آتی اور منہ مانگے دام پاتی ہے۔ اس کے لئے جدید حکومت کوشش کرے گی۔ کہ شکل مذکور میں اس کی تبدیلی یہیں ہندوستان میں ہو جائے۔ چنانچہ قانون مذکور کی رو سے ہندوستانی وزراء اس امر کے مجاز ہوں گے۔ کہ مصنوعات ممالک غیر پر سخت محصول لگا کر انہیں گراں کر دے۔ اور یہاں ہندوستان کے کارخانہ داروں کو امداد دے کر ان کی تیاری کا اہتمام کرے۔ "ذاتی صلاحیت" (سیلف سفی شینسی Self Sufficiency) کا اصول ہے پر آج تمام مغربی اقوام عمل پیرا ہیں۔ یہ چاہتا ہے۔ کہ ہر ملک بذات خود اپنی تمام صنعتی و زراعتی ضروریات پوری کرے۔ اور یہ بھی ایک صحیح اقتصادی نظریہ ہے۔ کہ خام اشیاء پیدا کرنے والا ملک صنعتی ممالک کے مقابلے میں ہمیشہ خسارے میں رہتا ہے۔ چنانچہ ہندوستان اپنی ضروریات مصنوعات کے لئے دوسروں کا دست نگر رہا۔ اور اپنے وسائل قدرتی دوسروں کی نذر کرتا رہا۔ آئندہ جدید آئین کے رو سے اسے یہ موقع روز بروز بیش از بیش ملتا رہیگا۔ کہ زراعت اور معدنیات کے عطیۂ قدرت کے پہلو بہ پہلو صنعت و حرفت سے بھی مستفید ہو۔ پس ہر منصف مزاج شخص خود انصاف کر سکتا ہے۔ کہ "آیا برطانوی پارلیمنٹ نے جدید آئین منضبط کر کے ہمارے ہندوستان کے مفاد کو مدنظر رکھا یا نہیں رکھا"۔ اس کا جواب صاف ہے۔ کہ آئین جدید سے بے سمجھ لوگوں کو نہیں دیا جا رہا۔ اس کے پرکھنے والے بہتر سے بہتر ہندوستانی نہایت بے باکی کے ساتھ تنقید کر چکے اور کر رہے ہیں۔ اور تقریباً سبھی مانتے ہیں۔ کہ آئین جدید آئندہ ترقیوں کا پیش خیمہ ضرور ہے۔ کہ زبانی خواہ کوئی کچھ کہے۔ اس آئین کو عمل میں لانے کے لئے سب تیار ہیں۔ اور برابر تیاری کر رہے ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ انجام کامیابی پر نہ ہو۔ غرض جدید آئین کے متعلق وہ منصف مزاج ہندوستانی مؤرخ جس نے ہندوستان اور برطانیہ کی تاریخ اور بالخصوص نشوونمائے آئین کا مطالعہ کیا ہو۔ اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا۔ اور اس کی تصدیق و توثیق کے لئے ان ہفت سالہ مباحثات سے سند لائے گا۔ جنھوں نے ہند و برطانیہ میں وہ طول کھینچا کہ اس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ قاصر ہے۔ البتہ یہ ظاہر ہے۔ کہ وہ لوگ جو صرف نکتہ چینی پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ حقائق کو بھی جھٹلا دیں۔

آئین مذکور برطانیہ میں پارلیمنٹ کی قدامت پسند پارٹی کی سرکردگی میں وضع کیا گیا۔ حالانکہ یہ فریق جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ قدامت کا پرستار ہے۔

اگر اس کے متعلق ـ باحثات کے دوران میں مزدور پارٹی برسرِ حکومت ہوئی۔ تو وہ بھی
اس سے بہتر آئین نہ دے سکتی ثبوت یہ ہے کہ اس عرصے میں وزیر اعظم مسٹر میکڈانلڈ تھے۔ جو مزدوروں
کی حمایت اور جمہوریت و حریت کی پرستاری کے لئے مشہور ہیں۔ پس گو بظاہر برطانوی
پارلیمنٹ میں اُنہی کی حکومت مختار کار تھی۔ مگر آئین مذکور بنانے والی پارٹی کی اکثریت
قدامت پسندوں پر مشتمل تھی۔ اور اُن کا سرگروہ مزدور پارٹی کا قائد اعظم تھا۔ پس معلوم
ہوا کہ برطانیہ کے مدبرین کی اکثریت نے ہندوستانی مدبرین کے ساتھ ہفت سالہ
صلاح مشورے کے بعد اسے وضع کیا ہے۔ نیز ہندوستان کی اقلیتیں اور بالخصوص
مسلمان سچے دل سے اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ حالات موجودہ
میں سے ایک قابل عمل قانون ایسا ہی ہونا چاہئے۔ جو تمام قوموں کے مفاد کا ذمہ دار ہو گے چل کر۔ جب اس
پر عمل ہوگا۔ تو ایک دنیا دیکھے گی۔ کہ کس طرح تمام طبقاتِ ہند اس سے کام لینے میں ایک
دوسرے سے گوئے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں +

حاکم و محکوم نے ایک دوسرے کو برابر کا درجہ دے کر اور آپس میں کامل صلاح مشورہ
کر کے ایک ایسی چیز اختراع کی ہے۔ کہ اس میں مشترکہ رضامندی کا زیادہ سے زیادہ
عنصر شامل ہے۔ پس ہندوستان کے معدودے چند اور برطانیہ کے قلیل ترین لوگوں کا
یہ کہنا کہ جدید آئین کا بار ایک ایسے ہندوستان کے کندھوں پر ڈالا جا رہا ہے۔ جو اس
کے برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ بالکل غلط ہے +

حکومت برطانیہ ہند کی تاریخ میں آئین ارتقاء کے واقعات شاہد ہیں۔ کہ جو اقرار ملکۂ
وکٹوریہ کے وقت اور اس سے پہلے انگریزوں نے کیا تھا۔ اُس کا ایفا کر دیا گیا ہے +

آج ہندوستان میں وہ شور و غوغا نہیں۔ جو سول نافرمانی کے وقت تھا۔ تو اس کا اصلی
باعث یہ ہے۔ کہ گزشتہ ہفت سالہ دور میں اعتدال پسند اور امن دوست طبقوں کو یقین واثق
ہو گیا کہ برطانوی حکومت پوری دیانت کے ساتھ اصلاح آئین اور ترقی ملک کے لئے کوشاں
ہے۔ اور یہی وہ امن پسند لوگ ہیں۔ جو غالباً اکثریت کے سرمایہ دار ہیں۔ جن کی تالیفِ قلوب
اور اپنا حاکمانہ فرض ادا کرنے کے لئے حکومت برطانیہ نے آئین جدید وضع کیا۔ اُس
نے نہ تو تشدد پسند لوگوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا اور نہ اپنے ہاں کے قومیت پسندوں کو
درخور اعتنا قرار دیا۔ بلکہ وہی کام کیا جو عین تدبر و انصاف کے تقاضے پر اپنی بنیاد رکھتا تھا +

غرض صوبجاتی حکومت خود اختیاری کے آغاز کی توقع ۱۹۳۶ء کے اوائل ایام
میں رکھنی چاہیئے۔ اور فیڈریشن کے عمل دخل کا وقت ۱۹۳۸ء کو قرار دیں تو عین جائز ہے +

دُوسری فصل

اِقتصادی ترقیاں

اقتصادیات کی کس مپرسی

صنعت وحرفت اور زراعت وتجارت یعنی فی الجملہ اقتصادیات کی دنیائے ہند میں گزشتہ پچیس برسوں نے جو انقلابی تغیرات دیکھے ہیں۔ اُن سے نہ صرف ہر قسم کی پیداوار کی نوعیت بدل گئی۔ بلکہ نقطۂ نگاہ بھی بدل گیا ہے۔ اور خواہشات نے نیا رنگ اختیار کر لیا ہے۔ انیسویں صدی میں جہاں تک مصنوعات کارخانہ اور دستکاریوں کو دخل ہے۔ یہ سب کام گویا ایک ضمنی دلچسپی رکھتا تھا۔ خود حکومت بھی اِس معاملے کو چنداں قابل التفات تصور نہ کرتی تھی۔ البتہ زراعت کے متعلق انتظامات اور قوانین میں لازمی دلچسپی تھی۔ اس کی ترقی کے لئے بھی وہ سرگرم ولولہ موجود نہ تھا۔ جو آج نظر آرہا ہے ✦

سرمایہ داروں کی شخصی کوششیں سارے کام چلاتی تھیں۔ یہاں تک کہ لارڈ منٹو گورنر جنرل ہند اور لارڈ مارلے وزیر ہند کے زمانے کی اصلاحات سنہ ۱۹۰۹ء تک ان سب امور سے استغنا ہی ایک امتیاز خاص تھا۔ اور حکومت ہند اسی خیال میں مست تھی۔ کہ مصنوعات کی دنیا اپنے انتظامات اور اصلاحات کی خود ذمہ دار ہے ✦

اقتصادی نشوونما

آج یہ کیفیت ہے۔ کہ تمام اصحاب و ادارات متعلقہ اس امر کا تہیہ کئے بیٹھے ہیں۔ کہ موجودہ مصنوعات اور امکانی مصنوعات میں جتنی خوبیاں اور فوائد موجود ہیں۔ ان سب سے انتہائی کام لیا جائے۔ اور اس طرح ہندوستان کی سود و بہبود کے لئے راستہ نکالا جائے۔ حکومت نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ سرمایہ داروں اور دوسرے لوگوں کی شخصی کارگزاریوں میں دخل دینا بھی اس کے فرائض میں داخل ہے۔ چنانچہ ماہرین اقتصادیات بھی خواہان ملک۔ تعلیم یافتہ حضرات اور خود حکومت نے قرار دیا ہے۔ کہ اقتصادی ترقی ایک ایسی شے ہے۔ جو حکومت کی ہستی۔ وقار۔ ہندوستان میں قومیت کی نشوونما اور عامہ

خلائق کی خوشحالی و فارغ البالی کے لئے از بس لازم ہے +

جدید حکمت عملی اور نشو و نما کے ترقی کے اسباب | اس جدید رجحان کے اسباب کیا ہیں؟ جواب میں یہ کہنا چاہئے۔ کہ اول بھوک کی شدت بڑھ گئی ہے۔ آبادی بڑھتی چلی جا رہی ہے اور اس قدر بڑھ گئی ہے۔ کہ قابل کاشت اراضی پر بوجھ بھی بڑھ گیا ہے۔ اب ہم ایک مقررہ رقبہ زمین سے پہلے کی نسبت زیادہ پیداوار کے طلبگار ہیں۔ مگر ایک اقتصادی قانون ہے۔ کہ زمین صرف ایک خاص حد تک انسانی محنت سرمایہ اور اصلاح یافتہ طریق کاشتکاری کے معاوضے میں بہتر و فزوں تر پیداوار مہیا کرتی ہے۔ اور جب یہ حد گزر جائے۔ تو مزید عطیات دینے سے عاری ہو جاتی ہے۔ پس دنیا حیران ہو رہی ہے۔ کہ پیٹ کس طرح بھرے جائیں۔ جن کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے ✤

جدید حکمت عملی کا دوسرا باعث ترقی تعلیم ہے۔ مگر زراعت وہ پیشہ ہے۔ جو اس سے پہلے تعلیم یافتہ لوگوں کیلئے چنداں کشش نہ رکھتا تھا۔ یہ لوگ یہی چاہتے رہے۔ بلکہ اب بھی ایک خاص گروہ اسی غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ انہیں کوئی ایسا کام کرنے کو ملے۔ جس میں ذہنی کاوش اور قوت اختراع و ایجاد کو کام میں لانے کا موقع میسر آئے اور یہ موقع مصنوعات کے کارخانوں میں خوب ملتا ہے۔ پس کارخانوں کے انتظامات کے لئے تربیت یافتہ دماغوں اور اصل کام میں انجنیروں۔ علم کیمیا کے جاننے والوں اور معدنیات وغیرہ کے ماہروں کو کام کا موقع دینا لازم ٹھہرا۔ اس لئے جدید اقتصادی حکمت عملی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کارخانوں کو ترقی دی جائے۔ اور عام ادبی و علمی تعلیم سے کہیں بڑھ کر فنی تعلیم کو رواج دیا جائے۔ تاکہ قابل کاشت اراضی کا بوجھ ہلکا ہو۔ اور تخلیق دولت کے دیگر وسائل کے طفیل بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے ضروریات زندگی مہیا کی جائیں +

اقتصادی نشو و نما کی تین منزلیں | شہنشاہ معظم جارج پنجم کے بست و پنج سالہ عہد کے دوران میں ہندوستان میں جتنے اقتصادی تغیرات بروئے کار آئے ہیں۔ ان کی نظیر اسی مدت کے کسی اور دور میں نظر نہیں آتی۔ پھر ملک کی اقتصادی زندگی پر ان تبدیلیوں کا جو اثر ہوا ہے۔ تعجب انگیز ہے۔ جو کہ وہ ہم کو اس امر پر مجبور کر رہا ہے۔ کہ ہم سب انفرادی و اجتماعی طور پر اقتصادی ترقی میں کوشاں ہوں۔ دورِ زیر بحث میں تین واقعات خصوصیت سے اہمیت رکھتے اور تغیرات مذکور ان ہی پر مرتکز نظر آتے ہیں۔ مگر یہ حقیقت اطمینان بخش ہے۔ کہ ان واقعات سے نہ صرف اقتصادی نشو و نما کی ضرورت کا احساس بیش از بیش ہو رہا بلکہ دنیائے عمل میں ہندوستان داد کارکردگی بھی طلب دینے لگا ہے۔ پہلا واقعہ

جنگ عظیم ۱۹۱۴-۱۹ء کا رونما ہونا ہے۔ جو سراسر شر تھا۔ مگر خیر پر منتج ہوا۔ اس جنگ نے ہندوستان پر یہ فرض عائد کر دیا۔ کہ جنگی ضرورتوں کے لئے بعض چیزیں مہیا کرے۔ پس ہندوستان کے اندرونی وسائل دولت کی نشوونما کا کام نہایت تیز رفتاری سے کیا جانے لگا +

دوسرا واقعہ جس نے توسن اقتصادیات کو مہمیز لگائی۔ قانون حکومت ہند ۱۹۱۹ء تھا۔ اس کے طفیل ہندوستان کی مجالس قانون ساز کی ذمہ داریاں بڑھ گئیں۔ اور اُن کا فرض ٹھہرا کہ وطن کی اقتصادی نشوونما میں حصہ لیں۔ چونکہ مرکزی اور صوبجاتی دونوں قسم کی مجالس مقننہ کے ارکان کی غالب اکثریت نمائندگان ہند پر مشتمل تھی۔ اس لئے عامۂ خلائق قدرتاً اقتصادی ترقی میں دلچسپی لینے لگی۔ گویا ذمہ دار حکومت یا حکومت خود اختیاری کی پہلی عظیم الشان قسط نے جہاں اہل ہند کو سیاسی اختیارات دیئے۔ وہاں ان کی کارکردگیوں کے لئے اقتصادی ترقی اور عامہ خلائق کی سود و بہبود کا دروازہ بھی کھول دیا +

تیسرا واقعہ جس نے سوتوں کو جگایا۔ اور بھوکوں کو روزی پیدا کرنے پر مجبور کیا۔ وہ کساد بازاری تھی جس کا آغاز ۱۹۲۹ء میں ہوا۔ اس کے نتائج ایسے نکلے۔ جن کی مثال کی تلاش محال ہے۔ کہتے ہیں۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ جب بھوک ستاتی ہے۔ تو کاہل و غافل کو بھی روٹی ڈھونڈنی ہی پڑتی ہے۔ پس اقتصادی مصائب سے مخلصی حاصل کرنے کی راہیں تلاش ہونے لگیں۔ ضرورت نے نئی سے نئی اور عجیب و غریب تجویزیں ایجاد کیں۔ اقتصادی نقطۂ نگاہ بدل گیا۔ راعی اور رعایا اس امر پر تل گئے۔ کہ خوشحالی و فارغ البالی کے حصول کے لئے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے گا +

اقتصادی نشوونما کے نمایاں ترین حقائق جنگ عظیم نے قوموں میں وضعداری کی روح پھونکنے کے علاوہ انھیں یہ سبق بھی پڑھایا۔ کہ اپنی ہر قسم کی مادی ضرورتوں کو پورا کرنے کا کام خود کرنا اور دوسروں کا دست نگر نہ ہونا چاہئے۔ اگر غنیم ناکا بندی کرے۔ اور ضروریات زندگی کا سامان جو ممالک غیر سے آتا ہو۔ اُس کی درآمد رُک جائے۔ تو قوم کی زندگی تک معرض خطر میں پڑ سکتی ہے۔ دنیا کے اس عالمگیر خیال کا اثر ہندوستان پر بھی ہوا۔ اور یہ خواہش ترقی کرنے لگی۔ کہ ہم باہر سے آنے والی مصنوعات کو اپنے ہاں پیدا کریں چنانچہ ایسی اشیاء پر محصول درآمد بڑھانے کی حکمت عملی اختیار کی گئی۔ مطلب یہ تھا۔ کہ جب مصنوعات غیر کے دام بڑھ جائیں گے۔ تو ملک خود اُن اشیاء کو پیدا کرے گا۔ یا اگر یہ چیزیں تھوڑی بہت پیدا کی جا رہی ہیں۔ تو محصول مذکور کے سبب ان ملکی اشیاء کی پیداوار

کی حفاظت ہو گی۔ گھر کی چیز خواہ مہنگی ہی ملے ۔ مجبوراً خریدنی پڑے گی ۔ اور جب اِس کے بنانے والوں کی حوصلہ افزائی ہو گی ۔ تو ظاہر ہے ۔ کہ ترقی ہوتی چلی جائے گی ۔ غرض یہ جدید حکمت عملی ایک ایسا اقدام ہے ۔ جو اقتصادی لحاظ سے ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دیتا ہے ۔ چنانچہ اب ہندوستان فولاد ۔ سوتی پارچات ۔ چینی ۔ دیا سلائی ۔ اور کاغذ وغیرہ کی مصنوعات میں جنگ سے پہلے کی طرح ممالک غیر کا دست نگر نہیں رہا ۔

ایک اور حقیقت بھی قابل ذکر ہے ۔ کہ جنگ عظیم سے پہلے ماہرین اقتصادیات نے یہ نظریہ قائم کر رکھا تھا ۔ کہ ممالک عالم کا اقتصادی فرض یہ ہے ۔ کہ ہر ملک صرف اُسی پیداوار میں مشغول رہے ۔ جو قدرتاً اس کے لئے موزون ترین ہے ۔ کیونکہ اِسی حقیقت میں لوگوں کی خوشحالی کا راز مضمر ہے ۔ چنانچہ بعض ممالک اپنے آپ کو خام پیداوار کی تخلیق کے وقف کر دیں ۔ کاشتکاری کیا کریں ۔ بعض دوسرے ملک مصنوعات کے کام میں منہمک رہیں ۔ اور خام پیداوار کو اس شکل میں بدل دیں ۔ جو زیادہ فائدہ مند ہو ۔ مثلاً ہندوستان روئی پیدا کر کے انگلستان بھیجے ۔ اور انگلستان اسے کپڑے کی صورت دے کر دنیا کی منڈیوں میں بھیجا کرے ۔ گویا کاشتکار ممالک اور کارخانہ دار ممالک اپنی اپنی پیداوار کو بین الاقوامی تجارت کے ذریعے سے آپس میں لے دے لیا کریں ۔ جنگ عظیم نے اِس نظریئے کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا ۔ اور اب خام پیداوار والے ملک اِس امر کے لئے تیار نہیں کہ وہ اپنی محنت سے قدرت کے عطیات مثلاً اجناس اور روئی وغیرہ تیار کر کے دوسرے مصنوعات والے ملکوں میں بھیج دیں ۔ اور اس طرح اغیار ان کی مشقت کی کمائی خوب کھائیں ۔ کیونکہ اب اس امر کی تصدیق ہو گئی ہے ۔ کہ خام پیداوار پیدا کرنے والے ممالک بالعموم خسارے میں رہتے اور مصنوعات پیدا کرنے والے مزے اُڑاتے ہیں ۔ چنانچہ ان ہی خیالات کی تائید حکومت ہند کے اس صنعتی کمیشن نے بھی کی ۔ جو معاملات زیر بحث کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا گیا تھا ۔ غرض یہ حقیقت قابلِ اطمینان ہے ۔ کہ اب حکومت ہند نے اقتصادیات کے جدید نظریئے پر عمل پیرا ہونا اختیار کر لیا ہے ۔ اور ملک میں مصنوعات کی تخلیق ترقی پذیر ہے ۔ اِس ضمن میں یہ حقیقت ہرگز فراموش نہ ہونی چاہیئے کہ جدید حکمت عملی کی زد انگلستان کے اپنے مفاد پر پڑتی ہے ۔ مثلاً بمبئی وغیرہ کے پارچہ بافی کے کارخانے اب نہایت کامیابی سے مانچسٹر کے کارخانوں کا مقابلہ کرتے ہیں ۔ ہندوستان کی خام پیداوار روئی کی ایک بڑی مقدار کو پارچہ جات کی صورت یہیں ہندوستان میں دی جاتی ہے ۔ اِسی طرح شکر سازی کے ہندوستانی کارخانوں میں ولایت کی طرح

چینی بنتی ہے۔ اور ممالک غیر کی چینی کی درآمد بہت کچھ بند ہو گئی ہے۔ پھر چینی کے متعلق ہندوستان کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے نہ صرف کارخانجات شکر سازی ترقی پذیر ہیں۔ بلکہ خام پیداوار مہیا کرنے کے لئے نیشکر کے زیر کاشت رقبہ اراضی میں بھی ترقی ہو رہی ہے۔ گویا حکومت برطانیہ نے اس معاملے میں محض مفاد ہند کو مدنظر رکھا اور روئی اور نیشکر کے ضمن میں نہ صرف مصنوعات کو ترقی ہوئی۔ بلکہ زراعت کو بھی۔ کیونکہ روئی اور نیشکر عام اجناس کی نسبت زیادہ قیمتی پیداواریں ہیں۔ بہ نظر اختصار صرف دو مثالوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ورنہ ان حقائق کی فہرست طویل ہے ❊

جدید حکمت عملی اور مزدوروں کا معیار زندگی

اب ہمیں ایک اور پہلو سے بھی دیکھنا ہے۔ کہ دور زیر نظر میں عامہ خلائق کی بھلائی کہاں تک ہوئی۔ ہندوستان کی خام پیداوار کو ہندوستان کے سرمائے سے مصنوعات میں تبدیل کرنا اور سرمایہ داروں منتظموں انجنیروں اور بڑی تنخواہیں پانے والوں کو بہتر زندگی بسر کرنے کا موقع دینا بجائے خود ایک قابل تحسین حقیقت ہے۔ مگر محنت کرنے اور مزدوری پانے والے عام لوگوں کا مفاد بھی ایک ضروری شے ہے۔ اس معاملے میں بھی حکومت برطانیہ نے قابل تعریف کام کئے۔ کارخانوں کے لئے قانون بنائے۔ اور مالکوں کا یہ فرض ٹھہرایا۔ کہ کام کے گھنٹوں کی حد بندی کریں۔ مزدوری معقول دیں۔ کارخانوں کی عمارتوں میں ہوا اور روشنی کا معقول انتظام کریں۔ اگر مزدوروں کو حادثات کے سبب ضرر پہنچے۔ تو مالک اس کا کچھ معاوضہ دیں۔ ان کے رہنے کے لئے صحت بخش مکانات کا انتظام کریں۔ وغیرہ۔ اس طرح مزدوری پیشہ لوگوں کی مسرت۔ خوشحالی اور معیار زندگی کی بلندی کا بندوبست ہو گیا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی۔ کہ عام طور پر امیر و غریب سب کے ضمیر میں بیداری پیدا ہو گئی۔ اور قرار پایا۔ کہ مزدوروں کے لئے ایسے حالات پیدا ہونے چاہئیں۔ جو ان کے شایان شان ہوں۔ چنانچہ اس عہد میں شاہی مجلس تحقیقات متعلقہ محنت کا انعقاد ہوا جس کی سفارشات پر بہت کچھ عمل کیا گیا۔ اور روز بروز کیا جارہا ہے۔ ان سفارشات کا ماحصل یہی ہے۔ کہ مزدوروں کو اس دولت اقتصادی میں سے کافی و وافی حصہ دیا جائے۔ جس کی تخلیق میں انہوں نے سرمائے سے بھی بڑھ کر کام کیا ہے۔ غرض دہند کا بے زبان طبقہ بھی شاہ جارج پنجم ہی کے عہد کا رہین منت ہے ❊

مصنوعات کی ترقی اور اس کی ضرورت

لازم ہے۔ کہ ایک اور پہلو سے بھی مصنوعات کی ضرورت

، اہمیت پر نگاہ ڈالی جائے۔ کیونکہ وہ تعلیم یافتہ ہندوستانی جن کے قبضے میں زمین نہیں۔ قدرتاً پہلے تو سرکاری ملازمت کی تلاش کرتے ہیں۔ پھر جب یہاں بار نہ ملے۔ تو آزاد پیشوں مثلاً ڈاکٹری اور وکالت وغیرہ پر توجہ دیتے ہیں۔ اور اگر اِدھر بھی ناکامی ہی کا منہ دیکھیں۔ یا اِن کے لئے مناسب لیاقت اور رجحان طبع نہ رکھتے ہوں۔ تو تجارت کے میدان میں آتے ہیں۔ اور آخر کار مصنوعات کی دنیا کا رُخ کرتے ہیں۔ کیونکہ درجہ بدرجہ یہی وہ شعبے ہیں۔ جہاں تعلیم سے کام لینے اور ذہنی تربیت سے فائدہ اُٹھانے کا موقع ملتا ہے۔ اِن لوگوں کے علاوہ اراضی کے مالک تعلیم یافتہ اصحاب بھی پہلے مذکورہ شعبوں کی چھان بین کرتے ہیں۔ اور جب وہاں اپنی خدمات کی گنجائش نہیں دیکھتے۔ تو زراعت اختیار کرتے ہیں۔ گویا زراعت جو ہندوستانی ذرائع دولت کے زمرے میں سب سے بڑی صنعت ہے۔ اس میں تعلیم یافتوں کا پہلے بھی کال تھا۔ اور اب بھی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ترقی زراعت کے جدید طریقے اور آلات وغیرہ کا رواج ہندوستان میں بہت کم ہے۔ اور اگر ہو رہا ہے۔ تو رفتار نہایت سُست ہے۔ زمانۂ حال کے تجربی علوم (سائنس) اور اُن میں سے بالخصوص علم کیمیا کے وہ نتائج جو زراعت کے کام کے ہیں۔ پیٹرول کا ایندھن جلانے والے موٹروں سے چلنے والی مشینیں اور اسی طرح دیگر چیزیں جو زراعت کو ترقی اور تھوڑے رقبۂ اراضی سے بہت پیداوار حاصل کرنے میں مدد دے سکتی ہیں۔ اِن سب سے بہترین کام لینا اور پیداوار کے حصول پر اس کی بہترین تقسیم کی راہ نکالنا تعلیم یافتوں کی کوششوں کا مرہون منت ہے۔ جیسا کہ امریکہ۔ فرانس اور انگلستان وغیرہ کے حالات شہادت دیتے اور ہمیں بتاتے ہیں۔ کہ اُن خوش نصیب ملکوں میں وہ تعلیم یافتہ بھی زراعت اختیار کر لیتے ہیں۔ جو خود مالکِ زمین نہیں۔ مگر اُن کی ذہنی تربیت کے لئے چونکہ زراعتی کام میں کافی و وافی گنجائش ہے۔ اِس لئے وہ اس پیشے کو دوسرے پیشوں اور تجارت و صنعت پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔ مگر ہمارے ہاں ہندوستان میں کچھ تو اُن وجوہ کی بناء پر جن کا اوپر ذکر کیا گیا۔ غیر مالکان اراضی تعلیم یافتہ اِدھر نہیں جھکتے۔ اور کچھ اس سبب سے کہ موجودہ قانون دربارہ مالکان و مزارعین کے رُو سے معقول فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ہمارے ملک کے تعلیم یافتہ لوگوں کی روزافزوں آبادی کے لئے مصنوعات کے عالم میں جگہ نکالنا واجب ہے۔ اس کے لئے ٹیکنیکل تعلیم اور سرمائے کی ضرورت ہے۔ مگر ہمارے ہاں کا سرمایہ بڑا قدامت پسند بلکہ

یہاں بھی کہئے کہ پردہ نشین اور سفر پیلا واقع ہوا ہے۔ یعنی سرمایہ بالعموم تہمت سے کام لیتے اور نہ خطرات نقصان میں پڑنے کی جرأت کرتے ہیں ۔

حکومت کی طرف سے تحقیقات اور وضع قوانین مصنوعات

ان حالات کو دیکھ کر اور دنیا نے صنعت میں مداخلت کی حکمتِ عملی اختیار کرنے کے سبب سے نیز موخر الذکر کو کامیاب بنانے اور اس پر طرز تحکمات سے کام کرنے کے لئے حکومت نے بعد از جنگ زمانے بلکہ دورانِ جنگ میں بھی تحقیقات کا تہیہ کیا۔ تاکہ ایک تو حقائق کا پتہ لگایا جائے۔ اور عملی ذرائع ترقی اختیار کئے جائیں دیگر جس جس معاملے میں ضرورت ہو۔ اس مشین کو چلانے کے لئے قانون وضع کئے جائیں۔ چنانچہ حسب ذیل کوششیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں :-

(۱) ۱۹۱۶ء میں ایک انڈسٹریل کمیشن مقرر کیا گیا۔ اس نے ۱۹۱۹ء میں اپنی رپورٹ پیش کی۔ جس میں بڑی شد و مد سے سفارش کی۔ کہ حکومت ملک کے مصنوعات اور اُس سے متعلقہ کاروبار میں مداخلت کرے۔ اس میں شبہ نہیں کہ مذکورہ کمیشن کی تفصیلی سفارشات فراموشی کی نذر ہو گئیں۔ اور بالخصوص کمیشن کی وہ سفارش بھی ایک مردہ نوزائیدہ بچہ ثابت ہوئی۔ جو اس امر پر مشتمل تھی کہ ہندوستان میں جہاں آل انڈیا سول اور میڈیکل سروس وغیرہ منظم اور قائم کی گئی ہیں۔ وہاں آل انڈیا کیمیکل سروس بھی قائم کی جائے۔ تاکہ مصنوعات اور زراعت کے کام میں کیمیائی معلومات بذریعہ ماہرین خصوصی رائج کئے جائیں۔ مگر اس کمیشن سے اتنا ضرور ہوا کہ برطانوی حکومت کے مختاران کار کا زاویۂ نگاہ بدل گیا۔ اور مصنوعات میں پیش از پیش ومنظم مداخلت کرنے کا کام اختیار کیا گیا ۔

(۲) ۱۹۲۱ء میں ایک مالی کمیشن مقرر کیا گیا۔ چنانچہ ہندوستان اس امر میں اسی کمیشن کا مرہونِ منت ہے۔ کہ (ا) مصنوعات ملکی کی ترقی کے لئے تحفظات عمل میں لائے گئے۔ مثلاً جن جن ملکی صنعتوں کی حفاظت کی ضرورت ہو۔ ان کے مدمقابل غیر ملکی مال پر گراں قدر محصول درآمد لگایا جائے۔ (ب) مرکزی حکومت کے اندر ایک خاص تجارتی محکمہ قائم کیا گیا جس کا نام "ٹیرف بورڈ" یا مجلس محصولات درآمد ہے۔ (ج) کارخانوں کی تنظیم۔ کام کرنے کے گھنٹوں کی تعیین اور اُجرت مزدوران وغیرہ کے متعلق متعدد قوانین وضع کئے گئے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ (د) ۱۹۲۹ء میں ہندوستان میں کوائفِ محنت کا شاہی کمیشن" مقرر کیا گیا۔ جو وہٹلے (Whitley) کمیشن کے نام سے

مورہ بت۔ موختہ الذکر۔ کی نسبت یہ امر تاریخ مصنوعات ہند میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ کہ اس نے تحقیقات کی داد بڑی خوبی سے دی اور اس کی رپورٹ میں جو حقائق اور سفارشات درج ہیں۔ وہ مدت مدید تک ایک تعلیمی حیثیت کی سرمایہ دار ثابت ہوں گی۔ یہ وہ تجارتی و صنعتی تقویم ہے۔ کہ دیر تک پارینہ نہ ہو سکے گی۔ یہاں یہ امر واضح کردینا چاہئے۔ کہ ان مجالس و قوانین مذکور کے دوران میں مصنوعات کی ترقی برابر جاری رہی۔ اور تحقیقات و قوانین اس میں امداد کرتے رہے۔ (ب) ہندوستان میں اس زبردست ترقی کا دور آغاز جنگ ۱۹۱۴ء سے شروع ہوا +

دیہات کی مصنوعات | ظاہر ہے کہ ہندوستان کی سب سے بڑی صنعت زراعت ہے اور گزشتہ بست سالہ صنعتی ترقی اور آئندہ روز افزوں ترقی کے باوجود زراعت ہی ہمیشہ دوسری صنعتوں پر غالب رہے گی۔ مگر بعض دیہاتی صنعتیں ایسی تھیں۔ کہ انیسویں صدی میں اور اس سے پہلے زراعت کے کاروبار کے ساتھ علت و معلول کا تعلق رکھتی تھیں۔ اور زراعت پر انحصار رکھنے والی صنعتوں کے علاوہ ملک میں متعدد دیگر صنعتیں بھی رائج تھیں۔ جب ہندوستان کو مغرب سے واسطہ پڑا تو ہندوستان کی صنعتی روایات اور طریق کار میں انقلاب عظیم آگیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ زمیندار اور کسان بیچارے تو پہلے کی طرح اپنا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائے رہے۔ مگر وہ کاریگر یعنی دیہاتی لوہار بڑھئی۔ موچی۔ جلاہے۔ کمہار وغیرہ جو کسان کے خدمت گزار تھے۔ اور اُسی کی محنت کی پیداوار سے اپنا حصہ لیتے تھے۔ اب بیکار ہوتے چلے گئے۔ مگر جاتے کہاں۔ وہ بھی کاشتکار بننے لگے۔ اور زمین پر اور بوجھ پڑ گیا۔ ہم ہندوستانی۔ کیا مفکر اور کیا بے پروا آج کل عموماً اس امر کو فراموش کر کے کہہ دیتے ہیں۔ کہ "چلو۔ زمین کو واپس چلو۔ اور کاشتکار بن جاؤ۔ کہ یہی بے روزگاری کے دکھ کا واحد ذریعہ ہے"۔ مگر یہ غلط ہے۔ گزشتہ بیس سال کا تجربہ بتاتا ہے۔ کہ گو زراعت کی ترقی کی کوشش اور وہ بھی جدید کام۔ جدید آلات۔ اور جدید کیمیائی و دیگر معلومات کے ذریعے سے ازبس لازم ہے۔ مگر اس کے پہلو بہ پہلو مصنوعات کو ترقی دینا اور بالخصوص تعلیم یافتوں کے ذریعے سے نہایت ضروری ہے۔ زمین کا بوجھ ہلکا کرنا اور دوسرے ذرائع سے بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے کام مہیا کرنا بہترین حکمت عملی ہے۔ چنانچہ حکومت نے بھی یہی دوگانہ حکمت عملی اختیار کر رکھی ہے۔ جو شہنشاہ جارج پنجم کے عہد کی گزشتہ پانزدہ سالہ مدت کا خاص امتیاز ہے۔ ہندوستان بہ طالوی مختاران کار

کا شکر گزار ہے۔ کہ دیہاتی مصنوعات پر خصوصیت سے توجہ دی جانے لگی۔ تاریخ حکومت برطانیہ ہند میں یہ اپنی قسم کا پہلا واقعہ ہے۔ کہ بجٹ ۳۶-۱۹۳۵ء میں ایک کروڑ روپے کی رقم خاص اس امر کے لئے وقف کی گئی۔ کہ صوبجاتی حکومتیں اس میں سے اپنا اپنا حصہ پاکر اپنے اپنے ہاں کے دیہات کے سود و بہبود اور بالخصوص مصنوعات دیہات کی ترقی پر صرف کریں۔ آخر کسان غریب کی ضرورتوں کی بھی شنوائی ہوئی۔ پھر صوبجاتی حکومتوں کے وزرائے زراعت نہ صرف خزانۂ ہند سے یہ روپیہ لے کر صرف کریں گے۔ بلکہ آئین جدید کے رُو سے جب عنقریب قانون حکومتِ ہند نفاذ پذیر ہوگا۔ تو زراعتی ترقی اور دیہاتی مرفہ الحالی کے لئے محاصل صوبہ کا معقول حصہ بھی اسی کام پر خرچ ہوا کرے گا۔ اور اس طرح صنعتی ترقی کی رفتار بھی تیز ہو جائے گی +

تجارتی ترقی | حالات حاضرہ کا ایک مبصّر لکھتا ہے۔ کہ (ا) قدیم تباہ شدہ صنعتوں کے احیا کا ابھی آغاز ہے۔ (ب) نئی صنعتوں کا اجرا سُست رفتار رہا ہے۔ مگر اب تیز گام ہونے لگا ہے۔ (ج) زراعت میں جدید کار طریق کا اجرا بسر دست ضرورت سے بہت کم ہے۔ مگر (د) میدان تجارت میں ہندوستان نے نہایت شاندار ترقی کی ہے۔ اندرون ملک میں اور ممالک غیر کے ساتھ مال کا لین دین (جس میں خام پیداوار اور مصنوعات دونوں شامل ہیں) بہت بڑھ گیا ہے۔ ملکی اور غیر ملکی منڈیوں کی نہ صرف تعداد میں زبردست ترقی ہوئی ہے۔ بلکہ ان کی تنظیم بھی قابل تحسین ہے۔ لیکن ہندوستان کی اپنی مصنوعات نے تجارت کے برابر ترقی نہیں کی۔ غرض تجارت کے سوا دیگر اقتصادی ترقی کی رفتار سُست ہے۔ لیکن یہ امر واقع ہے۔ کہ اب کہ ہم شہنشاہ معظم کے سال جوبلی میں سے گزر رہے ہیں۔ ہمہ گیر ترقی کی بنیادیں نہایت پختگی کے ساتھ تیار کی جا رہی ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی صنعتوں کو ترقی دینے کی حکمت عملی جو دیہات میں بالخصوص اور شہروں میں بالعموم اختیار کی گئی۔ اور کی جا رہی ہے۔ ہندوستان کو صحیح راہ پر لگا رہی ہے۔ چھوٹی چھوٹی صنعتوں کا امتیاز اور بنیادی اصول کاٹیج انڈسٹری کا قائم کرنا ہے۔ یعنی ہر گھر میں جسے اقتصادی خستہ حالی سے مخلصی پانا منظور ہے۔ کسی نہ کسی خانہ ساز صنعت کا اختیار کرنا لازم ہے۔ گویا دَور حاضرہ میں جس طرح ممالک مغرب میں عظیم الشان کارخانے ہزاروں مزدوروں۔ کاریگروں۔ انجینیروں اور کروڑوں

روپے کے سرمائے سے کام لیتے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان ایک تو یہی جلیل القدر کارخانے
بنائے۔ دوسرے ان کے پہلو بہ پہلو خانہ ساز مال کی پیداوار کا بھی بندوبست کرے۔
جن سے یہ فائدہ ہو۔ کہ کسان اپنے کاشتکاری کے کام سے بچا ہوا وقت رائگان
نہ گنوائے۔ خانگی صنعت میں ہاتھ ڈالے۔ شہروں کے بیکار لوگ جنھیں کارخانوں
میں بار نہ ملے۔ ایسی صنعتوں سے اپنا پیٹ بھریں۔ اور ملک کو بہ حیثیت مجموعی مرفہ
الحال بنائیں۔ بہرحال سیاسی بیداری کے ساتھ صنعتی بیداری ایک حقیقت ہے قابل
تحسین اور یہ امتیاز ہے دورِ حاضر کا +

زراعتی ترقی آج پندرھواں برس ہے۔ کہ مروجہ آئین کے رُو سے صوبجات کے زراعت
کے محکمے زراعتی ترقی کے ذمہ دار بنے ہوئے ہیں۔ ان کا سب سے بڑا فرض یہ ہے۔
کہ مختلف اناج بالخصوص گیہوں اور روئی کی بہترین قسموں یا نسلوں کو ترقی دیں۔ اس
کام میں بلاشبہ معقول ترقی ہوئی ہے۔ مگر جو عمدہ نتائج پیدا ہوئے ہیں۔ اُن کا صحیح اندازہ
کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ پیداوارِ زراعت کی نوعیت ہی ایسی ہے۔ اوّل تو یہ فیصلہ کرنا
مشکل ہے۔ کہ ترقی یافتہ قسموں کے بیج کس قدر رقبۂ اراضی میں بوئے جا رہے ہیں۔
دوسرے آب و ہوا، موسم اور بارش وغیرہ کے تاثرات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں پس
بہترین اقسام کی پیداوار کی صرف عام کیفیت دیکھی جا سکتی ہے۔ جو صاف کہ رہی ہے۔ کہ
اس سلسلے میں ہندوستان کافی ترقی کر رہا ہے +

نہروں کا سلسلہ زراعتی ترقی کا جزوِ اعظم ذرائع آبپاشی کو کہنا چاہیئے۔ گزشتہ پچیس برس
میں جو ترقیاں اِس ضمن میں ہوئیں۔ اُن سب میں بلند ترین مرتبہ سکھر بند کو حاصل ہے جس
کے ذریعے سے اندرون ملک کے بحرِ زخّار (دریائے سندھ) کا پانی قابو میں لایا گیا ہے
دوسرا ستلج کی نہروں کا سلسلہ ہے۔ ان دونوں کے ذریعے سے ایسی زمین کے لاکھوں
ایکڑ سیراب کئے جا رہے ہیں۔ جس میں پہلے گھاس کا تنکا تک نہ اُگتا تھا۔ ان پر تقریباً
بیالیس کروڑ روپیہ صرف ہو چکا۔ اور ابھی ہوگا +

(۱) لیکن یہ دونوں تازہ ترین ترقیاں ہیں۔ ورنہ ان سے پہلے بھی انگریزی حکومت
میں بالعموم ہندوستان اور بالخصوص پنجاب میں مصنوعی آبپاشی کے ذرائع یعنی نہروں
کے سلسلے کی تعمیر کو بڑی ترقی دی گئی۔ پھر اس سارے حلقۂ عمل کے سب کاموں
میں جو کارکردگی پنجاب میں دکھائی گئی۔ وہ اپنی شان میں نرالی بلکہ اکیلی ہے۔ یہ تو
سب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اسے ہندوستان میں اپنی قسم کے سب کاموں میں بلند ترین

مرتبہ حاصل ہے۔ مگر بعض اسے دنیا بھر میں اپنی نظیر آپ بتاتے ہیں ✦

(۱) برطانوی سلطنت ہند کے ساتھ پنجاب کے الحاق (۱۸۴۹ء) سے پہلے
مغلوں کے وقت کی یہاں چند نہریں ضرور تھیں۔ اور کہیں کہیں تالاب بھی تھے۔ مگر فن تعمیر
انہار اور علم آبپاشی کے مطابق کوئی عظیم الشان سلسلۂ انہار نہ تھا۔ فیروز شاہ تغلق۔ اکبر اعظم۔
شاہ جہان۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اور بعض دیگر حکمرانوں نے اس حلقۂ عمل میں اپنے اپنے
وقتوں کے ذرائع کے مطابق معقول کام کیا۔ مگر آج کل کی نشو و نما کی گرد کو بھی
نہ پہنچ سکے ✦

(۲) پنجاب میں اس کے متعلق پہلا قابل حل یہ مسئلہ تھا۔ کہ پرانی نہروں کو صاف کر کے
بہتر بنایا۔ اور ان کا حلقۂ آبپاشی وسیع کیا جائے۔ چنانچہ نہایت سخت کوششوں
کے بعد کامیابی نصیب ہوئی۔ اور اس قسم کی سب نہروں کی لمبائی تقریباً چار ہزار میل
کر دی گئی۔ ۲۵-۱۹۲۴ء کے اعداد و شمار کے مطابق ان سے تقریباً بیس لاکھ ایکڑ
زمین سیراب کی جاتی ہے ✦

(۳) اس کے بعد وزیر ہند اور حکومت ہند نے تعمیر انہار کی ایک جدید حکمت
عملی اختیار کی۔ چنانچہ قرار دیا۔ کہ صوبے کے اندر نہروں کے لئے روپیہ قرض لیا
اور اس کا سود دیا جائے۔ پھر جب ایسے سرمائے سے نہریں تعمیر ہوتی چلی جائیں۔ تو
زمینداروں اور کاشتکاروں سے پانی کی بہم رسانی کے مطابق آبیانہ وصول کیا
جائے۔ جس سے نہ صرف سود ادا ہو۔ اور نہروں کے قیام و انتظام کے اخراجات
ادا کئے جائیں۔ بلکہ صوبے کے خزانے کو بھی کچھ فائدہ ہو جائے۔ یہ حکمت عملی آغاز
کار ہی سے کامیاب ثابت ہونے لگی۔ چنانچہ اس کے طفیل ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آج
پنجاب میں حسب ذیل نہریں مع اپنے معاونوں کے آبپاشی کے لئے کام میں
لائی جا رہی ہیں:۔ (۱) نہر سرہند۔ (۲) لوئر سوہاگ اور پارا۔ (۳) سدھانی (۴) لوئر
چناب۔ (۵) لوئر جہلم۔ (۶) اپر جہلم۔ (۷) اپر چناب۔ (۸) لوئر باری دواب ✦

(۴) ۲۵-۱۹۲۴ء تک پنجاب کی سب نہروں پر تینتیس کروڑ روپیہ صرف کیا گیا تھا
اور ان سے دو قسم کی آمدنی ہوتی ہے:۔ (۱) آبیانہ یا پانی کی قیمت۔ (ب) عام مالیانے
میں اضافہ بہ سبب تعمیر انہار۔ ۲۵-۱۹۲۴ء میں پہلی مد کے ذریعے سے چار کروڑ
روپیہ سالانہ اور دوسری مد سے دو کروڑ روپیہ۔ یعنی کل چھ کروڑ روپیہ وصول ہوا
اس عظیم الشان آمدنی میں سے مرمت و قیام و انتظام پر ایک کروڑ تریسٹھ لاکھ

روپیہ صرف ہوا۔ اور ستر لاکھ سود دینا پڑا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اصل سرمایہ تیئیس کروڑ روپے کے ذریعے سے تقریباً پونے سولہ فی صدی منافع حکومت نے پایا۔
(۵) گویا حکومت کے طریق کار نے آم کے آم بھی حاصل کئے۔ اور گٹھلیوں کے دام بھی لئے۔ اس کے علاوہ جو فائدہ زمینداروں اور کاشتکاروں کو بالخصوص اور سارے صوبے کو بالعموم ہوا۔ جدا سمجھنا چاہیئے۔ اور یہی اصل مطلب تھا۔ کہ کل اراضی کی پیداوار میں ترقی ہو۔ اور نہ صرف بنجر زمینیں کاشت کے قابل بن جائیں۔ بلکہ وہ اراضی جو بارش پر انحصار رکھتی تھی۔ جس کی پیداوار ہمیشہ مشکوک حالت میں رہتی۔ اور کبھی کبھی تو بارش وقت پر نہ ہونے سے سارا پچھلا کیا دھرا جتائی بوائی کا کام وغیرہ خاک میں مل جاتا تھا۔ اب اِس سے پیداوار معقول طور پر حاصل ہو۔

(۶) پنجاب کی نہروں سے تقریباً دو کروڑ بیس لاکھ ایکڑ زمین سیراب کی جاتی ہے۔ اور اس عظیم الشان رقبے سے اجناس۔ دالیں۔ روئی اور چارہ وغیرہ کی پیداوار بخصوصیت سے حاصل کی جاتی ہیں۔

(۷) آج کل باغات کی ترقی کا انحصار ایک بڑی حد تک نہروں پر ہے۔

(۸) نہروں سے سیراب شدہ رقبوں سے دوسرے غیر نہری رقبوں کی نسبت پچاس فی صدی زیادہ پیداوار نکلتی ہے۔

(۹) یہ ساری ترقی ایک منظم۔ آئینی اور پُرامن حکومت اور پھر راعی و رعایا کے تعاون کی مرہون منت ہے۔

زراعت کا شاہی کمیشن اسے بھی دور زیر نظر کی زراعتی ترقی میں خاص مرتبہ حاصل ہے۔ اس کی سفارشات پر عمل ہو رہا ہے۔ اور روز بہ روز بیش از پیش ہوتا رہے گا۔ مذکورہ کمیشن کی تحقیقات کو دنیائے زراعت میں وہی اہمیت دی جاتی ہے۔ جو صنعتی شاہی کمیشن کو حاصل ہے۔

زراعتی تحقیقات کی شاہی مجلس یہ ایک مستقل ادارہ ہے۔ جو مذکورہ کمیشن کی سفارشات کا خاص عملی نتیجہ ہے۔ ۱۹۲۹ء میں اس کی تشکیل کی گئی۔ اور منجملہ دیگر امور کے یہ خاص فرض ٹھہرایا گیا۔ کہ مویشی کی نسل کشی کے بہترین ذرائع تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کی راہ نکالی جائے۔ نیز اس کے پہلو بہ پہلو زراعتی تحقیقات کا کام اس طرح کیا جائے۔ کہ دونوں کے مابین رشتہ قائم رہے۔ اور ایک شے دوسری شے

کو مدد پہنچائے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہو۔ کہ ان معاملات میں جو تحقیقات سلطنت برطانیہ کے دوسرے حصّوں اور ممالک غیر میں ہو رہی ہے۔ اُس سے بھی فائدہ اٹھایا جائے۔ اور ہندوستان کے جدید معلومات سے اُنھیں واقف کیا جائے مجلس مذکور یہ کام بخوبی انجام دے رہی ہے*

رُوئی کی پیداوار کی مرکزی کمیٹی یہ کمیٹی ۱۹۲۱ء میں قائم کی گئی۔ اِس کے فرائض دوگانہ ہیں۔ (الف) بہترین قسم کی رُوئی مختلف نسلوں کے ملاپ سے پیدا اور محدود رقبوں سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جائے۔ (ب) رُوئی کی فروخت کا انتظام اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک کیا جائے۔ اور ہندوستان کے پارچہ بافی کے کارخانوں کو معلومات مہیا کئے جائیں۔ تاکہ صنعت پارچہ بافی کو بھی ترقی ہو۔ یہ مرکزی کمیٹی اور زراعتی تحقیقات کی شاہی مجلس اپنے مشترکہ کاموں میں ایک دوسری سے تعاون کرتی ہیں*

مرکزی حکومت اور مالی امداد اگرچہ زراعتی تحقیقات کی مجلس کی عمر ابھی پانچ چھ برس کی ہے۔ اور اِس دوران میں حکومتِ ہند کو بھی مالی تنگدستی سے دو چار رہنا پڑا ہے۔ مگر ترقیوں کی جدید حکمتِ عملی پر برابر کاربند رہنے کے لئے مرکزی حکومت اِس مجلس کو معقول مالی امداد دیتی رہی ہے۔ تاکہ ترقی کے لائحۂ عمل میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ ادارۂ مذکور میں سرکاری اور غیر سرکاری دونوں جماعتوں کے نمائندے شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ملک میں زراعتی اور دیگر مسائل کو جو اُس سے متعلق ہیں۔ بڑی اہمیت دی جانے لگی ہے۔ نیند کے ماتے بیدار ہونے لگے ہیں*

زراعتی پیداوار کے لئے منڈیاں جدید حکمتِ عملی نے کام کا کوئی پہلو نظرانداز نہیں کیا۔ جب تک زراعتی پیداوار کی فروخت کی تنظیم نہ ہو۔ اِس سے پورا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ زراعتی تحقیقات کی مجلس نے منڈیوں کی چھان بین اور اشخاص متعلقہ کو اطلاعات مہیا کرنے کے لئے ایک شعبہ قائم کیا ہے۔ منڈیوں کا مسئلہ بجائے خود نہایت مشکل ہے۔ اور اس کا حل ضروری تھا*

چنانچہ مرکزی حکومت نے ایک "منڈیوں کی مجلس" قائم اور ہر صوبے میں محکمہ زراعت میں "منڈیوں کے افسر" کی ایک نئی اسامی پیدا کی ہے۔ صوبجاتی افسروں کا کام ہے۔ کہ اندرون ملک کے اطراف واکناف کی مخصوص مقامی ضرورتوں کا پتہ لگائیں۔ اور مرکزی محکمہ ان سب صوبجاتی اطلاعات کا موازنہ کرکے ایک لائحۂ عمل بنائے۔

اور اس طرح مختلف صوبوں کے زمینداروں اور باغبانوں کو معلوم ہو۔ کہ ملک کے کس کس حصے میں کس کس جنس یا پھل کی کس کس حد تک ضرورت ہے۔ بہترین قیمتیں کہاں سے اور کب وصول ہو سکتی ہیں۔ پھر وہ ان مصدقہ و مستند اطلاعات کو بنیاد ٹھہرا کر اُس کے مطابق پیداوار حاصل کرنے اور بیچنے کی کوشش کریں +

منڈیوں کے محکمے کا یہ بھی کام ہے۔ کہ مال کو منڈیوں تک پہنچانے کے لئے اِس کے پیدا کرنے والوں کو ریلوے اور دیگر ذرائع بار برداری سے آگاہ کرے۔ اور خاص کر ریلوے کے محکمے سے کرانے میں مراعات دلوائے۔ غرض ہر طرح اِس معاملے میں "کھیت یا باغ سے لے کر گھر تک" جتنے اُتار چڑھاؤ جلد تلف ہونے والی اور دوسری پیداوار کو دیکھنے پڑتے ہیں۔ اُن میں اشخاص متعلقہ کا ہاتھ بٹائے +

اِس سلسلے میں منڈیوں کے افسروں کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ "کولڈ سٹوریج" یعنی "برف کی یا ٹھنڈی کرنے والی مشینوں" کے اہتمام و انصرام میں مدد دے۔ تاکہ پھل وغیرہ دیر تک تازہ رہ کر کھانے والے کو اصلی قدرتی حالت میں ملیں۔ اور اتلاف مطلق نہ ہونے پائے۔ دَورِ حاضر کی زراعتی ترقی کا یہ بھی ایک امتیاز خاص ہے +

تحریک امداد باہمی | اِس کی بنیاد یوں تو ہندوستان میں سنہ ۱۹۰۴ء میں ڈالی گئی۔ مگر گزشتہ ربع صدی میں اسے خاص نشوونما حاصل ہوئی۔ بالخصوص سنہ ۱۹۱۲ء سے امدادی انجمنوں کی از سرِ نو تنظیم کا کام اختیار کیا جانے لگا۔ اور میکلیگن کمیٹی جو امور متعلقہ کی تحقیقات کے لئے قائم کی گئی تھی۔ اس کی سفارشات پر خصوصیت سے عمل ہو رہا ہے۔ تحریک مذکور کی ایک خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس میں غیر سرکاری اصحاب روز بہ روز بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ کیونکہ امداد باہمی کا بنیادی اصول ہی یہ ہے۔ کہ لوگ اپنی امداد آپ کریں۔ اور حکومت اپنے تجربہ کار افسروں کے ذریعے سے سارے کام کی صرف نگرانی اور کارکنوں کی رہبری کرے۔ اِس تحریک نے زیادہ زور اِس طرح بھی حاصل کیا۔ کہ آئین جدید کے رُو سے سنہ ۱۹۲۰ء میں یہ محکمہ صوبجاتی حکومتوں کے حوالے کیا گیا۔

غرض امداد باہمی کی مشینری قوی سے قوی تر ہو رہی ہے۔ ان انجمنوں کا سرمایہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ انجمنوں اور اُن کے ارکان کی تعداد ترقی پذیر ہے۔ اور اُن کے عمل کا حلقہ وسیع کیا جا رہا ہے۔ شروع میں ان کا کام صرف یہ تھا۔ کہ ہلکی شرح سود پر زمینداروں کو روپیہ مہیا کیا جائے۔ اور اب بھی ان کا سب سے بڑا کام یہی ہے۔ مگر دوسرے کام بھی شامل کئے جا رہے ہیں۔ مثلاً عمدہ بیج کی خرید اور ارکان کے ہاتھ

اس کی فروخت۔ بیل اور آلاتِ کاشتکاری کی مشترکہ خرید اور ارکان میں تقسیم۔ دیہات میں تعلیم کا رواج اور اور ہر طرح انجمنوں کے ارکان اور دیہات کی خوشحالی کے لئے منظم کوششیں۔ اور زراعتی ترقی کے لئے اخبارات کا اجراء وغیرہ +

اراضی رہن رکھنے کے لئے بینک

اس ضمن میں ایک تازہ اور نہایت اہم نشوونما یہ ہے۔ کہ زمینداروں کو طویل عرصے کے لئے روپیہ قرض دینے کی غرض سے بنک قائم کئے گئے ہیں۔ جو اراضی کی کفالت پر انہیں ہلکی شرح سود پر قرض دیتے اور ساہوکاروں کے غضبناک پنجے سے رہائی دلاتے ہیں۔ مگر ایسا روپیہ صرف خاص اغراض کے لئے دیا جاتا ہے۔ فضول خرچی کے لئے نہیں۔ مثلاً پرانے قرضے چکانا۔ زمین کو زیادہ پیداوار کے قابل بنانا اور کنوئیں لگانا۔ بیل خریدنا۔ جدید آلات کو استعمال میں لانا وغیرہ +

زمینداروں کی ساکھ بڑھانا اور پرانے قرضوں سے رہائی دلانا

دورِ حاضر بالخصوص پچھلے تین چار برس کی یہ ایک زبردست خصوصیت ہے۔ کہ حکومت انتظامیہ اور قانونی کونسلیں اکثر صوبوں میں یہ کام کر تی رہی اور کر رہی ہیں۔ کہ ایک خاص قانون وضع کر کے زمینداروں کو قرضوں کی آفت سے بچائے۔ نہ صرف پچھلے قرضے چکا دیئے جائیں۔ بلکہ آئندہ بھی ضرورت کے مطابق زمینداروں کو قرض مل سکے۔ اور ان کی ساکھ جو پرانے قرضوں اور سود کے بوجھ کے سبب صفرہ ہو گئی تھی۔ از سرِ نو بن جائے۔ صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ۔ مدراس اور پنجاب کے قوانین خصوصیت سے تعریف کے قابل ہیں +

زراعتی ترقی اور جدید طریق کار

شہنشاہ جارج پنجم کے عہد میں ہندوستان نے ایک خاص حد تک زراعت کے وہ طریق اختیار کر لئے ہیں۔ جو ممالک مغرب میں رائج ہیں۔ اس کے دو خاص سبب ہیں :-

(ا) ذرائع آمد و رفت کی ترقی نے زراعتی پیداوار کی تقسیم آسان اور سستی کر دی۔ چنانچہ اُن اجناس کو نسبتاً زیادہ ترقی دی گئی۔ جو تجارتی پیداوار کہلاتی ہیں مثلاً چائے اور سن وغیرہ +

(ب) چونکہ علوم تجربی (سائنس) کے ذریعے سے زراعت کو متعدد پہلوؤں سے مدد مل سکتی ہے۔ اس لئے زراعتی تحقیقات کے ادارات قائم کئے گئے۔ اور انہوں نے جلد ہی اپنے کام کو کامیاب ثابت کر کے قرار دیا۔ کہ تنظیم یافتہ تجربہ گاہوں سے حاصل شدہ نتائج کی نشر و اشاعت کی جائے۔ تاکہ کاشتکاروں کو گھر بیٹھے ان سے واقفیت حاصل ہو۔ اور وہ ان پر عمل کر سکیں +

حکومت کے زراعتی محکمے

آج صوبجاتی حکومتوں نے اپنے اپنے ہاں ایک زراعتی محکمہ قائم کر رکھا ہے۔ جس کا ایک فرض معلومات کی اشاعت ہے۔ چنانچہ ہندوستان کے طول و عرض میں ہزارہا دیہات یقین رکھتے ہیں۔ کہ حکومت کے محکمے ہماری مدد کر رہے ہیں۔ اور کر رہے گے۔ بہرحال واقعہ یہ ہے۔ کہ جدید طریق کار اور جدید آلات کے استعمال کو اتنی ترقی نہیں ہوئی۔ جتنی بہترین بیج کی پیداوار اور اُس کی تقسیم کو۔ مؤخر الذکر دونوں کام حکومت کی قائم کردہ تجربہ گاہوں اور زراعتی محکموں کی کارکردگیوں کے مرہون منت ہیں ۰

زراعت کے سہ گانہ پہلو

دورِ حاضر کے مدبرین ملکی اور ماہرین علوم متعلقہ کہتے ہیں۔ کہ زراعت نہ صرف (۱) ایک فن ہے یعنی کاشتکاری۔ (۲) بلکہ ایک تجارت بھی ہے۔ (۳) نیز ایک علم تجربی یعنی سائنس۔ پس جب تک فن۔ تجارت۔ اور علم تینوں سے ایک ساتھ کام نہ لیا جائے۔ کامل کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی چنانچہ حکومت برطانیہ نے اس نظریہ پر گزشتہ پچیس سال میں بخوبی عمل کیا ہے۔ جیسا کہ تحقیقاتی مجالس اور تجربہ گاہوں کے قیام مستقل زراعتی محکموں کے انتظام۔ حالات کی چھان بین کرنے والے کمیشنوں کے کام۔ سرمایہ بہم پہنچانے کے لئے امداد باہمی کی انجمنوں اور بنکوں کے اہتمام و انصرام اور دیگر محولہ بالا امور سے ظاہر ہے۔ کہ سہ گانہ پہلو حکومت نے بخوبی ملحوظ رکھے ہیں ۰

اقتصادیات اور اخلاقیات

اقتصادی ترقی کا ذکر یقیناً غیر مکمل رہ جائے گا۔ اگر جنگ عظیم کے صلح نامہ یعنی عہدنامہ ورسیلز ۱۹۱۹ء پر روشنی نہ ڈالی جائے۔ اِس موقع پر ملکی حدود کے تغیر و تبدل اور فوجی شرائط وغیرہ کے علاوہ محنت اور مزدوری کے اصولوں کی خاص وضاحت کر کے قرار دیا گیا۔ کہ زراعت اور صنعت و حرفت کے نتائج اور پیداوار کی عمدگی فقط اِس امر پر منحصر نہیں کہ کتنی دولت پیدا کی گئی۔ بلکہ اِس کا ایک بڑا معیار یہ ہونا چاہیئے۔ کہ جن مزدوروں اور کاریگروں نے کام میں حصہ لیا۔ اُنھوں نے انعام کیا پایا۔ چنانچہ عہدنامۂ مذکور کے دیباچے میں حسب ذیل فقرات تحریر کئے گئے :- " اگر کوئی قوم اپنے ملک کے اندر کارخانوں میں کام کرنے والوں کے انسانی حقوق کی حفاظت نہ کرے گی۔ تو اس کا یہ رویّہ ایک ایسی رکاوٹ کے برابر ہوگا۔ جو دوسرے ملکوں میں مزدوروں کی حفاظت کے کام میں نقص پیدا کرے گی "۔

عہد نامۂ مذکور کے رُو سے جہاں جمعیت الاقوام کی تشکیل کی گئی۔ وہاں یہ بھی قرار پایا کہ بین الاقوامی تعاون کے ذریعے سے مزدوروں کی بہتری کی تجاویز سوچی جائیں۔ اور اُن پر عمل کرنے کی تاکید کی جائے۔ چنانچہ انٹرنیشنل لیبر کانفرنس (بین الاقوامی مجلس محنت) نے متعدد اجلاس منعقد کرکے زبردست مباحثات کے بعد بعض سفارشات منضبط کیں۔ جن میں سے اکثر پر ہندوستان صاد کر چکا ہے۔ چنانچہ ان کی بنا پر گزشتہ پندرہ برس میں ہندوستان کی مرکزی حکومت نے متعدد قوانین وضع کئے ہیں۔ ان سب سے غرض یہ ہے۔ کہ ابقدر مزدوراں بھی اچھی زندگی بسر کر سکے۔ یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ اس معاملے میں بین الاقوامی اشتراک کار اور قوانین میں ہم آہنگی اس لئے ضروری ہے۔ کہ کم سے کم مزدوری دینے والے ملک اپنے مصنوعات سستے فروخت کرسکتے ہیں۔ اور مزدوروں کو زیادہ سے زیادہ اُجرت دینے والے مُلک ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ پس لازم ہوا۔ کہ اس معاملے میں ہر ملک یکساں طریق کار اختیار کرے۔

تیسری فصل

معاشرتی اصلاح

تمہید اور شاہی ارشادات وہ صحیح صورت حالات جس سے آج ہندوستان شاد کام ہو رہا ہے۔ اُس کا راز ترقی تعلیم کے الفاظ میں بند ہے۔ اور یہی ترقی تعلیم کے ساتھ وابستہ بلکہ اُس کا نتیجہ ہے۔ اس کے بیان کا آغاز اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے۔ کہ شہنشاہ جارج پنجم کا وہ اظہار تمنا کردیا جائے۔ جو اُنھوں نے ہندوستان میں اشاعت تعلیم کے متعلق کیا۔ یعنی دہلی میں تاج پوشی کے سلسلے میں جب آپ تشریف فرما ہوئے تو ایک موقع پر کلکتہ میں یوں ارشاد فرمایا:-

"میری یہ خواہش ہے۔ کہ اس سرزمین میں سکولوں اور کالجوں کا ایک جال بچھ جائے۔ جہاں تعلیم پاکر وفادار، شایانِ مردمیت اور کارگزار شہری باہر نکلیں۔ صنعت وحرفت، زراعت اور زندگی کے دیگر پیشوں کے میدانوں میں اہم کام کرکے دکھائیں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہوں۔ میری یہ بھی خواہش ہے۔ کہ میری ہندوستانی رعایا کے گھر مشعلِ علم سے روشن اور اُن کی محنتیں اور مشقتیں شیریں ہوں اور یہ نتیجہ ہو اشاعت تعلیم کا۔ پھر یہ تعلیم منطقی طور پر اپنے ہمراہ خیالات کا ایک بلند تر معیار لائے۔ اور اسی طرح آسائش اور صحت مندی بھی عام ہو جائے۔ میری اس تمنّا کے بر آنے کا واحد ذریعہ تعلیم ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں تحریک تعلیم کی کامیابی کی تمنّا ہمیشہ ہمیشہ میرے دل میں جاگزین رہیگی"

شہنشاہِ معظم کا یہ خیال زبانی جمع خرچ ہی نہ تھا۔ بلکہ اُنھوں نے اس کارِ خیر پر پچاس لاکھ روپیہ سالانہ کا عطیہ عطا فرما دیا۔

تاریخِ تعلیم پر ایک سرسری نظر | جنگی مصروفیتوں اور انتظامی مشکلوں کے باوجود حکومت انگلشیہ نے آغازِ کار ہی میں اشاعتِ تعلیم پر خاص توجہ کی۔ چنانچہ پہلے گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز Warren Hastings نے ہندوستانی اور انگریزی فاضلوں کی ایک انجمن بنائی۔ جو آج تک رائل ایشیاٹک سوسائٹی (Royal Asiatic Society) کے نام سے مشہور ہے۔ اُس نے ہندوؤں کے بعض دھرم شاستروں کو ترجمہ کرا کر انھیں ایک مجموعے کی صورت دی۔ اور مسلمانوں کے لئے ایک کالج "کلکتہ مدرسہ" کے نام سے قائم کیا۔

انگریزی زبان اور مغربی علوم کے حق میں فیصلہ | یہ تو ایک معمولی سی ابتدا تھی۔ مگر خاص اہم تعلیمی منزل لارڈ ولیم بنٹینک کے عہد ۳۵-۱۸۲۸ء میں طے کی گئی۔ اور ذریعۂ تعلیم زبان انگریزی قرار پائی۔ چنانچہ ۱۸۱۳ء میں جب حکومت برطانیہ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت اور تجارت کے متعلق اپنے فرمان کی تجدید کی تو محاصل ہند میں سے ایک لاکھ روپے کی رقم اشاعت تعلیم کے لئے الگ کر دی۔ مگر اس وقت سے لے کر لارڈ ولیم بنٹینک کے عہد کے دوران میں ۱۸۳۳ء تک جب ایک بار پھر تجدید فرمان کا وقت آیا۔ تو سوال یہ پیدا ہوا کہ آئندہ تعلیمی حکمت عملی کی صورت کیا ہو۔ ایک فریق کی رائے تھی۔ کہ ہندوستانی تعلیم ہی یہاں کے لوگوں کے لئے مفید ہے۔ مگر دوسری جماعت کا دعویٰ تھا۔ کہ جب تک باشندگان ہند زبان انگریزی نہ سیکھیں گے۔ مغربی علوم اور تہذیب اور بالخصوص سائنس کی برکات سے بہرہ مند نہ ہو سکیں گے۔ اور نہ انتظام حکومت میں انگریزوں کا ہاتھ بٹا سکیں گے۔

مؤخر الذکر رائے کا سب سے بڑا وکیل میکالے (Macaulay) تھا۔ جو اس وقت گورنر جنرل کی مجلس عامہ کا رکن قانون تھا۔ اس نے ہندوستان کی مروجہ کتابوں کو بیکار ٹھہرایا۔ اور انگریزی زبان اور مغربی علوم کی تعلیم پر زور دیا۔ بہت سی بحث و تمحیص کے بعد میکالے کو فتح ہوئی۔ اور قرار پایا کہ آئندہ فلسفہ اور سائنس کی تعلیم کو انگریزی میں رواج دیا جائے۔ چنانچہ اِس تعلیمی حکمت عملی سے گزشتہ صد سالہ مدت میں (۱۸۳۳ء تا ۱۹۳۳ء) ہندوستانیوں میں کافی تعلیم یافتہ جماعتیں پیدا ہوتی رہیں۔ اور آج بھی جو مغربی علوم سے بہرہ ور جماعت موجود ہے۔ اسے انگریزی زبان نے ایک ایسی کنجی دے دی ہے۔ جس سے جملہ مغربی علوم کے خزانوں کے دروازے کھل رہے ہیں۔ ہندوستانیوں نے اپنی محنت اور شوق کے طفیل اس سے بیش قرار فائدہ اٹھایا۔ کیونکہ حکومت انگریزی کا کاروبار عام طور پر انگریزی زبان میں ہوتا ہے۔ اِس تعلیم کی بدولت ہندوستانیوں کو حکومت کے عہدوں پر فائز ہونے کا موقع مل سکتا تھا۔ چنانچہ اس میدان میں اُن کی تعداد روز افزوں ترقی کرتی رہی۔ تا آنکہ آج ہندوستانیوں کو حکومت کی وزارتیں تک حاصل ہو گئی ہیں۔ غرض فیصلۂ مذکور کے رُو سے جابجا انگریزی مدارس قائم کئے گئے۔ سنہ ۱۸۳۴ء میں ایک کالج بمبئی میں کھولا گیا۔ ۱۸۳۵ء میں کلکتہ میڈیکل کالج کی بنیاد پڑی۔ اور یہ بھی کہنا پڑے گا۔ کہ ترویج تعلیم مغربی میں عیسائی پادریوں نے بھی اس سو برس کی مدت میں بڑا حصہ لیا۔ اگرچہ اِس حکمت عملی کی قرارداد سے پہلے لارڈ کارنوالس (۱۷۸۶ء تا ۱۷۹۳ء) نے ہندوستانیوں کو حکومت کے ممتاز عہدے دینے بند کر دیئے تھے۔ مگر لارڈ ولیم بینٹنگ نے اِس طریق کو نامنصفانہ قرار دے کر منسوخ کر دیا۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ کوئی ہندوستانی صرف اِس وجہ سے کسی عہدے سے محروم نہ کیا جائیگا۔ کہ وہ ہندوستانی ہے۔ البتہ قابلیت شرط اولی ہے مگر ظاہر ہے۔ کہ لارڈ بینٹنک کا یہ منصفانہ خیال بھی بیکار ہو جاتا۔ اگر اس کے ساتھ جدید تعلیمی حکمت عملی کارفرما نہ ہوتی۔

محکمۂ تعلیم اور تین یونیورسٹیوں کا قیام لارڈ ڈلہوزی (۱۸۴۸ء تا ۱۸۵۶ء) کے زمانے میں ایک اور اہم تعلیمی منزل طے ہوئی یعنی ۱۸۵۴ء میں ایک تو "پبلک انسٹرکشن ڈیپارٹمنٹ" کے نام سے ایک تعلیمی محکمہ قائم کیا گیا۔ اس کے علاوہ سرکاری مدارس کے پہلو بہ پہلو جو غیر سرکاری مدارس باشندگان ہند نے خود جاری کئے تھے۔ انھیں بھی حکومت کی طرف سے مالی امداد دینے کا طریق جاری کر دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ ہر پریزیڈنسی (بمبئی۔ مدراس اور کلکتہ) میں اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک ایک یونیورسٹی قائم کی گئی۔ پھر سنہ ۱۹۰۴ء میں لارڈ کرزن نے بھی تعلیمی

اصلاحات کے لئے بہت کچھ کیا۔ اور ڈائرکٹر جنرل آف ایجوکیشن کا ایک نیا عہدہ تخلیق کیا۔ جس کے ماتحت صوبوں کی تعلیمات کے ڈائرکٹر ہوتے تھے۔ اس کے بعد شہنشاہ جارج پنجم کے عہد میں ۱۹۱۰ئہ سے ۱۹۳۵ئہ تک تعلیم کو جو ترقی ہوئی۔ وہ پہلے سب زمانوں سے گوئے سبقت لے گئی۔

وائسرائے کی مجلس عاملہ میں رکن تعلیم کیا انگریز اور کیا ہندوستانی ماہرین تعلیم اِس امر پر متفق الرائے ہیں۔ کہ عہد جارج پنجم کی رُبع صدی وہ مدّت ہے۔ جو ہندوستان کی تاریخ تعلیمات میں سب زمانوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر معنی خیز ہے۔ ۱۹۱۰ئہ کا سال حقیقت میں ایک جدید وشاندار تعلیمی دور کا آغاز کرتا ہے۔ اس سال حکومت برطانیہ نے تعلیم کی اہمیت کو خصوصیت سے تسلیم کیا۔ چنانچہ مرکزی حکومت کے مختلف محکموں میں ایک جدا اور ممتاز محکمۂ تعلیم قائم ہوگیا۔ اور اس کے ناظم اعلیٰ کو وائسرائے کی مجلس عاملہ کا رکن قرار دیا گیا۔ چنانچہ پہلے رکن سر ہارکورٹ بٹلر (Sir Harcourt Butler) نے جدید محکمے کی کارگزاریوں کی بنیاد اُن تین کانفرنسوں کو ٹھہرایا۔ جو اُنہوں نے ہندوستان کے ماہرین تعلیم سے مشورہ کرنے کے لئے منعقد کی تھیں۔ اس کے علاوہ ۱۹۱۰ئہ ہی وہ سال تھا۔ جب مسٹر گوکھلے نے اپنا تعلیمی مسوّدۂ قانون وائسرائے کی کونسل میں پیش کیا۔ جس کا مدعا یہ تھا۔ کہ مقامی انتظامی جماعتوں (میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں) کو ایسے اختیارات دیئے جائیں۔ کہ وہ اپنے حلقوں میں ابتدائی تعلیم کو جبریہ قرار دے سکیں۔ اگرچہ ایک سال بعد یہ مسوّدۂ قانون اس لئے نامنظور ہوا۔ کہ قابل عمل نہیں تاہم اس سے یہ فائدہ ضرور پہنچا۔ کہ طول وعرض ہند میں تعلیمی معاملات کے متعلق دلچسپی بہت بڑھ گئی۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی۔ کہ عام طور پر لوگ تعلیمی ترقی کے لئے بیتاب ہو گئے۔ اور جتنی ترقی ۱۹۱۱ئہ تک ہو چکی تھی۔ اُسے قطعًا ناکافی بتانے لگے۔ اس کے بعد ایک ہی سال کے اندر شہنشاہ جارج پنجم کی تاج پوشی کے ایّام میں ایک ایسا موقع آیا۔ کہ تعلیم کے لئے عام سرگرمی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے یہ اعلان کیا گیا۔ کہ تعلیم عامہ کے لئے حکومت ہند آئندہ ہر سال برابر ایک معقول رقم منظور کیا کرے گی۔

تعلیم سے عامہ خلائق کی غفلت اور حکومت خود اختیاری کے لئے تعلیم کی ضرورت ۱۹۱۱ئہ کے بعد یہ تحریک روز بروز زور پکڑتی گئی۔ کہ ہندوستان جو بہت تھوڑی ترقی کر رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ عامہ خلائق تعلیم سے بے بہرہ ہے۔ پھر جب ۱۹۱۷ئہ میں منٹو مارلے کی اصلاحات کا زمانہ آیا۔ اور اعلان کیا گیا۔ کہ

ہندوستان کی سیاسی منزل مقصود ذمہ دار حکومت ہے۔ تو عوام الناس کو تعلیم دینے
کا مطالبہ اور بھی ترقی پذیر ہو گیا۔ اور تدوین تعلیم کے لئے سرگرمی بڑھ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا۔
کہ سنہ ۱۹۲۰ء کے آتے آتے تمام صوبوں کی حکومتوں نے متعدد تعلیمی قوانین وضع کر ڈالے
اور قرار دیا۔ کہ مقامی اداروں (میونسپلٹیوں، وغیرہ) کو اختیار دیا جاتا ہے۔ کہ جب اپنے
اپنے علاقوں میں جبریہ تعلیم کا مطالبہ دیکھیں۔ تو اسے جاری کر دیں۔ اب سننے اگر
حالات موافق ہوتے تو اس وقت تعلیمی ولولے کا یہ حال تھا۔ کہ مدرسے میں پڑھنے کی عمر
کے بہت بچے مدرسوں میں بھیج دیئے جاتے۔ اس وقت سے پہلے ملک کے سیاسی قائدین
کہتے تھے۔ کہ ملک میں جمہوری اور نیابتی ادارات کے قیام کے لئے یہ امر از بس لازم
ہے۔ کہ عام لوگوں کو تعلیم دی جائے۔ مگر ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء میں ایک شورانگیز تحریک قومیت
زیر سرکردگی کانگریس نے سرکاری و غیر سرکاری امدادی مدرسوں اور کالجوں کے ساتھ
عدم تعاون کا اعلان کیا۔ اور کہیں کہیں قومی مدارس کھل گئے۔ جو اپنے آپ کو حکومت
کی مالی امداد سے مستغنی قرار دیتے تھے۔ ان کا تقاضا یہ تھا۔ کہ ہمارا طریق تعلیم سرکاری
طریق سے کہیں بہتر ہے۔ اور اس سے تعلیم قومیت مدنظر ہے۔ بعض نے انگریزی
زبان کے بجائے دیسی زبانوں کو ذریعۂ تعلیم قرار دیا۔ مگر جب تحریک عدم تعاون عدم
آباد کو سدھاری۔ تو ان جدید تعلیم گاہوں کی اکثریت بھی رخصت ہوئی۔ اس میں شبہ نہیں۔
کہ حکومت کے ساتھ عدم تعاون کی حکمت عملی اختیار کئے بغیر اگر خالص قومی درسگاہیں کھولی
جائیں۔ اور ان میں قومی و فرقہ وار ضرورتوں کے موافق مختلف طریق تعلیم اختیار کیا جائے
تو مضائقہ نہیں۔ بلکہ ایسے مدرسے اگر حکومت سے امداد نہ بھی لیں۔ اور اس لئے اپنے انتظامات
نصاب تعلیم اور دیگر امور کے متعلق حکومت کی نگرانی سے آزاد رہیں تو ہرج نہیں۔ لیکن
حکومت کے قائم کردہ مدارس سے تعاون نہ کرنا جیسا کہ واقعات سے ثابت ہو چکا ہے۔
ہرگز مناسب نہ تھا۔ چنانچہ تحریک مذکور کا نتیجہ سوا اس کے کچھ نہ ہوا۔ کہ ہزاروں طلبہ
کی تعلیم میں رخنہ اندازی ہوئی۔ اور اگر ایک آدھ مقام پر کوئی خالص قومی تعلیمی ادارہ
قائم ہو بھی گیا۔ تو یہ اس نقصان کی تلافی نہ کر سکا۔ جو عدم تعاون سے پہنچا۔ اور اس طرح
ان ہنگامی لیڈروں نے قوم یا ملک کو ایک ناقابل تلافی نقصان پہنچا دیا۔ اور ان کے ذاتی
ادارے کوئی کارآمد کام نہ کر سکے۔

۱۹۱۹ء کی سیاسی اصلاحات اور ہندوستانی وزیروں کے تعلیمی اختیارات

اس کے بعد قانون حکومت ہند ۱۹۱۹ء وضع ہوا۔ اور اسی کے رو سے ۱۹۲۱ء میں اصلاح یافتہ

صوبائی کونسلوں اور مرکزی حکومت میں اسمبلی (Assembly) اور کونسل آف سٹیٹ (Council of State) کی تشکیل ہوئی۔ نئے قانون نے نہ صرف صوبوں میں تعلیمی کام ہندوستانی وزیروں کے ہاتھ میں دے دیا۔ بلکہ مرکزی حکومت میں بھی وائسرائے کی مجلس عاملہ میں ایک رُکن خاص طور پر تعلیمی شیرازہ بندی اور اصلاح پر مقرر کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ ترویج تعلیم کی رفتار تیز تر ہو جائے۔ اور اس طرح کم سے کم تعلیم کا کام کلاً و جزءً اُن لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیا گیا۔ جو ہندوستانی رائے دہندوں کے نمائندے تھے۔ اور انتخاب کے طریق سے کونسلوں میں آئے تھے۔ چنانچہ اس کا ضمنی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اگر خود ہندوستانی چاہیں تو اپنے ملک کو شاہ راہ تعلیم پر پوری سرعت کے ساتھ گامزن ہونے کا موقع دیں ٭

نیز صوبجاتی کونسلوں کے وزراء کے لئے یہ قرار دیا۔ کہ وہ اس ابتدائی تعلیم کی فقط نگرانی کریں۔ ورنہ اصل انتظام و انصرام مقامی جماعتوں کے حیطۂ اختیار میں رہے گا۔ اور ایک قدم اور بھی اسی کے متعلق یوں بڑھایا گیا۔ کہ تعلیم ثانوی (پرائمری کے بعد مڈل اور انٹرنس) کے اختیارات بھی سکولوں کے منتظمین کو دیئے گئے۔ اس سارے نظام کا مقصد یہ ہے۔ کہ عام لوگ اپنے تعلیمی کام کا بوجھ اپنے شانوں پر اُٹھائیں ٭

۱۹۳۵ء اور جشن جوبلی سے پہلے دس سال	اس ماحول میں تعلیمی ترقی دس برس سے روز بروز پورے

استقلال سے جاری ہے۔ جس کی امتیازی خصوصیات دو ہیں۔ یعنی (۱) اس امر کی قطعی تصدیق کہ نظام تعلیم ہند میں زبان انگریزی کو جو بلند مرتبہ حاصل ہے وہ نہ صرف گورنمنٹ بلکہ رعایا بھی قائم رکھنا چاہتی ہے۔ تعلیم ثانوی اور تعلیم اعلیٰ (یونیورسٹی) کے شیدائیوں کی روز افزوں تعداد اس حقیقت کی شہادت دے رہی ہے۔ نکتہ چینوں کی اکثریت بھی خود اُنہیں اصحاب پر مشتمل ہے۔ جو اسی تعلیم انگریزی کی گویا بہترین پیداوار ہیں۔ اگر ان نقادوں یا معترضوں نے انگریزی تعلیم نہ پائی ہوتی۔ تو دوسرے سے اس قابل ہی نہ ہوتے۔ کہ ماشاء اللہ نکتہ چینی کی داد دیتے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ نکتہ چینی مذکور بجائے خود ایک تحسین و آفرین کا حکم رکھتی ہے اور تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ جب میکالے نے انگریزی زبان اور مغربی علوم کی ترویج کی وکالت کی تھی۔ تو یقیناً ہندوستانیوں کی تعلیمی ترقی کے حق میں بیش بہا کام کیا تھا۔ اس عرصے میں اگرچہ بعض ادارات تعلیمی نے پہلے اپنے نظام تعلیم میں دیسی زبانوں کو ذریعۂ تعلیم بنانے پر بہت زور دیا۔ لیکن رفتہ رفتہ اپنے نصب العین میں مجبوراً اصلاح کی اور زبان انگریزی کے مفید ہونے کو تسلیم کر لیا۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ ان ہی دس برس میں انگلستان

اور ممالک غیر میں جا کر تعلیم پانے والے طلبہ کی تعداد میں اتنا اضافہ ہوا۔ کہ اس کی نظیر حکومت برطانیہ کے کسی زمانے میں نہیں ملتی۔ غرض تاریخ تعلیم کے بارے میں یہ ایک اہم حقیقت ہے۔ کہ انگریزی زبان نے نظام تعلیم میں جو مرتبہ حاصل کر رکھا ہے۔ اسے روز بروز بیش از بیش اہمیت حاصل ہو گی ۔

اس دور دہ سالہ کی دوسری تعلیمی خصوصیت یہ ہے۔ کہ صنف نازک کی تعلیم کو بھی وہ اہمیت مل گئی جس کی وہ یقیناً مستحق ہے۔ چنانچہ اس کے لئے خصوصیت سے ایسا ابتدائی اردو نصاب تیار کیا گیا جو فرقہ اناث کے مناسب حال ہے۔ جس میں فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور نے بیش بہا خدمت انجام دی۔ جو اس مدعا کے لئے بلا امتیاز مذہب و ملت سب کے لئے مفید تر ہے ۔

اس نسبت سے دور زیر بحث یعنی شہنشاہ جارج پنجم کے بست و پنج سالہ عہد حکومت میں جو ترقی ہوئی ہے۔ وہ بیحد قابل ستائش ہے۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں تو گویا عورتوں کی تعلیم کا آغاز ہی تھا۔ مگر آج سنہ ۱۹۳۵ء میں طالبات کی تعداد میں حیرت انگیز ترقی ہو گئی ہے۔ پھر شوق تعلیم میں سرگرمی کا یہ حال ہے۔ کہ بعض شہروں میں تو صرف روپے کی کمی ترقی تعلیم نسواں میں مارج ہو رہی ہے۔ میونسپلٹیوں کے زنانہ مدارس میں جگہ کی قلت ہے۔ اور طالبات کے انبوہ جمع ہیں تربیت یافتہ استانیاں ملازمت کی طلبگار ہیں۔ مگر مدارس کی تعداد اور اخراجات میں گنجائش کی کمی اجازت نہیں دیتی۔ کہ ان کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے۔ گویا موجودہ کساد بازاری نہ صرف مردوں بلکہ خاص کر عورتوں کی تعلیمی ترقی میں حائل ہو رہی ہے۔ صوبوں کی حکومتیں حتی الامکان تعلیمی اخراجات کی منظوری دیتی ہیں۔ مگر ضرورت کے مقابلے میں روپیہ ناکافی ہے ۔

تعلیم ہند کی خاموش ترقی — ہندوستان میں ترقی تعلیم کی رفتار کبھی آہستہ خرام رہی ہے۔ اور کبھی تیز گام۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بعض لوگ نشوونمائے تعلیم کو ناکافی تصور کرتے ہیں۔ مگر ان کا یہ خیال حقیقت سے بعید ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے۔

سنہ ۱۹۱۰ء اور سنہ ۱۹۳۵ء کا مقابلہ — جب ہم سنہ ۱۹۱۰ء کے حالات پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو طلبہ کی تعداد تقریباً ساڑھے باسٹھ لاکھ نظر آتی ہے۔ اور سنہ ۱۹۳۵ء میں یہ تعداد دگنی ہو گئی ہے۔ جب تعداد طلبہ کے بعد اخراجات کا موازنہ کیا جاتا ہے۔ تو ترقی نسبتاً زیادہ تعجب انگیز نظر آتی ہے سنہ ۱۹۱۰ء میں سرکاری تعلیمی خرچ سات کروڑ تھا۔ سنہ ۱۹۳۵ء میں اٹھائیس کروڑ ہو گیا۔ اور خاص طور پر اطمینان کے قابل یہ حقیقت ہے۔ کہ ان اٹھائیس کروڑ میں سے سات کروڑ صرف پرائمری

کی تعلیم پر خرچ ہوئے۔ مگر اس کے مقابلے میں اعلیٰ تعلیم نے یہاں تک ترقی کی کہ آج ہندوستان میں عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن کے علاوہ حسب ذیل سولہ یونیورسٹیاں قائم ہیں۔ حالانکہ ۱۹۰۱ئہ میں ان کی تعداد اس کی تقریباً ایک تہائی تھی۔ کلکتہ۔ ڈھاکہ۔ بمبئی۔ مدراس۔ اندھرا۔ پنجاب۔ الہ آباد۔ رنگون۔ دہلی۔ پٹنہ۔ لکھنو۔ آگرہ۔ علی گڑھ۔ بنارس۔ ناگپور اور پونہ۔

رہے مدارس اور کالج۔ ان کی تعداد گزشتہ پچیس سال میں دگنی ہوگئی ہے۔ اور اب نئے دستور کے مطابق ۱۹۳۷ئہ سے جو اقدام ہونے والا ہے۔ خود ہندوستانی وزرا ہی کے ہاتھ سے اس کی بیش از بیش ترقیاں یقینی ہیں۔

تعلیمی اور معاشرتی ترقی کا تعلق۔ یورپ کے ممالک میں تعلیمی ترقی بالعموم خاص تعلیمی کوششوں کا نتیجہ نظر آتی ہے۔ مگر ہندوستان میں یہ بھی اس عام معاشرتی ترقی کا ایک جزو ہے۔ جو دَور برطانیہ میں ہوتی رہی ہے۔ اس ضمن میں یہ حقیقت نہ صرف قابل ذکر بلکہ لائق تحسین ہے کہ انجمن خواتین ہند نے برسوں سے نہ صرف فرقۂ اناث کی بہتری بلکہ عام معاشرتی ترقی کا کام بھی ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ عورتوں کی تعلیمی ترقی اور معاشرتی اصلاح بجائے خود وہ شے ہے۔ کہ اس پر ملک کی بہ حیثیت مجموعی معاشرتی ترقی کا انحصار ہے۔

خواتین کی یہ انجمن فرقہ وار تفریق سے بالا ہے۔ مگر سر دست اس کے ارکان کی اکثریت ہندو عورتوں پر مشتمل ہے۔ کم سنی کی شادی کے انسداد کا قانون جس کی مسلمانوں کو نہ ضرورت ہے۔ اور نہ جس کی بندش کی اجازت شرع محمدی سے ملتی ہے۔ اسی انجمن کی کوششوں کا نتیجہ تصور کرنا چاہیئے۔ یہ قانون سارداایکٹ سنہ ۱۹۳۰ئہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا ذکر اس لئے لازم ٹھہرا۔ کہ عام تعلیمی ترقی نے عورتوں میں تعلیمی ترقی پیدا کردی ہے۔ پھر اس سے عورتوں کے حقوق تسلیم کئے جانے لگے۔ اور ان کے سود و بہبود کے لئے قانون مذکور وضع کیا گیا۔ گویا جہاں تک کم سنی کی شادی کی بندش میں ملک کی معاشرتی اصلاح کو دخل ہے۔ تعلیم نے انھیں یہ فائدہ پہنچایا۔ اس قانون سے اٹھارہ سال سے کم عمر کے لڑکوں اور چودہ برس سے کم عمر کی لڑکیوں کی شادی جائز نہیں۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ قانون زیادہ تر معاشرتی اصلاح کی تعلیم کا مرتبہ رکھتا ہے۔ بہر حال ترقی تعلیم ایک ایسی شے ہے۔ جو معاشرت کے تمام شعبوں میں اپنا اثر دکھا رہی ہے۔ مزدوروں اور سرمایہ داروں کے مابین جو تنازعات اکثر برپا ہوتے رہتے ہیں۔ بالخصوص بمبئی جیسے کارخانوں کے شہروں میں۔ ان کا منبع و ماخذ بھی یہی تعلیمی ترقی ہے۔ اور عام لوگوں کے اندر اپنے حقوق

کے متعلق بیداری کا پیدا ہونا بھی تعلیم ہی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ مزدور اور کسان وغیرہ خواہ خود
پڑھ نہ سکتے ہوں۔ لیکن عام فضا نے تعلیمی اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ حکومت اور ملک
کے بہی خواہ اس عام بیداری سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ مگر جیسا کہ چاہئے سب ہی راہ
پر پڑ لینے کی ہدایت کرتے اور اس معاملے میں عوام کی طرف امداد کا ہاتھ بڑھاتے
ہیں۔

مدارس شبینہ اور تعلیم بالغان

یہ بھی اسی ربع صدی کا طغرائے امتیاز ہے۔ کہ بچوں کی لازمی اور
مفت تعلیم پر بھی جو سوسائٹی کی نئی نسل کی تربیت سے متعلق ہے۔ توجہ ہونے لگی ہے۔
دیہات کے کسان۔ شہروں میں کارخانوں کے کام کرنے والے۔ دکاندار اور اہل حرفہ
سب کے لئے جگہ جگہ یہ انتظام ایک معقول پیمانے پر کیا گیا ہے۔ اور روز بروز بیش از بیش
کیا جا رہا ہے۔ کہ ان لوگوں کو دن بھر کے کام کاج اور معمولی مشغلوں کے بعد تعلیم دی
جائے۔ چنانچہ مدارس شبینہ کا رواج آئے دن بڑھ رہا ہے۔

دیہات میں زراعتی تعلیم

یہ حقیقت تسلیم کر لینے کے بعد کہ ہندوستان ایک زراعتی سرزمین
ہے۔ اور اس کی دولت اکثر کسانوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ زراعتی تعلیم کو ترقی دینے
کی حکمت عملی اسی دور ربع صدی میں خصوصیت سے اختیار کی گئی ہے۔ چنانچہ نہایت
مستحسن حقیقت یہ نظر آتی ہے۔ کہ ابتدائی تعلیم سے ڈگری کی تعلیم تک زراعتی تعلیم کے تمام
مدارج کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ اور اس میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ انتہا یہ کہ تعلیم زبان
و ادب کی عام درسی کتابوں میں (بالخصوص پہلی جماعت سے آٹھویں جماعت تک) دانا
ناشرین نے زراعتی اسباق بھی داخل کر دیئے ہیں۔ پنجاب کا زرعی کالج لائل پور۔ اور ہندوستان
بھر میں تحقیقات علوم زراعتی کے لئے "دہلی کی زرعی درس گاہ" خاص طور پر قابل
ذکر ہیں۔

تعلیم صنعت و حرفت

اس ضمن میں رڑکی کا انجینیرنگ کالج۔ رسول کالج اور میکینکل کالج
مدارس متعلقہ کی فہرست میں چوٹی کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ ہر صوبے میں مدرسہ صنعت و
حرفت قائم کر دیا گیا ہے۔ اور سرکاری و غیر سرکاری ٹیکنیکل مدارس جگہ جگہ کام کر رہے
ہیں۔ مصوری۔ نقاشی۔ معماری۔ پارچہ بافی۔ رنگ سازی۔ صابون سازی۔ اور کیمیائی
تحقیقات کے لئے سہولتیں مہیا ہو گئی ہیں۔ چنانچہ صنعت و حرفت کی تعلیم کا مطالبہ نہایت
سرعت کے ساتھ قوی سے قوی تر ہو رہا ہے۔ پھر ظاہر ہے۔ کہ اس بڑھتی ہوئی مانگ
کو پورا کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ حکومت اور غیر سرکاری ادارات سب اس میدان میں

داد کار کردگی دے رہے ہیں +

آئین تعلیم پر نکتہ چینی | ترقی تعلیم کے باوجود نظام تعلیم اور نصب العین تعلیم میں بعض نقائص بھی ہیں۔ مگر اب ان کے دفعیئے کی راہیں نکالی جا رہی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ عام ادبی اور علمی تعلیم ضروریات ملکی کے لحاظ سے اس وقت غیر موزون ثابت ہو رہی ہے۔ تعلیم ثانوی اور تعلیم اعلیٰ کے سند یافتہ بےشمار نوجوان بیکار پھر رہے ہیں۔ کیونکہ خالص ادبی تعلیم کی ترویج ضرورت سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اور زراعتی وصنعتی تعلیم کا انتظام ضرورت سے بہت کم۔ میکالے کے وقت میں حکومت کو اپنے محکموں کے کاروبار کے لیئے انگریزی دانوں کی سخت ضرورت تھی۔ جو ایک عرصہ گزرنے پر پوری ہو گئی۔ مگر اس کے بعد سرکاری ملازمتوں سے کہیں بڑھکر ملازمت کے طلبگاروں کی تعداد پیدا ہوتی رہی اور ظاہر ہے۔ کہ ان کے لیئے جگہ کہاں سے آتی۔ بہر حال اب تعلیم کا رُخ صنعت وحرفت اور زراعت کی طرف پھر گیا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ اس وقت تعلیم ایک انقلابی دور میں سے گزر رہی ہے۔ پرانی ضرورتوں اور حالات کی جگہ نئی ضرورتیں اور نئے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ پھر ان کے موجودہ تصادم کو ختم کرنے اور مطابقت پیدا کرنے کے لیئے بھی وقت درکار ہے۔ صرف پریشانی سے کام نہیں نکل سکتا۔ بلکہ حاجت اس امر کی ہے۔ کہ جہاں تک جلد ہو سکے۔ نظام تعلیم کو ضروریات دور حاضرہ کے مطابق ڈھال لیا جائے۔ بایں ہمہ موجودہ زمانے میں یہ حقیقت فراموش نہ کرنی چاہئے۔ کہ ترقی تعلیم ایک امر واقع ہے۔ اور اس کے نقائص ویسے ہی ہیں۔ جیسے ہر انسانی کام میں لازماً ہوتے ہیں۔ تعلیم سے یہ منشاء تو کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ اسے صرف وسیلۂ ملازمت سمجھا جائے تعلیم تو ہر کس وناکس اور امیر وغریب کے لیئے لازم ہے۔ پس اقتصادی زبون حالی تعلیم کی ترقی کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ دولت پیدا کرنے سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے۔ تو گزشتہ پچیس سال کی تعلیمی ترقی دماغی نشوونما۔ روشن ضمیری معیار اخلاق کی بلندی۔ قومی بیداری۔ سیاسی ترقی کی خواہش اور مذہبی رواداری۔ غرض ہر مستحسن انسانی خصوصیت میں کافی کارآمد ثابت ہوئی ہے۔ اور اب اگر اسے اصلاحی نظر سے دیکھ کر کسی مفید تر طریق پر چلانے کی کوشش کی جائے۔ تو ایسی کوشش کے لیئے زمین تیار ہے۔ جس میں کھاد کی تبدیلی اور آبیاری کی تراکیب سے کافی فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ بخلاف اس کے صرف اعتراضی نظر کبھی کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کر سکی +

چوتھی فصل

آمدورفت۔ باربرداری اور خبر رسانی کے ذرائع

تمہید ذرائع آمدورفت وغیرہ کا نظام کسی ملک کے جسم کے لئے دورانِ خون کا حکم رکھتا ہے۔ اگر جسم کو تازہ و توانا رکھنا ہے۔ تو ذرائع مذکور یا دورانِ خون کا اہتمام از بس لازمی ہے۔ تجارت کا انحصار اس پر ہے۔ معاشرتی نشوونما اور آرام و آسائش کی عمارت اسی بنیاد پر تعمیر ہوسکتی ہے۔ پھر علوم و فنون کی تیز رفتار ترقی اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اور ہندوستان کی صورت میں تو ذرائع مذکور کی اہمیت اور بھی گراں پایہ ہے۔ کیونکہ یہ ملک نہیں۔ ایک براعظم ہے۔ اس کی وسعت کا تقاضا ہے۔ کہ آمدورفت۔ سیر و سیاحت۔ باربرداری اور خبر رسانی کے ذریعے بھی وسیع ہوں۔ اس پر مستزاد عظیم الشان آبادی ہے۔ یہاں پینتیس کروڑ نفوس آباد ہیں۔ اور آخر الامر یہ کہ ہزارہا مربع میلوں پر مشتمل ایسے رقبے ہیں۔ کہ زراعت۔ آبادی۔ اور معدنی و جنگلی پیداوار کے لحاظ سے ابھی نشوونما سے بیگانہ ہیں۔ مگر ہمیں تسلیم کرنا ہوگا کہ ہندوستان نے دورِ حکومت برطانیہ میں بالعموم اور عہدِ جارج پنجم میں بالخصوص ضروریات ملکی کے ہر شعبے میں ترقی کی ہے لیکن سب سے بڑھ کر ترقی ذرائع آمدورفت کے سلسلے میں ہوئی ہے۔ ہوتی جارہی ہے۔ اور ہوگی۔ کیونکہ ترقی کی گنجائش بہت ہے۔

حکومت برطانیہ کی کارکردگی جب اہل برطانیہ ہند میں آئے۔ تو ذرائع آمدورفت کے علم بردار بن کر آئے۔ ان کے ہندوستان میں داخل ہونے کا راستہ سمندر تھا۔ اور ورودِ ہند کے وقت وہ ملاحی کی دنیا میں باقی سب مغربی قوموں سے گوئے سبقت لے گئے تھے۔ اُن کی قومی ہستی کا یہ بھی ایک امتیاز تھا۔ کہ اس میں ہمت و جرأت اور خطراتِ سفر کے برداشت کی روح جاری و ساری تھی۔ وہ اِس امر پر تلے ہوئے تھے۔ کہ دنیا بھر کے سمندروں کا سینہ چیر کر بحری راستے دریافت کریں۔ جب سے اب تک تقریباً تین صدیوں کے دوران میں ہندوستان نے برطانیہ کی سرکردگی میں ذرائع آمدورفت

میں تعجب انگیز ترقی کی ہے۔ آغاز کار میں ہندوستان اور بیرونی دنیا کے مابین رشتۂ تجارت و سیر و سیاحت بادبانی جہازوں کا مرہون منت تھا۔ پھر دخانی طاقت سے چلنے والے جہازوں کا عمل دخل ہوا۔ یہاں تک کہ اب موٹر اور بجلی کی طاقت بھی کارفرما ہوگئی ہے۔ ارض ہند کے اندر سطح زمین سے بلند تاروں کا ایک جال معلق ہے۔ جو قوتِ برق سے آن کی آن میں کلکتہ کا پیغام بمبئی میں اور پشاور کی خبر راس کماری میں پہنچا دیتا ہے۔ پھر سطح بحر کے نیچے ایسے ہی تار کا سلسلہ مثلاً بمبئی سے لندن تک چلا گیا۔ اور بحری خبر رسانی کا کام دیتا ہے۔ اور اب تو بلا تار بھی اسی قوتِ برق کی لہر فضا میں دوڑتی چلی جاتی۔ اور پل پل کی خبر دنیا کے گوشے گوشے سے ہندوستان میں لاتی ہے۔ یہ سب کیا دھرا مغرب اور برطانیہ کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اور یہ مشین ہندوستان کے گاڑھے پسینے کی کمائی کے بل بوتے پر چلتی ہے۔

برطانوی ملوکیت کے اوائل ایام جب ہندوستان میں مغلوں کا راج قائم ہوا۔ تو ذرائع آمد و رفت کی نشوونما کے ضمن میں پہلے اندرون ملک پر توجہ دی گئی۔ کیونکہ اس وقت ہندوستان بہ حیثیت مجموعی ایک ایسا خطہ تھا۔ جہاں گویا سڑکوں کے بغیر ہی سفر کیا جاتا تھا۔ کیونکہ بار برداری کے وسائل صرف چوپائے یا بیل گاڑیاں تھیں۔ جن میں کچے راستے اور پگ ڈنڈیاں بڑا اچھا کام دیجاتی تھیں۔ آج کس مزے سے کہ دیتے ہیں۔ کہ اُن وقتوں میں ہندوستان کی تجارت ممالک غیر کے ساتھ بڑی گراں مایہ تھی۔ یہ درست ہے۔ مگر یہ بھی سوچنا چاہیئے۔ کہ اندرونِ ملک کا تجارتی مال بندرگاہوں تک پہنچانے میں کن دقتوں کا سامنا اور نقصانِ جان و مال کا خطرہ کس قدر جان فرسا ہوتا ہوگا۔ پھر کتنا نقصان برداشت کیا جاتا ہوگا۔ اور بندرگاہوں سے آگے نکل کر جب عرب کے تاجر پیداوار ہند کو اپنی کشتیوں میں لاد کر لے جاتے ہوں گے۔ تو کتنے بلند ہمت ثابت ہوتے ہوں گے۔ اُس وقت اور آج کل کے حالات کا مقابلہ کرنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ دورِ حاضر کے ہندوستانی اور دیگر تاجر کیسے خوش قسمت ہیں۔ کہ سارا کام ایسی صفائی۔ عمدگی اور وقت کی پابندی سے ہوتا ہے۔ جیسے کسی اچھی گھڑی کی مشین چلتی ہو۔

شروع میں انگریزوں نے اُن کچے راستوں کو درست کرنے کی کوشش کی۔ جو ان سے پہلے فوجوں کی آمد و رفت کے لئے بن چکے تھے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہندوستان میں پختہ سڑکیں عنقا تھیں۔ ہرگز نہیں۔ شیر شاہ سوری کی مشہور

شاہ راہ) ایک ایسی بنیاد ثابت ہوئی۔ جس پر انگریزوں نے آج کل کی گرینڈ ٹرنک روڈ (Grand Trunk Road) (شاہ راہ) تعمیر کی۔ انگریزوں سے پہلے بھی یہاں سڑکیں تھیں۔ مگر تعداد اور طوالت کے لحاظ سے بہت کم۔ پرانی سڑکوں کے کناروں پر سایہ دار درخت ہوتے تھے۔ منزل منزل پر کنوئیں بنائے گئے تھے اور مسافروں کے لئے سرائیں ہوتی تھیں۔ قدیم آریوں ہی کے زمانے سے ہندوستان نے راستوں کی اہمیت کا احساس تو کر لیا تھا مگر افغانوں اور مغلوں نے وہ کام کیا کہ سڑکوں کا موجد انہی کو کہنا چاہئے۔ مگر تکمیل کار کی راہ نکالنا اور ایک بہت بڑی حد تک اسے ترقی دینا انگریزوں کے حصے میں آیا۔ لارڈ ولیم بینٹنگ نے شاہ راہ مذکور کو جو کلکتہ سے نکل کر اور وادی گنگا میں سے گزر کر شمال مغربی سرحدی صوبہ کے پشاور تک جا پہنچتی ہے۔ اس قابل بنا دیا کہ فوجوں کی نقل و حرکت آسانی سے ہو سکے۔ اس کے بعد اس سڑک کی معاون سڑکیں فوجی اغراض کے لئے بنائی جانے لگیں۔ پھر عام اغراض ملکی کے لئے سڑکوں کی تعمیر بھی ہونے لگی +

ریلوے لائن کی تعمیر ریلوے کے لئے سڑکوں کی تعمیر کی تجویز ۱۸۴۴ء میں کی گئی۔ پھر جلد ہی بمبئی سے تھانہ تک بیس میل لمبی سڑک بنائی گئی۔ اس کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی نے ایسٹ انڈیا ریلوے کمپنی کو ریلوے کے اجرا کا ٹھیکہ بطور تجربہ دیا۔ چنانچہ کلکتہ سے راج محل تک ڈیڑھ کروڑ روپے کے صرف سے ایک سڑک بنائی گئی۔ اس طرح بمبئی کے قرب و جوار میں پہلی بیس میل کی سڑک پچھتر لاکھ روپے کے خرچ سے بڑھا دی گئی۔ غرض اس طرح لارڈ ڈلہوزی کے زمانے میں بھی پرائیویٹ کمپنیوں کو ریلوے کے رواج دینے کا ٹھیکہ ملتا رہا۔ اور حکومت انہیں خزانہ ہند سے امداد بھی دیتی رہی۔ ۱۸۶۹ء میں حکومت برطانیہ نے ریلوے کی تعمیر کا کام اپنے ہاتھ میں بھی لے لیا۔ اور حکومت کی مقبوضہ ریلوے متعدد علاقوں میں جاری ہو گئی۔ اب اس کی نشو و نما میں بڑی تیز رفتاری نظر آنے لگی۔ مگر پرائیویٹ کمپنیوں کی ریلوے اور سرکاری ریلوے پہلو بہ پہلو کام کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ ۱۹۲۱ء کے اعداد کے مطابق سرکاری ریلوے کی سڑک تقریباً نو ہزار میل لمبی ہو گئی۔ اور کمپنیوں کی ریلوے جس کے سرمائے میں غالب حصہ حکومت ہی کا ہے۔ تقریباً تینتیس ہزار میل تک پہنچ گئی +

ذرائع آمد و رفت کی تحقیقاتی کمیٹی اس وقت حکومت ہند نے ذرائع آمد و رفت کی

تحقیقات اور آئندہ طریق کار کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی۔ اس نے سب سے بڑی سفارش یہ کی۔ کہ حکومت ذرائع آمد و رفت کا ایک محکمہ قائم کرے۔ جس کے فرائض یہ ہوں۔ کہ تمام ریلوے لائنوں۔ بندرگاہوں۔ اندرون ملک کی جہازرانی کی نہروں اور دریاؤں۔ عام سڑکوں اور ڈاکخانوں اور تار برقی کی لائنوں کا انتظام کرے۔ اور یہ محکمہ وائسرائے کی مجلس منتظمہ کے ایک ممبر کے ماتحت ہو۔ چنانچہ آج کل یہ مسئلہ زیر غور ہے۔ مجلس مذکور کی ایک اور سفارش یہ تھی۔ کہ ریلوے بورڈ قائم کیا جائے۔ اس پر عمل ہو رہا ہے تیسری نفس سفارش یہ تھی۔ کہ جس جس پرائیویٹ کمپنی کے ٹھیکے کی میعاد ختم ہو جائے۔ وہ توڑ دی جائے۔ اور ریلوے کو حکومت خود خریدے۔ اس پر بھی عمل ہو رہا ہے۔ مگر صرف اس وقت جب حکومت کے مالی ذرائع اجازت دیں +

حالات حاضرہ | غرض (ا) ۳۱۔ مارچ ۱۹۳۳ء کے اعداد کے مطابق سرکاری اور غیر سرکاری دونوں قسموں کی ریلوے کی میزان کل سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آج ہندوستان میں بیالیس ہزار نو سو ترپن (۴۲۹۵۳) میل لمبی ریلوے لائنیں کام کر رہی ہیں۔ پھر اُن کے انتظام و کارکردگی کی خوبیاں ایسی ہیں۔ کہ دنیا کے اچھے سے اچھے ریلوے کے نظام سے لگا کھاتی ہیں (ب) اس حقیقت کے ساتھ ہی جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہندوستان میں ریلوے کا سفر دنیا بھر میں ارزاں ترین ہے۔ تو یہاں کے نظام اور طریق کار کی لامحالہ داد دینی پڑتی ہے۔ (ج) اور یہ بھی واقعہ ہے۔ کہ بار برداری کی شرح کے لحاظ سے ہندوستان کی ریلوے لائنیں دنیا بھر سے ہلکے دام لیتی اور اس اہم کام کو نہایت عمدگی سے انجام دیتی ہیں۔ نیز یہ کہنا چاہیئے۔ کہ ۱۹۲۱ء اور ۱۹۳۳ء کا مقابلہ یہ حقیقت دکھاتا ہے۔ کہ شہنشاہ معظم جارج پنجم کے عہد کے پچھلے بارہ برس میں ریلوے تقریباً بتیس ہزار میل سے بڑھ کر تقریباً پینتالیس ہزار میل ہو گئی۔ گویا تیرہ ہزار میل یا ایک ہزار میل فی سال کے حساب سے ترقی ہوئی۔ یا یوں کہئے۔ کہ اس سے پہلے کبھی اتنی قلیل مدت میں اتنی بیش قرار ترقی نہ ہوئی تھی +

جہازرانی میں ترقی | اس ضمن میں گزشتہ ربع صدی کا امتیاز یہ ہے۔ کہ جہازوں کے (ا) قد و قامت۔ (ب) تیز رفتاری (ج) حفاظت جان و مال۔ اور (د) مسافروں کی آسائش کے متعلق بے حد کام کیا گیا ہے۔ یہ بھی جہازرانی کی ترقی کے طفیل ہے کہ ہندوستان کی تجارت درآمد و برآمد نے گزشتہ پچیس سال میں شاندار نشو و نما

بانی ہے۔ اور خاص کر یہ کہ ممالکِ مغرب سے ہندوستان میں آنے والے سیاحوں بالخصوص امریکہ والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ جس سے ہندوستان کو معقول مالی مفاد حاصل ہے۔ اسی طرح بندرگاہوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا۔ اسی ضمن میں ساحل ہند کی جہازرانی بھی قابلِ ترقی کر رہی ہے۔ مثلاً کراچی، بمبئی، اور مغربی ساحل کی بندرگاہوں سے چل کر کولمبو (لنکا) مدراس اور کلکتہ وغیرہ تک بحری راستوں کی رونق بڑھ گئی ہے۔ اور اس سارے کام میں ہندوستان کے اپنے سرمائے سے قائم کی ہوئی جہازران کمپنیاں بھی روز بروز بیش از پیش حصّہ لے رہی ہیں۔ جس سے نہ صرف ہند کے سرمائے کو معقول منافع حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آرہا ہے۔ بلکہ ہندوستان کے لوگ فنِ ملاحی سیکھ رہے اور یہاں کے انجینیر اور متعلقہ ماہرین خصوصی دنیا ثابت کر رہے ہیں۔ کہ ہم اس کام میں کسی سے پیچھے نہیں۔ بلکہ مواقع ملیں تو دوسروں سے پیش پیش دادِ کارکردگی دے سکتے ہیں +

ڈاک خانوں کی نشوونما گزشتہ پچیس سال میں بالعموم اور جنگِ عظیم کے بعد کے زمانے میں بالخصوص ڈاکخانوں کو بے حد ترقی حاصل ہوئی۔ عوام کے لئے برطانوی حکومت سے پہلے ڈاک خانوں کا نظام نہ ہونے کے برابر تھا۔ اور ابتدائے دَورِ برطانیہ میں بھی ترقی کی رفتار سُست رہی۔ لیکن جب حکومتِ برطانیہ نے ۱۸۵۴ء میں قانونِ ڈاکخانجات وضع کیا۔ اور اس محکمے کی از سرِ نو تنظیم کی گئی۔ تو نشوونما کی رفتار تیز ہو گئی۔ چنانچہ آج یہ کیفیت ہے۔ کہ ہندوستان میں چوبیس ہزار سے زیادہ ڈاک خانے ہیں۔ اور ایک ارب بیس کروڑ خط اور پارسل ان کے ذریعے سے بھیجے اور پہنچائے جاتے ہیں۔ نیز خطوط اور پارسلوں کی مسافت ایک لاکھ ستر ہزار میل تک طویل ہے۔ اور ننانوے فی صدی سے زیادہ حالتوں میں ڈاکخانہ اپنا کام کامیابی سے انجام دیتا ہے +

ڈاک خانوں کے ذرائعِ کار جب ہم ڈاک خانے کے عظیم الشان کام پر نگاہ ڈالتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ کہ ریلوے لائنیں تو صرف تینتالیس ہزار میل ہی لمبی ہیں۔ تو محکمۂ ڈاک کے لئے سڑکوں کی اہمیت کا پتہ چلتا اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈاک خانہ ساٹھ ہزار میل لمبی پختہ سڑکوں اور تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار میل طویل کچی سڑکوں سے بھی خوب کام لیتا اور اپنے حلقۂ عمل کو پونے دو لاکھ میل پر پھیلا دیتا ہے +

شہنشاہِ جارج پنجم کے دَورِ حکومت میں مستعمل سڑکوں کے قیام اور مرمّت اور نئی

سڑکوں کی تعمیر کے اخراجات چار کروڑ بیس لاکھ رو. پلے سے بڑھ کر آٹھ کروڑ تک پہنچ
گئے ہیں. اور سڑکوں کی لمبائی دُگنی ہو گئی ہے. چنانچہ کہنا چاہیئے. کہ سڑکوں
اور ریلوے کی نشو و نما کے ساتھ ساتھ ڈاکخانے کے کام میں بھی ترقی ہوتی گئی۔
اور اب کہ موٹر کاروں کا رواج دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے ڈاکخانہ
ان سے بھی کام لے رہا ہے. جہاں ریلوے نہیں. اور بالخصوص پہاڑی علاقوں میں
جہاں سڑکیں موجود ہیں. محکمہ ڈاک نے موٹر کاروں کا انتظام کر رکھا ہے. لیکن جہاں
موٹر کا گزر نہیں. وہاں اب بھی ڈاک کے ہرکارے ڈاک کی تھیلیاں اُٹھائے منزل
بہ منزل دوڑتے چلے جاتے ہیں +

ذرائع آمدورفت اور موٹر کار دورِ حاضر میں یہ خیال روز بروز زور پکڑ رہا ہے. کہ اگر ہندوستان
کو زراعتی، صنعتی اور تجارتی ترقی کرنا مقصود ہے. تو ریلوے کے علاوہ سڑکوں کی تعمیر
اور موٹر کاروں کے رواج کو ترقی دینی چاہیئے. مگر اس کے لئے زبردست سرمائے کی
ضرورت ہے. مقامِ اطمینان ہے. کہ یہ سرمایہ روز بروز حاصل ہوتا چلا جا رہا ہے.
اگر ایک طرف حکومت سڑکوں پر بیش از بیش روپیہ صرف کر رہی ہے. تو دوسری طرف
پرائیویٹ سرمایہ موٹر کاروں اور لاریوں کو رواج دے رہا ہے. جنگ عظیم سے پہلے
ہندوستان میں موٹر کاروں کی کُل تعداد تقریباً تین ہزار تھی. اس کے بعد سال بسال
ان کی تعداد میں زبردست ترقی ہوتی رہی. تا آنکہ صرف ایک سال ۲۹-۱۹۲۸ء
میں بیس ہزار موٹر کاریں ہندوستان نے خریدیں. اس کے بعد ۱۹۳۴ء میں دس ہزار
موٹریں خریدی گئیں. موٹریں زیادہ تر برطانیہ سے خریدی جاتی ہیں. اور اس سے اُتر
کر امریکہ سے. غرض ۳۱. مارچ ۱۹۳۴ء کے اعداد و شمار کے مطابق صرف برطانوی
ہند میں دو لاکھ تین ہزار کے قریب موٹریں تھیں. جن میں ٹیکسیاں. لاریاں اور
موٹر سائیکلیں سب شامل ہیں. گویا عام طور پر کہہ سکتے ہیں. کہ شہنشاہ جارج پنجم
کے دور میں موٹروں کی تعداد دو تین ہزار سے بڑھ کر دو لاکھ ہو گئی. مگر ان میں
ریاستوں کی موٹریں شامل نہیں +

سڑکوں اور ریلوے کا مقابلہ موٹروں کے رواج نے ایک اور ہی مشکل مسئلہ پیدا کر دیا
ہے. ممالک مغرب میں تو یہ اقتصادی مشکل ایک مدت سے رُو نما ہے. کہ سڑکوں
پر چلنے والی موٹروں اور ریلوے کے درمیان جو مقابلہ ہو رہا ہے. وہ ملک کے لئے
بہ حیثیت مجموعی ایک اقتصادی نقصان پیدا کر رہا ہے. چنانچہ ان امور پر غور کرنے

کے لئے متعدد کانفرنسیں کی گئیں۔ جن کی رائے میں ہندوستان کی روایات ترقی کے پیش نظر حکومت کو لازم ہے۔ کہ ریلوے اور سڑکوں کے علاوہ ملک کے اندر جو دریائی راستے ہیں۔ اُنھیں اور ہوائی جہازوں کو۔ غرض آمدورفت۔ باربرداری۔ اور خبررسانی کے تمام ذرائع کو ایک ایسی سلک میں منسلک کرے۔ کہ ہر ذریعہ دوسرے ذریعے کو مدد پہنچائے۔ امید ہے۔ کہ برطانوی تدبر اور ہندوستانی دماغ جب امانت و دیانت اور محنت کے ساتھ کام کریں گے۔ تو اس مشکل مسئلے کو جیسے جیسے یہ اہمیت اختیار کرتا جائیگا۔ حل کرتے چلے جائیں گے ✦

ذرائع آمدورفت اور دوسری ترقیاں | ریلوے کی نشوونما۔ سڑکوں کے ارتقاء اور موٹروں کے استعمال سے جو روز بروز بیش از پیش سفر کی آسانیاں اور باربرداری کی سہولتیں حاصل ہوکر تجارت کو ترقی ہوئی۔ اِس سے قطع نظر کرکے یہ بھی دیکھنا ہے۔ کہ ہندوستان کے اعلیٰ و ادنیٰ طبقوں نے معاشرتی ترقی کے لحاظ سے بھی ان سے بہت استفادہ کیا۔ شروع میں ذرائع آمدورفت سے غرض یہ تھی۔ کہ دوردست مقاموں میں بھی امن وامان قائم رہے۔ اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت ہو۔ اِن مقامات کا نظام حکومت مرکزی صدر مقامات کے قابو میں رکھا جائے۔ اور سول۔ پولیس اور فوج کے افسر ضرورت کے وقت اپنے اپنے اختیارات کو کام میں لائیں۔ لیکن جب اِدھر سے فراغت ہوئی۔ تو یہی سڑکیں اور یہی ریلوے لائنیں تجارتی راستے بن گئیں۔ حکومت برطانیہ سے پہلے ہندوستان کامل طور پر زراعتی ملک تھا۔ پس ذرائع آمدورفت کی نشوونما ہی کا یہ احسان ہے۔ کہ صنعت و حرفت اور تجارت نے موجودہ عظمت وشان حاصل کی ہے۔ وہ مقامات جو پہلے ایک دوسرے سے وقت کے لحاظ سے مہینوں کے فاصلے پر تھے۔ اب دنوں میں ان کے مابین مرحلے طے ہو جاتے ہیں۔ اور خط وکتابت کا تو یہ حال ہے۔ کہ اگر تار سے کام لیں۔ تو مہینے منٹ بن گئے ہیں۔ ہم تار اور بے تار خبررسانی کا ذکر اسی باب میں آگے چل کر کریں گے۔ لوگوں کی باہمی دوری کے اِس دفیعے سے ان میں وسعت نظر پیدا ہو گئی ہے۔ بے جا اور بے کار تعصبات دُور ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ اور تعلیم ترقی پذیر ہے۔ جن ہندوستانیوں نے پہاڑوں اور سمندروں کا فقط نام سُن رکھا تھا۔ اب چاہیں تو آسانی سے بندرگاہوں اور کوہستانوں کی چوٹیوں کی سیر کر سکتے ہیں ✦

ہندوستان کے لوگ سیاحت پسند بھی واقع ہوئے ہیں۔ بالخصوص یاترا

اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کرنا ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کا عام دستور ہے۔ ذرائع آمد و رفت کی نشوونما سے پہلے یاتری اور زائرین ہزاروں دُکھ سہ کر مہینوں کا سفر برداشت کرکے اور چوروں اور رہزنوں کی دست درازیوں کے شکار ہو کر اپنے مذہبی ولولے کی تشفی کر سکتے تھے۔ مگر اب سفر باعثِ تکلیف نہیں۔ بلکہ ذریعۂ راحت ہے۔ دُور دُور کے مقامات کی سیر اور مختلف باشندوں کی باہمی ملاقات اور لین دین سے تعصبات دُور ہو رہے ہیں۔ اور یہ سب امور ملک کو مالی - اخلاقی اور تعلیمی ترقی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ غرض تہذیب کا یہ ذریعہ ہندوستان میں بھی ممالک مغرب کی طرح کارفرما ہے۔

ریلوے اور سڑکوں کے ذریعے سے ڈاکخانے کا کام

جب شہنشاہِ معظم جارج پنجم تخت نشین ہوئے۔ تو ہندوستان ڈاک خانے کے ارزاں ترین نظام سے شادکام تھا۔ اور جب بھی اور اب بھی نظامِ حکومتِ برطانیہ کا بہترین کارکن محکمہ یہی تھا اور ہے۔ ۱۹۱۱ء میں ایک پیسہ خرچ کرنے سے ہم ہند کے ایک مقام سے دوسرے مقام کو کارڈ بھیج سکتے تھے۔ اور بند لفافے پر دو پیسے صرف ہوتے تھے۔ اس وقت ڈاک خانہ ہر سال ایک ارب کارڈ لفافے اور پارسل پہنچاتا تھا۔ پھر تعلیم کی ترقی اور صنعت و حرفت و تجارت کی گرم بازاری کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ ۱۹۲۱ء میں یہ تعداد ڈیڑھ ارب تک پہنچ گئی۔ مگر یہ زمانہ بعد از جنگ تھا۔ اشیاء کی قیمتیں بڑھ گئی تھیں۔ اس لئے ڈاکخانے کو بھی اپنے ملازمین کو پہلے سے زیادہ تنخواہیں دینی پڑیں۔ اور دیگر ضرورتوں کے اخراجات ترقی کر گئے۔ پس آمدنی کی کمی اور اخراجات کی زیادتی کے سبب ۱۹۲۲ء میں شرح محصول دُگنی کر دی گئی۔ اس کے سبب ڈاکخانے کے کام کی مقدار گھٹ گئی۔ مگر جب اگلے دس برس میں لوگوں کو گراں محصول ادا کرنے کی عادت ہو گئی۔ تو کام پھر بڑھ گیا۔ یہاں تک کہ ۱۹۳۰ء میں ۱۹۲۱ء والی تعداد از سرِ نو قائم ہو گئی۔ لیکن تجارت کی کساد بازاری نے اب پھر ڈاکخانے کو شرحِ محصول بڑھانے پر مجبور کیا۔ چنانچہ کارڈ تین پیسے کا اور لفافہ پانچ پیسے کا ہو گیا۔ ۱۹۳۴ء میں اس میں کچھ تغیّر و تبدّل کیا گیا۔ اور اب کم وزن لفافہ ایک آنے میں جا سکتا ہے۔ بایں ہمہ یہ واقعہ ہے۔ کہ یہ شرح اس وقت بھی دنیا بھر میں ارزاں ترین ہے۔ اختتام ۱۹۳۴ء کے اعداد و شمار کے مطابق ڈاک خانہ اپنی ایک لاکھ ستر سٹھ ہزار میل طویل مسافت میں صرف اکتالیس ہزار میل کے لئے ریلوے سے کام لیتا ہے۔ اُنتیس ہزار میل پر موٹر کاریں کام کرتی ہیں۔

اور پورے چوراسی ہزار میل پر یہ بات ہو کہ ہرکارے دوڑتے یا ملاح کشتیاں چلاتے ہیں۔ اور اب تو ڈاک خانے نے ہوائی جہازوں کو بھی خدمت گزار بنا رکھا ہے۔ جس کا ذکر ابھی کیا جائے گا۔

گزشتہ پچیس برس میں ڈاکخانے کی اہمیت اور کارگزاری کے متعلق ڈاک خانے اور تار کے ڈائرکٹر جنرل صاحب بہادر تحریر کرتے ہیں کہ :-

"شہنشاہ معظم کا عہد اس امر کا شاہد ہے۔ کہ اس دور میں سائنس کے انکشافات و ایجادات نے حیرت انگیز ترقی کی۔ اور ان میں سے جو اس محکمے کے مطلب کی چیزیں تھیں۔ اُس نے اختیار کر لیں۔ چنانچہ زبانی اور تحریری پیغام رسانی کے متعلق محکمے نے اس حکمتِ عملی پر عمل کیا۔ کہ بحر و بر اور کرۂ ہوائی تینوں سے کار برآری کی جائے اور جو ذریعہ ان میں سے ہر ایک کے لئے مخصوص ہو۔ اس کی خدمات سے فی الفور استفادہ کیا جائے۔ چنانچہ اس وقت ڈاک خانہ ریڈیو یعنی بے تار کی خبر رسانی سے بھی کام لے رہا ہے۔"

پیغام رسانی کے دیگر ذرائع اور نظام تلغراف

قوتِ برق سے تاروں پر پیغام دوڑانا اور آن کی آن میں ملک کے ایک سرے سے دوسرے تک پہنچانا دراصل ڈاکخانے ہی کا ایک جزو ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ڈاک اور تار کا محکمہ ایک ہے۔ مگر صرف نظامِ تلغراف بھی دیکھنے کے لائق ہے۔ کہ گزشتہ پچیس برس میں قوتِ برق کے متعلق جس قدر ایجادات ہوتی گئیں۔ ڈاک خانہ ہر منزل بلکہ ہر قدم پر انہیں اختیار کرتا چلا گیا۔ اس کی ایک مثال تار کے ذریعے سے خبر رسانی ہے۔ جب شہنشاہ معظم تخت نشین ہوئے۔ تو ہندوستان میں دو ہزار سات سو اسی تار گھر تھے۔ اور یہ دو لاکھ میل طویل سلسلہ تار سے کام لیتے تھے۔ ایک کروڑ بیس لاکھ پیغامات برقی بھیجے جاتے تھے۔ اور چھیاسی لاکھ روپیہ آمدنی ہوتی تھی۔ آج پچیس برس کے بعد ترقی کا یہ حال ہے۔ کہ تار گھروں کی تعداد چار ہزار تین سو اسی سے زیادہ ہے۔ تار کا جال چھ لاکھ میل طویل ہو گیا ہے جو ڈیڑھ کروڑ پیغام پہنچاتا ہے۔ اور آمدنی دو کروڑ روپیہ ہوتی ہے۔

جہاں تک ممالکِ غیر کے ساتھ تار خبر کا تعلق ہے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں صرف سطحِ زمین سے اوپر اور سطحِ بحر سے نیچے تاروں سے کام لیا جاتا تھا۔ سنہ ۱۹۲۶ء میں بے تار کا طریق بھی رائج کیا گیا۔ آج دونوں طریق مستعمل ہیں۔ اور ممالکِ مغرب و ممالکِ مشرق مثلاً جاپان سب کے ساتھ خبر رسانی کا تعلق قائم ہے۔

ٹیلیفون سنہ ۱۹۰۱ء میں ٹیلیفون کے مرکز صرف ایک سو اسّی تھے۔ اور آٹھ ہزار خریداروں نے اپنے ہاں ٹیلیفون لگوا لیا تھا۔ مگر ٹیلیفون کی شاہ راہ ایک بھی نہ تھی۔ ہر مرکز مثلاً بمبئی کا مرکز اپنے ہی دائرے میں کام کرتا تھا۔ کسی دوسرے دائرے سے وابستہ نہ تھا۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں پہلی شاہ راہ بنائی گئی۔ اور بمبئی کو پونا سے گفتگو کرنے کا موقع مل گیا۔ اس کے بعد ترقی کی رفتار نہایت تیز ہوتی چلی گئی۔ اور ٹیلیفون کی سہولتوں نے بہت وسعت پائی۔ چونکہ ہندوستان ایک وسیع مُلک بلکہ برِّاعظم ہے۔ اور اس میں صنعتی و تجارتی مراکز معدودے چند ہیں۔ پھر ان سب میں بُعدِ مسافت بھی ہے۔ اس لئے تجارتی ترقی اس امر کی مقتضی تھی۔ کہ ٹیلیفون کی شاہ راہیں بنا کر ان مرکزوں کو آپس میں ملا دیا جائے۔ مگر اس کام کے لئے خاص ایجادوں کی ضرورت تھی۔ جو رفتہ رفتہ ہوتی رہیں۔ اور محکمۂ متعلقہ ان سے فی الفور کام لیتا چلا گیا۔ آج ہم اِس مستعدی کا نتیجہ دیکھتے ہیں۔ کہ تمام بڑے بڑے مراکز ایک دوسرے سے مل گئے ہیں۔ اور ٹیلیفون کا نظام ہر طرح تکمیل پا چکا ہے۔ یہاں تک کہ اب ہندوستان اور برطانیہ کے مابین ٹیلیفون کے ذریعے سے گفتگو ہو رہی ہے۔ اگر ہم بعض دیگر غیر ممالک سے گفتگو کرنا چاہیں تو مرکز برطانیہ کے ذریعے سے کر سکتے ہیں۔ سنہ ۱۹۳۸ء میں ٹیلیفون کے مراکز کی تعداد تین سو چالیس تک پہنچ گئی۔ گویا سنہ ۱۹۰۱ء کی نسبت تقریباً دُگنی ہو گئی۔ مگر خریداروں کی تعداد سات آٹھ گنا ترقی کر گئی۔ یعنی اکسٹھ ہزار تک جا پہنچی۔ اور سب سے بڑی ترقی یہ ہوئی۔ کہ جہاں سنہ ۱۹۰۱ء میں بین المقامی شاہ راہ ایک بھی نہ تھی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اِس مد سے ایک پیسہ بھی وصول نہ ہوتا تھا۔ آج صرف اسی ایک وسیلے سے بیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔

بے تار کی خبر رسانی سنہ ۱۹۱۱ء میں بے تار کے تار گھر صرف آٹھ تھے۔ اس کے بعد اُن کی تعمیر ترقی کرتی گئی۔ اور اُن سے زیادہ تر یہ کام لیا جاتا رہا۔ کہ سمندر میں سفر کرنے والے جہازوں کو پیغام بھیجے جائیں۔ اور اُن کے پیغام لئے جائیں۔ اِس دوران میں ہوائی جہازوں کے رواج کے ساتھ ساتھ بے تار کے متعدد تار گھر تعمیر کئے جاتے رہے۔ تاکہ اُڑتے ہوئے ہوائی جہازوں کی مشکلات سے آگاہی حاصل ہو۔ اور جو راہ سے بھٹک جائیں۔ انہیں خبردار کیا جائے۔ کہ اب تم کس مقام پر ہو۔ اور تمہیں کس طرف رُخ کرنا چاہیئے۔ واضح ہو کہ ہوائی جہازوں کے سفر کی کامیابی کا بہت کچھ انحصار ان ہی بے تار کے تار گھروں پر ہے۔ اور آج کل کوئی ہوائی جہاز ایسا نہیں جس میں

بے تار پیغام بھیجنے اور وصول کرنے والے آلات نہ ہوں ؎

ڈاک اور تار کا محکمہ | ۱۹۱۰ء تک ڈاک اور تار کے محکمے جُدا جُدا تھے۔ ۱۹۱۲ء میں انھیں یک جا کر کے ایک اعلیٰ حاکم ڈائرکٹر جنرل کے ماتحت کر دیا گیا۔ ہندوستان کے اس ریلوے نظام کے بعد جو حکومت کے قبضے میں ہے۔ سب سے بڑا محکمہ بلحاظ تعداد ملازمین یہی ہے۔ چنانچہ ان کی تعداد ایک لاکھ بائیس ہزار سے اوپر ہے ؎

اِس محکمے کے دیگر اہم فرائض | زبانی اور تحریری پیغام رسانی کے علاوہ ایک اور اہم کام جو محکمہ انجام دیتا ہے۔ بنک کے متعلق ہے۔ اِس ساہوکاری کا یہ حال ہے۔ کہ اس وقت تیس لاکھ سے زیادہ لوگ اپنا بچایا ہوا روپیہ ڈاک خانوں کے بنکوں میں جمع کراتے ہیں۔ اور ان رقوم کی مجموعی مقدار باون کروڑ روپے تک پہنچ گئی ہے ؎

ایک اور اہم کام جو یہ محکمہ کرتا ہے۔ اور عام طور پر مشہور نہیں۔ زندگی کا بیمہ ہے۔ چنانچہ اِس وقت ہندوستان میں ستاسی ہزار اشخاص نے اپنی زندگی کا بیمہ ڈاکخانے کے محکمے میں کرا رکھا ہے۔ اور بیمے کی کُل مالیت سولہ کروڑ روپیہ ہے ؎

یہ محکمہ پنشن پانے والے فوجیوں کی پنشنیں بھی حکومت سے لے کر انھیں پہنچاتا ہے۔ پیغامات کے علاوہ ارسال زر کا نہایت ضروری کام بھی اِس محکمے کا خاص امتیاز ہے۔ تجارت کے لیے ایک خاص سہولت بھی اِس محکمے نے قائم کر رکھی ہے۔ جو ایک بڑی حد تک تجارت کی رونق کا باعث ہے۔ یہ قیمت طلب پارسلوں کا نظام ہے۔ ہندوستان کے ڈاک خانے نے برطانیہ کے ساتھ بھی یہ سلسلہ رائج کیا ہے۔ چنانچہ ہم لندن سے مال کا ایک پارسل لاہور منگوا سکتے ہیں۔ اور پارسل پاتے ہی پر قیمت دینے کے پابند ہیں ؎

غرض محکمۂ مذکور کی نسبت بالخصوص یہ دعویٰ کرنا عین جائز ہے۔ کہ آغاز کار میں حکام برطانیہ کی دانائی و دُور بینی نے اِسے قائم کیا۔ مگر اب ان کے اور خود ہندوستانیوں کے باہمی تعاون کے ذریعے سے ہمت و استعداد روز بہ روز بیش از پیش کار فرما ہیں۔ اور اِس امر کی شاہد ہیں۔ کہ ہندوستان میں رُوح بیداری کی بالیدگی نہایت عمدگی سے ہو رہی ہے

ہوائی جہاز | ہندوستان میں ہوائی جہازوں کے رواج کی ابتداء کا زمانہ جنگ عظیم کا دور تسلیم کیا جاتا ہے۔ جب ممالک مغرب میں ہوائی جہازوں کے آغاز کا رواج ہوا۔ تو ہندوستان نے اِس پر چنداں توجہ نہ دی۔ لیکن جنگ عظیم نے ہم پر بھی اچھی طرح واضح کر دیا۔ کہ ہوا میں انجنوں سے چلنے والی مشینیں ایک اہم حیثیت رکھتی ہیں۔ مگر ملک کے اندر ہر خاص و عام کے لئے پرواز کا موقع سر جارج لائڈ (جو آج لارڈ لائڈ ہیں) نے مہیا کیا۔ وہ ۱۹۱۸ء

سے ۱۹۲۳ء تک کوشاں رہے کہ حکومت ہند ہوائی ڈاک کو رواج دے۔ چنانچہ
شروع میں شاہی ہوائی فوج کی مشینیں بمبئی اور کراچی کے مابین ہوائی ڈاک کا کام کرتی
رہیں۔ مگر جلد ہی یہ طریق کار بند کر دیا گیا۔ اِس کے بعد دوسری کوشش اُس وقت
رُونما ہوئی۔ جب امپیریل ایئرویز لمیٹڈ (Imperial Airways Ltd.) نے لندن اور
کراچی کے درمیان ہوائی ڈاک کا کام اختیار کر لیا۔ اب فیصلہ کیا گیا۔ کہ جب لندن
کی ہوائی ڈاک کراچی میں پہنچے۔ تو پھر وہ اندرون ملک میں بھی ہوائی جہازوں کے ذریعے
سے پہنچائی جائے۔ چنانچہ شروع میں کراچی سے لے کر دہلی تک ہوائی راستہ قائم کیا گیا
اور ہوائی جہاز ڈاک لانے لے جانے لگے۔ اِس کے بعد ایک خاص لائحۂ عمل تجویز کیا
گیا۔ جس سے غرض یہ تھی۔ کہ حکومت ہند ہوائی ڈاک کا کام اختیار کرے۔ مگر یہ کام ہوتے
ہوتے رہ گیا۔ کیونکہ ۱۹۳۱ء میں اس پر کساد بازاری اور مالی تنگ حالی نے مہلک
پنجہ مارا۔ مگر امپیریل ایئرویز لندن اور کراچی کے درمیان برابر کام کرتی رہی۔ صرف
اندرون ملک ہوائی ڈاک کا انتظام رُکا رہا +

آخر ۱۹۳۲ء میں وہ وقت آیا کہ پرائیویٹ سرمایہ داروں کی جرأت اور حکومت کی کوششیں
یکجا ہو گئیں۔ چنانچہ "انڈین نیشنل ایئرویز لمیٹڈ" کی تنظیم و تشکیل کی گئی۔ اور اسکے ساتھ ہی ایک اور کمپنی بھی
بنائی گئی۔ جو انڈین ٹرانس کونٹیننٹل ایئرویز لمیٹڈ (Indian Transcontinental Airways Ltd.)
کہلاتی ہے۔ یہ ایک کاروباری جماعت ہے۔ اِس میں حکومت ہند بقدر اکیاون فی صدی کے حصوں
کی مالک ہے۔ "نیشنل ایئرویز" کے قبضے میں پچیس فی صدی حصے ہیں۔ اور باقی چوبیس فی صدی
کی مالک امپیریل ایئرویز ہے۔ چنانچہ اِس وقت ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ
ملک کے اندر کام کرنے والی کمپنی کراچی سے براہِ دہلی ہوائی ڈاک کلکتہ پہنچاتی۔ اور
پہلی کمپنی لندن اور کراچی کے مابین کام کرتی ہے۔ غرض ان سب کمپنیوں کی مجموعی کوششوں
اور کارکردگیوں کے ذریعے سے اب کراچی، بمبئی، مدراس، حیدر آباد، رنگون، دہلی، لاہور
وغیرہ آپس میں ہوائی راستوں کی بدولت مل گئے ہیں۔ بمبئی کی مشہور کمپنی میسرز ٹاٹا اینڈ
سنز نے بھی ہوائی جہازوں کی ڈاک کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ اور مذکورہ کمپنیوں کے ساتھ
مل کر کام کرتی ہے۔ ٹاٹا کمپنی کا دائرۂ عمل جنوبی ہند ہے۔ غرض اِس ضمن میں یہ حقیقت قابل
تشکر ہے۔ کہ اب یہ تمام کمپنیاں تجارتی لحاظ سے بھی کامیاب ہو گئی اور ہو رہی ہیں۔ اِس کی خاص
وجہ یہی کہنی چاہیے۔ کہ اگرچہ حکومت نے اِس کام کے اجرا میں خاص امداد کی۔ مگر ملک کے باشندوں
خاص کر تاجروں نے ان سے کام لے کر انھیں کامیاب بنایا +

پانچویں فصل

حفظانِ صحت اور طبّی ترقیاں

حفظِ ماتقدم بہترین علاج ہے | دورِ حاضر سے پہلے گو ہندوستان نے آیورویدک اور یونانی طِب میں عظیم الشان ترقیاں کیں۔ تحقیقات وغیرہ کی بے حد داد دی۔ مگر حفظانِ صحت کا وہ مفہوم جو آج مُلک میں جاری وساری ہے۔ موجود نہ تھا۔ لوگ بیمار ہوتے تھے۔ تو اُن کا علاج ضرور کیا جاتا تھا۔ مگر یہ حقیقت کم کم ہی دیکھنے میں آتی تھی۔ دا درد بھی صرف انفرادی اور شخصی طور پر) کہ لوگ بیماریوں سے بچے رہنے کی کوشش کریں یہ امر دورِ حاضر کا رہینِ منّت ہے۔ کہ ایک منظّم طریق سے اور خاص مقررہ قواعد کے ماتحت۔ ماہر افسروں کی زیرِ نگرانی و ہدایت ایسے محکمے قائم ہو گئے ہیں۔ جن کا کام فقط یہ ہے۔ کہ بیماریوں اور وباؤں کی روک تھام کرتے ہیں۔ چنانچہ میونسپلٹیوں اور اضلاع کی مجلسوں اور صوبجاتی حکومتوں نے اپنے اپنے ہاں سینیٹری ڈیپارٹمنٹ (Sanitary Department) قائم کر رکھے ہیں۔ گویا کہ حکومت ہند نے یہ فرائض اپنے ذمّے لئے ہیں:-

(ا) حفظانِ صحت کا محکمہ اور:-

(ب) میڈیکل ڈیپارٹمنٹ (Medical Department) (علاج کا محکمہ)

جس کا فرض یہ ہے۔ کہ بیمار ہونے کے بعد مریضوں کا علاج کیا جائے۔ اگرچہ دونوں محکموں کا نصب العین واحد ہے۔ جو ایک لفظ "صحت مندی" پر مشتمل ہے۔ اور دونوں تعاون کار بھی اختیار کرتے ہیں۔ مگر ایک دوسرے سے جُدا ہیں۔ ایک یہ چاہتا ہے۔ کہ بیماریاں آنے ہی نہ پائیں۔ دوسرا چاہتا ہے۔ کہ اگر یہ رُونما ہو گئی ہیں۔ تو بیمار جلد صحت یاب ہوں۔

محکمہ حفظانِ صحت کا طریق کار | گلی کوچوں اور مکانات کی صفائی۔ تعمیرات کی نگرانی مکانوں

میں ہوا اور روشنی کا انتظام۔ خالص پانی کی بہم رسانی۔ وباؤں مثلاً چیچک۔ ہیضہ اور طاعون وغیرہ کی روک تھام کے لئے ٹیکہ لگانا۔ یہ سارا کام زیادہ تر محکمہ حفظانِ صحت سے متعلق ہے۔ جب میلوں اور بزرگانِ دین کے عرسوں اور تیرتھ یاترا کے مواقع پر ہجوم خلائق ہوتا ہے۔ تو نہ صرف مقامی میونسپلٹی یا کوئی دوسرا ادارہ مصروفِ کار ہو جاتا ہے۔ بلکہ اگر اجتماعِ خلائق بہت زبردست ہو۔ تو صوبجاتی حکومت بھی مقامی کوششوں میں اپنی طرف سے اضافہ کرتی ہے۔ چونکہ حفظانِ صحت کا اہتمام اور طبی نظام اب مقامی نمائندہ جماعتوں کے اختیار میں ہے۔ اور صوبجاتی حکومت کے اس شعبے کی عنانِ حکومت بھی ایک ہندوستانی وزیر کے ہاتھ میں دی گئی ہے۔ اس لئے لازم ٹھہرا کہ ان محکموں کو کامیاب بنانے کی خاص کوشش کی جائے۔ تاکہ ہم حکومتِ خود اختیاری کے اہل ثابت ہوں۔ اور خدماتِ متعلقہ سے مستفید بھی ہوں ظاہر ہے کہ اس معاملے میں ہر کس و ناکس کو فتاراں کار کا ہاتھ بٹانا چاہیئے۔ احساسِ شہریت کا تقاضا ہے۔ کہ کوئی فرد بھی غفلت نہ کرے۔

طبی خدمات آج کل صوبجاتی میزانیہ میں طبی خدمات کے لئے ایک معقول رقم کی تخصیص کی جاتی ہے۔ جس سے ہسپتالوں کا نظام قائم رکھا جاتا ہے۔ دورِ زیر تبصرہ میں جو جو ترقیاں ہوئیں۔ ان کے اہم ترین نتائج یہ ہیں:-

مغربی طب کی تعلیم ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے سب سے پہلا کالج برطانوی ہند میں ۱۸۳۵ء میں قائم کیا گیا۔ اور اس کا مقصد یہ قرار پایا۔ کہ اس میں ان ڈاکٹری اصولوں اور عملوں کی تعلیم دی جائے۔ جو یورپ میں مروج ہیں۔ پھر اس تعلیم میں اس امر کی پابندی نہایت شدت سے کی جائے۔ کہ یورپ کے طریق کار سے سرِمو تفاوت نہ ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ گزشتہ ایک صدی میں حکومتِ برطانیہ نے اس حکمتِ عملی پر پوری طرح عمل کیا۔ اور ملک کے طول و عرض میں یورپی طب کی تعلیم گاہوں اور مغربی طریقِ علاج کے شفاخانوں کا ایک جال بچھا دیا۔ میڈیکل کالجوں میں سے سات خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ یعنی بنگال۔ مدراس۔ اور لاہور کے کالج۔ بمبئی کا گرانٹ میڈیکل کالج۔ لکھنؤ کا کنگ جارج میڈیکل کالج۔ کلکتہ کا کارمائیکل کالج۔ اور دہلی کا وہ کالج جس میں عورتوں کو مغربی طب کی تعلیم دی جاتی اور جو لیڈی ہارڈنگ میڈیکل کالج فار ومین کے نام سے مشہور ہے۔ ہندوستان میں ان عظیم الشان درسگاہوں کے علاوہ پچیس سے کچھ اوپر میڈیکل سکول بھی ہیں۔ اور ان سب کے اخراجات کا بار حکومت کے خزانے پر ہے۔ گو بعض اوقات مخیر افراد بھی امدادی رقوم دیتے ہیں۔

کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور لاہور میں پہلا میڈیکل کالج ۱۸۶۰ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اور اس کو وہ عمارت دی گئی۔ جہاں آج کل گورنمنٹ کالج کی شاندار عمارت نظر آتی ہے۔ شروع میں کالج دو حصوں میں منقسم کیا گیا تھا۔ ایک اعلیٰ تعلیم کا حصہ یا کالج۔ دوسرا اس سے کم تر تعلیم کا حصہ یعنی سکول۔ جب کالج کا افتتاح کیا گیا۔ تو صرف پانچ طلبہ کالج کے اور چھ بیس سکول کے لئے حاصل کئے جا سکے۔ اور ان کے لئے صرف دو پردہ کیمپ کافی سمجھے گئے۔ ۱۸۶۱ء میں کالج کے لئے ایک دوسری عمارت حاصل کی گئی۔ ۱۸۷۰ء میں اس جگہ جہاں موجودہ ہسپتال واقع ہے۔ ایک عمارت بنائی گئی۔ جس میں کالج اور اس کے ہسپتال نے جگہ پائی۔ ہسپتال میں ایک سو چودہ مریضوں کے رہنے کی گنجائش رکھی گئی۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ وقتاً فوقتاً اس عمارت میں اضافہ کیا جاتا رہا۔ اور ۱۸۸۷ء میں میڈیکل کالج کا الحاق پنجاب یونیورسٹی سے ہو گیا۔ ۱۹۱۰ء میں جب شاہ ایڈورڈ معظم نے وفات پائی۔ تو صوبہ پنجاب نے فیصلہ کیا۔ کہ شاہ مرحوم کی یادگار میں میڈیکل کالج کو امداد دی جائے۔ چنانچہ پبلک نے ستر لاکھ روپیہ چندے کے ذریعے سے مہیا کر دیا۔ جس میں حکومت پنجاب نے ساڑھے پانچ لاکھ اور حکومت ہند نے سولہ لاکھ روپے اپنی طرف سے شامل کئے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قدیم میڈیکل کالج آج کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے نام سے مشہور ہے۔ اور اہل الرائے کہتے ہیں کہ یہ ہندوستان میں اپنی قسم کے ادارات میں سب سے گوئے سبقت لے گیا ہے۔ یہ کالج تین حصوں پر مشتمل ہے۔ یعنی ایک تو اصل کالج جہاں تعلیم دی جاتی ہے۔ اور دو ہسپتال بنام البرٹ وکٹر (Albert Victor) اور میو (Mayo)۔ کالج اور ہسپتال دونوں میں وہ تمام جدید ترین آلات اور طالب علموں اور بیماروں کی ضروریات کا سامان ہے۔ جو ممالک مغرب کے ان ادارات میں پائے جاتے ہیں۔ تعلیم کی مدت پانچ سال ہے۔ اور کامیاب طالب علم دو ڈگریاں لے کر فارغ التحصیل ہوتا ہے۔ یعنی ایم۔ بی (M. B.) یا بیچلر آف میڈیسن (Medicine) ادویہ کا ماہر اور بی۔ ایس (B. S.) یا بیچلر آف سرجری (Surgery) جراحی کا ماہر۔ طالب علم پہلے دو سال محض کالج میں صرف کرتا ہے۔ جب وہ علم تشریح الابدان اور ادویہ کی پہچان اور طریق استعمال سیکھتا ہے۔ علم کیمیا اور تشریح الابدان کے تجربوں کے لئے یہاں ایسے ایسے سامان ہیں۔ جو یورپ کے بہترین کالجوں کے سامانوں سے ٹکر کھاتے ہیں۔ تعلیم کے تیسرے سال کے دوران میں تشخیص امراض

اور متعدد دیگر شاخوں کی تعلیم دی جاتی ہے ۔ اب طالب علم ہسپتال میں بھی کام کرتا ہے ۔ اور اِس طرح عملی لحاظ سے تعلیم پاتا ہے ۔ نیز نعشوں کی چیر پھاڑ وغیرہ کا کام سیکھتا ہے +

میو ہسپتال یہ ہسپتال صرف ہندوستانی مریضوں کے لئے مخصوص ہے ۔ یورپ کے جن ماہرین طب و جرّاحی اور دیگر اشخاص نے اِس کا معاینہ کیا متفق اللفظ ہو کر کہا کہ یہ بہترین ہسپتالوں کا نمونہ ہے ۔ اور پنجاب اِس پر جہاں تک فخر کرے بجا ہے ۔ اِس کا اکثر و بیشتر کام تو یہی جرّاحی اور عام طبّی کارگزاری ہے ۔ مگر اب زچّہ خانہ بھی اِس میں شامل کر دیا گیا ہے ۔ اور ایک خاص شعبہ آنکھ ۔ کان ۔ ناک ۔ اور حلق کی بیماریوں کے لئے بھی مخصوص ہے ۔ بیماروں کے کمرے ہوا ۔ روشنی اور بہترین سامان کے سرمایہ دار ہیں ۔ مختلف اقسام کے عمل جرّاحی کے لئے تازہ ترین طبّی ایجادات موجود ہیں ۔ اور ایسے ماہرین مہیّا کئے گئے ہیں ۔ جو اپنے اپنے شعبے میں چوٹی کے سمجھے جاتے ہیں ۔ کالج کے طالب علم ہسپتال میں اپنے اساتذہ کی زیر نگرانی عملی طِب سیکھتے ہیں ۔ دَورِ حاضرہ میں کوئی ہسپتال مکمّل نہیں سمجھا جاتا ۔ تاوقتیکہ اِس میں ایکس رے کا اور برقی شعبہ نہ ہو ۔ کیونکہ تشخیص مرض اور بعض امراض کی صورت میں علاج کا کام اس کے بغیر نہیں ہو سکتا ۔ میو ہسپتال میں اِس کا بھی کامل انتظام ہے اور اس میں تازہ ترین ایجادات اور اکتشافات کے مطابق ضروری سامان اور ماہرین مہیّا کئے جاتے ہیں ۔ اِس کے علاوہ بعض امراض میں علاج کے لئے حرارت ۔ روشنی اور برقی طاقت سے کام لینے کے جو نئے طریق یورپ میں ایجاد کئے گئے ہیں ۔ اور ان کے لئے جو مخصوص اور بہت گراں سامان ہے ۔ وہ بھی اکثر میو ہسپتال میں مہیّا کر دیا جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ پنجاب و ہندوستان کے ہر ضلع کے صدر مقام میں ایک بڑا ہسپتال ہے ۔ اور اِسی طرح دیگر شہروں اور قصبوں میں بھی ہسپتال قائم کئے گئے ہیں ۔ اِن کی تعداد اور کارکردگی کی خوبیوں میں جو اضافہ گذشتہ پچیس برس میں ہوا ۔ وہ اِس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا ۔ دورِ جارج پنجم سے پہلے ترقی کی رفتار اتنی تیز نہ تھی جیسی کہ اِس میں ہوئی ۔ پھر اِس دور میں بھی سال بہ سال رفتار تیز تر ہوتی چلی گئی +

علم طب مغربی میں ہندوستانیوں کا حصّہ طبّی ترقی کا ایک پہلو یہ تھا ۔ کہ جو معلومات اور تجربات یورپ سے حاصل ہوئے ۔ یہاں روز بروز بیش از بیش پھیلائے گئے ۔ طالب علموں نے تعلیم پائی ۔ اور فارغ التحصیل ہندوستانی ڈاکٹروں کے علاوہ مغربی ماہرین کو یہاں ملازمت دی گئی ۔ اور دونوں نے مل کر طبّی خدمات کی داد دی ۔ چنانچہ اس وقت انگریزوں سے زیادہ

ہندوستانی ماہرینِ طب کام کر رہے ہیں۔

منطقہ حارہ کی مخصوص بیماریاں | اس حقیقت سے کون واقف نہیں۔ کہ گرم ممالک کو بعض خاص
ادویہ کی ضرورت ہے۔ جو یہاں کی مخصوص بیماریوں کے کام میں لائی جاسکیں چنانچہ
کلکتہ میں ایک عظیم الشان درس گاہ حکومت نے "منطقہ حارہ کی ادویہ ...
(Tropical Medicine) کی تحقیقات اور تجربات کے لئے قائم کر رکھی ہے۔ یہاں
وہ سند یافتہ ڈاکٹر تعلیم پاتے ہیں۔ جنہوں نے عام طبی ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد
منطقہ حارہ کی ادویہ اور امراض کے متعلق مہارت خصوصی حاصل کرنے کا ارادہ
کیا ہو۔ یہ مدرسہ انگلستان کے ایک ایسے ہی مدرسے کے نمونے پر کام کرتا ہے۔
اور اس وقت تک لاکھوں روپے اس تحقیقات پر صرف کئے جاچکے ہیں۔ ایسے مدرسوں
کی اہمیت ظاہر ہے۔ نہ صرف ہندوستان منطقہ حارہ کی مخصوص بیماریوں سے نالاں
ہے۔ بلکہ اہل برطانیہ کی ایک بڑی تعداد افریقہ اور منطقہ حارہ کے جزیروں میں یا تو مستقل
طور پر آباد ہے۔ یا وہاں کی فوجوں میں شامل ہے۔ یا انتظام حکومت کے کام میں مشغول
ہے۔ بہرحال برطانوی ماہرین کے علاوہ ہندوستان نے اس دائرہ عمل میں بھی راس (Ross)
راجرز (Rogers) ہیفکن (Haffkine) میک کیریسن (McCarrison)
اور برہم چاری جیسے کارکن و کاردان پیدا کئے ہیں۔ اور ان کی تحقیقات کے
نتائج اکثر و بیشتر گزشتہ پچیس سال میں ایک معقول حد تک کامیاب ثابت ہوئے
ہیں۔ ان حضرات کی تعجب انگیز جدت طبع۔ زبردست تخیل۔ قوت فیصلہ اور سرگرمی کار نے
ملیریا۔ ہیضہ۔ اسہال۔ پیچش۔ جذام۔ طاعون اور کالا آزار جیسی مہلک بیماریوں کے
خلاف شاندار فتوحات حاصل کیں۔ پھر ان امراض سے مخلصی دلانے کی راہیں بھی نکالیں۔
جو غذا کی ناموافقت اور غذائیت کی کمی کے سبب پیدا ہوتے ہیں۔ امراض مذکور کی تباہ کاریاں
مشہور رہیں۔ ہندوستان کے لاکھوں باشندے ہر برس ان کا شکار ہوتے ہیں۔ مگر اب
یہ امر واقع ہے۔ کہ ان کی ہلاکت آفرینی میں بہت کچھ کمی ہوگئی ہے۔ ہندوستان کو
جو اقتصادی نقصان ان کے سبب سے ہوتا تھا۔ اس کا بھی دفعیہ ہو رہا ہے۔ اگر بیماری
سے شفا بھی حاصل ہو جائے۔ تو جتنا عرصہ آدمی بیمار رہا وہ تو رائگاں گیا۔ نہ صرف
اس نے کچھ نہ کمایا۔ بلکہ جو کچھ گھر میں تھا۔ وہ بھی بیماری پر لٹایا۔ یا مفلس تھا۔ تو دوسروں
پر بار ڈالا۔

ملیریا اور اس کا علاج | زمانۂ حال کا ایک بہترین مغربی طبیب سر ولیم اوسلر

(Sir William Osler) لکھتا ہے۔ کہ نسل انسانی کو تباہ کرنے والی بڑی بیماریوں میں سے ایک ملیریا ہے۔ اور اگرچہ یہ مرض دنیا کے بہت سے علاقوں میں پھیلا ہؤا ہے۔ مگر ہندوستان کے لئے ایک بہت بڑی آفت کا حکم رکھتا ہے۔ حکومت ہند کے پبلک ہیلتھ کمیشن (Public Health Commission) کی رپورٹ پر ایک نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا بھر کے تمام ممالک میں ہندوستان زیادہ سے زیادہ "ملیریا سے متاثر" ہے۔ پھر ہندوستان کے تمام صوبوں میں بنگال کو یہ خصوصیت حاصل ہے۔ ہر سال ملیریا کی وجہ سے بلاواسطہ اور بالواسطہ دس لاکھ سے زیادہ بندگانِ خدا ہلاک ہوتے۔ اور دس کروڑ آدمی بیمار پڑتے ہیں۔ اب خیال کرنا چاہئے۔ کہ دس کروڑ اشخاص کی بیماری کس قدر نقصان رساں ہوتی ہوگی۔ سر اینڈریو بالفور (Sir Andrew Balfour) کے اندازے کے مطابق اِن دس کروڑ انسانوں کی جسمانی اور رُوحانی تکلیفات اور دس لاکھ انسانوں کی ہلاکت کے علاوہ ملک کو اقتصادی لحاظ سے پُورے تین کروڑ روپے سالانہ کا نقصان ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی امر واقع ہے۔ کہ اقتصادی ترقی کے ذرائع یعنی زراعت اور صنعت و حرفت کی نشوو نما میں ملیریا بے حد رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ سیاسیات عملی کی دنیا میں بھی جو پریشانی اور بے چینی رُونما ہوتی ہے اُس میں ملیریا کو معقول دخل ہے۔

اُنیسویں صدی کے وسط تک اِس بیماری کے متعلق ہمارے معلومات قطعاً غیر مکمل تھے۔ یہاں تک کہ اسباب مرض کا بھی پُورا علم نہ تھا۔ سنہ ۱۸۸۰ء میں ایک فرانسیسی طبیب نے جو الجیریا (افریقہ) میں فوجی سرجن کے طور پر کام کرتا تھا۔ دریافت کیا۔ کہ اِس کا باعث بعض جراثیم ہیں۔ جو انسان کے خون میں دخل پاتے ہیں۔ اِس طرح مرض کا باعث صرف اتنا معلوم ہو سکا۔ کہ اس کے مشابہ امراض سے تمیز ہونے لگی ہے۔ لیکن اصل عظیم الشان دریافت سر رانلڈ راس نے کی۔ جس نے ثابت کر دیا کہ جراثیم کے ادخال کا باعث مچھر ہیں۔ اگر اِن کے زہر سے آدمی بچا رہے۔ تو ملیریا سے بھی محفوظ رہ سکتا ہے۔

تحقیقات جدید کے رُو سے قرار دیا گیا۔ کہ زہریلے کیڑوں کی افزائش نسل میں کمی کی تدابیر یا ایسا انتظام ہونا چاہئے۔ کہ اِنسان اِن نامعلوم دشمنانِ جان کی زد سے بچ جائے۔ جیسا کہ عام صحت میں مچھردانیوں کا اور آغاز امراض میں کونین وغیرہ کا استعمال۔ غرض اس امر میں یہاں تک جدوجہد کی گئی۔ کہ آج دنیا کے اکثر ممالک میں جہاں ملیریا کی آفت آتی تھی۔ کافی کمی ہوگئی۔ جس کا ایک زبردست اقتصادی نتیجہ بھی ہے۔ کہ بعض

ملیریا والے علاقوں میں نو آباد یاں بسانا ممکن ہو گیا ۔

اِس سلسلے میں براعظم شمالی اور جنوبی امریکہ کے مابین خاکنائے پاناما (Panama) کو کاٹ کر جہاز رانی کے لئے ایک نہر کی تعمیر کا ذکر بھی بیجا نہ ہوگا ۔ جس نے بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل کو آپس میں ملا دیا ہے ۔ بلکہ پاناما کا علاقہ آباد ہو گیا ہے ۔ اور مچھر وہاں سے قطعاً نیست و نابود ہو گئے ہیں ۔ لازم تھا ۔ کہ ہندوستان بھی ایسے ہی فوائد حاصل کرتا ۔ مگر عوام کی کوششوں کی کمی گورنمنٹ کو کچھ زیادہ کامیاب نہیں کر سکتی ۔ پھر بھی اس کا پہلے کا ساز ور ٹوٹ گیا ہے ۔ اور اگر مچھر دانیاں بنانے اور انھیں رواج دینے کے متعلق پنجاب میں مسٹر برین (Mr. Brayne) حاکم محکمہ اصلاح دیہات کی کوشش تکمیل کو پہنچ گئی ۔ تو ممکن ہے کہ یہ صوبہ بھی ملیریا سے نجات پا جائے ۔ اس معاملے میں ہندوستان کا یہ فخر بجا ہوگا ۔ کہ اس اکتشاف کے بانی مسٹر رانلڈ راس ہیں ۔ جو کوہستان کماؤں کی پیدائش ہیں وہ بیس برس تک انڈین میڈیکل سروس میں ملازم رہے ۔ اور مرتے دم تک (۱۹۳۲ء) نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر کی طبی خدمت میں مشغول رہے ۔ جس کے معاوضے میں انھیں نوبل پرائز (Noble Prize) بھی ملا ۔

ہیضہ، پیچش، اسہال اور جذام | اندازہ کیا گیا ہے ۔ کہ ہیضہ اور پیچش وغیرہ سے ہر سال ہندوستان بھر میں دو سے دس لاکھ تک اموات واقع ہوتی ہیں ۔ اور جذام یا کوڑھ کے سبب پانچ سے دس لاکھ بندگان خدا سخت تکلیف میں مبتلا رہتے ہیں ۔ سر لیونرڈ راجرز (Sir Leonard Rogers) نے جو ۱۹۰۳ء سے ۱۹۳۲ء تک تقریباً تیس برس انڈین میڈیکل سروس میں ملازم رہے ۔ امراض مذکور کے متعلق تحقیقات اور اختراع علاج میں جو گراں قدر حصہ لیا ۔ وہ قابل فراموشی نہیں ۔ پچیس برس ہوئے ۔ کہ شہنشاہ معظم جارج پنجم کی تخت نشینی کے زمانے میں ہیضے کا علاج بالکل ناقابل تشفی تھا ۔ اُس وقت راجرز نے دیکھا ۔ کہ مغربی طب اِس مرض کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہے ۔ چنانچہ تجربہ کرتے کرتے اُنھوں نے ہیضے کا علاج دریافت کر ہی لیا ۔ جس کے تین پہلو ہیں :۔

(ا) پوٹیشیم پرمنگنیٹ (Potassium Permagnate) (جراثیم کو ہلاک کرنے والی سُرخ رنگ کی دوا جو کنوؤں میں ڈالی اور عام طور پر بھی زخموں کے دھونے اور جراثیم مارنے کے کام میں لائی جاتی ہے) اسے پانی میں حل کر کے چھوٹی چھوٹی خوراکوں کے طور پر مریض کو بار بار پلانا ۔ تاکہ جسم کے اندر ہیضے کے جراثیم ہلاک ہوں ۔ اور اُن کے زہر کا اثر باطل ہو جائے ۔

(ب) صاف اور مقطر پانی میں نمک حل کر کے اسے پچکاری کے ذریعے سے مریض کے جسم میں داخل کرنا۔ تاکہ قے اور اسہال کی وجہ سے جسم کے اندر پانی کی جو ضروری مقدار کم ہو جاتی ہے۔ اس کی کمی پوری ہو جائے۔ اِس عمل سے دیکھا گیا ہے۔ کہ مریض کو مرض کا مقابلہ کرنے اور اس پہ فتح پانے میں زبردست مدد ملتی ہے +

(ج) تندرست حیوانات بھیڑ بکری وغیرہ کے ایک خاص غدود کا جوہر جسے پچوٹرن (Pituitrin) کہتے ہیں۔ سوئی کی سی پتلی نوک والی پچکاری کے ذریعے سے مریض کے خون میں داخل کرنا۔ اس سے دو فائدے ہوتے ہیں۔ (۱) مریض کا دورانِ خون پوری طاقت سے قائم رہتا۔ اور ہیضے کی اُس خرابی کو دُور کرتا ہے۔ جو مریض کے جسم کے ٹھنڈا ہو جانے اور دَورانِ خون کی قدرتی سُرعت رُک جانے پر مشتمل ہے۔ اور (۲) مریض کی عام طاقت قائم رہتی ہے۔ اِس طریق علاج سے ہزار ہا مریض شفایاب ہو گئے +

پیچش اور اسہال کے علاج میں بھی راجرز نے زبردست کام کیا۔ اور ایک خاص مروجہ دوائی "اپی کا کیوانا ہا" (Ipecacuanha) کا جوہر نکال کر اُسے پچکاری کے ذریعے سے مریض کے خون میں داخل کرنے کا عمل ممکن کر کے کافی کامیابی حاصل کی۔ چنانچہ آج اِس کا استعمال روز بہ روز ترقی پذیر ہے +

جذام کے علاج میں بھی راجرز کے تجربات اور پچکاری کے ذریعے سے ایک خاص دوا کا استعمال مشہور اور دنیا بھر میں وسعت پذیر ہے۔ جس سے جذام کے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور مریض بالکل شفا نہیں پا سکتا۔ تو کم سے کم اس کی تکالیف میں کمی ضرور ہو جاتی ہے +

سر اُپندر اناتھ برہم چاری نے سنہ ۱۹۲۲ء میں کالا آزار کا علاج دریافت کیا۔ آج اس کے طفیل پچانوے فیصدی مریض شفا پاتے ہیں۔ حالانکہ اِس سے پہلے پچھتر سے پچانوے فی صدی مریض سال دو سال سخت دُکھ اُٹھانے کے بعد دُنیا سے رخصت ہو جاتے تھے۔ سر ڈاکٹر برہمچاری نے بھی یہ نکتہ پیدا کیا۔ کہ اِس بیماری کا باعث ایک خاص قسم کے جراثیم ہیں۔ پھر ان کی ہلاکت کا بندوبست یوں کیا کہ ان مخصوص جراثیم کو مارنے والی خاص دوا ایجاد کی۔ اور اسے پچکاری کے ذریعے سے خون میں داخل کرنے کا طریق اختیار کیا۔ اِس ایجاد سے پہلے بنگال۔ آسام اور مدراس کے صوبوں میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ مریض ہر سال ہلاک ہوتے تھے۔ اب بہت کم لوگ اس کا شکار ہوتے ہیں۔ پھر لطف یہ کہ برہمچاری کا طریق علاج سیدھا سادہ اور سستا ہے۔ اور آسانی کے

ساتھ اختیار کیا جا سکتا ہے۔

ہیفکین انسٹیٹیوٹ بمبئی تجربہ گاہ ہیفکین میں لوگوں کو طاعون سے محفوظ رکھنے کے لئے ٹیکہ لگانے کی دوا تیار ہوتی ہے۔ اس کی ایجاد کا سہرا ہیفکین کے سر باندھنا چاہئے۔ آپ بطور رضاکار ہندوستان میں آئے۔ اور ایک مدت کے تجربات کے بعد یہ دوا ایجاد کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس ٹیکے کی شہرت اور کامیابی کا یہ حال ہے کہ گذشتہ پچیس برس میں کروڑوں آدمیوں نے ٹیکہ لگوایا۔ اور اپنے آپ کو بیماری سے محفوظ کر لیا۔

معلومات صحت کی اشاعت گزشتہ پچیس برس کے دوران میں یہ تحریک روز بروز زور پکڑتی رہی ہے۔ کہ مدرسوں میں درسی کتابوں کے ذریعے سے بچوں کو اوائل عمر ہی سے قیام صحت اور افزائش قوت کے اصولوں کی عملی تعلیم دی جائے۔ چنانچہ نصاب تعلیم میں نہ صرف حفظان صحت اور جسمانی تربیت کا مضمون ایک جدا شعبہ قرار پایا۔ بلکہ بالغ نظر ناشروں نے عام ادبی اور زبان آموز کتابوں کے اکثر اسباق کا موضوع حفظان صحت وغیرہ کو قرار دیا۔ نیز علم الغذا کے بنیادی اصول اور عمل واضح طور پر بیان کئے۔ پانی کی صفائی۔ ہوا اور روشنی۔ روزانہ غسل۔ دانتوں کی حفاظت وغیرہ کو خاص اہمیت دی۔ اس کے علاوہ اخبارات مجلات۔ اور کتابوں کے ذریعے سے بھی مفید معلومات مہیا کئے جاتے رہے۔ اور کئے جاتے ہیں۔ آج سے پچیس سال پہلے تحریک مذکور کا کسی نے نام بھی شاید ہی سنا ہو۔ حالانکہ اب صحت و طب کی دنیا میں ایسے معلومات کی نشر و اشاعت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

علم الغذا کی اہمیت یہ بھی اسی دور زیر تبصرہ کی خصوصیت ہے۔ کہ سرکاری اور غیر سرکاری کوششوں سے علم الغذا کو رواج دیا جا رہا ہے۔ حکومت۔ ماہرین متعلقہ اور مصلحین ملک متفق الرائے ہیں۔

سلہ ناشران کتاب سیلے جاکسر نفسی کو بالائے طاق رکھ کر قارئین کو اس امر پر توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ ہماری فرم نے مڈل سکول کی آٹھ جماعتوں کے لئے لڑکوں اور لڑکیوں کے واسطے الگ الگ آٹھ آٹھ کتابوں کے دو سلسلے شائع کئے ہیں۔ جو پنجاب اور صوبہ سرحد وغیرہ کے تعلیمی محکموں نے منظور کر رکھے ہیں۔ ان کی امتیازی خصوصیت وہی ہے۔ جس کی طرف اشارہ کیا گیا۔

(۱) یوں تو غذا کا مسئلہ دنیا بھر کو درپیش ہے۔ مگر ہندوستان میں اس کی شدت ایک مناسب حل کا تقاضا کرتی ہے۔ کیونکہ یہاں غذا کی کمی اور غیر موزونیت خصوصیت سے امراض کا باعث بنتی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اگر غذا ناقص ہوگی۔ یا مقدار میں کم ہوگی۔ تو جسم کی تربیت بھی کامل نہ ہوگی +

(۲) یہ ہندوستان کی خوش قسمتی ہے۔ کہ گزشتہ پچیس سال کے اندر اقتصادی نشو و نما کے طفیل اور وسائل آمد و رفت کی تنظیم کے سبب قحط بہت کم رُو نما ہوا ہے۔ اور یقین ہے۔ کہ آئندہ قحط کی مُصیبت پہلے کی طرح ستم نہ ڈھا سکے گی +

(۳) ہندوستان میں ایک خاص حد تک مقدار غذا کی کمی کی شکایت موجود ہے۔ اور ایک بڑی حد تک غذا کی غیر موزونیت کا شکوہ کیا جاتا ہے۔ مگر یہ بھی امر واقع ہے۔ کہ ان دونوں پہلوؤں سے ہم ترقی کی طرف گامزن ہیں +

(۴) معلومات جدید سے یہ امر ثابت ہو گیا ہے۔ کہ ہندوستان تمام ضروری غذائیں خود پیدا کر سکتا ہے۔ مگر وہ غذائیں مثلاً سبزی۔ ترکاری۔ اور پھل جو صحت کے لئے مفید ہیں۔ اور جن میں معدنی مادے مثلاً فاسفورس اور وٹامنز (جوہر حیات) کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح دودھ مکھن ہر کس و ناکس کو کافی مقدار میں نہیں ملتے۔ چنانچہ ماہرین کہتے ہیں۔ کہ اکثر امراض اور جسمانی کمزوریوں کا منبع و ماخذ جب تلاش کیا گیا۔ تو دیکھا گیا۔ کہ یہ اغذیۂ مذکور کی ناکافی بہم رسانی ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ اگر ملک کو جسمانی ترقی دینا اور بیماریوں سے دُور رکھنا منظور ہے۔ تو

(ا) علم الغذا کے معلومات کی ترویج کرنی ہوگی۔ اور

(ب) غربا کی اقتصادی حالت بہتر بنانی ہوگی +

(۵) گیہوں اور چاول ہمارے ملک میں غذا کی بنیاد ہیں۔ اور بیش و کم ہر شخص انھیں حاصل کر لیتا ہے۔ مگر ایک خاص طبّی اصول سے ناواقفیت کے سبب ہم ان غذاؤں سے پورا فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ معلومات جدید میں گیہوں کا موٹا آٹا زیادہ مفید ہے۔ جس میں اوپر کے چھلکے بھی پس جائیں۔ کیونکہ فاسفورس اور متعدد دوسرے معدنی مادے چھلکے ہی میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ اب یہ تحریک جاری ہو گئی ہے۔ اور اسے جہاں تک طاقت پہنچائی جائے کم ہے +

غرض دورِ حاضر میں علم الغذا کی نشو و نما نے شاندار ترقی کی ہے۔ البتّہ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اس علم پر عمل کرنے کی تاکید کی جائے۔ بالخصوص تعلیم نسواں کی درسی

کتابوں میں غذا اور غذائیت کے متعلق سہل العمل طریق تحریر کئے جائیں۔ طباخی کے گر سکھائے جائیں۔ اور ان سب اور دیگر طریقوں سے ترقی جو فی الحال ربع صدی میں ہو چکی ہے۔ اس کی رفتار اور بھی تیز کی جائے +

ورزش جسمانی کی تحریک | یہ بھی دور زیر تبصرہ کی خصوصیت ہے۔ مختلف قسم کے کھیل مثلاً کرکٹ۔ فٹ بال۔ ہاکی وغیرہ اور دیگر ورزشوں کو جو رواج آج کل حاصل ہوا ہے۔ پہلے اس کی مثال نہ تھی۔ دورِ مغلیہ کے زوال کے آغاز (۱۷۰۷ء) سے پہلے ہندوستان میں گھوڑے کی سواری۔ نیزہ بازی۔ تیراندازی۔ شمشیر افگنی۔ شکار وغیرہ کا بڑا رواج تھا۔ پھر جب ملک میں طوائف الملوکی کا دور دورہ ہوا۔ تو پیشہ ور جنگجوؤں کے علاوہ باقی اکثر لوگوں کو جسمانی تربیت سے بیگانہ ہونا پڑا۔ مگر ہمیں جسمانی کرتبوں اور اکھاڑوں میں کشتیوں کی تاریخ سے بحث نہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے۔ کہ مغرب و مشرق کے اتصال سے ہمارے ملک میں مغربی کھیلوں کا رواج ہو گیا ہے۔ جو روز بروز ترقی پذیر ہے۔ مدرسوں اور کالجوں میں جسمانی تربیت کو جزوِ تعلیم ٹھہرایا گیا ہے۔ جس سے ہماری نوخاستہ نسل کو ان کے والدین سے کہیں بڑھ کر تربیت جسمانی کے مواقع حاصل ہیں۔ حکومت اور عام لوگ سب نے تعاونِ کار اختیار کر رکھا ہے +

سکاؤٹنگ کی تحریک | گذشتہ پچیس برس میں بالعموم اور پچھلے پندرہ سال میں بالخصوص اس تحریک نے زور پکڑا ہے۔ اور روز بروز نشو و نما پا رہی ہے۔ اس کے تین پہلو ہیں:-

(ا) خود سکاؤٹوں کا اپنے جسم کی تربیت کرنا۔ اور زورمند بنانا۔

(ب) اخلاقی اور تعلیمی لحاظ سے قابل تحسین انسان بن جانا۔ اور

(ج) اپنی ذات کے لئے یہ دو خوبیاں پیدا کر کے انھیں خدمتِ خلق میں صرف کرنا۔ پھر مخدوموں کو بھی جسمانی تربیت اور اخلاقی تہذیب کے حصول پر آمادہ کرنا +

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ پنجاب جو اپنے باشندوں کی تنومندی کے لئے مشہورِ آفاق ہے۔ خصوصیت کے ساتھ اس تحریک میں داد و عمل دے رہا ہے۔ سکاؤٹوں کی جماعت کیا ہے؟ قومی رضاکار خدمت گزاروں کی ایک فوج جو جسمانی، اخلاقی اور تعلیمی لحاظ سے ایک ایسا نمونہ دکھاتی ہے۔ جس کے مطابق ہماری نوخاستہ نسل کے ہر فرزند کو کام کرنا اور اپنے آپ کو اسی سانچے میں ڈھالنا لازم ہے۔ اور اگرچہ ہم فوقیتِ جسمانی کی دوڑ میں دنیا کے بعض دیگر مہذب ممالک سے پیچھے ہیں۔ لیکن اگر ہم نے ترقی کی وہ رفتار جاری رکھی۔ اور اس میں کچھ تیزی بھی دکھائی۔ جو پچھلے پچیس سال میں ہوئی ہے۔

تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم بھی جلد ہی ترقی یافتہ ممالک اور اقوام کے شانہ بہ شانہ چلتے ہوئے
نظر نہ آنے لگیں +

طب یونانی اور ویدک کا احیا | مغربی طب کے اوج کمال پر پہنچنے سے ہندوستانیوں کو فائدہ
تو بہت ہوا۔ مگر ان کا پرانا طریق علاج ماند پڑ رہا تھا۔ جو ڈاکٹری سے زیادہ آسان
اور کم قیمت ہے۔ چنانچہ حاذق الملک حکیم عبدالمجید خاں مرحوم اور ان کے بھائی مسیح الملک
حکیم محمد اجمل خان مرحوم نے (جو مشہور و معروف خاندان حکمائے دہلی کے
چشم و چراغ تھے) طب یونانی کے احیاء کی ضرورت محسوس کر کے دہلی میں طبیہ کالج کی
بنیاد رکھی۔ جس میں طب یونانی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ڈاکٹری سے سرجری کو شامل کیا۔
اور ویدک تعلیم سے بھی حسب ضرورت لے کر طب قدیم کی زندگی کا سامان کر دیا۔ چنانچہ
اس نیک کام کو مفید سمجھ کر گورنمنٹ نے بھی ان کی سندات کو تسلیم کر لیا۔ اور پنجاب
یونیورسٹی میں بھی طبیہ جماعتیں کھول کر اس کے احیاء کی صورت پیدا کر دی۔ چنانچہ حکیم حاذق
اور زبدۃ الحکماء کے امتحانات ہوتے ہیں۔ اور سند یافتہ صاحبان ہر چہار گوشہ پنجاب و
ہندوستان میں پرائیویٹ مطبوں کے ذریعے سے روزی کماتے اور غرباء کو
فائدہ پہنچاتے ہیں۔ بلکہ بعض میونسپلٹیوں نے بھی ضروریات عامہ کو مدنظر
رکھتے ہوئے بعض یونانی طبیبوں کو ملازم رکھ لیا ہے۔ اور ان کا طریق
علاج ڈاکٹری کی نسبت ارزاں ہونے کے سبب امید ہے۔ کہ
اس پر روز افزوں توجہ ہو کر غرباء کی فیض رسانی کا سلسلہ اور بھی
وسیع ہو جائے گا۔ چونکہ پرائیویٹ طبیبوں کا اصول قدیم مسلک
کے مطابق اپنی کمائی پر بھروسہ کرنا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحبان
جو ہسپتال میں مقرر ہیں۔ لوگوں کا علاج
مفت کرنے کے پابند ہیں۔ لہذا اگر
ڈاکٹر صاحبان کی طرح یونانی طبیب
بھی زیادہ عام ہو جائیں۔
تو پبلک اور بھی مستفید
ہو سکے گی +

چھٹی فصل

فوجی ترقی

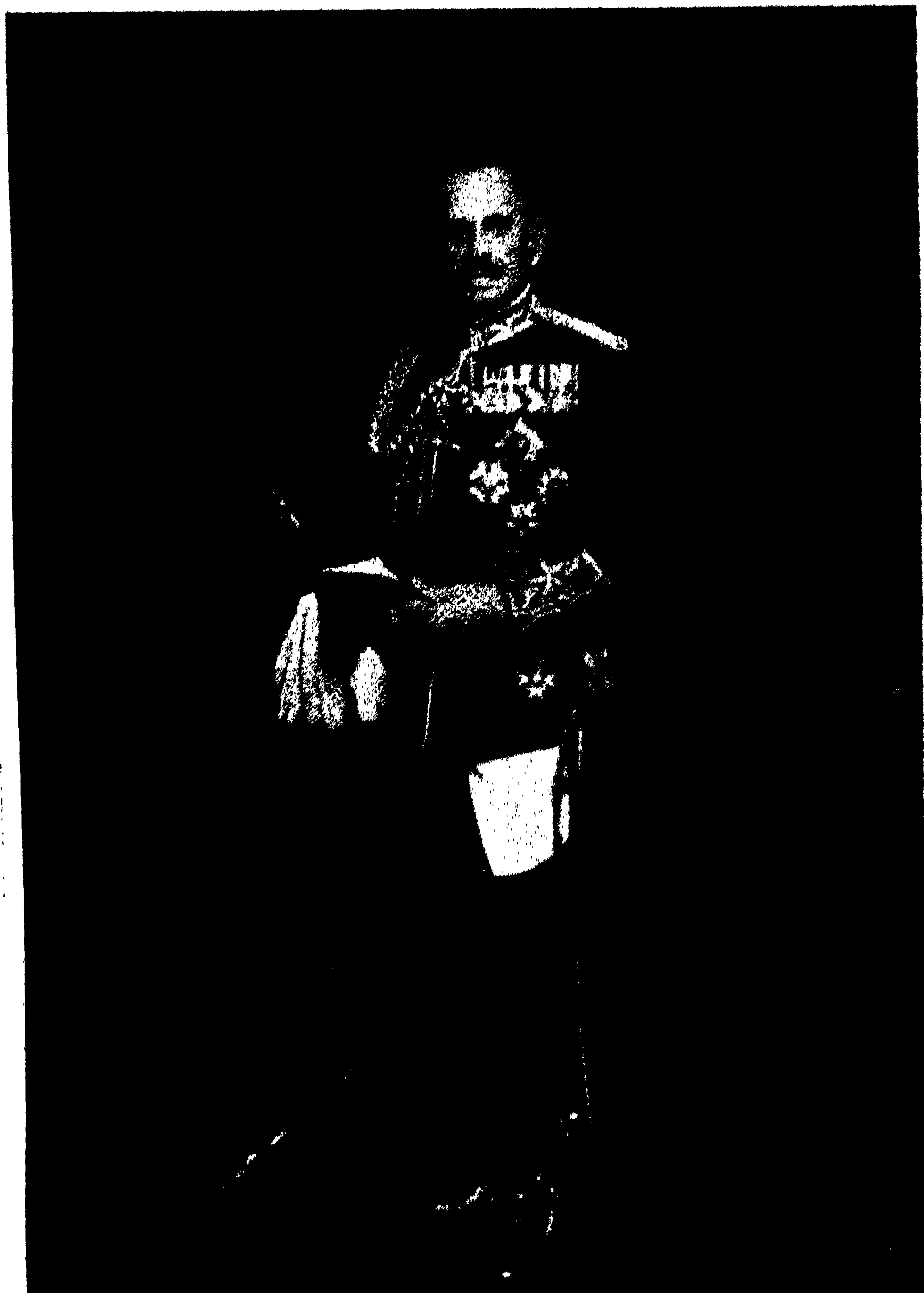
گزشتہ پچیس برس کے دوران میں خالص ہندوستانی عساکر اور برطانوی افواج ہند میں زبردست تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ جو تشکیل و تنظیم اور ان سے متعلق آئین و دستور کے ساتھ خصوصیت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور یہ تو ظاہر ہے۔ کہ سب سے بڑے تغیرات جنگ عظیم کے دوران میں وقوع پذیر ہوئے۔ دور زیر تبصرہ اس وقت شروع ہوتا ہے۔ جب لارڈ کچھنر کو سپہ سالار ہند کے عہدے سے سبکدوش ہوئے چند ماہ گزر چکے تھے۔ لارڈ مذکور نے افواج ہند (برطانوی اور ہندوستانی) کی از سر نو تنظیم کے لیئے ایک دور رس تجویز پر عمل کا آغاز کر دیا تھا۔ مگر اس پر اخراجات کی بیش از بیش ضرورت تھی۔

کفایت شعاری کی ضرورت

بہرحال ۱۳-۱۹۱۲ء میں ایک فوجی تحقیقاتی کمیٹی زیر سرکردگی لارڈ نکلسن (Lord Nicholson) قائم کی گئی۔ کہ فوجی اخراجات کم کرنے کی راہ نکالی جائے چنانچہ مذکورہ کمیٹی نے کفایت شعاری کے متعلق متعدد سفارشات کیں۔ جن میں سے بعض پر عمل کیا گیا۔ مگر اہل الرائے کے نزدیک یہ کفایت درحقیقت گراں ثابت ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے فوجی اخراجات پر شدید نکتہ چینی کے باوجود حکومت بالعموم فوجی مطالبات میں کمی کی تجاویز پر بہت پھونک پھونک کر قدم رکھتی ہے۔

ہندوستان کی حفاظت

جب جنگ عظیم میں افواج ہند مقامات بیرون ملک میں بھیجی گئیں۔ اس حقیقت خوشگوار کی یاد اکثر دلوں میں ہنوز تازہ اور زندہ ہے۔ کہ کس طرح جنگ عظیم کے دوران میں ہندوستان کے طول و عرض میں تاج برطانیہ کے ساتھ وفاداری کے ولولے کی لہر دوڑ گئی اور باشندگان و والیان ہند نے نہ صرف ملک کی اپنی حفاظت کے لیئے فوج مہیا کر دی۔ بلکہ حسب ذیل ممالک غیر میں جنگ آزمائی کے لیئے مسلح عساکر دیکھتے دیکھتے پیدا کر دیئے یعنی فرانس مصر گیلیپولی مشرقی افریقہ۔ عراق فلسطین۔ شام۔ سالونیکا۔ اور مغربی افریقہ وغیرہ۔ اس وقت



ہزایکسیلنسی سر فلپ چٹ وُوڈ کمانڈر انچیف ہند

مدبرین ہند اور حکام برطانیہ نے تعاون کار کی وہ داد دی کہ باید و شاید +

قابل عہدے میں عظیم الشان نشوونما | یہ فوجی تنظیم اور ہندوستانی جذبۂ وفا شعاری کا نتیجہ تھا۔ کہ سوا چار سال کی مدت میں افواج ہند تقریباً چوگنی ہو گئیں۔ یکم اگست ۱۹۱۴ء کو افواج ہند کے برطانوی اور ہندوستانی افسروں اور عام سپاہیوں کی میزان کل فقط ۱۵۵۴۲۳ تھی مگر ہنگامی صلح کے دن (۱۱۔ نومبر ۱۹۱۸ء) یہ تعداد ۵۷۳۴۸۴ تک پہنچ گئی۔ برطانوی مقتدران کا اس حقیقت کو نہایت احسان مندی اور تشکر و امتنان کے الفاظ میں واضح کرتے ہیں۔ کہ ہندوستان دوران جنگ میں بالعموم اور اس کے آخری حصے میں بالخصوص نئے شاندار لشکر میدان میں لے آیا۔ مقامات عراق میں جن متخاصمین نے حصہ لیا۔ اور کامیابی کا منہ دیکھا" اکثر و بیشتر ہندوستانیوں ہی پر مشتمل تھے۔ اور جب لارڈ ایلنبائی (Lord Allenby) کے آخری حملے نے دمشق اور حلب پر فتح پائی۔ تو اس میں بھی دو تہائی ہندوستانی شامل تھے +

اسلحۂ جنگ | ہندوستان کی افواج کو یورپ کے عساکر کی نسبت ہمیشہ کسی قدر کم درجے کے اسلحہ ہی پر قانع رہنا پڑا ہے۔ اور جنگ عظیم اور زمانہ بعد از جنگ کی حیرت انگیز اور زبردست ترقیوں کے باوجود ہنوز یہی کیفیت ہے۔ گو پہلے سے کم ہے۔ اس کی وجوہ حسب ذیل ہیں :-

(ا) آغاز جنگ کے وقت اس امر سے آگاہی کا قدرتاً نہ ہونا کہ غالباً کس کس دشمن سے دوچار ہونا پڑے گا +

(ب) جنگی کارروائیاں کہاں کہاں اور کس کس طرح یکے بعد دیگرے کرنی پڑیں گی۔ اور کس کس مقام اور مہم کے وقت کیسے کیسے مخصوص اسلحہ کی ضرورت پڑے گی +

(ج) اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں بڑے بڑے کارخانوں کی ابھی ابتدا ہے۔ اور اسلحہ کی صنعت کارخانوں کی محتاج ہے +

غرض اگر ہندوستان کو ایک عظیم الشان فوج اپنے ہاں قائم رکھنا ہے۔ تو بڑے بڑے کارخانوں بالخصوص فولاد بنانے والے اور مشینیں تیار کرنے والے کارخانوں کو رواج دینا چاہئے۔ کیونکہ (اور دوران جنگ میں یورپ کے تجربے سے ثابت ہو چکا ہے) بڑے بڑے کارخانے آسانی کے ساتھ صنعت اسلحہ کے کام میں لائے جا سکتے ہیں۔ ہندوستان میں کامل ذمہ دار حکومت ہو۔ یا اس میں برطانوی عنصر غالب ہو۔ یہ امر ضروری ہے۔ کہ صنعت اسلحہ کے لحاظ سے ہندوستان کو ایک خاص حد تک اپنے پاؤں

پر کھڑا ہونا چاہئے۔

افواج ہند کی تنظیم و ترقی

جنگ عظیم نے ثابت کر دیا۔ کہ ہندوستان کی جنگی مشین سے جس قدر کام کا مطالبہ کیا گیا۔ وہ دراصل اس کی طاقت سے بعید تھا۔ پھر بھی اس نے اپنی استعداد سے بڑھ کر کارگزاری دکھائی۔ چنانچہ جنگ عظیم سنہ ۱۹۱۸ء کے بعد بڑی بڑی تجویزیں ہوئیں۔ مگر معرض التوا میں ڈالنی پڑیں۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ سنہ ۱۹۱۸ء کے بعد بھی ہندوستانی فوجیں ملک سے باہر بھیجی جاتی رہیں۔ تاکہ مفتوحہ علاقوں میں فوجی چوکیاں قائم کی جائیں۔ پھر سنہ ۱۹۱۹ء میں پنجاب کے فتنہ و فساد کے سبب بھی فوج کو اس کے دبانے میں مشغول رہنا پڑا۔ اور تنظیم کا کام روکنا پڑا۔ تیسری جنگ افغانستان بھی اسی سال ہوئی۔ اور یہ بھی التوا کا باعث ہوئی۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں عراق میں بغاوت رونما ہوئی۔ اور سنہ ۱۹۲۱ء میں موپلوں کی شورش پیدا ہوئی۔ اسی برس وزیرستان میں جنگی کارروائیاں اختیار کرنا پڑیں۔ ان سب نے بھی اصلاح کے کام میں رکاوٹ پیدا کی۔

لارڈ ایشر کی کمیٹی

بہرحال سنہ ۱۹۱۹ء میں لارڈ ایشر (Lord Esher) کی صدارت میں فوجی نظم و نسق کی تحقیقات کے لئے ایک زبردست کمیٹی مقرر کی گئی۔ اور یہ بھی اس کے متعلق کیا گیا۔ کہ سپہ سالار ہند کی دوگانہ حیثیت یعنی اس کا افواج ہند کا حاکم اعلیٰ اور وائسرائے کی مجلس منتظمہ کا ممبر ہونا کس حد تک جائز ہے۔ اس کمیٹی نے تحقیقات کے بعد بعض سفارشات کیں لیکن ان میں سے اکثر و بیشتر تو خاموشی کی نذر ہو گئیں۔ وجہ یہ تھی۔ کہ مرکزی مجلس مقننہ (لیجسلیٹو اسمبلی) نے کہا۔ کہ افواج ہند کی مجوزہ تنظیم اسے دراصل ایک ایسا جنگی حربہ بنا دے گی۔ جو سلطنت برطانیہ کے عام جنگی مقاصد کے کام میں آسکے۔ حالانکہ ہندوستانی فوج سے اصل غرض صرف یہ ہے۔ اور ہونی چاہئے۔ کہ وہ فقط اور محض ملک ہند کی حفاظت کرے۔ نیز اسمبلی نے اس امر کا مطالبہ کیا کہ یہ جو بے حد اور ضرورت سے زیادہ فوج ہندوستان میں موجود ہے۔ اور جس کی تخلیق کی وجہ جنگ عظیم ہوئی ہے۔ پہلے اسے کم کرنا اور زمانہ امن کے مطابق تخفیف میں لانا ضروری ہے۔ اس کی جدید تنظیم کا کام اختیار کیا جائے۔ چنانچہ اس وقت سنہ ۱۹۲۰ء میں لارڈ رالنسن (Lord Rowlinson) کمانڈر ان چیف کے حوالے تخفیف اور تنظیم کا کام کیا گیا۔ مگر دونوں باتوں میں یہ حقیقت مدنظر رکھنا لازم قرار پایا۔ کہ افواج ہند کی استعداد کارکردگی میں نہ صرف فرق نہ آئے۔ بلکہ بیش از بیش ترقی بھی ہو جائے۔ لارڈ رالنسن نے اس کام کو بخوبی سرانجام دیا۔ اور ان کے بعد آنے والے سپہ سالاروں نے اسے ترقی دی۔ چنانچہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ آج افواج ہند کی تنظیم۔ نظم و نسق اور قوت کارکردگی سنہ ۱۹۱۴ء کی نسبت بہتر ہے

اور افسروں اور سپاہیوں کی تعداد ایک لاکھ تراسی ہزار مقرر کردی گئی ہے۔ یہ ساری فوج چار حصوں یعنی شمالی۔ جنوبی۔ مشرقی۔ اور مغربی کمانوں (Commands) یا حلقوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ اس تعداد میں سے بہتّر ہزار ہر وقت میدان جنگ میں جانے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اور ستّر ہزار کا فرض یہ ہے۔ کہ اندرونی یا بیرونی خطرات کے وقت ذرائع آمدورفت بالخصوص ریلوے لائنوں کی حفاظت کرے۔ مؤخرالذکر میں سے چار پانچ ہزار میل طویل لائنیں خصوصیت سے حفاظت طلب ہیں۔ کیونکہ فوجی نقل و حرکت بیشتر ان ہی کے ذریعے سے ہوسکتی ہے۔

لارڈ رالنسن ۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۵ء تک کمانڈر ان چیف رہے۔ پھر ۳۰-۱۹۲۵ء کے دوران میں سپہ سالاری کا امتیاز سر ولیم برڈوڈ (Sir William Birdwood) کو حاصل ہوا۔ اور ۱۹۳۰ء میں موجودہ کمانڈر ان چیف سر فلپ چیٹووڈ (Sir Phillip Chetwode) اس عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے۔

لارڈ رالنسن کے زمانے میں حکومت ہند نے فیصلہ کیا۔ کہ افواج ہند کے اخراجات پچاس کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہوں۔ اس پر کمانڈر ان چیف نے کہا کہ میں پہلے ہی اخراجات میں معقول کمی کرچکا ہوں۔ اگر مزید کمی کی گئی۔ تو افواج کی کارکردگی میں نقائص پیدا ہوں گے۔ مگر لارڈ رالنسن کے بعد آنے والے سپہ سالاروں نے پچاس کروڑ میں بھی کمی کرنے کا تہیہ کیا۔ اور کامیاب ہوئے۔ اس معاملے میں انھیں اس اقتصادی حقیقت سے امداد ملی۔ کہ اشیاء کی قیمتیں پہلے کی نسبت کم ہو گئیں۔ اور اصلاح اسلحہ کے کام اور اس کے خرچ کو انہوں نے یک دفعہ نہ کیا۔ بلکہ اسے چند برسوں پر پھیلا دیا۔ نیز محکمۂ فوج اور محکمۂ مالیات نے ایک دوسرے سے تعاون کا راستہ اختیار کیا۔ چنانچہ ۳۴-۱۹۳۳ء کے میزانیہ میں فوجی اخراجات کا اندازہ سوا چھیالیس کروڑ روپیہ کیا گیا۔ مگر حال کے میزانیہ (۳۵-۱۹۳۴ء) میں کمانڈر ان چیف اور رکن مالیات کی باہمی رضامندی سے سات لاکھ روپے اس سے پہلے میزانیے سے زیادہ کردئے گئے ہیں۔

برطانوی اور ہندوستانی خزانے کا تنازع | فوجی اخراجات کی کمی میں محکمۂ فوج کو اس طرح بھی مدد ملی۔ کہ چند سال ہوئے برطانیہ کے محکمہ جنگ اور حکومت ہند کے مابین اختلاف رائے پیدا ہوا۔ برطانوی جنگی محکمے کا تقاضا تھا۔ کہ افواج ہند کے برطانوی سپاہیوں کے اخراجات اور تنخواہوں کے سلسلے میں خزانۂ ہند جو رقم فی کس ادا کرتا ہے۔ اس میں اضافہ کیا جائے۔ اس کے مقابلے میں ہندوستان کی عام رائے کا مطالبہ یہ تھا۔ کہ برطانوی سپاہیوں کے اخراجات کے لئے ہندوستان یا تو مطلق کچھ نہ دے۔ یا مروجہ رقوم سے بہت کم کردے۔ اس پر ایک عارضی عدالت قائم کی گئی۔ اس نے ہندوستان کی رائے عامہ کا مطالبہ کامل طور پر منظور نہ کیا۔ مگر برطانوی جنگی محکمے کی تائید

بھی نہ کی۔ اور ایک ایسا فیصلہ صادر کیا۔ کہ اس کے رُو سے ہندوستان کے فوجی اخراجات میں معقول کمی ہو گئی۔

انڈین ٹیری ٹوریل فورس Indian Territorial Force | زمانہ جنگ عظیم کے بعد ایک خاص قسم کی فوج کی تخلیق ہوئی۔ جسے ہندوستانی مقامی فوج کہہ سکتے ہیں۔ اس کا آغاز لارڈ رالنسن کے دوران سپہ سالاری میں ہوا۔ اس کا اولین باعث ۱۹۱۹ء کا آئین ہے۔ مانٹیگو اور چیمسفورڈ کی اصلاحات نے ایسے حالات پیدا کر دیئے۔ کہ ہندوستانیوں کو ایسی فوج میں شامل ہونے کا حق حاصل ہو گیا۔ اور ذمہ دارانہ حکومت کی ایک معقول قسط پانے سے ہندوستانیوں نے اس حق سے فائدہ اٹھانا اپنا فرض ٹھہرایا۔ مقامی یا ٹیری ٹوریل فوج کی امتیازی خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس کے سپاہی اپنے معمولی کاروبار میں بھی مصروف رہتے ہیں۔ مگر سا تھ ہی فوجی تربیت حاصل کر کے اس امر کے قابل ہو جاتے ہیں۔ کہ جب حکومت کا مطالبہ ہو۔ اور جنگی کارروائیوں کا وقت آئے۔ تو یہ لوگ اپنے گھروں۔ دفتروں اور دکانوں سے باہر آئیں ہتھیار اٹھائیں۔ اور حفاظتِ ملک و نظامِ حکومت کی داد دیں۔ سردست اس فوج کی قوت کا تخمینہ بیس سے تیس ہزار سپاہیوں تک ہے۔ اس میں عام طور پر صوبجاتی دستے۔ اور شہری آبادی کے لوگ نیز یونیورسٹیوں کے فوجی تربیت یافتہ طلبہ شامل ہیں۔ عام حالتوں میں اس فوج کے مختلف دستے ضرورت کے وقت اپنے اپنے علاقوں میں کام کرنے کے لئے بلائے جا سکتے ہیں۔ مگر خاص حالتوں میں حکومت کو اختیار ہے۔ کہ ہندوستان کے جس حصے میں چاہے انھیں بھیج دے۔ اس کے علاوہ شاذ و نادر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں کو ہندوستان کے باہر بھیجا جائے۔

وکٹوریا کراس کا تمغہ | دربار دہلی کے موقع پر شہنشاہ معظم نے ہندوستانی سپاہیوں کے لئے بھی یہ رعایت منظور کی کہ اگر وہ خاص الخاص بہادری دکھائیں۔ تو برطانوی سپاہیوں کی طرح وہ بھی وکٹوریا کراس کا تمغہ پائیں۔ اسے فوجی دنیا میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ اور شاذ و حالتوں میں یہ تمغہ عطا کیا جاتا ہے۔

شاہی کمیشن یا منصب | یہ بھی ایک فوجی ترقی ہے۔ کہ ہندوستانیوں کو برطانوی حکام فوج کی طرح شاہی کمیشن یا منصب حاصل کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ برطانوی فوج کے یورپین افسر جب فوج میں بھرتی ہوتے ہیں۔ تو شروع ہی میں انھیں چھوٹے درجے کا افسر بنا دیا جاتا ہے۔ پھر وہ ترقی کر کے بڑے سے بڑے افسر بن سکتے ہیں۔ اور لفٹنٹ سے چل کر کپتان۔ میجر۔ کرنل وغیرہ تک ترقی کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اب تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ ہندوستان کے یہ شاہی منصب یافتہ لوگ نہ

نہ صرف خالص ہندوستانی فوج کے افسر بنتے رہیں۔ بلکہ خالص برطانوی فوج کے افسر بھی بن سکیں۔ مگر فی الحال ایسے لوگ ہندوستانی فوج ہی میں عہدے پاتے ہیں +

افواج ہند اور حکام ہند | سنہ ۱۹۲۰ء میں انڈین سینڈ ہرسٹ کمیٹی مقرر کی گئی۔ اس کا نام سینڈ ہرسٹ اس لئے قرار دیا گیا کہ انگلستان کے اس مقام پر شاہی منصب یافتہ لوگ فوجی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ مجلس مذکور کے تقرر سے غرض یہ تھی۔ کہ اُن کو اُن اُمور کی تخصیص کرے۔ جو ہندوستانیوں کو شاہی فوجی منصب ادا کرنے سے متعلق ہوں۔ سر اینڈریو سکین (Sir Andrew Skeen)- مسٹر محمد علی جناح اور پنڈت موتی لعل نہرو اس کمیٹی کے ارکان تھے۔ انہوں نے سنہ ۱۹۲۵ء میں اپنی رپورٹ مرتب کر کے پیش کر دی۔ اس کی چند سفارشیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں :-

(ا) ایک ایسا لائحۂ عمل اختیار کیا جائے۔ کہ اس کی پابندی کے ذریعے سے رفتہ رفتہ افواج ہند میں ہندوستانی افسروں کی تعداد ترقی کرتی جائے۔ تا آنکہ سنہ ۱۹۵۲ء تک افواج ہند کے نصف افسر خود ہندوستانی بن جائیں +

(ب) سنہ ۱۹۳۳ء میں ایک انڈین ملٹری اکاڈمی (Indian Military Academy) (تربیت گاہ فوجی) ڈیرہ دون میں قائم کی جائے۔ جو سینڈ ہرسٹ کے نمونے پر تنظیم و تشکیل پائے۔ اور یہاں ہندوستان کے شاہی منصب یافتہ لوگ فوجی تعلیم حاصل کریں +

(ج) اور اصل سینڈ ہرسٹ میں تعلیم پانے کے لئے بھی ہندوستانیوں کو بیش از پیش تعداد میں منتخب کیا جائے +

(د) ہندوستانیوں کو سینڈ ہرسٹ کے علاوہ انگلستان کی اُن فوجی تربیت گاہوں میں تعلیم پانے کا موقع دیا جائے۔ جہاں ہوائی فوج اور توپخانے کی فوج کے افسر تعلیم پاتے ہیں +

ترقی کی رفتار | ڈیرہ دون میں ہندوستانی تربیت گاہ کا افتتاح سنہ ۱۹۳۲ء میں کیا گیا۔ اور منتخب ہندوستان شاہی منصب یافتوں کی حیثیت سے فوجی تعلیم و تربیت حاصل کرنے لگے۔ یہ فوجی مدرسہ بڑی کامیابی کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۳۵ء کے اوائل ایام میں جب حضور وائسرائے نے اس کا معاینہ کیا تو دیکھا اور تسلیم کیا۔ کہ یہاں کے ہندوستانی طلبہ تعلیم و تربیت فوجی کے ایک بلند معیار تک پہنچ گئے ہیں۔ اور جنگی استعداد کے علاوہ ان کی جامہ زیبی اور عام طور پر فوجی تمکنت اور آن بان اپنے برطانوی ہمسروں سے کچھ کم نہیں +

بری بحری اور ہوائی افواج | سنہ ۱۹۳۱ء میں سپہ سالار ہند سر فلپ چیٹ وڈ نے اس فیصلے کا اعلان کیا۔ کہ سر دست ایک معقول تعداد کے ہندوستانیوں کو رسالے توپخانے اور پیدل فوج کا افسر بنایا جائے گا۔ اور یہ لوگ ایک پورے ڈویژن کی افسری کریں گے۔ چنانچہ اس وقت تک

توپخانے کا ایک پورا بریگیڈ (جس میں) ہندوستانیوں پر مشتمل ہو کر تنظیم پا چکا ہے۔ اور اپنے زمانہ کے ایک برطانوی بریگیڈ کی جگہ لے چکا ہے۔ موخر الذکر واپس انگلستان بھیج دیا گیا ہے +

نیز اس وقت پورے دو سو ہندوستانی شاہی منصب یافتہ افسرین کر افواج ہند میں اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ان لوگوں نے سینڈ ہرسٹ میں تعلیم پائی تھی۔ آئندہ ہندوستان کا اپنا سینڈ ہرسٹ یعنی ڈیرہ دون کا مدرسہ یہی کام کرے گا۔ بلکہ [illegible] سے کر رہا ہے۔ جہاں تک ہندوستانی ہوائی فوج کو تعلق ہے۔ ہندوستانیوں کی ایک معقول تعداد تربیت پا چکی ہے۔ اور اپنے عہدوں پہ فائز ہے +

شاہی ہندوستانی بحری فوج اگرچہ فی الحال مختصر سی ہے۔ مگر دو سال کے قریب عرصہ ہوا۔ کہ اس کی تخلیق بھی ہو گئی۔ اس وقت اس فوج کے پاس پانچ جہاز ہیں۔ جن میں چار چار انچ والی توپیں نصب ہیں +

ریاستہائے ہند کی افواج

ہندوستان کی فوجی ترقی کے ضمن میں ریاستوں کی افواج کا ذکر بھی لازم ہے۔ [illegible] میں والیان ہند نے اپنی ریاستوں کے جملہ فوجی اور مالی وسائل تاج برطانیہ کی خدمت کے لئے پیش کئے۔ اور ریاستوں کی فوجوں نے جنگ عظیم کے دوران میں شاندار خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد برطانوی ہند کی افواج کی طرح ریاستوں کی فوجوں کی تنظیم بھی از سر نو کی گئی۔ چنانچہ ریاستہائے درجۂ اوّل کی فوجیں جو چالیس ہزار افسروں اور سپاہیوں پر مشتمل ہیں۔ تربیت اور اسلحہ کے لحاظ سے برطانوی ہند کی افواج سے ٹکا کھانے لگی ہیں +

"تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق ہندوستان کی ریاستوں کو بہ حیثیت مجموعی ۴۹۳۱۷ نفوس تک پہنچانے کا اختیار حاصل ہے۔ مگر اس وقت حقیقت میں ان کی تعداد ۴۳۳۰۷ ہے۔ اور کہنا چاہئے کہ یہ فوج ایک عظیم الشان محفوظ وسیلہ ہے۔ جو ضرورت کے وقت سلطنت ہند کی شہنشاہی فوج کی پشتیبانی کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ مگر آئین مروجہ کے رو سے اور اُن معاہدات کے مطابق جو تاج برطانیہ اور والیان ہند کے مابین ہو چکے ہیں اس فوج کو صرف اُس وقت حکومت ہند میدان میں بلا سکتی ہے۔ کہ پہلے خود والیان ہند اس کی خدمات پیش کریں۔ جیسا کہ جنگ عظیم کے وقت انہوں نے کیا۔ اور یقیناً آئندہ بھی بوقت ضرورت کریں گے +

فوجی ترقی کے بعض دیگر پہلو

آج کل ہندوستان کو کسی بیرونی حملے کا خطرہ نہیں۔ حکومت روس اپنے اندرونی انتظامات میں منہمک ہے۔ اور یوں بھی برطانیہ اور روس کے مابین رشتۂ دوستی بالخصوص ۱۹۳۵ء میں مضبوط ہو گیا ہے۔ جرمنی کی جانب سے جنگی خدشوں نے برطانیہ، فرانس

اور روس کو متحد ہو جانے پر آمادہ کر لیا ہے۔ حکومت افغانستان نہ صرف حکومت برطانیہ کی رفیق ہے۔ بلکہ اپنی ملکی ترقیات میں مشغول ہے۔ شمال مغربی سرحد کے قبائل کی اقتصادی حالت بہتر ہو گئی ہے۔ اس لئے سوا گاہے گاہے کسی معمولی سی شورش کے اور کوئی خدشہ ان کی طرف سے نہیں۔ اس کے علاوہ حکومت برطانیہ نے سرحد پر ریلوے لائنوں کی تعمیر کر رکھی ہے۔ جو جنگی لحاظ سے نہایت کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں۔ پھر پختہ سڑکیں بھی قبائل کے علاقوں کے اندر پہنچا دی گئی ہیں۔ اِس طرح افواج کی نقل و حرکت میں آسانی پیدا ہو گئی ہے اور ضرورت پڑے تو سرحد پر ہوائی جہازوں کو کام میں لا کر سرکشوں کے خلاف خاص جنگی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ غرض حالات ایسے پیدا ہو رہے ہیں - اور ہو چکے ہیں۔ کہ افواج ہند کے اخراجات میں روز بروز بیش از بیش کمی ہو سکتی ہے۔ ہندوستانی مرکزی قانونی مجلس بھی یہی چاہتی ہے۔ کہ اخراجات کم ہو جائیں۔ آئین جدید کے مطابق قانون حکومت ہند ۱۹۳۵ء کے رُو سے ہندوستانیوں کو مزید اختیارات ملنے پر اگرچہ محکمۂ جنگ حضور وائسرائے کے ذاتی اختیار میں رہے گا۔ تاہم اخراجاتِ ملکی کے معاملے میں ہندوستانی آواز کی شنوائی پہلے سے بڑھ جائیگی۔ اور فوجی اخراجات کے متعلق ہندوستان کی رائے عامہ کو اہمیت حاصل ہو گی۔ مگر ہمیں یہ فراموش نہ کرنا چاہئے۔ کہ سیاسی طاقت کے حصول کے ساتھ ساتھ ہماری ذمہ داریاں بھی بڑھ رہی ہیں۔ اور سب سے بڑی ذمہ داری ملک کی حفاظت ہے۔ جو افواج کی قوت پر منحصر ہے۔ اِس لئے ظاہر ہے۔ کہ ہمیں آئندہ اس راہ پر پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہو گا۔ اور یہ بھی دیکھنا ہو گا۔ کہ انجام کار ملک کی حفاظت کا کام بھی ہمیں خود ہی کرنا ہے۔

ہندوستانی فوجی افسروں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ بحری اور ہوائی فوج میں بھی ہندوستانیوں کو دعوتِ شمولیت دی جا رہی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ افواج ہند کو خالص ہندوستانی بنانے کا مطالبہ صرف اسی حد تک کیا جاتا ہے۔ جس حد تک ہم اِس کام کے اہل ہوتے چلے جائیں۔ بالخصوص اس لئے کہ دورِ حاضر کی جنگ دراصل مشینوں کی جنگ ہے۔ یہاں محض بدنی قوت کام نہ دے گی۔ بلکہ ذہن کی طاقت کی ضرورت روز بروز بڑھتی چلی جائے گی۔ سائنس کی بہت سی شاخیں کیمیائی اور صنعتی ایسی ہیں۔ کہ ان کے بغیر جنگ آزمائی کی راہ پر ایک قدم بھی نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس لئے ہمیں ایسے افسر تیار کرنا ہوں گے۔ جو جسم اور دماغ دونوں لحاظ سے کارکن ہوں۔ پھر اُن کے دل میں جنگی رُوح بھی سرایت کر گئی ہو۔ چنانچہ یہ امر قابل طمانیت ہے۔ کہ یونیورسٹیوں کے طالبعلموں کو دورِ حاضر کی جنگ کے قابل بننے کا موقع دیا جا رہا ہے۔

لازم ہے۔ کہ تنومند ہندوستانی جنہیں حفاظتِ ملکی کے لئے سرگرمی سے حصّہ وافر ملا ہے۔ فوجی تربیت حاصل کریں۔ اور سائنس کے اُن شعبوں میں بھی دادِ کارکردگی دیں۔ جو جنگ سے متعلق ہیں صرف اس طریق سے ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اب ہمیں حکومتِ برطانیہ کی سرکردگی میں ایسے تمام مواقع ملتے جا رہے ہیں۔ کہ ہم اپنا جنگی بوجھ خود اٹھائیں۔ پھر ہمارا اپنا قصور ہوگا۔ کہ زبانی جمع خرچ کے دائرے سے نکل کر میدان عمل میں نہ آئیں۔ ہندوستان میں جنگی فرقوں کا کال نہیں۔ اور نہ ان میں قحط الرجال ہے۔ البتہ تعلیم جنگی اور تربیت فوجی کی ضرورت ہے۔ جس کا پورا کرنا ہماری اپنی ذمہ داری ہے ؎

ساتویں فصل

انگریز اور تجارت ہند

تمہید | جس تلاش نے انگریزوں کو سب سے پہلے ہندوستان کا منہ دکھایا۔ ظاہر ہے۔ کہ وہ تجارت اور صرف تجارت تھی۔ جس کے بعد ان کی تجارتی کمپنی نے اکبر مغل اعظم سے سند دیوانی حاصل کی۔ تو اُس وقت تک بھی یہی ارادہ تھا کہ اس جمعداری میں اُن کی تجارت بے روک ٹوک ترقی پائے۔ پھر اس میں بھی ترقی ہوئی۔ اور کمپنی تجارت سے حکومت پانے کے لئے جدوجہد کرنے لگی۔ تاآنکہ ملکی غاصب حاکموں نے اپنے اپنے ذاتی مفاد کے لئے کمپنی کی امداد کے صلے میں اس کی سیادت قبول کی۔ پھر سیادت سے اصل ملکیت ہی کمپنی کے نام منتقل ہو گئی ؎

یہ حکومتی گورکھ دھندا اتنا پیچدار تھا۔ کہ صرف اسی کے سلجھانے کے لئے بڑے بڑے پختہ کار دماغوں کی ضرورت تھی۔ اور ممکن تھا۔ کہ کمپنی اپنے اصلی مقصود تجارت سے دُور جا پڑتی۔ مگر ایک لمحے کے لئے بھی ایسا نہ ہوا۔ اور اُس نے اپنے اصلی

مقصود کو ہمیشہ نصب العین بنائے رکھا۔

انگریزوں سے پہلے ہندوستانی تجارت | انگریزوں سے پہلے چونکہ ہندوستان میں نہ تو اتنا امن تھا۔ کہ کوئی شخص روپیہ یا جنس لے کر اکیلا سفر کر سکتا۔ اور نہ باربرداری کے ذرائع اتنے وسیع تھے۔ کہ جہاں چاہتے۔ بےخطر مال پہنچاتے۔ اس لئے زیادہ تر تجارت مقامی ہوا کرتی تھی۔ اور کسی قدر بیرون مُلک آمدورفت تھی۔ تو اتنی محدود کہ نہ ہونے کے برابر سمجھنی چاہئے۔ اُس وقت تک ہندوستان کے بیرونی ممالک کیا تھے۔ یہی افغانستان۔ ایران۔ بلوچستان اور بہت بڑھے تو عرب۔

شرح منافعہ | ذرائع حمل ونقل کی کمیابی اور سفر کی مشکلات کے مدنظر منافع کی شرح بہت معقول تھی۔ اور ایک مسلمہ مثل تسلیم کی جاتی تھی۔ کہ ہر سال کے بعد دگنا منافع قطعی یقینی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کرتا تھا۔ کہ غربا تو بالکل خارج از بحث ہیں۔ متوسط درجے کے لوگوں کو بھی ہمسایہ ممالک کی اشیا کے استعمال کا بہت کم موقع ملتا تھا۔ اور تجارتی علم صرف ایک علم سینہ بسینہ سمجھا جاتا تھا۔

انگریزوں کا عہد شروع ہوا۔ تو ان کے اخراجات کاروبار بھی چونکہ ابتداء میں بہت زیادہ تھے۔ اس لئے شرح منافع میں صرف برائے نام تبدیلی ہوئی۔ لیکن جوں ہی ذرائع باربرداری عام اور ارزاں ہوتے گئے۔ انگریزی کمپنیوں نے دل کھول کر روپیہ لگانا شروع کیا۔ اور ان کی دیکھا دیکھی کچھ دیسی بھی بیوپاری نہیں تو دلال کی صُورت میں کام کرنے لگے۔ اور ایسی ایسی چیزوں کی تجارت شروع ہوئی۔ جن کا پہلے سان گمان تک بھی نہ تھا۔ اُس کا نتیجہ شرح منافعہ کی کمی اور سرمایہ کی زیادتی میں برآمد ہوا۔ جس سے زیادہ تر نفع تو انگریزوں کو پہنچا۔ مگر ایک معقول حصّہ ہندوستانیوں کو بھی نصیب ہو گیا۔

نئی نئی تجارتیں | ہندوستان زراعتی مُلک ہے۔ مگر اس کی زراعت کے لئے انگریزوں سے پہلے کوئی تجارتی منڈی نہ تھی۔ گیہوں۔ چاول۔ مصالحہ۔ پھل۔ تیلوں کے بیج وغیرہ صرف ضروریات مُلک کے لئے پیدا کئے جاتے تھے۔ انگریزوں نے سمندر پار ولایت کے واسطے ان کی تجارتی خریداری شروع کی۔ تو ان کی پیداوار کے لئے زمینداروں کی ہمت بڑھی۔ اور کروڑوں روپے کا غلّہ واجناس ہندوستان سے کھِنچ کر یورپ میں پہنچنے لگا۔ جس سے فن زراعت کو ترقی اور حکومت کو دوہرا فائدہ ہونے لگا۔ کیونکہ ایک رقم تو وہ مالیے کے طور پر وصول کرتی ہے۔ اور دوسرے تجارتی لحاظ سے لیکن

زمینداروں کو بھی زیادہ فائدہ پہنچا۔ کہ وہ نہال ہو گئے۔ اور اسی اعتبار سے زمینداری کام جو پہلے زمانوں میں نہایت ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ معزز سمجھا جانے لگا۔ اسی مناسب سے مالیت اراضی نے وہ ترقی پائی۔ جس کی مثال ملنی محال ہے۔

زمینداروں اور شہری تجارت پیشہ و ملازمت پیشہ لوگوں کی اس خوشحالی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپین ممالک کا مال ہندوستان کے گھروں کا ستنۂ ضروریہ ہو گیا چنانچہ گھر گھر میں سوئی بٹن۔ سلائی کی مشین۔ روشنی کا سامان۔ صابون۔ تیل۔ وغیرہ اکثر یورپین طرز کا ہے اور کپڑا ابھی عام طور پر ولایتی ساخت کا مستعمل ہوتا ہے۔ اور شرح منافع کی کمی کے باعث یہ سب چیزیں ضرورت کی ہوں یا عیاشی کی۔ دیسی ساخت سے بہت ارزاں پڑتی ہیں۔ ان حقائق کا نتیجہ لازمی طور پر تجارت کی ترقی ہے۔ جس سے انگریزوں نے بھی فائدہ اٹھایا۔ اور ہندوستان نے بھی۔

سودیشی تحریکات کا آغاز | سنہ ۱۹۱۸ء میں ہندوستان کے گورنر جنرل نے نمک پر دو روپیہ من محصول لگایا۔ اور مسٹر گاندھی کی رہنمائی میں ہندوستانیوں نے اس پر صدائے احتجاج بلند کی۔ جب اس کی بھی کوئی شنوائی بابِ حکومت میں نہ ہوئی۔ تو گاندھی جی نے بطور بدلہ لینے کے ملک میں دیسی ساخت کے کپڑے بنانے اور پہننے کی تحریک شروع کی۔ مگر یہ تحریک کچھ زیادہ نہیں چلی۔ کیونکہ یورپ کے مقابلے میں ہندوستان کا کپڑا دیرپا تو ضرور ہے۔ مگر خوشنما نہیں۔ اور سستا بھی نہیں۔

سودیشی تحریک کا مستقل اجراء | خاتمۂ جنگ کے بعد ایک بہت بڑی مصیبت تمام دنیا پر یہ نازل ہوئی۔ کہ لاکھوں آدمی بیکار ہو گئے۔ سپاہی جو عارضی طور پر بھرتی کئے گئے تھے۔ رخصت کر دیئے گئے۔ کپڑا۔ اشیائے خوردنی اور سامان عیش کے کارخانے جو جنگ کے لئے سامان مہیا کرتے تھے قطعی بیکار ہو گئے۔ یعنی اب وہ ضروریات بھی نہ رہیں تو کارخانہ دار مال کس مانگ کے لئے تیار کریں۔ اس کے علاوہ ایک اس سے بھی بہت بڑی مصیبت یہ نمودار ہوئی۔ کہ روس۔ آسٹریلیا۔ اور امریکہ وغیرہ نے اپنے اپنے بیکاروں کو کام پر لگانے کے لئے زراعت کی طرف توجہ کی۔ اور اس کثرت سے غلہ پیدا کیا۔ کہ یورپ کو ہندوستان کے غلوں۔ تیل کے بیجوں اور روئی وغیرہ کی ضرورت نہ رہی۔ جس کا خمیازہ زیادہ تر ہندوستانیوں کو بھگتنا پڑا۔ کیونکہ پیداوار کی قیمت ہی اس قدر نہیں رہی۔ کہ اس کی کاشت سے کسی فائدے کی امید کی جائے۔ چاول اور گیہوں جو ہندوستانی تجارت برآمد کے سب سے بڑے صیغے تھے۔ ان کی

قیمتیں نصف سے بھی زیادہ گر گئیں۔ اور اشیاء خوردنی کی قیمتوں میں معتدبہ کمی ہو جانے اور عام لوگوں میں بیکاری کے عام ہو جانے سے شرح مزدوری میں کمی واقع ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ عام لوگوں کو ملکی مصنوعات کی طرف توجہ ہونے لگی۔ اور ولایتی کپڑے کی جگہ ہندوستانی ساختت کے کپڑے کا رواج جو پہلے صرف منتقمانہ خیال سے شروع کیا گیا تھا۔ اور ابتک لنگڑے لولے طور پر چل رہا تھا۔ اُس نے ترقی پائی۔ ساخت بھی پہلے سے اچھی ہونے لگی۔ اور قیمت میں بھی کچھ زیادتی نہ رہی۔ تو تقریبًا یورپین تجارت بقدر نصف کے گھٹ گئی۔

جاپان کی ترقی تجارت | جنگ سے پہلے ہندوستان میں عمومًا انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ کا مال زیادہ بکتا تھا۔ بلکہ اس کا بیشتر حِصّہ جرمن سے آتا تھا۔ دوران جنگ میں تمام دشمن ممالک کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ اور شریک جنگ ممالک کو جنگی قضیہ بھی اتنا مشغول کیئے ہوئے تھا۔ کہ وہ تجارت کی طرف توجہ نہ کر سکتے تھے۔ اس موقع کو جاپان نے غنیمت سمجھا۔ اور کپڑوں، کھلونوں اور اپنے دوسرے سامانوں سے ہندوستان کی منڈیوں پر گویا اپنا قبضہ کر لیا۔

دوران جنگ میں تو گورنمنٹ آف انڈیا کو ادھر توجہ ہی نہ ہو سکتی تھی لیکن ہں قضیئے سے فراغت ہوئی تو اُسے تجارتی تباہی کے علاج پر متوجہ ہونا پڑا جس کے لیئے ایک کمیشن مقرر کیا گیا۔ اور اُس نے تمام حالات پر غور کر کے نتیجہ یہ نکالا۔ کہ جب تک ترجیحی اصول کو اختیار نہ کیا جائے گا۔ اس بدحالی کا رفع ہونا محال ہے۔ یعنی ہر ملک، اپنے مال کی کھپت کا انتظام کرے۔ اور دوسری مملکتوں سے جو مال آئے۔ وہ گویا درآمد کا برآمد کے ساتھ تبادلہ کر لیا کرے۔ یعنی اگر انگلستان ہندوستان میں کپڑا بیچتا ہے۔ تو وہ ہندوستان سے ایک معقول تعداد میں روئی بھی خریدنے کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔ اس اصول میں برٹش ایمپائر کو ایک پیمانے پر رکھا گیا یعنی سلطنت برطانیہ کے جو ممالک زیر اثر ہیں۔ اُن پر تو محصول درآمد معمولی رکھا جائے۔ اور جو اس سے باہر ہیں اُن پر اتنا کڑا محصول لگا دیا جائے۔ کہ انہیں مجبورًا یہاں مال بھیجنا فائدہ مند نہ معلوم ہو۔ چنانچہ اسی اصول پر محصول درآمد کو وضع کر دیا گیا۔ اور جاپان وغیرہ ممالک کو جو پہلے اندھا دھند منافع ہو رہا تھا۔ وہ محدود ہو کر اب اس میں برٹش ایمپائر کے مصنوعات کو بھی دخل مل گیا۔ مثلًا انگلستان سے جو کپڑا آتا ہے۔ اس پر ساڑھے سات فیصدی محصول درآمد لیا جاتا ہے۔ لیکن جاپان سے جو مال آتا ہے۔ اس پر دس فیصدی اور بعض

اقسام پر سو فیصدی تک محصول لیا جاتا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اُس کا مال ہندوستانی اور برٹش ایمپائر کے دوسرے ملک کے مال سے سستا نہ بک سکے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ جاپان پابندی کے ذریعے سے مال تیار کرتا ہے۔ یا کیا صورت ہے۔ کہ اس پر بھی وہ اپنا مال بیچے جاتا ہے۔ کیونکہ اُس کے ہاں نہ صرف مزدوری کم ہے۔ بلکہ اس کی گورنمنٹ نے اپنی تجارتی فوقیت حاصل کرنے کے لئے چالاک کی صنعتی سربراہی بھی اپنے ذمے لے رکھی ہے۔ جس کا صحیح علاج اسی طرح ممکن ہے۔ کہ چند یہاں کے سرمایہ دار بھی طرح طرح کے کارخانے یہاں قائم کریں۔ اور گورنمنٹ اُن کی سربراہی کرے +

شہنشاہ جارج پنجم کے عہد میں (جیسا کہ مندرجہ بالا بیان میں ذکر کر دیا گیا ہے) تجارتی حالات ابتداء ہی سے بہت کچھ تشویشناک تھے۔ جو اب تک بھی بحالہ قائم ہیں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں۔ کہ تجارت کے جو ٹھوس اصول اب قائم ہو رہے ہیں۔ وہ برٹش ایمپائر کے لئے مستقل فائدہ رساں ہوں گے۔ اور ملک میں پھر وہی دَور دورہ شروع ہو جائے گا۔ جو اس سے پہلے تھا۔ ؎

پھر بہار آئے گی تجھ میں او گلستاں غم نہ کھا
وہ چلی آتی ہے فوج عندلیباں غم نہ کھا

اس جگہ غالباً اُس گوشوارے کا اندراج بھی نہایت ضروری ہے۔ جس سے ملک معظم جارج پنجم دام ملکہم کے عہد میں ہندوستانی تجارت درآمد و برآمد کا صحیح پتہ لگ سکے گا۔ اس گوشوارے کا اقتباس گورنمنٹ کی رپورٹ بابت ۳۴-۱۹۳۳ء سے لیا گیا ہے +

تجارتی جدول درآمد و برآمد

متعلقہ عام اشیاء (مصنوعات و پیداوار خام)
تمام رقوم کو اتنے لاکھ روپیہ سمجھیں۔

	(۱) درآمد	(۲) برآمد	(۳) میزان
۱۱-۱۹۱۰ء سے ۱۴-۱۹۱۳ء تک	۱۵۱۶۷	۲۲۴۲۳	۳۷۵۹۰
۱۵-۱۹۱۴ء سے ۱۹-۱۹۱۸ء تک	۱۵۹۲۵	۲۲۵۸۳	۳۸۵۰۸

۱۹۱۹-۲۰ء سے ۱۹۲۳-۲۴ء تک	۲۶۷۰۵	۳۰۶۳۸	۵۷۳۴۳
۱۹۲۴-۲۵ء سے ۱۹۲۸-۲۹ء تک	۲۵۱۰۲	۳۵۳۵۱	۶۰۴۵۳
صرف ۱۹۲۸-۲۹ء	۲۶۳۴۰	۳۳۹۱۵	۶۰۲۵۵
۱۹۲۹-۳۰ء	۲۴۹۷۱	۳۱۸۹۹	۵۶۸۷۰
۱۹۳۰-۳۱ء	۱۷۳۰۶	۲۲۶۵۰	۳۹۹۵۶
۱۹۳۱-۳۲ء	۱۳۰۶۴	۱۶۱۲۰	۲۹۱۸۴
۱۹۳۲-۳۳ء	۱۳۵۰۱	۱۳۶۰۷	۲۷۱۰۸
۱۹۳۳-۳۴ء	۱۷۷۲۸	۱۵۰۲۳	۲۶۷۵۱

پچھلی رپورٹوں سے ظاہر ہے۔ کہ برآمد سے درآمد ہمیشہ بہت ہی بڑھی رہی ہے۔ لیکن ملک معظم کے زمانے میں برآمد و درآمد قریب قریب ملتی جلتی نظر آتی ہیں۔ جسے ہندوستان کی تجارتی اقتصادی ترقی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ نتیجہ اس بات کا ہے۔ کہ گورنمنٹ باشندگان ہند کی قوت خرید بڑھانے کی سعی میں ان کی مصنوعات واجناس کی برآمد کا بھی اتنا ہی خیال رکھتی ہے۔ جیسا کہ چاہیئے۔

زمانۂ سلف اور زمانۂ حال کا تناسب

غالباً اس امر واقع سے کوئی مخالفت سے مخالف رائے رکھنے والا بھی انکار نہ کرسکے گا۔ کہ ہندوستانی تجارت درآمد و برآمد کے جو اعداد وشمار گوشوارے میں درج ہیں۔ انگریزوں سے پہلے ان کا دسواں حصہ بھی ہندوستان کو نصیب نہ تھا۔ اور اب کی جو حالت ہے۔ وہ روز بروز ایسی روبہ ترقی ہو رہی ہے۔ کہ جلد سے جلد ہندوستانیوں کو ضرورۃً تجارتی کارخانوں کے اجرا اور آلات کشاورزی میں اپنے نئے نئے آلات وایجادات سے کام لے کر اپنی پیداوار اور مصنوعات کو مہذب ممالک کی منڈیوں کے لائق بنانا پڑے گا۔ اور اس کام کے لئے گورنمنٹ کو اس کی سرپرستی کرنی پڑے گی حکومت ہند نے جو قوانین اور معاہدات اس بارے میں نافذ کئے ہیں۔ مثلاً معاہدہ اٹاوہ وغیرہ امید ہے۔ کہ کچھ عرصے تک وہ صورت حالات کو ایسی راہ پر لے آئیں گے۔ کہ تجارت ہند سے ہندوستانی صنّاع وزمیندار بھی کافی طور پر متمتع ہوسکیں گے۔

آٹھویں فصل

اخبارات

اخبارات کا آغاز اور نشو و نما سیاسیات عملی کے لحاظ سے انگلستان کی حکومت کے چار ارکان تصوّر کئے جاتے ہیں۔ یعنی (۱) سپرچوئل لارڈز (Spiritual Lords) دینی لارڈ۔ (۲) ٹمپورل لارڈز (Temporal Lords) دنیوی لارڈ۔ (۳) عام لوگوں کے منتخب نمائندے کامنز (Commons) اور (۴) اخبارات۔ گویا برطانیہ کا فرمان روا ساری رعایا کا نمائندہ اور حاکم ہے۔ اور اُس کے ماتحت چار ارکانِ مذکور حکومت کا کام کرتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ دینی اور دنیوی لارڈ یا امراء پارلیمنٹ کے دارالامرا پر قابض ہیں۔ اور نمائندگانِ عامہ اس پارلیمنٹ کے دارالعوام کے مالک پس یہ تینوں جماعتیں قانوناً یہ حق رکھتی ہیں۔ اور اس پر عمل بھی کرتی ہیں۔ کہ وزرائے حکومت کو مشورہ دیں۔ کہ یہ کام یوں کرو۔ اور وہ کام نہ کرو۔ وہ قانون بھی بناتے ہیں۔ اور ہر طرح حکومت کا کام سرانجام کرتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں اخبارات کو قانوناً کوئی ایسا حق حاصل نہیں۔ پھر انھیں حکومت کا چوتھا رکن یعنی فورتھ ایسٹیٹ (Fourth Estate) ٹھہرایا گیا۔ تو کیوں! اصل یہ ہے کہ عامہ خلائق کی (ا) رائے کی تشکیل اور تنظیم کرتے ہیں۔ (ب) اُسے خبردار کرتے ہیں (ج) اس کے مطالبات منواتے ہیں۔ اخبارات کو جو قدرت حاصل ہے وہ سب سے بڑھی ہوئی ہے۔ یا یوں کہئے کہ عام لوگوں نے یہ اختیارات انھیں دے دیئے۔ اور انھوں نے لے لئے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ وہ ادارہ جو مذکورہ سہ گانہ کام کامیابی سے کرے گا۔ وہ دارالعوام اور دارالامراء دونوں کی بھی کایا پلٹ سکے گا۔ اور انھیں عام رائے کے عین مطابق کام کرنے پر مجبور کر سکے گا۔ برطانیہ نے جس وقت دیکھا کہ اُس کے اخبارات رفتہ رفتہ ترقی کر کے اس معراجِ کمال کو پہنچ گئے ہیں۔ تو لامحالہ انھیں حکومت کا چوتھا رکن قرار دینا ہی پڑا۔ کیونکہ اخبارات کی ہستی بہ حیثیت مجموعی ایک ایسے ادارے کا حکم رکھتی ہے۔ جو یقیناً ملکی ترقی پر تعجب انگیز طور سے اثرانداز ہوتا ہے ٭

اِس نصب العین کو مدِّ نظر رکھ کر ہم ہندوستان میں اخبارات کی نشو و نما یا صحافت

کے ارتقاء کی تاریخ مختصر طور پر لکھتے — اور بتاتے ہیں۔ کہ ابتداء کیونکر ہوئی۔ اور ترقی کے مدارج کیا کیا تھے۔ نیز آئندہ کے لئے کیا اُمیدیں ہیں +

اخبارات کا حلقۂ اثر | اہل الرائے بجا طور پر کہتے ہیں۔ کہ صحافت کا ادارہ ایک تجارتی منڈی بھی ہے۔ ایک تعلیم گاہ بھی۔ عدالت بھی۔ اور مجلس مباحثہ بھی۔ ہندوستان میں ایسی عالمگیر حیثیت کی سرمایہ دارمبتی کا آغاز دورِ برطانیہ ہی کا امتیاز خاص ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے کسی زمانے میں بھی اِس معنی میں صحافت موجود نہ تھی۔ اگرچہ تاریخ بتاتی ہے۔ کہ دورِ مغلیہ میں وقائع نگار دارالخلافہ اور صوبوں کے صدر مقامات اور بعض دیگر مراکز میں بھی ہوا کرتے تھے۔ اور اُن کے قلمی پرچے حکامِ متعلقہ کو پہنچائے جاتے تھے۔ پھر حاکموں کے درباروں اور اُمرا و عُلما کی مجلسوں میں واقعات تحریر شدہ کے پرچے بھی ہوتے تھے۔ کبھی ان کی نقلیں بھی کی جاتی اور اشاعت پاتی تھیں۔ چنانچہ ڈاکٹر سید نجم الدین صاحب جعفری بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ بار ایٹ لا حاکم محکمۂ اطلاعات حکومتِ ہند لکھتے ہیں تک لکھتے ہیں۔ کہ وقائع نگاروں کے فرائض میں سب سے بڑا فرض یہ تھا۔ کہ مرکزی حکومت کو رعایا کے رجحانات سے آگاہ کریں۔ اور اُن کی شکایات پر روشنی ڈالیں۔ اِس قسم کے قلمی اخبارات کا آغاز اوائل میں دورِ مغلیہ میں ہوُا۔ ان کی تحریروں سے دارالخلافہ اور دیگر ملکی صدر مقامات کے حُکام اور علمی مراکز کے اہل بحیثیت خصوصیت سے متاثر ہوتے تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد اور سلطنت برطانیہ کے استقلال و استحکام کے دوران میں ایسے قلمی اخبارات کا رواج خال خال تھا +

اُس دور کے وقائع نگاروں میں عظیم اعظم الامرا اور مرزا علی بیگ کے اسماء خصوصیت سے مشہور ہیں۔ مگر موجودہ زمانے میں اخبارات کی جو حالت ہے۔ وہ گزشتہ زمانوں کے خواب و خیال تک میں بھی نہ تھی۔ اور یقیناً یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ بیسویں صدی کے صحافتی نصب العین تک پہنچ جانے والے اخبارات کی تخلیق دورِ برطانیہ ہی میں ہوئی — پھر اس میں روز بروز ترقی ہوتی چلی گئی۔ اور یہ امر واقع ہے۔ کہ جہاں تک ہندوستانی زبانوں کے اخبارات کو دخل ہے۔ ان کی نشوونما جس سرعت سے گزشتہ پچیس سال میں ہوئی اس کی مثال اِس سے پہلے نظر نہیں آتی۔ اور نہ صرف اخبارات کی تعداد اور حجم کے لحاظ سے ترقی ہوئی۔ بلکہ ہندوستانی زبانوں کے صحیفے اور ہندوستانی ہاتھوں کے منّت پذیر انگریزی اخبارات اب ایک بڑی حد تک اُس عالمگیر حیثیت کو حاصل کر چکے ہیں جس کی طرف ابھی اشارہ ہو چکا ہے +

۱۷۶۶ء میں ایک پادری ولیم بولٹس (William Bolts) نے ہندوستان میں ایک مطبع قائم کرنے کی کوشش کی۔ مگر وہ کامیاب نہ ہوُا۔ پھر بارہ برس بعد مسٹر جیمز

آگسٹس ہکی کے سرپرست ہند نے ۱۷۸۰ء میں پہلا ہندوستانی اخبار انگریزی میں "بنگال گزٹ" کے نام سے شائع کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ چونکہ یہ اخبار ذاتیات میں دخل دیتا اور کیچڑ اچھالتا تھا نیز عامیانہ مذاق کے سنسنی خیز خبریں شائع کرتا تھا۔ اس لئے اس وقت سپریم کورٹ (Supreme Court) عدالت عالیہ کلکتہ نے اس کی اشاعت کو ممنوع قرار دے دی۔ پھر کچھ عرصہ بعد متعدد اخبارات شائع ہونے لگے۔ ان میں سے انڈین گزٹ کو خاص اہمیت حاصل ہوئی۔

گورنروں کے اختیارات ۱۷۹۹ء سے پہلے برطانوی صوبوں میں کوئی یکساں اور مستند قانون مدیران اخبارات کے رویّہ کے متعلق نہ تھا۔ جو صوبہ جس میں ان کی رہبری کرتا یا انہیں حدود سے نکل جانے سے باز رکھتا۔ اس کے بعد لارڈ ویلزلی کے زمانہ (۱۷۹۸ء تا ۱۸۰۵ء) میں جب کلکتہ کے بعض اخبارات نے مصلحت وقت کے منافی مضامین تحریر کئے۔ تو لارڈ مذکور نے اخبارات پر محاسبہ (سنسرشپ Censorship) کی پابندی ڈال دی۔ اس کے بعد لارڈ منٹو (۱۸۰۷ء تا ۱۸۱۳ء) نے اخبارات کی نگرانی سختی سے کرتے ہوئے عیسائی مدیران جرائد (کیونکہ اس وقت وہی اخبار نویس تھے) کو تنبیہ کی کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مذہبی اعتقادات سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔

ایشیاٹک مرر Asiatic Mirror اور محاسبے کی تنسیخ ڈاکٹر جیمز برائیس (Dr. James Bryce) نے جو یورپ بھر میں علمی فضیلت کے لئے شہرت رکھتا تھا۔ ایشیاٹک مرر (آئینۂ ایشیا) جاری کیا۔ اس نے ایسا معقول طرز تحریر اور طریق مباحثہ اختیار کیا۔ کہ اس کی دیکھا دیکھی باقی اخبارات کا معیار بھی بلند ہوگیا۔ اور اخبارات نے معقولیت کے معاملے میں ایسی شہرت اور اثر و رسوخ حاصل کیا۔ کہ گورنر جنرل نے ۱۸۱۸ء میں اخبارات کو محاسبے کی قید و بند سے آزاد کر دیا۔ اور اخبارات کلکتہ کی رہبری کے لئے بعض قواعد منضبط کئے۔ جو ۱۸۲۳ء تک جاری رہے۔ پھر ان کی جگہ دیگر ضوابط نے لے لی۔ مگر واضح ہو۔ کہ اس وقت تک یہ سب اخبارات انگریزی زبان کے تھے۔ اور اکثر و بیشتر عیسائی پادریوں کے ہاتھ میں تھے۔

دیسی زبانوں کے اخبارات کا آغاز ۱۸۱۸ء میں ایک پادری نے ایک ہفتہ وار اخبار "دگ درشن" کے نام سے جاری کیا۔ جو دیسی زبان کا پہلا اخبار سمجھا جاتا ہے۔ پادریوں کے اس طریق کار سے ہندوستانیوں کو بھی دیسی زبانوں کے اخبارات جاری کرنے کی ہمت ہوئی۔ چنانچہ متعدد اخبارات کی اشاعت ہونے لگی۔ ان سب کا امتیاز یہ تھا۔ کہ اکثر و بیشتر علمی اور مذہبی موضوعات پر مضامین تحریر کرتے تھے۔ صرف چند ہی ایسے تھے جو عملی سیاسیات پر بھی رائے زنی کرتے ہوں۔ عام طور پر ایک زمرے نے تو

[illegible] پر شعر ابا تھا۔ کہ عیسائیت کے تاثرات [illegible] ۔ اور [illegible] امر میں مشغول تھا۔
کہ ہندوستان کو مغرب کے سانچے میں ڈھال دیں۔ چنانچہ مورخ لکھتے ہیں۔ کہ ان دیسی اخبارات نے ہندوؤں کو مغربی تہذیب سے [illegible] کو تہذیب [illegible] میں مدد دی۔ اور ساتھ ہی ہندوؤں کی [illegible] سوسائٹی کو بھی [illegible] کر لیا۔ [illegible] میں برہمو سماج کے اخبارات نے ہندوؤں کے [illegible] کام [illegible]۔ اور عیسائیت کی [illegible] کو روک دیا۔ اسی سال [illegible] میں مسٹر بکنگھم نے کلکتہ جرنل جاری کیا جو [illegible] کے یورپین تاجروں میں بہت مقبول ہوا۔

[illegible] ۔ [illegible] نے سرکاری ملازموں کو حکم دیا کہ اخبارات سے کوئی اتفاق [illegible] اخبارات ترقی کرتے رہے۔ [illegible] لارڈ ولیم بینٹنک کے عہد میں اخبارات کو ایک خاص حد تک آزادی دی گئی کہ اب ترقی کی رفتار بہت تیز ہو گئی۔ لارڈ بینٹنک کی آزاد خیالی قابل داد ہے۔ [illegible] جب یورپی سپاہیوں کی شکایات کے ضمن میں انگریزی اخبارات نے حکومت کی حکمت عملی پر سختی سے نکتہ چینی کی۔ تو اس نے ہرگز برا نہ مانا۔ حالانکہ کمپنی کے بورڈ آف ڈائرکٹرز اصرار کرتے تھے۔ کہ ان کی تادیب کرنی چاہئے۔ ۱۸۳۵ء میں مدیران اخبارات نے درخواست کی کہ گو ہمیں کچھ نہ کچھ آزادی حاصل ہے۔ مگر ضرورت ہے کہ مروجہ ضوابط متعلقہ پابندی اخبارات (پریس ریگولیشنز) منسوخ کئے جائیں۔ چنانچہ سر چارلس مٹکاف نے اپنی کونسل کی تائید کے ساتھ انھیں منسوخ کر دیا۔

۱۸۳۵ء سے ۱۸۵۵ء تک مٹکاف کی حکمت عملی کو اس کے جانشین لارڈ آکلینڈ نے جاری رکھا اور فوجی افسروں پر تھوڑی سی پابندی کے سوا باقی سرکاری افسروں کو اجازت دے دی کہ چاہیں تو اخبارات سے تعلق رکھیں۔ اس کے دور میں یہ سوال پیدا ہوا کہ حکومت اپنا اخبار جاری کرے۔ مگر گورنر جنرل نے کہا کہ حکومت کو اخبارات پر صرف اخلاقی اثر ڈالنا چاہئے۔

ہنگامہ ۱۸۵۷ء سے پہلے اخبارات کا رویہ اس کے بعد ۱۸۵۵ء کے قریب تک اخبارات اور حکومت کے مابین تعلقات خوشگوار رہے۔ مگر پھر صورت حالات بدلنے لگی۔ ہنگامہ ۱۸۵۷ء سے کچھ عرصہ پہلے کلکتہ اور بمبئی کے بعض دیسی اور انگریزی اخبار نویس گورنمنٹ کے خلاف واقعات کو مسخ کر کے پیش کرنے لگے۔ جس سے حکومت کے خلاف عامہ خلائق کے جذبات کا بھڑکنا یقینی ہو گیا۔ چنانچہ حکومت نے عارضی طور پر ایک قانون جاری کر کے اخبارات کے رویے پر قابو پانا اور انھیں راہ راست پر لانا ضروری سمجھا۔ یہ قانون گیگنگ ایکٹ (Gagging Act ۱۸۵۷ء) کے نام سے مشہور ہے۔ یعنی قانون زبان بندی۔ اس کے رو سے ڈوربن (Doorbun) فرینڈ آف انڈیا (Friend of India) اور سلطان الاخبار کو حکم دیا گیا کہ اپنی تحریروں کو حد اعتدال سے متجاوز

نہ ہوسکے ۔ اس قانون کی رو سے یہ قرار دیا گیا کہ حکومت سے اجازت نامہ لئے بغیر کوئی مطبع قائم نہ کیا جائے ۔ نیز حکومت کو یہ اختیار ہے کہ جب چاہے اجازت نامہ واپس لے لے ۔ اور ضرورت ہی نہ سمجھے مناسب سمجھے تو اجازت دے یا نہ دے +

پریس اینڈ رجسٹریشن آف بکس ایکٹ ۱۸۶۷ء | ۱۸۶۷ء میں ۱۸۳۵ء کا قانون منسوخ کر کے قانون مذکورہ بالا عنوان وضع کیا گیا ۔ اور اخبارات پر بعض رسمی یا معمولی شرائط اشاعت کے متعلق ڈال دی گئیں ۔ ۱۸۶۷ء کا قانون ۱۸۷۸ء تک جاری رہا ۔ اور جب یہ دیکھا گیا کہ دیسی زبانوں کے بعض اخبارات بھی حکومت کی مخالفت کرتے اور چند بات باغیانہ کو بر انگیختہ کرتے ہیں ۔ تو اس وقت کے گورنر جنرل لارڈ لٹن نے صوبجاتی حکومتوں کے گورنروں سے مشورے کے بعد ایک قانون میں دیسی اخباروں کی آزادی محدود کردی +

۱۸۷۸ء میں مسٹر گلیڈسٹون وزیر اعظم برطانیہ نے دارالعوام میں اس پر سخت نکتہ چینی کی ۔ چنانچہ لارڈ رپن گورنر جنرل کے عہد (۱۸۸۰ء-۱۸۸۴ء) میں اس کی تنسیخ کی گئی ۔ البتہ حکومت نے ایک اختیار اب بھی محکمۂ ڈاک خانہ کو دے دیا ۔ اور قرار پایا کہ اگر دیسی زبانوں کے کسی اخبار کی کسی اشاعت میں باغیانہ خیالات تحریر ہوئے ہوں ۔ تو ڈاک خانہ اس پر قبضہ کرلے ۔ اور خریداروں تک نہ پہنچائے ۔ اسی زمانے میں محکمہ محتسب اخبارات (پریس کمشنر ڈیپارٹمنٹ Press Commissioner Department) بھی برخاست کردیا گیا کیونکہ مروجہ قانون کے رُو سے اس کی ضرورت باقی نہ رہی تھی ۔ اور اخراجات بے جا کا باعث تھا +

لارڈ ڈفرن اور اعتماد کی حکمتِ عملی | لارڈ ڈفرن گورنر جنرل کے عہد ۱۸۸۴ء تا ۱۸۸۸ء میں اخبارات کو اعتماد میں شریک کرنے کی پالیسی اختیار کی گئی جس کا اثر بہت اچھا ہوا +

اُنیسویں صدی کے آخری گیارہ سال | اس مختصر مدت میں بعض نئے قوانین کے ذریعے سے اخبارات پر پابندیاں عائد کی گئیں ۔ کیونکہ حکومت کے نزدیک وقتاً فوقتاً حالات کا یہی تقاضا تھا ۔

چنانچہ (۱) ۱۸۸۹ء میں آفیشل سیکرٹس ایکٹ (Official Secrets Act) (قانون رازہائے سرکاری) وضع کیا گیا ۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر کسی جائز یا ناجائز ذریعے سے کسی اخبار پر حکومت کے کسی خاص راز کا انکشاف ہوجائے ۔ تو وہ اس کی اشاعت نہ کرنے پائے ۔ اور اگر قانون کی خلاف ورزی کرے تو اُسے سزا ملے +

(۲) اُنیسویں صدی کے اختتام کے زمانے میں بمبئی میں طاعون کا مہلک مرض پھیلا ۔ وبا کی روک تھام کے لئے اور اس کے مقابلے کی خاطر حکومت نے سخت کوشش اور سخت گیری کی حکمتِ عملی اختیار کرنی مناسب جانی ۔ اس سے عام لوگوں کو شکایت پیدا ہوئی ۔ اور اخبارات نے بھی حکومت کی

مخالفت کی۔ پس ۱۸۹۷ء اور ۱۸۹۸ء میں پلیگ ریگولیشنز (Plague Regulations) (ضوابط طاعون) جاری کئے گئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تحریری اور زبانی مخالفت و مخاصمت نے ایک پیچیدہ اور عملی صورت اختیار کر لی۔ ۱۸۹۸ء میں مجموعۂ تعزیرات ہند انڈین پینل کوڈ (Indian Penal Code) میں دفعہ ۱۵۳۔الف بڑھا دی گئی۔ اور اس کی وجہ یہ قرار دی گئی کہ "جماعات اور حکومت کے مابین دشمنی پھیلانے والوں کو سزا دینا ضروری ہے"۔

(۴) مختلف اوقات میں مختلف اوقات کے مطابق اخباروں کو قابو میں رکھنے کے لئے ہنگامی قوانین جاری اور منسوخ ہوتے رہے۔ البتہ دفعہ ۱۵۳۔الف ہنوز موجود ہے۔

بیسویں صدی میں قوانین متعلقۂ اخبارات

جب بیسویں صدی کا آغاز ہوا۔ تو ہندوستان کی سیاسی دنیا میں تہلکہ مچا ہوا تھا۔ روس اور جاپان کی جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ جس میں روس نے شکست کھائی۔ پڑھے لکھے اور سیاسی مذاق کے لوگوں کے حوصلوں نے ہاتھ پاؤں نکالے۔ کیونکہ ایشیا کے ایک کوتاہ قامت ملک نے یورپ کی ایک بلند مرتبہ سلطنت کو نیچا دکھایا تھا۔ بہرحال انہی دنوں میں پہلے پونا کے مرہٹہ اخبارات نے۔ پھر ان کی دیکھا دیکھی کلکتہ کے صحائف نے حکومت ہند پر شدید نکتہ چینی شروع کر دی۔ اس زمانے کے چوٹی کے مرہٹی اخبارات "کیسری" اور "یوگنتر" وغیرہ کے صفحات اس امر کے شاہد ہیں۔ کہ انہوں نے سیاسی معاملات میں مذہبی جذبات سے بھی مدد لی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حکومت نے ۱۹۰۸ء میں "اشتعال جرائم بذریعہ اخبارات" (Newspapers Incitement to Violence) نامی قانون وضع کیا۔ جس کے رُو سے حکومت کو یہ اختیار حاصل ہو گیا۔ کہ بعض خاص جرائم کے لئے برانگیختہ کرنے والے اخبار کا مطبع ضبط کر لے۔ اس کے بعد پریس ایکٹ (Press Act) ۱۹۱۰ء وضع ہوا۔ اس سلسلے میں یہ اہم حقیقت یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ مسودہ قانون مذکور پیش کرنے کے وقت وائسرائے کی کونسل کے ایک ممبر نے یہ کہا: "یہ امور لوگوں کے متشددانہ افعال قدرتی نتیجہ ہیں بعض اخبارات کے مواعظ کا۔ ان تحریروں نے اس زمین کو تیار کیا ہے۔ جس میں طوائف الملوکی کی بالیدگی ہوتی ہے۔ انہوں نے بیج بویا ہے۔ پس اس سے پیدا ہونے والی فصل کے ذمہ دار بھی یہی ہیں۔ علت و معلول کی زنجیر صاف صاف نظر آ رہی ہے۔ اور نہ صرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اخبارات کی صدا میں تبدیلی کے سبب تشدد کی مہم پیدا ہوئی ہے۔ بلکہ مخصوص تحریروں کی اشتعال انگیزیوں کا فوری اور براہ راست اثر خاص جرائم کی شکل میں نظر آتا ہے"۔

غرض جب قانون جدید کے ذریعے حکومت نے صورت حالات پر قابو پا لیا۔ اور قانون کا مقصد حاصل ہو گیا۔ تو لارڈ ریڈنگ کے عہد ۱۹۲۱-۲۲ء میں پریس لا کمیٹی (Press Law Committee) مجلس تحقیقات قوانین اخبارات مقرر کی گئی۔ تاکہ وہ تحقیقات کر کے بتائے کہ اب پریس ایکٹ کی ضرورت

ہے یا نہیں۔ مجلس مذکور نے اس کی تنسیخ کی سفارش کی اور اس کے مطابق عمل کیا گیا +

انڈین سٹیٹس پروٹیکشن ایکٹ ۱۹۲۲ء
Indian States Protection Act

قانون ۱۹۱۰ء کی تنسیخ کے وقت والیان ہند نے محسوس کیا کہ اُن کی ۔ یاستوں کی حفاظت کے متعلق جو ضوابط اس قانون میں تھے۔ اس کی تنسیخ کے سبب کالعدم ہو گئے ہیں۔ انہوں نے حکومت ہند سے درخواست کی کہ آپ اپنے تعلق جو چاہیں پیش کریں۔ مگر ہماری حفاظت کا بندوبست بھی ہونا چاہئے چنانچہ ۱۹۲۲ء میں قانون مندرجہ عنوان وضع کیا گیا۔ جس میں ایسے اخبارات کو جو ریاستوں کی رعایا میں اپنے مضامین کے باعث اشتعال پیدا کریں۔ قابل سزا تجویز کیا گیا۔ اس قانون کے خلاف تقریباً تمام دیسی اخبارات اردو۔ انگریزی، ہندی، مرہٹی وغیرہ نے بہت کچھ واویلا کیا۔ مگر اُن کی دلیل کو گورنمنٹ نے وقعت نہ دی +

اخبارات کا اثر و رسوخ | اس میں کلام نہیں کہ موافق یا ناموافق حالات خواہ کیسے ہی پیدا ہوتے رہے اخبارات کے اثر و رسوخ کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ اور بقول ڈاکٹر جعفری ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا ہو گا۔ کہ ملک کے سیاسی ارتقا میں اخبارات ایک زندہ اور بہت بڑی ترقی کا علم رکھتے ہیں۔ یہ بھی درست ہے۔ کہ ملک میں ذہنی نشوونما کے حق میں اخبارات کو خاص دخل ہے۔ آج ترقی کا یہ حال ہے۔ کہ ہندوستان کے اخبارات دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کے صحائف سے لگا کھاتے ہیں؟

ہندوستانی اخبارات کی آزادی | اس کے علاوہ یہ حقیقت بھی قابل غور ہے۔ کہ جرمنی اور روس جیسے ممالک میں اخبارات کو جو آزادی حاصل ہے۔ اُس کے مقابلے میں یہاں کی آزادی ایک خاص حلقے میں محدود ہے۔ یہاں ہندوستان کے اخبارات کا مقابلہ برطانیہ کے اخبارات سے کیا جانا مناسب ہے۔ کیونکہ اول تو ہندوستان نے صحافت کی تعلیم ہی برطانیہ سے پائی ہے۔ دوسرے یہ کہ ہم سلطنت برطانیہ میں شریک ہیں۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ ہمارے اخبارات کو برطانوی صحائف کی سی آزادی حاصل نہیں۔ وہاں کوئی احتساب نہیں ۔ مگر اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ یہاں کے اخبارات کی تعداد اشاعت نہایت محدود ہے۔ جو انہیں ولایتی اخبارات کے ہم پلہ نہیں ہونے دیتی +

ایک خاص خرابی | ایک شدید نقص ہمارے بعض اخبارات میں یہ ضرور موجود ہے۔ کہ بقول ڈاکٹر جعفری ہم کبھی کبھی اخباری پالیسی کو غلط راہ پر لے جاتے ہیں۔ اور تعصبات مذہبی۔ سیاسی۔ انتہا پسندی اور فرقہ وار دشمنی میں ایسے منہمک ہو جاتے ہیں۔ کہ ان مضامین سے بجائے فائدے کے نقصان ہوتا ہے +

رائے عامہ کی بیداری اور روشن ضمیری | ادارات جمہوریت کا تقاضا ہے۔ کہ ملک میں ایسی رائے عامہ پیدا ہو۔ جو نہ صرف حالاتِ حاضرہ سے خبردار ہو۔ بلکہ اُس کے مطابق مصلحت اور مصالحت پر

یعنی یہ اس میں وہ رائے عامہ ہے۔ جو جمہوری ادارات کی پرورش کرتی ہے۔ اور چونکہ اخبارات کا اوّلین و آخرین فرض یہ ہے۔ کہ رائے عامہ کی رہبری کریں۔ اِس لئے اخبارات کے مختارانِ کار کا یہ اخلاقی فرض ہے۔ کہ صحافت کو ایک قومی امانت تصور کریں۔ اور حتی الامکان اِس نصب العین کے مطابق کام کریں۔ جو اخبارات کی ہستی کا سبب ہوئی ہے۔ لارڈ برائیس نے بجا طور پر کہا ہے۔ کہ "اخبارات ہی وہ ذریعہ ہے۔ جو وسیع ممالک میں جمہوریت کے قیام کا سبب ہو سکتا ہے"۔

ہم کہیں گے۔ کہ اگر ہمیں واقعی اخبارات کی ہستی کا مدّعا پورا کرنا ہے۔ تو امانت صداقت۔ ایثار اور دوسرے فرقوں سے رواداری کا سبق عامہ خلائق کو پڑھائیں۔ اور نفرت انگیز مطالبات کو جائز حقوق کے حدود میں محدود کریں۔ اپنا حق مانگنا اور لینا بہر حال جائز ہے۔ لیکن حقوق کے ساتھ فرائض کو بھی ویسی ہی اہمیت حاصل ہے۔ جو نظر انداز نہ ہونی چاہئے +

نویں فصل

حکومتِ برطانیہ اور والیانِ ہند کے تعلّقات

اعداد و شمار یا ہندوستان میں تقریباً سات سو دیسی ریاستیں ہیں۔ ان کے علاقے بحیثیتِ مجموعی ملک کے ایک تہائی رقبے پر مشتمل ہیں۔ اور تمام آبادی کا پانچواں حصّہ ریاستوں کی رعایا ہے۔ ان اعداد سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ سلطنت ہند میں برطانوی ہند کے پہلو بہ پہلو والیانِ ملکی کے ہندوستانی ہند کو بے حد اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ مانٹیگو چیمسفورڈ رپورٹ میں اِس حقیقت کو حسب ذیل الفاظ میں نمایاں کیا گیا ہے:-

"یہ امر واقع ہے کہ ہندوستان قانونی اور جغرافیائی دونوں لحاظ سے واحد ہستی رکھتا ہے پس ہندوستانی ریاستوں کو الگ کر کے محض برطانوی ہند پر بحث کرنا نہ صرف تاریخی بلکہ نسلی دلائل کے رو سے بھی درست نہیں۔ ان دونوں میں گہرا تعلق ہے۔ اور ریاستیں ہندوستان کا جزوِ لاینفک ہیں۔

اس حقیقت کو نظر انداز کرنا مناسب نہیں۔ کہ ان میں سے ایک حصے میں جو تحریکات جاری ہوتی رہیں۔ دوسرے کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اور اس کے علاوہ اکثر و بیشتر سیاسی اور معاشرتی مسائل دونوں میں مشترک ہیں۔

ریاستوں کی تین قسمیں ان سات سو ریاستوں میں سے بعض بہت چھوٹی ہیں۔ مثلاً کوہستان شملہ کی ریاستیں جو چھوٹی چھوٹی جاگیروں سے بڑھ کر نہیں۔ بعض بہت بڑی ہیں۔ مثلاً قلمرو نظام حیدر آباد جو یورپ کے ملک اٹلی کے برابر ہے۔ اس کا رقبہ (۸۲۶۹۸) مربع میل ہے۔ آبادی ایک کروڑ چالیس لاکھ۔ سالانہ آمدنی آٹھ کروڑ روپے سے اوپر ♦

یہ سب ریاستیں علی قدر مراتب تین درجوں میں منقسم ہیں۔ درجۂ اول کی ریاستیں پانچ ہیں۔ یعنی حیدر آباد۔ میسور۔ بڑودہ۔ کشمیر۔ نیپال۔ یہ برطانوی ہند کی صوبجاتی حکومتوں کے اقتدار سے آزاد ہیں۔ اور ان کی نگرانی کے لئے حکومت ہند نے کوئی ایجنٹ بھی مقرر نہیں کیا۔ ان کا تعلق براہ راست والسرائے کے ساتھ ہے۔

درجۂ دوم کی ریاستیں تقریباً ایک سو ستر ہیں۔ ان کی نگرانی ایجنٹوں کے ہاتھ میں ہے۔ جو والسرائے کے سامنے جواب دہ ہیں۔ ان کو تین حصوں یا ایجنسیوں میں تقسیم کر کے ہر ایجنسی کا ایک ایجنٹ مقرر کیا گیا ہے۔ تین ایجنسیاں حسب ذیل ہیں:۔ بلوچستان ایجنسی۔ راجپوتانہ ایجنسی۔ اور سنٹرل انڈیا ایجنسی ♦

درجۂ سوم کی ریاستیں صوبجاتی حکومتوں کی زیر نگرانی ہیں۔ اور صوبجات بنگال و پنجاب و برما و بمبئی و صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کے گورنروں سے براہ راست تعلق رکھتی ہیں ♦

چند اہم تاریخی واقعات جب ۱۸۵۸ء میں ملکہ وکٹوریا نے عنان حکومت ہند اپنے ہاتھ میں لی۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کا اقتدار رخصت ہوا۔ تو اس وقت سے انگلستان کے شاہی خاندان اور ہندوستان کے والیان کے تعلقات ایک مستحکم بنیاد پر قائم ہو گئے۔ مبصرین کی نگاہ میں ان کا امتیاز یہ ہے کہ تاج برطانیہ کی طرف سے ہمیشہ فیاضانہ ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور کوشش کی جاتی ہے۔ کہ ریاستوں کی حکومت اور حکمرانوں کے اقتدار کو انہی کے نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے۔ دوسری جانب والیان ریاست کی یہ کیفیت ہے۔ کہ وہ تاج برطانیہ کے لئے انتہائی وفاداری کے جذبات کو دل میں جگہ دیتے ہیں۔ اور جب ضرورت پڑتی ہے تو اسے عملی جامہ پہناتے ہیں ♦

۱۸۵۸ء میں جب ملکہ وکٹوریا نے یہ اعلان کیا کہ ہم والیان ہند کے حقوق۔ وقار اور عزت و احترام کی ایسی ہی پاسداری کریں گے جیسی کہ اپنے وقار کی" تو کہنا چاہئے کہ حکومت برطانیہ کی اس دیرینہ حکمت عملی میں ایک خاص تغیر واقع ہوا۔ جو اس سے پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی کے دوران حکومت میں

اختیار کر رکھی تھی نہیں والیانِ ہند کو تند ڑا یقین ہو گیا۔ کہ مہاراجہ پٹیالہ کے ایک حالیہ بیان کیمطابق (ریاستوں اور ان کے حکمرانوں کے خاندانوں کی ہستی ۔ ان کے منصفانہ حقوق کی بہترین ضمانت اور مضبوط ترین سہارا تاج برطانیہ ہے۔ اور حقیقت میں ۱۸۵۸ء کا اعلان یہ امر تسلیم کرتا ہے۔ کہ تاج برطانیہ اور والیانِ ہند کے اغراض مشترک ہیں۔ اس اعلان نے دونوں کے اتحاد کو ناقابلِ شکست بنا دیا۔ اور مدبرین بجا طور پر تخت شہنشاہی کے حق میں والیانِ ہند کی غیر متزلزل وفاداری کو اسی اعلان کا مرہونِ منت قرار دیتے ہیں +

<u>متبنّیٰ بنانے کا حق</u> | ہنگامہ ہند ۱۸۵۷ء کے چار سال بعد تاجِ برطانیہ کے پہلے وائسرائے لارڈ کیننگ نے ۱۸۶۲ء میں جب ملکہ وکٹوریا کی جانب سے سندیں تقسیم کیں۔ تو والیانِ ہند کو اولادِ نرینہ نہ ہونے کی صورت میں متبنّیٰ بنانے کا حق دے دیا۔ اور اس طرح انہیں اپنا خاندان قائم رکھنے کا موقع مل گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ والیانِ ہند کے جذبات شکر گزاری نے اور بھی قوت پائی۔ کیونکہ اس سے پہلے انھیں اس معاملے میں بڑی شکایت تھی۔ چنانچہ لارڈ ڈلہوزی (۱۸۴۸ء-۱۸۵۶ء) نے بارہا والیانِ ہند کا یہ حق تسلیم نہیں کیا تھا۔ اور لیپس (Lapse) یعنی قاعدۂ انتقال حکومت قائم کیا تھا۔ اس کی مجمل کیفیت یہ ہے۔ ہندو دھرم شاستر کی رُو سے ہر بالغ ہندو کو اولادِ نرینہ نہ ہونے کی صورت میں متبنّیٰ بنانے کا حق حاصل ہے۔ اس سے منشائے مذہب یہ ہے۔ کہ کسی شخص کی وفات کے بعد اس کا لڑکا یا متبنّیٰ بعض مذہبی رسوم ادا کرے۔ جن کی نسبت خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان کی ادائی کے بغیر متوفّی کی روح کو راحت حاصل نہیں ہوتی۔ مگر اس عام قانون یا رسم سے یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ کوئی ماتحت یا باجگزار راجہ اپنے شہنشاہ کی اجازت کے بغیر متبنّیٰ بنا لے۔ جسے اُس کی ریاست کی حکومت ملے۔ لارڈ ڈلہوزی نے یہ امور مدِ نظر رکھ کر قرار دیا۔ کہ حکومتِ برطانیہ کو اس اجازت کے معاملے میں اُن ریاستوں پر کامل اختیار حاصل ہے۔ جنھیں اس نے قائم کیا۔ یا جن کی ہستی کا انحصار انگریزوں کی امداد پر ہے۔ چنانچہ اس قاعدے پر عمل کیا۔ اور اس طرح متعدد ریاستوں کا سلطنت برطانیہ سے الحاق کر لیا +

<u>پرنس آف ویلز شاہ ایڈورڈ ہفتم</u> | ویلز جو بعد میں شاہ ایڈورڈ ہفتم کے لقب سے تخت نشین ہوئے۔ ہندوستان کی سیاحت کے لئے آئے تھے۔ اس سے بھی ریاستوں اور تاجِ برطانیہ کے تعلقات نے مزید قوت پائی +

<u>قیصرِ ہند کا خطاب</u> | یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو لارڈ لٹن نے دہلی میں ایک دربار منعقد کیا۔ جس کی کیفیت ملکہ وکٹوریا کے حالات میں لکھی جا چکی ہے۔ یہاں اس کا اعادہ کی اس لئے ضرورت پڑی کہ اس اعلان میں یہ بھی کہا گیا۔ کہ آئندہ ملکہ وکٹوریا قیصرۂ ہند بھی کہلائینگی۔ جس کے بعد گویا تاجِ برطانیہ کا بافتدارہ شہنشاہِ ہند بن جانا والیانِ ہند کے لئے خاص اہمیت رکھتا تھا۔ چنانچہ مؤرخین کہتے

ہیں کہ اُس وقت کے وزیرِ اعظم برطانیہ مسٹر ڈزرائیلی نے اپنے فرمانروا کو خطاب قیصرِ ہند اختیار کرنے پر آمادہ کر لینے سے ایک نہایت بڑی سیاسی کام لیا۔ دوراندیشی شنتی کے منشور شاہی کے عین مطابق تھا۔ چنانچہ والیانِ ہند نے اس امر کو ایک ذاتی اور انفرادی فرض سمجھا۔ اور اس حقیقت کی بہترین نشوونما اس وقت سے روز بروز بیش از بیش ہونے لگی۔ چنانچہ آپ صاف نظر آتا ہے۔ کہ ڈزرائیلی اور ملکہ وکٹوریا کا منشا کس طرح پورا ہو رہا ہے۔

شہنشاہِ معظم کی سیاحتِ ہند۔ بار اوّل شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے عہد میں اُن کے حکم سے اُس وقت کے ولی عہد جو آج ہمارے شہنشاہ ہیں۔ ہندوستان تشریف لائے۔ اور دورانِ سیاحت میں متعدد والیانِ ہند کی بھی دعوت قبول فرمائی۔ جنہوں نے اپنی اس عزت افزائی کو نعمتِ غیر مترقبہ قرار دیا۔ جب آپ نے آئندہ شہنشاہ سے ملاقات کی۔ والیانِ ہند کو معلوم ہوا کہ شہنشاہ ہند کوئی تصوّری ہستی نہیں کہ ہزارہا میل کی دُوری پر ایک لائق احترام ہستی موجود ہے۔ اور جس کا کس دل میں خوف و دہشت سے سمجھنا جاتا ہے۔ بلکہ وہ ایک ایسی شخصیت ہے جو اُن کے لئے دلِ دردمند رکھتی ہے۔ اور ایک اِنسان ہے جس کا امتیاز فیاضی اور مددگاری ہے۔ ولی عہد نے بھی جب تاجِ برطانیہ کے ماتحت وفادار حکمرانوں کو اُن کے گھر میں دیکھا۔ جب رعایا اُن کے گرد و پیش تھی۔ تو اُن کی مشکلات اور حل طلب مسائل پر نگاہِ غائر ڈالی۔ اور حقیقتِ حال کو ان ذاتی مشاہدات کے سبب خوب سمجھ لیا۔ چنانچہ ذاتی دوستیوں کی بُنیاد پڑی۔ اُن واقعات کو پیشِ نظر رکھ کر شہنشاہِ معظم جارج پنجم نے اپنی دوسری سیاحت ۱۹۱۱ء کے دوران میں جب وہ تاجپوشی کے لئے تشریف لائے۔ یوں فرمایا۔

"شاہ مرحوم ایڈورڈ ہفتم کے ارشاد کے مطابق اور ان ہی کی مثال کی پیروی کرتے ہوئے ہم پانچ چھ سال ہوئے جب ہندوستان میں مع اپنی بیگم صاحبہ کے آئے تو ہم نے ہندوستان کی اُن بعض عظیم الشان مملکتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جو ہماری تہذیب سے بھی قدیم تر تہذیب کی یادگاریں ہیں۔ ہم نے ان کے رسم و رواج اور طرزِ معاشرت کا مطالعہ کیا۔ ہم نے والیانِ ہند سے ملاقاتیں کیں۔ اور اُن کے وسیع علاقوں کے شہروں قصبوں اور دیہات کے متعلق ذاتی آگاہی حاصل کی۔ اُس حیرت انگیز سیاحت کے شگفتہ تاثرات اور محبت و الفت سے لبریز گفتگوئیں کبھی ہمارے دل سے محو نہیں ہو سکتیں۔"

دوسری سیاحت ۱۹۱۱ء علیٰ ہٰذا شہنشاہِ معظم کی دوسری بار کی تشریف آوری بھی اسی طرح ہندوستان کے لئے بالعموم اور والیانِ ہند کے لئے بالخصوص پُر معنی اور اثر کے لحاظ سے دُور رس ثابت ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا کہ پہلی مرتبہ انگلستان کے بادشاہ نے ہندوستان کی شہنشاہیت کا تاج ہندوستان

کے ہزار سال پرانے دار الحکومت دہلی میں ہوتا تھا۔ اس وقت جو جو رسوم ادا کی گئیں جو جو پرتکلف آداب دربارِ شاہی عرصۂ شہود میں آتے۔ اس امر کے شاہد ہیں کہ والیانِ ہند اور تاجِ برطانیہ کے تعلقات نہایت درجہ اہم ہیں۔ اور تاج پوشی نے ان کو اہم تر بنا دیا۔

جنگ عظیم اور والیانِ ہند غرض انگلستان کے شاہی خاندان کی تین پشتوں نے جب علی التواتر اپنے طریقِ کار سے یہ ثابت کر دیا کہ والیانِ ہند کے حق میں فرمانروایانِ ہند و برطانیہ کے دل میں محبت اور حمایت کے جذبات جاگزین ہیں۔ تو جنگ عظیم کے برپا ہونے پر شہزادگانِ ہند نے بھی محبت کا جواب مروت اور حمایت کا جواب خدمت سے دیا۔ ایسی سرگرمی اور ولولہ انگیزی کے ساتھ اپنی ذاتی خدمات اور اپنی ریاستوں کے جملہ وسائل اپنے شہنشاہ کے قدموں میں ڈال دیئے۔ کہ اپنے بیگانے دوست دشمن سب ششدر رہ گئے۔ سلطنتِ ہند کا ایک بھی تو ایسا دیسی حکمران نہ تھا۔ کہ اپنا سب کچھ حکومتِ برطانیہ پر نثار کرنے کو تیار نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اکثر بیشتر ایسی ریاستیں جو چھوٹی کی مملکتیں شمار ہوتی ہیں۔ ان کے حکمرانوں نے انتہائی جوش و خروش اور صدق دل سے اس امر کا اظہار بلکہ اس پر اصرار کیا کہ ہم اپنی افواج کے سپہ دار خود بن کر میدانِ کارزار میں جان لڑانے کو تیار ہیں۔

امپیریل وار کیبنٹ (Imperial War Cabinet) چنانچہ جنگِ عظیم کے سبب انگلستان کے شاہی خاندان کے ارکان اور والیان ہندوستان ایک دوسرے سے نزدیک تر ہوتے چلے گئے۔ اس لئے دورانِ جنگ میں شہنشاہِ معظم کو والیانِ ہند کے احترام و وفاداری اور ان کے بے غرض ایثار کی پاسداری یہاں تک مرغوبِ طبع ہوئی۔ کہ اس زمانے کے کابینۂ حکومت کی تشکیل جب جنگی ضروریات کے لحاظ سے کی گئی۔ اور اسے کابینۂ جنگی قیصریہ نام دیا گیا۔ تو اس میں والیانِ ہند کے چند نمائندوں کو بھی شمولیت دی گئی۔ جو برطانیہ کے وزرا کے ہمراہ بہت خلوص کے ساتھ جنگی انتظامات میں داد کارکردگی دیتے رہے۔

پرنس آف ویلز کی ہندوستان میں تشریف آوری ۲۲-۱۹۲۱ء میں موجودہ ولیعہد سلطنت شہزادہ پرنس آف ویلز اپنی آبائی روایات کے مطابق ہندوستان کی سیاحت کے لئے تشریف لائے۔ اور حسبِ دستور بعض ہندوستانی ریاستوں کی مہمانداری بھی قبول فرمائی۔ جس کی وجہ سے تعلقات باہمی اور بھی بہتر ہو گئے۔ کیونکہ والیانِ ہند نے اپنے معزز و محترم شاہی مہمان اور آئندہ فرمانروا کا خیر مقدم بے نظیر جوش و خروش اور سرگرمی سے کیا۔ اس طرح انگلستان کے شاہی خاندان اور والیانِ ہند دونوں کا رشتۂ رفاقت قوی سے قوی تر ہو گیا۔ چنانچہ انہی حالات کے مدنظر ۱۹۳۵ء کے مجوزہ دستور میں والیانِ ریاست کو بھی مرکزی مجلس میں کافی نمائندگی دی گئی۔ اور جشن جوبلی

سے پہلے جب والیانِ ہند نے اپنے ایوان (چیمبرآف پرنسز) (Chamber of Princes) کا اجلاس بدیں غرض منعقد کیا۔ کہ ایک قرار داد مبارک باد منظور کی جائے۔ تو اُس وقت جناب چانسلر (Chancellor) نے فرمایا:-

"اُس مبارک وسعود موقع پر جو ایک خاص تاریخی اہمیت کا سرمایہ دار ہے۔ والیانِ ہند کی دلی دُعا یہ ہے کہ شہنشاہِ معظم مدت مدید تک اُس عظیم الشان سلطنت کے باشندوں کے کاروبارِ حیات اور نیک و بد کی رہبری کرتے رہیں۔ جس کی عظمت کی شان آج تک دُنیا نے نہیں دیکھی۔ اور جس سلطنت کی روشن ضمیر روح کے زندہ مجسمہ بادشاہ سلامت ہیں۔ اس دعا کو زبان پر لانے کے لئے ہندوستان کے والیانِ ریاست کے ایوان سے بہتر اور موزون تر جگہ کوئی بھی نہیں۔ کیونکہ والیانِ مذکور کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ برطانیہ کے شاہی خاندان کے حق میں ہماری وفاداری کا اظہار محض رسمی اور خیالی باتیں نہیں۔ بلکہ یہ ظاہری نشان اس تعلق کا ہے۔ جس کا دوسرا نام وفاشعاری ہے"۔

دیسی حکمرانوں کے حقوق و فرائض Rights and obligations ہندوستانی ریاستیں جو جو کام کر سکتی ہیں۔ وہ ان معاہدات سے محدود ہیں۔ جو انہوں نے فرداً فرداً اور وقتاً فوقتاً برطانوی حکومتِ ہند کے ساتھ کئے ہیں۔ وہ اپنی رعایا کے لئے قانون وضع کرتے ہیں۔ اپنی ریاستوں میں اپنے نام کے سکے رائج کر سکتے ہیں۔ انہیں رعایا پر ٹیکس لگانے کا بھی حق حاصل ہے۔ اُن کے ہاں اپنی اپنی فوجداری اور دیوانی عدالتیں ہیں۔ غرض اندرونِ ریاست وہ خود مختار ہیں۔ یہاں تک کہ اگر برطانوی ہند سے کوئی مجرم فرار ہو کر کسی ریاست میں پناہ گزین ہو تو لازم ہے کہ ریاست کے حکام مجازی اُسے گرفتار کریں۔ برطانوی ہند کی پولیس کو اختیار نہیں کہ حکمرانِ متعلقہ کی اجازت کے بغیر مجرم مذکور کو گرفتار کرے۔

دیسی حکمرانوں کو یہ حق حاصل نہیں کہ ہندوستان سے باہر کسی غیر مملکت کے ساتھ یا اندرونِ ہند کسی دوسرے دیسی حکمران کے ساتھ سیاسی عہد و پیمان کریں۔ وہ ایک مقررہ فوج سے بڑھ کر اپنے ہاں نہیں رکھ سکتے۔ نہ قلعے تعمیر کر سکتے ہیں۔ اور نہ اپنے ہاں اسلحہ جنگ بنانے کے لئے کارخانے قائم کر سکتے ہیں۔ برطانوی حکومت کی اجازت کے بغیر دیسی حکمران اپنے علاقوں میں غیر ملکی باشندوں کو بود و باش کی اجازت بھی نہیں دے سکتے۔ اور نہ کارخانے قائم کرنے کا اختیار۔ دیسی ریاستیں ایک دوسرے کے خلاف جنگ بھی نہیں کر سکتیں۔ اگر کسی ریاست میں خانہ جنگی ہو یا رعایا کوئی ہنگامہ برپا کرے۔ تو برطانوی حکومت کو دخل دینے کا حق حاصل ہے۔ کسی حکمران کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی ریاست کے حصے

بخرے کر کے اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دے۔ اگر کوئی حکمران اپنی رعایا پر ظلم کرے تو حکومتِ برطانیہ کو اختیار ہے کہ دخل دے ✦

دولتِ مقتدرہ (Paramount Power) دیسی ریاستوں پر برطانوی حکومت کو شہنشاہانہ اختیارات حاصل ہیں۔ جسے دولت مقتدرہ کہتے ہیں۔ مانٹفورڈ رپورٹ میں دونوں کے تعلقات اور حقوق و فرائض پر مندرجۂ ذیل الفاظ میں تبصرہ کیا گیا ہے:۔

غیر ملکی حملوں سے ریاستوں کی حفاظت کی ضمانت دی گئی ہے۔ جہاں تک دولِ غیر ملکی اور خود ہندوستان کی دیگر ریاستوں کو تعلق ہے۔ ہر ریاست کے تعلقاتِ خارجہ کا انتظام دولتِ مقتدرہ (حکومتِ برطانیہ) کے ہاتھ میں ہے۔ جو صرف اُسی وقت کسی ریاست کے اندرونی معاملات میں دخل دیتی ہے۔ جب اندرونِ ریاست امنِ عامہ شدید خطرے میں پڑ جائے مگر اس کے مقابلے میں ہندوستانی ریاستوں کے تعلقاتِ خارجہ وہی ہیں۔ جو دولتِ مقتدرہ کے ہیں۔ چنانچہ ریاستوں کا یہ فرض ہے۔ کہ برطانوی ہند اور ہندوستانی ہند کی حفاظت اور تنظیم کی مدافعت میں برطانوی حکومت کے ساتھ شرکتِ کار اختیار کریں۔ اور اُن پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔ کہ عام طور پر اپنے علاقوں میں ایک خوش اسلوب حکومت کا انتظام و انصرام کریں۔ اور رعایا کی سود و بہبود پر پوری توجہ دیں:۔

سیاسی نظریئے کے لحاظ سے ریاستوں اور برطانوی حکومت کے تعلقاتِ باہمی کی کیفیت یہی ہے جو لکھی گئی۔ اور اس کا امتیازِ خاص تعاون کا یہ ہے۔ کہ وہ سلطنتِ برطانیہ کی اتحادی مملکتیں (Allies) متصور ہوتی ہیں۔ مگر عملی لحاظ سے آج یہ کیفیت ہے کہ کبھی انھیں (ا) "حفاظت یا حمایت یافتہ اتحادیوں" (Protected Allies) کا نام دیا جاتا ہے۔ (ب) "حکمرانانِ والیانِ ماتحت" (Subordinate Rulers) کا۔ اور (ج) سب سے بڑھ کر یہ کہ کبھی وہ "شہنشاہِ معظم کی وفادار رعایا" (Loyal subjects) بھی کہلاتے ہیں ✦

ترقیوں کا دَور جس طرح گزشتہ رُبع صدی یا دورانِ عہدِ شہنشاہِ معظم میں برطانوی ہند زندگی کے مختلف شعبوں میں ترقی کی راہ پر گامزن رہا ہے۔ اسی طرح اکثر ریاستوں میں بھی تحریکِ ترقی بیش و کم جاری رہی ہے۔ چنانچہ متعدد بڑی اور چھوٹی ریاستوں میں وہاں کے حکمرانوں نے نظامِ حکومت میں اصلاحیں کیں۔ اور حکومتِ خود اختیاری کے لئے بھی رعایا کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا۔ رعایا کے نمائندوں کی مجالس وضعِ قوانین کے لئے بنائیں اگرچہ سر دست انھیں اکثر و بیشتر مجالسِ شوریٰ کا مرتبہ حاصل ہے۔ مگر رفتہ رفتہ ذمہ وار بھی بن جائیں گی۔ بعض ریاستوں میں ابتدائی (پرائمری) کی تعلیم نے بھی عام رواج پایا ہے۔ تعلیم

ثانوی - زراعتی اور ٹیکنیکل تعلیم اور تعلیم مدارج اعلیٰ پر بھی توجّہ دی جانے لگی ہے۔ اس معاملے میں قلمروِ نظام سب میں پیش پیش ہے۔ اور علیٰ ہذا ٹراونکور اور میسور بھی نہایت ترقی یافتہ ریاستیں متصوّر ہوتی ہیں +

مرکزی حکومت میں ریاستوں کی شمولیت یا اجتماعِ سیاسی یعنی فیڈریشن (Federation)

ارتقائے آئینِ ہند کے سلسلے میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ صوبجاتی حکومتِ خود اختیاری کے علاوہ اگر ہندوستان کو یہ مدِّنظر ہے۔ کہ مرکزی حکومت بھی ذمّہ دارانہ ہو تو اس میں ریاستوں کی شمولیت بھی لازم ہے۔ صوبوں کی طرح ریاستیں بھی اپنے اندرونی معاملات میں خود مختار ہوں۔ مگر ہندوستان کے مشترکہ اغراض کے لئے سب جمع ہو جائیں۔ چنانچہ قانون حکومتِ ہند ۱۹۳۵ء میں اس ضمن کارکردگی کا التزام کر دیا گیا ہے۔

مدبرینِ ملکی اور ماہرینِ سیاستِ عملی کے نزدیک ایک اجتماعی نظامِ حکومت (Federal Administration) کی کامیابی کا معیار بدرجۂ آخر یہ ہے کہ اس حکومت کو امن و امان قائم رکھنے کے لئے ارادے کی کامل قوت اور لازمی قابلیت پر قدرت حاصل ہو۔ ایسی حکومت کی ہستی جبھی مستقل قیام پا سکتی ہے کہ تمام فرقے پورے طور پر اس کی پشتیبانی کریں۔ پھر ان فرقوں میں طبقۂ والیانِ ریاست اور مزدور و کسان۔ اور ہندو اور مسلمان سب کے سب شامل ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو ظاہر ہے کہ مرکزی نظامِ حکومت کامیاب نہ ہو سکے گا۔ مگر ہندوستان کو بحیثیت مجموعی اس امر پر بھروسہ ہے۔ کہ مستقبل قریب میں جب فیڈریشن کا عمل دخل ہو جائے گا۔ تو مذکورہ فرقے دیانت داری کے ساتھ ہندِ جدید کی تعمیر میں خاص کامیابی حاصل کریں گے +

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ والیانِ ہند حکومتِ اجتماعی یا فیڈریشن میں شمولیت سے پس و پیش کرتے ہیں۔ مگر اس کا جواب مہاراجہ بیکانیر نے جون ۱۹۳۵ء میں لندن کے ایک مجمع میں دے دیا ہے۔ اور صاف کہہ دیا ہے کہ آج کل کے مباحثات کا آخری نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہندوستان کی دیسی ریاستوں کی اکثریت مرکزی حکومت میں ضرور شمولیت اختیار کریگی۔ البتہ آئینِ جدید میں اس امر کی ضرورت ہے کہ والیانِ ہند کی شاہی حیثیت کے لئے کافی تحفظات کا التزام ہو۔ انہیں اس امر کا یقین ہو کہ ریاستوں کے اندر ان کے حقوقِ شاہانہ میں کمی واقع نہ ہوگی۔ اور ان کی آئندہ ہستی ہر خطرے سے محفوظ رکھی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ یہ مطالبات عین جائز ہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی درست ہے کہ "وثیقۂ شمولیت" (Instrument of accession) میں ایسی شرائط منضبط کر دی گئی ہیں۔ جن سے والیانِ ہند کے مطالبات پورے ہو جاتے ہیں +

جس طرح آئین برطانیہ جمہوریت اور ملوکیت کا ایک کامیاب مرکب ہے - اسی طرح
ریاستوں کی کامل شاہی حیثیت قائم رکھنے کے باوجود اُن کا مرکزی حکومت میں شامل ہونا بھی
کوئی اجتماع ضدین نہیں - چنانچہ فیڈریشن میں ہر ریاست کا حکمران اپنے گھر کے بندوبست
میں کامل طور پر آزاد ہوگا - مگر سارے ہندوستان کی مرکزی حکومت میں اور مشترکہ
اغراض کے لئے وہ اصول جمہوریت پر عمل کریگا ؛

ریاستوں کے شاہی حقوق کی حفاظت اس لئے بھی ضروری ہے کہ اُن کے معاہدات تاج
برطانیہ کے ساتھ ہیں - اور وہی اُن کی ہستی کا ضامن ہے - غرض جس طرح سلطنتِ برطانیہ
کے وہ حصے مثلاً کینیڈا - آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ جو اپنے ہاں کامل
طور پر آزاد ہیں - مگر تاج برطانیہ کے معین و مددگار کہلاتے ہیں - نیز
سلطنتِ برطانیہ کے مشترکہ اغراض کے لئے متحد و متفق ہوکر لڑنے
مرنے کو تیار رہتے ہیں - اور بالخصوص اقتصادی اور تجارتی جنگ
میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے ہیں - اسی طرح ہندوستان
کی ریاستیں اندرونی لحاظ سے کامل خودمختاری کی داد دینگی -
مگر مشترکہ مقاصد میں سارے ہند کے ساتھ تعاون
اختیار کریں گی - ان سب امور سے ثابت
ہوا کہ فیڈریشن کا طریق ہندوستان
کے لئے نہایت درجہ نفع رساں
ثابت ہوگا - اور تاریخ ہند
میں آئین ۱۹۳۵ء ترقی
کیلئے بہترین قدم
ثابت ہوگا

آٹھواں باب

شہنشاہِ جارج پنجم کا جشنِ جوبلی

اِنگلستان

جوبلی کا مفہوم | جوبلی عبرانی زبان کے لفظ یوبیل (Yobel) سے مشتق ہے جس کے معنی بھیڑ یا بھیڑ کے سینگ کے ہیں۔ بنی اسرائیل میں یہ عام عقیدہ تھا کہ ہر سات سال میں بھیڑ کے سینگ بدل جاتے ہیں چنانچہ وہ ہر سات سال کے بعد اپنے قومی بادشاہ کے ساتھ بوق و قرنا بجا کر خوشی منایا کرتے تھے۔ بادشاہت کا رنگ بھی آج کل سے بالکل مختلف تھا۔ مگر بہرحال بنی اسرائیل اس تقریب کو قومی تہوار کی حیثیت سے نہایت شاندار طریقے پر منایا کرتے تھے۔ پھر جب ایسے سات جشن گزر جایا کرتے تو انچاس سال گزرنے پر پچاسویں سن ایک اور بھی بڑا جشن کیا جاتا۔ جس میں زبردست مسرت و شادمانی کا اظہار ان جشنوں سے بہت زیادہ کیا جاتا تھا۔ بادشاہ وقت رعایا پر رعایت اور رعایا بادشاہ پر اظہارِ مسرت کیا کرتی۔ سب سے پہلے یہ رسم یہودیوں سے عیسائیوں کے رومن کیتھولک فرقے میں آئی۔ اور بونی فیس ہشتم پاپائے روم نے اپنے اختیاراتِ خصوصی سے کام لے کر اس تقریب کے لیئے ایک سو سال کی مدت قرار دی۔ یہ مدت اس قدر طویل تھی جس سے بادشاہ کو اس تقریب کا جشن دیکھنے کی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی۔ لہٰذا بعد میں اس کی مدت وہی قدیمی یعنی پچاس سال مقرر کر دی گئی۔ اس کے بعد پال دوم نے اس میعاد میں اور بھی کمی کر کے اسے پچیس سال کر دیا۔ چنانچہ اب نئی اصطلاح کے مطابق ۲۵ سالہ مدت کے لئے **سلور جوبلی** (Silver Jubilee) اور ۵۰ سالہ مدت کے لیئے **گولڈن جوبلی** (Golden Jubilee) کے لفظ مقرر ہوئے۔ ایشیا میں اس کے لگ بھگ قرن کا

لفظ ہے۔ جو ایک ایسی مدت کا نام ہے۔ جو تیس سال کے لئے ہو یا اس کے لگ بھگ جو حکمران اتنی مدت حکومت کرتا تھا اُسے صاحب قران کہتے تھے ÷

زمانہ روایان انگلستان کی جوبلی | انگلستان میں ملکۂ وکٹوریہ سے پہلے صرف تین ایسے بادشاہ گزرے ہیں جنھیں اس تقریب کے لطف اٹھانے کا موقع ملا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تقریب بادشاہ کی عمر کے پچاس سال پورے ہونے پر نہیں منائی جاتی۔ بلکہ ایک ہی بادشاہ کے پچاس سال تک سلطنت کرنے کے بعد منائی جاتی ہے ÷

اتنی مدت تک حکومت کرنا بہت کم ایشیائی اور یورپین بادشاہوں کو نصیب ہوا ہے ملکۂ وکٹوریہ کے سوا انگلستان کے ان تین بادشاہوں کے نام حسب ذیل ہیں جنھیں اپنے دورِ حکومت میں جشنِ جوبلی دیکھنے کا موقع ملا:۔

(۱) ہنری سوم (Henry the Third) نے سنہ ۱۲۶۶ء میں اپنی گولڈن جوبلی منائی ÷
(۲) ایڈورڈ ثالث (Edward the Third) نے سنہ ۱۳۷۷ء " " " " "
(۳) جارج ثالث (George the Third) نے سنہ ۱۸۱۰ء " " " " "

ملکۂ وکٹوریہ کی جوبلی | ۲۱ جون سنہ ۱۸۸۷ء کو ملکۂ وکٹوریہ آنجہانی کے دورِ حکومت کے پچاس سال پورے ہوئے۔ اور ملکۂ معظمہ کی گولڈن جوبلی نہایت دھوم دھام سے منائی گئی۔ چونکہ انگلستان کے کسی حکمران کو ساٹھ سال تک حکومت کرنے کا موقع نہ ملا تھا۔ اس لئے جب ملکۂ وکٹوریہ آنجہانی کے زمانۂ حکمرانی کے ساٹھ سال پورے ہوئے۔ تو ۲۰ جون سنہ ۱۸۹۷ء کو ان کی ڈائمنڈ جوبلی (Diamond Jubilee) منائی گئی۔ ملکۂ وکٹوریہ کی وفات حسرت آیات کے بعد ان کے بیٹے شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم تختِ سلطنت پر متمکن ہوئے۔ لیکن ان کا زمانۂ حکومت اس قدر مختصر تھا کہ اس مدت میں جوبلی کی کوئی تقریب منائی نہ جا سکی ÷

ملکِ معظم جارج پنجم کی سلور جوبلی | اگرچہ ملکۂ معظمہ وکٹوریہ کی گولڈن جوبلی اور اس کے بعد شصت سالہ ڈائمنڈ جوبلی کے مقابلے میں ۲۵ سال کی سلور جوبلی بہت کم ہے۔ مگر انصافاً دیکھا جائے۔ تو ملکِ معظم جارج پنجم کا دورِ حکومت اپنی گوناگوں خصوصیات کے لحاظ سے تاریخ عالم میں صرف اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ ملکِ معظم کے زمانۂ حکومت میں یورپ میں وہ جنگِ عظیم چھڑی۔ جس کی نظیر اس سے پہلے کہیں نہیں ملتی۔ ملکِ معظم ہی کے دورِ حکومت میں متعدد سلطنتیں بنیں اور بگڑیں۔ متعدد بادشاہتوں کا خاتمہ ہوا۔ اور ان کی جگہ جمہوری حکومتیں قائم ہو گئیں۔ اور متعدد جمہوریتوں کی جگہ ڈکٹیٹرشپ (Dictatorship) نے لے لی لیکن یہ تمام تغیرات و انقلابات سلطنتِ برطانیہ پر مطلق اثر انداز نہ ہو سکے۔ بلکہ روز

بروز داخلی طور پر سلطنت برطانیہ کی بنیادیں مستحکم و استوار ہوتی چلی گئیں۔ اور بادشاہت پر ذرا بھی آنچ نہ آئی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انگلستان میں بادشاہت ہمیشہ رائے عامہ کے ساتھ ساتھ چلتی رہی ہے بلکہ ایک طرح سے رائے عامہ کی نمائندگی کرنا ہی بادشاہت نے اپنا فرض قرار دے لیا ہے۔ چنانچہ مدت دراز سے انگلستان کے کسی حکمران نے اپنے اختیاراتِ خصوصی کو کام میں لاکر پارلیمنٹ کے منظور کئے ہوئے کسی قانون یا قرارداد کو مسترد نہیں کیا۔ اس طرح ملکِ معظم کا دورِ حکومت سائنس اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں ترقی کے اعتبار سے بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس دورِ حکومت میں سیکڑوں ایسی مفید خلائق اشیا ایجاد کی گئیں جن سے آج ساری دنیا کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ ان تمام امور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے سلطنت برطانیہ کے عمائد و ارکان نے فیصلہ کیا کہ اگرچہ سلور جوبلی منانے کی مثال اس سے پیشتر برطانیہ یا دنیا کے اور کسی ملک میں نہیں ملتی۔ لیکن ملکِ معظم کے دورِ حکومت کی اہم خصوصیات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ مبارک جشن ضرور منایا جائے۔ چنانچہ ملکِ معظم نے بھی عمائد و ارکانِ سلطنت کی پیش کردہ اس تجویز کو ازراہِ نوازشِ خسروانہ منظور فرما لیا۔ اور اس طرح رعایا کو اظہارِ عقیدت اور مظاہرۂ وفاداری کا ایک مبارک موقع مل گیا۔

انگلستان کی پارلیمنٹ میں سلور جوبلی کے متعلق ریزولیوشن | ۸۔ مئی ۱۹۳۵ء کو انگلستان کی پارلیمنٹ میں تجویز پیش کی گئی کہ

"ملکِ معظم کی تخت نشینی کے پچیسویں سالانہ جشن کے موقع پر ملکِ معظم کی خدمت میں اس ایوان کی طرف سے ایک سپاس نامہ پیش کیا جائے"

اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے مسٹر میکڈانلڈ نے کہا:۔

"جب ملکِ معظم تخت نشین ہوئے تھے۔ اس وقت چاروں طرف اس قدر مصائب و آلام کے بادل چھائے ہوئے تھے کہ بڑے سے بڑا بہادر آدمی بھی گھبرا جاتا۔ لیکن ملکِ معظم کی ذات ستودہ صفات پر ان ہولناکیوں کا مطلق اثر نہیں ہوا۔ انھوں نے اپنے والدِ بزرگوار کی مثال کو (جو ہمارے دنیوی و سیاسی امور سے اس قدر جلد کنارہ کش ہو گئے) پیشِ نہاد خاطر بنایا۔ اور عصائے شاہی کو مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد ملکِ معظم کو متعدد مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا۔ سب سے بڑی مصیبت جنگ کی تھی۔ اسی طرح خاتمۂ جنگ پر از سرِ نو تعمیر کا مسئلہ اس سے بھی زیادہ اہم تھا۔

گراں پریشان کن ایام میں جن اصحاب کو ملک معظم کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ وہ سب اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ وہ ملک معظم ہی کا عزم و استقلال اور ہمت مردانہ تھی۔ جسے دیکھتے ہوئے دوسروں کے دماغ میں مایوسی اور فرائض سے غافل ہونے کے خیالات ہرگز پیدا نہ ہو سکے۔ آج ملک معظم کو حکمرانی کرتے ہوئے چوتھائی صدی کا زمانہ گزر چکا ہے۔ اور آج وہ پوری قوم کے معتمد علیہ بنے ہوئے ہیں۔ یقین ہے کہ یہ اعتماد علیٰ حالہٖ قائم رہے گا۔ بلکہ یقین کامل ہے کہ اس اعتماد سے تاریخ میں متعدد زریں ابواب کا اضافہ ہوگا۔ پیر کے دن ہم نے جو منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کا مظاہرہ اس سے پہلے کبھی نہ ہؤا تھا۔ ہم لوگوں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کہ کسی ایک بادشاہ یا انسان سے لوگوں کو اس قدر عقیدت و محبت ہو سکتی ہے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے دنیا کے مختلف حصوں میں بادشاہتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ اور بہت جگہ ان کی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔ ایسا ہی ہم یہ بھی دیکھ چکے ہیں کہ متعدد جمہوریتیں تباہ ہو گئیں۔ اور نمائندہ ادارے ختم ہو گئے۔ لیکن آج ہم یہاں ملک معظم کے سایۂ عاطفت میں امن عامہ کو قائم۔ نمائندہ اداروں کو علیٰ حالہٖ برقرار اور آزادی و قانون کو پھولتے پھلتے دیکھ رہے ہیں۔ گویا اس طریقے سے ہم نے اپنی علمی فہم و فراست سے وہ راہ ڈھونڈ نکالی ہے۔ جس پر ہم رکاوٹ کے بغیر اپنی ترقی کو جاری ۔ اور بلا انقلاب اپنی جوانی کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ جب ہم یہ سلور جوبلی مناتے ہوتے عالم خیال میں عہد ماضی کی سیر کرتے ہیں۔ تو ہماری نگاہیں مستقبل کی طرف اٹھ جاتی ہیں۔

"میں عرض کر چکا ہوں کہ ہمارا بادشاہ محض ایک آئینی بادشاہ ہی نہیں۔ اور وہ ہم پر صرف عدل و انصاف ہی کے ذریعے سے حکمرانی نہیں کر رہا ہے۔ بلکہ وہ ایک بلند مرتبت انسان بھی ہے۔ جس کا دل اپنی رعایا کے دکھ سے کڑھتا رہتا ہے۔ بطور مثال گزشتہ ایام پر نظر ڈالئے۔ حالانکہ اس دوران میں حرفتی نقطۂ نظر سے خاطر خواہ ترقی ہوئی لیکن اس کے باوجود ہمارے ہاں ایسے علاقے بھی موجود ہیں۔ جن سے خوش حالی یکسر مفقود ہو چکی ہے۔ اور ہمارے ہزاروں شہری بلا قصور مصائب و آلام کا شکار ہو رہے ہیں۔ خواہ کوئی قوم ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی ترقی یافتہ زندگی میں انفرادی حوادث یقیناً بڑی حد تک رکاوٹ ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ آج ہم جس شخص کی سلور جوبلی منانے

میں مصروف ہیں۔ اُس سے زیادہ ہم میں سے کسی شخص کو اپنی رعایا کی تکالیف کا احساس نہیں ہے۔ وہ ایک ایسا بادشاہ ہے کہ اُسے اپنی رعایا کی خوشی سے خوشی اور تکلیف سے تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح رعایا کو بھی اپنے بادشاہ سے بے حد محبت ہے۔ پچھلے دنوں جب بادشاہ سلامت کی طبیعت علیل ہو گئی تھی۔ تو پوری قوم ان کی خیر و عافیت کی خبر معلوم کرنے کے لئے بے تاب نظر آتی تھی "۔

مسٹر لانسبری کی تقریر

مسٹر لانسبری (Mr. Lansbury) نے مسٹر میکڈانلڈ کی تجویز کی تائید کرتے ہوئے کہا:۔

" اس ایوان کے دوسرے معزز ارکان جس حیثیت سے ملکِ معظم کو جانتے ہیں۔ مَیں انھیں اس حیثیت سے نہیں جانتا۔ مگر ان سے صرف چند ہی مرتبہ ملنے سے مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ وہ مجھ سے جس قدر لطف و کرم سے پیش آتے۔ شاید اس سے زیادہ مہربانی سے وہ کسی سے بھی نہ ملے ہونگے۔ خواہ خوشی کا موقع ہو یا غم کا۔ دونوں حالتوں میں بادشاہ اور ملکہ مجھ سے نہایت محبت آمیز سلوک کرتے رہے۔ آج وزیرِ اعظم نے بادشاہ سلامت کی انسانی حیثیت پر روشنی ڈال کر ان تمام لوگوں کے جذبات کی نمائندگی کا فرض ادا کیا ہے جنھیں کبھی بھی ملکِ معظم سے ملنے کا موقع ملا ہے ۔

ملکِ معظم کے دَورِ حکومت میں عوام کے معاشرتی و سیاسی حالات میں انقلاب پیدا ہوتے رہے ہیں۔ مجھ جیسے آدمی کے لئے جو نہایت تیزی سے زندگی کے آخری مراحل طے کر رہا ہے۔ پیچھے پلٹ کر اس سیاسی ترقی پر نظر ڈالنا ضروری ہے جو اُس طبقے کو نصیب ہوئی جس سے میرا تعلق ہے۔ شاید دُوسرے ممالک میں یہ ترقیاں بڑے خون خرابے کے بعد بروئے کار آئیں۔ لیکن ہم نے اُنھیں ملکِ معظم کے دَورِ حکومت میں کسی کا بال بیکا ہوئے بغیر حاصل کر لیا ہے "۔

مسٹر لانسبری نے آگے چل کر فرمایا:۔

" ملکِ معظم نے پیر کی شب کو براڈکاسٹ کے ذریعے سے جو تقریر کی۔ وہ میرے خیال میں ایک ایسی جامع و مانع تقریر تھی۔ کہ غالباً اس سے پہلے کسی بادشاہ نے ایسی تقریر نہ کی ہوگی۔ ملکِ معظم نے بچوں اور نوجوانوں کو مخاطب کر کے جو اپیل کی۔ وہ یقیناً بے مثال تھی۔ اتوار کی شب کو آرک بشپ نے بھی اپنے خطبے میں فرمایا تھا۔ اور ملکِ معظم نے بھی پیر کے دن اس مسئلے کی طرف ہمیں توجہ دلائی۔

کہ ایک طرف ہم زندگی کے لطف اٹھا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف ہمارے ملک میں ایسے لوگوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ جو زندگی کے لطف اٹھانے کی صلاحیت سے محروم ہیں۔ اس واقعے سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے۔ کہ بادشاہ سلامت کے دل میں انسانی ہمدردی کا جذبہ کس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ اس رات جب ملکِ معظم کی ذاتِ گرامی سے ہر چہار جانب سے وفاداری کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ وہ ان مصیبت زدہ لوگوں سے بے خبر نہیں ہوئے۔ جو لندن کی دور دراز سڑکوں پر پڑے زندگی کے دن گزار رہے ہیں۔"

سر ہربرٹ سیموئیل کی تقریر سر ہربرٹ سیموئیل نے اپنی تقریر میں کہا:۔

"لوگ بادشاہ اور ملکہ کو محض ایک بلند پایہ شخصیت ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ وہ انہیں عام انسان بھی سمجھتے ہیں۔ ان کے متعلق عوام کا صرف یہی گمان نہیں ہے کہ وہ حکمران ہیں۔ ان کے سر پر تاج ہے۔ اور وہ تخت کے مالک ہیں۔ بلکہ عوام بادشاہ اور ملکہ کو ایسا انسان بھی سمجھتے ہیں۔ جو خوشی و غم۔ کامیابی و ناکامی غرض ہر معاملے میں رعایا کے شریک ہیں۔ ملکِ معظم کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ ایک طرف انھوں نے سلطنت کے وقار و عظمت کو پوری طرح برقرار رکھا ہے۔ اور دوسری طرف وہ سلطنت کے اندر رعایا کے ایک عزیز دوست بھی ثابت ہوئے۔ اسی طرح مجھے یقین ہے کہ ملک کو اپنی ملکہ پر بھی کچھ کم فخر نہیں ہے۔ اس امر سے ہر شخص واقف ہے کہ ملکۂ معظمہ فہم و فراست اور لطف و کرم کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب تاج و تخت کے کسی مالک میں یہ خوبیاں پیدا ہو جائیں۔ تو خواہ کہیں کیوں نہ ہوں۔ یہ ہمیشہ بیش قیمت ہوتی ہیں۔"

مسٹر لائڈ جارج کی تقریر مسٹر لائڈ جارج (Mr. Lloyd George) نے اپنی تقریر میں کہا:۔

"اس ایوان میں اس وقت تین ایسے ارکان موجود ہیں۔ جنھوں نے اسی ایوان کی طرف سے ملکۂ وکٹوریہ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے اسی قسم کا ایک سپاس نامۂ مبارک باد منظور ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ان تینوں میں سے ایک میرے معزز دوست مغربی برمنگھم (West Birmingham) کے نمائندے سر آسٹن چیمبرلین

(Sir A. Chamberlain)۔دوسرے جنوبی مولینڈ کے نمائندے مسٹر لمبرٹ (Mr. Lambert) ہیں۔ اور تیسرا میں ہوں۔ لہٰذا امید ہے کہ تمام معزز ارکان مجھے اپنی طرف سے ان شاندار تقریروں میں کچھ اضافہ کرنے کی اجازت دیں گے۔ جو اس سے پہلے کی جا چکی ہیں۔ اور جنہیں میں بھی سنتا رہا ہوں۔ میں بارہ سال تک بادشاہ سلامت کا وزیر رہ چکا ہوں۔ ان بارہ برسوں میں سے چھ برس تک میں بادشاہ سلامت کے مشیر خاص کی حیثیت سے خدمت بجا لاتا رہا ہوں۔ وہ ایام ہمارے ملک۔ ہماری سلطنت اور کل دنیا کے لئے بے حد اہمیت رکھتے ہیں۔ میں نے اس زمانے میں اس مسئلے پر جس کسی وزیر یا سابق وزیر سے گفتگو کی۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص نے ملک معظم جارج پنجم سے زیادہ کسی مہربان یا ان سے زیادہ کسی سمجھ دار آقا کی ضرورت کا اظہار نہ کیا۔ ہم میں سے ہر شخص اختیارات تاج کی تجدید کے معاملے میں ملک معظم کی نظری دانشمندی سے بے حد متاثر تھا۔ ملک معظم سے بہتر کسی ایسے آئینی بادشاہ کی مثال نہیں ملتی۔ جو یہ سمجھتا ہو۔ کہ بادشاہ کے کیا کیا فرائض ہیں؟ اسے کیا کرنا چاہیئے؟ اور کن کن امور میں بادشاہ کو دخل اندازی سے احتراز کرنا چاہیئے۔ مجھے لارڈ بالفور (Lord Balfour) کی وہ تقریر یاد ہے۔ جو موصوف نے اسی قسم کی ایک تجویز پیش کرتے ہوئے کی تھی جیسی کہ آج وزیر اعظم نے اس ایوان میں پیش کی۔ لارڈ بالفور نے اپنی تقریر میں اس امر کو واضح کر دیا تھا۔ کہ ملکہ وکٹوریہ آئین کا کس قدر احترام فرماتی تھیں۔ نیز موصوفہ نے بغیر کسی قسم کی مداخلت کئے آئین کو کس طرح برقرار رکھا تھا۔ لارڈ بالفور نے اسی تقریر میں کہا تھا کہ ملکہ معظمہ نے اپنی رعایا کے دلوں میں جو عقیدت اور محبت آمیز وفاداری کے جذبات پیدا کر دیئے ہیں۔ ان سے زیادہ کسی اور چیز نے ان جذبات کو اتنی تیزی سے پیدا نہیں کیا۔ لہٰذا میں اس امر سے اتفاق کرتا ہوں کہ جہاں تک ہمارے حافظے کا تعلق ہے۔ ہم نے گزشتہ دو تین روز کے اندر جو شاندار مظاہرے دیکھے ہیں۔ ان سے زیادہ عظیم الشان مظاہرے کبھی ہماری نظر سے نہیں گزرے۔ ہم میں سے غالباً بہت سے لوگوں نے ۱۹۱۱ء میں بادشاہ سلامت کی تاجپوشی کا منظر دیکھا ہوگا۔ رعایا نے تخت سلطنت پر جس محبت وخلوص سے بادشاہ کا استقبال کیا تھا۔

وہ اظہر من الشمس ہے۔ لیکن اس مبارک زمانے سے پچیس سال کے تجربے کے بعد اب جو مظاہرہ کیا گیا ہے۔ وہ جوش و خروش کے لحاظ سے اس سے بھی کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جوش و خروش کی تہ میں شکرگزاری اور دائمی محبت کا سمندر موجزن ہے۔ عوام کی طرف سے ملک معظم کی ذات سے جو مظاہرۂ عقیدت کیا گیا۔ وہ بجائے خود ایک ایسی تاثر انگیز چیز ہے۔ کہ اس سے پہلے کبھی کسی نے اس کا نظارہ نہ کیا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک بادشاہ کی قیادت میں یہ جمہوری حکومت کی فتح کا جشن تھا۔"

مسٹر لائڈ جارج کی تقریر کے بعد مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کی تجویز بالاتفاق منظور کر لی گئی۔ تجویز کے منظور ہونے پر صدر دارالعوام نے ارکان دارالعوام کو ملک معظم کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کرنے کی تقریب کے سلسلے میں ضروری ہدایات دیں۔

ان تقریروں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ملک معظم کے متعلق رعایا کے صحیح جذبات کیا ہیں۔ اب ہم آئندہ صفحات میں تقریب جوبلی کے سلسلے میں تمام واقعات بالتفصیل درج کرتے ہیں۔

ابتدائی تیاریاں یوں تو لندن میں جوبلی کی تیاریاں بہت پہلے سے ہو رہی تھیں۔ لیکن ۲۹۔ اپریل سے یہ تیاریاں تقریباً مکمل صورت میں ہونے لگیں۔ اور فیصلہ کیا گیا۔ کہ تقریبات جوبلی کے متعلق سرکاری طور پر ایک پروگرام (لائحۂ عمل) چھاپ کر فروخت کیا جائے۔ اور اس کی ساری آمدنی کنگ جارجز جوبلی ٹرسٹ میں دے دی جائے۔ مگر اس سے پہلے ایک نامعلوم شخص نے تقریب جوبلی کے لائحۂ عمل کی ڈھائی لاکھ کاپیاں چھپوا کر انھیں بلا قیمت تقسیم کر دیا۔ پھر بھی قرارداد کے مطابق جوبلی کا لائحۂ عمل آرٹ پیپر پر چھاپا گیا۔ جس کے شروع میں پرنس آف ویلز کا ایک پیغام درج کیا گیا۔ اس میں ٹرسٹ کی تائید اور امداد کی سفارش کی گئی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ بادشاہ سلامت۔ ملکۂ معظمہ اور شاہی خاندان کے دوسرے افراد کی شاندار تصاویر۔ انگلستان کے ملک الشعرا ڈاکٹر جان میسفیلڈ (Dr. John Masefield) کی ایک تازہ ترین نظم بعنوان "شہنشاہِ جارج پنجم کے لیے دعا" اور جلوسوں کی تفصیلات درج تھیں۔

اسی دن سے جوبلی کی تیاریاں دیکھنے کے لیے مختلف شاہراہوں پر روزانہ ہزارہا آدمیوں کا مجمع ہونے لگا۔ اور ۲۹۔ اپریل ہی سے تماشائیوں کا ہجوم اس قدر بڑھ گیا کہ انتظام قائم رکھنے کے لیے مزید پولیس تعینات کی گئی۔ تخمینہ کیا گیا ہے کہ جوبلی دیکھنے

کے سے لئے یورپ۔ دولتِ متحدہ امریکہ۔ اور مختلف برطانوی ستعمرات سے کم از کم پانچ لاکھ آدمی لندن میں جمع ہو گئے۔

وزیر اعظم کی طرف سے دعوتِ چائے مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیر اعظم برطانیہ نے ۳۰ اپریل کو برطانوی مستعمرات کے تمام وزرائے اعظم کو سہ پہر کے وقت دار العوام میں چائے پر مدعو کیا۔ مہمانوں میں مسٹر بینیٹ (Mr. Bennett) وزیر اعظم کینیڈا۔ مسٹر لائنس (Mr. Lovons) وزیر اعظم آسٹریلیا۔ جنرل ہرزوگ (General Hertzog) وزیر اعظم جنوبی افریقہ۔ مسٹر ہگنس (Mr. Huggins) وزیر اعظم روڈیسیا شامل تھے۔ جوبلی کی تیاری کے لئے ملک معظم و ملکہ معظمہ قصرِ ونڈسر سے بکنگھم پیلس تشریف لائے۔ تو بادشاہ و ملکہ کو دیکھ کر ہزارہا اشخاص نے نعرہ ہائے مسرت بلند کئے۔ بادشاہ و ملکہ نے آئندہ ہفتے کی تقریبات کے متعلق تمام تجاویز کا آخری مرتبہ معاینہ فرما کر ان پر مہرِ تصدیق ثبت فرمائی۔ اور قرار پایا کہ جوبلی کی تمام تقریبات کے خاتمے تک ملک معظم و ملکہ معظمہ لندن ہی میں قیام فرمائیں۔ چنانچہ ملک معظم نے ۳۰ اپریل کو جنرل ہرزوگ وزیر اعظم جنوبی افریقہ کو شرف باریابی عطا کیا۔

آزمائشی جلوس یکم مئی کو جوبلی کی تیاریوں کے سلسلے میں باقاعدہ آزمائشی نمائش (Rehearsal) شروع ہوئی۔ اور جن راستوں سے ۶ مئی کو جلوسِ شاہی نکلنا قرار پایا تھا۔ ان پر آزمائشاً یکم مئی کو تھوڑی دیر کے لئے آمد و رفت بند کر دی گئی۔ اس نمائشی جلوس میں صدر دار العوام و صدر دار الامرا کی تاریخی گاڑیاں۔ شاہی محافظ دستے اور ان تمام فوجی دستوں نے شرکت کی جنھیں شاہی جلوس میں حصہ لینے کے لئے تجویز کیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ شاہی جلوسی گاڑی کے مظاہرے کے لئے ایک دوسری عالی شان گاڑی کو شامل کر لیا گیا۔ اس گاڑی میں ونڈسر کے مشہور چھ گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ حکام نے جلوس کے گزرنے کے لئے ایک خاص وقت معین کر دیا تھا۔ شاہی جلوس میں شامل ہونے والی گاڑیوں کے مظاہرے کے لئے ان کے بجائے فٹن اور دوسری گاڑیاں اس جلوس میں شامل تھیں۔ غرضکہ اس آزمائشی نمائش میں تمام جزئیات کا پورا پورا خیال رکھا گیا۔ تاکہ مقررہ لائحہ عمل میں کہیں کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ کلیسائے سینٹ پال کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر پچاس افسر نقادانہ نظر سے جلوس کی نمائش دیکھتے رہے۔ راستے میں پولیس کے باوردی نوجوان باضابطہ پہرے پر متعین کئے گئے۔ اور پولیس کی موٹریں بھی باقاعدہ گشت لگاتی رہیں۔ ان موٹروں میں لاسلکی کے آلے لگائے گئے تھے۔ جن کا تعلق سکاٹ لینڈ یارڈ سے تھا۔ جلوس کے تمام انتظامات سکاٹ لینڈ یارڈ سٹی پولیس۔ میٹروپولیٹن پولیس اور لنڈن ٹرانسپورٹ سے مشورے کے بعد

ٹے لئے گئے تھے +

تقریباتِ جوبلی کے متعلق اعلانِ عام | ۲ مئی کو اعلان کیا گیا کہ موسم کا خیال کئے بغیر ۶ مئی یعنی پیر کے دن مقررہ لائحۂ عمل کے مطابق جوبلی کی تمام تقریبات عمل میں لائی جائیں گی۔ اگر اُس روز اتفاقاً بارش ہوگئی۔ تو بادشاہ سلامت اور شاہی خاندان کے دوسرے افراد کھلی لینڈو میں جانے کے بجائے بند لینڈو میں شاہانہ کرّ و فر کے ساتھ نکلیں گے۔ ۲ مئی کو کسی قدر ترشح بھی ہوگیا تھا۔ مگر اس کے باوجود عوام کے اجتماع میں کوئی فرق نہ آیا۔ شاہی جلوس گذرنے کے لئے جو راستہ تجویز ہو چکا تھا۔ اس کی آرائش دیکھنے کے لئے روزانہ لوگوں کا کثیر اژدحام ہونے لگا +

قومی ترانہ | ۳ مئی کو جوبلی کے اعزاز میں سٹاک ایکسچینج میں قومی ترانہ گایا گیا۔ جس کے خاتمے پر لوگوں نے نعرہ ہائے مسرت بلند کئے۔ اسی طرح دوسرے بازاروں میں بھی قومی ترانہ گانے کے علاوہ حُب الوطنی کے دُوسرے مظاہرے بھی کئے گئے۔ لندن کی شاہراہوں پر جوبلی دیکھنے والوں کا ہجوم بے حد بڑھ گیا۔ ہزارہا مرد اور عورتیں موٹروں اور گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے سیر کرتے نظر آتے تھے۔ قصرِ بکنگھم کے پاس ہزاروں آدمیوں کا تانتا بندھ گیا چنانچہ جب ملکہ معظمہ ڈیوک آف یارک کی معیت میں کیو باغ (Kew Gardens) جاتے ہوئے نظر آگئیں۔ تو انھوں نے زور شور سے خوشی کے نعرے بلند کرکے اس گرم جوشی میں اور اضافہ کردیا +

رائل اکیڈمی اگزیبیشن | وزیرِ اعظم اور دوسرے مقتدر اصحاب کے علاوہ ان حضرات نے جو جوبلی دیکھنے کے لئے بیرونی ممالک سے آئے تھے۔ ۳ مئی کو رائل اکیڈمی (Royal academy) کی نمائش کا ملاحظہ فرمایا۔ اس نمائش میں سال کی بہترین تصویر ملکِ معظم کی تصویر کو قرار دیا گیا +

مسٹر بالڈون کی تقریر | مسٹر بالڈون (Mr Baldwin) نے پرم روز لیگ (Primrose League) کے ایک جلسے کی صدارت کرتے ہوئے کہا :-

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جذبات اپنی جگہ بے حد اہمیت رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے ملک میں بادشاہ سلامت اور تاج کی حیثیت جذباتی لحاظ ہی سے اہم نہیں۔ بلکہ سیاسی نقطۂ نظر سے بھی بادشاہ اور تاج کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اگر کسی ہنگامے میں تاج کا خاتمہ ہو جائے۔ تو یُوں سمجھئے کہ سلطنت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ جیسے جیسے قدیم شہنشاہی گرفت ڈھیلی پڑتی جاتی ہے۔ تاج کی گرفت روزانہ زیادہ مضبوط اور زیادہ شخصی

ہوتی چلی جاتی ہے۔ آج ہم اس کا نظارہ اس روح میں کر رہے ہیں۔ جو مظاہروں
اور شکرانوں کی صورت میں سلطنت برطانیہ کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے
تک جاری و ساری ہے۔ لہٰذا ہم دست بدعا ہیں کہ تاج جو ہماری قوم اور ملت
قومی اتحاد کا تمام دنیا میں واحد نشان ہے۔ ملک کے دستور اساسی کے دوش
بدوش ہمیشہ ہمارے سروں پر سایہ فگن رہے۔ یہ ایک ایسا رشتہ ہے کہ اگر ایک
بار ٹوٹ گیا۔ تو اس نقصان کی از سر نو تلافی ناممکن ہو جائے گی۔ اگر ہم اس حبل المتین
کو مضبوطی سے پکڑے رہیں گے۔ تو دنیا کی کوئی مادی طاقت اس رشتے کو نہ توڑ
سکے گی"۔

پانچ پانچ شلنگ کے سکوں کا اجراء | ملک معظم نے ۳ مئی ۱۹۳۵ء کو پریوی کونسل
(Privy Council) کا ایک جلسہ منعقد فرمایا جس میں اس مضمون کے ایک اعلان پر دستخط
کئے گئے کہ جوبلی کی یادگار میں پانچ پانچ شلنگ کے سکے جاری کئے جائیں۔ اس اجلاس
میں مسٹر ریمزے میکڈانلڈ۔ مسٹر سٹینلے بالڈون۔ لارڈ ہیلشام۔ سر جان سائمن اور مسٹر
جے۔ سی۔ ڈیوڈسن موجود تھے۔

روشنی کا انتظام | ہیمپٹن کورٹ (Hampton Court) میں شرح روشنی اور ہارس گارڈز
پیریڈ (Horse Guards Parade) میں نیلی روشنی کے لئے احکام نافذ کئے گئے۔ اسی
طرح سینٹ جیمز پارک لیک (St. James Park Lake) میں گیس کی روشنی منظور ہوئی
لندن کی ڈیڑھ سو عمارتوں کے علاوہ جن میں مشہور مینار اور گرجے بھی شامل ہیں۔ مختلف صوبے
کی مزید اٹھارہ سو عمارتوں کو جن میں بارہ محل اور بیس خانقاہیں بھی شامل ہیں۔ خاص طور پر
روشنی کے لئے منتخب کیا گیا۔

مبارک باد کے پیغامات اور ان کے جوابات | چونکہ قصر بکنگھم میں مبارک باد کے ہزاروں
پیغامات پہنچ چکے تھے۔ اس لئے ان کثیر التعداد پیغامات کے وصول کرنے اور ان کے
جوابات بھجوانے کے متعلق کورٹ پوسٹ آفس (Court Post Office) کے سٹاف
میں اضافہ کر دیا گیا۔

ملک معظم کے پیغامات کا انتظام | ملک معظم ۶ مئی کی شام کو اپنی رعایا کے نام آلۂ جہیر الصوت کے
ذریعے سے جو پیغام دینے والے تھے۔ اس سلسلے میں ماہرین برقیات نے آلے کا آخری مرتبہ
معاینہ فرمایا۔ لندن کی شاہراہوں پر اس قدر آمد و رفت بڑھ گئی کہ بسا اوقات موٹروں کو
صرف ایک میل کا سفر طے کرنے کے لئے چالیس چالیس منٹ صرف کرنے پڑے۔



عظیم الشان الاؤ جسے ملک معظم نے روشن کیا



لنڈن کی ریجنٹ سٹریٹ میں تماشائیوں کا ازدحام

آرائش لندن | لندن کی شاہراہوں کی آرائش و زیبائش تقریباً ۳ مئی کو مکمل ہو چکی تھی ۔ جگہ جگہ چبوترے بن چکے تھے ۔ اور ان پر شاہی جھنڈے نصب کر دئے گئے تھے جنھیں اس قدر اعلیٰ پیمانے پر سجایا گیا تھا کہ عملی طور پر ان کی ظاہری صورت بالکل بدل گئی تھی ۔

مختلف الاؤں کے روشن کرنے کا پروگرام | خاص لندن میں ایسے ۲۷ مقامات الاؤ روشن کرنے کیلئے منظور کئے جا چکے تھے ۔ جن میں سے ہائیڈ پارک (Hyde Park) کے الاؤ کو مقررہ تاریخ پر ۹ بج کر ۵۵ منٹ پر بوقت شب ملکِ معظم نے ایک بجلی کا بٹن (Switch) دبا کر خود اپنے ہاتھوں سے روشن فرمایا ۔ اس کے علاوہ عین اسی وقت برطانیۂ عظمیٰ میں ۱۷۰۰ مقامات پر الاؤ روشن کئے جانے کا حکم دیا گیا ۔

مہمانوں کی دعوت | کلیسائے سینٹ پال کی شکرانے کی دعائیہ تقریب (Thanks-Giving Service) میں شرکت کرنے کے لئے سلطنتِ برطانیہ کے مختلف حصوں سے چار ہزار مہمانوں کو مدعو کیا گیا ۔

تماشائیوں کا ہجوم | ۶ مئی کو صبح ہونے سے بھی پہلے بے شمار تماشائی جلوسِ جوبلی کے مقررہ راستے پر جمع ہو گئے ۔ بلکہ ہزاروں بندگان خدا نے تو رات ہائیڈ پارک (Hyde Park) ہی میں بسر کی ۔ ملکِ معظم کے حکم سے باغ کے دروازے رات بھر کھلے رکھے گئے تھے پس علی الصبح جب ملکِ معظم قصرِ بکنگھم کے شہ نشین پر نظر آئے ۔ تو لاتعداد آدمیوں نے نعرہ ہائے مسرت بلند کئے ۔ قصرِ شاہی کے سامنے عوام کا اس قدر ازدحام تھا کہ مجبوراً گاڑی اور موٹروں کا راستہ تبدیل کرنا پڑا ۔ ابھی لوگ قصرِ شاہی کے سامنے کھڑے ملکِ معظم کی ذاتِ گرامی سے اپنی محبت اور وفاداری کا اظہار کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں ملکِ معظم نے اپنے داروغۂ اصطبل کو مقبرۂ یادگار (Couotaphi) پر ہار چڑھانے کے لئے روانہ کیا ۔ اس کے بعد ۹ بجے کے قریب جب ملکِ معظم ناشتہ کرنے تشریف لے جا رہے تھے ۔ قصرِ شاہی کی ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی ۔ جس کے ذریعے سے لوگوں کی نگاہ حسنِ اتفاق سے ملکِ معظم پر پڑ گئی ۔ اور دیکھتے ہی مشتاقانِ دید نے اس زور سے نعرہ ہائے مسرت بلند کئے کہ تمام شہر گونج اٹھا ۔

قصرِ شاہی کی چہل پہل | ۶ مئی کو لارڈ چیمبرلین اور دوسرے اعلیٰ حکام نے تمام ضروری امور کی انجام دہی کے متعلق آخری مرتبہ ایک مجلسِ مشاورت منعقد کی ۔ اس دوران میں قصرِ شاہی کے مختلف حکام ۔ سکرٹری اور کلرک مبارک باد کے ان ہزاروں پیغامات کے وصول کرنے اور ان کا جواب دینے میں مصروف رہے ۔ جو مختلف ممالک اور مختلف اشخاص و افراد کی طرف سے ارسال کئے گئے تھے ۔ ان پیغامات سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ تقریباً تمام دنیا جوبلی کی اس مبارک تقریب میں سلطنتِ برطانیہ کی ہمنوائی کر رہی ہے ۔ غیر ممالک کے اکثر مقتدر اخبارات نے

اپنے خاص ضمیمے نکالے۔ اور ان میں ملکۂ معظّم کے دورِ حکومت کے اہم واقعات اور جوبلی کے متعلق بلند پایہ مقالاتِ افتتاحیہ درج کئے۔ امریکن اخبارات نے بھی خاص طور پر جوبلی سے دلچسپی کا اظہار کیا۔ اور متعدد اخبارات نے تو اپنے خاص نمبر بھی شائع کئے۔

لوگوں کا اژدحام اور پولیس کا انتظام | جلوس شاہی کے نظارے کے لئے جیسا کہ لکھا جا چکا ہے۔ صبح ہی سے لوگ ان تمام مقامات پر جمع ہو گئے۔ جہاں انھیں ذرا بھی گنجائش نظر آئی۔ ظاہر ہے کہ اتنے بڑے مجمع کو قابو میں رکھنا کس قدر دشوار کام ہے۔ لیکن لندن کی پولیس مستحق مبارکباد ہے۔ کہ اس نے انسانوں کے اس بے پایاں سمندر کو کامل طور پر اپنے قابو میں رکھا۔ اور لطف یہ ہے کہ کسی شخص کو محسوس تک نہ ہوا کہ پولیس مجمع کو قابو میں رکھنے کیلئے متعین کی گئی ہے۔ جلوس کے پورے راستے پر بحری۔ بری اور فضائی فوج کے ۱۴ ہزار باوردی جوان قطار در قطار کھڑے تھے۔ جب فوجی دستے اپنے اپنے مقررہ مقام پر متعین ہونے کے لئے روانہ ہوئے تو لوگوں نے مسرت کے پُر زور نعرے بلند کئے۔

جلوسی گاڑیوں کی ترتیب | کلیسائے سینٹ پال کے شکرانے کی دعائیہ تقریب کے سلسلے میں لارڈ چیمبرلین (Lord Chamberlain) نے جلوسی گاڑیوں کی ترتیب کے متعلق پہلے ہی سے اعلان کر دیا تھا۔ چنانچہ ۶ مئی کو تمام جلوسی گاڑیاں اسی ترتیب سے روانہ ہوئیں:۔

گاڑی کا جلوس

پہلی گاڑی

ڈیوک آف یارک
پرنسس ایلزبتھ آف یارک

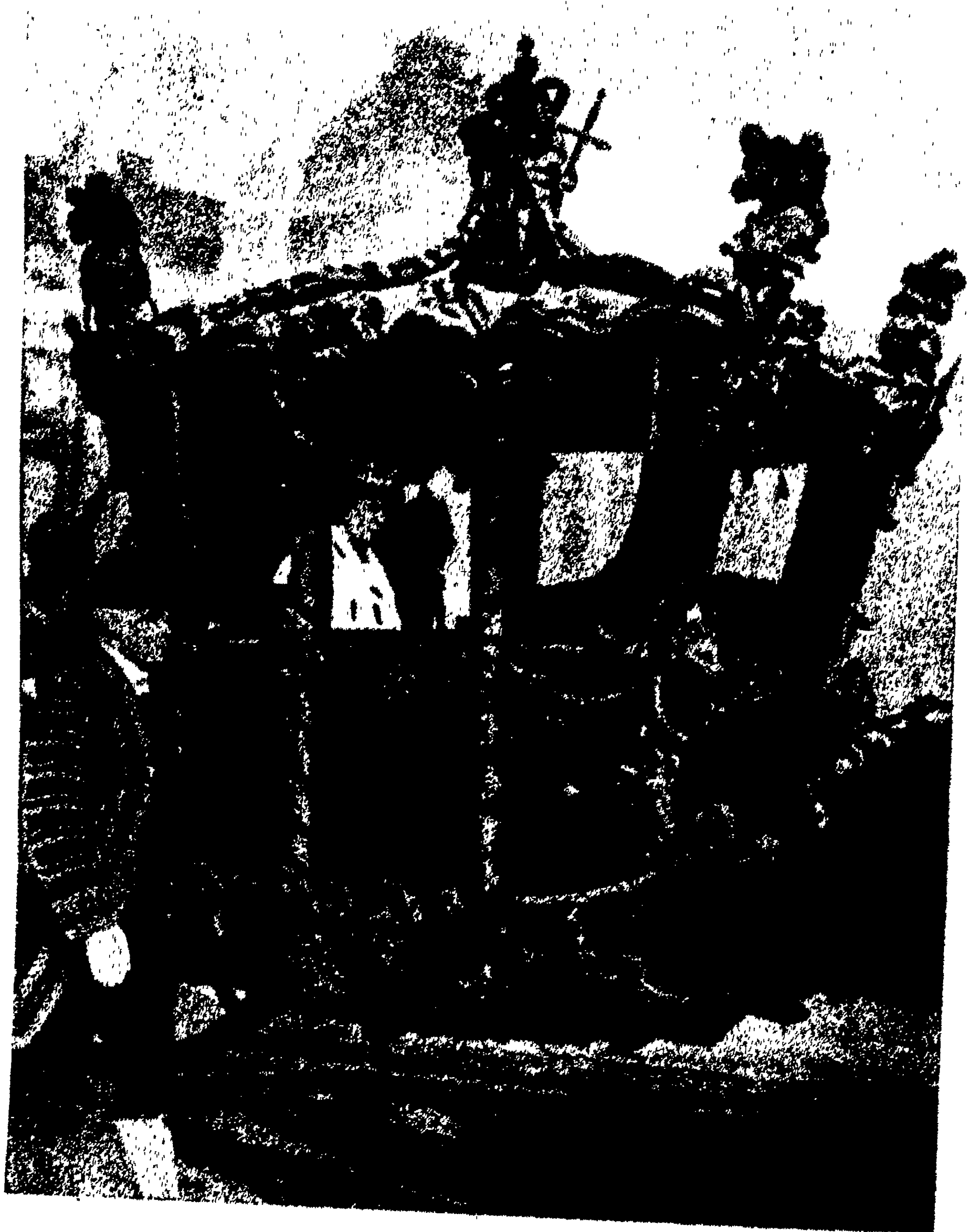
ڈچس آف یارک
پرنسس مارگریٹ آف یارک

دوسری گاڑی

ڈیوک آف کینٹ

ڈچس آف کینٹ

شاہی مہمانوں کو بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظّمہ کی آمد تک چیپل آف دی آرڈر آف سینٹ مائیکل اینڈ سینٹ جارج (Chapel of the Order of St Michael and St George) میں انتظار کرنا پڑا۔



شہنشاہ جارج پنجم اور ملکہ میری شاہی گاڑی میں سوار ہیں

ملکۂ ناروے ۔ پرنس آف ویلز ۔ ڈیوک آف گلوسیسٹر ۔ دی پرنسس رائل ۔ دی ارل آف ہیئر ووڈ (The Earl of Harewood) اور پرنسس وکٹوریا ۱۰ بجکر ۴۳ منٹ پر بذکورہ بالا راستے سے لائف گارڈز کے بلا پرچم محافظی دستے کے ساتھ جو ایک کپتان کے ماتحت تھا ۔ قصر بکنگھم سے روانہ ہو کر سینٹ پال کے گرجے تشریف لے گئے ۔ یہاں ۱۱ بج کر ۱۰ منٹ پر ڈین آف سینٹ پال نے ان کا استقبال کیا ۔

گاڑی کا جلوس

پہلی گاڑی

ملکۂ ناروے — پرنس آف ویلز

ڈیوک آف گلوسیسٹر

دوسری گاڑی

پرنسس رائل — پرنسس وکٹوریا

ارل آف ہیئر ووڈ — وائی کونٹ لیسلز

آنریبل جیرالڈ لیسلز

سینٹ پال اور سینٹ جارج کے چیپل آف دی آرڈر نے ملکۂ ناروے اور دوسرے شاہی ارکان کا استقبال کیا ۔ اور یہ حضرات بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ کی تشریف آوری تک ان کا انتظار کرتے رہے ۔

ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کی گاڑی کا جلوس

ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ کی گاڑی کے جلوس کے آگے حسب ذیل رجمنٹوں کے دستے متعین کیے گئے :-

رائل ہارس آرٹلری (Royal Horse Artillery) دی کوئینز بیز سیکنڈ ڈریگون گارڈز (The Queen's Bay's 2nd Dragoon Guards) تیسری کارابینیئرز پرنس آف ویلز ڈریگون گارڈز (3rd Carabiniers Prince of Wales's Dragoon Guards)

پانچویں انس کلنگ ڈریگون گارڈز (5th Inniskilling Dragoon Gaurds) چوتھی کوینز اون ہسرز (Fourth Queen's Own Hussars) ساتویں کوینز اون ہسرز (7th Queen's Own Hussars) نویں کوینز رائل لانسرز (9th Queen's Royal Lancers) ۱۵ ویں ۱۹ ویں دی کنگز رائل ہسرز (16th/19th The King's Royal Hussars) +

۱۰ بج کر ۵۴ منٹ پر ملک معظم و ملکۂ معظمہ پرنس اور پرنسس آرتھر آف کناٹ (Prince and Princess Arthur of Connaught) پرنسس الائیس کاؤنٹس آف اتھلون (Princes Alice Countess of Athlone and the Earl of Athlone) اور ارل آف اتھلون کی بیت میں بکنگھم پیلس سے روانہ ہوئے۔ اور جلوس شاہی میں شاہی محافظتی دستہ موجود تھا۔ شاہی جلوس کے لئے حسب ذیل راستے مقرر کیئے گئے تھے :-

کانسٹی ٹیوشن ہال + ٹرافلگر سکیئر
ہائڈ پارک + ڈنکائن سٹریٹ
پکاڈیلی + دی سٹرینڈ
سینٹ جیمز سٹریٹ

لارڈ میئر نے ٹیمپل بار (Temple Bar) میں ملک معظم کی خدمت میں "شہری تلوار" (City Sword) پیش کی۔ اور پھر خود ہی یہاں سے شاہی جلوس کے آگے آگے روانہ ہوگئے۔ جلوس شاہی فلیٹ سٹریٹ اور لڈگیٹ ہل سے ہوتا ہوا سینٹ پال کے گرجے میں پہنچا۔ اور یہاں مغربی دروازے پر بشپ آف لنڈن (Bishop of London) کلیسائے سینٹ پال کے ڈین اور چیپٹر (Dean and Chapter of St. Paul's) نے ملک معظم۔ ملکۂ معظمہ اور ان کے ہمراہیوں کا استقبال کیا +

پہلی گاڑی

ملکِ معظم | ملکۂ معظمہ

دُوسری گاڑی

پرنسس آرتھر آف کناٹ	پرنسس الائیس کاؤنٹس آف اتھلون
پرنس آرتھر آف کناٹ	ارل آف اتھلون



سلور جوبلی میں ہندوستان کے نمائندے



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر جموں و کشمیر



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر بیکانیر

تیسری گاڑی

دی ڈچیس آف ڈیون شائر مسٹرس آف دی روبس +
(The Duchess of Devonshire Mistress of the Robes)
دی ڈوگر کاؤنٹس آف ایرلی لیڈی ان ویٹنگ +
(The Dowager Countess of Airlie Lady in-waiting)
دی ارل آف گرینارڈ ماسٹر آف دی ہارس +
(The Earl of Granard Master of the Horse)
دی ارل آف شافٹس بری لارڈ سٹیورڈ +
(The Earl of Shaftesbury Lord Steward)

چوتھی گاڑی

آنریری کرنل ہز ہائینس مہاراجہ آف جموں و کشمیر آنریری ایڈی کانگ +
(Honorary Aide-de-Camp
آنریبل لفٹننٹ جنرل ہز ہائینس مہاراجہ آف بیکانیر آنریری ایڈی کانگ +
ایف۔ ایم۔ وائی کونٹ ایلن بائی گولڈ اسٹک ان ویٹنگ +
(F. M. Viscount Allenby Gold Stick-in-waiting)
ایڈمیرل آنریبل سر سٹینلے کول ول نائب امیر البحر دولت متحدہ Admiral Hon Sir
(Stanley Colville, Vice Admiral of the United Kingdom)

پانچویں گاڑی

آنریری لفٹننٹ جنرل ہز ہائینس مہاراجہ آف پٹیالہ آنریری ایڈی کانگ +
لیڈی جون ورنی وومن آف دی بیڈ چیمبر +
(Lady Joan Verney woman of the Bedchamber)
لارڈ کول بروک لارڈ۔ ان۔ ویٹنگ (Lord Colebrooke. Lord-in-waiting) +
دی مارکوئس آف اینگلیسی لارڈ چیمبرلین آف دی کوین (The Marquess of Anglesey
Lord Chamberlain of the Queen)

چھٹی گاڑی

دی راشٹ آنریبل سر فریڈرک پونسن بانی شاہی خزانچی The Rt. Hon. Sir Frederick
(Ponsonby Treasurer to the King and Keeper of the Privy Purse
کرنل دی راشٹ آنریبل سر کلایو وگرام پرائیویٹ سکرٹری ۔
(Col. The Right Hon. Sir Clive Wigram Private Secretary)
آنریبل کرنل سر عمر حیات خاں آنریری ایڈی کانگ ۔
کیپٹن لارڈ کلاڈ ہیملٹن ۔ داروغہ اصطبل شاہی ۔
(Cantain Lord Claud Hamilton Equerry-in-waiting)
ملکِ معظم ۔ ملکہ معظمہ اور شاہی خاندان کے دیگر افراد حسب ذیل ترتیب سے گرجے میں داخل ہوئے ۔ اور ایک جلوس کی صورت میں اپنی اپنی نشست پر بیٹھنے کے لئے گنبد کے نیچے تشریف لے گئے :-

جلوس

ورجر

دی چیپٹر کلارک

(۳) ڈین آف سینٹ پالز ۔ (Dean of St. Pauls)	(۲) بشپ آف لنڈن ۔ (Bishop of London)	(۱) آرک ڈیکن آف لنڈن ۔ Archdeacon of London)
(۶) دی ویری ریورنڈ ڈبلیو آر میتھیوز (The Very Rev W. R. Matthews)	(۵) رائٹ ریورنڈ اے ۔ ایف ونگٹن انگرام (Rt. Rev. A F. Winnington Ingram)	(۴) دی وینریبل ای ۔ این ۔ شارپ The Venerable E. N Sharp)
(۸) کینن جے ۔ کے موزلے (Canon J. K. Mozley)		(۷) کینن ایچ ۔ آر ایل شیپارڈ (Canon H. R. L. Sheppard).

(۹) کینن ایس-اے الگزنڈر (Canon S. A. Alexander)

(۱۰) رچمنڈ ہیرلڈ (Richmond Herald)

(۱۱) چیسٹر ہیرلڈ (Chester Herald)

(۱۲) مسٹر ایچ-آر-سی مارٹن -
(Mr. H. R. C. Martin)

(۱۳) مسٹر جے-ڈی ہیٹن آرم سٹرانگ -
(Mr. J. D. Heaton Armstrong)

(۱۴) سمرسٹ ہیرلڈ مسٹر جی-آر-بیلیو -
Somerset Herald Mr. G. R. Bellew

(۱۵) لنکاسٹر ہیرلڈ مسٹر اے-جی-بی-رسل -
(Lancaster Herald. Mr. A. G. B. Russell)

(۱۶) جنٹلمین اشر کیپٹن ہمفری لائڈ -
(Gentleman usher-Captain Humphery Lloyd)

(۱۷) آنریبل سر مانٹیگ ایلیٹ -
(Hon Sir Montague Eliot)

(۱۸) گروم-ان-ویٹنگ -
Hon. Sir Harry Stonor)

(۱۹) شاہی نائب خزانچی سر ریلف ہارووڈ
(Deputy Treasurer to the King
(Sir Ralph Harwood

(۲۰) کمپٹرولر دفتر لارڈ چیمبرلین کرنل آنریبل سر جارج کریچٹن
(Comptroller Lord Chamberlain's Office.
(Col. Hon Sir George Crichton

(۲۱) ماسٹر آف دی ہاؤس ہولڈ آنریبل سر ڈیرک کیپل
(Master of the household)
Hon. Sir Derek Keppel)

(۲۲) ملکہ معظمہ کے خزانچی سر ہیری ورنی -
(Treasurer to the Queen Sir Harry Verney)

(۲۳) ملکہ معظمہ کے لارڈ چیمبرلین مارکوئیس آف اینگلیسی
(Lord Chamberlain to the Queen Marquess of Anglesey)

(۲۴) پرائیویٹ سیکرٹری کرنل دی رائٹ آنریبل سر کلائیو وگرام -
(Col. the Rt Hon Sir Clive Wigram)

(۲۵) لارڈ ان-ویٹنگ - لارڈ کولیبروک
(Lord-in-waiting Lord Colebrooke)

(۲۶) ٹریژرر ٹو دی کنگ اینڈ کیپر آف دی پرائیوی پرس - رائٹ آنریبل سر فریڈرک پانسن بائی
(Treasurer to the King and Keeper of the Privy Purse Rt. Hon Sir Frederick Ponsonby)

(۲۷) کیپٹن آف دی یومین آف دی گارڈ کرنل لارڈ ٹیمپل مور (Captain of the Yeoman of the Guard. Col Lord Temple-More)	(۲۸) کیپٹن آف دی جنٹلمین ایٹ آرمس کیڈیر جنرل ارل آف لوکان (Captain of the Gentlemen at Arms. Brig-Gen. Earl of Lucan)
(۲۹) نائب امیرالبحر دولت متحدہ ایڈمیرل آنریبل سر سٹینلے کول دل (Vice-Admiral of the United Kingdom Hon. Sir Stanley Colville)	(۳۰) گولڈ سٹک ان ویٹنگ فیلڈ مارشل وائی کونٹ الن بائی (Gold-Stick-in-waiting Viscount Allenby)
(۳۱) وائس چیمبرلین آف دی ہاؤس ہولڈ سر وکٹر وارنڈر بارٹ (Vice-Chamberlain of the Household Sir Victor Warrender Bart)	(۳۲) کمپٹرولر آف دی ہاؤس ہولڈ سر جارج پینی بارٹ (Comptroller of the Household, Sir George Penny Bart)

(۳۳) گارٹر کنگ آف آرمس سر جیرلڈ والسٹن

(Garter King-of-Arms Sir Gerald Wollaston)

(۳۴) دی رائٹ آنریبل دی لارڈ میئر (موتی کے قبضے والی تلوار لئے ہوئے -)

The Right Honourable The Lord Mayor (Bearing The Pearl Sword)

(۳۵) لارڈ سٹیورڈ - ارل آف شافٹسبری (Lord Steward Earl of Shatesbury)	(۳۶) لارڈ چیمبرلین - ارل آف کرومر (Lord Chamberlain Earl of Cromer)

ملکۂ معظمہ	ملک معظم
ملکۂ ناروے -	دی پرنس آف ویلز -
دی ڈچس آف یارک -	دی ڈیوک آف یارک -
پرنسس ایلزبتھ آف یارک -	پرنسس مارگریٹ آف یارک -

دی ڈیوک آف کینٹ -	دی ڈچس آف کینٹ -	دی ڈیوک آف گلوسیسٹر
دی پرنسس وکٹوریا -	دی ارل آف ہیئر وڈ	دی پرنسس رائل

پرنسس آرتھر آف کناٹ -	پرنس آرتھر آف کناٹ -
پرنسس الائس کونٹس آف اتھلون	دی ارل آف اتھلون -

مسٹر آف دی ارس۔ ارل آف گرانارڈ۔ لیڈی ان ویٹنگ۔ ڈوگر کاؤنٹس آف ایرلی۔ (Lady-in-waiting Dowager Countess of Airlie)	[illegible]ٹریس آف دی روبس ڈچس آف ڈیون شائر۔ ووین آف دی بیڈ چیمبر لیڈی جون ورنی۔ (Woman of the Bedchamber Lady Joan Verney)
(۲) بادشاہ سلامت کے آنریری اے۔ ڈی سی مہاراجہ آف جموں و کشمیر (۳) بادشاہ سلامت کے آنریری اے۔ ڈی۔ سی مہاراجہ آف بیکانیر	(۱) بادشاہ سلامت کے آنریری اے۔ ڈی۔ سی مہاراجہ پٹیالہ
شاہی داروغہ اصطبل کرنل سر آرتھر ارسکائن (Crown Equerry Col Sir Aurthur Erskine)	بادشاہ سلامت کے آنریری اے۔ ڈی۔ سی۔ سر ملک حیات خاں
لیڈی ان ویٹنگ ٹو دی ڈچس آف یارک۔ لیڈی ہیلین گراہام (Lady-in-waiting to the Duchess of York Lady Helen Graham)	لیڈی ان ویٹنگ ٹو دی ڈچس آف کینٹ۔ لیڈی میری ہوپ (Lady-in-Waiting to the Duchess of Kent Lady Mary Hope)
لیڈی ان ویٹنگ ٹو دی کوین آف ناروے مس للین وان ہانو (Lady-in-waiting to the Queem of Norway Miss Lillan von Hanno)	لیڈی ان ویٹنگ ٹو دی پرنسس رائل مس ڈورتھی یارک (Lady-in-waiting to the Princess Royal Miss Dorothy Yorke)

کمپٹرولر ٹو دی پرنس آف ویلز ایڈمیرل سر ایل۔ ہالسے۔ (Comptroller to the Prince of Wales Admiral Sir. L. Halsay	کمپٹرولر ٹو دی کوئن آف ناروے مسٹر جی پونسن بائی (Comptroller to the Queen of Norway Mr. G. Ponsonby)	کمپٹرولر ٹو دی ڈیوک آف یارک ریئر ایڈمیرل سر بی۔ بروک (Comptroller to the Duke of York Rear Amiral Sir B Brooke)

کمپٹرولر ٹو دی پرنس وکٹوریہ میجر سر۔ای۔ سیمور۔	کمپٹرولر ٹو دی ڈیوک آف گلوسٹر میجر آر۔ سٹینی فورتھ	کمپٹرولر ٹو دی ڈیوک آف کینٹ میجر ڈبلیو الگزینڈر۔
(Comptroller to the Princess Victoria Major Sir E Seymour	(Comptroller to the Duke of Gloucester Major R Stanvforth)	(Comptroller to the Duke of Kent Major (W Alexander)

پرنس آرتھر آف کناٹ کے داروغۂ اصطبل لفٹنٹ کرنل تھامس تھارنٹن +

(Equerry to Prince Arthor of Connaught Lt. Col Thomas Thornton

آرک بشپ آف کنٹربری تیج کلیسائے سینٹ پال کے ڈین۔ کینن الگزنڈر۔ ریورنڈ ایم۔ ایف فاکزل روز، ریورنڈ ڈاکٹر ایس۔ ایم بیری کی معیت میں عبادت کرانے کے مراسم ادا کیے۔ کلیسائے سینٹ پال کے ارغنون نواز ڈاکٹر سٹینلے مارچینٹ نے ارغنون بجایا۔ مراسم عبادت ختم ہو جانے کے بعد آرک بشپ آف کنٹربری اور دوسرے پادری ڈین کے ملبوس خانے میں تشریف لے گئے +

اب شاہی جلوس از سرِ نو مرتب ہوا۔ ملک معظم۔ ملکہ معظمہ۔ شہزادیاں اور شہزادے جلوس کی صورت میں مغربی دروازے (West Door) کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں سے بکنگھم پیلس تشریف لے گئے۔ جلوس حسب ذیل شاہراہوں سے گزرا:-

سینٹ پالز چرچ یارڈ	وکٹوریا ایمبینک منٹ
(St Paul's Churchyard)	(Victoria Embankment)
کینن سٹریٹ	نارتھمبر لینڈ ایونیو
(Cannon Street)	(Northumberland Avenue)
کوین وکٹوریا سٹریٹ	ایڈمیرلٹی آرک
(Queen Victoria Street)	(Admiralty Arch)

دی مال (The Mall)

اس کے بعد مغربی دروازے تک شاہی خاندان کے دوسرے افراد کی مشایعت کی گئی۔ اور وہاں سے وہ اپنے مستقر کی طرف روانہ ہوئے۔ کلیسا میں دی آنریبل کورز آف جنٹلمین ایٹ آرمس (The Honourable Corps of Gentlemen-at-Arms اور کنگس باڈی گارڈ آف دی یومین آف دی گارڈ King's Bodyguard of the Yeomen of the Guard) پہرے پر تعینات کیے گئے تھے۔ اور بادشاہ سلامت کے



خاندانِ شاہی

صفِ اوّل: ملکہ معظمہ - حضرتِ معظم - شہزادی میری شہزادہ ولی عہد بہادر۔ صفِ دوم: پرنس ہنری - ڈیوک آف یارک - پرنس جارج +

ہندوستانی اردلی افسر (The King's Indian Orderly Officers) بھی پہرے پر موجود تھے ۔

شاہی بحری بیڑے (The Royal Navy) پہلی بٹالین (The 1st Battalion) گرینیڈیر گارڈز (Grenadier Duards) اور فضائی شاہی بیڑے (The Royal Air Force) کے اعزازی گارڈز (Guards of Honours) قصرِ بکنگھم میں پہرہ دیتے رہے ۔ اور آنریبل آرٹلری کمپنی کا ایک گارڈ آف آنر (A Guard of Honour of the Honourable Artillery Company) کلیسائے سینٹ پال کے مغربی دروازے پر پہرہ دے رہا تھا ۔ ملکِ معظم کے قصرِ شاہی اور قلعۂ ٹاور (Fortress or the Tower) لندن کا محافظ دستہ لفٹننٹ کرنل ولیم فیول (Lieutenant-Colonel William Faviell) کے زیرِ کمان کلیسائے سینٹ پال کی سیڑھیوں پر متعین تھا ۔ دی آنریبل آرٹلری کمپنی کا ایک پیدل دستہ کلیسا کی سیڑھیوں سے لے کر مغربی دروازے تک باقاعدہ کھڑا تھا ۔ محافظتی دستوں کے قرنا نواز کلیسا کے باہر موجود تھے جنھوں نے بادشاہ و ملکہ کی تشریف آوری اور رخصت کے وقت حسبِ معمول نفیریاں بجائیں قصرِ بکنگھم سے کلیسائے سینٹ پال اور کلیسائے سینٹ پال سے قصرِ بکنگھم تک ان تمام راستوں پر بحری ، بری اور فضائی دستے موجود تھے ۔ جو جلوسوں کے لئے مقرر کئے گئے تھے ۔

لباس | اہلِ جلوس کا لباس ذیل کے ضابطے کے مطابق تھا :۔

خواتین ۔ ہیٹ کے ساتھ صبح کے لباس میں ملبوس اور تمغے اور نشانات لگائے ہوئے تھیں ۔

مرد ۔ بحری ۔ بری اور فضائی افواج سے تعلق رکھنے والے ۔ پوری وردی یا عبادت کے لباس میں ملبوس تھے ۔

شاہی خاندان یا سول سروس کے افراد ۔ پاجامے کے ساتھ فل ڈریس کوٹ یا درباری لباس پہنے ہوئے تھے ۔

شہری حضرات ۔ درباری لباس یا شام کی پوشاک میں ملبوس تھے ۔ یہ حضرات نشانات کے کالر بھی لگائے ہوئے تھے ۔

وزرا اور امرا کے جداگانہ جلوس | وزرائے اعظم ۔ صدر دار الامرا (Lord Chancellor) اور صدر دار العوام کے جلوس شہری پولیس کے محافظتی دستوں کے ساتھ شاہی جلوس سے پہلے ہی منزلِ مقصود پر پہنچ چکے تھے ۔ ان جلوسوں کی ترتیب نقشۂ ذیل کے مطابق

تھی +

یہ جلوس کلیرنس گیٹ دی مال (Clarence Gate the Mall) سے ٹھیک صبح ۱۰ بجکر ۶ منٹ پر روانہ ہوا۔ اور ۱۰ بجکر ۳۰ منٹ پر کلیسائے سینٹ پال پہنچا۔ گاڑیوں کی ترتیب ذیل کے مطابق تھی :-

پہلی گاڑی

(۱) دی راشٹ آنریبل مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیر اعظم دولت متحدہ (The Rt. Hon. Mr.
(Ramsay MacDonald The Prime Minister of the Hnited Kingdom

(۲) مس میکڈانلڈ (Miss MacDonald) +

دوسری گاڑی

(۱) دی راشٹ آنریبل مسٹر بینٹ وزیر اعظم کینیڈا

1. The Rt. Hon. Mr. Bennet the Prime Minister Canada)

(۲) جنرل دی آنریبل جے۔ بی۔ ایم ہرزوگ وزیر اعظم جنوبی افریقہ (General the Hon.
(J. B. M. Hertzog The Prime Minister of the Union of South Africa

تیسری گاڑی

(۱) دی راشٹ آنریبل جے۔ اے لائنس وزیر اعظم آسٹریلیا +

The Rt. Hon. J. A. Lyons Prime Minister of Australia

(۲) مسنر لائنس (Mr. Lyons)

چوتھی گاڑی

(۱) دی راشٹ آنریبل جی۔ ڈبلیو فوربس وزیر اعظم نیوزی لینڈ +

The Rt. Hon. G. W. Forbes, the Prime Minister of New Zealand

(۲) مسنر فوربس (Mrs. Forbes)

سلور جوبلی میں نو آبادیات کے نمائندے



مسز لیانز وزیر اعظم کامن ویلتھ آسٹریلیا



جنرل ہرٹزوگ وزیر اعظم متحدہ جنوبی افریقہ



مسٹر بنٹ وزیر اعظم کینیڈا (امریکہ)

سلور جوبلی میں نوآبادیات کے نمائندے



وائیکونٹ کریگوون وزیر اعظم شمالی آئرلینڈ



مسٹر ہیونز وزیر اعظم جنوبی روڈیشیا



مسٹر فاربس وزیر اعظم نیوزی لینڈ

سلور جوبلی میں ہندوستان کے نمائندے



سر جوزف بھور نمائندہ حکومت ہند



سر آغا خاں



کرنل نواب سر عمر حیات خاں صاحب ٹوانہ

پانچویں گاڑی

(۱) سر جوزف بھور نمائندۂ ہند (1) Sir Joseph Bhore the Representative of India)

(۲) لیڈی بھور (2) Lady Bhore)

چھٹی گاڑی

(۱) دی آنریبل جی۔ ایم ہگنس وزیر اعظم جنوبی روڈیشیا (1) The Hon. G. M (Huggins, The Prime Minister of Southern Rhodesia

(۲) مسز ہگنس (2) Mis Huggins)

(۳) دی وائی کونٹ گریگون وزیر اعظم شمالی آئرلینڈ ٭

(3) The Viscount graigavan The Prime Minister of Northern Ireland)

(۴) دی کاؤنٹس گریگون (4) The Countess Graigavan)

صدر دارالامرا کا جلوس | یہ جلوس صبح کے وقت ۱۰ بجکر ۳۰ منٹ پر دارالامرا سے روانہ ہوکر ۱۰ بجکر ۴۰ منٹ پر کتھیڈرل سینٹ پال پہنچا۔ جلوس کی ترتیب ذیل کے مطابق تھی:-

پہلی گاڑی

(۱) دی وائی کونٹ سینکی لارڈ ہائی چانسلر برطانیۂ عظمیٰ ٭

(1) The Viscount Sankey, the Lord High Chancellor of Great Britain)

(۲) سر کلاڈ شسٹر دی کلرک آف دی کراؤن ٭

(2) Sir Claud Schuster the Clerk of the Crown)

(۳) ورنان ہیرنگٹن اسکوائر ڈپٹی سرجنٹ ایٹ آرمس ٭

(3) Vernon Harington Esq, The Deputy Sergeant-at-Arms)

دوسری گاڑی

(۱) دی کلرک آف دی چیمبر (1) The Clerk of the Chamber) ٭

(۲) دی پرس بیرر (2) The Purse-bearer) ٭

(۳) دی ٹرین بیرر ((3) The Train-bearer) ؀

صدر دارالعوام کا جلوس | صدر دارالعوام ۹ بج کر ۴۵ منٹ پر اپنی تاریخی گاڑیوں میں سوار ہوکر ہارس گارڈز پریڈ (Horse Gaurds Parade) مال (The Mall) اور مالبرو گیٹ (Malborough Gate) سے ہوکے ہوئے جلوس کے مقررہ راستے پر پہنچی (Pall Mall) پال مال پہنچے۔ اور وہاں سے روانہ ہوکر ۱۰ بج کر ۴۵ منٹ پر کلیسائے سینٹ پال پہنچ گئے۔

صدر دارالعوام کے جلوس کی ترتیب ذیل کے مطابق تھی۔

(۱) کیپٹن دی رائٹ آنریبل ای۔ اے۔ فزرائے صدر دارالعوام ((1) Captain the Right Hon E.A. Fitz Roy the Speaker of the House of Commons)

(۲) امیر البحر سر کولن کیپل دی سرجنٹ۔ ایٹ۔ آرمس ؀

((2) Admiral Sir Colin Keppel, the Sergeant-at-Arms)

(۳) لفٹننٹ کرنل سر رالف ورنی سکرٹری صدر دارالعوام۔

((3) Lieutenant Colonel Sir Ralph Verney)

دی ٹرین بیرر (The Train-bear) ؀

جلوسوں کی روانگی | وزیر اعظم برطانیہ اور نوآبادیات کے وزرائے اعظم ۱۰ بجکر ۹ منٹ پر مذکورۂ بالا ترتیب کے مطابق چھ گاڑیوں کے ایک جلوس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جلوس کے ساتھ ساتھ سوار پولیس موجود تھی۔ لوگ اہل جلوس کو دیکھ کر راستہ بھر مسرت کے نعرے بلند کرتے تھے۔ مس اشابیل میکڈانلڈ (Miss Ishabel MacDonald) نیلے اور سنہری درباری لباس میں مسٹر میکڈانلڈ کے ساتھ موجود تھیں۔ وزرائے اعظم کے جلوس کے آگے آگے صدر دارالعوام کا جلوس تھا۔

ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی آمد سے پیشتر پروگرام کے مطابق تمام جلوس یکے بعد دیگرے گرجے پہنچ چکے تھے۔ وزرائے اعظم اور صدر دارالعوام کے جلوسوں کے بعد شاہی خاندان والوں کے مختلف جلوس شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ کلیسائے سینٹ پال کی طرف روانہ ہوئے۔ پرنس آف ویلز۔ ڈیوک آف یارک۔ ڈچس آف یارک۔ ڈیوک آف کینٹ اور ڈچس آف کینٹ ۱۰ بجے بکنگھم پیلیس پہنچے۔ اور وہاں پہنچ کر انھوں نے بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ کی خدمت میں نہایت ادب سے ہدیۂ مبارکباد پیش کیا۔ ۱۰ بجکر ۴ منٹ پر ڈیوک آف یارک۔ ڈچس آف یارک۔ ڈیوک آف کینٹ اور ڈچس آف کینٹ جلوس کے ساتھ قصر شاہی سے کلیسا کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے تھوڑی دیر بعد ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز بھی جلوس شاہی کے ساتھ کلیسائے



کانسٹی ٹیوشن ہل سے ملکِ معظم اور ملکہ معظمہ محافظ دستے کے ساتھ شاہی گاڑی میں
کلیسائے سینٹ پال تشریف لے جارہے ہیں

سینٹ پال تشریف لے گئے۔ ڈیوک آف یارک امیر البحر کی وردی زیب تن کئے ہوئے تھے اور ڈچس آف یارک زرد رنگ کے نیلگوں لباس میں ملبوس تھیں۔ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز ویلش گارڈ کے کرنل کی وردی پہنے ہوئے تھے۔ ملکہ ناروے ان کے ہمراہ موجود تھیں۔ ان کے بعد پرنسس رائل۔ ارل آف ہیئر ووڈ اپنے دونوں بچوں اور ڈیوک آف گلوسسٹر و ڈیوک آف کناٹ کی معیت میں جلوس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب یکے بعد دیگرے یہ جلوس نظر آئے تو لوگوں نے خوشی کے نعروں سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔

جلوس شاہی | ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ ٹھیک ۱۰ بج کر ۴۵ منٹ پر قصرِ شاہی سے برآمد ہوئے۔ بادشاہ و ملکہ کو دیکھ کر لوگوں کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ بادشاہ سلامت فیلڈ مارشل کی شاندار پوشاک پہنے ہوئے تھے۔ اور ملکۂ معظمہ ہلکے گلابی رنگ کے زرق برق لباس میں ملبوس تھیں۔ شاہی جوڑا عوام کے جوشِ مسرت سے بے حد متاثر نظر آرہا تھا۔ جیسے جیسے شاہی گاڑی آگے بڑھتی جاتی۔ شاہ و ملکہ کی نظریں دائیں اور کبھی بائیں طرف جھک کر لوگوں کے سلام کا جواب دیتی جاتی تھیں۔ شاہی گاڑی کے آگے فوجی رسالے۔ توپ خانے اور پیادے چل رہے تھے۔

رعایا کو بادشاہ و ملکہ سے جو حسنِ عقیدت ہے۔ اس کا اندازہ صرف اسی ایک واقعے سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ جب شاہی جلوس لڈگیٹ ہل (Ludgate Hill) اور فلیٹ سٹریٹ (Fleet Street) پہنچا۔ اور لوگوں نے مسرت کے نعرے بلند کئے۔ تو رائٹر کے ایجنٹوں نے جو وہاں سے ایک میل کے فاصلے پر ایمبنک منٹ (Embankment) میں جوبلی کی خبروں کی ترتیب میں مصروف تھے۔ یہ سمجھا کہ قریب کے کسی مقام سے تالیوں کی آواز آرہی ہے۔ چنانچہ وہ فوراً کھڑکی کے پاس آکر نیچے جھانکنے لگے۔ غرض جب شاہی جلوس مقررہ راستوں سے ہوتا ہوا کلیسائے سینٹ پال پہنچا۔ تو بینڈ نے قومی ترانہ بجانا شروع کیا۔ اس موقع پر ہر چہار جانب سے اس زور سے مسرت کے نعرے بلند ہوئے۔ کہ باجے کی آواز ان میں گم ہو گئی۔ جب بشپ آف لنڈن اپنا خاص جبہ پہنے اور سر پر اپنی خاص ٹوپی رکھے ہوئے گرجے کے مغربی دروازے سے اندر داخل ہوئے تو فوراً باجا بجنا شروع ہو گیا۔

کلیسائے سینٹ پال کا نظارہ | ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ گرجے کے بغلی دروازے سے داخل ہوئے۔ اور سلطنتِ برطانیہ کے مختلف حصوں کے نمائندوں کی دو رویہ صف میں سے گزرتے ہوئے اپنی نشست گاہ کے قریب پہنچے۔ نمائندوں کی ایک صف میں مستعمرات کے ہائی کمشنر۔ نوآبادیوں کے گورنر اور ہندوستانی صوبوں کے سابق گورنر بھی شامل تھے۔ دوسری صف میں

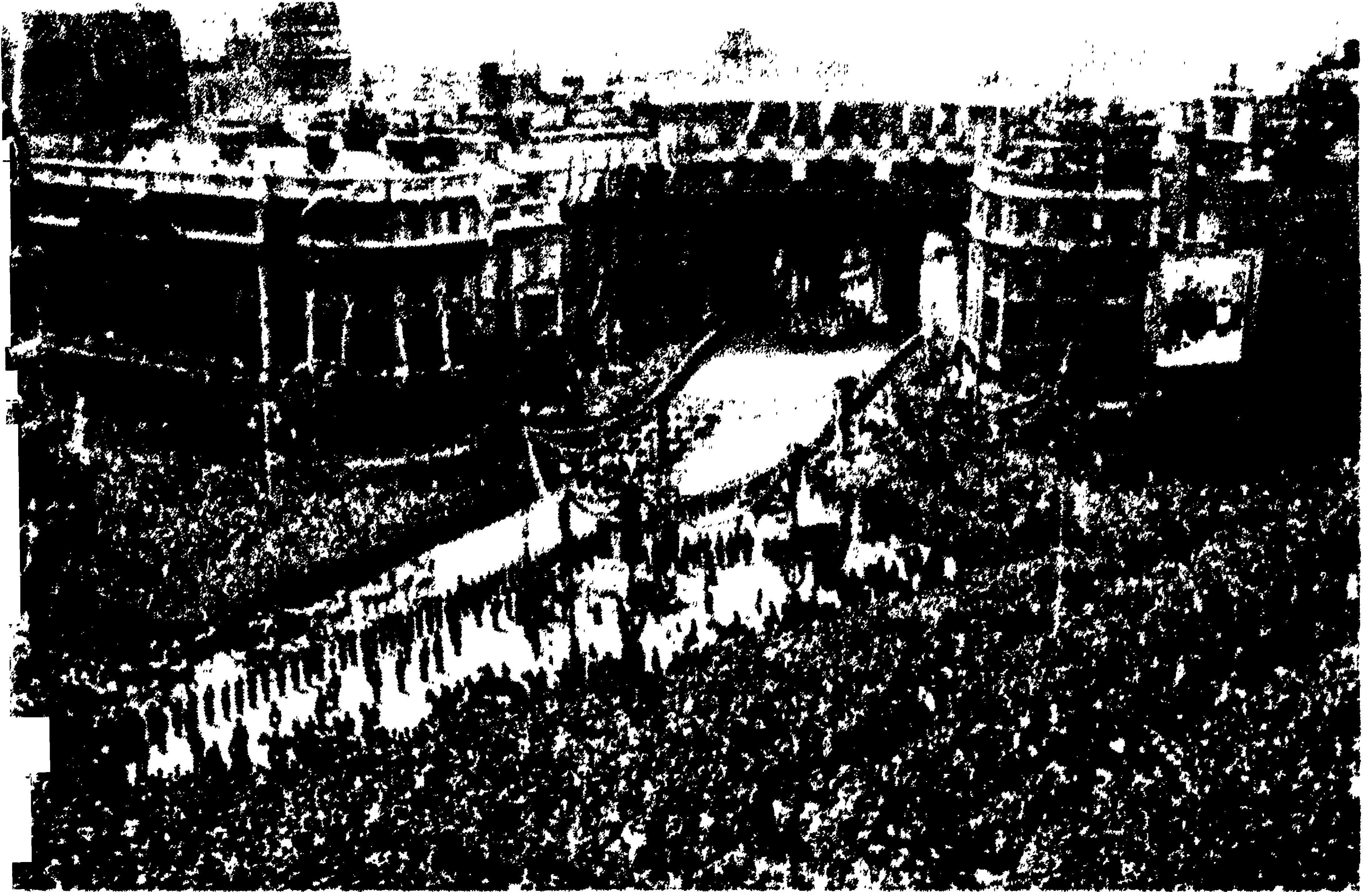
ہندوستانی ریاستوں کے نمائندے اور سلطنت کے مختلف حصوں کے نمائندے موجود تھے۔
جب بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ اپنی نشست کے قریب آئے۔ تو انھیں شاہی خاندان کے
ارکان نے روک لیا۔ اس موقع پر آرک بشپ آف کنٹربری کے ساتھ نہ صرف کلیسائے انگلستان
بلکہ فری گرجاؤں (Free Churches) کے پادری بھی موجود تھے۔

آرک بشپ آف کنٹربری کا خطبہ

آرک بشپ آف کنٹربری نے اپنے خطبے میں کہا:
"جب ہم گزشتہ پچیس برس پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جہاں تک الجھنوں
اور پریشانیوں کا تعلق ہے۔ گزشتہ ادوار میں اتنی میعاد کے اندر کسی زمانے میں
بھی اس قدر مشکلات پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ اس وحشت انگیز زمانے کا آغاز عالمگیر
کشاکش سے آغاز ہوا۔ اس کش مکش کے بعد ایک دوسری عالمگیر کشاکش پیدا ہوئی
اور اکثر ممالک میں شہنشاہی حکومتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ لیکن ہمارے ملک میں شہنشاہیت
کی بنیادیں پہلے سے بھی زیادہ مستحکم و استوار ہوگئیں۔ اور اب دراصل مختلف
قوموں کے مجموعے کا نام سلطنتِ برطانیہ ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ تاج
ہی کی برکت ہے کہ اس کی بدولت یہ تمام خود مختار قومیں ایک ہی رشتے میں
منسلک نظر آتی ہیں۔ ملکِ معظم کی متانت و سنجیدگی اور ان کے مزاج کے
ثبات و استقلال میں ان کی رعایا کے لئے ایک ناقابلِ بیان عظمت اور ناقابلِ
انفکاک دوستی کا راز پنہاں ہے۔ نیز ان کا عزم و ثبات اور نرم مزاجی ان کے
لئے تو یہ زندگی اور مثال کا حکم رکھتی ہے۔ مختصر یہ کہ ان کی زندگی خوفِ خدا
اور مذہبی پاکیزگی کا عملی نمونہ ہے۔ اب ملکِ معظم کی حیثیت محض بادشاہ کی
نہیں رہی۔ بلکہ اب انھیں اپنی رعایا کے باپ کی حیثیت حاصل ہے۔ رعایا کو
ملکِ معظم کی ذات ستودہ صفات سے دلی عقیدت ہے۔ نیز رعایا کے دل میں
ملکۂ معظمہ کے لئے بھی ایک خاص جذبۂ احترام موجود ہے۔ ہز رائل ہائنس پرنس
آف ویلز اور شاہی خاندان کے دوسرے ارکان کے اوصافِ حمیدہ کی وجہ
سے اس خانوادے کو رعایا خود اپنا خاندان سمجھتی ہے۔ ہمیں اس موقع پر
دعائے شکرانہ کے ساتھ خدائے بزرگ و برتر کی جناب میں نہایت ادب سے
یہ دعا مانگنی چاہیئے کہ وہ بادشاہ سلامت و ملکہ پر ہمیشہ اپنی رحمت کے پھول
برساتا رہے۔ اور انھیں امن و امان قائم رکھنے اور انصاف و آزادی کے اصولوں
کی محافظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے"۔



دُعائے شکرانہ کے بعد ملکِ معظم و ملکہ معظمہ کی کلیسائے سینٹ پال سے مراجعت



بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظم ایڈمیرلٹی آرچ کے راستے سے قصرِ شاہی کو واپس تشریف لے جا رہے ہیں

اس تقریب میں ہندوستانی والیانِ ریاست نہایت بیش قیمت اور شاندار ہندوستانی لباس میں ملبوس تھے۔ ان کی پگڑیاں اور کلغیاں ہیرے جواہرات سے جگمگا رہی تھیں۔ مہاراجہ بیکانیر مہاراجہ پٹیالہ اور مہاراجہ کشمیر کو شاہی خاندان کے افراد کے ساتھ بٹھایا گیا تھا۔ اور بادشاہ سلامت کے ہندوستانی داروغۂ اصطبل کو کورز آف جنٹلمین۔ ایٹ۔ آرمس (Corps of Gentlemen-at-Arms) کے ساتھ تعینات کیا گیا تھا۔ اور اس طرح انھیں شاہی گارڈ کا مرتبہ بلند عطا کیا گیا تھا۔ شاہی خاندان کے اردگرد ایک طرف ارکانِ کابینہ۔ لارڈ سینکی۔ صدر دارالعوام۔ جج اور دوسری طرف مختلف حکومتوں کے سفراء بیٹھے نظر آتے تھے۔ موخر الذکر جماعت کے افراد زیادہ تر درباری لباس پہنے ہوئے تھے۔ البتہ سلطان ابن سعود (King Abine-Saud) کے نمائندے اپنے قومی لباس میں نظر آتے تھے۔ عبادت کا آغاز قومی ترانے اور شکرانے کے گیت سے ہوا۔ پھر کتابِ مقدس کی عبارتیں پڑھ کر سنائی گئیں۔ اس کے بعد پادری صاحب نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور پھر قومی ترانے کے ساتھ عبادت کے ختم ہونے کا اعلان ہوا۔ دعائے شکرانہ کی یہ تاریخی تقریب اس قدر شاندار اور تاثر انگیز تھی کہ جن لوگوں کو اس میں شرکت کا فخر حاصل ہوا۔ وہ اسے کبھی فراموش نہ کر سکیں گے۔ اس نظارے کو دیکھ کر یہ محسوس ہو رہا تھا۔ گویا آفتاب و ماہتاب ستاروں کے جھرمٹ میں موجود ہیں۔ مذہبی کارکنوں کی جماعت۔ گرجے کے خدام کا مجمع اور دوسرے شاگرد پیشہ افراد کی موجودگی تقریب کی عظمت کو دوبالا کر رہی تھی۔ ادائے عبادت کے لئے ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کی کرسیاں قربان گاہ کے ٹھیک سامنے رکھی گئی تھیں۔

کلیسائے سینٹ پال سے واپسی | شکرانے کی دعائیہ تقریب ختم ہونے کے بعد ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ جلوس شاہانہ کے ساتھ قصر شاہی کو واپس ہوئے۔ راستے میں کھڑے ہوئے لوگوں نے اظہارِ مسرت سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ لوگوں کی خوشی کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا تھا۔ گویا مسرت کا ایک بے پایاں سمندر ہے۔ جو ہلکورے لے رہا ہے۔ واپسی کے وقت جس طرف سے شاہی گاڑی گزرتی۔ دو رویہ کھڑے ہوئے لوگ خوشی سے نعرے بلند کرتے تھے۔ اور ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ مسکراتے ہوئے ان کا جواب دیتے جاتے تھے۔ جب ڈیوک آف یارک اور ڈچس آف یارک اپنی دونوں ننھی ننھی بچیوں کے ساتھ نظر آئے۔ تو لوگوں نے زور شور سے تالیاں بجانی شروع کیں ننھی شہزادیاں جلد جلد دونوں ہاتھ اٹھا اٹھا کر تالیوں کا جواب دیتی چلی جاتی تھیں۔ اسی طرح جب ڈیوک آف کینٹ و پرنسس میرینا اور پرنس آف ویلز و ڈیوک آف گلوسسٹر گزرے۔ تو انھیں بھی دیکھ کر لوگوں نے زور شور سے مسرت کے نعرے بلند کئے۔

ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی واپسی جب شاہی جلوس اور دوسرے جلوس گزر چکے۔ تو مسٹر ییک کڈانلڈ۔ وزرائے مستعمرات اور ہندوستان کے مندوب اپنی اپنی گاڑیوں میں روانہ ہوئے۔ اور لوگوں نے ان کی آمد پر بھی پُر زور نعرہ ائے مسرت بلند کئے۔ ملک معظم و ملکۂ معظمہ ۱۲ بج کر دو منٹ پر قصر شاہی میں پہنچے۔ جہاں بے شمار لوگ پہلے سے انتظار کر رہے تھے۔ انھوں نے نعرہائے مسرت سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ ملک معظم و ملکۂ معظمہ کے قصر شاہی میں داخل ہونے کے باوجود لوگ قصر شاہی کے سامنے کھڑے اظہار مسرت کرتے اور تالیاں بجاتے نظر آ رہے تھے۔ جب مسلسل پندرہ منٹ تک تالیاں بجتی رہیں۔ تو ملک معظم قصر شاہی کی شہ نشین پر تشریف لائے۔ آپ کے بعد ملکۂ معظمہ۔ پرنس آف ویلز۔ ڈیوک آف یارک۔ ڈیوک آف کینٹ۔ ڈچس آف کینٹ اور شاہی خاندان کے دوسرے افراد بھی شہ نشین پر تشریف لے آئے۔ شاہی خاندان کے ارکان کو دیکھ کر لوگ خوشی کے مارے جامے میں پھولے نہ سماتے تھے۔ انھوں نے جوشِ مسرت سے قومی ترانہ گانا شروع کیا۔ اور اس کے بعد اس گیت کا آغاز کیا :- ع

"کیا ہی ہنس مکھ اور اچھا شاہ ہے"

مجمع نے یہ گیت تین مرتبہ گایا۔ اور ملک معظم نے گیت سن کر زور سے قہقہہ لگایا۔

سہ پہر کی دعائیہ تقریب کلیسائے سینٹ پال میں سہ پہر کو پھر شکرانے کی دعائیہ تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں ہر طبقے کے ہزاروں آدمی شریک ہوئے۔ ڈین نے اپنے خطبے میں کہا کہ "ملک معظم و ملکۂ معظمہ نے ہمارے سامنے مسیحی بادشاہت کے بنیادی اصول کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے"۔

چراغاں رات کو ویسٹ اینڈ میں بڑی دھوم دھام سے چراغاں کیا گیا۔ قصر بکنگھم کے سامنے لوگوں کا ایک بہت بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا۔ جب ملک معظم و ملکۂ معظمہ قصر شاہی کی ایک چھت پر آئے۔ جو بقعۂ نور بنی ہوئی تھی۔ تو لوگوں کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اکثر آدمیوں نے خوشی کے مارے رومال اور یونین جیک (Union Jack) ہلانے شروع کئے۔ بعض نے جوشِ مسرت سے اپنی ٹوپیاں تک اچھال دیں۔ لوگوں نے قومی ترانہ اور اس کے بعد ایک مزاحیہ گیت ع

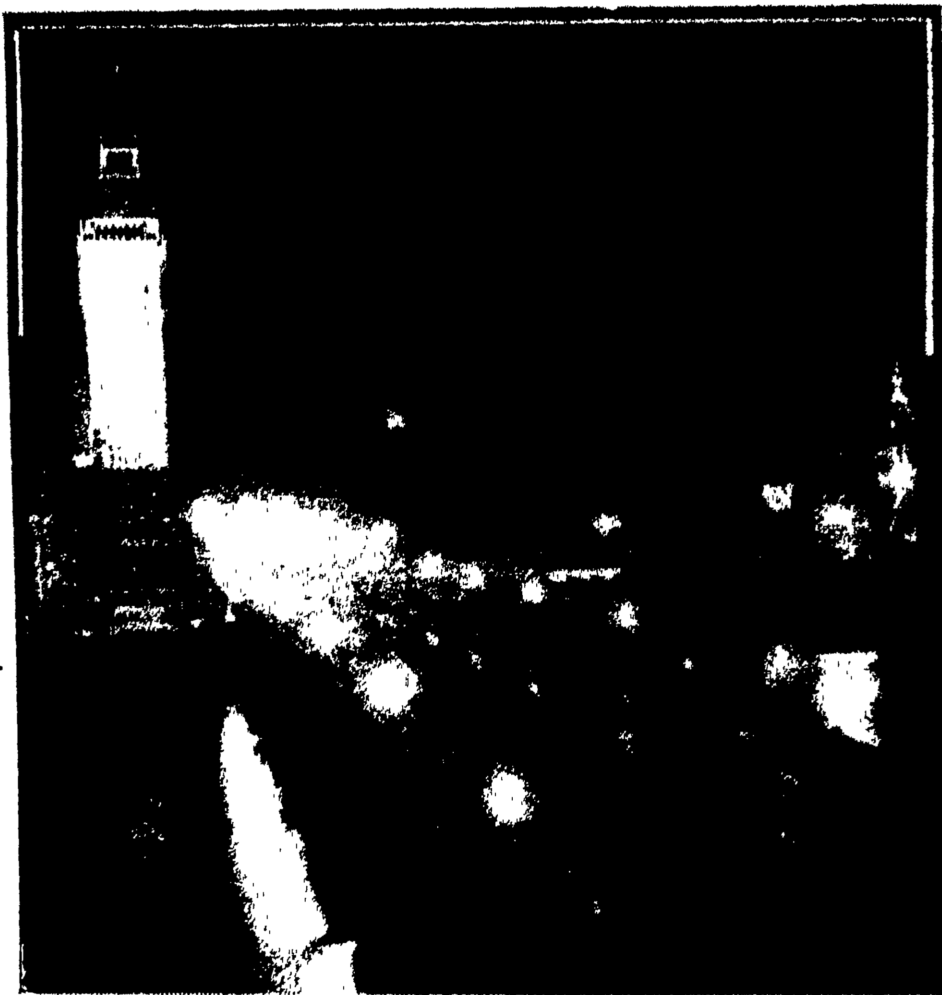
"کیا ہی ہنس مکھ اور اچھا شاہ ہے"

گانا شروع کیا۔

سلطنت برطانیہ کے باشندوں کے نام شاہی پیغام رات کو ملک معظم نے سلطنت برطانیہ کے



ملک معظم و ملکہ معظمہ مع اراکین خاندان شاہی قصر بکنگھم کے چبوترے پر جلوہ افروز ہیں



بگ بین کا مینار روشنی سے بقعۂ نور بنا ہوا ہے

باشندوں کے نام بدیں الفاظ ایک پیغام دیا :-

"میری زندگی کے اور جتنے ایام باقی ہیں۔ انھیں از سرِ نو تمھاری خدمت کے لئے وقف کرتا ہوں۔ آج صبح لاکھوں خوش و خرم لوگوں کے درمیان سے گزرنے اور اس کے ساتھ گزشتہ پچیس سال پر نظر ڈالنے سے مجھ پر جو عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ میں اسے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ میں الفاظ میں اپنے جذبات و احساسات کی تصویر نہیں کھینچ سکتا۔ البتہ اتنا ضرور کہ سکتا ہوں کہ میں اور ملکہ دونوں اپنے دل کی گہرائیوں سے آپ کی اس دلی محبت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جب میں گزشتہ ایام پر نظر ڈالتا ہوں۔ تو خدائے بزرگ و برتر کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں! مجھے اور میری رعایا کو جن سخت مراحل اور کٹھن منزلوں سے گزرنا پڑا ہے۔ ابھی ان کا بالکل خاتمہ نہیں ہوا۔ جو لوگ اب تک بیکار ہیں۔ ان کی حالت پر مجھے سخت افسوس ہے۔ میں رعایا سے اپیل کرتا ہوں کہ بے روزگار لوگوں اور ایسے لوگوں کی جن کے اعضا بے کار ہو گئے ہیں۔ پوری پوری مدد کریں۔ ہو سکتا ہے کہ آئندہ چل کر مزید مشکلات پیش آئیں۔ لیکن مجھے خدا کی ذات سے کامل امید ہے کہ اگر ہم اعتماد و ہمت اور باہمی اتحاد سے ان کا مقابلہ کریں۔ تو یقینی طور پر ان پر قابو پا سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے مستقبل روشن و درخشاں نظر آتا ہے۔"

اسی طرح ملک معظم نے پرنس آف ویلز کے جوبلی ٹرسٹ فنڈ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ۔ "مستقبل کا انحصار نوجوانوں پر ہے"۔ آپ نے بچوں کو مخاطب کرتے ہوئے نصیحت کی کہ "تمھیں ایک روز ایک عظیم الشان سلطنت کا شہری بننا ہے۔ لہٰذا تمھیں اپنا کام کرنے کے لئے دل و جان سے تیار رہنا چاہئے"۔ ملک معظم نے یہ بھی کہا کہ "وطن عزیز، مستعمرات۔ نو آبادیات اور ہندوستان سے جو بیشمار تہنیت موصول ہوئے ہیں۔ ان سے مجھے بے حد مسرت حاصل ہوئی ہے چنانچہ اس ضمن میں میں ان تمام حضرات کا جو میری تقریر سن رہے ہیں۔ دلی شکریہ ادا کرتا ہوں"۔ آپ نے تقریر ختم کرتے ہوئے فرمایا۔ "مجھے اپنے دلی جذبات کے اظہار کے لئے ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کے ان الفاظ سے بہتر اور کوئی الفاظ نہیں ملتے۔ جو انھوں نے اپنی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر ارشاد فرمائے تھے۔ اور جو یہ ہیں۔ "میں اپنے دل کی گہرائیوں سے اپنی رعایا کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ خدا اسے خوش رکھے"۔

روشنی کے الاؤ | رات کے دس بجے ملک معظم نے قصر شاہی میں ایک برقی بٹن (Switch) دبایا۔ جو گویا اس امر کا پیغام تھا۔ کہ جزائر برطانیہ کے گوشے گوشے میں روشنی کے مینار روشن کر دئے جائیں۔ اسی طرح برطانیۂ عظمی کے ہر حصے میں رات بھر جوبلی کا جشن نہایت شاندار اور اعلیٰ پیمانے پر منایا جاتا رہا۔ لندن میں لوگوں کی کثرت کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ جلوسی تقریب میں گرمی کی وجہ سے سات ہزار آدمیوں کو غش آگیا۔ چنانچہ ان میں سے ۲۷ آدمیوں کو ہسپتال پہنچانا پڑا۔ اور ایک کا انتقال ہو گیا ۔

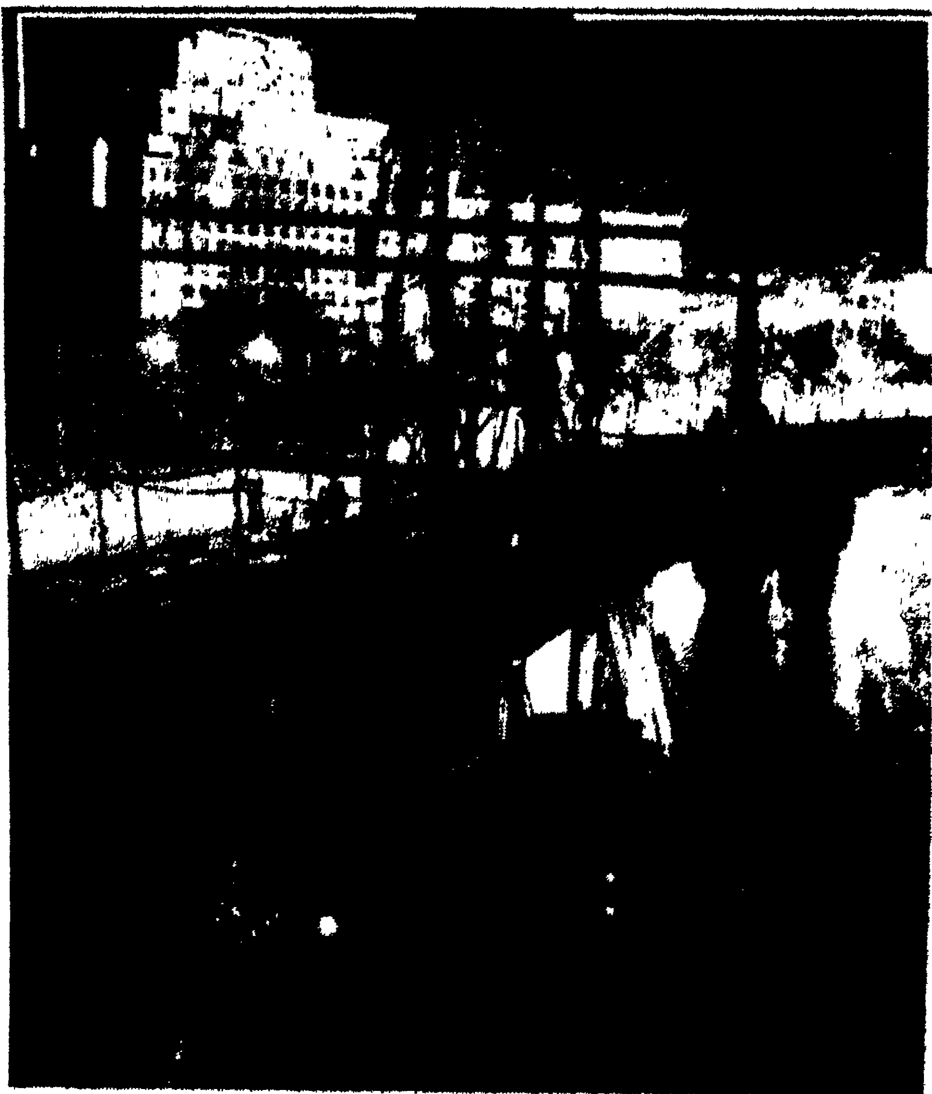
غیر ممالک میں جوبلی کی تقریب | نہ صرف سلطنت برطانیہ کے مختلف حصوں ہی میں جوبلی کی تقریب منائی گئی۔ بلکہ اس تقریب میں دوسری سلطنتوں نے بھی بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ واشنگٹن میں صدر جمہوریۂ امریکہ کی ناگزیر غیر حاضری میں ان کی اہلیۂ محترمہ مسز روز ویلٹ (Mrs. Roosevelt) نے نیشنل کلیسا (National Cathedra;) کی دعائیہ تقریب میں شرکت کی۔ جاپان کے دارالحکومت ٹوکیو (Tokio) میں شہنشاہ جاپان کے دو بھائی۔ ان کی بیویاں۔ وزیر اعظم اور دوسرے جاپانی وزراء شکرانے کی ایک تقریب میں شریک ہوئے۔

اس میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں کہ جنگ عظیم کے خاتمے پر جو عارضی صلحنامہ ہوا تھا۔ اس کے بعد سے اس وقت تک لندن میں کبھی ۶ اور ۷ مئی کی درمیانی شب کی طرح چہل پہل نظر نہیں آئی۔ چنانچہ ۷ مئی کی صبح تک لوگ خوشیاں منانے میں مصروف نظر آتے تھے۔ ویسٹ اینڈ کی رونق خاص طور پر قابل دید تھی۔ جہاں لوگ دنیا و مافیہا سے بے خبر داد عیش دینے میں مصروف تھے۔ ٹرافلگر سکیئر میں نیلسن کالم کے اردگرد محفل رقص برپا تھی۔ پکاڈلی میں اس کثرت سے موٹریں نظر آرہی تھیں کہ اس سے پہلے شاید ایک وقت میں یہاں اتنی بڑی تعداد میں کبھی موٹریں جمع نہ ہوئی ہوں گی لیسسٹر سکیئر (Leicester Square) میں غباروں کی لڑائی ہو رہی تھی ۔

اختتام کار کے اعلان کے طور پر اگرچہ آدھی رات کے بعد قصر بکنگھم کی روشنی گل کر دی گئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود لوگوں کے اژدحام میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ وزیر اعظم۔ مس اشبیل میکڈانلڈ۔ لارڈ اور لیڈی لنڈن ڈری (Lord and Lady Londonderry) اور لارڈ اور لیڈی ہیلشام (Lord and Lady Hailsham) نے چراغاں دیکھنے کے لئے ہوائی جہاز کے ذریعے سے شہر پر پرواز کی۔ مسٹر میکڈانلڈ نے پرواز کے دوران میں کرائڈن (Croydon) سے لاسلکی کے ذریعے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہوائی جہاز سے شہر کی روشنی بڑی بھلی معلوم ہوتی ہے ۔



شاہی جلوس ٹرافلگر اسکوائر سے گزر رہا ہے



دریاے ٹیمس کے ساحل پر چراغاں کا درخشاں منظر



لندن ٹاور برج کی روشنی کا دلکش نظارہ

قصرِ شاہی کی کیفیت | ۷ اور ۸ مئی کا پورا پورا دن ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ نے خاموشی سے قصرِ بکنگھم میں بسر کیا۔ اور شکر ہے کہ "یومِ جوبلی" کی مصروفیتوں کا بادشاہ و ملکہ کی صحت پر کوئی برا اثر نہیں پڑا۔ سہ پہر کو ملکۂ معظمہ موٹر کار پر سوار ہو کر ویسٹ اینڈ تشریف لے گئیں۔ ساہلِ جلوس نے ملکۂ معظمہ کو دیکھ کر مسرت سے نعرے بلند کئے۔ اور تالیاں بجائیں۔ شاہی خاندان کے اکثر ارکان جن میں بادشاہ سلامت کے چچا ڈیوک آف کناٹ بھی شامل تھے۔ قصرِ شاہی میں تشریف لائے۔ اور جوبلی کے ان خوبصورت تحائف کا معاینہ فرمایا۔ جو اکثر دوستوں کی طرف سے موصول ہوئے تھے۔ ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کو ابھی دو تین ہفتوں تک جوبلی سے تعلق رکھنے والی متعدد تقریبوں میں شامل ہونا پڑے گا +

پولیس آفسرِ لندن کے نام شاہی پیغام | ۸ مئی ۱۹۳۵ء کو تقریب جوبلی کے سلسلے میں پولیس کے اعلیٰ انتظامات کے متعلق ملکِ معظم نے پولیس کمشنر لندن (The Commissioner of Police for the City of London) کے نام اپنی خوشنودی کا پیغام ارسال فرمایا +

لندن کے طالب علموں اور طالبات کے نام شاہی پیغام | جشن جوبلی کے مراسم کے سلسلے میں لنڈن کونٹی کونسل (London County Council) میں ضلع لندن کی میونسپل کمیٹی نے اپنے حلقے کے متعلمین و متعلمات کو جن کی تعداد چھ لاکھ پچاس ہزار ہے۔ جوبلی کی یادگار میں ایک مصوّر کتاب کے نسخے بطور تحفہ عطا کئے۔ اس کتاب کا خاص امتیاز یہ تھا۔ کہ اس میں ملکِ معظم کا ایک پیغام درج تھا۔ اس پیغام کا مفہوم حسبِ ذیل ہے :-

"لندن کے بچو! میں اپنی تخت نشینی کی پچیسویں سالگرہ کے موقع پر تمہیں یہ پیغام بھیجتا ہوں کہ تم ایک عظیم الشان دورِ گزشتہ کے وارث ہو۔ اور مستقبل کی باگ ڈور بھی تمہارے ہی ہاتھوں میں ہوگی۔ لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو لازم ہے کہ ایک قابلِ فخر شہر کا نیک شہری بننے کی کوشش کرے۔ اس مدعا کے حصول کے لئے تمہیں اپنی صلاحیتوں سے زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر کام لینا چاہئے۔ جانفشانی کے ساتھ ہمت کرو کہ تم میں زیادہ سے زیادہ علم اور بیش از بیش نیکی پیدا ہو سکے۔ اور تم زیادہ سے زیادہ طاقتور ہوتے چلے جاؤ۔ اگر تم اس معاملے میں پیہم اور مسلسل کوشش کئے جاؤ گے۔ تو اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ تم نے کامیابی کے ساتھ وہ کام کیا۔ جس سے تمہارے اپنے خاندان۔ تمہارے شہر۔ تمہارے وطن اور جملہ نسلِ انسان کو فائدہ پہنچے گا۔ پس اگر تم اس طریق سے زندگی بسر کرو گے۔ تو خواہ یہ زندگی

کسی ادنیٰ درجے اور حلقے میں کاٹو۔ خواہ کسی اعلیٰ میدان میں۔ مگر اس کا نتیجہ یہ نکلیگا
کہ ہرحال میں تمہاری زندگی شریفانہ اور لائق تحسین کہلائے گی۔ اور ممکن ہے کہ
پُر وقار بھی ہو جائے۔ مجھے تمہاری ذات پر کامل اعتماد ہے"!
راقم جارج (آر۔ آئی R.I)

مختلف ممالک عالم میں جوبلی کی تقریب سلطنت برطانیہ کے مختلف حصوں اور دنیا کے مختلف ممالک سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا کے ہر حصے میں یہ تقریب نہایت شان و شوکت سے منائی گئی۔ جس طرح لندن میں خاص اہتمام تھا۔ ویسے ہی دنیا کے مختلف ممالک میں بھی چراغاں کیا گیا۔ الاؤ روشن کیئے گئے۔ اور ضیافتیں کی گئیں۔ لندن میں جو کچھ ہوا۔ اس کی اطلاع براڈکاسٹ کے ذریعے سے دنیا کے مختلف گوشوں میں پہنچائی گئی۔ جن غیر ممالک کے حکمرانوں نے تقریب جوبلی کے سلسلے میں پیغامات تہنیت ارسال کیئے۔ ان میں پاپائے اعظم (Pope) شہنشاہ جاپان (The Emperor of Japan) اور صدر لیبرن (President Lebrun) کے تام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

صدر جمہوریہ امریکہ کا پیغام مسٹر روز ویلٹ صدر جمہوریہ امریکہ نے سلور جوبلی کے موقع پر ملک معظم کی خدمت میں حسب ذیل پیغام ارسال کیا:۔

"یور میجسٹی کو ربع صدی تک جو فاضلانہ و قابلانہ اثر و اقتدار حاصل رہا ہے۔
وہ حد سے زیادہ قابل ستائش و لائق تعریف ہے۔ متعدد ایسی روایات موجود
ہیں۔ جو باشندگان دولت متحدہ امریکہ اور اہل برطانیہ کے درمیان مشترک ہیں۔ اور
ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تقریب اعلیٰحضرت کی رعایا کے لئے کس قدر
تاثر انگیز ثابت ہوگی۔ ہم اس مسرت کے موقع پر آپ کی رعایا کے پورے پورے
ہمنوا ہیں"۔

ٹوکیو دارالحکومت جاپان میں اہل برطانیہ کی طرف سے جو شکرانے کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس میں شاہنشاہ جاپان کے دونوں بھائی۔ ان کی بیگمات۔ وزیر اعظم اور دوسرے وزراء نے شرکت کی۔ جنوبی افریقہ کے دارالحکومت کیپ ٹاؤن کے سٹی ہال (City Hall) میں ایک زبردست عام مظاہرہ ہوا۔ اس موقع پر جنرل سمٹس (General Smuts) نے ملک معظم کی بلند شخصیت پر ایک شاندار تقریر کے ذریعے سے روشنی ڈالی۔ ہانگ کانگ (Hong Kong) میں دو لاکھ چینیوں کا اجتماع ہوا۔ متعدد جلوس نکالے گئے۔ اور دوسرے اجتماعات کا انعقاد عمل میں آیا۔

کنگ جارجز جوبلی ٹرسٹ فنڈ میں ایک پنس کا چندہ | ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز نے کنگ جارجز جوبلی ٹرسٹ (King George's Jubilee Trust) کی طرف سے جو اپیل شائع کی تھی۔ اس کے جواب میں لندن کے ایک لڑکے نے ایک خط کے ذریعے سے ایک پنس کا ٹکٹ چندے میں ارسال کیا۔ اس لڑکے کے چندے کے متعلق پرنس آف ویلز نے فرمایا۔ کہ چندے میں خواہ ایک پنس موصول ہو یا دو پنس!! لاکھوں آدمیوں کے عطا کئے ہوئے ایک ایک پنس سے بہت بڑا سرمایہ جمع ہو سکتا ہے۔ آپ نے ایسے لوگوں سے جن کی آمدنی نہایت قلیل ہے۔ اپیل کی کہ وہ غیر استعمال شدہ ٹکٹ ارسال کریں۔ لندن کے ایک لڑکے نے ہز رائل ہائینس کو لکھا کہ "براڈکاسٹ کے ذریعے سے آپ نے جو تقریر کی۔ وہ میں نے ابھی ابھی سنی۔ اس وقت میری جیب میں صرف ایک پنس کا ٹکٹ موجود ہے۔ کیا آپ اسے قبول فرمانے کو تیار ہیں"؟ غرض جوبلی ٹرسٹ کے فنڈ میں غریب اور امیر ہر طبقے کے لوگ دل کھول کر شامل ہوئے۔

وزیر اعظم کی تقریر | مسٹر ریمزے میکڈانلڈ نے براڈکاسٹ کے ذریعے سے ایک تقریر کرتے ہوئے دولت متحدہ برطانیہ کی طرف سے ملک معظم کی خدمت میں ہدیہ تبریک تہنیت پیش کیا۔ اور دوران جنگ وزمانۂ بعد از جنگ میں ملک معظم کے شاندار دور حکومت کا تذکرہ کرتے ہوئے ملک معظم کے عزم واستقلال اور فہم وفراست کا نہایت شاندار الفاظ میں اعتراف فرمایا۔ وزیر اعظم نے ملکۂ معظمہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے کہا کہ بادشاہ سلامت کو اپنے دوران حکومت میں خوش وخرم رکھنے اور آرام پہنچانے میں ملکۂ معظمہ نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ تقریر کرتے ہوئے انہوں نے یہ امید ظاہر کی کہ بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ آئندہ اسی طرح مسرت سے بھرے ہوئے اور سال بھی دیکھیں گے۔

بادشاہ وملکہ کو دیکھنے کے لئے طلبہ کا ہجوم | لندن میں جو کثیر التعداد اور خوش وخرم طلبہ سیر کے لئے آئے تھے۔ یہ تمام کے تمام کانسٹی ٹیوشن ہل اور مال کے چبوتروں (Stands) پر بٹھائے گئے۔ یہ چبوترے بادشاہ سلامت کے حکم سے ان طلبہ کے لئے خالی رکھے گئے تھے۔ تاکہ وہ آرام سے ملک معظم وملکۂ معظمہ کو دیکھ سکیں۔ لنڈن کونٹی کونسل نے آفس آف ورکس۔ لنڈن پولیس۔ ریلوے اور موٹر بسوں سے تعلق رکھنے والے حکام کی مدد سے ان بچوں کے آرام وآسائش کا پورا پورا بندوبست کر دیا تھا۔ چونکہ شاہی سواری کے آنے میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔ اس لئے بچوں کا جی بہلانے کے لئے برگیڈ آف گارڈز (Brigade of Guards) اور برٹش براڈ (British Broadcasting Corporation)

کاسٹنگ کارپوریشن کا پروگرام آلۂ نشر صوت کے ذریعے سے مشتہر کیا گیا۔ ہائڈ پارک کارنر (Hyde Park Corner) سے ماربل آرک (Marble Arch) تک کی سڑک پر نوجوانوں کی مختلف انجمنوں سے تعلق رکھنے والے ۱۵ ہزار لڑکے موجود تھے ۔

جلوس شاہی

ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ اپنے محافظتی دستے کی معیت میں کھلی ہوئی گاڑیوں کے جلوس میں ایڈورڈ روڈ (Edward Road) اور میری لی بون روڈ (Marylebone Road) کی طرف روانہ ہوئے ۔ ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ میری لی بون ٹاؤن ہال (Marylebone Town Hall) میں اُترے ۔ یہاں میئر (Mayor) اور لندن کی مختلف میونسپلٹیوں کے مقتدر ارکان نے اُن کا استقبال کیا ۔ بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ بیکر سٹریٹ (Baker Street)۔ آکسفورڈ سٹریٹ (Oxford Street)۔ ریجنٹ سٹریٹ (Regent Street) اور مال کے راستے سے قصرِ شاہی کو واپس ہوئے ۔ جن راستوں سے شاہی جلوس گزرنے والا تھا ۔ ان پر ہزارہا آدمی کھڑے تھے ۔ جیسے ہی ان کی نظر بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ پر پڑی ۔ انھوں نے جوشِ مسرت سے تالیاں بجانی شروع کیں ۔

قصرِ شاہی کے سامنے ڈھائی لاکھ مشتاقانِ دیدار کا اجتماع

تخمینہ کیا گیا ہے کہ ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ کو دیکھنے کے لئے قصرِ بکنگھم کے سامنے تقریباً ½۲ لاکھ آدمی جمع تھے ۔ لوگوں کے اظہارِ مسرت اور پُرزور تالیوں کے درمیان ½۹ بجے شب کو ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ قصرِ شاہی کے ایک شہ نشین پر جلوہ افروز ہوئے ۔ بادشاہ اور ملکہ کو دیکھ کر لوگوں کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور انھوں نے نعرہ ہائے مسرت سے آسمان سر پر اٹھا لیا ۔ پکا ڈِلی ۔ سٹرینڈ اور ان کے نواحی علاقوں میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ میلا لگا ہوا ہے ۔ غرض جس طرف نگاہ اٹھتی تھی ۔ جوشِ مسرت کا ایک بحرِ بے پایاں ہلکورے لیتا ہوا نظر آتا تھا ۔ اگرچہ سرکاری طور پر آئندہ ہفتے کے بعد جوبلی کے سلسلے میں کوئی روشنی نہیں کی گئی تھی ۔ اور ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ بھی قصرِ شاہی کے شہ نشین پر تشریف نہیں لائے تھے ۔ لیکن اس کے باوجود لندن اور دوسرے صوبجاتی شہروں میں ہفتہ بھر تک روزانہ روشنی ہوتی رہی ۔

بے روزگاروں کی تسلی کے لئے پرنس آف ویلز کی تقریر

جوبلی کی تقریب کے دوران میں سکاٹ لینڈ ۔ ویلز اور ناردرن آئرلینڈ میں تقریریں کرتے ہوئے شہزادگانِ والاتبار نے بیروزگاری بڑھ جانے پر رعایا کی تکالیف کا ذکر کر کے ملکِ معظم کی طرف سے اظہارِ افسوس کیا ۔ پرنس آف ویلز نے کارڈف (ویلز) میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ :-

"جوبلی کے سال کے دوران میں اس مسئلے کو سلجھانے کی کوشش کرنی چاہیئے "

آپ نے فرمایا کہ :۔

"میں اس سلسلے میں نہ صرف بادشاہ سلامت کے رنج والم میں ان کی ہمنوائی کرتا ہوں۔ بلکہ آپ کے شہزادے (پرنس آف ویلز) کی حیثیت سے میں اسے اپنے دوش پر سب سے زیادہ ذمہ داری سمجھتا ہوں۔ اس سلسلے میں آپ کو مدد پہنچانے کے لئے میری طاقت میں جو کچھ ہوگا میں اس سے ہرگز دریغ نہ کروں گا۔"

مسٹر لائڈ جارج کی تقریر | پرنس آف ویلز کی تقریر کے بعد مسٹر لائڈ جارج نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ :۔

"ہمیں محض اسی امر پر فخر نہیں ہے کہ ہمارا ایک شہزادہ بھی موجود ہے۔ بلکہ ہمیں اپنے شہزادے کی ذاتِ ستودہ صفات پر ناز ہے۔ اگرچہ ہمارے سامنے طوفانی ایام موجود ہیں۔ لیکن امید ہے کہ ہم اپنے ملاح بادشاہ کی مدد سے ان پر قابو پالیں گے۔"

ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کی موٹر پر سیر | ۹ مئی ۱۹۳۵ء کو خلاف توقع ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ، پرنسس ایلزبتھ (Princess Elisabeth) کے ساتھ موٹر پر سوار ہو کر ویسٹ اینڈ کی سڑکوں سے گزرے۔ ملکِ معظم کا یہ لائحۂ عمل اس قدر پوشیدہ رکھا گیا تھا کہ پولیس کو بھی انتظامات کے متعلق کوئی ہدایت نہ دی گئی تھی۔ پھر بھی متعدد مقامات پر شاہی گاڑی کو بھیڑ کی وجہ سے دیر تک راستہ صاف ہونے کا انتظار کرنا پڑا۔ چائنا ٹاؤن (Chinatown) اور ڈاک لینڈ (Dookland) میں خاص طور پر لوگوں نے آپ کا نہایت شاندار استقبال کیا۔ یہاں اس قدر اژدحام تھا کہ شاہی موٹر کا گزرنا مشکل ہوگیا۔ مردوں، عورتوں، لڑکوں اور لڑکیوں نے موٹر کے آس پاس جمع ہو کر اسے گھیر لیا۔

۱۲ مئی کو پھر ملک کے تمام گرجاؤں میں شکرانے کی دعائیں مانگی گئیں۔ اور ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ نے قصرِ بکنگھم کے شاہی گرجے میں فریضۂ عبادت ادا کیا۔ ہائڈ پارک (Hyde Park) میں شکرانے کی ایک دعائیہ تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں ایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں نے شرکت کی۔ اس تقریب میں کینیڈا، نیوزی لینڈ، آسٹریلیا، ہندوستان اور جنوبی افریقہ کے نمائندے بھی شریک ہوئے۔

سینٹ جیمز پیلس میں دربار کا انعقاد | ۸ مئی ۱۹۳۵ء کو ملکِ معظم نے دنیا کے مختلف ممالک کے پیغامات تہنیت و مبارکباد کا جواب دینے کے لئے سینٹ جیمز پیلس میں ایک استقبالیہ دربار (Reception) منعقد کیا۔ جس میں مختلف ممالک کے تقریباً وہ تمام نمائندے اور

سفرا شامل تھے ۔جو اس وقت لندن میں موجود تھے ۔ ملک معظم ملکہ معظمہ کی معیت میں قصر بکنگھم سے سینٹ جیمز پیلیس (St. James's Palace) تشریف لے گئے ۔ راستے میں لوگوں کا بہت زیادہ اژدحام تھا ۔ اس موقع پر ملک معظم امیر البحر کے لباس میں ملبوس تھے ۔ اور ملکہ معظمہ نیلے رنگ کی نازک ساٹن و سمور پہنے ہوئے تھیں ۔ جیسے ہی شاہی موٹر سینٹ جیمز پیلیس پہنچی ۔ ایک عظیم الشان مجمع نے زور شور سے تالیاں بجانی شروع کیں ۔ اس کے بعد ملک معظم تخت گاہ (Throne Room) میں تشریف لے گئے ۔ جہاں آپ نے بہت سے سفراء ، وزراء اور سلطنت کے دوسرے نمائندوں کو شرف باریابی عطا فرمایا ۔ برازیل کے سفیر نے ملک معظم کی خدمت میں تمام سفرائے دول کی طرف سے ایک سپاس نامہ پیش کیا ۔ اس کے بعد چاروں برطانوی مستعمرات کے وزرائے اعظم نے ملک معظم کی خدمت میں وہ سپاس نامے علٰحدہ علٰحدہ پیش کئے ۔ جو مستعمرات کی پارلیمنٹوں نے منظور کر کے بھیجے تھے ۔ ملک معظم نے ہر سپاس نامے کا علٰحدہ علٰحدہ جواب دیا ۔ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ اور دوسرے وزراء جوبلی کے وہ تمغے لگائے ہوئے تھے ۔ جو انھیں ملک معظم کی طرف سے عطا کئے گئے تھے ۔ چاروں مستعمرات کے سپاس نامے پیش ہونے کے بعد مسٹر جی ۔ ایم ہگنس وزیر اعظم جنوبی روڈیسیا نے تقریر کی ۔ ان کے بعد مسٹر جے ۔ ایچ تھامس (Mr. J. H. Thomes) نے نیو فاؤنڈلینڈ کی طرف سے ۔ سر فلپ کنلف لسٹر (Sir Phillip Cunliffe-Lister) نے نوآبادیوں کی طرف سے اور سر جوزف بھور نے ہندوستان کی طرف سے تقریریں کیں ۔

سفرائے دول مختلفہ کے سپاس نامے کے جواب میں شاہی تقریر برازیل کے سفیر نے مختلف ممالک کے سیاسی نمائندوں کی طرف سے ملک معظم کی خدمت میں جو سپاس نامہ پیش کیا ۔ بادشاہ سلامت نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ :-

"میں اور ملکہ اس سپاس نامے سے بے حد متاثر ہوئے ہیں ۔ مجھے اتفاقاً معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ہمراہی میرے دار الحکومت میں سفیر مقرر ہو کر آنا بے حد پسند کرتے ہیں ۔ اگر یہ صحیح ہے ۔ تو یہ امر میرے لئے بے حد مسرت کا باعث ہے ۔ چنانچہ میں ممالک غیر کے نمائندوں کے تقرر کے باب میں اپنے دربار کو بیحد خوش نصیب سمجھتا ہوں ۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہے گی کہ انہیں جس قسم کی مدد اور ہمت افزائی کی ضرورت پیش آئے گی ۔ ان کے بہم پہنچانے میں قطعاً کوئی کوتاہی نہ کی جائے گی ۔"

سر جوزف بھور نمائندۂ ہند کی تقریر وائسرائے ہند کی مجلس منتظمہ کے ایک رکن سر جوزف بھور

(Sir Joseph Bhore) اس کام پر مامور کئے گئے تھے۔ کہ لندن جا کر ہندوستان کی جانب سے ملکِ معظم کی خدمت میں مبارک باد اور ہندوستان کا خراجِ عقیدت پیش کرنے کا فرض ادا کریں۔ چنانچہ سر جوزف بھور نے فرمایا:-

"سلطنت کے تمام ممالک کے ساتھ ہندوستان اس امر میں شمولیت کرتا ہے کہ اس مبارک و مسعود موقع پر حضور کی خدمت میں مؤدبانہ طریق سے مبارک باد عرض کرے۔ تاریخِ ہند میں گزشتہ رُبع صدی ایک ایسی مدّت ہے کہ اس کے دوران میں ہندوستان نے گراں قدر ترقی کی۔ ہم حضورِ والا کے بے حد احسان مند ہیں۔ کہ حضورِ والا نے اس دوران میں ہندوستان کے معاملات میں پوری پوری دلچسپی لی۔ اقوامِ ہند کے سُود و بہبود کو ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھا۔ اور جملہ باشندگان ہند کی ترقی اور خوش حالی کے لئے کوشش کی۔

"اس کے ساتھ یہ امر بھی قابلِ ستائش ہے کہ جناب محترمہ ملکۂ معظمہ نے بھی نہایت فراخ دلی کے ساتھ اس معاملے میں اپنی ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ کہ ہندوستان کی عورتوں اور بچّوں کی بہتری اور خوش حالی کے لئے جو کوششیں کی جاتی رہی ہیں وہ بخوبی یاد آور رہیں۔

"باشندگانِ ہند کی یہ ایک روایتی خصوصیت ہے کہ وہ اپنے بادشاہ سے پرستارانہ محبت کرنے اور تخت کے وفادار رہتے ہیں۔ اور یہ خصوصیت اُس وقت سے اور بھی نمایاں چلی آتی ہے۔ جب حکومتِ ہند کی باگ ڈور تاجِ برطانیہ کے ہاتھوں میں منتقل ہوئی ہے۔ چنانچہ یہ روایات آج بھی اسی طرح قائم ہیں۔ جیسی کہ ملکۂ وکٹوریہ کے زمانے میں تھیں۔ ملکۂ وکٹوریا آنجہانی نے اپنی ذات اور اپنے خاندان کے لئے اہلِ ہند کی مخلصانہ محبت پر جو فتح حاصل کی تھی۔ اُسے ہرگز فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

"عنقریب ہندوستان میں عظیم الشّان تغیّرات رونما ہونے والے ہیں۔ چنانچہ ہماری دلی دعا اور آرزو ہے کہ ان تغیّرات کے وسیلے سے حضور ملکِ معظّم کی رعایا کو مستقل امن اور دائمی امان حاصل ہو۔ اور حضور کا عہدِ حکومت جو اس وقت تک رفاہِ عامہ کا سرمایہ دار رہا ہے۔ آگے چل کر بھی تاریخ ہند کا ایک زرّیں باب ثابت ہو۔

"ہم اس وقت باشندگانِ ہند حضورِ والا اور ملکہ کی خدمت میں اپنا مؤدّبانہ

اور وفادارانہ خراجِ عقیدت پیش کرتے اور یقین دلاتے ہیں کہ ہندوستان کے اطراف واکناف میں آج مختلف مذاہب و ادیان کے متعدد معبد ہیں جہاں اور دیگر عبادت گاہوں میں اس امر کے لئے دعا کی جاتی ہے کہ ملک معظم اور ملکہ معظمہ ہندوستان اور برطانیہ پر حکومت کرنے کے لئے تادیر سلامت رہیں"۔

نوٹ:۔ یہ تقریر اس جلسۂ استقبالیہ (ریسیپشن Reception) میں کی گئی ہے۔ جو حضرت شاہنشاہ عالی پایگاہ نے خاص اس غرض سے منعقد کیا کہ نمائندگانِ ہند و دیگر ممالک سلطنت کو ہدیۂ تہنیت پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔

ملک معظم کی جوابی تقریر | ملک معظم نے مستعمرات اور نو آبادیوں کے نمائندوں کے جواب میں جو تقریر کی اس کا مفہوم حسب ذیل ہے:۔

"ہمارے درمیان یہ خوش آئند اشتراکِ عمل شروع ہونے سے بہت پہلے میں نے ایک معمولی جہازی افسر کی حیثیت سے ساتوں سمندروں کا سفر اختیار کیا۔ اسی زمانے میں مجھے اس امر کا احساس ہوگیا تھا کہ اگرچہ سلطنت میں مختلف قسم کے ممالک شامل ہیں لیکن سب کے درمیان ایک ہی روح کام کر رہی ہے۔ ہمارا آج کا یہ اجتماع ایک بےنظیر اجتماع ہے۔ ہم یہاں ایک دوسرے سے اپنی کامیابیاں، ناکامیاں اور غلطیاں غرض سب کچھ کہہ سکتے ہیں۔ لیکن ہمیں یہاں ایک دوسرے پر سخت تنقید کرنے اور بےکار اظہارِ افسوس کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ وجہ یہ ہے کہ ہم سب کو ایک دوسرے سے ہمدردی ہے۔ اور ہمیں اس امر کی خبر ہے کہ ہم نے اپنی اپنی بصارت و بصیرت کے مطابق جو کچھ کیا۔ وہ خاندانِ سلطنت کی نیک نامی و بہبود کو پیش نظر رکھ کر کیا۔ ہم سے کبھی کبھی کہا جاتا ہے کہ ہم منطق سے بےبہرہ ہیں۔ ہمارے سیاسی ادارے ڈھیلے اور غیر تشریح شدہ ہیں۔ لیکن جب میں اس آزمائشی زمانے پر نظر ڈالتا ہوں۔ جس میں سے ہمیں گزرنا پڑا ہے۔ تو مجھے تعجب ہوتا ہے کہ کیا اس سے بھی زیادہ کوئی ایسا وسیع نظام ہو سکتا ہے۔ جو ان سختیوں کو برداشت کر سکے جن کا ہمیں مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ خیرسگالی اور عقلمندی ہمیشہ ہمارے لیے ڈھال اور زرہ بکتر کا کام دیتی رہی ہیں۔ چنانچہ ہم نے تمام مشکلات کے باوجود افراد اور اپنی سلطنت میں بسنے والی مختلف نسلوں کی آزادی و خود مختاری کو پوری طرح برقرار رکھا ہے۔ ہمارے درمیان جذبات و روایات کے جو بےشمار تعلقات موجود ہیں۔ اور جو ہمیں ایک ہی رشتے میں منسلک رکھتے ہیں۔ گو وہ کتنے ہی نازک کیوں نہ ہوں"

لیکن مصیبت کے وقت ان کی وجہ سے یہ رشتہ اور بھی زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ میرا
یہ ایمان ہے ۔ اور مَیں یہ دُعا بھی کرتا ہُوں کہ ہمارا یہ رُوحانی تعلق امن و امان کا ضامن
ثابت ہو۔ بعض خوش نصیب مستثنیات سے قطع نظر آپ حضرات میں سے کچھ اصحاب میرے
ہم عمر ہوں گے۔ مَیں دعا کرتا ہُوں کہ خدائے تعالیٰ آپ کی محنتوں کو پروان چڑھائے۔
مجھے مادرِ وطن کی خوش حالی اور سمندر پار کی مستعمرات و ہندوستان کی خیر سگالی سب سے
زیادہ عزیز ہیں۔ اگر مشیتِ ایزدی شاملِ حال رہی۔ تو مَیں اپنی زندگی کے آئندہ ایام
اس مقصد کو کامیاب بنانے میں صرف کرونگا ۔"

ملک معظم کی طرف سے ہر ہٹلر کے پیغام کا جواب | جرمنی کے ڈکٹیٹر ہر ہٹلر (Herr Hitler) نے
جوبلی کے موقع پر ملک معظم کی خدمت میں ایک پیغام مبارک باد ارسال کیا تھا۔ ملک معظم نے اُس کا
حسب ذیل جواب ارسال فرمایا :-

"مَیں آپ کے اس دوستانہ جذبات کا خاص طور پر ممنون ہوں۔ جو آپ نے امن و
امان قائم رکھنے کے سلسلے میں میری ذات کے متعلق اور میری حکومت کی کوششوں
کے متعلق ظاہر فرمائے ہیں۔ مجھے مفادِ امن بیحد عزیز ہے ۔ اور امن و امان قائم رکھنا ہمیشہ
میری حکومت کا مطمح نظر رہا ہے۔ اس سلسلے میں مَیں اس مقصد کی کامیابی کے لئے
آپ کی مخلصانہ خواہشات کو بنظرِ استحسان دیکھتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کہتے
ہوئے مَیں نہ صرف اپنی رعایا ہی کے جذبات کا اظہار کر رہا ہوں۔ بلکہ تمام مہذب دُنیا
کے جذبات کی نمائندگی بھی کر رہا ہوں ۔"

دارالامراء و دارالعوام کی طرف سے سپاس نامے | ملک معظم و ملکۂ معظمہ دارالامراء (House of Lords)
اور دارالعوام (House of Commons) کے سپاس نامے لینے کے لئے ۹ مئی کو ویسٹ منسٹر ہال
تشریف لے گئے۔ قصرِ شاہی سے لے کر ویسٹ منسٹر ہال تک لوگوں کا بے حد ازدحام تھا لیکن فوج کے
بجائے صرف پولیس پہرے پر متعین تھی۔ شاہی خاندان کے ارکان شاہی جلوس سے پہلے ہی بند موٹروں
میں ویسٹ منسٹر ہال پہنچ چکے تھے۔ اگرچہ سرد مشرقی ہوا چل رہی تھی۔ لیکن اس کے باوجود بادشاہ
سلامت و ملکۂ معظمہ کھلی ہوئی لینڈو میں سوار تھے۔ لینڈو میں چار گھوڑے جُتے ہوئے تھے۔ اور
بے تکلفی سے کوئی محافظتی دستہ بھی ہمراہ نہ تھا۔ ملک معظم صبح کے سادہ لباس اور اوورکوٹ میں ملبوس
تھے۔ آپ کے سر پر ایک ریشمی ہیٹ رکھی ہوئی تھی۔ جس طرف سے شاہی جلوس نکلتا تھا۔ لوگ
تالیاں بجا بجا کر اظہارِ مسرت کرتے تھے۔ اس دوران میں پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کا ایک متحدہ
اجلاس منعقد ہوا۔ اور اس اجلاس کے خاتمے کے بعد پارلیمنٹ کے تمام ارکان جلوس کے ساتھ ویسٹ

منسٹر ہال میں داخل ہوئے۔ بادشاہ اور ملکہ کے تشریف لاتے ہی نفیریوں کی پر کیف صداؤں سے تمام حاضرین کو ملکِ معظم کی آمد کی اطلاع ہو گئی۔ اس تقریب میں شرکت کے لئے دارالامراء کے ۴۹۶ اور دارالعوام کے ۵۵۴ ارکان موجود تھے۔ چبوترے پر تخت رکھے گئے تھے۔ جن پر ایک طرف ہندوستانی والیانِ ریاست متمکن تھے۔ اور دوسری طرف مستعمرات کے وزرائے اعظم اور ہائی کمشنر بیٹھے تھے۔ صدر دارالامراء (The Lord Chancellor) نے دارالامراء اور صدر دارالعوام (The Speaker) نے دارالعوام کی طرف سے ملکِ معظم کی خدمت میں سپاس نامے پیش کئے ۔

دارالامراء کا سپاس نامہ | دارالامراء کی طرف سے لارڈ سینکی صدر دارالامراء نے سپاس نامہ پڑھ کر سنایا۔ سب سے پہلے اس سپاس نامے میں ملکِ معظم کو ان کے بست و پنج سالہ دورِ حکومت کی تکمیل پر مبارک باد دی گئی۔ اس کے بعد یہ کہا گیا تھا کہ :۔

"ویسٹ منسٹر کا یہ ہال جس میں آج ہم سب جمع ہیں۔ مذہبی آزادی کی صدہا سال کی تاریخ کا آئینہ دار ہے۔ مذہبی آزادی ہماری نسل کا قومی ورثہ بھی ہے اور ہمارے لئے باعثِ افتخار بھی! اگرچہ گزشتہ پچیس سال جہاں ایک طرف پریشانیوں اور جد و جہد کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہیں۔ وہاں بہت سی مہمات میں کامیابی کے لحاظ سے بھی خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ اسی زمانے میں دنیا کی سب سے بڑی جنگ بر روئے کار آئی۔ جنگ کے بعد از سرِ نو تعمیر و تشکیل اور خوش حالی و امن قائم کرنے کی کوششوں نے ہماری زندگی کی بنیادوں کو ہلا دیا۔ دوسرے ممالک میں تو بادشاہتیں اور دستوری حکومتیں اس صدمے کو برداشت نہ کر سکیں لیکن شکر ہے کہ ہماری سلطنت کے اندر حقوقِ عامہ اور آزادی میں پہلے سے بھی زیادہ وسعت پیدا ہو گئی ہے۔ اور ان کی بنیادیں پہلے سے بھی زیادہ مستحکم ہو گئی ہیں۔ حق یہ ہے کہ ملکِ معظم ایک ایسی قوم پر حکومت کر رہے ہیں۔ جو آزاد شہریوں پر مشتمل ہے۔ تخت کو قومی زندگی میں پہلے سے بھی زیادہ اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ سمندر پار کے ممالک میں آزاد ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ اور ان میں کافی ترقی بھی ہو چکی ہے۔ ملکِ معظم نے دولتِ ملِ برطانیہ میں ان مستعمرات کی حیثیت کی تشریح فرما کر ان خود مختار مستعمرات کو ترقی دینے میں خاص طور پر مدد بہم پہنچائی ہے۔ ملکِ معظم کی ذات والا تبار کی وجہ سے اب تختِ شاہی نہ صرف ایک شاہی نشان ہی کی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ اب وہ انس و محبت

کی ایک روشن حقیقت بھی بن گیا ہے "

دارالعوام کا سپاس نامہ | صدرِ دار العوام نے دارالعوام کے سپاس نامے میں فرمایا:-

"جنگِ عظیم کا خوفناک صدمہ بھی ہمارے آئینِ حکومت کی بنیادیں نہ ہلا سکا۔ ہمارا آئین اس قدر لچکیلا واقع ہوا ہے کہ وہ سلطنت اور دنیا کے بدلتے ہوئے واقعات وحالات کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس زمانے میں جب دوسرے ممالک کی حکومتوں کی بنیادیں ہل رہی ہیں۔ ہمارے ملک کے دستورِ حکومت کی بنیادیں اور بھی زیادہ محکم و استوار ہو گئی ہیں۔ سلطنتِ برطانیہ نے ایک طرف اپنے تاریخی خدوخال قائم رکھے ہیں۔ اور دوسری طرف حق رائے دہندگی میں اضافہ کر دیا ہے۔ اور اس طرح اپنی حدودِ سلطنت کے اندر بسنے والے تمام باشندوں کے خیالات کی نمائندگی کو اور زیادہ مؤثر بنا دیا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ عام خوشحالی میں ترقی دینے کی خاطر موجودہ نظام کے ماتحت ملکِ معظم کی حکومت اپنے دوش پر مزید ذمہ داریاں لینے سے دریغ نہیں کرتی۔ اور لطف یہ ہے کہ اس سے تسلسل میں مطلق کوئی فرق نہیں آتا۔ اور آج بھی برطانیہ اسی طرح ایک آزاد و منظم حکومت ہے۔ اور اقتصادی و سیاسی نقطۂ نظر سے نوآبادیوں میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ آج ہمارے سامنے وہ سیاسی مسائل پیش ہیں۔ جو ۲۵ سال پیشتر ضابطۂ خودمختاری میں وسعت دینے کے لئے بروئے کار آئے تھے۔ مستعمرات کو مکمل خودمختاری عطا کر دی گئی ہے۔ چنانچہ وہ سلطنت میں ہماری برابر کی شریک ہیں۔ پارلیمنٹ نے بھی آئینی طور پر ان کی اس حیثیت کو تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن تاج کے ذریعے سے وہ ایک ہی رشتۂ وحدت میں منسلک ہیں۔ ملکِ معظم کو اپنے عہدے کے اعتبار سے جو بلند مقام حاصل ہے۔ وہ حضورِ والا کی ذات ستودہ صفات کی وجہ سے اور بھی زیادہ بلند ہو گیا ہے۔ حضورِ والا نے آزمائشی ایام۔ فتوحات اور رنج و خوشی غرض ہر مرحلے میں قوم کی پوری پوری ہمنوائی کی ہے۔ حضورِ والا نے اپنی دانشمندی اور عزم و استقلال سے قومی مزاج کو کامل طور پر قابو میں رکھا ہے۔ ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ نے اپنی ہمدردیوں اور مہربانیوں کی وجہ سے رعایا کے دل میں محض جذبۂ وفاداری ہی نہیں۔ بلکہ اس سے بھی کچھ اور اونچی شے پیدا کر دی ہے۔ آج حضورِ والا کی حیثیت محض ایک حکمران کی حیثیت نہیں ہے۔ بلکہ آپ کا مرتبہ اس سے بھی کچھ زیادہ بلند ہے۔ آپ نے سلطنت کو ایک گھر بنا دیا ہے۔ اور

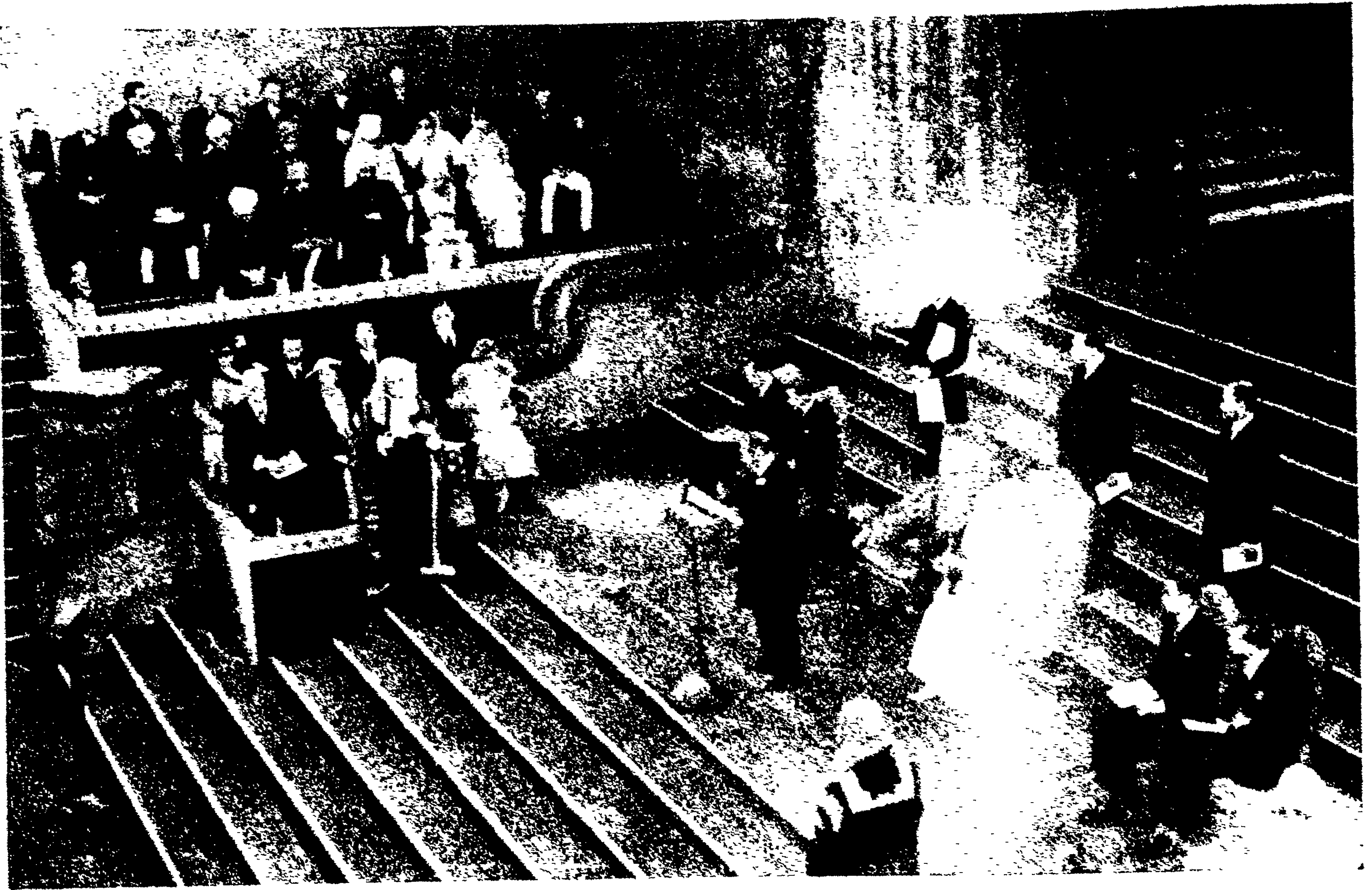
خود آپ قومی خاندان کے سردار ہیں"۔

ملکِ معظم کی جوابی تقریر | ملکِ معظم نے صدر دار الامرا و صدر دار العوام کے سپاس ناموں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :-

"مَیں آپ کے وفادارانہ سپاس ناموں اور ان محبت آمیز الفاظ کا جو آپ نے میری ذات کے علاوہ ملکۂ معظمہ اور میرے خاندان کے متعلق فرمائے ہیں۔ دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج آپ کی معیت میں کینیڈا۔ آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ اور جنوبی افریقہ کے وزرائے اعظم کو دیکھ کر مجھے بہت سی بھولی بسری باتیں یاد آ رہی ہیں۔ اور میرے دل میں بہت سے خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ پارلیمنٹوں کی ماں کے زیرِ تربیت ہمارے بچے بالکل بالغ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اب انھیں ہمارے دوش بدوش مساویانہ مقام حاصل ہے۔ اور وہ وفاداری کے مشترک رشتے میں منسلک ہیں۔ اب سلطنتِ برطانیہ کے اتحاد کا اظہار اس معزز و قدیم پارلیمنٹ سے جس کے روزانہ اجلاس یہاں ویسٹ منسٹر میں ہوتے ہیں۔ نہیں ہوتا۔ بلکہ تاج ایک ایسا تاریخی نشان ہے۔ جو مختلف نسلوں کے اس خاندان کو جو دنیا کے ہر حصے میں بکھرا پڑا ہے۔ باہمی طور پر منسلک کر دیتا ہے۔ دولتِ متحدہ۔ مستعمرات۔ متعدد نوآبادیات۔ مقبوضات اور ہندوستان میں اس قدر مختلف زبانیں۔ مختلف تمدن اور مختلف قسم کی حکومتیں موجود ہیں کہ اس سے پہلے کبھی کسی پُر امن مشترکہ سلطنت میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس زمانے میں کہ دنیا میں ازسرِ نو جنگ و جدل کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اور خوف و ہراس کے بادل چھائے ہوئے ہیں ہمیں شکر گزار ہونا چاہیئے کہ دنیا کے ایک اتنے بڑے حصے میں ایک ایسی سلطنت قائم ہے۔ جس کے زیرِ سایہ ہر طرف امن و امان کا دَور دَورہ ہے۔ اور جس کے جھنڈے تلے اس قدر کثیر التعداد انسان دُور دراز کے ملکوں اور مختلف موسموں میں رہ کر آرام و اطمینان سے روٹی کما رہے ہیں "۔

ہندوستان کا ذکرِ خیر | نمائندۂ ہند کو مخاطب کرتے ہوئے ملکِ معظم نے فرمایا :-

"آج مَیں اپنی ہندوستانی سلطنت کے نمائندے کو جو یہاں موجود ہیں۔ خاص طور پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ قصرِ ویسٹ منسٹر جہاں ہم سب موجود ہیں۔ ہمارے پارلیمنٹری اداروں کا گہوارہ ہے۔ یہاں وہ سندان موجود ہے جس پر وہ عام قانون کُوٹ پیٹ کر تیار ہوا۔ جو اب دولتِ متحدہ امریکہ اور خود ہماری دولتِ مشترکہ کی متعدد



ویسٹ منسٹر ہال میں ملک معظم دارالامرا اور دارالعوام کے سپاسناموں کا جواب دے رہے ہیں

میراث و دستور العمل بنا ہوا ہے۔ ہمارے قدیم آئین حکومت میں ہمیشہ سے تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ چلنے کی صلاحیت موجود ہے۔ ہمارے آئین حکومت نے جنگ عظیم کے ان عظیم الشان خطرات کا بھی مقابلہ کیا ہے۔ جو اس سے پہلے کبھی وہم وگمان میں بھی نہ آسکتے تھے نیز یہی آئین وطن عزیز اور سمندر پار کے متعدد جمہوری مطالبات کو پورا کرنے میں بھی پوری طرح کامیاب رہا ہے۔ ہمیں نئی ضروریات کے سلسلے میں جو نظام اپنے آباؤ اجداد کی طرف سے ترکے میں ملا ہے۔ اس نے ایک مرتبہ پھر ثابت کر دیا ہے کہ وہ قدیم آئین کی طرح عوام کی حکومت حاصل کرنے۔ شخصی آزادی کو برقرار رکھنے اور سلطنت کی طاقت میں ہم آہنگی پیدا کرنے نیز حکومتوں اور رعایا کے درمیان قانون کی حکمرانی کا توازن قائم رکھنے کا کامیاب ترین ذریعہ ہے۔

"یہ امر قابلِ فخر بھی ہے۔ اور لائق شکر بھی کہ ہماری آئینی بادشاہت کے ساتھ جو پارلیمنٹری نظام جاری ہے۔ اس میں مکمل ہم آہنگی اور یک رنگی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں جن صدموں سے دوسری سلطنتیں تباہ ہو گئیں۔ اور جن کی وجہ سے آزادیاں خطرے میں پڑ گئیں۔ یہ نظام ان کا نہایت کامیابی سے مقابلہ کرتا رہا۔"

جنگ عظیم کا تذکرہ | ملک معظم نے ملکہ وکٹوریا آنجہانی کے عہد معدلت عہد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جب میں پھر گزشتہ پچیس برسوں پر نظر ڈالتا ہوں۔ تو میں اس خطرے سے بے داغ بچ جانے کا شکر ادا کرتا ہوں۔ جس سے بڑا اور کوئی خطرہ اس سے پیشتر کبھی ہمارے ملک کو پیش نہ آیا تھا۔ مجھے ہمیشہ یہ بات یاد رہے گی۔ کہ بیرونی خطرے کا احساس کرتے ہی ہم سب کے سب متحد ہو گئے تھے۔ اور اس نازک موقع پر دامن سلطنت میں پرورش پانے والی تمام حکومتوں۔ تمام قوموں اور تمام مردوں اور عورتوں۔ غرض ہر طبقے اور ہر جماعت کے لوگوں نے متفقہ طور پر پوری ہم آہنگی سے اپنا اپنا فرض ادا کیا تھا۔ اس دعائے شکرانہ کے موقع پر جب ہم زندگی کے لطف اٹھا رہے ہیں۔ ہمیں ان لوگوں کو فراموش نہ کرنا چاہئے۔ جو اندھے ہو چکے ہیں۔ یا جن کے اعضا بیکار ہو گئے ہیں"۔

ملک معظم نے بے روزگار لوگوں کا ہمدردانہ الفاظ میں ذکر کرنے کے بعد فرمایا:۔

"مجھے اپنے تمام کاموں میں اپنی پیاری بیوی سے جن کا آپ نے ازراہ کرم اس قدر بلند الفاظ میں تذکرہ فرمایا ہے۔ پوری پوری مدد ملی ہے"۔

صدرِ دار الامرا کو سپاس نامہ پڑھنے میں سات منٹ اور صدرِ دار العوام کو ۸ منٹ لگے۔ ملکِ معظم نے دس منٹ سے کچھ زیادہ عرصہ تک تقریر فرمائی۔ جب ملکِ معظم اپنی تقریر کے اس حصے پر پہنچے جس میں ملکۂ معظمہ کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ تو آپ کی آواز دھیمی پڑ گئی۔ بینڈ نے "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" کا گیت بجایا۔ اور تقریب کے ختم ہونے کا اعلان ہوا۔ پوری تقریب میں تقریباً نصف گھنٹہ صرف ہوا ہو گا۔ تقریب کے خاتمے پر ویسٹ منسٹر ایبے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ جب ملکِ معظم یہاں سے رخصت ہو کر صر بکنگھم کی طرف روانہ ہوئے۔ تو بادشاہ اور ملکہ کو دیکھ کر لوگوں نے اظہارِ مسرت کے لئے تالیاں بجانی شروع کیں۔ بادشاہ سلامت سفید رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور ملکۂ معظمہ سفید رنگ کے ایک نفیس گون میں ملبوس تھیں۔

ہندوستانی مہمان ویسٹ منسٹر ہال میں حسبِ ذیل ہندوستانی مہمان موجود تھے:۔

مہاراجۂ کشمیر۔ مہاراجۂ پٹیالہ۔ مہاراجۂ بیکانیر۔ مہاراجۂ دیواس۔ مہاراجۂ کپورتھلہ۔ مہاراجۂ راج پیپلا۔ راجہ صاحب کھیری گڑھوال۔ راجہ صاحب نیاگڑھ۔ سر عمر حیات خاں۔ سر جوزف بھور۔ سر تیج بہادر سپرو۔ سر بی۔ این متر ہائی کمشنر ہند۔ سر عبد الرحیم۔

شاہی ضیافت اسی شام کو بکنگھم پیلس میں بڑی چہل پہل رہی۔ ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ نے ایک سو پچاس مہمانوں کو ایک شاہی ضیافت میں مدعو کیا۔ بادشاہ سلامت کولڈ سٹریم گارڈز (Coldstream Guards) کے کرنل انچیف (Coronel-in-Chief) کی وردی پہنے ہوئے تھے۔ ملکۂ معظمہ ہلکے نیلے رنگ کے ایک اعلیٰ درجے کے لباس میں ملبوس تھیں۔ آپ کے کالر میں مشہور کوہِ نور ہیرا لگا ہوا تھا۔ جس کمرے میں ضیافت کا سامان کیا گیا تھا۔ وہ پھولوں سے اس طرح سجایا گیا تھا کہ بجائے خود ایک باغ معلوم ہوتا تھا۔ شاہی خاندان کے ارکان کے علاوہ مہمانوں میں بادشاہ سلامت کے ہندوستانی ایڈی کانگ (Aides-de-camps)۔ مسٹر میکڈانلڈ۔ مس میکڈانلڈ۔ مستعمرات کے وزرائے اعظم۔ ہائی کمشنر اور ان کی بیویاں۔ سر جوزف بھور۔ آرک بشپ آف کنٹربری۔ بشپ آف لنڈن۔ مسٹر لائیڈ جارج۔ مسٹر ونسٹن چرچل۔ مسز ونسٹن چرچل وغیرہ شامل تھے۔ مہمانوں اور شاہی خاندان کے ارکان کو دیکھنے کے لئے قصرِ شاہی کے سامنے ہزارہا آدمیوں کا مجمع ہو گیا تھا۔ وزیرِ اعظم کی معیت میں ½ ۸ بجے رات کو ملکِ معظم قصرِ شاہی کے ایک شہ نشین پر تشریف لائے۔ آپ کے بعد ایک دوسرے شہ نشین پر ملکۂ معظمہ۔ پرنسس رائل۔ پرنس آف ویلز۔ ڈیوک آف یارک۔ ڈچس آف یارک۔ ڈیوک آف کینٹ اور ڈچس آف کینٹ وغیرہ آئے۔ مجمع نے شاہی خاندان کے افراد کو دیکھ کر زور شور سے تالیاں بجانی شروع کیں۔ لوگوں کے اس مخلصانہ اظہارِ مسرت کو دیکھ کر شاہی خاندان کے افراد بے حد



قصر بکنگھم میں ملکۂ معظمہ کا نگار خانۂ چین

محظوظ ہوئے۔ اس ضیافت میں مہمانوں کو سونے کے برتنوں میں کھانا کھلایا گیا۔

رات کو شہر میں پھر نہایت اعلیٰ پیمانے پر چراغاں کیا گیا۔ چنانچہ پورا شہر بنقعۂ نور معلوم ہوتا تھا۔ لوگ شہر کی شاہراہوں پر کثیر تعداد میں سیر کرتے نظر آتے تھے۔ ویسٹ اینڈ میں خاص طور پر بہت بڑا ازدحام تھا۔ بہت سے لوگ اپنے بچوں کو لئے خراماں خراماں سیر کرتے نظر آتے تھے بعض ایسے بچے جو اپنے والدین سے بچھڑ گئے تھے۔ انھیں پولیس نے ڈھونڈ نکالا۔ اس موقع پر نہ صرف لندن کے بارونق اور دولت مند علاقوں ہی میں چراغاں کیا گیا۔ بلکہ لندن کے غربا، اور مزدور طبقے نے بھی حسب مقدرت خوب روشنی کی۔

۹ مئی کے بعد جوبلی کے سلسلے میں حسب ذیل تقریبیں عمل میں آئیں:-

بادشاہ۔ ملکہ اور شاہی خاندان کے دوسرے افراد کا دورہ بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ نے ۱۱ مئی کو شمالی لندن کی سیر کی۔ اسی طرح پرنس آف ویلز کارڈف۔ ڈیوک آف یارک اینڈن برگ اور ڈیوک آف گلوسسٹر برلیناسٹ تشریف لے گئے۔ ہر جگہ مخلوق کا کافی ازدحام تھا۔ اور خوشی کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔

گرجاؤں میں دعائے شکرانہ سلور جوبلی کی تقریب کے سلسلے میں ۱۲ مئی کو مختلف گرجاؤں میں نہایت سنجیدگی اور اہتمام کے ساتھ دعائے شکرانہ ادا کی گئی جس کا اثر پبلک پر بہت اچھا ہوا۔ ہر شخص ایک متانت کے ساتھ متاثر نظر آتا تھا۔

برٹش پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سکول کا افتتاح بادشاہ سلامت نے ملکۂ معظمہ کی معیت میں ۱۳ مئی کو برٹش پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سکول ہیمر سمتھ (British post-graduate Medical School Hammer-Smith) کا افتتاح فرمایا۔

قصر بکنگھم میں محفل رقص ملک معظم اور ملکۂ معظمہ نے قصر بکنگھم میں ۱۴ مئی کو محفل رقص منعقد کی جس میں خاص خاص مہمانوں کو بھی باریاب کیا گیا تھا۔ پرنس آف ویلز نے برٹش انڈسٹریز ہاؤس ماربل آرک ۵ (British Industries House Marble Arch 5) میں سکاٹش سیکشن (Scottish Section) کا افتتاح فرمایا۔

ونٹنرز کمپنی کا جلسۂ ضیافت پرنس آف ویلز۔ ڈیوک آف یارک۔ ڈیوک آف گلوسسٹر۔ ڈیوک آف کینٹ اور پرنس آرتھر آف کناٹ نے ۱۵ مئی کو ونٹنرز ہال (Vintner's Hall) میں ونٹنرز کمپنی (Vintner's Company) کے جلسۂ ضیافت میں شرکت فرمائی تمام مہمانوں کو ملاقات کی عزت دی گئی جس سے شاملین نہایت محظوظ ہوئے۔

مستعمرات کے وزرائے اعظم کی دعوت ۱۷ مئی کو سیوائے ہوٹل (Savoy Hotel) میں مجلس

ایوان ہائے تجارت (Federation of Chambers of Commerce) کی طرف سے مستعمرات کے وزرائے اعظم کی دعوت کی گئی۔ اور تبادلۂ خیالات بھی کیا گیا۔ جس سے مستعمرات کے وزرائے اعظم خاص طور پر متاثر ہوئے۔

جنوبی لندن کی سیر | بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ نے ۱۸ مئی کو موٹر میں جنوبی لندن کا دورہ فرمایا۔

شاہی ڈنر | بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ نے ۲۰ مئی کو قصرِ بکنگھم میں ایک شاہی ڈنر دیا جس میں تمام وزرائے انگلستان و مستعمرات، پریوی کونسلر اور نمائندگانِ ہندوستان بھی شامل تھے۔

ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ کا استقبال | لارڈ میئر (Lord Mayer) اور لنڈن کارپوریشن (Corporation of London) نے ۲۳ مئی کو ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کا نہایت شائستگی اور عقیدت کے ساتھ استقبال کیا۔ اور ان کے اعزاز میں ایک محفلِ رقص (Ball) منعقد کی۔

ایمپائر ڈے | ۲۴ مئی کو ایمپائر ڈے (Empire day) کی تقریب پر بادشاہ اور ملکہ نے بمقام رائل البرٹ ہال (Royal Albert Hall) کمانڈ کنسرٹ (Command Concert) میں شرکت کی۔ کلیسائے سینٹ پال میں آرڈر آف سینٹ میکائیل (Order of St. Michael) اور سینٹ جارج (St. George) کی سالانہ عبادت ادا کی گئی۔ رائل ایمپائر سوسائٹی (Royal Empire Society) نے گروس وینر ہاؤس (Grosvenor House) میں سلطنت کے تمام وزرائے اعظم کی ضیافت کی۔

مشرقی لندن کی سیر | بادشاہ اور ملکہ نے ایمپائر ڈے کی تقریب پر ۲۵ مئی کو مشرقی لندن کی سیر فرمائی۔ اور پبلک کے جذباتِ خیر اندیشی دیکھ کر نہایت محظوظ واپس ہوئے۔

سلور جوبلی کا جلسۂ رقص | ۲۷ مئی کو پرنس آف ویلز کے نیشنل تھینک آفرنگ فنڈ ایڈنبرگ (National Thank Offering Fund Edinburgh) کی امداد کے لئے سلور جوبلی کا جلسۂ رقص (Silver Jubilee Ball) منعقد کیا گیا جس میں امید سے زیادہ شوقین شامل ہوئے۔

سینٹ جیمز پیلس میں دربار | ملکِ معظم نے ۳۱ مئی کو سینٹ جیمز پیلس میں ایک دربار (Levee) منعقد کیا جس میں تمام ارکانِ کابینہ اور برٹش ایمپائر کے مہمان موجود تھے۔

بادشاہ کی سالگرہ کا جلسہ | ۳ جون کو بادشاہ سلامت کی سالگرہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ اور فوجی قواعد کی گئی۔

برٹش ایمپائر گارڈن پارٹی | ۶ جون کو بمقام روہیمپٹن (Roehampton) برٹش ایمپائر گارڈن پارٹی (British Empire Garden Party) کا انعقاد عمل میں آیا جس میں وزرائے کابینہ اور افرادِ خاندانِ شاہی کے علاوہ نوآبادیوں اور ہندوستان کے نمائندے بھی شامل تھے۔

مغربی لندن کی سیر | بادشاہ اور ملکہ نے ۸ جون کو مغربی لندن کی سیر کی۔

شاہی رقص | ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ نے ۱۳ جون کو قصرِ بکنگھم میں شاہی رقص کا ایک جلسہ منعقد کیا۔



کیپ ٹاؤن میں بر سرِ راہ جلسۂ رقص

جن میں تمام خاص خاص امراء شریک کئے گئے۔



لندن میں سلور جوبلی پارٹی کا ایک منظر۔

جس میں خاص خاص امرا شریک کئے گئے +

آرڈر آف دی گارٹر کا جلسہ | ۱۷ جون کو ۱۱ بجے دن کے وقت سینٹ جارج چیپل ونڈسر (St. George Chapel Windsor) میں آرڈر آف دی گارٹر (Order of the Garter) کے ایک جلسے میں ملک معظم شامل ہوئے۔ اور اس خوبصورتی کے ساتھ تمام تقریب ختم ہوئی۔ جو دیر تک یادگار رہے گی +

قصر بکنگھم میں دربار | ملک معظم و ملکہ معظمہ نے ۲۵ جون کو قصر بکنگھم میں سلسلۂ جوبلی میں تیسرا دربار (Third Court) منعقد کیا جس میں والیان ریاستہائے ہند اور بعض حکام ہند بھی شامل ہوئے +

چوتھا دربار | بادشاہ و ملکہ نے قصر بکنگھم میں ۲۶ جون کو سلسلۂ جوبلی میں چوتھا دربار (Fourth Court) منعقد کیا جس میں تمام مہمانان بیرونجات۔ ارکان خاندان شاہی اور وزراء و امرائے سلطنت شامل ہوئے +

گارڈن پارٹی کا انعقاد | ہرلنگھم (Hurlingham) میں یکم جولائی کو انڈین ایمپائر اینڈ ایسٹرن گارڈن پارٹی (Indian Empire and Eastern Garden Party) کا انعقاد عمل میں آیا جس میں مہمانان ذیشان کے علاوہ ملٹری فورس کے اعلیٰ نمائندے بھی شامل تھے +

شادی کی سالگرہ کا جشن | ۶ جولائی کو ملکۂ معظمہ اور ملک معظم کی شادی کی بیالیسویں سالگرہ کا جشن نہایت تزک و احتشام سے عمل میں آیا۔ اور اس موقع پر ملک معظم نے فضائی بیڑے کا معاینہ فرمایا +

خطابات و اعزازات عطا کرنے کے لئے دربار | ۹ اور ۱۰ جولائی کو ملک معظم نے خطابات و اعزازات عطا کرنے کے لئے دربار منعقد کیا جن کی تفصیل گزٹ میں شائع کر دی گئی +

فوج کا معاینہ | بادشاہ سلامت نے ۱۳ جولائی کو بمقام ایلڈرشاٹ (Aldershot) فوج کا معاینہ فرمایا +

بحری بیڑے کا معاینہ | ۱۶ جولائی کو ملک معظم نے سپٹ ہیڈ (Spithead) میں بحری بیڑے کا معاینہ فرما کر ایسے الفاظ میں اظہار خوشنودی کیا جس سے سپاہیوں کے دل بڑھ گئے۔ کیونکہ حضور ممدوح خود بھی اس صیغے میں کافی عرصہ کام کر چکے ہیں +

پولیس کا معاینہ | بادشاہ سلامت نے ۲۰ جولائی کو ہائڈ پارک میں پولیس کا معاینہ اور انتظامات جوبلی پر ان کے حسن انتظام پر تحسین کا اظہار فرمایا +

چینل آئی لینڈز کا معاینہ | پرنس آف ویلز نے ۲۳ جولائی کو چینل آئی لینڈز (Channel Islands) کا معاینہ فرمایا +

گارڈن پارٹی کا انعقاد | بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ نے ۲۵ جولائی کو قصر بکنگھم میں ایک گارڈن پارٹی منعقد کی جس میں ارکان خاندان شاہی۔ وزرائے کابینہ امرائے دولت اور سلطنت برطانیہ کے بیرونی ممالک کے تمام موجود الوقت صاحبان شامل ہوئے۔ یہ تقریب گویا جوبلی کی اختتامی تقریب بن گئی +

نواں باب

ہندوستان میں جشن جوبلی

انگلستان کے جشن جوبلی کا نظارہ جو کچھ پیش کیا گیا ہے اگرچہ بیان شاہ پرستی سے لبریز اور دلی جوش و خروش کا عدیم المثال مظاہرہ ہے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ مذہب ایک، قوم ایک، زبان ایک اور اس کے علاوہ مقاد ایک ہونے کے باعث فی الواقع باشندگان انگلستان کا یہ ایک قومی جشن تھا۔ جسے جس قدر بھی شان و شوکت اور نمائش و زیبائش کے ساتھ وہ منا رہے تھے۔ انکا قومی بلکہ مذہبی فرض تھا۔ اب ہندوستان کی کیفیت ملاحظہ ہو:۔

باشندگان ہند کے نام وائسرائے کی اپیل ۱۱ر دسمبر ۳۴ء کو ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے باشندگان ہند کے نام اس مضمون کی اپیل شائع کی:۔

۶ر مئی ۱۹۳۵ء کو یعنی پیر کے دن ملک معظم کی تخت نشینی کے پچیسویں جلوس شاہی کی تاریخ ہے۔ یقیناً سارا ہندوستان اس امر سے واقف ہے کہ اس مرتبہ اس تقریب کو عام سلطنت میں خاص اہتمام سے منایا جائیگا۔ چنانچہ ملک معظم نے بطیب خاطر اس امر کی تصدیق فرمادی ہے۔ کہ اس مبارک و مسعود موقع کی یادگار میں خیراتی امور کی مدد کے لئے ہندوستان میں ایک فنڈ کھولا جائے۔ جس کے ساتھ ہی شہنشاہ ذی جاہ نے یہ خواہش بھی ظاہر فرمائی ہے۔ کہ اس فنڈ کی رقم انڈین ریڈ کراس سوسائٹی۔ سینٹ جان ایمبولینس (انڈین کونسل) دی کونٹس آف ڈفرنز فنڈ اور انڈین سولجرز بینولینٹ فنڈ کے درمیان تقسیم کردی جائے۔ یہ امر خاص طور پر قابل غور ہے کہ چاروں ادارے اپنی نوعیت کے اعتبار سے ہندوستانی ہیں۔ اور ہندوستان کے تمام طبقے اس امر سے واقف ہیں کہ مصیبت زدوں اور دکھیوں کی مدد کرنا ان اداروں کا نصب العین ہے۔ لہٰذا اس فنڈ میں جو رقم بھی آئے گی۔ وہ تمام کی تمام ماسوا اس رقم کے جو اہتمام و

انتظام کے سلسلے میں صرف ہو گی۔ ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی خواہش کے مطابق اسی ملک کے مصائب و تکالیف دور کرنے کی مد میں صرف کی جائیگی +

"میں اس اپیل کے اہتمام و انصرام کی ذمہ داری لیڈی ولنگڈن کے ہاتھوں میں سونپ رہا ہوں۔ کیونکہ موصوفہ نے اس اہم ذمہ داری کو بخوشی خاطر اپنے ذمے لینا منظور کر لیا ہے۔ ہر ایکسلنسی فنڈ کی صدر کی حیثیت سے والیانِ ریاستہائے ہند اور باشندگانِ ہند کے نام اس مضمون کی اپیل شائع کریں گی۔ کہ وہ اُن کی اس ذمہ داری سے جو انھوں نے اپنے دوش پر اُٹھائی ہے۔ عہدہ برآ ہونے میں امداد کریں۔ اور انہیں اتنا کامیاب کردیں۔ جو اس تقریب کے شایان شان ہو۔ ہر ایکسلنسی کی مدد کے لئے مشیروں کی ایک مختصر سی جماعت مقرر کر دی گئی ہے۔ میں نے مسٹر سی۔ پی کولون (Mr. P. C. Colvin) کو سنٹرل فنڈ کا آنریری سیکرٹری اور مسٹر جی کولا (Mr. G. Kaula) کو اعزازی خزانچی مقرر کر دیا ہے +

"میں نے تمام صوبجاتی اور مقامی حکومتوں کے اعلیٰ حکام سے اُن علاقوں کے سلسلے میں جو اُن کے ماتحت ہیں۔ اشتراکِ عمل کے متعلق مشورہ کیا ہے۔ اور خوشی کی بات ہے۔ کہ میں نے جو تجاویز پیش کی تھیں۔ ان سے بالعموم ان سب نے اتفاق ظاہر کیا ہے +

"اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ عام سکیم کو کامیاب بنانے کے لئے یہ صاحبان اپنی الگ الگ مقامی اور پراونشل کمیٹیاں مقرر کرینگے۔ تاکہ فنڈ جمع کرنے کے لئے ہر صوبہ یا ہر ضلع یا ریاست اپنے اپنے طور پر علیحدہ علیحدہ جدّ و جہد کرے۔ ملک معظم اور ملکۂ معظمہ نے اس امر کی تصدیق فرمادی ہے۔ کہ تمام فنڈ ایک بڑے فنڈ کی صورت میں منتقل کر دیے جائیں۔ اور ہر صوبے یا ضلع و ریاست کے ذریعے سے جو رقم جمع ہو۔ وہ سنٹرل فنڈ کو بھیج دی جائے +

ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کو نتائج سے مطلع کرنے کے بعد مذکورۂ بالا کام کے لئے جمع شدہ رقم کا معقول حصہ مختلف صوبوں اور مقامی منتظم اداروں کو بھی ارسال کرنے کے انتظامات کئے جائینگے +

اخبارات کو ایک کمیونکے کے ذریعے سے اطلاع دی جا چکی ہے۔ کہ ۶ مئی کو پورے برطانوی ہند میں عام چھٹی منائی جائیگی۔ اب میں والیانِ ریاستہائے ہند، زمینداروں

تاجروں اور عام باشندگان ہند سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اس موقع پر تاج سے اپنی محبت کا ثبوت فراہم کریں۔ اور امدادی کام میں امداد دے کر اپنی فیاضی کا مظاہرہ کریں ؛

غریب آدمیوں سے میری یہی درخواست ہے کہ وہ دی میجسٹیز سلور جوبلی فنڈ (ہندوستان) میں ایک ایک آنہ دے سکتے ہیں۔ اس طرح میں امرا سے بھی عرض کروں گا۔ کہ وہ اس فنڈ میں اپنی حیثیت کے مطابق چندہ دیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس شاندار تقریب کا نتیجہ اس عظیم الشان اور وفادار ملک کے شایان شان برآمد ہوگا"

لیڈی ولنگڈن کا پیغام | لیڈی ولنگڈن نے سلور جوبلی فنڈ کے متعلق والیان ریاستہائے ہند اور باشندگان ہند کے نام اس مضمون کا ایک پیغام ارسال فرمایا:-

"ہز اکسلنسی وائسرائے کا ۱۱ر دسمبر کا وہ پیغام آپ تمام حضرات کی نظر سے گذرا ہوگا۔ جس میں ہز اکسلنسی نے بتایا تھا۔ کہ ملک معظم کی تخت نشینی کی پچیسویں سالگرہ کے موقع پر ۶ر مئی کے روز عام چھٹی رہے گی۔ نیز اس واقعے کی یادگار قائم کرنے کے لئے ایک فنڈ جاری کیا جائیگا۔ اور یہ فنڈ ملک معظم و ملکہ معظمہ کی خواہش کے مطابق آل انڈیا حیثیت رکھنے والے منتخب طبی و امدادی اداروں یعنی دی انڈین ریڈ کراس سوسائٹی The Indian Red Cross Society دی سینٹ جان ایمبولنس انڈین کونسل The St. John Ambulance, Indian Council دی کونٹس آف ڈفرنز فنڈ The Countess of Dufferins Fund اور دی انڈین سولجرز بینولینٹ فنڈ The Indian Soldiers Benevolent Fund کے درمیان تقسیم کر دیا جائیگا ؛

"میں نے اس فنڈ کے متعلق عام انتظامات کی ذمہ داری خود اپنے دوش پر لے لی ہے۔ میں نے جو ذمہ داری اپنے ذمے لی ہے۔ اس کے متعلق میں ہندوستان کے تمام طبقوں اور خاص طور پر خواتین سے تائید و حمایت کی اپیل کرتی ہوں۔ اس طریقے سے جو روپیہ حاصل ہوگا۔ وہ ملک کے شفاخانوں میں غریبوں۔ محتاجوں۔ بچوں اور عورتوں پر صرف کیا جائیگا۔ ان اداروں کی خدمات جنہیں ملک معظم کی خواہش کے مطابق تمام وصول شدہ رقوم عطا کی جائیں گی۔ تمام ہندوستان میں مشہور ہیں۔ اور ان سے ملک کے تمام طبقوں کو بنیادی طور پر فائدہ پہنچ رہا ہے۔ لیکن ضروری ہے۔ کہ ان کی امداد کے لئے امکانی طور پر اب تک جتنی رقوم جمع ہوئی ہیں۔ ان



ہر ایکسیلنسی لیڈی ولنگڈن

سے کہیں زیادہ رقمیں جمع کی جائیں۔ تاکہ یہ ادارے بڑھتی ہوئی ترقی اور بڑھتے
ہوئے اخراجات کے ساتھ ساتھ چل سکیں۔ خیال یہ ہے کہ فنڈ جمع کرنے کے سلسلے
میں ہر صوبہ یا ہر حکومت بجائے خود علیحدہ علیحدہ کوشش کرے۔ تاکہ مذکورۂ بالا
مقامی اداروں کی ضرورت پوری ہو سکے۔ چندہ دینے۔ چندہ جمع کرنے اور چندہ
بھیجنے کے متعلق وہ ذمہ وار ارکان تمام تفصیلات اپنے وقت پر شائع کریں گے۔
جنہوں نے فنڈ جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے
لئے اگر کوئی تجویز یا رائے پیش کی جائے۔ تو میں نہایت خوشی سے اُس کا خیر مقدم
کروں گی۔ میں شکر گذار ہوں گی۔ اگر اس قسم کی تجاویز آنریری سیکرٹری ہز میجسٹیز
سلور جوبلی فنڈ انڈیا اولڈ سیکرٹریٹ بلڈنگس دہلی کے پتے پر بھیجی جائیں۔

"آنریری سیکرٹری فنڈ مذکور کے متعلق مزید تفصیلات باقاعدہ طور پر اخبارات
کو دیتے رہیں گے۔ اور وہ کمیٹیاں جو صوبجاتی یا مقامی حکومتوں کے ماتحت بنائی
گئی ہیں۔ مختلف امدادی فنڈوں کے متعلق تفصیلات شائع کرتی رہیں گی۔ میں
تمام جماعتوں سے اپیل کرتی ہوں۔ کہ وہ خود فنڈ میں چندہ دیں اور چندہ جمع کرنے
میں امداد کرنے کے علاوہ اس ضمن میں اپنا کچھ وقت لوگوں کے لئے ایسے سامان
تفریح بہم پہنچانے میں صرف کریں۔ جن سے فنڈ کو فائدہ پہنچ سکے۔

"مجھے یقین ہے کہ ہماری متحدہ کوششیں والیانِ ریاستہائے ہند اور باشندگان
ہند کی فیاضی۔ نیز ملک معظم اور ملکۂ معظمہ سے والیانِ ریاست اور باشندگانِ ہند
کی وفاداری کے متعلق ایک نہایت اعلیٰ پیمانہ کا ثبوت فراہم کریں گی"۔

"دیکھنے کی بات ہے کہ اس اپیل پر وہ ہندوستان جہاں ۱۴۶ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ مختلف
مذاہب ایک دوسرے سے تصادم کرتے نظر آتے ہیں۔ طریق ماندوبود مختلف، لباسوں کی تراش
خراش الگ الگ ہے۔ اور رسم ورواج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ حتیٰ کہ اُن متمدن لوگوں کے لئے بھی
جو نہ پڑھا یا سن سکتے اور باہمی لین دین کرنے سے کچھ روشن خیال ہو گئے ہیں۔ ہر ریلوے
سٹیشن پر ہندو ریفرشمنٹ روم اور مسلم ریفرشمنٹ روم۔ ہندو چائے مسلم چائے کے نظارے عام
موجود ہیں۔ وہ ہندوستان جس کے قدیم والیانِ ریاست جب ولایت جانے کے لئے مجبور ہوتے
ہیں۔ تو وہاں بھی اُن کے اشنان کے لئے گنگا جل جاتا۔ اور حسب قاعدہ گوبری پوت کر رسوئی
تیار کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ ہندوستان جس کی قانونی نیابت بھی سوا انتخاب جداگانہ کے
محال سمجھی جاتی ہے۔ باوجود ان تمام اختلافات اور باوصف ان تمام مختلف خیالات کے صرف

ایک اصول پر بالکل متفق نظر آتا ہے۔ وہ کیا؟ شاہ پرستی ؛

"آئین وفاداری اور گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کرنے کے اگرچہ مسلمان سب سے زیادہ دعویدار
ہیں۔ اور بخلاف اُن کے حکام پر نکتہ چینیاں کرنے والے آزاد ہندو گویا بہت ہٹے ہوئے ہیں۔
مگر اس معاملہ میں دیہات کے رہنے والے کسان اور مزدور و پالیٹکس کی دنیا سے [illegible] ہیں
اور اسمبلی میں تقریر کرنے والے ایجیٹیٹر جو مناسب اور نامناسب سبھی کچھ [illegible] ڈالنے کے لئے
بیقرار نظر آتے ہیں۔ باوصف ان تمام تعریفات کے سب کے سب بادشاہ سلامت کے وجود
باجود اور گورنمنٹ انگلشیہ کے قیام دوام اور محبت و وداد سے کوئی بھی خالی نہیں۔ ہر جماعت
ہر گروہ ہر ایک مقرر اور ہر ایک گونگا اگر کسی بات میں مشترک ہے تو وہ ایک ہی جذبہ ہے۔
جس میں کم و بیش ہر شخص سرشار اور ہر وجود آمادۂ کار ہے ؛

"ہندوستان آجکل جس کساد بازاری اور اقتصادی بدحالی میں مبتلا ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ
نہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ گذشتہ سال ہی بہار کے زلزلہ فنڈ میں اس نے انسانی ہمدردی کے لئے
جو بیش قرار رقوم سرکاری اور غیر سرکاری ریلیف کمیٹیوں کو بطور چندہ پیش کی ہیں۔ وہ اس کی مفلسانہ
بساط کے مطابق کچھ کم نہ تھیں۔ درانحالیکہ اس کی آمدنی کی شرح فی کس سوا آنہ روزانہ سے
زیادہ نہیں۔ مگر با ایں ہمہ بے نوائی و مفلسی جب ۱۱ دسمبر ۱۹۳۴ء کو ہز ایکسلنسی لارڈ ولنگڈن
بہادر وائسرائے ہند نے شہنشاہ معظم کی جوبلی کی خوشخبری سنا کر اس کے لئے پبلک چندہ کی اپیل
شائع کی۔ تو یہاں کے رؤسا و امرا ہی نہیں شرفا اور متوسطین بلکہ غربا نے بھی ہر طرف سے کھلے
دل کے ساتھ دست تعاون دراز کیا۔ اور چند ہی مہینوں میں اس چندہ کی مقدار لاکھوں سے
تجاوز کر گئی" ؛

سلور جوبلی فنڈ اور مفید خلائق ادارے | ہز ایکسلنسی وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن صاحبہ نے ملک معظم کی
منظوری سے جن چار اداروں کا ذکر کیا ہے۔ ان کی مختصر تفصیل بھی ملاحظہ ہو :-

(۱) انڈین ریڈ کراس سوسائٹی۔
(۲) سینٹ جان ایمبولنس ایسوسی ایشن (انڈین کونسل)۔
(۳) کاؤنٹس آف ڈفرن فنڈ۔
(۴) انڈین آرمی بینوولنٹ فنڈ

انڈین ریڈ کراس سوسائٹی (The Indian Red Cross Society) | یہ سوسائٹی بروئے ایکٹ
۱۵ ۱۹۲۰ء لیجسلیٹو اسمبلی مارچ ۱۹۲۰ء میں قائم کی گئی تھی۔ اور یہ بین الاقوامی ریڈ کراس لیگ کی
ایک ممتاز رکن ہے۔ اس کا سرمائی صدر مقام دہلی اور گرمائی صدر مقام شملہ ہے۔ فی الحال اس کی

تینتیس (۳۳) صوبائی اور ریاستی شاخیں ہیں۔ جن کے ماتحت ۱۵۱ اضلاعی شاخیں ہیں۔ اس کے اصول و مقاصد اور سرگرمیوں کی مختصر کیفیت یہ ہے :۔

(۱) وبائی امراض کے انسداد کے لئے فوری تدابیر۔

(۲) بیماروں اور مصیبت زدوں کے دکھ درد کا ازالہ۔

(۳) زچہ اور بچہ کی حفاظت و خبر گیری۔

(۴) صحت عامہ کے متعلق واقفیت کی بہم رسانی۔

(۵) بین الاقوامی دوستی کے لئے جونیئر ریڈ کراس جماعتوں کی تنظیم و ترتیب۔

(۶) زلزلہ۔ سیلاب اور قحط کے مصیبت زدوں کی امداد۔

(۷) بنی نوع انسان کی سوشل خدمت بلا لحاظ مذہب و ملت و رنگ۔

(۸) شفاخانوں میں بیماروں کے لئے سامان آسائش کی بہم رسانی۔

۱۹۳۳ء کے اخیر میں اس کے جملہ ممبروں کی تعداد ۴۴۵۶۲ تھی۔ جس میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا ہے ؛

انڈین ریڈ کراس کی پنجاب پراونشل شاخ کے ماتحت ۲۸ اضلاعی شاخیں ہیں۔ جن کے سینیئر ممبروں کی تعداد ۵۰۸۶ اور جونیئر ممبروں کی تعداد ۲۱۲۲۹ ہے۔

پنجاب کی ریڈ کراس سوسائٹی اب تک مختلف صحت گاہوں میں مریضوں کے قیام و علاج پر ۱۳ ہزار روپیہ صرف کر چکی ہے ؛

لاہور میں تپ دق کے شفاخانہ کے قیام اور اس موذی مرض کے انسداد اور ابتدائی علاج کے متعلق لوگوں کو واقف بنانے پر ۸ ہزار ۱۵۹ روپیہ خرچ کر چکی ہے ؛

پنجاب کے ۷۵ دایہ گری اور بہبود اطفال کے مرکزوں میں سے ۴۲ مرکز محض مذکورہ سوسائٹی کے روپیہ سے چل رہے ہیں۔ اور باقی ماندہ مرکزوں کی بھی سوسائٹی مدد کرتی رہتی ہے۔ اور ۴۳ سب سنٹر ہیں۔ گذشتہ دس برسوں میں اس مدعا کے لئے سوسائٹی نے ۴۳ ہزار روپیہ خرچ کیا ہے ؛

محکمہ صحت پنجاب نے اس سلسلہ میں جو شعبہ قائم کر رکھا ہے۔ سوسائٹی نے اس کی ۱۶ ہزار ۴۵۸ روپے سے مدد کی ؛

سول اور فوجی شفاخانوں کو سوسائٹی نے گذشتہ دس برسوں میں علی الترتیب ۳۲ ہزار ۴۵۶ روپے اور ۳۰ ہزار ۱۳۷ روپے دیئے۔ سوسائٹی کا سینٹ جان ایمبولنس ایسوسی ایشن کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اور اُس نے صوبہ کے مختلف حصوں میں ایمبولنس کی سرگرمیوں کی تکمیل کے لئے ۱۲ ہزار ۵۳۵ روپے کی رقم دی ہے ؛

صحت عامہ کے کام پر سوسائٹی اب تک ۴۸ ہزار روپیہ صرف کر چکی ہے۔ اور صوبے کی ۴ ہزار ۴۷۴ جونیئر ریڈ کراس سوسائٹیوں کو گذشتہ دس سال میں وہ ایک لاکھ ۱۹ ہزار روپیہ کی امداد دے چکی ہے۔ جونیئر ریڈ کراس کے افزائش صحت کے انعامی مقابلوں کے لئے ۳ ہزار ۶ سو روپیہ سوسائٹی نے دیا۔ خود جونیئر ریڈ کراس سوسائٹیوں نے ۷ لاکھ روپیہ اغراض صحت وغیرہ کے لئے فراہم کیا۔ اور اس میں سے ۶ لاکھ روپیہ ان اغراض پر صرف کیا۔ جس میں سے تقریباً دو لاکھ روپیہ غریب طلبہ کی فیسوں پر صرف ہوا ہے۔ علیٰ ہذا سیلاب زدوں کی امداد پر ۳۸۵۷۰۹ روپیہ اور زلزلہ زدگان کی امداد پر ۲ ہزار روپیہ خرچ کیا۔ غرضیکہ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۴ء تک سوسائٹی مذکور ۱۹ لاکھ ۶۸ ہزار ۴۷۰ روپیہ ازالہ امراض و مصائب میں صرف کر چکی ہے۔ اور اگر اس کے پاس کافی روپیہ موجود ہو۔ تو وہ اپنی مفید سرگرمیوں کو اور بھی وسعت دے سکتی ہے۔

سینٹ جان ایمبولنس ایسوسی ایشن The St. John Ambulance Association اس کی امتیازی خصوصیت بیماروں اور زخمیوں کی تیمارداری اور ابتدائی امداد (فسٹ ایڈ) ہے۔ ہز میجسٹی ملک معظم آرڈر آف سینٹ جان کے ساورن ہیڈ (شاہی حاکم اعلیٰ) ہیں۔ ریڈ کراس کی مانند مذکورہ ایسوسی ایشن نے بھی ہندوستان میں اپنے ٹھوس اور خاموش کام کی وجہ سے نمایاں امتیاز حاصل کیا ہے۔ ہندوستان کے وسیع ملک میں جہاں ہر گاؤں میں طبیب یا دایہ گری کی امداد میسر نہیں آسکتی۔ ایسوسی ایشن اپنا دستِ اعانت شوق اور محبت سے بڑھاتی ہے۔ اس نے جا بجا ابتدائی امداد کی تعلیم کا انتظام کر رکھا ہے۔ جس سے مردوں۔ عورتوں۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو ضرب۔ چوٹ۔ زخم وغیرہ کے فوری علاج اور گھروں میں بیماروں کی تیمارداری کا ابتدائی طریقہ معلوم ہو جاتا ہے۔ اس مدعا کے لئے جماعتیں ایک مدت سے جاری ہیں۔ اور حال میں لڑکیوں کے لئے بچے کی نگہداشت اور خبر گیری کا مضمون نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔ جو جملہ مراکز میں سکھایا جاتا ہے۔

ایمبولنس کی تعلیم ملک کو اس قابل بنا دے گی۔ کہ وہ جسمانی تکالیف کے وقت اپنے بھائیوں کی خود مدد کر سکے۔ ایسوسی ایشن اپنے مقرر کردہ مرکزوں کے ذریعے سے سکولوں۔ کالجوں۔ ریلوے ملازموں۔ کان کنوں۔ فوجیوں۔ کارخانوں۔ ملوں۔ قلیوں وغیرہ کے لئے لیکچروں اور امتحانوں کا انتظام کرتی ہے۔ گذشتہ دس سال کے وقفہ میں ایسوسی ایشن کے کام نے پنجاب میں خاص اہمیت حاصل کر لی ہے۔ ایسوسی ایشن نے اس دوران میں ۶۹ ہزار ۱۸ روپیہ فراہم اور ۹۱ ہزار ۴۶۷ روپیہ خرچ کیا۔ ایسوسی ایشن کے اس وقت ۴۸ مرکز ہیں۔ جن کے ممبروں کی کل تعداد ۹۶۰۱ ہے۔ اس عرصہ میں صوبہ کے تمام حصّوں میں ہزاروں افراد کو جن میں ریلوے۔ پولیس۔ جیل۔ جرائم پیشہ اقوام کے افراد سکول کے لڑکے اور لڑکیاں اور مقامی ایسوسی ایشنوں کے ارکان بھی

شامل ہیں۔ ایمبولنس مضامین کی تعلیم دی گئی ٭

ایمبولنس کے کام کی تعلیم و تربیت کو فروغ دینے کی غرض سے مردوں اور عورتوں کے لئے صوبائی مقابلے لاہور میں ہر سال منعقد کئے جاتے ہیں۔ اور دو موقعوں پر آل انڈیا ایمبولنس مقابلوں کا بھی اس صوبے میں انتظام کیا گیا۔ تربیت یافتہ کارکنوں نے صوبہ بھر میں میلوں اور دوسرے جلسوں میں اپنے حلقۂ فرائض کے اندر رہ کر ہر طرح کی امداد دی۔ ہڑپہ کے ریلوے تصادم میں ایمبولنس کے کارکنوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ کانگڑہ۔ جالندھر۔ امرتسر اور گورداسپور کی اضلاعی شاخوں نے ملیریا کے دنوں میں جادو کی لالٹینوں کے ذریعہ لیکچر دئے۔ اور کونین و پمفلٹ مفت تقسیم کئے۔ اگر آمدنی میں معتدبہ اضافہ ہو جائے۔ تو ایسوسی ایشن کی پراونشل شاخ اپنی سرگرمیوں کو بہت وسعت دے سکتی ہے ٭

کاؤنٹس آف ڈفرن فنڈ (The Countess of Dufferins Fund) لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند کی بیگم صاحبہ کاؤنٹس آف ڈفرن نے یہ فنڈ ۱۸۸۵ء میں جاری کیا تھا۔ فنڈ مذکور کے مقاصد طبی تعلیم اور طبی امداد پر مشتمل ہیں۔ اول الذکر مقصد میں عورتوں کے لئے زنانہ ڈاکٹروں۔ ہاسپٹل اسسٹنٹوں۔ نرسوں اور دائیوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق انتظامات شامل ہیں۔ اور آخر الذکر مقصد میں زنانہ ڈاکٹروں کی زیر نگرانی زنانہ ہسپتالوں کا قیام موجودہ زنانہ شفاخانوں میں زنانہ وارڈ اور لیڈی ڈاکٹروں کا انتظام اور زنانہ ہسپتالوں اور پرائیویٹ گھروں میں تعلیمیافتہ زنانہ نرسوں اور دائیوں کی بہم رسانی شامل ہیں۔ اور فنڈ مذکور کی ایک شاخ انگلستان میں اور ۱۳ شاخیں ہندوستان میں قائم ہیں۔ یہ تمام ادارے اور شاخیں خواتین ہند میں طبی امداد کی توسیع و ترقی کے لئے حتی الامکان کوشاں ہیں ٭

مذکورہ فنڈ کی پنجاب برانچ بھی جس کا قیام مرکزی ادارہ کے ساتھ ہی عمل میں آیا تھا۔ پوری سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دے رہی ہے۔ اس نے زنانہ ڈاکٹروں کی بہم رسانی۔ زنانہ ڈاکٹروں اور نرس دائیوں کی تعلیم میں ہمیشہ مستقل امداد دی ہے۔ لیڈی ایچیسن ہاسپٹل لاہور سے طبقۂ نسواں اور بالخصوص پردہ نشین خواتین خاص طور پر مستفید ہو رہی ہیں۔ اور اس کے قیام و استحکام کے لئے مذکورہ فنڈ سے باقاعدہ طور پر مالی مدد دی جاتی ہے ۔

انڈین سولجرز بینوولنٹ فنڈ The Indian Soldiers Benevolent Fund یہ فنڈ ستمبر ۱۹۲۰ء میں ہندوستانی فوج کے سابق مصافی یا غیر مصافی افراد اور متوفی سپاہیوں کے ان لواحقین کو زمانہ کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کی غرض سے قائم کیا گیا تھا۔ جن کو کسی دوسرے فوجی امدادی سرمایہ سے مدد نہیں مل سکتی تھی۔ ہندوستانی فوجیوں کے لئے اس سرمایۂ اعانت کا انحصار ان کفایتوں کے سود پر ہے۔ جو خاص اسی قسم کی اغراض کے لئے خریدی گئی تھیں۔ اور جو اسی نوع کے امدادی کاموں کے لئے وقف

ہیں۔خود گورنمنٹ بھی اس فنڈ میں ہر سال ۶ ہزار ۵۰۰ روپیہ عطا کرتی ہے۔اس کے علاوہ انڈین سولجرز بورڈ کی طرف سے ہر چھ مہینے کے بعد ۸ ہزار کی رقم مذکورہ فنڈ میں شامل کی جاتی ہے ٭

جب سے یہ فنڈ قائم ہوا ہے ۳۲ لاکھ سے زائد روپیہ معافی اور خیر متوقی فوجیوں اور متوفی سپاہیوں کے لواحقین میں تقسیم کیا جا چکا ہے۔جس کا بیشتر حصہ پنجابی سپاہیوں اور ان کے لواحقین کے حصے میں آیا ہے ٭

ان اداروں کے مختصر حالات سے یہ واضح ہو گیا ہوگا۔کہ وہ اپنے اپنے حلقۂ عمل میں ہندستانی پبلک کی کس قدر اہم اور عظیم الشان خدمات انجام دے رہے ہیں۔ان کا دائرۂ خدمت آبادی کے کسی خاص طبقے تک محدود نہیں۔بلکہ اُن سے ہر درجہ و رتبہ کے مرد۔عورتیں اور بچے مختلف پیرایوں میں مستفید ہو رہے ہیں۔بیماروں۔زخمیوں۔کمزوروں۔لاچاروں۔معذور الخدمت فوجیوں اور اُن کے لواحقوں۔زچاؤں اور نوزائیدہ بچوں۔زلزلہ۔سیلاب اور وباؤں کے مصیبت زدوں کی طبی امداد و حفاظت اور اس مدعا کے لئے شفاخانوں۔درسگاہوں اور دیگر اداروں کا قیام و استحکام۔ایسی باتیں ہیں۔کہ ان سے بڑھ کر کوئی چیز مال و دولت اور خیرات وغیرہ کی مستحق نہیں ہو سکتی ٭

چندے کی بڑی فہرست تو ہز اکسلنسی کی صدارت سے کھولی گئی تھی۔جس میں اکثر جلیل القدر والیان ریاست اور رؤسا و امرائے دولت شامل ہوئے۔لیکن ہر صوبے اور ہر ضلع میں بھی لوکل گورنمنٹوں اور ڈسٹرکٹ کمیٹیوں کی طرف سے چندہ جمع ہوا۔جس کی جملہ میزان ۱۵ ستمبر ۱۹۳۵ء تک تقریباً سوا کروڑ روپیہ ہوئی ٭

اب ہم صوبہ وار حالات درج کرتے ہیں جن سے معلوم ہوگا۔کہ پبلک نے اس تقریب کو کس طرح اپنایا۔اور کس خوبی سے اظہار ارادت کیا:۔

شملہ کی تقریبات جوبلی

شملہ میں جلسہ | ۲ مئی جمعرات کی شام کو شملہ جوبلی فنڈ کے زیر سرپرستی ایک عام جلسہ منعقد ہوا۔مسٹر پی۔سی کولون (Mr. P. C. Colvin) آنریری سیکرٹری آل انڈیا فنڈ باقاعدہ جلسے میں شریک تھے۔مسٹر جے۔اے میک ایون آئی۔سی۔ایس۔ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع شملہ (Mr. J. A. Mackeown I.C.S.) صدر جلسہ قرار پائے۔مسٹر کولون نے فنڈ کے مقاصد کی تشریح کرتے ہوئے اعلان کیا۔کہ ساڑھے لاکھ روپے جمع ہو گئے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اس میں

ستے ۶۰ فیصدی رقم طبی اور حفظان صحت کی ضروریات کے لئے صوبوں اور ریاستوں کے درمیان تقسیم کردی جائیگی - اور بقیہ رقم زیادہ تر آل انڈیا اداروں کی صوبجاتی شاخوں کو عطا کی جائے گی۔ صدر مخترم نے یہ اُمید ظاہر کی۔ کہ مئی کے اختتام تک فنڈ میں ایک کروڑ روپے جمع ہو جائیں گے۔ لالہ درگا داس نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس جلسے میں اکثر ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو خود چندہ دے سکتے۔ اور دوسروں سے چندہ جمع کرا سکتے ہیں۔ پس مقامی طور پر جو کام ہوا ہے۔ اُس میں ابھی وسعت دینے کی کافی گنجائش باقی ہے۔ مولوی علی نقی نے فرمایا کہ ہندوستان جیسے غریب ملک میں پچاس لاکھ روپے جمع ہو جانا اہل ہند کی فیاضی کی بین دلیل ہے۔ ڈاکٹر سبھری نے کہا۔ کہ یہ وقت عمل کا ہے۔ ہم میں سے ہر شخص کو فنڈ جمع کرنے کے لئے پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ مسٹر میک ایون (Mr. Mackeown) نے تمام حاضرین اور مقررین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ اس وقت تک اس ضلع کے فنڈ میں ۵۰۲۹ روپے ۱۵ آنے ۹ پائی جمع ہو چکے ہیں۔

فوجی تماشے کی آزمائشی نمائش | ۴ رمئی کی شام کو فوجی تماشے کی آزمائشی نمائش کی گئی۔ جس کے دیکھنے کے لئے ہزارہا آدمی جمع ہو گئے۔ جو سب کے سب شادان و فرحاں نظر آرہے تھے ॰

وائسرائے ہند کا پیغام ہندوستان کے نام | ہز اکسلنسی وائسرائے ہند نے ملک معظم کی سلور جوبلی کے موقع پر براڈکاسٹ کے ذریعے سے ملک کے نام حسب ذیل پیغام بھیجا :-

"ہندوستان میں ملک معظم کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے میں انتہائی فخر و مسرت کے ساتھ تمام باشندگان ہند کو یہ پیغام دیتا ہوں اور اُن کے ساتھ مل کر نہایت خوشی سے اس تقریب کے مراسم ادا کرتا ہوں کہ خداوند کریم نے ہمارے بادشاہ کو گزشتہ پچیس سال متواتر ہم پر حکومت کرنے کے لئے زندہ و سلامت رکھا۔ اور اس کے ساتھ ہی میں سب کے ساتھ مل کر دعا کرتا ہوں۔ کہ خداوند تعالیٰ ہماری رہنمائی کے لئے بادشاہ سلامت کو مدت العمر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ سب جانتے ہیں۔ کہ اس تمام عرصہ میں شہنشاہ معظم نے اپنی ذاتی خدمات سے خدمت خلق کی بہترین مثال قائم کی ہے اور سلطنت کے طول و عرض میں بسنے والی جملہ جماعتوں اور قوموں کی زندگی کے کوائف اور اچھے بُرے حالات اور خواہشات میں پوری پوری سرگرمی کے ساتھ مسلسل دلچسپی دکھائی ہے۔ چنانچہ ہم تمام لوگ بڑی شکر گزاری اور وفاداری سے اپنے محبوب حکمران کی جانب آنکھیں لگائے ہوئے ہیں۔ اور ذات شاہانہ پر پورا پورا اعتماد و اعتبار رکھتے ہیں۔ میری خوش نصیبی تھی۔ کہ میں ان پچیس برسوں میں سے متواتر سولہ سال مختلف اقوام اور اُن کے اغراض کے ساتھ وابستہ رہا ہوں۔ اگرچہ میرے لئے یہ

عرصہ دلچسپیوں سے بھرپور رہا ہے۔ لیکن کچھ شک نہیں کہ اس میں تشویش بھی شامل رہی ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہ والیان ریاستہائے ہند اور باشندگان ہندوستان نے جنگ عظیم کے چار برسوں میں کامل وفاداری اور خلوص دل کے ساتھ اس امر میں پورا پورا حصّہ لیا ہے۔ کہ برطانوی تخت وتاج محفوظ رہے۔ سلطنت برطانیہ کے تمام اجزا مامون ومحفوظ رہیں۔ اور اُن کی حیثیت وآبرو میں فرق نہ آئے۔ میں اس امر کے متعلق ذاتی شہادت پیش کرسکتا ہوں کہ اس مدّت کے دوران میں کاروبار حکومت اور انتظام مملکت کے تمام شعبوں میں عظیم الشان ترقی ہوئی ہے۔ جس کے طفیل ہندوستانیوں کی تمام جماعتوں کی خوشحالی اور فارغ البالی میں پہلے سے اضافہ ہؤا۔ میں نے بھی ان تمام امور کی شاندار ترقی میں اپنے مقدور بھر حصّہ لیا ہے۔ جو اس ملک میں حکومت خود اختیاری قائم ہونے سے متعلق ہیں۔ ان تمام حقائق کو ذہن میں رکھتے ہوئے مجھے یقین ہے۔ کہ ہم کامل اتفاق واتحاد سے ایک دوسرے کے ساتھ اس امر میں تعاون کرسکتے ہیں۔ کہ آج اپنے اختلافات کو دُور کردیں۔ اور شکرگزاری کے جذبات سے اپنے نہایت محبوب فرمانروا کا شکریہ ادا کریں۔ جس نے صدق دلی سے کام لے کر ہماری رہبری اور خبرگیری کے فرائض ادا کئے اور اس طرح بادشاہ کے ساتھ کامل وفاداری کو دل میں جگہ دے کر خداوند کریم کی درگاہ میں دست بدعا ہوں کہ "خدا ہمارے بادشاہ کو سلامت رکھے"۔

چانسلر ایوان والیان ریاستہائے ہند کا پیغام | مہاراجہ صاحب پٹیالہ چانسلر ایوان والیان ریاستہائے ہند (Chancellor of the Chamber of Princes) نے مندرجہ ذیل پیغام دیا:۔

"شہزادگان وباشندگان ہند نے اس مبارک تقریب کا جشن منانے میں جس دلی خوشی اور رضا ورغبت سے حصّہ لیا ہے۔ وہ اس امر کی دلیل ہے کہ سنہری زنجیروں نے ہم سب لوگوں کو تخت برطانیہ کے ساتھ باندھ رکھا ہے۔ اور یہ تخت وہ مرکز ہے۔ اور اُس نصب العین کا زندہ مجسّمہ ہے۔ جس کے اردگرد ہم سب جمع ہوجاتے ہیں۔ ہوسکتا ہے۔ کہ وائیٹ ہال (White Hall) (حکومت برطانیہ کی مجلس وزراء کا صدر مقام) اور دہلی (حکومت ہند کا صدر مقام) سے ہمیں بعض اختلافات بھی ہوں۔ مگر جہاں تک ہمارے محبوب بادشاہ کی شخصیت اور تخت کو دخل ہے۔ اس حقیقت میں مطلق شبہ کی گنجائش نہیں۔ کہ باشندگان وشہزادگان ہند اپنے فرمانروا

پر صدق دل سے نثار ہونے کو تیار ہیں۔ اس تاریخی تقریب کے جشن میں شمولیت کی جو دعوت ہندوستان کو دی گئی ہے۔ اس کے سچے معنی و مفہوم سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔ کہ برطانیہ کے راعی و رعایا کی یہ تمنا ہے کہ ان شاندار نتائج کا سلسلہ بدستور قائم رہے۔ جو ہندوستان میں شہنشاہِ ہند اور ملکہ کے تشریف لانے اور یہاں آکر رسم تاجپوشی ادا کرنے کے وقت سے پیدا ہوتے رہے ہیں۔ تاکہ ہندوستان بھی اقوام عالم کی مجالس میں ایک بلند مقام حاصل کر سکے۔ اور سلطنت برطانیہ کا ایک طاقتور جزو بن جائے۔ جنگ عظیم کی معرکہ آرائیوں نے ملت برطانیہ اور ملت ہندیہ کے مابین برادرانہ حمایت و رفاقت کا پائدار رشتہ قائم کر دیا ہے۔ چنانچہ ضروری ہے۔ کہ موجودہ تقریب ان رفقائے کار کی محبت اور دوستی کے رشتے کو اور زیادہ مستحکم و استوار بنائے۔

"والیان ریاست ہائے ہند کی ذاتی خصوصیتیں ایک دوسرے سے اسی قدر مختلف التنوع ہیں جس قدر ان کی ریاستیں ایک دوسرے سے جداگانہ امتیاز رکھتی ہیں۔ لیکن ان میں ایک مشترکہ وصف بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ تمام کی تمام ریاستیں انتہائی طور پر تاج برطانیہ کی وفادار ہیں۔ اور یہ تاج وہ تاج ہے جو نسل انسانی کے ایک چوتھائی باشندوں اور کرۂ ارض کے پانچویں حصے پر تسلط رکھتا ہے۔ والیانِ ریاستہائے ہند اور اقوام ہند کی بلند نظری اس امر کی مقتضی ہے کہ ہندوستان کو سلطنت برطانیہ کے اندر ایک ایسا مقام حاصل ہو جائے۔ جس پر وہ فخر کر سکے۔ مجھے امید ہے کہ میرے پیغام کا مفہوم و مدعا اہلِ برطانیہ و اہل ہند دونوں کے لئے بے اثر نہ ہوگا۔ میرا یہ پیغام ہمدردی۔ نیک خواہی اور تعاون کار کی باہمی دعوت پر مشتمل ہے۔ اور جس کا بھیجنا آج میرا خوشگوار اور باعثِ افتخار فرض ہے۔ میرا ہمیشہ سے یہ یقین چلا آتا ہے کہ تاج برطانیہ اتحاد کا ظاہری نشان ہے۔ اور اہل برطانیہ اور ہندوستانیوں دونوں کے نام میرا یہ پیغام ہے۔ کہ وہ اس مسرت انگیز واقعے کی حقیقی یادگار اس طرح قائم کریں۔ کہ ہندوستان اور برطانیہ کو سچائی اور صدق دل سے ایک دوسرے سے زیادہ قریب لانے میں یادگار ہو۔ تاکہ ان دونوں ملکوں کے درمیان سچی رفاقت کی روح پیدا ہو۔ اور برادرانہ رشتہ استوار ہو سکے اور اس سے یہ غرض ہو کہ انسانی مسرت میں اضافہ ہو سکے۔ نیز امن و امان ترقی پائے۔"

جوبلی کے موقع پر ہز اکسلنسی وائسرائے ہند نے ملک معظم کی خدمت میں	وائسرائے ہند کا پیغام

ملک معظم کی خدمت میں بدیں مضمون ایک پیغام ارسال کیا :-

"میں اس یوم سعید کے موقع پر والیان ریاستہائے ہند اور اقوام ہند کی جانب سے حضور شہنشاہ معظم کی خدمت میں نہایت مودبانہ طریق سے پیغام مبارکباد پیش کرتا ہوں - اور ہم سب اس دلی امید کا اظہار کرتے ہیں - کہ شہنشاہ معظم مدت العمر زندہ و سلامت رہیں - اور اس عظیم الشان ملک پر حکمرانی کرتے رہیں - باشندگان ہند کا ہمیشہ سے یہ یقین چلا آتا ہے - اور اب بھی ہے کہ شہنشاہ معظم کے حق میں جذبہ وفاداری کو دل میں جگہ دینی چاہیئے - اور اگرچہ آجکل کے زمانے میں جب ترقی و نشوونما اور تغیرات رونما ہو رہے ہیں - اس امر کی توقع رکھنا ناممکن ہے کہ ہندوستان کے کروڑوں باشندے اس کشمکش اور تکلیف سے بے خبر ہوں - جو سیاسی ترقی کی خواہش کا لازمہ ہے - تاہم شہنشاہ معظم اس امر کی طرف سے اطمینان و یقین رکھیں - کہ ہمارے نزدیک اُن کی ذات گرامی ان تحریکات سے بلند و بالا ہے - نیز یہ کہ ہم سب صدق دل سے شہنشاہ کے تخت و شخصیت کے وفادار پرستار ہیں - ہم ذات شاہانہ کے نہایت احسان مندی کے ساتھ شکر گزار ہیں - کہ انہوں نے اپنی تمام ہندوستانی رعایا کی ترقی و خوشحالی اور فارغ البالی میں مستقل اور دوامی دلچسپی لی"۔

اہل ہند کے نام وائسرائے کا دوسرا پیغام | ۶ مئی کو جوبلی کے دن ہز ایکسلنسی وائسرائے نے باشندگان ہند کے نام حسب ذیل پیغام ارسال کیا :-

"آج ہم تاریخ برطانیہ کے ایک عظیم الشان واقعہ کی خوشی منا رہے ہیں - اس تقریب میں دوسری اقوام بھی ہماری مادر وطن (برطانیہ) کے ہمراہ ہیں - اور سب مل کر خداوند کریم کی درگاہ میں شکر اور احسانمندی کے اظہار کے لئے اپنی آوازیں بلند کر رہے ہیں - کہ پروردگار عالم نے گزشتہ پچیس برس ہمارے شہنشاہ کو سلامت رکھا - تاکہ وہ ہر حال میں ہماری رہنمائی کریں - ہم سب خداوند کریم کی درگاہ میں دست بدعا ہیں - کہ ذات شاہانہ مدت دراز تک زندہ و سلامت رہے - اور اپنی وفادار رعایا کے روبرو وہ باعظمت مثال پیش کرتی رہے - جو اس امر پر مشتمل ہے - کہ وہ اپنی رعایا میں سے تمام اقوام اور جماعتوں کے حق میں ایثار - خدمت - خبرگیری - گہری اور مستقل دلچسپی کے جذبات رکھتے ہیں - ہم لوگ جو ہندوستان میں آباد ہیں - جب ان گزشتہ پچیس برسوں پر نظر ڈالتے ہیں - تو اپنے عارضی تنازعات اور اختلافات کو پس پشت ڈال کر

اس امر پر متفق ہو سکتے ہیں۔ کہ ہماری دونوں قوموں (ہندوستانی اور برطانوی) کے باہمی گہرے تعلقات نے ایک دوسرے کو بہت فائدہ پہنچایا ہے۔ اس اتحاد و تعاون کے طفیل ہماری مشترکہ پبلک زندگی کے ہر شعبے میں نمایاں نشوونما ہو رہی ہے۔ اور اس ملک کی تمام جماعتوں اور فرقوں کی خوشحالی میں وہ ترقی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ جس سے سب کا معیار حیات بلند ہو گیا ہے۔ مزید برآں اس پرستارانہ محبت و وفاداری کا اظہار جو والیان ریاستہائے ہند اور باشندگان ہند اپنے فرماں روا کے حق میں رکھتے ہیں۔ جیسا کہ جنگ عظیم کی چہار سالہ مدت میں ہوا۔ پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ اس وقت اس ملک نے اس تمام خوفناک ایثار میں پورا پورا حصہ لیا۔ جو سلطنت کی حفاظت اور دشمن سے اس کے بچاؤ کے لئے ضروری تھا۔ اس لئے آج میں جسے شخصی طور پر شہنشاہ معظم کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے ایک مقتدر منصب حاصل ہے۔ اپنے دوسرے تمام شہریوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ کہ ہم سب مل کر اس لئے خاص طور پر ملک معظم کا شکریہ ادا کریں۔ کہ انہوں نے ہمارے سامنے ایک نہایت روشن اور تابناک مثال پیش کی ہے۔ نیز انہوں نے گزشتہ پچیس سال کے دوران میں ہماری سلطنت کے مقاصد کے حصول اور اس کے نیک و بد میں ہمیشہ بہترین رہنمائی کی ہے۔ پس اس موقع پر ہم سب مل کر اپنے حکمران کی وفاداری اور پرستارانہ محبت کا یقین دلاتے ہیں۔ اور پروردگار عالم کی درگاہ میں دست بدعا ہیں۔ کہ وہ ہمارے بادشاہ کو تا دیر ہم پر حکومت کرنے کے لئے زندہ و سلامت رکھے۔"

دعائے شکرانہ کی تقریب | ۶ مئی کی صبح کو رج پر دعائے شکرانہ کی تقریب ادا کی گئی جس میں تین چار ہزار نشستوں کا بندوبست کیا گیا تھا۔ ہر نشست پر معزز مہمان مختلف قسم کے لباسوں میں ملبوس نظر آتے تھے۔ رج کے پاس ایک پہاڑی پر بہتی لوگ رقص کر رہے تھے۔ اسی طرح اس پاس کی عمارتوں پر لڑکے کھڑے تھے۔ ہز اکسلنسی وائسرائے۔ ہر اکسلنسی لیڈی ولنگڈن۔ کمانڈر انچیف اور لیڈی چیٹوڈ سب سے آگے کی صف میں جلوہ افروز تھے۔ جن کے قریب تمام مقتدر سرکاری ارکان بیٹھے ہوئے تھے۔ عبادت کا آغاز قومی ترانے سے ہوا۔ فوجی بینڈ اور اس کے ساتھ مختلف پروٹسٹنٹ گرجوں کے گانے والوں کی جماعتوں نے گانا شروع کر دیا۔ خاص خاص مقامات پر آلہ ہائے نشر صوت بھی لگائے گئے۔ تاکہ آواز دور دور تک پہنچ سکے۔

شاہی ڈنر | ۶ مئی کو ہز اکسلنسی وائسرائے۔ لیڈی ولنگڈن۔ ہز اکسلنسی چیٹوڈ صاحب کمانڈر انچیف۔ لیڈی چیٹوڈ صاحبہ اور دیگر تمام اعلیٰ حکام کی شرکت میں ایک پر تکلف شاہی ڈنر دیا گیا جس میں عالیقدر یورپین اور دیسی مہمان شامل تھے۔

ریورنڈ ینگ کا خطبہ اس موقع پر فرسٹ چرچ کے پادری پی۔ این۔ ایف ینگ صاحب نے (Rev. P. N. F. Yonng) ایک مختصر خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس کا ماحصل یہ ہے:۔

"ثنا خوانی کے گیت میں لکھا ہے کہ خدا بادشاہ ہے۔" آج میرے ان مختصر الفاظ کا مقصد عبادت کے حقیقی مفہوم کی طرف توجہ مبذول کرانا ہے۔ بظاہر یہ سمجھا جائیگا کہ ہم یہاں اپنے دنیاوی بادشاہ کو عزت دینے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ہم اس بادشاہوں کے بادشاہ اور مالک الملک کا شکر ادا کرنے اور اس کی ثنا خوانی کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ جسے نہ کسی انسان نے دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے۔ پس ہم اُس منعم حقیقی کی جناب میں شکر ادا کرتے ہیں۔ جس نے ہمارے بادشاہ کو پچیس برس تک حکومت کرنے کا موقع بہم پہنچا دیا۔ اور یہ بھی اسی کارساز حقیقی کی مہربانی ہے جس نے بادشاہ سلامت کو سخت ترین علالت سے صحت بخش کر صحیح وسلامت رکھا۔ اور ہم سب لوگوں نے بادشاہ سلامت کی صحتیابی کے لئے جو دعائیں مانگی تھیں۔ وہ درگاہِ خداوندی میں مقبول ہوئیں۔ اور اُس شافیٔ مطلق نے ملک معظم کو شفائے کامل عطا فرمائی۔ اس کے بعد ہم خدائے بزرگ و برتر کا مزید شکر ادا کرتے ہیں۔ کہ اُس نے اس بادشاہت کو نہ صرف اس لئے سلامت رکھا۔ کہ وہ ایک ایسی دنیا میں امن و آزادی کی علمبردار ہے۔ جہاں انسانی روح کی تمام ترقیاں تباہی کے منہ میں پڑی ہوئی ہیں۔ بلکہ ہم اس لئے بھی خدائے بزرگ و برتر کا شکر بجا لاتے ہیں۔ کہ دنیا میں حکمرانی کی جتنی قسمیں ہیں۔ اُن میں صرف بادشاہت ہی ایک ایسی صورت ہے۔ جو حکومتوں کی دوسری تمام صورتوں سے کہیں زیادہ بہتر طریقے پر خدائی حکومت سے مطابقت رکھتی ہے اور حقیقت یہ ہے۔ کہ ہر دنیاوی بادشاہ ہی اصل میں خداوند جلّ وعلیٰ کی طرف جو فی الحقیقت سب کا بادشاہ ہے۔ رہنمائی کرتا ہے۔ مزید برآں نامعلوم ایام سے بادشاہ کی ذات میں ایک ایسا روحانی تقدس پنہاں ہے۔ جو اُس بادشاہ کے لئے جو ابدیت و سرمدیت کی قلمرو میں حکمران ہے زیادہ سے زیادہ وفاداری کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ تیسرے یہ کہ ہم ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی مذہبی زندگی اور اُن کے ایمان کے ثبات و استقلال پر بھی خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ ملک معظم و ملکۂ معظمہ میں یہ بات ان کے عہدے کی وجہ سے پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ حقیقی مذہب کے باعث پیدا ہوئی ہے۔ فی الحقیقت زندگی کے متعلق یہ حقیقی

مذہبی زاویۂ نگاہ ہی کا اثر تھا۔ جس نے کرسمس کے زمانے میں براڈکاسٹ کے ذریعے سے ملک معظم کی زبان مبارک سے یہ نکلوا دیا۔ کہ میں اپنی رعایا کا باپ ہوں۔ بلا شبہ یہ کہتے ہوئے ان کی نظر اس باپ پر جمی ہوئی تھی۔ جس سے ہر ارضی و علوی خاندان کا تعلق ہے۔ آخر میں ہم خدائے بزرگ و برتر کا پھر شکر ادا کرتے ہیں کہ ملک معظم کے دور حکومت میں مجموعۂ ملل برطانیہ کے عظیم الشان اجزاء دوستی و اتحاد کے معاملہ میں ایک دوسرے کے اور زیادہ قریب آگئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ اگر یہ عظیم الشان سلطنت تاج کی رہنمائی کے زیر سایہ جو اصل میں ایک ہی رشتۂ اتحاد کے سلسلے میں ساری سلطنت کو منسلک رکھنے کا آلہ ہے۔ اپنی بلند پایہ روایات پر قائم رہی۔ تو اس سے دوسری اقوام کے باشندوں کے درمیان بھی زیادہ سے زیادہ اشتراک و اتحاد پیدا ہوگا۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ خدائی حکومت زیادہ سے زیادہ قریب آتی چلی جائے گی۔"

ثانوی مدارس میں جشن جوبلی | ڈپٹی کمشنر شملہ کی اجازت اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز کی ہدایت کے مطابق پیر کے روز شملے کے تمام ثانوی مدارس کی طرف سے گورنمنٹ ہائی سکول میں ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی سلور جوبلی منائی گئی۔ اس ضمن میں جو لائحۂ عمل مقرر کیا گیا تھا۔ وہ پوری طرح کامیاب ہوا۔ آخر میں شملہ میونسپلٹی کی طرف سے تمام طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

بازاروں میں چہل پہل | اس تقریب سے شملہ کے مشہور مال بازار میں لوگوں کا اتنا ازدحام لگا رہا کہ پہلے کم دیکھا گیا تھا۔ علاوہ بریں ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں رقص و سماع کی محفلیں گرم تھیں۔ سڑکوں پر آدمیوں کی اس قدر کثرت تھی۔ کہ رکشا گاڑیاں بڑی مشکل سے گزر سکتی تھیں۔ اس ہجوم میں ہر مذہب و ملت اور ہر قوم کے آدمی شامل تھے۔ اور ہر شخص خوش و خرم نظر آتا تھا۔

فوجی تماشا | ۵ مئی کی شام کو آننڈیل Annandale میں فوجی تماشا کیا گیا۔ جس میں ہز اکسلنسی وائسرائے ہند مع لیڈی صاحبہ کے اور دیگر سول اور ملٹری حکام بھی تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے لئے نشست کا خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ ان کے علاوہ دیگر معزز تماشائیوں کی بے حد کثرت تھی۔ فوجی کرتبوں کے اختتام پر جو آتشبازی چھوڑی گئی۔ وہ بھی نہایت دلچسپ اور اعلیٰ قسم کی تھی۔ آتشبازی کے ختم ہونے پر کھلونے کے سپاہی (Toy Soldiers) نظر آئے۔ ان کے بعد مختلف فوجی دستوں کا ایک رسالہ بانسری بجاتے ہوئے گزرا۔ غرض اسی طرح مختلف کھیل تماشے ہوتے رہے۔

شہر میں چراغاں | شملے کی تقریباً تمام پبلک عمارتوں پر یونین جیک لہرا رہے تھے۔ اور رات بھر سارے

شہر میں روشنی ہوتی رہی۔ کالی باڑی میں روشنی کے علاوہ دعائے شکرانہ کی ایک خاص تقریب منعقد ہوئی۔ اور بادشاہ و ملکہ کی درازیِ عمر اور خوشحالی و کامیابی کے لئے خاص طور پر "پوجا" کی گئی۔

شملہ ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی صدر۔ مسٹر جے۔ اے۔ میک کیوان اسکوائر آئی۔ سی۔ ایس۔ (J.A. Mackeown Esq., I.C.S.) ڈپٹی کمشنر

آنریری خزانچی۔ مسٹر اے۔ سی۔ رابنسن
ایجنٹ۔ امپیریل بنک آف انڈیا شملہ
آنریری سیکرٹری۔ خان عزیز الدین احمد پی۔ سی۔ ایس۔ جنرل اسسٹنٹ شملہ۔
ارکان دفتر۔ مسٹر آر۔ ایل۔ گپتا انچارج خط و کتابت (۲) مسٹر شریف حسین ریڈر ٹو آنریری سیکرٹری۔

ارکان۔ (۱) لالہ بہاری لال سینئر نائب صدر شملہ میونسپل کمیٹی (۲) خواجہ عبدالغنی میونسپل کمشنر شملہ (۳) لالہ پران چند میونسپل کمشنر شملہ (۴) مسٹر فرام جی۔ دی مال شملہ (۵) سردار مکند سنگھ کنٹریکٹر شملہ (۶) سپرنٹنڈنٹ آف پولیس شملہ (۷) اگزکٹو انجینیر شملہ پراونشل ڈویژن (۸) ڈاکٹر جی۔ ایم سیکھری میونسپل کمشنر شملہ (۹) لالہ کشمیری مل بینکر شملہ (۱۰) رائے صاحب لالہ ٹھاکر داس لوئر بازار شملہ (۱۱) لالہ ہیمراج آف میسرز گیندامل ہیمراج شملہ (۱۲) خان صاحب بدرالدین مالک میٹروپول ہوٹل شملہ (۱۳) میر محمد محسن بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول شملہ (۱۴) ڈاکٹر ایس۔ ایف۔ ڈین ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز شملہ (۱۵) انجینیر واٹر ورکس اینڈ ڈرینیج شملہ (۱۶) مسٹر ڈی۔ آر سیٹھی انجینیر روڈس اینڈ بلڈنگس شملہ میونسپل کمیٹی (۱۷) مسٹر آر۔ ایل نارائن چیف الکٹریکل انجینیر شملہ میونسپل کمیٹی (۱۸) لالہ دینا ناتھ شملہ (۱۹) لالہ گوجر مل ارتھی شملہ (۲۰) لالہ کوڈو مل بینکر شملہ (۲۱) مسٹر درگا داس ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا شملہ (۲۲) لالہ ہربنس چندر ایڈووکیٹ شملہ (۲۳) مولوی علی نقی وکیل شملہ (۲۴) میر احمد حسین شملہ۔

گرلز گائڈ کی دعوت چائے پیٹرہوف (Peterhof) میں شملے کی گرلز گائڈز (Girls Guides) نے سناور کی گرلز گائڈز (Girls Guides) کے لئے دعوت چائے کا اہتمام کیا۔ چنانچہ اس پارٹی میں شامل لڑکیاں طرح طرح کے لباسوں میں ملبوس تھیں۔ اس موقع پر میدانوں میں متعدد قسم کے کھیل بھی ہوتے رہے۔ بعد میں تمام لڑکیاں پیٹرہوف کے وسیع ہال میں جمع ہوئیں۔ یہاں گرلز گائڈ کی صدر لیڈی گرگ (Lady Grigg) نے ان کے درمیان انعامات تقسیم کئے۔ اس وقت ہندوستان کی تمام گرلز گائڈز کی طرف سے ملک معظم کی خدمت میں ایک

پیغام بھی بھیجا گیا *

جوبلی میلہ | جوبلی کے سلسلے میں حکومت پنجاب کی سرپرستی میں آننڈیل میں جو میلہ لگا۔ وہ تمام تقریبات سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس میلے میں جس کثرت سے لوگ شریک ہوئے۔ شاید آدمیوں کی اتنی کثرت کسی بھی تقریب میں نہیں ہوئی۔ وائسرائے۔ کونٹس آف ولنگڈن۔ سر فلپ چیٹوڈ۔ لیڈی چیٹوڈ۔ گورنر پنجاب اور حکومت ہند۔ فوجی صدر مقام اور پنجاب سیکرٹریٹ کے متعدد حکام اس میلے میں شریک تھے۔ دن بھر تمام دفاتر اور مدارس میں چھٹی رہی۔ میلے میں بائیسکوپ کے تماشے۔ ناچ۔ گانا اور سپیروں۔ جادوگروں اور تیراندازوں وغیرہ کے کرتب۔ غرض اس طرح کے متعدد تفریح کے سامان موجود تھے۔ میلے میں جو تفریحی تماشے ہوئے ان میں پینتیسویں بشائر Thirty-fifth Bushire کا بھیس بدل کر ناچنا خاص طور پر دلچسپی سے دیکھا جارہا تھا۔ اسی طرح ریاستہائے تہوگ۔ کیوں تھل۔ اور کوٹی کے پہاڑی ناچنے والوں کے رقص کو بھی لوگ بڑی دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ میلے میں ایک شاندار شاہی دنگل بھی ہوا۔ جس میں دوسری کشتیوں کے علاوہ گونگا پہلوان اور کوٹھاپور کے مشہور پہلوان سوہن سنگھ کی کشتی ہوئی۔ تماشائیوں نے اس کشتی کو نہایت ذوق و شوق سے دیکھا۔ اس کشتی میں گونگا پہلوان نے سوہن سنگھ کو صرف پانچ منٹ کے اندر پچھاڑ دیا۔ میلے کی کامیابی پر وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن نے مقامی سلور جوبلی کمیٹی کو اس کے حسن انتظام پر خاص طور پر مبارکباد دی *

انگریزی موسیقی | ۱۷ مئی کو پونے دس بجے رات کے وقت گیٹی تھیٹر Gaiety Theatre میں انگریزی موسیقی کا کمال دکھایا گیا۔ ہز اکسلنسی وائسرائے کی اجازت سے وائسرائیگل آرکسٹرا Viceregal Orchestra نے بھی اس تقریب میں حصہ لیا۔ وائسرائے۔ لیڈی ولنگڈن اور دوسرے اعلیٰ سرکاری حکام بھی اس جلسے میں شریک ہوئے *

شملہ کے مدارس میں تقریبات جوبلی | ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۱۴۔ ۲۰ اور ۲۱ مئی کو شملے کے مدارس میں حسب ذیل پروگرام پر عمل کیا گیا:۔

۶ مئی۔ وقت ۲ بجے دن (۱) پرچم لہرایا گیا۔ (۲) مسٹر جے۔ اے۔ میک ایون۔ آئی سی۔ ایس و صدر ضلع جوبلی کمیٹی شملہ (Mr. J. A. Mackeown. I. C. S.) (President of Jubilee Committee Simla) کی افتتاحی تقریر (۳) ڈی۔ اے سی بوائز سکول کے طلبہ کا افتتاحی گیت (۴) اسلامیہ ہائی سکول کے طلبہ کا مکالمہ (۵) ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کی تقریر (۶) ایس۔ ڈی۔ ہائی سکول شملہ کے لڑکوں کا مکالمہ (۷) بالی گنج ہائی سکول

کے طلبہ کا درس (۸) مسٹر زیڈ۔ اے بخاری کی تقریر (۹) ڈی۔ اے۔ وی۔ ہائی سکول کے طلبہ کا درس (۱۰) بنگالی بوائز ہائی سکول کے مسٹر پی۔ سی۔ گھوش بی۔ اے کی مختصر تقریر (۱۱) میفیلڈ سکول کے طلبہ کی طرف سے مختصر ڈرامہ (۱۲) جیا ماسٹر بٹلر ہائی سکول کی تقریر (۱۳) گورنمنٹ ہائی سکول کے طلبہ کا مکالمہ (۱۴) ٹیلر ہائی سکول کے ایک لڑکے کی تقریر (۱۵) اسلامیہ سکول کے لڑکوں کا گانا (۱۶) اختتامی ریمارک۔

۶ مئی کو گورنمنٹ ہائی سکول کے میدان میں ½ ۳ بجے دن سے ۵ بجے شام تک مختلف قسم کے کھیل ہوتے رہے۔

۷ مئی کو ۳ بجے (سہ پہر) طلبہ مدارس کے لئے انٹر نیشنل "ٹگ آف وار" کی آزمائش کی گئی اور ۸ بجے شب کو سکولوں کی عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔

۸ مئی کو ۲ بجے دن کے وقت آریہ گرلز سکول میں زنانہ مدارس کی طرف سے جوبلی کا جلسہ منعقد ہوا۔ اور اسی روز حسب ذیل پروگرام پر عمل کیا گیا:۔

(۱) پرچم لہرایا گیا (۲) صدر کی طرف سے افتتاحی تقریر (۳) سینٹ تھامس سکول کا قومی ترانہ (۴) مسٹر ہاٹلے کی تقریر (۵) لیڈی ارون گرلز سکول کی طرف سے گانا (۶) مسز قرام جی کی تقریر (۷) آریہ گرلز سکول کی طرف سے درس (۸) ایس۔ پی۔ بی گرلز سکول کی لڑکیوں کا گیت (۹) لیڈی نانس گرلز سکول کی طرف سے درس (۱۰) ایم۔ بی گرلز سکول کی طرف سے مکالمہ (۱۱) سکھ گرلز سکول کی طرف سے درس (۱۲) سینٹ تھامس سکول کی طرف سے گانا (۱۳) صدر کا اختتامی ریمارک (۱۴) آخر میں مختلف قسم کے کھیل ہوئے۔

۸ مئی کو گورنمنٹ ہائی سکول میں پرائمری مدارس کی طالبات نے ۲ بجے دن کے وقت حسب ذیل پروگرام پر عمل کیا:۔

(۱) پرچم لہرایا گیا (۲) صدر نے افتتاحی تقریر کی (۳) ایس۔ ڈی سکول کی طرف سے افتتاحی گیت (۴) جوبلی کے مفہوم پر محمد فرزند علی کینتھو نے ایک پرزور تقریر کی (۵) کینتھو بوائز (۶) ملک معظم کے سوانح زندگی پر ہیڈ ماسٹر صاحب بالی گنج کی تقریر (۷) مدراسی سکول بوائز (۸) "سلطنت برطانیہ" کے موضوع پر ہیڈ ماسٹر صاحب میتھلینڈ سکول کی تقریر (۹) پھاگلی سکول بوائز (۱۰) اختتامی ریمارک۔

۸ مئی کو ½ ۳ بجے دن کے وقت گورنمنٹ ہائی سکول کے میدان میں پرائمری مدارس کی طرف سے کھیل شروع ہوئے اور ۵ بجے شام تک ہوتے رہے۔

۱۴ مئی کو پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے انسٹیٹیوٹ میں جو میلہ لگا۔ اس میں سکولوں کے

طلبہ نے گتکا - والی بال اور گھونسہ بازی وغیرہ کے مقابلے میں شرکت کی ؛

۲۰ رمئی کو "فلیگ ڈے" منایا گیا - ۲۱ رمئی کو ۵ بجے شام کے وقت بمقام پرج بوائے سکاؤٹس اور گرلز گائڈز کی ریلی ہوئی ؛

شملے کے مدارس میں تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے مختلف مدارس کے ہیڈ ماسٹر صاحبان اور زنانہ مدارس کی اُستانیوں کے علاوہ مسٹر ایس - ایف - ڈین ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ڈسٹرکٹ شملہ خاص طور پر قابلِ مبارکباد ہیں - یہ تقریبات نہ صرف شملہ شہر ہی میں منائی گئیں - بلکہ شملے کے دیہاتی علاقوں اور ریاستوں میں بھی نہایت دھوم دھام سے منائی گئیں ؛

تمغوں کی تقسیم | ۱۰ رمئی کو گورنمنٹ آف انڈیا کے مختلف محکموں میں ایک دلچسپ تقریب عمل میں آئی جس میں مختلف محکموں کے اعلیٰ حکام نے اپنے سٹاف کے ارکان کے درمیان سلور جوبلی کے تمغے تقسیم کئے ؛

فہرست تمغہ یافتگان دفاتر حکومت ہند

لیجسلیٹو برانچ

(۱) آنریبل سر این - این - سرکار - لا ممبر

(۲) سر - ایل گرانٹ صاحب بہادر کے - سی - آئی - ای - آئی - سی - ایس سیکرٹری لیجسلیٹو ڈیپارٹمنٹ

(۳) مسٹر جے - یارٹلے صاحب بہادر آئی - سی - ایس - جائنٹ سیکرٹری (حال رخصتی)

(۴) مسٹر اے - ڈیک ولیم صاحب بہادر آئی - سی - ایس قائم مقام جائنٹ سیکرٹری

(۵) مسٹر جی - این سپین صاحب بہادر سی - آئی - ای - آئی - سی - ایس ڈپٹی سیکرٹری

(۶) مسٹر اے - کرک سمتھ صاحب بہادر سالیسٹر ٹو گورنمنٹ آف انڈیا

(۷) مسٹر ایس - وب جانسن صاحب بہادر او - بی - ای سیکنڈ سالیسٹر ٹو گورنمنٹ آف انڈیا

(۸) رائے بہادر اے - ایل - بینرجی - اسسٹنٹ سیکرٹری

(۹) مسٹر اے - ڈبلیو - کلک اسسٹنٹ سیکرٹری

(۱۰) مسٹر ای - کوپس صاحب بہادر رپورٹر

(۱۱) مسٹر ایم - بی - گھوش - افسرِ اعلیٰ پرنٹنگ برانچ

(۱۲) مسٹر ابھیاتکر - ریلوے کلیرنگ اکونٹ آفس

ریلوے برانچ

(۱۳) مسٹر امرناتھ بھلہ کلرک ریلوے کلیرنگ اکونٹ برانچ

(۱۴) مسٹر بابو لعل " " "

(۱۵) مسٹر بلدیو سہائے سپرنٹنڈنٹ ریلوے بورڈ

(۱۶) مسٹر ڈی ۔ ڈی ۔ بینرجی ۔ کلرک انچارج ریلوے بورڈ

(۱۷) خان بہادر برکت علی صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر فنانس ریلوے بورڈ

(۱۸) مسٹر ایچ ۔ ڈی بینرجی کلرک ریلوے کلیرنگ اکونٹس آفس

(۱۹) مسٹر جے ۔ بینرجی ۔ خزانچی ریلوے بورڈ

(۲۰) مسٹر بھڈے سب ہیڈ ریلوے کلیرنگ اکونٹس آفس

(۲۱) مسٹر وی ۔ بی ۔ بھنڈرکار ۔ پبلسٹی افسر

(۲۲) مسٹر ڈبلیو ۔ ٹی بسکو صاحب پبلسٹی افسر

(۲۳) مسٹر برج لعل کلرک ریلوے کلیرنگ اکونٹس آفس

(۲۴) مسٹر کولن کیمبل صاحب ڈائرکٹر " " "

(۲۵) مسٹر کارلسن صاحب قائم مقام سپرنٹنڈنٹ ریلوے بورڈ

(۲۶) مسٹر کرسچین صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری انڈین ریلوے کانفرنس ایسوسی ایشن

(۲۷) مسٹر دندیکار سب ہیڈ ریلوے کلیرنگ اکونٹس اوفس

(۲۸) مسٹر دیوان چند کوہلی سپرنٹنڈنٹ سنٹرل سٹینڈرڈ آفس برائے ریلوے

(۲۹) مسٹر ڈوتسن سب ہیڈ ریلوے کلیرنگ اکونٹس اوفس

(۳۰) مسٹر ڈیبوزا ڈائرکٹر ٹریفک ریلوے بورڈ

(۳۱) مسٹر درگا پرشاد کلرک ریلوے کلیرنگ اکونٹس اوفس

(۳۲) مسٹر فریڈیر ہیڈ کلرک دفتر سینئر گورنمنٹ انسپکٹر آف ریلوے سرکل نمبر 5 بمبئی

(۳۳) مسٹر غلام حسین اسسٹنٹ ریلوے بورڈ

(۳۴) مسٹر گدھ کلرک ریلوے کلیرنگ اکونٹس اوفس

(۳۵) مسٹر ہیربسن چیف مائننگ انجینیئر ریلوے بورڈ

(۳۶) مسٹر کے ۔ ایم ۔ حسن سپرو ائنر آف ریلوے لیبر ریلوے بورڈ

(۳۷) مسٹر ایل ۔ ایف جیکسن سینئر گورنمنٹ انسپکٹر آف ریلوے سرکل نمبر 5 بمبئی

(۳۸) مسٹر جے ۔ گوبند کلرک ریلوے کلیرنگ اکونٹس آفس

(۳۹) رائے صاحب پی۔ سی کپور سٹینو گرافر ریلوے بورڈ
(۴۰) خانصاحب زبیڈ۔ ایچ خاں ڈپٹی ڈائرکٹر اسٹبلشمنٹ ریلوے بورڈ
(۴۱) مسٹر ایل۔ ایچ۔ کرکنس ڈی۔ ایس۔ او، او۔ بی۔ ای، وی۔ ڈی سیکرٹری ریلوے بورڈ
(۴۲) رائے صاحب کشوری لال سپرنٹنڈنٹ ریلوے بورڈ
(۴۳) مسٹر ایس۔ بی۔ کورڈ کلرک ریلوے کلیرنگ اکونٹس آفس
(۴۴) مسٹر لبھا رام سوری اسسٹنٹ ریلوے بورڈ
(۴۵) مسٹر جی۔ سی لافٹن سینئر گورنمنٹ انسپکٹر آف ریلوے سرکل نمبر بنگلور
(۴۶) مسٹر بی۔ لارنس جنرل سیکرٹری انڈین ریلوے کانفرنس ایسوسی ایشن
(۴۷) مسٹر مادھو رام کلرک ریلوے کلیرنگ اکونٹس آفس
(۴۸) مسٹر جے۔ سی۔ موجم دالا اسسٹنٹ ریلوے بورڈ
(۴۹) رائے بہادر متھرا داس ڈائرکٹر اسٹبلشمنٹ ریلوے بورڈ
(۵۰) مسٹر بی۔ موڈی۔ دی۔ ڈی قائم مقام سیکرٹری ریلوے بورڈ
(۵۱) مسٹر پی۔ کے مکرجی اسسٹنٹ ریلوے بورڈ
(۵۲) مسٹر آر۔ این مکرجی کلرک کنٹرولر ریلوے اکونٹس آفس
(۵۳) مسٹر ٹی۔ سی کلرک ریلوے بورڈ
(۵۴) مسٹر نند سنگھ اسسٹنٹ سنٹرل سٹینڈرڈ آفس فار ریلویز
(۵۵) مسٹر نوہریہ رام سب ہیڈ ریلوے کلیرنگ اکونٹس آفس
(۵۶) مسٹر جے۔ این۔ نگم اسسٹنٹ اکونٹس افسر ریلوے کلیرنگ اکونٹس آفس
(۵۷) مسٹر اے۔ آر سپرنٹنڈنٹ کویری چیف مائننگ انجینئر آفس کلکتہ
(۵۸) مسٹر پی۔ ڈی پرامانک اسسٹنٹ اکونٹس افسر ریلوے کلیرنگ اکونٹس اوفس
(۵۹) مسٹر کے۔ ایس اعوان سپرنٹنڈنٹ ریلوے بورڈ
(۶۰) مسٹر راج نرائن کلرک ریلوے کلیرنگ اکونٹس آفس
(۶۱) مسٹر رام داس سب ہیڈ ریلوے کلیرنگ اکونٹس آفس
(۶۲) مسٹر رام ناتھ کلرک کنٹرولر ریلوے اکونٹس آفس
(۶۳) مسٹر رنگ بہاری لال ڈپٹی کنٹرولر ریلوے اکونٹس آفس
(۶۴) مسٹر پی۔ آر۔ راؤ فنانشل کمشنر فار ریلویز
(۶۵) مسٹر ای۔ بی۔ روپے سینئر گورنمنٹ انسپکٹر آف ریلویز سرکل ۱ کلکتہ

(۶۶) مسٹر ای۔ سی۔ رنڈلٹ اسسٹنٹ سیکرٹری ریلوے بورڈ
(۶۷) مسٹر گوتھرے رنڈل۔ نٹ چیف کمشنر آف ریلویز
(۶۸) مسٹر سالگ رام کلرک کنٹرولر ریلوے اکونٹس آفس
(۶۹) مسٹر ٹی۔ ایس۔ ستارا آئیر ڈائریکٹر فنانس ریلوے بورڈ
(۷۰) مسٹر ای۔ ڈبلیو سکاٹ شبرا ڈوائزری افسر ریلوے بورڈ
(۷۱) مسٹر ایس۔ سی۔ سین اسسٹنٹ ریلوے
(۷۲) مسٹر جے۔ ایس۔ سیکیرا سپرنٹنڈنٹ ریلوے بورڈ
(۷۳) مسٹر سیتارام کلرک ریلوے کلیرنگ اکونٹس اوفس
(۷۴) مسٹر ایچ۔ ڈبلیو۔ سی۔ سی سمتھ سپرنٹنڈنٹ ریلوے بورڈ
(۷۵) رائے صاحب سوہن لال پوری اسسٹنٹ ریلوے بورڈ
(۷۶) مسٹر ڈی۔ ایس۔ سنڈرم کنٹرولر ریلوے اکونٹس آفس
(۷۷) مسٹر جی۔ ٹی ڈیبیٹ سنٹرل پبلکٹی افسر سنٹرل پبلسٹی بیورو
(۷۸) مسٹر این۔ ڈبلیو تری بھوانی سب ہیڈ ریلوے کلیرنگ اکونٹس اوفس
(۷۹) مسٹر اے۔ ای ٹمبلڈن چیفین ممبر ریلوے بورڈ
(۸۰) مسٹر ایس۔ ایچ۔ وارٹنگ کلرک ریلوے کلیرنگ اکونٹس افس
(۸۱) مسٹر ایف۔ ڈبلیو روبی۔ ڈپٹی ڈائرکٹر ریلوے کلیرنگ اکونٹس آفس
(۸۲) لفٹننٹ کرنیل ایچ۔ ایل وڈ ہوس ایم۔ سی۔ آر۔ ای ڈائرکٹر سول انجینیئرنگ
(۸۳) مسٹر جے۔ ایم سڈی۔ ریچ۔ سی۔ آئی۔ ای چیف کنٹرولر آف سٹینڈرڈائزیشن
ریفارم آفس
(۸۴) سردار بھگت سنگھ اسسٹنٹ ریفارمس اوفس
(۸۵) مسٹر ای۔ کونرن سمتھ سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ اڈیشنل جائینٹ سیکرٹری حکومت ہند
(۸۶) سر ہیبرٹ میکڈونلڈ ڈونٹ ناٹ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس ریفارمز کمشنر
(۸۷) راؤ صاحب وپپل پنگوٹی مینن انڈر سیکرٹری حکومت ہند
(۸۸) مسٹر چارلس کینتھ روڈس۔ آئی۔ سی۔ ایس جائینٹ سیکرٹری حکومت ہند
(۸۹) مسٹر چرنداس اسسٹنٹ سنٹرل سروس کلاس دوم
(۹۰) مسٹر اتول چندرا داس چیف سپرنٹنڈنٹ سنٹرل سروس کلاس دوم
(۹۱) مسٹر ای سیسل گینز سپرنٹنڈنٹ سنٹرل سروس کلاس دوم

(۹۲) مسٹر جان محمد صاحب سنٹرل سروس کلاس دوم

(۹۳) مسٹر ہر پرشاد کول اسسٹنٹ سنٹرل سروس کلاس دوم

(۹۴) مسٹر لوئیس ولیم تھورن سی - ایس - آئی، سی آئی - ای - آئی - سی - ایس - اڈیشنل سیکرٹری حکومت ہند

فائینس ڈیپارٹمنٹ

(۹۵) آنریبل مسٹر پی - سی ٹیلنٹس سی - ایس - آئی، سی - آئی - ای - آئی - سی - ایس

(۹۶) آنریبل مسٹر جے - سی - نکسن سی - آئی - ای - آئی - سی - ایس

(۹۷) مسٹر ڈبلیو - کرنی - ایم - سی - آئی - سی - ایس

(۹۸) مسٹر کے - بھیوا راؤ

(۹۹) مسٹر پی - کے - ایس شرما

(۱۰۰) راؤ صاحب کے منگیش راؤ

(۱۰۱) مسٹر اے - ٹی - چیٹر جی

(۱۰۲) مسٹر پی - مکرجی

(۱۰۳) راؤ صاحب ڈی - ایس - آبنگر

(۱۰۴) مسٹر ای - جی - داس

(۱۰۵) مسٹر - ایکس - ڈی - گھٹک

---

(۱۰۶) سر ارنسٹ برڈون کے - سی - آئی - ای - سی، ایس - آئی، آئی - سی - ایس - آڈیٹر جنرل انڈیا -

سنٹرل بورڈ آف ریونیو

(۱۰۷) مسٹر اے - ایچ - لائڈ سی - ایس - آئی - سی - آئی - ای - آئی - سی - ایس

(۱۰۸) مسٹر ڈبلیو - ڈبلیو - نند

(۱۰۹) مسٹر ایف - سی - کنگ - آئی - سی - ایس

(۱۱۰) مسٹر آر - آر سیکسینا

(۱۱۱) رائے بہادر پنڈت رام ناتھ

(۱۱۲) مسٹر ایم - سی - کھنہ

(۱۱۳) مسٹر ایس - اسلم

آرمی ڈیپارٹمنٹ

(۱۱۴) جی-آر-ایف ٹاٹ نہم اسکوائر سی-آئی-ای آئی-سی-ایس سیکریٹری حکومت ہند آرمی ڈیپارٹمنٹ

(۱۱۵) لفٹننٹ کرنل-اے-ایف-آر-لیبی سی-آئی-ای-او-بی-ای ڈپٹی سیکریٹری

(۱۱۶) کرنل ایچ-ایف-ڈبلیو-پیئرسن ڈائرکٹر ملٹری لینڈز اینڈ کنٹونمنٹ

(۱۱۷) ایچ-آئی-میکڈانلڈ-او-بی-ای-ڈائرکٹر ریگولیشن اینڈ فارم

(۱۱۸) جے-ڈبلیو-بی-گارڈنر اسکوائر ایم-بی-ای اسسٹنٹ سیکرٹری

(۱۱۹) رائے بہادر ایس-ایس-گھوش اسسٹنٹ سیکرٹری

(۱۲۰) رائے بہادر اے-پی-دوبے اسسٹنٹ سیکرٹری

(۱۲۱) اے-پی-وسٹ اسکوائر سپرنٹنڈنٹ آرمی ڈیپارٹمنٹ

(۱۲۲) آر-ڈبلیو سمپسن اسکوائر سپرنٹنڈنٹ آرمی ڈیپارٹمنٹ

(۱۲۳) پی-این مکرجی اسکوائر اسسٹنٹ آرمی ڈیپارٹمنٹ

(۱۲۴) پی-کے سیٹ اسکوائر اسسٹنٹ انچارج میڈل ڈسٹری بیوشن

(۱۲۵) ایچ-رنگ اسکوائر کنیر ٹیکر آرمی ڈیپارٹمنٹ

محکمۂ تعلیم وصحت وزمین

(۱۲۶) جی-ایس-بیجپائی اسکوائر سی-آئی-ای-سی-بی-ای، آئی-سی-ایس-سیکرٹری حکومت ہند-

(۱۲۷) رام چندرا اسکوائر سی-آئی-ای، ایم-بی-ای، آئی سی-ایس جائینٹ سیکرٹری حکومت ہند

(۱۲۸) سر جارج اینڈرسن ناٹٹ سی-ایس-آئی-سی-آئی-ای-ایجوکیشنل کمشنر

(۱۲۹) ایم-ایس-اے حیدری اسکوائر سی-آئی-ای-آئی-سی-ایس، ڈپٹی سیکرٹری حکومت ہند

(۱۳۰) ایم-ڈبلیو-ییٹس اسکوائر آئی-سی-ایس-اڈیشنل ڈپٹی سیکرٹری حکومت ہند

(۱۳۱) ایچ-ایچ-لنکولن اسکوائر ایم-بی-ای اسسٹنٹ سیکرٹری

(۱۳۲) مسٹر دہنپت رائے اسکوائر قائم مقام اسسٹنٹ سیکرٹری

(۱۳۳) ای-بی-ہوفس اسکوائر سپرنٹنڈنٹ شعبۂ تعلیم وصحت وغیرہ

(۱۳۴) سی-پی-سنگرا اسکوائر سپرنٹنڈنٹ " "

(۱۳۵) ہری چند اسکوائر سپرنٹنڈنٹ " "

(۱۳۶) جواہر کشن اسکوائر قائم مقام سپرنٹنڈنٹ " "

(۱۳۷) محمد عبد الغنی اسکوائر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ شعبۂ تعلیم وصحت وغیرہ
(۱۳۸) رائیصاحب دینا ناتھ خزانچی شعبۂ تعلیم وصحت وغیرہ
(۱۳۹) میجر جنرل سی۔اے۔سپرائن سی۔آئی۔ای، ایم۔ڈی۔ایف۔آر۔سی۔پی۔ڈی لٹ کے۔ایم۔پی۔آئی۔ایم۔ایس۔ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروسز
(۱۴۰) لفٹنٹ کرنل۔اے۔جے۔ایچ۔رسل۔سی۔بی۔ای۔ایم۔ڈی۔وی۔ایچ۔ایس آئی۔ایم۔ایچ۔پبلک ہیلتھ کمشنر
(۱۴۱) لفٹنٹ کرنل جی۔جی۔جالی سی۔آئی۔ای، ایم۔بی، سی۔ایچ۔بی (ایلن) ڈی۔پی ایچ، ڈی۔ٹی۔ایم اینڈ ایچ۔آئی۔ایم۔ایس۔ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروس (رخصتی)
(۱۴۲) لفٹنٹ کرنل ایف۔اے۔بارکر او۔بی۔ای، ایم۔ڈی، آئی۔ایم۔ایس، قائمقام ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروسز
(۱۴۳) لفٹنٹ کرنل آر۔سویٹ ڈی۔ایس۔او۔ایم۔بی، آئی۔ایم۔ایس۔اسسٹنٹ ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروسز
(۱۴۴) اے۔ای۔کیہلٹ اسکوائر سینئر سپرنٹنڈنٹ آفس آف ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروسز

---

(۱۴۵) جے۔ایف بلیکسٹن اسکوائر قائمقام ڈائرکٹر جنرل محکمۂ آثار قدیمہ لاہور
(۱۴۶) سر جان مارشل نائٹ سی۔آئی۔ای۔ڈی لٹ۔ایم۔اے، ایف۔ایس۔اے آفیسر سپیشل ڈیوٹی محکمۂ آثار قدیمہ
(۱۴۷) خان بہادر مولوی ظفر حسن صاحب بی۔اے۔محکمۂ آثار قدیمہ (رخصتی)
(۱۴۸) کے۔این۔ڈکشٹ اسکوائر ایم۔اے ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل محکمۂ آثار قدیمۂ ہند
(۱۴۹) رائیصاحب بلائی چند گھوش سپرنٹنڈنٹ دفتر محکمۂ آثار قدیمہ

---

(۱۵۰) کرنل ایس۔ڈبلیو سیکول ہملٹن۔ڈی۔ایس۔او۔ڈائرکٹر فرنٹیر سرکل سروے آف انڈیا

---

(۱۵۱) آنریبل سید رضا علی صاحب سی۔بی۔ای ایجنٹ آف دی گورنمنٹ آف انڈیا برائے افریقہ
(۱۵۲) راؤ صاحب کے۔اے مکستان ایجنٹ گورنمنٹ آف انڈیا برائے برٹش ملایا

ہوم ڈیپارٹمنٹ

(۱۵۳) مسٹر آئی-ایم سٹیفنس سی-آئی-ای ڈائرکٹر پبلک انفرمیشن
(۱۵۴) خانبہادر ڈاکٹر سید نعیم الدین احمد جعفری قائم مقام ڈائرکٹر پبلک انفرمیشن حکومت ہند
(۱۵۵) مسٹر ایم-سی-ڈیوڈ شیفو گرافر دفتر ڈائرکٹر پبلک انفرمیشن
(۱۵۶) آنریبل سر ہنری کریک مارٹ کے-سی-ایس-آئی-سی-ایس ہوم ممبر گورنمنٹ آف انڈیا
(۱۵۷) آنریبل مسٹر ایم-ہیلٹ سی-ایس-آئی-سی-آئی-ای آئی-سی-ایس سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ
(۱۵۸) مسٹر ٹی-سلون سی-آئی-ای-آئی-سی-ایس جائینٹ سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ
(۱۵۹) مسٹر سی-ایم-ترلویدی-او-بی-ای آئی-سی-ایس ڈپٹی سیکرٹری ،،
(۱۶۰) مسٹر ڈبلیو-ڈی-آلمیڈا-ایم-بی-ای اسسٹنٹ سیکرٹری ،،
(۱۶۱) مسٹر این-بیزجی قائم مقام اسسٹنٹ سیکرٹری ،،
(۱۶۲) مسٹر ایف-ایچ-ٹی-وارڈ سپرنٹنڈنٹ ،،
(۱۶۳) خانصاحب آغا سکندر سپرنٹنڈنٹ ،،
(۱۶۴) رائیصاحب رادھا بلاس داس قائمقام سپرنٹنڈنٹ ،،
(۱۶۵) مسٹر ہربنس لال ،، ،،
(۱۶۶) رائیصاحب ایس-ڈی-سیٹھ سپرنٹنڈنٹ آر-اینڈ آئی سیکشن ،،

ڈائرکٹر آف انفرمیشن بیورو

(۱۶۷) سر ہورس ولیمسن نائٹ سی-آئی-ای سی-ایم-بی-ای-آئی-پی-پی-ڈائرکٹر
(۱۶۸) مسٹر پی-سی-بام فورڈ سی-آئی-ای-ڈپٹی ڈائرکٹر
(۱۶۹) مسٹر ای-اسے-سی-کنگ آئی-پی قائم مقام ڈپٹی ڈائرکٹر
(۱۷۰) خانصاحب ایم-مظہر اسسٹنٹ ڈائرکٹر
(۱۷۱) مسٹر آر-سٹوٹ گورنمنٹ اگزیمیر
(۱۷۲) مسٹر ایم-ایف کلیبری آئی-پی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس
(۱۷۳) رائے بہادر پی-سی-رائے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس
(۱۷۴) رائے بہادر جی-سجے-رج ،، ،،
(۱۷۵) مسٹر ممتاز حسین ،، ،،
(۱۷۶) مسٹر ارشاد حسین ،, ،،



آنریبل سر ہنری کریک ممبر حکومت ہند



آنریبل سر جیمز گرگ فنانس ممبر حکومت ہند



آنریبل چودھری سر ظفر اللہ خاں ممبر
[illegible] کامرس حکومت ہند



آنریبل سر بی۔ گلینسی پولیٹیکل سکرٹری حکومت ہند



آنریبل سر [illegible] نانس کے۔ سی۔ ایس۔ آئی
ممبر انچارج انڈسٹریز ولیبر حکومت ہند



[illegible] ایف [illegible] اسکوائر
[illegible] حکومت ہند



خان بہادر ڈاکٹر [illegible]
صاحب [illegible] ڈائرکٹر
[illegible] حکومت ہند

(۱۷۷) مسٹر دھیان سنگھ سب انسپکٹر پولیس
(۱۷۸) مسٹر محمد بخش سپرنٹنڈنٹ

پبلک سروس کمیشن

(۱۷۹) سر ڈیوڈ بیرڑی ٹانٹ سی-آئی-ای، سی-وی-او، سی-بی-ای چیئرمین
(۱۸۰) مسٹر جے-سی-وبر-ایل-ایل-ڈی-کے-سی-ممبر
(۱۸۱) رائے بہادر بی-پی-راما-آئی-ایس-ای-ممبر
(۱۸۲) ڈاکٹر ایل-کے-حیدر-سی-آئی-ای، پی-ایچ-ڈی-ممبر
(۱۸۳) مسٹر ایچ-ایس کراسٹھ ویٹ، سی-آئی-ای، آئی-سی-ایس-ممبر
(۱۸۴) مسٹر ڈی-ربنل آئی-ای-ایس-سیکرٹری ممبر

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ٹو وائسرائے ہند

گورنر صاحبان مع بیگمات

(۱۸۵) ہز اکسلنسی لارڈ ارسکائین-گورنر صوبہ مدراس
(۱۸۶) ہر اکسلنسی لیڈی مارجوری ارسکائین مدراس
(۱۸۷) ہز اکسلنسی لارڈ برابورن گورنر صوبہ بمبئی
(۱۸۸) ہر اکسلنسی لیڈی برابورن بمبئی
(۱۸۹) ہز اکسلنسی رائٹ آنریبل سر جارج انڈرسن گورنر صوبہ بنگال
(۱۹۰) ہز اکسلنسی سر ہیری ہیگ گورنر صوبجات متحدہ
(۱۹۱) ہر اکسلنسی لیڈی ہیگ
(۱۹۲) ہز اکسلنسی سر ہربرٹ ایمرسن گورنر پنجاب
(۱۹۳) ہر اکسلنسی لیڈی ایمرسن
(۱۹۴) ہز اکسلنسی سر ایچ سٹیفنسن گورنر صوبہ برما (رخصتی)
(۱۹۵) ہر اکسلنسی لیڈی سٹیفنسن
(۱۹۶) ہز اکسلنسی مسٹر ٹامس کوپر قائم مقام صوبہ برما
(۱۹۷) ہز اکسلنسی سر جیمز سفٹن گورنر صوبہ بہار و اڑیسہ
(۱۹۸) ہر اکسلنسی لیڈی سفٹن
(۱۹۹) ہز اکسلنسی سر ہائڈ گوان گورنر صوبہ متوسط
(۲۰۰) ہر اکسلنسی لیڈی گوان

(۲۰۱) ہز اکسلنسی سرمیکائیل کیین گورنر صوبہ آسام

(۲۰۲) ہر اکسلنسی لیڈی کیین

(۲۰۳) ہز اکسلنسی سر رالف گریفتھ گورنر صوبہ سرحدی

(۲۰۴) ہر اکسلنسی لیڈی گریفتھ

ایجنٹ گورنر جنرل درجۂ اول

(۲۰۵) آنریبل مسٹر ڈی-جی-میکنزی ریذیڈنٹ ریاست حیدرآباد

(۲۰۶) آنریبل مسٹر کے-ایس-فیٹنز ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا

(۲۰۷) لفٹنٹ کرنل سی-ٹی-سی-پلوڈن ریذیڈنٹ ریاست میسور

(۲۰۸) آنریبل سر نارمن کیٹر ایجنٹ گورنر جنرل و چیف کمشنر بلوچستان

(۲۰۹) آنریبل لفٹنٹ کرنل جی-ڈی اوگلوی ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ

(۲۱۰) آنریبل لفٹنٹ ٹی-سی-ڈبلیو فول پولیٹیکل ریذیڈنٹ خلیج فارس

(۲۱۱) آنریبل مسٹر سی لیٹیمر ایجنٹ گورنر جنرل ویسٹرن انڈیا سٹیٹس

(۲۱۲) آنریبل لفٹنٹ ایچ-ولبر فورس بل ایجنٹ گورنر جنرل پنجاب سٹیٹس

(۲۱۳) آنریبل مسٹر جے-این-جی جانسن چیف کمشنر دہلی

(۲۱۴) مسٹر ڈبلیو-اے-کاسگریو چیف کمشنر جزائر انڈیمان و نکوبار

(۲۱۵) مسز کاسگریو

اراکین اگزکٹو کونسل حضور والشراے ہند بالقابہٖ

(۲۱۶) ہز اکسلنسی فیلڈ مارشل سر فلپ چیٹ وڈ سپہ سالار اعظم افواج ہند (ان کو براہ راست وار آفس سے تمغہ موصول ہوا)

(۲۱۷) ہر اکسلنسی لیڈی چیٹ وڈ

(۲۱۸) آنریبل سر فریڈک نائس

(۲۱۹) لیڈی نائس

(۲۲۰) آنریبل سر نرپندرا ناتھ سرکار

(۲۲۱) لیڈی سرکار

(۲۲۲) آنریبل سر جیمز گرگ

(۲۲۳) لیڈی گرگ

(۲۲۴) آنریبل کنور جگدیش پرشاد

(۲۲۵) کنور بی جگدیش پرشاد
(۲۲۶) آنریبل چودھری ظفر اللہ خان
(۲۲۷) بیگم ظفر اللہ خان
پرسنل سٹاف ہز ایکسلنسی حضور وائسرائے ہند یالقابہ
(۲۲۸) مسٹر ای-سی-میویل بی-ایس-وی
(۲۲۹) کرنل اے-ایچ-ایچ-میور-ایم-ایس-وی
(۲۳۰) لفٹننٹ کرنل ڈبلیو-راس سٹیورٹ سرجن
(۲۳۱) میجر جے-پرٹیئن جونز کمپٹرولر
(۲۳۲) مسٹر سی-بی-ڈیلوک اے-پی-ایس-وی
(۲۳۳) کپتان آر-جی-ڈابتی-اے-ڈی-سی
(۲۳۴) کپتان آر-بی-فری مین ٹامس اے-ڈی-سی
(۲۳۵) کپتان جے-ایچ-بیٹی-اے-ڈی-سی
(۲۳۶) فلائٹ لفٹننٹ جے-سی-ای-اے-جانسن-اے-ڈی-سی
(۲۳۷) کپتان اے-سی سٹوکر-اے-ڈی-سی
(۲۳۸) کپتان مہتاب سنگھ اے-ڈی-سی
(۲۳۹) کپتان محمد زمان اے-ڈی-سی
(۲۴۰) مس-پی-اجرٹن
(۲۴۱) مسٹر جی-ایس-بکٹ-رجسٹرار
(۲۴۲) مسٹر ای-جے-ایل-سلاٹن پرسنل سٹینوگرافر ٹو دی وائسرائے
(۲۴۳) رائیصاحب جی-دتہ سٹینوگرافر ٹو پرائیویٹ سیکرٹری ٹو وائسرائے
(۲۴۴) مسٹر سی-ایل-بیٹین سینئر سائیفر اسسٹنٹ
(۲۴۵) مسٹر ای-سی-سائیکس سائیفر اسسٹنٹ
(۲۴۶) مسٹر ایم-ایم-بلیک سائیفر اسسٹنٹ
(۲۴۷) مسٹر ای-سی-ڈونوگ سائیفر اسسٹنٹ
(۲۴۸) رائیصاحب ایس-سی-رائے-خزانچی
(۲۴۹) مسٹر سی-ڈی-مکرجی-سینئر انڈین اسسٹنٹ
(۲۵۰) مسٹر ایس-این-بوس-اسسٹنٹ

(۲۵۱) مسٹر این۔ این۔ بوس اسسٹنٹ
(۲۵۲) مسٹر ایس۔ ڈی۔ سہگل اسسٹنٹ

پریس برانچ

(۲۵۳) خانصاحب نورالدین پریس سپرنٹنڈنٹ
(۲۵۴) مسٹر ایچ۔ پی۔ رائے چودھری اگزیمنر
(۲۵۵) مسٹر ایچ۔ نلسن اگزیمنر
(۲۵۶) مسٹر مصلح الدین پریس کلرک
(۲۵۷) مسٹر عبداللہ سیکشن ہولڈر

ادفس اسٹیبلشمنٹ

(۲۵۸) مسٹر ڈبلیو۔ ایچ۔ پی۔ ڈی۔ لاہیے پرسنل اسسٹنٹ ٹو ملٹری سیکرٹری وائسرائے
(۲۵۹) مسٹر پی۔ ڈی۔ ولسن سپرنٹنڈنٹ
(۲۶۰) خان بہادر محمد لطیف قریشی اسسٹنٹ
(۲۶۱) مسٹر ایس۔ حمید علی خزانچی
(۲۶۲) خان بہادر جی۔ ایم۔ دین ٹرانسپورٹ سپرنٹنڈنٹ
(۲۶۳) رائیصاحب این۔ این۔ رائے شینوگرافر
(۲۶۴) مسٹر این۔ بینرجی اسسٹنٹ

ہوس ہولڈ

(۲۶۵) مسٹر سی۔ پی۔ منڈی
(۲۶۶) مل السی گاریٹ
(۲۶۷) مسٹر جے۔ ہیلم اسسٹنٹ ٹو سی۔ و ی۔ ایچ
(۲۶۸) مسٹر غلام نبی
(۲۶۹) مسٹر بی۔ کے۔ چیٹرجی ہیڈ کلرک
(۲۷۰) مسٹر ٹی۔ ڈی۔ چیٹرجی سکنڈ کلرک
(۲۷۱) مسٹر ٹی۔ برٹرم سپرنٹنڈنٹ وائسریگل اسٹیٹ
(۲۷۲) رائے بہادر پنڈت نرائن داس بلڈنگ سپروائزر نئی دہلی۔
(۲۷۳) مسٹر بنس گوپال ماتھور بلڈنگ سپروائزر شملہ
(۲۷۴) مسٹر شوسرن داس بلڈنگ سپروائزر کلکتہ

(۲۷۵) مسٹر جے۔ این گھوس الکٹریکل سپروائنرزنٹی دہلی

(۲۷۶) مسٹر بی۔ این۔ چیٹر جی الکٹریکل سپروائنرز شملہ

وائسرائے کی ڈسپنسری

(۲۷۷) لفٹننٹ جے۔ اے۔ راجرز اسسٹنٹ ٹو سرجن

(۲۷۸) سردار صاحب جمعدار جمشیر سنگھ گل سب اسسٹنٹ سرجن

وائسریگل گیرنیج

(۲۷۹) کارپورل ایم۔ ڈبلیو۔ ویرال سپرنٹنڈنٹ

وائسریگل گارڈنز

(۲۸۰) مسٹر سی۔ ایچ۔ ریڈر سپرنٹنڈنٹ

وائسریگل کیمپ پوسٹ آفس

(۲۸۱) مسٹر اوتارکشن ہزاری سب پوسٹ ماسٹر

وائسریگل پولیس گارڈ

(۲۸۲) مسٹر ایس۔ سی۔ ٹیری انسپکٹر آف پولیس

وائسریگل باڈی گارڈ

(۲۸۳) میجر ڈبلیو۔ آر۔ بی۔ ہیل کمانڈنٹ

(۲۸۴) مسز ہیل

(۲۸۵) کپتان ٹی۔ جی۔ اتھرٹن ایڈجوٹنٹ رخصتی

(۲۸۶) کپتان بجین قائم مقام ایڈجوٹنٹ

(۲۸۷) رسالدار میجر ملک مظفر خان

(۲۸۸) رسالدار بشن سنگھ

(۲۸۹) جمعدار علی رضا

(۲۹۰) جمعدار گلزار محمد

(۲۹۱) رجمنٹل دفعدار میجر صدر دین

(۲۹۲) کوارٹر ماسٹر دفعدار موہن سنگھ

(۲۹۳) ڈرل دفعدار گوجر سنگھ

وائسرائے بینڈ

(۲۹۴) لفٹننٹ سی۔ ایچ۔ فنر ڈائرکٹر آف میوزک

(۲۹۵) رجمنٹل سارجنٹ منیجر کوانانگ
(۲۹۶) رجمنٹل کوارٹر ماسٹر سارجنٹ ای - جے - پارٹرج
(۲۹۷) کلر سارجنٹ ڈبلیو - نکالس
(۲۹۸) کلر سارجنٹ ای - ہیوز
(۲۹۹) سارجنٹ ایچ - جی - ایلن
(۳۰۰) سارجنٹ اے - سی - چارلس ورتھ
(۳۰۱) سارجنٹ ڈبلیو - کوڈی
(۳۰۲) سارجنٹ ایف - ایم - کوپر
(۳۰۳) سارجنٹ ای - جی - کیرین
(۳۰۴) سارجنٹ ایچ - او - ای - ایڈورڈس
(۳۰۵) سارجنٹ ڈبلیو اے - فری مین
(۳۰۶) سارجنٹ ایف - ایف گلے
(۳۰۷) سارجنٹ ایچ - گریلے
(۳۰۸) سارجنٹ جے - ہیریس
(۳۰۹) سارجنٹ آر - ڈبلیو - ہیوٹائس
(۳۱۰) سارجنٹ ایس - کریمر
(۳۱۱) سارجنٹ آر - سی - لارنس
(۳۱۲) سارجنٹ ای - سی - لوئیس
(۳۱۳) سارجنٹ جے - میکماسٹر
(۳۱۴) سارجنٹ اے - سی - مارشل
(۳۱۵) سارجنٹ جی - پی - پامر
(۳۱۶) سارجنٹ آر - سی - فلپ
(۳۱۷) سارجنٹ جے - پرنٹائس
(۳۱۸) سارجنٹ ای - ڈبلیو - پریسٹلے
(۳۱۹) سارجنٹ - ایچ - ریڈ
(۳۲۰) سارجنٹ جے - شیپرڈ

متفرق

(۳۲۱) این۔ این بوس جنرل سیکرٹری بوائے سکاؤٹ ایسوسی ایشن انڈیا
(۳۲۲) سر ایڈورڈ بک
(۳۲۳) مسٹر سی۔ پی کالون اعزازی سیکرٹری ڈیئر میجسٹیز سلور جوبلی فنڈ
(۳۲۴) مسٹر جی۔ کالا اعزازی خزانچی ڈیئر میجسٹیز سلور جوبلی فنڈ
(۳۲۵) مسٹر یو۔ این سین ایسوسی ایٹڈ پریس شملہ
(۳۲۶) مس نور اہل آرگنائزنگ سیکرٹری انڈین ریڈ کراس سوسائٹی
(۳۲۷) سردار بہادر بلونت سنگھ پوری اسسٹنٹ سیکرٹری انڈین ریڈ کراس سوسائٹی
(۳۲۸) ڈاکٹر رتھ ینگ ڈبلیو۔ ایم۔ ایس ڈائرکٹر میٹرنیٹی اینڈ چائلڈ ولفیر بیورو
(۳۲۹) سیکرٹری لیڈی ریڈنگ ہیلتھ سکول دہلی
(۳۳۰) ڈاکٹر اے۔ آر۔ مہتہ آرگنائزنگ سیکرٹری لنگ جارج تھینکس گونگ فنڈ شملہ
(۳۳۱) ڈاکٹر ایم۔ دی۔ وب ڈبلیو۔ ایم۔ ایس سیکرٹری کونٹس آف ڈفرنس فنڈ
(۳۳۲) مسٹر بیک اسسٹنٹ سیکرٹری کونٹس آف ڈفرنس فنڈ
(۳۳۳) مس جی۔ بکٹ چیف لیڈی سپرنٹنڈنٹ لیڈی منٹو انڈین نرسنگ ایسوسی ایشن
(۳۳۴) لیڈی گراہم (بیگم سر لنکلاٹ گراہم)
(۳۳۵) ڈاکٹر سی۔ ایل۔ ہولٹن پرنسپل لیڈی ہارڈنگ میڈیکل کالج اینڈ ہسپتال دہلی
(۳۳۶) ڈاکٹر ایچ۔ ایم فرینکلن والش پرنسپل لیڈی ہارڈنگ میڈیکل کالج اینڈ ہسپتال دہلی
(۳۳۷) ڈاکٹر جی۔ مارس پرنسپل سینٹ سٹیفنسن ہسپتال دہلی
(۳۳۸) ڈاکٹر ہلدا ایل۔ کین پرنسپل وکٹوریہ زنانہ ہسپتال دہلی
(۳۳۹) مسٹر اے۔ ایچ۔ لائڈ اعزازی سیکرٹری ایس۔ پی۔ سی۔ اے دہلی اینڈ شملہ
(۳۴۰) ڈاکٹر ایلس پینل
(۳۴۱) مسز جے۔ سی۔ چیٹرجی دہلی
(۳۴۲) مسز سوہن لال دہلی
(۳۴۳) ڈاکٹر رتھ یڑسل اعزازی سیکرٹری دہلی ہیلتھ ویک
(۳۴۴) مس ای۔ ایم۔ اپش ڈون پرنسپل کوین میری سکول دہلی
(۳۴۵) مس۔ ایچ۔ ایم۔ گولڈلف سینٹ سٹیفن کمیونٹی دہلی

(۳۴۶) مسز لبنت لال نٹی دہلی
(۳۴۷) ایس - ایم - ای بٹل میٹرن ہندو راؤ ہسپتال دہلی
(۳۴۸) مس آئی - مرزا اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ برائے فیمیل ایجوکیشن دہلی
(۳۴۹) مسز بن ہارن
(۳۵۰) لیڈی گلانسی چیف کمشنر آف گرلز گائڈ آف انڈیا
(۳۵۱) مسز لف
(۳۵۲) مسز ہیبنڈل
(۳۵۳) مارشل سیکرٹری گرلز فرنڈلی سوسائٹی دہلی
(۳۵۴) مسز وان میٹرن ولنگڈن ہسپتال دہلی
(۳۵۵) مسز وکر ہیلتھ وزیٹر دہلی
(۳۵۶) مسز میلیسنٹ شیپرڈ دہلی
(۳۵۷) مسز کارنالیا سراب جی
(۳۵۸) مسز ولکنسن پرنسپل میو سکول شملہ
(۳۵۹) مسز جے مُذمدار پریزیڈنٹ ہیڈکوارٹرز آف انڈین ریڈکراس سوسائٹی اینڈ سینٹ جان ایمبولینس ایسوسی ایشن کونسل شملہ
(۳۶۰) مس ڈبلیو بیہا ٹیسر لیڈی سپرنٹنڈنٹ لیڈی منٹو انڈین نرسنگ ایسوسی ایشن اجمیر
(۳۶۱) مس اے - برٹن لیڈی سپرنٹنڈنٹ ایل - ایم - آئی - این - اے پنجاب برانچ راولپنڈی
(۳۶۲) مس جے - گالڈ میٹرن واکر ہسپتال شملہ
(۳۶۳) مس ای - موبلی ایکٹنگ لیڈی سپرنٹنڈنٹ ایل - ایم - آئی - این - اے بنگال برانچ کلکتہ
(۳۶۴) مس جے - گرے - میٹرن پورٹ مور نرسنگ ہوم شملہ
(۳۶۵) بیگم بشپ آف لاہور
(۳۶۶) میجر ایچ - ڈی - بریگ ۳/۹ جاٹ رجمنٹ
(۳۶۷) لفٹننٹ ای - جی - فارکوہرسن ۳/۹ جاٹ رجمنٹ
(۳۶۸) صوبیدار لال خان ۳/۹ جاٹ رجمنٹ
(۳۶۹) صوبیدار مان پھول ۳/۹ جاٹ رجمنٹ



میاں سر فضل حسین بالقابہ



آنریبل سردار سر سکندر حیات خاں صاحب

دہلی کی تقریبات سلور جوبلی

دہلی ہندوستان کا قدیم تخت گاہ ہونے کی حیثیت سے ایسے متعدد جلوس دیکھ چکی ہے۔ عہد انگریزی کے جلوسوں میں ۱۸۵۸ء کا پہلا دربار یہیں لگایا گیا۔ پھر ۱۸۷۷ء میں ملکہ وکٹوریہ کے خطاب قیصرۂ ہند کی قبولیت کا عظیم الشان دربار بھی یہیں منعقد ہوا۔ جس کے بعد ملکہ کی گولڈن جوبلی اور ڈائمنڈ جوبلی کی شاندار تقریبات بھی نہایت اعلیٰ پیمانے پر منائی گئیں۔ لہٰذا اس دربار کے لئے بھی کافی انتظامات عمل میں آئے۔ فرق یہ تھا کہ وہ سب دربارات سرکاری اہتمام اور سرکاری روپے سے انجام پذیر ہوتے تھے۔ اور یہ دربار بالکل پرائیویٹ چندوں اور پرائیویٹ اہتمام سے تھا۔ حکام سرکار نے فقط پبلک کا ہاتھ بٹانے میں فراخدلی سے حصہ لیا۔ اور ہز اکسلنسی وائسرائے بھی شملہ سے فارغ ہو کر ایک دن کے لئے دہلی تشریف لے آئے۔

ریلوے انسٹی ٹیوٹ میں جلسۂ رقص | ۳ مئی کو سب سے پہلے ریلوے انسٹی ٹیوٹ میں ایک جلسۂ رقص منعقد ہوا۔ اس رقص کے ساتھ اور بھی دوسرے متعدد تفریحی تماشے عمل میں آئے۔ اور ان سے جو آمدنی ہوئی۔ وہ جوبلی فنڈ میں دیدی گئی۔

فلیگ ڈے | ۴ مئی کو صوبۂ دہلی میں "فلیگ ڈے" تزک و احتشام سے منایا گیا۔ دن بھر جھنڈیاں فروخت ہوتی رہیں۔ اور جو رقم اس فروخت سے وصول ہوئی۔ وہ جوبلی فنڈ میں دے دی گئی۔

عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ | ۶ مئی کو دہلی کے تقریباً تمام گرجاؤں۔ مسجدوں اور مندروں میں دعائے شکرانہ مانگی گئی۔ پرانی دلی میں ۸ بجے صبح سینٹ جیمز چرچ St. James Church اور سینٹ میریز چرچ (St. Mary's Church) میں دعائے شکرانہ کی تقریب منعقد ہوئی۔ اسی طرح سینٹ مارٹنز چرچ (St. Martin's Church) میں ۷ بجکر ۱۵ منٹ پر اور نئی دہلی کے فری چرچ (Free Church) اور چرچ آف دی ریڈیمپشن Church of the Redemption میں ۸½ بجے صبح دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔

کھانے اور شیرینی کی تقسیم | ۱۰ بجے کے بعد غرباء میں کھانا اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ شام کو ۶ بجے سے ۱۱ بجے تک عبادت کے علاوہ روشنی کی گئی۔ اور رقص و سرود کی محفل گرم ہوئی۔

بلدیۂ دہلی کی طرف سے تجویز مبارکباد | خان بہادر ایس۔ ایم عبد اللہ صاحب نے بلدیۂ دہلی میں ایک ریزولیوشن کے ذریعے سے ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کو سلور جوبلی کے موقع پر مبارکباد دینے کی تجویز

پیش کی۔ جس کی تائید متعدد ممبروں نے فرمائی۔ اسی جلسہ میں جوبلی کی تقریب کے لئے دہلی میونسپلٹی نے ۲۵ ہزار روپے کی رقم چندے کے لئے منظور کی +

سکھوں کا دیوان | ۶ مئی کی صبح کو گوردوارہ بنگلہ صاحب میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی درازی عمر کی دعائیں مانگی گئیں۔ دن کے وقت سردار سندر سنگھ دھوپیا۔ سردار بہادر سوبھا سنگھ اور سردار رنجیت سنگھ نے اپنے ہاں کے کارکنوں کو کھانا کھلایا۔ رات کو دیوان میں خوب روشنی کی گئی۔ وائسرائے اور چیف کمشنر دہلی کی خدمت میں برقی پیغامات تبریک ارسال کئے گئے۔ جن میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی ذات سے سکھوں کی وفاداری کا یقین دلایا گیا +

دہلی کی مساجد میں ملک معظم کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعائیں | ۶ مئی کی صبح کو کمپنی باغ میں مسلمانان دہلی کی طرف سے غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔ جامع مسجد۔ فتحپوری مسجد اور شہری مسجد میں بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کی درازیِ عمر اور ترقیِ اقبال کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ مسلمانوں نے جس خلوص سے ان تمام تقریبات کو ادا کیا۔ وہ ان کے اخلاص و محبت شاہی کا بہترین نمونہ کہا جا سکتا ہے +

دی جارج جوبلی ٹیکنیکل سکول | نئی دہلی میں ایک انڈین ٹیکنیکل سکول ہے۔ اس تقریب جوبلی پر اس کا نام "دی جارج جوبلی ٹیکنیکل سکول" رکھ دیا گیا۔ اور اس کے مناسب حال جلسہ اور دعوت غربا وغیرہ کا انتظام کیا گیا +

ریفارمیٹری سکول کے طلبہ کی دعوت | شیخ حبیب الرحمٰن میونسپل کمشنر نے ریفارمیٹری سکول کے طلبہ کی ایک شاندار دعوت کی۔ سکول کے تالاب میں پیراکی کا مقابلہ ہوا۔ اور جو طالب علم اس مقابلے میں سب سے آگے رہے انہیں مسٹر اے۔ پی۔ ہیوم A. P. Hume ڈپٹی کمشنر نے انعامات تقسیم کئے +

پرائیویٹ دعوتیں | مسلمانوں کی طرف سے بھی ٹاؤن ہال اور جامع مسجد کے پاس علاحدہ علاحدہ عالیشان لنگر کھولے گئے۔ جن میں بیس ہزار آدمیوں کو کھانا کھلانے کا انتظام تھا۔ جامع مسجد کے پاس جو لنگر قائم کیا گیا تھا۔ اس کا انتظام امام صاحب جامع مسجد۔ خان بہادر ابوالحسن خان۔ خان بہادر حاجی محمد یوسف احمد پاچہ۔ خان صاحب نواب علی۔ اور حاجی ایف شہاب الدین کے ہاتھوں میں تھا۔ دوسرے لنگر کا انتظام عام مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا۔ خالصہ دیوان دہلی کی طرف سے بھی ایک لنگر کھولا گیا تھا۔ جس میں ہزاروں غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔ جوگ مایا مندر واقع مہرولی میں دیہاتی علاقے کے غرباء کے درمیان کھانا تقسیم کیا گیا۔ اور ہندوؤں نے بھی دو لنگر خانے قائم کر کے غربا کو کھانا کھلایا +



جے۔ سی۔ چیٹرجی ایم۔ اے آئی۔ سی۔ ایس

سپرنٹنڈنٹ ایجوکیشن دہلی۔ اجمیر مارواڑہ



شیخ صفدر علی صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز دہلی

روہتگی اینگلو ورنیکولر مڈل سکول کی طرف سے وظائف | روہتگی اینگلو ورنیکولر مڈل سکول کی مجلس منتظمہ نے فیصلہ کیا۔ کہ سلور جوبلی کی یادگار میں غریب طلبہ کو تین روپے اور دو روپے ماہانہ کے دو وظیفے دیئے جائیں۔ اور ان وظائف کا نام سلور جوبلی وظیفہ رکھا جائے۔

پنشنرز ایسوسی ایشن اور مرہٹوں کی طرف سے دعائے تشکرانہ | مرہٹہ پنشنرز ایسوسی ایشن، مہاراشٹر سنیہہ سماج، دھاک سماج اور نوتن مرہٹی سکول دہلی نے اس موقع پر ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعائیں مانگیں۔

سابق سپاہیوں کی دعوت | ۶ مئی کی شام کو قدسیہ باغ دہلی میں ڈسٹرکٹ سولجرز ایسوسی ایشن دہلی کی طرف سے ۲ ہزار چار سو سابق سپاہیوں کے درمیان مٹھائی تقسیم کی گئی۔ سابق سپاہیوں میں بیس سال سے لے کر ۷۰ سال کی عمر تک کے لوگ شامل تھے۔ اسی جلسے میں مٹھائی تقسیم ہونے کے بعد دو مداریوں نے حاضرین کو اپنے حیرت انگیز کرتب دکھائے۔ مداریوں کے کرتب ختم ہونے پر مسٹر لچھمن لال نے سابق سپاہیوں کو مخاطب کر کے مندرجۂ ذیل تقریر کی۔ اس کے بعد بائیسکوپ کا تماشا دکھایا گیا۔ اس پوری تقریب کے دوران میں فرسٹ کمایوں رائفلز کا باجا بجتا رہا۔ حاضرین میں مسٹر جے۔ این۔ جی۔ جانسن چیف کمشنر The Hon'ble J. N. G. Johnson مسٹر اے۔ پی۔ ہیوم ڈپٹی کمشنر A. P. Hume Deputy Commissioner. مسٹر ڈی۔ ڈبلیو ویس D. W. Waco Esqr., مسٹر ایف۔ بی۔ پول F. B. Pool مسز ایف۔ بی۔ پول Mrs. F. B. Pool مسٹر اے۔ ایسر Mr. A Isar مسٹر ایس۔ ایم۔ رشید۔ مسٹر اعجاز حسین شاہ۔ مسٹر لڈل Mr. Liddell مسٹر لیوی لائن Mr. Liewilyn مسز لیوی لائن Mrs. Liewilyn رائے بہادر سوہن لال۔ مسٹر رام پرشاد۔ خان بہادر نور حسین شاہ۔ خانصاحب محمد حسین۔ خانصاحب حاجی رشید احمد ڈاکٹر حسین بخش اور حاجی اشتفاق الدین بھی شامل تھے۔

"ڈسٹرکٹ سولجرز ایسوسی ایشن نے اپنی پیدائش کے وقت سے لے کر اب تک بقیۂ تنخواہ دلوانے۔ پنشن میں اضافہ کرانے۔ بچوں کا وظیفہ مقرر کرانے اور انعامات اور تمغے دلوانے کے معاملے میں ۲۱۱۸ سابق سپاہیوں اور ان کے رشتہ داروں کی مدد کی ہے۔ اس دوران میں بورڈ کو ۹۴۴ تمغے وصول ہوئے۔ اور اس نے یہ تمغے متعلقہ افراد کے درمیان تقسیم کر دئیے۔ نیز مختلف موقعوں پر ۲۳۰۳۷ روپے کی رقم موصول ہوئی۔ اور اس نے یہ رقم سابق سپاہیوں اور ان کے رشتہ داروں کے درمیان تقسیم کر دی۔ بورڈ ہر سال مالی گرانٹ اور اس

سپیشل فنڈ کے سود سے جو اس کے قبضے میں ہے ۔ ۵۰۶ لڑکوں کو جنگی وظائف
War Scholarships عطا ہوتا ہے۔ جنگی وظائف پر ہر سال ۷ ہزار سے بھی
زیادہ روپے صرف ہوتے ہیں۔ بورڈ نے دی انڈیا اینڈ برما ملٹری اینڈ میرین
ریلیف فنڈ The India and Burma Military and Marine Relief
Fund اور انڈین بینولینٹ فنڈ Indian Benevolent Fund سے ۲۸۷۰۰
روپے کی امدادی رقم حاصل کی۔ اور اُسے غریب سپاہیوں۔ ان کی بیواؤں اور
بچوں کی مدد کے لئے اُن کے درمیان تقسیم کر دیا ۔

<u>موسیقی کے جلسے</u> | جوبلی فنڈ کی امداد کی خاطر الفنسٹن پکچر پیلیس میں ہندوستانی موسیقی کے دو
جلسے منعقد ہوئے۔ ان جلسوں میں پنجاب اور دہلی کے ماہرین موسیقی نے بلا معاوضہ اپنے
کمالات فن کی نمائش کی۔ جلسوں کے خاتمے پر ماہرین موسیقی کو سونے کے تمغے عطا کئے گئے۔

<u>فوجی پریڈ</u> | ۷ مئی یعنی منگل کی صبح کو گیریژن پریڈ گراؤنڈ Garrison Parade Ground
دہلی چھاؤنی میں فوجی پریڈ کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس پریڈ میں فرسٹ بٹالین 1st Bn.
دی کنگس شروپ شائر لائٹ انفنٹری The Kings Shropshire
Light Infantry انیسویں کنگ جارج اون لانسرز 19th K. G. O. Lancers
فورتھ بٹالین 4th Bn آٹھویں پنجاب رجمنٹ the 8th Punjab Regiment پہلی
کماؤں رائفلز 1st Kumaon Rifles اور نویں اے۔سی۔سی۔ رائل ٹینک کورپس
9th Armoured Car Coy. R. T. C. شامل تھیں۔ لفٹننٹ کرنل ڈبلیو۔ ڈی۔ ہال۔
Lieut-Col. W. D. Hall کے پہنچنے پر شاہی سلامی اُتاری گئی۔ اور اسی وقت قلعۂ دہلی سے
۳۱ توپیں سر کی گئیں۔ تھوڑی دیر بعد بطور اظہار مسرت پریڈ کرنے والی فوج نے تین مرتبہ
فائر کئے۔ اور اس کے بعد ملک معظم کی شان میں خوشی کے نعرے بلند کئے گئے ۔

اس موقع پر چار افسروں کو طویل خدمت اور اچھے چال چلن کے چار
تمغے عطا کئے گئے۔ اور مارچ پاسٹ کے وقت لفٹننٹ کرنل ہال نے فوجی سلامی
لی ۔

<u>چھاؤنی کے میدان میں تقریبات جوبلی</u> | دہلی چھاؤنی کے قریب بڑے میدان میں ۱۰ بجے دن سے
۲ بجے دن تک غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔ اس کے بعد بچوں کے لئے کھیل تماشے ہوتے رہے۔
پھر سکاؤٹوں نے اپنے کرتب دکھائے۔ اور بعد میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ نوجوانوں میں رسہ کشی
کے علاوہ دوسرے اور متعدد مسابقت کے کھیل ہوئے۔ پھر تقسیم انعامات اور آتشبازی کے

بعد یہ جلسے ختم ہوئے +

شاہدرہ میں جشن جوبلی | دہلی کے آس پاس کے دیہات میں تقریبات جوبلی کے سلسلے میں ۵ مرکز مقرر کئے گئے تھے۔ ان میں سے ایک مرکز شاہدرہ قرار دیا گیا تھا۔ یہاں غربا کو کھانا کھلایا گیا۔ اور ایک میلہ لگا جس میں تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے شرکت کی۔ یہاں سکول کے سات سو بچوں کو کھانا کھلایا گیا۔ میلے میں متعدد کشتیاں بھی ہوئیں۔ اور سکاؤٹوں نے اپنے کمالات دکھائے۔ شام کو مختلف عمارتوں میں روشنی کی گئی۔ اور اس کے بعد آتشبازی ہوئی۔ میلے میں جو لوگ موجود تھے ان میں مسٹر اے۔ پی ہیوم۔ مسٹر اے۔ ایس۔ رائے بہادر بسنت رام۔ سید اعجاز حسین شاہ۔ خان بہادر ایس۔ ایم عبد اللہ۔ خانصاحب حاجی رشید احمد۔ مسٹر لیلیون۔ مسٹر لڈیل مسز لڈیل مسز اسری کرشنتا اور ڈاکٹر اظہر علی کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں +

نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی کے ادنیٰ درجہ کے ملازموں کی دعوت | نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی سول لائنز Committee Civil Lanes کے ادنیٰ درجے کے ملازموں کو شہر میں کھانا کھلایا گیا +

جمنا لاج کا جلسہ | منگل کی شام کو فریبین ہال قدسیہ باغ میں "جمنا لاج" کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسے میں رائے بہادر رام کشور کی تجویز پر ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کو سلور جوبلی کی تقریب پر مبارکباد دی گئی +

کائستھوں کا جلسہ | پیر کی شام کو لالہ جگدیش پرشاد میونسپل کمشنر نئی دہلی کے زیر صدارت سری چترگپتا مندر میں کائستھ جماعت کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسے میں بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ کی درازئ عمر اور ترقئ اقبال کے لئے دعائیں مانگی گئیں +

فوجی بینڈ اور آتشبازی | کناٹ پیلیس نئی دہلی میں فسٹ کمایوں رائفلز 1st. Kumaon Rifles کا باجا بجتا رہا۔ آنریبل مسٹر جے۔ این۔ جی جانسن The Hon'ble Mr. J. N. G. Johnson چیف کمشنر آتشبازی دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری پر گارڈ آف آنر نے یونائیٹڈ کرسچین سکول کی طرف سے سلامی دی +

اچھوتوں کی طرف سے اظہار وفاداری | موتیا خان میں صوبۂ دہلی کے اچھوتوں نے ایک شاندار اجتماع میں ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی درازئ عمر و ترقئ اقبال کی دعائیں مانگیں۔ اور اس کے بعد ۲ ہزار اچھوت بچوں کے درمیان مٹھائی تقسیم کی گئی +

کنٹری ولفیئر لیگ کا جلسہ | پیر کے روز ½ ۷ بجے صبح کے وقت کنٹری ولفیئر لیگ دہلی کی سرپرستی میں بمقام ہارڈنگ لائبریری واقع کمپنی گارڈن ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں بادشاہ سلامت کی ذات اور تخت سے وفاداری کا اظہار کیا گیا۔ اور بادشاہ و ملکہ کو مبارکباد دی گئی۔

دیہات سدھار سبھا کا جلسہ | پیر کی صبح کو روشن آرا باغ میں دیہات سدھار سبھا صوبہ دہلی کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی۔

سیتنی دھرم سبھا پہاڑی دھیرج میں جلسہ | صوبہ دہلی کے سیتنی چھتریوں نے ایک جلسے میں بادشاہ اور ملکہ کی درازی عمر و ترقی اقبال کے لئے دعائیں مانگیں۔ اور صدر نے سناتن دھرم اناتھ آشرم کے رہنے والوں میں مٹھائی اور کپڑے تقسیم کئے۔

گورنمنٹ کالج انڈسٹریز انسٹی ٹیوٹ میں تقریب جوبلی | پیر کی صبح کو تقریب جوبلی کے سلسلے میں گورنمنٹ کالج انڈسٹریز انسٹی ٹیوٹ دہلی Government College Industries Institute, Delhi میں ملک معظم کی زندگی کے متعلق تقریریں کی گئیں۔ ان تقریروں میں بتایا گیا کہ ملک معظم کے ۲۵ سالہ دور حکومت میں ہندوستان کی اقتصادی، سیاسی اور معاشرتی حالت میں کس قدر ترقی ہوئی ہے۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد طلبہ کے درمیان مٹھائی تقسیم کی گئی۔

ریکلیمیشن کالونی Reclamation Colony | میں سوسائٹی کے صدر نے اپنے مکان پر تقریباً پانسو آدمیوں کی دعوت کی۔

ایم۔ بی۔ ہائی سکول | ایم۔ بی۔ ہائی سکول نئی دہلی کے اساتذہ اور طلبہ پیر کے روز ۸ بجے صبح کے وقت بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر اور ترقیٔ اقبال کی دعائیں مانگنے کے لئے جمع ہوئے۔ ہیڈ ماسٹر نے اس اجتماع کے اسباب پر روشنی ڈالی۔ مسٹر اشفاق حسین اور حشمت اللہ خاں وغیرہ نے موقع و محل کے اعتبار سے زوردار تقریریں کیں۔ ہیڈ ماسٹر نے اپنی تقریر میں ملک معظم کے دور حکومت کی خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کے زمانۂ حکومت کی ترقیوں پر تبصرہ فرمایا۔

پارسیوں کا اظہار وفاداری | پارسی جماعت کی طرف سے اپالو ہوٹل میں جو پنچایت ہوئی۔ اس میں ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی ذات سے اظہار وفاداری کے بعد دعا مانگی گئی۔

سینٹ جیمز چرچ میں چیف کمشنر کی موجودگی | سینٹ جیمز چرچ St. James Church میں پیر کی صبح کو دعائے شکرانہ کی جو تقریب منعقد ہوئی۔ اس میں مسٹر جانسن چیف کمشنر دہلی بھی شریک تھے۔ مسٹر اے۔ پی۔ ہیوم ڈپٹی کمشنر، مسٹر اے۔ ایس سٹی مجسٹریٹ اور سیکرٹری لوکل سلور جوبلی کمیٹی نے متعدد ایسے مقامات کا معائنہ کیا۔ جہاں صبح کے وقت غربا کو کھانا کھلایا گیا تھا۔

سکاؤٹوں کی طرف سے پیغام مبارکباد | ڈاکٹر کے۔ ایس سیٹھنا پراونشل سکاؤٹ کمشنر نے صوبۂ دہلی کے ... سکاؤٹوں کی طرف سے ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی خدمت میں پیغام مبارکباد ارسال کیا۔

انجمن باشندگان دہلی کا جلسہ علیٰ ہٰذا انجمن باشندگانِ دہلی کے ایک جلسے میں بھی ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ کو مبارکباد دی گئی۔ اور دعا مانگی گئی۔

فینسی بازار ۸ مئی کو کمپنی باغ میں ایک فینسی بازار دھوم دھام سے منعقد ہؤا۔ بازار میں خواتین کے لئے پردے کا پورا پورا انتظام تھا۔ اصل میں فینسی بازار یوم خواتین کے پروگرام کے ماتحت منعقد کیا گیا تھا۔ اس میلے میں ہر مذہب و ملت کی خواتین موجود تھیں۔ دہلی میں شاید اس سے پہلے خواتین کا اس سے بڑا اور کوئی اجتماع نہ ہؤا ہوگا۔ فینسی بازار میں داخلے کے لئے پانچ دروازے بنائے گئے تھے۔ لیکن خواتین کا اسقدر ہجوم تھا۔ کہ ان کے اندر داخل ہونے کے لئے یہ دروازے ناکافی معلوم ہوتے تھے۔ میونسپل کمیٹی دہلی نے اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ پردہ نشین خواتین اور بے پردہ خواتین کے لئے علیحدہ علیحدہ انتظامات کئے گئے تھے۔ سکول کی لڑکیوں کے لئے کھیل اور تفریح کے سامان موجود تھے۔ تخمینہ لگایا گیا ہے۔ کہ اس موقع پر تقریباً ۸ ہزار سکول کی لڑکیاں جمع ہوئیں۔ باغ میں ہر طرف سجی ہوئی دکانیں لگی ہوئی تھیں۔ اس میں ایک چھوٹی سی صنعتی نمائش کا بھی بندوبست کیا گیا تھا۔ مختصر یہ کہ باغ میں وہ تمام ضروری سامان موجود تھے۔ جن کا کسی فینسی بازار میں ہونا لازمی سمجھا جاتا ہے۔ بادشاہ اور ملکہ کی تصویر والی رکابیوں میں لڑکیوں کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور براڈکاسٹ کے ذریعے سے ہندوستانی موسیقی سنائی گئی۔ شام کو آتشبازی چھوڑی گئی۔ اور چراغاں کیا گیا۔ گم شدہ بچوں کے لئے ایک علیحدہ دفتر کھولا گیا تھا۔ اسی طرح دوسرے انتظامات کے لئے دو سو خواتین بطور رضاکار موجود تھیں۔ دوسرے ضروری انتظامات کے ساتھ ایک ایمبولینس گاڑی بھی موجود تھی۔ جیسے جیسے شام قریب آتی جاتی تھی۔ خواتین کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جاتا تھا۔ ½ ۴ بجے شام تک فینسی بازار کے تمام ٹکٹ فروخت ہو گئے۔ ٹکٹ ختم ہو جانے کے باعث بہت سی خواتین بازار میں نہ جا سکیں۔ میونسپلٹی کے ذمہ دار اراکین نے یہ کیفیت دیکھ کر انہیں بلا ٹکٹ میلے میں جانے کی اجازت دیدی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ فینسی بازار میں تقریباً پچاس ہزار خواتین نے شرکت کی۔ بازار میں ایک مرد عورت کا بھیس بدل کر سیر کر رہا تھا۔ کہ پکڑ لیا گیا۔ زیادہ گرمی کی وجہ سے ایک خاتون کو غش آ گیا۔ اور بعض بچے گم ہو گئے۔ لیکن بعد میں گم شدہ بچے مل گئے۔

مختلف مقامات پر چراغاں چاندنی چوک۔ گھنٹہ گھر۔ ٹاؤن ہال اور اندرون باغ و بیرون باغ کی سڑکوں پر رنگ برنگ کے بجلی کے قمقمے روشن تھے۔ فینسی بازار کے پروگرام کی کامیابی بڑی حد تک رائے بہادر سوہن لال کی رہینِ منت ہے۔

نئی دہلی میں یوم خواتین نئی دہلی میں میونسپل مدارس کی تقریباً ایک ہزار لڑکیوں نے نہایت سترت سے یوم خواتین منایا۔ یہاں میونسپل کمیٹی کی طرف سے تفریحی کھیلوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ کھیل ختم ہونے کے بعد ہر متعلّمہ کو بادشاہ اور ملکہ کی تصویر والی رکابی میں مٹھائی دی گئی۔ رات کو جوبلی فنڈ کی امداد کی خاطر میڈنس ہوٹل میں ایک جلسۂ رقص منعقد ہوا ⁂

مسلمانان دہلی کا جلسہ قرول باغ میں ڈاکٹر محمد ابراہیم خان کے زیر صدارت مسلمانان دہلی کا ایک خاص جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ کے دور حکومت کی ترقیوں اور برطانوی حکومت کی برکات کا تذکرہ کیا گیا۔ صدر نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس قسم کی تقریبوں میں حصہ لینا مسلمانان ہند کا اخلاقی فرض ہے۔ جلسے کے بعد غرباء اور بچوں کے درمیان پھل اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ حاضرین میں خان بہادر صوبیدار ڈاکٹر مولا بخش آئی۔او۔ایم۔آئی۔ایم۔ڈی (ریٹائرڈ) ممتاز الکلام ندیم برنی۔سید مظہر حسین۔ جمعدار شمس الدین مرزا نذیر بیگ۔ بابو غلام محی الدین۔ محمد حسین۔ مولانا حکیم سید نذیر احمد ندوی۔ سید سراج احمد۔ خواجہ ابن الحسن۔ اور ذوالفقار حسین خاں صاحبان کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں ⁂

ایک سکیٹر دہلی میں دعائیہ تقریب ایک سکیٹر دہلی میں مسلمان باشندوں نے پیر کی صبح کو کھلی فضا میں شکرانے کی ایک دعائیہ تقریب منعقد کی۔ مولانا حافظ محمد شبیر خاں نے نماز پڑھائی۔ عبادت کے ختم ہونے پر مٹھائی اور چائے سے مدرسۂ تعلیم القرآن کے طلبہ کی تواضع کی گئی ⁂

رام نگر ایسوسی ایشن کا جلسہ پیر کے روز رائے صاحب لالہ رام سرن داس کی صدارت میں رام نگر ایسوسی ایشن کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں سلور جوبلی منانے پر ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کی گئی ⁂

جوبلی کی جھنڈیاں رائے بہادر ککرٹی نے ہندوستان بھر میں تقسیم کرنے کے لیئے جوبلی کی ایک کروڑ جھنڈیاں تیار کی تھیں۔ ان میں سے ایک لاکھ جھنڈیاں دہلی کے لیئے رکھی گئی تھیں۔ ان ایک لاکھ جھنڈیوں میں سے چالیس ہزار طلبہ کے لیئے چالیس ہزار دہلی شہر کے لیئے۔ اور بقیہ نئی دہلی۔ سول لائنز۔ ریلوے سٹیشن۔ نئی چھاؤنی اور قلعے کے لیئے محفوظ رکھی گئی تھیں ⁂

ہاکی میچ ۹ مئی کو موری دروازے کے میدان میں سلور جوبلی فنڈ کی امداد کی خاطر عورتوں اور مردوں کی ٹیم کے درمیان ایک زبردست ہاکی میچ ہوا ⁂

طلبہ کی دعوت ۱۱ مئی کی شام کو بلدیۂ دہلی کی طرف سے کمپنی باغ میں شہر کے تیس ہزار طلبہ کی دعوت کی گئی۔ وقت مقررہ سے پہلے ہی طالب علموں کے گروہ علٰحدہ علٰحدہ جماعت کی

صورت میں باغ میں داخل ہوئے۔ رفتہ رفتہ باغ میں پچاس ہزار آدمیوں کا مجمع ہوگیا۔ جیسے جیسے رات بڑھتی چلی گئی ٹاؤن ہال سے ہارڈنگ لائبریری تک آدمیوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ باغ میں ساٹھ دکانیں لگائی گئی تھیں۔ ہر ایک لڑکے کے پاس چار آنے کا ٹکٹ تھا۔ لڑکے اپنا ٹکٹ دے کر مٹھائی اور پھل لیتے جاتے تھے۔ ہر ایک لڑکے کے پاس ایک اور ٹکٹ تھا۔ جس کے عوض میں اُسے پیتل کی ایک ایسی رکابی دی جاتی تھی۔ جس میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ تصویر والی رکابی لینے کے لئے طلبہ کی اس قدر کثرت تھی۔ کہ میونسپلٹی کے ارکان نے مجبوراً رکابیاں تقسیم کرنا بند کرتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ جن لڑکوں کو رکابیاں نہیں ملی ہیں۔ انہیں ٹکٹ دکھانے پر اپنے اپنے مدرسے سے مل جائیں گی +

کمپنی باغ میں چراغاں آفتاب غروب ہوتے ہی کمپنی باغ میں روشنی ہوگئی۔ جس سے سارا باغ جگمگا اُٹھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ آتشبازی بھی شروع ہوئی۔ اسی وقت ٹاؤن ہال۔ گھنٹہ گھر اور چاندنی چوک جانے کے راستوں اور وسط دہلی میں بھی ہر طرف بجلی کے قمقمے روشن ہو گئے۔ خان بہادر ایس۔ ایم عبد اللہ اور خانصاحب حاجی رشید احمد نے میونسپلٹی کے بہت سے مہمانوں کی پھل، مٹھائی اور چائے سے تواضع کی۔ آنریبل مسٹر جانسن چیف کمشنر دہلی اور مسٹر ہیوم بھی شام کو باغ میں تشریف لائے۔ اور ایک گھنٹے تک سیر و تفریح کا لطف اُٹھاتے رہے +

طلبہ نئی دہلی کی دعوت میونسپل کمیٹی نئی دہلی کی طرف سے میونسپل بوائز ہائی سکول کی عمارت میں مدارس نئی دہلی کے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور اسی طرح دن کو لیڈی اردن کالج اور ہارڈنگ کالج کے طلبہ کی دعوت کی گئی +

نئی دہلی میں روشنی کی آزمائشی نمائش انوار کی شام کو وائسریگل لاج۔ سیکریٹریٹ۔ وار میموریل آرک۔ فوارہ اور نئی دہلی کے دوسرے مقامات پر میلے کے سلسلے میں بطور آزمائش روشنی کی گئی تھی۔ اُس کی نمائش دیکھنے کے لئے بھی ہزاروں آدمی جمع ہو گئے +

گرل گائڈز کی ریلی سنیچر کی شام کو پردہ گارڈن میں گرل گائڈز کی ایک ریلی ہوئی۔ جس کی قیادت دو ڈسٹرکٹ کمشنروں یعنی نئی دہلی کی مس برٹ Miss Burt اور پرانی دہلی کی مسز ہال Mrs. Hall کے ہاتھوں میں تھی۔ جھنڈے کی سلامی کے بعد مسز چیٹرجی نے لیڈی گلینسی چیف گائڈ آف انڈیا Lady Glancy, Chief Guide of India اور مسز پن ہارن پراونشل کمشنر Mrs Pinhorn Provincial Commissioner کے دو پیغامات پڑھ کر سنائے۔ ریلی کا خاتمہ قومی ترانے پر ہوا +

مہرولی میں جشن جوبلی جمعہ کی شام کو قطب مینار کے پاس مہرولی میں بڑی دھوم دھام سے جوبلی کی تقریب منائی گئی۔ مقامی باشندوں کی طرف سے اس مضمون کی درخواست پیش کی گئی۔ کہ جوبلی کی یادگار میں ڈسٹرکٹ بورڈ ہائی سکول کا نام سلور جوبلی ہائی سکول رکھا جاتا ہے۔ جب مہرولی کے طلبۂ مدارس۔ ناگری سکول کی لڑکیاں۔ اور اردو گرلز سکول کی طالبات عبادت سے فارغ ہوئیں۔ تو مسٹر عبدالمجید۔ رائے صاحب پنڈت مدن گوپال اور مسٹر ابو سعید نے ملک معظم و ملکہ معظمہ کی ذات بابرکات کے متعلق پُرزور تقریریں کیں۔ ان حضرات کی تقریروں کے بعد چھتر پن۔ مہاپال پور۔ منیرکا۔ حوض رانی اور چراغ دہلی سے آئی ہوئی "دیہات سدھار" جماعتوں نے جوبلی کے متعلق گانے سنائے۔ اس موقع پر ریورنڈ ایچ پورٹر Rev. H. Porter نے ایک تقریر کی۔ اور اس کے بعد جوبلی کے متعلق نظمیں پڑھی گئیں۔ نظموں کے بعد شعبدے دکھائے گئے۔ جن سے حاضرین بیحد محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد مسٹر اے۔ پی۔ ہیوم ڈپٹی کمشنر نے ۱۵ طلبہ کو تمغے تقسیم کئے۔ یہ تقریب آتشبازی کے بعد ختم ہوئی۔ اس تقریب کے منتظم مسٹر شیر علی خاں صاحب تھے۔ جن لوگوں نے اس تقریب میں شرکت کی۔ ان میں مسٹر اے۔ ایس۔ مسٹر بی سی۔ چیٹرجی۔ مسز چیٹرجی۔ خانصاحب محمد حسین۔ خانصاحب حاجی رشید احمد۔ مسٹر حبیب الرحمن۔ رائے بہادر ہری رام اور مسٹر مادھو پرشاد کے نام قابل ذکر ہیں۔ صبح کو چراغ دہلی میں سکول کے طلبہ کے درمیان مٹھائی تقسیم کی گئی۔ سلور جوبلی کے اعزاز میں نئی دہلی میونسپل کمیٹی نے سیکڑوں قلی مردوں۔ قلی عورتوں اور ان کے بچوں میں مٹھائی تقسیم کی۔ سب سے پہلے عبادت ادا کی گئی۔ عبادت کے بعد کھیل ہوتا رہا۔ اور کھیل کے خاتمے پر کیمپ کے ایک جمعدار کی عورت نے انعامات تقسیم کئے۔ جمعدار کی بیوی کو بھی اس کی خدمات کے صلے میں علاوہ ایک تمغہ عطا کیا گیا۔ اسی طرح حکام جیل کو قیدیوں میں تقسیم کرنے کے لئے مٹھائی کی چار سو بوریاں عطا کی گئیں +

ٹاؤن ہالوں میں روشنی ۱۲ مئی کو نئی دہلی ٹاؤن ہال اور پرانی دہلی ٹاؤن ہال میں روشنی کی گئی۔ اس موقع پر ہر ایک طالب علم کو ایک ایک رکابی عطا کی گئی۔ اور ایک ایک پیسے کے بارہ بارہ ٹکٹ دئے گئے۔ تاکہ وہ اپنی پسند کے مطابق جو چیز چاہیں خوانچے والوں سے خرید لیں +

سپاہیوں میں مٹھائی کی تقسیم ۱۳ مئی کو قدسیہ باغ میں ۲ ہزار ہندوستانی سپاہیوں کو فی کس ایک ایک سیر مٹھائی تقسیم کی گئی۔ جس کے بعد بائیسکوپ کا تماشا دکھایا گیا۔ اور پھر گانا ہو کر جلسہ بخیر و خوبی منتشر ہوا +

سرکاری عمارتوں میں چراغاں | ۱۴-۱۵ اور ۱۶ مئی کو مختلف سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔

جوبلی میلہ | ۱۴ مئی سے ۱۶ مئی تک قلعے کی پشت پر ایک عظیم الشان میلہ لگا۔ اگرچہ ۱۴ اور ۱۵ مئی کو قلعہ میں داخلے کے لئے بدستور ٹکٹ خریدنا پڑتا تھا۔ لیکن ۱۶ مئی کو خاص خاص لوگوں کو میلے میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا۔ مدعوین میں سرکاری حکام کے علاوہ وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے سلور جوبلی فنڈ میں چندے عطا کئے تھے۔

ہز اکسلنسی وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن کی شملے سے تشریف آوری | ہز اکسلنسی وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن۔ کرنل اے۔ ایچ۔ ایچ میور ملٹری سیکرٹری۔ کیپٹن بیٹی اور کیپٹن سٹوکر اے۔ ڈی۔ سی کی معیت میں علی الصبح شملے سے نئی دہلی تشریف لائے۔ سٹیشن پر مسٹر ایف۔ ٹی جونس سپرنٹنڈنگ انجینئر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی موجود تھے۔ ہز اکسلنسی اور لیڈی ولنگڈن نے ارون ہسپتال Irwin Hospital انفنٹ ولفیئر سنٹر Infant Welfare Centre ولنگڈن ہسپتال Willingdon Hospital امپیریل ہوٹل۔ شہری فضائی مستقر Civil Aerodrome اور نئی دہلی پولو گراؤنڈ کا معاینہ فرمایا۔ اس معاینے میں مسٹر جیمس بھی ہز اکسلنسی اور لیڈی ولنگڈن کے ساتھ موجود تھے۔ معاینے کے بعد ہز اکسلنسی اور لیڈی ولنگڈن ۹ ½ بجے وائسریگل لاج تشریف لائے۔

نئی دہلی اور پرانی دہلی میں چراغاں | آج نئی اور پرانی دہلی کی تمام میونسپل عمارتوں، سرکاری بنگلوں اور کوارٹروں کے علاوہ وار میموریل آرک سے سیکرٹریٹ تک کا راستہ رنگ برنگ کے بجلی کے قمقموں سے جگمگا رہا تھا۔

وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن میلے میں | ہز اکسلنسی لارڈ ولنگڈن اور لیڈی ولنگڈن ½ ۶ بجے قلعے میں تشریف لائے۔ بیچے بیلہ گراؤنڈ میں میلہ لگا ہوا تھا۔ ہز اکسلنسی اور لیڈی ولنگڈن دو گھنٹے تک میلہ دیکھتے رہے۔ اس موقع پر جو آتشبازی چھوڑی گئی۔ وہ اس قدر اعلیٰ پیمانے کی تھی۔ کہ مدت دراز سے اہل دہلی کو ایسی آتشبازی دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا۔ میلہ کی سیر کے بعد ہز اکسلنسی اور لیڈی ولنگڈن چراغاں دیکھنے کے لئے موٹر پر روانہ ہوئے۔

وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن کی شملے کو واپسی | بعد میں وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن نئی دہلی ریلوے سٹیشن پہنچے۔ اور وہاں سے کرنل اے۔ ایچ۔ ایچ میور ملٹری سیکرٹری اور دو اے۔ ڈی۔ سی کی معیت میں بذریعہ سپیشل ٹرین شملے روانہ ہو گئے۔

میلہ اور روشنی | وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن کی تشریف آوری کے موقع پر قلعہ میں تمام حکام و مشاہیر موجود تھے۔ جس کے بعد ۱۶ مئی کو اولڈ وائسریگل لاج میں بڑی دھوم دھام سے چراغاں کیا گیا۔ اور ماتحت سٹاف کے ارکان میں ۱۵۰۰ پلیٹوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

پنجاب

پانچ دریاؤں جہلم - چناب - راوی - بیاس - اور ستلج کی سرزمین پنجاب کے نام سے موسوم ہے - جس کے شمال میں ریاست جموں و کشمیر شمال و مغرب میں صوبۂ سرحد مشرق میں صوبۂ دہلی اور جنوب میں ریاست بہاول پور واقع ہے - ۱۹۳۱ء میں اس صوبہ کی آبادی ۲ کروڑ ۸۴ لاکھ ۹۰ ہزار ۵۷۸ تھی - جس میں ۴۹۱۰۰۰۵ دیسی ریاستوں کی آبادی بھی شامل ہے +

پنجاب کی دیسی ریاستیں ابتداً حکومت پنجاب کے محکمۂ سیاسی کے ماتحت تھیں - لیکن ۱۹۲۱ء سے ۱۳ بڑی بڑی ریاستوں کو جن میں پٹیالہ - بہاولپور - جیند اور نابھ بھی شامل ہیں "پنجاب سٹیٹس ایجنسی" بنا کر ایجنٹ گورنر جنرل برائے ریاست ہائے پنجاب کی نگرانی میں دیدیا گیا ہے - اب حکومت پنجاب کی نگرانی میں شملہ کی پہاڑی ریاستیں اور قسمت انبالہ کی تین چھوٹی چھوٹی ریاستیں کلسیہ - پاٹودی اور دوجانہ باقی رہ گئی ہیں - اول الذکر پر ڈپٹی کمشنر شملہ بحیثیت پولیٹیکل افسر اور آخر الذکر تین ریاستوں پر کمشنر انبالہ نگرانی رکھتے ہیں +

نظم و نسقِ حکومت

حکومت پنجاب کے خاص خاص ارکان حکومت حسب ذیل ہیں :-

ایچ - ای سر ہربرٹ ولیم ایمرسن کے سی ایس آئی سی - آئی ای سی - بی ای آئی سی ایس گورنر

آپ یکم جون ۱۸۸۱ء کو پیدا ہوئے - کیلڈ سے گرینج گرامر سکول - میگڈیلین کالج کیمبرج میں تعلیم پائی - ۱۹۰۵ء میں انڈین سول سروس میں داخل ہوئے - ۱۹۱۱ء کے دوران میں ریاست بشہر کے منیجر - ۱۹۱۵ء میں ریاست منڈی کے سپرنٹنڈنٹ اور افسر بندوبست ہوئے ۱۹۱۷ء میں پنجاب میں اسسٹنٹ کمشنر اور افسر بندوبست - اور ۱۹۲۲ء میں لاہور ہی میں ڈپٹی کمشنر کی خدمات انجام دیں - پھر ۱۹۲۶ء میں پنجاب کے فنانس سیکرٹری اور ۱۹۲۷-۲۸ء میں چیف سیکرٹری بنائے گئے - ۱۹۳۰-۳۲ء کے دوران میں آپ حکومت ہند کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری مامور ہوئے - ۱۹۳۳ء میں پنجاب کے گورنر بنائے گئے - آپ ایک مستقل مزاج اور منتظم حاکم ہیں - اور ہر معاملہ کو خوب غور و خوض سے خود طے فرمانے کے عادی ہیں +



ہز ایکسیلینسی سر ہربرٹ ولیم ایمرسن صاحب بہادر بالقابہ گورنر پنجاب

ارکان اگزکٹو کونسل

آنریبل مسٹر ڈانلڈ جیمس بائنڈسی - آئی - ای آئی - سی - ایس - فنانس ممبر

آپ نے جارج واٹسن کالج ایڈنبرا اور ایڈنبرا و آکسفورڈ کی یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔ ۱۹۰۰ء میں اسسٹنٹ کمشنر پنجاب۔ ۱۹۰۷ء میں انڈر سیکرٹری حکومت پنجاب۔ ۱۹۱۱ء میں افسر بندوبست۔ ۱۹۱۶ء میں ڈائرکٹر آف لینڈ ریکارڈز۔ انسپکٹر جنرل رجسٹری۔ پیدائش اموات وشادی کے جنرل افسر اور ۱۹۱۸ء میں ایڈیشنل سیکرٹری حکومت پنجاب و ڈپٹی کمشنر مامور رہے۔ جنگ کے سلسلے میں آپ نے ہندوستان میں وہ نمایاں خدمات انجام دیں۔ جن کا اعتراف گورنمنٹ آف انڈیا گزٹ ۱۹۱۹ء میں ہوا۔ ۱۹۲۱ء میں آپ ریونیو سیکرٹری ۱۹۲۲ء میں ہوم سیکرٹری ۱۹۲۶ء میں کمشنر راولپنڈی اور ۱۹۳۰ء میں چیف سیکرٹری کی حیثیت سے قابل قدر خدمات انجام دیتے رہے۔ اور ۱۹۳۴ء سے کریک صاحب کے گورنمنٹ آف انڈیا میں جانے پر آپ ان کی جگہ پنجاب کے فنانس ممبر مقرر ہوئے +

آنریبل خان بہادر نواب مظفر خاں سی - آئی - ای ریونیو ممبر

آپ ۲ جنوری ۱۸۸۰ء کو پیدا ہوئے۔ مشن ہائی سکول جالندھر اور گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم پائی۔ سرکاری ملازمت میں پہلے پہل آپ بحیثیت منصف داخل ہوئے۔ جہاں سے ترقی پاکر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنائے گئے۔ جنگ عظیم کے دوران میں آپ سرمائیکل اڈوائر کے میر منشی رہے۔ ۱۹۱۹ء میں ہندوستان وافغانستان کے مصالحتی وفد کے اورینٹ سیکرٹری بنائے گئے۔ ۱۹۲۳ء میں سر ہنری ڈابسن کی سرکردگی میں جو وفد کابل بھیجا گیا۔ آپ اس کے ایک ممتاز رکن تھے۔ کچھ عرصہ برطانوی وکالت خانہ کابل (۱۹۲۱ء) میں سر ہنری فرانسس ہمفریز کے ماتحت آپ اورینٹل سیکرٹری رہے۔ ۱۹۲۴ء میں آپ کو پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ میں لے لیا گیا۔ ۱۹۲۵ء میں ڈائرکٹر انفارمیشن بیورو۔ ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں کمشنر اصلاحات اور ۱۹۳۵ء میں کیپٹن سر سکندر حیات خاں کے بجائے حکومت پنجاب کے ریونیو ممبر بنائے گئے +

آپ کو ۱۹۱۶ء میں "خان بہادر" ۱۹۲۱ء میں "نواب" ۱۹۳۰ء میں سی - آئی - ای - اور بعد میں سورڈ ہینڈ آف ایمپائر (دست شمشیر سلطنت) کے خطابات سے سرفراز کیا گیا +

وزراء

آنریبل سردار سر جوگندر سنگھ وزیر زراعت

آپ ریاست آئرا (ضلع کھیری) کے تعلقہ دار ہیں۔ ۲۵ مئی ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ ہندوستان

اور انگلستان کے متعدد اخبارات میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آپ ریاست پٹیالہ کے ہوم منسٹر، پنجاب یونیورسٹی کے فیلو، سکھ ایجوکیشنل کانفرنس کے صدر، انڈین شوگر کمیٹی، سکیمن کمیٹی اور کونسل آف سٹیٹ کے رکن رہ چکے ہیں۔ اخبار ایسٹ اینڈ ویسٹ کے ایڈیٹر بھی تھے۔ "کملا"، "نورجہاں"، "نسرین"، "لائف آف بی۔ ایم ملباری" اور "کانو" کے مصنف ہیں ؛

(۲) آنریبل ملک سر فیروز خاں نون۔ ایم۔ اے (آکسن) بار ایٹ لا۔ وزیر تعلیم

آپ ۷ رمئی ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے۔ چیفس کالج لاہور اور وادھم کالج آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ انرٹیمپل لندن کے بیرسٹر ایٹ لا اور لاہور ہائیکورٹ کے ایڈووکیٹ ہیں۔ ۱۹۲۱ء میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے رکن ہوئے۔ جنوری ۱۹۲۷ء میں وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ ہوئے۔ اور اکتوبر ۱۹۳۰ء سے آپ وزیر تعلیم ہیں ؛

(۳) آنریبل ڈاکٹر سر گوکل چند نارنگ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ پنجاب

آپ ۱۵ رنومبر ۱۸۷۸ء کو بدوکی گوسائیں ضلع گوجرانوالہ (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ آپ لالہ مول راج نارنگ کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ آپ کی شادی رائے صاحب سیٹھ چوہڑ لال ساہوکار ایبٹ آباد (صوبہ شمال مغربی سرحد) کی دختر نیک اختر کے ساتھ ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گوجرانوالہ میں پائی۔ آپ نے ۱۹۰۱ء میں پنجاب یونیورسٹی اور ۱۹۰۲ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے ایم۔ اے پاس کیا۔ ۱۹۱۰ء میں برن یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی ہوئے۔ ۱۹۰۱ء سے اکتوبر ۱۹۰۷ء تک پروفیسر رہے۔ لنکانس ان سے واپس آ کر ۱۹۱۰ء میں وکالت شروع کی۔ بیس سال تک لاہور ہائیکورٹ کے ایڈووکیٹ رہے۔ آپ پنجاب شوگر ملز کمپنی لمیٹڈ، بستی شوگر ملز کمپنی لمیٹڈ، نواب گنج شوگر ملز کمپنی لمیٹڈ کے چیئرمین ہیں۔ پنجاب نیشنل بنک لمیٹڈ کے ڈائرکٹر (۱۸ سال تک) اور پانچ سال تک پنجاب یونیورسٹی کے فیلو۔ ۱۹۲۳-۳۰ء تک پنجاب پراونشیل ہندو سبھا کے اور ۱۹۳۰ء میں ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر رہے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء سے آپ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ ۱۹۳۵ء میں "سر" کے خطاب سے سرفراز کئے گئے ؛

صدر پنجاب لیجسلیٹو کونسل — آنریبل خان بہادر چودھری سر شہاب الدین بی۔ اے ایل ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ ہائیکورٹ ؛

آپ نے گورنمنٹ کالج اور لا کالج لاہور میں تعلیم پائی۔ ۱۹۰۴ء میں آپ نے "کریمنل لا جرنل آف انڈیا" اور ۱۹۰۹ء میں "انڈین کیسز" جاری کیا۔ ۱۹۱۳ء میں پہلی مرتبہ بلدیہ لاہور کے رکن اور ۱۹۲۲ء میں صدر بلدیہ منتخب ہوئے۔ آپ ۳ سال تک لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن اور چار



آنریبل نواب سر مظفر خاں ریونیو ممبر
گورنمنٹ پنجاب



آنریبل ملک سر فیروز خاں نون وزیر تعلیم
حکومت پنجاب



آنریبل سر جگندر سنگھ وزیر زراعت
حکومت پنجاب



آنریبل ڈاکٹر سر گوکل چند نارنگ وزیر
لوکل سیلف گورنمنٹ پنجاب

سال تک صدر بلدیہ رہے۔ ۱۹۲۴ء میں بلدیۂ لاہور اور جنوری ۱۹۲۷ء میں کونسل پنجاب کے دوبارہ صدر منتخب ہوئے۔ آپ پنجابی زبان کے بہت بڑے شاعر اور ادیب ہیں "کریمنل لا جرنل آف انڈیا" اور انڈین کیسز کے علاوہ متعدد پنجابی نظمیں آپ کی تصنیفات سے ہیں۔ خصوصاً ہیر رانجھا مصنفہ وارث شاہ کی آپ نے بہت خوبی سے تصحیح کی ہے۔

سیکرٹیریٹ

مسٹر فریڈرک ہیل پکل سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس چیف سیکرٹری پنجاب

آپ ۸ رجون ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے ایگہم۔ کنگس کالج کیمبرج میں تعلیم پائی۔ ۱۹۱۳ء میں انڈین سول سروس میں داخل ہوئے۔ ۱۹۱۵-۱۹ء تک جنگ عظیم کے سلسلے میں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۱۹ء کے بعد آپ پنجاب میں ڈپٹی کمشنر اور دیگر متعدد عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۹۳۰ء میں آپ سی۔ آئی۔ ای بنائے گئے اور پنجاب کے فنانشل سیکرٹری مامور کئے گئے۔ جس کے بعد ۱۹۳۴ء سے آپ چیف سیکرٹری مامور کئے گئے۔ ہر کام کو پوری احتیاط سے انجام دیتے ہیں۔ آپ بڑے اچھے نشانہ باز ہیں۔ اور کرکٹ و گلف خوب کھیلتے ہیں۔

مسٹر جے۔ ڈی۔ اینڈرسن آئی۔ سی۔ ایس مشیر قانونی و سیکرٹری حکومت پنجاب

مسٹر جے۔ اے فرگوسن او۔ بی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس فنانشل کمشنر

خانصاحب شیخ فضل الٰہی ڈائرکٹر انفارمیشن بیورو

مسٹر جے۔ ڈبلیو ہارن آئی۔ سی۔ ایس۔ ہوم سیکرٹری حکومت پنجاب

مسٹر پی مارسڈن آئی۔ سی۔ ایس۔ سیکرٹری حکومت پنجاب (صیغہ ہائے منتقلہ)

مسٹر آر۔ سینڈرسن ایم۔ اے۔ آئی۔ ای۔ ایس۔ ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن

مسٹر اے۔ وی۔ اسکوتھ آئی۔ سی۔ ایس۔ ہوم سیکرٹری

مسٹر آر۔ جے۔ ڈاڈ۔ آئی۔ سی۔ ایس کمشنر اصلاحات

مسٹر ایچ۔ جے۔ پیرسن۔ پی۔ سی۔ ایس قائم مقام فنانس سیکرٹری

مسٹر اے لطیفی ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ ایم۔ ایل۔ ایل۔ ڈی بار ایٹ لا۔ سی۔ آئی۔ ای۔ او۔ بی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس فنانشل کمشنر (ریونیو پنجاب)

صوبہ کا انتظام پانچ کمشنروں (انبالہ۔ جالندھر۔ لاہور۔ راولپنڈی اور ملتان) کے ذریعے سے انجام پاتا ہے:۔

۱۔ مسٹر سی۔ سی کاربٹ صاحب آئی۔ سی۔ ایس۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ ایم۔ جی۔ سی۔

آئی۔ ای۔ ایف۔ آر۔ جی۔ ایس کمشنر قسمت ملتان ‫‬
۲۔ مسٹر اے۔ سی میکناب صاحب کمشنر قسمت راولپنڈی
۳۔ مسٹر اے۔ اے مچل صاحب آئی۔ سی۔ ایس کمشنر قسمت لاہور
۴۔ خان بہادر ایم۔ عبدالعزیز صاحب آئی۔ سی۔ ایس۔ سی۔ جی۔ ای کمشنر قسمت انبالہ
۵۔ مسٹر ای شب تنکس صاحب آئی۔ سی۔ ایس کمشنر قسمت جالندھر
ان کے ماتحت ۲۹ ڈپٹی کمشنر اپنے اپنے ضلع کے ذمہ وار ہیں۔ جن کے اسماء گرامی ہر ضلع کی رپورٹ میں آئیں گے

ہز اکسلنسی گورنر پنجاب کی اپیل۔ ہز اکسلنسی سر ہربرٹ ایمرسن نے "سلور جوبلی فنڈ" کے سلسلے میں باشندگان پنجاب کے نام حسب ذیل اپیل شائع کی:۔

۶ مئی ۱۹۳۵ء کو ان تمام ممالک کے لوگوں کی طرف سے جو ہز میجسٹی کو اپنا حکمران تسلیم کرتے ہیں۔ اعلیحضرت ملک معظم کی تخت نشینی کی پچیسویں سالگرہ شکر گذاری اور مسرت کے ساتھ منائی جائے گی۔ پنجاب نے بار بار تاج کے ساتھ اپنی روایتی وفاداری کا ثبوت مہیا کیا ہے۔ اور جنگ عظیم کے دوران میں اس نے آدمیوں اور روپیہ سے جو امداد دی تھی۔ اس کی یاد ابھی تک سب کے دلوں میں تازہ ہے۔ ہز میجسٹی ملک معظم کا دورِ حکمرانی صوبہ کی تاریخ میں نمایاں امتیاز کا حامل رہا ہے۔ اس عرصہ میں تمام پہلوؤں (اقتصادی۔ تعلیمی اور آئینی) میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ اور اس نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہاں کے لوگ ان وسیع ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے اہل ہیں۔ جو اب انہیں عطا کئے جانے کی تجویز کی گئی ہے۔ ہم اہل پنجاب کے نزدیک معقول وجوہ ہیں۔ کہ ہم ان برکات کے لئے مسرت اور تشکر کے جذبات کا اظہار کریں۔ جو ہمیں ہز میجسٹی کے دورِ حکومت میں حاصل ہوئی ہیں۔ اہل پنجاب اپنے خیالات کو سرعت کے ساتھ الفاظ میں اور پھر الفاظ کو افعال میں منتقل کرنے میں مشہور ہیں۔ اب ہمیں ایک موقع ملا ہے۔ کہ ہم اس وفاداری کو جو ہماری زبانوں پر ہے۔ اور ہمارے دلوں میں ہے عملی صورت دیں۔ میں پنجاب کے تمام مردوں اور عورتوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ "ہز میجسٹیز سلور جوبلی فنڈ" کی نہایت فیاضی کے ساتھ امداد کریں۔ اس فنڈ کا مقصد جس کے لئے اعلیٰ حضرت ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی منظوری

حاصل کر لی گئی ہے۔ پیشتر ازیں ہندوستان کے لوگوں پر ان اپیلوں میں واضح کر دیا گیا ہے۔ جو ہز اکسلنسی جناب وائسرائے بہادر اور ہر اکسلنسی کاؤنٹس آف ولنگڈن کی طرف سے جاری کی گئی تھیں۔ مختصر طور پر اس سے یہ مقصود ہے۔ کہ چار ہندوستانی اداروں کے کام کو توسیع دی جائے۔ اور ان کی بنیادوں کو مضبوط و مستحکم بنایا جائے۔ جن سب کے اوّلین مقاصد یہ ہیں کہ بیماروں اور مصیبت زدوں کی امداد کی جائے۔ اور وہ ادارے یہ ہیں۔ انڈین ریڈ کراس سوسائٹی۔ سینٹ جان ایمبولینس ایسوسی ایشن (انڈین کونسل) کاؤنٹس آف ڈفرن فنڈ اور انڈین سولجرز بینولینٹ فنڈ۔ مصیبت زدگان کی تکالیف کے ازالہ میں حضور ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی دلچسپی کا یہ ایک مزید ثبوت ہے کہ ممدوحین نے انڈین سلور جوبلی فنڈ کی غرض و غایت کے لئے ان چار اداروں کو منتخب فرمایا ہے۔ جن کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ مصائب اور اس جہالت کو دُور کرنے میں عملاً کوشاں رہتے ہیں۔ جو اکثر ان مصائب کا باعث ہوتی ہے۔

"انڈین ریڈ کراس سوسائٹی ان اشخاص کی امداد پر روپیہ۔ کارکنوں اور ضروری سامان کے ذریعے سے کمربستہ رہتی ہے۔ جو آفات عظیمہ میں مبتلا ہوئے ہوں۔ چنانچہ پنجاب میں دریاؤں کی طغیانیوں اور بہار میں زلزلہ کی صورت میں مجلس مذکور اسی طریق پر عامل رہی۔ سوسائٹی مذکور ہمیشہ اس معاملہ میں غلطاں رہتی ہے کہ ان ہولناک معاملات کے متعلق اصلاحی تدابیر اختیار کی جائیں۔ جن کا اس ملک کی عورتوں کو اکثر اوقات وضع حمل کے وقت سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور تمام عمر کے بچوں کی نگہداشت اور صحت کا انتظام ہو۔ اور بڑی بڑی بیماریوں مثلاً ملیریا اور تپدق کی روک تھام کی جائے۔ غرضیکہ لوگوں کی صحت کا قریباً ہر پہلو سے خیال رکھا جائے۔ سینٹ جان ایمبولینس ایسوسی ایشن جس کی امتیازی خصوصیت بیماروں اور زخمیوں کی تیمارداری اور ابتدائی امداد ہے۔ ریڈ کراس کے ساتھ متحد العمل ہو کر کام کرتی ہے۔ اور کاؤنٹس آف ڈفرن فنڈ سے یہ مقصود ہے۔ کہ زنانہ ڈاکٹروں اور دائیوں کی تعلیم و تربیت اور بہم رسانی اور ہسپتالوں اور شفاخانوں کے قیام کا انتظام کیا جائے۔ اور عورتوں کے لئے عام طور پر طبی امداد مہیا کی جائے۔ انڈین سولجرز بینولینٹ فنڈ فوجی سپاہیوں

کی بیوگان اور یتیم بچوں کو معصیبت اور ضرورت کے وقت مدد دینے کے لیئے قائم ہے۔ اس کی سرگرمیوں کے صرف ایک پہلو کو لیجئے۔ قصبات اور دیہات میں بچے اور زچہ کی سود و بہبود کی توسیع کے لئے تقریباً غیر محدود مواقع موجود ہیں اور خاص طور پر اسی سلسلہ میں امداد کی اشد ترین ضرورت ہے۔ جوبلی فنڈ کی بدولت یہ مفید سرگرمیاں نئے علاقوں میں بھی وسعت پذیر ہوں گی۔ اور ان مقامات پر بھی امداد مہیا کی جا سکے گی۔ جہاں اس کی اشد ضرورت ہو۔ میں انتہائی اعتماد کے ساتھ اہل پنجاب کو اس فنڈ کے اغراض و مقاصد کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور مجھے کامل یقین ہے۔ کہ اس فنڈ میں چندہ دینے سے وہ نہ صرف اپنی وفاداری کا عملی ثبوت بہم پہنچائیں گے۔ بلکہ وہ ایک بہت بڑے اور نیک کام میں بھی ممد و معاون ثابت ہوں گے "

"چندہ کی ایک صوبائی فہرست کھول دی گئی ہے۔ اور اس کی شاخیں صوبہ کے تمام اضلاع میں قائم کی گئی ہیں۔ چندے براہ راست میجر آر۔ ٹی لارنس۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ سی آنریری خزانچی "ڈیر میجسٹیز سلور جوبلی فنڈ" (پنجاب برانچ) گورنمنٹ ہاؤس لاہور۔ یا فنڈ مذکور کی کسی ڈسٹرکٹ برانچ کے سیکرٹری کو بھیجے جا سکتے ہیں تمام چندے جو براہ راست صوبجاتی فنڈ کے آنریری خزانچی کو بھیجے جائیں گے۔ وہ خود ان کی رسید بھیجیں گے۔ اور جو چندے کسی ڈسٹرکٹ برانچ کو بھیجے جائیں گے۔ ان کی وصولی کے متعلق برانچ مذکور کے سیکرٹری یا خزانچی کی طرف سے اطلاع دی جائے گی۔ مزید براں ایسے تمام چندوں کی وصولی کی اطلاع میری طرف سے ذاتی طور پر دی جائے گی۔ جو ٢٥٠ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم کے ہوں۔ فنڈ مذکور کی رفتار ترقی اور چندوں کی فہرست مقررہ اوقات پر صوبہ کے بڑے بڑے اخباروں میں شائع ہوگی۔ امپیریل بنک آف انڈیا فنڈ مذکور کا بینکر ہوگا۔ سلور جوبلی کو مقامی طور پر منانے کے اخراجات کے لئے چندہ کی کوئی علیحدہ فہرست نہیں کھولی جائے گی۔ لیکن جو شخص خاص طور پر اس ضمن میں چندہ دینا چاہے۔ اس سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ فنڈ میں اپنے چندہ کے ایک حصہ کو اس غرض کے لئے مخصوص کر دے۔

ان اضلاع میں جہاں فنڈ کا مخصوص کردہ حصہ سلور جوبلی کے مقامی طور پر منائے جانے کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہو۔ اضلاعی فنڈ میں کل جمع شدہ

رقم کا زیادہ سے زیادہ دس فیصدی حصہ اس غرض کے لئے مخصوص کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ اعلےٰ حضرت ملک معظم کی یہ صریح طور پر خواہش ہے۔ کہ حضور ممدوح کی سلور جوبلی منانے کے لئے تمام غیر واجب اخراجات سے اجتناب کیا جائے۔ اس لئے یہ توقع نہیں کی جاتی۔ کہ کسی بہت بھاری رقم کی ضرورت ہوگی۔ اور جب سلور جوبلی کو مقامی طور پر منانے کے اخراجات وضع کر دئے جائیں گے۔ تو اس غرض کے لئے مخصوص کردہ رقوم سے جو فالتو روپیہ بچے گا۔ وہ سلور جوبلی فنڈ کی مد میں شامل کر دیا جائیگا"۔

لیڈی ایمرسن کی اپیل | ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء کو لیڈی ایمرسن نے خواتین پنجاب کے نام حسب ذیل اپیل شائع کی:۔

"میں پنجاب کی تمام خواتین سے اپیل کرتی ہوں۔ کہ وہ "ہز میجسٹیز سلور جوبلی فنڈ" کی صوبجاتی شاخ کو کامیاب بنانے میں پوری پوری مدد کریں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس صوبے کی عورتیں تاج کی ویسی ہی وفادار ہیں۔ جیسے کہ اُن کے شوہر اور بھائی۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اپنی وفاداری کا عملی صورت میں اظہار کرنا چاہتی ہیں۔ وہ میری اس خوشی میں شریک ہوں گی۔ کہ جو روپیہ جمع ہوگا۔ وہ زیادہ تر طبقۂ اناث ہی کی تکالیف کو دور کرنے میں صرف ہوگا۔ اس وقت انڈین ریڈ کراس سوسائٹی جو کام انجام دے رہی ہے۔ اس کا تعلق زیادہ تر بچوں کی نگہداشت اور زچاؤں کی سود و بہبود سے ہے۔ لیکن روپے کی کمی کی وجہ سے ابھی اس کی ابتدا ہی ہوئی ہے۔ جب روپیہ زیادہ ہوگا۔ تو صحت کے مرکز بھی زیادہ ہوں گے۔ تربیت یافتہ دائیوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ اور بچوں کی صحت کا معیار بھی زیادہ بلند ہو جائیگا۔ یہی صورت سینٹ جان ایمبولینس اور کاؤنٹس آف ڈفرن فنڈ کی ہے۔ اگر سرمائے میں اضافہ ہو جائے تو بیماروں اور زخمیوں کی تیمارداری اور ابتدائی امداد کی عملی تعلیم پورے صوبے میں پھیلائی جا سکتی ہے۔ زنانہ ڈاکٹروں اور دائیوں کی تعلیم کو وسعت دی جا سکتی ہے۔ اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ علاوہ بریں بچوں اور عورتوں کے علاج کے لئے آسانیاں مہیّا کی جا سکتی ہیں۔ ہم جتنا زیادہ روپیہ فراہم کر سکینگے۔ بیماروں اور مصیبت زدوں کو اسی قدر زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ ہم میں سے بعض فنڈ کی تنظیم میں حصّے لے سکتی ہیں۔ لاہور میں عورتوں کی ایک ماتحت کمیٹی قائم ہو چکی ہے۔

اور مجھے یقین ہے۔ کہ ہر ضلع میں ایسی خواتین موجود ہوں گی جو مقامی کمیٹیوں میں کام کرنے پر تیار رہوں گی۔ ایسے متعدد طریقے ہیں۔ جن سے کام کرنے والی عورتیں تفریحات کی تنظیم اور چندے کی فراہمی میں مدد دے سکتی ہیں۔ فنڈ میں رقم دے کر سب مدد کر سکتی ہیں۔ معمولی سے معمولی رقم بھی شکریے کے ساتھ قبول کی جائیگی اب یہ موقع ہے کہ ہم یہ دکھا دیں۔ کہ متفقہ کوشش سے کیا کچھ ہو سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ خواتین پنجاب اپنا فرض ادا کرنے سے قاصر نہ رہیں گی اور دل کھول کر چندہ دیں گی"۔

سلور جوبلی فنڈ میں گورنر پنجاب اور لیڈی ایمرسن کا عطیہ ہز اکسلنسی سر ہربرٹ ایمرسن نے سلور جوبلی فنڈ میں پانچ سو روپے اور ہر اکسلنسی لیڈی ایمرسن نے ڈھائی سو روپے عطا کئے۔

پنجاب سلور جوبلی پراونشل کمیٹی پنجاب میں جوبلی کے لئے باقاعدہ انتظام اور چندہ کے لئے ایک کمیٹی مقرر ہوئی جس کے پریذیڈنٹ مسٹر مچل کمشنر قسمت لاہور۔ اور ممبران میں مسٹر بانڈ فنانس ممبر مسٹر آلما لطیفی فنانشل کمشنر۔ مسٹر پکل چیف سکرٹری۔ آنریبل نواب مظفر خاں بالقابہ ریونیو ممبر۔ آنریبل ملک سر فیروز خان نون۔ وزیر تعلیم۔ آنریبل سر جوگندر سنگھ وزیر زراعت۔ آنریبل سر گوکل چند نارنگ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ وغیرہ ذی اثر اصحاب شامل کئے گئے۔ اور اسی کے ماتحت ایک پبلسٹی سب کمیٹی مقرر ہوئی جس کے صدر خانصاحب شیخ فضل الٰہی صاحب ڈائرکٹر انفرمیشن بیورو پنجاب۔ سکرٹری مسٹر دت اسسٹنٹ ڈائرکٹر اور متعدد صاحبان ممبر مقرر ہوئے۔:

لاہور ڈویژن

ضلع لاہور کی تقریبات

ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی ایسی ہی ایک خاص کمیٹی ضلع لاہور کیلئے حسب ذیل اصحاب سے ترتیب دی گئی:-

(۱) مسٹر ایس۔ پرتاپ آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر۔ صدر

(۲) ایچ۔ جی۔ رسل صاحب سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور۔ ممبر

(۳) ملک محمد الدین صاحب ایم۔ ایل۔ سی۔ صدر بلدیہ لاہور۔ ممبر

(۴) راجہ ہری کشن صاحب کول۔ ممبر

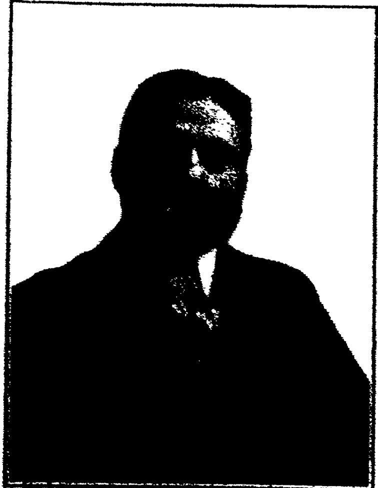
(۵) خان بہادر سردار حبیب اللہ خان ایم۔ ایل۔ سی۔ ممبر



خواجہ محمد یوسف ایم ایل سی صدر بلدیہ لدھیانہ



آر سنڈرسن اسکوائر ایم اے آئی ای ایس
ریٹائرڈ ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن پنجاب

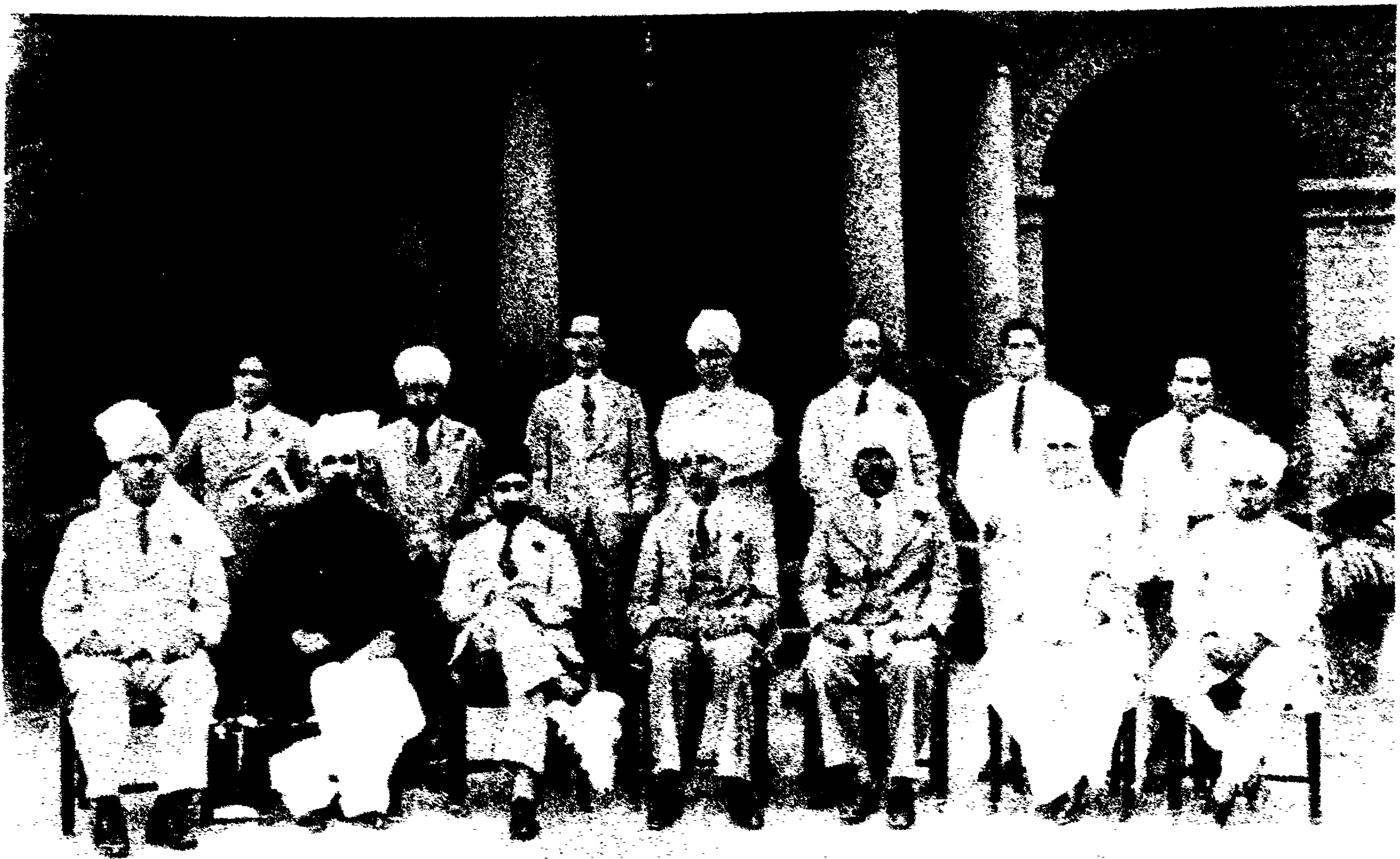


ملک محمد دین صاحب بیرسٹر ایم ایل سی
صدر بلدیہ لاہور



کیپٹن ملک خدا بخش
چیف کیمبلپور

پبلسٹی سب کمیٹی لاہور



[illegible]

(۶) سردار بہادر ڈاکٹر کرتار سنگھ - ممبر
(۷) ٹھاکر للت چند پی - سی - ایس - ممبر
(۸) سردار صاحب سردار ترنیدر سنگھ سٹی مجسٹریٹ لاہور - ممبر
(۹) لالہ چمن لال بار ایٹ لا، لاہور - ممبر
(۱۰) مسٹر محمد حسین (علیگ) آنریری سیکرٹری ڈیپرجینٹیز سلور جوبلی میلہ لاہور - ممبر
(۱۱) میونسپل انجینئر میونسپل کمیٹی لاہور - ممبر
(۱۲) ایل - اے - رچرڈ - واٹر ورکس انجینئر لاہور سٹی - ممبر
(۱۳) ڈاکٹر بی - بی - کپلا میونسپل میڈیکل افسر برائے صحت عامہ - ممبر

خیراتی ماتحت کمیٹی | خیراتی ماتحت کمیٹی حسب ذیل افراد پر مشتمل تھی :-
(۱) مسٹر ایس - پرتاپ آئی - سی - ایس ڈپٹی کمشنر لاہور (صدر)
(۲) ملک محمد الدین ایم - ایل - سی صدر بلدیہ لاہور - ممبر
(۳) مسٹر کے - ایل - رلیارام میونسپل کمشنر لاہور - ممبر
(۴) لالہ گوراندنہ مل کپور - میونسپل کمشنر لاہور - ممبر
(۵) خانصاحب میاں امیر الدین میونسپل کمشنر - ممبر
(۶) لالہ نرسنگھداس چوپڑہ " "
(۷) چودھری سردار علی " "
(۸) ایم - غلام مصطفےٰ نائیک " "
(۹) میاں محمد اکبر " "
(۱۰) لالہ کرشن لال ملہوترہ " "
(۱۱) گیانی خزان سنگھ " "

سلور جوبلی کمیٹی کی پبلسٹی کمیٹی کا جلسہ | خانصاحب شیخ فضل الٰہی کی صدارت میں سلور جوبلی کمیٹی کی مجلس ماتحت کا ایک جلسہ وسط فروری میں منعقد ہوا - جس میں جناب صدر نے اراکین مجلس کو مطلع فرمایا - کہ فنڈ کے متعلق ہز اکسلنسی گورنر اور لیڈی ایمرسن کی اپیلوں کو اخبارات میں شائع کرانے کے علاوہ ان اپیلوں کی انگریزی اور اردو میں بالترتیب دو ہزار اور پانچ ہزار کاپیاں چھپوا کر تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کے ذریعے سے صوبے کے مختلف حلقوں میں تقسیم کردی گئی ہیں - جن اداروں کو جوبلی فنڈ سے مدد دی جائے گی - اُن کی کارگزاری کے حالات سے بذریعہ انگریزی اور دیسی اخبارات کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ

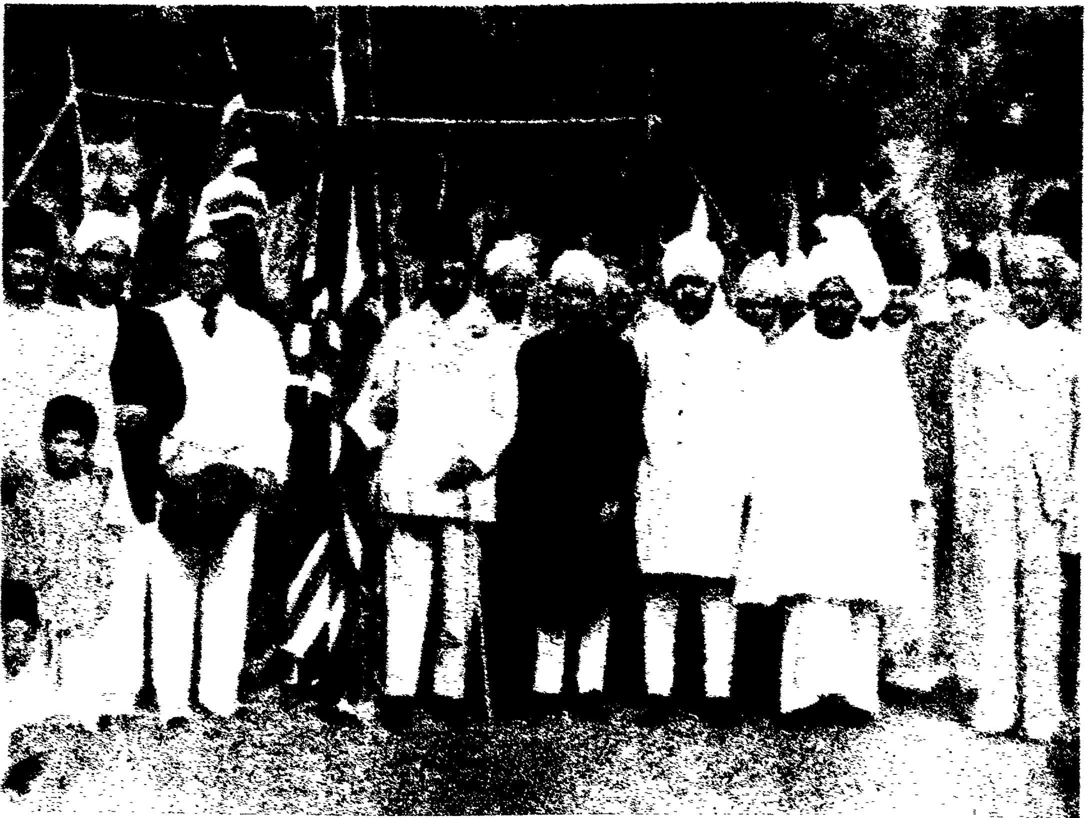
آگاہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تاکہ عوام کو فیاضانہ طور پر فنڈ میں چندہ عطا کرنے کی ترغیب ہو۔ انتظام کیا جا رہا ہے کہ مالکان سینما جوبلی کے متعلق اس قسم کے اعلانات کہ "ہندوستان سے مصائب و آلام دور کرنے کی خاطر ملک معظم و ملکہ معظمہ کے سلور جوبلی فنڈ کی امداد کرو" وغیرہ بلا معاوضہ پردۂ سیمیں پر دکھائیں۔ جلسے میں فیصلہ کیا گیا کہ روزانہ یا ایک دن چھوڑ کر چندہ دہندگان کی فہرستیں اشاعت کے لئے اخبارات کو ارسال کیجائیں نیز سینما کے لئے معقول سلائڈ تیار کئے جائیں۔ اور آنریری سیکرٹری ڈپٹی سیکرٹری سلور جوبلی فنڈ نے ریلوے سٹیشنوں اور بازاروں وغیرہ میں چسپاں کرنے کے لئے اشتہارات مہیا کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ چنانچہ قرار پایا کہ ہوٹلوں۔ ریسٹورنٹوں۔ سکولوں اور کالجوں میں معقول اشتہارات لگائے جائیں ۔

اس کے علاوہ یہ بھی طے ہوا کہ جن چار اداروں کے درمیان ملک معظم اور ملکہ معظمہ کا سلور جوبلی فنڈ تقسیم کیا جائیگا۔ ان کے سودمند کام پر روشنی ڈالنے کے لئے کالجوں میں لیکچروں کا سلسلہ قائم کیا جائے۔ اور ایک ایسی چھوٹی سی ناطق فلم تیار کی جائے جس میں ہز اکسلنسی گورنر صاحب اردو زبان میں چندے کے لئے اپیل کرتے ہوئے نظر آئیں ۔ اور یہ فلم سینماؤں میں دکھائی جائے ۔

فلیگ ڈے | ۲۷ اپریل کو سلور جوبلی فنڈ میں چندہ جمع کرنے کی غرض سے خواتین اور سکاؤٹوں نے لاہور کی مختلف شاہراہوں۔ سول لائن۔ شہر۔ ماڈل ٹاؤن اور چھاؤنی میں جھنڈیاں فروخت کیں۔ فلیگ ڈے کمیٹی کے صدر آنریبل مسٹر جسٹس۔ ایف۔ ڈبلیو۔ سکیمپ Hon'ble Mr. Justice F. W. Skemp نے "فلیگ ڈے" کے سلسلے میں ایک نہایت اعلےٰ انتظام عمل مرتب کیا تھا۔ مسز فرلے Mrs. Furley نے این۔ ڈبلیو۔ آر کے علاقے میں مسز بورن Mrs. Bourne نے سول لائن میں اور مسز کار وائیٹ Mrs Carr White نے لاہور چھاؤنی میں بہت سی جھنڈیاں فروخت کیں۔ جھنڈیاں فروخت کرنے اور ان کی امداد کے لئے اور بھی معزز خواتین موجود تھیں۔ لاہور کے سکاؤٹوں نے بھی کافی تعداد میں جھنڈیاں فروخت کرنے میں خواتین کی بیش بہا مدد کی ۔

طلبہ اور سکاؤٹوں کا جلوس | مسٹر ایچ۔ ڈبلیو۔ ہاگ سیکرٹری فلیگ ڈے کمیٹی Mr. H. W. Hogg, Secretary of the Flagday Committee کی قیادت میں نوجوانوں کا ایک نہایت شاندار جلوس نکلا۔ جس میں تقریباً ۵ ہزار یوائے سکاؤٹوں اور اسی قدر دوسرے طلبہ نے شرکت کی۔ جلوس ½ ۵ بجے شام کو ملکہ کے بت سے روانہ ہوکر

صدر و ارکان بلدیہ لاہور سلور جوبلی کے موقع پر جھنڈا نصب کرنے کی تقریب سرانجام دے رہے ہیں



قاضی [illegible] چودھری [illegible] صاحب [illegible] میاں فیروز الدین [illegible]

مال روڈ۔ جنرل پوسٹ آفس کی طرف سے ہوتا ہوا انارکلی پہنچا۔ ہز ایکسلنسی سر ہربرٹ ایمرسن
H. E. Sir Herbert Emerson اور لیڈی ایمرسن Lady Emerson
نے مال روڈ سے جلوس کا نظارہ دیکھا۔ جن راستوں سے جلوس گذرا۔ اُن کے دونوں طرف تماشائی کھڑے تھے۔ جن مدارس نے جلوس میں شرکت کی اُن کے نام یہ ہیں:۔
(۱) سنٹرل ماڈل سکول (اس کے لڑکے پٹھانوں کے لباس میں ملبوس تھے) (۲) ڈی۔ اے وی ہائی سکول (اس کے لڑکے ہاتھیوں کے ساتھ مرہٹوں کی قدیم پوشاک پہنے ہوئے تھے) (۳) ایس۔ اے ہائی سکول (اس کے لڑکے عہدِ قدیم کے سادھوؤں کے لباس میں ہاتھیوں کے ساتھ موجود تھے) (۴) رنگ محل ہائی سکول (اس کے لڑکے ہند قدیم کے لڑکوں کے لباس میں راجہ صاحب شیخوپورہ کی راجہ شاہی گاڑی کے ساتھ موجود تھے) (۵) اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ (اس کے لڑکے عدن کے لڑکوں کے لباس میں اونٹوں پر سوار تھے) (۶) اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی دروازہ (افریقہ کے لڑکوں کے لباس میں) (۷) یورشل انسٹی ٹیوٹ (فلسطین کے عربوں کے بہروپ میں) (۸) پولیس ہیڈ کوارٹرس۔ ڈی۔ ایس۔ ہائی سکول۔ وطن ہائی سکول۔ باغبانپورہ گورنمنٹ ہائی سکول۔ خالصہ ہائی سکول سنرنگ ہائی سکول اور مسلم ہائی سکول نے سلطنت برطانیہ کی حدود میں بسنے والی مختلف اقوام کے نمونے پیش کئے۔ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے لاہور اور دیہات سدھار کے محکمے کے کمشنر مسٹر ایف۔ ایل۔ برین Mr. F. L. Brayne, Commissioner Rural Reconstruction Punjab نے بھی "فلیگ ڈے" کے سلسلے میں بڑی سرگرمی کا اظہار کیا۔ اسی طرح نو آبادی برائے اقوام جرائم پیشہ Criminal Tribes Settlement, Punjab کے لڑکوں نے بھی اپنے بینڈ کے ساتھ جلوس میں شرکت کی۔ میونسپل سکول کے تین ہزار طلبہ نے لاہور میونسپل فائر بریگیڈ Lahore Municipal Fire Brigade اور پچاس سجی ہوئی گاڑیوں اور تانگوں کی معیت میں "فلیگ ڈے" کے جلوس میں شرکت کی۔ جلوس کے ساتھ گتکا اور نبوٹ کے کھیلوں کے علاوہ بھانڈوں کی نقل بھی ہو رہی تھی ۔

انجمن برائے انسداد ایذائے حیوانات کی طرف سے انعامات انجمن برائے انسداد ایذائے حیوانات The Society for the Prevention of Cruelty to Animals نے تانگوں میں جُتے ہوئے بہترین گھوڑوں اور گاڑیوں میں جتے ہوئے تندرست بیلوں کے لئے انعامات تقسیم کئے۔ یہ انعامات اس لئے تقسیم کئے گئے تھے۔ کہ لاہور میں تانگوں اور گاڑیوں میں جو جانور جوتے جاتے ہیں۔ اُن کا معیار بلند کر دیا جائے ۔

ملٹری ٹیٹو اور رقص ۲۲ اور ۲۱ اپریل کو قلعۂ لاہور میں ملٹری ٹیٹو Military Tattoo

ہؤا۔ اور اس کی آمدنی جوبلی فنڈ میں دی گئی۔ ۲ رمئی کو ہل ٹاپ ڈانس Hill Top Dance
ہؤا۔ اور ۱۰ رمئی کو متعلِ پورہ انسٹی ٹیوٹ میں ایک علٰحدہ ناچ ہؤا ◆

جوبلی میلہ کمیٹی | جوبلی میلے کے متعلق انتظامات کرنے کے لئے دیوان بہادر راجہ ہری کشن کول۔ سردار بہادر ڈاکٹر کرتار سنگھ۔ مسٹر جانکی داس ز.... اور چودھری محمد اکرم آنریری مجسٹریٹ پرمشتمل ایک غیر سرکاری کمیٹی بنائی گئی۔ چونکہ میلے میں شریک ہونے کے لئے لاہور کے گرد و نواح کے علاقوں سے بہت سے لوگ آنے ہوئے تھے۔ اور گرمی بھی پڑ رہی تھی۔ اس لئے بلدیۂ لاہور نے خاص طور پر پانی کا قابل تعریف انتظام کر دیا تھا۔ جانوروں کے پینے کے لئے کئی حوض بنانے کے علاوہ بیس سبیلیں لگائی گئی تھیں۔ شہر کی تمام سڑکوں پر دن بھر پانی کا چھڑکاؤ ہوتا رہا۔ اسی طرح ایک چھوٹا سا عارضی ہسپتال بھی قائم کیا گیا۔ اور ساتھ ہی ایمبولینس گاڑی اور طبی امداد کا بھی انتظام کیا گیا۔ تاکہ اگر ضرورت پڑے تو فی الفور مدد بہم پہنچائی جا سکے ◆

ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب کا پیغام ملک معظم کے نام | ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب نے جوبلی کے موقع پر ملک معظم کی خدمت میں حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا :۔

"گورنر پنجاب ملک معظم کی سلور جوبلی کے موقع پر نہایت ادب سے والیان ریاستہائے پنجاب اور باشندگان پنجاب کی طرف سے مبارکباد پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہے۔ نیز والیان ریاست اور باشندگان پنجاب کی طرف سے ملک معظم کی ذات گرامی اور تخت سے وفاداری اور اُن کی طرف سے ملک معظم کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعاؤں کا یقین دلاتا ہے" ◆

ملک معظم کا جواب | ملک معظم نے گورنر پنجاب کے جواب میں حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا :۔

"میری سلور جوبلی پر والیان ریاستہائے پنجاب اور باشندگان پنجاب نے جو مبارکباد ارسال کی ہے۔ میں اس کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ اور اُن کی نیک خواہشات کو بہ نظرِ استحسان دیکھتا ہوں" ◆

دعائے شکرانہ | پیر کی صبح کو کیتھڈرل Cathedral میں دعائے شکرانہ مانگی گئی اور اس موقع پر رائٹ ریورنڈ لارڈ بشپ آف لاہور Right Rev. the Lord Bishop of Lahore نے ایک باموقع خطبہ ارشاد فرمایا۔ اسی طرح شہر کے تقریباً دوسرے تمام کلیساؤں میں دعائے شکرانہ مانگی گئی۔ کیتھڈرل کی دعائے شکرانہ میں ہز ایکسلنسی گورنر کے علاوہ دوسرے اعلیٰ انگریز حکام بھی شریک ہوئے ◆

بلدیۂ لاہور اور سلور جوبلی | بلدیۂ لاہور نے سلور جوبلی پر صرف کرنے کے لئے بیس ہزار روپے کی رقم منظور کی تھی۔ اس میں سے تین ہزار روپے چراغاں پر اور پانچ ہزار روپے آرائش پر صرف کئے گئے۔ مختلف مقامات پر پھاٹک بنائے گئے۔ اور اُن میں روشنی کی گئی۔ چراغاں کرنے کے لئے میونسپلٹی نے ۵۳ ہزار الیکٹرک بلب اور ۱۵ ہزار مٹی کے دئے خریدے تھے۔ شہر کے عام لڑکوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور باقی روپیہ پراونشل کمیٹی کی وساطت سے ہر اکسلنسی لیڈی ولنگڈن کے سلور جوبلی فنڈ میں دیا گیا۔ اس کے علاوہ ہر سکول اور ہر جماعت نے خیرات کا انتظام کیا۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کی طرف سے چراغاں | نارتھ ویسٹرن ریلوے نے ریلوے سٹیشن لاہور میں چراغاں کرنے کے لئے الیکٹرک کے دس ہزار بلب لگائے۔ اور سٹیشن کو خوب سجایا۔

لاہور میں لنگر | ۶ مئی کو سلور جوبلی کی تقریب پر میونسپلٹی کی طرف سے سکولوں کے بچوں میں پھل اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ شہر میں سرکاری طور پر لنگر قائم کئے گئے۔ اسی طرح خانصاحب میاں امیر الدین اور لالہ نرسنگھ داس جوپڑہ وغیرہ کی طرف سے بھی علحدہ علحدہ لنگر جاری کئے گئے۔

سلور جوبلی میلہ | منٹو پارک میں سلور جوبلی میلہ لگا۔ اس کا پروگرام ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوگا۔ کہ یہ میلہ کس قدر شاندار تھا۔ ۶ مئی کو میلے میں حسب ذیل تقریبیں عمل میں آئیں:۔

وقت	تقریب
۹ بجے صبح سے ۹ بجکر ۱۰ منٹ تک	جھنڈا لہرایا گیا۔
۹ بجکر ۱۰ منٹ سے ½۱۰ بجے تک	کالج کے طلبہ کا مظاہرہ جس میں گتکا۔ والی بال اور پول ڈرل وغیرہ متعدد کھیل شامل تھے
۱۰ بجکر ۳۰ منٹ سے ۱۰ بجکر ۴۵ منٹ تک	مینڈھوں کی لڑائی
½۴ بجے شام سے ۴ بجکر ۴۵ منٹ تک	کرمنل ٹرائیبس اینڈ ریکلیمیشن ڈیپارٹمنٹ Criminal Tribes and Reclamation Department کی طرف سے بینڈ۔ ناچ سانپوں کا تماشا۔ ناٹک وغیرہ
۵ بجے شام سے ۶ بجکر ۱۵ منٹ تک	چھٹے ڈی۔ سی۔ او لانسرز کی طرف سے خیمہ نصب کرنا
۶ بجکر ۱۵ منٹ سے ۷ بجے شام تک	فورتھ بٹالین کے بینڈ کے ساتھ ڈی۔ سی۔ او لانسرز کا گھوڑوں پر گشت

۷ بجے شام سے ۷½ بجے تک	بت کشی
۸ بجے رات سے ۸½ بجے تک	قوت کا مظاہرہ
۸½ بجے رات سے ۸ بجکر ۴۵ منٹ تک	نفیری اور بینڈ کا مارچ - دسویں بٹالین - آٹھویں رجمنٹ کا بینڈ بھی اس میں شامل تھا۔
۸ بجکر ۴۵ منٹ سے ۹ بجکر ۱۵ منٹ تک	بوائے سکاؤٹوں کی طرف سے مشعلوں کے ساتھ نمود

ضمنی تقریبیں

۷ بجے صبح سے ۹ بجے صبح تک ۱۱ بجے سے ۱ بجے تک ۳ بجے سے چار بجے تک ۷¼ بجے شام سے ۸ بجے رات تک	بھجن منڈلیوں کے گانے
دن بھر	(۱) چینی بازیگروں کے تماشے (۲) ہندوستانی بازیگروں کے تماشے (۳) شعبدہ گروں کے تماشے
۷ بجے صبح سے ۱۱ بجے دن تک ۱۱ بجے دن سے ۴ بجے دن تک ۷¼ بجے شام سے ۸ بجے رات تک ۹¼ بجے رات سے ۱۰ بجے رات تک	سنگیت سبھا
۷ بجے شام سے ۷¼ بجے رات تک	گھونسہ بازی
اوقات ریڈیو پروگرام کے مطابق	ریڈیو
۷¼ بجے شام سے ۸ بجے رات تک	مشاعرہ
۹¼ بجے رات سے ۱۰ بجے رات تک	محکمہ حفظان صحت پنجاب کی طرف سے ڈراما
۹¼ بجے رات سے ۱۱ بجے رات تک	سنیما
دن بھر	سرکس

۷ مئی کو میلے میں حسب ذیل پروگرام پر عمل کیا گیا :-

وقت	پروگرام
۷ بجے صبح سے پونے آٹھ بجے صبح تک	ریڈ کراس سوسائٹی اور سینٹ جان ایمبولینس کی طرف سے مظاہرہ ۔
۸ بجے صبح سے ۸¼ بجے تک	ہز اکسلنسی گورنر پنجاب نے سکاؤٹوں کی طرف سے وفادارانہ پیغامات وصول کئے ۔
۸¼ بجے صبح سے ۱۰ بجے دن تک	نوجوانوں اور لیوائے سکاؤٹوں کا مظاہرہ ۔ ولف کلب Wolf Club کی طرف سے مظاہرے ۔
۱۰ بجے دن سے ۱۰½ بجے دن تک	کبڈی
۴ بجے شام سے ۷ بجے شام تک	دنگل ۔ دوسری کشتیوں کے علاوہ رستم زماں گاماں پہلوان کے بھائی امام بخش کی گونگا پہلوان سے دو روز تک کشتی ہوئی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا ۔ اور جوڑ برابری میں چھڑا دی گئی ۔
پونے آٹھ بجے رات سے ۸½ بجے رات تک	چھٹی ڈی ۔ سی ۔ او ۔ لانسرز کی چوتھی بٹالین کا چودھویں رجمنٹ کے بینڈ کے ساتھ گشت ۔
۸½ بجے رات سے ۸ بجکر ۵۰ منٹ رات تک	لاہور کے سکولوں کے ۵ ہزار طلبا اور سکاؤٹوں کی طرف سے جسمانی ورزش کی نمائش ۔
۸ بجکر ۵۰ منٹ شب سے ۹¼ بجے رات تک	آتشبازی ۔

ضمنی تقریبیں

وقت	پروگرام
۱۰½ بجے دن سے ۳ بجے دوپہر اور ۷ بجے شام سے ۸ بجے رات تک	بھجن منڈلیاں
دن بھر	چینی اور ہندوستانی بازیگروں اور شعبدہ بازوں کے کرتب ۔
۱۰½ بجے دن سے ۳ بجے سہ پہر تک ۷ بجے رات سے ۸ بجے رات تک اور ۹¼ بجے شب سے ۱۰ بجے رات تک	سنگیت سبھا ۔

ریڈیو پروگرام کے اوقات کے مطابق	ریڈیو
۹½ بجے رات سے ۱۱ بجے رات تک	محکمۂ حفظانِ صحت پنجاب کی طرف سے ڈراما
۹½ بجے رات سے ۱۱ بجے رات تک	سینما
دن بھر	سرکس

امام بخش اور گونگا پہلوان کی کشتی | جوبلی میلے میں پنجابی پبلک کے لئے سب سے زیادہ جاذب توجہ امام بخش اور گونگا بالی والا کی کشتی تھی۔ یہ کشتی دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آئے تھے۔ اعلان کیا گیا تھا کہ امام بخش اور گونگا میں سے جسے اس کشتی میں کامیابی ہوگی اسے "رستم ہند" کا خطاب عطا کیا جائے گا۔ پہلے روز دونوں پہلوان برابر رہے۔ اس کے بعد دوسرے روز پھر دونوں پہلوانوں کا مقابلہ کرایا گیا۔ لیکن دوسرے دن بھی تین گھنٹے کی کشمکش کے بعد کشتی برابر ہی چھڑائی گئی۔

موسیقی کا جلسہ | سلور جوبلی فنڈ کی مدد کے لئے بدھ کی شام کو ٹاؤن ہال میں موسیقی کا ایک جلسہ قرار پایا۔ جس میں لاہور کے اعلیٰ درجہ کے ماہرین موسیقی نے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر اپنے کمال فن کا مظاہرہ کیا۔ ریورنڈ ٹھاکر داس نے ستار بجایا۔ اور پنڈت لبھو رام۔ بی بی جسونت کور۔ مس شانتی لال۔ پنڈت جیون لال متو۔ ماسٹر نوری اور رنگ محل سکول کے ارباب موسیقی کی جماعت نے اپنے دلکش نغمات سے حاضرین کو متحیر کر دیا۔ میاں بشیر دہلوی نے سارنگی اور پروفیسر کرشنا نارائن سوامی نے بانسری کے کمالات دکھائے۔ اور پروفیسر مہومان نے کتھک ناچ سے محفل کی محفل کو حیرت میں ڈال دیا۔

ہندوستانی عیسائیوں کا جلسۂ ضیافت | لاہور کے ہندوستانی عیسائیوں نے منگل کی شام کو سینٹ جان ہوسٹل میں ایک عظیم الشان ضیافت کا انتظام کیا۔ اس ضیافت میں تقریباً دو ہزار آدمی شریک تھے۔ مدعوین میں معتدد اہل شہر، سلور جوبلی کمیٹی کے ارکان اور مشنری غرض ہر قسم کے لوگ شامل تھے۔

ریلوے حکام کا اجتماع | اسی طرح این۔ ڈبلیو ریلوے والٹن ٹریننگ کالج میں مقامی حکام کا اجتماع ہوا۔ اس اجتماع میں ایجنٹ صاحب بھی شریک تھے۔ ساتھ ہی ساتھ ایک ملٹری بینڈ بھی بج رہا تھا۔ کالج کی عمارت کی خوب آرائش کی گئی تھی۔ اور اس میں نہایت اعلیٰ پیمانے پر چراغاں کیا گیا تھا۔ اس اجتماع کے سلسلے میں جو پروگرام مرتب کیا گیا تھا۔ وہ بیحد دلچسپ تھا۔ پروگرام کے خاتمے پر ریلوے کنٹریکٹروں کی ایک فرم کی طرف سے سکول سٹاف۔ طلبہ اور بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

جوبلی دیوان | پیر کی صبح کو خالصہ گوردوارہ لاہور میں جوبلی کا ایک خاص دیوان منعقد ہوا۔ دیوان

کے خاتمے پر سردار نتھا سنگھ نے مٹھائی سے حاضرین کی تواضع کی۔ اور انہیں ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی تصویریں عطا کیں۔ آخر میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعائیں مانگی گئیں ٭

سکھ گرلز سکول میں دیوان | سکھ گرلز سکول کرشن نگر لاہور میں بھی ایک خاص دیوان منعقد ہوا ٭

گورنمنٹ ہاؤس میں دعوت | ۷ رمئی کی شام کو ہز اکسلنسی گورنر پنجاب نے سلور جوبلی کی تقریبات کے سلسلے میں گورنمنٹ ہاؤس میں ایک دعوت کی۔ اس موقع پر اگزکٹو کونسل کے ارکان۔ وزراء۔ چیف جسٹس۔ ہائیکورٹ کے جج۔ گورنمنٹ کے سیکرٹری۔ مختلف محکموں کے اعلےٰ حکام۔ آل انڈیا اور پراونشل سروس کے ارکان متعدد خواتین اور معزز غیر سرکاری اصحاب جمع ہوئے ٭

لارنس باغ میں جلسۂ رقص | جمعرات کی رات کو لارنس باغ میں ایک جلسۂ رقص منعقد ہوا۔ چاروں طرف رنگ برنگ کے بجلی کے قمقمے لگے ہوئے تھے۔ اور خوب آرائش کی گئی تھی ٭

فری میسن برادری کا جلسۂ رقص | سلور جوبلی کے سلسلے میں فری میسن برادری کی طرف سے جو جلسۂ رقص خاص طور پر منعقد کیا گیا تھا۔ اس کی آمدنی سلور جوبلی کمیٹی کی رضامندی سے بچوں کے لئے لاہور میں ایک ہالیڈے کیمپ Holiday Camp قائم کرنے میں صرف کی گئی۔ چونکہ جلسۂ رقص سے کافی رقم جمع نہ ہوسکی۔ اس لئے مزید رقم دوسرے ذرائع سے جمع کی گئی۔ کیمپ کا انتظام مسٹر ایچ۔ ڈبلیو ہاگ او۔ بی۔ ای Mr. H. W. Hogg. O. B. E. سیکرٹری بوائے سکاؤٹس ایسوسی ایشن کے ذمے تھا۔ آپ کی مدد کے لئے فری میسن برادری کے مختلف قوموں کے نمائندوں کی ایک کمیٹی بنائی گئی ٭

کرکٹ میچ | ۶ اور ۷ رمئی کو سلور جوبلی کے اعزاز میں ناردرن انڈیا کرکٹ ایسوسی ایشن اور ریسٹ کے درمیان کرکٹ کا مقابلہ ہوا۔ جس کے دیکھنے کے لئے شائقین کا کافی اژدحام تھا ٭

اسلامیہ کالج لاہور کا جلسہ | ۶ رمئی کی صبح کو اسلامیہ کالج لاہور میں جوبلی کے سلسلے میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ علامہ عبداللہ یوسف علی پرنسپل اسلامیہ کالج نے جلسے کا افتتاح کرتے ہوئے جوبلی کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ آپ کے بعد پروفیسر غلام حسین نے تقریر کی۔ پروفیسر صاحب موصوف کے بعد ایک طالب علم مسٹر انیس الحسن نے تقریر کی۔ متعلم موصوف کی تقریر کے بعد اس مضمون کی ایک تجویز منظور کی گئی :-

"اسلامیہ کالج لاہور سلور جوبلی کے موقع پر ملک معظم کی خدمت میں وفادارانہ مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اور بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کی درازی عمر اور ترقی

اقبال کے لئے دست بدعا ہے"۔

جلسے کے بعد کالج جوبلی کے اعزاز میں بند کر دیا گیا۔ رات کو کالج کی عمارت پر روشنی کی گئی۔

[illegible] | انجمن منتظمہ اسلامیہ با غبانپورہ کا میاں سراج الدین بی۔ اے پلیڈر کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ایک قرارداد کے ذریعے سے سلور جوبلی کے سلسلے میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ کو مبارکباد دی گئی۔

اچھرہ میں تقریبات جوبلی | ۶ مئی کی صبح کو اسلامیہ مڈل سکول اچھرہ کے میدان میں خان صاحب ملک غلام محمد تحصیلدار کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسے میں ارکان کمیٹی، انتظامی رؤسا اور قصبے کے باشندوں نے شرکت کی۔ شاون کمیٹی کی طرف سے بلدہ مدارس کے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ جلسہ گاہ کی خوب آرائش کی گئی تھی۔ اور جھنڈیاں لگائی گئی تھیں۔ کمیٹی کی طرف سے اس مضمون کی ایک تجویز پیش ہو کر متفقہ طور پر منظور کی گئی کہ "باشندگان اچھرہ کا یہ جلسہ جناب فلک رکاب حضور شہنشاہ معظم جارج پنجم اور ان کے تخت سے اپنی گہری عقیدت اور ارادت کا اظہار کرتا ہے۔ اور حضور ممدوح کی خدمت میں نہایت ادب سے آپ کی سلور جوبلی کے موقع پر ہدیۂ مبارکباد و تہنیت پیش کرتا ہے۔ اور دست بدعا ہے کہ خدا تعالیٰ حضور ممدوح کو تا دیر ان کے تخت پر سلامت رکھے"۔ آخر میں جناب صدر نے ایک نہایت برجستہ تقریر فرمائی۔ اور صدر کی اختتامی تقریر کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

قصور میں جوبلی | سنٹرل فلور ملز کے مسٹر سنت رام اور مسٹر غلام محمد نے جوبلی کے سلسلے میں پیر کے روز یعنی ۶ مئی کو امراء و غرباء سب کی ایک عام دعوت کی۔ اور ۸ بجے صبح سے ۸ بجے رات تک تقریباً ۱۵ ہزار آدمیوں کی ملحقے اور پوری سے تواضع کی۔ کارخانے کے منیجر مسٹر دینا ناتھ اور مسٹر عبدالرحمان دن بھر مہمانوں کی خاطرداری میں مصروف رہے۔ رات کو کارخانے میں خوب روشنی کی گئی۔ اسی طرح پورے شہر میں نہایت دھوم دھام سے جوبلی منائی گئی۔

چونیاں میں جشن جوبلی | چونیاں میں جوبلی کی تقریبات نہایت اعلیٰ پیمانے پر منائی گئیں۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی | ضلع لاہور کے دیہاتی علاقوں اور دیہاتی مرکزوں میں جوبلی کی تقریبات پوری شان و شوکت سے منائی گئیں۔

ضلع امرتسر کی تقریبات

جوبلی سب کمیٹی کا جلسہ | سلور جوبلی کمیٹی امرتسر کے فیصلہ کے مطابق قرار پایا کہ اس تقریب پر پبلک

کو ایسے سینما سلائیڈ دکھائے جائیں جن سے اُن کی سمجھ میں یہ بات آجائے۔ کہ سلور جوبلی فنڈ کا مقصد کیا ہے؟ دوم ۲۸ راپریل سے فنونِ لطیفہ کی نمائش Fine Arts Exhibition شروع کی جائے۔ سوم ٹاؤن ہال میں ایک مینا بازار لگایا جائے۔ اور اسی طرح جمعرات کی رات کو ستلج لاج Sutlej Lodge اور یونیورسل برورہڈ Universal Brotherhood کی طرف سے ضیافت ہو ۔

سر سندر سنگھ مجیٹھیہ کی اپیل سر سندر سنگھ مجیٹھیہ آنریری سیکرٹری خالصہ دیوان نے تمام سکھ اداروں اور جتھوں کے نام گورمکھی میں ایک اپیل میں اس امر پر زور دیا کہ ملک معظم اور ملکہ معظمہ کے کامیاب دورِ حکومت کی سلور جوبلی نہایت شان و شوکت سے منائی جائے۔ چنانچہ سری گورو سنگھ سبھا وغیرہ اداروں نے اس کی تعمیل کی۔ خالصہ کالج میں جو پنجاب میں سکھوں کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ نہایت اعلیٰ پیمانے پر انتظامات کئے گئے ۔

طلبہ کے جلوس اتوار کے روز تقریباً دو درجن سکولوں کے طلبہ علیحدہ علیحدہ جلوس بنا کر شہر کے مختلف علاقوں سے گذارے گئے۔ کئی سکولوں کے جلوسوں کے ساتھ سکاؤٹ بینڈ اور جلوس کے آگے یونین جیک موجود تھا۔ تمام جلوس ٹھیک ۵½ بجے بوقت عصر نکالے گئے۔ جلوسوں کے ساتھ گانے والوں کی مختلف جماعتیں ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کے دورِ حکومت کی برکات کے متعلق گیت گاتی جاتی تھیں۔ شہر کا گشت لگانے کے بعد شام کے ۷ بجے تک تمام جلوس اپنے اپنے سکول پہنچ گئے۔ جلوسوں کو دیکھنے کے لئے شہر کی شاہراہوں اور بازاروں پر ہر جگہ لوگوں کا زبردست ازدحام نظر آرہا تھا ۔

سکاؤٹوں کے پیغامات تقریبات جوبلی کے سلسلے میں پنجاب کے سکاؤٹوں کی طرف سے سکاؤٹ قاصدوں کا ملک معظم کے نام پیغام لانا ایک خاص چیز تھی۔ چنانچہ ۴ راور ۵ رمئی کو مسٹر اے میکفرکہر آئی۔سی۔ایس ڈپٹی کمشنر ضلع امرتسر Mr. A Macfarquhar, I. C. S., نے سکاؤٹوں سے اس قسم کے چار پیغامات وصول کر کے ان پر مہر تصدیق ثبت کی۔ سکاؤٹوں کی طرف سے یہ پیغام لانے میں ہمالیہ کے دور دراز گوشوں سے لے کر ملتان تک کے سکاؤٹ شامل تھے۔ ہر سکاؤٹ پیغام لے کر ایک میل تک دوڑتا چلا جاتا۔ جہاں دوسرے سکاؤٹ کو پیغام دے کر اپنے مقام پر واپس چلا آتا۔ اسی طرح اب دوسرا سکاؤٹ ایک میل تک دوڑتے ہوئے جاتا۔ اور تیسرے سکاؤٹ کو پیغام دے کر واپس آجاتا۔ غرض اسی طرح دُور دُور تک سکاؤٹوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ ضلع امرتسر میں ایک طرف بیاس اور دوسری طرف کتھونگل میں چالیس میل کے علاقے میں سکاؤٹ پھیلے ہوئے تھے ۔

انجمن اسلامیہ کا اظہار وفاداری	انجمن اسلامیہ امرتسر نے ایم۔ اے۔ او کالج میں نہایت دھوم دھام سے جوبلی کی تقریب منائی۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ ایم۔ اے۔ او کالج اور ان مدارس کے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی جو انجمن کے ماتحت تھا ❖

انٹر کلب ڈنر	۵ مئی کی رات کو سردن تقیب رام باغ میں انٹر کلب ڈنر ہوا جس میں ایک سو ... معزز مہمان شریک تھے۔ سر ڈوگلس ینگ چیف جسٹس Sir Douglas Young, Chief Justice نے اس تقریب کی صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ حاضرین میں سر سندر سنگھ مجیٹھیہ۔ مسٹر اے۔ میکفرسن اور مسٹر ایس۔ ایل۔ سہگل کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس موقع پر پولیس بینڈ بھی بجتا رہا ❖

پردہ کلب میں ڈنر	پردہ کلب میں خواتین کی ایک شاندار ڈنر پارٹی منعقد ہوئی ❖

دعائے شکرانہ	سینٹ پالس چرچ St. Paul's Church میں اسسٹنٹ بشپ ہوم نے ریورنڈ جے۔ یول۔ رینی Rev. J. Yule Rennie اور ریورنڈ سی۔ اے۔ گاسکنگ Rev. C. A. Gasking کی معیت میں عبادت کے فرائض ادا کئے۔ دعائے شکرانہ کی تقریب میں چیف جسٹس اور چیشائر رجمنٹ Cheshire Regiment کا ایک دستہ بھی شامل تھا ❖

شہر میں چراغاں	۶ مئی کی شب کو سلور جوبلی ماتحت کمیٹی کے زیر اہتمام رام باغ میں خوب روشنی کی گئی۔ اسی طرح ۷ اور ۸ مئی کو کمیٹی کی طرف سے ایچیسن پارک۔ ہال دروازہ۔ ہاتھی دروازہ۔ لوہ گڑھ دروازہ۔ ٹاؤن ہال اور ملکہ کے بت وغیرہ مقامات پر چراغاں کیا گیا۔ کمیٹی کی طرف سے مدارس کے ۱۲ ہزار بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ پبلسٹی سب کمیٹی نے اس موقع پر طلبہ میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کی تصویریں تقسیم کرائیں ❖

ٹمپرنس سوسائٹی	ٹمپرنس سوسائٹی نے ٹمپرنس ہال میں چراغاں کرنے کے علاوہ ایک لنگر جاری کیا ❖

گارڈن پارٹی	لالہ موہن لال جین ایڈووکیٹ نے ۷ مئی کی شام کو رام باغ میں ایک گارڈن پارٹی دی۔ اس پارٹی میں تین سو مہمان شریک ہوئے۔ مہمانوں میں سر ڈوگلس ینگ چیف جسٹس Sir Douglas Young, Chief Justice بھی شامل تھے۔ پیر کی شب کو چراغاں کی کامیابی دیکھ کر میونسپلٹی نے منگل کی شب کو پھر چراغاں کیا ❖

جوبلی پارک اور جوبلی گارڈن کا افتتاح	ڈپٹی کمشنر صاحب نے جینڈ یالہ میں جوبلی پارک اور ترن تارن میں جوبلی گارڈن کا افتتاح فرمایا ❖

جوبلی میلہ	ایچیسن پارک میں جو جوبلی میلہ لگا۔ اس کے پروگرام میں حسب ذیل چیزیں شامل تھیں:۔

ہاکی میچ۔ برطانوی و ہندوستانی فوجی سپاہیوں اور پنجاب پولیس کے ارکان اور سر سندر سنگھ
کی منتخب شدہ جماعت کے درمیان رسہ کشی۔ سوار پولیس کا مظاہرہ۔ پولیس کے اتالیقوں کی
طرف سے جسمانی ورزش کا مظاہرہ۔ پولیس کا لٹھ بازی کا مظاہرہ۔ جسمانی ورزش کے کرتب۔
موسیقی۔ مشعل کے ساتھ قواعد۔ سینما کا تماشا۔ آتشبازی۔ شعبدہ بازی۔ لڑکیوں کے کھیل۔
ڈسٹرکٹ بورڈ جوبلی گارڈن کا افتتاح۔ کنگ جارج جوبلی پارک کا افتتاح۔ سینما کے تماشے
وغیرہ ❖

حمیدا پہلوان اور بلبھڑ پہلوان کی کشتی | مہاراجہ کو بہاولپور کے مشہور پہلوان بلبھڑ اور پنجاب کے شہرۂ آفاق
پہلوان حمیدا ملازم نواب صاحب جوناگڈھ کی کشتی دیکھنے کے لئے بیس ہزار سے زیادہ آدمی اتوار
کی شام کو سرائے رام تلائی میں جمع ہو گئے۔ رائے صاحب لالہ عزت رائے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ
مجسٹریٹ۔ ملک سلیمان خان اور مسٹر بہاری لال پنچ مقرر کئے گئے تھے۔ قرار پایا تھا کہ دونوں پہلوانوں
میں سے جو پہلوان اکھاڑے کے ارد گرد لگی ہوئی رسی سے باہر نکل جائیگا۔ اُسے شکست خوردہ سمجھا جائیگا۔
چنانچہ پندرہ منٹ تک کشتی ہوتی رہی۔ دونوں پہلوان داؤ پیچ اور زور آزمائی کرتے رہے۔ حمیدا
پہلوان بلبھڑ کو رگیدتے ہوئے ایک طرف تک لے گیا۔ اور اس کے سینہ پر سوار ہو گیا۔ جس پر بلبھڑ
رسی پھلانگ کر اکھاڑے سے باہر نکل گیا۔ بلبھڑ گر تو چکا ہی تھا۔ اس لئے مسٹر اے۔ سی میکفر کہر
آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر نے بلبھڑ کی شکست اور حمیدا کی کامیابی کا اعلان کرتے ہوئے حمیدا کو
رستم ہند کا گرز عطا کیا۔ جس کے ساتھ رستم ہند کا سرٹیفکیٹ بھی تھا۔ اور قرارداد کے مطابق
کشتی کی آمدنی کا نصف سلور جوبلی فنڈ میں دے دیا گیا ❖

جوبلی کے تمغوں کی تقسیم | بدھ کی رات کو سلور جوبلی کا میلہ ختم ہونے سے پہلے مسٹر اے میکفر کہر
ڈپٹی کمشنر کی صدارت میں میلے کے میدان میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسے میں ۵۶
سرکاری حکام اور غیر سرکاری معززین کو جوبلی کے تمغے عطا کئے گئے ❖ شروع میں لالہ عزت رائے
ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایک مختصر لیکن جامع تقریر میں بتایا کہ سب سے پہلے ملک
معظم پرنس آف ویلز کی حیثیت سے ۱۹۰۵ء میں ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اور اس
کے بعد آپ شہنشاہِ ہند کی حیثیت سے دہلی دربار کے موقع پر ہندوستان میں رونق افروز
ہوئے۔ آپ نے جنگ عظیم کے دوران میں بیماروں، زخمیوں اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد
کرنے کے سلسلے میں ملکہ معظمہ کے کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے ملک معظم کی اُن کوششوں
کا بھی ذکر کیا۔ جو امن و امان کی بحالی کے لئے ملک معظم نے کی تھیں۔ جن لوگوں کو جوبلی کے
تمغے عطا کئے گئے اُن میں سر سندر سنگھ مجیٹھیہ۔ لفٹننٹ سردار رگھبیر سنگھ۔ آنریبل لفٹننٹ

سردار بوٹا سنگھ - لفٹننٹ کرنل امیر چند - مسٹر جے - اے - سکروگی سپرنٹنڈنٹ پولیس (Mr. J. A. Scroggie Supdt of Police) رائے صاحب لالہ بدھ چند ایم - ایل - سی سردار صاحب سردار سنتوک سنگھ صدر میونسپل کمیٹی - رائے بہادر سائیں داس - رائے بہادر لالہ ودی چند - خان بہادر خواجہ غلام صادق اور شیخ محمد صادق ایم - ایل - سی بھی شامل تھے ۔

امرتسر چھاؤنی میں تقریبات جوبلی | چھاؤنی میں جوبلی کی تقریبات کے متعلق ضروری انتظامات کرنے کے لئے حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی :-

(۱) لفٹننٹ جے - آر - برج - صدر

(۲) مسٹر ایس - مرکاڈو بی - اے

(۳) مسٹر آر - پلومر

(۴) سردار لچھمن سنگھ

(۵) سردار صاحب ڈاکٹر جگت سنگھ

(۶) سردار حضورا سنگھ

(۷) مسٹر ایم - ایم - شوری سیکرٹری

کمیٹی کے زیر اہتمام اعلیٰ پیمانے پر جوبلی منانے کے لئے معتدد باشندگان چھاؤنی کی مدد سے ایک بہترین پروگرام کے مطابق ۶ - مئی کی صبح کو چھاؤنی کی مختلف عبادت گاہوں میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعائیں مانگی گئیں - خانصاحب آغا عنایت اللہ خاں کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک جلوس چھاؤنی کی سڑکوں اور بازار سے ہوتا ہوا مسجد میں جمع ہوا اور وہاں بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کی درازی عمر کی دعائیں مانگی گئیں - پھر مٹھائی تقسیم کی گئی - اور بعد میں پلاؤ قورمہ سے دعوت دی گئی ۔

پبلک جلسہ | لفٹننٹ جے - آر برج کی صدارت میں چھاؤنی اور آس پاس کے علاقوں کے باشندوں کا ایک جلسہ صدر بازار کے پاس کھلے میدان میں ہوا - جلسے کی کارروائی نظموں سے شروع ہوئی ۔

جلسے میں دو قراردادیں منظور کی گئیں - پہلی قرارداد میں ملک معظم اور شاہی خاندان کو باشندگان امرتسر چھاؤنی کی وفاداری کا یقین دلایا گیا - اور ملک معظم کے کامیاب بست و پنج سالہ دور حکومت پر انہیں مبارکباد دی گئی - دوسری قرارداد کے ذریعے فیصلہ کیا گیا - کہ ان تجاویز کی نقول ملک معظم - وائسرائے - کمانڈر انچیف - گورنر پنجاب - آرمی ڈیپارٹمنٹ کمانڈ اور ڈسٹرکٹ و بریگیڈ ہیڈ کوارٹرس کو ارسال کی جائیں - پُرزور نعرہ ہائے مسرت اور تالیوں کے

درمیان جلسے کا خاتمہ ہوا۔ اور آخر میں بینڈ نے قومی ترانہ بجایا ۔

غربا کی دعوت | اسی دن ۱۱ بجے قریباً چھ سو غرباء اور بچوں کی پوری ۔ حلوے اور ترکاری سے تواضع کی گئی ۔ شام کو ۵ بجے مسز ای کونولی Mrs. E Connolly نے چھاؤنی میں فوج کی چا کی دعوت کی ۔ پونے آٹھ بجے رات کو چھاؤنی کے تمام مکانات اور سڑکوں پر خوب روشنی کی گئی ۔ جگہ جگہ پھاٹک بنائے گئے اور اُن پر بجلی کے قمقمے لگائے گئے ۔ چھاؤنی کے شفاخانے کے سامنے جو کھلا میدان ہے ۔ اُس میں آتشبازی چھوڑی گئی ۔ آتشبازی دیکھنے کے لئے ہزارہا آدمی جمع ہو گئے تھے ۔ اس موقع پر کبڈی کے متعدد میچ بھی ہوئے ۔

فوج کی دعوت | ۷ مئی کو سردار مکھن سنگھ نے فوج کی دعوت کی ۔ اسی روز پورن بھگت کے تین سنیما شو دکھلائے گئے ۔ جن میں سے ایک فقط عورتوں کے لئے وقف تھا ۔ ۱۶ مئی کو پھر تقریبات جوبلی کے سلسلے میں "چنڈی داس" نامی فلم کے شو دکھائے گئے ۔ جن میں ایک شو صرف خواتین کے لئے مخصوص تھا ۔ فلم دیکھنے کے لئے فوجی سپاہی بھی آئے ہوئے تھے ۔

امرتسر کے دیہاتی علاقوں کی تقریبات | امرتسر کے علاوہ اجنالہ ۔ ترن تارن اور ضلع کے تقریباً تمام علاقوں میں تقریبات جوبلی نہایت اعلیٰ پیمانے پر منائی گئیں ۔ تقریباتِ جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے پبلسٹی سب کمیٹی ۔ سکول سب کمیٹی ۔ ڈسٹرکٹ سب کمیٹی اور اینٹرٹینمنٹ سب کمیٹی کے نام سے مختلف سب کمیٹیاں بنائی گئی تھیں ۔ ان تمام کمیٹیوں کی نگرانی مسٹر اے ۔ میکفر کہر ڈپٹی کمشنر امرتسر کے ذمے تھی ۔

ضلع کے مدارس میں تقریباتِ جوبلی | ضلع بھر کے تمام چھوٹے بڑے مدارس بہت پہلے سے جوبلی منانے کی تیاریاں کر رہے تھے ۔ ڈپٹی کمشنر کے دفتر اور محکمۂ تعلیمات کی طرف سے جوبلی کے متعلق جتنا لٹریچر موصول ہوا وہ مدرسوں میں بانٹنے کے علاوہ دیہاتی باشندوں کے درمیان بھی تقسیم کیا گیا ۔

مسٹر ٹی لزارس ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز امرتسر Mr. T. Lazarus نے تمام مدارس کے نام ایک گشتی مراسلہ نکالا ۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے بھی اس گشتی مراسلے کی تصدیق کی ۔ البتہ انہوں نے اس میں اُن تقریبات کا اضافہ کر دیا جو جوبلی کے سلسلے میں منائی جانے والی تھیں ۔ ضلع کے تمام مدارس میں تقریبات منائی گئیں ۔ انہیں یہاں تفصیل سے درج کرنا نہایت مشکل ہے ۔ البتہ ذیل میں اُن کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے ۔

(۱) پروگرام کے مطابق ہر مدرسے میں ۶ مئی کی صبح کو مقامی باشندوں اور دیہاتیوں کے کثیر مجمع کے سامنے یونین جیک لہرانے کی رسم ادا کی گئی۔ اس موقع پر ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی درازیٔ عمر و ترقیٔ اقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ اور جوبلی کی اہمیت کے متعلق تقریریں کی گئیں۔ مختلف مقامات پر اس تقریب کی صدارت کے فرائض آنریری مجسٹریٹوں، اعلیٰ پنشن یافتہ سرکاری حکام اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے ارکان نے انجام دیئے۔

(۲) شام کے وقت طلبۂ مدارس اور دیہاتی باشندوں کے لئے تفریحی کھیل ہوتے رہے۔ ضلع کے تقریباً تمام ہائی اور مڈل سکولوں میں دیہاتی ٹورنامنٹ اور کھیل میں ایک جماعت سے دوسری جماعت کا مقابلہ ہوتا رہا۔

(۳) ڈسٹرکٹ بورڈ نے چراغاں کے لئے ایک ہزار روپے عطا کئے تھے۔ چنانچہ ڈسٹرکٹ بورڈ سکولوں کی تمام عمارتوں میں روشنی کی گئی۔ اکثر مقامات پر آتشبازی کا بھی بندوبست کیا گیا تھا۔

(۴) تقریباً تمام دیہاتی مدارس میں دیہاتی باشندوں کی طرف سے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

(۵) مختلف مقامات پر طلبۂ مدارس کے جلوس نکلے۔

(۶) اکثر مدرسوں کے احاطوں میں جوبلی کی یادگار میں درخت لگائے گئے۔

(۷) سردار سردیپ سنگھ ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ نے جبھّو وال سکول میں ایک جوبلی پمپ لگایا۔ اسی طرح جلال عثمان اور رمتہ میں عام باشندوں کے چندے سے بچوں کے لئے پانی کے پمپ لگائے گئے۔ نیز کھتہ راجپوتاں میں جوبلی کی یادگار میں ایک جوبلی دروازہ بنایا گیا۔

(۸) ضلع کے مدارس میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی پندرہ ہزار تصویریں تقسیم کی گئیں۔

جوبلی منانے والے بعض مدارس

تقریبات جوبلی کے سلسلے میں حسب ذیل سکولوں کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں:۔

(۱) سی۔ ای۔ زینڈ مشن گرلز سکول ترنتارن۔ (۲) ایم۔ بی۔ ایچ سکول جنڈیالہ۔ (۳) ڈی۔ بی۔ ایچ سکول اٹاری۔ (۴) ڈی۔ بی۔ ایچ سکول لوپوکی۔ (۵) پی۔ ڈبلیو پبلک سکول مجیٹھہ۔ (۶) خالصہ ہائی سکول ترنتارن۔ (۷) خالصہ ہائی سکول بابا بکالا۔ (۸) خالصہ ہائی سکول سرہالی۔ (۹) ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول راجہ سانسی۔ (۱۰) ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول بٹالہ۔ (۱۱) ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول نوشہرہ پنواں۔ (۱۲) ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول فتح آباد۔ (۱۳) ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول بالرہ وال۔ (۱۴) ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول



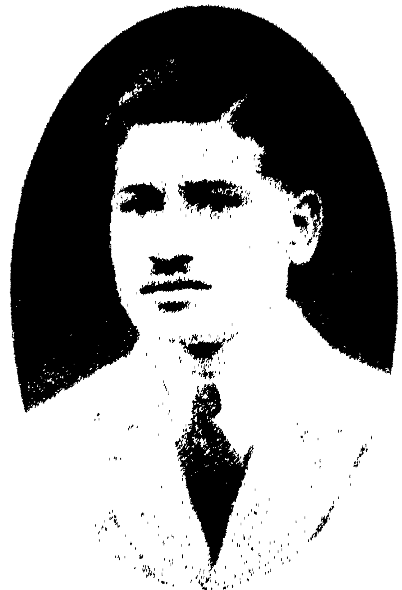
شیخ محمد عبداللہ سکرٹری سلور جوبلی کمیٹی گورداسپور



جے ایم. شری ناگیش اسکوائر آئی سی ایس
ڈپٹی کمشنر گورداسپور



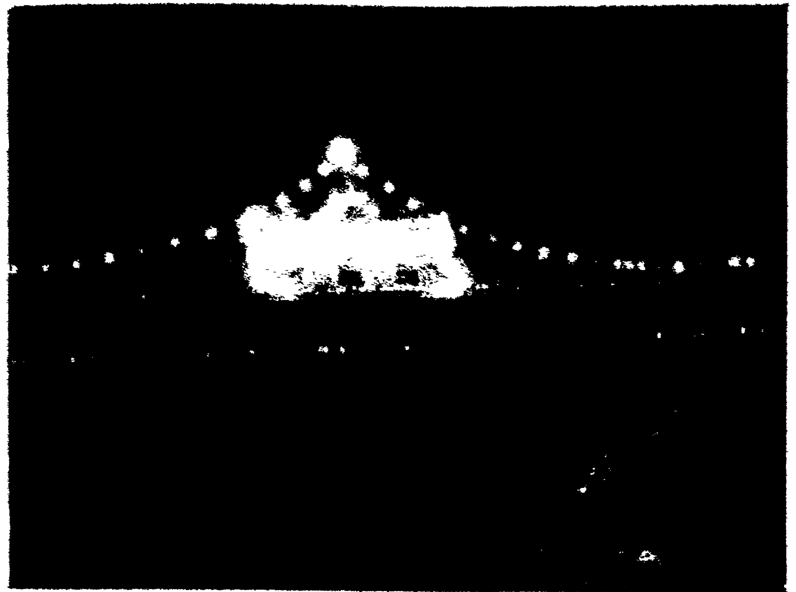
معراج الدین ملک اسکوائر
[illegible] انچارج سلور جوبلی گورداسپور



مسٹر [illegible] بشیر قریشی اے ۔ ڈی ۔ آئی
سکولز ڈیرہ بابا نانک



عزیز الدین احمد اسکوائرڈ سٹرکٹ انسپکٹر
سکولز گورداسپور



نظارہ چراغاں تقریب سلور جوبلی گورداسپور



دربار منعقدہ گورداسپور تقریب سلور جوبلی

جگدپور کلاں - (۱۵) ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل اسکول دھند - (۱۶) ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول جاوندا دیوہی - (۱۷) ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول کتھو ننگل - (۱۸) ڈسٹرکٹ بورڈ ورنیکلر مڈل سکول پنجادر ۰

مدارس کی تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے والے اصحاب | دوسرے مقتدر اصحاب کے علاوہ حسب ذیل حضرات نے تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے کے سلسلے میں مدارس کی بیحد مدد کی :-

(۱) لفٹننٹ سردار رگھبیر سنگھ او-بی-ای ساکن راجہ سانسی - (۲) لفٹننٹ سردار بوٹا سنگھ نائب صدر ڈسٹرکٹ بورڈ امرتسر - (۳) کیپٹن ہیرا سنگھ ساکن جنڈیالہ - (۴) کیپٹن امر سنگھ ساکن بوٹالہ - (۵) سردار ہردت سنگھ آنریری مجسٹریٹ و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ - (۶) سردار سروپ سنگھ ساکن جبیتھوال - (۷) چودھری شیر محمد ساکن مدھ کھوکھر - (۸) چودھری فضل الدین ساکن کربالہ - (۹) لالہ ایشرداس ساکن بھلووال (۱۰) رسالدار نہر سنگھ ساکن ویرکا - (۱۱) لالہ گوری شنکر ساکن مجیٹھہ (۱۲) سردار سرین سنگھ ساکن کتھو ننگل - (۱۳) نمبردار کیسر سنگھ ساکن میراں کوٹ - (۱۴) سردار آتما سنگھ آنریری مجسٹریٹ ساکن ماناں والا - (۱۵) چودھری غلام رسول ساکن فتحپور راجپوتاں ۰

جوبلی سکاؤٹ ریلی | تقریبات جوبلی میں ضلع کے سکاؤٹوں نے بھی پورا پورا حصہ لیا - ۵ مئی سے ۸ مئی تک امرتسر شہر میں جو سکاؤٹ ریلی (Scout Rally) ہوتی رہی اس میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے مدارس سے ایک سو بیس سکاؤٹوں نے شرکت کی - ان سکاؤٹوں نے امرتسر جوبلی میلے کے انتظامات کے سلسلے میں جو ۷ اور ۸ مئی کو کمپنی پارک میں لگا پوری پوری مدد کی ۰

رورل کمیونٹی کونسل کی سرگرمیاں | رورل کمیونٹی کونسل کی طرف سے سلور جوبلی میلے میں ایک خاص دکان لگائی گئی تھی جس میں حفظانِ صحت کے متعلق سامان اور اشتہارات و رسائل رکھے ہوئے تھے - ایک سینما لاری بھی گشت کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی اور شام کو اس لاری کے آس پاس سینکڑوں آدمیوں کا مجمع ہو جاتا تھا - رورل کمیونٹی کونسل کے آلہ ہائے نشر الصوت کے ذریعے سے گراموفون ریکارڈوں کی آواز دور دور تک پہنچائی جاتی اور اعلانات اور تقریروں کے دور تک پہنچانے میں بھی اُن سے بیحد مدد ملتی تھی ۰

اس ضمن میں مسٹر ای لنڈ ارنس ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز امرتسر جناب محمد محی الدین صاحب ثاقب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز اجنالہ اور محمد ثناء اللہ خان صاحب ایم-اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز کی کوششیں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں ۰

تحصیل اجنالہ اور ترنتارن میں تقریبات جوبلی | امرتسر تحصیل کے علاوہ اجنالہ و ترنتارن میں بھی تقریبات جوبلی نہایت اعلیٰ پیمانے پر منائی گئیں۔ دونوں تحصیلوں کے تمام مقامات پر چراغاں، آتش بازی اور تفریحی کھیل کود کے علاوہ لنگر جاری کئے گئے ؎

ضلع گورداسپور کی تقریبات

دعائے شکرانہ | ۶ مئی کی صبح کو ہندوستانی دربار گورداسپور کی عمارت میں جو ڈسٹرکٹ بورڈ کا صدر مقام ہے، ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر کی دعائیں مانگی گئیں۔ جب دعائیہ تقریب ختم ہوئی۔ بینڈ نے برطانیہ کا ترانہ بجایا، اور مہنت جی نے طلباء مدارس اور ڈسٹرکٹ کالج کے برہمچاریوں کے درمیان انعامات، اور مٹھائی تقسیم کی۔ بہت سے غرباء کے درمیان کھانا اور کپڑے بھی تقسیم کئے گئے۔ اسی طرح شام کو بھی متعدد تقریبیں عمل میں آئیں، اور ۷ مئی کو بھی جشن جوبلی جاری رہا ؎

بٹالہ۔ پٹھان کوٹ۔ اور شکرگڑھ میں بھی جوبلی کے عام پروگرام کے مطابق نہایت شان و شوکت سے جوبلی منائی گئی ؎

ڈلہوزی میں جشن جوبلی | اس ضلع کے اس مشہور تفریح گاہ میں جوبلی کی دوسری تقریبات کے علاوہ ہاکی میچ میں ایک میلہ بھی منعقد کیا گیا۔ جس کے دیکھنے کے لئے لوگ بہت بڑی تعداد میں جمع ہو گئے تھے۔ جوبلی فنڈ کی امداد کے لئے کلب میں گالف ٹورنامنٹ بھی شامل تھا۔ تقریباً تمام جوبلی ہفتہ میں ڈلہوزی کلب میں لیسسٹر شائر رجمنٹ اور نارتھمپٹن شائر رجمنٹ کے بینڈ بجتے رہے ؎

ضلع گورداسپور کے مدارس میں جشن جوبلی | ضلع گورداسپور کے تقریباً تمام مدارس میں ۶ اور ۷ مئی کو نہایت شان و شوکت سے جوبلی کی تقریبات منائی گئیں۔ ۶ مئی کی صبح کو ہر سکول کی عمارت پر یونین جیک لہرایا گیا۔ بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر اور ترقیٔ اقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ تقریباً ہر ایسے قصبے اور گاؤں میں جہاں مدارس تھے طلبۂ مدارس کے جلوس نکالے گئے۔ ۷ مئی کو طلبۂ مدارس اور سکاؤٹوں نے متعدد تفریحی کھیلوں سے تماشائیوں کو محظوظ کیا۔ متعدد مدارس میں جلسے منعقد کئے گئے۔ اور جلسوں کے خاتمے پر طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ۷ مئی کی شب کو ہر ایک سکول میں چراغاں کیا گیا۔ اور متعدد سکولوں میں آتشبازی چھوڑی گئی۔ یہ سب اہتمام ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب کے ایماء پر

اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان نے بحسن و خوبی انجام دیا۔

جونیئر ریڈ کراس ریلی | جب ۲ مئی کو بٹالہ میں جونیئر ریڈ کراس ریلی Junior Red Cross Rally ہوئی تو اس تقریب کی صدارت کے فرائض آنریبل ملک سر فیروز خاں نون وزیر تعلیم پنجاب گورنمنٹ نے انجام دیئے اور ضلع کی مختلف جونیئر ریڈ کراس سوسائٹیوں نے آنریبل وزیر تعلیم کی معرفت ملک معظم کی خدمت میں وفاداری کا پیغام ارسال کیا۔

چمبہ سے سکاؤٹ جو پیغام لے کر آئے تھے یہاں کے سکاؤٹوں نے وہ پیغام پٹھانکوٹ میں اُن سے لے لیا اور اُسے ڈپٹی کمشنر امرتسر کی خدمت میں پہنچایا۔ اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ سکاؤٹوں کے جو پیغامات لاہور پہنچے اُن میں پہلا پیغام یہی تھا۔

شیخ محمد عبد اللہ سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر کی نگرانی میں گورداسپور میں جو میلا لگا تھا اس میں شرکت کے لئے ۷ مئی کی شام کو آس پاس کے دیہاتی سکولوں کے طلبہ کی جماعتیں گیت گاتے ہوئے جلوس کی صورت میں شہر کا گشت کر کے میلے میں پہنچیں اس جلوس کے آگے آگے کلانور کا بینڈ بج رہا تھا۔

ضلع سیالکوٹ کی تقریبات

سلور جوبلی کے سلسلے میں ضلع سیالکوٹ میں ایک نہایت دلچسپ اور شاندار پروگرام پر عمل کیا گیا جس کے مطابق سیالکوٹ شہر اور چھاؤنی کے علاوہ پسرور۔ ڈسکہ اور نارووال اور تمام مڈل اور سنٹر کے پرائمری سکولوں میں تمام تقریبات بڑی دھوم دھام سے منائی گئیں بلکہ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کی کوشش سے تمام دیہاتی سکولوں میں بھی جوبلی کی تقریبات پوری شان و شوکت سے انجام پائیں۔ ضلع کے صدر مقام میں ایک فوجی قواعد ہوئی اور اس کے بعد ڈپٹی کمشنر صاحب نے ایک دربار منعقد فرما کر دو سو تیس آدمیوں کو جوبلی کے تمغے عطا کئے۔ تقریباً پینتالیس ہزار روپیہ چندہ سے جمع ہوا جن میں سے اخراجات معمولی نکال کر سب سنٹرل جوبلی کمیٹی کو بھیج دیا گیا۔

ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی | ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی کے ارکان کی فہرست حسب ذیل ہے:-

(۱) مسٹر این۔ سی۔ باکھلے ڈپٹی کمشنر Mr. N. C. Bakhle. D. C صدر

(۲) مسٹر بینجمن افسر خزانہ Mr Benjamin, Treasury Officer. آنریری

سکرٹری ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی۔ (۳) برگیڈیر گواٹکن (Brigadier Gwatkin)
(۴) کیپٹن لامبی سٹاف افسر (Captain Lambe Staff Officer) (۵) ڈاکٹر
ٹرینر سول سرجن (Dr. Traynor. Civil Surgeon) (۶) مسٹر ہان راہان
اگزیکٹو آفیسر بلدیہ سیالکوٹ (Mr Hanrahan. E. O. Sialkot
Municipality) (۷) مسٹر بھنوٹ تحصیلدار پسرور۔ (۸) مسٹر محمد اسماعیل اسسٹنٹ
کمشنر سیالکوٹ۔ (۹) ریورنڈ گیرٹ پرنسپل مرے کالج سیالکوٹ۔ (۱۰) چودھری محمد دین
ملٹری کنٹراکٹر سیالکوٹ۔ (۱۱) پنڈت مرلی دھر ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز (۱۲) مسٹر
سی۔ رائے بار۔ ایٹ۔ لا سیالکوٹ۔ (۱۳) رائے بہادر دیوان گیان چند پوری سیالکوٹ۔
(۱۴) رائے بہادر رام جی داس۔ (۱۵) خان بہادر عنایت اللہ خاں۔ (۱۶) خان صاحب ملک
اللہ رکھا۔ (۱۷) لالہ منشی رام جیینی۔ (۱۸) سردار سجان سنگھ جونیر وائس پریذیڈنٹ
میونسپل کمیٹی سیالکوٹ۔ (۱۹) آغا غلام حیدر پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی سیالکوٹ (۲۰) چودھری
غلام رسول جونیر وائس پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ۔ (۲۱) سردار صاحب سردار رنشیر سنگھ
سینئر نائب صدر ڈسٹرکٹ بورڈ۔ (۲۲) سردار علی محمد ریونیو اسسٹنٹ سیالکوٹ۔ (۲۳)
رائے بہادر لالہ رادھا کشن آف جاکی۔ (۲۴) پنڈت اقبال نارائن تحصیلدار سیالکوٹ۔
(۲۵) شیخ عبدالسلام تحصیلدار نارووال۔ (۲۶) چودھری محمد اکبر تحصیلدار ڈسکہ۔ (۲۷) مسٹر
کامتھ ایجنٹ امپیریل بنک آف انڈیا اعزازی خزانچی +

ضلع گوجرانوالہ کی تقریبات

جوبلی کی مستقل یادگار سلور جوبلی کی ایک مستقل یادگار قائم کرنے کے لئے مسٹر ای۔ ایچ نکولسن ڈپٹی کمشنر نے فیصلہ کیا کہ ہر سال گوجرانوالہ میں ٹینس کا ایک ٹورنامنٹ کیا جائے۔ چنانچہ امسال یہ ٹورنامنٹ ۱۵ مارچ کو گوجرانوالہ میں شروع ہوا۔ اسی طرح سلور جوبلی فنڈ کی امداد کے لئے ۲ مارچ کی شب کو امپیریل سینما ہال میں ڈرامائک کلب گوجرانوالہ کی طرف سے "تصویر دفا" نامی ڈرامہ سٹیج پر دکھایا گیا۔ نیز ایک دنگل خاص اہتمام سے ہوا۔ اور اسی طرح متعدد یورپین اور دیسی افسروں کی موجودگی میں ایک اور دنگل ہوا۔ جس میں چھوٹی کشتیوں کے علاوہ رحیم بخش پہلوان کے شاگرد دلشہ پہلوان اور مشہور و معروف گونگا



مسٹر ای لنکولن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ



خانصاحب چودھری ریاست علی
ایم ۔ ایل ۔ سی گوجرانوالہ

پہلوان کے بھائی حسین پہلوان کی کشتی ہوئی۔ دونوں پہلوان بڑی دیر تک زور آزمائی کرتے رہے۔ آخر کار ٹھٹھہ پہلوان حسین پہلوان پر غالب آگیا +

تفریحی کھیل اور چراغاں | ۶ مئی کی صبح کو گوجرانوالہ میں گرلز سکول کی طرف سے تفریحی کھیل ہوتے رہے۔ مہاں سنگھ باغ میں خوب چراغاں کیا گیا۔ ۷ مئی کو طلبہ کے کھیل ہوتے۔ اور کھیل ختم ہونے کے بعد انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس موقع پر سکاؤٹوں کی طرف سے بھی ایک مظاہرہ ہوا۔ مسٹر لنکولن ڈپٹی کمشنر نے سرکاری حکام اور دوسرے اشخاص کے درمیان جوبلی کے تمغے تقسیم کئے۔ علاوہ بریں گرلز سکول کی طالبات نے ایک ڈراما دکھایا اور ڈپٹی کمشنر صاحب کے زیر صدارت ایک جوبلی ڈنر منعقد ہوا +

گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی | حسب ذیل اصحاب گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی کے عہدیدار تھے :-

(۱) مسٹر ای۔ ایچ لنکولن وی۔ ڈی۔ ڈپٹی کمشنر Mr. E. H. Lincoln, V. D, Deputy Commissioner صدر +

(۲) خانصاحب چودھری ریاست علی۔ بی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی + ایم۔ ال۔ سی آنریری سکرٹری +

(۳) مسٹر للت موہن بی۔ اے ایجنٹ امپیریل بینک خزانچی +

نائب صدر:
(۴) شیخ عطا محمد بی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی صدر میونسپل کمیٹی
(۵) سردار منگل سنگھ مان ایم۔ ال۔ سی ساکن کوٹ شیرا آنریری مجسٹریٹ
(۶) کپتان سردار بہادر سنت سنگھ او۔ بی۔ ای آنریری مجسٹریٹ
(۷) چودھری محمد عبداللہ قلعہ دیدار سنگھ آنریری مجسٹریٹ

(۸) چودھری پرتاپ سنگھ صاحب پی۔ سی۔ ایس سٹی مجسٹریٹ صدر گوجرانوالہ تحصیل کمیٹی +

(۹) بھائی جھنڈا سنگھ پی۔ سی۔ ایس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صدر وزیر آباد تحصیل کمیٹی +

(۱۰) پنڈت گوپی ناتھ سپرو ایم۔ اے۔ پی۔ سی۔ ایس ریونیو اسسٹنٹ صدر حافظ آباد تحصیل کمیٹی +

کمیٹی کے ارکان کی فہرست حسب ذیل ہے :-

(۱) ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج۔ (۲) سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ (۳) خانصاحب شیخ عبدالرحمان۔ (۴) مسٹر جوبجا اگزیکٹو انجینئر راباڈویژن۔ (۵) ڈسٹرکٹ میڈیکل آفیسر

بیلتھ ۔ (۷) سید ظہور حسین سرکل رجسٹرار ۔ (۸) لالہ لال چند افسر محکمہ آبپاشی ۔ (۹) ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ۔ (۱۰) ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس ۔ (۱۱) چودھری نصیرالدین چیئرمین ڈسٹرکٹ بورڈ ۔ (۱۱) سردار بہادر سندر سنگھ ایڈوکیٹ ۔ (۱۲) سردار صاحب راجونت سنگھ آنریری مجسٹریٹ راجکوٹ ۔ (۱۳) سردار صاحب ڈاکٹر امریک سنگھ ریٹائرڈ سول سرجن ۔ (۱۴) کپتان محمد عبداللہ خاں صدر میونسپل کمیٹی وزیر آباد ۔ (۱۵) لالہ جگن ناتھ صدر میونسپل کمیٹی حافظ آباد ۔ (۱۶) سردار بدھ سنگھ لوتھالیہ آنریری مجسٹریٹ ۔ (۱۷) چودھری فتح الدین ریٹائرڈ انسپکٹر آف سکولز ۔ (۱۸) خانصاحب میاں مراد بخش ذیلدار و آنریری مجسٹریٹ ۔ (۱۹) ملک محمد فیروز خاں ذیلدار و آنریری مجسٹریٹ ۔ (۲۰) سردار حکم سنگھ بینکر ۔ (۲۱) دیوان سکندر لال جاگیردار ۔ (۲۲) لالہ چرنجیت لال ایڈوکیٹ ۔ (۲۳) ایس۔ ایم شاہ ولی ہیڈ ماسٹر نارمل سکول گکھڑ ۔

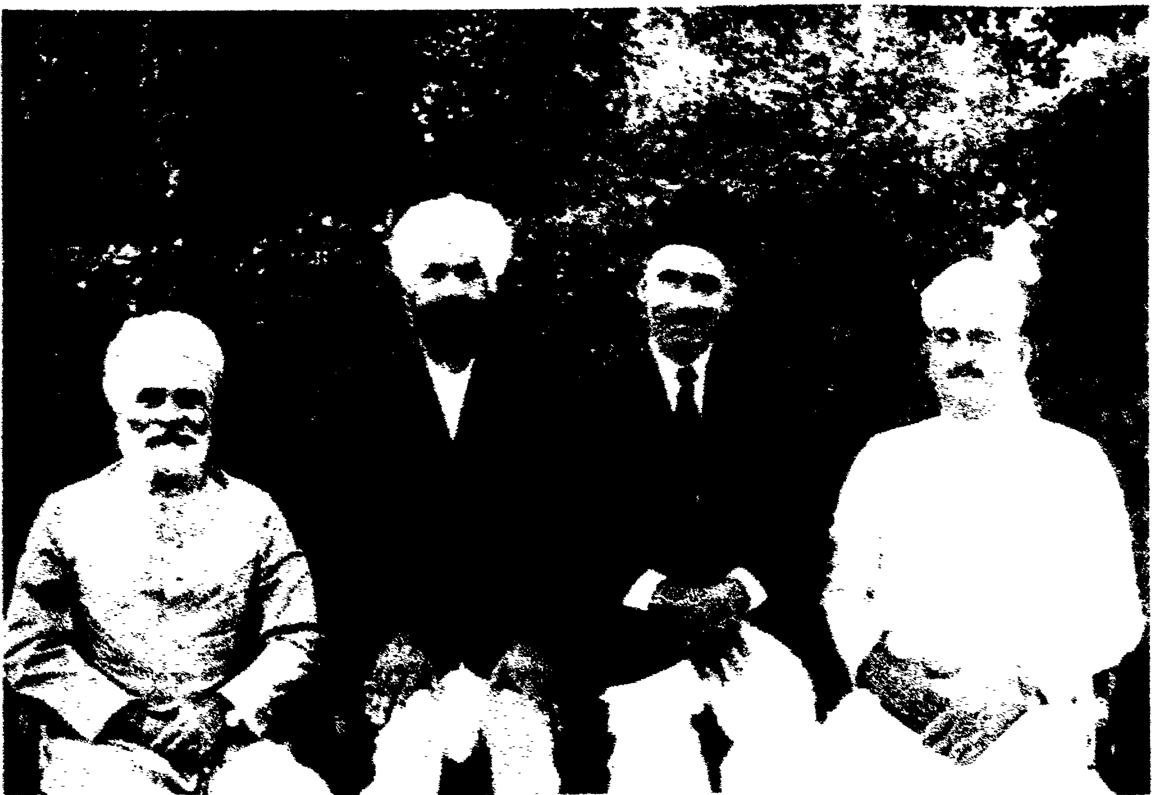
گوجرانوالہ کی طرح وزیر آباد ۔ حافظ آباد اور ضلع کے مختلف دیہاتی مرکزوں اور قصبوں میں نہایت دھوم دھام سے جوبلی منائی گئی جس کے لئے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس اور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹروں نے خاص اہتمام کیا تھا ۔

دیوان بیج ناتھ چوپڑہ صدر ٹاؤن کمیٹی اکال گڑھ نے ٹاؤن کمیٹی اکال گڑھ کی طرف سے ڈپٹی کمشنر صاحب گوجرانوالہ کی خدمت میں ہدیۂ مبارکباد پیش کیا ۔ اس قصبہ میں حسب ذیل پروگرام کے مطابق جوبلی منائی گئی ۔

۶ مئی ۱۹۳۵ء کی صبح کو ٹاؤن ہال پر یونین جیک لہرایا گیا ۔ اس کے بعد ٹاؤن ہال میں ایک پبلک جلسہ منعقد ہوا ۔ اس جلسے میں معزز مقامی باشندوں کے علاوہ سرکاری ملازم اور پنشن یافتہ اشخاص موجود تھے ۔ آخر میں دیوان بیج ناتھ صدر جلسہ کی قیادت میں بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کی درازیٔ عمر اور ترقیٔ اقبال کی دعائیں مانگی گئیں ۔ علیٰ ہذا میونسپل بورڈ گرلز سکولوں میں بھی دعائیں کی گئیں ۔ ۱۰ بجے دن سے ۲ بجے دن تک غریبوں کو کھانا کھلایا گیا ۔ ۷ بجے شام سے ۸½ بجے رات تک ٹاؤن ہال، دونوں میونسپل گرلز سکولوں اور اکال گڑھ ڈسپنسری میں چراغاں کیا گیا ۔ اور غرباء کے درمیان مٹی کے دیئے اور تیل مفت تقسیم کیا گیا تاکہ وہ اپنے گھروں میں چراغاں کر سکیں ۔ رات کو چراغاں کے ساتھ بینڈ بجتا رہا ۔ اور آتشبازی چھوڑی گئی ۔ مقامی دھرم شالوں ۔ مسجدوں اور آریہ سماج مندر میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی سلامتی کے لئے تقریریں کی گئیں ۔

۷ مئی کو میونسپل گرلز ہندی سکول میں شریمتی کرتار دیوی ہیڈ مسٹرس کی نگرانی میں طالبات

گروپ معزز اراکین سلور جوبلی کمیٹی ضلع گوجرانوالہ



چودھری محمد عبداللہ آنریری مجسٹریٹ - میاں عطا محمد صاحب صدر بلدیہ - سردار بہادر کیپٹن سنت سنگھ - سردار منگل سنگھ ایم ایل سی

نے "سنتیہ وان ساوتری" نامی ایک ڈرامہ دکھایا۔ نرہبتی کرنار دیوی نے برطانوی راج کی برکات کے سلسلے میں خواتین کے سامنے ایک تقریر کی۔ اردو گرلز سکول میں بھی تقریباً اسی پروگرام پر عمل کیا گیا اور تینوں مقامی گرلز سکولوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی +

ضلع گوجرانوالہ کے مدارس میں تقریبات جوبلی | گوجرانوالہ کے تمام مدارس میں سلور جوبلی کی تقریبات کو کامیاب بنانے کے لئے مختلف کمیٹیاں بنائی گئیں۔ ضلع کے جن دیہاتی مرکزوں کے مدارس میں اس قسم کی کمیٹیاں بنائی گئیں ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں ۱۔ کاموںکی۔ نوشہرہ درکاں۔ مرالیوالہ۔ واہنڈو۔ سادوگورایہ۔ کالی۔ منڈیالہ تیگہ۔ کھٹھہ گلاب سنگھ۔ مشو بھاٹکے فیروزوالہ۔ ببر۔ کھیالی۔ کوٹلی نواب۔ کرٹیال وغیرہ +

ضلع کے مختلف مدارس میں ذیل کے پروگرام پر عمل کیا گیا:۔

(۱) یونین جیک نصب کرنا۔ (۲) ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر کے لئے دعا۔ (۳) سلور جوبلی کی اہمیت۔ (۴) دولتِ انگلشیہ کی برکات پر لکچر۔ (۵) ترانۂ برطانیہ۔ (۶) کنگ جارج سلور جوبلی ٹری۔ (۷) شیرینی کی تقسیم +

مختلف مدارس میں جوبلی کی یادگار قائم کرنے کے لئے جو درخت لگائے گئے ان میں پیپل۔ شیشم۔ شہتوت۔ جامن۔ نیم۔ سفیدہ اور آم وغیرہ کے درخت شامل تھے +

پرائمری اور لوئر مڈل سکولوں میں مٹھائی تقسیم کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے رقم عطا کی گئی تھی علاوہ ازیں مڈل سکولوں کے گیمز فنڈ Games Fund کا ایک حصہ بھی اس مقصد پر صرف کرنے کے لئے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ بعض مقامات کے مدارس مثلاً نوشہرہ۔ کاموںکی۔ کھٹھہ گلاب سنگھ۔ مرالیوالہ۔ کالی وغیرہ میں چاولوں کی دیگیں پکا کر غرباء و مساکین کے درمیان تقسیم کی گئیں اور بادشاہ کی درازیٔ عمر کے فلک بوس نعروں کے درمیان جلسہ ختم کیا گیا۔ ۶ مئی کی شام کو مختلف مدارس میں مشاعرے منعقد ہوئے۔ لکچروں کا انتظام کیا گیا اور نظمیں پڑھی گئیں۔ شام کو ہر ایک گاؤں کی مسجد۔ مندر سکولوں اور سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ مختلف مقامات پر آتشبازی چھوڑی گئی۔ مدرسین نے عوام کو چراغاں کرنے کی غرض وغایت بتائی۔ ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر کے لئے دعا کی اور طلبۂ مدارس نے ترانۂ برطانیہ گایا +

۷ مئی کی تقریبات | ۷ مئی کی صبح کو مختلف سکولوں میں (۱) ڈرل۔ مارچنگ۔ سکاؤٹ ڈرل اور سکاؤٹ گیمز۔ (۲) کبڈی۔ (۳) فٹ بال۔ (۴) رگبٹ میچ۔ (۵) رسہ کشی۔ (۶) رسی ٹاپا۔ (۷) گولہ اندازی۔ (۸) گلی ڈنڈا۔ (۹) دوڑیں۔ (۱۰) لانگ جمپ۔ (۱۱) کرکٹ ہاکی۔ (۱۲)

دیہاتی کبڈی دکشتی وغیرہ تفریحی کھیل ہوتے۔ اور شام کو (۱) کبڈی۔ (۲) کشتی۔ (۳) دوڑ (۴) رسہ کشی۔ (۵) گتکا بازی۔ (۶) بوجھ اٹھانا۔ (۷) گولہ اندازی وغیرہ کرتب دکھائے گئے۔ ۷ کو سکاؤٹ طلبہ کی طرف سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے سبیلیں لگائی گئیں۔ اسی روز ۶½ بجے شام سے ۸ بجے رات تک تعلیمی شو دکھائے گئے۔ نظمیں پڑھی گئیں اور ڈرامے کئے گئے۔ ۸ مئی کو جلوس نکالا گیا۔ لیکچر دئے گئے۔ انعامات تقسیم کئے گئے اور سائنس کے تجربات دکھائے گئے۔ سکولوں میں مقامی رؤسا کے زیر صدارت جلسے منعقد کئے گئے اور ان جلسوں میں (۱) ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی سوانح عمری۔ (۲) دولت انگلشیہ کے عہد کی برکات۔ (۳) سلور جوبلی فنڈ کا مدعا۔ (۴) ملک معظم کی رعایا پروری۔ (۵) سوانح حیات ملکۂ میری۔ (۶) عہد برطانیہ میں ہندوستان کی ترقی۔ (۷) جشن جوبلی کی تشریح۔ (۸) ملک معظم کے دور حکومت کے حالات پر پُر زور تقریریں ہوئی کی گئیں اور مضامین پڑھے گئے۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد کھلاڑیوں اور اچھے طلبہ کے درمیان انعامات تقسیم کئے گئے۔ اور کاموکی۔ نوشہرہ۔ واہنڈ۔ کالی۔ ساودگورایہ۔ منڈیالہ تیگہ۔ مرالیوالہ۔ فیروزوالہ اور سکھانہ کے مدارس میں سائنس کے تجربات دکھائے گئے۔ بعد میں تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر ملک معظم۔ ملکۂ معظمہ اور شاہی خاندان کے افراد کی درازئ عمر اور ترقئ اقبال کی دعائیں مانگیں۔ اور عہد کیا کہ ہم سب ہمیشہ ملک معظم کی وفادار رعایا رہیں گے۔ آخر میں طلبہ نے "ترانۂ برطانیہ" گایا۔ نوشہرہ کے ایک جلسے میں فیصلہ کیا گیا کہ جوبلی کی یادگار میں ایک لائبریری قائم کی جائے۔

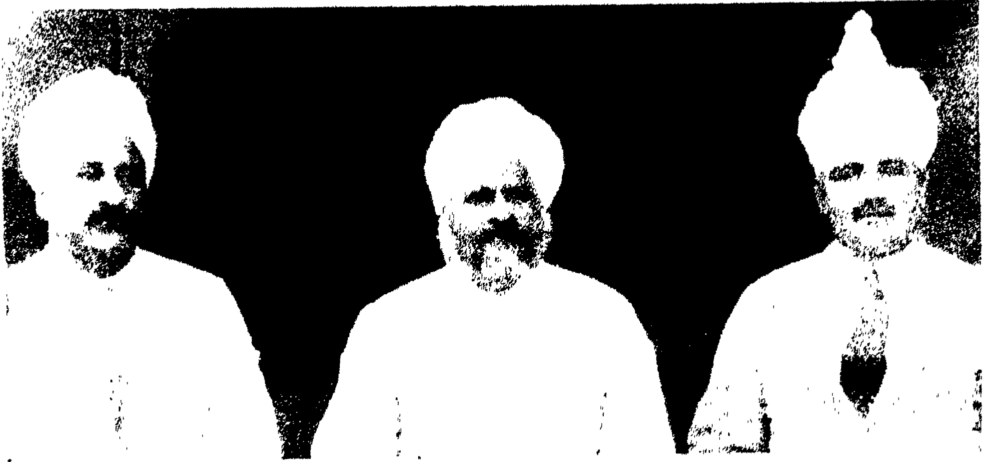
ضلع شیخوپورہ کی تقریبات

یونین جیک کی سلامی اور دعائے شکریہ | مسٹر جے۔ اٹال۔ پی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ کے

Mr. J. Atal. P. C. S., Deputy Commissioner

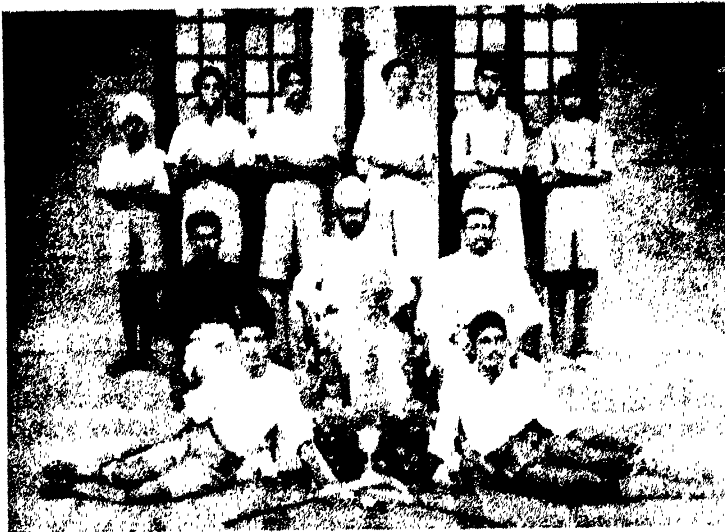
زیر قیادت تمام ضلع میں جوبلی کی تقریبات نہایت شان و شوکت سے منائی گئیں۔ ضلع کے محکمۂ تعلیم کے ارکان، ہیڈ ماسٹروں، ٹیچروں اور طلبہ نے جوبلی فنڈ کے لئے بارہ سو روپے جمع کئے۔ ۶ مئی کی صبح کو شیخوپورہ میں ڈپٹی کمشنر صاحب کی موجودگی میں یونین جیک کی سلامی اتاری گئی۔ اس کے بعد کئی ٹیچروں نے نظمیں پڑھیں اور پھر ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازئ عمر و ترقئ اقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ شام کو سکاؤٹوں کا ایک عظیم الشان جلوس نکلا۔

صدر صاحبان تحصیل سب کمیٹی ضلع گوجرانوالہ



چودھری پرتاپ سنگھ سٹی مجسٹریٹ صدر تحصیل کمیٹی گوجرانوالہ + باوا جھنڈا سنگھ اے۔ڈی۔ایم۔ صدر تحصیل کمیٹی وزیر آباد + پنڈت گوپی ناتھ ریونیو اسسٹنٹ صدر تحصیل کمیٹی حافظ آباد ۔

گورنمنٹ ہائی سکول نوشہرہ سلور جوبلی ٹورنامنٹ سرگودہا 1935



نشست :- قاضی گل محمد ڈرل ماسٹر + ایم غلام محمد خاں نیازی ہیڈ ماسٹر
نمبر۔ اسلم خاں ڈرائنگ ماسٹر (کپتان) ۔

جسے دیکھنے کے لئے راستوں پر دو رویہ لوگوں کا اژدحام لگا ہؤا تھا۔

سکاؤٹ ریلی | ۷ مئی کی صبح کو ڈپٹی کمشنر کے علاوہ دوسرے اعلیٰ حکام اور شہر کے معزز باشندوں کی موجودگی میں ایک شاندار سکاوٹ ریلی ہوئی۔ اس کے بعد ضلع کے گانے والوں کی بہترین جماعتوں نے اپنے کمالاتِ فن کا مظاہرہ کیا۔ اس کے بعد نظمیں پڑھی گئیں اور پھر بھیکھی۔ مانانوالہ اور رواربرٹن سکولوں کے طلبہ نے چھوٹے چھوٹے ڈرامے کئے۔ آخر میں ڈپٹی کمشنر صاحب نے سکاؤٹوں کے تربیت کرنے والوں اور سکاؤٹوں کو مبارکباد دی۔ اور ہر ایک کے ساتھ ہاتھ ملا کر انہیں خندہ پیشانی سے رخصت کیا ۔

بلو منگل | جنڈیالہ شیر خاں کلب نے آغا حشر کاشمیری مرحوم کا مشہور ڈراما بلو منگل دکھایا جس سے لطف اٹھانے کے لئے بہت سے لوگ موجود تھے۔ اس کی آمدنی بھی جوبلی فنڈ میں دی گئی ۔

دیہاتی کھیل | ۶ اور ۷ مئی کو دیہاتی کھیلوں کے مقابلے ہوتے رہے۔ جنھیں دیکھنے کے لئے ہر طبقے کے کثیر التعداد اشخاص موجود تھے دو مقاموں پر سکاوٹوں کی طرف سے ٹھنڈے پانی کی سبیلیں بھی لگائی گئی تھیں ۔

ٹورنامنٹ | احمد ہاٹ ویدر ٹورنامنٹ کا بندوبست بھی کیا گیا تھا۔ جس میں ہاکی فٹ بال۔ والی بال اور بیڈمنٹن کے مقابلے ہوتے رہے۔ ۲۷ ٹیموں نے شرکت کی ۔

جوبلی کی یادگار میں "دیہاتی زندگی" کا ایک نہایت شاندار سپیشل نمبر نکالا گیا اور دیہات سدھار سے تعلق رکھنے والے گیتوں کے چار مختلف مجموعوں کی دو ہزار کاپیاں چھاپ کر بلا قیمت تقسیم کی گئیں ۔

تمغوں کی تقسیم | شیخوپورہ کے تمام مدارس میں موتی چور کے لڈو تقسیم کئے گئے۔ ۷ مئی کو مسٹر جانکی ناتھ اٹال ڈپٹی کمشنر کی صدارت میں کھلاڑیوں اور کام کرنے والوں کے درمیان تمغے تقسیم کئے گئے ۔

مدارس کا پروگرام | تقریباً تمام مدارس میں حسب ذیل پروگرام پر عمل کیا گیا :۔

(۱) طلبہ اور عوام کے درمیان کھیلوں میں مسابقت کا انتظام ۔

(۲) بہت چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر تقریباً تمام طلبہ اپنے اپنے مدرسے میں جمع ہوئے ۔

(۳) دیہات میں طلبہ کے جلوس نکالے گئے۔

(۴) تقریباً تمام مدارس میں سلور جوبلی کی یادگار میں درخت نصب کئے گئے۔

(۵) ہر سکول میں جوبلی کی یادگار میں تختیاں نصب کی گئیں۔ تاکہ آئندہ نسلیں اس تاریخی موقع کو یاد رکھ سکیں۔

(۶) شام کو جلسے منعقد کئے گئے جن میں ملک معظم کے حالات زندگی۔ برطانوی دورِ حکومت کی برکات اور اسی قسم کے دوسرے موضوعوں پر تقریریں کی گئیں جلسے کے خاتمے پر مٹھائی تقسیم کی گئی۔ مدارس کی عمارتوں میں چراغاں کیا گیا اکثر مقامات پر آتش بازی چھوڑی گئی۔ اور کفایت شعاری کی حد ہوگئی۔ کہ یہ سب امور ایک ہزار روپئے میں سطے کر دیئے گئے۔

تقریبات جوبلی میں مدد پہنچانے والے اصحاب | تقریبات جوبلی کو مدارس میں کامیاب بنانے میں ضلع کے محکمہ تعلیم کے مقتدر ارکان کے علاوہ مختلف مدرسوں کے ہیڈ ماسٹروں۔ ٹیچروں اور طلبہ نے پورا پورا حصہ لیا۔

مدارس میں تقریبات جوبلی کی کامیابی کا انحصار بہت کچھ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز۔ لالہ بھال چند اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر۔ چودھری عبدالغنی اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر۔ سردار ہردیال سنگھ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر اور شاہ ظہیر عالم اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر کی کوششوں پر تھا۔ ۶ اور ۷ مئی کو تقریباً تمام عمارتیں خوب سجائی گئیں۔ اور شام کے وقت ان میں چراغاں کیا گیا۔ اسی طرح ننکانہ صاحب اور شاہدرہ میں بھی جشن جوبلی بڑی دھوم دھام سے منایا گیا۔

جالندھر ڈویژن

ضلع جالندھر کی تقریبات

فلیگ ڈے ۲۴ اپریل کو فلیگ ڈے منایا گیا۔ تقریباً چار سو آدمیوں کا ایک جلوس نکلا۔ جس میں سکاؤٹ بھی شامل تھے اور ساتھ ساتھ بینڈ بج رہا تھا۔ جلوس شہر کے بازاروں اور ڈپٹی کمشنر صاحب کے بنگلے کی طرف سے ہوتا ہوا ایمپرس گارڈن پہنچا۔ سکاؤٹوں نے مسٹر ای۔ شیپ شینکس آئی۔سی۔ایس کمشنر Mr. E. Sheepshanks, I. C. S., Commissioner رائے بہادر لالہ ارجن داس ڈپٹی کمشنر۔ مقامی حکام اور ایک عظیم الشان مجمع کے سامنے بہت سے دلچسپ ورزشی کھیل دکھائے ۔

فلم اور ڈراما ۲۵ اپریل کو رائل ٹاکیز میں ایک فلم دکھائی گئی - ۲۹ اپریل کو نارمل سکول کے طلبہ نے ولایت شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر کی نگرانی میں ایک ڈراما کیا - ان دونوں کی آمدنی سلور جوبلی فنڈ میں دے دی گئی ۔

ملک معظم کے نام سکاؤٹوں کا پیغام ۳ مئی کو ان سکاؤٹوں کا استقبال کیا گیا۔ جو ملک معظم کے نام پیغام لے کر آئے تھے - ۴ مئی کو انہیں رخصت کرنے کی تقریب عمل میں آئی - اس موقع پر ڈپٹی کمشنر اور دوسرے اعلیٰ حکام موجود تھے۔ سہ پہر کو لفٹننٹ کرنل واکر Lieut.-Col. Walker کی موجودگی میں ایک فوجی تماشا کیا گیا ۔

۶ مئی کی تقریبات ۶ اور ۷ مئی کو جالندھر شہر اور جالندھر چھاؤنی میں بڑی دھوم دھام سے تقریبات جوبلی منائی گئیں - ۶ مئی کی صبح کو چھاؤنی میں ایک شاندار فوجی پریڈ ہوئی۔ جسے دیکھنے کے لئے ہزاروں آدمی موجود تھے - اس کے بعد ایمپرس گارڈن میں دعائے شکرانہ کی تقریب منائی گئی جس میں شہر اور چھاؤنی دونوں مقامات کے لوگ شامل تھے - عبادت گاہوں میں بھی علیحدہ علیحدہ دعائے شکرانہ ادا کی گئی - سول ریسٹ ہاؤس کے میدان میں غرباء کو کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا - ڈپٹی کمشنر صاحب خود موقع پر موجود تھے - انہوں نے سردار عبدالصمد خاں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آنریری سکرٹری سلور جوبلی کمیٹی کی امداد سے غریبوں

میں چھپے کپڑے تقسیم کئے۔ شام کو جوبلی کے اعزاز میں ایک مشاعرہ اور جلسۂ موسیقی منعقد ہوا۔ رات کو کمشنر صاحب جالندھر ڈویژن نے ایمپرس باغ میں فوارے کے افتتاح کی رسم ادا کی۔ اس وقت سارا باغ بجلی کے قمقموں سے جگمگا رہا تھا۔ جالندھر شہر اور جالندھر چھاؤنی کے ہزاروں آدمی چراغاں دیکھنے باغ میں جمع ہو گئے تھے۔ تمام سرکاری عمارتیں خوب سجائی گئی تھیں اور ان میں خوب روشنی کی گئی تھی۔ اسی شب کو لالہ شنکر لال ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کی نگرانی میں طلبہ نے بجلی کی روشنی میں بہت سے کھیل کئے۔ جنہیں دیکھنے کے لئے ڈپٹی کمشنر صاحب۔ مسٹر ایل ولسن انسپکٹر آف سکولز Mr. L. Wilson, Inspr. of Schools اور دوسرے حکام موجود تھے۔

۷ مئی کی تفریحات | برلٹن پارک Burlton Park میں ایک میلہ لگا۔ جس کا آغاز سکاؤٹ ریلی سے ہوا۔ اس کے بعد کرکٹ۔ فٹ بال اور والی بال کے میچوں کے علاوہ اور دنگل بھی ہوئے۔

چندہ | ضلع جالندھر نے جوبلی فنڈ میں ۲۲۰۰۵ روپے ایک آنہ کی رقم پیش کی۔

جوبلی کے تمغوں کی تقسیم | شام کو دربار ہوا جس میں کمشنر صاحب نے متعدد معتبر اصحاب کو جوبلی کے تمغے عطا کئے۔ جن میں سے حسب ذیل اصحاب کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں:۔

رائے بہادر ارجن داس داسد یو ایم۔ اے ڈپٹی کمشنر۔ لفٹننٹ کرنل ایچ چاند آئی۔ ایم۔ ایس سول سرجن۔ خان بہادر مولوی فتح الدین ڈپٹی ڈائرکٹر آف اگریکلچر۔ مسٹر ایف۔ ایچ۔ ڈیو۔ ہیوم پرنسپل پولیس ٹریننگ سکول Mr. F. H. Du Heaume. Principal, P. T. School مسٹر جے۔ ایل۔ ولسن انسپکٹر آف سکولز۔ لالہ دیوی سنگھ اگزیکٹو انجینئر۔ خان صاحب سید حامد مختار شاہ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ سردار بہادر رسالدار عجائب سنگھ سرکاریہ سپرنٹنڈنٹ جیل۔ مسٹر ایچ۔ بی لنکولن ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ Mr. H. B. Lincoln لالہ چوند لال اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کمشنر آفس باوا برکت سنگھ ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز۔ مہنت گردت سنگھ تحصیلدار نکودر۔ سردار بہادر شیو نارائن سنگھ سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ ایل۔ سی پھلور۔ سردار صاحب اچھر سنگھ ذیلدار لڑویہ۔ لفٹننٹ مہر سنگھ ساکن جنڈو سنگھا تحصیل جالندھر۔ خان بہادر کرسیت جی جالندھر چھاؤنی۔ خان بہادر چودھری نعمت اللہ خاں آنریری مجسٹریٹ مدار۔ خان بہادر خان محمد شاہ زمان آنریری مجسٹریٹ جالندھر۔ سردار بہادر سندر سنگھ ذیلدار بھروال۔ رائے صاحب پنڈت ٹھاکر سنگھ صدر میونسپل کمیٹی نکہ۔ رائے صاحب جگن رام صدر میونسپل کمیٹی پھلور۔ سردار صاحب چنچل سنگھ جاگیردار و ذیلدار۔ جمشید خانصاحب



رائے بہادر ارجن داس ڈپٹی کمشنر جالندھر



سردار عبدالصمد خاں اے ڈی ایم۔ جالندھر



چودھری غلام احمد خاں پی سی ایس



رائےصاحب تاراچند سود جائنٹ
سکرٹری سلور جوبلی کمیٹی جالندھر



قاضی سید بشیر حسین صاحب صدر بلدیہ جالندھر



خانصاحب نیاز رسول محمد خاں جائنٹ سکرٹری
سلور جوبلی کمیٹی جالندھر

خان اسد اللہ خاں آنریری مجسٹریٹ مہت پور۔ سردار صاحب گربچن سنگھ ایم۔ ایل۔ سی ساکن علاول پور۔ خانصاحب چودھری سلطان علی ذیلدار سرگوندھی۔ لالہ کنشوری لال فکٹری اونر جالندھر چھاؤنی۔ سیٹھ حکم چند رئیس جالندھر شہر۔ لالہ گوپال داس ایڈوکیٹ صدر میونسپل کمیٹی نواں شہر۔ سردار مہندر سنگھ ذیلدار کانگ خردو۔ خان نیاز رسول احمد خاں ساکن دھوگڑی آنریری مجسٹریٹ۔ لالہ میلا رام صدر میونسپل کمیٹی نور محل اور راجکماری بی بی امرت کور صاحبہ ساکنہ جالندھر وغیرہ +

تمغوں کی تقسیم کے بعد فوج والوں نے کرتب دکھائے اور آخر میں آتشبازی چھوڑی گئی +

جوبلی ڈنر | ۸ مئی کی شب کو ایمپرس گارڈن میں جوبلی ڈنر دیا گیا۔ اس موقع پر فوجی بینڈ بھی بج رہا تھا۔ ڈنر میں مسٹر ای شیپ شینکس کمشنر۔ رائے بہادر لالہ ارجن داس ڈپٹی کمشنر۔ مسٹر ای۔ کارنیلیس ڈسٹرکٹ اینڈ سشن جج۔ چودھری غلام احمد صاحب ریونیو اسسٹنٹ لفٹننٹ کرنل واکر۔ سردار عبد الصمد خاں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ دوسرے اعلیٰ حکام اور معززاہل شہر شریک تھے +

جالندھر کی تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے میں دوسرے سرکاری و نیم سرکاری حکام اور معززین کے علاوہ سید نذیر اللہ شاہ سکرٹری میونسپل کمیٹی۔ باواہری داس بیدی بیرسٹر نائب صدر بلدیہ جالندھر اور ڈاکٹر سی۔ ڈی تواری ہیلتھ آفیسر بلدیہ جالندھر نے نمایاں خدمات انجام دیں +

دیہاتی علاقوں کی تقریبات | تحصیل جالندھر۔ نواں شہر۔ پھلور اور نکودر کے دیہاتی علاقوں کی اطلاعات مظہر ہیں کہ ان تمام علاقوں میں تقریبات جوبلی بڑی شان و شوکت سے منائی گئیں۔ ۶ مئی کو مختلف مذاہب کی عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ مختلف مقامات پر یونین جیک لہرایا گیا۔ دن بھر کھیل تماشے ہوتے رہے۔ رات کو سرکاری اور غیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ ۷ مئی کو بھی مختلف تقریبیں ادا کی گئیں +

جشن جوبلی میں تعلیمی اداروں کا حصہ | ضلع کے تقریباً تمام تعلیمی اداروں نے جوبلی منانے میں بڑی سرگرمی کا اظہار کیا۔ اکثر مدارس میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ یونین جیک لہرایا گیا۔ طلبہ کے جلوس نکلے۔ سکاؤٹوں نے کمال فن کا مظاہرہ کیا۔ طلبہ کے درمیان فٹ بال۔ والی بال اور دوسرے کھیلوں کے مقابلے ہوئے۔ اور جلسے منعقد ہوئے جن میں ملک معظم کی شان میں زبردست نظمیں پڑھی گئیں۔ اور ملک معظم و ملکۂ معظمہ کے حالات زندگی اور برطانوی راج کی برکات پر تقریریں کی گئیں +

ضلع فیروزپور کی تقریبات

جوبلی کی جنرل کمیٹی ضلع فیروزپور میں تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے ایک جنرل کمیٹی اور متعدد دوسری کمیٹیاں بنائی گئی تھیں۔ جنرل کمیٹی حسب ذیل ارکان پر مشتمل تھی۔ (۱) مسٹر اختر حسین آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر (صدر) (۲) محکمۂ پولیس کا ایک نمائندہ۔ (۳) محکمۂ فوج کا ایک نمائندہ۔ (۴) محکمۂ آب پاشی کا ایک نمائندہ (۵) صدر میونسپل کمیٹی فیروزپور۔ (۶) ریورنڈ بریلسفورڈ Rev. Brailsford (۷) ڈپٹی کمشنر کے پرسنل اسسٹنٹ۔

مندرجۂ ذیل اصحاب نے تقریبات جوبلی میں خاص طور پر نمایاں حصہ لیا:۔

سردار اوتم سنگھ ایم۔ اے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ شہزادہ عالمگیر صاحب مجسٹریٹ درجۂ اول۔ سردار صاحب نہال سنگھ سب ڈویژنل قسر موگ۔ رائے بہادر پنڈت دولت رام کالیہ بیرسٹر ایٹ لاء۔ لالہ کانشی رام سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر۔ خانصاحب محمد نواز خان بار ایٹ لاء صدر انجمن حنفیہ ضلع فیروزپور۔ مسٹر بل صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ خان محمد عمر خان صاحب ایم۔ سی۔ پی انچارج انجمن اسلامیہ فیروزپور چھاؤنی۔

۵ مئی کو ۵ بجے شام شہر میں طلبۂ مدارس کا ایک عظیم الشان جلوس نکلا۔ ۶ مئی کو سینٹ اینڈریوز چرچ میں متفقہ طور پر دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ ۱۰ بجے سے ۳ بجے تک چھاؤنی اور شہر میں غرباء کو کھانا کھلایا گیا۔ طلبۂ و طالبات میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور جوبلی کی یادگاریں عطا کی گئیں شام کو ایک عظیم الشان جلوس نکلا اور رسّہ کشی کا مقابلہ ہوا۔ شہر کی تمام شاہراہیں اور خاص طور پر مال کو خوب سجایا گیا تھا۔ شام کو ۵ بجے سے ۸ بجے تک ہیرن پارک میں ایک عظیم الشان میلا لگا۔ اس میں دوسرے کھیل تماشوں کے علاوہ ایک شاندار دنگل ہوا۔ جس میں نامی پہلوانوں کی کشتیاں ہوئیں۔ ۸ بجے شب کو آتشبازی چھوڑی گئی۔ جسے دیکھنے کے لئے ہزاروں آدمی جمع تھے۔ ½۸ بجے شام کو ہیرن پارک اور دوسرے مقامات پر چراغاں کیا گیا۔ ۹ بجے شب کو انگریز فوجیوں کے درمیان گھوڑ نسہ بازی کا مقابلہ ہوا۔ رات کو ٹاؤن ہال میں موسیقی کا جلسہ ہوا جس میں اعلیٰ درجے کے ماہرین موسیقی نے اپنے اپنے کمال فن کا مظاہرہ کیا۔ اس تقریب میں شرکت کے لئے شہر کے بہت سے لوگ موجود تھے۔ گوبر منڈی میں عوام کو ایک نقل دکھائی گئی۔ ۷ مئی کو ۱۰ بجے دن سے ۳ بجے دن تک جوبلی کے کھیلوں کا ٹورنامنٹ ہوتا رہا۔ ۵ بجے سے ۸ بجے رات تک ہیرن پارک میں ایک میلا لگا اور سکاؤٹ ریلی ہوئی۔ ۵ بجے شام کو رسّہ کشی کا

گروپ سرکاری حکّام و معزّزین ضلع فیروزپور



بیٹھے ہوئے:- چودھری اکبر خاں پی-سی-ایس + شہزادہ عالمگیر پی-سی-ایس + چودھری بشیر احمد خاں پی-سی-ایس + محمد لطیف گاندھی ایشل سپیور + ملک علی اکبر آرمی کنٹراکٹر + رائے شیر محمد بھٹی پی-سی-ایس + سردار اوتم سنگھ اے ڈی ایم + کرنیل باترا سول سرجن + اختر حسین سکوائر آئی-سی-ایس ڈپٹی کمشنر + جی معین الدین سکوائر آئی-سی-ایس اسسٹنٹ کمشنر

کھڑے ہوئے:- حاجی عبدالغنی سفید پوش + شیخ نیاز محمد پی-سی-ایس ٭

مقابلہ ہوا۔ ۹ بجے شب سے اہلِ فوج نے اپنے کرتب دکھانے شروع کئے۔ ۸ مئی کو ۱۰ بجے
دن سے ۲ بجے دن تک جوبلی ٹورنامنٹ ہوتا رہا۔ ۵ بجے شام سے ۸ بجے رات تک ہیرن
پارک میں میلا لگا رہا۔ ۸ بجے سے ۹ بجے رات تک پیراکی اور پانی کے دوسرے کھیل
ہوتے رہے۔ ۹ بجے شب کو پوسورتھ سمنڈ گنج میں نہایت اعلیٰ پیمانے پر آتشبازی
چھوڑی گئی۔ جسے دیکھنے کے لئے شہر اور چھاؤنی کے بہت سے باشندے جمع ہوگئے
تھے۔ ۹ بجے سے ۱۲ بجے رات تک ٹاؤن ہال میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ طلبہ کی طرف
سے جشنِ جوبلی کے لئے جو پروگرام مرتب کیا گیا تھا۔ اس میں والی بال۔ گتکا اور جسمانی طاقت
کے مظاہروں کے مختلف کھیل رکھے گئے تھے۔ صبح کو سینکڑوں سکاؤٹوں کی ایک ریلی ہوئی۔
اس کے بعد کبڈی کے میچ ہوئے جنہیں دیکھنے کے لئے خلقت کا ازدحام لگا ہوا تھا +

جوبلی دربار | ۹ مئی کو ۹ بجے صبح ڈپٹی کمشنر صاحب نے ہیرن پارک میں ایک دربار منعقد کیا۔
جس میں تمام فوجی اور سول حکام اور مختلف قوموں کے نمائندے شریک ہوئے۔ دربار کی
صدارت کے فرائض مسٹر اختر حسین آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر نے انجام دئے۔ دربار
میں تمام حاضرین نے ملک معظم کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دینے کی ایک قرارداد منظور
کی۔ دربار میں ڈپٹی کمشنر صاحب نے جوبلی کے یادی تمغے تقسیم کئے۔ دربار ختم ہونے سے
پیشتر لالہ کانشی رام صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر ضلع فیروزپور اور خان شاہ محمد
خانصاحب غوری ٹھیکہ دار نے موقع و محل کے اعتبار سے زبردست نظمیں پڑھ کر
سنائیں +

مضافات میں جشنِ جوبلی | چودھری عبدالغنی صاحب جاگیردار و سفید پوش کے اہتمام سے بستی
تہاڑیاں والی میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ بستی ٹینکاں والی میں مقامی لوگوں کی طرف سے ایک
میلا لگا جس میں کشتیوں کا مقابلہ قابلِ دید تھا +

مکتسر کی تقریبات | مقامی میونسپلٹی نے ۶ ۔ ۷ اور ۸ مئی کو سلور جوبلی کی تقریبات نہایت شان و
شوکت سے منائیں۔ ٹاؤن ہال اور اس کے سامنے کی سڑک خوب سجائی گئی تھی۔ مسلمانوں نے
جامع مسجد میں اور دوسری قوم کے افراد نے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا
کی۔ ایم۔ بی ہائی سکول میں چودھری عبدالعزیز تحصیلدار کے زیرِ صدارت طلبہ کا ایک جلسہ
منعقد ہوا جس میں ملک معظم کی شان میں قصیدے پڑھے گئے اور برطانوی راج کی برکات کا
تذکرہ کیا گیا۔ تحصیلدار صاحب نے طلبہ کو انعامات دئے۔ اور ان میں ملک معظم کی تصویریں
اور نظموں کی مطبوعہ نقلیں تقسیم کی گئیں۔ اس کے بعد مقامی ہائی سکولوں کے طلبہ کا ایک جلوس

بینڈ کے ساتھ شہر میں گشت کرتا ہوا ٹاؤن ہال پہنچا۔ جہاں میونسپلٹی کی طرف سے طلبہ و طالبات
کے درمیان مٹھائی تقسیم کی گئی۔ میونسپلٹی کی طرف سے غرباء میں میٹھا پلاؤ تقسیم کیا گیا۔
پولیس گارڈ اور بینڈ کے ساتھ ایک شاندار جلوس نے ٹاؤن ہال سے روانہ ہو کر شہر میں
گشت کیا۔ تمام سرکاری اور میونسپل عمارتوں میں چراغاں کیا گیا اور میونسپل کمیٹی کی طرف سے
آتشبازی چھوڑی گئی۔ شہر کے بہت سے باشندوں نے اپنے گھروں اور دکانوں
میں روشنی کی۔ ٹاؤن ہال میں اس قدر اعلیٰ پیمانے پر روشنی کی گئی تھی کہ لوگ کثیر تعداد
میں اسے دیکھنے کے لئے وہاں جمع ہو گئے۔ ۷ اور ۸ مئی کو اور بھی بہت سی تقریبیں
عمل میں آئیں۔ اس علاقے میں تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے میں چودھری عبدالعزیز تحصیلدار لکھنسر
خان سردار محمد خان نائب تحصیلدار، سردار صاحب سرمکھ سنگھ صدر میونسپل کمیٹی، چودھری ٹھکور رام نائب صدر
میونسپل کمیٹی اور بابو فضل الٰہی سکرٹری میونسپل کمیٹی نے نمایاں حصہ لیا۔

گدڑ باہا کی تقریبات ۶ مئی کو دعائے شکرانہ کے علاوہ کھیل تماشے ہوئے۔ شام کو قصبے
اور آس پاس کے دیہات کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں کھیل کے میدان میں جمع ہو گئے
یہاں والی بال۔ بیڈمنٹن اور ٹینس کے میچ ہوئے۔ خاص طور پر کبڈی کا میچ بے حد
دلچسپ تھا۔ کھیل کے میدان اور سرکاری عمارتوں پر یونین جیک نصب کیا گیا۔ رات
کو تمام سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ ۷ مئی کی شب کو لوگوں نے آتشبازی کا نظارہ
دیکھا۔ مسٹر تلسی داس صدر ٹاؤن کمیٹی۔ مسٹر ظفر الحق خاں مجسٹریٹ درجۂ اول۔ لالہ رام چند
سکریٹری ٹاؤن کمیٹی۔ لالہ گزنام سنگھ ہیڈ ماسٹر نے تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے
میں بڑی سرگرمی کا اظہار کیا۔

موگہ کی تقریبات موگہ شہر میں ۶ مئی کی صبح کو ایک پی مشن میں رؤسائے شہر، حکام محکمہ جات
اور طلبۂ مدارس جمع ہوئے۔ ڈاکٹر ہارپر Dr. Harper نے دعائے شکرانہ ادا کرائی اسی
طرح مسجدوں۔ مندروں اور گوردواروں میں ملک معظم اور شاہی خاندان کے دوسرے افراد
کی ترقی عمر و دولت کی دعائیں مانگی گئیں۔ پھر ٹاؤن ہال میں غرباء کو کھانا کھلایا گیا۔ شام کو
دیانند متھرا داس کالج سے مقامی طلبہ کا جلوس نکلا اور شہر میں گشت کرتا ہوا خالصہ
ہائی سکول پہنچا۔ اس موقع پر لڑکوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ شام کو سرکاری دفتروں میونسپل
عمارات اور بازاروں میں چراغاں کیا گیا۔ ۷ مئی کو مختلف زنانہ مدارس کی طالبات کی
کشیدہ کاری کے کام کی نمائش ہوئی۔ لکی بیگ کھولا گیا۔ شام کو آتشبازی چھوڑی گئی۔
اور مشاعرہ منعقد کیا گیا۔ ۸ مئی کو بےبی شو Baby Show ہوا۔ جس میں بہت سے بچے

روپ ایجوکیشنل سٹاف [illegible]



کھڑے ہوئے :- بھائی گنڈا سنگھ اے ڈی آئی سکولز - سید نور علی شاہ اے ڈی آئی سکولز - خان یوسف علی خاں اے ڈی آئی سکولز -
بیٹھے ہوئے :- مولوی عبدالعلیم اے ڈی آئی سکولز - خان صدرالدین خاں ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز - بھائی ٹھاکر سنگھ اے ڈی آئی سکولز -

شامل ہوئے - تندرست بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے ٭

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی | فیروزپور - زیرہ - موگہ - مکتسر اور فاضلکا کے دیہاتی علاقوں کی اطلاعات منظہ ہیں - کہ تقریباً تمام دیہات میں جشن جوبلی نہایت دھوم دھام سے منایا گیا ٭

ضلع لدھیانہ کی تقریبات

ضلع میں تقریبات جوبلی کے سرگرم کارکن | ضلع کے جن اصحاب نے سلور جوبلی کی تقریبات کو کامیاب بنانے میں نمایاں حصہ لیا - اُن کی مختصر فہرست حسب ذیل ہے :- (۱) نواب سعد اللہ خاں ڈپٹی کمشنر لدھیانہ صدر ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی - (۲) دیوان گوکل چند ریونیو اسسٹنٹ نائب صدر ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی - (۳) اے - سی - سی ہاروے اسکوائر پرنسپل گورنمنٹ کالج لدھیانہ رکن ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی A. C. C. Harvey, Esqr., Principal, Govt. College (۴) سردار اجاگر سنگھ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ممبر ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی - (۵) پیر کرم سنگھ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر انچارج میلا - (۶) سید نیاز علی شاہ تحصیلدار جگراؤں ممبر ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی - (۷) سردار پریم سنگھ تحصیلدار لدھیانہ ممبر ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی - (۸) باوا تارا سنگھ تحصیلدار سمرالہ ممبر سلور جوبلی کمیٹی - (۹) سردار جوگندر سنگھ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ممبر سلور جوبلی کمیٹی - (۱۰) لالہ جگت رام ہیڈ ورنیکلر کلرک دفتر ڈپٹی کمشنر آنریری سکرٹری ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی - (۱۱) ایم غلام علی بی - اے کلرک دفتر ڈپٹی کمشنر - (۱۲) ایم محمد شریف بی - اے کلرک دفتر ڈپٹی کمشنر - (۱۳) مسٹر فتح محمد انوری پلیڈر ممبر لدھیانہ ٹاؤن سب کمیٹی - (۱۴) سیٹھ سنت داس وکیل ممبر لدھیانہ ٹاؤن سب کمیٹی - (۱۵) آغا غضنفر علی پلیڈر ممبر لدھیانہ ٹاؤن سب کمیٹی - (۱۶) خواجہ کمال الدین سکرٹری میونسپل کمیٹی ممبر لدھیانہ ٹاؤن سب کمیٹی - (۱۷) رائے صاحب لالہ شیو پرشاد ممبر لدھیانہ ٹاؤن سب کمیٹی ٭

جگراؤں تحصیل سب کمیٹی | جگراؤں تحصیل سب کمیٹی کے ارکان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں :-

(۱) صوبیدار چودھری فتح محمد خاں - (۲) میر سید احمد ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ - (۳) سردار پرتاپ سنگھ جاگیردار لیلا - (۴) مہنت لچھمن داس تلونڈی کلاں ٭

جگراؤں ٹاؤن سب کمیٹی | جگراؤں ٹاؤن سب کمیٹی میں حسب ذیل اصحاب شامل تھے :-

(۱) لالہ شانتی سروپ ساکن جگراؤں - (۲) لالہ برج لال ساکن جگراؤں - (۳) چودھری

مشمول - (۴) لالہ گوجر مل - (۵) لالہ کشوری لال سپرنٹنڈنٹ - (۶) ڈاکٹر شوری لال بھرتی - (۷) خواجہ عبید محمد عبد اللہ - (۸) صوبیدار جگت سنگھ - (۹) لالہ فقیر رام - (۱۰) چودھری قاسم علی ۔

ٹاؤن سب کمیٹی رائے کوٹ | ٹاؤن سب کمیٹی رائے کوٹ میں (۱) ماسٹر محمد اقبال خاں - (۲) لالہ پورن چند - (۳) ماسٹر سند ت خاں - (۴) ڈاکٹر نرسنگھ چاولہ شامل تھے ۔

ٹاؤن سب کمیٹی سمرالہ | ٹاؤن سب کمیٹی سمرالہ حسب ذیل اصحاب پر مشتمل تھی :- (۱) سردار نارائن سنگھ ذیلدار - (۲) سردار تلوک سنگھ میونسپل کمشنر - (۳) سردار رچھپال سنگھ ذیلدار - (۴) کیپٹن سردار جگ پال سنگھ ساکن لودھراں - (۵) ڈاکٹر مہر سنگھ - (۶) پنڈت ملاوت اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ۔

ٹاؤن سب کمیٹی کھنہ | ٹاؤن سب کمیٹی کھنہ حسب ذیل افراد پر مشتمل تھی :-

(۱) سردار صاحب سردار ہرنام سنگھ آنریری مجسٹریٹ - (۲) پنڈت سری رام صدر میونسپلٹی - (۳) لالہ کدارناتھ - (۴) ڈاکٹر چونی لال - (۵) سردار مہر جگت سنگھ - (۶) مولوی عبد الغفور - (۷) سردار شیر سنگھ - (۸) چودھری علی محمد - (۹) سردار بچا سنگھ (۱۰) چودھری شیر محمد - (۱۱) سردار ارجن سنگھ - (۱۲) سردار کبیر سنگھ ۔

لدھیانہ شہر کی تقریبات | ۶ مئی کی صبح کو قریباً تمام عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی مختلف مقامات پر غربا میں کھانا تقسیم کیا گیا - اسی طرح مدارس کے بچوں میں مٹھائی بانٹی گئی - شہر کی شاہراہوں پر سکاؤٹوں کا ایک شاندار جلوس گشت کرتے ہوئے گزرا - شام کو تمام سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا - شہر کے اکثر معززین نے بھی اپنے اپنے مکانوں میں روشنی کی - میونسپل ٹاؤن ہال اور گھنٹہ گھر وغیرہ میں رنگ برنگ کے بجلی کے قمقمے روشن کئے گئے - رات کو نہایت اعلیٰ پیمانے پر آتشبازی چھوڑی گئی - گورنمنٹ کالج ڈرامائک کلب نے جوبلی کی خوشی میں ایک ڈراما کیا - ۷ مئی کی صبح کو یونین جیک لہرایا گیا - اور سلامی اتاری گئی - نواب سعد اللہ خاں صاحب ڈپٹی کمشنر نے سلامی لی - ایک عظیم الشان جوبلی میلا لگا - جس کے پروگرام میں پچاس ہزار آدمیوں نے شرکت کی - اس میں کبڈی - کشتی - رسہ کشی - اونٹوں کی دوڑ - گھڑ دوڑ - تعلیمی جلوس - سوگز کی دوڑ - ڈراما اور موسیقی وغیرہ متعدد چیزیں شامل تھیں - علاوہ بریں میلے میں محکمہ علاج حیوانات - محکمہ تعلیم - اور محکمہ زراعت کی طرف سے نمائشوں کا بندوبست بھی کیا گیا تھا - آخر میں ڈپٹی کمشنر صاحب نے انعامات تقسیم کئے اور گورنمنٹ کالج ڈرامائک کلب نے گزشتہ روز کا ڈراما پھر سے دکھایا ۔



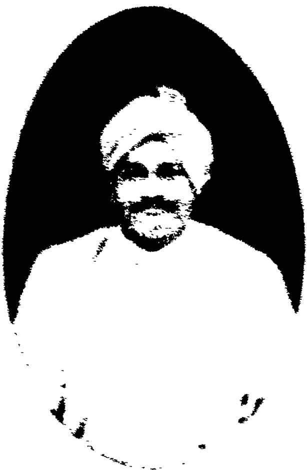
خان بہادر سید بنیاد حسین صاحب
ڈپٹی کمشنر ہوشیارپور



مسٹر بانکے رام گپتا اے ڈی آئی ہوشیارپور



سردار جگت سنگھ سیٹھ ہوشیارپور



پنڈت ... اے ڈی آئی ...

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی

لدھیانہ۔ جگراؤں اور سمرالہ وغیرہ کے دیہاتی علاقوں میں بھی جشن جوبلی نہایت دھوم دھام سے منایا گیا۔ ۶ مئی کو معززین نے جگراؤں۔ سمرالہ۔ رائے کوٹ اور کھنہ میں غربا کو کھانا کھلایا۔ عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ طلبۂ مدارس اور سکاؤٹوں کے جلوس نکلے۔ شام کو سرکاری و غیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ دن بھر مختلف قسم کے کھیل تماشے ہوتے رہے۔ بعض مقامات پر جوبلی میلے لگے جن میں ہزاروں آدمیوں نے شرکت کی۔ ضلع کے تقریباً تمام دیہات میں بھی ۶ اور ۷ مئی کو بڑی شان و شوکت سے جشن جوبلی منایا گیا۔ دیہاتی مرکزوں میں طلبہ کے شاندار جلوس نکلے اور جلسے منعقد کئے گئے۔ جن میں ملک معظم کے حالاتِ زندگی بیان کئے گئے۔ اور ان کے دورِ حکومت کی برکات پر روشنی ڈالی گئی۔

ضلع ہوشیارپور کی تقریبات

ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی

ضلع میں تقریباتِ جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے متعدد کمیٹیاں بنائی گئی تھیں۔ جو اعلیٰ سرکاری حکام اور غیر سرکاری معززین پر مشتمل تھیں۔ جنرل کمیٹی کے ارکان کی مکمل فہرست ذیل میں پیش کی جاتی ہے:-

(۱) خان بہادر سید ضیاء حسین ڈپٹی کمشنر (صدر) (۲) رائے صاحب لالہ کنھیا لال ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (سکرٹری) (۳) لالہ ارجن داس حاکم خزانہ (خزانچی)، (۴) پنڈت دولت رام کالیہ سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر۔ (۵) خان بہادر آغا سعادت علی خاں زاہد سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ (۶) ملک اللہ یار خاں ڈی۔ ایف۔ او۔ (ملک صاحب کے بعد ان کے جانشین لالہ پرمانند سوری کمیٹی کے ممبر بنائے گئے) (۷) ڈاکٹر جواہر لال سول سرجن۔ (۸) ڈاکٹر بی۔ ایل بھاٹیہ پرنسپل گورنمنٹ کالج۔ (۹) لالہ اوم پرکاش آر۔ اے۔ آئی۔ (۱۰) مسٹر گلاب خاں آر۔ اے۔ آئی۔ (۱۱) خانصاحب میاں رشید محمد خاں سینئر چیئرمین ڈسٹرکٹ بورڈ۔ (۱۲) باوا پارس رام صدر بار ایسوسی ایشن۔ (۱۳) سردار ارجن سنگھ صدر میونسپل کمیٹی۔ (۱۴) لالہ جودھ مل رئیس ہوشیارپور۔ (۱۵) رانا اوپندر چند گڑھی منسووال۔ (۱۶) خانصاحب سید عبد الحق سینئر سب جج۔ (۱۷) چودھری گیان چند ریٹائرڈ انسپکٹر آف سکولز۔ (۱۸) مسٹر آئی۔ ایم لال ڈسٹرکٹ و سشن جج۔ (آپ کے تبدیل ہو جانے کے بعد آپ کے

جانشین رائے بہادر لالہ چونی لال کمیٹی کے ممبر مقرر کئے گئے) ۞

جوبلی سکاؤٹ پیغام ۲ مئی کو کانگڑہ کے سکاؤٹوں نے مارتھان ریس Marathon Race کے ذریعے سے جالندھر ڈویژن کا جوبلی سکاؤٹ پیغام ہوشیار پور پہنچایا۔ اس موقع پر سردار بکرم سنگھ۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز و اسسٹنٹ سکاؤٹ کمشنر نے حاضرین کو اس ریس کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ دوسرے روز صبح ہوشیار پور کے سکاؤٹ روانہ ہوئے اور ضلع جالندھر کے سکاؤٹوں کو شام چوراسی میں پیغام دیا ۞

دعائے شکرانہ ۶ مئی کی صبح کو ہوشیار پور شہر کی تمام تعلیم گاہوں کے طلبہ و اساتذہ جن کی تعداد ۴½ ہزار کے لگ بھگ ہوگی۔ اعلیٰ لباس پہنکر اپنے مخصوص بلاکوں میں جمع ہوگئے۔ ڈسٹرکٹ سکاؤٹ کمشنر نے ۶½ بجے صبح سکاؤٹوں سے سلامی لی۔ اس موقع پر سکاؤٹوں نے ایک گیت گایا جس کے بعد دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ طلبہ مدارس میں مٹھائی تقسیم کی گئی ۞

خواتین و طالبات کا اجتماع ڈاک بنگلے کے احاطے میں خواتین و طالبات کا ایک علیحدہ اجتماع ہوا۔ اس کے انتظامات مس آر۔ ایس۔ ماسی اسسٹنٹ انسپکٹرس آف سکولز Miss R. S. Massey Asstt. Inspectress of Schools کے ذمے تھے۔ یہاں لڑکیوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی ۞

سہ پہر کو نقالوں اور شعبدہ بازوں نے حاضرین کو محظوظ کرنے کے لئے دلچسپ نقلیں کیں اور شعبدے دکھلائے۔ اسی طرح دن کو ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز اور سردار تند سنگھ گل سکرٹری اولمپک ایسوسی ایشن کی کوششوں سے طلبہ کے درمیان مختلف قسم کے کھیلوں اور دوڑ کے مقابلوں کا انتظام کیا گیا۔ خان بہادر سید نیاز حسین صاحب ڈپٹی کمشنر بھی کھیل دیکھنے کے لئے موجود تھے۔ خواتین کے لئے بیگم صاحب نیاز حسین کی قیادت میں ڈاک بنگلے میں علیحدہ تفریحی کھیل تماشوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ رات کو چراغاں کیا گیا۔ جسے دیکھنے کے لئے ہزارہا آدمی جمع ہوگئے تھے ۞

رائل جوبلی سکاؤٹ ریلی ۷ مئی کی صبح کو رائل جوبلی سکاؤٹ ریلی کا انعقاد عمل میں آیا۔ خان بہادر ممدوح نے سلامی لی اور سردار بکرم سنگھ انسپکٹر آف سکولز نے سلور جوبلی کی اہمیت پر ایک زبردست تقریر کی ۞

جوبلی دربار شام کو ڈپٹی کمشنر صاحب نے ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا۔ اس کے لئے متعدد شامیانے لگائے گئے تھے جن میں کثرت سے مہمان موجود تھے۔ دربار کے شرکا میں ضلع کے اعلیٰ و منتخب حکام۔ ریٹائرڈ گزیٹڈ فوجی افسر۔ ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپلٹی کے ارکان

درباری اور دوسرے معززین شامل تھے ۔

رائے صاحب لالہ کنھیا لال ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سکریٹری سلور جوبلی کمیٹی نے کمیٹی کی کارگزاری اور سلور جوبلی فنڈ کے سلسلے میں اپنی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اس موقع پر سرکاری حکام اور غیر سرکاری معززین کو شاندار وفادارانہ خدمات کے صلے میں جوبلی کے تمغے عطا کئے گئے۔ جناب صدر نے سلور جوبلی کی تقریبوں میں دلچسپی لینے پر باشندگان ہوشیار پور کو مبارکباد دی اور سلور جوبلی کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ آپ نے پر زور تالیوں اور نعرہ ہائے مسرت کے درمیان اعلان کیا کہ سلور جوبلی فنڈ کے لئے ضلع ہوشیار پور سے ۲۸۰۰۷ روپے ۱۵ آنے جمع ہوئے ہیں۔ مزید برآں لالہ جودھ مل کتھالیا نے مفادِ عامہ کے کاموں کے لئے ۳۸ ہزار روپے عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ صدر محترم نے یہ بھی فرمایا کہ باشندگان ہوشیار پور کی محبت و وفاداری کا پیغام باقاعدہ ملک معظم کی خدمت میں ارسال کیا جائے گا۔ اس کے بعد ڈسٹرکٹ بورڈ ہال میں ایک ٹی پارٹی ہوئی۔ رات کو چراغاں کیا گیا اور آتشبازی چھوڑی گئی۔ اسے دیکھنے کے لئے لوگوں کا اس قدر ازدحام تھا کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا۔ اس کے بعد ڈپٹی کمشنر صاحب نے سکاؤٹوں کو کھیلوں میں جیتنے والوں اور تقریبات میں حصہ لینے والے دوسرے لوگوں کو انعامات عطا کئے۔ مسٹر اے۔ ایل بھلہ ڈسٹرکٹ انجینئر نے شبانہ روز محنت کر کے تقریباتِ جوبلی کے انتظامات کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اسی طرح خان بہادر نیاز حسین صاحب ڈپٹی کمشنر نے تمام انتظامات کی نگرانی خود فرمائی ۔

دیہاتی علاقوں میں تقریبات جوبلی تحصیل ہوشیار پور۔ دسوہہ۔ گڑھ شنکر اور اونہ کے مختلف علاقوں کی اطلاعات مظہر ہیں کہ ضلع کے تقریباً تمام مقامات پر جوبلی کی تقریبات نہایت شان و شوکت سے منائی گئیں۔ نیز ضلع کے تمام تعلیمی اداروں میں ایک مقررہ پروگرام کے ماتحت بڑی دھوم دھام سے تقریباتِ جوبلی ادا کی گئیں۔ طلبہ اور سکاؤٹوں نے فٹ بال۔ والی بال۔ کبڈی اور دوڑ وغیرہ میں حصہ لیا۔ مدارس میں اساتذہ وطلبہ نے دعائے شکرانہ ادا کی۔ یونین جیک لہرایا گیا۔ جوبلی کی یادگار میں متعدد مدارس کے احاطوں میں درخت لگائے گئے اور تختیاں نصب کی گئیں۔ مدارس اور ہوسٹلوں کی عمارتوں کو خوب سجایا گیا اور چراغاں کیا گیا۔ اکثر مقامات پر اساتذہ وطلبہ کے جلسے منعقد ہوئے جن میں جوبلی کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی اور ملک معظم کے حالاتِ زندگی پر تبصرہ کیا گیا ۔

ضلع کانگڑہ کی تقریبات

کانگڑہ کی تقریبات | ۶ مئی کو مسجدوں۔ مندروں اور کلیساؤں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔
دن کو طلبۂ مدارس کے کھیل ہوئے اور سکاؤٹوں نے کرتب دکھائے۔ غربا کو کھانا کھلایا
گیا۔ جوبلی کے اعزاز میں جلوس نکلا اور جلسہ منعقد ہؤا۔ سرکاری و غیر سرکاری عمارتوں میں روشنی
کی گئی۔ شہر کو نہایت اعلیٰ پیمانے پر سجایا اور شام کو چراغاں کیا گیا۔ دوسرے دن بھی مختلف
قسم کے کھیل تماشے ہوتے رہے۔

پالم پور میں جشن جوبلی | ۶ بجے صبح اور ۹ بجے قبل دوپہر مسجدوں۔ مندروں اور کلیساؤں میں دعائے
شکرانہ ادا کی گئی۔ ۱۰ بجے پالم پور کلب ٹیم اور مشن ہائی سکول ٹیم کے درمیان کرکٹ کا میچ ہوا۔
علاوہ بریں جوبلی کی خوشی میں ایک میلا لگا۔ ایک لنگر کھولا گیا جس میں تقریباً پانسو آدمیوں
کو کھانا کھلایا گیا۔ ۵ بجے شام تحصیلدار صاحب کی صدارت میں ایک عام جلسہ منعقد ہؤا۔
سب سے پہلے پنڈت دیپ چند نے ایک گیت سنایا۔ بعدازاں ریورنڈ مسٹر ولکنسن
Rev. Mr. Wilkinson پنڈت رتن ناتھ وکیل۔ لالہ بھگوان داس اسسٹنٹ
ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز۔ ڈاکٹر ایم۔ جی۔ رسول اسسٹنٹ سرجن اور لالہ پربھیمال
سود وغیرہ نے مختصر لیکن جامع تقریروں میں ملک معظم کے دورِ حکومت کی برکات پر روشنی
ڈالی۔ ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں ملک معظم و ملکہ معظمہ سے اظہارِ وفاداری کیا گیا۔
بعد میں ریورنڈ ولکنسن نے ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازیٔ عمر و ترقیٔ اقبال کی دعا مانگی۔ تمام
حاضرین نے کھڑے ہو کر قومی ترانہ گایا۔ ۷ مئی کی صبح کو مشن ہائی سکول اور ڈی۔ بی مڈل
سکول کے طلبہ نے عام قواعد کی۔ گھونسہ بازی کے میچ ہوئے اور جسمانی ورزشوں کے
مظاہرے کئے۔ اس کے بعد لالہ بھگوانداس سکاؤٹ کمشنر اور ریورنڈ مسٹر گوئیٹان
Rev. Mr. Guitan کی قیادت میں سکاؤٹوں نے کرتب دکھائے اور باقاعدہ سلامی دی۔
۱۲ بجے سے ۲ بجے دن تک بھالو اور رنچھ ناچ کی قسم کے تفریحی تماشے ہوتے رہے۔ ان
کے خاتمے پر تحصیلدار صاحب نے کھیل تماشوں میں حصہ لینے والوں کو انعامات عطا کئے۔
رات کو شہر میں روشنی کی گئی اور آتشبازی چھوڑی گئی۔ اس دن پر ایک عظیم الشان
جلسۂ ضیافت منعقد ہؤا جس میں علاقے بھر کے معززین نے شرکت کی۔ تحصیلدار صاحب
نے ملک معظم کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے ایک زبردست تقریر کی۔ ضیافت کے دوران

میں گاتا ہوتا رہا ۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی | تحصیل کانگڑہ ۔ دہرہ ۔ ہمیرپور ۔ نورپور ۔ کلو وغیرہ کی اطلاعات مظہر ہیں کہ ان تمام علاقوں میں تقریبات جوبلی بڑی دھوم دھام سے منائی گئیں ۔ مختلف دیہاتی مرکزوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی ۔ غرباء کے درمیان کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا ۔ بعض مقامات پر طلبہ اور عام باشندوں کے جلسے منعقد ہوئے ۔ جن میں ملک معظم کے حالات زندگی بیان کئے گئے اور ان کے دورِ حکومت کی برکات پر روشنی ڈالی گئی ۔ ۶ اور ۷ مئی کو دیہاتی کھیل تماشے ہوتے رہے ۔ رات کو چراغاں کیا گیا اور بعض بعض مقامات پر آتش بازی چھوڑی گئی ۔ غرض اہل دیہات نے نہایت سرگرمی سے ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی ذات کے ساتھ وفاداری کا اظہار کیا ۔

انبالہ ڈویژن

ضلع انبالہ کی تقریبات

ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی کی مجلس منتظمہ | ضلع میں تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے متعدد کمیٹیاں قائم کر دی گئی تھیں جن میں سے ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی انبالہ کی مجلس منتظمہ کے ارکان کی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے :۔

سرکاری ارکان = (۱) ڈپٹی کمشنر (صدر) (۲) سپرنٹنڈنٹ پولیس ۔ (۳) سب ڈویژنل افسر روپڑ ۔ (۴) تمام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ۔ (۵) تمام تحصیلدار ۔ (۶) انسپکٹر آف سکولز ۔ (۷) انسپکٹرس آف سکولز ۔ (۸) ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ۔ (۹) سرکل رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی ۔ (۱۰) محکمۂ فوج کا ایک نمائندہ ۔ (۱۱) ایجنٹ امپیریل بنک انبالہ شہر ۔

غیر سرکاری ارکان = (۱) سردار بہادر سردار سر جواہر سنگھ سی ۔ آئی ۔ ای ۔ ایم ۔ ایل اے ۔ (۲) رائے بہادر لالہ گنگا رام آنریری مجسٹریٹ ۔ (۳) خانصاحب میاں محمد یوسف پلیڈر ۔ (۴) سردار صاحب کرنل رام سنگھ ایم ۔ ایل ۔ سی ۔ (۵) لفٹننٹ سنت رام آنریری مجسٹریٹ ۔ (۶) میر حامد علی آنریری مجسٹریٹ ۔ (۷) رائے بہادر لالہ بنارسی داس ۔

(۸) خان بہادر محبوب علی خاں انبالہ چھاؤنی - (۹) [illegible] جناب [illegible] - (۱۰) [illegible]
بہادر سردار بھگونت سنگھ رئیس [illegible] - (۱۱) لالہ بنارسی داس آف [illegible] گولال اینڈ سنز انبالہ
چھاؤنی - (۱۲) لالہ شیو دیال ایڈووکیٹ - (۱۳) لالہ بابو رام میونسپل کمشنر انبالہ شہر - (۱۴)
سید [illegible] علی روپڑ - (۱۵) لالہ [illegible] داس وکیل جگادھری - (۱۶) مسٹر [illegible]
جگادھری - (۱۷) سردار [illegible] چرن سنگھ رئیس کھرڑ - (۱۸) لالہ [illegible] مادھو پور - (۱۹)
لالہ بینی پرشاد ۔

انبالہ سٹی سب کمیٹی | انبالہ سٹی سب کمیٹی اور انبالہ چھاؤنی سب کمیٹی کے ارکان کی فہرست حسب ذیل ہے:-

(۱) ڈپٹی کمشنر (صدر) (۲) سپرنٹنڈنٹ پولیس - (۳) سٹی مجسٹریٹ - (۴) حاکم خزانہ - (۵) تحصیلدار - (۶) رائے بہادر لالہ گنگا رام - (۷) خانصاحب میاں محمد یوسف - (۸) میر محمد علی - (۹) لالہ سنت رام - (۱۰) لالہ شیو دیال ایڈووکیٹ - (۱۱) سردار گور بخش سنگھ - (۱۲) سید محمد حنیف - (۱۳) اگزیکٹو آفیسر انبالہ - (۱۴) قاضی علی محمد - (۱۵) خانصاحب شبیر حسین - (۱۶) رائے بہادر لالہ متا لال - (۱۷) خانصاحب نذر محمد - (۱۸) رائے بہادر لالہ پنا لال - (۱۹) لالہ رتن چند - (۲۰) لالہ بینی پرشاد ۔

انبالہ چھاؤنی سب کمیٹی | (۱) ڈپٹی کمشنر (صدر) (۲) مسٹر میکڈانلڈ Mr Macdonald (۳) اگزیکٹو آفیسر انبالہ چھاؤنی - (۴) رائے بہادر لالہ بنارسی داس - (۵) خانصاحب لفٹننٹ محبوب علی - (۶) لالہ بنارسی داس آف ہرگولال اینڈ سنز - (۷) ایم محمد اسمٰعیل پلیڈر - (۸) شاہ عبدالخالق - (۹) لالہ اننت رام ۔

انبالہ چھاؤنی کمیٹی کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ اگر وہ مناسب سمجھے تو اور اصحاب کو بھی کمیٹی میں شامل کر لے ۔

جوبلی فنڈ کی امداد کے لئے ناٹک | جوبلی فنڈ کی امداد کے لئے کنسیلیشن بورڈ انبالہ چھاؤنی کی سرپرستی میں "لاوارث عاشق" کا ڈراما دو مرتبہ سٹیج پر دکھایا گیا - اسی طرح فرینڈز ایمپیریل ڈرامائک کلب کی طرف سے "عالم آرا" کا کھیل جوبلی فنڈ کی امداد کے لئے کیا گیا - اس موقع پر عمدہ ایکٹنگ کرنے کے لئے مسٹر محمد عمر کو ایک تمغہ عطا کیا گیا ۔

دعائے شکرانہ | ۶ مئی کو مختلف مذاہب کی عبادتگاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی طلبہ مدارس اور طالبات کے درمیان مٹھائی اور ملک معظم و ملکہ معظمہ کی تصویریں تقسیم کی گئیں - غرباء و مساکین کو کھانا کھلایا گیا - کوڑھی خانہ میں کوڑھیوں کو دعوت دی گئی - ڈپٹی کمشنر کے دفتر کے عظیم الشان احاطے میں میلا لگا جس کے پروگرام میں مختلف قسم کے ورزشی و

سلور جوبلی گروپ میونسپل کمیٹی روپڑ



بیٹھے ہوئے } لالہ نتھو رام میونسپل کمشنر + شیخ رحم الٰہی - سید سردار علی بی اے نائب صدر + ایم آر بھڈے اسکوائر ایس - ڈی - او صدر بلدیہ + شیخ رحمت الٰہی سینئر نائب صدر + چودھری تیج پال بی - اے - ایل - ایل - بی + صوبے دار شیر سنگھ - ای - او روپڑ +

تفریحی طفیل شامل تھے۔ جوبلی کی خوشی میں ایک سکاؤٹ ریلی ہوئی۔ ڈپٹی کمشنر انبالہ نے سکاؤٹوں کی سلامی لی۔ رات کو تقریباً ہر مکان میں چراغاں کیا گیا۔

جوبلی دربار انبالہ سلور جوبلی میٹی کے فیصلے کے مطابق خان بہادر عبدالعزیز صاحب کمشنر انبالہ ڈویژن کی صدارت میں ایک جوبلی دربار منعقد ہوا۔ جس میں کمشنر صاحب نے فرمایا۔

"ملک معظم و ملکۂ معظمہ تیس برس پہلے شہزادۂ ویلز اور شہزادی ویلز کی حیثیت سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ ان کے لئے چک لالہ میں ایک عظیم الشان فوجی ریویو کا انتظام کیا گیا تھا۔ جب انہوں نے سپاہیوں کے کرتب بچشمِ خود ملاحظہ فرمائے تو وہ اہلِ ہند کے سود و بہبود میں جو دلچسپی لیتے تھے۔ اس میں پہلے سے کہیں زیادہ اضافہ ہو گیا۔ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ جب شہزادہ اور شہزادی چک لالہ میں اترے تو مجھے ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ میں اپنے اس تجربے کی بناء پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ شہزادے اور شہزادی کو اہلِ ہند سے بڑی محبت تھی۔ ۱۹۱۱ء میں دربارِ تاجپوشی کے سلسلے میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی دہلی میں آمد ایک تاریخی واقعہ ہے۔ ملک معظم نے ہر موقع پر اس ملک کے جملہ باشندوں سے اپنی انتہائی محبت کا اظہار کیا ہے۔ لہٰذا سلور جوبلی کے اس مبارک موقع پر ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے قول اور فعل دونوں سے یہ ثابت کر دیں کہ ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی ذات گرامی سے ہماری وفاداری مسلم ہے۔ اگرچہ جوبلی فنڈ کے لئے رقم جمع کرنا ایک نہایت اعلیٰ کام ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ کام دراصل ہماری مختلف النوع سرگرمیوں کا ایک حصہ ہے۔ آج صبح سے اس ڈویژن میں جو چالیس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ جشن جوبلی کا آغاز ہوگا، ہماری یہ خواہش ہے کہ تمام باشندے اس جشن کو اس طرح منائیں کہ مدت العمر یادگار رہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس مبارک موقع پر ملک معظم و ملکۂ معظمہ کے طویل اور کامیاب دورِ حکومت پر مبارکباد دیتے ہوئے میں تمام حاضرین کے دلی جذبات کا اظہار کر رہا ہوں"۔

کپتان دلیپ سنگھ ساکن رہتک اور لفٹنٹ چندن سنگھ ساکن گوڑگاؤں نے ہندستانی پنشنر فوجی افسروں کی طرف سے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ

"ہم ملک معظم و ملکۂ معظمہ اور ان کی حکومت کے لئے جان و مال نثار کرنے کو تیار ہیں"۔

دربار میں سردار صاحب کرنل رام سنگھ ساکن شہزادپور نے مسس ستلج چیفس الیسوی ایشن

کی طرف سے سلور جوبلی کے مبارک موقع پر ملک معظم کی خدمت میں ارسال کرنے کے لئے ایک پیغام پیش کیا اور ایسوسی ایشن کے ارکان کی وفاداری کا یقین دلایا۔ کمشنر صاحب نے متعدد سرکاری وغیر سرکاری اصحاب کو جوبلی کے تمغے عطا کئے۔ دربار میں تقریباً پانسو سرکاری وغیر سرکاری معززین شامل تھے ۔

جوبلی میلا سہ پہر کو جوبلی میلا لگا جس کے پروگرام میں مختلف قسم کے تفریحی و ورزشی آئیٹم شامل تھے۔ ایک عظیم الشان ڈنر ہوا۔ جس میں کثیر التعداد مہمانوں نے شرکت کی۔ شام کو نہایت اعلیٰ پیمانے پر چراغاں کیا گیا اور آتشبازی چھوڑی گئی۔ شہر میں ایک علاحدہ میلا لگا۔ انعامات تقسیم کئے گئے اور آتشبازی چھوڑی گئی ۔

شہزادپور سلور جوبلی کے انتظامات کے لئے شہزادپور میں متعدد سب کمیٹیاں بنائی گئیں ۶ مئی کو عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی اور مختلف قسم کے کھیل تماشے ہوتے رہے۔ ۵ مئی سے جوبلی میلا شروع ہوا۔ میلے کو کامیاب بنانے میں شیخ خلیل الرحمن صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز نے خاص طور پر حصہ لیا۔ قصبے کے مکانات میں چراغاں کیا گیا اور ۶ مئی کو آتشبازی چھوڑی گئی۔ اس کے بعد شیخ صاحب موصوف نے میجک لالٹین کے ذریعے سے لکچر دیا ۔

بھورہ والا میں جشن جوبلی ۷ مئی کو چودھری رتن سنگھ صاحب نائب تحصیلدار نرائن گڑھ کے زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں ملک معظم سے وفاداری اور جوبلی سے متعلق امور کی بابت چند قراردادیں منظور کی گئیں۔ حاضرین میں راؤ نور محمد صاحب ذیلدار بھورہ والا۔ راؤ فرزند علی خاں جاگیردار۔ راؤ محمد امین خاں سفید پوش اور راؤ محمد شفیع خاں نمبردار وغیرہ اصحاب شریک تھے ۔

رائے پور رانی میں جشن جوبلی ۶ مئی کو مختلف عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ ۷ مئی کو غربا و مساکین کو کھانا کھلایا گیا۔ طلبہ و اساتذہ پر مشتمل ایک شاندار جلوس نکلا۔ راستے میں اہم مقامات پر جلوس رک جاتا اور وہاں طلبہ و اساتذہ نظمیں پڑھتے اور لکچر دیتے تھے۔ قصبے میں ایک بیبی شو Baby Show. بھی منعقد ہوا۔ شام کو ڈاکٹر چودھری بلدیو سنگھ کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا۔ پہلے لالہ جگن ناتھ صاحب سود ہیڈ ماسٹر نے تقریر کی۔ اور مولوی ظہور احمد عباسی نسیمی نے ایک نظم پڑھی اس کے بعد ہری سنگھ صاحب سب انسپکٹر امداد باہمی نے لکچر دیا۔ آخر میں جناب صدر نے ایک تقریر فرماتے ہوئے ملک معظم کے دور حکومت کی برکات پر روشنی ڈالی۔ اور حاضرین کو سلطنت برطانیہ کا وفادار رہنے کی تلقین کی۔ یہاں سلور جوبلی کے انتظامات



راؤ فرزند علی خاں جاگیردار بھوریوالہ (انبالہ)



شیخ خلیل الرحمن فاروقی اے۔ ڈی۔ آئی ضلع انبالہ



لالہ ترلوک چند اے ڈی آئی سکولز

کرنال

کے سلسلے میں جو انتظامیہ کمیٹی بنائی گئی تھی۔ اُس کے ارکان میں لالہ جگن ناتھ صاحب سود ہیڈ ماسٹر مڈل سکول + ڈاکٹر چودھری بلدیو سنگھ ہیڈ میڈیکل افسر + چودھری ہری سنگھ سب انسپکٹر محکمہ امداد باہمی + لالہ دلیپ راج سیکنڈ ماسٹر۔ لالہ مانک رام سابق ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ انبالہ + لالہ حکم چند بازار چودھری اور لالہ پرمانند ساہوکار شامل تھے ؛

رتور | ۶ مئی کو موضع رتور تحصیل نرائن گڑھ میں منشی رحمت اللہ ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول رتور نے منادی کرائی کہ گاؤں والے آج رات کو روشنی کریں اور شام کو جلسے میں تشریف لائیں چنانچہ شام کو چراغاں کیا گیا اور آتش بازی چھوڑی گئی۔ مدرسے کے صحن میں اساتذہ، طلبہ اور مقامی باشندوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں ہیڈ ماسٹر صاحب نے سلور جوبلی کی غرض غایت اور برطانوی راج کی برکات پر تقریر کی۔ دوسرے روز ۷ مئی کو لوئر مڈل سکول کے طلبہ و اساتذہ بصورت والہ کے جلسے میں شامل ہونے کے لئے جلوس کی صورت میں روانہ ہوئے ؛

حمید پور | ۶ مئی کی شام کو قصبے کی تقریباً تمام عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ اور خاص طور پر مدرسہ حمید پور کی عمارت اور ذیلدار راؤ محمد اسمٰعیل خان صاحب رئیس کی قیامگاہ پر خوب روشنی کی گئی۔ ۷ مئی کو راؤ محمد اسمٰعیل خانصاحب کے زیر صدارت مدرسے کی عمارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس کے بعد کشتیاں اور دوسرے کھیل تماشے ہوئے ؛

نتح گڑھ | پنڈت سادھو رام ہیڈ ماسٹر مڈل سکول نتح گڑھ تحصیل نرائن گڑھ کے زیر قیادت مڈل سکول کی عمارت میں مقامی اور نواحی دیہات کے طلبہ و اساتذہ نے نہایت شان و شوکت سے جشن جوبلی منایا۔ اس کے پروگرام میں متعدد امور شامل تھے۔ ۷ مئی کو غرباء میں کھانا تقسیم کیا گیا۔ اور چودھری رتن سنگھ صاحب نائب تحصیلدار کے زیر صدارت جوبلی کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جو طلبہ کھیل میں آگے اور جو پہلوان کشتی میں کامیاب رہے۔ اُنہیں راؤ فرزند علی خاں جاگیردار بھورلوالہ نے مناسب انعامات عطا کئے۔ مدارس کے طلبہ میں لڈو اور ملک معظم کی تصویر والے رومال تقسیم کئے گئے ؛

مورنی | ۶ مئی کو سردار گوربخش سنگھ میڈیکل افسر کی صدارت میں آس پاس کے دیہات اور مقامی باشندوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ۷ مئی کے لئے جوبلی کا پروگرام مرتب کیا گیا۔ ۷ مئی کو طلبہ۔ اساتذہ اور عام باشندوں نے ایک جگہ جمع ہو کر متفقہ طور پر یونین جیک کو سلامی دی۔ طلبۂ مدارس نے ملک معظم کی شان میں نظمیں پڑھ کر سنائیں اور مختلف اصحاب نے جوبلی کی اہمیت اور ملک معظم کے دورِ حکومت کی برکات پر تقریریں کیں ؛

بڑا گاؤں | ۷ مئی کو ٹھاکر ٹھگ چند کی صدارت میں مدرسہ بڑا گاؤں کے طلبہ۔ اساتذہ اور دوسرے

باشندوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ٹھیکہ سنگھ نمبردار۔ بابو آسا رام اور دوسرے معتقدر اصحاب نے شرکت کی ؛

لاہا ۶ مئی کو راؤ غلام صابر خاں نمبردار رئیس لاہا کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ملک معظم کے دَورِ حکومت کی برکات اور جوبلی سے تعلق رکھنے والے دوسرے امور کی بابت پُرزور تقریریں کی گئیں۔ اس کے بعد مختلف قسم کے کھیل ہوئے۔ طلبہ میں انعامات اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ یہاں تقریباتِ جوبلی کو کامیاب بنانے میں پنڈت ہری رائے شرما ہیڈ ماسٹر مدرسہ لاہا نے خاص طور پر نمایاں حصہ لیا ؛

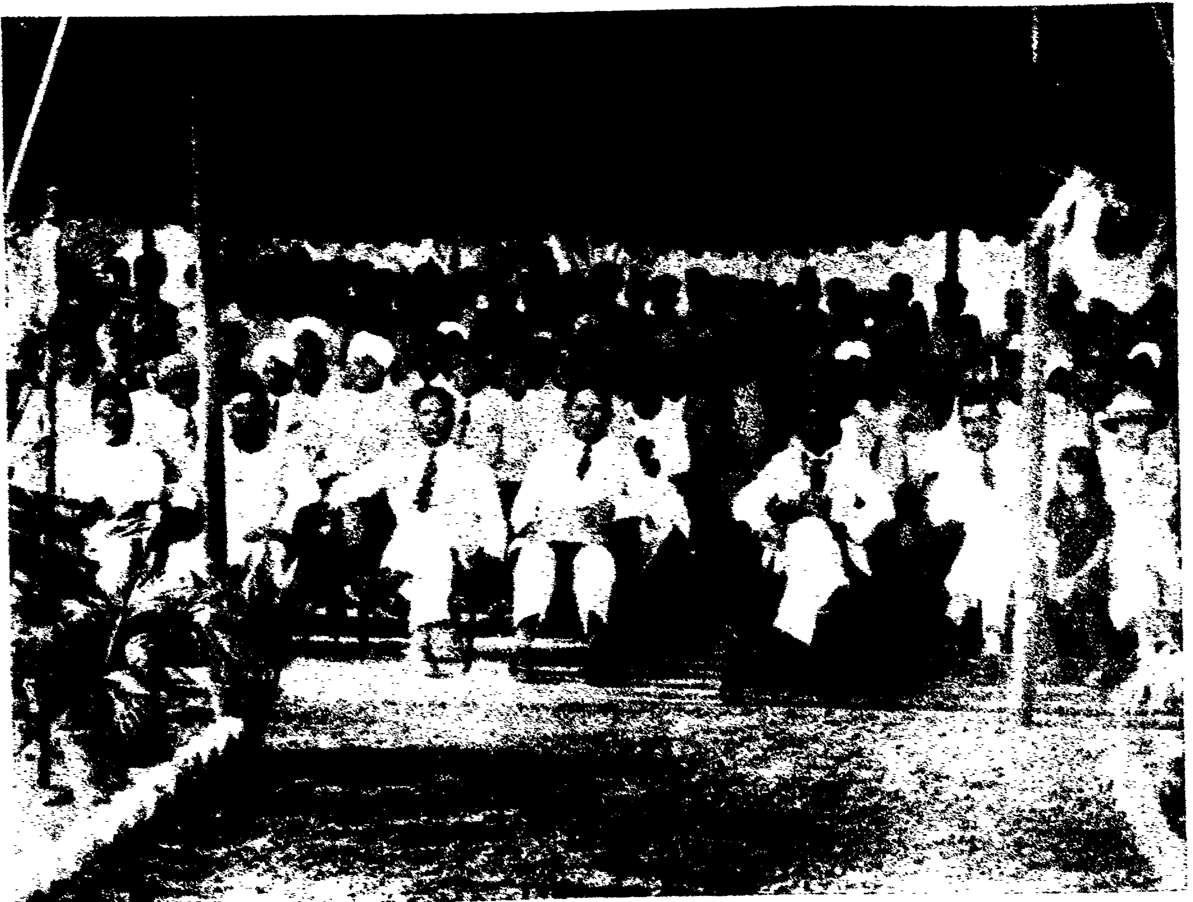
دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی تحصیل انبالہ۔ کھرڑ۔ جگا دھری۔ روپڑ اور نارائن گڑھ کے دیہاتی مرکزوں سے جو اطلاعات موصول ہوتی ہیں۔ اُن سے واضح ہوتا ہے کہ ان مقامات پر سلور جوبلی کی تقریبات بڑی دھوم دھام سے منائی گئیں۔ متعدد مقامات پر جلسے منعقد ہوئے اور جلوس نکالے گئے۔ جلسوں اور جلوسوں کے علاوہ دیہاتی کھیل تماشے ہوئے۔ چراغاں کیا گیا اور آتشبازی چھوڑی گئی ؛

ضلع کرنال کی تقریبات

ابتدائی جلسہ تقریباتِ جوبلی کے متعلق غور و فکر کرنے کے لئے پہلا جلسہ ۱۰ فروری ۱۹۳۵ء کو خانصاحب خان احمد حسین خاں ڈپٹی کمشنر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جناب صدر نے جلسے کے مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے چندے کی اپیل کی۔ جلسے میں ۱۷ ہزار روپے کے وعدے کئے گئے۔ علاوہ ازیں چندہ جمع کرنے کے لئے ایک ڈسٹرکٹ کمیٹی بنائی گئی اور تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں سب کمیٹیاں مقرر کی گئیں۔ اگرچہ اس ضلع کے باشندے زیادہ دولت مند نہیں۔ لیکن اس کے باوجود جوبلی فنڈ کے لئے ۴۵ ہزار روپے جمع ہو گئے ؛

۶-۷ اور ۸ مئی کی تقریبات اصل تقریب کا آغاز ۶ مئی کو شروع ہوا۔ مقامی مدارس کے طلبہ علی الصبح گورنمنٹ ہاؤس سے جلوس کی صورت میں روانہ ہوئے۔ جلوس کے آگے آگے سکاؤٹ بینڈ بج رہا تھا۔ ½۸ بجے صبح ڈپٹی کمشنر صاحب کے زیرِ صدارت گورنمنٹ ہائی سکول میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر و ترقیٔ اقبال کی دعاؤں کے بعد بہت سے طلبہ نے جوبلی کے اعزاز میں نظمیں پڑھیں اور دوسرے اصحاب نے شاندار تقریریں کیں۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے سکول کے بڑے ہال کی بیرونی دیوار پر جوبلی کی یادگار میں سنگِ مرمر کی

اراکین سلور جوبلی کمیٹی ضلع کرنال



مسز بگیلے - مسٹر بگیلے ایگزیکٹو انجینئر - خان بہادر شیخ دین محمد سشن جج - خان صاحب احمد حسن خان ڈپٹی کمشنر - مسٹر بخت یار علی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس - نواب محمد ابراہیم علی خاں آف کنجپورہ - نواب محمد سجاد علی خاں آف کرنال -

بتقریب سلور جوبلی ضلع حصار ارکانِ "سرقہ دل" منعقدہ بمقام حصار بتاریخ ۲۳-اپریل سنہ ۱۹۳۵ء
زیر اہتمام انٹرنیشنل بوگس تھیئٹرز ان لمیٹڈ حصار
شرکائے کھیل تمام احکامِ ضلع ہیں۔ جن کے ناموں کی تفصیل علیحدہ دی گئی ہے۔



ارکان "سرقہ دل" منعقدہ بمقام حصار بتاریخ ۲۳- اپریل ۱۹۳۵ء زیر اہتمام انٹرنیشنل بوگس تھیئٹرز ان لیمیٹڈ حصار

کھڑے ہوئے صف اول :- بی محمد - ذوالفقار - کرشن - مدن (جماعت) + لیاقت حسین میونسپل سکرٹری (منگیتر) + پی - ایم - وید پبلک پراسیکیوٹر (اردلی) + مسٹر شرف سب انسپکٹر [illegible] (منگیتر) +
کیلاش - چمن - فرحت - عطا محمد (جماعت) +

کھڑے ہوئے صف دوم :- احتشام الحق ایکسائز انسپکٹر (چوبدار) بلدیو سنگھ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ڈیری فارم (سپاہی) امتیاز حسین ڈی ایس فارم (ماہر امراض قلب) + پنڈت [illegible] (پنڈت) + مسٹر [illegible]
سکولز (کمپونڈر ہسپتال) + متھرا لال چودھری ریونیو اسسٹنٹ (منیجر) + آئی - ای - جونز اسکوائر آئی - سی - ایس - ڈپٹی کمشنر (سررشتہ دار) + مسٹر حکم چند تحصیلدار [illegible]
عطر سنگھ بی - ایس - آر (گواہ) + پی ایس اڈوانی ڈسٹرکٹ انجینئر (گواہ) + ایل ایس سیگول ماہر تحریرات (وکیل) + بی - ایس [illegible] (ڈاکٹر مُنیک) + رسال سنگھ سب انسپکٹر [illegible]

بیٹھے ہوئے - کرسیاں :- سوتری پرشاد ای - اے - سی (سیسر) + مشتاق احمد ای - اے - سی (سرکاری وکیل) + ایم - ڈی - شروانی - پلیڈر (رت بھرتی) + محمد عالم ای - اے - سی (اسیسر) + [illegible]
سینٹ ڈپٹی کمشنر (عدیم و شہرت) + جے - ڈی - قریشی بیرسٹر ایٹ لا (جج) + آر - ایف - نیل پولیس کپتان (پھول جھڑی) + مسز نیل (اسیسر) + بی - کے نہرو آئی - سی - ایس
(دل بہاری) - ان - ایل - منچندہ - رائے صاحب ای - اے - سی (وکیل ملزم) + مہندر سنگھ ای - اے - سی (اسیسر) +

بیٹھے ہوئے - فرش :- ایم عبید اللہ بیڈ ماسٹر (ہیجوی) + ... مظفر - خوشحال - اشوک - منوہر (جماعت) + بی - کے - وید (قیدی) + غفور - گربخش - دین - شیر محمد (جماعت) + [illegible] (جوگی) +

ایک تختی نصب کی۔ غرباء کو کھانا کھلایا گیا۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور ہر طالب علم کو بادشاہ اور ملکہ کی تصویر دی گئی۔ شام کو سرکاری و غیر سرکاری عمارتوں میں روشنی کی گئی۔ ۷ مئی کو مختلف قسم کے کھیل تماشے ہوئے اور یونین جیک نصب کرنے کی رسم ادا کی گئی۔ ۷ اور ۸ مئی کو ایک عظیم الشان جوبلی میلے کا انعقاد عمل میں آیا۔ جھنڈا نصب کرنے کی تقریب میں شرکت کرنے کے لئے ضلع کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے چار سو سکاؤٹ موجود تھے۔ پولیس کا ایک دستہ بھی حاضر تھا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے سکاؤٹوں کی سلامی لی۔ جوبلی کی خوشی میں "کرنال تالاب" میں بھی چراغاں کیا گیا۔ اس موقع پر چراغاں دیکھنے کے لئے ہزارہا آدمی جمع تھے۔ پھر آتشبازی چھوڑی گئی جس کے خاتمے پر حاضرین نے نعرہ ہائے مسرت بلند کئے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے الکٹرک سپلائی کمپنی کے پاور ہاؤس کا افتتاح فرمایا۔

جوبلی دربار جوبلی کی خوشی میں ایک غیر رسمی دربار منعقد ہوا۔ جس کے دوران میں ڈپٹی کمشنر صاحب نے متعدد سرکاری افسروں اور غیر سرکاری لوگوں کو تمغے عطا کئے۔ اور کھیلوں کے مقابلے میں جیتنے والے اشخاص کو انعامات دئے۔ خانصاحب خان احمد حسین خاں صاحب نے دوسرے افسروں اور ضلع کے معززین کی امداد سے مختلف مقامات کے انتظاماتِ جوبلی کی خود نگرانی فرمائی۔

دیہاتی علاقوں میں تقریباتِ جوبلی تحصیل کرنال۔ پانی پت۔ کیتھل۔ تھانیسر وغیرہ کے دیہاتی علاقوں سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام مرکزی و دیہاتی مقامات پر جوبلی کی تقریبات نہایت شان و شوکت سے منائی گئیں۔ مختلف مقامات پر جلسے منعقد ہوئے جن میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کے حالاتِ زندگی اور ملک معظم کے دورِ حکومت کی برکات پر روشنی ڈالی گئی۔ دیہاتی کھیل تماشے ہوئے۔ چراغاں کیا گیا اور آتشبازی چھوڑی گئی۔

ضلع حصار کی تقریبات

افسروں کا ڈراما اور ابتدائی تیاریاں ضلع حصار میں قحط کے باوجود جوبلی کی مقررہ تاریخوں سے بہت پہلے جوبلی منانے کی تیاریاں بڑے اعلیٰ پیمانے پر شروع ہوگئیں۔ ضلع کے تمام حصوں میں جوبلی کے لائحہ عمل کو کامیاب بنانے کے لئے متعدد ماتحت کمیٹیاں مقرر کر دی گئی تھیں۔ مہابیر ڈرامائک کلب نے سلور جوبلی فنڈ کی امداد کے لئے "ہریش چندر" کا تماشا کیا۔ جس سے

پانسو روپے آمدنی ہوئی۔ اسی طرح جوبلی فنڈ کی امداد کے لئے ڈرامیٹک ممبروں نے باہم مل کر ۲۲ اپریل کو ایک تماشا کیا۔ جس میں پارٹ لینے والوں میں مسٹر آئی۔ ای جونز ڈپٹی کمشنر Mr. I. E. Jones مسٹر اے۔ ڈی قریشی بار ایٹ لا۔ مسٹر ایس ایم۔ حق سیشن جج۔ لالہ ساونری پرشاد ای۔ اے۔ سی۔ مسٹر نیل سپرنٹنڈنٹ آف پولیس Mr. Neal. Supdt. of Police مسٹر وید پبلک پراسیکیوٹر۔ خان ظفر عالم ای۔ اے۔ سی اور پنڈت رام داس ڈی۔ آئی۔ ایس اور رائے صاحب نند لال منجندہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ تماشائیوں نے اظہار خوشنودی کی غرض سے " ایکٹروں " کو علٰحدہ علٰحدہ کپ اور تمغے بطور انعام عطا کئے۔ اس تماشے کی کامیابی بڑی حد تک لالہ نتھو لال پوری ریونیو اسسٹنٹ کی کوششوں کی رہین منّت ہے ؎

خواتین نے جشن جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی ایک علٰحدہ سب کمیٹی مقرر کی ؎

شہر حصار میں جشن جوبلی ۶ مئی کو مختلف مقامات پر دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ برطانوی جھنڈا لہرایا گیا۔ دن بھر کھیل تماشے ہوتے رہے۔ شام کو چراغاں کیا گیا اور رات کو آتشبازی چھوڑی گئی۔ اسی طرح ۷ اور ۸ مئی کو بھی متعدد تقریبات ادا کی گئیں ؎

بھوانی ۸ مئی کو یہاں ایک جوبلی میلہ لگا۔ طلبہ کے کھیلوں کے بعد رقص و سرود کی محفل گرم ہوئی۔ اس کے بعد اونٹوں کی دوڑ۔ گھڑ دوڑ اور کشتی ہوئی۔ سرکس دکھایا گیا۔ میلے میں تقریباً بیس ہزار آدمیوں نے شرکت کی۔ مسٹر آئی۔ ای جونز ڈپٹی کمشنر حصار نے میونسپل سلور جوبلی پارک کے افتتاح کی رسم ادا کی۔ ۹ بجے شب کو ایک دربار کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں پانسو روپے کے انعامات تقسیم کئے گئے۔ تین رات پورے شہر میں روشنی ہوتی رہی۔ شعراء کا مقابلہ بھی ہوا۔ اس علاقے میں جوبلی کے تمام انتظامات کی باگ ڈور تحصیلدار صاحب کے ہاتھوں میں تھی ؎

دیہاتی علاقوں میں تقریبات جوبلی تحصیل حصار۔ ہانسی۔ بھوانی۔ فتح آباد اور سرسہ کے علاقوں سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقریباً تمام دیہاتی مرکزوں میں بڑی شان و شوکت سے تقریباتِ جوبلی منائی گئیں۔ اس سلسلے میں جلسے منعقد ہوئے۔ جن میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کے حالاتِ زندگی بیان کئے گئے۔ مختلف مقامات پر جلوس نکالے گئے۔ سرکاری و غیر سرکاری عمارتوں میں روشنی کی گئی۔ دیہاتیوں کے کھیل تماشے ہوئے۔ طلبۂ مدارس میں کھیلوں کے مقابلے ہوئے۔ تعلیمی اداروں میں طلبہ و اساتذہ کے جلسے ہوئے۔ جن میں ملک معظم کی شان میں نظمیں پڑھی گئیں۔ جوبلی کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی۔

ضلع حصار کی تقریباتِ سلور جوبلی کے صدور و ناظم صاحبان

کھڑے ہوئے } شیخ محمد اسمٰعیل + بابو کنج لال پلیڈر + چوہدری آسا رام سکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ + پنڈت مہاراج نرائن رازدان ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز + مسٹر ڈوانی ڈسٹرکٹ انجینئر + مسٹر ناتھو مجیٹھ
اسسٹنٹ - ڈی قریشی بیرسٹر + مسٹر بی ایس بدھوار بیرسٹرایٹ لا + مولوی محمد شریف پلیڈر + شیخ عبید اللہ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول + میر لیاقت حسین سکرٹری +

بیٹھے ہوئے } بی ایم دیدہ سرکاری وکیل + چوہدری بلدیو سنگھ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ فارم + صوبیدار پنڈت حکم چند تحصیلدار + خان ظفر علی پی سی ایس - رائے بہادر
پنڈت جواہر لال بھارگو ایم ایل اے - ای جونس آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر + مسٹر ایس ایم حق سشن جج + لالہ تشو رام پی سی ایس + لالہ جوتی پرشاد پلیڈر +
چوہدری مشتاق احمد پی سی ایس - رائے صاحب ڈاکٹر ایم - جے ٹھاکر ڈی ایم - او - ایچ +

۱۰۔ برطانوی راج کی برکات پر تبصرہ کیا گیا۔

ضلع رہتک کی تقریبات

ابتدائی تیاریاں | فروری ۱۹۳۵ء میں ۲۲ سرکاری حکام اور غیر سرکاری ارکان پر مشتمل ایک ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی بنائی گئی جس کے صدر مسٹر ایم۔ آر سچدیو آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر اور سکرٹری لالہ راج کنور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مقرر کئے گئے۔ ۲۴ اپریل اور اس کے بعد کی تاریخوں میں جوبلی ٹینس ٹورنامنٹ ہوا۔ ۲۸ اپریل کو گرلز ہائی سکول میں طالبات نے ڈراما کیا۔ ۳ مئی کو ہوائی سینڈ میں امیچور کلب Amateur Club نے ڈراما کیا۔ ۴ مئی کو سپیشل فنیگ ڈے منایا گیا۔ ۵ مئی کی سہ پہر کو کشتیاں ہوئیں۔ اور رات کو ایک زبردست مشاعرہ ہوا۔ جس میں ضلع بھر کے شاعروں نے حصہ لیا۔

۶ اور ۷ مئی کی تقریبات | صبح کو تمام عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ ۷ بجے صبح پولیس کی پریڈ ہوئی۔ اور کالج اور مدارس کے طلبہ کا ایک عظیم الشان جلوس نکلا جس نے شہر کے خاص بازاروں اور شاہراہوں کی گشت کی۔ جلوس کے ساتھ برطانوی جھنڈے اور چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں بھی تھیں۔ ۹ بجے دن کو طلبہ و طالبات میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ جو ریٹائرڈ فوجی افسر پریڈ میں شرکت کرنے کے لئے آئے تھے۔ انہیں سولجرز ہوم میں ناشتہ کرایا گیا۔ غربا اور مساکین کو کھانا کھلایا گیا۔ ۹½ بجے سے ۱۱ بجے دن تک اور ۴ بجے شام سے ۶ بجے شام تک میلہ لگا۔ ۶ بجے سے ۷ بجے شام تک سکاؤٹ ریلی ہوتی رہی۔ رات کو چراغاں کیا گیا۔ ۸ بجے شب کو ڈسٹرکٹ بورڈ گارڈن میں موسیقی کا جلسہ ہوا اور شعبدہ بازوں اور بازیگروں نے تماشے دکھائے۔ دس بجے رات کو لڈو والا تالاب میں آتشبازی چھوڑی گئی۔ ۱۱ بجے شب کو ڈسٹرکٹ بورڈ گارڈن میں موسیقی کا جلسہ ہوا۔ ۷ مئی کو ۷ بجے صبح سے ۱۱ بجے دن اور شام کو ۴½ بجے سے ۵½ بجے تک میلہ لگا رہا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے ٹاؤن ہال میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی تصویروں کی رسم نقاب کشائی ادا کی۔ اور کمیٹی کے ارکان نے پھل اور چائے وغیرہ سے حاضرین کی تواضع کی۔ ڈسٹرکٹ بورڈ گارڈن میں تقسیم انعامات کا جلسہ ہوا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے متعدد اصحاب کو جوبلی کے تمغے عطا کئے۔ کالج کے احاطے میں لوکل گورنمنٹ کالج کی طرف سے موسیقی کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔

دیہاتی علاقوں میں تقریبات جوبلی | ۶ مئی کو سلور جوبلی کی تقریبات کے سلسلے میں ایم۔ بی سکول کی عمارت

میں پنڈت رشی پرکاش کے زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں موقع کے مطابق دلآویز نظمیں پڑھی گئیں۔ گانے گائے گئے اور تقریریں ہوئیں۔ جناب صدر نے برطانوی راج کی برکات پر روشنی ڈالی۔ مسٹر مہدی حسین ہیڈ ماسٹر نے ایک پُر زور تقریر کے ذریعے سے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ دوسرے روز صبح کو مدرسے کی عمارت میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ اسی طرح تحصیل جھجھر اور کوہانہ کے صدر مقامات پر طلبا، مدارس، اساتذہ اور مقامی باشندوں نے بڑی شان وشوکت سے تقریبات جوبلی منائیں۔ ضلع کے تقریباً تمام دیہاتی علاقوں سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقامی حالات کے مطابق ضروری ترمیم کے ساتھ کم وبیش ضلع کے تمام حصوں میں جوبلی کے پروگرام پر عمل کیا گیا۔

تقریباتِ جوبلی میں تعلیمی اداروں کا حصہ ضلع کے تقریباً تمام تعلیمی اداروں نے ملک معظم کی سلور جوبلی کے جشن میں پورا پورا حصہ لیا۔ ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی کے علاوہ ضلع کے مختلف حصوں میں اٹھارہ سب کمیٹیاں مقرر کی گئی تھیں۔ جن کے سکرٹری مقامی مڈل اور ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان بنائے گئے تھے۔ جہاں جہاں یہ کمیٹیاں قائم تھیں۔ وہاں کے اساتذہ و طلبہ نے مقامی باشندوں کے ساتھ مل کر تقریباتِ جوبلی کو کامیاب بنانے میں پورا پورا حصہ لیا۔ جن مقامات پر یہ کمیٹیاں موجود نہ تھیں۔ وہاں کے مدارس نے بھی مقامی حالات کے مطابق جشن جوبلی کے پروگرام پر پوری طرح عمل کیا۔ دیہاتی مرکزوں کے مدارس میں طلبہ کے جلوس نکلے۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ کبڈی اور کشتی کے مقابلے ہوئے۔ چراغاں کیا گیا اور جلسے منعقد ہوئے۔ جوبلی کی یادگار میں ضلع کے اکثر مدرسوں کے احاطوں میں درخت لگائے گئے۔ سلور جوبلی فنڈ کے لئے چندہ جمع کرنے میں دیہاتی مدارس نے پوری پوری مدد کی۔ دیہاتی کھیل۔ جلوس۔ ڈرامے۔ ٹورنامنٹ۔ کشتی اور تقسیم انعامات کی نگرانی چودھری دیوا سنگھ ایم۔اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز نے فرمائی۔ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹرز آف سکولز۔ مدارس کے ہیڈ ماسٹروں۔ دوسرے اساتذہ اور طلبہ نے بھی تقریباتِ جوبلی کو کامیاب بنانے میں نمایاں حصہ لیا۔

جوبلی کے تمغے پانے والے اصحاب حسب ذیل سرکاری وغیر سرکاری اصحاب کو جوبلی کے تمغے عطا کئے گئے:۔

(۱) لالہ کرپارام رئیس چھچھرہ تحصیل جھجھر۔ (۲) لالہ جانکی داس رئیس بیری تحصیل جھجھر۔ (۳) شیخ محمد اسحاق بیوپاری گنور تحصیل سونی پت۔ (۴) لالہ لیشیشر ناتھ آنریری مجسٹریٹ رہتک۔ (۵)

لفٹننٹ رندھیر سنگھ بدلی تحصیل جھجر۔ (۶) لالہ رامیشور داس رئیس و آنریری مجسٹریٹ بیری تحصیل جھجر۔ (۷) پیر پران ناتھ مہنت آف پوہر تحصیل رہتک۔ (۸) لالہ بہاری لال رئیس رہتک۔ (۹) حافظ عبدالرحمٰن ساکن کلانور تحصیل رہتک۔ (۱۰) لالہ شب دیال صدر میونسپل کمیٹی رہتک۔ (۱۱) سردار بہادر کیپٹن دلیپ سنگھ آنریری مجسٹریٹ رہتک۔ (۱۲) رائے بہادر چودھری چھوٹو رام ایم۔ ایل۔ سی ایڈوکیٹ رہتک۔ (۱۳) کیپٹن رائے بہادر چودھری لال چند او۔ بی۔ ای۔ ایم۔ ایل۔ اے ایڈوکیٹ رہتک۔ (۱۴) رائے صاحب صوبیدار کیپٹن مہر سنگھ سب رجسٹرار جھجر۔ (۱۵) میر مہربان علی رئیس کھرکھودا تحصیل رہتک۔ (۱۶) خانصاحب چودھری محمد شفیع علی خاں آنریری مجسٹریٹ رہتک۔ (۱۷) خانصاحب شیخ محمد صادق آنریری مجسٹریٹ سونی پت۔ (۱۸) خان مشتاق علی خاں آنریری مجسٹریٹ چھچھکوٹھ تحصیل جھجر۔ (۱۹) رائے صاحب چودھری نول سنگھ ایڈوکیٹ رہتک۔ (۲۰) چودھری بھوپال سنگھ ذیلدار جاکھولی تحصیل سونی پت۔ (۲۱) چودھری سری رام ذیلدار سارنگھال گوہانہ۔ (۲۲) رائے صاحب چودھری گھاسی رام اہولانہ تحصیل گوہانہ۔ (۲۳) رائے صاحب چودھری دریاؤ سنگھ آنریری مجسٹریٹ مہم تحصیل گوہانہ۔ (۲۴) چودھری ٹیک چند ذیلدار ساکن رسان تحصیل رہتک۔ (۲۵) سردار بہادر کیپٹن ہنونت سنگھ ساکن بیری ایم۔ بی۔ ای تحصیل جھجر۔ (۲۶) کیپٹن ٹوڈر سنگھ ساکن جبرانہ تحصیل گوہانہ۔ (۲۷) لفٹننٹ فرزند علی خاں ساکن کلانور تحصیل رہتک۔ (۲۸) رسالدار دیوت رام ساکن برودہ تحصیل گوہانہ۔ (۲۹) صوبہ دار ہنس راج سب رجسٹرار سونی پت۔ (۳۰) راؤ بہادر صوبیدار میجر کہری سنگھ سب رجسٹرار رہتک۔ (۳۱) پنڈت سیے دیو اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز۔ (۳۲) لالہ ٹہل رام محکمہ زراعت پنجاب۔

ضلع گوڑگاؤں کی تقریبات

ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی | سلور جوبلی کے انتظامات کے لئے حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک سنٹرل کمیٹی بنائی گئی:۔

(۱) ڈپٹی کمشنر (صدر) (۲) سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ (۳) افسر مال (سکرٹری) (۴) سکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ (جائنٹ سکرٹری) (۵) مہتمم خزانہ (خزانچی) (۶) ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس۔ (۷) ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول۔ (۸) چودھری محمد یسین خاں ایم۔ ایل۔ سی وکیل۔ (۹) راؤ

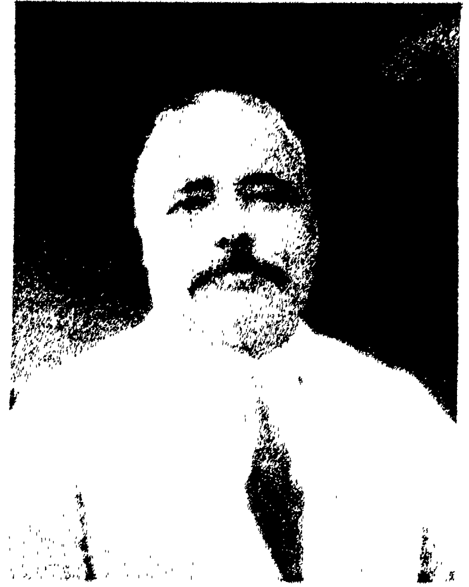
بھوپ سنگھ ایم ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی ۔ (۱۰) راؤ صاحب چودھری جگل کشور ۔ (۱۱) خانصاحب چودھری فرزند علی خاں او ۔ بی ۔ ای ۔ (۱۲) چودھری سمبیر سنگھ بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی (۱۳) خان بہادر صوبیدار میجر سردار محمد خاں ۔ (۱۴) چودھری مہتاب خاں ۔ (۱۵) پنڈت جیون لال ۔ (۱۶) مسٹر کیخسرو ۔ (۱۷) چودھری جسونت سنگھ (۱۸) لالہ منشی لال ۔ (۱۹) لالہ مادھو پرشاد ۔ (۲۰) حاجی سیٹھ عثمان ۔ (۲۱) راؤ بہادر کپتان بلبیر سنگھ او ۔ بی ۔ ای ۔

گوڑگاؤں | ۶ مئی کی صبح کو مختلف عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی ۔ یونین جیک لہرایا گیا اور اسے سلامی اُتاری گئی ۔ طلبۂ مدارس میں مٹھائی تقسیم کی گئی ۔ غرباء کو کھانا کھلایا گیا اور شام کو سرکاری وغیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا ۔ ۴ مئی سے ۷ مئی تک سکاؤٹوں کی ایک عظیم الشان ریلی ہوئی ۔ جس میں انہوں نے کرتب دکھائے ۔

ڈپٹی کمشنر صاحب کی صدارت میں متقدر باشندگان شہر کا ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا ۔ جس میں سلور جوبلی کی اہمیت اور ملک معظم کے دورِ حکومت کی برکات پر روشنی ڈالی گئی ۔

پلول | ۶ اور ۷ مئی کو پلول میں بڑی شان و شوکت سے سلور جوبلی منائی گئی ۔ ٹاؤن ہال اور مختلف عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی ۔ طلبۂ مدارس میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور غرباء و مساکین کو کھانا کھلایا گیا ۔ جوبلی کے اعزاز میں ٹاؤن ہال میں ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا جس میں ملک معظم کی شان میں پُر زور تقریریں کی گئیں ۔ مقررین میں پروفیسر رام جی لال ہیڈ ماسٹر یونائٹڈ ہائی سکول ۔ شیخ وحید الدین ۔ لالہ دونی چند اور دفعدار یعقوب علی کے اسمائے گرامی خاص اور پر قابلِ ذکر ہیں ۔ والی بال کا ایک میچ ہوا ۔ اول درجے کا انعام چودھری حکم چند کیپٹن گولڈن کلب کو دیا گیا ۔ جوبلی کے اعزاز میں پندرہ نظمیں پڑھی گئیں میونسپلٹی کی طرف سے بعض شاعروں کو تمغے عطا کئے گئے ۔ چودھری نول سنگھ صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز کی نگرانی میں ۷ مئی کو متعدد کھیل کھیلے گئے ۔ لالہ میاں لال سنگھ ڈپٹی کمشنر گوڑگاؤں نے سکاؤٹوں کی سلامی لی اور جوبلی کے انعامات تقسیم کئے ۔ قاضی محمد یقین صاحب صدر میونسپل کمیٹی اور لالہ موہن لال کی کوششوں سے شام کو قوالی ہوئی اور ڈرامہ کیا گیا ۔

نوح | ۶ مئی کی صبح کو بی ۔ ایم ہائی سکول کے اساتذہ اور طلبہ سکول کی مسجد میں جمع ہوئے ۔ اور دعائے شکرانہ ادا کی ۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے جوبلی کی اہمیت پر روشنی ڈالی ۔ یونین جیک لہرایا گیا اور سکاؤٹوں نے اُسے سلامی دی ۔ بعدہٗ لڑکوں کو مٹھائی عطا کی گئی ۔ ۷ مئی کو ایک جلوس نکلا جس نے شہر کی بڑی بڑی شاہراہوں پر گشت کیا ۔ ملک معظم و ملکۂ معظمہ کے



رائے بہادر دیال لال سنگھ ڈپٹی کمشنر
گوڑگاؤں



ایس ایف ڈین اسکوائر ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز شملہ



مسٹر اے ایم صاحب سکرٹری سلور جوبلی کمیٹی دہلی

حالاتِ زندگی کے متعلق پبلک میں رسائل تقسیم کئے گئے۔ ۶ مئی کی شام کو کبڈی کے میچ۔ رسّہ کشی اور کشتی کے مقابلے ہوئے۔

ریواڑی | ٹاؤن ہال میں ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا جس میں طلبۂ مدارس۔ اساتذہ اور مقامی معززین شامل تھے۔ ملک معظم و ملکۂ معظمہ کے حالاتِ زندگی اور ملک معظم کے عہدِ سلطنت کی برکات پر تقریریں کی گئیں۔ بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ۶۔ ۷ اور ۸ مئی کو تمام سرکاری اور میونسپل عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ مسٹر ایچ۔ ایس اقبال حسین کی صدارت میں ایک مشاعرہ ہوا۔ کبڈی کا ایک زبردست میچ ہوا۔ علاوہ بریں رسّہ کشی کا مقابلہ بھی ہوا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے جیتنے والوں کو انعام عطا فرمائے۔

اسی طرح فیروزپور جھرکہ اور بلب گڑھ سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں بھی جوبلی کی تقریبات نہایت شان و شوکت سے منائی گئیں۔

دیہاتی علاقوں کی تقریبات | تحصیل گوڑگاؤں۔ فیروزپور جھرکہ۔ نوح۔ پلول۔ ریواڑی اور بلب گڑھ کے تقریباً تمام دیہاتی مرکزوں میں جشنِ جوبلی بڑی شان سے منایا گیا۔ متعدد مقامات پر جلسے منعقد ہوئے جن میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کے حالاتِ زندگی بیان کئے گئے۔ اور ان کے دورِ حکومت کی برکات پر روشنی ڈالی گئی۔ بعض مقامات پر آتشبازی چھوڑی گئی اور اکثر مقامات پر چراغاں کیا گیا۔ طلبہ اور سکاؤٹوں کے دلچسپ کھیل ہوئے اور دیہاتیوں نے بھی بہت سے کھیل دکھائے۔

جشن جوبلی میں تعلیمی اداروں کا حصہ | اس ضلع میں ۶ مئی سے ۸ مئی تک سلور جوبلی منائی گئی۔ اس سے بہت پہلے طلبہ اور اساتذہ تیاریوں میں مصروف تھے۔ ضلع کے مدارس نے جوبلی کے سلسلے میں جو تقریبات منائیں ان کا مختصر خاکہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:۔

(۱) جن مدارس میں جونیئر ریڈ کراس سوسائٹیاں قائم تھیں۔ وہاں ریڈ کراس ڈے منایا گیا۔ اور جوبلی فنڈ کے لئے چندہ جمع کیا گیا۔ (۲) "فلیگ ڈے" کے موقع پر جوبلی کی جھنڈیاں فروخت کی گئیں۔ (۳) ایسے مقامات پر جہاں سکاؤٹ فوج کا صدر مقام تھا، جوبلی ہفتہ منایا گیا۔ اور یہ ہفتہ ۶ مئی کو ختم ہوا۔ (۴) پلول اور ریواڑی میں مقامی اور نواحی علاقوں کے سکاؤٹوں کے اجتماع منعقد ہوئے جن میں سکاؤٹوں نے کرتب دکھائے اور ملک معظم و ملکۂ معظمہ کے نام پیغام مبارکباد بھیجا گیا۔ ۸ بجے رات کو کیمپ فائر جلائی گئی۔ اور موقع کے اعتبار سے مناسب پروگرام پر عمل کیا گیا۔ دونوں مقاموں میں ڈسٹرکٹ سکاؤٹ کمشنر اور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سکاؤٹ کمشنر موجود تھے۔ (۵) ضلع کے صدر مقام میں ۴ مئی سے

۶ مئی تک ایک عظیم الشان سکاؤٹ ریلی ہوئی جس میں ہائی سکول۔ مڈل سکول اور پرائمری سکول کے سکاؤٹوں نے شرکت کی۔ (۶) ۶ مئی کی رات کو پہاڑیوں اور چوٹیوں پر الاؤ روشن کئے گئے اور مختلف مقامات پر کیمپ فائر جلائی گئی۔ (۷) جن جن مقامات پر سکول تھے۔ وہاں طلبہ مدارس اور دیہاتیوں کے کھیل ہوئے لیکن تحصیلوں کے اور خاص طور پر ضلع کے صدر مقامات پر ان تقریبوں کو بڑی شان و شوکت سے منایا گیا۔ (۸) ۶ مئی کی شام کو چراغاں کیا گیا۔ چنانچہ ضلع کے تمام مدارس کی عمارتوں کو خوب سجایا گیا اور ان میں روشنی کی گئی۔ (۹) ضلع بھر کے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ (۱۰) ریلی میں اچھا کام کرنے کے صلے میں طلبہ مدارس اور دیہاتیوں کو انعامات عطا کئے گئے۔ (۱۱) ۶ - ۷ اور ۸ مئی کو موقع و محل کے اعتبار سے ڈرامے کئے گئے۔ ضلع کے تعلیمی اداروں میں تقریباتِ جوبلی کی کامیابی کا انحصار بہت کچھ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز کی ذات پر رہا۔

راولپنڈی ڈویژن

ضلع گجرات کی تقریبات

عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ۶ مئی کی صبح کو مسجدوں۔ مندروں۔ گرجاؤں اور گردواروں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ اسی طرح پارسک گارڈن میں مختلف قوموں کے افراد نے متفقہ طور پر دعائے شکرانہ ادا کی۔ بعد میں طلبہ کے درمیان مٹھائی تقسیم کی گئی اور غربا اور قیدیوں کو کھانا کھلایا گیا۔ ہارس شو گراؤنڈ میں ایک بڑا میلہ لگا۔ جو دلہن کی طرح سجایا گیا۔ سہ پہر کو کبڈی وغیرہ مختلف قسم کے کھیل ہوتے رہے اور شام کو چراغاں کیا گیا۔ رات کو خان بہادر شیخ خورشید محمد ڈپٹی کمشنر کی سرپرستی میں ایک عظیم الشان مشاعرہ منعقد ہوا۔ کئی شاعروں نے ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی شان میں مدحیہ قصائد پڑھ کر سنائے۔ مشاعرے کے خاتمے پر ملک معظم و ملکہ معظمہ کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ سردار دھرم سنگھ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل نے سکھ دھرم کے مطابق دعائیہ تقریب کا آغاز کیا۔



خان بہادر شیخ خورشید محمد ڈپٹی کمشنر گجرات



لالہ جگن ناتھ ہیڈ ماسٹر ایس۔ ڈی
ہائی سکول جلال پور جٹاں



قاضی اکرام حسین ہیڈ ماسٹر
گورنمنٹ نارمل سکول لالہ موسیٰ

گجرات کالج کی تقریبات ۶ مئی کی صبح کو کالج کے اساتذہ اور طلبہ کی موجودگی میں تقریبات جوبلی شروع ہوئیں۔ پرنسپل صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں جوبلی کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور مبارکباد کا ایک ریزولیوشن پیش کیا جو نعرہ ہائے مسرت کے درمیان متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔ جلسے کے بعد مقررہ پروگرام کے مطابق کھیل شروع ہوئے۔ شام کو کالج اور ہوسٹل کی عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ کالج کی طرف سے ایک جوبلی ٹینس ٹورنامنٹ بھی منعقد ہؤا ٭

انٹر کلب ڈنر جوبلی کی خوشی میں ڈسٹرکٹ بورڈ گارڈن میں گزیٹڈ افسروں اور لوکل بار کلب کے ارکان کا ایک "انٹر کلب ڈنر" منعقد ہوا۔ اس ڈنر میں ساٹھ سے زیادہ مہمان شریک تھے ٭

خواتین کا جلسہ مقامی سلور جوبلی کلب کی طرف سے بھنڈاری پردہ کلب میں خواتین کے جلسے کا انتظام کیا گیا۔ اس جلسے میں تقریباً ایک ہزار خواتین نے شرکت کی۔ حاضرات میں مسز خورشید محمد اور مس مین بھی شامل تھیں۔ اس موقع پر مشن گرلز سکول کی طالبات نے ایک ڈراما بھی دکھایا۔ جسے حاضرات نے بیحد پسند کیا۔ مہمانوں کی سوڈا لیمونیڈ اور پھلوں سے تواضع کی گئی ٭

۷ مئی کی تقریبات ۷ مئی کی تقریبات کا آغاز سکاؤٹوں اور طلبہ مدارس کی قواعد اور کبڈی کے میچوں سے ہوا۔ سہ پہر کو کبڈی اور رسہ کشی کا آخری مقابلہ ہؤا۔ اور سکاؤٹوں نے اپنے کرتب دکھلائے۔ اس موقع پر متعدد اشخاص سوانگ بھر کر لاریوں پر پبلک شامیانے کے سامنے سے گزرے۔ شامیانے میں ڈپٹی کمشنر صاحب بھی موجود تھے ٭

جوبلی دربار شام کو خان بہادر خورشید محمد صاحب ڈپٹی کمشنر کی صدارت میں ایک عظیم الشان دربار منعقد ہؤا۔ جس میں مقتدر اصحاب کو جوبلی کے تمغے عطا کئے گئے۔ اس کے خاتمے پر آتشبازی چھوڑی گئی۔ جسے دیکھنے کے لئے ہزاروں آدمی جمع تھے ٭

سردار حاکم سنگھ ہائی سکول ڈنگہ ضلع گجرات کی طرف سے بھی ایک جلوس نکلا۔ آگے آگے بینڈ بج رہا تھا۔ شام کو سکول کے منیجر سردار صاحب سردار کلیان سنگھ کی صدارت میں ایک بڑا جلسہ منعقد ہؤا جہاں موسیقی کے علاوہ ڈرامے بھی دکھلائے گئے اور انعامات تقسیم ہو کر کبڈی ٹیم کا کھیل ہؤا۔ اسی طرح تمام تحصیل کے سنٹر مدارس میں جلسے منعقد ہوئے جن میں دعا، مٹھائی، کھیل اور روشنی کے پروگرام پر عمل کیا گیا ٭

پھالیا اس تحصیل میں ۶ مئی کی صبح کو گورنمنٹ ہائی سکول کے میدان میں ایک جشن منعقد ہؤا جس میں مختلف مقامی مدارس کے تقریباً تمام طلبہ شرکت کے لئے موجود تھے۔ جناب مولوی لال دین صاحب عابد ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کی نگرانی میں مہمانوں کے لئے نہایت اہتمام سے نشستوں کا بندوبست کیا گیا تھا۔ اور تقریباً تمام مقامی حکام و رؤساء موجود تھے۔ اس

موقع پر حسب ذیل پروگرام پر عمل کیا گیا:۔ (۱) دعائیہ نظمیں اور قصائد پڑھے گئے۔ (۲) ہیڈ ماسٹر صاحب نے ملک معظم کی زندگی پر تقریر کی۔ (۳) تحصیلدار صاحب نے پکا نب سکونت پر تقریر کی (۴) گویّوں اور نقالوں نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ (۵) جوبلی کے اعزاز میں جلوس نکالا گیا۔ (۶) طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور غربا و مساکین کو کھانا کھلایا گیا۔ (۷) کبڈی کا مقابلہ ہوا (۸) پہلوانوں کی کشتیاں ہوئیں۔ (۹) جوانوں اور لڑکوں کی دوڑیں ہوئیں۔ (۱۰) انعامات تقسیم کئے گئے۔ (۱۱) رات کو گورنمنٹ ہائی سکول کے دونوں دار الاقاموں اور تحصیل کی عمارتوں۔ ریڈ کراس بلڈنگ۔ ڈاک خانہ۔ شفاخانجات اور دوسری سرکاری عمارتوں میں دھوم دھام سے چراغاں کیا گیا۔

۶ مئی کی صبح کو گورو گوبند سنگھ خالصہ لبانہ ہائی سکول ٹانڈہ کی عمارت میں لبانہ اور اس پاس کے دیہات کے لبانہ قوم کے افراد جشن جوبلی منانے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ صبح کو سکول کی عمارت میں بادشاہ سلامت کی درازیٔ عمر کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ اس کے بعد کبڈی کا میچ شروع ہوا۔ گذشتہ تین چار روز سے سنت پریم سنگھ ہاکی ٹورنامنٹ جاری تھا۔ ۶ مئی کو اس کا آخری میچ ہوا اس میں آتے ہوئے طلبہ کو کھانا کھلایا گیا۔

۳ بجے دن کو ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں طلبہ کے علاوہ مقامی باشندے بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔ اس کے بعد طلبہ کے درمیان مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ۶ بجے شام کو سٹاف اور سکول کے طلبہ کے درمیان والی بال کا مقابلہ ہوا۔ رات کو سکول اور بورڈنگ کی عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے طلبہ کو انعامات عطا کئے۔ سکول کی طرف سے دو سکاؤٹ بیتی افضل اور بلبیر سکاؤٹ ریلی میں شرکت کرنے کے لئے لاہور بھیجے گئے۔

لالہ موسیٰ میں ۲۳ افراد پر مشتمل ایک میلہ کمیٹی بنائی گئی تھی جس کی مجلس منتظمہ کے ارکان مندرجہ ذیل صاحبان تھے:۔

(۱) بابو مہر جس رائے صدر سمال ٹاؤن کمیٹی (صدر) (۲) قاضی اکرام حسین بی۔ اے ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ نارمل سکول سکرٹری۔ (۳) لالہ ٹھاکر داس بی۔ اے ہیڈ ماسٹر ایس۔ ڈی سکول۔ (۴) سید قاسم شاہ بی۔ اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول۔ (۵) سردار کبیر سنگھ سب اسسٹنٹ سرجن انچارج ریلوے اسپتال۔

۵ مئی کی صبح کو گورنمنٹ نارمل سکول۔ ایس۔ ڈی سکول۔ اسلامیہ ہائی سکول اور خالصہ مڈل سکول کے جلوس علیحدہ علیحدہ روانہ ہو کر کیمپنگ گراؤنڈ پہنچے۔ ہر سکول نے الگ الگ

دعائے شکرانہ ادا کی۔ سکول کے لڑکوں کی دوڑیں ہوئیں۔ اوّل رہنے والے سولہ لڑکوں کو انعامات عطا کئے گئے۔ ایک عظیم الشان دنگل منعقد ہوا جس میں مشہور پہلوانوں کی کشتیاں ہوئیں اور جیتنے والے پہلوانوں کو انعام دئے گئے۔ شام کو تمام سرکاری عمارتوں۔ ریلوے سٹیشن اور دوسرے مکانوں میں روشنی کی گئی۔ ۶ مئی کو بھی نہایت اعلےٰ پیمانے پر چراغاں کیا گیا۔ ملک خان چند نے تھانے کی پرانی عمارت میں ایک شاندار ڈنر دیا جس میں شہر کے تقریباً تمام معتبر لوگ شامل ہوئے۔ ڈنر کے بعد ماہرین موسیقی نے اپنے اپنے کمال فن کا مظاہرہ کیا۔ ۷ مئی کی صبح کو رسہ کشی کا مقابلہ ہوا۔ اور اس کے بعد کبڈی کا میچ ہوا۔ ان دونوں مقابلوں میں جیتنے والوں کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس کے علاوہ ایک میلے کا بھی انتظام تھا جو نہایت عمدہ طریقے سے منایا گیا ؛

مقامی مدارس میں تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے میں ہیڈ ماسٹروں اور خاص طور پر شیخ محمد ظہور الدین صاحب بی۔ اے۔ پی۔ ای۔ ایس انسپکٹر آف سکولز کی کوششوں کو بہت دخل ہے ؛

تحصیل گجرات۔ کھاریاں اور پھالیہ کے دیہاتی مرکزوں سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان مقامات پر جشن جوبلی بڑی شان و شوکت سے منایا گیا ؛

ضلع شاہپور کی تقریبات

سکاؤٹوں کے پیغام ۲۹ اپریل کو ضلع شاہپور کے سکاؤٹ دُور دراز کا فاصلہ طے کر کے سرگودھا پہنچے اور پیغامات وفاداری سکاؤٹ کمشنر کی خدمت میں پیش کئے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کی مُہر تصدیق کے بعد یہ پیغامات ڈویژنل کمشنر صاحب کی خدمت میں راولپنڈی ارسال کر دیئے گئے ؛

دعائے شکرانہ ۶ مئی کی صبح کو تمام معابد میں ملک معظّم و ملکہ معظّمہ کی درازئ عمر و ترقّئ اقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ سول لائن کے گرجے میں مسٹر جیمس ریڈ آئی۔ سی۔ ایس۔ ڈپٹی کمشنر Mr. James Read, I. C. S. Deputy Commissioner نے تقریر کی۔ مقامی مدارس کے تمام طلبہ مختلف شاہراہوں سے ہوتے ہوئے جلوس کی صورت میں کمپنی باغ پہنچے۔ ۸ ½ بجے ڈپٹی کمشنر صاحب کے زیر صدارت باغ میں جلسہ منعقد ہوا۔ طلبہ نے دُعا پڑھی۔

اس کے بعد ڈپٹی کمشنر صاحب نے ہر سکول کے دس دس طلبہ کو اپنے ہاتھوں سے مٹھائی
اور تمغے عطا کئے۔ جلسے میں سردار بہادر ڈاکٹر ... سنگھ صدر۔ لوکل کمیٹی سرگودھا نے
ایک زبردست تقریر کی۔ پھر جناب صدر نے ایک مختصر سی تقریر کے بعد جلسہ برخاست
فرمایا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب موٹروں کے جلوس کے ساتھ ان مقامات پر تشریف لے گئے۔
جہاں غرباء و مساکین میں کھانا بٹ رہا تھا۔ شام کو میونسپلٹی کا ٹاؤن ہال میں پبلک جلسے کا انعقاد
عمل میں آیا۔ میلہ دیکھنے کے لئے کثیر تعداد میں لوگ جمع تھے۔ پہلے ہی مختلف قسم کے کھیلوں کا
بندوبست کیا گیا تھا۔ رات کو شہر اور سول سٹیشن میں چراغاں کیا گیا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے بھی
چراغاں دیکھنے کے لئے شہر کا گشت کیا۔

۷ مئی کی تقریبات | ۷ مئی کو رسہ کشی اور سائیکل ریس وغیرہ ہوتی رہیں۔ کھیلوں سے پہلے سنٹرل جوبلی کمیٹی
کے ممبروں کی تصویر لی گئی۔ کھیل ختم ہونے کے بعد جیتنے والوں کو انعامات عطا کئے گئے۔ اسی
مقصد سے ضلع کے تین مقامات پر افسر مقرر کئے گئے تھے کہ تقسیم اخراجات کے انتظام کا معائنہ
کرکے رپورٹ کریں۔ علاوہ بریں قاضی عبد الرحمن صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے خود
ہر مقام کا معائنہ فرمایا۔ سرگودھا میں سلور جوبلی کی خوشی میں ایک ہاکی ٹورنامنٹ کا انعقاد بھی
عمل میں آیا۔ کپتان حاجی گل نواز خاں ساکن سوی ضلع جہلم نے جوبلی کی یادگار میں ایک ایکڑ کا نیا
باغ لگانے کا فیصلہ کیا۔ اسی طرح خان بہادر قریشی محمد حیات صاحب نے اپنے چک نمبر ۳۰
میں آم کے سو پیڑ لگا کر ایک باغ کی ابتدا کی اور اس باغ کا نام "سلور جوبلی باغ" رکھا۔
انتظامیہ کمیٹی سناتن دھرم پرائمری سکول فاروقہ نے اپنے سکول کو مڈل کے درجے تک
بڑھا دیا۔ اور اس کا نام سلور جوبلی سناتن دھرم مڈل سکول رکھا۔ رائے صاحب چودھری
رادھا کشن آنریری مجسٹریٹ نے ۶ مئی کو سکول کے افتتاح کی رسم ادا کی۔ بھیرہ میں
سری لکشمی دیوی گرل مڈل سکول میں ایک دھات کی تختی آویزاں کی گئی۔

غرباء کی دعوت | سرگودھا میں تیرتھ داس ملتانی۔ شیخ عطاء اللہ میونسپل کمشنر۔ جماعت المسلمین۔
سکھ جماعت اور ہندوؤں کی طرف سے غرباء میں کھانا تقسیم کیا گیا۔

ضلع کے دیہاتی علاقوں سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقریباً
تمام دیہاتی مرکزی سکولوں میں جشن جوبلی نہایت دھوم دھام سے منایا گیا۔ میجر جنرل ملک سر
عمر حیات خاں ٹوانہ کے موروثی گاؤں میں جشن جوبلی کے مکمل پروگرام پر عمل کیا گیا۔ کثیر التعداد
غرباء کو کھانا کھلایا گیا۔ سکولوں کے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ بعد دوپہر میلہ لگایا گیا اور
شام کو روشنی کی گئی۔ خان بہادر نواب محمد حیات خاں صاحب قریشی نے قریباً تین سو غرباء اور



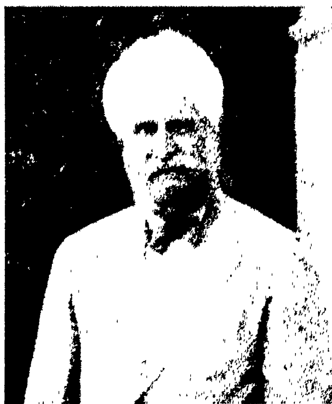
شیخ علاء الدین ارشد سکرٹری
جوبلی کمیٹی ضلع شاہ پور



جیمز ریڈ اسکوائر آئی ۔ سی ۔ ایس
ڈپٹی کمشنر شاہ پور



دیوان سومیر ناتھ پی ۔ ایس ۔ سی
شاہ پور



سردار بہادر ڈاکٹر ہربنس سنگھ
پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی و
سلور جوبلی کمیٹی سرگودھا ۔

مساکین کو کھانا کھلایا۔ چودھری خورشید عالم ذیلدار نے ۵ سو غرباء میں کھانا تقسیم کیا۔ اسی طرح مختلف دیہاتی مرکزوں میں متعدد مقتدر مقامی اصحاب کی نگرانی میں غرباء میں کھانا تقسیم کیا گیا۔

سنٹرل سلور جوبلی کمیٹی کے عہدہ دار

مرکزی سلور جوبلی کمیٹی کے عہدہ داروں کی فہرست حسب ذیل ہے:-

(۱) جیمس ریڈ اسکوائر آئی۔سی۔ایس۔ ڈپٹی کمشنر (صدر)

James Read Esquire. I. C. S. Deputy Commissioner President.

(۲) شیخ الہ دین صاحب ارشاد ایم۔اے۔پی۔سی۔ایس مجسٹریٹ سرگودھا آنریری سکرٹری

(۳) مسٹر آر۔ڈی اہلووالیہ ایجنٹ امپیریل بنک سرگودھا۔ آنریری خزانچی

(۴) دیوان سومرناتھ ایم۔اے۔پی۔سی۔ایس حاکم خزانہ آنریری جائنٹ خزانچی

ضلع کے مختلف مقامات میں جشن جوبلی کے انتظامات کے سلسلے میں جو کمیٹیاں بنائی گئیں۔ ہم ان کے منتخب افراد کی فہرست ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ ساہی وال کمیٹی کے ارکان کی مختصر فہرست حسب ذیل ہے:-

ساہی وال کمیٹی (۱) سردار فتح خاں بلوچ صدر میونسپل کمیٹی (صدر) (۲) آر۔ایس۔ چودھری رادھا کشن آنریری مجسٹریٹ۔ (۳) لالہ کندن لال واسدیو آنریری مجسٹریٹ۔ (۴) سردار عبدالرحمن خاں رئیس۔ (۵) ڈاکٹر نور محمد وٹرنری اسسٹنٹ۔ (۶) مولوی شمس الدین۔ (۷) دیوان چند لوتھرا وغیرہ

بھلوال کمیٹی (۱) لالہ ہمت رام صدر ٹاؤن کمیٹی (صدر)۔ (۲) لالہ ہری چند مہنت کنٹرکٹر۔ (۳) مرزا محمد حیات سفید پوش۔ (۴) آر۔ایس لالہ مایا بھان ریٹائرڈ جج۔ (۵) ایم عبدالغنی اورسیر وغیرہ

سیانی کمیٹی (۱) صوبیدار میجر سردار صاحب فتح سنگھ ریونیو اسسٹنٹ و صدر میونسپل کمیٹی (صدر) (۲) لالہ بھگت رام آنریری سکرٹری میونسپل کمیٹی۔ (۳) چودھری عمر حیات ایم۔ایل۔سی۔ رئیس و ذیلدار۔ (۴) ہیڈ ماسٹر ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول۔ (۵) ہیڈ ماسٹر ہائی سکول (۶) ڈاکٹر فضل الدین منہاس سب اسسٹنٹ سرجن۔ (۷) اورسیر میانی صاحب وغیرہ

بھیرہ کمیٹی (۱) خانصاحب شیخ فضل حق بی۔اے۔ایم۔ایل۔اے صدر میونسپل کمیٹی و آنریری مجسٹریٹ۔ (۲) مسٹر عبدالمجید وائس پریسیڈنٹ میونسپل کمیٹی۔ (۳) مسٹر جے گوپال ساہنی (۴) ملک سورج کول۔ (۵) لالہ بالک رام شاہ چوپڑہ۔ (۶) مہتہ دیس راج۔ (۷) لالہ ہری رام

شاہ - (۸) دیوان سیتا رام ریٹائرڈ سینئر سب جج وغیرہ ✦

خوشاب کمیٹی | (۱) رائے صاحب لالہ امرناتھ ایم - بی - ای - پی - سی - ایس سب ڈویژنل افسر خوشاب وصدر بلدیہ - (۲) رائے صاحب تلک تارا چند - (۳) دیوان گنپت رائے نندا آنریری مجسٹریٹ - (۴) شیخ بشیر احمد - (۵) سردار محمد امیر خاں ذیلدار - (۶) ایس - عطا محمد بلوچ - (۷) مسٹر بی - ایل کوہلی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول - (۸) کیپٹن محمد زمان - (۹) ملک شیبو لال وکیل وغیرہ ✦

بیلاں والی کمیٹی | (۱) چودھری رام لال بی - اے صدر ٹاؤن کمیٹی (صدر) (۲) رائے صاحب خان بھٹی - (۳) سردار گلاب سنگھ - (۴) قاضی غلام رسول نائب تحصیلدار علاقہ - (۵) ڈاکٹر نجم الدین سب اسسٹنٹ سرجن - (۶) لالہ لدھا رام ✦

بھلوال کمیٹی | (۱) لالہ ہیمراج صدر ٹاؤن کمیٹی (صدر) (۲) کیپٹن سردار خاں ٹوانہ آنریری مجسٹریٹ - (۳) ملک عطا محمد خاں ٹوانہ میونسپل کمشنر - (۴) خانصاحب پسند عالم شاہ ذیلدار (۵) لالہ رام ودھا یامل - (۶) سردار عزان سنگھ (۷) چودھری اللہ دتا - (۸) لالہ روشن لال ✦

شاہپور رسول سٹیشن کمیٹی | (۱) چودھری راجہ خاں صدر ٹاؤن کمیٹی (صدر) (۲) رانا عبد الحمید خاں پرنسپل ڈی مونٹ مورنسی کالج شاہپور صدر (۳) تحصیلدار شاہپور - (۴) ڈاکٹر پی - آر - پوری اسسٹنٹ سرجن - (۴) لالہ دیو کی نندن ریٹائرڈ سب جج - (۵) سردار ہرنام سنگھ وغیرہ ✦

شاہپور سٹی کمیٹی | (۱) میاں عطا محمد بی - اے - ایل - ایل - بی وکیل صدر ٹاؤن کمیٹی - (۲) چودھری بھگوانداس (۳) لالہ گوپی چند - (۴) سید علی حسین شاہ انعام دار (۵) ذیلدار کنال شاہپور سکشن وغیرہ ✦

نور پور کمیٹی | (۱) راجہ اصغر علی نائب تحصیلدار علاقہ (صدر) (۲) لالہ امیر چند ساہوکار - (۳) ایس محمد شیر ذیلدار حاملی - (۴) لالہ لوک رام ✦

نوشہرہ کمیٹی | (۱) خان محمد اکرم خاں نائب تحصیلدار (صدر) (۲) سیٹھ بھگوان داس - (۳) سردار پرتاپ سنگھ - (۴) ملک مظفر خاں ساکن خاکی - (۵) رسالدار ملک دوست محمد خاں ساکن کوفری (۶) رسالدار عبد الرسول - (۷) رسالدار عالم شیر خاں ساکن کوفری ✦

جھاوریاں کمیٹی | پیر احمد شاہ نائب تحصیلدار شاہپور (صدر) (۲) لالہ دولی چند - (۳) خانصاحب ملک مظفر خاں ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس وغیرہ ✦

فاروکہ کمیٹی | (۱) برج لال سب اسسٹنٹ سرجن (صدر) (۲) بھائی شام سنگھ مینیجر خالصہ ہائی سکول فاروکہ - (۳) میاں احمد یار کلیار ذیلدار کوٹ گل - (۴) ذیلدار کنال فاروکہ وغیرہ ✦



قاضی عبدالرحمٰن ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز
سرگودھا



نراتم سنگھ اسکوائر ہیڈ ماسٹر ایس - ایچ
ہائی سکول ڈنگہ



سید پیر ناصر الدین صاحب جہانیاں شاہ مع برادر

اراکین سلور جوبلی کمیٹی جہلم

کھڑے ہوئے } مسٹر اندر پوری سپرنٹنڈنٹ ڈی سی آفس - ایم اے مجید ہیڈ ماسٹر ایف اے - خان بہادر راجہ محمد اکرم ریٹائرڈ ای اے سی - ملک احمد خان تحصیلدار - سردار جوت سنگھ ریونیو اسسٹنٹ - سوڈھی بخت سنگھ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز - بی - این کھیسا کونسلٹ ۔

بیٹھے ہوئے } خان صاحب چودھری فیروز الدین وائس چیئرمین ڈی بی - کیپٹن راجہ شیر محمد خان ایم ایل اے - لفٹننٹ ای آئی اے سیکرٹری جوبلی کمیٹی - مسٹر آر حسن آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر - لفٹننٹ کرنل مکیجین [illegible] کمانڈنٹ ۱/۱۰ پنجاب رجمنٹ - سیشن جج [illegible] - خان صاحب بخشی غضنفر علی صدر [illegible]

مٹھا ٹوانہ کمیٹی	خان بہادر ملک محمد شیر خاں ٹوانہ آنریری مجسٹریٹ درجہ اوّل مٹھا ٹوانہ (صدر) (۲) لالہ یوگ دھیان بترا (۳) سردار مہتاب سنگھ (۴) ایم غلام محمد بنڈیال وغیرہ ٭
مدہ رانجھا کمیٹی	(۱) نائب تحصیلدار بھلوال (صدر) (۲) سلطان محمود ذیلدار۔ (۳) ایم شاہ محمد ذیلدار رجالا مخدوم وغیرہ ٭
بھگتا نوالہ کمیٹی	(۱) نائب تحصیلدار سرگودھا۔ (۲) چودھری خورشید عالم آنریری مجسٹریٹ و ذیلدار (۳) چودھری تصدق حسین ذیلدار۔ (۴) آغا دست علی خاں آنریری مجسٹریٹ وغیرہ ٭
دارچھا کمیٹی	(۱) لالہ کشن چند اگروال سپرنٹنڈنٹ محکمہ نمک وغیرہ ٭
سرگودھا کمیٹی	(۱) سردار بہادر ڈاکٹر ہرنیس سنگھ صدر میونسپل کمیٹی۔ (۲) رائے بہادر لالہ برج لال پوری۔ (۳) میاں شمشیر علی کلیار میونسپل کمشنر۔ (۴) شیخ عطاء اللہ نمبردار و میونسپل کمشنر (۵) مسٹر ایم۔ ایل۔ ساہنی بار۔ ایٹ۔ لاء۔ (۶) لالہ پارس رام کالرا اسیسر۔ (۷) خانصاحب ملک نور محمد خاں ایڈوکیٹ۔ (۸) سردار بہادر و رائے بہادر کیپٹن ڈاکٹر ہیرا سنگھ آنریری مجسٹریٹ۔ (۹) خانصاحب چودھری پیر محمد کالونی اسسٹنٹ۔ (۱۰) سردار گردیال سنگھ جونیئر سب جج۔ (۱۱) ملک شیر محمد خاں ڈسٹرکٹ سکاؤٹ کمشنر (۱۲) سردار صاحب مہتاب سنگھ (۱۳) شاہ عبدالغنی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈوکیٹ ایم۔ ایل۔ سی وغیرہ ٭

جہلم کی تقریبات

ابتدائی تقریبات	۱۴ مارچ کو جوبلی فنڈ کی امداد کی خاطر مقامی سینما میں ایک فلم کی نمائش ہوئی۔ اسی طرح فوجیوں کی طرف سے ایک ڈراما ہوا۔ اپریل میں ایک ہاکی ٹورنامنٹ ہوا جس میں متعدد مقامی ٹیموں نے حصہ لیا ٭
دعائے شکرانہ	۶ مئی کی صبح کو سینٹ جانز چرچ جہلم St. Johns Church, Jhelum اور ضلع بھر کی تقریباً تمام مسجدوں، مندروں اور دوسری عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ ۱۱ بجے دن کو میونسپل ہال اور انڈین آفیسرز کلب میں بلاقید مذہب و ملت غربا کو کھانا کھلایا گیا۔ سہ پہر کو ڈسٹرکٹ بورڈ کے باغ میں سکول کے طلبہ کا اجتماع ہوا اور سب کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز کی نگرانی میں اسی باغ میں سکاؤٹوں کا اجتماع عمل میں آیا۔ رات کو تمام سرکاری عمارتوں اور بہت سی پرائیویٹ عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ سوا نو بجے رات کو سکاؤٹوں نے گورنمنٹ ہائی سکول میں موسیقی

کا کمال دکھایا۔ حاضرین میں مسٹر آرچیسن آئی۔سی۔ایس۔ڈپٹی کمشنر (Mr. Ortcheson I. C. S . Deputy Commissioner) مسٹر اے۔ایل۔اے ڈریج۔آئی۔اے آنریری سکرٹری سلور جوبلی کمیٹی (Mr. A. L. A.Dredge,I.A. Honry.Secretary) میجر نواب طالب مہدی خاں او۔بی۔ای۔میجر کپتان سفیر محمد ایم۔ایل۔اے۔ بھی شامل تھے ۔

۷ مئی کی تقریبات ۷ مئی کی صبح کو تحصیل سے ایک جلوس روانہ ہو کر میلے میں پہنچا۔ صبح کے پروگرام میں سکول کے طلبہ اور سکاؤٹوں کے کھیلوں کے علاوہ رسہ کشی بھی شامل تھی۔ سہ پہر کو کبڈی اور دوسرے کھیلوں کے علاوہ اونٹوں اور گدھوں کی دوڑ بھی ہوئی۔ اونٹوں اور گدھوں پر پیچھے کی طرف منہ کئے ہوئے لوگ سوار تھے۔ اس کے بعد فوجی بینڈ بجتے رہے۔ رات کو ۹ بجے آتشبازی شروع ہوئی۔ جوبلی میلے میں فوجی و شہری افسروں کے علاوہ ہر طبقے کے آدمی بتعداد کثیر شریک تھے ۔

خواتین کی سرگرمیاں لیڈیز کلب کی خواتین نے سلور جوبلی فنڈ کے لئے چندہ جمع کرنے میں بڑی سرگرمی کا اظہار کیا۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کی صدر معلمہ صاحبہ نے سکول کی لڑکیوں کی مدد سے ۷ مئی کو ایک ڈراما کیا۔ جسے دیکھنے کے لئے شہری خواتین بہت بڑی تعداد میں شامل ہوئیں ۔

لفٹننٹ شہباز خاں ایم۔اے اگزیکٹو افسر چھاؤنی کی کوشش اور حسن انتظام سے جوبلی کی تقریبات اوائل اپریل ہی سے شروع ہو گئی تھیں۔ لفٹننٹ شہباز خاں کی تجویز پر سلور جوبلی فنڈ کی مدد کے لئے ایک ہاکی ٹورنامنٹ کا انعقاد عمل میں آیا ۔

ٹریننگ بٹالین ۲/۱۴ پنجاب رجمنٹ کے ڈرامانک کلب نے سلور جوبلی فنڈ کی مدد کے لئے مختلف ایام میں چار تماشے کئے ۔

جوبلی میلا ۶ اور ۷ مئی کو سول اور ملٹری افسروں نے ان کیمپنگ گراؤنڈ چھاؤنی میں ایک میلا منعقد کرایا۔ جسے دیکھنے کے لئے شہر اور چھاؤنی کے باشندوں اور شہری و فوجی افسروں کے علاوہ ضلع کے مختلف علاقوں کے بہت سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ رات کو چھاؤنی میں بڑے اہتمام سے چراغاں کیا گیا ۔

یوم نخل بندی جوبلی کی مقررہ تاریخ سے تقریباً ۲½ ماہ پیشتر ضلع جہلم کے مدارس کے ذمہ دار ارکان کو تقریبات جوبلی کے متعلق مطلع کر دیا گیا تھا۔ ۱۵ فروری کو "یوم نخل بندی" منایا گیا اور جوبلی کی یادگار میں ضلع بھر کے مدارس کی عمارتوں میں سایہ دار درخت نصب کئے گئے۔ سلور



سوڈھی جگت سنگھ اسکوائر ڈسٹرکٹ انسپکٹر
سکولز جہلم



چودھری علی اکبر بی۔ اے، اے ڈی آئی سکولز جہلم



لالہ سوہن لال اے۔ڈی۔آئی
سکنہ چکوال



حافظ محمد نذیر صاحب افسر جبریہ تعلیم ضلع جہلم



پنڈت گوبند لال اے۔ڈی۔آئی
سکنہ ضلع جہلم

جوبلی فنڈ کی طرف سے چندے کی اپیل کی گئی اور ریڈ کراس سوسائٹی کی طرف سے ضلع بھر کے مدارس میں جھنڈیاں تقسیم کر کے باقاعدہ "فلیگ ڈے" منایا گیا۔ فلیگ ڈے اور اپیلوں کے فروخت کرنے سے جو رقم جمع ہوئی وہ سلور جوبلی فنڈ میں دے دی گئی۔

یوم پیغام رسانی ۳۰ اپریل کو سکاؤٹوں نے پیغام رسانی شاہی کے فرائض نہایت تندہی سے انجام دئیے۔ اختتام پر ڈپٹی کمشنر صاحب کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حکام۔ افسروں اور معززین کے علاوہ اساتذہ۔ سکاؤٹ اور طلبہ بتعداد کثیر شامل تھے۔

لنگر ۶ مئی کی صبح کو رئیس خانہ جہلم میں غرباء و مساکین کے لئے ایک لنگر جاری کیا گیا۔ متعدد دیگیں پکائی گئیں اور غرباء نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ ۵ بجے شام کو باہر سے آئے ہوئے سکاؤٹوں اور مقامی طلبہ میں لڈو تقسیم کئے گئے۔ زنانہ مدرسوں کی طالبات کے درمیان بھی مٹھائی تقسیم کی گئی۔ رات کو چراغاں سے پورا شہر جگمگا رہا تھا۔

۷ مئی کو طلبہ کی سرگرمیاں ۷ مئی کو جہلم شہر اور ضلع کے تقریباً تمام مدارس کے اساتذہ و تلامذہ مقررہ پروگرام کے مطابق جلسوں اور ریلیوں میں شریک ہوئے۔ طلبۂ مدارس اور سکاؤٹوں نے اپنے کرتب دکھائے اور کھیلوں کے دلچسپ مقابلے عمل میں آئے۔ جلوس نکالے گئے۔ انعامات اور مٹھائی تقسیم کی گئی اور بادشاہ سلامت و ملکہ کے لئے سلامتی کی دعائیں مانگی گئیں۔

سکاؤٹ ریلی ۶ اور ۷ مئی کو جہلم میں سکاؤٹ ریلی کا انعقاد عمل میں آیا۔ جہلم کے گردونواح سے تقریباً دس مڈل سکولوں کے سکاؤٹ اس میں شریک ہوئے۔ ۶ مئی کی رات کو ڈپٹی کمشنر کی صدارت میں ایک پُرلطف کیمپ کا اہتمام کیا گیا۔ مختلف قسم کے ظریفانہ مکالمے بھی ہوئے۔

سکاؤٹوں کی سلامی ۷ مئی کی صبح کو جو جلوس نکلا اس کے خاتمے پر کیمپنگ گراؤنڈ میں جھنڈا لہرایا گیا اور لالہ بھگت رام صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے تمام سکاؤٹوں کی سلامی لی۔ اس کے بعد ۱۱ بجے دن کو مختلف قسم کے کھیل۔ دوڑ اور مقابلے ہوئے۔ اسی طرح سہ پہر کو بھی مختلف قسم کے تفریحی و ورزشی کھیل کھیلے گئے۔

جلسۂ تقسیم انعامات ڈپٹی کمشنر صاحب نے ۲۵ اصحاب کو سلور جوبلی کے تمغے عطا کئے۔ اس کے بعد شام کو ۷ بجے جلسۂ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔

آتشبازی رات کو ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک آتش بازی چھوڑی گئی جسے دیکھنے کے لئے ہزاروں آدمیوں کا مجمع تھا۔ ضلع کے مدارس میں تقریبات سلور جوبلی کی کامیابی مدارس کے ٹیچروں اور ہیڈ ماسٹروں کی کوششوں کے علاوہ سودھی جگت سنگھ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز جہلم کی کوششوں کی رہین منت ہے۔

نیلہ ضلع جہلم | سردار موتا سنگھ کے تذکرہ و خوبصورت و شاندار خالصہ اینگلو ورنیکلر مڈل سکول نیلہ میں سلور جوبلی کا جشن شان و شوکت سے منایا گیا۔ شام کو ڈاکٹر صاحب انچارج ڈسپنسری نیلہ کی زیر صدارت ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں گیانی ارجن سنگھ اور ماسٹر لبھا سنگھ نے تقاریر کیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک موزوں نظم پڑھی اور سردار پرتیم سنگھ ہیڈ ماسٹر نے طلبہ سے گاڈ سیو دی کنگ کے نعرے لگوائے اور شب کو سکول بلڈنگ میں چراغاں ہوا ٭

چکوال کی تقریبات | چکوال میں سلور جوبلی کی تقریبات نہایت اعلیٰ پیمانے پر منائی گئیں۔ شہر کی عمارتیں خوب سجائی گئی تھیں۔ تقریباً تمام سرکاری و غیر سرکاری عمارتوں پر چراغاں کیا گیا۔ ایک عظیم الشان سیلا لگا جس کے پروگرام میں دعائے شکرانہ۔ طلبۂ مدارس کا جلوس۔ ٹورنامنٹ دوڑیں۔ تقریریں۔ مشاعرہ۔ ڈراما۔ آتش بازی۔ غرباء میں کھانا اور طلبہ میں مٹھائی کی تقسیم وغیرہ متعدد چیزیں شامل تھیں ٭

پنڈ دادنخاں میں جشن جوبلی | چکوال کی طرح پنڈ دادنخاں میں بھی تقریبات جوبلی نہایت شان و شوکت سے منائی گئیں ٭

دیہاتی مدارس | تحصیل جہلم، چکوال اور پنڈ دادنخاں کے دیہات سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقریباً تمام دیہاتی مدارس میں جشن جوبلی نہایت اعلیٰ پیمانے پر منایا گیا ٭

راولپنڈی کی تقریبات

جوبلی کی ابتدائی تیاریاں | ۶-۷ اور ۸ مئی ۱۹۳۵ء کو تقریبات جوبلی شان و شوکت سے منانے کے لئے ۹ فروری ۱۹۳۵ء کو مسٹر کتھبرٹ کنگ ڈپٹی کمشنر ضلع راولپنڈی

Mr. Kuthbert King, D. C. Rawalpindi District

کی صدارت میں ڈسٹرکٹ بورڈ ہال راولپنڈی میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں شہر۔ چھاؤنی اور ضلع کے مقتدر اصحاب محکمۂ فوج۔ تعلیمات۔ ریلوے اور پولیس وغیرہ کے علاوہ ڈسٹرکٹ بورڈ میونسپل کمیٹی۔ کنٹونمنٹ بورڈ اور سمال ٹاؤن کمیٹی کے نمائندے بھی جمع ہوئے۔ متعدد کمیٹیاں بنائی گئیں۔ خواتین کی کمیٹی کی صدارت کے فرائض مسز کنگ **Mrs. King** کو تفویض کئے گئے۔ اس کمیٹی کے ارکان کی فہرست میں مسز ڈاؤنز **Mrs. Downs** اور ڈاکٹر شکنتلا بدھوار **Dr. Shakuntla Budhwar** کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ سردار صاحب بشن سنگھ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور بخشی دلیپ سنگھ ساہنی ایڈووکیٹ



خان بہادر عبید اللہ خاں آنریری
مجسٹریٹ راولپنڈی



مسٹر سی۔ کنگ ڈپٹی کمشنر راولپنڈی



[illegible] سیکرٹری میونسپل کمیٹی راولپنڈی



ڈاکٹر شکنتلا راولپنڈی

بانتیب جوبلی کمیٹی کے نائب صدر اور آنریری سکرٹری مقرر کئے گئے۔ جس کے بعد تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے کی خاطر ڈپٹی کمشنر صاحب کی نگرانی میں متعدد جلسے منعقد ہوئے ۔

تمغہ جات کی تقسیم | مقررہ پروگرام کے مطابق ۶ مئی کی صبح کو فوج کی باقاعدہ پریڈ ہوئی اور آخری سلامی کے بعد کمشنر نے ہر قوم کے نمائندوں کے درمیان جوبلی کے تمغے تقسیم کئے۔ صبح کے وقت ضلع بھر کی تقریباً تمام عبادت گاہوں اور خاص طور پر راولپنڈی۔ مری۔ گوجر خاں اور کہوٹہ وغیرہ میں بڑے اہتمام سے دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ ۱۰ بجے دن کو مسٹر فرگیوسن او۔ بی۔ ای کمشنر راولپنڈی ڈویژن Mr. Ferguson, O. B. E., Commissioner, Rawalpindi Division کی قیادت میں شہر اور چھاؤنی کی مختلف سرکاری عمارتوں پر یونین جیک نصب کرنے کی رسم ادا کی گئی۔ ۱۱ بجے سے ۱ بجے دن تک راولپنڈی شہر۔ چھاؤنی اور تحصیلوں کے صدر مقامات میں غرباء کے درمیان خیرات تقسیم کی گئی اور کھانا کھلایا گیا۔ ۳ بجے دن کو گھوڑ دوڑ ہوئی۔ ۶½ بجے شام کو گیریزن چرچ میں پھر خاص طور پر دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ رات کو چراغاں کیا گیا اور شہر راولپنڈی میں دسہرہ گراؤنڈ۔ چھاؤنی میں ڈینیز ہائی سکول کے میدان اور تحصیلوں کے صدر مقامات میں آتشبازی چھوڑی گئی۔ راولپنڈی میں ۹½ بجے رات کو جوبلی فینسی ڈریس بال منعقد ہوا۔ اگرچہ یکم مئی سے کاج میں لگانے کو چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں فروخت کی جا رہی تھیں۔ لیکن ۶ مئی کو خاص طور پر "فلیگ ڈے" Flag Day منایا گیا۔ اور اس روز بہت بڑی تعداد میں جھنڈیاں فروخت کی گئیں۔ ۷ مئی کی شام کو آرمی سپورٹس گراؤنڈ Army Sports Ground میں ہاکی میچ ہوا ۔

فوجی تماشا | رات کو فوجی تماشا ہوا۔ جسے دیکھنے کے لئے راولپنڈی پریڈ گراؤنڈ میں ہزاروں آدمی جمع ہو گئے تھے۔ اس کے پروگرام میں ۳-۱۴ ویں سکھ پلٹن کا جسمانی قوت کا مظاہرہ۔ پی۔ اے۔ وی کیولری P. A. V. Cavalry کا بھوت بن کر گھوڑوں پر سواری کرنا۔ ۱-۱۵ ویں پنجابی پلٹن کا خٹک ناچ۔ ہیمپ شائر پلٹن کی ڈرل اور ۲۴ ویں فیلڈ بیٹری آر۔ اے کا موسیقی مظاہرہ خاص چیزیں تھیں۔ ان امور کے علاوہ سینٹ جارج اینڈ دی ڈریگن کا تماشا دکھایا گیا۔ آخر میں ۸ سو کھلاڑی اکھاڑے میں جمع ہوئے۔ انہوں نے شاہی سلامی اُتاری اور بینڈ نے قومی ترانہ بجایا ۔

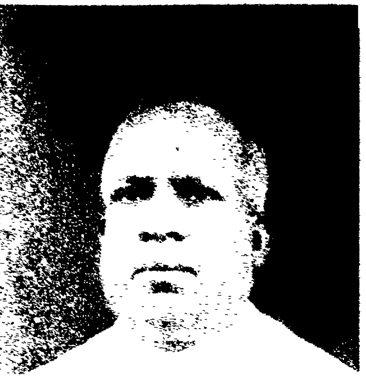
۸ مئی کی شام کو راولپنڈی شہر میں امپیریل سینما۔ روز سینما اور چھاؤنی میں ویمن انسٹی ٹیوٹ کیپیٹل اور لینسڈون سینما میں فلمیں دکھائی گئیں۔ علیٰ ہذا ویمنز انسٹی ٹیوٹ میں بھی جوبلی کی تقریبات نہایت دھوم دھام سے منائی گئیں ۔

سرکاری عمارتوں میں چراغاں | ضلع کی تمام سرکاری عمارتوں میں چراغاں کرنے کے لئے ایک لاکھ سے زیادہ چراغ اور چالیس من سے زیادہ تیل صرف ہوا ؛

جوبلی فنڈ کا چندہ | پبلک چندے اور دوسرے ذرائع سے ۳۵ ہزار روپے وصول ہوئے جن میں سے تقریباتِ جوبلی کے سلسلے میں صرف ۵ ہزار روپے صرف ہوئے ؛

پردہ نشین خواتین کی شرکت کے لئے خاص انتظامات کئے گئے تھے۔ ۶ مئی کی صبح کو ضلع کے تمام زنانہ مدارس کی طالبات اپنے اپنے سکول میں جمع ہوئیں۔ جن مدرسوں میں باغ تھے۔ وہاں جوبلی کی یادگار میں درخت لگائے گئے اور مدرسوں کے ہال میں پیتل کی تختیاں نصب کی گئیں۔ جنرل فنڈ اور معززین کی طرف سے طالبات کے درمیان مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ۸ مئی کی شام کو فوجی حکام نے طالبات اور استانیوں کو فوجی باجہ نوازی کی آزمائشی نمائش دیکھنے کے لئے مدعو کیا۔ موٹر بسوں کے مالکوں نے طالبات کو مفت اپنی موٹروں میں لانے اور لے جانے کا انتظام کیا۔ فوجی حکام نے ہندوستانی فوجی افسروں اور سپاہیوں کی بیویوں کو بھی فوجی تماشا دیکھنے کے لئے مدعو کیا تھا۔ چنانچہ ۹ مئی کو گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کی طرف سے ویمنز انسٹی ٹیوٹ میں لیکچر دئے گئے۔ لیکچر سننے کے لئے ایک ایک آنے کے ٹکٹ مقرر کئے گئے۔ اس طرح جو آمدنی ہوئی۔ وہ بھی جوبلی فنڈ میں دے دی گئی۔ ۱۲ مئی کو ویمنز انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے صحت کے متعلق کھیل ہوا اور ہائی سکول کی لڑکیوں نے ایک مختصر ڈراما کیا۔ اس موقع پر بھی ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی تصاویر سے نقاب کشائی کی رسم ادا کی گئی۔ آخر میں قومی ترانہ گایا گیا۔ اس تقریب میں شرکت کے لئے ۴ ر فی کس فیس مقرر کی گئی تھی۔ اور اس کی آمدنی بھی جوبلی فنڈ میں دے دی گئی۔ ان تقریبات کو کامیاب بنانے میں محکمۂ تعلیمات کی محترمہ ڈاکٹر شکنتلا بدھوار۔ مسز ڈاؤنز Mrs. Downs اور مسز دیدار سنگھ کا نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ گوجر خاں میں مسز کور کی نگرانی میں ایک شاندار تقریب منعقد ہوئی۔ ۶ مئی کو ہر پرائمری مڈل اور ہائی سکول میں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر اور ہیڈ ماسٹر صاحبان نے بڑے شاندار جلسے کئے اور مٹھائی تقسیم کی ؛

ضلع میں تقریباتِ جوبلی کو کامیاب بنانے میں بخشی دلیپ سنگھ ساہنی ایڈوکیٹ آنریری سکرٹری و خزانچی سلور جوبلی کمیٹی نے بڑی کوشش کی۔ اسی طرح خان محمد افضل خاں تحصیلدار راولپنڈی۔ لالہ بالمکند تحصیلدار گوجر خاں۔ چودھری چودھا رام تحصیلدار کہوٹہ اور سردار اندر سنگھ تحصیلدار مری کی کوششوں سے ضلع کے تمام دیہاتی مرکزوں میں جوبلی کی تقریبات نہایت کامیابی سے منائی گئیں ؛



شام چند جین اسکوائر ڈپٹی انسپکٹر
سکولز راولپنڈی ڈویژن



شیخ ظہور الدین صاحب انسپکٹر آف سکولز
راولپنڈی ڈویژن



شیخ غلام رسول شوق ڈپٹی انسپکٹر سکولز راولپنڈی

چھاؤنی کی تقریبات کو کامیاب بنانے میں لفٹننٹ کرنل سی - ایچ - ایس ڈین اگزیکٹو افسر
و صدر کنٹونمنٹ جوبلی کمیٹی کی کوششوں کو خاص طور پر دخل ہے - اسی طرح شہری تقریبات کو
کامیاب بنانے میں بابو پریتم چند صاحب صدر میونسپل کمیٹی راولپنڈی - ایس نور خاں سینئر
وائس پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ راولپنڈی - پروفیسر ڈونر - دیوان تیغ چند لوتھرا اور راجہ
جہاں داد خاں ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ نے بڑی سرگرمی سے حصہ لیا ؛

مری میں جشن جوبلی | ۶ مئی کو مری میں دعائے شکرانہ ہوئی اور ۷ مئی کو سٹیشن کمانڈنٹ لفٹننٹ
کرنل ڈبلیو - آر - سی پینی ایم - سی - او - بی - ای Station Commandant Lt.-Col.
W. H. C. Penny. M. C. O. B. E. کی قیادت میں فوجی پریڈ کا انعقاد عمل میں آیا -
قواعد کے بعد جوبلی کی خوشی میں ہوائی فائر کئے اور خوشی کے نعرے لگائے گئے - سہ پہر
کو افسروں نے ایک فینسی ڈریس ٹی پارٹی Fancy Dress Tea Party دی - اس پارٹی
میں بچوں اور ان کے والدین کو ملا کر ۷۰ مہمان شامل تھے - ان میں سے چالیس بچے فینسی
ڈریس میں ملبوس تھے - چائے کے دوران میں ہر بچے کو جوبلی کا ایک تمغہ اور ایک یونین جیک
عطا کیا گیا - چائے کے بعد کارنیوال پریڈ کا انعقاد عمل میں آیا اور انعامات تقسیم کئے گئے -
انعامات کی تقسیم کے فرائض سٹیشن کمانڈر کی بیوی یعنی مسز پینی Mrs. Penny نے انجام دئے -
بقیہ وقت اونٹ کی سواری اور مختلف قسم کے کھیلوں میں صرف کیا گیا - ۱۱ مئی کو "پاگل جمخانہ" ہوا جس میں
سکول کے بچوں نے کئی کرتب دکھائے - علاوہ ازیں کئی ضمنی تماشے اور تفریحی کھیل ہوئے - ۱۳ مئی
کو جوبلی ہاکی ٹورنامنٹ کا انعقاد عمل میں آیا اور ۱۰ مئی کو جوبلی فینسی ڈریس بال منعقد ہوا ؛

گھوڑا گلی میں جشن جوبلی | ۷ مئی کی صبح کو ریورنڈ جے - جی جونس سینئر چیپلن کی قیادت میں مقامی گرجا میں
دعائے شکرانہ کی تقریب ادا کی گئی - اس دن بھی دوسری تقریبوں کے علاوہ فوجی پریڈ کی گئی - اور
دن بھر چھٹی منائی گئی ؛

مدارس کی تقریبات | ضلع راولپنڈی کے تمام تعلیمی اداروں میں تقریبات جوبلی بڑی شان و شوکت
سے منائی گئیں - ضلع کے مدارس میں جو تقریبات ادا کی گئیں - اُن میں جلوس - دعائے شکرانہ کھیل
کشتی اور چراغاں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں - ضلع کے دوسرے مدارس کے علاوہ ڈینس ہائی
سکول راولپنڈی - خالصہ ہائی سکول راولپنڈی - ایس - ڈی ہائی سکول راولپنڈی - ساتن دھرم
ہائی سکول راولپنڈی - خالصہ ہائی سکول کلار - اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی اور اسلامیہ ہائی سکول
گوجر خاں میں جشن جوبلی خاص اہتمام سے منایا گیا جس میں سے صرف ڈینس ہائی سکول کی تقریبات کا مختصر
الفاظ میں تذکرہ کیا جاتا ہے :-

۴ مئی کو ڈنیس ہائی سکول نے چھاؤنی کے علاقے میں "تہذیب" کے ... منایا۔ ۵ مئی کی صبح کو مڈل اور ہائی کلاسوں کے درمیان ہاکی میچ ہوا۔ اس کے بعد دن بھر مختلف قسم کے کھیل ہوتے رہے۔ ۳ بجے لڑکوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ ۵ بجے شام لڑکے سکول سے سوانگ بھر کر نکلے، یہ تماشا دیکھنے کے لئے شہر کے بہت سے آدمی سڑکوں پر جمع ہو گئے تھے۔ جب جلوس شہر کا گشت کرنے کے بعد سکول واپس ہوا تو لڑکوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور سکول کی عمارت میں چراغاں کیا گیا۔ ۷ مئی کو لڑکوں نے اپنے اساتذہ کی نگرانی میں فوجی تماشا دیکھا۔

ضلع اٹک کی تقریبات

ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی | تقریبات سلور جوبلی کے انتظام کے لئے حسب ذیل اصحاب پر مشتمل ایک ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی بنائی گئی:-

(۱) ڈپٹی کمشنر (صدر) (۲) مسٹر ممتاز علی خاں بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر کیمبل پور (آنریری سکرٹری)۔ (۳) ایم۔ اے کریم خاں بار۔ ایٹ۔ لا (آنریری سکرٹری)۔ (۴) ایس۔ ایس ٹھاکر بھگوان داس سرکاری خزانچی۔ (خزانچی)۔

سرکاری ارکان میں سے حسب ذیل اصحاب کمیٹی میں شامل کئے گئے تھے:-

(۱) ڈویژنل افسر پنڈی گھیپ۔ (۲) ریونیو اسسٹنٹ کیمبل پور۔ (۳) سرکل رجسٹرار کیمبل پور۔ (۴) ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز۔ (۵) کیمبل پور چھاؤنی کا ایک نمائندہ۔ (۶) پریزیڈنٹ ریڈ کراس سوسائٹی اٹک ڈسٹرکٹ برانچ۔

غیر سرکاری ارکان کی فہرست حسب ذیل ہے:-

تحصیل اٹک:- (۱) رائے صاحب لالہ کدار ناتھ نائب صدر کیمبل پور میونسپل کمیٹی۔ (۲) خان صاحب ہاشم خاں کیمبل پور۔ (۳) شیخ فرمان الٰہی کیمبل پور۔ (۴) آنریری کیپٹن مجیب خاں ساکن شادی خاں (۵) سردار برکت حیات خاں ساکن واہ۔ (۶) لفٹننٹ غلام خاں کیمبل پور۔ (۷) سردار احمد بخش خاں ساکن دھوک شرقہ (۸) سردار کرتار سنگھ ایڈوکیٹ صدر گوردوارہ پنجاب سبھا (۹) رائے صاحب لالہ گوکل شاہ ساکن حضرو۔ (۱۰) مینیجر پنجاب سیمنٹ ورکس واہ۔

تحصیل فتح جنگ:- (۱) آنریری مینیجر سردار محمد نواز خاں ساکن کوٹ فتح خاں۔ (۲) سردار

محمد اکبر خاں باہتر۔ (۳) سردار نواب خاں ساکن مالال۔ (۴) صوبیدار میجر چودھری حیات خاں آنریری مجسٹریٹ چکری ؀

تحصیل پنڈی گھیپ :۔ (۱) خان بہادر نواب ملک غلام محمد خاں ساکن پنڈی گھیپ۔ (۲) آنریری کیپٹن خانصاحب ملک محمد اکبر خاں ساکن پنڈی گھیپ۔ (۳) سردار رشید احمد خاں ساکن کھڈ۔ (۴) پیر سید محی الدین لال بادشاہ ساکن کھڈ۔ (۵) لالہ گنپت رائے ساکن جنڈ۔ (۶) ملک خاکی جان ساکن خونده۔ (۷) منیجر اٹک آئل کمپنی ؀

تحصیل تلاگنگ :۔ (۱) خان بہادر ملک محمد خاں ساکن ٹمن۔ (۲) ملک غلام حیدر خاں ساکن تلاگنگ۔ (۳) ملک اللہ یار خاں ساکن لدوا۔ (۴) ملک فتح جنگ خاں سربراہ ذیلدار ساکن لدوا۔ (۵) لالہ گلاب شاہ ساکن کوٹ سارنگ ؀

کیمبل پور کی تقریبات ۶ اور ۷ مئی کو کیمبل پور میں نہایت شان وشوکت سے جوبلی منائی گئی۔ متعدد عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ شہر میں سرکاری وغیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ سکاوٹ اور پولیس کی پریڈ ہوئی اور ایک عظیم الشان دربار منعقد ہوا۔ جس میں ملک معظم کی شان میں مدحیہ نظمیں پڑھی گئیں۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے ایک زبردست تقریر کی اور معتدد اصحاب کو تمغے عطا کئے ؀

پنڈی گھیپ میں جشن جوبلی ۶ مئی کو سکاؤٹ پارک پنڈی گھیپ میں مقامی افسروں۔ رؤسا۔ وکلاء۔ ارکان بلدیہ۔ طلبۂ مدارس اور اہل شہر کا اجتماع ہوا۔ اس موقع پر یونین جیک نصب کیا گیا اور مولانا محمد اسمٰعیل عربی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول کی قیادت میں ملک معظم کی درازئ عمر و ترقیٔ اقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ اس کے بعد بخشی مظفر علی خاں تحصیلدار نے سلور جوبلی کی یادگار میں گورنمنٹ ہائی سکول کے احاطے میں ایک تختی نصب کی۔ پھر گورنمنٹ ہائی سکول سے طلبہ کا ایک عظیم الشان جلوس نکلا۔ جو شہر کی گشت کرنے کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول واپس آیا۔ اسی روز ایک "بیبی شو" Baby Show کا انعقاد عمل میں آیا۔ ۵ بجے سے ۷ بجے شام تک گورنمنٹ ہائی سکول کے میدان میں ہاکی اور والی بال کے میچ ہوئے۔ ملک غلام نبی صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز نے کھیلوں میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ رات کو میجک لالٹین Magic Lantern کے ساتھ لکچر ہوئے۔ چونکہ رات کو طوفانی ہوا زور وشور سے چل رہی تھی۔ اس لئے سرکاری وغیر سرکاری عمارتوں میں ہوا بند ہونے کے بعد روشنی کی گئی ؀

۷ مئی کی تقریبات کا آغاز بھی دعائے شکرانہ سے ہوا۔ اس کے بعد جوبلی کی یادگار میں

گورنمنٹ ہائی سکول کے احاطے میں ایک شیشم کا درخت لگایا گیا۔ صبح سکاؤٹوں نے کرتب دکھائے۔ شام کو مسٹر این۔ ایم۔ بچ ایس۔ ڈی۔ او۔ Mr. N. M. Buch, S. D. O. کے زیر صدارت جلسہ تقسیم اسناد منعقد ہوا۔ جس کے اختتام پر برف نیہ کا قومی ترانہ گایا گیا۔

دیہاتی علاقوں میں تقریبات جوبلی ۶ مئی کو اٹک۔ پنڈی گھیپ۔ تلہ گنگ اور فتح جنگ تحصیلوں کے تقریباً تمام دیہات میں بڑی دھوم دھام سے تقریبات جوبلی منائی گئیں۔ جنڈ کی تحصیل کے علاوہ دوسری تحصیلوں کے صدر مقامات پر جوبلی کے اعزاز میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ اور مختلف قسم کے کھیل ہوئے۔ اس موقع پر ضلع بھر کے مدارس کے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی +

میانوالی کی تقریبات

۶ مئی کی تقریبات صبح کو میانوالی کی مختلف عبادتگاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ ۶ بجے صبح سے جوبلی سپورٹس ٹورنامنٹ شروع ہوا جس میں چودھری لال دین بی۔ اے پی۔ ای۔ ایس ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس اور مسٹر ایم۔ اے شاکر بی۔ اے ڈی۔ آئی۔ ایس کے حسن انتظام سے تمام مدارس کے طلبہ نے حصہ لیا۔ جس میں دوڑیں۔ چھلانگیں۔ نمونہ بازی اور سکاؤٹوں کے کرتب وغیرہ متعدد چیزیں شامل تھیں۔ یہ پروگرام ۱۱ بجے دن تک جاری رہا۔ مسٹر پی۔ کے کول ڈپٹی کمشنر اور معزز ترین صاحب ہی تماشا دیکھنے کے لئے موجود تھے۔ ۱۱ بجے دن کو تقریباً ایک ہزار طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ شام کو ڈسٹرکٹ سکاؤٹ ریلی ہوئی +

دربار بورڈنگ ہاؤس کے پاس تحصیل کے میدان میں ایک عظیم الشان شامیانہ لگایا گیا تھا۔ سکاؤٹ ریلی کے بعد شامیانے میں مسٹر کول ڈپٹی کمشنر کی صدارت میں ڈسٹرکٹ دربار کا انعقاد عمل میں آیا جس میں جناب صدر نے مختلف اصحاب کو اسناد اور تمغے عطا کئے +

شام کو سرکاری اور غیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ اور گورنمنٹ ہائی سکول کے میدان میں الاؤ روشن کیا گیا +

۷ مئی کی تقریبات صبح کو گورنمنٹ ہائی سکول کے میدان سے سکاؤٹوں کا ایک جلوس نکلا۔ جو شہر کی تمام اہم شاہراہوں سے گشت کرتا ہوا سکول کی عمارت میں واپس پہنچا۔ اس کے علاوہ شہر میں مختلف قسم کے کھیل تماشے ہوتے رہے +

عیسیٰ خیل میں تقریبات جوبلی ۶ مئی کو دعائے شکرانہ ادا کی گئی اور گورنمنٹ ہائی سکول عیسیٰ خیل



مسٹر فضل الرحمن اے - ڈی - آئی - سکولز
راولپنڈی



لالہ دیوان چند صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر
سکولز راولپنڈی



دیوان گوپال داس ہیڈ ماسٹر ساتن دھرم
ہائی سکول راولپنڈی



سردار رسند سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر
خالصہ ہائی سکول راولپنڈی

میں مولوی ولی داد صاحب ہیڈ ماسٹر کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں جوبلی کے احترام میں نظمیں پڑھی گئیں۔ ملک معظم کے حالات زندگی پر تقریریں کی گئیں اور برطانیہ کا قومی ترانہ گایا گیا۔ ۷ مئی کی صبح کو مختلف قسم کے کھیل ہوئے۔ جن میں طلبہ نے شرکت کی۔ گورنمنٹ ہائی سکول کے احاطے میں مولوی ولی داد صاحب ہیڈ ماسٹر اور ایس ۔۔۔ دین صاحب نائب تحصیلدار نے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی۔ طالبات کے لئے علیحدہ مٹھائی بھجوائی گئی +

ایک عظیم الشان میلہ اور مویشیوں کی منڈی منعقدہ ۶ مئی میں زمینداران میانوالی تحصیل نے نمایاں حصہ لیا۔ جن مویشیوں کے لئے انعامات تقسیم کئے گئے۔ وہ اعلیٰ قسم کے کثیر دودھ دینے والے جانور تھے۔ غربا کو ۱۰ بجے سے ۲ بجے تک کھانا کھلایا گیا۔ سنٹرل کوآپریٹو بینک نے بھی اپنی طرف سے سینکڑوں غربا کے لئے لنگر کا انتظام کیا تھا۔ لکی بیگ کے سلسلے میں جو انتظامات زیر صدارت خان سعید زمان خاں صاحب ریونیو اسسٹنٹ کئے گئے تھے۔ اُس کی کامیابی خانصاحب خان غلام حسن خاں صاحب۔ اور لالہ سیتا رام صاحب بی۔ اے کی رہین منت ہے۔ انعامات چودھری اورنگ زیب خاں منتظم خزانہ۔ چودھری رستم علی ای۔ اے۔ سی اور اے۔ ڈی۔ ایم میاں کشمیر دیال نے تقسیم کئے +

فراہمی چندہ و انتظام تقریبات وغیرہ کا کام ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی کے سپرد کیا گیا جو ۳۳ ارکان پر مشتمل تھی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر اس کے صدر اور لالہ سیتا رام بی اے سپرنٹنڈنٹ ڈی۔ سی آفس اور خانصاحب خان غلام حسن خان صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر و نائب صدر بلدیہ میانوالی علی الترتیب اس کے سیکرٹری اور خزانچی بنائے گئے تھے۔ مذکورہ کمیٹی نے مبلغ ۱۲۳۰۱ روپے ۱۴ آنے ۳ پائی کی خطیر رقم وصول کی۔ جس میں سے ۱۱۱۵۹ روپیہ ۲ آنے ۶ پائی پراونشل سلور جوبلی فنڈ کو روانہ کئے گئے +

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی میانوالی۔ بھکر اور عیسیٰ خیل وغیرہ کے تمام دیہاتی علاقوں کی اطلاعات مظہر ہیں کہ سب دیہاتی مرکزوں میں جشن جوبلی نہایت دھوم دھام سے منایا گیا اور اس کی تقریبات میں دیہاتی باشندوں نے جی کھول کر حصہ لیا +

ملتان ڈویژن

ضلع ملتان کی تقریبات

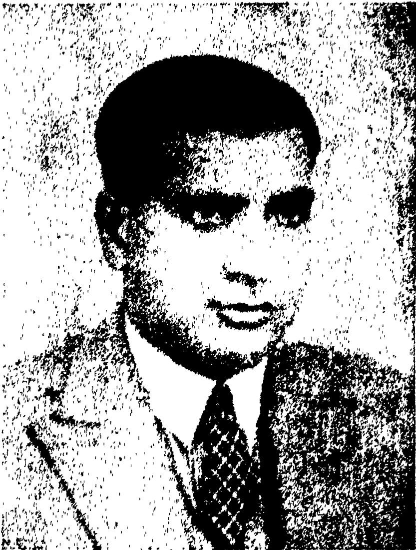
ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی کا قیام | ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی سلور جوبلی منانے کے لئے مسٹر ای پی مون - ڈپٹی کمشنر (Mr. E. P. Moon) کی صدارت میں ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی - اور رائے بہادر دیوان کشن رام تہبی کے سیکرٹری مقرر کئے گئے - اس کا پہلا جلسہ مسٹر مون کے بنگلے پر منعقد ہوا - اور جوبلی ہفتہ کا انتظام کرنے کے لئے مختلف ماتحت کمیٹیوں کی بنیاد رکھی گئی - ملتان میں ۶ مئی سے ۸ مئی تک تقریبات جوبلی منائی گئیں - ۶ مئی کو مختلف عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی - غربا کے لئے لنگر کھولے گئے - مختلف قسم کے کھیل تماشے ہوتے رہے - اور میلہ لگا - شام کو سرکاری و غیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا - اسی طرح ۷ مئی کو بھی مختلف تقریبیں منائی گئیں - میلے کے علاوہ متعدد کھیل تماشے ہوئے - جسمانی قوت کا مظاہرہ کیا گیا - اور شام کو آتشبازی چھوڑی گئی - میلہ دیکھنے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع ہوگئے تھے - اس موقع پر دیہاتیوں کا رقص - جسمانی طاقت کے مظاہرے اور ورزشی کھیل بھی ہوئے - میلے میں سینما کا تماشا دکھانے کے علاوہ ایک عام ضیافت ہوئی - مصنوعات کی نمائش کا انعقاد عمل میں آیا - اور ہاکی و فٹ بال کے ٹورنامنٹ ہوئے ٭

جوبلی ڈنر | میلے کے میدان میں "جوبلی ڈنر" دیا گیا - جس میں دو سو مہمان شریک ہوئے - ضیافت کے ساتھ ساتھ فوجی بینڈ بج رہا تھا - مسٹر سی - سی گاربٹ کمشنر Mr. C. C. Garbett. Commissioner, نے ملک معظم و ملکۂ معظمہ کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے فرمایا - کہ ملتان نے سلور جوبلی منانے کے سلسلے میں تمام جماعتی اختلافات کو نظر انداز کر دیا ہے - امید ہے کہ ان اختلافات کو حرف غلط کی طرح مٹانے میں جوبلی دونوں جماعتوں کے لئے ممد و معاون ثابت ہوگی ٭

جوبلی دربار | ۸ مئی کی شام کو مسٹر سی - سی گاربٹ کمشنر ملتان کی صدارت میں ایک دربار منعقد ہوا -



سی سی گاربٹ اسکوائر بالقابہ کمشنر ملتان ڈویژن



شیخ محمد شریف صاحب انسپکٹر آف سکولز
ملتان ڈویژن

گروپ ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع ملتان

بیٹھے ہوئے میجر جی. ایچ. مکمہ ڈسٹرکٹ انجینئر - منشی فضل الٰہی ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز - خان بہادر امیر خان سینئر وائس چیئرمین - مخدوم زادہ سید محمد رضا شاہ ایم. ایل. سی

چیئرمین - سید محمد اولاد علی جونیئر وائس چیئرمین - چودھری وشن سنگھ اکونٹنٹ - شیخ عبدالرشید ہیڈ کلرک -

جن میں فوجی و شہری حکام۔ خطاب یافتہ اصحاب اور رؤسا شریک ہوئے۔ اس موقع پر ملتان کمشنری کے تمام مقامی اداروں کی طرف سے ملک معظم کی خدمت میں بھیجنے کے لئے ایک سپاسنامہ تیار ہوا۔ جسے سید محمد رضا شاہ صاحب صدر ملتان ڈسٹرکٹ بورڈ نے چاندی کے چوکٹے میں پیش کیا۔ کیپٹن عاشق حسین نے سپاسنامہ پڑھ کر سنایا۔ کمشنر صاحب نے باشندگان ملتان کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی۔ اور فرمایا کہ یہ سپاسنامہ ملک معظم کی خدمت میں ارسال کر دیا جائیگا۔ آپ نے اہلِ ملتان کو مشورہ دیا۔ کہ وہ گذشتہ ناخوشگوار واقعات کو بھول جائیں۔ اور تعلقات میں خوشگواری پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ آپ نے فرمایا عوام کو چاہیئے کہ وہ حکام سے تعاون کریں۔ اور معمولی معمولی باتوں سے بددل ہو کر امن و امان میں خلل انداز نہ ہوں۔ انہیں فرقہ وارانہ جھگڑوں کو ختم کر کے سوسائٹی کے عام مفاد کے پیش نظر کام کرنا چاہیئے۔

"پنجاب میں جماعتی اختلافات کی کوئی کمی نہیں۔ لیکن اگر شکستوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو جائے۔ تو از خود تمام مصائب کا خاتمہ ہو جائیگا۔ کسی شخص کو قانون اپنے ہاتھوں میں لینے کی کوشش اور جانوروں کی طرح کوئی وحشیانہ حرکت نہیں کرنی چاہیئے۔ ملک معظم نے رعایا کی خدمت کی ایک مثال قائم کی۔ اور اپنی زندگی کو رعایا کے لئے وقف کر دیا ہے۔ بادشاہ ہمارے لئے ستارۂ رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہم سب کا فرض ہے۔ کہ اس کی طرف نظر رکھیں"۔

دربار میں سلور جوبلی کے تمغے بھی تقسیم کئے گئے۔

گورنمنٹ ہائی سکول میں جلسہ ۶ مئی کی شام کو گورنمنٹ ہائی سکول اور بورڈنگ ہاؤس کی عمارتوں میں خوب چراغاں کیا گیا۔ ۷ مئی کی صبح کو سکول کے آراستہ و پیراستہ ہال میں مولوی غلام حسین خان ریٹائرڈ ہوم منسٹر ریاست بہاولپور کے زیر صدارت ایک جلسہ ہوا۔ جس میں طلبہ۔ عملہ اور شہر کے معززین شریک ہوئے۔ ایک چھوٹے سے بچے نے نہایت شیریں آواز میں جوبلی کے اعزاز میں ایک نظم پڑھی۔ اس کے بعد طلبہ نے ملک معظم کی زندگی کے متعلق مضامین پڑھ کر سنائے۔ سکول کے بعض اساتذہ نے موقع کے اعتبار سے شاندار تقریریں کیں۔ آخر میں جناب صدر نے ایک پُرزور تقریر کے دوران میں جوبلی کی اہمیت اور ملک معظم کے دورِ حکومت کے واقعات پر تبصرہ فرمایا۔ اس موقع پر نواب زادہ کیپٹن عاشق حسین قریشی۔ مسٹر ایس۔ ایم۔ شریف انسپکٹر آف سکولز اور ہیڈ ماسٹر کے عطا کردہ چاندی کے ۲۲ تمغے تقسیم کئے گئے۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی درازیٔ عمر کی دعا کے بعد طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور جلسہ ختم ہوا۔

تقریبات جوبلی میں انسپکٹر آف سکولز کی شرکت مسٹر ایس۔ ایم۔ شریف انسپکٹر آف سکولز نے تقریباً

تمام مقامی مدارس کا دورہ کیا۔ اور ان کی ابتدائی تقریبات میں بذاتِ خود حصہ لیا ۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی | تحصیل ملتان شجاع آباد۔ لودھراں۔ لڈن۔ خانیوال میلسی۔ کبیروالا، اور میاں چنوں کے دیہاتی علاقوں کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ تقریباً تمام دیہاتی مرکزوں میں نہایت شان و شوکت سے تقریبات جوبلی منائی گئیں۔ اور تحصیل کے صدر مقامات میں جسمانی ورزش کے مظاہرے اور مختلف قسم کے کھیل تماشے ہوتے رہے۔ سرکاری و غیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ آتشبازی چھوڑی گئی۔ اور بہت سے مقامات پر جوبلی کے اعزاز میں میلے لگے۔ جن میں ہزاروں آدمیوں نے شرکت کی۔ ضلع بھر کے تقریباً تمام مدارس میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ یونین جیک لہرایا گیا۔ والی بال اور فٹ بال وغیرہ کے کھیل ہوئے۔ سکاؤٹوں نے کرتب دکھائے۔ اور طلبائے مدارس اور سکاؤٹوں کے جلوس نکلے ۔

ضلع منٹگمری کی تقریبات

جوبلی کمیٹی منٹگمری | انتظامات جوبلی کے سلسلے میں منٹگمری میں جو کمیٹی بنائی گئی تھی۔ اس کے ارکان کی فہرست حسبِ ذیل ہے :-

عہدہ داران

(۱) مسٹر جی۔ این تھاپر آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر منٹگمری (صدر) (۲) مسٹر جے۔ ڈبلیو جی سائکس آئی۔ سی۔ ایس منٹگمری (سکرٹری) (Mr. J. W. G Sykes, I. C. S.) (۳) مسٹر ایف۔ ڈبلیو۔ بل منٹگمری (خزانچی) (Mr. F. W. Bull) ۔

ارکان

(۱) مسٹر نثار احمد ایس۔ ڈی۔ او پاکپتن۔ (۲) لالہ سنت رام ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ منٹگمری۔ (۳) خانصاحب میراں بخش ریونیو اسسٹنٹ منٹگمری۔ (۴) سردار اودے سنگھ پی۔ سی۔ ایس کالونی اسسٹنٹ منٹگمری۔ (۵) ملک گنگا دھر تحصیلدار منٹگمری۔ (۶) چودھری جمال الدین تحصیلدار اوکاڑہ۔ (۷) لالہ ہنس راج تحصیلدار پاکپتن۔ (۸) چودھری عبدالرحمٰن تحصیلدار دیپالپور۔ (۹) سردار کرتار سنگھ۔ (۱۰) خانصاحب چودھری نذیر احمد خاں۔ (۱۱) مسٹر نند لال۔

گروپ ایجوکیشنل انسپکٹنگ سٹاف ضلع ملتان

ایم امام بخش خاں اے ڈی آئی سکولز۔ ۔ شمشیر علی اے ڈی آئی سکولز + لالہ لیکھراج اے ڈی آئی سکولز + ایم فضل نبی ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز + ایس اکبر علی شاہ اے ڈی آئی سکولز + لالہ ہنسراج اے ڈی آئی سکولز + ایم حسین بخش ڈرل سپروائزر + ایم الہ بخش خاں اے ڈی آئی سکولز۔

گروپ ہیڈ ماسٹر صاحبان مڈل سکولز ضلع ملتان {بیچ ہیڈ ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز تشریف فرمائیں}



(۱۲) سید محمد شاہ۔ (۱۳) سید نوازش علی۔ (۱۴) مسٹر آر۔ آئی۔ ایل ساہنی۔ (۱۵) ایس نور محمد موکا لی۔ (۱۶) لالہ رام رکھا مل۔ (۱۷) رائے صاحب لالہ چرن داس (۱۸) خان بہادر آر فضل داد خاں۔ (۱۹) خان صاحب میاں نور احمد خاں۔ (۲۰) چودھری کیشو ناتھ۔ (۲۱) آغا برکت علی۔ (۲۲) بابا ہربنس سنگھ بیدی۔ (۲۳) رائے صاحب چودھری مہلا سنگھ (۲۴) شاہ محمد عبداللہ خاں ۔

اس کمیٹی کے علاوہ مختلف تقریبات کے متعلق علیحدہ علیحدہ ماتحت کمیٹیاں مقرر کر دی گئی تھیں۔ اسی طرح بجائے خود ہر تحصیل میں بھی ایک ایک کمیٹی بنا دی گئی تھی ۔

ابتدائی جلسہ | ۱۹ فروری کو مسٹر پی۔ این تھاپر آئی سی۔ ایس۔ ڈپٹی کمشنر (Mr. P. N. Thaper, I. C. S.) کی صدارت میں اس امر پر غور کرنے کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ کہ سلور جوبلی کس طرح منائی جائے اور جوبلی فنڈ کی پنجاب برانچ کے لئے کس طرح چندہ جمع کیا جائے۔ چنانچہ اس اجتماع میں ایک مجلس منتظمہ مرتب کی گئی۔

۶ اور ۷ مئی کی تقریبات | جوبلی کمیٹی کے فیصلے کے مطابق ۶ مئی کو منٹگمری کی تمام عبادتگاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ غربا، اور مدارس کے بچوں کو کھانا کھلایا گیا۔ دن کے وقت مختلف قسم کے کھیل ہوتے رہے اور رات کو آتشبازی چھوڑی گئی۔ ۷ مئی کو ڈپٹی کمشنر صاحب نے ایک دربار منعقد کیا جس میں متعدد اصحاب کو جوبلی کے تمغے عطا کئے۔ اس میں ضلع کے تمام حکام۔ فوجی افسر۔ ضلع کے درباری اور دوسرے معزز اصحاب شامل ہوئے۔ تمغوں کی تقسیم کے بعد سید خادم علی شاہ اور چودھری امام دین کو ڈھائی ڈھائی سو روپے کی جاگیروں کی سندیں عطا کی گئیں۔ اسی طرح ایم فتح محمد اور سردار پرتاب سنگھ کو محکمۂ انہار میں قابل قدر خدمات انجام دینے کی بنا پر بطور انعام ایک ایک گھڑی عطا کی گئی۔ دربار کے علاوہ چندے سے ایک ڈنر ہوا اور لکی بیگ Lucky Bag کا اہتمام کیا گیا۔ جمخانہ کلب کے میدان میں ایک ڈنر دیا گیا جس میں تقریباً دو سو مہمانوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر بعض شاعروں نے نظمیں پڑھ کر سنائیں۔ ۶ اور ۷ مئی کو جو جوبلی میلا لگا۔ اس میں پوری پوری کامیابی ہوئی۔ میلا دیکھنے کے لئے ہزاروں آدمی آئے ہوئے تھے۔ اس میں کشتیاں رسہ کشی اور کبڈی کے میچ ہوئے۔ ۷ مئی کی شب کو آتشبازی چھوڑی گئی۔ اس سے پہلے ۶ مئی کی شب کو تمام سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ مقامی باشندوں نے بھی اپنے اپنے مکانوں کو خوب سجایا اور روشنی کی۔ تقریبات جوبلی کے منتظموں کی کوششوں سے "لکی بیگ" میں بھی بڑی کامیابی ہوئی۔ جوبلی کی خوشی میں گولڈن ٹاکیز سینما نے ایک تماشا

مستند دکھایا ۔
ایک [illegible] کا منصب [illegible] چودھری امام بخش نائب ذیلدار دیپالپور [illegible] آنریری [illegible]
بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی [illegible] ایک [illegible] منعقد ہوا [illegible]
سے وفاداری کی بنیاد پر منظور کی گئیں۔ اس موقع پر جوبلی کی یادگار میں گورنمنٹ ہائی سکول
کے ہال کے سامنے درخت لگائے گئے۔ لالہ کرم نارائن نے بیواؤں اور یتیموں کے لئے
کپڑے بنوانے اور جیل کے قیدیوں میں تقسیم کرنے کے لئے ۲۲۵ دوسو (۲۲۵) روپے
عطا کئے ۔

جشن جوبلی میں خواتین کا حصہ — پرتاب باغ میں عورتوں اور بچوں نے علیحدہ علیحدہ جشن جوبلی منایا۔
جسے کامیاب بنانے میں مسز پی۔ این تھاپر صدر لیڈیز کلب۔ مسز جال فرامجی اور مس
آئی۔ ایم۔ ڈیوڈ ہیڈ مسٹرس گرلز گورنمنٹ ہائی سکول Miss. I. M. David, Head
Mistress Girl Govt. High School نے خاص طور پر حصہ لیا۔ خواتین کے پروگرام میں
ڈراما۔ مختلف قسم کے کھیل۔ آتشبازی اور چراغاں وغیرہ متعدد دلچسپیاں شامل تھیں ۔

دیپالپور کی جوبلی کمیٹی — دیپالپور میں ایک جوبلی کمیٹی بنائی گئی جس کے صدر چودھری عبدالرحمان تحصیلدار
اور سکرٹری سید محمد منور شاہ بی اے ایل ایل بی مقرر کئے گئے۔ اس تحصیل میں تقریبات جوبلی کو کامیاب
بنانے میں چودھری مہدی حسن بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر ڈی۔ بی ہائی سکول۔ پنڈت
چمن لال بی۔ اے۔ محمد حمید اللہ خاں ایچ۔ پی۔ او۔ ٹی۔ ٹھاکر داس۔ شاہ اللہ دتا بی۔ اے
بی۔ ٹی۔ خان عثمان خاں ساکن فرید پور۔ ایس محمد حسین خاں ساکن چک فضل شاہ اور پنڈت
گردھاری داس بی۔ اے ساکن آبادان شاہ نے خاص طور پر مدد کی ۔

دیپالپور میں جشن جوبلی — ۶ اور ۷ مئی کو دیپالپور میں بڑی شان و شوکت سے جشن جوبلی منایا گیا۔
سکول کی عمارت میں سٹاف اور طلبہ نے مقررہ پروگرام کے مطابق بڑی دھوم سے جوبلی
منائی۔ شام کو سکول میں جلسۂ تقسیم انعامات منعقد ہوا جس کا اختتام ملک معظم کی درازیٔ عمر و
ترقیٔ اقبال کی دعاؤں پر ہوا۔ رات کو سرکاری وغیر سرکاری عمارتوں میں خوب روشنی کی گئی ۔

سلور جوبلی کمیٹی چیچا وطنی — تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے چیچاوطنی میں سردار نونہال سنگھ
نائب تحصیلدار کی صدارت میں ایک کمیٹی بنائی گئی اور چودھری حاکم علی اسسٹنٹ انسپکٹر آف
سکولز۔ لالہ رام لال کھنہ ہیڈ ماسٹر این۔ اے۔ سی ہائی سکول چیچاوطنی۔ سید عبداللہ شاہ
سب انسپکٹر پولیس۔ ڈاکٹر ثناء اللہ۔ رائے صاحب لالہ چند داس رئیس و ذیلدار۔ چودھری
لکھی رام نمبردار و جاگیردار اور مسٹر بھیانی انجینئر برلا کاٹن ملز چیچاوطنی اس کمیٹی کے رکن مقرر

پی - این تھاپر آئی - سی - ایس ڈپٹی کمشنر منٹگمری



چودھری سلطان احمد صاحب
اے - ڈی - آئی سکولز
عارضی الاسب ڈویژن منٹگمری

کئے گئے ۔

چیچاوطنی کی تقریبات ۲۷ اپریل کو این۔سی۔اے ہائی سکول نے "فلیگ ڈے" منایا۔ ۵ مئی کو ایک عظیم الشان ٹورنامنٹ ہؤا۔ ۶ مئی کو دعائے شکرانہ ادا کی گئی اور طلبہ نے مقامی حکام رؤساء۔ مقامی باشندوں اور آس پاس کے دیہات سے آئے ہوئے لوگوں کے سامنے بہت سے ظریفانہ ڈرامے کئے۔ شام کو مختلف قسم کے کھیل ہوئے۔ رات کو چراغاں کے علاوہ آتشبازی بھی چھوڑی گئی اور موسیقی کا ایک جلسہ ہؤا۔ جوبلی کے اعزاز میں مختلف قوموں کا ایک ڈنر ہؤا۔ رسہ کشی کا مقابلہ ہؤا اور رخصت لگائے گئے ۔

اوکاڑہ جوبلی کمیٹی اوکاڑہ سلور جوبلی کمیٹی کے صدر چودھری حسام دین تحصیلدار اور سکرٹری لالہ روشن لال اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز مقرر کئے گئے۔ دوسرے اصحاب کے علاوہ رائے صاحب گوکل چند + چودھری کیسر ناتھ۔ لالہ مکند لال۔ سردار لال سنگھ۔ سردار سوبھا سنگھ سردار دیال سنگھ + مہر علم دین + چودھری چراغ دین + میاں مولا بخش + لالہ دولت رام + سیٹھ حکم چند۔ قاضی عبد الرحمٰن + سردار محمد سرفراز خاں نائب تحصیلدار + چودھری کیسر چند انسپکٹر کواپریٹو بنکس اور چودھری بیساکھی رام نے راس علاقے میں سلور جوبلی کو کامیاب بنانے میں بڑی سرگرمی کا اظہار کیا ۔

اوکاڑہ کی تقریبات یہاں ۶ - ۷ اور ۸ مئی کو سلور جوبلی کی تقریبات منائی گئیں۔ ۶ مئی کو قصبے کی مختلف عبادت گاہوں میں عبادت کی گئی۔ مختلف مدارس کے طلبہ و طالبات میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ غریبوں کو کھانا کھلانے کے لئے لنگر کھولے گئے اور رات کو سرکاری وغیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ ۷ مئی کو جوبلی میلے کے سلسلے میں ایک جلسہ ہؤا جس کی صدارت کے فرائض میجر جی۔وی۔اے پریڈکس Major G. V. A. Prideaux نے انجام دئے۔ میلے میں ایک نہایت دلچسپ پروگرام پر عمل کیا گیا۔ ۷ اور ۸ مئی کو جسمانی طاقت کے مقابلوں کے علاوہ ٹینس کا ٹورنامنٹ بھی ہؤا۔ جیتنے والوں کو سردار اودے سنگھ کالونی اسسٹنٹ نے انعامات عطا کئے ۔

پاک پٹن کی تقریبات یہاں مسٹر نصیر احمد ایس۔ڈی۔او کی صدارت میں ایک کمیٹی بنائی گئی۔ جس کا انتظام لالہ ہنس راج تحصیلدار کے ہاتھوں میں دیا گیا تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر رام ناتھ ایم۔بی۔ایس + ایم مکند لال + سوامی رام لال + حسنتہ سیوا رام نائب تحصیلدار اور لالہ اونکار ناتھ بی۔اے وغیرہ پر مشتمل متعدد ماتحت کمیٹیاں بنائی گئی تھیں۔ جوبلی کی خوشی میں میلا لگایا گیا۔ ایک معاشرتی ڈراما کیا گیا اور ایک میل لمبا ایک عظیم الشان جلوس نکالا جس

میں سرکاری حکام اور اہل شہر شریک ہوئے۔ تحصیل کے دفتر میں ایک ڈنر دیا گیا۔ اور لالہ جگوانداس ذیلدار نے علیحدہ ایک ڈنر دیا۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی | نہ صرف تحصیلوں کے صدر مقامات ہی پر جوبلی کا جشن منایا گیا۔ بلکہ ذیلداروں اور نمبرداروں کی نگرانی میں تقریباً تمام چکوں میں بھی جوبلی کے پروگرام پر عمل کیا گیا۔ ہر چک میں بادشاہ سلامت کی درازیٔ عمر و ترقی اقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ جن مقامات پر ممکن ہوا طلبہ میں لڈو تقسیم کئے گئے۔ بڑے بڑے چکوں میں میلے لگے اور جلوس نکالے گئے۔

ضلع لائل پور کی تقریبات

لائل پور شہر کی تقریبات | ۶ مئی کو مقامی عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ طلبہ و اساتذہ نے علیحدہ دعائے شکرانہ ادا کی۔ یونین جیک لہرایا گیا۔ اور اسے سلامی دی گئی۔ غربا و مساکین کو کھانا کھلایا گیا۔ اور طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ دن بھر مختلف قسم کے کھیل تماشے ہوتے رہے۔ رات کو سرکاری وغیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ دوسرے دن بھی کھیل تماشے ہوتے رہے جوبلی کے اعزاز میں جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں جوبلی کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی۔ اور ملک معظم و ملکہ معظمہ کے حالات زندگی بیان کئے گئے۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی | تحصیل لائل پور۔ سمندری۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ اور جڑانوالہ کے دیہاتی علاقوں کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ ضلع کے تقریباً تمام دیہاتی مرکزوں میں جوبلی کی تقریبات نہایت دھوم دھام سے منائی گئیں۔ مختلف مقامات پر طلبہ۔ اساتذہ اور مقامی باشندوں کے شاندار جلوس نکلے اور جلسے منعقد ہوئے۔ ملک معظم کے حالات زندگی بیان کئے گئے۔ اور برطانوی راج کی برکات پر روشنی ڈالی گئی۔ متعدد مقامات پر چراغاں کیا گیا۔ اور آتشبازی چھوڑی گئی۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور غربا کو کھانا کھلایا گیا۔

ضلع جھنگ (مگھیانہ) کی تقریبات

جھنگ کی تقریبات | ۶ مئی صبح کو جھنگ اور جھنگ مگھیانہ کی تقریباً تمام عبادت گاہوں میں ملک معظم کی درازیٔ عمر و ترقی دولت و اقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ پرائمری مڈل اور ہائی سکول کے طلبہ اور زنانہ



مفتی محمد اقبال اے۔ڈی۔آئی سکولز جہلم



سید شیر محمد ترمذی ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز جھنگ



یوسف شاہ اسکوائر وائس چیئرمین
ڈسٹرکٹ بورڈ جھنگ

سکول کی طالبات میں مٹھائی تقسیم کی گئی ۔ دوپہر کو یتیموں ۔ مسکینوں اور غریبوں کو کھانا کھلایا گیا اور لنگر جاری کئے گئے ۔ مگھیانہ سکول میں ۸ بجے صبح لالہ ہرنام داس میونسپل کمشنر کی قیادت میں طلبہ نے یونین جیک کی سلامی اُتاری ۔ اس کے بعد مختلف قسم کے کھیلوں اور تماشوں کے مقابلے ہوئے ۔ اسی طرح جھنگ سٹی سکول میں بھی کامیاب اور اوّل رہنے والے طلبہ کو حسب حیثیت انعام دئے گئے ۔ مزید برآں جوبلی کی یادگار میں مگھیانہ سکول کے احاطے میں پیپل کا ایک درخت لگایا گیا ۔ شام کو لالہ متان چند صدر میونسپل کمیٹی کے زیر صدارت ایک جلسہ منعقد ہُوا ۔ جس میں طلبہ ۔ اساتذہ اور شہر کے معزّزین شریک ہوئے ۔ جلسے کا افتتاح ایک دعائیہ نظم سے کیا گیا ۔ اس کے بعد لالہ لدّھا رام ملہوترہ ہیڈ ماسٹر نے سلور جوبلی کا مفہوم حاضرین کے ذہن نشین کرایا ۔ پھر پروگرام کے مطابق اساتذہ اور متعلمین نے انگریزی راج کی برکات کے متعلق مضامین نظم و نثر سنائے ۔ آخر میں صدر نے غریب طلبہ کو کپڑے عطا فرمائے ۔ رات کو شہر کے مکانات اور سرکاری عمارتوں میں روشنی کی گئی ۔ ٹاؤن ہال کے قریب تالاب کے چاروں طرف ہزاروں چراغ رکھ دیئے گئے تھے ۔ تالاب کے مشرقی کنارے پر آتشبازی کا انتظام بھی کیا گیا تھا ۔ جسے دیکھنے کے لئے بیشمار لوگ جمع ہوئے ۔ مسٹر امین الدین آئی ۔ سی ۔ ایس ڈپٹی کمشنر بھی تشریف لائے تھے ۔

میلہ ۷ رمئی کو ڈسٹرکٹ بورڈ کے میدان میں جوبلی میلہ لگا جس میں داخلے کے لئے ٹکٹ نہیں لگایا گیا تھا ۔ اس کا پروگرام نہایت دلچسپ تھا ۔ تمام کھیل تماشے پبلک کو مفت دکھائے گئے ۔ نیزہ بازی اور گھوڑدوڑ کے مقابلے میں آگے رہنے والوں کو خود ڈپٹی کمشنر صاحب نے انعامات عطا کئے ۔ اسی طرح جسمانی ورزش کے شاندار مظاہروں کے علاوہ متعدد تفریحی کھیل تماشے بھی ہوئے ۔

صنعتی نمائش پرنسپل صاحب گورنمنٹ کالج جھنگ کے اہتمام سے ایک صنعتی نمائش منعقد ہوئی ۔ جس کی خصوصیت یہ تھی ۔ کہ اس میں ضلع جھنگ کی صنعتوں اور دستکاریوں کے نادر نمونے جمع کئے گئے تھے ۔

تعلیمی اداروں میں تقریبات جوبلی ضلع کے تقریبًا تمام مدارس میں جوبلی کی تقریبات نہایت شان و شوکت سے منائی گئیں ۔ تقریبًا تمام سکولوں میں جوبلی کی یادگار کے طور پر ایک ایک سایہ دار درخت لگایا گیا ۔ بعض مدارس میں کتبے کے ساتھ دھات یا لکڑی کی تختیاں آویزاں کی گئیں ۔

ضلع بھر کے مدارس کی عمارتوں کو جوبلی کے اعزاز میں سجایا گیا ۔ دن کو کھیل تماشے ہوتے رہے اور رات کو چراغاں کیا گیا ۔ مرکزی دیہاتی علاقوں میں طلبہ کے جلوس نکالے گئے ۔ اس کے بعد

فٹ بال - والی بال اور اسی قسم کے دوسرے کھیلوں کے مقابلے ہوئے کھیلوں میں جیتنے والوں کو انعامات دیئے گئے - پھر اساتذہ - طلبہ اور مقامی باشندوں کے عظیم الشان جلسے منعقد ہوئے اس موقع پر شہنشاہ معظم کی شان میں قصیدے اور ترانے پڑھے گئے - اور قراردادیں پاس کی گئیں جلسوں کے اختتام پر ملک معظم کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعائیں مانگی گئیں - اور غرباء کو کھانا کھلانے کے علاوہ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی ۔

تقریبات جوبلی میں خواتین کا حصہ | ضلع کے مختلف زنانہ مدارس میں طالبات اور مقامی خواتین کے جلسے منعقد ہوئے - اور خواتین کے مذاق کے مطابق متعدد کھیل اور تماشے ہوئے ۔

سکاؤٹ ریلی | ضلع کے صدر مقام میں جوبلی کی خوشی میں ایک سکاؤٹ ریلی کی گئی - طلبہ نے جوبلی فنڈ کے لئے چندہ جمع کرنے میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں ۔

شورکوٹ میں جشن جوبلی | ۶ مئی کی صبح کو دعائے شکرانہ ادا کی گئی - دن کو کبڈی - ڈوڈا اور دوسرے کھیل تماشے ہوتے رہے - رات کو چراغاں کیا گیا - اور آتشبازی چھوڑی گئی - تقریبات جوبلی دیکھنے کے لئے آس پاس کے بہت سے دیہاتی بھی آئے ہوئے تھے ۔

جوبلی میں دیہاتی علاقوں کا حصہ | دیہاتی مرکزوں کی اطلاعات مظہر ہیں - کہ جھنگ - چنیوٹ اور شورکوٹ کے تقریباً تمام دیہاتی علاقوں میں جوبلی کی تقریبات نہایت اعلیٰ پیمانے پر منائی گئیں ۔

ضلع مظفرگڑھ کی تقریبات

شہر کی تقریبات | ۶ مئی کی صبح کو دعائے شکرانہ ادا کی گئی - غرباء کو کھانا کھلایا گیا - دن بھر مختلف قسم کے کھیل تماشے ہوتے رہے - شام کو سرکاری و غیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا - ۷ مئی کو بھی متعدد تقریبیں منائی گئیں - تعزیہ بھی دوسرے تماشوں کے علاوہ شام کو آتشبازی چھوڑی گئی ۔

ضلع کے تعلیمی اداروں کی تقریبات | ضلع بھر کے طلبہ اور اساتذہ جوبلی منانے کے لئے مرکزی مقامات پر جمع ہوئے - اور جیتنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے - مختلف مقامات پر جلسے منعقد ہوئے - جن میں ملک معظم کے حالات زندگی اور برطانوی حکومت کی برکات پر روشنی ڈالی گئی - اور جوبلی کے اعزاز میں نظمیں پڑھی گئیں - طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی - رات کو مدارس کی عمارتوں میں چراغاں کیا گیا - جوبلی کی یادگار میں مدارس میں تختیاں آویزاں کی گئیں اور سکولوں میں درخت لگائے گئے - ضلع کے صدر مقام میں مقامی اور نواحی مدارس کے طلبہ کا ایک عظیم الشان جلوس نکلا - جس کے ساتھ بینڈ اور گانے والوں کے طائفے تھے - جب



جی مہتانی اسکوائر لے ڈی آئی ... گڑھ



خان بہادر شیخ نور محمد صاحب ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ

جلوس نور پارک پہنچا۔ تو وہاں ایک شاندار دربار منعقد ہوا۔ جس میں ڈپٹی کمشنر صاحب نے ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی درازی عمر کے لئے دعا مانگی۔ پھر اُن لوگوں کو تمغے اور سندیں عطا کیں۔ جن کی وفاداری مسلمہ ہے۔ اس کے بعد مختلف قسم کے کھیل اور تماشے شروع ہوئے +

دائرہ دین پناہ | ۶ رمئی کی صبح کو مخدوم امام بخش صاحب کی قیادت میں ایک جلوس مدرسے سے شہر کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ دربار حضرت دین پناہ کی خانقاہ پر پہنچا۔ تو وہاں ملک معظم کی سلامتی کے لئے دعا مانگی گئی۔ ۹ بجے جلوس مدرسے واپس آیا۔ اور جناب مخدوم امام بخش صاحب کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ہیڈ ماسٹر صاحب نے ملک معظم کی سوانحعمری پڑھ کر سنائی۔ دیہات سدھار پر ایک تقریر ہوئی۔ بعد میں دیہاتیوں کے مقابلے کرائے گئے۔ جناب صدر نے جیتنے والوں کو انعامات عطا کئے۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا +

ستانواں | آج صبح جناب گنگارام صاحب نائب تحصیلدار کی نگرانی میں مدرسے سے ایک جلوس نکلا۔ جس میں دوسرے معززین بھی شامل تھے۔ جلوس شہنشاہ جارج پنجم کی شان میں گیت گاتا ہوا دس بجے کے قریب سکول کے میدان میں پہنچا۔ جہاں پبلک کے آرام کرنے کے لئے ایک بڑا شامیانہ لگایا گیا تھا۔ تحصیلدار صاحب کی صدارت میں جلسے کی کارروائی شروع ہوئی۔ جس میں سب سے پہلے دعائیہ نظم پڑھی گئی۔ پھر لالہ جیا رام داس نے ملک معظم کی سوانحعمری سنائی۔ اس کے بعد بادشاہ سلامت کے لئے سلامتی کی دعا مانگی گئی۔ آخر میں دیہاتیوں میں کھیلوں کے مقابلے کرائے گئے۔ اور جیتنے والوں کو انعامات عطا کئے گئے +

گورمانی | یہاں میاں محبوب علی صاحب کی قیادت میں ایک جلوس نکلا۔ جو قصبے کی گشت کرنے کے بعد ۱۰ بجے کے قریب سکول کی عمارت میں واپس آیا +

احسان پور | معززین کی قیادت میں مدرسے سے ایک جلوس نکل کر شہر میں گشت کرتا ہوا ۹ بجے کے قریب سکول پہنچا۔ یہاں لالہ رام چند صاحب سب اورسیر محکمہ انہار کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ دعائیہ نظم کے بعد شہنشاہ معظم کی سوانحعمری سنائی گئی۔ پھر دیہاتیوں میں کھیلوں کا مقابلہ ہوا۔ جیتنے والوں کو انعامات دئے گئے۔ اور طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی +

گجرات | ۶ رمئی کی صبح کو ذیلدار صاحب۔ ڈاکٹر صاحب اور دیگر معززین کی نگرانی میں مدرسے سے ایک جلوس نکلا۔ جو قصبے کی گشت کرتا ہوا قومی گراؤنڈ میں پہنچا۔ یہاں چودھری پرمانند ذیلدار علاقہ کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں شہنشاہ معظم کی سلامتی کی دعائیں مانگی گئیں۔ بادشاہ سلامت کی سوانحعمری پڑھ کر سنائی گئی۔ دیہاتیوں

میں کھیلوں کے مقابلے ہوئے۔ جیتنے والوں کو جناب صدر نے انعامات عطا کئے۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ دوسرے دن بھی کھیلوں کا مقابلہ ہوا۔ اور ایک جلسے کا انعقاد عمل میں آیا۔

محمود کوٹ | ۶ مئی کو واسو رام صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مولوی محمد صادق زراعت ماسٹر نے ملک معظم کے سوانح حیات پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد تقریریں ہوئیں۔ اور شام کو ۵ بجے کے قریب دیہاتیوں میں کھیلوں کا مقابلہ کرایا گیا۔ دوسرے روز سکاؤٹ شو دکھایا گیا۔ بادشاہ سلامت کی سلامتی کے لئے دعا مانگی گئی۔ اور کھیلوں کے مقابلے ہوئے۔

کوٹ ادو | ۶ مئی کی صبح کو ضلع مظفر گڑھ کے افضال صاحب۔ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز اور دوسرے حکام و معززین کی نگرانی میں گورنمنٹ مڈل سکول سے ایک جلوس نکلا۔ جو قصبے کی شاہراہوں سے ہوتا ہوا دس بجے کے قریب سکول کی عمارت میں واپس پہنچا۔ یہاں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں دعائیہ نظم کے بعد ملک معظم کی سوانح عمری پڑھ کر سنائی گئی۔ اور ان کی درازی عمر کے لئے دعا کی گئی۔ شام کو دیہاتیوں میں کھیلوں کا مقابلہ ہوا۔ اور جیتنے والوں میں انعامات تقسیم کرنے کے علاوہ طلبہ میں مٹھائی بانٹی گئی۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی | مظفر گڑھ ۔ لیہ ۔ علی پور ۔ گڑھ رنگ پور وغیرہ کے دیہاتی علاقوں کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ تمام دیہاتی مرکزوں میں جوبلی کی تقریبات بڑے جوش وخروش سے منائی گئیں۔ جن میں بلا قید مذہب و ملت تمام باشندوں نے حصہ لیا۔ ۶ مئی کو مختلف مقامات پر ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازی عمر کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ اور ۶ و ۷ مئی کو مختلف قسم کے کھیل تماشے ہوتے رہے۔ متعدد مقامات پر دن کو جلسے منعقد ہوئے۔ جن میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ اور برطانوی راج کی برکات پر روشنی ڈالی گئی۔ رات کو سرکاری و غیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔

ضلع ڈیرہ غازی خان کی تقریبات

ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی | ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی حسب ذیل اصحاب پر مشتمل تھی :-

(۱) مسٹر کے۔ اے۔ ایچ۔ ہنڈرسن آئی۔ سی۔ ایس۔ ڈپٹی کمشنر (۲) خان بہادر نواب محمد جمال خان ایم۔ ایل۔ سی (۳) خان بہادر نواب دریا خان دریشک چیف اسٹی (۴) سردار

رحیم یار خاں سربراہ تومانداز مزار رجھان (۵)، خان بہادر سردار غلام حیدر خاں کھوسہ چیف بہادر گڑھ (۶)، خان بہادر سردار غلام حیدر خاں لال گڑھ (۷)، خان بہادر سردار غلام حیدر خاں سوری لنڈ چیف۔ شادان لنڈ (۸) سردار امیر محمد خاں سربراہ قیصرانی تومانداز کوٹ قیصرانی (۹)، سردار رب نواز خاں کھتران چیف وہوا (۱۰)، خان بہادر سردار پائندہ خان بوزدار چیف۔ بستی بوزدار (۱۱) سردار حاجی محمد خاں تومانداز ٹبی لنڈاں (۱۲) سردار محمد خان بیگھاری آنریری مجسٹریٹ چوٹی (۱۳)، شیخ فیض محمد ایم۔ بی۔ ای۔ پبلک پراسیکیوٹر ڈیرہ غازی خاں (۱۴)، خان محمد خاں گشکوری ذیلدار محمد پور (۱۵) سردار بہادر خاں ایم۔ بی۔ ای۔ ایم۔ ایل۔ سی دھاگو (۱۶)، مرزا محمد اکبر خاں ذیلدار کوٹلہ مغلاں (۱۷)، ملک شیر محمد ذیلدار جام پور (۱۸)، چودھری بھوجا رام جاگیردار جام پور (۱۹) ملکھی نارائن داس ذیلدار و صدر میونسپل کمیٹی دجال (۲۰)، خان احمد خان پٹاخی جام پور (۲۱)، رائے جامن داس ساکن بستی توجا (۲۲)، دیوان کنہیا لال ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و آنریری مجسٹریٹ ڈیرہ غازی خاں (۲۳)، چودھری بتوں رام کوٹ چھٹہ (۲۴)، ایس۔ کرم خان ذیلدار شیرولہ (۲۵)، لالہ پرمانند (۲۶)، گوسائیں سندر لال (۲۷)، رائے صاحب چودھری جے منی داس ریٹائرڈ پبلک پراسیکیوٹر ڈیرہ غازی خاں (۲۸)، ایم۔ محمد مستو خان ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و آنریری مجسٹریٹ تونسہ (۲۹)، رائے بہادر لالہ دھارو لال ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و آنریری مجسٹریٹ (۳۰)، رائے صاحب سیٹھ حکم چند آنریری مجسٹریٹ ڈیرہ غازی خاں (۳۱)، لالہ روپ چند صدر بار ایسوسی ایشن ڈیرہ غازی خان (۳۲)، ملک روشن لال سیکرٹری بار ایسوسی ایشن ڈیرہ غازی خان (۳۳)، خان رحیم داد خان آنریری مجسٹریٹ ڈیرہ غازی خان (۳۴)، ملک عزیز محمد پلیڈر ڈیرہ غازی خان (۳۵)، دیوان لیکھ راج ڈیرہ غازی خان (۳۶)، خان عطا محمد خاں پلیڈر ڈیرہ غازی خاں (۳۷)، قاضی محمد عبید اللہ خاں ڈیرہ غازی خان (۳۸)، مولوی فضل حق صاحب ڈیرہ غازی خاں (۳۹)، خواجہ سدید الدین تونسہ (۴۰)، خواجہ نظام الدین تونسہ (۴۱)، رائے صاحب چودھری تلا ہن رام تشکار پوری (۴۲)، سردار غوث بخش خاں مزاری ساکن روجھان (۴۳)، قاضی قاسم علی پلیڈر راجن پور (۴۴)، سید واسو شاہ ریٹائرڈ تحصیلدار راجن پور (۴۵)، ایس نور محمد خان بوزدار ریٹائرڈ صوبیدار میجر منگروٹھا (۴۶)، خان بہادر سردار محمد حسن خان سی۔ آئی۔ ای آنریری مجسٹریٹ لال گڑھ (۴۷)، بھائی نونت رام بینکر ڈیرہ غازی خاں (۴۸)، بھائی مکند لال بینکر ڈیرہ غازی خاں (۴۹) بھائی آتم پرشاد بینکر ڈیرہ غازی خاں (۵۰)، پنڈت ہرش کیش اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ڈیرہ غازی خاں

آنریبل سیکرٹری صاحب ملاحظہ کی گئی ۔

ضلع کے متعلق ڈیرہ غازیخاں کے تمام علاقوں میں جو بلی کی تقریب نہایت دھوم دھام سے منائی گئی ۔ صبح کی تقریب کو مسٹر کے ۔ ایچ ۔ ہینڈرسن آئی ۔ سی ۔ ایس ۔ ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخاں (Mr K. H. Henderson, I. C. S.) کے بنگلے سے ایک جلوس نکلا ۔ جس میں فوج ۔ پولیس اور لوکل بورڈ کے دستے شامل تھے ۔ جب وہ شہر کی گشت کرتا ہوا ہیڈ کے میدان تک پہنچا ۔ تو وہاں جھنڈا لہرایا گیا ۔ اس کے بعد مدارس کے تقریباً دو ہزار لڑکوں کے درمیان مٹھائی تقسیم کی گئی ۔ جوبلی کے اعزاز میں نظمیں پڑھی گئیں ۔ مسجدوں اور مندروں میں دعائیں مانگی گئیں ۔ اس مبارک موقع پر قیدیوں اور مریضوں کو بھی فراموش نہیں کیا گیا ۔ بھائی نوتن رام چیئرمین نے اپنے دھرم شالے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو کھانا کھلایا ۔ سہ پہر کو اہلِ شہر نے میلے کے میدان میں حاضرین کو مختلف قسم کے کھیلوں سے محظوظ کیا ۔ جوبلی کی رات کو تقریباً تمام مندروں اور مسجدوں میں ملکِ معظم کی ترقیٔ اقبال کے لئے دعائیں مانگی گئیں ۔

جوبلی دربار شام کو جوبلی دربار منعقد ہوا ۔ جس میں ضلع کے معزز اصحاب موجود تھے ۔ جن لوگوں کو ڈپٹی کمشنر صاحب نے سلور جوبلی کے تمغے دیئے ۔ ان میں دوسرے اصحاب کے علاوہ حسب ذیل حضرات بھی شامل تھے :۔

خان بہادر نواب محمد جمال خان ایم ۔ ایل ۔ سی ۔ لغاری چیف تمن ۔ سردار میہاب خان سربراہ مزاری تمندار روجھان ۔ خان بہادر سردار غلام حیدر خان ۔ خان بہادر سردار پائندہ خان (بوزدار) ۔ خان بہادر سردار غلام حسین خان دشادان لنڈ ۔ سردار ... محمد خان (کھیتی لنڈ) ۔ خان بہادر سردار دین محمد خان سی ۔ آئی ۔ ای ۔ لغاری چوٹی زیریں ، خان بہادر سردار حسن خان گرچانی سی ۔ آئی ۔ ای (لالی گڑھ) ۔ سردار رب نواز خان کھتران چیف (رکنی) ، خانصاحب سردار کریم داد خان کھتران (ویہوا) ، دیوان کنہیالال ریٹائرڈ ای ۔ اے ۔ سی ڈیرہ غازیخاں ، رائے صاحب سیٹھ حکم چند چیئرمین ڈیرہ غازیخاں ۔ سردار بہادر خان ایم ۔ بی ۔ ای ۔ ایم ۔ ایل ۔ سی (دھاگو) ۔ شیخ فیض محمد پبلک پراسیکیوٹر (ڈیرہ غازیخاں) ، چوہدری بھوجا رام جاگیردار جام پور ۔ سردار نور محمد خان ریٹائرڈ صوبیدار میجر منگروٹھا ۔ سید چراغ شاہ پولیٹیکل تحصیلدار (ڈیرہ غازیخاں) ۔ لالہ بیلی رام سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر (ڈیرہ غازیخاں) ، دیوان دھرم چند ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جام پور ۔ اور سردار علی بخش خان مزاری انسپکٹر پولیس ۔ شام کو کھیلوں کا آخری مقابلہ ہوا ۔ اور اس کے بعد آتشبازی چھوڑی

گئی۔ ۶ر اور ۷ر مئی کو راما کرشن ڈراماٹک کلب نے مفت ڈراما دکھایا ؂

دیہاتی علاقوں میں تقریبات جوبلی ضلع کے تمام دیہاتی علاقوں اور خاص طور پر سنگڑھ۔ راجن پور۔ جام پور اور ڈھنڈی سٹیٹ کے علاقوں کی اطلاعات مظہر ہیں کہ ان تمام مقامات پر جوبلی کی تقریبات نہایت شان وشوکت سے منائی گئیں۔ ان کی ایک خصوصیت یہ تھی۔ کہ ہر تومانداؔ ایام جوبلی میں اپنے قبیلے کے صدر مقام میں موجود تھا۔ ان تومانداروں نے تقریبات جوبلی منانے میں نہایت فیاضی کا ثبوت دیا۔ مرزا محمد اکبر ذیلدار کوٹلہ مغلاں اور رائے جمنا داس ساکن بستی فوجا نے اپنے اپنے گاؤں میں تقریبات جوبلی منانے کے لئے تقریبًا تمام اخراجات خود ہی برداشت کئے۔ ضلع کے جن مقامات پر تقریبات جوبلی خاص اہتمام سے منائی گئیں۔ اُن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں:۔

ڈیرہ غازیخاں۔ جام پور۔ دجال۔ کوٹلہ مغلاں۔ بستی فوجا۔ کوٹ چھوٹہ۔ چوٹی۔ بہادر گڑھ شادان لُنڈ۔ تونسہ۔ کوٹ قیصرانی اور وہوا وغیرہ ؂

مدارس میں تقریبات جوبلی ضلع کے تقریبًا تمام مدارس نے تقریبات جوبلی میں پورا پورا حصّہ لیا مختلف مدارس میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ طلبہ۔ اساتذہ اور مقامی باشندوں کے جلوس نکلے۔ اور جلسے منعقد ہوئے۔ جن میں ملک معظم کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی گئی۔ اور ان کے دورِ حکومت کی برکات پر مفصل تبصرہ کیا گیا ؂

فہرست چندہ دہندگان سلور جوبلی فنڈ

صُوبۂ پنجاب

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم	نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
	شملہ		۳	لالہ کوڑا مل بینکرز	۵۰۰
			۴	خانصاحب بدرالدین صاحب مالک ہوٹل	۵۰۰
۱	یو۔ ایس کلب شملہ	۳۰۰۰	۵	آنریبل راجہ چرنجیت سنگھ صاحب	۳۰۰
۲	میونسپل کمیٹی شملہ	۱۱۹۳	۶	میسرز سیٹھ مرزا اینڈ کو	۲۵۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۷	منیجر صاحب روکسی تھیٹر . . .	۲۸۰/۸/-
۸	رائے صاحب لالہ جودھا مل	۵۰۱
۹	شملہ امپیریل ڈریمٹک کلب . . .	۲۹۵/۴
۱۰	لالہ بہاری لال داس پریذیڈنٹ میونسپلٹی	۲۵۰
۱۱	میسرز ھراف مل وید مل . . .	۲۲۵
۱۲	رائے صاحب ٹھاکر داس . . .	۲۰۵
۱۳	کنور رنزور سنگھ آف ناہن . .	۲۰۰
۱۴	لالہ کشمیری مل بینک	۱۵۱
۱۵	منیجر صاحب سیسل ہوٹل . . .	۲۴۶
۱۶	میسرز اجودھیا داس پرمانند . .	۲۳۳
۱۷	مسٹر میکون صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر	۱۰۰
۱۸	راجہ سر دلجیت سنگھ صاحب .	۱۰۰
۱۹	پرنسپل سینٹ ایڈورڈ ہائی سکول .	۱۰۰
۲۰	صاحب صدر انجمن اسلامیہ شملہ .	۱۰۰
۲۱	حاجی نصیر الدین صاحب مالک مکانات شملہ . . .	۱۰۰
۲۲	چودھری اللہ دیا صاحب شملہ مارکیٹ	۱۰۰
۲۳	خان بہادر سر محمد غیاث الدین صاحب	۱۰۰
۲۴	خواجہ عبد الغنی صاحب میونسپل کمشنر	۱۰۰
۲۵	میسرز ڈیلا رام اینڈ سنز	۱۰۱
۲۶	مسٹر قند ممبر سنٹرل بورڈ آف ریونیو	۱۰۰
۲۷	رائے صاحب بھولا رام اینڈ سنز	۱۰۰
۲۸	مہرہ صاحب مالک الفنسٹن سینما	۲۲۵
۲۹	لالہ گوبر مل صاحب کمشنر	۲۵۱
۳۰	ہیڈ ماسٹر بشپ کاٹن سکول شملہ	۲۵۰
۳۱	میسرز حسین بخش اینڈ کو شملہ .	۱۰۰
۳۲	آنریبل چودھری ظفر اللہ خاں صاحب	۳۰۰
۳۳	خواجہ حبیب اللہ صاحب مالک مکانات . . .	۱۱۰
۳۴	منیجر بیٹسن رل سکرٹری میونسپل کمیٹی . . .	۱۰۰

(لاہور ڈویژن)

ضلع لاہور

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	مسٹر شام لعل کپور آف میسرز دنی چند اینڈ سنز مدفٹ مال لاہور . . .	۲۵۰۰
۲	بیگم جے۔ اے شاہ نواز اقبال منزل لاہور	۱۰۰
۳	رائے بہادر لالہ امرناتھ چیئرمین سوتر منڈی۔ لاہور .	[illegible]
۴	خان محمد سعادت علی خان صاحب سرکلر روڈ۔ لاہور . . .	۲۵۰
۵	لالہ ملکھراج صاحب مالک دیال سنگھ مینشن دی مال۔ لاہور . .	
۶	ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال صاحب نائٹ بار ایٹ لا۔ لاہور . .	۱۰۰
۷	مسٹر ایم۔ اے لطیفی سی۔ آئی۔ ای او۔ بی۔ ای فنانس کمشنر لاہور	۱۵۰
۸	آنریبل ملک سر فیروز خاں صاحب نون ایم۔ اے۔ وزیر تعلیم صوبہ پنجاب	۲۵۰
۹	مسٹر بی۔ ایچ۔ ڈاکسن سی۔ بی۔ ای فنانشل کمشنر	۱۵۰
۱۰	رائے بہادر بابو داتا سنگھ صاحب	۳۰۰۰
۱۱	سردار کشن سنگھ صاحب آف کوٹ رادھا کشن . . .	۳۰۰
۱۲	دیوان بہادر راجہ نریندر ناتھ صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ سی۔ .	۵۰۰
۱۳	میاں محمد شریف صاحب آف اچھرہ	۲۰۰
۱۴	آنریبل ڈاکٹر سر گوکل چند نارنگ منسٹر فار لوکل سیلف گورنمنٹ	۲۵۰
۱۵	ٹھاکر للیت چند۔ پرائونشل سکرٹری سلور جوبلی فنڈ	۲۵۰
۱۶	مسٹر ایمن مجلی آئی۔ سی۔ ایس کمشنر لاہور ڈویژن . .	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۷	ڈاکٹر دیو راج نارنگ	۲۵۰
۱۸	آنریبل رائے بہادر لالہ رام سرنداس صاحب رئیس اعظم لاہور . . .	۱۱۰۰
۱۹	سردار صاحب سمپورن سنگھ چاولہ .	۵۰۰
۲۰	منیجر پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک . . .	۲۵۰۰
۲۱	گورچرن داس مہتہ - ایس - آئی III سرکل مع اسٹاف	۱۰۰
۲۲	ملک محمد دین صاحب ایم - ایل - سی پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی لاہور . .	۱۰۰
۲۳	لالہ جگن ناتھ صاحب اگروال پریذیڈنٹ بار ایسوسی ایشن .	۵۰۰
۲۴	ڈاکٹر اے - سی دولتر سی - آئی - ای	۱۰۰
۲۵	خواجہ نذیر احمد صاحب بار ایٹ لا	۱۰۱
۲۶	لالہ کشن چند مہتہ	۱۰۰
۲۷	سردار دلاور سنگھ صاحب میونسپل کمشنر	
۲۸	میسرز رائے بہادر کرم چند پوری اینڈ برادرز . . .	۵۰۰
۲۹	کے - این - گنا دھی واچ مرچنٹ .	۱۰۱
۳۰	میسرز جے - لورانگ	۲۰۰
۳۱	بھائی منوہر لعل صاحب رئیس . .	۱۵۰
۳۲	مسٹر فقیر چند ایڈوکیٹ . . .	۱۰۰
۳۳	میسرز چودھری فلم سروس . . .	۱۵۰
۳۴	خان بہادر ڈاکٹر اللہ جوایا صاحب .	۱۰۱
۳۵	شیخ عزیز الدین آف جلوٹن فیکٹری	۱۰۱
۳۶	مسٹر دل سکھ رائے صاحب . .	۱۰۱
۳۷	میسرز جانکی داس اینڈ کمپنی	۳۰۰
۳۸	خان بہادر سردار محمد شہباز خاں خلف زئی - قصور . . .	۷۵۰
۳۹	سردار سنتا سنگھ صاحب . . .	۵۰۰
۴۰	خان غلام احمد خاں قصور . . .	۳۰۰
۴۱	سردار محمد اکبر صاحب . . .	۲۵۰
۴۲	سردار تاجا سنگھ صاحب . . .	۲۵۰
۴۳	سردار صاحب سردار جنیجا سنگھ صاحب آف چونیاں . .	۲۵۰
۴۴	سردار نرائن سنگھ صاحب . .	۲۵۰
۴۵	ایس کشن سنگھ صاحب سفید پوش	۲۵۰
۴۶	سردار آسا سنگھ نمبردار . . .	۱۰۰
۴۷	بھگت بہاری لال صاحب . .	۲۵۰
۴۸	میاں اللہ دتا سفید پوش . . .	
۴۹	سردار ٹھاکر سنگھ صاحب	۱۰۰
۵۰	چودھری ویر بھان نمبردار . .	۱۰۰
۵۱	لالہ دیو راج صاحب آنریری مجسٹریٹ	۲۵۱
۵۲	سردار امر سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ	۲۵۰
۵۳	چودھری اللہ دتا صاحب .	۱۰۰
۵۴	لالہ رادھا کشن صاحب عرف بیلے شاہ	۲۵۰
۵۵	سردار اُدھم سنگھ صاحب . . .	۱۰۰
۵۶	سردار نہال سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ . . .	۲۰۰
۵۷	چودھری ہدایت علی صاحب ذیلدار	۲۰۰
۵۸	سردار نرائن صاحب ذیلدار .	۱۰۰
۵۹	لالہ گنپت رائے صاحب . .	۱۰۰
۶۰	ایم نذیر احمد صاحب	۱۰۰
۶۱	چودھری عطا محمد صاحب	۱۰۰
۶۲	سردار بہادر کیپٹن جنیجا سنگھ صاحب	۱۰۰
۶۳	ایس یسعید علی شاہ صاحب . .	۱۵۱
۶۴	خان محمد عمر خاں صاحب آف قصور	۵۰۰
۶۵	سردار اُدھم سنگھ صاحب	۱۰۰
۶۶	چودھری محمد عزیز صاحب ذیلدار	۲۵۰
۶۷	سردار اجیت سنگھ صاحب ذیلدار	۲۶۰
۶۸	سردار ہردیال سنگھ صاحب . .	۲۵۰
۶۹	چودھری علی محمد صاحب ذیلدار . .	۱۰۰
۷۰	دیوان بہادر دیوان کرشن کشور صاحب	۵۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۷۱	عملۂ ماتحت فرم رائے بہادر میلا رام صاحب . .	۲۰۳/۹
۷۲	مالک امرت دھارا فارمیسی .	۱۰۰
۷۳	آنریبل خان بہادر چودھری سر شہاب الدین صاحب پریذیڈنٹ کونسل صوبۂ پنجاب . .	۱۰۰
۷۴	سر گنگا رام ہندو گرلز سکول . . .	۱۰۱
۷۵	سکرٹری صاحب لاہور روٹری کلب	۲۵۰
۷۶	سکرٹری صاحب این۔ ڈبلیو۔ آر۔ انڈین ریکری ایشن کلب . .	۱۵۰/۳
۷۷	ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور بسلسلہ وصول شدہ . . .	۲۰۹۰
۷۸	رائے بہادر کرم چند پوری اینڈ برادرز	۵۲۶
۷۹	افسران۔ عملۂ ماتحت و دیگر ملازمین پنجاب رائفلز . .	۱۳۰
۸۰	لائڈز بنک لمیٹڈ	۱۲۰۰
۸۱	خواجہ محمد عظیم صاحب میونسپل کمشنر انارکلی	۱۰۱
۸۲	خانصاحب چودھری فتح شیر خان صاحب آنریری مجسٹریٹ مزنگ .	۱۵۱
۸۳	ایم ہیرا اینڈ سنز	۱۰۱
۸۴	خان بہادر عنایت اللہ خان صاحب	۲۵۰
۸۵	لالہ دیال کرشن چوپڑہ	۴۰۰
۸۶	مالک نرنجن ورائل ٹاکیز	۱۰۰
۸۷	لالہ سدانند آف میسرز سنت رام ڈنگا مل . . .	۱۰۰
۸۸	میسرز مول چند اینڈ کمپنی . .	۲۵۰
۸۹	رائے بہادر ڈاکٹر مہاراج کشن کپور	۱۰۱
۹۰	قسط ثانی بذریعہ پنجاب لٹریری لیگ . .	۲۵۱
۹۱	مسٹر ایف۔ ایچ پکل سی۔ آئی۔ ای چیف سکرٹری	۱۰۰
۹۲	جج صاحبان ہائی کورٹ لاہور	۱۴۸۵
	" " " "	۱۶۵

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۹۳	لفٹیننٹ کرنل جے۔ سی۔ بریور کمانڈنٹ [illegible] بٹالین آٹھویں رجمنٹ پنجاب .	۱۳۱/۵
۹۴	سیٹھ پریم ساگر صاحب	۱۰۰
۹۵	مسٹر ایل۔ ایم۔ چٹولی [illegible] لاہور . . .	۲۱۴
۹۶	معرفت لالہ ہرکشن لعل صاحب جالندھر	۱۱۵/۸
۹۷	معرفت پرنسپل صاحب اسلامیہ کالج لاہور	۱۶۳
۹۸	طلبہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	۱۵۰
۹۹	ڈپٹی ڈائرکٹر آف پبلک ہیلتھ	۱۱۴/۱۲
۱۰۰	سٹاف کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	۷۱۶/۲
۱۰۱	سٹاف پوسٹ آفس انارکلی .	۱۳۶/۴
۱۰۲	مسٹر ایف۔ سی۔ براؤن . . .	۱۰۰
۱۰۳	دیوان موتی رام صاحب . . .	۱۰۰
۱۰۴	سٹاف ویٹرنری کالج لاہور .	۱۶۹
۱۰۵	سٹاف کرنسی آفس لاہور . .	۱۸۲/۶
۱۰۶	مولا بخش صاحب ٹھیکہ دار .	۱۰۰
۱۰۷	لالہ بلاقی مل صاحب بینکر لاہور .	۲۰۰
۱۰۸	میسرز تیلی رام اینڈ برادرز ڈرگسٹ اینڈ کیمسٹ لاہور	۱۵۰
۱۰۹	ایم حسین بخش صاحب کی معرفت .	۱۱۹
۱۱۰	سردار جگت صاحب کوترہ سے وصول ہوا . .	۲۳۸
۱۱۱	پنجاب نیشنل بنک آف انڈیا لاہور . .	۲۵۰
۱۱۲	لالہ دیوی چند صاحب کھنہ میونسپل کمشنر لاہور . .	۱۰۱
۱۱۳	لالہ کرشن لال صاحب ملہوترہ . .	۱۵۰
۱۱۴	لالہ ہرکشن لعل صاحب بھلہ شو کمپنی انارکلی لاہور . . .	۲۵۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
١١٥	رائے بہادر بالک رام صاحب پانڈے	٢٥٠
١١٦	آنریری سکرٹری کوس موپولٹن کلب لاہور	١٠١
١١٧	تمانصاحب نظر محمد خان نظر سٹیل	١٠٠
١١٨	خان بہادر شیخ محمد تقی صاحب آنریری مجسٹریٹ	١٠٠
١١٩	مسٹر نوہاری مل کھوسلہ	١٠١
١٢٠	رائے بہادر لالہ نیدا سرن صاحب	٢٥٠
١٢١	نواب زادہ خورشید علی خاں صاحب زرافشاں لاہور	٢٥٠
١٢٢	میسرز اے۔ ایف فرگوسن اینڈ کمپنی	

ضلع امرت سر

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
١	لالہ تیرتھ رام صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر	٤٠٠
٢	سردار آتما سنگھ صاحب ضلع امرتسر	٢٥٠
٣	چودھری فضل حسین صاحب ضلع امرتسر	١٠٠
٤	سردار ہرنام سنگھ صاحب 〃	١٠٠
٥	سردار شت سنگھ مہت راسنگھ صاحبان ضلع امرت سر	١٠٠
٦	ڈسٹرکٹ بورڈ امرت سر	٤٠٠٠
٧	مہنت پراگ داس صاحب جی کٹڑہ رام گڑھیاں امرت سر	٣٠٠
٨	سنت چند، پرکاش صاحب امرتسر	١٢٥
٩	مہنت سنت رام جی امرت سر	١٢٥
١٠	لالہ مدن لعل صاحب آہوجہ میونسپل کمشنر امرت سر	٢٠٠٠
١١	لالہ بشن داس صاحب	١٠٠
١٢	رائے صاحب بخشی بھگت رام صاحب	١٠٠

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
١٣	رادھا سوامی کمیونٹی ڈیرہ بابا جیمل سنگھ بیاس	٢٥٠
١٤	لالہ دولت رام آف میسرز معراج مل۔ رام چند	١٠٠
١٥	رائے صاحب لالہ وشنو داس صاحب آف مجیٹھا	١٢٥
١٦	چودھری عبد الحق صاحب ناگ کلاں	٣٠٠
١٧	سردار گوردت سنگھ صاحب ذیلدار ضلع امرت سر	١٥٠
١٨	میونسپل کمیٹی ترن تارن	٢٥٠
١٩	ٹرسٹیز آف دی گھگر مل	١٠٠
٢٠	سردار امراؤ سنگھ صاحب آف وبرکہ	١٠٠
٢١	سردار ہربن سنگھ صاحب آف جھبیتا کلاں	١٠٠
٢٢	باوا پردمن صاحب اینڈ سنز	٢٠٠
٢٣	شیخ صادق حسن صاحب سابق ایم۔ ایل۔ اے	١٠٠
٢٤	لالہ ولایتی رام جیشی رام	١٠١
٢٥	لالہ مانک چند صاحب گولڈ بروکر	١٠٠
٢٦	سردار صاحب سردار سنتوک سنگھ صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی	٢٠٠
٢٧	سردار بلدیو اندر سنگھ صاحب رئیس	٢٥٠
٢٨	میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ	١٠٠
٢٩	رائے صاحب لالہ گوجر مل صاحب درشنی ڈیوڑھی امرت سر	٥٠٠
٣٠	لالہ امین چند صاحب کھنہ پلیڈر	٥٠٠
٣١	میسرز مادھو مل موہن لعل	١٠٠
٣٢	میسرز سیٹھ رام کمار اینڈ سیٹھ ہنومان داس	١٢٥
٣٣	میسرز رام جی داس رام سرن داس	١٠١

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۳۴	معلمہ و طالبات گورنمنٹ گرلز سکول امرتسر	۱۰۰/۶
۳۵	چودھری غلام رسول صاحب آف فتح پور راجپوتاں	۲۵۰
۳۶	ایس بکھیر سنگھ صاحب	۱۰۰
۳۷	سردار شو دیال سنگھ صاحب	۱۰۰
۳۸	سردار اقبال سنگھ صاحب آف کالاگھوں پور	۵۰۰
۳۹	میاں غلام محمود صاحب رئیس امرتسر	۵۰۰
۴۰	چندہ بذریعہ تحصیلدار صاحب ترن تارن	۱۱۱۸/۸
۴۱	سردار دیال سنگھ صاحب آف فتح آباد	۱۰۰
۴۲	رسالدار پرتاپ سنگھ صاحب آف دیرکہ	۳۰۰
۴۳	سردار امراؤ سنگھ مجیٹھیا و سردار سندر سنگھ مجیٹھیا	۵۰۰
۴۴	سردار دودھوا سنگھ صاحب	۱۰۰
۴۵	سردار بہادر سردار داسنی سنگھ صاحب	۵۰۰
۴۶	پنڈت پرمانند صاحب آف دولو ننگل	۱۵۰
۴۷	لالہ رام داس گوکل چند	۱۵۰
۴۸	لالہ درگا داس ساہوکار	۱۵۰
۴۹	سردار چودھری مہر سنگھ صاحب ذیلدار	۱۵۰
۵۰	سردار اوجاگر سنگھ صاحب آف جھلاری	۱۲۵
۵۱	سردار کرتار سنگھ صاحب	۱۰۰
۵۲	آنریری کیپٹن امر سنگھ صاحب	۱۰۰
۵۳	سردار ہرنام سنگھ صاحب جاگیردار	۱۰۰
۵۴	سردار بوٹا سنگھ صاحب نمبردار	۱۰۰
۵۵	سردار پرتاپ سنگھ	۱۰۰
۵۶	سردار داتر سنگھ صاحب آف دیرکہ	۱۰۰
۵۷	سردار لفٹنٹ اندر سنگھ صاحب نمبردار	۱۰۰
۵۸	سردار سنت سنگھ صاحب آف سیالکہ	۱۰۰
۵۹	سردار صاحب سردار گیان سنگھ صاحب	۱۰۰
۶۰	سردار دھرم سنگھ	۲۵۰
۶۱	سردار پرتھم سنگھ صاحب	۱۰۰
۶۲	سردار بلونت سنگھ صاحب	۱۰۰
۶۳	بابا دیر سنگھ صاحب	۲۰۰
۶۴	سردار ہرنام سنگھ ذیلدار	۱۰۰
۶۵	چودھری شہاب الدین ذیلدار	۱۰۰
۶۶	بیدی ہرشن علی سنگھ صاحب	۱۰۰
۶۷	سردار گوپال سنگھ صاحب	۱۰۰
۶۸	لالہ بوٹا رام صاحب ساہوکار	۱۰۰
۶۹	امرتسر ڈسٹلری کمپنی لمیٹڈ	۲۵۰
۷۰	سردار شیر بہادر سنگھ صاحب	۱۰۰
۷۱	سردار کشن سنگھ صاحب ذیلدار	۱۰۰

ضلع گورداسپور

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	لالہ ست رام صاحب شاہ ڈیرہ پٹھانکوٹ	۵۰۰
۲	چودھری حکم سنگھ صاحب ذیلدار	۱۰۰
۳	لالہ ناگرمل صاحب رئیس دریان	۵۲۵
۴	سنت ہرنام داس صاحب ڈیرہ بابا	۲۵۰
۵	چودھری عبدالرحیم صاحب رئیس منگھری	۸۰۰
۶	سنت رام داس آف پنڈوری	۳۵۰
۷	سردار اودھ سنگھ صاحب سفید پوش دھاروال	۲۵۰
۸	لالہ گوری شاہ صاحب آف چھرونہ	۱۰۰
۹	لالہ ہنسراج صاحب سجان پور	۱۰۰
۱۰	کتھلور خاندان (ہندو راجپوت)	۵۰۰
۱۱	لالہ دیوراج صاحب آف دینانگر	۱۰۰
۱۲	سردار بہادر کشن سنگھ صاحب سنگ پورہ	۲۵۰
۱۳	مستورات بٹالہ و گورداسپور	۱۵۳/۱۲

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۴	ٹھاکر رام سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ پٹھانکوٹ	۵۰۰
۱۵	لالہ ہنس راج صاحب اگروال ایڈووکیٹ	۱۲۵
۱۶	رائے بہادر چودھری دیوان چند ساہنی ایڈووکیٹ . . .	۵۵۰
۱۷	سردار صاحب سردار جواہر سنگھ گورداسپور	۲۵۰
۱۸	کیپٹن گوپال سنگھ صاحب آف بیگووال	۱۰۰
۱۹	سردار گوبچن سنگھ صاحب رئیس رنگڑ ننگالی . . .	۱۱۰۰
۲۰	لالہ مکھن لال صاحب ذیلدار گورداسپور	۲۵۰
۲۱	چودھری اکبر علی صاحب آنریری مجسٹریٹ . . .	۲۵۰
۲۲	رائیصاحب کرپارام صاحب . .	۱۰۰
۲۳	معرفت سردارنی درشن سنگھ . .	۱۵۵/۵/۹
۲۴	لالہ رام سرنداس صاحب رئیس . .	۲۰۰
۲۵	لالہ جگن ناتھ آف پٹھانکوٹ . .	۱۰۰
۲۶	چودھری لبھا سنگھ صاحب ذیلدار	۱۰۰
۲۷	پنڈت دینا ناتھ صاحب رئیس .	۲۵۰
۲۸	خان بہادر میاں نذر محی الدین صاحب سجادہ نشین بٹالہ . .	۵۰۰
۲۹	سردار صاحب ملک سنگھ صاحب ذیلدار	۲۵۰
۳۰	لالہ شام لعل صاحب رئیس . .	۷۵۰
۳۱	سردار اندر سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ	
۳۲	چودھری سلطان علی صاحب آنریری مجسٹریٹ	۱۰۰
۳۳	چودھری رسیلا خاں صاحب . . .	۱۰۰
۳۴	آر۔ایس۔ چودھری کیسر سنگھ صاحب	

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۳۵	چودھری عبدالرحیم صاحب	۵۰۰
۳۶	دیوان دلباغ رائے صاحب آنریری مجسٹریٹ	۱۰۰۰
۳۷	حضرت شنکرناتھ صاحب رئیس . .	۲۵۱
۳۸	کیپٹن سندر سنگھ بہادر	۲۵۰
۳۹	ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور . . .	۲۵۰۰
۴۰	سید اولاد حسین صاحب . . .	۱۰۰
۴۱	باوا اکالنشی رام صاحب . . .	۱۰۰
۴۲	رائیصاحب لالہ دیوی دیال صاحب آنریری مجسٹریٹ	۲۵۰
۴۳	میونسپل کمیٹی دینانگر . .	۱۰۰
۴۴	چودھری دھرم سنگھ صاحب ذیلدار	۱۰۱
۴۵	خانصاحب چودھری نیاز علی صاحب .	۱۰۰
۴۶	کٹھلور خاندان (ہندو راجپوت) .	۸۰۰
۴۷	سردار امریک سنگھ صاحب . . .	۲۵۰
۴۸	میونسپل کمیٹی ڈلہوزی	۲۰۰۰
۴۹	پنڈت دیوی شرن صاحب . . .	۱۰۱
۵۰	چودھری ملو رام صاحب ذیلدار	۱۰۰
۵۱	دیوان مہر چند صاحب رئیس . .	۱۰۰
۵۲	سردار دیوان سنگھ صاحب پٹھانکوٹ	۱۰۰
۵۳	چودھری سلطان الملک صاحب ذیلدار	۱۰۰
۵۴	خانصاحب بابو شیخ محمد صاحب ایڈووکیٹ	۵۰۰
۵۵	سردار ہربنس سنگھ صاحب ٹھیکیدار	۳۰۰
۵۶	چودھری غلام محمد صاحب ذیلدار بٹالہ	۲۵۰
۵۷	سردار گوربخش سنگھ صاحب ذیلدار	۱۰۰
۵۸	میاں علی احمد خاں صاحب رئیس بٹالہ	۱۰۰
۵۹	مہر عبدالمنعم صاحب میونسپل کمشنر .	۱۰۰
۶۰	سردار ارجن سنگھ صاحب سفید پوش شام پورہ . .	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۶۱	بابو گوپال داس صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی ڈیرہ بابا نانک . .	۱۰۰
۶۲	بابو [illegible] صاحب ڈیرہ بابا نانک	۱۰۰
۶۳	[illegible] چند صاحب ذیلدار . .	۱۰۰
۶۴	سردار [illegible] سنگھ صاحب ذیلدار . .	۱۰۰
۶۵	خان محمد نواز خانصاحب ذیلدار [illegible]	۲۵۰
۶۶	سردار صورت سنگھ صاحب ذیلدار .	۱۰۰
۶۷	سردار گوبچن سنگھ صاحب ذیلدار بہام	۲۵۰
۶۸	رائے اندرجیت سنگھ صاحب رئیس بٹالہ	۲۵۰

ضلع سیالکوٹ

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	سردار کرتار سنگھ صاحب ذیلدار ضلع سیالکوٹ . . .	۱۲۵
۲	لالہ منشی رام صاحب جین بنکر . . .	۲۰۰۰
۳	میاں محمد الدین صاحب ٹھیکیدار ملٹری .	۲۰۰۰
۴	سردار صاحب سردار نندھیر سنگھ صاحب	۱۲۵
۵	چودھری محمد الدین صاحب	۱۲۰
۶	رائے بہادر دیوان چندا داس صاحب	۱۲۰
۷	لالہ خزانچی شاہ صاحب	۱۱۰
۸	لالہ موتی شاہ صاحب	۱۰۰
۹	چودھری سعید احمد صاحب ذیلدار	۲۷۰
۱۰	چودھری عنایت اللہ خاں صاحب سب رجسٹرار	۱۲۵
۱۱	چودھری نصیر الدین صاحب میونسپل کمشنر پسرور . .	۲۷۶
۱۲	لفٹنٹ دیوان رامیشور ناتھ صاحب پوری	۱۰۰
۱۳	دیوان جگن ناتھ صاحب [illegible] . .	۱۰۰
۱۴	نشاط ٹاکیز سیالکوٹ	۱۵۰
۱۵	حاجی شہاب الدین صاحب آنریری کنٹریکٹر کنٹونمنٹ بورڈ سیالکوٹ	۱۰۰۰
۱۶	سردار بہادر آنریری کیپٹن کرم سنگھ صاحب . . .	۱۰۰
۱۷	سیالکوٹ سنٹرل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ . . .	۱۰۰
۱۸	دیوان جگن ناتھ صاحب . . .	۵۰۰
۱۹	خانصاحب چودھری قاسم علی صاحب	۲۵۰
۲۰	چودھری غلام رسول صاحب . .	۱۳۰
۲۱	چودھری محمد سرفراز خاں صاحب ذیلدار	۱۵۰
۲۲	سردار سجان سنگھ صاحب . . .	۱۰۰
۲۳	سر بلونت سنگھ صاحب آف سرپانوالی . .	۱۰۰۰
۲۴	سردار بشن سنگھ صاحب ذیلدار آف نارووال .	۲۶۰
۲۵	خانصاحب حاجی ملک اللہ رکھا صاحب آرمی کنٹریکٹر . . .	۲۷۰
۲۶	پادری صاحب اے نکلسن نے عملہ اور طالبات سکاچ مشن گرلز ہائی سکول ڈسکہ کی بجائے دیا	۱۰۰
۲۷	پنڈت مول راج و مکند لال صاحبان بھوپال والہ	۲۵۰
۲۸	سردار بلونت سنگھ صاحب پاٹیز سپورٹس . . .	۱۲۵
۲۹	مسٹر رائے بار ایٹ لا	۱۰۰
۳۰	خان بہادر محمد الدین صاحب	۱۰۰
۳۱	چودھری قاسم خان صاحب [illegible]	۲۵۵

ضلع شیخوپورہ

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	لالہ ہربنس لعل صاحب ضلع شیخوپورہ	۲۵۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۲	چودھری علی محمد صاحب ذیلدار . . .	۲۵۰
۳	سردار نبجا سنگھ صاحب پتی دار چک ۲ع . . .	۲۵۰
۴	ایم۔ منصور حسین صاحب ذیلدار . .	۱۰۰
۵	سردار صاحب سردار کھڑک سنگھ صاحب ذیلدار	۱۰۰
۶	رسالدار سردار حضورا سنگھ صاحب .	۱۰۰
۷	ایم۔ محمد اکبر خاں صاحب ذیلدار .	۱۰۰
۸	لالہ بھگت رام صاحب . .	۱۰۰
۹	سردار صاحب سردار چھتر سنگھ صاحب لفٹننٹ	۱۰۰
۱۰	سردار گوردیال سنگھ صاحب ذیلدار .	۱۰۰
۱۱	خانصاحب میاں دوران خاں صاحب	۳۰۰
۱۲	شیخوپورہ اسٹیٹ کورٹ آف وارڈس	۱۰۰۰
۱۳	سردار نونہال سنگھ صاحب . .	۳۰۰
۱۴	لالہ ہیری چند صاحب	۱۰۰
۱۵	سردار جگجیت سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ	۳۵۰
۱۶	سردار بلونت سنگھ صاحب . .	۱۰۰
۱۷	سردار وساکھا سنگھ صاحب ذیلدار	۱۰۰
۱۸	چودھری کریم بخش صاحب آف فیروتہ	۱۰۰
۱۹	چودھری روشن الدین صاحب . .	۱۰۰
۲۰	ایم۔ احمد خاں صاحب وٹو . . .	۲۵۰
۲۱	پیر بہادر شاہ صاحب ذیلدار . .	۱۰۰
۲۲	چودھری مشرف علی صاحب ذیلدار	۲۵۰
۲۳	لالہ ترلوک چند صاحب آف شاہدرہ	۲۵۰
۲۴	خانصاحب چودھری محمد امین صاحب ذیلدار	۱۰۰
۲۵	سردار جوگندر سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ	۳۵۰
۲۶	آر۔ احمد خاں صاحب ذیلدار . .	۲۵۰
۲۷	ایم۔ نور احمد صاحب سربراہ ذیلدار	۲۵۰
۲۸	چودھری غلام محمد صاحب ذیلدار .	۱۰۰
۲۹	چودھری شاہ محمد صاحب نمبردار . .	۱۸۰
۳۰	چودھری الہ داد خاں صاحب نمبردار	۱۰۰
۳۱	پیر محمد غوث صاحب ذیلدار . . .	۱۰۰
۳۲	چودھری حاکم علی صاحب . . .	۱۰۰
۳۳	ملک محبت خاں صاحب ذیلدار . .	۱۵۰
۳۴	سردار نیوپل سنگھ صاحب . . .	۱۰۰
۳۵	چودھری محمد رمضان ولیلین ذیلدار .	۲۵۰
۳۶	شیخوپورہ سنٹرل کواپریٹونیک لمیٹیڈ .	۳۰۰
۳۷	سردار ارجن سنگھ صاحب نمبردار . .	۱۷۰
۳۸	آر۔ حسین خاں صاحب نمبردار . . .	۲۵۰
۳۹	رائے سربلند خاں صاحب ذیلدار .	۱۰۰
۴۰	چودھری الہ داد خاں صاحب نمبردار	۲۰۰
۴۱	پیر عنایت شاہ صاحب	۲۵۰
۴۲	چودھری غلام محمد صاحب ذیلدار .	۲۰۰
۴۳	ایم۔ امیر خاں صاحب ذیلدار . . .	۱۰۰

ضلع گوجرانوالہ

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	سردار بساکھا سنگھ صاحب ٹھیکیدار خانقاہ	۱۰۰
۲	سردار بخشیش سنگھ نلوہ	۲۵۰
۳	صوبے دار محمد روشن صاحب سب رجسٹرار	۱۵۰
۴	منیجر ہندو ہائی سکول وزیر آباد . .	۱۱۱
۵	سردار گوردت سنگھ صاحب ذیلدار .	۱۰۰
۶	کیپٹن مان سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ	۱۰۰
۷	چودھری فضل الدین صاحب آف جورہ	۱۰۰
۸	دیوان دھنپت رائے صاحب جاگیردار	۱۰۰
۹	لالہ برکت رام صاحب آف جٹاں والی	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۰	سردار پرشوتم سنگھ صاحب بگا وزیرآباد	۲۰۰
۱۱	باوا امر سنگھ صاحب "	
۱۲	سردار جگجیت سنگھ صاحب بوٹالیہ	۱۰۰
۱۳	اساتذہ وطلبہ ایم بی ہائی سکول وزیرآباد	۱۰۰
۱۴	بابو عطا محمد صاحب ایڈووکیٹ صدر بلاک	۱۰۰
۱۵	لالہ کرپا رام صاحب پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ	۴۰۰
۱۶	لالہ جگن ناتھ صاحب کپور حافظ آباد	۳۰۰
۱۷	سردار منوہر سنگھ صاحب پنڈی باوڑا	۲۵۰
۱۸	لالہ ایشر داس صاحب پنڈی بھٹیاں	۲۵۰
۱۹	سردار امریک سنگھ صاحب	۲۵۰
۲۰	لالہ خوشی رام صاحب پنڈی بھٹیاں	۲۰۰
۲۱	لالہ راؤ سے رام صاحب اینڈ برادرز جلالپور بھٹیاں	۱۹۰
۲۲	لالہ رام چند صاحب کپور	۱۰۰
۲۳	لالہ سوہن لال صاحب گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ	۱۰۰
۲۴	مسٹر ای۔ ایچ۔ لنکن وی۔ ڈی ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ	۲۵۰
۲۵	چودھری نصیر الدین صاحب ای۔ اے۔ سی۔ ریٹائرڈ چیئرمین ڈسٹرکٹ بورڈ گوجرانوالہ	۵۰۰
۲۶	سردار صاحب رجونت سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ رلج کوٹ تحصیل گوجرانوالہ	۳۵۰
۲۷	میاں مراد بخش صاحب ذیلدار آنریری مجسٹریٹ جلالپور بھٹیاں تحصیل حافظ آباد	۳۰۰
۲۸	دیوان ہری کشن صاحب آنریری مجسٹریٹ حافظ آباد	۳۰۰
	رائے بہادر برکت رام صاحب ملہوترہ ایم۔ بی۔ ای	۲۵۰
۲۹	چودھری عطاء اللہ خاں صاحب ذیلدار	۲۵۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۳۰	چودھری عبدالعزیز صاحب ذیلدار	۲۵۰
۳۱	لالہ ایشر داس صاحب ساہوکار	۲۵۰
۳۲	لالہ منوہر لعل صاحب مروا	۲۰۰
۳۳	چودھری ارشاد اللہ خاں صاحب	۱۲۵
۳۴	ایم حاکم علی صاحب	۱۰۰
۳۵	حاجی رحیم بخش صاحب قلعہ دیدار سنگھ	۱۰۰
۳۶	ایم دوست محمد صاحب ذیلدار	۱۰۰
۳۷	چودھری فضل داد صاحب نمبردار	۱۰۰
۳۸	ایم سردار خاں صاحب سفید پوش	۱۰۰
۳۹	لالہ گووند سہائے صاحب بینکر حافظ آباد	۱۰۰
۴۰	چودھری عنایت علی خاں ذیلدار	۱۰۰

جالندھر ڈویژن

ضلع جالندھر

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	راجہ سردلجیت سنگھ صاحب رئیس اعظم جالندھر سٹی	۲۰۰
۲	شیخ ظفر حسین صاحب	۱۰۰
۳	سپرنٹنڈنٹ آف پولیس جالندھر	۳۲۲/۸
۴	سردار بہادر سردار سندر سنگھ صاحب ذیلدار	
۵	لالہ جسونت رائے صاحب آف نواں شہر	۱۰۰
۶	پنڈت ہوم دیو صاحب	۱۰۰
۷	سردار پھول سنگھ صاحب	۱۰۰
۸	سردار صاحب سردار اچھر سنگھ صاحب ذیلدار	۱۰۰
۹	سردار بلونت سنگھ صاحب	۲۵۰
۱۰	سردار مہندر سنگھ صاحب	۱۰۰
۱۱	چودھری سردار علی صاحب	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۲	میونسپل کمیٹی جالندھر	۱۰۰۰
۱۳	نکودر ٹریڈنگ کمپنی	۱۰۳
۱۴	خان بہادر چودھری نعمت اللہ خاں صاحب	۱۰۰
۱۵	مدار کوآپریٹو یونین لمیٹڈ . . .	۲۰۰
۱۶	گورو صاحب کرتار پور	۵۰۰
۱۷	لالہ للت رام صاحب	۱۰۰

ضلع فیروز پور

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	سیٹھ پھول چند آنریری مجسٹریٹ فیروز پور . . .	۲۷۵
۲	لالہ ہیرا نند صاحب سیٹھی فیروز پور چھاؤنی	۲۵۵
۳	پنڈت راجہ رام صاحب کالیہ فیروز پور سٹی	۱۰۰
۴	کرایہ دار جائیداد گورو ہر بند سنگھ صاحب	۱۰۰
۵	ماسٹر کرپا رام صاحب	۱۰۰
۶	گورو امر سنگھ صاحب . . .	۲۵۰
۷	گورو ہربنس سنگھ صاحب . . .	۱۰۱
۰	معرفت گورو ہربنس سنگھ صاحب دکانداروں سے	۱۰۰
۹	سمال ٹاؤن کمیٹی گورو ہرسہائے	۳۰۰
۱۰	گورو ہربنس صاحب رئیس اعظم گورو ہرسہائے ضلع فیروز پور	۳۰۰
۱۱	ملک علی اکبر صاحب آرمی کنٹریکٹر فیروز پور چھاؤنی	۲۵۰
۱۲	لالہ بھگت رام صاحب اگروال رئیس۔ فیروز پور سٹی . .	۲۵۱
۱۳	لالہ درگا پرشاد تاتک چند صاحبان رئیس فیروز پور سٹی	۱۰۰
۱۴	پنڈت گردھاری لعل صاحب ایڈووکیٹ فیروز پور چھاؤنی .	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۵	لالہ لعل چند اینڈ سنز فیروز پور چھاؤنی	۲۵۰
۱۶	لالہ منگیت رائے بنواری لعل صاحبان فیروز پور سٹی .	۱۰۰
۱۷	نواب شاہ نواز خاں صاحب والئے ریاست ممدوٹ .	۱۰۰۰
۱۸	بیگم صاحبہ نواب شاہ نواز خاں صاحب آف ممدوٹ .	۵۰۰
۱۹	میسرز سلامت رائے منشی رام صاحبان	۱۵۰
۲۰	سردار پرتھی سنگھ صاحب . .	۱۰۰
۲۱	سردار دلیپ سنگھ صاحب آف سمادھ بھائی	۲۵۰
۲۲	چودھری رام نرائن بیرج لعل صاحبان	۲۵۰
۲۳	لالہ چونی لعل صاحب ہوجہ آف ابوہر	۲۵۰
۲۴	لالہ ملکھراج صاحب آف ابوہر .	۱۵۵
۲۵	لالہ بھگوانداس صاحب . . .	۱۲۵
۲۶	چوہدری سوہن لعل صاحب نمبردار .	۲۵۰
۲۷	خان صاحب حاجی خان صاحب سفید پوش فاضلکا . . .	۲۵۰
۲۸	ایس۔ شیوپت رائے آف فاضلکا .	۲۶۰
۲۹	لالہ منشی رام صاحب " " . .	۱۰۰
۳۰	سردار ٹیک سنگھ صاحب ذیلدار . .	۲۵۰
۳۱	کمیٹی منڈی ملوٹ	۲۵۰
۳۲	پیر علی اکبر صاحب ذیلدار .	۱۰۰
۳۳	ایم شاہ محمد صاحب آف بہک .	۱۰۰
۳۴	ایس مکت لعل صاحب آف فاضلکا .	۲۶۰
۳۵	میونسپل کمیٹی فیروز پور شہر . . .	۱۰۰۰
۳۶	ڈسٹرکٹ بورڈ فیروز پور	۱۰۰۰
۳۷	میونسپل کمیٹی موگہ	۹۰۰
۳۸	" ابوہر	۸۰۰
۳۹	چودھری رام نرائن ذیلدار ستیوگنوں	۶۵۰
۴۰	سردار جگت سنگھ صاحب ذیلدار پیڑے والا	۵۲۰
۴۱	میاں محمد بخش سفید پوش ڈھا . .	۵۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۴۲	چودھری رام کرن سوہن لعل سیتوگنوٹ	۳۲۵
۴۳	میاں عبدالغنی صاحب بستی تہاریا نوالی فیروزپور شہر	۳۰۰
۴۴	خان صاحب چاودی محمد خان جوردار کھیڑہ	۲۵۵
۴۵	لالہ کندن لعل صاحب ہوچہ ابوہر	۲۵۰
۴۶	میسرز دیچند اینڈ سنز فیروزپور چھاؤنی	۲۵۰
۴۷	لالہ مصری لال صاحب ٹھیکیدار فیروزپور چھاؤنی	۲۵۰
۴۸	لفٹننٹ سوڈھی ہرنام سنگھ صاحب سلطان خاں والا	۲۵۰
۴۹	سیٹھ چاندی پرشاد صاحب فیروزپور چھاؤنی	۲۵۰
۵۰	بھائی ہرنام سنگھ صاحب سمدھ بھائی	۲۵۰
۵۱	سردار مکند سنگھ صاحب آف مراج	۲۵۰
۵۲	سردار ہرچرن سنگھ صاحب رئیس بٹر	۲۵۰
۵۳	سردار شام سنگھ صاحب آف ماکی تحصیل موگہ	۲۵۰
۵۴	سردار بہادر سردار رنجن سنگھ صاحب آف ساہوکے	۲۵۰
۵۵	بھائی رام سنگھ صاحب سفید پوش ساہوکے	۲۵۰
۵۶	سردار صاحب بھائی اودھے سنگھ صاحب ذیلدار مکتسر	۲۵۰
۵۷	سردار صاحب بھائی سر مکھ سنگھ صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی مکتسر	۲۵۰
۵۸	لالہ ٹھٹھو رام صاحب رئیس آف مکتسر	۲۵۰
۵۹	کورٹ آف وارڈس بہک سٹیٹ	۲۵۰
۶۰	ایم دلاور خاں صاحب ذیلدار آف دیوان کھیڑہ گھیڑہ	۲۵۰
۶۱	میونسپل کمیٹی فاضلکا	۲۵۰
۶۲	کیپٹن ودیام سنگھ صاحب آف بلاسپور	۲۵۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۶۳	سنت گورمکھ داس صاحب آف بلاسپور	۲۵۰
۶۴	لالہ منی لال صاحب آف موگہ منڈی	۱۵۱
۶۵	بھائی گنڈا سنگھ صاحب رنجیند سنگھ صاحب والی بھائی	۱۵۰
۶۶	شیخ کاکا فقیر چند آف موگہ	۱۵۰
۶۷	چودھری داس گردھاری داس آف تمبیاں والی	۱۳۵
۶۸	لالہ بھگت رام صاحب آف موگہ منڈی	۱۲۵
۶۹	لالہ سکھ دیال ساہنی ل آف موگہ	۱۲۵
۷۰	رائے صاحب چودھری گپت رائے آنریری مجسٹریٹ موگہ	۱۲۵
۷۱	لالہ تیج پت رائے آف موگہ	۱۲۵
۷۲	لالہ منگل سین صاحب آف موگہ منڈی	۱۲۵
۷۳	لالہ وساکھی رام صاحب موگہ منڈی	۱۲۵
۷۴	سنت چانن سنگھ چک گنڈا سنگھ والا	۱۲۵
۷۵	لالہ سنی رام صاحب ابوہر	۱۰۵
۷۶	چودھری پدی رام صاحب نمبردار مرچ گڑھ	۱۰۵
۷۷	بھارت ڈرامیٹک کلب موگہ	۱۰۱
۷۸	شیخ محمد حسین صاحب ٹھیکیدار بستی ٹینکا والی - فیروزپور	۱۰۰
۷۹	سردار بدھ سنگھ صاحب رئیس ابوہر	۱۰۰
۸۰	لالہ بخش راج صاحب ابوہر	۱۰۰
۸۱	لالہ چتوں لعل - رادھا کشن ستیاں والی ضلع فیروزپور	۱۰۰
۸۲	ٹھولا سنگھ صاحب آف کوکری کلاں	۱۰۰
۸۳	سردار گنڈا سنگھ صاحب آف باگھا پورانا	۱۰۰
۸۴	لالہ بھاگ مل بھٹول ٹھیکیداران فیروزپور چھاؤنی	۱۰۰
۸۵	سیٹھ راما نند منوہر لعل فیروزپور شہر	۱۰۰
۸۶	سنت پریم داس صاحب آف سمدھ بھائی	۱۰۰
۸۷	میونسپل کمیٹی موگہ	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۷۹	لالہ ماگھی رام صاحب ساہوکار زیرہ	۱۰۰
۸۰	کورٹ آف وارڈس گورو ہرسہائے سٹیٹ	۱۰۰
۸۱	سردار ہرچرن سنگھ صاحب نمبردار سرائے تانگا	۱۰۰
۸۲	سردار صاحب بھائی سری رام سنگھ صاحب آف چمبہ ..	۱۰۰
۸۳	میسرز منشی مل سندر مل فاضلکا ..	۱۰۰
۸۴	سیٹھ کشن لعل موہن لعل فاضلکا ..	۱۰۰

ضلع لدھیانہ

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	سردار بہادر بھائی ارجن سنگھ صاحب رئیس بگیریاں	۳۰۱
۲	رسالدار میجر امر سنگھ صاحب آف سراہیا	۱۵۰
۳	سردار جوگندر سنگھ صاحب رئیس پکھوکے	۲۵۰
۴	کیپٹن سردار جگپال صاحب جاگیردار سمراله	۲۵۰
۵	میونسپل کمیٹی جگراؤں ...	۵۰۰
۶	لدھیانہ سنٹرل کواپریٹو بنک ..	۷۵۰
۷	سردار بہادر سردار دل سنگھ صاحب رئیس ملاڈ ..	۵۰۰
۸	ڈسٹرکٹ بورڈ لدھیانہ ...	۲۰۰۰
۹	میجر ہوشیار سنگھ صاحب آف باتوہر	۱۵۰
۱۰	ایس نرائن سنگھ ذیلدار ...	۱۰۱
۱۱	پنڈت بیج ناتھ نمبردار رئیس ..	۲۵
۱۲	سردار جوہر سنگھ صاحب ذیلدار ..	۱۰۱
۱۳	سردار رام سنگھ صاحب ولد سردار رلیا سنگھ صاحب ...	۱۰۱
۱۴	لالہ بنارسی داس صاحب ولد لالہ ہیرا لعل رئیس جگراؤں ..	۲۵۰
۱۵	سردار بھارت سنگھ صاحب نمبردار	۱۰۱

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۶	سردار دلیپ سنگھ ۱۰۰ اودھے سنگھ ۵۰ بگھیل سنگھ ۵۰ شدیو سنگھ ۵۰	۲۵۰
۱۷	سردار صاحب سردار ہرنام سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ ..	۱۲۵

ضلع ہوشیارپور

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	اُڑمڑ ٹانڈہ ٹاؤن کمیٹی ...	۲۵۰
۲	مکیریاں ٹاؤن کمیٹی ...	۱۵۰
۳	معرفت ایس۔ کے پرتاپ سنگھ صاحب تحصیلدار اونہ .	روپے ۳۸۳۳ ۱۳ر۹ پائی
۴	لالہ اموتک رام صاحب سرین	۲۰۰
۵	خانصاحب میاں رشید محمد خاں ذیلدار	۲۵۰
۶	معرفت " " "	۱۱۳
۷	معرفت پنڈت بھگوت کشور تحصیلدار ہوشیارپور ..	۱۳۹
۸	رئیس صاحب رانا اپندر چند رئیس منوال	۲۰۰۰
۹	گڑھ شنکر ٹاؤن کمیٹی معرفت سردار گوربخش سنگھ صاحب تحصیلدار	۱۰۰
۱۰	بیجوں ٹاؤن کمیٹی معرفت سردار گوربخش سنگھ تحصیلدار .	
۱۱	معرفت اکسائز انسپکٹر صاحب	۵۰۰
۱۲	انندپور کورٹ آف وارڈس	۵۰۰
۱۳	معرفت ایس ہربنس سنگھ صاحب تحصیلدار دسوہہ .	۸۲۵/۲/-
۱۴	پنڈت بھگوت کشور تحصیلدار ہوشیارپور	۱۷۲۸
۱۵	ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کا عملہ ...	۱۸۲
۱۶	لفٹننٹ جے سنگھ صاحب آف دھولہا	۱۰۰
۱۷	میاں پیارے سنگھ صاحب و صوبیدار میاں ہرجا بو رام .	۵۰/۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۸	ڈسٹرکٹ بورڈ ہوشیارپور . . .	۱۵۰۰
۱۹	بہاولپور؟ آف وارڈس . . .	۳۰۰
۲۰	اخبار؟ کورٹ	۱۰۰۰
۲۱	لالہ ؟ رام کشن لال رئیس ہوشیارپور	۲۰۰۰
۲۲	میونسپل کمیٹی ہوشیارپور . . .	۵۰۰
۲۳	آنریری اسسٹنٹ کمشنر اینڈ پبلک پراسیکیوٹر . .	۵۶۷/۵
۲۴	ہوشیارپور ؟ موٹر ؟ . . .	۱۱۰

انبالہ ڈویژن

ضلع انبالہ

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	ڈسٹرکٹ بورڈ انبالہ . . .	۳۰۰۰
۲	سردار ؟ سنگھ آف ؟	۱۱۰۰
۳	کرنیل سردار صاحب رام سنگھ رئیس شہزادپور . .	۱۰۰۰
۴	بوریہ سٹیٹ	۱۰۰۰
۵	انبالہ کنٹونمنٹ اتھارٹی . . .	۶۰۰
۶	صدر بازار میونسپل کمیٹی . . .	۶۰۰
۷	رائے بہادر لالہ بنارسی داس صاحب بیلیس	۵۰۰
۸	لالہ بنارسی داس آف ؟ لال اینڈ سنز	۵۰۰
۹	میونسپل کمیٹی انبالہ . . .	۵۰۰
۱۰	سردار بہادر سردار بھگونت سنگھ .	۴۰۰
۱۱	میسرز موہن لعل اینڈ کو . . .	۳۵۰
۱۲	لالہ گنگا پرشاد داتن مرچنٹ	۳۰۰
۱۳	لالہ بہاری لعل ٹھیکہ دار . .	۳۰۰
۱۴	صوبیدار میجر دیام سنگھ آف 15/5 پنجاب رجمنٹ . .	۲۵۵
۱۵	خان بہادر میر محمد اکبر علی خاں صاحب	۲۵۰
۱۶	رائے بہادر لالہ گنگا رام صاحب .	۲۵۰
۱۷	سردار بہادر سردار جواہر سنگھ صاحب سی۔آئی۔ای۔ایم۔ایل۔اے مصطفےٰ آباد	۲۵۰
۱۸	سردار امراؤ سنگھ رئیس منولی . .	۲۵۰
۱۹	سردار ؟ سنگھ صاحب جاگیردار	۲۰۰
۲۰	لالہ ؟ رئیس ؟ . .	۳۰۰
۲۱	سردار ؟ سنگھ صاحب جاگیردار .	۲۰۰
۲۲	سردار گوبند سنگھ . .	۳۰۰
۲۳	سردار ؟ سنگھ ٹھیکہ دار . . .	۱۵۰
۲۴	؟ کمپنی کھرڑ . . .	۱۵۰
۲۵	سنٹرل کواپریٹو بنک انبالہ شہر .	۱۲۵
۲۶	خان بہادر عبد الغفور خاں صاحب ؟ کنٹریکٹر	۱۰۱
۲۷	خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب	۱۰۱
۲۸	سردار بلونت سنگھ صاحب جاگیردار	۱۰۰
۲۹	لالہ ؟ رام صاحب آنریری مجسٹریٹ	۱۰۰
۳۰	شیخ عبد الخالق صاحب . . .	۱۰۰
۳۱	لالہ چمن داس ؟ جگادھری .	۱۰۰
۳۲	سیٹھ گوبند رام کمشنر ؟ عبد اللہ پور .	۱۰۰
۳۳	لالہ ؟ رام میونسپل کمشنر ولالہ متھرا داس	۱۰۰
۳۴	ایس فضل رحمٰن خاں رئیس کوٹلہ . .	۱۰۰
۳۵	سردار ؟ سنگھ ریٹائرڈ ایس۔ڈی۔او ؟ بیرام پور . .	۱۰۰
۳۶	لالہ رتن چند صراف انبالہ شہر .	۱۰۰
۳۷	لالہ گوری شنکر رئیس " " . .	۱۰۰
۳۸	لالہ راجی داس ریلوے کنٹریکٹر .	۱۰۰
۳۹	ڈاکٹر پربھا نند جگادھری . . .	۱۰۰
۴۰	پنڈت منصورو رام داس گوبند پوری	۱۰۰
۴۱	میاں جگدیش سنگھ رئیس رام گڑھ	۱۰۰
۴۲	ایس سلطان حمید صاحب انبالہ .	۱۰۰
۴۳	سردار کرتار سنگھ رئیس شہزادپور	۱۰۰
۴۴	راؤ محمد اسمٰعیل خاں آف حمید پور .	۱۰۰
۴۵	سردار صورت سنگھ جاگیردار . .	۲۵۰
۴۶	منیجر صاحب کیپٹل ٹاکیز . . .	۱۰۰
۴۷	سردار نرندر سنگھ . . .	۱۰۰
۴۸	لالہ دیوی داس رئیس کالکا . .	۱۰۰
۴۹	جناب عبد الرشید صاحب آف کالکا	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۵۰	ہز ہائینس نواب صاحب بہادر آف مالیر کوٹلہ . . .	۴۰۰۰
۵۱	لالہ جودھا مل کوتھالیہ عبداللہ پور .	۱۲۵۰
۵۲	لالہ بنارسی داس وائس پریذیڈنٹ فٹ بال ٹورنیمنٹ . . .	۳۵۰
۵۳	میونسپل کمیٹی روپڑ	۳۰۰
۵۴	سردار دیواندر سنگھ رئیس . .	۲۵۲
۵۵	سردار بھوان سنگھ " . . .	۲۵۰
۵۶	" ہرچرن سنگھ " . . .	۲۵۰
۵۷	" صورت سنگھ " . . .	۱۲۲
۵۸	لالہ مدن موہن لعل صاحب انبالہ چھاؤنی	۱۰۰
۵۹	لالہ دینا ناتھ پنا لعل بھلہ عبداللہ پور	۱۰۰
۶۰	کپتان سردار جوگندر سنگھ رئیس مانک مزرہ . . .	۱۵۰
۶۱	سردار گوربخش صاحب ایڈوکیٹ . .	۱۰۱
۶۲	میونسپل کمیٹی ساڈھورہ . . .	۱۰۰
۶۳	میر حمید علی صاحب آنریری مجسٹریٹ	۱۰۰
۶۴	لالہ بانکا رام ولد لالہ کندن لعل رئیس	۳۰۰
۶۵	خان بہادر میاں عبدالعزیز صاحب ایم۔اے۔سی۔پی۔ای کمشنر انبالہ کمشنری	۱۰۰
۶۶	مسٹر سٹیس صاحب او۔بی۔ای سپرنٹنڈنٹ انجینئر سیکنڈ سرکل پی۔ڈبلیو۔ڈی	۱۰۰
۶۷	وائٹ صاحب بہادر ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس . . .	۱۰۰
۶۸	مسماۃ پرکاش دیوی اہلیہ سردار بلونت سنگھ جاگیردار میاں پور	۱۰۱
۶۹	معرفت تحصیلدار روپڑ . . .	۱۰۰
۷۰	خان بہادر ڈاکٹر لفٹنٹ محبوب علی .	۱۰۷/۸
۷۱	معرفت تحصیلدار جگادھری . .	۱۰۰۱/۲
۷۲	معرفت " کھرڑ . .	۳۶۰۵/۱۱/۳
۷۳	" " روپڑ . . .	۲۶۶
۷۴	شاف دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ .	۲۲۳/۲
۷۵	معرفت ڈائرکٹر ملیریا سروے آف انڈیا کسولی . . .	۱۲۲/۴
۷۶	معرفت تحصیلدار کھرڑ . . .	۲۰۱/۸
۷۷	گرداور و پٹواری صاحبان تحصیل روپڑ	۱۶۳
۷۸	معرفت ڈپٹی صاحب کسولی فراہم کردہ از سب تحصیل کالکا . .	۷۷۹

ضلع کرنال

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	خان بہادر نواب محمد عمر دراز خان صاحب جاگیردار . . .	۲۰۰۰
۲	اعزازی لفٹنٹ نواب محمد ابراہیم علی خانصاحب رئیس اعظم کنجپورہ . . .	۲۰۰۰
۳	رکن الدولہ شمشیر جنگ نواب محمد سجاد علی خانصاحب رئیس اعظم کرنال	۲۰۰۰
۴	صاحبزادہ محمد ذوالفقار علی خان صاحب رئیس کرنال . .	۲۰۰۰
۵	ڈسٹرکٹ بورڈ کرنال	۲۰۰۰
۶	ایل۔پی جیسوال مالک کرنال ڈسٹلری	۷۰۰
۷	میونسپل کمیٹی کرنال	۵۰۰
۸	لالہ بھولا مل مہاجن کیملا . . .	۲۵۰
۹	نواب زادہ ممتاز علی خانصاحب جاگیردار	۲۵۰
۱۰	این۔اے کمیٹی کرنال	۲۰۰
۱۱	سردار بھوپیندرا سنگھ جاگیردار .	۱۵۰
۱۲	لالہ پربھو دیال مہاجن پنڈری . .	۱۱۵
۱۳	چودھری نتھوا سنگھ ایم۔ایل۔سی	۱۰۵
۱۴	نواب زادہ نعمت علی خانصاحب رئیس	۲۰۰
۱۵	خان بہادر خان احمد حسن خانصاحب ڈپٹی کمشنر ضلع کرنال . . .	۱۰۰
۱۶	بابو تھمن لعل ایڈوکیٹ کرنال . .	۱۰۰
۱۷	چودھری سرتا نمبردار سواری . .	۱۰۰
۱۸	رائے صاحب لالہ جوگی داس ایڈوکیٹ	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۹	خان بہادر مولوی عبد الحق ایم۔ بی۔ ای۔ ایڈوکیٹ . .	۱۰۰
۲۰	حافظ خورشید حسن پبلک پراسیکیوٹر .	۱۰۰
۲۱	لالہ چمن لال بینکر	۱۰۰
۲۲	خانصاحب خان عطاء اللہ خان صاحب سب جج ریٹائرڈ .	۱۰۰
۲۳	سنٹرل کواپریٹو بنک لمیٹڈ کرنال .	۱۰۰
۲۴	میونسپل کمیٹی پانی پت . .	۱۰۰۰
۲۵	نمبردار آتولہ تحصیل پانی پت .	۲۰۰
۲۶	مہاجنان آتھار . " .	۱۷۵
۲۷	لالہ دیوی چند حکم چند کاٹن فیکٹری پانی پت . . .	۱۵۰
۲۸	نمبرداران توری تحصیل پانی پت	۱۲۰
۲۹	چودھری مول سنگھ نمبردار چوراسی . .	۱۰۰
۳۰	چودھری رتی رام نمبردار دولتھا .	۱۰۰
۳۱	چودھری جگ لال آنریری مجسٹریٹ پانی پت . . .	۱۰۰
۳۲	لالہ رام سروپ رام جیداس . .	۱۰۰
۳۳	نمبرداران موضع وشتر	۱۰۰
۳۴	چودھری گوردھن سنگھ سفید پوش .	۱۰۰
۳۵	چودھری ظالم سنگھ	۱۰۰
۳۶	چودھری محمد صادق ارلانا کلاں .	۱۰۰
۳۷	مہاجنان موضع ارانہ	۱۰۰
۳۸	باشندگان موضع ملالادا . . .	۱۰۰
۳۹	بھائی فتح جنگ سنگھ رئیس سدھووال	۲۰۰۰
۴۰	" شب فیر سنگھ " ارنولی .	۲۰۰۰
۴۱	" شیر جنگ سنگھ " سدھووال	۷۵۰
۴۲	موضع کمرہ پال	۴۰۰
۴۳	میونسپل کمیٹی کیتھل	۳۰۰
۴۴	میسرز رکھی رام کندن لال کیتھل .	۲۵۱
۴۵	نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی " .	۲۰۰
۴۶	لالہ رام گوپال رئیس " .	۲۰۰
۴۷	لالہ منسا رام " آلیوا .	۱۰۱
۴۸	لالہ بھگت رام مہاجن آلیوا . .	۱۰۱
۴۹	سیٹھ برج بھوشن لعل کیتھل . .	۱۰۱
۵۰	لالہ بیپ چند مہاجن آلیوا . .	۱۰۰
۵۱	خانصاحب سید جرار حسین آف پنڈری	۱۰۰
۵۲	رائے بہادر لالہ رام جیداس آف کیتھل	۱۰۰
۵۳	لالہ بنواری لال شوسرن داس آف سرودھا	۱۰۰
۵۴	سیٹھ باسدیو داس مہاجن آف سیون . .	۱۰۰
۵۵	نمبرداران موضع دیانہ	۱۰۰
۵۶	لالہ دیس راج مہاجن جھال .	۴۰۰
۵۷	میونسپل کمیٹی شاہ آباد . . .	۲۰۰
۵۸	سردار جسبیر سنگھ رئیس و جاگیردار شاہ آباد . . .	۱۵۰
۵۹	حاجی مولوی سر رحیم بخش صاحب نائٹ مرحوم . . .	۱۰۰
۶۰	سردار ہرانند سنگھ رئیس شاہ آباد	۱۰۰

ضلع حصار

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	لالہ دیو راج رئیس حصار . .	۲۵۰۰
۲	کروڑی مل مشکت رائے آف بھوانی	۲۰۰۰
۳	رائے صاحب لالہ آتما رام رئیس سرسہ	۲۰۰۰
۴	ڈسٹرکٹ بورڈ حصار . . .	۲۰۰۰
۵	رائے صاحب چھبیل داس صاحب اعزازی سب جج	۱۰۰۰
۶	میونسپل کمیٹی ہانسی	۱۰۰۰
۷	برج بھوشن لعل موہن لعل و مدن گوپال	۱۰۰۰
۸	بھائی فتح جنگ سنگھ رئیس سدھووال	۱۰۰۰
۹	لالہ بگھنا تھ سہلے رئیس ہانسی .	۷۵۰
۱۰	خانصاحب عبد الغفار بیگ صاحب . .	۵۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۱	لالہ کشن لعل چھتن ساہوکار بھوانی ۔	۵۰۰
۱۲	لالہ رامیشور داس ساہوکار ۔ ۔	۵۰۰
۱۳	شاملات پنچایت مہاجناں نارنول	۴۰۰
۱۴	رائیصاحب چودھری ہیبت رام ذیلدار	۳۱۰
۱۵	خان بہادر شیخ نیاز محمد ہانسی ۔ ۔	۳۰۰
۱۶	لالہ جمنا داس رئیس بروالہ ۔ ۔	۳۰۰
۱۷	چودھری دین خاں صاحب ۔	۳۰۰
۱۸	معرفت ہیرا سنگھ نمبردار ہانسی ۔	۳۰۰
۱۹	جاگھل منڈی ۔ ۔ ۔ ۔	۳۰۰
۲۰	چودھری نہال سنگھ مالگزار نمبردار کرارہ	۲۶۰
۲۱	لالہ مہاراج کشن آف ہانسی ۔ ۔ ۔	۲۵۰
۲۲	ڈاکٹر خدا بخش صاحب رئیس ہانسی ۔	۲۵۰
۲۳	پنڈت دیوات رام ذیلدار ۔ ۔	۲۵۰
۲۴	رائے صاحب پنڈت سری دت آنریری سب جج بھوانی ۔	۲۵۰
۲۵	لالہ فتح چند صاحب بھوانی ۔ ۔	۲۵۰
۲۶	لالہ ٹلو مل کباڑیہ "	۲۵۰
۲۷	لالہ شنکر لعل یہائی ۔ ۔ ۔	۲۵۰
۲۸	چودھری شو رام صاحب ذیلدار ۔	۲۵۰
۲۹	چودھری شرف الدین نذر الدین ذیلداران ۔	۲۵۰
۳۰	ٹھاکر لکھی سنگھ جاگیردار ۔ ۔	۲۵۰
۳۱	لالہ بیج ناتھ کسان بھوانی ۔ ۔	۲۵۰
۳۲	چودھری نیاز محمد نمبردار پربھووالہ	۲۵۰
۳۳	" گنگا رام سفید پوش ۔ ۔	۲۵۰
۳۴	لالہ دھنپت رائے آف بڈھانہ ۔	۲۵۰
۳۵	لالہ جے دیو صاحب رئیس حصار ۔	۲۵۰
۳۶	سیٹھ رام دت رئیس سرسہ	۱۰۰۰
۳۷	مسٹر رابرٹ سکنر و مسٹر جیمز سکنر مالگزاران و رؤسائے تحصیل ہانسی	۱۰۰۰
۳۸	رسالدار سوندھے خاں سفید پوش ۔	۵۵۰
۳۹	میونسپل کمیٹی بھوانی ۔ ۔ ۔ ۔	۵۰۰
۴۰	سر چھوٹو رام صاحب آف آلارام پورہ	۵۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۴۱	میونسپل کمیٹی سرسہ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۰۰
۴۲	مہنت راجبید داس آف روڑی ۔	۲۵۵
۴۳	لالہ منشی رام ولد شنکر لال مہاجن ۔	۲۵۰
۴۴	چودھری ہکمی رام نمبردار ۔ ۔ ۔	۲۵۰
۴۵	سردار نونہال سنگھ رئیس ڈابرہ	۲۵۰
۴۶	حصار سنٹرل کواپریٹو بنک لمیٹڈ ۔ ۔	۲۵۰
۴۷	مسٹر بدھوار صاحب بیرسٹر ایٹ لا	۲۵۰
۴۸	لالہ مرلی دھر آف بھوانی ۔ ۔ ۔	۲۵۰
۴۹	سمال ٹاؤن کمیٹی بڈھ لاڈا ۔ ۔	۲۰۰
۵۰	مرد خاں آف موضع رالی دار دورا	۲۰۰
۵۱	مسٹر قریشی صاحب بیرسٹر ایٹ لا	۲۰۰
۵۲	چودھری چنا لی رام صاحب نمبردار	۱۵۰
۵۳	بابو ہرچرن داس پلیڈر حصار ۔	۱۵۰
۵۴	محمد خلیل صاحب سفید پوش عالی کا	۱۵۰
۵۵	رائے بہادر پنڈت جواہر لال بھاگوا ایڈووکیٹ ۔ ۔ ۔	۱۵۰
۵۶	سردار تارو تم سنگھ پلیڈر ۔ ۔ ۔	۱۵۰
۵۷	سرسہ کواپریٹو بنک لمیٹڈ ۔ ۔	۱۵۰
۵۸	چودھری شو کرن سنگھ آف کھٹولا ۔	۱۲۵
۵۹	" ہری رام " "	۱۲۵
۶۰	بلونت سنگھ ذیلدار ۔ ۔ ۔ ۔	۱۲۵
۶۱	معرفت اُدمی رام ذیلدار چندہ دھصہ شاملات دہ ۔ ۔ ۔	۱۲۵
۶۲	چودھری علی محمد صاحب ٹھیکہ دار	۱۱۰
۶۳	جناب شیتو مل صاحب پریذیڈنٹ سمال ٹاؤن کمیٹی بڈھ لاڈا ۔	۱۱۰
۶۴	لالہ بھورا مل ہیمیشوری داس ۔	۱۱۰
۶۵	لالہ کالا مل جھنگا مل صاحبان ۔ ۔	۱۰۵
۶۶	لالہ دیوی دیال گپتا رئیس ٹوہانہ ۔	۱۰۱
۶۷	شیخ محمد شفیع محمد سعید صاحبان بڈھ لاڈا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۰۰
۶۸	چودھری امین لال آف ستی ۔ ۔	۱۰۰
۶۹	کورٹ آف وارڈس اسٹیٹ سرسہ ۔	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
٧٠	میونسپل کمیٹی حصار	١٠٠
٧١	سردار دریام سنگھ نمبردار وضلع نلوارا	١٠٠
٧٢	خان رشید احمد خان عرف تاڑے خان ذیلدار . . .	١٠٠
٧٣	خان محمد رمضان خان ذیلدار [illegible] مہر محمد خان پریذیڈنٹ سمال ٹاؤن کمیٹی ٹوہانہ . . .	١٠٠
٧٤	چاندو لعل چترہ بھال پور پنچایت مہاجنان . .	١٠٠
٧٥	معرفت لالہ رونق رام سابق صدر سمال ٹاؤن کمیٹی بڈھ لاڈا .	١٠٠
٧٦	سیٹھ موہن چند مدن چند آف سرسہ .	١٠٠
٧٧	سیٹھ اوتم چند موہنیہ " "	١٠٠
٧٨	لالہ ڈنگارسی داس "	١٠٠
٧٩	چودھری سردارا رام آف کھوہالہ	١٠٠
٨٠	جگل بیوپار اندر گڑھ	١٠٠
٨١	رسالدار سوندھی خان رئیس [illegible] ضلع حصار	٥٠

ضلع رہتک

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
١	لالہ کرپا رام صاحب . . .	٥٠٠٠
٢	ڈسٹرکٹ بورڈ رہتک . .	٢٢٢٥
٣	لالہ امرت لعل صاحب آنریری مجسٹریٹ گوہانہ . .	١٠٠٥
٤	لالہ جانکی داس رئیس بیری .	٥٠٠
٥	میونسپل کمیٹی رہتک	٥٠٠
٦	" سونی پت	٥٠٠
٧	پنڈت نہال سنگھ سوانہ . .	٣٠٠
٨	چودھری منگلے رام مالک یونیورسل ٹاکیز . .	٢٨٥
٩	جمعدار ٹوڈر سنگھ آف کوسلی .	٢٧٥
١٠	ٹھاکر چند مہاجن انوالی . .	٢٦٠
١١	رام چند کھتری آف کوسلی . .	٢٦٠

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
١٢	شیخ محمد اسحاق بیوپاری . . .	٢٥٠
١٣	لالہ [illegible] آنریری مجسٹریٹ	٢٥٠
١٤	[illegible] آف بدلی .	٢٥٠
١٥	معرفت رام [illegible] داس صاحبان .	٢٥٠
١٦	لالہ راجیشور داس رئیس بیری . .	٢٥٠
١٧	رائے صاحب راؤ [illegible] لال آف [illegible]	٢٥٠
١٨	لالہ رتن لعل آف بیری . . .	٢٥٠
١٩	جمعدار عبداللطیف خان آف گریانی	٢٥٠
٢٠	لالہ مراری لعل مہاجن بہادرگڑھ .	٢٥٠
٢١	وردی میجر عبدالصمد خان آف گریانی	٢٥٠
٢٢	لالہ جگدیش رائے [illegible] میونسپل کمشنر	٢٥٠
٢٣	لالہ آتما رام مہاجن آف بیری . .	٢٥٠
٢٤	میاں محمد خان ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس	٢٥٠
٢٥	پیر بوران ناتھ صفت آف بوہر .	٢٥٠
٢٦	صوبیدار جگرام سنگھ آف کوسلی . .	٢٥٠
٢٧	رائے بہادر کپتان رام نرائن سنگھ آف کوسلی	٢٥٠
٢٨	لالہ بہاری لال رئیس رہتک . .	٢٥٠
٢٩	لالہ ہربلاس رلسے رئیس بیری	٢٥٠
٣٠	لالہ نند کشور ولد لالہ بلدیو سہائے	٢٥٠
٣١	معرفت تحصیلدار صاحب گوہانہ	٢٠٢
٣٢	میونسپل کمیٹی بیری	٢٠٠
٣٣	معرفت سب ڈویژنل افسر صاحب سونی پت	٣٩١٦
٣٤	میونسپل کمیٹی گوہانہ .	٢٠٠
٣٥	" بہادرگڑھ . . .	١٠٠
٣٦	لالہ شیو دیال پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی رہتک .	١٠٠
٣٧	مہاجنان منڈی رہتک . .	٤٨٤
٣٨	سنٹرل کوآپریٹو بنک . .	٢٠٠
٣٩	معرفت سب ڈویژنل افسر صاحب سونی پت	١٩٧٥
٤٠	میونسپل کمیٹی جھجر	٢٠٠
٤١	تحصیل سٹاف	١٠٩
٤٢	معرفت تحصیلدار رہتک . . .	٣١٥/٢
٤٣	حافظ عبدالرحمٰن کلانور . . .	١٠٠

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
٤٤	لالہ رام سروپ	١٠٠

ضلع گوڑگاؤں

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
١	رائے بہادر میاں لال سنگھ ڈپٹی کمشنر	١٠٠
٢	" " لالہ نتھن لال آف ریواڑی	١٠٠٠
٣	پنڈت بختاور لال آف فرخ نگر	٥٠٠
٤	سید آل نبی صاحب سفید پوش	٣٠٠
٥	چودھری نرمل سنگھ	٢٥٥
٦	حاجی سیٹھ عثمان غنی آنریری مجسٹریٹ	٢٥١
٧	پنڈت مادھو پرشاد آف ریواڑی	٢٥١
٨	صوبیدار میجر لفٹنٹ چندن لعل	٢٥٠
٩	راؤ رنبیر سنگھ آف ریواڑی	٢٥٠
١٠	رائیصاحب پنڈت بہاری لال بھارگوا	٢٥٠
١١	مسٹر کیخسرو بینرجی	٢٥٠
١٢	چودھری نتھو سنگھ	٢٥٠
١٣	" سمیر سنگھ	٢٥٠
١٤	رائیصاحب چودھری بھگونت سنگھ	٢٥٠
١٥	چودھری درگاہی سنگھ	٢٥٠
١٦	لالہ منشی رام مہاجن	٢٥٠
١٧	لالہ تصدی لال	٢٥٠
١٨	چودھری سہراب خاں ذیلدار	٢٥٠
١٩	حاجی جمال دین	٢٠٠
٢٠	لالہ چندن بھان مہاجن	١٢٥
٢١	چودھری مادھو سنگھ ذیلدار	١٢٥
٢٢	لالہ کروڑی مل	١٠١
٢٣	لالہ چونی لال	١٠١
٢٤	چودھری بھوت سنگھ سفید پوش	١٠٠
٢٥	صوبیدار میجر لفٹنٹ جیا لال بہادر آنریری مجسٹریٹ	١٠٠
٢٦	چودھری پریم سنگھ	١٠٠
٢٧	" دل بیر سنگھ	١٠٠
٢٨	خانصاحب چودھری فرزند علی خاں	١٠٠
٢٩	پنڈت بلدیو سہائے	١٠٠
٣٠	پنڈت جیون لعل	١٠٠
٣١	چودھری صاحب نرائن سفید پوش	١٠٠
٣٢	" کرن سنگھ ذیلدار	١٠٠
٣٣	لالہ بھیکم سنگھ	١٠٠
٣٤	لالہ چرنجی لال	١٠٠
٣٥	لالہ ملتان سنگھ آف فرید آباد	١٠٠
٣٦	چودھری گلاب سنگھ	١٠٠
٣٧	" دیبی سنگھ ذیلدار	١٠٠
٣٨	" دراز خاں	١٠٠
٣٩	لالہ تنگ رام مہاجن	١٠٠
٤٠	چودھری مہتاب خاں ذیلدار	١٠٠
٤١	ڈسٹرکٹ بورڈ گوڑگاؤں	٥٠٠٠

راولپنڈی ڈویژن

ضلع گجرات

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
١	ٹاؤن کمیٹی لالہ موسیٰ	١٠٠
٢	ڈسٹرکٹ بورڈ گجرات	١٠٠٠
٣	میونسپل کمیٹی ڈنگہ	١٥٠
٤	سائیں محمد آف رکن	١٢٥
٥	میاں شاہ محمد صاحب سکنہ دارے عالم شاہ	١٠١
٦	سردار آف پنڈی رادن	١٥٠
٧	یار محمد صاحب نمبردار	١٥٥
٨	ٹیچرز آف ضلع گجرات معرفت ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب	
٩	معرفت سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات عملۂ ماتحت سے	١٠٠
١٠	لالہ گیان چند صاحب	١٠٠
١١	ٹیچرز ڈنگہ سب ڈویژن	١٩٦
١٢	مہنت پریم سنگھ صاحب آف مرالہ	٢٥٠

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۳	ایم محمد بخش صاحب رانجھا	
۱۴	سردار موتا سنگھ صاحب . . .	۱۰۰
۱۵	چودھری فتح محمد صاحب . . .	۱۰۰
۱۶	چودھری رحمت اللہ صاحب . .	۱۰۰
۱۷	لالہ خزان چند صاحب . .	۱۰۰
۱۸	لالہ پرانم نند صاحب ایڈووکیٹ .	۱۰۰
۱۹	سردار گیان سنگھ صاحب . . .	۱۰۱
۲۰	سردار سندر سنگھ صاحب . .	۱۰۱
۲۱	سردار نمبردار	۱۰۰
۲۲	خانو نمبردار	۱۴۰
۲۳	گورانددتہ مل	۱۰۰
۲۴	لالہ آف بارموسے	۱۶۰
۲۵	نذیر احمد صاحب نمبردار . . .	۱۰۰
۲۶	محمد نمبردار	۱۰۰
۲۷	چودھری سردار خاں صاحب . .	۱۰۰
۲۸	بدھ سنگھ سنت سنگھ صاحبان نمبردار	۱۵۰
۲۹	باقی خاں صاحب	۱۰۰
۳۰	کیپٹن الہ داد خاں صاحب . .	۴۰۰
۳۱	شیخ چراغ الدین صاحب . . .	۱۰۰
۳۲	مرزا نمبردار	۱۰۰
۳۳	چودھری سردار خاں صاحب . .	۱۰۰
۳۴	ایم غلام محی الدین صاحب چک ائب .	۱۰۰
۳۵	چودھری قائم صاحب مل . . .	۱۰۰
۳۶	ایم گستا خاں صاحب آف دیرانی .	۱۰۰
۳۷	خانصاحب ایم عبدالملک صاحب آف کموری	۱۰۰
۳۸	چودھری کرامت اللہ صاحب رئیس . .	۱۰۰
۳۹	چودھری سردار خاں صاحب . . .	۱۲۵
۴۰	بابو لدھا رام صاحب	۱۰۱
۴۱	نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی بہاؤ الدین . .	۵۰۰
۴۲	میونسپل کمیٹی گجرات	۳۰۰
۴۳	خالصہ پنچایت جنڈانوالہ . .	۱۵۰
۴۴	چودھری سلطان احمد صاحب .	۱۰۰
۴۵	شیخ عبد الغنی صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر	۲۵۰
۴۶	چودھری سردار احمد صاحب خلف چودھری فضل احمد صاحب جلالپور جٹاں	۲۶۰
۴۷	پنڈت بشمبر ناتھ اینڈ رام چندر .	۲۰۰
۴۸	دیوان جیون داس صاحب . .	۱۰۰
۴۹	میونسپل کمیٹی جلال پور جٹاں .	۲۰۰
۵۰	چودھری عبد اللہ خانصاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی . .	۱۰۰
۵۱	چودھری جلال خاں صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار . . .	۱۰۰
۵۲	خان بہادر شیخ خورشید محمد صاحب ڈپٹی کمشنر گجرات . . .	۱۰۰
۵۳	خان بہادر نواب فضل علی صاحب او - بی - ای	۵۰۰
۵۴	کیپٹن الہ داد خاں صاحب کھاریاں	۴۰۰
۵۵	آنریری کیپٹن سردار چوالا سنگھ صاحب جہلم	۱۰۰
۵۶	خان محمد زمان خانصاحب ایم بی ای ریٹائرڈ ای اے سی پھیلن تحصیل پھالیہ	۲۵۰
۵۷	رائے بہادر لالہ کدار ناتھ صاحب رئیس و بینکر	۵۰۰
۵۸	میاں فتح محمد صاحب آنریری مجسٹریٹ سب رجسٹرار . .	۳۰۰
۵۹	چودھری برکت خانصاحب جمیا آف لود	۱۰۰
۶۰	خانصاحب میاں محی الدین صاحب آف کریان	۲۵۰
۶۱	سردار دیال سنگھ صاحب آف بلانی .	۵۰۰
۶۲	شیخ عطا اللہ میونسپل کمشنر گجرات	۲۵۰
۶۳	لالہ روشن لال خلف لالہ جگن ناتھ آف کنجاہ . . .	۲۵۰
۶۴	لالہ گیان چند خلف رائے صاحب لالہ ہری چند نیات آف کنجاہ .	۲۵۰
۶۵	سردار رام سنگھ ساہوکار کھاریاں .	۴۰۰
۶۶	سردار آیا سنگھ ہرنام سنگھ . .	۵۰۰
۶۷	چودھری محمد اشرف ذیلدار . .	۲۵۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۶۸	بیسرز حویلی شاہ سرداری لال چوپڑہ پسران رائے بہادر لالہ سندر داس آف ڈنگہ	۱۰۰۰
۶۹	سردار پیارے سنگھ	۳۰۰
۷۰	چودھری جہان خاں ذیلدار گوجرہ	۲۵۰
۷۱	لالہ گھسیٹا شاہ آف ڈنگہ	۲۵۰
۷۲	کپتان محمد دین آف ڈوگہ	۳۰۰
۷۳	چودھری غلام محمد آف چلیاں والہ	۲۵۰
۷۴	خان بہادر چودھری غلام سرور خاں آف ڈنگہ	۲۵۰
۷۵	چودھری محمد حیات آف پنڈ ماکو	۳۷۵
۷۶	چودھری بہاول بخش ذیلدار منگووال	۳۰۰
۷۷	لالہ شمبر ناتھ بی۔اے پلیڈر	۲۵۰
۷۸	فضل الٰہی یاٹن والا آف گجرات	۲۵۰

ضلع شاہ پور

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	مسٹر جیمز ریڈ۔ آئی۔سی۔ایس ڈپٹی کمشنر شاہ پور	۱۰۰
۲	بھلوال کمیٹی	۲۰۰
۳	سول سرجن سرگودھا اور اُس کا عملہ	۱۰۱/۸
۴	مستورات حویلی کمیٹی	۱۱۵/۸/۳
۵	رائے بہادر لالہ برج لعل صاحب پوری	۲۵۰
۶	خان بہادر نواب قریشی محمد حیات خاں سیھووال	۲۵۰
۷	کیپٹن ایم۔سردار خاں صاحب	۲۵۰
۸	خان بہادر ملک شیر محمد خاں صاحب	۲۵۰
۹	ملک تلک راج صاحب	۱۰۰
۱۰	لالہ متیا بھان صاحب۔پھلردن	۱۲۵
۱۱	سرگودھا میونسپل کمیٹی	۵۰۰
۱۲	دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر	۱۰۷
۱۳	رائے بھائی خان صاحب نمبردار	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۴	کیپٹن ملک خضر حیات خانصاحب ٹوانہ	۳۰۰
۱۵	محکمۂ نہر لوئر جہلم	۳۸۰/۸
۱۶	کلاتھ مرچنٹس ایسوسی ایشن سرگودھا	۱۵۰
۱۷	میونسپل سٹاف سرگودھا	۱۰۱
۱۸	مسٹر ایم۔ایل ساہنی	۱۵۰
۱۹	لالہ جوگ دھیان بیٹرہ	۱۰۰
۲۰	شیخ محمد دین صاحب میونسپل کمشنر	۱۰۰
۲۱	سردار بہادر ڈاکٹر ہربنس سنگھ صاحب	۲۵۰
۲۲	ملک سرفراز خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ	۱۵۱
۲۳	میاں صالح صاحب ذیلدار	۲۵۰
۲۴	مسٹر عبداللہ خاں صاحب	۱۰۰
۲۵	ملک احمد یار خاں صاحب ٹوانہ	۲۵۰
۲۶	رائے صاحب چودھری رادھے کشن صاحب	۲۵۰
۲۷	سردار بھائی خاں صاحب ذیلدار	۲۵۰
۲۸	میاں سلطان علی صاحب ننگیانہ آف جلال پور جدید	۲۵۰
۲۹	میاں الہ یار خانصاحب ذیلدار	۲۵۰
۳۰	لالہ کندن لال صاحب مجسٹریٹ	۱۰۰
۳۱	لالہ دیوان چند صاحب لوکھڑہ	۱۰۰
۳۲	دکانداران ہندو برادری	۱۰۱
۳۳	چودھری رام لال صاحب آف ساہیوال	۱۰۰
۳۴	خان محمد خاں صاحب ذیلدار	۱۰۰
۳۵	ایس الہ بخش صاحب میکاں آف بسلانہ	۱۰۰
۳۶	ایس عبدالرحمٰن خانصاحب ذیلدار	۱۰۰
۳۷	چودھری راجہ خاں صاحب پریذیڈنٹ ٹاؤن کمیٹی شاہ پور	۱۰۰
۳۸	رائے محمد خاں صاحب بھٹی سفید پوش	۲۵۰
۳۹	چودھری عمر حیات خاں صاحب ذیلدار و ممبر کونسل	۲۵۰
۴۰	چودھری تاج محمود صاحب ذیلدار میلہ	۲۵۰
۴۱	ایس گلاب شاہ صاحب ذیلدار	۱۰۰
۴۲	چودھری مظفر حسین سربراہ ذیلدار	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۴۳	لالہ گوردا س مل صاحب آڑھتی منڈی بہاول	۱۰۰
۴۴	راجہ اللہ داد صاحب تحصیلدار .	۱۰۰
۴۵	خان بہادر لفٹننٹ ملک محمد شیر خان صاحب ٹوانہ آنریری مجسٹریٹ مٹھا ٹوانہ	۲۵۰
۴۶	رسالدار میجر شیر بہادر خانصاحب ذیلدار	۱۰۰
۴۷	سردار مہتاب سنگھ صاحب آف جیتی .	۲۵۰
۴۸	ایم۔ محمد خان صاحب ذیلدار . .	۱۰۰
۴۹	ایس محمد امیر خانصاحب ذیلدار خوشاب	۲۵۰
۵۰	سیٹھ بالمکند صاحب نوشہرہ . .	۲۵۰
۵۱	پیر نوبہار شاہ صاحب ذیلدار چیل	۳۰۰
۵۲	ایم دوست محمد صاحب ذیلدار مروال	۲۵۰
۵۳	دیوان گنپت رائے صاحب آنریری مجسٹریٹ . . .	۲۵۰
۵۴	ایم شاہ محمد صاحب آنریری مجسٹریٹ .	۲۵۰
۵۵	رائے صاحب ملک تاراچند صاحب آنریری مجسٹریٹ . .	۲۵۰
۵۶	نواب خان بہادر ملک اللہ بخش صاحب معرفت ایم محمد خان سربراہ خواجہ آباد	۳۰۰
۵۷	ایم زید بخش صاحب سفید پوش آف جورہ	۲۵۰
۵۸	ایس اللہ بخش صاحب میکاں . . .	۱۵۰
۵۹	میاں قادر بخش صاحب ذیلدار . .	۱۰۰
۶۰	لالہ وشنو دت صاحب کپور صراف .	۱۰۰
۶۱	سردار چیل سنگھ صاحب ذیلدار .	۱۰۰
۶۲	لفٹننٹ خان محمد خان صاحب ٹوانہ .	۱۰۰
۶۳	صوبیدار شیر سنگھ صاحب ذیلدار .	۱۰۰
۶۴	رائے صاحب خان سربراہ . .	۱۰۰
۶۵	ملک امیر حیدر صاحب . .	۱۰۰
۶۶	شیخ محمد الدین صاحب	۱۲۵
۶۷	لالہ رام دتا مل صاحب نمبردار . .	۲۵۰
۶۸	مسٹر جے گوپال صاحب ساہنی میونسپل کمشنر بھیرہ	۱۰۰
۶۹	مسٹر ایم۔ ایل ساہنی بار ایٹ لا .	۱۰۰
۷۰	جے تیڈ صاحب آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر	۱۰۰

ضلع جہلم

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	عملہ و ممبران میونسپل کمیٹی جہلم معرفت پریذیڈنٹ صاحب . .	۲۰۰
۲	لالہ حکم چند صاحب آف سکھوال .	۱۰۰
۳	خان بہادر راجہ محمد اکرم خانصاحب .	۱۰۰
۴	خان بہادر راجہ فاضل محمد خان ریٹائرڈ پی۔ سی۔ ایس . . .	۱۰۱
۵	خان بہادر راجہ محمد اکبر خانصاحب آنریری مجسٹریٹ	۱۰۱
۶	معرفت لیڈی ہیڈ ماسٹر ایڈ ریوز .	۱۰۲/۸
۷	لالہ کندن لعل صاحب کپور آنریری مجسٹریٹ . . .	۲۵۱
۸	رائے بہادر جے سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ . . .	۱۰۰
۹	میونسپل کمیٹی جہلم . . .	۳۰۰
۱۰	لالہ کرشن لعل صاحب آنریری مجسٹریٹ	۱۰۰
۱۱	میونسپل سٹاف جہلم . .	۱۴۰
۱۲	معرفت ایس۔ ڈی۔ او صاحب چکوال	۱۶۱-/۴
۱۳	سردار ہری سنگھ صاحب . . .	۱۲۵
۱۴	معرفت سپرنٹنڈنٹ صاحب جہلم	۱۱۰
۱۵	چودھری احمد خان صاحب چکوال .	۱۰۰
۱۶	چودھری سلطان سکندر خان صاحب	۱۰۰
۱۷	سلطان محمد خان صاحب .	۱۰۰
۱۸	کیپٹن عطر خان صاحب	۱۰۰
۱۹	چودھری احمد خان صاحب . . .	۱۰۰
۲۰	ملک زین العابدین صاحب . .	۱۰۰

ضلع راولپنڈی

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	لالہ برکت رام چوپڑہ ناردرن موٹر لمیٹڈ	۴۲۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
٢	خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب آنریری مجسٹریٹ . . .	٣٠٠
٣	سردار کالا خان ٹھیکہ دار میونسپل جوبلی ہسپتال . . .	٢٥٠
٤	شیخ عبدالغنی صاحب ٹھیکہ دار مری	٣٠٠
٥	سیٹھ اندر سین نہایہ	٣١٥
٦	رائے بہادر سردار ہری سنگھ آنریری مجسٹریٹ . . .	٢٥٠
٧	ادارہ خاتون معرفت مسز کنگ بیگم صاحبہ ڈپٹی کمشنر .	٢٠٢/١١
٨	مسٹر فرگوسن صاحب بہادر کمشنر راولپنڈی . . .	١٠٠
٩	مسٹر سی کنگ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر راولپنڈی . .	١٠٠
١٠	میسرز کرپا رام برادرس	١٠٠
١١	سردار جودھ سنگھ	١٠٠
١٢	میسرز لقمان جی آدم جی اینڈ کو .	١٠٠
١٣	مری بریوری کمپنی لمیٹڈ	١٠٠
١٤	اٹک آئل 〃 〃	١٠٠
١٥	الکٹرک پاور 〃 〃	١٠٠
١٦	لالہ انوکھ رائے	١٠٠
١٧	مسٹر ایم۔ ایس دھودی ریٹائرڈ آئی۔ ای۔ ایس . .	١٠٠
١٨	کپتان مانا خان صاحب مری . .	١٠٠
١٩	عملہ دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر معرفت مفتی مرید احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ	٦٧٠
٢٠	یادوگھر کمیٹی . . .	٤٠٠
٢١	سردار بشن سنگھ آنریری مجسٹریٹ گوجر خان	١٥١

ضلع میانوالی

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
١	خان صاحب خان سلطان خانصاحب آنریری مجسٹریٹ . . .	٣٠٠
٢	ملک امیر محمد خانصاحب رئیس کالاباغ	١٠٠٠
٣	خان بہادر نواب محمد عبدالکریم خانصاحب رئیس عیسیٰ خیل .	٦٠٠
٤	لالہ جودھا رام صاحب بی۔ اے .	٢٥٠
٥	خانصاحب خان غلام قادر خان صاحب آف عیسیٰ خیل .	٥٠٠
٦	خان امیر عبداللہ خانصاحب ذیلدار	٥٠٠
٧	میاں حیات علی صاحب ذیلدار .	١٠٠
٨	لالہ جیون داس صاحب گوردوارہ .	٣٠٠

ملتان ڈویژن

ضلع ملتان

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
١	سید نظر حسین شاہ	٢٠٠
٢	خان بہادر مخدوم مرید حسین صاحب قریشی	٦٠٠
٣	خان بہادر مخدوم سید صدرالدین شاہ صاحب جیلانی . . .	٥١١
٤	خان بہادر سید حسن بخش صاحب گردیزی	٥٠٠
٥	خان بہادر محمد امیر خانصاحب بوسن	٥١١
٦	چودھری نرائن سنگھ صاحب شجاع آباد	٥١١
٧	رائے بہادر دیوان خالندہ رام صاحب	٢٥٠
٨	مہر چراغ الدین صاحب . . .	١٠٠
٩	خانصاحب فرید خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ خانیوال	٦٠٠
١٠	میجر پرتاپ سنگھ صاحب ذیلدار	١٠٠
١١	ملک شاہ محمد خاں صاحب .	٢٥٠
١٢	لالہ کالی داس صاحب . .	١٠٠
١٣	خان علی محمد خاں صاحب ذیلدار .	٢٥٠
١٤	چودھری گوردتا مل نمبردار .	١٠٠
١٥	〃 رام کشن صاحب ڈیرہ بدھو .	١٠٠
١٦	ایم غلام محمد خاں صاحب کھکھوانی .	١٠٠
١٧	ایم مظفر الدین صاحب ولد حاجی امام بخش صاحب .	١٥٠

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۸	لالہ کرم نرائن صاحب ایڈووکیٹ	۳۰۰
۱۹	خان بہادر احمد یار خان صاحب کھکھوانی	۵۰۰
۲۰	مسرز پرمانند۔ سیتارام سنگھ ٹھیکیداران گورنمنٹ	۲۵۱
۲۱	سید امام شاہ صاحب پوسٹ آفس کتال پور	۳۰۰
۲۲	خان عبدالحکیم خان صاحب کھکھوانی	۲۵۰
۲۳	خان بہادر ریاض حسین صاحب قریشی۔ سی۔ آئی۔ ای	۵۰۰
۲۴	خان عطا محمد خانصاحب ملازئی	۶۰۰
۲۵	ملک نور محمد صاحب پرہٹہ۔ نمبردار	۱۰۰
۲۶	کیپٹن ٹھاکر سنگھ صاحب	۱۰۰
۲۷	لالہ برج لعل صاحب میونسپل کمشنر	۱۰۰
۲۸	ایم عبدالرحمن شاہ صاحب ذیلدار	۱۰۰
۲۹	ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول ملتان	۲۵۰
۳۰	چودھری کرم خان۔ غلام محمد صاحبان	۵۰۰
۳۱	چودھری مظفر خانصاحب تحصیلدار	۲۵۰
۳۲	" سرفراز خانصاحب نمبردار	۱۰۰
۳۳	مہر غلام محمد صاحب	۱۰۰
۳۴	سردار ولی محمد خان صاحب	۵۰۰
۳۵	خان شاہ محمد خان	۲۵۰
۳۶	خان دلاور خان صاحب نمبردار	۲۵۰
۳۷	مہتاب گلاب رائے صاحب	۲۵۰
۳۸	ملک غلام محمد صاحب	۲۵۰
۳۹	خان نور محمد خان۔ شاہ محمد خان صاحبان	۲۶۰
۴۰	خان امیر خان صاحب	۱۰۰
۴۱	خان لعل خان "	۱۰۰
۴۲	خان شیر محمد خان صاحب	
۴۳	چودھری جوندا رام صاحب	۱۰۰
۴۴	مہتہ لیکھ راج صاحب بہاپڑہ	۱۰۰
۴۵	خان غلام محمد خان صاحب ذیلدار	۱۰۰
۴۶	حافظ عبدالرحیم صاحب سفید پوش	۱۰۰
۴۷	مہتہ ٹھاکر داس صاحب ذیلدار	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۴۸	میاں نصیر بخش صاحب	۱۰۰
۴۹	میاں محمد یار صاحب ذیلدار	۲۵۰
۵۰	خان الٰہی بخش " "	۲۵۰
۵۱	خان چند داد خان " "	۱۰۰
۵۲	میاں نور محمد " "	۱۰۵
۵۳	ملک نور محمد صاحب نمبردار	۱۰۱
۵۴	ملک لعل خان "	۱۰۰
۵۵	چندہ رام۔ ٹیکے رام صاحبان	۱۰۲
۵۶	ملک نظام بخش صاحب	۲۵۱

ضلع منٹگمری

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	خان بہادر رسالدار میجر فضل داد خان صاحب آنریری مجسٹریٹ یوسف والا ضلع منٹگمری	۳۰۰
۲	دیوان غلام قطب الدین صاحب سجادہ نشین پاکپتن شریف	۱۵۰۰
۳	مہنت گردھاری داس صاحب	۱۱۰۱
۴	خانصاحب رسالدار میجر فضل داد خان صاحب	۱۰۰۰
۵	لالہ رام رکھا مل صاحب	۱۰۰۰
۶	مہر محمد فضل صاحب ستگرہ	۱۰۰۰
۷	خانصاحب میاں نور احمد خان صاحب منیکا	۱۰۰۰
۸	خان صاحب میاں چراغ الدین نور محمد اینڈ ایم عبدالوہاب	۱۰۰۰
۹	میاں حاجی علم الدین صاحب	۱۰۰۰
۱۰	رائے صاحب چودھری لال سنگھ صاحب	۵۶۱
۱۱	چودھری محمد انور خان صاحب	۵۰۰
۱۲	لالہ مل راج صاحب چوچک	۵۰۰
۱۳	ملک عنایت اللہ خانصاحب	۵۰۰
۱۴	خان محمد عثمان خان صاحب	۵۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۵	ملک جمال خاں و امام خاں صاحب .	۵۰۰
۱۶	سردار دھرم سنگھ صاحب . . .	۳۰۰
۱۷	سردار بہادر کیپٹن عطر خاں صاحب آئی ۔ او ۔ ایم . . .	۳۰۰
۱۸	میاں سردار علی صاحب	۳۰۰
۱۹	چودھری حکم سنگھ "	۲۹۰
۲۰	لالہ رام لال صاحب	۲۶۰
۲۱	سردار ہزارہ سنگھ صاحب . . .	۲۶۰
۲۲	خان بہادر سردار محمد شہباز خاں صاحب	۲۵۵
۲۳	میجر ایل ۔ ایچ جی کنٹوے . . .	۲۵۰
۲۴	پیر گلاب علی صاحب	۲۵۰
۲۵	میاں خان محمد صاحب . . .	۲۵۰
۲۶	چودھری قادر بخش صاحب . .	۲۵۰
۲۷	صوبیدار بہادر شاہ صاحب . .	۲۵۰
۲۸	رائے صاحب لالہ چندا س صاحب .	۲۵۰
۲۹	صوبیدار میجر گلزار سنگھ " . . .	۲۵۰
۳۰	سردار امر سنگھ " . .	۲۵۰
۳۱	ملک احمد خاں " . .	۲۵۰
۳۲	سردار حکم سنگھ " . .	۲۵۰
۳۳	چودھری نور الدین " . .	۲۵۰
۳۴	صوبیدار لعب سنگھ " . .	۲۵۰
۳۵	لفٹننٹ راجہ مہر خاں " . .	۲۵۰
۳۶	بابا ہربنس سنگھ صاحب بیدی کورٹ آف وارڈس .	۲۵۰
۳۷	رانا محمد خاں صاحب	۲۵۰
۳۸	چودھری بخناور سنگھ صاحب .	۲۵۰
۳۹	لفٹننٹ شیر علی صاحب . . .	۲۵۰
۴۰	میاں مراد بخش صاحب . . .	۲۵۰
۴۱	سید بہادل خاں " . . .	۲۵۰
۴۲	مہر " "	۲۵۰
۴۳	چودھری کرم بخش صاحب . . .	۲۵۰
۴۴	سردار بگن سنگھ " . .	۲۵۰
۴۵	لالہ دیوی بخش " . . .	۲۵۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۴۶	سید حاجی شاہ صاحب . . .	۲۵۰
۴۷	پیر غلام رسول "	۲۵۰
۴۸	پنڈت ہنس راج صاحب و بھگت آتما نند صاحب . .	۲۵۰
۴۹	سردار کرتار سنگھ صاحب . . .	۲۵۰
۵۰	خانصاحب چودھری نذیر احمد خانصاحب	۲۵۰
۵۱	سردار داتر سنگھ صاحب . . .	۲۵۰
۵۲	سید غلام قادر صاحب	۲۵۰
۵۳	ایم کمال الدین صاحب . . .	۲۵۰
۵۴	لفٹننٹ چوند سنگھ " . . .	۲۵۰
۵۵	لالہ ودھاوا رام "	۲۵۰
۵۶	چودھری شاہ محمد "	۲۵۰
۵۷	سردار سوداگر سنگھ "	۲۵۰
۵۸	سید عبداللہ شاہ "	۲۵۰
۵۹	چودھری محمد شریف صاحب . .	۲۵۰
۶۰	ملک محمد امیر خاں " . . .	۲۵۰
۶۱	سردار محمد سعید " . . .	۲۵۰
۶۲	سردار گوردیال سنگھ " . . .	۲۵۰
۶۳	پیر شاہ نواز صاحب چشتی . . .	۲۵۰
۶۴	ایم خدا یار خاں صاحب . . .	۲۰۰
۶۵	میسرز نند لال رام کشن . . .	۲۰۰
۶۶	سردار کرپال سنگھ صاحب . . .	۲۰۰
۶۷	رسالدار میوہ سنگھ "	۱۵۰
۶۸	لالہ متھرا داس "	۱۲۵
۶۹	فیروز اینڈ تیجا	۱۲۵
۷۰	نور سمند صاحب	۱۲۱
۷۱	لالہ نند لال صاحب پلیڈر . .	۱۰۱
۷۲	کرنل ای ۔ ایچ ۔ کولز ۔ سی ۔ بی سی ۔ ایم ۔ جی	۱۰۰/۸
۷۳	خان احمد خاں صاحب	۱۰۰
۷۴	سید محمد شاہ "	۱۰۰
۷۵	سردار نور محمد صاحب مؤکل . .	۱۰۰
۷۶	مہر نور محمد صاحب کاٹھیا . . .	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم	نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۷۷	لالہ وساکھی رام صاحب . . .	۱۰۰	۱۱۰	چودھری چراغ الدین صاحب . .	۱۰۰
۷۸	ڈاکٹر [illegible] صاحب . . .	۱۰۰	۱۱۱	سلطان احمد صاحب	۱۰۰
۷۹	سردار [illegible] سنگھ . . .	۱۰۰	۱۱۲	سیٹھ خیالی رام صاحب . . .	۱۰۰
۸۰	رسالدار [illegible] سنگھ . . .	۱۰۰	۱۱۳	سردار [illegible] سنگھ	۱۰۰
۸۱	چودھری ناتھی رام . . .	۱۰۰	۱۱۴	سردار خان صاحب	۱۰۰
۸۲	سردار [illegible] سنگھ . . .	۱۰۰	۱۱۵	لالہ رام داس صاحب . . .	۱۰۰
۸۳	رسالدار ایمان خان صاحب . .	۱۰۰	۱۱۶	لالہ امر داس	۱۰۰
۸۴	صوبیدار میجر محمد علی خان صاحب . .	۱۰۰	۱۱۷	لالہ بھگوان داس صاحب . .	۱۰۰
۸۵	لفٹنٹ دھارا سنگھ صاحب . .	۱۰۰	۱۱۸	ایم نذیر احمد صاحب . . .	۱۰۰
۸۶	کیپٹن موہن سنگھ . . .	۱۰۰	۱۱۹	ایف۔ جے کنگ اینڈ کمپنی . . .	۱۰۰
۸۷	لفٹنٹ بھیم سنگھ . . .	۱۰۰	۱۲۰	لالہ کندن لال صاحب . . .	۱۰۰
۸۸	کیپٹن کشن سنگھ . . .	۱۰۰	۱۲۱	ایم قادر بخش	۱۰۰
۸۹	چودھری نور الہی . . .	۱۰۰	۱۲۲	ایم غلام محمد	۱۰۰
۹۰	سردار [illegible] سنگھ . . .	۱۰۰	۱۲۳	مغل خان صاحب . . .	۱۰۰
۹۱	بھائی پرتھی سنگھ . . .	۱۰۰	۱۲۴	مہتہ دیا رام	۱۰۰
۹۲	کیپٹن ملتان سنگھ . . .	۱۰۰	۱۲۵	کیپٹن شیر باز خان صاحب . . .	۱۰۰
۹۳	سردار ترود سنگھ . . .	۱۰۰	۱۲۶	بی۔ ایم پرینڈر اسکوائر آئی سی ایس	۱۰۰
۹۴	ایس۔ ایم بہاری لال صاحب	۱۰۰	۱۲۷	سردار ہرنام سنگھ صاحب	۱۰۰
۹۵	لالہ رام بھایا صاحب . . .	۱۰۰	۱۲۸	احمد خان صاحب	۱۰۰
۹۶	لفٹنٹ پورن سنگھ صاحب .	۱۰۰	۱۲۹	خان ولی داد خان صاحب . . .	۱۰۰
۹۷	چودھری بہادر خان صاحب .	۱۰۰	۱۳۰	مسٹر بہاول خان صاحب . . .	۱۰۰
۹۸	لالہ مالک رام صاحب بار ایٹ لا	۱۰۰	۱۳۱	چودھری ابراہیم صاحب . . .	۱۰۰
۹۹	ایچ۔ ایس خلیل الرحمٰن صاحب	۱۰۰	۱۳۲	ایم جلال الدین صاحب . . .	۱۰۰
۱۰۰	عطا محمد صاحب	۱۰۰	۱۳۳	لفٹنٹ کیونگ سنگھ صاحب . .	۱۰۰
۱۰۱	غلام حسین صاحب . . .	۱۰۰	۱۳۴	ایم اسفندیار خان صاحب . .	۱۰۰
۱۰۲	صوبیدار میجر رام سنگھ صاحب	۱۰۰	۱۳۵	پی۔ این تھاپر اسکوائر آئی۔ سی ایس۔ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع منٹگمری . . .	۱۰۰
۱۰۳	چودھری نند لال صاحب . .	۱۰۰			
۱۰۴	لفٹنٹ بشن سنگھ صاحب . .	۱۰۰			
۱۰۵	چودھری شیر جنگ . . .	۱۰۰	۱۳۶	ایس محمد حسن صاحب	۱۰۰
۱۰۶	لالہ بشیشر داس	۱۰۰	۱۳۷	کیپٹن سیوک سنگھ صاحب . . .	۱۰۰
۱۰۷	رسالدار کرپال سنگھ . . .	۱۰۰	۱۳۸	چودھری چراغ الدین صاحب .	۱۰۰
۱۰۸	صوبیدار نواب خان صاحب .	۱۰۰	۱۳۹	سردار فتح خان صاحب . . .	۱۰۰
۱۰۹	آنریری لفٹنٹ سردار بہادر عبد الرحمٰن صاحب	۱۰۰	۱۴۰	ایم بیسے خان	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۴۱	ایم جہان خاں صاحب . . .	۱۰۰
۱۴۲	ایس بہادر شاہ " . . .	۱۰۰
۱۴۳	لالہ لڈھا رام صاحب . . .	۱۰۰
۱۴۴	بابا جسونت سنگھ صاحب بیدی .	۱۰۰
۱۴۵	باوا جمنا داس صاحب . . .	۱۰۰

ضلع لائل پور

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	دہلی کلاتھ اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ لائل پور	۴۰۰
۲	خان شہزادہ خاں صاحب ذیلدار کمالیہ . . .	۵۰۰
۳	رائے صاحب چودھری بہادر چند ناڈھا کمالیہ . . .	۲۵۰
۴	سردار کرتار سنگھ صاحب چک شیر سنگھ . .	۱۰۰
۵	پیر نصیر الدین شاہ صاحب ذیلدار شاہ پور ڈاکخانہ سندیلانوالہ	۵۰۰
۶	سردار حکم سنگھ صاحب گجرال ریٹائرڈ ہیڈ کلرک پی۔ ڈبلیو ڈی۔ لائل پور . . .	۲۵۰
۷	خان محمد ذوالفقار علی خاں صاحب .	۱۰۰
۸	رائے سیدن خاں صاحب ذیلدار .	۱۰۰
۹	معرفت تحصیلدار صاحب . .	۲۳۲
۱۰	میاں چراغ خاں صاحب سفید پوش چک 184 جی۔بی۔ ٹی ۔ سنگھ	۲۵۰
۱۱	ٹھیکہ جگتار آف انند پور . .	۲۵۰
۱۲	معرفت تحصیلدار صاحب لائل پور .	۱۹۴/۸
۱۳	لالہ رام نرائن صاحب برائے لالہ دیوان چند رام نرائن مالکان مل . . .	۲۵۰
۱۴	پرنسپل وعملہ پنجاب ایگریکلچرل کالج لائل پور . . .	۳۳۳/۵

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱۵	معرفت تحصیلدار صاحب سمندری . .	۶۸۲
۱۶	شیخ محمد اسمٰعیل صاحب حاجی مولا بخش صاحب . . .	۵۰۰
۱۷	معرفت ملک نور حسین صاحب .	۱۵۸
۱۸	معرفت لالہ شو لال صاحب سکرٹری میونسپل کمیٹی چک جھمرہ . .	۱۵۱
۱۹	معرفت سول سرجن صاحب ماتحت عملہ سے وصول کر کے . .	۲۷۸/۴
۲۰	میاں عبدالباری صاحب نمبردار . .	۱۰۰
۲۱	انجمن اسلامیہ جڑانوالہ	۲۵۰
۲۲	سردار گوردت سنگھ صاحب ذیلدار .	۱۰۰
۲۳	خان بہادر خوشی محمد صاحب . . .	۱۰۰
۲۴	بذریعہ تحصیلدار صاحب لائل پور . " " " .	۱۳۰ ۱۸۰
۲۵	معرفت تحصیلدار صاحب سمندری .	۱۴۹۶
۲۶	چودھری رحمت علی صاحب ایڈوکیٹ	۲۵۰
۲۷	معرفت رسالدار رتن سنگھ صاحب .	۲۴۰
۲۸	شیخ احمد کبیر صاحب	۵۰۰
۲۹	خان بہادر رسالدار رب نواز خاں صاحب	۱۰۰
۳۰	کیپٹن عاشق حسین صاحب . . .	۳۰۰
۳۱	خانصاحب چودھری الہ داد خاں صاحب جہانیاں . .	۵۰۰
۳۲	پیر شیخ ارشد علی صاحب میاں چنوں .	۵۰۰
۳۳	مخدوم شیخ محمد یوسف صاحب گردیزی	۵۰۰
۳۴	شیخ اللہ دتا صاحب . . .	۵۰۰
۳۵	مولوی غلام حسین صاحب ریٹائرڈ ہوم ممبر بہاولپور سٹیٹ	۵۰۰
۳۶	سیٹھ شیو نرائن صاحب آنریری مجسٹریٹ . . .	۲۵۱
۳۷	پنڈت جیون لعل صاحب آنریری مجسٹریٹ . .	۲۵۱
۳۸	خان محمد اسلم خاں صاحب کھکھوانی . .	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۳۹	رائے زادہ تیر محمد رام صاحب ایڈوکیٹ	۱۰۰
۴۰	خان عطا محمد خاں صاحب	۱۰۰
۴۱	پیرزادہ غلام رسول صاحب بھٹہ ذیلدار لیہ دیا	۱۰۰
۴۲	سید غلام قاسم شاہ صاحب آف شیر شاہ	۱۰۰
۴۳	سید عبدالغفور خانصاحب گھکھوانی	۱۰۰۰
۴۴	ملک عمر علی صاحب کھوکھر	

ضلع جھنگ

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	سید الہ یار شاہ آف کوٹ عیسے شاہ	۱۰۰
۲	سید غلام عباس سفید پوش راجوہ	۲۵۰
۳	سید عابد حسین شاہ صاحب رئیس شاہ جیوانہ	۱۰۱
۴	رائے غلام محمد صاحب بھٹی مشہد حمرا	۲۵۰
۵	سید محمد حسین شاہ صاحب	۵۳۰/۸
۶	سردار حسین شاہ صاحب ذیلدار راجوہ	۳۰۰
۷	خانصاحب رائے سلطان ذیلدار پیر بجہ	۱۰۱
۸	سید مہر شاہ صاحب سفید پوش	۱۰۰
۹	چوہڑ شاہ صاحب ذیلدار قاضی یالارحیم	۱۰۱
۱۰	مائی بخت بھری آف رتہ متہ	۱۲۵
۱۱	ایم محمد وارث صاحب رتہ متہ	۱۵۰
۱۲	شیخ گل محمد صاحب بی-اے ایل-ایل-بی وکیل گھمیانہ	۳۰۰
۱۳	مولوی محمد فضل چیلا آف داسو آستانہ	۲۵۰
۱۴	سیٹھ مولا بخش صاحب خوجہ چنیوٹ	۲۵۰
۱۵	سائے بھائی خاں بھٹی کوٹ سلطان	۲۵۰
۱۶	لالہ شانتی لال صاحب بی-اے ایل-ایل-بی-پلیڈر گھمیانہ	۲۵۰

ضلع مظفر گڑھ

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	معرفت تحصیلدار صاحب مظفر گڑھ	۱۰۳
۲	معرفت ... تحصیل	۱۱۹/۱۳
۳	عملہ دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر	۲۱۳
۴	متفرق رقومات معرفت تحصیلدار صاحب مظفر گڑھ	۲۰۹/۴
۵	ڈسٹرکٹ بورڈ مظفر گڑھ	۵۰۰
۶	لچھمی گنشام داس اینڈ لچھمی چندر بھان علی پور	۲۵۰
۷	معرفت چودھری آتما رام صاحب روہلانوالی	۱۸۸
۸	معرفت اسسٹنٹ انسپکٹران سکولز مظفر گڑھ	۱۲۰
۹	عملہ سٹیشن پولیس	۳۳۴/۸
۱۰	مخدوم امام بخش صاحب	۱۵۰
۱۱	برانچ ذیل	۱۳۱/۰/۹
۱۲	تحصیل لیہ سے	۲۱۰/۴

ضلع ڈیرہ غازی خاں

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۱	سردار حاجی محمد خاں صاحب	۲۵۰
۲	خان بہادر سردار حاجی غلام حسین صاحب	۲۵۰
۳	معرفت پریذیڈنٹ صاحب جام پور میونسپل کمیٹی	۲۵۰
۴	بورڈ ملٹری معرفت سوسائٹی	۲۵۰
۵	خان بہادر نواب محمد جمال خاں صاحب ایم-ایل-سی	۵۰۰
۶	مسٹر ایچ سی ہیلوز	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم	نمبر شمار	اسمائے چندہ دہندگان	رقم
۷	لالہ پرمانند صاحب ریلوے اوٹ ایجنٹ	۲۵۰	۱۰	خوشدل ڈرامیٹک کلب	۱۲۰
۸	مسٹر کے ۔ ایچ ۔ ہینڈرسن آئی ۔ سی ۔ ایس . . .	۲۵۰	۱۱	خان بہادر سردار محمد شہباز خان صاحب خلف زئی . .	۲۵۵
۹	ڈی ۔ کنہیا لعل صاحب ریٹائرڈ ای ۔ اے ۔ سی	۱۲۵	۱۲	خان صاحب خلیل الرحمن صاحب .	۱۰۰
			۱۳	بابا ہربنس سنگھ بیدی کورٹ آف وارڈس	۲۵۰

اِحاطۂ بمبئی

احاطۂ بمبئی شمال میں سندھ سے لے کر جنوب میں کنارہ تک ہندوستان کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ پھیلا ہوا ہے۔ اس کا رقبہ ۱۲۳۶۲۳ مربع میل اور آبادی ۲۲۳۰۴۰۵۰۱ ہے۔ بڑودہ جو ایک اول درجہ کی دیسی ریاست ہے اگرچہ جغرافیائی حیثیت سے احاطۂ بمبئی میں شامل ہے لیکن وہ براہِ راست حکومت ہند کے ماتحت ہے۔ جس کا رقبہ ۸۱۶۴ مربع میل اور آبادی ۲۴۴۳۰۰۷ ہے۔ احاطۂ بمبئی کی کوئی ریاست حکومت بمبئی سے کسی قسم کے سیاسی تعلقات نہیں رکھتی۔ کیونکہ ان سب کا تعلق براہِ راست حکومت ہند کے ساتھ ہے۔

گورنر

کیپٹن آنریبل مائیکل ہربرٹ رڈالف نیچ بل جی ۔ سی ۔ آئی ۔ ای ایم سی فغتھ بیرن بربیورن
آپ ۸ مئی ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوئے۔ ولنگٹن آر ۔ ایم ۔ اے وولوچ میں تعلیم پائی ۔ ۱۸-۱۹۱۵ء تک جنگ یورپ میں آپ نے خدمات انجام دیں ۔ ۱۹۳۱-۳۲ء میں ایشفورڈ ڈویژن (کینٹ) کی طرف سے ممبر پارلیمنٹ رہے ۱۹۳۲-۳۳ء میں وزیر ہند کے پارلیمنٹری پرائیویٹ سکرٹری رہے ۔ ۱۹۳۳ء میں گورنر بمبئی مامور کئے گئے۔

ایگزیکٹو کونسل کے ارکان

آنریبل خان بہادر ڈی ۔ بی ۔ کوپر ۔ جے ۔ پی ۔ فنانس و ریونیو ممبر ۔

آنریبل سر رابرٹ ڈنکن بیل کے-سی-ایس-آئی-سی-آئی-ای-ہوم وزیر ممبر (خصوصت پر)
آپ نے ہربرٹ سکول ایڈنبرا اور ایڈنبرا یونیورسٹی میں تعلیم پائی - سنہ ۱۹۰۲ء میں انڈین سول
سروس میں داخل ہوئے سنہ ۱۹۱۶ء سے سنہ ۱۹۳۰ء تک مختلف اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوئے سنہ ۱۹۲۰-۳۰ء
میں ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے سکرٹری مامور ہوئے سنہ ۱۹۱۹ء میں سی-آئی-ای اور سنہ ۱۹۳۵ء میں
کے-سی-ایس-آئی کے خطابات سے سرفراز کئے گئے ؂
مسٹر سی-ڈبلیو-اے-ٹرنر (قائم مقام) ؂

وزرا

(۱) آنریبل خان بہادر سر شاہ نواز غلام مرتضےٰ خان بھٹو-سی-آئی-ای+او-بی-ای
(وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ)

آپ یکم مارچ سنہ ۱۸۸۸ء کو پیدا ہوئے - مدرسہ سندھ اور سینٹ پیٹرک ہائی سکول کراچی میں
تعلیم پائی - آپ مقامی ڈسٹرکٹ بورڈ کے صدر اور بمبئی کونسل کے رکن - کواپریٹو بنک ڈسٹرکٹ لاڑکانہ
بمبئی پراونشل سائمن کمیٹی کے صدر - انجمن اسلامیہ سندھ کے صدر - گول میز کانفرنس کے ڈیلیگیٹ
اور سابق امپیریل کونسل کے رکن رہ چکے ہیں بمبئی کونسل میں آپ مسلم پارٹی سے تعلق رکھتے تھے -
اور سندھ آزاد کانفرنس کے صدر بھی تھے ؂

(۲) آنریبل دیوان بہادر ایس-ٹی کامبلی بی اے ایل-ایل-بی-جے پی (وزیر تعلیم)
آپ ستمبر سنہ ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے - دکن کالج میں تعلیم پائی سنہ ۱۹۰۶ء سے سنہ ۱۹۳۰ء تک
دھارواڑ میں وکالت کرتے رہے - سنہ ۱۹۲۲-۳۰ء تک بلدیہ ہبلی کے غیر سرکاری صدر اور سنہ ۱۹۲۹-۳۰ء میں
دھارواڑ ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیئرمین رہے سنہ ۱۹۲۷-۳۰ء میں بمبئی کونسل کے نائب صدر کی حیثیت سے
کام کیا سنہ ۱۹۲۰ء میں آپ نے سب سے پہلی غیر برہمن کانفرنس کو منظم کیا - ایم-ایس-ایم ریلوے کی ایڈوائزری
کمیٹی کے ۲ سال تک رکن رہے پہلی یونیفکیشن کانفرنس کرناٹک منعقدہ بلگام کے صدر منتخب ہوئے -
سنہ ۱۹۲۷ء میں ضلع دھارواڑ میں جو کواپریٹو کانفرنس منعقد ہوئی - اس کے آپ صدر تھے - اسی سال
بنگلور میں آپ نے آل انڈیا ویرا شیوا کانفرنس کی صدارت کے فرائض انجام دئے - دھارواڑ غیر
برہمن لیگ کے صدر - اور لنگایت ایجوکیشن ایسوسی ایشن دھارواڑ اور انجمن امداد خواتین ہبلی کے رکن
تھے ؂

صدر مجلس آئین ساز بمبئی

آنریبل سر علی محمد خان دہلوی - بالقابہ



ہزایکسیلنسی لارڈ برابورن گورنر احاطۂ بمبئی

دیگر اعضائے حکومت

چیف سکرٹری پولٹیکل و ریفارمز ڈیپارٹمنٹ - سی - ڈبلیو - اے ٹرنر سی آئی ای - آئی سی ایس - جے پی
لیگل ریمیمبرنسر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جی - ڈیوس بار ایٹ لا ۔
ڈائرکٹر آف ایگریکلچر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بی - ایس - پٹیل ۔
ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن ۔ ۔ ۔ ۔ ڈبلیو - گریو - ایم - اے - بی - ایس - سی ۔

احاطۂ بمبئی میں سلور جوبلی کا جشن

شہر بمبئی کی تقریبات

یوں تو احاطۂ بمبئی کے ہر شہر اور قصبے میں سلور جوبلی کی تقریبات نہایت دھوم دھام سے منائی گئیں - مگر خاص شہر بمبئی میں تقریبات جوبلی کی جو چہل پہل رہی اور جس اعلیٰ اہتمام کے ساتھ یہ مبارک تقریبات یہاں ادا کی گئیں - وہ اپنی نظیر آپ تھیں ۔

بمبئی میں جشن جوبلی کی تقریبات ۴ مئی سے ۱۸ مئی تک جاری رہیں - لیکن حقیقت یہ ہے کہ بمبئی نے مہینوں پہلے جوبلی منانی شروع کر دی تھی - بمبئی کے کھیل کے میدانوں ریس کورس اور سینما ہالوں میں اوائل مارچ ہی سے چہل پہل شروع ہو گئی تھی - مثلاً ۷ مارچ ۳۵ء کو بمبئی جمخانہ کے ماتحت زنانہ ہاکی میچ - ۹ و ۱۰ مارچ کو انٹرنیشنل ٹینس میچ ہوئے - ۱۲ کو سپیشل جوبلی ریس میٹنگ ہوئی - اس کے بعد ۱۹ مارچ سے ۴ - اپریل تک کیپٹل سینما - ونگڈن سینما میں سلور جوبلی فنڈ کے لئے مختلف کھیل دکھائے جاتے رہے ۔

"ہفتۂ پرچم" یا "فلیگ - ویک" ۷ - اپریل سے ۱۴ - اپریل تک "ہفتۂ پرچم" منایا گیا - اس سلسلے میں ریگل سینما کرشنا سینما میں کھیل دکھائے گئے - جن کی آمدنی جوبلی فنڈ میں دی گئی - نیز بچوں کی نمائش بھی کی گئی - سیٹ ہال میں خواتین کی سب کمیٹی کا جلسہ ہوا - بمبئی پریسیڈنسی کی باکسنگ فیڈریشن کے زیر اہتمام باکسنگ ٹورنامنٹ کا انتظام کیا گیا - آغا خاں ہاکی ٹورنامنٹ کے میدان میں خواتین کا ہاکی میچ ہوا - وکٹوریہ سویمنگ باتھ میں تیراکی کی نمائش اور واٹر پولو ٹورنامنٹ ہوا - تاج محل ہوٹل میں گالا ڈانس کیا گیا جس میں گورنر بمبئی اور ان کی لیڈی صاحبہ نے بھی شرکت کی - اس کے بعد کا ایک ہفتہ

۱۵ اپریل تا ۲۱ اپریل چھوڑ کر ۲۲ اپریل سے تقریبات جوبلی باقاعدہ شروع ہونے کے بعد ۱۰ مئی تک کوئی تاریخ ایسی نہیں جس میں جوبلی کے سلسلے میں کوئی نہ کوئی تقریب ادا نہ کی گئی ہو ۔

بچوں کی ضیافت | ۱ مئی کو ہز ایکسیلنسی لیڈی برابورن کی زیر سرپرستی سرفہ الطبہ کے لیئے اور ۲ مئی کو یورپین بچوں کی زیر سرپرستی سرکاؤس جی جہانگیر ہال میں عام شاندار ضیافت دی گئی ۔ ۳ مئی کو ایکسیلنسی تھیٹر میں کھیل ہوا ۔ جس کا چندہ جوبلی فنڈ میں دیا گیا ۔ ۴ مئی کو لونڈوں کی پریڈ ہوئی اور آتش بازی چھوڑی گئی ۔ ۵ مئی کو کیتھولک جمخانہ کے زیر اہتمام گالا ڈانس دکھایا گیا ۔

دعائے شکرانہ | ۶ مئی کو سینٹ طامس کے گرجے میں دعائے شکرانہ کی ایک خاص تقریب ادا کی گئی ۔ جس میں شرکت کے لیئے ہز ایکسیلنسی گورنر بمبئی اور لیڈی برابورن بھی تشریف رکھتے تھے ۔ حضرت ملا طاہر سیف الدین صاحب کے زیر اہتمام ساڑھے بارہ (۱۲½) بجے دن کے نل بازار دعا پوسٹریٹ کی مسجد میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی ۔ اسی روز چار بجے بعد سہ پہر آر ۔ آئی ۔ این کی گودی میں بحری دفوجی مظاہرہ کیا گیا ۔ اور ۵ بجے واد یا فائر ٹمپل میں دعائے شکرانہ کی گئی ۔ ۹ بجے جامع مسجد میں بڑے قاضی کے اہتمام سے دعائے شکرانہ ادا کی گئی ۔

۶ مئی کی شب کو ۹ بجے گورنر بمبئی و لیڈی برابورن نے رومن کیتھولک کیتھیڈرل بھولیشور میں دعائے شکرانہ کی خاص تقریب میں شرکت کی ۔ شام کو جلسۂ ضیافت ہوا ۔

۷ مئی کو ۸ بجے صبح سکاؤٹس اور گرل گائڈز کی ریلی ہوئی جس میں صدہا نے شرکت کی ۔

۷، ۸ و ۹ مئی کو ۴ بجے شام سے ۸ بجے رات تک بیڑی اور فوج کے مظاہرے ہوئے ۔ ۷ مئی کے مظاہرے کے وقت گورنر بمبئی مع لیڈی برابورن کے تشریف رکھتے تھے ۔ ۱۱ مئی کو ویسٹرن انڈیا فٹ بال ایسوسی ایشن لیمیٹڈ اور بیڑی اور فوج کے افسروں کے اہتمام سے "گالا آفٹرنون" ہوا ۔ بیڑی اور فوج کے حکام کے زیر اہتمام فوج اور بیڑی کی تماشہ ۱۷ اور ۱۸ مئی کو (پونے ۱۰ بجے رات کے) پھر ہوئی ۔ ۱۷ کی تقریب میں گورنر و لیڈی برابورن دونوں تشریف رکھتے تھے ۔

مذکورہ بالا تقریبات کے علاوہ شہر بمبئی کی سرکاری اور غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا ۔ غربا کو کھانا اور خیرات اور سکول کے طلبہ کو مٹھائی تقسیم اور خیراتی اداروں کے محتاج لوگوں کی امداد کی گئی ۔

جوبلی فنڈ میں حصہ | ۲۳ مئی تک جوبلی فنڈ میں احاطہ بمبئی نے کل ۷۹۳۱۲۷۷ روپئے دیئے ۔ اس میں شہر بمبئی کا ۷۷۹۶ ۔ ۴ ۴ روپے حصہ ہے ۔ جوبلی فنڈ ۳۱ مئی کو بند کر دیا گیا ۔

ضلع احمد آباد کی تقریبات

ضلع احمد آباد میں ملکِ معظّم و ملکۂ معظّمہ کی سلور جوبلی کی تقریبات ضلع کے صدر مقام اور ہر تعلقہ میں مقامی حالات و ضروریات کے مطابق ترتیب دی گئی تھیں ؞

ہر تعلقہ کے صدر مقام میں روشنی کی گئی۔ سکول کے لڑکوں کو ضیافت دی گئی۔ بوڑھے اور اپاہج لوگوں کو تمام ضلع میں خیرات تقسیم کی گئی۔ احمد آباد میں تقریباً پندرہ ہزار اپاہج اور بوڑھے ہونگے جنھیں خیرات دی گئی تھی۔ اکثر عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ کی گئی ؞

احمد آباد شہر میں جشن کے عام پروگرام پر عمل درآمد کے علاوہ لفٹننٹ کرنل سی اور آر موز ایم۔ سی کمانڈنٹ ۲/۱ راجپوتانہ رائفلز نے ۶ اور ۷ مئی کی راتوں کو فوجی سرچ لائٹ کے مشعلوں کے تماشے بھی دکھائے۔ اس کھیل کی آمدنی سلور جوبلی (سنٹرل) فنڈ میں دیدی گئی ؞

ضلع احمد آباد نے ملکِ معظّم و ملکۂ معظّمہ کے سلور جوبلی فنڈ میں معقول رقم پیش کی ؞

ضلع مندنگرھ پیٹھ کی تقریبات

مندنگرھ پیٹھ (پونہ) میں سلور جوبلی کی تقریبات کو کامیاب بنانے اور فراہمی زر کے لئے ایک سلور جوبلی کمیٹی اور پیٹھ کے ۹۶ دیہات میں جشن جوبلی کے انتظام کے لئے سنٹروں میں کام کرنے کی غرض سے کمیٹی مذکور کے ماتحت سات اور کمیٹیوں کی تشکیل عمل میں آئی تھی۔ سات سنٹر حسب ذیل تھے :۔

(۱) مندنگرھ۔ (۲) مہاپرال۔ (۳) بان کوٹ۔ (۴) پنا ڈیری۔ (۵) پالاونی۔ (۶) لٹوان۔ (۷) ڈیواری ؞

دعائے شکرانہ اور دیگر تقریبات | ۶ مئی کو مختلف قوموں نے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی۔ اسی روز سکول کے لڑکوں کو مٹھائی اور جھنڈے تقسیم کئے گئے۔ نیز اچھوت اقوام کے بچوں کو جو سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ کاغذ۔ پنسل اور روشنائی وغیرہ دی گئی۔ تمام سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ ۶ مئی سے ۸ مئی تک مندنگرھ کے سنٹروں میں مسلسل تقریبات جشن منائی جاتی رہیں۔ جابجا فلیگ ڈے (یوم پرچم) منائے گئے۔ اس موقع پر جھنڈے فروخت کئے گئے۔ جن کی قیمت جوبلی فنڈ میں دی گئی ؞

پیٹھ کے خاص خاص مندروں میں سلور جوبلی کے اعزاز میں دربار منعقد ہوئے جن میں مقررین نے ملک معظم و ملکہ معظمہ کے ۲۵ سالہ عہد حکومت کی برکات پر روشنی ڈالی اور عوام کو شاہی خاندان کی تاریخ سے آگاہ کیا +
مختلف مندروں کے مختلف سکولوں میں ڈرامے کھیلے گئے۔ طلبہ کے مکالمے اور جسمانی ورزش کے کھیل ہوئے۔ موسیقی کی محفلیں بھی گرم رہیں اور ۶ مئی سے ۱۸ مئی تک خوب چہل پہل رہی +

ضلع احمد نگر کی تقریبات

احمد نگر میں ملک معظم کی سلور جوبلی کے انتظامات بروئے کار لانے کی غرض سے ایک ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی مرتب کی گئی جس کے ترتیب دئے ہوئے پروگرام کے مطابق حسب ذیل طریقہ پر تقریبات جشن منائی گئیں +

یکم مئی سے ۸ مئی تک کا پروگرام | یکم مئی سے ۶ مئی تک احمد نگر شہر اور چھاؤنی میں جھنڈے فروخت کئے گئے۔ اور دسٹرم باغ میں مختلف کھیل ہوئے۔ پولیس کی بینڈ کمپنیوں نے بینڈ بجایا۔ ۶ مئی کی صبح کو مسجدوں۔ مندروں اور گرجاؤں میں دعا کی گئی۔ غربا کو کھانا۔ کپڑا اور نقد خیرات دی گئی۔ شام کو جنرل پوسٹ آفس کے قریب کھلے میدان میں آتش بازی چھوڑی گئی۔ چراغاں کیا گیا۔ ۷ مئی کو احمد نگر سوشل کلب میں ڈسٹرکٹ جج تھیٹر میں "سنشا پاکلول" کا ڈرامہ کھیلا گیا جس کی آمدنی جوبلی فنڈ میں دی گئی۔ ۸ مئی کو مختلف سکولوں میں چھوٹے بچوں کو مٹھائی بانٹی گئی +

بعد ازاں ایک ہفتہ کے بعد پھر ۱۵ مئی کو تھیٹر مذکور میں ایک دوسرا کھیل "سوبھردا" کھیلا گیا +

جوبلی دربار | ۱۸ مئی کو وادیا پارک میں کلکٹر صاحب نے دربار کیا۔ اس موقع پر اکثر حکام و معززین شہر کو جوبلی کے تمغے عطا کئے گئے۔ ایک قرار داد میں سلور جوبلی منانے پر ملک معظم و ملکہ معظمہ کو مبارکباد دی گئی +

ضلع سورت کی تقریبات

سلور جوبلی کے متعلق ملک معظم۔ وائسرائے اور گورنر بمبئی کی اپیلوں کی تعمیل میں مسٹر دی

بی - ا - دھیکر کلکٹر سورت نے ۲۱ دسمبر ۱۹۳۴ء کو مقتدر باشندگان شہر سورت کا ایک عام جلسہ طلب کیا - اس جلسہ میں سلور جوبلی کے لئے چندہ فراہم کرنے اور تقریبات جشن کو کامیابی کے ساتھ انجام دینے کی غرض سے ایک ایگزیکٹو کمیٹی مامور کی گئی جس کی تشکیل بصورت ذیل عمل میں آئی +

وی - بی مار دھیکر اسکوائر کلکٹر سورت - صدر +

(۱) مسٹر جمشید جی مانک جی انتیا - بی - اے - ایل - ایل - بی - (۲) مسٹر شبیر - بی - موڈی - آنریری فرسٹ کلاس مجسٹریٹ سورت - (۳) راؤ بہادر ڈی - اے پٹیل سٹی مجسٹریٹ سورت (۴) شیخ عبدالقادر وائس پریسیڈنٹ بلدیہ سورت - (۵) مسٹر منچھا رام شیولال کھانڈ والا بی - اے - (۶) مسز جے - ایف لسکاری - آنریری سکرٹری کلب خواتین سورت - جملہ آنریری سکرٹریان - حضور مملت دار و افسر خزانہ سورت - خزانچی +

اس کمیٹی کے ۵۷ ارکان تو اسی وقت ہو گئے - بعد کو اس تعداد میں اور اضافہ ہوا - کمیٹی کے متعدد جلسے ہوئے - جن میں شہر میں پارسیوں سے چندہ جمع کرنے کے لئے پارسیوں کی سب کمیٹی بھی بنائی گئی - جس میں ۸ مرد اور ۶ خواتین رکن تھیں - اس کے علاوہ سات اور سب کمیٹیاں اسی سلسلے میں بنائی گئیں +

تقریبات جشن

ایگزیکٹو کمیٹی نے تقریبات جشن منانے کے لئے آخری طور پر ایک پروگرام مرتب کیا - اور اس کے مطابق ۶ مئی سے ۱۵ مئی تک روزانہ اور پھر ۱۸ مئی کو جشن منایا گیا - ۶ مئی (دوشنبہ) ۱۹۳۵ء کی صبح کو قلعے کے میدان میں پولیس کی پریڈ ہوئی - جس میں بوائے سکاؤٹس - گرل گائڈز اور سینٹ جان ایمبولینس بریگیڈ نے بھی شرکت کی +

عبادت گاہوں میں مقررہ وقت پر دعائے شکرانہ کی گئی +

۶ مئی کو ۵ بجے قلعے میں دربار منعقد ہوا - شب کو چراغاں کیا گیا - ۷ مئی کو گورنمنٹ ہائی سکول کمپاؤنڈ میں بوائے سکاؤٹ کا مظاہرہ ہوا - غربا کو کھانا تقسیم کیا گیا - ۸ مئی کو پرائمری سکول کے لڑکوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی - رات کو سنگیت کلاس کی طرف سے محفل نغمہ گرم ہوئی - ۹ مئی کو پولیس کے کھیل ہوئے - ۱۰ مئی کی تاریخ خواتین کی تقریبات کے لئے مخصوص تھی - ۱۱ کو پھر کھیل ہوئے - ۱۲ کو صرف گرجاؤں میں دعا کی گئی - ۱۳ کو ایمبولنس کا مظاہرہ اور ۱۴ کو ہاکی کے میچ ہوئے - ۱۸ مئی کو چراغاں ہوا - اور آتش بازی چھوڑی گئی +

بلدیہ سورت نے سلور جوبلی کی تقریبات کے لئے چار ہزار روپے پیش کئے - ۱۷ - اپریل تک ضلع سورت میں جوبلی فنڈ کے سلسلے میں ۳۳۴۱۲ روپے جمع ہوئے - ضلع میں تقریبات جشن

بحیثیت مجموعی نہایت کامیاب رہیں ۔

ضلع کراچی کی تقریبات

کلکٹر کراچی کی دعوت پر ۲۶ فروری ۳۵ء کو ۱۲ بجے (دوپہر) تعلقہ ٹاٹا میں سرکاری وغیر سرکاری اشخاص کا ایک جلسہ منعقد ہوا ۔ جس میں ڈسٹرکٹ کراچی جوبلی کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی ۔ کمیٹی کے ۷۵ ۔ ارکان بنائے گئے ۔ جن میں مندرجۂ ذیل عہدہ دار بھی شامل ہیں :۔

صدر :۔ مسٹر ای ۔ جی ۔ ٹیلر بی ۔ اے ۔ آئی ۔ سی ۔ ایس کلکٹر کراچی ۔

نائب صدر :۔ خانصاحب اے ۔ کے گبیل ۔

آرگنائزنگ سکرٹری :۔ خانصاحب محمد بخش پرسنل اسسٹنٹ کلکٹر کراچی ۔

جوائنٹ سکرٹری :۔ مسٹر قاضی عبدالرحمٰن چیف آفیسر ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ ۔

خزانچی :۔ مسٹر لال چند افسر خزانہ کراچی ۔

ڈسٹرکٹ کمیٹی کے ارکان میں ضلع کے تقریباً ہر تعلقہ کے نمایندے شامل تھے ۔ صاحب کلکٹر صدر جلسہ نے ایک نہایت دلپذیر تقریر فرمائی ۔ آپ نے کہا کہ " جوبلی " لاطینی زبان کا لفظ ہے ۔ جس کے معنی پے در پے خوشی منانے کے ہیں ۔ یہ لفظ شاہی سالگرہ کے سلسلے میں استعمال کیا جاتا ہے ۔ ۱۸۹۷ء میں ملکۂ وکٹوریہ نے اپنے شصت سالہ عہد حکومت کی یادگار میں جوبلی منائی تھی ۔ اس سال ۶ مئی کو ملکِ معظم جارج پنجم اپنی بست و پنج سالہ دورِ حکومت کی یادگار کے طور پر سلور جوبلی منائیں گے ۔ تمام سلطنتِ برطانیہ میں جشنِ جوبلی منایا جانے گا ۔ بالخصوص انگلستان کے دارالسلطنت لندن میں اسّی لاکھ برطانوی رعایا ۱۲ روز تک جوش و خروش سے جشن منائیگی ۔"

جلسہ میں صاحب کلکٹر کی درخواست پر جوبلی فنڈ میں ۱۳ ۴ ۷ روپئے جمع ہوئے ۔ جس میں ۶۵ ۷ ۶ روپئے مقامی تقریبات کی مد میں اور ۶۵۰ روپئے سنٹرل فنڈ کے لئے تھے ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی نے ضلع کے تمام تعلقات میں جشنِ جوبلی کی تقریبات منانے کے لئے مندرجۂ ذیل گیارہ تعلقہ کمیٹیاں بنائیں :۔

(۱) کراچی تعلقہ کمیٹی ۔ (۲) جاتی تعلقہ کمیٹی ۔ (۳) میرپور بٹھورو تعلقہ کمیٹی ۔ (۴) سجاول تعلقہ کمیٹی ۔ (۵) شاہ بندر تعلقہ کمیٹی ۔ (۶) میرپور سکرو تعلقہ کمیٹی ۔ (۷) محل کیٹی بندر کمیٹی ۔ (۸) ٹاٹا تعلقہ کمیٹی ۔ (۹) غوراباری تعلقہ کمیٹی ۔ (۱۰) میونسپل ایریا کی کمیٹی ۔ (۱۱) کیٹی بندر میونسپل ایریا کمیٹی ۔

ان کے علاوہ دو آڈٹ کمیٹیاں بھی بنائی گئیں۔ کہ وہ مقامی کمیٹیوں۔ تعلقہ کمیٹیوں اور دیہاتی کمیٹیوں کے متعلق اس بات کی دیکھ بھال رکھیں۔ کہ انہوں نے جوبلی فنڈ کا روپیہ بیجا صرف تو نہیں کیا۔

ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی کے منظور کردہ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق صدر مقام ضلع، اور مفصلات و دیہات میں (مقامی حالات کے پیش نظر معمولی تغیر و تبدل کے ساتھ) تقریبات جشن نہایت اہتمام اور دھوم دھام سے منائی گئیں :۔

(۱) مدارس میں طلبہ کے اجتماع ہوئے۔ لڑکوں کے کھیل ہوئے۔ پڑھنے لکھنے میں تیز اور اچھے کھلاڑی طلبہ کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ (۲) سکولوں کے غریب طلبہ کو کپڑے۔ دوات قلم وغیرہ دئے گئے۔ (۳) سکاؤٹس کے مظاہرے ہوئے۔ (۴) ۶ مئی کی صبح کو مسجدوں۔ مندروں۔ اور ٹھکانوں میں دعائیں کی گئیں۔ نیز مندروں میں پاٹ کئے گئے۔ (۵) ہسپتالوں کے غریب مریضوں کو کپڑے اور دودھ دیا گیا۔ (۶) غریب عورتوں کو غلہ اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔ (۷) کشتی کے دنگل منعقد کئے گئے۔ (۸) سرکاری عمارتوں۔ سکولوں اور مقامی اداروں کے دفاتر میں چراغاں کیا گیا۔ (۹) مساجد۔ درگاہوں۔ مندروں اور ٹھکانوں میں روشنی کی گئی۔ (۱۰) آتش بازی چھوڑی گئی۔ جلسہ ہائے ضیافت منعقد کئے گئے۔ جلوس نکالے گئے۔

کراچی شہر میں جشن جوبلی کی تقریبات کراچی شہر کی سلور جوبلی کمیٹی ہندو۔ مسلمان۔ یورپین۔ پارسی۔ گونڈ اور یہودی افراد پر مشتمل تھی۔ مسٹر آر۔ ای۔ گبسن سی۔ آئی۔ ای + آئی۔ سی۔ ایس کمشنر سندھ ایگزیکٹو کمیٹی کے صدر اور سر مانٹیگو ڈی۔ پی ویب سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ بی۔ ای نائب صدر مامور ہوئے۔ شہر میں سلور جوبلی کے لئے فراہمی سرمایہ کی غرض سے ایک "کلیکٹنگ کمیٹی" اور تقریبات جشن کے لائحۂ عمل کی مختلف مدات پر عملدرآمد کے لئے ایک "ورکنگ کمیٹی" بھی بنائی گئی۔ آنریری خزانچی خان بہادر اے۔ ایچ ماموں کئے گئے۔

سلور جوبلی کمیٹی کراچی شہر ۸۵ معزز سرکاری وغیر سرکاری اصحاب وخواتین پر مشتمل تھی۔ ان ارکان میں مندرجہ ذیل اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں :۔

(۱) سر غلام حسین ہدایت اللہ (خان بہادر شیخ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی) (۲) کرنل جانسٹن ڈی۔ ایس۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آر۔ ای کراچی پورٹ ٹرسٹ۔ (۳) مسٹر ٹیلر ای۔ جی۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ کلکٹر کراچی۔ (۴) مسٹر اے۔ پی۔ ایل۔ میراٹز۔ آئی۔ سی۔ ایس اسسٹنٹ کمشنر سندھ۔ (۵) کنٹر کٹر ایس۔ ڈی۔ کے۔ بی ایجوکیشنل انسپکٹر سندھ۔ (۶) خان صاحب الٰہ بخش۔ (۷) خان بہادر عبدالستار۔ (چھاؤنی)۔ (۸) خان صاحب فضل الٰہی۔ (۹) مسٹر غلام علی چھگلا۔ (۱۰) سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون

ایم - ایل - اے) - (۱۱) مسز حبیب اللہ - (۱۲) مسز کیپٹن آر - اے - (۱۳) امینہ بی غلام حسین - (۱۴) بیگم ہارون - (۱۵) مسز ہوشنگ - (۱۶) مسز جمانگیر پنتھا کی ÷

۶ مئی کو صبح ۸ بجے شاہی سلامی ہوئی - واقعہ یہ تھا - سکول کے لڑکوں کو مٹھائی تقسیم کی گئی - ۶ اور ۸ مئی کو فوجی سپاہیوں نے تماشوں کا کھیل کھیلا - کراچی میں ۱۰ اپریل سے ۸ مئی تک (درمیان میں بعض تاریخیں خالی تھیں) مختلف فوجی - فضائی نظاہرے - پارٹیاں - جلسے اور تفریحی تقریبات نہایت کامیابی سے عمل میں آئیں ÷

ضلع نواب شاہ کی تقریبات

ضلع نواب شاہ میں سلور جوبلی کی تقریبات کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کے لئے کلکٹر صاحب نواب شاہ نے ضلع کے تمام تعلقوں کے مختارکاروں کے نام احکام صادر کئے تھے کہ وہ اپنے تعلقہ کی شاہی شایان جشن جوبلی دھوم دھام سے منائیں - چنانچہ خاص ضلع میں جس انہماک اور جوش کے ساتھ ایک مقررہ پروگرام کے مطابق تقریبات جشن منائی گئیں - اسی طرح نہایت ذوق و شوق سے ہر تعلقہ میں بھی جوبلی کی تقریبات منائی گئیں ÷

نواب شاہ میں ۶ مئی کو صبح ۸ بجے دربار منعقد ہوا - ۱/۲ ۹ بجے عبادت گاہوں میں دعائیں کی گئیں - غربا کو خیرات دی گئی - پنچایت اور منتظم جامع مسجد کو دعا کے لئے ضروری انتظام اور غربا کو کھانا وغیرہ تقسیم کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ کمیٹی نے ساٹھ روپے پیش کئے - ۱۵۰ روپے کے صرف سے انعامات اور مٹھائی تقسیم کی گئی - شام کو سات بجے چراغاں کیا گیا - اور آتش بازی چھوڑی گئی ÷

تعلقہ مورو میں جشن جوبلی | ضلع نواب شاہ کے تعلقہ مورو میں جشن جوبلی نہایت دھوم سے منایا گیا - ۶ مئی کو تمام تعلقہ کی مسجدوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی - اور غربا کو کھانا تقسیم کیا گیا ÷

۹ مئی کو کنڈیارو میں ایک جلسہ منعقد ہوا - جس میں لیکچر دیئے گئے مقررین نے ملک معظم کے بست و پنج سالہ عہد حکومت کی برکات بیان کیں - ۹ کو پھر مورو میں غربا کو خیرات تقسیم کی گئی - سکول کے لڑکوں کے کھیل ہوئے - تعلقہ کے تمام سکولوں میں لڑکوں کو مٹھائی تقسیم کی گئی - اور شام کو آتش بازی چھوڑی گئی ÷

ضلع کے اور بھی مختلف مقامات پر جشن جوبلی کی تقریبات نہایت دھوم دھام سے منائی گئیں ÷

ضلع جیکب آباد کی تقریبات

اپر سندھ فرنٹیر کے مشہور شہر جیکب آباد میں جشن جوبلی کو کامیاب بنانے کی غرض سے صاحب کلکٹر کی صدارت میں ڈسٹرکٹ کمیٹی بنائی گئی تھی۔ شیخ عبدالحکیم صاحب کمیٹی کے سکرٹری تھے۔

سلور جوبلی کی تقریبات مندرجۂ ذیل طریقہ پر منائی گئیں:۔
۶ مئی کو پولیس کی پریڈ ہوئی۔ طلبۂ مدارس میں مٹھائی اور غربا میں کھانا تقسیم کیا گیا۔ ۱۰ بجے صبح سے ۳ بجے سہ پہر تک مساجد اور مندروں میں دعائیں کی گئیں۔ ۶ بجے شام کو دربار منعقد ہوا۔ شام کو آتش بازی چھوڑی گئی اور گھوڑوں کی نمائش منعقد ہوئی۔ شب کو چراغاں ہوا اور تمام دن جھنڈے فروخت کئے گئے۔

۷ مئی ۱۹۳۵ء کو پولیس کے ہیڈ کوارٹرز اور شنکر کلب تھیئٹرز میں کھیل ہوئے۔
جیکب آباد کے تعلقوں میں ۶ مئی اور ۱۰ مئی کو تقریبات جشن منائی گئیں۔ ۶ مئی کو تمام عبادت گاہوں میں دعائیں کی گئیں۔ اور ۱۰ مئی کو سکول کے بچوں کو مٹھائی اور غربا کو کھانا تقسیم کیا گیا۔ تمام دن یونین جیک بیچے گئے۔ شب کو چراغاں ہوا۔

ضلع دادو (سندھ) کی تقریبات

ضلع دادو (سندھ) میں جشن جوبلی کی تقریبات مندرجۂ ذیل طریقہ پر منائی گئیں:۔

اداے شکرانہ، چراغاں اور آتش بازی تمام سرکاری عمارات پر یونین جیک لہرایا گیا۔ دادو کے تمام مندروں اور مسجدوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ غربا کو کھانا اور سکول کے لڑکوں کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ تمام سرکاری عمارتوں اور مشہور پرائیویٹ مکانات میں چراغاں کیا گیا۔ اور آتش بازی بھی چھوڑی گئی۔

جوبلی دربار کلکٹر صاحب دادو کی سرکردگی میں دربار منعقد ہوا۔ اکثر مقتدر حکام اور معززین نے تقریریں کیں جن میں ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کے بست و پنج سالہ عہد حکومت کی برکات پر روشنی ڈالی گئی۔ اور ایک قرارداد میں سلور جوبلی منانے پر ممدوحین کو مبارکباد پیش کی گئی۔ سکول کے طلبہ کے کئی شاندار جلوس نکالے گئے جو شہر کے بڑے بڑے بازاروں سے گزرے۔

تعلقہ کوکت (خان پور۔ دادو) میں بھی تقریب اسی پروگرام کے مطابق جشن جوبلی کی تقریبات منائی گئیں۔ ۶ مئی کو ۸ بجے صبح سے ۔ ا بجے تک عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ طلبہ مدارس کا جلوس نکالا۔ جلوس کے اختتام پر لڑکوں کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ۱۲ بجے دوپہر سے ۲ بجے تک غربا کو کھانا تقسیم ہوا۔ شام کو سرکاری اور بعض غیر سرکاری عمارتوں پر چراغاں کیا گیا۔ اور آتش بازی بھی چھوڑی گئی۔

اِحاطۂ مدراس

مدراس کی ہندوستانی ریاستوں کو چھوڑ کر جو سب کی سب براہِ راست حکومتِ ہند کی نگرانی میں ہیں۔ احاطۂ مدراس جزیرہ نمائے ہند کے تمام جنوبی حصے پر حاوی ہے جس کا رقبہ ۱۴۲۲۶۰ مربع میل ہے۔ اِس کے مشرق میں خلیج بنگال کی طرف تقریباً ۱۲۵۰ میل کا اور جانب جنوب بحیرۂ عرب کے رُخ تقریباً ۴۵۰ میل کا ساحلی خطہ ہے۔

احاطۂ مدراس کی آبادی ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۴۷۱۹۳۶۰۲ ہے۔

گورنر

ہز ایکسیلینسی لارڈ ارسکائن جی۔سی۔آئی۔ای گورنر مدراس

آپ ۲۶۔اپریل ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوئے۔ ایٹن کرائسٹ چرچ آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ ۲۱-۱۹۲۰ء میں رائٹ آنریبل والٹر لانگ (فرسٹ لارڈ آف ایڈمیرلٹی) کے پرائیویٹ سکرٹری۔ ۱۹۲۳ء میں اعزازی پارلیمنٹری سکرٹری پوسٹ ماسٹر جنرل۔ ۱۹۲۴ء میں پرنسپل پرائیویٹ سکرٹری (بغیر تنخواہ) ہوم سکرٹری۔ ۱۹۳۲ء میں نیشنل گورنمنٹ کے اسسٹنٹ گورنمنٹ وھپ ۱۹۳۴ء میں آپ جی۔سی۔آئی۔ای کے خطاب سے سرفراز۔ اور ۱۵۔نومبر ۱۹۳۴ء کو گورنر مدراس مامور کیے گئے۔

ایگزکٹو کونسل

(۱) آنریبل سر کرما وینکٹا ریڈی۔بی۔اے۔ نائیڈو

آپ ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ آرٹس کالج راجہ مندری۔ مدراس کرسچین کالج اور مدراس



ہز ایکسیلینسی لارڈ ارسکائن گورنر مدراس



آنریبل مسٹر بی اے راما چندرا ریڈی
صدر لیجسلیٹو کونسل مدراس



مسٹر نجم الدین اے احمد ایڈووکیٹ
پریذیڈنٹ میونسپلٹی دادو (سندھ)



آغا شاہ نواب شاہ رخ یار جنگ بہادر بمبئی

لا کالج میں تعلیم پائی۔ ۱۹۱۹ء میں آئینی اصلاحات کی جوائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے رُوبرُو شہادت دینے کے لیئے جو غیر برہمن وفد گیا۔ آپ اس کے صدر تھے ۱۹۲۰ء میں امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے رکن بنے ۲۳-۱۹۲۰ء میں حکومتِ مدراس کے وزیرِ صنعت وحرفت وزراعت کی حیثیت سے خدمات انجام دیں ۲۶-۱۹۲۰ء میں مدراس کونسل کے رکن اور ۲۶-۱۹۲۴ء تک مدراس یونیورسٹی کی سینٹ کے رکن رہے۔ ۱۹۲۸ء میں مجلس اقوام کی اسمبلی میں ہندوستانی وفد کے رکن مامور ہوکر جینوا گئے۔ ۳۲-۱۹۲۹ء میں جنوبی افریقہ میں حکومتِ ہند کے ایجنٹ کے فرائض انجام دیئے ۱۹۳۴ء میں مدراس گورنمنٹ کی ایگزکٹو کونسل کے رُکن مامور کیئے گئے ؛

(۲) آنریبل مسٹر اے۔ ٹی ۔ پینر سیلوم ؛

(۳) آنریبل مسٹر اے۔ چارلس ۔ الگزینڈر ۔ ساؤٹر

آپ ۱۳ جون ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ کیئس کالج کیمبرج میں تعلیم پائی ۱۹۰۱ء میں ہندوستان آئے ۱۹۰۶ء تک مدراس میں اسسٹنٹ کلکٹر و مجسٹریٹ اور اسسٹنٹ سکرٹری رہ کر حکومت کی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۰۹ء میں انڈر سکرٹری ریونیو ڈیپارٹمنٹ ۱۹۱۰ء میں سب کلکٹر و جوائنٹ مجسٹریٹ ۱۹۱۶ء میں قائم مقام کمشنر کورگ ۱۹۲۳ء تک کمشنر کورگ ۱۹۲۴ء میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۱۹۲۸ء میں قائم مقام سکرٹری حکومت (تعمیرات) ۱۹۳۰ء میں ممبر ریونیو بورڈ ۱۹۳۱ء میں فرسٹ ممبر اور ۱۹۳۳ء میں سی۔ ایس آئی بنائے گئے ۔

وزرا

(۱) آنریبل راجہ آف بوبلی (وزیر بلدیات۔ محکمہ طب و حفظانِ صحت۔ مذہبی وخیراتی اوقاف)۔

(۲) آنریبل مسٹر پی۔ ٹی۔ راجن (وزیر زراعت۔ انجمن ہائے امداد باہمی۔ تعمیرات و رجسٹریشن)

آپ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ لینز سکول کیمبرج جیسس کالج آکسفورڈ میں تعلیم پائی ۱۹۰۹ء میں ولایت گئے اور ۱۹۱۹ء میں واپس آئے ۱۹۱۷ء میں (انر ٹمپل) میں وکالت شروع کی۔ اور ہندوستان واپس آنے پر ۱۹۱۹ء میں مدورا میں وکالت کرنے لگے۔ آپ اوتم پالائم خاندان کے رکن ہیں۔ پہلی دُوسری اور تیسری مدراس کونسل میں مدورا کے دیہاتی حلقہ کے رکن منتخب ہوتے رہے اور تینوں مرتبہ اپنے بالمقابل اُمیدواروں میں سب سے زیادہ ووٹ حاصل کیئے۔ چوتھی مرتبہ آپ بلامقابلہ منتخب ہوئے۔ آپ انڈین ٹیریٹوریل فورس کے کمیشن افسر ہیں ؛

(۳) آنریبل دیوان بہادر ایس کمارسوامی ریڈیر (تعلیم صنعت وحرفت آبکاری وغیرہ) ؛

صدر مجلس آئین ساز مدراس | آنریبل مسٹر بی رامچندر ریڈی ؛

دیگر اعضائے حکومت

(۱) سی - آئی - جونسن آئی - سی - ایس - سکرٹری فنانس ڈیپارٹمنٹ +
(۲) ایچ - آر - یوزیلی - سی - آئی - ای - آئی - سی - ایس - سکرٹری ریونیو ڈیپارٹمنٹ +
(۳) ایچ چیمپئن ایم - اے (آفیشٹیٹنگ) ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن +
(۴) ایس - وی - رامامورتی - آئی - سی - ایس - ڈائرکٹر آف ایگریکلچر +

احاطۂ مدراس میں جشن جوبلی

ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کی اپیل کی تکمیل کے لئے ہز ایکسیلنسی لارڈ ارسکائن جی - سی - آئی - ای نے بھی احاطۂ مدراس کی شان کے شایاں سلور جوبلی کی تقریبات ادا کرنے کی ایک اپیل شائع کی جس کا صوبے کے گوشے گوشے میں خیر مقدم کیا گیا +

ایک با اثر نمایندہ جنرل سلور جوبلی کمیٹی بنائی گئی جس کے عہدہ داران دارکان میں اعلیٰ سے اعلےٰ و مقتدر حکام اور منتخب صوبہ شرفا و روسا شامل تھے - اس کمیٹی کے علاوہ ضلع وار ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹیاں اور قصبات و تحصیلات کے لئے سب کمیٹیاں بنائی گئی تھیں +

شمالی مدراس ، مشرقی ساحلی اضلاع - جنوبی مدراس - مغربی ساحلی اضلاع - وسطی صوبہ کے تمام اضلاع اور شمال مغربی اضلاع - واہم مقامات مثلاً مدراس خاص - اوٹا کمنڈو - ماؤنٹ روڈ - برہان پور - کالنگرم - مسولی پٹم - نیلور - مایا ورم - نیگاپٹم - توتی کورن - پالگھاٹ - ترچناپلی - کوئم بٹور - نیلگری ہلس کے مختلف چھوٹے بڑے پہاڑی مقامات - سلیم - کڈاپا - بلاری - اڈونی - راج منڈری - ایلور - بیزوادا - مدورا - کنانور - منگلور - کالیکٹ وغیرہ وغیرہ ہر جگہ جشن جوبلی منایا گیا - اور نہایت سرگرمی و انہماک کے ساتھ تمام تقریبات جشن ادا کی گئیں - گونڈ اور بھیل (قدیم اقوام ہند) ہندو برہمن وغیر برہمن - مسلمان - عیسائی (بشمول یورپین و اینگلو انڈین طبقہ) سب نے بلا امتیاز مذہب و قومیت ملک معظم کی سلور جوبلی کی تقریبات میں حصہ لیا - تیلی - تلنگو - مدراسی - اُردو اور انگریزی تمام زبانوں میں تقریبات جشن کے پروگرام شائع کیے گئے تھے - اور تقریباً تمام اضلاع و تعلقہ جات وغیرہ میں ہر قوم و مذہب کی عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی - مدراس یونیورسٹی اور اور مقامی کالجوں ، ہائی سکولوں ، ہائی کورٹ اور دیگر عدالت ہائے دیوانی و فوجداری - نیم سرکاری



ہز ایکسیلنسی سر جان انڈرسن گورنر بنگال

ادارون - ڈسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپلٹیوں کے دفاتر میں چراغاں کیا گیا - ہر جگہ کالجوں اور سکولوں کے طلبہ کے کھیل ہوئے - سکاوٹس نے مارچ کئے - جلسے ہوئے - جلوس نکلے - غربا میں کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا - اور بیواؤں کی کپڑے اور نقدی سے امداد کی گئی +

جوبلی فنڈ میں صوبۂ مدراس نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا - اور اپنی شان کے شایان کئی لاکھ کی رقم اس فنڈ میں دی +

اِحاطۂ بنگال

صوبۂ بنگال کی جدید تشکیل یکم اپریل ۱۹۱۲ء کو عمل میں آئی تھی - اس کے مطابق یہ صوبہ بردوان اور پریسیڈنسی کی قسمتوں اور ضلع دارجیلنگ (جن کا انتظام پہلے لفٹنٹ گورنر بنگال کے ماتحت تھا) اور قسمت ہائے راجشاہی - ڈھاکہ و چاٹگام (جو تقسیم بنگال کے ذریعے سے لفٹنٹ گورنر مشرقی بنگال و آسام کے ماتحت تھیں) پر مشتمل ہے - اس صوبہ کا رقبہ ۸۲۹۵۵ مربع میل اور آبادی ۴۶۶۹۵۵۳۶ ہے - اس رقبہ میں دو ہندوستانی ریاستوں کوچ بہار اور تریپورہ کا رقبہ بھی شامل ہے - یہ ریاستیں اب براہِ راست حکومتِ ہند سے سیاسی تعلقات رکھتی ہیں - گورنر بنگال ہی ان ریاستوں کے حق میں ایجنٹ گورنر جنرل کی حیثیت سے کام کرتے ہیں +

برطانوی علاقۂ (بنگال) کا رقبہ ۷۷۵۲۱ مربع میل ہے - بنگال کے شمال میں ہمالیہ پہاڑ اور دارجیلنگ و جلپائی گوڑی کا علاقہ - جنوب و مشرق میں تریپورہ اور چاٹگام کی پہاڑیاں - مغرب میں چھوٹا ناگپور کا حدب واقع ہے جس کا سلسلہ مدناپور - بنکورا - بردوان اور بیربھوم تک پہنچتا ہے +

نظم و نسقِ صوبہ

ہز ایکسیلنسی دی رائٹ آنریبل سرجان اینڈرسن - پی - سی - جی - سی - بی - جی - سی - آئی - ای - گورنر بنگال

آپ ۸ جولائی ۱۸۸۲ء کو پیدا ہوئے - جارج واٹسنز کالج ایڈنبرا اور انڈنبرا

ولیپنرگ کی یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔ ۱۹۰۵ء میں آپ کو دفتر نو آبادیات کی خدمات سپرد
کی گئیں۔ ۱۹۰۹ء میں شمالی نائیجیریا کی اراضیات کی کمیٹی اور ۱۹۱۱ء میں کرنسی کمیٹی مغربی افریقہ
کے سکرٹری بنائے گئے۔ ۱۹۱۳ء میں کمشنران بیمہ کے سکرٹری۔ ۱۹۱۷-۱۹ء میں منسٹری آف
شپڈنگ کے سکرٹری۔ ۱۹۱۹-۲۲ء تک وزارت صحتِ عامہ کے جوائنٹ سکرٹری۔ بورڈ مالیات
اندرونِ ملک کے صدر۔ ۱۹۲۰ء میں لارڈ لفٹننٹ آئرلینڈ کے سکرٹری اور ۱۹۲۲-۳۲ء تک برطانیہ
کے ہوم آفس میں مستقل نائب سکرٹری کی خدمات انجام دیتے رہے۔

ایگزکٹو کونسل

(۱) آنریبل سر بی۔ ایل متر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ایل بارایٹ لا سابق ایڈوکیٹ
جنرل بنگال ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ پریسیڈنسی کالج کلکتہ اور لنکالن کالج میں تعلیم پائی۔
۱۹۲۸-۳۴ء کے دوران میں ایڈوکیٹ جنرل بنگال اور حکومتِ ہند کے لا ممبر رہے ۱۹۳۱ء
اور ۱۹۳۳ء میں مجلسِ اقوام کے اجلاس میں شرکت کرنے والے اسمبلی کے ہندوستانی وفد کی قیادت
آپ ہی کو سپرد ہوئی تھی۔

(۲) آنریبل خواجہ سر ناظم الدین ایم۔ اے (کنٹب) کے سی۔ آئی۔ ای بارایٹ لا
آپ جولائی ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ اے۔ او کالج علیگڈھ اور ٹرینیٹی ہال کیمبرج
میں تعلیم پائی۔ ۱۹۲۲-۲۹ء تک بلدیۂ ڈھاکہ کے صدر اور ۱۹۲۴ء سے ۱۹۲۹ء تک ڈھاکہ یونیورسٹی
کی ایگزکٹو کونسل کے رکن رہے۔ ۱۹۲۳ء سے آپ بمبئی لیجسلیٹو کونسل کے رکن ہیں۔

(۳) آنریبل مسٹر آر۔ این ریڈ۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای
آپ ۱۵ جولائی ۱۸۸۳ء کو پیدا ہوئے۔ مالورن اور بریسینسو کالج آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔
۱۹۰۶ء میں انڈین سول سروس میں داخل ہوئے ۱۹۰۷ء میں بنگال میں اسسٹنٹ مجسٹریٹ
مامور ہوئے۔ ۱۹۱۱-۱۴ء تک انڈر سکرٹری۔ ۱۹۱۶-۱۹ء کے دوران میں آئی۔ اے۔ آر۔ او کی حیثیت
میں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۰-۲۷ء میں مجسٹریٹ و کلکٹر۔ ۱۹۲۷-۲۹ء میں محکمۂ زراعت وصنعت و
حرفت کے سکرٹری۔ ۱۹۳۰ء میں کمشنر قسمت راجشاہی۔ ۱۹۳۰-۳۱ء میں قائم مقام سکرٹری اور جنوری
۱۹۳۴ء میں ایگزکٹو کونسل بنگال کے رکن مامور کئے گئے۔

(۴) آنریبل سر جے۔ اے وڈہیڈ سی۔ آئی۔ ای۔ آئی سی ایس۔ فنانس ممبر بنگال
آپ ۱۹ جون ۱۸۸۱ء کو پیدا ہوئے۔ بریڈ فرڈ گرام سکول۔ کلیر کالج کیمبرج کے تعلیم یافتہ ہیں۔
۱۹۰۴ء میں انڈین سول سروس میں داخل ہوئے۔ ۱۹۰۶-۰۷ء میں اسسٹنٹ مجسٹریٹ و کلکٹر



نواب قاضی غلام محی الدین فاروقی
وزیر حکومت بنگال



آنریبل راجہ سر ایم۔ این رائے چودھری آف سنتوش
پریذیڈنٹ لیجسلیٹو کونسل بنگال



جے ایم باٹملے آئی۔ سی۔ ایس
ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن بنگال

میمن سنگھ اور سب ڈویژنل آفیسر ہیلہ کنڈی۔ سنہ ۱۹۰۸-۹ء میں جوائنٹ مجسٹریٹ چاٹگام سنہ ۱۹۰۹-۱۰ء میں مجسٹریٹ وکلکٹر۔ سنہ ۱۹۱۱-۱۵ء میں مجسٹریٹ وکلکٹر فرید پور۔ سنہ ۱۹۱۶-۱۷ء میں مجسٹریٹ وکلکٹر میمن سنگھ مامور ہوئے۔ سنہ ۱۹۱۷-۱۹ء میں ایڈیشنل جج علی پور۔ سنہ ۱۹۱۸-۲۴ء میں کلکتہ امپرومنٹ ٹرسٹ کے فرسٹ لینڈ ایکیوزیشن کلکٹر رہے۔ سنہ ۱۹۲۴-۲۷ء میں حکومتِ بنگال کے فنانشل سکرٹری۔ سنہ ۱۹۲۷-۲۹ء میں شعبۂ تجارت (حکومتِ ہند) کے جوائنٹ سکرٹری۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں حکومتِ ہند کے قائم مقام رکن تجارت بنائے گئے۔ برما راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں حکومتِ ہند کی نمایندگی کی۔ سنہ ۱۹۳۲ء میں حکومتِ بنگال کے فنانس ممبر مامور ہوئے۔ سنہ ۱۹۳۴ء میں قائم مقام گورنر بنگال کی حیثیت سے کام کیا۔ اب پھر فنانس ممبر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں +

وزرا

آنریبل خان بہادر نوّاب قاضی غلام محی الدّین فاروقی (وزیر تعمیرات وصنعت وحرفت)

آپ کی ولادت سنہ ۱۸۹۱ء میں ہوئی۔ آپ بنگال کے ایک تاریخی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ قاضی عمر شاہ فاروقی کی گیارھویں پشت میں ہیں۔ ..... جو حضرت عمر فاروق خلیفۂ ثانی رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تھے۔ اور ہندوستان آکر دہلی میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ شہنشاہِ فرخ سیر نے قاضی عمر شاہ کو بنگال کا فوجی کمانڈر مقرر کیا تھا۔ شہنشاہ نے قاضی صاحب کی اعلیٰ خدمات کے اعتراف کے طور پر ضلع پٹرا میں دو پرگنوں کی وسیع جاگیر بھی عطا کی تھی +

نوّاب قاضی غلام محی الدّین کے دادا قاضی آفتاب الدین فاروقی نے سنہ ۱۸۵۷ء کے فوجی ہنگامہ میں سلطنتِ برطانیہ کی گراں بہا خدمات انجام دیں۔ ان کے اکلوتے بیٹے قاضی رضی الدّین (قاضی غلام محی الدّین کے والد) تمام جماعتوں میں زبردست اثر واقتدار رکھتے تھے۔ اور ہر قوم اُن کا ادب واحترام کرتی تھی۔

نوّاب قاضی غلام محی الدّین اعلیٰ سیاسیات میں داخل ہونے سے قبل ڈسٹرکٹ بورڈ کے پہلے غیر سرکاری صدر رہے۔ آپ بلدیۂ کومیلا کے کمشنر۔ اے۔ بی ریلوے ایڈوائزری بورڈ کے رکن۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کورٹ کے رکن۔ آنریری مجسٹریٹ۔ کومیلا کالج کی گورننگ باڈی کے رکن سالہا سال تک رہ چکے ہیں۔

مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کے نفاذ کے وقت سے آپ بنگال کونسل کے رکن ہیں۔ سنہ ۱۹۲۹ء میں صیغہ ہائے زراعت، صنعت وحرفت۔ امداد باہمی اور ویٹرنیری ڈیپارٹمنٹ کے انچارج وزیر بنائے جانے سے قبل تک آپ بنگال کونسل میں غیر سرکاری چیف وہپ تھے۔ آپ بنگال کونسل کے لیڈر مامور کیے گئے ہیں +

آپ نے بنگال کی بھدر لوک جماعت میں بے روزگاری دور کرنے کے لئے ہمہ گیر صنعتی کاموں کی ایک اسکیم کو مرتب کیا۔ صوبہ کی تمام جماعتیں آپ پر اعتماد رکھتی ہیں۔ ۱۹۲۴ء میں آپ کو "خان بہادر" اور ۱۹۳۲ء میں "نواب" کے خطاب سے سرافراز کیا گیا۔

آنریبل سر بیجے پرشاد سنگھ رائے وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ ہیں۔ ان کے حالات موصول نہیں ہوئے۔

آنریبل خان بہادر ایم عزیز الحق وزیر تعلیم ہیں جن کے حالات نہ موصول ہوئے اور نہ کسی کتاب میں پائے گئے۔

صدر مجلس آئین ساز بنگال

آنریبل راجہ سر منمتھ ناتھ رائے۔ چودھری آف سنتوش رکن رائل ایشیاٹک سوسائٹی۔ رائل کولونیل انسٹی ٹیوٹ۔ رائل سوسائٹی آف آرٹس اور کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو، بنگال کے بڑے زمینداروں میں سے ہیں۔ آپ نے سینٹ ایکسویر کالج و پریسیڈنسی کالج کلکتہ میں تعلیم پائی۔ اصلاحات ہند کے ماتحت نئی کونسل میں قسمت ڈھاکہ کے زمینداروں کے نمائندہ کی حیثیت سے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۵ء میں لوکل سیلف گورنمنٹ۔ آبکاری و طبیات کے انچارج وزیر بنائے گئے۔ ۱۹۲۷ء سے اب تک آپ دو مرتبہ صدر بنگال کونسل منتخب ہو چکے ہیں۔ ۱۹۳۲ء میں سر بنائے گئے۔ انڈین فٹ بال لیگ و انڈین فٹ بال ایسوسی ایشن کے یہی پہلے ہندوستانی صدر ہیں۔ جو تین مرتبہ صدر منتخب ہوئے۔ آپ متعدد اداروں کے صدر، سرپرست یا رکن ہیں۔ ممدوح ایک فصیح اللسان مقرر اور آئینی نکات کے ماہر اعلیٰ ہیں۔

دیگر اعضائے حکومت

(۱) سکرٹری ریونیو ڈیپارٹمنٹ ۔۔۔۔۔۔ او۔ ایم۔ مارٹن۔ آئی۔ سی۔ ایس

(۲) سکرٹری فنانس۔ کامرس میرین ڈیپارٹمنٹ ۔۔ ڈی گلیڈنگ۔ آئی۔ سی۔ ایس

(۳) ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن ۔۔۔۔۔ اے۔ کے چاندا (قائم مقام)

(۴) ڈائرکٹر آف ایگریکلچر ۔۔۔۔۔۔ کے میکلین (آفیشیٹنگ)

اِحاطۂ بنگال میں سلور جوبلی

کلکتہ کی تقریبات

ابتدائی تیاریاں مسلم زعما و علما کا جلسہ

مسٹر اے۔ ایچ۔ غزنوی شیرف آف کلکتہ نے کلکتہ میں تقریبات جوبلی کا لائحۂ عمل مرتب کرنے کے لئے ٹاؤن ہال میں ایک عام جلسہ طلب کیا۔ صدر جلسہ مہاراجہ سر پرودیات کمار ٹیگور تھے۔ اس جلسہ میں ایک نمائندہ سلور جوبلی کمیٹی بنائی گئی۔ مہاراجہ موصوف کمیٹی کے صدر اور مسٹر غزنوی سکرٹری منتخب ہوئے۔ ہز ایکسیلنسی گورنر بنگال کو کمیٹی کا سرپرست اور چیف جسٹس آف بنگال۔ نواب بہادر آف مرشد آباد۔ مہاراجہ بردوان اور مسٹر جی۔ آر۔ کیمپبل نائب سرپرست مقرر کئے گئے۔ شہر میں انصرام تقریبات کے لئے ایک فنڈ کھولا گیا۔ اور ایک ہی جلسے میں دس ہزار روپے فنڈ مذکور میں جمع ہو گئے۔ گورنر بنگال نے پانسو روپے عطا کئے۔

۲ مئی کو مسٹر محمد نور الہدیٰ کی صدارت میں کلکتہ کے معزز مسلمانوں اور علمائے کرام کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔

جوبلی کی خوشی میں کلکتہ یونیورسٹی نے ملکِ معظم کی خدمت میں پیغامِ تہنیت بھیجا نیز "شاہی خاندان اور کلکتہ یونیورسٹی" کے عنوانات سے جوبلی کی خوشی میں ایک رسالہ بھی شائع کیا۔

۶ مئی کی صبح کو فورٹ ولیم سے ۱۰۱ توپیں داغی گئیں۔ بعد ازاں مختلف گرجاؤں میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ ان تقریبات کے بعد میدان میں ہزارہا غربا کو کھانا کھلایا گیا۔ شام کو اعلیٰ پیمانے پر چراغاں کیا گیا جس کے دیکھنے کے لئے شاہراہوں پر اس قدر ہجوم تھا کہ گاڑیوں اور موٹروں کی آمد و رفت میں سخت مشکل پیش آ رہی تھی۔

دربارِ جوبلی ہز ایکسیلنسی گورنر دعائے شکرانہ میں شرکت کے لئے دارجیلنگ سے کلکتہ تشریف لائے۔ آپ نے دربارِ جوبلی منعقد کیا جس میں جوبلی کے تمغے عطا کئے گئے۔ کلکتہ کے میدان میں سکولوں کے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور آتش بازی چھوڑی گئی۔ ۹ مئی کو سکولوں کے تقریباً پچاس ہزار طلبہ اور طالبات کو شہر کے ۳۳ سینما گھروں میں مفت فلمیں دکھائی گئیں۔

تقریباتِ جوبلی کے سلسلے میں پولیس کے انتظامات قابلِ تعریف تھے۔

بنگال سلور جوبلی فنڈ

چندہ کی تقسیم کا انتظام | ہزایکسیلینسی وائسرائے کی اپیل چندہ کی تکمیل کے لئے صوبۂ بنگال میں بھی ایک زیر دست نمائندہ غیر سرکاری کمیٹی مرتب کی گئی تھی جس کے صدر خود ہزایکسیلینسی گورنر بنگال تھے۔ یہ قرار دیا گیا تھا کہ جوبلی فنڈ میں فراہم شدہ رقوم کو زیادہ تر صوبہ ہی میں خرچ کیا جائے۔ چنانچہ ملکِ معظم کی خواہش کے مطابق چندہ کا بڑا حصہ غربا اور مصیبت زدہ باشندگان صوبہ کی امداد کے لئے وقف کر دیا گیا۔ جو اوارے غربا کی اصلاح و امداد میں بیش از بیش حصہ لے رہے تھے۔ مذکورہ بالا چندہ کی تقسیم ان کے ذریعے سے مناسب سمجھی گئی۔ ایسے اداروں میں سے جوبلی فنڈ کا روپیہ اصلاحی و خیراتی امور پر صرف کرنے کی غرض سے انڈین ریڈ کراس سوسائٹی۔ سینٹ جان ایمبولنس (انڈین کونسل)۔ کاؤنٹس آف ڈفرن فنڈ کی منصرم کار جماعت۔ اور انڈین سولجرز بینی وولینٹ ایسوسی ایشن چار امدادی اداروں کو منتخب کیا گیا۔ چندے بنگال پراونشل کمیٹی کے خزانچی۔ امپیریل بنک آف انڈیا کلکتہ یا مقامی کمیٹیوں کے پاس جمع کرائے گئے۔ جن کی تقسیم نہایت موزوں طریقے پر عمل میں آئی۔

مجلس عاملہ خواتین بنگال | بنگال پراونشل کمیٹی نے مندرجۂ ذیل اعلان شائع کیا:۔

چونکہ ہرایکسیلنسی کاؤنٹس آف ولنگڈن نے یہ استدعا کی ہے کہ خواتین ہند کو بھی وائسرائے کے فنڈ کی فراہمی میں حصہ لینا چاہیئے۔ لہٰذا بنگال میں ایک مجلس عاملہ بنائی گئی ہے۔ جو مندرجۂ ذیل ارکان پر مشتمل ہے:۔

صدر:۔ لیڈی برک مائر۔ نائب صدر خواتین:۔ لیڈی بینتھال۔ لیڈی بوس۔ لیڈی عذرا لیڈی متر۔ لیڈی ووڈ ہیڈ۔ ارکان:۔ مسز ایکمین۔ مسز انکل ساریا۔ مسز ہنری برک مائر۔ مسز اے۔ این چودھری۔ مسز کروان۔ مسز لطیف آنریری سکرٹری۔ مسز اے۔ سی۔ ا بارٹسن کلکتہ۔

مذکورہ بالا کمیٹی نے بنگال کے ۲۷ اضلاع سے خط و کتابت کر کے قریب قریب ہر جگہ فراہمی چندہ کی غرض سے سب کمیٹیاں بنوائیں جنہوں نے جوبلی فنڈ کی فراہمی میں کافی امداد دی۔ کمیٹی مذکور کے ارکان کو چندے جمع کرنے اور جائنٹ لکی بیگ (Joint Lucky Bag) کے انعامات پر صرف کرنے کے لئے عطیات کی وصولی کا بھی اختیار دیا گیا تھا۔

ضلع مدنا پور کی تقریبات

ضلع مدنا پور میں نقرئی جوبلی کے مقررہ پروگرام کے مطابق ۶ مئی سے ۱۸ مئی تک مختلف تقریبات انجام پائیں۔ جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے:۔

۶ مئی کو گرجاؤں۔ مسجدوں اور مندروں میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازی عمر و جاہ و جلال کی دعائیں مانگی گئیں۔ سنگیرتن پارٹیاں ہوئیں۔ فوجی پریڈ ہوئی۔ تمام ضلع میں چراغاں ہوا اور آتش بازی چھوڑی گئی۔ ۷ مئی کو صدر مقام میں دربار ہوا۔ غربا میں کھانا اور نقدی تقسیم کی گئی۔ ملک معظم کے دورۂ ہندوستان کے مختلف تقریبات کے مناظر برقی لالٹینوں کے ذریعے سے دکھائے گئے۔ ۹ مئی کو مقام کنتائی میں دربار منعقد ہوا جس کے اختتام پر غربا میں کھانا اور نقدی تقسیم کی گئی۔ ۱۱ مئی کو تاملوک میں۔ ۱۳ کو گھٹال میں۔ ۱۵ کو جھرک رام میں دربار منعقد کئے گئے۔ ۱۶ کو کھیل دکھلائے گئے۔ جن میں شرکت کی عام اجازت تھی۔ ۱۸ کو سکولوں میں کھیل ہوئے۔ ضلع کے تمام مدارس کے ہیڈ ماسٹروں نے اپنے اپنے یہاں کھیلوں اور طلبہ کو پھل اور مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنے کا انتظام کیا تھا۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے تمام سکولوں۔ مکتبوں اور پاٹ شالاؤں میں اس قسم کی تقریبات کا بخوبی انتظام کیا۔ تقریب جوبلی پر تمغے اور رسالے۔ نیز ملک معظم و ملکہ معظمہ کی رنگین عکسی تصاویر تمام ہائی سکولوں میں مفت تقسیم کی گئیں۔ اور ضلع کے جوبلی فنڈ کو تقویت پہنچانے کے لئے تصاویر فروخت بھی کی گئیں۔

ڈسٹرکٹ کمیٹی کی تجویز کے مطابق ضلع کے جوبلی فنڈ میں وصول شدہ رقم کا ۱/۳ حصہ وائسرائے کے فنڈ میں اور ۲/۳ ضلع کے ہسپتالوں اور ایسے ہی دوسرے اداروں پر صرف کیا گیا۔

جملہ تقریبات نہایت کامیابی سے انجام کو پہنچیں۔

ضلع راجشاہی کی تقریبات

ابتدائی تیاریاں اس سلسلے میں سب سے پہلا جلسہ ۲۶ جنوری ۱۹۳۵ء کو کلکٹر راجشاہی کی لائبریری میں منعقد ہوا۔ جس میں باتفاق رائے ملک معظم و ملکہ معظمہ کی سلور جوبلی کی تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے فراہمی چندہ کے واسطے سرکاری اور غیر سرکاری ارکان پر مشتمل ایک ڈسٹرکٹ کمیٹی بنائی

گئی۔ ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ راجشاہی اس کے صدر اور اسٹی ۹ سے اوپر نائب صدر تھے۔ اس ڈسٹرکٹ کمیٹی کے چار جوائنٹ سکرٹری منتخب کیے گئے۔ کمیٹی مذکور نے فراہمی چندہ کے لئے ہر ایک سب ڈویژن میں ایک ماتحت کمیٹی بنائی ؛

تقریبات جوبلی کا ایک شاندار پروگرام مرتب کیا گیا۔ جو ۶ مئی کی صبح سے شروع ہو کر بعد کی تاریخوں میں جاری رہا۔ ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ راجشاہی نے ایک دربار منعقد کیا۔ اور مناسب موقع تقریر کی۔ کالج اور ہائی سکولوں میں جمع ہوئے طلبہ کو تمغے اور انعامات تقسیم کیے گئے۔ غربا کو کھانا اور نقدی تقسیم کی گئی۔ بلدیات ضلع کی عمارات اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں ہوا۔ مختلف اقوام نے اپنے اپنے معابد میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازی عمر کی دعائیں مانگیں۔ ہزارہا شہری تماشائیوں کے علاوہ سینکڑوں دیہاتی بھی آتش بازی دیکھنے آئے ہوئے تھے۔ فوجی پریڈ بھی ہوئی ؛

رام پور بولیا کی تقریبات

رامپور بولیا (ضلع راجشاہی) میں سلور جوبلی کا جشن مندرجۂ ذیل پروگرام کے مطابق منایا گیا ۳ مئی کو یوم پرچم منایا گیا۔ اور ۶ مئی کو ½ ۸ بجے صبح راجشاہی کالج اور اس کی نئی بلڈنگ میں غیر باضابطہ دربار ہوا۔ اس موقع پر ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ نے ایک موزوں تقریر فرمائی۔ اور طلبہ کو تمغے عنایت کیے گئے۔ ۶ مئی کو فوجی پریڈ بھی ہوئی ؛

۱۱ بجے دن کے عیسائیوں نے گرجا میں۔ ۱۲ بجے ہندوؤں نے مندروں میں اور ۴ بجے شام کو مسلمانوں نے مساجد میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی صحت و عافیت اور ترقی عمر و دولت کی دعائیں کیں۔ اور تقریب جوبلی پر بارگاہ ایزدی میں ہدیۂ تشکر پیش کیا۔ سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ ½ ۸ بجے شام کو راجشاہی پوسٹ آفس سے متصل میدان "چار" میں آتش بازی چھوڑی گئی ؛ ۷ مئی کو ½ ۸ بجے رات کے راجشاہی مدرسہ میں سکاؤٹس کا مظاہرہ ہوا۔ اسی شام کو غربا میں خیرات تقسیم کی گئی ؛

ضلع فرید پور کی تقریبات

یہاں بھی ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ کی صدارت میں ایک کارکن کمیٹی مرتب کی گئی جس کے عہدے

داران وارکان میں ہر جماعت اور ہر طبقہ کے نمائندے شامل تھے۔ علاوہ بریں چندہ کی فراہمی کے لئے ایک سب کمیٹی بھی بنائی گئی۔

جشن جوبلی کی چہل پہل تو ہفتوں سے تھی۔ لیکن ۶ مئی کو انہوں نے عملی صورت اختیار کی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دربار منعقد کیا۔ جس میں شہر کے سرکاری و غیر سرکاری عمائد اور روسا نے شرکت کی۔ یہ تقریبات مسلسل کئی روز تک رہیں۔ ہائی سکولوں کے طلبہ نے کھیل دکھائے جنہیں تمغے اور انعامات دِئے گئے۔ چھوٹی جماعتوں کے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی ہسپتالوں کے حاجت مند مریضوں اور غربا میں کھانا اور نقدی تقسیم کی گئی۔ تمام سرکاری عمارات اور اکثر غیر سرکاری عمارات میں چراغاں ہوا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ سکاؤٹس نے کرتب دکھلائے۔ جوبلی کی تقریبات میں تمام سرکاری حکام نے تو حصہ لیا ہی۔ بے شمار غیر سرکاری اشخاص نے بھی جشن کو کامیاب بنانے میں نہایت دلچسپی لی۔ نواحی دیہات کے باشندے بھی ہزارہا کی تعداد میں شریک رہے۔

ضلع چاٹگام کی تقریبات

۶ مئی سنہ ۳۵ء کو ۵½ بجے سکول کے بچوں کا جلوس ریکریئیشن گراؤنڈ سے روانہ ہو کر ۶½ بجے پولو گراؤنڈ پہنچا۔ ۷ بجے پولو گراؤنڈ میں پریڈ ہوئی۔ اور کمشنر صاحب نے جوبلی کے تمغے تقسیم کئے۔ ۲/۴ پنجاب رجمنٹ ایسٹرن فرنٹیئر رائفلز اور مسلح پولیس نے مارچ کیا۔ جوبلی فنڈ کے لئے بزم پرچم بھی اسی تاریخ میں منایا گیا۔ خان صاحب مظفر احمد چودھری۔ رائے راج کمار گھوش بہادر اور مولوی احمد کبیر چودھری کی پیش کردہ کتب جوبلی طلبہ میں تقسیم کی گئیں۔ مختلف مقامات پر غربا میں کھانا تقسیم ہوا۔ سکولوں میں کھیل ہوئے۔ ۸ بجے شب سے سرکاری عمارات۔ ریلوے بلڈنگز اور ریزیڈنسیوں میں روشنی کی گئی۔ ۷ مئی کو تمام سکولوں کے طلبہ اور ہسپتال کے مریضوں کو کھانا کھلایا گیا۔ خانصاحب عبدالحق دوباش نے بھی غربا میں کھانا تقسیم کیا۔ ۹ بجے دن کے آراستہ موٹروں کا جلوس نکالا گیا۔ احاطہ دفتر پولیس میں ہیلتھ ویلفیئر سوسائٹی کی طرف سے مظاہرہ بھی ہوا۔ مسٹر محمد مالک میسرزادے۔ ایس جیسوپ برادرز نے مسلم یتیم خانے کو لکی بیگ عنایت کیا تھا۔ جو تقسیم کیا گیا۔ ۷ مئی کو دوبارہ سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔

ضلع مان بھوم کی تقریبات

ضلع مان بھوم کی ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی کے صدر مسٹر ایس۔ این موزمدار اسکوائر آئی۔ سی۔ ایس۔ ڈپٹی کمشنر۔ راجہ بہادر جیتی پرشاد سنگھ دیو آف کاشی پور نائب صدر۔ بابو این ایل جگت صدر سب ڈویژنل آفس جنرل سکرٹری۔ کمار اجیت پرشاد سنگھ دیو سکرٹری۔ بابو ایم۔ ایس۔ مکرجی ڈپٹی مجسٹریٹ خزانچی کے علاوہ ۹۳ اور ارکان بھی ہیں۔

۶ مئی سے جشن جوبلی کا پروگرام شروع ہوگیا۔ مختلف سکولوں کے کم سن طلبہ کے جلوس نکلے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب مان بھوم نے دربار منعقد کیا جس میں سرکاری افسران اور رؤسا و معززین شہر نے شرکت کی۔ طلبۂ مدارس کے کھیل ہوئے جنہیں حکام نے تمغے اور انعامات تقسیم کئے۔ چھوٹی جماعتوں کے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ یوم پرچم منایا گیا مساجد مندروں اور گرجا میں مسلمانوں، ہندوؤں اور عیسائیوں نے ملک معظم و ملکۂ معظمہ کے لئے دعائیں کیں۔ عام محتاجوں اور ہسپتالوں کے حاجت مند مریضوں میں کھانا اور نقدی تقسیم کی گئی۔ سرکاری وغیر سرکاری عمارات میں چراغاں ہوا۔ آتش بازی بھی چھوڑی گئی۔ جملہ تقریبات جشن نہایت کامیابی سے انجام پذیر ہوئیں۔

ضلع جلپائی گوڑی کی تقریبات

جشن جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے جو ڈسٹرکٹ کمیٹی بنائی گئی۔ اس کے حسب ذیل عہدے دار تھے:۔

(۱) صدر:۔ ڈپٹی کمشنر۔ (۲) نائب صدر:۔ نواب مشرف حسین خان بہادر ایم۔ ایل۔ سی۔ مسٹر پی۔ ڈی۔ راٹیکٹ ایم۔ ایل۔ سی و چیرمین دوارہ پلینٹرز ایسوسی ایشن۔ (۳) خزانچی رائے جے گوبند گوہا بہادر چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ۔ (۴) جوائنٹ سکرٹریان:۔ صدر۔ ایس۔ ڈی۔ او (مسٹر جے۔ سی چودھری) ایس۔ ڈی۔ او علیپور۔ مسٹر اے۔ ایم ایل رحمٰن چیرمین صدر لوکل بورڈ۔

جلپائی گوڑی میں جشن کے پروگرام کا آغاز اس طرح ہوا۔ کہ ۶ مئی کو ہاتھیوں۔ موٹر کاروں پولیس۔ بوائے سکاؤٹس اور سکول کے لڑکوں کا ایک شاندار جلوس نکالا گیا۔ جو شہر کے

بڑے بڑے بازاروں سے گزرا۔ اختتام جلوس پر ہندوؤں نے کالی باڑی اور مسلمانوں نے نواب صاحب کی مسجد اور عیسائیوں نے بیپٹسٹ مشن چرچ میں دعائے شکرانہ مانگی۔ ۳ بجے کمشنر نے دربار کیا۔ شام کو تمام سرکاری و غیر سرکاری عمارات پر روشنی کی گئی ۔ انڈین انسٹی ٹیوٹ کے میدان میں آتش بازی چھوڑی گئی۔ ۷ مئی کو صبح ۸ بجے انڈین انسٹی ٹیوٹ گراؤنڈ میں بوائے سکاؤٹ کا مظاہرہ ہؤا۔ ۱۰ بجے رام کرشنا آشرم کے میدان میں غربا کو کھانا کھلایا گیا۔ ۱۲ بجے ضلع سکول کے گراؤنڈ میں طلبہ کے کھیل ہوئے۔ بعد ازاں سکول کے لڑکوں کی فواکہات سے خاطر مدارات ہوئی۔ ۴ بجے شام کو انعامات تقسیم ہوئے۔ اور معززین نے تقریریں کیں۔

گرلز ایچ۔ ای سکول میں طالبات کا بھی یہی پروگرام رہا۔

ضلع بانکورا کی تقریبات

بانکورا میں ۶ مئی سے ۹ مئی تک تقریبات جوبلی منائی گئیں۔ آغازِ تقریبات ۶ مئی کو پونے چھ بجے صبح ہوا جبکہ تمام سکولوں۔ ہائی سکول اور یورسٹل سکول کے طلبہ اپنے اپنے سکولوں سے یونین جیک یا ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کی تصاویر لئے ہوئے جلوس کی صورت میں نکلے۔ اِس موقعے کے واسطے مسٹر بانی نے ایک گیت لکھا تھا۔ یہ طلبہ وہی گیت گاتے جاتے تھے۔ تمام جلوس ۶ بجے صبح ضلع سکول کے سپورٹس گراؤنڈ میں آکر جمع ہوئے۔ یہاں پر طلبہ کے کھیل ہوئے۔ ۸ بجے صبح کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے طلبہ کے سامنے تقریر کی۔ اور انعامات تقسیم کئے۔ شام کو ۴ بجے کالج ہال میں مختلف سکول کے طلبہ کا نظم خوانی میں مقابلہ ہؤا۔ ۷ بجے سرکاری اور غیر سرکاری عمارات میں چراغاں ہوا۔ ساڑھے سات بجے آتش بازی چھوڑی گئی۔ ۶ مئی کی صبح کو مختلف معابد میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ ۷ مئی کو غربا میں خیرات تقسیم کی گئی۔ شام کو جج صاحب کی کچہری میں کیرتن ہؤا۔ ۸ مئی کو جج کے احاطہ میں رامائن پڑھی گئی۔ اور ۹ مئی کو اسی جگہ جاترا کی رسم ادا کی گئی۔

ضلع مہر کی تقریبات

یہاں پر سلور جوبلی کی تقریبات مختلف اقوام کے اپنے اپنے معابد میں دعائے شکرانہ سے شروع کی گئیں۔ لیکن فلیگ ڈے ۲ مئی ہی کو منالیا گیا تھا۔ تقریباتِ جشن کے سلسلے میں سکول کے لڑکوں

میں مٹھائی اور غربا میں کھانا تقسیم کیا گیا۔ سلور جوبلی کے جشن کے سلسلے میں ہولی کھیلی گئی۔ بوائے سکاؤٹس کے بھی کھیل ہوئے۔

ضلع باقر گنج کی تقریبات

سلور جوبلی کمیٹی کی تشکیل | مسٹر ایچ تفضیل بارایٹ۔ اسکوائر آئی۔ سی۔ ایس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ باقر گنج کی صدارت میں جو کارکن اور نمائندہ جنرل کمیٹی مامور کی گئی۔ اس کے ارکان (سرکاری حکام اور معززین شہر) تقریباً ایک سو تھے۔ دیگر ارکان کے علاوہ بی۔ کے باسو اسکوائر آئی۔ سی۔ ایس ڈسٹرکٹ جج۔ جی۔ ایچ منٹو ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس۔ خان بہادر محمد محمود ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ ڈاکٹر ایچ۔ این بخشی قائم مقام سول سرجن۔ ایچ نیرجی آئی۔ سی۔ ایس جوائنٹ مجسٹریٹ۔ مولوی مکلیسور رحمانی ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس۔ مسٹر اے۔ کے فضل حق ایم۔ ایل۔ اے مولوی اے۔ زیڈ خاں ایس۔ ڈی۔ او صدر (جنوبی) بابو گرو داس سرکار ایس۔ ڈی۔ او صدر (شمالی) خان بہادر مولوی حمایت الدین احمد چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ وصدر انجمن حمایت اسلام باقر گنج۔ بابو سرت چندر گوہا صدر بلدیہ باریسال۔ بابو ستیش چندر چٹرجی پرنسپل بی۔ ایم۔ کالج۔ مولوی ہاشم علی خاں ایم۔ ایل۔ سی اور مولوی محمد حسین ایم۔ ایل۔ سی بھی خاص امتیاز رکھتے ہیں۔

تقریبات جشن | مقررہ پروگرام کے مطابق جو ۶ مئی سے شروع ہو کر کئی روز تک جاری رہا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دربار منعقد کیا۔ تعلیمی اداروں میں طلبہ کے کھیل ہوئے جن میں فواکہات سے ان کی خاطر مدارات کی گئی۔ نیز تمغے اور انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔ غربا کو خیرات دی گئی۔ جا بجا مسجدوں۔ مندروں اور گرجا میں مسلمانوں۔ ہندوؤں اور عیسائیوں نے ملک معظم وملکہ معظمہ کی صحت و درازی عمر کی دعائیں کیں۔ اور تقریب سلور جوبلی پر بارگاہ ایزدی میں ہدیۂ تشکر پیش کیا۔ سرکاری وغیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ چراغاں اور آتش بازی کو دیکھنے کے لئے نواحی دیہات کے صدہا مرد۔ عورتیں اور بچے آئے ہوئے تھے۔ سکاؤٹس کا مظاہرہ ہوا۔ فوجی پریڈ بھی ہوئی۔

ضلع بردوان کی تقریبات

ایک طاقتور کمیٹی کی تشکیل | بردوان سلور جوبلی کمیٹی کے صدر مہاراج ادھیراج بہادر آف



مسٹر اے۔ایچ۔غزنوی میئر کلکتہ



نوابؔ صاحب ڈھاکہ



خان بہادر محمد فضل کریم کلکٹر ضلع جیسور



نتیا نند بسواس ممبر ڈسٹرکٹ
بورڈ مجسٹریٹ



ای ڈبلیو ہالینڈ اسکوائر آئی۔سی۔ایس
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع ٹیپرا

نائب صدر :- راجہ منی لال سنگھ رائے سی ۔ آئی ۔ ای آف چاک دیگی و ڈسٹرکٹ آفیسر بردوان ۔
سکرٹری :- مسٹر سلیسور سنگھ رائے ۔ اسسٹنٹ سکرٹری بابو دیپ پروسنا مکرجی اور افسر خزانہ
خزانچی منتخب ہوئے ۔ اور تقریباً بیس ارکان جن میں سول سرجن بردوان ۔ بابو لکشمن کمار چٹرجی
مولوی محمد یٰسین ۔ مولوی نذیر الدین احمد ۔ بابو پی ۔ سی سنہا ۔ ایس ۔ ڈی ۔ او صدر اور بابو سی ۔ متر ا۔
پرنسپل بردوان کالج کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ دو سب کمیٹیاں بھی بنائی گئیں ۔
ایک تو چندہ جمع کرنے کے لئے اور دوسری انتظامات جشن کے لئے ۔ اول الذکر کمیٹی کے صدر
ڈسٹرکٹ آفیسر بردوان اور آخر الذکر کے صدر ڈسٹرکٹ جج بردوان بنائے گئے ۔ ان کمیٹیوں نے
نہایت سرگرمی سے کام کیا ۔

مقررہ پروگرام کے مطابق ۶ مئی سے سلور جوبلی کی تقریبات شروع ہوئیں ۔ جو بعد کی کئی تاریخوں
تک جاری رہیں ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دربار منعقد کیا ۔ کالج اور سکولوں میں میچ اور کھیل
ہوئے ۔ طلبہ کو تمغے اور انعامات تقسیم کئے گئے چھوٹی جماعتوں کے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی ۔
مندروں ۔ مسجدوں اور گرجاؤں میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کی ترقی عمر و دولت کے لئے دعائیں مانگی
گئیں ۔ بلدیہ کے دفاتر اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں روشنی کی گئی ۔ آتش بازی
چھوڑی گئی ۔ سکاؤٹس نے بھی مظاہرہ کیا ۔ فوجی پریڈ بھی ہوئی جشن جوبلی کی تمام تقریبات از ابتدا
تا انتہا نہایت پُر رونق اور شاندار تھیں ۔

ضلع جیسور کی تقریبات

سرکاری کارکنان کی فہرست کے خان بہادر محمد فضل الکریم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۔ بابو سوکمار
چٹرجی ایم ۔ بی ۔ ای ڈپٹی مجسٹریٹ یستیندرا ناتھ دت ڈپٹی مجسٹریٹ کیپٹن اے ۔ ایف ۔
ایم محسن علی سب ڈویژنل آفیسر نریل ۔ مولوی حفیظ الرحمٰن چودھری سب ڈویژنل آفیسر گورا ۔
دیگر سب ڈویژنل افسران اور سرکل افسران کے سوا مندرجہ ذیل غیر سرکاری اصحاب نے
بھی بڑے انہماک سے کام کیا :-

رائے بہادر کے ۔ ایل رائے چودھری گورنمنٹ پلیڈر ۔ مولوی سید نوشیر علی ایم ۔ ایل ۔ سی ۔
وکیل ۔ بابو سریندرا ناتھ ہلدار پلیڈر ۔ مولوی سید عبد الرؤف وکیل ۔ کارتک پاٹھا بوس منیجر گروپ
آف وارڈز جاگیرات ۔ ایل یادھن رے ایم ۔ ایل ۔ سی ۔ مولوی سید مجید بخش ایم ۔ ایل ۔ سی پلیڈر
وغیرہ ۔

پروگرام کا آغاز ۶ مئی سے شروع ہو کر ایک ہفتہ تک برابر جاری رہا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دربار کیا۔ تعلیمی اداروں میں طلبہ کے کھیل دیئے جن کو تمغے اور انعامات تقسیم کئے گئے۔ غربا اور ہسپتالوں کے حاجت مند مریضوں میں کھانا تقسیم کیا گیا۔ مندروں میں ہندوؤں نے مساجد میں مسلمانوں نے اور گرجا میں عیسائیوں نے قیصر و قیصرۂ ہند کی صحت و تندرستی کی دعائیں کیں۔ شہر میں جا بجا سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں ہوا۔ اعلیٰ پیمانے پر آتش بازی چھوڑی گئی۔ سکاؤٹس نے بھی کھیل دکھائے۔ اور فوجی پریڈ بھی ہوئی۔

ضلع کومیلا کی تقریبات

جنوری ۳۵ء میں کومیلا میں ایک ڈسٹرکٹ کمیٹی بنائی گئی۔ جس کے صدر :۔ مسٹر ای۔ ڈبلیو ہالینڈ اسکوائر آئی۔ سی۔ ایس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ نائب صدر :۔ رائے بسودھر داس بہادر صدر بلدیہ کومیلا۔ خان بہادر عبید الرضا چودھری۔ سکرٹری :۔ مسٹر ڈی کے گھوش صدر سب ڈویژنل آفیسر۔ آنریری جوائنٹ سکرٹریان :۔ خانصاحب محمد رضی الدین علی۔ رائے صاحب چندر رائے بہادر۔ مسٹر آئی۔ بی۔ دت۔ خزانچی :۔ مینیجنگ ڈائرکٹر کومیلا یونین بنک لیمیٹیڈ منتخب ہوئے۔ عہدیداروں کے علاوہ کمیٹی کے ۱۲ ارکان تھے۔

کمیٹی نے فیصلہ کیا تھا کہ مقامی تقریبات کے لئے دس ہزار روپے اور وائسرائے کے فنڈ میں دینے کے لئے بیس ہزار روپیہ جمع کیا جائے۔ لیکن کمیٹی کی جد و جہد کا پتہ اس حقیقت سے چلتا ہے کہ اس نے ۳۵ ہزار سے اوپر چندہ جمع کیا۔ جس میں سے ⅓ رقم مقامی تقریبات پر صرف کی گئی۔ اور باقی وائسرائے فنڈ میں بھیجی گئی۔

تقریبات جوبلی کا پروگرام ایک ہفتے سے زیادہ دنوں پر حاوی تھا جس کے دوران میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا دربار۔ نگر سنگیرتن۔ فوجی پریڈ۔ طلبہ کے جلوس۔ سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں۔ معابد میں دعائیں۔ خواتین۔ طلبہ و طالبات کے لئے سینما شو۔ طلبا و غربا میں کھانا اور فقیر عورتوں اور اپاہجوں میں ضروری پارچات کی تقسیم۔ طلبۂ مدارس کے کھیل اور سکاؤٹس کے مظاہرے عمدگی سے عمل میں آئے۔ مختلف عمائد نے ۲½ ہزار جوبلی کے رسالے خرید کر طلبہ میں مفت تقسیم کئے۔

ضلع کھلنا کی تقریبات

جوبلی کی تقریبات کی انجام دہی اور فراہمیِ زر کے لئے جو ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی بنائی گئی۔ وہ حسب ذیل عہدے داران پر مشتمل تھی :۔

(۱) پی سرکار اسکوائر آئی سی۔ ایس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صدر (۲) رائے جے۔ این گھوش صدر ڈسٹرکٹ بورڈ کھلنا۔ نائب صدر۔ (۳) ایم۔ اے۔ سی سین بہادر گورنمنٹ پلیڈر آنریری خزانچی۔ (۴) بابو ایم۔ کے۔ گھوش سکرٹری صدر بلدیہ کھلنا۔ (۵) مولوی میر حسین ڈپٹی مجسٹریٹ۔ جوائنٹ سکرٹری (۶) سب ڈویژنل آفیسر صدر (کھلنا)۔ (۷) سب ڈویژنل آفیسر باگرہاٹ۔ (۸) سب ڈویژنل آفیسر ست کھیرا۔ (۹) مولوی شمس الرحمن بی۔ ایل سکرٹری انجمن اسلامیہ۔ ارکان *

تقریبات ۶ مئی سے شروع ہو کر ایک ہفتے تک جاری رہیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا دربار۔ فوجی پریڈ۔ طلبہ کے جلوس اور کھیل۔ مسجدوں۔ مندروں اور گرجاؤں میں دعائے شکرانہ۔ سرکاری وغیر سرکاری عمارات میں روشنی، سکولوں کے طلبہ میں مٹھائی اور محتاجوں میں کپڑے کی تقسیم۔ سکاوٹس کے مظاہرے نہایت خوبی سے انجام پائے *

دارجیلنگ کی تقریبات

۱۲- اپریل کو سلور جوبلی فنڈ کمیٹی کا کونسل چیمبر میں ایک جلسہ منعقد ہوا مسٹر کلارک صدر مسٹر ایس سانیال نائب صدر۔ مسٹر بی۔ کے مکرجی آنریری سکرٹری۔ مسٹر ڈبلیو جے کڈ آنریری سکرٹری۔ کپتان ڈبلیو ایف۔ ایم ڈوپلاک اعزازی خزانچی کے علاوہ دیگر اکابر بھی شریک جلسہ تھے۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا تھا کہ صدر سب ڈویژن کے ابتدائی مدارس میں تقسیم کرنے کی غرض سے نیپالی زبان میں ملکِ معظم کی سوانح عمری کی ڈھائی ہزار جلدیں خریدی جائیں *

تقریبات کے سلسلے میں ۶ و ۷ مئی کو غربا اور ہسپتالوں کے مریضوں میں کھانا تقسیم کیا گیا۔ حدودِ بلدیہ کے اندر پرائمری سکولوں کے لڑکوں کو کھانا دیا گیا۔ اور سیکنڈری سکولوں کے طلبہ کو سینما کے کھیل مفت دکھائے گئے۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ دفاتر بلدیہ اور سرکاری وغیر سرکاری عمارات پر زرق برق جھنڈے نصب کئے گئے۔ سلور جوبلی کے

رسالے اور اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ جوبلی فنڈ کمیٹی نے مذکورہ بالا تمام تقریبات پر ۲ ہزار سات سو پچاس روپئے صرف کئے۔

صوبجات متحدۂ آگرہ و اودھ

صوبجات متحدۂ آگرہ و اودھ اپر انڈیا کے بالکل وسط میں واقع ہیں۔ شمال میں تبت شمال مشرق میں نیپال۔ مشرق اور جنوب مشرق میں بہار۔ جنوب میں سنٹرل انڈیا ایجنسی کی دو ریاستیں (چھوٹا ناگپور) اور ضلع ساگر (صوبجات متوسط) مغرب میں ریاست ہائے گوالیار دھول پور۔ بھرت پور۔ سرمور و جیل۔ اور صوبۂ پنجاب گھیرے ہوئے ہیں۔ صوبجات متحدہ کا رقبہ ۱۰۶۲۴۸ مربع میل ہے۔ اور رامپور۔ ٹھری گڑھوال اور بنارس کی تین ہندوستانی ریاستوں کو شامل کر لیا جائے۔ تو مجموعی رقبہ ۱۱۲۱۹۱ مربع میل اور کل آبادی ۴۹۶۱۴۸۳۳ ہے۔

نظم و نسق

ہز ایکسیلنسی سر ہیری گریم ہیگ ایم۔ اے۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ گورنر صوبجات متحدہ

آپ ۱۳۔ اپریل ۱۸۸۱ء کو پیدا ہوئے۔ ونچسٹر کالج اور نیو کالج آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ ۱۹۰۵ء میں انڈین سول سروس میں داخل ہوئے۔ ۱۹۱۰-۱۲ء تک حکومت صوبجات متحدہ کے نائب سکرٹری رہے۔ ۱۹۱۵-۱۹ء تک انڈین آرمی ریزرو آف آفیسرز سے آپ کا تعلق رہا۔ ۱۹۲۰ء میں حکومت ہند کے فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ڈپٹی سکرٹری اور ۱۹۲۱-۲۲ء میں فسکل کمیشن کے سکرٹری رہے۔ ۱۹۲۳-۲۴ء میں آپ نے لی کمیشن کے ساتھ کام کیا۔ ۱۹۲۵ء میں وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری۔ ۱۹۲۶-۳۰ء میں ہوم ڈیپارٹمنٹ حکومت ہند کے سکرٹری اور ۱۹۳۰-۳۴ء میں حکومت ہند کے ہوم ممبر رہے۔ اور ۶ دسمبر ۱۹۳۴ء کو گورنر یو۔ پی بنائے گئے۔



ہز ایکسیلنسی سر ہیری ہیگ بالقابہ گورنر یو۔ پی

گورنر کی ایگزکٹو کونسل کے ارکان

(۱) آنریبل مسٹر جے۔ ایم۔ کلے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ او۔ بی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس
آپ ۶ دسمبر ۱۸۸۱ء کو پیدا ہوئے۔ ونچسٹر کالج اور نیو کالج آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ ۱۹۰۵ء
میں آپ انڈین سول سروس میں داخل ہوئے۔ ۱۹۱۱-۱۳ء تک حکومت کے انڈر سکرٹری۔
۱۹۱۳ء تک گڑھوال کے ڈپٹی کمشنر۔ ۱۹۲۱-۲۵ء تک مجسٹریٹ و کلکٹر کانپور۔ ۱۹۲۵-۲۸ء تک
ڈپٹی کمشنر نینی تال اور ۱۹۲۸-۳۱ء تک حکومت کے سکرٹری رہے۔ آپ ۱۹۳۱ء میں چیف سکرٹری
مامور ہوئے۔ اور اب یو۔ پی گورنمنٹ کی ایگزکٹو کونسل کے رکن ہیں۔

(۲) آنریبل کنور سر مہاراج سنگھ ایم۔ اے (آکسفورڈ) بار ایٹ لا۔ سی۔ آئی۔ ای۔
آپ ۷ امئی ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئے۔ بیرو بال کالج (آکسفورڈ) میں تعلیم پائی۔ ۱۹۰۴ء
میں آئی۔ سی۔ ایس (یو۔ پی) میں داخل ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں حکومت ہند کے صیغۂ تعلیم کے اسسٹنٹ
سکرٹری۔ ۱۹۱۷ء میں ہمیرپور (یو۔ پی) کے مجسٹریٹ و کلکٹر۔ ۱۹۱۹ء میں سکرٹری گورنمنٹ یو۔ پی۔
۱۹۲۰-۲۳ء میں حکومت ہند کے صیغۂ تعلیم کے ڈپٹی سکرٹری۔ ۱۹۲۳ء میں ڈپٹی کمشنر بہرائچ۔
۱۹۲۷ء میں کمشنر الہ آباد۔ ۱۹۲۸ء میں کمشنر بنارس۔ ۱۹۲۹ء میں کمشنر الہ آباد۔ ۱۹۳۱ء میں
چیف منسٹر جودھپور اور ۱۹۳۲ء میں جنوبی افریقہ میں حکومت ہند کے ایجنٹ مامور ہوئے۔ آپ
انجمن ہائے امداد باہمی (یو۔ پی) کی رپورٹ بابت ۱۹۰۸-۱۶ء۔ ہندوستانیوں کی مارشس اور
برطانوی گی آنا میں نقل وطن کی رپورٹ نیز مشرقی افریقہ کے وفد کی رپورٹ کے مصنف ہیں۔ اخبارات
میں بھی آپ کے مختلف مضامین شائع ہو چکے ہیں۔

وزرا

(۱) آنریبل نواب سر محمد یوسف بار ایٹ لاء
آپ صوبۂ آگرہ کے ایک ممتاز زمیندار ہیں۔ اور اکثر مرتبہ کانفرس زمینداران صوبۂ آگرہ کے صدر
رہ چکے ہیں۔ آپ مدت سے مسلسل طور پر یو۔ پی کی مجلس وضع آئین و قوانین کے ممبر چلے آرہے ہیں۔
اور دس سال سے صوبجات کی وزارت پر ممتاز ہیں۔ پہلے آپ وزارت تعلیم پر فائز تھے۔ اب
وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ ہیں۔ وزارت سے پہلے آپ ایک ہر دلعزیز بیرسٹر ایٹ لا تھے۔ اور
الہ آباد میں پریکٹس کیا کرتے تھے۔ آپ کرکٹ کے ایک نامور کھلاڑی ہیں۔

(۲) آنریبل سر جوالا پرشاد سریواستوا۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ اے۔ ایم۔ سی۔ ٹی۔ اے۔
آئی۔ سی۔ ایم۔ ایل۔ سی۔ وزیر تعلیم

آپ یاقسی (ضلع بستی ۔ یو۔ پی) کے زمیں و زمیندار ہیں۔ آپ ۱۶۔ اگست ۱۸۸۹ء میں
پیدا ہوئے۔ کرائسٹ چرچ کالج کانپور اور میور سنٹرل کالج الہ آباد میں تعلیم پائی۔ ۱۹۰۹ء میں
گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے سٹیٹ ٹکنیکل سکالر کی حیثیت سے انگلستان بھیجے گئے ۔
منچسٹر کالج آف ٹکنالوجی میں داخل ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں ٹکنالوجی میں ایم۔ ایس۔ سی کی ڈگری حاصل
کی۔ آپ نے یورپ کے اکثر ممالک کی سیاحت کی ہے۔ اپریل ۱۹۱۲ء میں یو۔ پی گورنمنٹ نے انڈسٹریل
کیمسٹ مامور کیا۔ ۱۹۱۹ء میں سرکاری ملازمت ترک کرکے اپنا کاروبار کرنے لگے۔ ۱۹۲۶ء میں
اپر انڈیا چیمبر کی طرف سے یو۔ پی کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۰ء میں کرر رکن منتخب ہوئے۔
۱۹۲۹ء میں یو۔ پی سائمن کمیٹی کے صدر منتخب کئے گئے۔ ۲۰ سال تک کانپور امپروومنٹ ٹرسٹ
کے آنریری چیئرمین رہے۔ ۱۹۳۱ء میں یو۔ پی کے وزیر تعلیم مقرر کئے گئے۔ ۱۹۳۲ء میں آپنے
پائنیر اخبار خرید لیا۔ اور اس کو زمینداروں کا ایک آرگن بنا دیا ؟

دیگر اعضائے حکومت

۱	فنانس سکرٹری۔	جے ایل سیتھے آئی۔ سی۔ ایس ؟
۲	ریونیو و پی۔ ڈبلیو۔ ڈی سکرٹری . .	اے۔ اے واگی آئی۔ سی۔ ایس ؟
۳	ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن . . .	ایچ۔ آر ہیرپ ایم۔ اے (آکسن) ؟
۴	ڈائرکٹر آف ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ . .	مسٹر آر۔ جی ایلن ایم۔ اے پی ؟

میرٹھ ڈویژن

ضلع میرٹھ کی تقریبات

افتتاح جشن
فوجی پریڈ
شاندار دربار

ضلع میرٹھ میں جشن جوبلی کی تقریبات نہایت شان و شوکت سے منائی گئیں۔ تقریبات
۶ مئی کو باضابطہ طور پر دوشنبہ سے اس طرح شروع ہوئیں ۔ ۷ بجے صبح برگیڈ پریڈ
کے میدان میں پولیس کی اور فوج کی پریڈ ہوئی ۔ دوشنبہ کی صبح ہی کو سینٹ جان چرچ
میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ ۷ مئی کی شام کو ملک معظم و ملکہ معظمہ کی سلور جوبلی کے اعزاز میں گورنمنٹ
ہائی سکول کے میدان میں ایک نہایت طویل و عریض اور زرق برق شامیانے کے نیچے دربار



سر ہیری ہیگ مع لیڈی ہیگ
آنریبل سر سیتارام پریزیڈنٹ لیجسلیٹو کونسل
یو۔پی کا خیر مقدم کر رہے ہیں ۔



آنریبل جے ایم کلے فنانس ممبر گارڈن پارٹی
گورنمنٹ ہاؤس نینی تال سے لوٹ رہے ہیں ۔



آنریبل نواب سر محمد یوسف وزیر لوکل سلف گورنمنٹ مع آنریبل سر جوالا پرشاد
سریواستو وزیر تعلیم یو۔پی گورنمنٹ مع بیگم و دختر صاحبہ سر سریواستوا



شاہ محمد سلیمان چیف جسٹس ہائیکورٹ یو۔پی



نواب سر احمد سعید خاں آف چھتاری



رائے بہادر رام بابو سکسینا ڈائرکٹر آف پبلسٹی گارڈن پارٹی منعقدہ گورنمنٹ ہوس نینی تال سے واپس آ رہے ہیں۔



ایچ۔ آر۔ ہارپ یم۔ اے۔ آئی۔ ای۔ ایس
ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن یو۔ پی

منعقد ہوا۔ ڈائس جس کے اوپر مخملی چتر سایہ کے واسطے لگایا ہوا تھا۔ اس پر صدر دربار مسٹر
ای۔ ایچ۔ آنڈ آئی۔ سی۔ ایس کمشنر قسمت میرٹھ کے لئے ایک نقرئی کرسی بچھائی گئی تھی۔
تقریباً تمام فوجی و غیر فوجی حکام۔ مشہور رؤسا اور غیر سرکاری اکابر ضلع اور کثیر التعداد خواتین اجتماع
دربار میں شریک تھیں۔

دربار کے باضابطہ افتتاح ہو جانے پر نواب جمشید علی خاں نے ایک قرارداد پیش کی۔
جس میں باشندگان میرٹھ کی طرف سے ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی ذات والاصفات کے ساتھ ان کے
غیر متزلزل جذبات وفاداری و عقیدت کیشی کا اظہار کیا گیا۔ اور اُن کے بست و پنج سالہ مبارک
عہد حکومت کی یادگار سلور جوبلی منانے پر ان کی خدمت میں ہدیۂ مبارک باد پیش کیا گیا۔ نیز اُن
کی درازیٔ عمر و ترقی اقبال کی دعا کی گئی۔ یہ قرارداد پنڈت سورج مل وحت کی تائید اور مسٹر محمد علی
اور مسٹر موتی لال کی تائید مزید کے بعد منظور ہوئی۔

قرارداد کے سلسلے میں تقریروں کے بعد اُردو اور ہندی کی مدحیہ نظمیں پڑھ کر سنائی
گئیں۔ اس کے بعد کمشنر صاحب نے جوبلی کے تمغے اور اسناد تقسیم کیں۔ اختتام دربار کا اعلان
کرتے ہوئے کلکٹر صاحب نے یہ بھی اعلان کیا کہ اس وقت تک سلور جوبلی فنڈ میں ۲۵ ہزار روپے
سے اوپر چندہ جمع ہو چکا ہے۔ دربار میں خان بہادر صوبیدار میجر دھومان (پنجاب رجمنٹ)
نائک اسمٰعیل خان۔ نائک کرپارام۔ دفعدار خان زمان خان اور دفعدار علی خان (تمام فوجی عہدیدار)
کو جوبلی کے تمغے دیئے گئے۔

دربار کے اختتام پر اعلیٰ قسم کی آتش بازی چھوڑی گئی۔ شہر کی اکثر و بیشتر عمارات میں چراغاں
کیا گیا۔ شہر میرٹھ کی پولیس نے ہندوستانی موسیقی اور ساتھ ہی محفل رقص و سرود کا بھی انتظام
کیا تھا۔ صبح کو طلبہ میں مٹھائی اس کے بعد غربا میں کھانا اور خیرات تقسیم کی گئی۔ دوپہر کو پہلوانوں کا
دنگل بھی ہوا۔

جوبلی کا میلہ گورنمنٹ ہائی سکول میرٹھ کے احاطہ میں جوبلی کی نمائش منعقد ہوئی۔ پیر کے روز
۷ بجے صبح گرل گائڈ ریلی ہوئی جس میں شہر کے مختلف زنانہ سکولوں کی لڑکیوں نے حصہ لیا۔ ۸½
بجے سکولوں میں کھیل ہوئے۔ نمائش جوبلی میں ہیلتھ شو۔ ایگریکلچرل شو ہوئے۔ جن میں حفظ عامہ۔
صحت عامہ اور زراعت کے جدید و مفید طریقوں پر روشنی ڈالی گئی تھی۔

تقریبات جوبلی کا پروگرام سکاؤٹس کے مظاہرے۔ دنگل۔ وائسرائے کی لاسلکی تقریر۔
مشاعرہ۔ موسیقی کا مقابلہ۔ بےبی شو اور چراغاں جیسے دلکش مشاغل پر حاوی تھا۔ جو نہایت خوش
اسلوبی سے انجام پائے۔

تمغہ یافتگان سلور جوبلی کے دربار کے موقع پر بہت فوجی وغیر فوجی حکام اور معززین شہر کو تمغے اور اسناد عطا کئے گئے۔ ان کی ایک طویل فہرست ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل اصحاب کے اسماء گرامی بھی ہیں :-

مسٹر آر۔ ڈی دربینڈ کلکٹر۔ مسٹر آر۔ ایل یورک ڈسٹرکٹ جج۔ مسٹر پیٹرس سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ رائے بہادر پی۔ سی اگر وال۔ ایگزیکٹو انجینئر۔ مسٹر آر۔ آر کھنا۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر آرمی آڈٹ۔ مسٹر ایف۔ بی خاں انسپکٹر مدارس۔ مس اسٹیوارڈ آف جیٹی۔ نواب محمد امیر اللہ خاں۔ کپتان نواب محمد جمشید علی خان ایم۔ ایل۔ سی۔ نواب سید امجد علی شاہ آف سردھنہ۔ خان بہادر حاجی شیخ وحید الدین۔ خانصاحب صاحبزادہ شیخ رشید الدین ایم۔ ایل۔ سی۔ خان بہادر سید مہربان علی سپیشل مجسٹریٹ۔ رائے صاحب گوبند بہاری ؂

گورنر کی اسناد بھی متعدد اشخاص کو دی گئیں۔ ان میں خان صاحب حکیم محمود الحق آنریری مجسٹریٹ۔ آر۔ ایس چودھری جسونت سنگھ سپیشل مجسٹریٹ بروت۔ چودھری شادی رام ایڈیٹر "پیتری"۔ ایم شعیب احمد ایڈیٹر "آئینہ"۔ بھی ہیں۔ ان کے علاوہ کمشنر صاحب نے بھی بہت سے معززین کو اپنی اسناد تقسیم کیں ؂

سلور جوبلی کی مستقل یادگار ۱۲ ہزار کا مالیہ معاف خان بہادر حاجی شیخ وحید الدین میرٹھی نے سلور جوبلی کی خوشی میں اپنے کاشتکاروں کو ۱۲ ہزار روپیہ مالیہ معاف کر دیا۔ علاوہ بریں خان بہادر موصوف نے ضلع عارف پور (تحصیل ہاپوڑ) میں سلور جوبلی کی تقریبات کا افتتاح کرتے ہوئے سلور جوبلی کی یادگار کے طور پر مویشیوں کو ٹھہرانے کے واسطے مویشیوں کے تاجروں کے مفت استعمال کرنے کے لئے ۸ ہزار مربع گز اراضی عطا کی ہے ؂

شہر میرٹھ میں برف خانہ کے احاطہ کو سلور جوبلی کی ایک مستقل یادگار بنانے کے لئے خواتین کے پارک میں منتقل کر دیا گیا ؂

لال کرتی میں جمعیتہ القریش کا جلسہ ملک معظم و ملکہ معظمہ کی سلور جوبلی منانے کی غرض سے لال کرتی میرٹھ میں خان صاحب حاجی شیخ محمد رشید الدین احمد ایم۔ ایل۔ سی کے زیر صدارت جمعیتہ القریش کا ایک اجتماع ہوا۔ جس میں شاہ و ملکہ کے سوانح حیات بیان کئے گئے۔ اور ان کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعا کی گئی ؂

جشن جوبلی کو کامیاب بنانے میں مسٹر آئی۔ ایم قدوائی آئی۔ سی۔ ایس جائنٹ مجسٹریٹ اور بابو رگھوناتھ داس ٹنڈن ڈپٹی کلکٹر نے نہایت انہماک اور سرگرمی سے حصہ لیا ؂

جوبلی فنڈ میں چندہ ضلع میرٹھ نے جوبلی فنڈ میں ۳۵ ہزار سے اوپر چندہ دیا۔ خاص خاص

چندے حسب ذیل ہیں :-

نام معطیان	رقم چندہ
خان بہادر شیخ وحید الدین صاحب سی - آئی - ای	۱۵۰۰ روپے
خان صاحب شیخ رشید احمد صاحب	۱۰۰۰ "
کلکٹری کا عملہ	۱۲۰۰ "
لفٹننٹ لالہ بودھ پرکاش صاحب	۵۰۰ "
بابو کنج بہاری لال	۱۰۰ "
نواب مہربان علی صاحب	۲۵۰ "
مرزا ایم نادر علی و ایم محمد اسحاق	۵۰۰ "
مسٹر رفیع الدین صاحب	۵۰۰ "
لالہ انبا پرشاد صاحب	۱۰۰ "
بابو محمد علی صاحب	۱۰۰ "
مسٹر سید احمد آنریری میجسٹریٹ	۱۰۰ "
لالہ نرائن داس صاحب	۱۰۰ "

ضلع دہرہ دُون کی تقریبات

جنرل سلور جوبلی کمیٹی ضلع دہرہ دون میں جشن جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے ایک زبردست جنرل سلور جوبلی کمیٹی بنائی گئی - جو مسٹر پی - جے - کے ہیلوز آئی - سی - ایس سپرنٹنڈنٹ دہرہ دون صدر اور مسٹر سید احمد بی - ایس - سی (آنرز) ایل - ایل - بی - اکسٹرا نائب تحصیلدار آنریری سکرٹری کے علاوہ مختلف فوجی و سویلین - سرکاری و غیر سرکاری ستائیس مقتدر ارکان پر مشتمل تھی - ان میں برگیڈیر ایل - پی کانسٹر (بالقابہ) میجر آر - جے - کانسٹر (بالقابہ) میجر کنور شمشیر بہادر سنگھ - میجر سکاٹ - لفٹننٹ کرنل سی - بی بلیکٹ آفیسر کمانڈنگ ۱/۲ گورکھا رائفلز - رائے بہادر چودھری شیر سنگھ صدر ڈسٹرکٹ بورڈ - مسٹر اختر محمد خاں ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر - مسٹر ایل - ایم - میڈلے ایم - ایل - سی - مسٹر منظور علی خان ایم - ایل - سی - مسٹر لچھمن پرشاد پرنسپل ڈی - اے - وی کالج کے اسمائے گرامی بھی ہیں -

جنرل سلور جوبلی کمیٹی کے علاوہ مختلف تقریبات کے سلسلے میں علیحدہ علیحدہ کمیٹیاں بنائی گئی تھیں۔ جن کو مختلف فرائض سپرد کئے گئے تھے۔

جشن جوبلی کی ابتداء۔ دربار

۶ مئی کی صبح کو فوجی قواعد ہوئی۔ اور بوائے سکاؤٹس نے کرتب دکھائے۔ بعد ازاں مدارس کے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ مسٹر بی۔ جے۔ کے ہیلوز آئی۔ سی۔ ایس سپرنٹنڈنٹ دہرہ دون کے زیر صدارت ایک مرتب شامیانے کے نیچے جوبلی دربار منعقد ہوا۔ مسٹر بی۔ جے۔ کے ہیلوز ایک ہاتھی پر سوار ہو کر جلوس کے ساتھ دربار کے پھاٹک پر پہنچے۔ گارڈ آف آنر نے سلامی دی۔ آپ نے ملک معظم کے دور حکومت پر تبصرہ کیا۔ ملک معظم کی ذات گرامی اور تاج برطانیہ سے وفاداری کی قرارداد منظور کی گئی۔ سرکاری حکام اور معززین شہر کو تمغے اور اسناد تقسیم کی گئیں۔ جوبلی کے متعلق اردو اور ہندی کی نظمیں پڑھی گئیں۔ دربار کے اختتام پر دیر تک فوجی بینڈ بجتا رہا۔ جسے سننے کے لئے تقریباً ۸ ہزار آدمی جمع تھے۔ اس کے بعد آتشبازی چھوڑی گئی۔ پریڈ گراؤنڈ اور اس کے آس پاس کی عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ ۷ مئی کو پنڈت ہردے نرائن مالک رسوپرا بینڈ کمپنی نے جوبلی کی خوشی میں انگلستان کا پروگرام لاسکی پر حاضرین نے ریڈیو کے ذریعے سے تمام نوآبادیوں کے پیغامات۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے کی تقریر اس کے بعد ملک معظم کا پیغام سنا۔ تمام سرکاری عمارتوں اور ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپلٹی کی عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔

منصوری میں جشن جوبلی

ابتدا میں سلور جوبلی کا لائحہ عمل مرتب کرنے اور اس کی تقریبات کو کامیاب بنانے کے لئے اپریل میں مختلف اداروں کے اجلاس منعقد ہوئے۔ تمام درسگاہوں نے علیحدہ علیحدہ جوبلی کے پروگرام مرتب کئے۔ ۶ مئی کو عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ لائبریری کے احاطہ میں فوج۔ بوائے سکاؤٹس۔ گرلز گائیڈ اور طلبہ کی منعقدہ طور پر پریڈ ہوئی۔ بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ دوپہر کو بلدیہ کے دفتر میں غربا کو کھانا کھلایا گیا۔ شام کو مال۔ ونسنٹ ہل روڈ۔ ٹہری روڈ۔ اور بلدیہ کی تمام عمارتوں میں روشنی ہوئی۔ ۷ مئی کی شام کو ایک ٹی پارٹی ہوئی۔ گرینڈ ہوٹل میں جلسۂ رقص منعقد ہوا۔ اور ۷ مئی کو بھی چراغاں کیا گیا۔ ۱۱ مئی کو گرینڈ ہوٹل میں شاہی دعوت و محفل رقص برپا ہوئی۔ جس میں تقریباً دوسو مہمانوں نے شرکت کی۔ مسٹر درشن لال صدر سٹی بورڈ نے ملک معظم و ملکۂ معظمہ کا جام صحت تجویز کیا۔ ۱۲ مئی کو مسجدوں۔ گرجاؤں اور مندروں میں بادشاہ و ملکہ کی درازیٔ عمر و اقبال کی دعائیں کی گئیں۔

دیہاتی مرکزوں میں بھی مقامی حالات کے تابع جشن جوبلی نہایت دھوم دھام سے منایا گیا۔ جوبلی فنڈ میں ضلع دہرہ دون نے کل ۴۲۹۰ روپے ۱۴ ار چندہ دیا۔

ہردوار میں جشن جوبلی رشی کل اور ہردوار دونوں جگہ سلور جوبلی کا جشن منایا گیا۔ مقررہ پروگرام کے متعلق ۶ مئی کو ہون کیا گیا۔ اور ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازی عمر اور افزائش مسرت کی دعائیں مانگی گئیں۔ رشی کل میں سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ سکولوں کے لڑکوں میں مٹھائی اور انعامات تقسیم کئے گئے۔ غربا کو کھانا اور کپڑا دیا گیا۔

ضلع سہارن پور کی تقریبات

ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی ۴ فروری کو ضلع کے رؤسا۔ وکلا اور تعلقہ داروں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی اور تحصیلوں کے لئے سب کمیٹیاں بنائی گئیں۔ مقدم الذکر پچیس (۲۵) ارکان پر مشتمل تھی۔ جن میں راجہ سر رامپال سنگھ کے۔ سی۔ آئی۔ ای تعلقہ دار۔ راجہ جگن ناتھ بخش سنگھ تعلقہ دار۔ رانا اوما ناتھ بخش سنگھ او۔ بی۔ ای تعلقہ دار۔ راجہ برکھنڈی نریش پرتاپ نرائن سنگھ صدر ڈسٹرکٹ بورڈ تعلقہ دار۔ سید کلب عباس گورنمنٹ پلیڈر۔ ڈبلیو۔ سی۔ جی۔ ڈونی۔ ایم۔ بی۔ ای مینجر تلوئی سٹیٹ۔ بابو امرت رائے صدر میونسپل بورڈ۔ شاہ محمد شعیب وکیل۔ ایم محمد حسن خاں تعلقہ دار۔ چودھری محمد اکبر حسین آنریری مجسٹریٹ و زمیندار۔ میر واجد علی صدر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن۔ رائے بہادر لالہ شو پرشاد سنگھ ایم۔ ایل۔ سی۔ ٹھاکر ہرنام سنگھ ایم۔ ایل۔ سی کے اسمائے گرامی بھی ہیں۔

ادائے تقریبات ۶ مئی کو مختلف اقوام کے معابد میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ سکولوں میں جلسے اور کھیل ہوئے۔ طلبہ کو مٹھائی اور غربا کو خیرات تقسیم کی گئی۔ شام کو چراغاں ہوا۔ ۷ مئی کی صبح کو پریڈ ہوئی۔ بوائے سکاؤٹس کا معاینہ کیا گیا۔ جوبلی دربار ہوا۔ جس میں ضلع کے اعلیٰ افسروں اور شہر کے معززین کو تمغے۔ اسناد اور سرٹیفکیٹ تقسیم کئے گئے۔ ایک قرارداد میں تاج برطانیہ سے اظہار وفاداری اور ملک معظم و ملکہ معظمہ کو سلور جوبلی منانے پر مبارک باد دی گئی۔ ۷ مئی کی شام کو پھر کھیل ہوئے۔ اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ شب کو آتش بازی ہوئی۔ ریلوے انسٹی ٹیوٹ میں ڈرامہ کھیلا گیا۔

خان بہادر مقصود علی خاں ایم۔ ایل۔ سی۔ صدر ایجوکیشن کمیٹی ڈسٹرکٹ بورڈ کی نگرانی میں تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں بھی ایک مقررہ لائحہ عمل کے مطابق جشن جوبلی نہایت دھوم دھام سے منایا گیا۔

ضلع سہارن پور نے جوبلی فنڈ میں ۲ ہزار سے اوپر چندہ دیا۔

ضلع مظفّر نگر کی تقریبات

پریڈ - سلامی - دربار | مظفّر نگر میں جشن جوبلی کی تقریبات ۶ مئی سے شروع ہوئیں۔ ۶ مئی کو صبح سویرے پولیس کی پریڈ ہوئی - مسٹر این - بی - مہتا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے سلامی لی۔ شام کو وکٹوریہ گارڈن کے کھلے میدان میں مسٹر مہتا کی صدارت میں جوبلی دربار منعقد ہوا۔ اس موقع پر متعدد معزز حکام اور رؤسا شہر کو اسناد۔ تمغے اور انعامات تقسیم کئے گئے۔ شب کو سرکاری و نیم سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا ۔۔

مظفّر نگر میں جشن جوبلی کی ایک خصوصیت یہ تھی۔ کہ اس مبارک تقریب کی ایک نہایت مفید عوام یادگار صدر ہسپتال میں کنگ جارج دی ففتھ ایکس رے اینڈ الکٹریکل کلینک (King George V X-ray and Electrical Clinic) قائم کی گئی ہے۔ منگل کی صبح کو مسٹر مہتا نے اس مفید عمارت کا سنگ بنیاد رکھا ۔۔

۶ مئی کا روز مفصلات میں جشن منانے کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ بڈھانہ - کاندھلہ - (تحصیل بڈھانہ) کھتولی - جوہرا - میراں پور اور جانسٹھ (تحصیل جانسٹھ) بنات - لوہاری جلال آباد تھانہ بھون - گڑھی پخنتہ - جھنجھانہ - شاملی - کرانہ (تحصیل کرانہ) کی عبادت گاہوں میں دعائیں مانگی گئیں - غربا کو کھانا اور سکول کے بچّوں کو مٹھائی تقسیم کی گئی - کرانہ میں غربا کو حلوا پوری اور کپڑا دیا گیا۔ اور جانسٹھ میں غریبوں کو کرتے بانٹے گئے۔ لوہاری - جلال آباد اور تھانہ بھون میں ایس - ڈی - او - کرانہ نے جلسے منعقد کئے - جس میں ملک معظم کی درازی عمر کی دعائیں مانگی گئیں۔ اور سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی - اسی طرح بڈھانہ جانسٹھ اور کیرانہ میں بھی جلسے منعقد ہوئے - ان ہر سہ مقامات پر اور تھانہ بھون میں رات کو آتش بازی بھی چھوڑی گئی - اس روز تمام تحصیلوں - ڈسٹرکٹ بورڈ - بلدیہ اور ٹاؤن ایریا کی عمارات میں روشنی کی گئی ۔۔

جوبلی فنڈ میں مظفّر نگر کا حصّہ | ضلع مظفّر نگر نے جوبلی فنڈ میں ۷۴۶۸ روپے ۱۴ آنے ۹ پائی کی رقم عطا کی ہے ۔۔

ضلع بلند شہر کی تقریبات

شاندار دربار اور اعلیٰ آتش بازی | ضلع بلند شہر میں جشن جوبلی کی تقریبات نہایت دھوم دھام سے

منائی گئیں۔ جشن جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے سنٹرل جوبلی کمیٹی بنائی گئی جس کے صدر مسٹر ڈی۔ ایس۔ بارن آئی۔سی۔ایس ڈسٹرکٹ آفیسر اور آنریری سکرٹری مسٹر شفاعت اللہ خاں ڈپٹی کلکٹر تھے۔ دربار نہایت شان وشوکت سے کیا گیا۔ اور جس وسیع اور اعلیٰ پیمانے پر یہاں آتش بازی چھوڑی گئی۔ وہ ان تقریبات کی خصوصیات کہی جا سکتی ہیں۔

پیر کے روز ۶½ بجے جشن کے لائحہ عمل کا آغاز ہوا۔ مندروں مسجدوں اور گرجاؤں میں دعائے شکرانہ مانگی گئی۔ ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ مسٹر ڈی۔ ایس بارن آئی۔سی۔ایس۔ ریس کورس میں پولیس کی پریڈ دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ جہاں آپ نے پولیس کی سلامی لی۔

جوبلی دربار | ۹½ بجے شام سے ۱۰ بجے تک ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ کے زیر صدارت جوبلی کا دربار منعقد ہوا۔ ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ ڈائس کے اوپر اپنی جگہ پر متمکن ہو گئے۔ تو مسٹر شریف اللہ خاں آنریری سکرٹری نے باضابطہ صاحب صدر (ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ) سے درخواست کی۔ کہ افتتاح دربار کا اعلان فرما دیا جائے۔ چنانچہ اعلان ہونے کے بعد مسٹر سید حسن برنی وکیل اور پنڈت رام پرشاد شرما نے مختصر تقریریں کیں۔ جن میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کے عہد حکومت کی برکات کا ذکر کیا گیا۔ بعد میں ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ نے دربار میں جوبلی کے تمغے۔ سندیں اور سرٹیفکیٹ تقسیم کئے۔ علاوہ دیگر معزز حکام کے رائے بہادر چودھری رگھوراج سنگھ ایم۔ ایل۔ سی اور مسٹر محمد رحمٰن خاں ایم۔ ایل۔سی کو بھی تمغے ملے۔ ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ نے دربار میں ایک تقریر کی۔ ایک قرارداد میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی۔

شام کو ۸½ بجے سے ۱۰ بجے تک نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ چراغاں کیا گیا۔ ہزارہا تماشائی (شہری و دیہاتی) چراغاں دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ اسی شام کو دربار کے پنڈال میں خواتین کی پارٹی ہوئی۔ مسز بارن صدر مجلس خواتین نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ اس تقریب کے اختتام کے بعد بچوں کو مٹھائی اور غربا کو کپڑے تقسیم کئے گئے۔

مسلم ہائی سکول بلند شہر میں جشن جوبلی | مسلم ہائی سکول بلند شہر کے اسٹاف اور طلبہ نے نہایت جوش وانہماک کے ساتھ جوبلی کی تقریبات میں حصہ لیا۔ سکول میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر و ترقی جاہ و اقبال کی دعا کی گئی۔ سکول کے طلبہ کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور شب کو چراغاں بھی کیا گیا۔

خورجہ میں شاندار جشن جوبلی | یوں تو ضلع بلند شہر کی دوسری تحصیلوں (بلند شہر۔ انوپ شہر۔ سکندر آباد) میں بھی جشن جوبلی کی تقریبات نہایت شاندار اور کامیاب رہیں۔ لیکن خورجہ میں ان تقریبات کی ادائیگی اپنی نظیر آپ ہی تھی۔ ایڈورڈ کارونیشن۔ انٹرمیڈیٹ کالج۔ جانکی پرشاد ہائی سکول۔ ورنیکلر

مڈل سکول تحصیل و بلدیہ کے دفاتر۔ ڈاکخانہ و شفاخانہ کے علاوہ شہر کے اکثر رؤسا و معززین کے مکانات پر چراغاں کیا گیا۔ ہندو اور مسلمان رؤسا نے فراخدلی سے جوبلی فنڈ میں چندے دئے۔ اور ہر طرح خورچہ میں ان تقریبات کو کامیاب بنانے میں حصّہ لیا۔

جوبلی فنڈ میں ضلع بلند شہر کا حصّہ | یو۔پی کے تین بڑے اضلاع۔لکھنؤ۔کانپور۔الٰہ آباد کو چھوڑ کر جوبلی فنڈ میں ضلع بلند شہر نے تمام اضلاع سے زیادہ چندہ دیا۔چندوں کی کل میزان ۷۰۳۴۵ روپئے ۳ر۱۰ پائی تھے۔جن میں سے بڑی بڑی رقمیں اور ان کے معزز معطیان کے نام درج ذیل ہیں:۔

نام معطیان	رقم چندہ
(۱) کرنیل نواب سر محمد سعید احمد خاں کے۔سی۔ایس۔آئی۔کے۔سی۔آئی۔ای۔ایم۔بی۔ای۔آف چھتاری۔(آپ نے یو۔پی۔ فنڈ میں جو براہ راست ایکہزار کا چندہ دیا۔ وہ اس کے علاوہ ہے)	۴۰۰۰ روپئے
(۲) خان بہادر کنور محمد عبید اللہ خان ایم۔بی۔ای۔رئیس دھرمپور	۱۰۰۰ "
(۳) کنور سریندر پال سنگھ رئیس اونچا گاؤں	۱۰۰۰ "
(۴) ریاست ساہن پور	۱۰۰۰ روپے
(۵) رائے بہادر چودھری رگھو راج سنگھ رئیس شکار پور	۵۰۰ "
(۶) مسٹر جیمس آر۔آر۔تاجر چرم آف بلاسپور	۵۰۰ "
(۷) نواب بہادر ڈاکٹر سر حاجی محمد مزمل اللہ خاں۔خان بہادر۔کے۔سی۔آئی۔ای۔او۔بی۔ای۔ایل۔ڈی۔آف بھیکم پور	۵۰۰ "

آگرہ ڈویژن

ضلع آگرہ کی تقریبات

دعائے شکرانہ اور دیگر تقریبات جشن | سلور جوبلی کمیٹی کے جنرل سکرٹری مسٹر ایف۔جی کریک نیل۔آئی۔

سی ۔ایس جوائنٹ مجسٹریٹ آگرہ کے ترتیب دادہ لائحہ عمل کے مطابق آگرہ میں مختلف جماعتوں نے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ کی۔ سکول کے بچوں میں مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔ سکولوں میں کھیل ہوئے۔ شہر میں غربا کو کپڑے تقسیم کئے گئے۔ تمام شہر میں چراغاں کیا گیا۔

۷ مئی کو ۱۱ بجے دن کے آگرہ کلب گراؤنڈ میں فوجی پریڈ ہوئی۔ رام لیلا کے میدان سے ۳۱ سلامی کی توپیں داغی گئیں ۵½ بجے بوائے سکاؤٹس اور گرل گائڈز ریلی ہوئی۔ فلیگ ڈے ۶ اور ۷ مئی دونوں تاریخوں میں منایا گیا۔

جوبلی دربار ۷ مئی کو ۱۰ بجے دن کے آگرہ کالج کے میسٹن ہال میں سلور جوبلی منانے کے لئے مسٹر ایچ ایس۔ راس آئی۔ سی۔ ایس کمشنر آگرہ ڈویژن کی صدارت میں دربار منعقد ہوا۔ مسٹر راس نے ایک پُرمغز و بسیط تقریر کی جس میں ملک معظم کے بست و پنج سالہ عہدِ حکومت کی ترقیوں پر روشنی ڈالی۔ اور کہا کہ "اس عرصے میں بڑے بڑے انقلابات اور واقعات رونما ہوئے۔ اسی دوران میں بہت سے بادشاہ اور بہت سے شہنشاہ اپنے تخت و تاج سے محروم ہو گئے۔ بہت سی حکومتوں کی قوت کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ لیکن ملک معظم آج بدستور ہماری رہنمائی فرما رہے ہیں۔ ملک معظم اپنی رعایا سے روز افزوں وابستہ اور اُن کی حکومت اِس دوران میں کہیں زیادہ طاقتور ہو گئی ہے۔"
آپ نے آخر میں ملک معظم کی درازیٔ عمر اور ترقی جاہ و جلال کی دعا مانگی۔

ضلع آگرہ میں مسٹر ایچ ۔ ایس ۔ راس کمشنر۔ مسٹر ایف۔ ڈبلیو۔ ڈبلیو بینس کلکٹر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ لفٹننٹ کرنیل ایم۔ اے رحمن سول سرجن۔ ڈاکٹر بی۔ باسو والس چانسلر آگرہ یونیورسٹی۔ مسٹر جوتی پرشاد ایم۔ ایل۔ سی۔ لالہ شام لال ایم۔ ایل۔ سی۔ خان بہادر بدرالدین۔ خان بہادر اختر عادل اور دیگر متعدد سرکاری حکام اور غیر سرکاری معززین کو جوبلی کے تمغے عطا کئے گئے۔ ۷ بجے شام کو ہیوٹ پارک (رام لیلا گراؤنڈ) میں آتش بازی چھوڑی گئی۔

غباروں کا دلکش منظر آگرہ میں سلور جوبلی کی تقریبات پر دلکش مناظر دیکھنے میں آئے۔ اِن میں یہ منظر نہایت دلفریب تھا کہ فضائی رصدگاہ آگرہ سے کثیر التعداد غباروں کو اُن میں ہائیڈروجن گیس بھر کر اڑا دیا جاتا تھا۔ اور زمین سے کچھ بلندی پر لے جا کر اُن میں برقی کاغذی لالٹینیں قطار در قطار چھوڑ دی جاتی تھیں۔

۷ مئی کو فینسی ڈریس فٹ بال میچ اور دوسرے کھیل ہوئے۔

سب ڈویژنل افسروں نے اپنے اپنے علاقوں کے لئے جداگانہ پروگرام مرتب کئے تھے۔ تقریباً تمام تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں قریب قریب یکساں پروگرام کے ماتحت جوبلی کی تقریبات منائی گئیں۔ کالجوں اور سکولوں میں طلبہ کے کھیل ہوئے۔ سکول کے بچوں

ہیں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ غربا کو کھانا اور کپڑا دیا گیا۔ تاج گنج۔ قلعہ اور تمام سرکاری اور اکثر غیر سرکاری عمارات اور دفاتر بلدیہ میں چراغاں کیا گیا ؞

جوبلی فنڈ میں باشندگانِ آگرہ کی امداد | ضلع آگرہ نے جوبلی فنڈ میں ۴ مئی تک ۴۶۷۷ روپے ۹/ چندہ دیا ہے ؞

ضلع علی گڑھ کی تقریبات

۵ مئی کو پولیس کے کھیل ہوئے۔ اور سہ پہر کو ایک "ایٹ ہوم" دیا گیا۔ میونسپلٹی کے پرائمری اور مڈل سکولوں کے طلبہ کے کھیل علٰحدہ ہوئے۔ خان بہادر مولانا عبدالخالق صدر ڈسٹرکٹ بورڈ نے اس موقع پر ایک ایٹ ہوم بھی دیا۔ جیتنے والے طلبہ کو مسٹر جے۔سی ڈونلڈسن آئی۔سی۔ ایس ڈسٹرکٹ آفیسر (Mr. J.C. Donaldson I.C.S. District Officer.) نے انعامات عطا کئے۔ ۶ مئی کو یونیورسٹی کے سامنے والے میدان میں مسلح پولیس اور یونیورسٹی ٹریننگ کور کی قواعد ہوئی۔ جہاں کلکٹر صاحب نے سلامی لی۔ کور کی کمان لفٹننٹ محمد حیدر خاں کے سپرد تھی ؞

دعائے شکرانہ | ریورنڈ کینن ایس۔ جے ایڈون (Rev. Canon S. J. Edwin) کے زیر قیادت سٹیشن چرچ (Station Church) میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ آپ نے اس موقع پر ہندوستانی زبان میں ایک زبردست خطبہ ارشاد فرمایا۔ دوسری عبادت گاہوں میں بھی اسی وقت دعائے شکرانہ ادا کی گئی ؞

مسلم یونیورسٹی میں جشن جوبلی | نواب بہادر سر محمد مزمل اللہ خاں صاحب کے۔سی۔ ایس۔ آئی ریکٹر مسلم یونیورسٹی کے زیر صدارت رام پور حامد ہال میں یونیورسٹی کے طلبہ اور اساتذہ کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں جناب صدر کی پیش کردہ ایک قرارداد کے ذریعے سے سلور جوبلی منانے پر ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ کو مبارک باد دی گئی۔ نواب صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ "میں جشنِ جوبلی کے انعقاد سے بیحد مسرور ہوں۔ یہ عجیب مبارک اتفاق ہے کہ دارالعلوم علی گڑھ کی بنیاد رکھنے کی تاریخ اور ملکِ معظم کی تاجپوشی کی تاریخ ایک ہی ہے۔" آپ نے علی گڑھ میں ملکِ معظم کی بحیثیت ولی عہد تشریف آوری کا تذکرہ بھی کیا۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی نے اپنی تقریر میں تقریبات جوبلی کو نہایت اعلیٰ پیمانے پر منانے کے لئے زور دیتے ہوئے یہ تجویز پیش کی کہ برطانوی تخت و تاج سے اظہارِ وفاداری کے طور پر ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کی خدمت میں ایک پیغام مبارک باد بھیجا جائے۔ نیز سلور جوبلی کی یادگار

قائم کرنے کے لئے پچیس ہزار روپے کا ایک فنڈ قائم کیا جائے۔ جس سے طلبہ کو وظائف عطا کئے جائیں۔ ڈاکٹر عبدالحلیم صاحب پرو وائس چانسلر نے یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلبہ کی طرف سے مذکورہ بالا فنڈ میں تین ہزار روپے عطا کرنے کا اعلان کیا۔ اور نواب بہادر سر مزمل اللہ خاں صاحب نے ۵ ہزار روپے عطا کئے۔

یونیورسٹی کے پیراکی حوض میں مختلف قسم کے پانی کے کھیل ہوئے۔ نیز ایک پُر تکلف ڈنر ہوا۔ اور یونیورسٹی کی عمارتوں میں روشنی کی گئی۔

جوبلی دربار | ۶ مئی کی شام کو ایک شاندار پنڈال میں ڈسٹرکٹ دربار کا انعقاد عمل میں آیا جس میں ضلع کے درباریوں کے علاوہ تقریباً ساڑھے چھ سو معززین و حکام نے شرکت کی۔ دربار کی کارروائی کلکٹر صاحب کی تقریر سے شروع ہوئی جس کے خاتمے پر خان بہادر مولانا عبدالخالق کو خان بہادری کی سند عطا کی گئی۔ اور متعدد معززین کو تمغے اور اسناد دی گئیں۔ بعدازاں ایک قرارداد میں ملک معظم کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی اور تاج برطانیہ کے ساتھ وفاداری کا اظہار کیا گیا۔

شب کو سول لائن اور شہر کے کثیر التعداد مکانات میں چراغاں کیا گیا۔ دربار کے پنڈال میں ریڈیو کی وساطت سے لوگوں نے وہ تقریر سُنی۔ جو ملک معظم نے باشندگان سلطنت کو مخاطب کرکے کی تھی۔

سکاؤٹ ریلی اور دیگر تقریبات | ۷ مئی کو علیگڑھ شہر اور نواحی علاقوں کے کثیر التعداد سکاؤٹوں کا اجتماع ہوا۔ سکاؤٹ ریلی کے بعد تقریباً پندرہ سو غربا کو کھانا اور پانسو محتاجوں کو کپڑا تقسیم کیا گیا۔ مدارس کے طلبہ کو مٹھائی اور انعام دیئے گئے۔ شام کو جوبلی ہاکی ٹورنیمنٹ کا فائنل ہوا۔

نواب بہادر سر محمد مزمل اللہ خاں نے اپنے دولت کدہ پر جوبلی کے اعزاز میں ایک عظیم الشان "ایٹ ہوم" دیا۔

دیہاتی علاقوں کی تقریبات | تمام تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں ۷ مئی کو ایک مقررہ پروگرام کے مطابق نہایت دھوم دھام سے جوبلی کی تقریبات ادا کی گئیں۔

جوبلی فنڈ میں چندہ | ضلع علی گڑھ نے جوبلی فنڈ میں متعدد اقساط کے ساتھ جو رقم پیش کی۔ اس کی مجموعی تعداد ۹۳۲۷۳ روپے ۹ ر ۳ پائی ہے۔

ضلع متھرا کی تقریبات

ضلع متھرا میں جشن جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے ایک منتخب ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی

پہلے ہی بتائی گئی تھی جس نے جشن کی تاریخیں آنے پر نہایت سرگرمی سے اپنے مقرر کردہ پروگرام کو بروئے کار لانا شروع کر دیا۔ تقریبات ۶ مئی سے شروع ہوئیں اور کئی روز تک جاری رہیں۔

دعائے شکرانہ اور دیگر تقریبات | ۶ مئی کی صبح کو تمام عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ ہائی سکولوں میں میچ ہوئے۔ مڈل اور پرائمری سکولوں کے لڑکوں نے اور سکاؤٹس نے کرتب دکھائے۔ جیتنے والوں اور اچھے کرتب دکھانے والوں کو انعام دئے گئے۔ سکول کے بچوں کو مٹھائی اور غربا کو کپڑا۔ حلوا اور پوریاں دی گئیں۔

اکثر متدروں اور سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔

جوبلی کا دربار | متھرا میں جشن جوبلی کا دربار بہت کامیاب رہا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جلوس کی صورت میں جلسہ گاہ دربار میں تشریف لائے۔ متعدد حکام و معززین کو تمغے، سندیں اور سرٹیفکیٹ دئے گئے۔ ایک قرارداد میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی۔ آخر میں شہنشاہ جارج پنجم سے اظہار عقیدت اور تاج برطانیہ سے وفاداری کا اعلان کیا گیا۔

جوبلی فنڈ میں امداد | ضلع متھرا نے جوبلی فنڈ میں مقامی اخراجات کے علاوہ ۶۳۴۰ روپے ۵ آنے ۶ پائی چندہ دیا۔

ضلع مین پوری کی تقریبات

تھیدیوں میں مٹھائی اور رومالوں کی تقسیم اور دیگر تقریبات | ۵ مئی کی شام کو ڈسٹرکٹ جیل کے قیدیوں اور صدر ہسپتال کے مریضوں میں جوبلی کے خاص قسم کے رومال اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور مذہبی ریکارڈ سنائے گئے۔ ہاکی۔ فٹ بال اور کبڈی کے میچ ہوئے۔ ۶ مئی کو مختلف معابد میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ غربا کو غلہ اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔ ۵ بجے شام کو ایک عظیم الشان دربار منعقد ہوا۔ سب سے پہلے ڈاکٹر ایس۔ ایس نہرو۔ آئی۔ سی۔ ایس ڈسٹرکٹ آفیسر نے یونین جیک لہرانے کی رسم ادا کی۔ بعد ازاں قومی ترانہ گایا گیا۔ دربار ہال میں ریڈیو لگایا گیا تھا۔ جس کے ذریعے سے لندن کا بین الاقوامی پروگرام موصول ہوتا تھا۔ لاؤڈ سپیکر بھی لگا ہوا تھا۔ ملک معظم و ملکہ معظمہ کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی۔ اور تاج برطانیہ سے وفاداری کا اعلان کیا گیا۔ ڈسٹرکٹ بورڈ۔ میونسپل بورڈ اور ڈسٹرکٹ سولجرز کی طرف سے وفادارانہ سپاسنامے پیش ہوئے اور قومی اداروں کے تہنیتی پیغامات موصول ہوئے۔ دربار میں جوبلی کے تمغے۔ اسناد اور سرٹیفکیٹ عطا کئے گئے۔ آتش بازی کے بعد دربار برخاست ہوا۔ شب کو چراغاں ہوا۔ ۷ مئی کو پولیس لائن میں

پریڈ ہوئی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے سلامی لیتے ہوئے پولیس والوں کے سامنے تقریر کی۔
تمام تحصیلوں اور دیہاتی مرکزوں میں ایک مقررہ پروگرام کے ماتحت جشنِ جوبلی منایا گیا۔
جوبلی فنڈ میں اس ضلع نے ۲۰۶۲ روپے چندہ دیا۔

ضلع ایٹہ کی تقریبات

دعائے شکرانہ ۶ مئی کو دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ اور مقامی طلبہ و اساتذہ کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ملکِ معظم کے حالاتِ زندگی بیان کئے گئے۔ ملکِ معظم رعایا کے معاملات میں جو دلچسپی لیتے ہیں اس کا ذکر کیا گیا۔ اور آپ کے دورِ حکومت کی ترقیوں پر روشنی ڈالی گئی۔ دن بھر طلبہ اور سکاؤٹوں کے کھیل ہوتے رہے۔ ڈراما کیا گیا۔ اور دوسری دلچسپ تقریبیں منائی گئیں۔ کھیلوں میں جیتنے والوں کو انعامات عطا کئے گئے۔ اور طالب علموں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ سرکاری عمارتوں پرائیویٹ عمارتوں اور تعلیمی اداروں میں چراغاں کیا گیا۔ ۷ مئی کو بھی متعدد کھیل تماشے ہوئے۔

جوبلی فنڈ اور طلبہ طلبہ نے ڈائرکٹر صاحب تعلیمات کی اپیل پر جوبلی فنڈ میں ۶۷۸ روپئے ۴ آنے چندہ دیا۔ غرض تقریباتِ جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے ضلع کے تمام طبقوں کے باشندوں نے پورا پورا حصّہ لیا۔

دیہاتی علاقوں میں جشنِ جوبلی تمام تحصیلوں اور دیہاتی علاقوں میں ایک مقررہ لائحۂ عمل کے مطابق بڑی دھوم دھام سے جوبلی کی تقریبات منائی گئیں۔ اکثر مقامات پر مقتدر مقامی باشندوں اور حکام کی سرپرستی میں جلسے منعقد ہوئے۔ جن میں ملکِ معظم کے سوانح حیات بیان کئے گئے۔ اور آپ کے دورِ حکومت کی ترقیوں پر تبصرہ کرنے کے علاوہ آپ کو اور ملکۂ معظمہ کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی۔ طلبہ کے کھیل ہوئے۔

طلبہ کو انعامات اور مٹھائیاں اور غربا کو کھانا تقسیم کیا گیا۔ تمام سرکاری اور اکثر پرائیویٹ عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ آتش بازی بھی چھوڑی گئی۔

ضلع ایٹہ نے جوبلی فنڈ میں کل ۴۸۷۵ روپے ۳ آنے ۳ پائی چندہ دیا۔

روہیلکھنڈ ڈویژن

ضلع بریلی کی تقریبات

ابتدائی تیاریاں | بریلی میں جشن جوبلی کو زیور کامیابی سے آراستہ کرنے کے لئے ۱۷ فروری کو حکام و رؤساء ضلع کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ دوسرے اصحاب کے علاوہ مسٹر آر۔ ایچ۔ ولیمسن کمشنر۔ مسٹر جے۔ ای۔ پیڈلے کلکٹر۔ مسٹر جے۔ ای چیپ مین سپرنٹنڈنٹ پولیس اور میجر بی۔ این باسو سول سرجن بھی شریک تھے۔ کلکٹر صاحب نے جلسہ میں چندہ کی فہرست کھولی۔ تو اس وقت ۵ ہزار روپے جمع ہوگئے ÷

دعائے شکرانہ۔ پریڈ اور جوبلی دربار | جشن جوبلی کی تاریخیں آئیں تو مقررہ پروگرام کے مطابق حسب ذیل تقریبات عمل میں آئیں :۔

۶ مئی کو مختلف عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ طلبہ کے کھیل اور مختلف قسم کے تماشے ہوئے۔ فوجوں کی پریڈ ہوئی۔ کمشنر صاحب روہیلکھنڈ ڈویژن نے سلامی لی۔ بریلی کالج کی عمارت میں مسٹر آر۔ ایچ ولیمسن کمشنر کے زیر صدارت جوبلی دربار منعقد ہوا۔ کمشنر صاحب نے صدارتی تقریر میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کی خدمت میں تمام حاضرین کی طرف سے ہدیۂ مبارکباد پیش کیا۔ منتخب اصحاب کو جوبلی کے تمغے اور اسناد عطا کی گئیں۔ چھاؤنی میں پاگل خانہ ہوا سرکاری وغیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ آخر میں آتشبازی چھوڑی گئی۔ غرباء کو کھانا اور نقدی تقسیم کی گئی ÷

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی | تمام تحصیلوں کے صدر مقاموں اور دوسرے دیہاتی مرکزوں کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ ان مقامات پر جوبلی کے اعزاز میں جلوس نکلے۔ اور جلسے منعقد ہوئے جن میں ملک معظم کے دور حکومت کی ترقیوں پر تبصرہ کیا گیا۔ اور ملک معظم و ملکہ معظمہ کو مبارکباد دی گئی سکاؤٹوں کے مظاہرے اور طلبہ کے کھیل ہوئے۔ طلبہ کو بطور انعام تمغے اور رومال وغیرہ عطا کئے گئے۔ تقریبات جوبلی ہر جگہ نہایت کامیاب رہیں ÷

جوبلی فنڈ میں چندہ | ضلع بریلی نے جوبلی فنڈ میں (آٹھویں مطبوعہ فہرست کے مطابق) کل ۱۲۰۱۴ روپے

سلور جوبلی جلوس فیلاں ضلع بجنور



۲۴۰۶ روپے ۵ آنے چندہ دیا۔ اس رقم میں ایک ہزار روپیہ میونسپل بورڈ کا عطیہ ہے ؛

ضلع بجنور کی تقریبات

ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی بجنور کی مجلس منتظمہ حسب ذیل عہدہ داروں پر مشتمل تھی :۔

(۱) خان بہادر سید اعجاز علی بی۔اے۔ایم۔بی۔ای کلکٹر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (صدر) (۲) شیخ محبوب عالم بی۔اے۔پی۔سی۔ایس۔ڈپٹی کلکٹر (سیکرٹری) (۳) شیخ محمد ضیاء الاسلام بی۔ایس۔سی۔پی۔سی۔ایس ڈپٹی کلکٹر (اسسٹنٹ سیکرٹری و انچارج پبلسٹی) عہدہ داروں کے علاوہ کمیٹی میں ۲۹۔متقدر ارکان بھی تھے ؛

خواتین کی سب کمیٹی جوبلی فنڈ میں چندہ جمع کرنے کے لئے خواتین کی ایک علیحدہ سب کمیٹی بنائی گئی۔جس کی صدر رانی پھول کماری صاحبہ۔نائب صدر رانی جوالا پرشاد صاحبہ اور سیکرٹری مسز ہرپال سنگھ منتخب کی گئیں ؛

دعائے تشکرانہ و دیگر تقریبات ۶ مئی کی صبح کو مسجدوں اور مندروں میں دعائیں کی گئیں خان بہادر سید اعجاز علی صاحب کلکٹر کے زیر صدارت اعجاز علی ہال میں دربار منعقد ہوا۔بوائے سکاؤٹس اور سیوا سمتی کے لڑکوں کی عظیم الشان ریلی ہوئی۔تقریباً ایک ہزار غربا و مساکین کو کپڑا اور کھانا تقسیم کیا گیا۔سکولوں کے تقریباً دو ہزار طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔تمام شہر میں چراغاں کیا گیا۔اعجاز علی ہال میں یہ نظارہ خاص طور پر قابل دید تھا ؛

۷ مئی کی صبح کو پولیس کی پریڈ ہوئی۔اس کے بعد کلکٹر صاحب کے بنگلہ سے ہاتھیوں گھوڑوں اور موٹروں کا ایک جلوس شہر کی طرف روانہ ہوا۔جس نے تمام شہر کا گشت کیا۔۸ بجے صبح اعجاز علی ہال میں دربار منعقد ہوا۔ایک قرارداد میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ کو جوبلی منانے پر مبارکباد پیش کی گئی۔اکثر متقدر سرکاری حکام و معززین میں جوبلی کے تمغے اور گورنر صاحب کی اسناد تقسیم کی گئیں ؛

تحصیلوں اور دیہاتی مرکزوں میں بھی ایک مقررہ پروگرام کے مطابق جشن جوبلی کی تقریبات نہایت کر و فر سے منائی گئیں ؛

جوبلی فنڈ میں چندہ ضلع بجنور نے جوبلی فنڈ میں متعدد عنوانات کے ماتحت چندے دئے۔جن کی مجموعی تعداد (آٹھویں مطبوعہ فہرست چندہ کے مطابق) ۸ ہزار ۷۸ ۹ روپے ۱۰ آنے ۹ پائی ہے ؛

ضلع بدایوں کی تقریبات

ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی اور ماتحت کمیٹیاں تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے اور فراہمی چندہ کے لئے معززین باشندگان ضلع کے ایک جلسہ میں ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی بنائی گئی تحصیلوں کے متعلق ماتحت کمیٹیاں اور مسز آر۔ این ڈے کی صدارت میں خواتین کی ایک علیحدہ کمیٹی بنائی گئی جنہوں نے انتظامات جوبلی اور فراہمی زر میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔

مختلف تقریبات مقررہ پروگرام کے مطابق ۶ مئی کی صبح کو مندروں۔ مسجدوں اور گرجاؤں میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ غربا میں خیرات اور طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ گورنمنٹ ہائی سکول بدایوں میں صبح کو کھیل ہوئے۔ شام کو سکاؤٹ ریلی اور دوسرے کھیل ہوئے۔ سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں اور مشن ہائی سکول میں مشاعرہ ہوا۔ ۷ مئی کو کھیل اور پولیس کی پریڈ ہوئی۔ مسٹر ڈے ڈسٹرکٹ آفیسر کی صدارت میں دربار منعقد ہوا۔ جس میں تقریباً آٹھ سو اشخاص نے شرکت کی۔ اس میں جوبلی کے تمغے اور اسناد تقسیم کی گئیں۔ گذشتہ ڈیڑھ سال کے اندر مختلف موقعوں پر بہادری سے ڈاکوؤں کا مقابلہ کرنے پر ۱۶۵ روپے بطور انعام تقسیم کئے گئے۔ آتشبازی بھی چھوڑی گئی۔ تقریبات جوبلی میں خواتین بدایوں نے نمایاں حصہ لیا۔ ان کے لئے پردہ کا معقول انتظام تھا۔ موضع کسروا میں زراعتی نمائش ہوئی۔ جو بہت کامیاب رہی۔ تحصیلوں کے صدر مقامات اور اکثر دیہاتی مرکزوں میں نہایت دھوم دھام سے جشن منایا گیا۔

جوبلی فنڈ میں حصہ ضلع بدایوں نے جوبلی فنڈ میں کل رقم (آٹھویں چندہ کی فہرست کے مطابق) ۶۸ ہزار ۲۶۶ روپے ۱۲ ار دی۔

ضلع مُرادآباد کی تقریبات

پریڈ۔ دربار ۸ مئی کو منگل کے دن مرادآباد میں پولیس کی رسمی پریڈ ہوئی۔ مسٹر ایم۔ ایچ۔ بی ینڈرسول کلکٹر نے سلامی لی۔ دوپہر کو ایک نہایت آراستہ و پیراستہ پنڈال میں دربار منعقد ہوا اسکاؤٹس احاطۂ دربار میں بہ تعداد کثیر موجود تھے۔ مسٹر ینڈرسول نے صدارت فرمائی۔ سر محمد یعقوب اور رائے بہادر پنڈت بنارسی پرشاد مصرا نے تقریریں کیں جن میں ملک معظم و ملکہ معظمہ سے اظہار عقیدت و وفاداری کیا۔ اور کہا کہ ان کے عہد حکومت میں باشندگان ہند نے سلطنت برطانیہ کے اندر

مناسب درجہ حاصل کرلیا ہے۔ مسٹر ہینڈرسول نے ملکِ معظّم و ملکۂ معظمہ کی درازیِ عمر کے لئے دُعا کرنے کی قرارداد پیش کرتے ہوئے باشندگانِ مراد آباد کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ اُنہوں نے نہایت تپاک اور جوش کے ساتھ جشن کی تقریبات کو کامیاب بنانے میں حصّہ لیا ہے۔ آپ نے مسٹر بھاٹیہ جائنٹ مجسٹریٹ کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ مراد آباد میں جشنِ جوبلی کی تقریبات کی کامیابی بڑی حد تک انہی (مسٹر بھاٹیہ) کی اَن تھک کوششوں کی رہینِ منّت ہے۔ صاحبِ صدر نے فرمایا کہ اضلاعِ قسمت روہیلکھنڈ میں ضلع مراد آباد نے سب سے زیادہ چندہ دیا ہے۔ جوبلی فنڈ میں اُس نے ۲۵ ہزار روپے کی رقم پیش کی ہے ؞

مراد آباد کے ایک مقتدر زمیندار رائے بہادر چھوٹی لال نے اپنے کاشت کاروں کو ۱۲ ہزار روپے کا مالیہ معاف کر دیا — میوزیکل ڈرل اور سکاؤٹس کے کھیل بھی ہوئے ؞

ایٹ ہوم۔ پولیس کے کھیل۔ آتش بازی۔ چراغاں

دربار کے اختتام پر رائے بہادر لالہ چھوٹی لال نے "ایٹ ہوم" دیا۔ بعد ازاں پولیس کے کھیل ہوئے۔ پھر چراغاں کیا گیا ؞

سکرٹری مسلم کانفرنس کا پیامِ تہنیت

سر محمّد یعقوب سکرٹری مجلسِ عاملہ آل انڈیا مسلم کانفرنس نے مندرجۂ ذیل برقیۂ تبریک و تہنیت ہز ایکسیلینسی وائسرائے کو ارسال کیا :-

"اپنی اور آل انڈیا مسلم کانفرنس کی طرف سے احقر ملکِ معظّم و ملکۂ معظمہ کی سلور جوبلی کے مبارک موقع پر ناچیز و وفادارانہ پیغامِ تہنیت و تبریک پیش کرتا ہے" ؞

ہیوٹ مسلم ہائی سکول مراد آباد

ہیوٹ مسلم ہائی سکول مراد آباد نے سلور جوبلی منانے کا خاص اہتمام کیا تھا۔ اس مقصد کے پیشِ نظر مرزا عبد المجید صاحب ہیڈ ماسٹر کی سرکردگی میں ایک جوبلی کمیٹی بنائی گئی تھی۔ جس نے ہیوٹ مسلم ہائی سکول مراد آباد میں نہایت خوش اسلوبی و اہتمام کے ساتھ جشنِ جوبلی کی تقریبات منائیں۔ سکول جوبلی کمیٹی نے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کرنے اور سکول کی عمارات میں چراغاں کرنے کا نہایت اعلیٰ انتظام کیا تھا۔ دعائے شکرانہ بھی کی گئی۔ اور جلسہ بھی ہوا ؞

سناتن دھرم سبھا کے زیرِ اہتمام بھی دعائے شکرانہ کی گئی ؞

ضلع شاہجہان پور کی تقریبات

پریڈ۔ گارڈن پارٹی اور جلسہ

۶ مئی کی صبح کو فوج اور پولیس کی متحدہ پریڈ ہوئی۔ طلبہ کے کھیل ہوئے۔ اُنہیں ملکِ معظّم و ملکۂ معظمہ کی تصاویر اور اُن کے سوانحِ حیات کے رسائل تقسیم کئے گئے۔ مقامی

رؤسا کی طرف سے ایک عظیم الشان گارڈن پارٹی دی گئی۔ رات کو شہر میں چراغاں کیا گیا۔

پیر کے روز مسٹر ایم۔ بی۔ احمد ڈسٹرکٹ جج کی صدارت میں مقامی عدالتوں کے حکام اور وکلا کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ صاحب صدر نے ملک معظم کی ہر دلعزیزی پر روشنی ڈالتے ہوئے حاضرین سے اپیل کی کہ جوبلی فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیں۔ آخر میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازی عمر کی دعا کی گئی۔ ۷ مئی کو معابد میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ اور غربا میں غلہ اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔

جوبلی دربار | شام کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی صدارت میں دربار منعقد ہوا۔ معززین و حکام کو تمغے اور سندیں دی گئیں۔ دربار کے خاتمہ پر آتشبازی چھوڑی گئی۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی | تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں مقامی حالات کے ماتحت معمولی ترمیموں کے ساتھ ایک مقررہ پروگرام پر عمل کیا گیا۔ تحصیل جلال آباد میں پولیس اور فوجی پنشنروں کی متحدہ پریڈ ہوئی۔ رائے بہادر کنور شیو منگل سنگھ اور مسٹر محبوب حسن خان نے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی۔ اور خانصاحب عباس علی خاں اور چودھری بلدیو سنگھ نے اپنے علاقہ کے کسانوں کو علی الترتیب پچاس اور ۱۱۰ روپے لگان معاف کر دیا۔ جلال آباد اور دوسری تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں بھی تقریبات جشن نہایت عمدگی سے منائی گئیں۔ جلوس نکلے۔ جلسے ہوئے۔ طلبہ کے کھیل ہوئے۔ طلبہ کو مٹھائی اور غربا کو کھانا تقسیم کیا گیا۔ آتشبازی بھی چھوڑی گئی۔

جوبلی فنڈ میں حصہ | ضلع شاہجہان پور نے مختلف اقساط میں جوبلی فنڈ میں جو رقوم دیں۔ اُن کی مجموعی رقم ۳ ہزار ۴۳۹ روپے چار آنے ہے۔

ضلع پیلی بھیت کی تقریبات

جنرل کمیٹی کا تقرر | تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے کی غرض سے ۲۴ر فروری کو مسٹر پنا لال۔ آئی۔ سی۔ ایس کلکٹر کے فیصلہ کے مطابق ایک جنرل کمیٹی بنائی گئی اور سب ڈویژنل افسروں کو ہدایت کی گئی کہ وہ تقریبات جوبلی کا لائحہ عمل مرتب کرنے اور جوبلی فنڈ کے لئے چندہ جمع کرنے کی غرض سے تحصیلوں میں کمیٹیاں بنائیں۔ مسٹر مجید الحسن ڈپٹی کلکٹر جنرل کمیٹی کے سیکرٹری منتخب کئے گئے۔ مسٹر پنا لال کے تبادلہ پر اُن کے قائم مقام خان بہادر سید ابو محمد جنرل کمیٹی کے صدر مقرر ہوئے۔

مختلف تقریبات | جشن جوبلی کی مبارک تاریخیں آئیں تو اس طرح پروگرام شروع ہوا:۔

۶ مئی کی صبح کو سکولوں کے طلبہ اور پولیس کے کھیل ہوئے۔ شام کو چراغاں ہوا۔ ۷ مئی کی صبح

کو پولیس کی پریڈ ہوئی۔ جس کا اہتمام آغا صادق علی خاں سپرنٹنڈنٹ پولیس کے سپرد تھا۔ سہ پہر کو جوبلی دربار منعقد ہوا۔ جس میں معززین اور حکام کو جوبلی کے تمغے۔ سندیں اور سرٹیفکیٹ تقسیم کئے گئے۔ ایک قرارداد میں جوبلی منانے پر ملک معظم و ملکۂ معظمہ کو مبارکباد دی گئی۔ دربار کے بعد راجہ راد دھارمن کی طرف سے "ایٹ ہوم" دیا گیا۔ شب کو موسیقی کا ایک جلسہ ہوا ۰

تحصیل پیلی بھیت اور تحصیل بسالپور تحصیل پیلی بھیت کے تقریباً ستر دیہات میں جلسے ہوئے۔ جن کے صدارتی فرائض زیادہ تر سکول ماسٹروں اور پٹواریوں نے انجام دئے۔ اکثر دیہات سے غبارے اڑائے گئے۔ تحصیل بسالپور میں جوبلی فنڈ کے لئے ۲۷۱۳ روپے آٹھ آنے وصول ہوئے۔ ۶ رمئی سے ۱۰ رمئی تک اس تحصیل میں مختلف تقریبات منائی گئیں۔ سکاؤٹس نے کرتب دکھائے۔ غربا کو کھانا تقسیم ہوا۔ صاحب کلکٹر کی صدارت میں ایک جلسہ بھی منعقد ہوا۔ بسالپور کے دیہاتی مدرسوں میں بھی جلسے منعقد ہوئے ۰

بحیثیت مجموعی ضلع پیلی بھیت میں تقریبات جشن جوبلی نہایت کامیاب رہیں ۰

جوبلی فنڈ میں امداد ضلع پیلی بھیت نے جوبلی فنڈ میں ۲۷۳۴ روپے ۱۱ آنے چندہ دیا ۰

الہ آباد ڈویژن

ضلع الہ آباد کی تقریبات

ہائی کورٹ میں تقریب جشن ۶ رمئی کی صبح کو جوبلی کے اعزاز میں ایک شاندار پریڈ ہوئی۔ سر محمد سلیمان چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ نے سلامی لی۔ تقریباً تمام گرجاؤں۔ مندروں اور مسجدوں میں دعائیں کی گئیں۔ ہائی کورٹ میں ایک علیحدہ تقریب منعقد ہوئی جس میں ہائی کورٹ کے تمام جج صاحبان۔ بیرسٹر اور وکلاء شریک ہوئے۔ جسٹس سر محمد سلیمان نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"انگلستان دنیا کا سب سے زیادہ آزاد ملک ہے۔ وہ سلطنت برطانیہ کے دوسرے حصوں میں بھی جمہوریت کے اصولوں کی نشر و اشاعت کر رہا ہے۔ جنگ عظیم کے خاتمے پر ہندوستان کے دستور اساسی میں بہت سی اصلاحات کی گئیں۔

اور اب کہ ملک معظم سلور جوبلی منا رہے ہیں۔ ہندوستان کے لئے ایسی مزید اصلاحات مرتب کی جا رہی ہیں جن سے ہندوستان کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو گا۔

اسی روز دن کو طلبۂ مدارس کے کھیل ہوئے غربا اور ہسپتالوں کے مریضوں کو خیرات تقسیم کی گئی۔ شب کو سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں اعلیٰ پیمانہ پر چراغاں کیا گیا۔ آتشبازی بھی چھوڑی گئی۔ جسے دیکھنے کو ہزاروں آدمی جمع ہو گئے تھے۔

جوبلی دربار | ایک شاندار دربار منعقد ہوا۔ جس میں ایک قرارداد کے ذریعے سے ملک معظم و ملکۂ معظمہ کو مبارک باد دی گئی۔ اور برطانوی دور حکومت میں ہندوستان کی ترقیوں پر تبصرہ کیا گیا۔ الہ آباد کمشنری کے مختلف اضلاع کے سرکاری و غیر سرکاری معززین کو تمغے اور سندیں عطا کی گئیں۔ الہ آباد میں جشن جوبلی نہایت شاندار اور کامیاب رہا۔

جوبلی فنڈ میں حصہ | ضلع الہ آباد نے جوبلی فنڈ میں مختلف عنوانات کے ماتحت جو چندے دئے ان کی مجموعی رقم (آٹھویں مطبوعہ فہرست کے مطابق) ۱۵ ہزار چار سو ۳۲ روپے ۱۰/۵ پائی ہے۔

ضلع کانپور کی تقریبات

محفل رقص۔ کھیل۔ پریڈ | جشن جوبلی منانے کے لئے ۴ مئی کو مسٹر آئی۔ ڈبلیو۔ لیوتس لائیڈ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ و کلکٹر کے زیر سرپرستی برسٹل ریسٹورنٹ میں ایک "لٹلو بال" اور "ولیر یو" ہوٹل میں شاندار محفل رقص منعقد ہوئی۔ اتوار کو مختلف گرجاؤں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ اسی روز شب کو فرینڈز ایسوسی ایشن نواب گنج نے جوبلی فنڈ کی امداد میں ڈراما کھیلا۔ ۶ مئی کو پولو گراؤنڈ میں فوجی پولیس اور امدادی فوج نے جوبلی کے اعزاز میں پریڈ کی اور مسٹر لیوتس کلکٹر نے سلامی لی۔ سہ پہر کو گرین پارک میں طلبہ کے کھیل ہوئے۔ بشمبر ناتھ سناتن دھرم انٹرمیڈیٹ کالج نے شیلڈ جیت لی۔

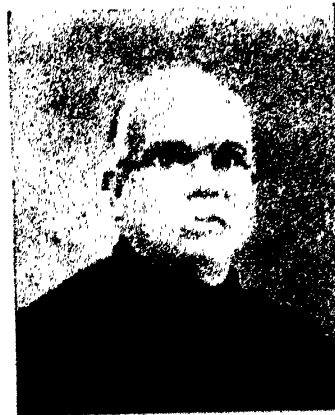
دربار۔ چراغاں | شب کو مسٹر لیوتس کی صدارت میں دربار منعقد ہوا۔ جس میں مسٹر گیون جونز رائے بہادر بکرماجیت سنگھ ایم۔ بی۔ ای اور خان بہادر حافظ ہدایت حسین سی۔ آئی۔ ای نے تقریریں کرتے ہوئے ملک معظم کے دور حکومت کی ترقیوں پر روشنی ڈالی۔ ایک قرارداد میں ملک معظم کو مبارک باد اور تاج برطانیہ سے وفاداری کا اعلان کیا گیا۔ ۶ مئی کو عام سرکاری و غیر سرکاری عمارات کے علاوہ کوئینز پارک مال روڈ اور کنگ ایڈورڈ میموریل ہال میں



راجہ محمد سعادت علی خانصاحب
آف نان پارہ (اودھ)



راجہ محمد امیر احمد خانصاحب
والئے محمود آباد (اودھ)



رائے بہادر بابو بیرچند راسروپ
ایڈوکیٹ چیئرمین میونسپل بورڈ کانپور

خاص طور پر رنگ برنگ کے بجلی کے قمقمے جگمگا رہے تھے۔ ۷ مئی کو بھی جابجا چراغاں کیا گیا۔ کوئینز پارک میں شاندار جلسہ رقص منعقد ہوا۔ یتیم خانوں کے علاوہ دس مقامات پر غربا میں خیرات تقسیم کی گئی۔

جشن جوبلی میں بلدیہ کانپور کا حصہ | بلدیہ کانپور نے میونسپل عمارتوں میں روشنی کرنے کے لئے ۴۰ روپے اور جوبلی فنڈ میں ۲½ ہزار روپے دئے۔

ضلع کی تمام تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں ایک مقررہ پروگرام کے مطابق جشن جوبلی منایا گیا۔

جوبلی فنڈ میں امداد | ضلع کانپور نے جوبلی فنڈ میں ۳۵ ہزار ۶۱۹ روپے ۳ آنے ۹ پائی دئے۔

ضلع اٹاوہ کی تقریبات

دعائے شکرانہ ۔ پریڈ ۔ دربار | ۵ مئی کو مندروں ۔ مسجدوں اور گرجاؤں میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی درازیٔ عمر اور ترقی اقبال کی دعائیں مانگی گئیں اور بعض مقامات پر "یگیہ" اور "ہون" بھی کیا گیا۔ شام کو مسٹر ایم ۔ سی ڈیسائی آئی سی ۔ ایس نے بمقام ناکھا ایک خیراتی شفاخانے کا افتتاح کیا۔ اسے رائے بہادر چودھری بدان سنگھ ساکن ناکھا نے دس ہزار روپے کے خرچ سے تیار کرایا ہے۔ اس تقریب میں جن معتدد اصحاب نے شرکت کی۔ اُن میں رائے بہادر پنڈت ۔ بتمبر پنت ۔ راجہ صاحب مالاجائی ۔ راؤ نرسنگھ راؤ وغیرہ کے تمام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ چودھری بدان سنگھ کی درخواست پر مسٹر ڈیسائی نے علاقے کے غربا میں کپڑے اور مٹھائی تقسیم کی۔ آخر میں چودھری صاحب کی طرف سے ایک پُرتکلف ڈنر دیا گیا اور آتشبازی چھوڑی گئی + ۶ مئی کی صبح کو پولیس کی پریڈ ہوئی۔

جوبلی دربار | رات کو وکٹوریہ میموریل ہال کے میدان میں ایک عظیم الشان پنڈال کے نیچے جوبلی دربار منعقد ہوا۔ مسٹر ڈیسائی کلکٹر صدر میونسپل بورڈ ۔ صدر ڈسٹرکٹ بورڈ اور دوسرے معززین و رؤساء کی معیت میں دربار تشریف لائے جس میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دینے کے لئے ایک قرارداد منظور کی گئی ۔ دربار کے اختتام پر لالہ رام ناتھ ٹنڈن صدر میونسپل بورڈ اٹاوہ کی طرف سے تمام درباریوں کو ڈنر دیا گیا۔ اس موقع پر وکٹوریہ میموریل گراؤنڈ میں خوب روشنی کی گئی اور آتشبازی چھوڑی گئی۔ ضلع اٹاوہ نے جوبلی فنڈ میں ۴۶ ہزار روپیہ پیش کیا۔

تقسیم خیرات اور جلسے ۷ مئی کی صبح کو غرباء میں حلوا پوری تقسیم کی گئی۔ اس کے بعد تحصیل کے احاطے اور سناتن دھرم ہائی سکول میں اچھوتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ جلسے منعقد ہوئے جن میں سلور جوبلی منانے پر ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کو مبارکباد دی گئی۔

۱۰ مئی کی صبح کو گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج کے میدان میں کھیلوں کا "فائنل" ہوا۔ اس موقع پر بوائے سکاؤٹ ریلی اور دوسرے کھیل بھی ہوئے۔ شام کو دادا بھائی ٹا کی سینما نے سلور جوبلی فنڈ کی امداد کے لئے ایک کھیل دکھایا۔ ۱۱ مئی کی صبح کو سکولوں کے کھیلوں میں جیتنے والوں کو مسٹر ڈیسائی کلکٹر نے انعامات عطا کئے۔ بعد میں تقریباً تین ہزار بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ شب کو کلکٹر صاحب کے بنگلہ سے ایک شاندار جلوس نکلا۔ جو تمام شہر میں گشت کر کے آدھی رات گئے بنگلہ پر واپس ہوا۔

پیراکی کا مقابلہ ۱۲ مئی کی صبح کو وکٹوریہ میموریل تالاب میں پیراکی کا مقابلہ ہوا۔ الہ آباد کے مشہور پیراک مسٹر راین چٹرجی اور ان کی جماعت نے بھی اس مقابلے میں حصہ لیا۔ شام کو کلکٹر صاحب نے بدھونا تحصیل کے صدر مقام میں ایک شفا خانۂ حیوانات کا سنگِ بنیاد رکھا۔ آخر میں ملہوسی کے لال ترائن سنگھ نے ایک ایٹ ہوم دیا اور سلور جوبلی فنڈ کی امداد میں ایک ڈراما بھی ہوا۔

خواتین کا جلسہ ۱۳ مئی کو آریا مندر میں ہندو خواتین اٹاوہ کا ایک جلسہ ہوا۔ جس میں سلور جوبلی منانے پر ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کا شکریہ ادا کیا گیا۔ جلسے کی صدارت کے فرائض مسز ایم سی ڈیسائی نے انجام دئے۔ اور انہیں نے بچوں میں مٹھائی تقسیم کی۔

مشاعرہ ۱۴ مئی کو کلکٹر صاحب کے زیر صدارت اردو وہندی کا ایک مشاعرہ ہوا جس میں متعدد طلبہ کو کامیاب نظمیں لکھنے اور خوش الحانی سے پڑھنے پر انعامات تقسیم کئے گئے۔

لکھنہ اور بہار تھانہ میں جشن جوبلی ۱۶ مئی کو لکھنہ جاگیر میں نہایت شان و شوکت سے جشن جوبلی منایا گیا۔ شام کو مسٹر ڈیسائی کلکٹر اٹاوہ نے لکھنہ شفا خانے کے زنانے حصے کا افتتاح کیا۔

۸ مئی کو کلکٹر صاحب جلوس کے ساتھ بہار تھانہ تحصیل تشریف لے گئے۔ جہاں طلبہ کے کھیل ہوئے غرباء کو خیرات دی گئی۔ چراغاں کیا گیا۔ آتشبازی چھوڑی گئی۔ ڈراما دکھایا گیا۔ ٹھاکر بھگوان سنگھ نے ٹی پارٹی اور لالہ سورج پانڈے نے ڈنر دیا۔

دیہاتی علاقوں میں جشن تمام تحصیلوں اور دیہاتی مرکزوں میں عام جلسے ہوئے۔ جلوس نکلے۔ طلبہ کو مٹھائی اور انعام اور غرباء کو کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔ عبادت گاہوں میں دعائے

شکرانہ کی گئی ۔

جوبلی فنڈ میں حصہ | ضلع اٹاوہ نے جوبلی فنڈ میں مبلغ ۹۲۹۴ روپے ۶ آنے چندہ دیا ۔

ضلع فتحپور کی تقریبات

ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی | ضلع فتحپور میں جشن جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی بنائی گئی جس کی مجلس منتظمہ کے حسب ذیل عہدہ دار تھے :-

(۱) مسٹر ایس ۔ ایس ۔ ایل ڈار ۔ آئی ۔ سی ۔ ایس ڈسٹرکٹ آفیسر (صدر) ۔ (۲) مسٹر ایم ۔ ایم سپنڈل ڈپٹی کلکٹر (آنریری سکرٹری) (۳) مسٹر علی الدین حاکم خزانہ (آڈیٹر) ۔ (۴) بابو رام پرشاد لکڑ سرکاری خزانچی (خزانچی) مامور کئے گئے ۔

عہدہ داروں کے علاوہ کمیٹی کے ۱۲ معتمد ارکان بھی تھے ۔

پریڈ ۔ جلوس | ۶ مئی کو پولیس لائن میں پریڈ ہوئی ۔ بعد ازاں کلکٹر صاحب نے تقریبات جوبلی کا افتتاح کیا ۔ ایک شاندار جلوس نکالا گیا ۔ جس میں کلکٹر صاحب ہاتھی پر سوار تھے ۔ ڈسٹرکٹ آفیسر نے غریبوں میں تقسیم کرنے کے لئے پچیس روپے عطا فرمائے ۔ غرباء کو کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا ۔ گورنمنٹ ہائی سکول میں ریڈ کراس ریلی ہوئی ۔ تمام سرکاری وغیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا ۔

جوبلی دربار ۔ پبلک جلسہ ۔ ڈراما | ۷ مئی کی صبح کو ریڈ کراس سوسائٹی کی ابتدائی تقریبات ہوئیں ۔ سہ پہر کو کلکٹر صاحب کے زیر صدارت دربار منعقد ہوا ۔ اکثر معززین نے تقریریں کیں ۔ ایک قرارداد میں ملک معظم کو مبارکباد دی اور تاج برطانیہ سے اظہار وفاداری کیا گیا ۔

۸ مئی کی شام کو گورنمنٹ ہائی سکول میں کھیل ہوئے ۔ ۱۰ مئی کو ہاکی ٹورنامنٹ ہوا ۔ ڈرامے ہوئے ۔ ۱۲ مئی کی صبح کو ٹاؤن ہال میں "بیگمیہ" کا انعقاد عمل میں آیا ۔ غلہ اور مٹھائی تقسیم کی گئی ۔ شریف پردہ نشین خواتین کے گھروں میں مٹھائی بھجوائی گئی ۔ ۱۳ مئی کو یوسف کلب میں ٹینس ٹورنامنٹ ہوا ۔ ڈرامہ بھی دکھایا گیا ۔

جوبلی فنڈ میں چندہ | ضلع فتحپور نے جشن جوبلی میں ۲۸۴۴ روپے چندہ دیا ۔

سلور جوبلی سکول "ایٹ ہوم" | ۱۸ مئی کو مسٹر ڈوبرے کے ہاتھوں سے التنی میں ایک سلور جوبلی سکول کا سنگ بنیاد رکھا گیا ۔ ضلع کے تمام ڈپٹی کلکٹروں نے جن میں مسٹر سپنڈل مسٹر سید واجد حسین مسٹر سبیشھ مسٹر علی الدین وغیرہ شامل تھے ، ایک "ایٹ ہوم" دیا

اور سلور جوبلی کی تقریبات میں نمایاں حصہ لینے والوں اور معززین کو تمغے اور اسناد تقسیم کی گئیں ۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی دیہاتی علاقوں میں بھی صدر مقام ضلع کی طرح سے مقررہ پروگرام کے مطابق عبادت گاہوں میں دعائیں کی گئیں۔ طلبہ کے کھیل ہوئے۔ جلسے ہوئے اور جلوس نکلے۔ کھجوہ میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ غرباء کو کھانا تقسیم کیا گیا۔ مسٹر محمد صدیق (ساکن کورہ) نے بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ آپ نے کھجوہ میں ایک پارٹی دی۔ شاہ پورا اور پاپان میں بھی جلوس نکلے اور جلسے ہوئے ۔

ضلع فرخ آباد کی تقریبات

ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی ضلع فرخ آباد میں جشن جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے ایک ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی مقرر کی گئی۔ جو متعدد سرکاری و غیر سرکاری ارکان پر مشتمل تھی۔ فرخ آباد کی تحصیلوں کے صدر مقامات میں تقریبات جشن کے انتظام کے لئے علیحدہ علیحدہ سب کمیٹیاں بنائی گئی تھیں ۔

ڈسٹرکٹ کمیٹی کے مرتب کردہ پروگرام کے مطابق ضلع کے صدر مقام میں نہایت شان و شوکت سے سلور جوبلی منائی گئی ۔

دعائے شکرانہ۔ دربار اور دیگر تقریبات جشن جوبلی کی تاریخوں کے پہلے روز مندروں مسجدوں اور گرجاؤں میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی درازی عمر اور ترقی اقبال و دولت کی دعائیں کی گئیں اور بارگاہ ایزدی میں سلور جوبلی کی مبارک تقریب دکھانے پر شکر ادا کیا گیا۔ سلور جوبلی کے اعزاز میں جو شاندار دربار منعقد ہوا اس کے موقع پر متعدد حکام اور رؤسا عظام اور ان معززین کو جنہوں نے جشن جوبلی کو کامیاب بنانے میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ اسناد۔ تمغے اور سرٹیفکیٹ دئے گئے۔ سکولوں میں کھیل اور تماشے ہوئے۔ مختلف سکولوں کے باہمی میچوں میں جیتنے والے طلبا کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ چھوٹے بچوں کو مٹھائی اور غربا کو کھانا تقسیم کیا گیا۔ تمام سرکاری اور اکثر غیر سرکاری عمارات میں روشنی کی گئی۔ صدر مقام میں کئی جگہ آتشبازی چھوڑی گئی۔ صدر مقام ضلع کے علاوہ تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں بھی جشن جوبلی کی تقریبات بڑے اہتمام کے ساتھ منائی گئیں ۔

ضلع فرخ آباد سے جوبلی فنڈ میں بھی معقول چندہ جمع ہوا ۔

جھانسی ڈویژن

ضلع جھانسی کی تقریبات

ابتدائی تیاریاں ۵ ارفروری کو ضلع جھانسی کے مقتدر باشندوں کا ایک جلسہ مسٹر جی - ایل ویوین آئی - سی - ایس کلکٹر کے زیر صدارت میکڈانلڈ ہائی سکول میں منعقد ہوا ۔ مسٹر ویوین اور خان بہادر قاضی سر عزیز الدین احمد نے اپنی تقریروں میں سلور جوبلی کی اہمیت واضح کی - جلسے میں ۵ ۱۹۱ روپے چندہ جمع ہوا - اس جلسے میں ۲۶ ر ارکان پر مشتمل مجلس منتظمہ بنائی گئی - ان ۲۶ اصحاب میں ۱۱ عہدہ دار اور ۱۵ ر ارکان تھے - پھر جوبلی کا پروگرام مرتب کرنے اور تقریبات کو کامیاب بنانے کے لئے علیحدہ علیحدہ کمیٹیاں اور چندہ جمع کرنے کو ۳ سب کمیٹیاں بھی بنائی گئیں - مجلس منتظمہ کے حسب ذیل عہدہ دار تھے :- مسٹر ویوین کلکٹر (صدر) - قاضی سر عزیز الدین احمد نائب صدر - مسٹر ایچ - این بریک آف جی آئی پی ریلوے (نائب صدر) لفٹننٹ کرنل جی - ڈبلیو - اول (نائب صدر) مسٹر پی - ایچ ماسواس (نائب صدر) راجہ شمیر جنگ بجے بہادر سنگھ کٹیرہ - بابو سورج پرشاد سکرٹری - بابو ہنومان پرشاد تحصیلدار (جائنٹ سکرٹری) - خانصاحب محمد رفیق (جائنٹ سکرٹری) پنڈت رام اوتار نرل حاکم خزانہ ؛

دعائے شکرانہ - جوبلی دربار ۶ - مئی کی صبح کو تمام عبادت گاہوں میں دعا کی گئی - دن بھر کھیل ہوئے - غرباء کو کھانا کھلایا گیا - شام کو نرائن باغ میں دربار منعقد ہوا - ڈویژن کمشنر صاحب کی پیش کردہ قرارداد میں ملک معظم کو مبارکباد اور تاج برطانیہ سے وفاداری کا اعلان کیا گیا - رات کو سرکاری اور اکثر پرائیویٹ عمارتوں میں چراغاں کیا گیا - مشاعرہ بھی ہوا - ۷ مئی کو بھی بدستور کھیل اور تماشے ہوئے ؛

ضلع کی تمام تحصیلوں کی اطلاعات مظہر ہیں کہ ان کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں اپنے مقررہ پروگرام کے مطابق بڑی دھوم دھام سے جشن جوبلی کی تقریبات منائی گئیں ضلع جھانسی نے جوبلی فنڈ میں ۱۵ ہزار ۲۳۰ روپے ۱۰ آنے ایک پائی چندہ دیا ؛

ضلع جالون کی تقریبات

ابتدائی تیاریاں | ۲ فروری کو مسٹر ایس۔ خورشید آئی۔سی۔ایس کلکٹر کی صدارت میں ضلع کے رؤسار۔ زمینداروں۔ امراء اور معززین کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ۳۶ ارکان پر مشتمل ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کی بنیاد ڈالی گئی۔ حسب ذیل اصحاب اس مجلس کے عہدہ دار قرار پائے:۔

(۱) مسٹر ایس۔ خورشید آئی۔سی۔ایس (صدر)۔ (۲) مسٹر پی۔سی ماتھر ڈپٹی کلکٹر۔ (آنریری سکرٹری)۔ (۳) مسٹر آر۔ بی نگم۔ جائنٹ سکرٹری) (۴) مسٹر عبد المبین ڈپٹی کلکٹر (خزانچی)۔

تحصیلوں کے سب ڈویژنل افسروں کو اپنی اپنی تحصیل میں سب کمیٹی بنانے کا اختیار دیا گیا۔ چنانچہ چاروں تحصیلوں کے لئے علیحدہ علیحدہ کمیٹی مقرر کر دی گئی۔

دعائے شکرانہ | ۶ مئی کی صبح کو روزانی کی تقریبا تمام عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ اس کے بعد کلکٹر صاحب نے پولیس کی پریڈ دیکھی اور سلامی لی۔ پریڈ دیکھنے کے لئے سینکڑوں آدمی موجود تھے۔ بعد ازاں پولیس کے کھیل ہوئے۔

جوبلی دربار | شام کو ایک شاندار جوبلی دربار منعقد ہوا جس میں تقریبا چار سو سرکاری حکام اور معززین شریک ہوئے۔ حاضرین میں پردہ نشین خواتین بھی شامل تھیں۔ مسٹر ایس خورشید کلکٹر ملک معظم کے نمائندے کی حیثیت سے دربار میں تشریف لائے۔ اور اہل دربار نے نہایت خلوص سے آپ کا استقبال کیا۔ کلکٹر صاحب نے ایک قرارداد پیش کی۔ جس میں تاج برطانیہ سے وفاداری کا اقرار کیا گیا اور سلور جوبلی منانے پر ملک معظم اور ملکہ معظمہ کو مبارکباد دی گئی۔ آخر میں کلکٹر صاحب نے متعدد حکام اور معززین میں جوبلی کے تمغے گورنر صاحب کی اسناد اور کمشنر کے اور اپنے سرٹیفکیٹ تقسیم کئے۔ دربار کے خاتمے پر ایک گارڈن پارٹی ہوئی جس میں پانسو مہمانوں نے شرکت کی۔ اس کے بعد آتشبازی چھوڑی گئی۔ اور رات کو سارے شہر میں چراغاں کیا گیا۔

جلسۂ موسیقی | ٹاؤن ہال میں موسیقی کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں بنارس۔ لکھنؤ اور رجواڑوں کی مطربائوں نے شرکت کر کے کمال فن کا مظاہرہ کیا۔

خیرات | ۷ مئی کو مختلف قسم کے کھیل تماشے ہوئے جن میں طلبہ میں مٹھائی اور غربا و مساکین

میں خیرات تقسیم کی گئی ؛

دیہاتی علاقوں کی تقریبات | تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں نہایت شان و شوکت سے ایک پروگرام کے مطابق جوبلی کی تقریبات منائی گئیں۔ ضلع جالون نے جوبلی فنڈ میں مبلغ ۱۴ ہزار ۱۱۲ روپے ۷ آنے دئے ؛

ضلع ہمیر پور کی تقریبات

دعائے شکرانہ اور خیرات کی تقسیم | ۶ مئی کی صبح کو مسجدوں، مندروں اور گرجاؤں میں ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر و ترقی اقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ ہندو، مسلمان اور عیسائی حکام نے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں حاضر ہو کر دعاؤں میں شرکت کی۔ غرباء و مساکین کو خیرات اور مسٹر ایس۔ این اگروال کی طرف سے جیل کے قیدیوں کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ شام کو پریڈ گراؤنڈ میں کھیل ہوئے۔ سرکاری اور اکثر پرائیویٹ عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ ہمیر پور کلب نے ڈراما کیا جو بہت پسند کیا گیا۔ ۷ مئی کی صبح کو پولیس کی پریڈ ہوئی ؛

جوبلی دربار | رائے بہادر پنڈت کملا کر دوبے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے زیر صدارت دربار ہوا۔ جس میں تقریباً چار سو معززین نے شرکت کی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے سلور جوبلی کے تمغے۔ گورنر صاحب اور کمشنر صاحب کی اسناد اور اپنی طرف سے سرٹیفکیٹ دئے۔ شام کو کھیلوں کا فائنل ہوا۔ جیتنے والوں اور گورنمنٹ ہائی سکول کے طلبہ کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ شام کو رؤسائے ضلع کی طرف سے ایک شاندار پارٹی ہوئی۔ اسی روز ضلع کے ہر سکول میں سکاؤٹوں کی ریلی اور طلبہ کے کھیل ہوتے۔ ضلع بھر میں تقریباً ۱۵ ہزار طلبہ میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔ ۸ مئی کو جوبلی کی خوشی منانے کے لئے تقریباً سترہ ہزار آدمیوں کا ایک عظیم الشان جلوس نکلا۔ شام کو پارٹی اور رات کو موسیقی کا جلسہ ہوا۔ ۹ مئی کو تحصیل رتھ کے باشندوں نے جوبلی کا جشن منایا۔ شام کو کلکٹر صاحب کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کو جوبلی منانے پر ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کیا گیا۔ ۱۰ مئی کو ماندہ اور مہانی میں جوبلی کا جشن منایا گیا۔ بچوں کی نمائش بھی ہوئی۔ جس میں تندرست اور طاقتور بچوں کو انعامات دئے گئے۔ غرباء کو خیرات تقسیم ہوئی۔ شام کو کلکٹر صاحب کی صدارت میں ایک شاندار جلسہ ہوا۔ بعد ازاں ایک پارٹی ہوئی۔ آتشبازی چھوڑی گئی۔ سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ دیہاتی مرکزوں کی اطلاعات مظہر ہیں کہ وہاں بھی بڑی دھوم

دھام سے جوبلی کی تقریبات منائی گئیں۔

جوبلی فنڈ میں حصہ | ضلع ہمیر پور نے جوبلی فنڈ میں ۴۲۴۳۔ روپے ۱۱ آنے ۷ پائی چندہ دیا۔

ضلع باندہ کی تقریبات

ضلع باندہ میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کی سلور جوبلی کو کامیاب طریقہ پر منانے اور جوبلی فنڈ میں روپیہ جمع کرنے کی غرض سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ و کلکٹر کی صدارت میں ایک طاقتور سلور جوبلی کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی تھی۔

یوں تو کئی روز پہلے سے جشن جوبلی کے سلسلے میں ایک نہ ایک تقریب ہوتی رہتی تھی، مگر ۶ اور ۷ مئی کو جو جشن کی خاص تاریخیں تھیں مقررہ پروگرام کے متعلق نہایت شان و شوکت کے ساتھ تقریبات جشن منائی گئیں۔

دعائے شکرانہ۔ دیگر تقریبات | تقریباً ہر قوم نے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں دعائیں مانگیں۔ پولیس کی پریڈ ہوئی۔ سکولوں میں طلبہ کے کھیل ہوئے۔ سکاؤٹس نے مظاہرے کئے۔ سکول کے بچوں میں مٹھائی اور غربا میں کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایک شاندار دربار میں حکام و معززین شہر کو جوبلی کے تمغے اور اسناد تقسیم کیں۔ شب کو سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ آتشبازی خوب چھوڑی گئی۔ ضلع باندہ سے جوبلی فنڈ میں ۲ ہزار کے قریب چندہ جمع ہوا۔

بنارس ڈویژن

ضلع بنارس کی تقریبات

پریڈ اور دعائے شکرانہ | ۶ مئی کو پولیس اور فوج کی ایک متحدہ پریڈ ہوئی۔ اس کے بعد گرجاؤں

مسجدوں اور مندروں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ اور ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر کی دعائیں مانگی گئیں۔ نیز طلبہ کے کھیل ہوئے۔ شام کو چھاؤنی میں فوجی کھیل دکھائے گئے۔

خواتین کا جلسہ | ٹاؤن ہال میں خواتین کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ایک قرارداد کے ذریعے سے ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کو مبارکباد دی گئی اور جیل کے قیدیوں میں عمدہ غذا تقسیم کی گئی۔

ڈنر پارٹی | شام کو مہاراجکمار وجیانگرم نے ایک عظیم الشان ڈنر پارٹی دی جس میں کثیر التعداد سول حکام، فوجی افسر اور رؤسا شریک ہوئے۔ یہاں براڈکاسٹ کے ذریعے سے ملک معظم کی وہ تقریر سنی گئی۔ جو آپ نے باشندگان سلطنت کو مخاطب کرکے فرمائی تھی۔

طلبۂ مدارس کے کھیل | ۷ مئی کو بدستور طلبہ کے کھیل جاری رہے۔ اور کامیاب طلبہ میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

جوبلی دربار | ۷ مئی کی شام کو ایک شاندار دربار منعقد ہوا جس میں اعلیٰ حکام اور معززین کو جوبلی تمغے اور اسناد عطا کی گئیں۔ ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں سلور جوبلی منانے پر ملک معظم و ملکۂ معظمہ کو مبارکباد دی گئی۔ اور ملک معظم کی خدمت میں وفاداری کا پیغام بھیجا گیا۔ شام کو تمام سرکاری عمارتوں اور اکثر غیر سرکاری مکانات کو خوب سجایا گیا۔ اور اُن میں چراغاں کیا گیا۔ آتشبازی بھی ہوئی۔

مشرقی گھاٹ پر آتشبازی چھوڑی گئی تھی۔ چراغاں اور آتشبازی کی بہار دیکھنے کو تقریباً چار سو درباریوں کے لئے کشتیوں کا بندوبست کیا گیا تھا۔ فوجی بینڈ بھی تھا۔ اس وقت دریا میں کم از کم ایک ہزار کشتیاں موجود تھیں۔

مہاراجہ بنارس کی طرف سے ڈنر | ۸ مئی کو شہر کے تمام حصّوں کے غرباء میں کھانا اور بچوں میں مٹھائی اور کھلونے تقسیم کئے گئے۔ شام کو رام نگر میں ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بنارس کی طرف سے ایک شاندار ڈنر پارٹی دی گئی۔ جوبلی فنڈ کی امداد کی غرض سے مقامی سنیماؤں میں تماشے ہوئے۔ نیز ناگرک منڈل نے علیحدہ کھیل کیا۔

بابو مدن گوپال کھنّہ نے کارج میں لگانے کی بیس ہزار جھنڈیاں تقسیم کرنے کے لئے عنایت کیں۔ رائے بہادر پنڈت مادھو رام سیند نے ضلع کے میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے مدارس میں آویزاں کرنے کے لئے تین سو تصویریں عطا کیں۔ "سبھاانی پریس" اور "سوریہ پریس" نے سلور جوبلی کے سلسلے میں تمام کام مفت کیا۔ بابو جگن ناتھ پرشاد کھتری نے اپنی طرف سے خواتین کے جلسے کے لئے پھل اور مٹھائی کا انتظام کیا۔ نیز عوام نے سلور جوبلی فنڈ میں بڑی فیاضی سے چندے عطا کئے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ جوبلی فنڈ میں ۳۵۱۶۵ روپے جمع ہوئے۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی | دیہاتی علاقوں کی اطلاعات منظر ہیں۔ کہ ضلع کے پانچوں دیہاتی مرکزوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ جوبلی کی خوشی میں جلوس نکلے اور جلسے منعقد ہوئے۔ جن میں ملک معظم کے سوانح حیات بیان کئے گئے۔ ان کے دور حکومت میں ہندوستان میں جو ترقیاں ہوئیں۔ ان پر روشنی ڈالی گئی اور قرار دادیں منظور کی گئیں۔ جن میں ملک معظم کی ذات گرامی اور برطانوی تاج سے وفاداری کا اظہار کیا گیا۔ غرباء میں خیرات تقسیم کی گئی اور طلبہ کے کھیل ہوئے۔ جیتنے والے طلبہ کو انعامات دئے گئے اور ان میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ رات کو سرکاری اور غیر سرکاری عمارتوں میں بڑی شان و شوکت سے چراغاں کیا گیا۔

ضلع مرزاپور کی تقریبات

دعائے شکرانہ | ۶ مئی کو گرجاؤں۔ مسجدوں اور آریہ سماج مندر میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔
پریڈ اور دربار | پولیس لائن میں طلبہ اور پولیس والوں کے کھیل ہوئے۔ ۷ مئی کو پولیس کی پریڈ ہوئی اور طلبہ و پولیس کے کھیل نکر ہوئے۔ ۸ بجے صبح (۷ مئی) کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کی صدارت میں دربار منعقد ہوا۔ اس موقع پر جوبلی کے اعزاز میں تقریریں کی گئیں۔ ایک قرارداد کے ذریعے سے ملک معظم و ملکۂ معظمہ کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے متعدد حکام و معززین شہر کو جوبلی کے تمغے اور سندیں عطا کیں۔ محمد حکیم الدین خانصاحب رئیس کی طرف سے گنگا کے کنارے آتشبازی چھوڑی گئی۔

تحصیل چنار۔ رابرٹس گنج۔ اور دودھی میں بسلسلہ جشن جوبلی جلسے اور طلبہ کے کھیل ہوئے۔ معابد میں دعائیں اور سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ آتشبازی چھوڑی گئی۔ نیز لوپر پور۔ کنتھائی اور سکھار کے دیہاتی مرکزوں میں سے ہر مقام پر ایک مقررہ لائحہ عمل کے مطابق نہایت شان و شوکت سے جوبلی کا جشن منایا گیا۔

جوبلی فنڈ میں حصہ | ضلع مرزاپور نے جوبلی فنڈ میں مبلغ چار ہزار ۲۳۲ روپے ۱۲ ار چندہ دیا۔

ضلع جونپور کی تقریبات

دعائے شکرانہ چراغاں۔ جوبلی دربار | ۶ مئی کو مختلف عبادت گاہوں میں دعائیں کی گئیں۔ ۶ ار اور ۷ مئی کو طلبہ کے کھیل ہوئے۔ شام کو سرکاری اور غیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں

کیا گیا۔ ایک عظیم الشان جوبلی دربار ہوا۔ جس میں ملک معظم کے دورِ حکومت کی برکات پر تبصرہ کیا گیا۔ اور سلور جوبلی منانے پر ایک قرار داد میں ملک معظم کو مبارکباد دی گئی۔ دربار کے موقع پر جوبلی کے تمغے اور سندیں تقسیم کی گئیں +

تحصیل کراکاٹ میں مقامی باشندوں کا ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ دن کو طلبہ کے کھیل اور رات کو چراغاں ہوا۔ غرباء و مساکین کو کھانا اور طلبہ کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اسی طرح تحصیل شاہ گنج اور مچھلی شہر میں بھی جلسے منعقد ہوئے۔ طلبہ اور پولیس کے کھیل ہوئے سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں روشنی ہوئی +

تحصیلوں کے علاوہ مختلف دیہاتی مرکزوں میں بھی تقریباتِ جوبلی کی خوب چہل پہل رہی +

ضلع غازی پور کی تقریبات

ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی ضلع غازی پور میں جشن جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے ایک ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی مرتب کی گئی تھی۔ جو مقتدر سرکاری و غیر سرکاری ارکان پر مشتمل تھی۔ غازی پور کی تحصیلوں کے صدر مقامات میں تقریباتِ جشن کے انتظام کے لئے علیحدہ علیحدہ سب کمیٹیاں بنائی گئی تھیں +

ڈسٹرکٹ کمیٹی کے مقرر کردہ پروگرام کے مطابق ضلع کے صدر مقام میں نہایت شان و شوکت سے سلور جوبلی منائی گئی +

دعائے شکرانہ۔ دربار اور دیگر تقریبات صدر مقام میں ہر قوم اور مذہب کے لوگوں نے اپنے اپنے معابد میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی درازیٔ عمر اور ترقیٔ اقبال کی دعائیں کیں۔ سلور جوبلی کی مبارک تقریب منانے کا موقع عطا کرنے پر بارگاہ ایزدی میں بصد عجز و نیاز شکریہ ادا کیا۔ سلور جوبلی کے اعزاز میں جو شاندار دربار منعقد ہوا۔ اس کے موقع پر مقتدر حکام اور مقامی معززین کو اسناد اور تمغے دیئے گئے۔ سکولوں میں جلسے اور کھیل ہوئے۔ مختلف سکولوں کے باہمی میچ میں جیتنے والے طلبا کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ سکولوں کے بچوں کو مٹھائی اور غربا کو کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔ سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں روشنی کی گئی۔ صدر مقام میں کئی جگہ آتشبازی چھوڑی گئی۔ اسی طرح تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں مرکزوں میں مقامی حالات و ضروریات کے پیش نظر جزدی ترمیمات کے ساتھ مقررہ پروگرام کے مطابق تقریباتِ جشن منائی گئیں۔ جوبلی فنڈ میں باشندگان ضلع نے فراخدلی سے حصہ لیا +

ضلع میں تقریباتِ جوبلی بحیثیت مجموعی نہایت کامیاب رہیں +

ضلع بلیا کی تقریبات

پریڈ۔ دربار جلوس اور کھیل ۶ مئی کی صبح کو پولیس کی پریڈ ہوئی۔ اور دربار منعقد ہوا۔ کلکٹر صاحب کے لئے ایک خاص نشست بنائی گئی تھی۔ ضلع کے اعلیٰ حکام، خطاب یافتہ اصحاب، پنشنر فوجی حکام و رؤسائے شہر شریک دربار تھے۔ اختتام دربار پر دعائے شکرانہ کی گئی۔ شام کو طلبہ اور دوسرے لوگوں کے کھیل ہوئے۔ سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ ڈراما بھی دکھایا گیا۔ ۷ مئی کو ہاتھی۔ گھوڑوں۔ اونٹوں۔ موٹر کاروں اور دیگر گاڑیوں پر مشتمل ایک شاندار جلوس نکلا۔ سب کے آگے ہاتھی پر کلکٹر صاحب سوار تھے۔

مختلف تقریبات مقامی عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ شام کو طلبہ کے کھیل اور شب کو چراغاں۔ آتشبازی اور ڈراما ہوا۔ طلبہ کو مٹھائی اور غربا کو کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔

۸ مئی کو ۔ جے ۔ سنسکرت کالج کی رسم افتتاح ادا کی گئی۔ شب کو ڈراما بھی دکھایا گیا۔ بزم مشاعرہ منعقد ہوئی۔ ۱۰ مئی کو نماز جمعہ کے بعد مساجد میں دعائیں کی گئیں۔ مسٹر ایس۔ ایچ ظہیر قائم مقام ڈسٹرکٹ آفیسر اور مسٹر ایس۔ جے۔ ایچ زیدی اسسٹنٹ ڈویژنل آفیسر و سکریٹری جوبلی کمیٹی بلیا نے تمام تقریبات کی نگرانی فرمائی۔ اسی تاریخ کو مقام رسرا میں نہایت شان و شوکت سے جوبلی کی تقریبات منائی گئیں۔ اور ضلع کی تقریباً تمام تحصیلوں اور دیہاتی مراکز میں بھی مقررہ پروگرام کے مطابق جوبلی کا جشن منایا گیا۔ ضلع بلیا نے جوبلی فنڈ میں مبلغ ۷۸۱ روپے ۶/۵ پائی چندہ دیا۔

گورکھپور ڈویژن

گورکھپور کی تقریبات جشن

دعائے شکرانہ ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی کے مرتب کردہ پروگرام کے مطابق ۶ مئی سے تقریبات

اور دیگر تقریبات | جشن کا آغاز ہو گیا۔ گورکھپور کے تمام گرجاؤں۔ مسجدوں اور مندروں میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ اعلیٰ و ادنیٰ تعلیمی اداروں مثلاً کنگ ایڈورڈ ہائی سکول۔ گورنمنٹ جوبلی ہائی سکول۔ نارمل سکول۔ ٹکنیکل سکول وغیرہ میں سلور جوبلی کے اعزاز میں جلسے منعقد ہوئے۔ طلبہ کے میچ اور متفرق کھیل ہوئے۔ جیتنے والے طلبہ کو حکام نے انعامات تقسیم کئے۔ سکول کے بچوں کو مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔ غرباء اور مساکین کو کھانا اور محتاج عورتوں کو کپڑا دیا گیا۔ نیز ہسپتال کے حاجتمند مریضوں کی کپڑے اور نقدی سے امداد کی گئی۔

کمشنر صاحب گورکھپور اور کلکٹر صاحب نے علیحدہ علیحدہ دربار کئے۔ اس موقع پر متعدد حکام اور رؤسائے شہر نے پُر مغز و بسیط تقریریں کیں۔ جن میں ملک معظم کے ۲۵ سالہ عہد حکومت کی ترقیوں پر روشنی ڈالی گئی اور ملک معظم و ملکہ معظمہ کے ساتھ اظہار عقیدت اور تاج برطانیہ سے وفاداری کا اعلان کیا گیا۔ ایک قرارداد میں سلور جوبلی منانے پر ممدوحین کی خدمت میں ہدیۂ مبارکباد پیش کیا گیا۔ گورکھپور میں جشن جوبلی کو کامیاب بنانے والے حکام میں صاحب کمشنر اور صاحب کلکٹر کے علاوہ مسٹر جے۔ پی لینکفورڈ آئی۔ سی۔ ایس جائنٹ مجسٹریٹ۔ اے ایس منرو آئی۔ سی۔ ایس اسسٹنٹ مجسٹریٹ۔ رائے بہادر ٹھاکر سردار سنگھ بی۔ اے ڈپٹی کلکٹر۔ مولوی نذیر احمد عباسی ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ڈپٹی کلکٹر۔ ایف آر جاہنس بی۔ اے ڈپٹی کلکٹر۔ منشی محمد سلطان حسن مرزا بی۔ اے ڈپٹی کلکٹر۔ منشی محمد جمیل الدین بی۔ اے ڈپٹی کلکٹر کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۶ اور ۷ مئی کو تمام سرکاری و نیم سرکاری اور اکثر و بیشتر غیر سرکاری عمارات و دفاتر میں چراغاں کیا گیا۔

گورکھپور صدر مقام کے علاوہ ضلع گورکھپور کی تمام تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی علاقوں میں بھی اپنے اپنے مقررہ پروگراموں کے مطابق جشن جوبلی کی تقریبات نہایت دھوم دھام سے منائی گئیں۔

جوبلی فنڈ میں ضلع گورکھپور کا حصہ | ضلع گورکھپور نے جوبلی فنڈ میں مبلغ ۸۹۰ روپے ۶ر چندہ دیا۔

ضلع بستی کی تقریبات

پریڈ اور دعائے شکرانہ | ضلع بستی میں ۶ مئی سے ۹ مئی تک جوبلی کی تقریبات ہوتی رہیں۔ ۶

مئی کو پولیس پریڈ ہوئی۔ غربا میں خیرات تقسیم ہوئی۔ ۱۰ بجے مندروں اور گرجاؤں میں اور ۲ ½ بجے مسجدوں میں دعائے شاہانہ ادا کی گئی۔ شام کو چراغاں کیا گیا۔ ۹ بجے شب کو رائے بہادر ٹھاکر سردار سنگھ کالا کے زیر صدارت دربار منعقد ہوا جس میں ضلع کے تین سو درباری معززین اور حکام شریک ہوئے۔ اس اجتماع میں سلور جوبلی منانے پر ملک معظم اور ملکہ معظمہ کو مبارکباد کی قرارداد منظور ہوئی ٭

۷ مئی کی صبح کو پریڈ گراؤنڈ میں طلبہ کو مٹھائی اور بادشاہ و ملکہ کی تصاویر تقسیم کی گئیں۔ سہ پہر کو کھیل ہوئے۔ اور رات کو بزم مشاعرہ منعقد ہوئی۔ ۹ کو طلبہ کے کھیل اور سکاؤٹس ریلی ہوئی۔ جیتنے والوں کو انعامات تقسیم کئے گئے ٭

پردہ پارٹی ڈسٹرکٹ وسشن جج صاحب کی اہلیہ مسز چند مینی کی کوششوں سے ایک پردہ پارٹی ہوئی جس میں شرکت کے لئے مسز ہوبرٹ گورکھپور سے تشریف لائیں۔ ۹ مئی کو گورنمنٹ ہائی سکول میں کیمپ فائر ہوئی اور خوش بیانی کا مقابلہ ہوا۔ کلکٹر صاحب اس تقریب میں شریک تھے۔ آپ نے تقریر کرتے ہوئے تاج سے وفاداری کی تلقین کی ٭

ضلع بستی کی تحصیلوں کے صدر مقامات اور متعدد دیہاتی مرکزوں میں بھی ایک مقررہ پروگرام کے مطابق جوبلی کی تقریبات کامیابی سے منائی گئیں ٭

جوبلی فنڈ میں حصہ ضلع بستی نے ملک معظم کی سلور جوبلی فنڈ میں کل ۲۷۲۲ روپے دو آنے ۳ پائی چندہ دیا ٭

ضلع اعظم گڑھ کی تقریبات

ابتدائی تیاریاں ۱۲ مارچ کو ضلع کے متعدد رؤسا۔ وکلا۔ تجار اور نیم سرکاری مقامی اداروں کے صدر لائبریری ہال میں جمع ہوئے۔ راؤ بہادر ٹھاکر حکم سنگھ ڈسٹرکٹ آفیسر نے جلسے کی صدارت کے فرائض انجام دئے۔ اس میں تقریبات جوبلی کا لائحہ عمل مرتب کرنے اور جوبلی فنڈ کے لئے چندہ جمع کرنے کے واسطے سرکاری حکام اور غیر سرکاری معززین پر مشتمل ایک مجلس منتظمہ کی بنیاد رکھی گئی۔ رائے صاحب بابو شمبھو ناتھ ڈپٹی کلکٹر لوکل سکرٹری مقرر کئے گئے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ سب ڈویژنل افسروں کی ماتحتی میں تمام تحصیلوں میں سب کمیٹیاں بنائی جائیں۔ جناب صدر کی اپیل پر جلسے ہی میں ۲۰۱ روپے ۱۲ آنے جمع ہو گئے اور مزید رقموں کا وعدہ کیا گیا۔ ۷ اپریل کو مجلس منتظمہ کا جلسہ منعقد

ہوا جس میں جشن جوبلی کا پروگرام مرتب کیا گیا۔ اس کے بعد صدر میں ریونیو ایجنٹوں اور مختاروں کا الگ اور سول کورٹ بار کے ارکان کا الگ جلسہ ہوا۔ اوّل الذکر جلسے کی صدارت ڈسٹرکٹ آفیسر صاحب نے اور دوسرے کی ڈسٹرکٹ جج صاحب نے فرمائی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کی اہلیۂ محترمہ نے خواتین کے متعدد جلسوں میں تقریریں کیں اور انہیں جوبلی فنڈ میں چندہ دینے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ دیہاتی علاقوں میں سب ڈویژنل افسروں، تحصیلداروں۔ نائب تحصیلداروں اور دوسرے افسروں نے چندہ جمع کرنے اور تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے میں بڑی سرگرمی کا اظہار کیا ❊

پولیس کی پریڈ اور دربار ۶ مئی کی صبح کو پولیس کی پریڈ ہوئی۔ اس کے بعد ایک شاندار جلوس نکلا جس میں سرکاری حکام۔ رؤسا، اور ہر طبقے کے معززین شامل تھے۔ ہاتھی گھوڑے اور موٹریں جلوس کے ساتھ ساتھ تھیں جن میں لوگ سوار تھے۔ جلوس شہر کی شاہراہوں پر گشت کرتا ہوا ½ ۸ بجے مہتہ لائبریری ہال پہنچا ❊

دربار چراغاں مہتہ لائبریری ہال میں ڈسٹرکٹ افسر صاحب کے زیر صدارت دربار منعقد ہوا۔ کئی معززین نے تقریریں کیں جن میں ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کے اوصافِ حمیدہ اور ان کے دورِ حکومت کی ترقیوں پر روشنی ڈالی گئی۔ ایک قرارداد میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کو سلور جوبلی منانے پر ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کیا گیا۔ آخر میں مقتدر حکام اور معززین شہر کو جوبلی کے تمغے۔ اسناد اور سرٹیفکیٹ عطا کئے گئے ❊

۳ بجے سہ پہر کو انگریزی اور ورنیکلر مدارس کے طلبہ کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ۶ مئی کی شام کو ہوا تیز تھی۔ اس لئے چراغاں میں حسب توقع کامیابی نہ ہوئی۔ تاہم سرکاری اور اکثر پرائیویٹ مکانوں میں خاصی روشنی ہوئی۔ شب کو مہتہ لائبریری میں چراغاں ہوا۔ ۷ مئی کو اکثر عبادت گاہوں میں دعائیں کی گئیں۔ اسی روز ½ ۷ بجے صبح شاندار سکاؤٹ ریلی ہوئی جس کے بعد تقریباً ۲ ہزار غربا میں خیرات تقسیم ہوئی ❊

ریلی سکاؤٹ ایٹ ہوم دیگر تقریبات طلبہ کے فائینل میچوں کے بعد جیتنے والے طلبہ اور سکاؤٹوں کو تمغے اور انعامات دئے گئے۔ شام کو سلور جوبلی کمیٹی کی طرف سے ایٹ ہوم دیا گیا جس میں تقریباً تین سو مہمان شریک تھے۔ شب کو آتشبازی چھوڑی گئی۔ خواتین اعظم گڑھ کی طرف سے ایک عظیم الشان پردہ پارٹی ہوئی۔ جوبلی کمیٹی کی طرف سے ایک اور ایٹ ہوم دیا گیا۔ اس موقع پر مشن ہسپتال کی نرسوں نے دیہاتیوں کا ناچ دکھایا۔ ورنیکلر مڈل سکول لڑکیوں نے ڈراما کیا۔ ان کے علاوہ دیگر تفریحی مشاغل ہوئے ❊

پنڈت اجودھیا سنگھ اپادھیا کی صدارت میں "ہندی کوی سمیلن" کا اجلاس منعقد ہوا جس میں صاحب صدر نے دس شعرا کو تمغے دئیے جانے کا وعدہ کیا۔

تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں تقریباً یکساں پروگرام کے مطابق جوبلی کی تقریبات نہایت کامیابی سے منائی گئیں۔

ضلع اعظم گڈھ نے جوبلی فنڈ میں تقریباً ۵ ½ ہزار روپے چندہ دیا۔

کمایوں ڈویژن

ضلع نینی تال کی تقریبات

دعائے شکرانہ اور دوسری تقریبات | یہاں پر ۶ مئی سے ۱۷ مئی تک جشن جوبلی کی تقریبات منائی گئیں ۶ مئی کو دعائے شکرانہ کے بعد فوج، پولیس اور سکاؤٹوں کی منعقدہ پریڈ ہوئی۔ تمام سرکاری وغیر سرکاری عمارتوں میں اعلیٰ پیمانہ پر چراغاں کیا گیا جھیل کے چاروں طرف چراغ جلا کر رکھے گئے۔ اور اس کے اندر ایسی کشتیاں چھوڑی گئیں جن میں روشنی ہو رہی تھی۔ بوٹ ہاؤس میں ایک شاندار جلسۂ رقص منعقد ہوا۔ فوجی سب کمیٹی کی طرف سے مشعلوں کے ساتھ تماشا دکھایا گیا۔

شاندار اسکاؤٹ ریلی | پرانے گورنمنٹ ہاؤس میں صوبہ بھر کے تقریباً پانسو سکاؤٹوں نے شرکت کی چیف سکاؤٹ ہز ایکسیلنسی سر ہیری ہیگ کے علاوہ راجکمار سر مہاراج سنگھ ہوم ممبر، مسٹر جے۔ ایم کلے فنانس ممبر، مسٹر جے۔ پی سریواستو وزیر تعلیم، سر سیتا رام صدر لیجسلیٹو کونسل اور مسٹر ہاروپ بھی رونق افروز تھے۔ مسٹر جسٹس اقبال احمد پراونشل سکاؤٹ کمشنر نے گورنر والا جاہی ہیگ کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد ہز ایکسیلنسی نے تمغے عطا کئے۔ پھر سکاؤٹوں نے کرتب دکھائے۔ اس کے بعد یہ تقریب ختم ہوئی۔ رائے بہادر لالہ جیئے دیال اور لالہ موہن لال کی طرف سے غربا و مساکین میں کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔ مقامی جوبلی فنڈ سے اٹھارہ سو طلبہ کو پھل اور مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔

سیکنڈ بٹالین کنگس اون سکاٹس بورڈررز اور فسٹ بٹالین نے متفقہ طور پر بینڈ بجایا۔ جو نہایت پسند کیا گیا ۔

جوبلی اور ڈسٹرکٹ دربار

۷ مئی کی شب کو گورنمنٹ ہاؤس میں دربار منعقد ہوا۔ جس میں ہز ایکسیلینسی نے اسی متعدد سرکاری و غیر سرکاری اصحاب کو جوبلی کے تمغے عطا کئے۔ سرکاری اصحاب میں وزراء۔ گورنمنٹ کے سکرٹری صاحبان اور اعلیٰ حکام شامل تھے ۔

ڈپٹی کمشنر صاحب کے بنگلہ پر ایک علیحدہ ڈسٹرکٹ دربار منعقد ہوا۔ جس میں انہوں نے متعدد معزز حاضرین دربار کو تمغے اور سندیں عطا کیں۔ ڈپٹی کمشنر کی طرف سے حاضرین کو "ایٹ ہوم" دیا گیا ۔

۱۰ مئی کو ڈسٹرکٹ بورڈ۔ میونسپلٹی اور بعض دوسرے اداروں کی طرف سے سپاسنامے پیش کئے گئے۔ جن میں ملک معظم کی ذات کے ساتھ اظہار وفاداری کیا گیا۔ اسی تاریخ میں مشعلوں کا تماشا دکھایا گیا۔ جس میں مختلف یورپین تعلیم گاہوں کے طلبہ نے حصہ لیا۔ ہفتے کو فینسی میلہ منعقد ہوا۔ ۵½ بجے شام کو موسیقی کے ایک شاندار جلسہ کے بعد میلہ ختم ہوا۔ شب کو رائل ہوٹل اور رولہر ہوٹل میں رقص کے جلسے منعقد ہوئے "فلیگ ڈے" پر اس کثرت سے جھنڈیاں فروخت ہوئیں کہ ان سے آٹھ سو روپے وصول ہوئے ۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی کے انتظامات کی تکمیل کے لئے سب ڈویژن میں مقامی کمیٹیاں بنائی گئیں۔ ان میں سے ہر ایک کمیٹی تقریباً ایک جیسے پروگرام کے مطابق جشن جوبلی منایا۔ جلسے ہوئے جن میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کے ساتھ اظہار وفاداری اور ان کی درازیٔ عمر و ترقی اقبال کی دعائیں کی گئیں۔ غربا کو کھانا اور طلبہ کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ چراغاں کیا گیا۔ آتشبازی چھوڑی گئی۔ اس ضلع کی تقریبات جوبلی کی یہ ایک خصوصیت ہے۔ کہ ضلع کے تقریباً تمام نیم سرکاری اداروں نے جشن جوبلی کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا اور اس پر بڑی بڑی رقمیں صرف کیں ۔

جشن جوبلی میں حصہ

ضلع نینی تال نے جوبلی فنڈ میں مختلف عنوانات کے ماتحت مختلف اقساط میں قریباً بیس ہزار کی رقم پیش کی ۔

ضلع الموڑا کی تقریبات

جشن جوبلی کے منتظمین

ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی حسب ذیل حضرات پر مشتمل تھی :۔

مسٹر ڈبلیو - ڈبلیو فن - لے آئی - سی - ایس ڈپٹی کمشنر - مسٹر دھرم ویرا آئی - سی - ایس
اسسٹنٹ کمشنر - مسٹر ڈی - واے آئی - سی - ایس اسسٹنٹ کمشنر - مسٹر جے - گردس
ڈپٹی کلکٹر - مسٹر جے - آر کالا ڈپٹی کلکٹر - کنور جودھ سنگھ تحصیلدار - ٹھاکر پریم سنگھ
رائے بہادر پنڈت چند روت پانڈے صدر میونسپل بورڈ اور ٹھاکر جنگ بہادر سنگھ
بشٹ ایم - ایل - سی صدر ڈسٹرکٹ بورڈ ۔

مختلف تقریبات ۶ مئی کو دعائے شکرانہ ادا کی گئی - طلبہ کے کھیل ہوئے - رات کو سرکاری اور اکثر پرائیویٹ عمارتوں میں چراغاں کیا گیا - جوبلی کے اعزاز میں ایک دربار منعقد ہوا جس میں ملک معظم کے دور حکومت کی برکات پر روشنی ڈالی گئی - ایک قرارداد کے ذریعے سے تاج برطانیہ کے ساتھ وفاداری کا اظہار کیا گیا - اور سلور جوبلی منانے پر ملک معظم اور ملکہ معظمہ کو مبارکباد دی گئی - ضلع کے متعدد حکام و معززین کو تمغے اور سندیں عطا کی گئیں - شہر میں غرباء و مساکین میں خیرات اور طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی ۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں مقامی حالات کے مطابق سرکاری حکام اور مقامی معززین کی نگرانی میں ایک مقررہ لائحہ عمل کے مطابق جوبلی کی تقریبات منائی گئیں - مقامی باشندوں کے جلسے منعقد ہوئے جن میں ملک معظم کے حالات زندگی بیان کئے گئے - اور اس کے عہد حکومت میں ہندوستان کی ترقیوں کا تذکرہ کیا گیا - طلبہ اور مقامی باشندوں کے کھیل ہوئے - غرباء کو کھانا اور طلبہ کو مٹھائی تقسیم کی گئی - سرکاری اور اکثر غیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا ۔

قریباً ۹۰۰۰ روپیہ سلور جوبلی فنڈ میں اس ضلع کی طرف سے چندہ دیا گیا ۔

ضلع گڑھوال کی تقریبات

ابتدائی تیاریاں سلور جوبلی کے جشن کو کامیاب بنانے اور فراہمی زر کے لئے چامولی سب ڈویژن ضلع گڑھوال میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا - ٹھاکر لکھپت سنگھ رگھو بنسی صدر اجلاس تھے - مسٹر گھنشیام ڈمری اور جودھ سنگھ نے سلور جوبلی کی تقریبات کے لئے چندہ فراہم کرنے کی غرض و غایت واضح کی - ۸۳ روپے ایک آنہ اسی وقت جلسے میں جمع ہو گئے اور ۳۱ اپریل تک چندہ کی رقم ۱۹۳۱ روپے ۶ پائی جمع ہوئی - راول صاحب آف بدری ناتھ نے جوبلی فنڈ میں ۱۰۲۱ روپے عطا کئے ۔

دعائے شکرانہ اور دیگر تقریبات | گڑھوال کی ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی کے مرتب کردہ پروگرام کے مطابق ۶ مئی کو گڑھوال کے مختلف عبادت خانوں میں سلور جوبلی کے سلسلے میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ جشن جوبلی کی تقریبات کی کئی روز تک چہل پہل رہی۔ اس دوران میں سکولوں کے طلبا کے کھیل اور سکاؤٹس کے مظاہرے ہوئے۔ ۶ مئی کی شام کو مختلف سرکاری اور غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ سکول کے بچوں کو مٹھائی اور محتاجوں کو کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔

گڑھوال کا جوبلی دربار نہایت شاندار اور بارونق تھا۔ متعدد حکام اور عمائد شہر نے تقریریں کیں۔ جن میں ملک معظم کے بست و پنج سالہ عہد حکومت کی برکات اور ترقیوں پر روشنی ڈالی۔ ایک قرارداد میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی۔ اور ممدوحین کی درازی عمر کی دعا کی گئی۔ بعض مقتدر حکام و روسائے شہر کو جوبلی کے تمغے۔ اسناد اور سرٹیفکیٹ دئے گئے۔ ۷ مئی کو پھر تمام سرکاری اور اکثر غیر سرکاری عمارات اور سرکاری و نیم سرکاری دفاتر میں چراغاں ہوا۔ کئی مقام پر آتشبازی چھوڑی گئی۔

گڑھوال کے علاوہ تحصیلوں کے صدر مقام اور دیہاتی مرکزوں پر بھی مقامی حالات کے مطابق مرتب کردہ پروگرام کے مطابق جلسے ہوئے اور جلوس نکالے گئے۔

جوبلی فنڈ میں ضلع گڑھوال نے ۹/۱۳/۱۹۰ء کی خطیر رقم پیش کی۔

لکھنؤ ڈویژن

ضلع لکھنؤ کی تقریبات

ابتدائی تیاریاں | جشن جوبلی کی مقررہ تاریخوں سے بہت پہلے ہی تقریبات جوبلی منانے کی تیاریاں شروع ہوگئی تھیں۔ حکومت صوبجات متحدہ کی طرف سے اعلان کیا گیا تھا کہ جوبلی سے متعلق کسی موضوع پر اردو اور ہندی میں اعلےٰ نظم لکھنے والوں کو سو سو روپے انعام دئے جائیں گے۔ اپریل میں مسٹر جسٹس۔ مسٹر کنگ چیف جسٹس اودھ چیف کورٹ نے سلور جوبلی فنڈ

کے سلسلے میں اودھ بار ایسوسی ایشن کے ایک جلسہ میں تقریر کی۔ اس موقع پر ارکان ایسوسی ایشن کے علاوہ چیف کورٹ کے تمام آنریبل ججز صاحبان بھی موجود تھے۔ جلسے میں دو ہزار روپے کے چندوں کے وعدے کئے گئے ؞

دعائے شکرانہ اور دوسری تقریبات ۶ مئی کو فوج کی ایک رسمی پریڈ ہوئی۔ لکھنؤ میں اس وقت جس قدر فوجی دستے موجود تھے ان سب نے اس پریڈ میں حصہ لیا۔ اکثر مسجدوں اور مندروں اور تمام گرجاؤں میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ آصف الدولہ کے امام باڑہ میں بھی دعا کی گئی۔ رام لیلا گراؤنڈ۔ وکٹوریہ پارک اور امین الدولہ پارک میں غربا و مساکین کو کھانا کھلایا گیا ؞

جوبلی دربار لکھنؤ کے مشہور قیصر باغ کی بارہ دری میں ½۵ بجے دربار شروع ہوا۔ مسٹر جے۔ ایف سیل کمشنر جلوس کے ساتھ دربار میں تشریف لائے۔ آپ نے اس موقع پر ایک نہایت موزوں تقریر کی جس کے اختتام پر آپ نے حسب ذیل قرارداد پیش کی جو متفقہ طور پر منظور کی گئی :۔

"ہم باشندگان لکھنؤ جو ایک عام جلسے میں جمع ہوئے ہیں ملک معظم جارج پنجم اور ملکۂ معظمہ کو تاجپوشی کی پچیسویں سالگرہ کے موقع پر مبارکباد دیتے ہیں" اس قرارداد کی تائید میں خان بہادر محمد مقبول حسین اور مسٹر بشمبر داس سری واستوا نے تقریریں کیں ؞

۶ مئی کی شام کو تمام شہر میں نہایت شان و شوکت سے چراغاں کیا گیا۔ بڑا ڈاک خانہ حضرت گنج کی تمام دوکانیں۔ چار باغ۔ ریلوے اسٹیشن اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری عمارات کے علاوہ قیصر باغ۔ بارہ دری۔ یونیورسٹی۔ کنگ جارج ہسپتال اور میونسپل ہال روشنی سے جگمگ جگمگ کر رہے تھے ؞

جوبلی کی یادگار میں انعامات جوبلی کی خوشی میں مسٹر ڈی۔ این بنرجی نے لکھنؤ یونیورسٹی کو اس غرض کیلئے چار ہزار روپے عطا کئے کہ بہترین تحقیقات کے صلے میں ہر سال اس رقم میں سے دو سو روپے محقق کو بطور انعام دئے جائیں۔ اسی طرح ڈاکٹر سعید الظفر خاں نے کنگ جارج میڈیکل کالج کے دو طالب علموں کو تشریح الابدان کے متعلق بہترین تحقیقات کے صلے میں دو انعام عطا کرنے کے لئے پانسو روپے دئے ؞

مینا بازار لیڈی ہیگ کی سرپرستی میں لال باغ پارک لکھنؤ میں ایک مینا بازار مرتب کیا گیا جس کے پروگرام میں ہاتھی کی سواری۔ گدھوں کی دوڑ۔ غبارے اڑانا۔ بنگالی موسیقی اور مشرقی رقص وغیرہ متعدد امور شامل تھے ؞

جوبلی کے اعزاز میں وظائف مسٹر ڈی۔ این بنرجی نے سلور جوبلی کے اعزاز میں چار ہزار روپے

لکھنؤ یونیورسٹی کو انعامی فنڈ کے لئے پیش کئے کہ اس رقم میں سے ہر سال دو سو روپے بہترین علمی تحقیقات کرنے والے طالب علم کو بطور انعام دئے جایا کریں۔ اسی طرح ڈاکٹر سعید الظفر خاں نے کنگ جارج میڈیکل کالج کے اناٹومی کی تحقیقات پر دو انعام عطا کرنے کے لئے پانسو روپے دئے ہیں ۔

جوبلی فنڈ | اودھ کے دار الخلافہ لکھنؤ نے جوبلی فنڈ میں (چندہ کی آٹھویں فہرست کے مطابق) کل ۶۲۶۶۹ روپے ایک آنہ چندہ دیا ہے ۔

ضلع اناؤ کی تقریبات

ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی | ۲۴ فروری کو خان بہادر شیخ محمد شفیع صاحب سابق ڈپٹی کمشنر کے زیر صدارت ایک جلسہ میں ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی بنائی گئی۔ کمیٹی کے صدر ڈپٹی کمشنر اور سکریٹری مسٹر اے این شکل ڈپٹی کلکٹر قرار پائے ۔ ۳۹ مقتدر سرکاری و غیر سرکاری خطاب یافتہ و معزز اصحاب کمیٹی کے ارکان منتخب کئے گئے ۔ جن میں مسٹر سوچا سنگھ آئی۔سی۔ایس ڈپٹی کمشنر۔ مسٹر رگھبر دیال آئی۔سی۔ایس ڈسٹرکٹ جج اناؤ۔ مسٹر محمد عبد المجید خاں ڈپٹی کلکٹر۔ ڈاکٹر شیو ادھار سنگھ سول سرجن اناؤ۔ شیخ لائق علی خاں ڈپٹی کلکٹر۔ ڈاکٹر بی۔ کے واد یا ڈسٹرکٹ میونسپل آفیسر آف ہیلتھ ۔ خان بہادر ایم مسیح الدین فاروقی صدر ڈسٹرکٹ بورڈ اناؤ۔ سید احمد عباس زیدی چیرمین بلدیہ اناؤ ۔ راجہ سریرام تعلقہ دار۔ میجر سید رونق علی ساکن صفی پور سید وصی الحسن زیدی ایڈوکیٹ اناؤ۔ بابو شنکر دیال سریواستوا ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے اسماء گرامی بھی ہیں ۔

۶ و ۷ مئی کی تقریبات | مدارس کے طلبہ اور سکاؤٹوں کا ایک عظیم الشّان جلوس شہر میں گشت کرتا ہوا گورنمنٹ ہائی سکول کے میدان میں پہنچا۔ جہاں مختلف کھیل ہوئے۔ اور طلبہ کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے ۲ طلبہ کو تمغے عطا کئے۔ لڑکیوں کا ایک علیحدہ اجتماع ہوا۔ پندرہ لڑکیوں کو بھی تمغے دئے گئے ۔ تقریبًا چار سو فقیروں کو خیرات تقسیم کی گئی۔ کشتی کا دنگل ہوا اور پندرہ جیتنے والے پہلوانوں کو تمغے دئے گئے ۔ مقامی گرجے مسجدوں اور مندروں میں دعائیں کی گئیں ۔

جوبلی دربار | ایک عظیم الشّان شامیانے کے نیچے دربار ہوا ۔ ایک قرارداد میں ملک معظّم کی ذات سے اظہار وفاداری کیا گیا۔ مختلف اصحاب کو تمغے دئے گئے شام کو پولیس گراؤنڈ میں کھیل ہوئے۔

اور آتشبازی چھوڑی گئی۔ لالہ سری کشن داس نے ایٹ ہوم دیا۔ کوی سمیلن اور ایک "مشاعرہ" منعقد ہوا۔ دونوں میں چالیس نظمیں پڑھی گئیں۔ بہترین نظموں کے مصنفوں کو تمغے عطا کئے گئے! اور برطانوی دَور حکومت پر تبصرہ کیا گیا۔ ضلع کے تقریباً دیہاتی علاقوں میں بھی جشن جوبلی کی تقریبات نہایت شاندار طریقہ سے منائی گئیں ؛

جوبلی فنڈ میں امداد | ضلع اناؤ نے (چندہ کی آٹھویں سرکاری فہرست کے مطابق) جوبلی فنڈ میں کل ۹۹۹۳ روپے سات آنے ۳ پائی چندہ دیا ؛

ضلع رائے بریلی کی تقریبات

تقریبات کا آغاز | ۵ مئی کو ٹاؤن سکول میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ملک معظم کے حالات زندگی بیان کئے گئے۔ اُن کی مدح میں قصائد پڑھ کر سنائے گئے۔ سکاؤٹس نے کرتب دکھائے ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ شام کو ہندوہائی سکول میں جشن جوبلی منایا گیا۔ اس موقع پر یونین جیک لہرایا گیا۔ جلسے میں قصیدے پڑھے گئے ؛

دعائے شکرانہ | ۶ مئی کو مسجدوں، مندروں اور کلیساؤں میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ گورنمنٹ ہائی سکولوں اور کسان سکول میں جوبلی کی تقریبات منائی گئیں۔ یونین جیک لہرایا گیا۔ مختلف کھیل ہوئے۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ چراغاں کیا گیا اور آتشبازی چھوڑی گئی۔ مسلمانوں نے مدرسہ رحمانیہ میں بھی دعائے شکرانہ کی ؛

ایٹ ہوم | بابو شیش دھر سنگھ تعلقہ دار کٹاری نے ایک شاندار "ایٹ ہوم" دیا جس میں تقریباً ۱۰۰ سو مہمانوں نے شرکت کی۔ ایٹ ہوم کے دوران میں بنگالی موسیقی حاضرین کو محظوظ کرتا رہا۔ شب کو تمام سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ پولیس لائن میں شعلوں کا تماشا دکھایا گیا۔ بعد ازاں آتشبازی چھوڑی گئی۔ تعلقہ دار صاحب کٹاری نے غرباء کو خیرات تقسیم کی۔ ۷ مئی کو پولیس لائن میں رسمی پریڈ ہوئی ؛

جوبلی دربار | ڈپٹی کمشنر صاحب ہاتھی پر سوار ایک جلوس کی صورت میں دربار ہال میں تشریف لائے۔ جہاں ایک قرارداد میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی اور اُن کی درازی عمر کی دعا کی گئی۔ متعدد حکام و معززین کو تمغے اور اسناد عطا کی گئیں ؛ سہ پہر کو پولیس کے میدان میں کھیل شروع ہوئے۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ساس موقع

پرتاب سنگھ راٹھور نے ایک "ایٹ ہوم" دیا۔ ایک "سکاؤٹ شو" بھی ہوا کیمپ فائر اور آتشبازی کا نظارہ قابل دید تھا۔ سرکاری اور غیر سرکاری عمارات میں چراغاں ہوا ٭

تحصیل سالون تحصیل مہاراج گنج اور دیگر تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں ایک مقررہ پروگرام کے مطابق نہایت شان و شوکت سے جشن جوبلی کی تقریبات منائی گئیں ٭

جوبلی فنڈ میں چندہ ضلع رائے بریلی نے سلور جوبلی فنڈ میں ۶ ہزار ۸ سو ۴۲ روپے چندہ دیا ٭

ضلع سیتاپور کی تقریبات

ابتدائی تیاریاں ۱۲ فروری کو مسٹر آر ملز (Mr. R. Mills) سابق ڈپٹی کمشنر کی صدارت میں تقریبات جوبلی کا نقشہ عمل مرتب اور جوبلی فنڈ کے واسطے چندہ جمع کرنے کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ایک ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی بنائی گئی بتیس اصحاب کمیٹی کے ارکان قرار پائے اور ڈپٹی کمشنر صدر اور ٹھاکر کرشن کمار سنگھ سب ڈویژنل آفیسر سکرٹری مقرر کئے گئے۔ ہر تحصیل کے لئے علیحدہ ایک سب کمیٹی بنائی گئی اور اس تحصیل کے سب ڈویژنل آفیسر اُس کے صدر اور تحصیلدار سکرٹری مقرر کئے گئے۔ بعد ازاں ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی میں ۲۵ سرکاری و غیر سرکاری ارکان کا اضافہ کر دیا گیا ٭

خواتین کی کمیٹی رائے بہادر گھنشام داس صاحب ڈپٹی کمشنر کی اہلیہ محترمہ کی صدارت میں خواتین کی ایک علیحدہ سب کمیٹی بنائی گئی۔ جس کی نائب صدر رانی بشیشور دیال سیٹھ اور مسز مہیشور دیال سیٹھ مقرر کی گئیں ٭

۶ مئی کی صبح کو جوبلی کی تقریبات کا آغاز ہوا۔ ۷ بجے صبح پولیس لائن میں پریڈ ہوئی پھر سکاؤٹ ریلی ہوئی اور تمغے تقسیم کئے گئے۔ پولیس اور سکاؤٹوں کو مٹھائی عطا کی گئی۔ ۱۰ بجے دن کو گرجاؤں اور ایک بجے دوپہر مسجدوں اور مندروں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ ۱۱ بجے دن کو ڈسٹرکٹ جیل میں قیدیوں کو اور دوپہر کو ٹاؤن ہال میں غرباء کو کھانا کھلایا گیا۔ نیز غرباء میں خیرات تقسیم کی گئی ٭

جوبلی دربار ۵½ بجے شام میونسپلٹی کے باغ میں دربار لگا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب اپنے بنگلے سے اعلیٰ حکام اور معززین اہل شہر کی معیت میں جلوس بنا کر باغ میں تشریف لائے۔ راجہ بہادر سورج بخش سنگھ صاحب او۔ بی۔ ای۔ رائے بہادر سیٹھ مہیشور دیال۔ آنریبل لالہ متھرا پرشاد مہروترہ اور مسٹر حبیب اشرف بار۔ ایٹ۔ لا صدر میونسپل بورڈ وغیرہ نے زبردست تقریریں

کھیل۔ جن میں ملک معظم کے دورِ حکومت کی برکات پر روشنی ڈالی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے ایک قرارداد پیش کی۔ جو متفقہ طور پر منظور کی گئی۔ اس میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی۔ آخر میں متعدد مقامی معززین کو جوبلی کے تمغے اور سندیں عطا کی گئیں۔ دربار کے اختتام پر باغ کے میدان میں کمار دیویندر پرکاش سنگھ صاحب ایم۔ ایل۔ سی کی طرف سے ایٹ ہوم دیا گیا۔ شام کو آتشبازی اور چراغاں ہوا۔

جشن جوبلی میں خواتین کا حصہ ۵ مئی کی صبح کو [illegible] کی دوڑ ہوئی۔ اسکول کے طلبہ اور پولیس کے کھیل ہوئے۔ انعامات تقسیم کئے گئے اور طلبہ میں مٹھائی بانٹی گئی۔ ۵ بجے شام کو ٹاؤن ہال میں خواتین کا اجتماع ہوا۔ اس موقع پر ایک شاندار پردہ پارٹی ہوئی۔ بچوں کی علیحدہ ضیافت کی گئی۔ ۹ بجے رات کو "بیبی شو" ہوا اور ایک مینا بازار لگا۔

۸ مئی کی شام کو فٹ بال کا میچ ہوا۔ ۷ بجے شام کو کمپنی باغ میں مینا بازار لگا اور دوسری تقریبات منائی گئیں۔ ۹ مئی کو دربار کے شامیانے میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ شب کو "کوی سمیلن" اور مشاعرہ ہوا۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی ضلع کے تمام دیہاتی علاقوں کی اطلاعات مظہر ہیں کہ سرکاری حکام اور مقامی معززین کے زیر نگرانی ضلع کے تمام علاقوں میں جوبلی کی تقریبات بڑی دھوم دھام سے منائی گئیں۔ اگرچہ محرم کی وجہ سے ریاست محمود آباد میں عیش و طرب کی محفلیں منعقد نہ ہو سکیں لیکن اس کے باوجود ریاست کی طرف سے جوبلی فنڈ میں ۵۱۷۰ روپے اور مٹھائی۔ تمغوں اور تصویروں وغیرہ کے لئے ۸۸۰ روپے عطا کئے گئے۔ راجہ بہادر سورج بخش سنگھ صاحب او۔ بی۔ ای نے جوبلی فنڈ میں ایک ہزار روپیہ عطا کیا۔ ریاست محمود آباد کے چندہ کو علیحدہ کر کے ضلع سیتاپور نے جوبلی فنڈ میں کل ۶۶۴۸ روپے ۶ آنے ۸ پائی چندہ دیا۔

ضلع ہردوئی کی تقریبات

پولیس کی پریڈ اور کھیل ۶ مئی کو پولیس کی پریڈ سے جشن جوبلی کا آغاز ہوا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے پولیس کی سلامی لی۔ اس موقع پر گزیٹڈ افسر اور ضلع کے دوسرے معززین موجود تھے۔ پھر طلبہ اور پولیس والوں کے کھیل ہوئے۔ کامیاب کھلاڑیوں کو انعامات عطا کئے گئے۔ غرباء و مساکین میں خیرات تقسیم کی گئی اور شہر کے تقریباً تمام طلبہ میں جن کی تعداد دو ہزار سے کسی طرح کم نہ ہوگی۔ مٹھائی بانٹی گئی۔

جوبلی دربار | شام کو ڈپٹی کمشنر صاحب کی صدارت میں ایک دربار منعقد ہوا جس میں اعلیٰ حکام ضلع کے درباری۔ رؤسا اور زمیندار موجود تھے۔ ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں سلور جوبلی منانے پر ملک معظم و ملکۂ معظمہ کو مبارکباد دی گئی اور باشندگانِ ضلع کی طرف سے ملک معظم کو وفاداری کا یقین دلایا گیا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے مختلف سرکاری حکام اور معززین کو تمغے اور سندیں عطا کیں۔ اس کے بعد پنڈت دشوا ناتھ رئیس و زمیندار ہردوئی کی طرف سے درباریوں کو ایک ایٹ ہوم دیا گیا۔ رات کو سرکاری عمارتوں، پرائیویٹ مکانات اور بازار کی دکانوں میں چراغاں کیا گیا۔ خوش ذوق اصحاب کی طرف سے جوبلی کی خوشی میں موسیقی کے شاندار جلسے منعقد ہوئے۔ دن کو شہر کی مسجدوں، مندروں اور گرجاؤں میں ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر کی دعائیں مانگی گئیں۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی | مقامی حالات کے مطابق معمولی ترمیموں کے ساتھ تحصیلوں کے تقریباً تمام صدر مقامات اور دوسرے دیہاتی مرکزوں میں نہایت اعلیٰ پیمانے پر جشن جوبلی منایا گیا۔ خاص تحصیلوں میں عام جلسے منعقد ہوئے جن میں سب ڈویژنل افسر بھی موجود تھے۔ غرباء و مساکین میں خیرات اور بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ تمام سرکاری اور متعدد غیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ تعلقہ دار صاحب ہتھورا نے ۶ اور ۷ مئی کو اپنے علاقے میں نہایت دھوم دھام سے جوبلی کا جشن منایا۔

جوبلی کے اخراجات | ضلع اور تحصیلوں کے صدر مقامات پر تقریباتِ جوبلی کے سلسلے میں ۱۴۶ روپے ۱۱ آنے ۳ پائی اور سرکاری عمارتوں میں چراغاں کرنے پر ۹۶ روپے ۷ آنے ۶ پائی صرف ہوئے۔

جوبلی فنڈ میں امداد | ضلع ہردوئی نے جوبلی فنڈ میں (چندہ کی آٹھویں فہرست کے مطابق) مبلغ ۱۰۴۸۸ روپے ۱۰ آنے دئے ہیں۔

ضلع کھیری کی تقریبات

لکھیم پور کی تقریبات | ۶ مئی کی صبح کو امریکن مشن چرچ اور مقامی مسجدوں اور مندروں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ گورنمنٹ ہائی سکول کے میدان میں کھیل ہوئے۔ جوبلی کے اعزاز میں سکول کی عمارت خوب سجائی گئی تھی۔ کھیل دیکھنے کے لئے سرکاری حکام اور عام لوگ بہت بڑی تعداد میں موجود تھے۔ مسٹر عزیز اللہ نے کھیل میں جیتنے والوں کو انعامات عطا کئے۔ اور ایک تقریر کے دوران

میں جوبلی کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس سلسلے میں طلبہ کو سرگرمی کا اظہار کرنے پر مبارکباد دی۔ جوبلی فنڈ کے انعامات کے علاوہ راجہ صاحب عیسیٰ نگر۔ لالہ گھاسی رام جھلہ آنریری مجسٹریٹ۔ مسٹر ذکاء اللہ خاں ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ اور خانصاحب سید امانت حسین منصرم ریاست محمود آباد نے اپنے پاس سے طلبہ کو علیحدہ انعام عطا کئے۔ اسی روز سلور جبلی اور دھ لان ٹینس ٹورنامنٹ کا آخری مقابلہ بھی ہوا۔ شام کو پولیس گراؤنڈ میں پولیس کے کھیل ہوئے۔ جنہیں دیکھنے کے لئے معززین اور عوام کا زبردست اجتماع موجود تھا مسٹر بی۔ ایم۔ بیکن اسسٹنٹ کمشنر (Mr. B. M. Bacon ASST. Commissioner.) راجہ صاحب عیسیٰ نگر۔ راجہ صاحب کلوارا۔ رائے بہادر پنڈت سنکٹا پرشاد باجپئی صدر ڈسٹرکٹ بورڈ سید اسحاق حسین زیدی ایڈوکیٹ لکھیم پور۔ سید ناظم حسین رئیس اورنگ آباد۔ لالہ گھاسی رام جھلہ آنریری مجسٹریٹ لکھیم پور۔ خانصاحب سید امانت حسین منصرم ریاست محمود آباد اور مسٹر ذکاء اللہ خاں ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ نے کھیلوں میں جیتنے والوں کو سپیشل انعامات عطا فرمائے۔ شام کو راجہ صاحب عیسیٰ نگر نے ایک عظیم الشان ایٹ ہوم دیا۔ رات کو سرکاری وغیر سرکاری عمارتوں میں خوب روشنی کی گئی +

۷ مئی کی صبح کو غرباء میں کپڑا اور غلہ تقسیم کیا۔ اسی روز طلبہ میں مٹھائی بانٹی گئی۔ شام کو ۵ بجے پولیس کی پریڈ ہوئی اور دربار منعقد ہوا۔ رائے بہادر پنڈت سنکٹا پرشاد باجپئی نے ایک تقریر کی جس میں ان تمام ترقیوں کا تذکرہ کیا جو ملک معظم کے دور حکومت میں بروئے کار آئیں۔ آخر میں ڈپٹی کمشنر صاحب نے مختلف سرکاری حکام اور معززین کو تمغے اور سندیں عطا کیں ؛

دربار ختم ہونے پر ایک "ایٹ ہوم" دیا گیا۔ رات کو نہایت اعلیٰ پیمانے پر چراغاں کیا گیا۔ مسٹر مسعود حسن ڈپٹی کلکٹر نے جو بھالیا تحصیل لکھیم پور کے ایک مشہور زمیندار ہیں۔ جوبلی کی خوشی میں اپنے گاؤں کے کسانوں کا ۵ سو روپے لگان معاف کر دیا۔ خانصاحب سردار مجیب الرحمٰن نے تین سو فقراء کے درمیان کھانا اور کپڑے تقسیم کئے۔ کھیری اور گولہ کی ٹاؤن ایریا کمیٹیوں کی طرف سے ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازئ عمر و ترقئ اقبال کی دعائیں مانگی گئیں - غربا کو خیرات اور مٹھائی تقسیم کی گئی اور کمیٹیوں کے دفاتر میں چراغاں کیا گیا +

قصبۂ کھیری | ۶ مئی کی صبح کو قصبۂ کھیری کی تمام مسجدوں اور مندروں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ سرکار پور زمینداری کی مالکہ مسز ای۔ سی لین (Mrs. E. C. Lane) کی کوٹھی پر ہندوؤں اور مسلمانوں نے متفقہ طور پر دعائے شکرانہ ادا کی۔ اور رات کو زمینداری کی تمام سرکاری

عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔

اسی طرح محمدی تحصیل۔ تحصیل نگھاسر۔ ریاست جھنڈی۔ جیسے نگرا ور رام نگر میں مقررہ پروگرام کے مطابق تقریبات منائی گئیں۔

ڈسٹرکٹ بورڈ ورنیکلر مدارس | ضلع کے تقریباً تمام ورنیکلر مدارس نے جشن جوبلی میں دلی ذوق وشوق سے حصہ لیا۔ مقامی ضرورتوں کے مطابق معمولی ترمیموں کے ساتھ ضلع بھر کے ورنیکلر مدارس میں ایک ہی پروگرام پر عمل کیا گیا۔ ۶ مئی کو ضلع بھر کے مدارس میں کھیل ہوئے۔ بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور مدارس کی عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ ۷ مئی کو بعض مقامات پر طلبہ کے جلوس نکلے جن کے ساتھ یونین جیک لہرا رہا تھا۔ طلبہ نے جسمانی ورزشوں کی نمائش کی اور سکاؤٹوں نے کرتب دکھائے۔ اس ضلع کی تقریباتِ جوبلی کی کامیابی بڑی حد تک مسٹر اتیچ۔ اے بارلو آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر کھیری اور مسٹر عزیز اللہ ڈپٹی کلکٹر کی متفقہ کوششوں کی رہینِ منت ہے۔

جوبلی فنڈ میں حصہ | ضلع لکھیم پور (کھیری) نے جوبلی فنڈ میں ۷۸۸۴ روپے ۱۲؍ کی رقم پیش کی۔

فیض آباد ڈویژن

ضلع فیض آباد کی تقریبات

جشن جوبلی | ۵ مئی کو مسٹر جے۔ پی نکلسن ڈپٹی کمشنر کے زیر صدارت ایک جلسہ ہوا جس میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر و ترقی اقبال کی دعائیں مانگی گئیں۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے انعامات تقسیم کئے۔ ۶ مئی کو رسمی پریڈ ہوئی۔ اکثر مندروں، مسجدوں اور گرجاؤں میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ مسز راجہ سوہن منوجا اور مہندر دیو ورما کی طرف سے ایک "ہون" کیا گیا جس میں دعا کی گئی۔ اس کے بعد سادھوؤں اور جوگیوں کو کھانا کھلایا گیا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کی صدارت میں سرسوتی ودیالہ میں تقسیم اسناد کا جلسہ منعقد ہوا۔ گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج میں تقسیم اسناد کا جلسہ ہوا۔ ایک

قرارداد میں سلور جوبلی منانے پر ملک معظم اور ملکہ معظمہ کو مبارکباد دی گئی۔ شام کو وقت پر چراغاں ہوا اور آتش بازی چھوڑی گئی۔ سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ دوسرے روز چھاؤنی میں کھیل ہوئے۔ کالج اور سکولوں میں علیحدہ کھیل ہوئے۔

جوبلی دربار | وکٹوریہ ہال میں کمشنر صاحب کے زیر صدارت دربار ہوا۔ خان بہادر محبوب حسین صدر ڈسٹرکٹ بورڈ اور رائے بہادر بابو ہر دیو پرشاد نے مختصر تقریریں کیں۔ متعدد سرکاری حکام اور غیر سرکاری معززین کو تمغے اور سندیں عطا کی گئیں۔ دربار کے خاتمہ پر وکٹوریہ ہال میں چراغاں اور آتشبازی ہوئی۔ ۸ مئی کو جے۔ اے۔ وی کار ونیشن سکول اور فور جیس ہائی سکول میں جلسے ہوئے جن میں قرارداد عقیدت و وفاداری منظور کی گئی۔ چراغاں کیا گیا۔ اور آتشبازی چھوڑی گئی۔ اول الذکر میں ڈراما بھی دکھایا گیا۔ ۹ مئی کو کنٹونمنٹ بورڈ نے اپنے لائحہ عمل کے مطابق جشن منایا تحصیلوں کے صدر مقاموں اور دیہاتی مرکزوں میں بھی تقریباتِ جوبلی بڑی شان سے منائی گئیں۔

جوبلی فنڈ میں چندہ | ضلع فیض آباد نے جوبلی فنڈ میں (چندہ کی آٹھویں مشتہرہ فہرست کے مطابق) کل ۹۵۹۱ روپے ۴ ر دیئے۔

ضلع گونڈہ کی تقریبات

پریڈ۔ دربار | ۶ مئی کو شہر گونڈہ میں پولیس کی پریڈ ہوئی۔ صبح کے وقت ایک دربار منعقد ہوا۔ مسٹر اینچ آر۔ شیو داسنی۔ آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر۔ صدر میونسپل بورڈ۔ صدر ڈسٹرکٹ بورڈ اور دیگر معززین نے تقریریں کیں۔ ایک قرارداد میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کو مبارکباد دی گئی۔ حکام اور معززین کو تمغے اور اسناد تقسیم کی گئیں۔ ایک تعلیمی نمائش منعقد ہوئی۔ چراغاں ہوا۔ اور غرباء کو کھانا اور کپڑے تقسیم ہوئے۔ اسی طرح ۷ مئی سے ۱۸ مئی تک متعدد تقریبات منائی گئیں۔

خواتین کا حصہ | خواتین کی ایک علیحدہ کمیٹی بنائی گئی۔ ۶ مئی کو اسی کمیٹی کے زیر سرپرستی کھیل ہوئے۔ انعامات تقسیم ہوئے۔ غریب عورتوں کو کھانا اور کپڑا دیا گیا۔ ۷ مئی کو ڈپٹی کمشنر صاحب کے بنگلے پر ایک پردہ پارٹی میں لڑکیوں نے ایک ڈراما کیا۔

بلرام پور | بلرام پور میں تقریباتِ جشن ایک نہایت دلچسپ پروگرام کے ساتھ منائی گئیں۔

جوبلی کی مستقل یادگار | جوبلی فنڈ کے سلسلے میں باشندگانِ ضلع نے ایک عام جلسے میں یہ قرارداد منظور کی۔ کہ اس فنڈ کی نصف رقم سے جوبلی کی کوئی مستقل یادگار قائم کی جائے۔ اور بقیہ رقم مرکزی فنڈ میں

بھیجدی جاتی۔ امید کہ اس تجویز کے مطابق ہال تعمیر کر دیا جائیگا۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی | تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں جشن جوبلی کے سلسلے میں جلسے ہوئے جلوس نکلے۔ غرباء کو کھانا اور طلبہ کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ شہر میں جابجا چراغاں کیا گیا اور آتشبازی چھوڑی گئی۔

ضلع بہرائچ کی تقریبات

زرعی و صنعتی نمائش کھیل۔ دنگل۔ موسیقی | گزشتہ چند سال سے زرعی و صنعتی نمائش بند تھی۔ لیکن جوبلی کی خوشی میں از سر نو نمائشوں کا انعقاد عمل میں آیا۔ ۴ مئی کو ڈسٹرکٹ آفیسر نے نمائشوں کا افتتاح کیا۔ ہائی سکولوں اور پولیس لائن کے میدانوں میں طلبہ اور پولیس کے کھیل ہوئے۔ سرکاری و نیم سرکاری عمارات کو خوب سجایا گیا تھا۔ ۵ مئی کو مقامی بازی گروں نے کرتب دکھائے۔ دنگل ہوا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کے بنگلہ کے احاطہ میں ۳ ہزار طلبہ کو پوریاں کھلائی گئیں۔ شام کو موسیقی کا شاندار جلسہ منعقد ہوا۔

دعائے شکرانہ مٹھائی کی تقسیم | ۶ مئی کی صبح کو مقامی گرجاؤں۔ مسجدوں اور مندروں میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ بعض مندروں میں "ہون" بھی کیا گیا۔ تمام مدارس کے طلبہ کو مٹھائی اور قیدیوں کو پوریاں اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ لالہ شیو پرشاد کنھیا لال جی آف شیو رالکس ملز نے نو من آٹا اور ساٹھ روپے کا گھی عنایت کیا۔ سہ پہر کو سکاؤٹوں کے کرتب اور شب کو چراغاں ہوا۔ سردار دھرم سنگھ نے جوبلی کی خوشی میں پُرلطف ڈنر دیا۔ جن میں ۷۵ مہمانوں نے شرکت کی۔

پریڈ اور دربار | ۷ مئی کی صبح کو پولیس کی پریڈ ہوئی۔ لائل لائبریری کے احاطہ میں ایک عظیم الشان دربار منعقد ہوا جس میں تقریباً تین سو رؤساء، تعلقہ دار اور درباری شریک ہوئے۔ ڈپٹی کمشنر کی پیش کردہ ایک قرارداد میں ملک معظم کو مبارکباد دی گئی۔ راجہ صاحب بھاپور۔ رائے صاحب پنڈت گیا پرشاد (پانڈے) اور خواجہ خلیل احمد شاہ صاحب سابق رکن کونسل نے تائید میں تقریریں کیں۔ دربار میں مختلف سرکاری حکام اور غیر سرکاری اصحاب کو جوبلی کے تمغے اسناد اور سرٹیفکیٹ عطا کئے گئے۔

لگان میں معافیاں | سلور جوبلی کی خوشی میں راجہ صاحب بیا گپور اور ٹھاکر صاحب رہوا نے اپنے اپنے علاقہ میں لگان کے متعلق علی الترتیب چھتیس ہزار اور پندرہ ہزار روپے معاف کرنے کا اعلان کیا۔ صدر ایجوکیشن کمیٹی نے اعلان کیا کہ آئندہ سے ابتدائی مدارس میں ½ آنے

کے بجائے ایک آنہ فیس لی جائے گی۔ غربا میں آٹا چھٹے اور کپڑے تقسیم کی گئی۔ بنلد کے سکاؤٹوں نے کیمپ فائر جلائی۔ کلکتہ کے مشہور فلم اسٹار مسٹر شرما نے جسمانی ورزش کے کرتب دکھائے۔ شام کو پولیس والوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ۸ مئی کو کوڑھی خانے اور محتاج خانے میں رہنے والوں کو پوریاں اور مٹھائی دی گئی۔ محکمہ صحت عامہ کی طرف سے ڈراما دکھایا گیا۔ ۹ مئی کو کوی سمیلن کا انعقاد اور خواجہ خلیل احمد ٹورنینٹ کا "فائنل" ہوا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کے بنگلے کے احاطے میں ۱۶۰ حلال خوروں کو پوریاں دی گئیں۔ شام کو راجہ گنگوال نے ایک ڈنر دیا جس میں ڈیڑھ سو مہمانوں نے شرکت کی۔ ۱۰ مئی کو نمائشیں ختم ہوئیں اور کھیلوں میں جیتنے والوں اور تقریبات جوبلی کو کامیاب بنانے والوں کو انعامات دئے گئے۔ شام کو لالہ پنا لال نے ایک ایٹ ہوم دیا۔ رات کو صرف خواتین کے لئے نمائشیں کھولی گئیں۔

جوبلی کی مستقل یادگار | ڈسٹرکٹ بورڈ اور مسٹر ابو محمد شکیبدار کی فیاضی سے یادگار جوبلی قائم کرنے کے لئے ایک تالاب بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔

کھیل۔ تماشوں اور تفریحی مشاغل کے سلسلے میں پرائمری سکول کے ایک ٹیچر نے ۹۹۹ تک پہاڑے زبانی پڑھ کر سنائے اور اپنی قوت حافظہ کا حیرت انگیز ثبوت دیا۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی | تمام دیہاتی مرکزوں میں ایک مقررہ پروگرام کے مطابق نہایت شان و شوکت سے جشن جوبلی منایا گیا۔ ضلع بہرائچ نے جوبلی فنڈ میں مبلغ ۱۶۰۶۵ روپے ۱۲ آنے ۲ پائی دئے۔

ضلع سلطانپور کی تقریبات

ابتدائی تیاریاں | ۱۶ جنوری کو حکام ضلع و معززین شہر کا ایک جلسہ ڈپٹی کمشنر صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ ۶ و ۷ مئی کو ملک معظم و ملکہ معظمہ کی سلور جوبلی منائی جائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے ایک ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی اور ایک مجلس منتظمہ بنائی گئی۔ رانی صاحبہ کرودار۔ اور حسن پور۔ دھارا۔ گراپ پور اور عید یان کے تعلقہ داروں نے ان تقریبات کے مصارف کے واسطے معقول رقوم پیش کیں۔

سلطان پور میں جشن | ۶ مئی کی صبح کو مختلف عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ شہر کے گرجے میں دعائے شکرانہ کی ایک خاص تقریب منعقد ہوئی جس میں ڈپٹی کمشنر۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ سول سرجن۔ مسٹر ترپاٹھی۔ مسٹر احمد حسن خاں اور دیگر معززین نے شرکت کی۔ دیہاتی

شکرانہ کے بعد شہر کے تقریباً ۲ ہزار طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ شب کو چراغاں اور ڈراما کیا گیا۔

۷، ۸ مئی کو پولیس پریڈ گراؤنڈ میں پولیس کی قواعد اور کھیل ہوئے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے گورنمنٹ ہائی سکول کے احاطے میں متعدد کھیل اور دوڑ کے مقابلے ہوئے۔ شام کو گتکہ بازی اور نبوٹ کے کھیل دکھائے گئے۔ سکولوں کے طلبہ نے جسمانی ورزش کے کرتب دکھائے۔ ۷ مئی کی صبح کو رسمی پریڈ ہوئی۔ راجہ حسن پور نے خورشید کلب میں "ایٹ ہوم" دیا۔ جوبلی کے اعزاز میں سکاؤٹوں کی ایک ریلی ہوئی۔ مختلف کھیلوں کے سلسلے میں ۳۰۲ انعامات تقسیم کئے گئے۔

سلطانپور میں تقریباتِ جوبلی پر ۱۹۰۴ روپے ۸ خرچ ہوئے۔ جن کا بڑا حصہ غرباء میں کپڑا اور خیرات تقسیم کرنے پر صرف ہوا۔ تحصیلوں اور دیہاتی مرکزوں میں ایک مقررہ پروگرام کے مطابق تقریباتِ جوبلی منائی گئیں۔

ضلع پرتاب گڑھ کی تقریبات

ابتدائی تیاریاں سلور جوبلی کی تقریبات کا پروگرام مرتب کرنے کے لئے ایک مرکزی کمیٹی بنائی گئی اور تحصیلوں میں علیحدہ علیحدہ مقامی کمیٹیاں بنادی گئیں۔ ضلع کے صدر مقام پر جشن جوبلی منانے کی غرض سے ۴ مئی سے ۷ مئی تک کے لئے پروگرام مرتب کیا گیا۔

ضلع کے صدر مقام کی تقریبات ۴ مئی کی شام کو مقامی سنیما میں جوبلی فنڈ کی امداد کے لئے ایک کھیل دکھایا گیا۔ ۵ مئی کو پولیس لائن میں ہاکی میچ ہوا۔ ۶ مئی کی صبح کو مسجدوں، مندروں اور گرجاؤں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ ۷ بجے صبح سے ۱۰ بجے دن تک گورنمنٹ ہائی سکول میں ایک مشاعرہ اور ایک کوی سمیلن ہوا۔ گرلز ماڈل سکول میں لڑکیوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ دوپہر کے وقت غرباء کو خیرات دی گئی۔ شام کو کھیل ہوئے اور بچوں میں مٹھائی بانٹی گئی۔ رات کو شہر کے عام مکانوں اور سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ ۷ مئی کی صبح کو پولیس کی پریڈ ہوئی۔ ۸ بجے صبح دربار اور شام کو ٹورنامنٹ ہوا۔ پھر انعامات تقسیم کئے گئے اور گارڈن پارٹی ہوئی۔ شب کو آتشبازی چھوڑی گئی۔

تحصیلوں میں جشن جوبلی تحصیلوں میں جشن جوبلی ۶ مئی کو منایا گیا۔ صبح کو ہر تحصیل کے صدر مقام میں ایک عام جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں جوبلی منانے پر ملک معظم کو مبارکباد دی گئی۔ اور غرباء کو

خیرات دینے کے علاوہ بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ مسجدوں اور مندروں میں دعائیں مانگی گئیں۔ صدر مقامات پر سرکاری و غیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔

جوبلی دربار | ضلع کے صدر مقام میں ایک دربار منعقد ہوا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے مختلف اصحاب کو جوبلی کے تمغے اور سندا وعطا کیں۔ اس ضلع کی تقریبات کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ ضلع کے غربا اور خاص طور پر کسانوں میں تقسیم کرنے کے لئے آم کے پودے خریدے گئے تھے۔ اکثر زمینداروں اور کسانوں نے پانی کے ذخیروں اور کنوؤں کی صورت میں جوبلی کی مستقل یادگاریں قائم کیں۔ جن میں سے بعض اہم یادگاریں یہ ہیں:۔ (۱) رائے کرشن پال سنگھ تعلقہ دار بیرا پور نے نیشکر کی کاشت کرنے والوں کے فائدے کی خاطر سات سو روپے کے خرچ سے سائی ندی کے کنارے ایک کنوئیں کی بنیاد رکھی۔ (۲) شریمتی چھب راج کور نے چاول کی کاشت کرنے والوں کے مفاد کی خاطر پانی رکھنے کا ایک ذخیرہ تیار کرایا۔ جس پر سات سو روپے کی لاگت آئی۔ (۳) رائے صاحب ٹھاکر رورا پرشاد سنگھ تعلقہ دار نے ایک دیہاتی مدرسے میں پھلوں کا باغ لگانے کے لئے زمین دی۔ اور سو روپے کے صرف سے اس کی بنیاد رکھی۔ (۴) لال رورا بھان سنگھ تعلقہ دار نے غریب کسانوں کو امرود کے پانسو درخت مفت عنایت فرمائے۔ (۵) تلوئی زمیندارہ کی امداد سے رہو لال گنج میں ایک بند تعمیر کیا گیا۔

جوبلی کی خوشی میں ضلع کے متعدد روسا نے شاندار ضیافتیں دیں اور راجہ صاحب لیپ پور نے ایک پر تکلف "ایوننگ پارٹی" دی۔

اسی طرح تقریباً تمام دیہاتی مرکزوں میں ایک مقررہ لائحہ عمل کے مطابق تقریبات جشن منائی گئیں۔

ضلع بارہ بنکی کی تقریبات

ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی اور ماتحت کمیٹیاں | ضلع بارہ بنکی میں جشن جوبلی کو کامیاب بنانے اور چندہ کی فراہمی کے لئے حسب ذیل ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی اور مختلف ماتحت کمیٹیاں بنائی گئیں:۔

ڈسٹرکٹ کمیٹی:۔ مسٹر بی۔ این جھا آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر (صدر)۔ (۲) ایم محمد الطاف حسین ڈپٹی کلکٹر (سکرٹری)۔ (۳) سید علی ضامن سب ڈویژنل آفیسر نواب گنج۔ (۴) سید نجم الحسن سب ڈویژنل آفیسر فتحپور۔ (۵) مرزا محمد حسن سب ڈویژنل آفیسر رام سنیہی گھاٹ۔ (۶)

رادھا موہن سب ڈویژنل آفیسر چندر گڑھ - (۷) بابو گودھیان سنگھ تحصیلدار فتحپور - (۸) ٹھاکر بیجو سنگھ تحصیلدار نواب گنج - (۹) محمد رشید احمد بخاری تحصیلدار رام سنیہی گھاٹ - (۱۰) پنڈت رام نرائن مصرا تحصیلدار چندر گڑھ ۔

ماتحت کمیٹیاں :- (۱) "دربار وایٹ ہوم" (۲) طلبہ کے کھیل - (۳) دیہاتی علاقے - (۴) سکاؤٹ - (۵) لڑکوں اور لڑکیوں کا مقابلۂ موسیقی - (۶) مشاعرہ - (۷) دنگل - (۸) آتشبازی وچراغاں ۔

دعائے شکرانہ - دربار جوبلی | ۶ رمئی کی صبح کو مختلف عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ کی گئی - دن کو مختلف کھیل اور تماشے ہوئے - غربا میں کھانا اور طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی - شام کو سرکاری وغیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا - دوسرے روز بھی مقررہ پروگرام کے مطابق مختلف تقریبات منائی گئیں ۔

جوبلی کے اعزاز میں ایک شاندار دربار منعقد ہوا - ڈپٹی کمشنر صاحب جلوس کی صورت میں دربار ہال میں تشریف لائے - آپ نے ملک معظم و ملکہ معظمہ کو سلور جوبلی منانے پر قرارداد مبارکباد پیش کی - بعض مقتدر اصحاب نے قرارداد کی تائید میں تقریریں کیں - سرکاری حکام اور معززین شہر کو تمغے - اسناد اور سرٹیفکیٹ عطا کئے گئے ۔

دیہاتی علاقوں میں جشن جوبلی | تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں جشن جوبلی بڑی آن بان سے منایا گیا - جلسے ہوئے - جلوس نکلے - مبارکباد کی قرارداد یں منظور ہوئیں کھیل تماشے ہوئے - طلبہ میں مٹھائی اور غربا میں کھانا تقسیم کیا گیا ۔

جوبلی فنڈ میں حصّہ | ضلع بارہ بنکی نے (چندہ کی آٹھویں فہرست کے مطابق) جوبلی فنڈ میں کل ۱۳۲۳۱ روپے ۸ ر ۳ پائی دئے ۔

صوبۂ برمّا

صوبۂ برما کے شمال مغرب میں آسام - شمال مشرق میں چین - مغرب و جنوب مغرب میں خلیج بنگال اور جنوب مشرق میں سیام واقع ہے - کل رقبہ ۲۶۱۰۰۰ مربع میل کے قریب ہے - جس میں سے ۱۹۲۰۰۰ مربع میل براہ راست برطانوی حکومت کے ماتحت ہے ۔

اور ۰۰۰ ۷ مربع میل میں کوئی باقاعدہ حکومت نہیں۔ ۶۲ ہزار مربع میل علاقہ نیم آزاد دیسی ریاستوں کے قبضہ میں ہے۔ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق برما کی کل آبادی ۱۴۶۶۷۱۴۶ ہے۔
حکومت برما کا نظم ونسق ایک گورنر۔ اس کی ایگزیکٹو کونسل اور دیگر ارکان حکومت کے ذریعے سے انجام پاتا ہے ؛

ہز ایکسیلینسی سر ہیوگ لینسڈون سٹیفنسن کے سی ایس آئی۔ کے سی آئی ای (گورنر)
آپ ۸ اپریل ۱۸۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ ویسٹ منسٹر کرائسٹ چرچ آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ ۱۸۹۵ء میں انڈین سول سروس میں داخل ہوئے ۱۸۹۹-۱۹۰۲ء میں حکومت بنگال کے انڈر سکرٹری۔ ۱۹۰۲ء میں رجسٹرار کلکتہ ہائیکورٹ۔ اور ایکٹنگ چیف سیکرٹری رہے۔ حکومت بنگال کے مختلف اعلیٰ عہدوں پر اس دوران میں ممتاز رہنے کے بعد ۱۹۲۰ء میں چیف سکرٹری اور ۱۹۲۶-۳۰ء میں قائم مقام گورنر بنگال رہے۔ ۱۹۳۲ء سے برما کے گورنر ہیں ؛
آنریبل سر مانگ با۔ کے۔ ایس۔ ایم۔ ایگزیکٹو کونسلر۔ آنریبل یوچیت ہیگ صدر کونسل اور آنریبل۔ یو۔ باپی۔ آنریبل ڈاکٹر باما۔ بیرسٹرایٹ لا وزیر ہیں ؛
ارکان حکومت میں ڈائرکٹر آف ایگریکلچر:۔ اے میک کدال سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ اے بی۔ ایس۔ سی۔ ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن:۔ جے۔ ایم۔ سائنس ایم۔ اے آئی۔ ای ایس اور سکرٹری دفتر اصلاحات:۔ آر۔ جی۔ میک ڈاؤن سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس ہیں ؛

صوبہ برما میں جشن جوبلی

ضلع ماگوے (اپر برما) | ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی کے مرتب کردہ پروگرام کے مطابق ماگوے میں مندرجہ ذیل طریقہ پر تقریبات جشن منائی گئیں :۔
۶ مئی کو سکول کے بچوں کی ضیافت کی گئی۔ اُن کو ملک معظم کی تصاویر اور بھونگیاں تقسیم کی گئیں صبح کو ٹٹوؤں اور بیلوں کی دوڑ ہوئی۔ اور ۳ بجے سے ۶ بجے شام تک کشتیوں کی دوڑ ہوئی شام کو ایک شاندار میلا منعقد ہوا۔ ۷ مئی کو فلیگ ڈے منایا گیا۔ موٹر کاروں۔ چھکڑوں گاڑیوں کو سجا کر جلوس نکالا گیا۔ طرح طرح کے کھیل ہوئے۔ فینسی فیئر ہوا۔ شب کو آتشبازی چھوڑی گئی اور چراغاں کیا گیا۔ جنرل سلور جوبلی کمیٹی نے ملک معظم کی ۰۰۰ ۷ تصاویر صوبے



یو با چوان چیئرمین ڈسٹرکٹ
کونسل ہنزاڈہ (برما)



آر۔ کے۔ اے۔ پی۔ اسکوائر ڈپٹی کمشنر ضلع مرگوئے (برما) مع بیگم صاحبہ



جے ایم سانسنز ایم اے آئی سی ایس
ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن برما۔

مدارس میں تقسیم کرنے کی غرض سے بھیجی تھیں جو حصۂ رسدی سکولوں کے طلبہ میں تقسیم کی گئیں۔ غرض بحیثیت مجموعی جشن کی تقریبات نہایت شاندار رہیں ؂

ضلع ماین کی تقریبات یہاں جشن جوبلی کی تقریبات کو کامیاب بنانے اور جوبلی فنڈ کے لئے چندہ جمع کرنے کی غرض سے ایک مقامی جوبلی کمیٹی مرتب کی گئی۔ مسٹر آر۔ پی ایبی گیل اسکوائر آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر ماین اس کمیٹی کے صدر تھے۔ ان کے علاوہ کمیٹی کے چالیس ارکان تھے ؂

جوبلی کمیٹی کے مرتب کردہ پروگرام کے مطابق ٹاؤن ہال ماین میں تقریبات جشن منائی گئیں۔ ۶ مئی کی صبح کو سکول کے طلبہ میں پنگیاں تقسیم کی گئیں۔ ڈپٹی کمشنر نے تقریر کی جسے ماباچن نے برمی زبان میں حاضرین کو سنایا۔ اور مختصر دعا کی گئی۔ گرجا اور سکولوں میں گھنٹے اور مندروں میں گھڑیال بجنے کی خبر دینے کے لئے توپیں داغی گئیں۔ سکول کے لڑکوں کو مٹھائی کے دونے اور غربا کو کھانا دیا گیا۔ ماین جیل کے قیدیوں اور سول ہسپتال کے مریضوں کو صبح کا کھانا دیا گیا۔ ۷ مئی کو بڈھشت گرلز سکول کے قریب آتشبازی چھوڑی گئی۔ دریا کے دونوں کناروں پر اور سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا ؂

ضلع کواک پیو کی تقریبات ضلع کواک پیو کے صدر مقام اور تمام قصباتی صدر مقاموں میں تقریبات جشن کو کامیاب بنانے کے لئے ایک سلور جوبلی کمیٹی بنائی گئی تھی۔ جو ایف۔ ڈبلیو سکاٹ اسکوائر بی۔ اے۔ آئی۔ سی۔ ایس (صدر) اور ۶ دیگر حکام اور آنریری مجسٹریٹ ارکان پر مشتمل تھی ؂

جشن کی تقریبات ۶، ۷ و ۸ مئی تین روز تک منائی گئیں۔ تینوں تاریخوں میں کشتیوں کی دوڑ ہوئی۔ جس میں تمام ضلع کی ۳۳ کشتیوں نے حصہ لیا۔ اور کم و بیش بارہ سو ملاحوں نے اس دوڑ میں حصہ لیا۔ جن کو جوبلی کمیٹی کی طرف سے کھانا کھلایا گیا۔ ہزارہا تماشائی کشتیوں کی دوڑ دیکھ رہے تھے ؂

۷ مئی کو پھونگیاں تقسیم کی گئیں۔ شب کو چراغاں کیا گیا اور آتشبازی چھوڑی گئی ؂

اراکان ڈویژن

پالیتوا کی تقریبات یہاں کی جوبلی کمیٹی کے عہدہ دار حسب ذیل تھے :۔

صدر :۔ مسٹر آر۔ ٹی آدکا ٹرمائیکل سپرنٹنڈنٹ علاقہ جات اراکان ہل ؂

نائب صدر :۔ یو کیا ؤتن ٹاؤن شپ آفیسر پالیتوا ؂

آنریری سکرٹری و خزانچی :۔ یو۔ یو کیا ؤتن چیف کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ ؂

۶ مئی کی صبح کو پالیتوا کے نونگمیں ر بودھ مذہبی پنڈوا نے دعائے شکرانہ ادا کی جس میں پالیتوا اور قرب وجوار کے دیہات کے تقریباً تمام پیروان بودھ اور بہت سے غیر بودھ اشخاص نے بھی شرکت کی۔ دعا کے اختتام پر حاضرین کو فواکہات وغیرہ تقسیم کئے گئے۔ اسی روز دوپہر کو کشتیوں کی دوڑ ہوئی۔ اس موقع پر بھی تمام ملاحوں اور کشتیبانوں کو پھل اور مٹھائی وغیرہ دی گئی۔

۶ اور ۷ مئی کی راتوں کو مقام پالیتوا کے تمام سرکاری مکانوں میں چراغاں کیا گیا۔ روشنی کا انتظام اکثر مقامات پر نہایت نفیس اور پاکیزہ تھا۔

یوسان شاوبی یو ایم۔ ایل۔ سی نے بہترین روشنی رکھنے والے مکان یا سرکاری عمارت کے لئے پانچ روپے کا نام نہاد انعام رکھا تھا جو پالیتوا ورنیکلر مڈل سکول نے حاصل کیا۔

ضلع پروم کی تقریبات | یہاں کی سلور جوبلی جنرل کمیٹی کے عہدہ دار حسب ذیل تھے:۔

صدر:۔ یو کیا ڈوین بی۔ اے۔ ٹی۔ ایم۔ ڈپٹی کمشنر پروم

آنریری سکرٹری:۔ یو تھن مانگ۔ صدر بلدیہ پروم۔

آنریری خزانچی:۔ یو آنگ تھین۔ پروپرائٹر تھین گا تیوی برادرز۔ پروم۔

عہدہ داروں کے علاوہ کمیٹی میں سرکاری وغیر سرکاری مشاہیر ملک بھی شامل تھے۔

۶ مئی کو تقریباً تمام بودھ معابد اور دیگر عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ پولیس کی پریڈ ہوئی۔ سکولوں میں جلسے اور کھیل ہوئے۔ ہونہار، تیز اور کامیاب کھلاڑی طلبہ کو انعامات دئے گئے۔ پھلوں اور مٹھائیوں سے ضیافت کی گئی۔ غربا کو کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔ ہسپتالوں کے ضرورتمند اور غریب مزدوروں کو کھانا۔ کپڑا اور نقدی دی گئی۔ ڈپٹی کمشنر یو کیا ڈوین نے جوبلی کے اعزاز میں شاندار دربار منعقد کیا۔ جس میں متعدد اعلیٰ حکام اور مقتدر شہریوں نے اپنی اپنی تقریروں میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کے ۲۵ سالہ عہد حکومت کی برکتوں پر روشنی ڈالی اور ممدوحین کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد اور اُن کی درازی عمر کی دعا کی گئی۔ شب کو سرکاری وغیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا اور کئی جگہ آتشبازی چھوڑی گئی۔ مضافات میں بھی ہر صدر مقام پر ایک مقررہ پروگرام کے ماتحت تقریبات جشن نہایت دھوم دھام سے منائی گئیں۔

تناسرم ڈویژن

میونسپل کمیٹی ٹاؤنگو نے ایک معقول رقم سے ۶ اور ۷ مئی کو جشن جوبلی کی خاص طور رونق بڑھائی۔

۶ رمئی کو تقریباً تمام مقامی معابد میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ مدارس بلدیہ کے طلبہ کے جلوس نکالے گئے۔ سکولوں میں کھیل ہوئے۔ اور جیتنے والے طلبہ کو اور نوشت وخواند میں تیز اور ہوشیار لڑکوں کو انعامات دئے گئے۔ طلبہ میں مٹھائی اور غربا میں کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔ مدارس ودفاتر میں نہایت اعلیٰ پیمانہ پر چراغاں کیا گیا۔ اور کئی خاص مقامات پر آتشبازی بھی چھوڑی گئی جسے دیکھنے کو شہریوں کے علاوہ نواحی دیہات کے باشندے بھی بہ تعداد کثیر شامل ہوئے۔ غرضکہ میونسپل کمیٹی ٹاؤنگو میں جشن جوبلی کی تقریبات یو وِن سو صدر بلدیہ اور ارکانِ بلدیہ کی ان تھک کوششوں سے نہایت کامیاب رہیں ÷

ضلع اپر چندون کی تقریبات یہاں پر ۴ رمئی کو سلور جوبلی کا پروگرام جو مختلف ۸ تقریبات پر مشتمل تھا اور برمی وانگریزی دونوں زبانوں میں چھپا ہوا تھا۔ عوام کو تقسیم کیا گیا۔ صدر مقام اپر چندون میں جشن کو کامیاب بنانے کے لئے ایک مقتدر ڈسٹرکٹ کمیٹی بنائی گئی تھی۔ جو حسب ذیل عہدہ داروں پر مشتمل تھی:۔

صدر:۔ مسٹر اے۔ ڈی۔ ڈی۔ گاڈون بی۔ اے بار ایٹ لا۔ ڈپٹی کمشنر اپر چندون ÷

نائب صدر:۔ یولاٹ خزانچی ÷

آنریری سکرٹری:۔ یو باکین چیف کلرک ÷

آنریری خزانچی:۔ یو تاک بیلف ÷

عہدہ داروں کے علاوہ ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی کے ۱۷ ممبر بھی تھے۔ جن میں (۱) یو پو سو آکتون (۲) ڈاکٹر ٹی کیٹی لیون۔ سی۔ ایس۔ (۳) مسٹر ہاشن بھائی اے۔ ای۔ (۴) مسٹر کے۔ ایم کاکا۔ (۵) مسٹر لی لم سیننگ۔ (۶) یو یا تھان تن ہیڈ ماسٹر کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں ÷

ڈسٹرکٹ کمیٹی کے شاندار پروگرام کے مطابق جوبلی کی تمام تقریبات نہایت جوش وانہماک کے ساتھ منائی گئیں ÷

جوبلی فنڈ میں ۵ رمئی تک تمام ضلع (اپر چندون) سے کل ۲۱۳۵ روپے ۱۳ر۳ پائی دئے گئے۔ جو سنٹرل کمیٹی جوبلی فنڈ رنگون کو بھیج دئے گئے۔

ماولیک (اپر چندون) میں ۶ و ۷ رمئی کو جشن جوبلی جس شان وشوکت سے منایا گیا۔ وہ اپنی آپ ہی نظیر تھا ÷

آغاز تقریبات پریڈ گراؤنڈ میں برما ملٹری پولیس اور سول پولیس کا مارچ ہوا۔ مقامی فائر بریگیڈ اور بوائے سکاؤٹس موجود تھے۔ مسٹر اے۔ ڈی۔ ڈی گوڈون بی۔ اے۔ بار۔ ایٹ لا۔ نے ٹھیک ۷ بجے پہنچ کر بوائے سکاؤٹس اور فائر بریگیڈ کا معائنہ کیا۔ برما ملٹری پولیس اور سول

پولیس کے آگے آگے سوار تھے۔ ڈپٹی کمشنر نے سلامی لی۔
۸ بجے صبح مقامی گرجے میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ ہر مذہب و ملت کے تمام سرکاری افسر اور دیگر اصحاب موجود تھے۔ دعا قومی ترانہ پر ختم کی گئی۔ اسی طرح ہندو اور مسلمانوں نے بھی مندروں اور مسجدوں میں دعائیں مانگیں۔ ہندو، مسلمان اور بودھ غربا کو کھانا تقسیم کرنے کے لئے تین بڑے پنڈال بنائے گئے تھے۔
۴½ بجے شام کو سکول کے لڑکوں۔ افسروں اور دیگر معززین کی ضیافت کی گئی۔ شب کو نہایت دلچسپ ڈراما دکھایا گیا۔
۷ رمئی کو کشتیوں کی پُرلطف دوڑ ہوئی۔ پہلا انعام تیس روپے کنڈٹ کو۔ دوسرا انعام بیس روپے ماکو، کو اور تیسرا انعام دس روپے ماولیک کو دیا گیا۔ انعامات کے علاوہ ہر ایک کشتی کو اس کے مصارف کے لئے بیس بیس روپے دئے گئے۔
اسی طرح دیگر تقریبات مثلاً گھوڑ چڑھی فوج کا مظاہرہ اور کرتب۔ ڈراما۔ چراغاں اور آتشبازی وغیرہ عمدگی سے عمل میں آئیں۔

قصبہ کلیسیو | یہاں کی ٹاؤن جوبلی کمیٹی کے ارکان حسب ذیل تھے:۔
(۱) کوپی ٹنٹ زمیندار۔ (۲) کوتن مانگ آف سوداگر۔ (۳) یوسا سوداگر۔ (۴) رام لال کنٹر کٹر۔ (۵) کویا گون کنٹر کٹر۔ (۶) الک باکیا تگ۔ (۷) ماوہن مے سوداگر۔ (۸) یوپاپی آنریری سکرٹری و خزانچی۔
مقرر کردہ پروگرام کے مطابق ۶ و ۷ رمئی کو جشن جوبلی منایا گیا۔ مقامی بودھ عبادتگاہوں میں دعائیں کی گئیں۔ سکولوں میں کھیل اور جلسے ہوئے۔ جیتنے والے طلبہ کو انعامات اور عام طلبہ کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ غربا کو کھانا اور کپڑا دیا گیا۔ سرکاری اور غیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ اور مناسب مقامات پر آتشبازی بھی چھوڑی گئی۔

ضلع ہامیلن کی تقریبات | یہاں کی مقامی سلور جوبلی کمیٹی بیس ارکان پر مشتمل تھی۔ جن میں مسٹر جے۔ پونیوسب ڈویژنل آفیسر (ہامیلن) یو با تھوٹ ٹاؤن شپ آفیسر (ہامیلن) اہجان سنگھ سوداگر احمد حسین سوداگر۔ یو مسٹر بی کٹ کے نام خاص طور پر شامل ہیں۔
مرتبہ لائحہ عمل کے مطابق ۶ و ۷ رمئی کو سلور جوبلی کا جشن بڑی دھوم دھام سے منایا گیا۔ یعنی سکولوں میں کھیل ہوئے۔ طلبہ کے جلوس نکلے۔ اچھے کھلاڑیوں اور تیز و ہوشیار لڑکوں کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ غربا کو کھانا بانٹا گیا۔ شب کو سکولوں اور سرکاری دفاتر میں چراغاں کیا گیا۔ کئی مقامات پر آتشبازی کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

ضلع پانگھصین | یہاں کی جوبلی کمیٹی ۱۶ ارکان بشمول عہدہ داران پر مشتمل تھی۔ عہدہ دار اور خاص خاص ارکان کے نام ذیل میں درج کیئے جاتے ہیں:۔

صدر:۔ یوبی گیئی ٹاؤن شپ آفیسر۔ نائب صدر:۔ ریٹائرڈ ایس۔ آئی۔ ایس

آنریری سکرٹری:۔ یوبا مانگ ہیڈ کلرک۔

یوتھیٹ سانگ ٹیچر۔ (بورڈ سکول) یوہلا دین (ممبر) سوداگر۔ یوپاسان پنشنر۔ عبدالکریم کنٹرکٹر۔ یوآنگ گیئی ہیڈ ماسٹر بورڈ سکول۔ یونن مانگ ریونیو کالکٹر۔ ڈاڈا شین (لیڈی ممبر) کل ۶ خواتین کمیٹی کی ارکان تھیں۔ چنانچہ کمیٹی کے لائحہ عمل کے مطابق پانگھصین میں جشن جوبلی کی تقریبات ۶ و ۷ مئی کو نہایت دھوم سے منائی گئیں ✤

سب ڈویژن کابیوا | یہاں کی سب ڈویژنل جوبلی کمیٹی کے حسب ذیل عہدہ دار منتخب کیئے گئے:۔

چیئرمین:۔ یوچت سو سب ڈی آفیسر۔

وائس چیئرمین:۔ یوبا اوہ رزیڈنٹ ایکسائز آفیسر۔

آنریری سکرٹری و خزانچی:۔ یواوہن پی۔ ہیڈ کلرک۔

عہدہ داروں کے علاوہ دس مرد اور دس عورتیں بھی ارکان تھیں۔ جن میں یوپوکیین پلیڈر یووائنگ ریٹائرڈ رینج آفیسر۔ یوکیاؤ دین سوداگر۔ مسٹر کے عبدل۔ مسٹر ہری چند۔ یوتن نگان رائس مل ایجنٹ۔ مسز آن کیا۔ مسز نگ با۔ مسز یوپوکیین۔ مسز کے عبدل بھی ہیں۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق عبادت گاہوں میں دعائیں کی گئیں۔ سکولوں میں ورزشی کھیل اور ڈرامے ہوئے۔ طلبہ کو مٹھائی اور غربا کو کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔ سرکاری اور اکثر غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ کئی مقامات پر آتشبازی بھی چھوڑی گئی ✤

ضلع اکیاب کی تقریبات | ضلع کے صدر مقام اکیاب اور قصبات میں ہر جگہ سلور جوبلی کی تقریبات بہت اچھی طرح منائی گئیں۔ کلکٹر صاحب اکیاب کے احکام کے بموجب جشن جوبلی منایا گیا۔ پولیس کی پریڈ ہوئی۔ سکولوں میں جلسے اور لڑکوں کے کھیل ڈرامے ہوئے۔ سکول کے بچوں کو مٹھائی اور غربا کو کھانا تقسیم کیا گیا۔ عبادت گاہوں میں دعائیں کی گئیں۔ بالخصوص قصبہ پاکٹا میں جشن جوبلی بڑی دھوم دھام سے منایا گیا ✤

قصبہ پاکٹا میں بھی صدر مقام ضلع اکیاب کی طرح ۵، ۶ و ۷ مئی کو کشتی کے دنگل ہوئے اور دنگل کے ٹکٹوں سے جو رقم وصول ہوئی۔ وہ جوبلی فنڈ میں جمع کرا دی گئی۔ کل ۲۱۷۶ روپے جمع ہوئے جن میں سے ۱۶۰۰ روپے قیصر ہند کے جوبلی فنڈ یا مرکزی فنڈ میں دیے گئے۔ ۶ مئی کو شہر کے پونگیوں کو کھانا کھلایا گیا۔ تقریباً ۵ ہزار اشخاص دنگل میں شریک ہوئے۔ کشتیوں

میں مسلمان اور دوسرے پہلوانوں نے حصہ لیا۔ جیتنے والوں کو سونے اور چاندی کے تمغے دیئے گئے۔ اس قصبہ میں تقریباتِ جشن کی کامیابی یو باولی ۔ یوکیاتن یو ۔ یو یان گی آنگ وغیرہ اصحاب کی ان تھک کوششوں کی رہین منت ہے ۔

ضلع پیگو کی تقریبات | یہاں کی ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی کے عہدہ دار حسب ذیل اشخاص تھے :۔

صدر :۔ یو با ابیا نگ ۔ نائب صدر :۔ مسٹر کے ۔ ایم قاسم ۔
سکرٹری :۔ مسٹر لاسن ۔ خزانچی :۔ یو با مانگ ۔

عہدہ داروں کے علاوہ کمیٹی کے گیارہ ارکان تھے ۔ بیں اے ۔ میک کراکن اسکوائر ڈپٹی کمشنر پیگو۔ یو مانگ مانگ ۔ یو با ، ایم ۔ ایل ۔ سی ۔ آر ۔ ایم ۔ پی ۔ اے ۔ چیٹیئر کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

ڈسٹرکٹ کمیٹی کے علاوہ قصبہ تھاناٹین اور ڈائیکو کے لئے علیحدہ دو سب کمیٹیاں بنائی گئی تھیں ۔ صدر مقام پیگو ۔ اور قصبات تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں جشن جوبلی کی تقریبات بڑی دھوم دھام سے منائی گئیں ۔

۶ مئی کو بودھ معابد میں دعائیں کی گئیں ۔ سکولوں میں جلسے اور کھیل ہوئے ۔ طلبہ کو انعامات اور مٹھائی ۔ غربا کو کھانا اور کپڑا ۔ ہسپتال کے غریب مریضوں کو خیرات تقسیم کی گئی ۔ پولیس کی پریڈ ہوئی ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پیگو نے دربار میں حکام و معززین شہر کو جوبلی کے تمغے عنایت کئے ۔ سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا ۔ پہاڑیوں پر جا بجا چراغ روشن کئے گئے ۔ متعدد مقامات پر آتشبازی بھی چھوڑی گئی ۔

ضلع مرگوئی | یہاں کی ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی کے صدر :۔ یو کا ٹنگ مین ۔ آنریری خزانچی مسٹر ٹی ۔ ایس راؤ ۔ آنریری سکرٹری :۔ یو کیاڈ مانگ مقرر کئے گئے ۔ عہدہ داروں کے علاوہ کمیٹی کے ۲۰ ۔ ارکان بھی تھے ۔ جن میں حسب ذیل ارکان کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں :۔ (۱) آر ۔ کے ۔ باپر اسکوائر ایم ۔ سی ۔ آئی ۔ سی ۔ ایس ڈپٹی کمشنر مرگوئی ۔ (۲) ڈاکٹر با نقان چین ۔ (۳) مسٹر اے ۔ ایس محمود ۔ (۴) مسٹر و مسز اینڈریوز ۔

۶ مئی کو تقریباً تمام بودھ معابد اور دیگر عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ کی گئی ۔ سکولوں میں طلبہ کے کھیل ہوئے ۔ سکاؤٹس نے مظاہرے کئے ۔ طلبہ مدارس کو انعامات اور مٹھائی تقسیم کی گئی ۔ غربا و مساکین کو کھانا اور کپڑا دیا گیا ۔ تمام سرکاری اور اکثر غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا ۔ ڈپٹی کمشنر کے دربار میں متعدد و معتمد حکام اور معززین شہر کو جوبلی کے تمغے عطا کئے گئے ۔ دربار میں ایک قرارداد کے ذریعے سے ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازی عمر کی دعا

مانگتے ہوئے آپ کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی ؛
صدر مقام ضلع کی طرح قصبات۔ تحصیلوں اور دیہاتی مرکزوں میں بھی قریب قریب یکساں پروگرام کے ماتحت جشن جوبلی کی تقریبات کامیابی کے ساتھ منائی گئیں ؛

اراودی ڈویژن

ضلع بسین میں ہز ایکسیلینسی گورنر برما نے جوبلی فنڈ میں فراہمی زر کے لیے جو اپیل کی تھی۔ اُس کے سلسلے میں رنگون میں لیڈی سٹیفینس کے زیر صدارت ایک مرکزی کمیٹی مامور کی گئی۔ اور تمام اضلاع سے درخواست کی گئی کہ وہ سلور جوبلی منانے کے لئے ڈسٹرکٹ کمیٹیاں بنائیں۔ چنانچہ بسین میں کمشنر صاحب قسمت اراودی کے زیر صدارت ایک جلسۂ عام منعقد کیا گیا جس میں کمیٹی کے مندرجۂ ذیل عہدہ دار قرار پائے :۔

صدر :۔ مسٹر اے۔ آر۔ مارلس۔ آئی۔ سی۔ ایس۔
نائب صدر :۔ لفٹننٹ کرنیل آر۔ ڈبلیو بارکر۔ او۔ بی۔ ای۔ بی۔ اے۔ آئی۔ اے۔
سر بسین۔ سی یو۔ سی۔ بی۔ ای۔ ایم ڈی۔
یو پو ہلا۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے۔ ایس۔ ایم۔ اے۔ ٹی۔ ایم۔
مسٹر ایچ۔ بی۔ مارڈن رنجر۔
مسٹر بی۔ این داس۔ بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ ایم۔ ایل۔ سی۔
آنریری سکرٹری :۔ مسٹر آر۔ اے۔ رفیل۔ ایم۔ بی۔ ای۔ کے۔ آئی۔ ایچ۔ صدر بلدیہ بسین۔
آنریری خزانچی :۔ مسٹر ایچ۔ ایل۔ بیکر۔

عہدہ داروں کے علاوہ کمیٹی ۵۶ مقتدر ارکان کی ایک فہرست جماعت پر مشتمل تھی۔ ان ارکان میں ہندو۔ مسلمان۔ برمی۔ بنگالی۔ ہندوستانی۔ پنجابی۔ یوروپین۔ اینگلو انڈین۔ یہودی چینی۔ جاپانی وغیرہ سبھی شامل تھے ؛

۲۵۔ فروری ۱۹۳۵ء کو لفٹننٹ کرنیل بارکر بالقابہ کی صدارت میں جنرل کمیٹی کے اجلاس نے فیصلہ کیا کہ جوبلی چندہ یکم مارچ کو کھول جائے اور ۳۱ مارچ کو ختم کر دیا جائے۔ اس کے بعد ۶ اپریل کو کمشنر صاحب کے دفتر اور انہی کی صدارت میں کمیٹی کا ایک اور جلسہ منعقد ہوا جس میں مقامی تقریبات جشن کے لئے ایک شاندار پروگرام مرتب کیا گیا اور مختلف تقریبات کی سر انجام دہی کے واسطے مندرجۂ ذیل کمیٹیاں مرتب کی گئیں :۔ (۱) سپورٹس سب

کمیٹی۔ (۲) گاڑیوں کو آراستہ کرنے کی سب کمیٹی۔ (۳) تقسیم اجناس۔ غربا و مساکین اور کھیل تماشوں کی سب کمیٹی۔ (۴) آتشبازی کی سب کمیٹی۔ (۵) ان سب کمیٹیوں کے علاوہ ایک ایگزیکٹو کمیٹی بدیں غرض مامور کی گئی کہ وہ مذکورہ بالا سب کمیٹیوں کے مشورہ سے ایک مختتم پروگرام تیار کرے۔ اور ان کو ضروری سرمایہ فراہم کرے ؎

۶ مئی ۳۵ء دوشنبہ جھنڈے کی سلامی کے لئے کونسل کامن میں سکاؤٹس جمع ہوئے۔ یہاں سے وہ ڈسٹرکٹ سکاؤٹس کمشنر کے بنگلے پر مارچ کرتے ہوئے پہنچے۔ یہاں ان کو ناشتہ کرایا گیا۔ سجی ہوئی گاڑیاں (کار اور بائیسکلیں وغیرہ) بصورت جلوس شہر میں گشت کرنے کے بعد کونسل کامن میں واپس آئیں۔ اُن کی واپسی پر انعامات کا اعلان کیا گیا۔ ½ ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک گرجاؤں۔ مسجدوں اور مندروں میں دعا کی گئی۔ ۲ بجے کونسل کامن میں کھیل ہوئے۔ ۶ بجے انعامات تقسیم کئے گئے۔ ۷ بجے سکاؤٹس نے الاؤ میں آگ لگائی۔ اور ۹ بجے آتشبازی چھوڑی۔ رینل الیکٹرک بائیسکوپ ہال میں ہندوستانی ڈراما دکھایا گیا۔

۷ مئی سہ شنبہ کو کونسل کامن (پارک) میں بچوں کو اشیاء خیردنی اور غربا کو چاول تقسیم کئے گئے۔ سول ہسپتال بسین کے مریضوں اور بسین سنٹرل جیل کے قیدیوں کو کھانا کھلایا گیا۔ کنگ جارج پارک کنتھونزن میں سکول کے بچوں۔ بوائے سکاؤٹس اور گرل گائیڈز کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اسی مقام پر اے۔ ای۔ گلینڈٹ اسکوائر سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس کمشنر قسمت اراودی نے ملک معظم کے مجسمہ کی نقاب کشائی کی رسم ادا کی۔ یہ نظارہ نہایت دلکش و دلفریب تھا۔ ۹ بجے شب کو کونسل کامن میں آتشبازی چھوڑی گئی ؎

مسٹر جی۔ ای بینول۔ او۔ بی۔ ای۔ ایم۔ سی صدر سپورٹس کمیٹی اور اس کے ارکان کو اپنی مساعی میں قابلِ تعریف کامیابی ہوئی۔ دوسری سب کمیٹیوں کا کام بھی ایسا ہی شاندار تھا۔ اور اُن کے زیر اہتمام اُن سے متعلق تقریبات نہایت خوبی سے انجام پائیں ؎

مقامی سلور جوبلی فنڈ میں کل ۷۴۸۰ روپیہ جمع ہوا جس میں سے ۵۶۹۵ روپے ۹۰ر جنرل فنڈ اور ۱۷۸۴ روپے ۸ر خیراتی فنڈ کے تھے۔ جنرل فنڈ کے ۵۶۹۵ روپے ۹۰ر میں سے ۳۳۷۶ روپے ۱۲ ار ۳ پائی مقامی تقریبات پر صرف ہوئے۔ ۲۳۱۸ روپے ۱۳ار بنک میں باقی رہے ؎

۱۱۔ بہ کیان پیاؤ (بسین۔ لوئر برما) میں یو مانگ یو پلیڈر صاحب بلدیہ۔ اور نائب صدر و سکرٹری اور تمام میونسپل کمشنروں کی جدّ و جہد سے تقریبات جشن نہایت شان و شوکت سے منائی گئیں ؎

بلدیہ کے تمام مدارس نے جشن جوبلی میں حصہ لیا۔ سکول کے طلبہ نے مختلف ورزشی کھیل کھیلے۔ جیتنے والے طلبہ کو انعامات اور سکول کے عام بچوں کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ غربا کو کھانا تقسیم کیا گیا۔ تقریباً تمام میونسپل دفاتر میں کئی روز تک چراغاں کیا گیا۔ متعدد سکولوں میں جلسے ہوئے۔ نیز کئی مقام پر آتشبازی چھوڑی گئی۔

کانگیئی دانگ (بسین) ایسٹ ٹاؤن شپ

کانگیئی دانگ سلور جوبلی فنڈ کمیٹی مندرجہ عہدہ داران و ارکان پر مشتمل تھی:۔

سرپرست:۔ یو آنگ پی ٹاؤن شپ آفیسر بسین ایسٹ۔

صدر:۔ یو شا وے ہلا کیمی۔ زمیندار با ڈاکین۔

نائب صدر:۔ یو شا دے زان ٹی۔ پی۔ ایس بیگا بیٹ۔

خزانچی:۔ یو۔ ای۔ زمیندار۔

آنریری سکرٹری:۔ یو ہاتن سپرنٹنڈنٹ امدادی قومی اینگلو ورنیکلر سکول کانگیئی وانگ

ارکان کمیٹی:۔ یو پوسا ٹنگ زمیندار۔ یو بیا گئی۔ مقدم۔ یو پو تھین مقدم۔ یو با گیاؤ زمیندار۔ یو با چو۔ مالک کارخانہ چاول۔ یو تھین پی افسر تھانہ۔

جشن جوبلی کو بارونق بنانے میں کمیٹی نے بہت کچھ کام کیا۔ اور اپنے پانسو روپے "مرکزی جوبلی فنڈ" میں جمع کرائے۔

۶ رمئی کی صبح کو مقامی پولیس نے یونین جیک لہرایا جس میں ٹاؤن شپ آفیسر اور جوبلی فنڈ کمیٹی کے صدر اور ارکان بھی موجود تھے۔ اس موقع پر ٹاؤن شپ آفیسر نے ایک مختصر تقریر میں سلور جوبلی کی اہمیت واضح کی۔ ۹ بجے دن کے تقریباً پچاس بادھشٹ سادھوؤں اور دس بھکشنوں کو دعوت دی گئی تھی۔ ان کو مختلف قسم کی خیرات دی گئی۔ ٹاؤن شپ آفیسر کی اہلیہ ڈا ای می کی طرف سے جملہ حاضرین کی چاء وغیرہ سے مدارات کی گئی۔ شام کو پیادوں کی دوڑ ہوئی اور مختلف کھیل ہوئے۔

۷ رمئی کی صبح کو تمام بوڑھوں اور غریبوں کو پنڈال میں بلا کر کپڑے اور نقدی خیرات دی گئی۔ ۴ بجے شام کو کانگیئی وانگ کے تمام سکولوں کے لڑکے جو تین سو سے اوپر تھے پنڈال میں جمع ہوئے اور انہوں نے ملک معظم و ملکہ معظمہ کی تعریف میں مدحیہ نظمیں جو اس موقع کے واسطے لکھی گئی تھیں گا کر سنائیں۔ طلبہ کو مٹھائی کے دونے اور جوبلی کے چھوٹے چھوٹے جھنڈے

تقسیم کئے گئے ۔

۶ بجے شام کو ایک خاص پُر تکلف و شاندار ڈنر دیا گیا جس میں بڑے بڑے معززین حضرات ورکنگ جوبلی کمیٹی کے ارکان اور تقریبات جشن میں امداد و اعانت کرنے والے اشخاص کو مدعو کیا گیا تھا۔ بہت سی خواتین بھی تھیں ۔

۷ مئی کی شام کو بسین میں ہمہ گیر تقریب جشن منائی گئی۔ یو آنگ پی سرپرست جوبلی کمیٹی نے اپنا اپنا جوبلی میڈل لینے کی غرض سے شرکت کی۔ اس موقع پر بھی شاندار ڈنر دیا گیا۔ شب کو پولیس سٹیشن اور ڈاکخانوں میں چراغاں کیا گیا۔ رات کا پروگرام مفت بائیسکوپ کے تماشوں اور آتشبازی سے بہت دلچسپ بن گیا تھا ۔

یاسانگ ٹاؤن شپ آفیسر بسین مغربی کے دفتر میں مکھیاؤں کا ایک جلسہ طلب کر کے ان کو ترغیب دی گئی کہ وہ ۶ و ۷ مئی ۱۹۳۵ء کو اپنی شان کے شایاں جشن جوبلی منائیں۔ چنانچہ اس ترغیب و تحریص کا یہ اثر ہوا کہ تقریباً ہر اس موضع میں جہاں مقدم یا مکھیا رہتا ہے۔ ان تاریخوں میں چراغاں کیا گیا۔ غریبوں اور پونگیوں کو کھانا تقسیم کیا گیا۔ جس موضع میں بھی سکول تھا وہاں لڑکوں کے کھیل ہوئے۔ غرضکہ ہر سکول میں جوبلی کی تقریبات کی چہل پہل بھرپور نظر آتی تھی ۔

دیگر قصبات میں تقریبات | دیگر قصبات تاگا پوٹ۔ تھا بانگ۔ کیا پنی یاؤ۔ کیا نگمن اور میکلی میں سے ہر ایک میں جدا جدا جوبلی کمیٹیاں بنائی گئیں اور اپنے اپنے مقررہ پروگرام کے مطابق ۶ و ۷ مئی اور بعض جگہ ۵، ۶ و ۷ مئی کو جشن جوبلی کی تقریبات نہایت خوش اسلوبی سے منائی گئیں ۔

ضلع پیاپن کی تقریبات | اس ضلع میں جوبلی کمیٹی کے عہدہ دار حسب ذیل تھے :-

(۱) یو کیاؤ ہن ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی بار۔ ایٹ لا۔ آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر پیاپن (صدر) ۔

(۲) یو ہلا پی۔ اے۔ ہیڈ کوارٹرز اسسٹنٹ (سول) پیاپن (آنریری جنرل سکرٹری) ۔

(۳) یو تھان ای بی۔ اے افسر خزانہ۔ (آنریری خزانچی جوبلی کمیٹی)

عہدہ داروں کے علاوہ ۱۸ سرکاری و غیر سرکاری متعدد ارکان بھی تھے جن کی مساعی جمیلہ سے تقریبات جشن کے سر پر تاج کامیابی رکھا گیا ۔

ضلع پیاپن کے چاروں قصبات پیاپن۔ کیہائی۔ کلانت۔ بوگل اور ویدیہ نے اپنے یہاں جشن جوبلی اعلیٰ پیمانہ پر منایا۔ ہر قصبہ کے صدر مقام میں چراغاں اور کشتیوں کی دوڑ ہوئی ۔

اراکین دیر میجسٹیز سلور جوبلی فنڈ کمیٹی ضلع پیاپوں (برما)



قصبہ بیاپن میں تقریبات کا آغاز اس طرح ہوُا کہ ڈپٹی کمشنر یو کیا مین ایم۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی بار۔ ایٹ لا۔ نے پولیس کی سلامی لی۔ ۶ اور ۷ مئی کی دوپہر کو برمی کشتیوں اور سمپن کشتیوں کی دوڑیں ہوئیں۔ ۶ مئی کی شام کو بیاپن کی اکثر و بیشتر عمارات میں چراغاں کیا گیا۔
۶ اور ۷ مئی کی رات کو بعض مقامی کھیل ("زیٹپوے" اور "یوکیتھ پوے") کھیلے گئے جن سے برمی پبلک بہت محظوظ ہوئی۔

کیائی کلات میں جشن کی تقریبات کا ۲۶ اپریل ہی کی صبح سے آغاز ہو گیا۔ ۲۶ اپریل سے یکم مئی تک نمائشیں اور میلے ہوتے رہے۔ جشن تقریباً دس روز تک جاری رہے۔ ۶ مئی کو کشتیوں کی دوڑ ہوئی۔ دو ملاح عورتوں کی دوڑیں عوام نے گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ ½ ۵ بجے شام کو تمام شہر میں بودھ سادھوؤں اور بھکشوں کو نذرانے دیئے گئے۔

کیائی کلات میں جشن جوبلی کی مستقل یادگار منانے کو یہ سکیم سوچی گئی کہ سکولوں کے غریب لڑکوں کو وظائف دینے کیلئے چندے کے ذریعے سرمایہ بہم پہنچایا جائے۔ اس سلسلے میں ایک ورکنگ کمیٹی بنائی گئی جس نے اس مقصد کے لئے ایک معقول رقم فراہم کی۔

بلدیہ کیائی کلات (قسمت اراودی۔ بسین) میں سلور جوبلی کی خوشی میں ۳ مئی ۱۹۳۵ء کو معززین شہر کی دلچسپی۔ اور سیر و تفریح کا سامان بہم پہنچایا گیا اور قدرے ناشتہ بھی کرایا گیا۔

۴ مئی اور ۶ مئی کو بلدیہ کے دفاتر میں چراغاں کیا گیا۔ ۳ اور ۴ مئی کی راتوں کو برمی ناچ کئے گئے۔ میونسپل کمیٹی کے صدر اور ارکان جنہوں نے جشن جوبلی کو کامیاب بنایا حسب ذیل ہیں:۔ (۱) یو باتھن ٹی پی۔ ایس صدر۔ (۲) یو پو کیا ڈ نائب صدر۔ (۳) یو۔ چٹ بی۔ بی۔ اے رگن۔ (۴) یو تن مانگ بی۔ اے۔ (۵) یو ٹن یو۔ (۶) یو ٹن۔ (۷) یو باٹن۔ (۸) یو کنی ٹن۔ (۹) یو ناتبنسن۔ (۱۰) یو ای مانگ۔ (۱۱) مسٹر محمد قاسم۔ (۱۲) مسٹر سیا پا چتیار۔ (۱۳) ڈاکٹر کے۔ این سرکار اور یو اوہن کیئی بی۔ ایس۔ سی۔ بی۔ ایل سکرٹری کیا کلات میونسپلٹی۔

ضلع ہنزادہ کی تقریبات اس ضلع میں سلور جوبلی کمیٹی متعدد سرکاری و غیر سرکاری عہدہ داران و ارکان پر مشتمل تھی جس نے ۶ اور ۷ مئی کو جشن جوبلی کی سرگرمیوں میں خاص چہل پہل پیدا کر دی۔ تقریبات جشن کو کامیاب بنانے میں ضلع کے ہر طبقہ و جماعت۔ یورپین۔ اینگلو انڈین۔ ہندوستانی و برمی سرکاری و غیر سرکاری ذکور و اناث نے حصہ لیا۔ ہنزادہ کی ڈسٹرکٹ کونسل کے صدر یو باچھون بی۔ اے اور کونسل کے عہدہ داران و ارکان نے تقریبات جشن کو کامیاب بنانے میں نمایاں حصہ لیا۔

۶ مئی کو تقریباً تمام بودھ معابد اور دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں میں دعائیں کی گئیں۔

اسکولوں میں کھیل ہوئے۔ شب کو سکولوں کے طلبہ نے ڈرامے کئے۔ سکاؤٹس کے مظاہرے اور پولیس کی پریڈ ہوئی۔ سکولوں کے طلبہ کو مٹھائی اور پھل۔ اور غربا کو کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔ ہسپتالوں کے حاجتمند مریضوں کو کپڑا اور نقدی دی گئی۔ سرکاری اور غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ آتشبازی کا نظارہ نہایت دلکش و جاذب نظر تھا۔ مفصلات میں بھی تقریبات جشن بڑی دھوم دھام سے منائی گئیں ؟

ضلع امہرسٹ کی تقریبات | ضلع امہرسٹ (مولمین) اور اس کے مفصلات میں جشن جوبلی کو بارونق و کامیاب بنانے کے لئے متعدد سرکاری و غیر سرکاری عہدہ داران و ارکان پر مشتمل ڈسٹرکٹ کمیٹی۔ صدر مقام ضلع اور مفصلات کی کمیٹیوں نے اپنے یہاں کے لائحہ عمل مرتب کئے تھے۔

۶ اور ۷ مئی کو تقریبات جشن کی خاص چہل پہل رہی ؟

تقریبات جشن کو کامیاب بنانے میں امہرسٹ کے ہر طبقہ و جماعت برمی۔ بنگالی ہندوستانی یورپین اور اینگلو انڈین سرکاری و غیر سرکاری افراد نے حصہ لیا۔ ڈسٹرکٹ کونسل کے صدر یو ہمگ نجی (Hmg) ٹی۔ پی۔ ایس اور ان کے رفقائے کار دیگر عہدہ داران وارکان کونسل نے تقریبات جشن میں بڑے انہماک اور تندہی سے کام کیا ؟

۶ مئی کو اکثر و بیشتر بودھ مندروں اور دیگر عبادت گاہوں میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازی عمر کی دعائیں کی گئیں۔ سکولوں میں کھیل ہوئے۔ بوائے سکاؤٹس نے مظاہرے کئے۔ پولیس کی پریڈ ہوئی۔ ڈپٹی کمشنر امہرسٹ نے سلامی لی۔ سکولوں کے لڑکوں کو مٹھائی اور غربا کو کھانا تقسیم کیا گیا۔ سرکاری و نیم سرکاری عمارات میں روشنی ہوئی۔ کئی مقامات پر آتشبازی بھی چھوڑی گئی ؟

میونسپل کمیٹی ٹنگا تھائنگیانگ

مختلف تقریبات سلور جوبلی کی انجام دہی کی سب کمیٹی نے تمام شہر میں گشت لگا کر اس کام کے لئے معززین سے عطیات حاصل کئے۔ گشت کرتے وقت ارکان کمیٹی چھوٹے چھوٹے جھنڈے جن پر ملک معظم و ملکہ معظمہ کی تصویریں تھیں لوگوں میں تقسیم کرتے جاتے تھے۔ عطیات سے جو رقم وصول ہوئی۔ اس میں سے پانسو پچاس روپے ۲ر ۳ پائی ٹاؤن شپ آفیسر کیپٹی کو سنٹرل جوبلی فنڈ (وائسرائے فنڈ) میں بھیجنے کے واسطے دیدئے گئے ؟

۶ اور ۷ مئی کی شب کو شہر کے مشہور اور بڑے بودھ مندر میں نہایت اعلیٰ پیمانے پر چراغاں کیا گیا۔ بجلی کے قمقموں سے قوس قزح بنائی گئی جو ایک دلکش سماں پیش کر رہی تھی



یو کیا من ڈپٹی کمشنر پیاپوں (برما)



یو یانی پریذیڈنٹ سلو جوبلی کمیٹی
تگا تھینڈ تائنگ



یو باتھین پریذیڈنٹ میونسپلٹی کیا کلٹ (برما)



یو۔ کے اسکوائر پریذیڈنٹ میونسپلٹی تگا تھینگیانگ (برما)

نیشنل ہائی سکول کی عمارت میں بھی بہت اچھی روشنی کی گئی تھی +

۶ مئی کی صبح کو ورنیکلر ہائی سکول کے وسیع ہال میں اساتذہ وطلبہ اور سربرآوردہ و چیدہ مقامی اصحاب جمع ہوئے۔ اور جیساکہ بودھ لوگوں کا دستور ہے نہایت اعلیٰ طریقہ پر سجائے ہوئے گلدستوں کے آگے کھڑے ہوکر ملک معظم وملکہ معظمہ کی تعریف میں مدحیہ گیت گائے گئے۔ اس کے بعد چھوٹے چھوٹے بچوں نے دعائیہ نظمیں گائیں۔ ۷ مئی کو ایک سَو پھونگیوں کو سنٹرل ریڈنگ کلب میں کھانا کھلایا گیا۔ اور بڈھسٹ مجاور عورتوں اور شہر کے ضعیف وغریب آدمیوں کو کھانا تقسیم کیا گیا۔

جوبلی فنڈ میں جن اصحاب نے فیاضی سے حصہ لیا ان کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

(۱) یو کے ای۔ ریٹائرڈ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر وصدر بلدیہ۔
(۲) یو پی ھَن۔ ریٹائرڈ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جنگلات نگا تھیا ئنگیا نگ۔
(۳) یو مانگ این جی ای۔ تاجر ومیونسپل کمشنر۔
(۴) ایم۔ جی سیٹھ۔ (۵) موسیٰ دادن۔ (۶) یو۔ ای مانگ (سوداگر تاڑی) ومیونسپل کمشنر۔
(۷) یو پومن۔ رائس مل اونر ومیونسپل کمشنر۔
(۸) یو بانی۔ ریٹائرڈ ہیڈ ریونیو کلرک نگا تھائنگیانگ۔
(۹) یو کان۔ سوداگر (مقامی)
(۱۰) یو بایو۔ سوداگر۔
(۱۱) مسٹر پی۔ آر۔ پون۔ ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر نگا تھائنگیا نگ۔

ضلع ہنتھاوڈی کی تقریبات ضلع ہنتھاوڈی میں ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی نے ایک دلچسپ پروگرام کے مطابق تقریباتِ جشن نہایت کامیابی سے ادا کیں۔ ہر قصبہ کے لئے ایک جداگانہ جوبلی کمیٹی بنائی گئی تھی۔ قصبہ وار کمیٹیوں کے عہدہ داروں کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:۔

سائیریام ٹاؤن شپ۔ صدر سائیریام کمیٹی:۔ اے۔ کے پوٹر سکوائر۔ ڈپٹی کمشنر ہنتھی۔
نائب صدر " ":۔ مسٹر جے۔ ایل۔ بوچانن صدر بلدیہ سائیریام۔
سکرٹری " ":۔ یوتن این سب ڈویژنل آفیسر سائیریام خزانچی (آپ کا بعد میں انتقال ہوگیا)۔
عہدہ داروں کے علاوہ دس ارکان تھے جن کے سر کامیابی جشن کا سہرا ہے۔

کیاکٹن ٹاؤن شپ۔ یو پی مانگ ٹاؤن شپ جج۔ صدر کیاکٹن جوبلی کمیٹی
یو سین پن اسسٹنٹ " "۔ سکرٹری " "
یو تھون ٹاؤن شپ آفیسر۔ خزانچی " "

ان کے علاوہ کمیٹی کے دس اور ارکان تھے۔ انہی حضرات نے اپنے یہاں تقریبات جوبلی کو تاجِ کامیابی پہنایا ؛

تھونگا ٹاؤن شپ۔ یو با صدر بلدیہ تھونگا۔ صدر تھونگا جوبلی کمیٹی
یو تھان ٹاؤن شپ فیسر۔ سکرٹری " " "
یو ٹن ہنیٹ ٹاؤن شپ جج۔ خزانچی " " "
یو سان ٹنگ اسسٹنٹ ٹاؤن شپ جج۔ جوائنٹ سکرٹری " "

ان کے علاوہ کمیٹی کے ۱۳۔ متقدد۔ ارکان تھے انہیں جملہ حضرات کی مساعی سے ہی تھونگا میں جشن جوبلی نہایت شاندار اور کامیاب رہا ؛

کیبان ٹاؤن شپ۔ یو تھین ٹاؤن شپ جج۔ صدر کیبان جوبلی کمیٹی
یو یا تھان " آفیسر۔ خزانچی " " "
یو آئی پے اسسٹنٹ ٹاؤن شپ " ۔ سکرٹری " "

مذکورہ بالا عہدہ داروں اور ۹۔ ارکان نے جشن جوبلی کو با رونق و شاندار بنایا ؛

ٹوانٹے ٹاؤن شپ۔ یو آنگ میاسب ڈویژنل آفیسر ٹوانٹے صدر جوبلی کمیٹی ٹوانٹے۔
جے۔ ایس ولٹ شائر اسکوائر ایم۔ بی۔ ای سب ڈویژنل آفیسر ٹوانٹے صدر جوبلی کمیٹی ٹوانٹے۔

یو پو با پلیڈر نائب صدر جوبلی کمیٹی ٹوانٹے
یو با مانگ اسسٹنٹ ٹاؤن شپ آفیسر خزانچی " " "
یو سین پے ٹاؤن شپ جج سکرٹری " " "

ان کے علاوہ جوبلی کمیٹی کے ۲۲۔ ارکان اور تھے۔ تقریباتِ جشن زیادہ تر انہی اصحاب کی کوششوں سے کامیاب رہیں ؛

قصبہ کنگیا نگن شمالی وجنوبی	یو آنگ سین ٹاؤن شپ آفیسر	صدر جوبلی کمیٹی کنگیا نگن	
	یو آن تائیو رتیا ٹرز سرکل انسپکٹر پولیس	نائب صدر	" " "
	یو پو گو۔ زمیندار کنگیا نگن	"	" "
	یو کان ٹاؤن شپ جج	سکرٹری	" " "
	یو میا ضین ہیڈ ماسٹر نیشنل سکول	جوائنٹ سکرٹری	" "
	یو تھین پے ٹاؤن شپ آفیسر	خزانچی	" " "

عہدہ داروں کے علاوہ کمیٹی کے ۱۵۔ ارکان بھی تھے۔ جن کی ان تھک کوششوں سے تقریباتِ جشن کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ؛

صُوبۂ بہار و اڑیسہ

صوبۂ بہار و اڑیسہ تین صوبجات بہار اڑیسہ اور چھوٹا ناگپور سے مل کر بنا ہے۔ اس کے شمال میں نیپال اور بنگال کا ضلع دارجیلنگ۔ مشرق میں بنگال و خلیج بنگال۔ جنوب میں خلیج بنگال و مدراس۔ اور مغرب میں صوبجات متحدۂ آگرہ و اودھ و صوبجات متوسط واقع ہیں۔ یہ علاقہ گورنری صوبہ بہار و اڑیسہ کہلاتا ہے۔ اس کا رقبہ ۸۳۰۵۴ مربع میل ہے۔ جس میں بڑے بڑے دریاؤں کا رقبہ بھی شامل ہے۔ اڑیسہ اور چھوٹا ناگپور کی ریاستیں جو پہلے صوبۂ بہار و اڑیسہ میں شامل تھیں۔ وہ یکم اپریل ۱۹۳۳ء سے ایجنٹ گورنر جنرل (برائے مشرقی ریاستہائے ہند) کی نگرانی میں منتقل کر دی گئی ہیں ٭

بہار و اڑیسہ کی آبادی ۳۷۲۲۹۵۸۳ نفوس پر مشتمل ہے ٭

نظم و نسق

ہز ایکسلنسی سر جیمس ڈیوڈ سفٹن۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای
آئی۔ سی۔ ایس۔ گورنر

آپ ۱۷ اپریل ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ سینٹ پال سکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ میگڈالین کالج آکسفورڈ سے ایم۔ اے پاس کیا۔ ۱۹۰۱ء میں انڈین سول سروس میں داخل ہوئے۔ ۱۹۱۱ء تک بنگال میں مختلف خدمات انجام دیں۔ ۱۹۱۲ء میں بنگال سے بہار و اڑیسہ آئے۔ جہاں ۱۹۱۵ء تک شاہ آباد میں مجسٹریٹ و کلکٹر رہے۔ ۱۹۱۷ء میں حکومت کے فنانشل و میونسپل ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری مامور ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں رانچی کے کمشنر۔ ۲۷-۱۹۲۵ء میں چیف سیکرٹری حکومت اور ۱۹۲۹ء میں قائم مقام گورنر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ۳۱-۱۹۲۹ء میں اگزکٹو کونسل بہار و اڑیسہ کے رکن بنائے گئے۔ "ضلع ہزاری باغ کے بندوبست کی رپورٹ" "پرگنہ ہائے یارہ بھوم اور ٹیکم (ضلع مان بھوم) کے بندوبست کی رپورٹ لکھی" "سیر و تفریح" "ٹینس اینڈ گلف" آپ کی تصنیفات میں سے ہیں ٭

اگزکٹو کونسل

آنریبل بابو نرسو نرائن سنہا (حالات معلوم نہیں ہو سکے)

آنریبل مسٹر جے۔اے۔ہیوبیک۔سی۔ایس۔آئی۔سی۔ایس۔

آپ ۲۷ فروری ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ ونچسٹر اور کنگز کالج کیمبرج میں تعلیم پائی۔ اول بنگال میں مختلف عہدوں پر فائز رہے ۱۹۱۲ء میں بہار و اڑیسہ آئے۔ کچھ عرصہ کے لئے آپ حکومت ہند کے فوجی صیغہ میں بھی مامور رہے۔ ترقی کرتے کرتے آپ ۱۹۲۱ء میں کمشنر ۱۹۳۲ء میں بورڈ آف ریونیو کے قائم مقام ممبر اور ۱۹۳۳ء میں گورنر کی اگزیکٹو کونسل کے عارضی رکن بنائے گئے۔

وزراء

آنریبل سید عبدالعزیز بیرسٹرایٹ لا۔ (وزیر تعلیم)

آپ ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ پٹنہ کالجیئٹ سکول۔ پٹنہ کالج اور ٹی۔این۔بی کالج میں تعلیم پائی۔ ۱۹۱۳ء میں کلکتہ ہائیکورٹ کے اور ۱۹۱۶ء میں پٹنہ ہائیکورٹ کے ایڈووکیٹ بنے۔ انجمن اسلامیہ اردو پبلک لائبریری اور پٹنہ کلب قائم کئے۔ آپ انجمن اسلامیہ اور مسلم یتیم خانہ پٹنہ کے صدر رہے ہیں۔ اردو زبان کی ترقی میں آپ خاص دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ اور متعدد ادبی کانفرنسوں کی صدارت کر چکے ہیں۔ پٹنہ ڈویژن کی طرف سے ۱۹۲۶ء میں اور پھر ۱۹۳۰ء میں رکن کونسل منتخب ہوئے۔ کونسل میں آپ احرار پارٹی کے لیڈر تھے جنوری ۱۹۳۴ء میں آپ وزیر تعلیم مامور کئے گئے۔

آنریبل سرگنیش دت سنگھ (لوکل سیلف گورنمنٹ)

صدر کونسل۔ آنریبل بابو راجندھاری سنہا

بعض دیگر اعضائے حکومت

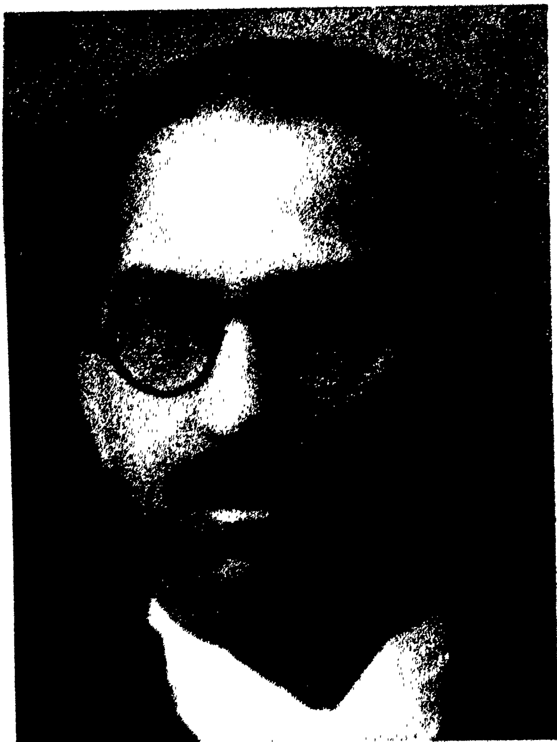
ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن: جی۔ای۔فاوکس ایم۔اے۔سی۔آئی۔ای

ڈائرکٹر آف ایگریکلچر: دولت رام سیٹھی

صوبۂ بہار و اڑیسہ میں سلور جوبلی

ضلع پٹنہ کی تقریبات

بہار و اڑیسہ کی پراونشل جوبلی کمیٹی کے صدر آنریبل سر کورٹنی ٹیرل چیف جسٹس پٹنہ ہائی کورٹ



آنریبل راجہ دھاری سنہا پریذیڈنٹ لیجسلیٹو کونسل
بہار و اڑیسہ

اور رائے بہادر جناب دیو سرکار آنریری سیکرٹری کے علاوہ ۲۵ نہایت ممتاز ارکان تھے۔ جن میں آنریبل مسٹر ایس۔ اے عزیز۔ مہاراجہ بہادر چندر مولوشور پرشاد سنگھ آف گدھور۔ آنریبل مسٹر جسٹس خواجہ محمد نور۔ آنریبل مہاراج ادھیراج سر کیشور سنگھ۔ سر سید سلطان احمد۔ خان بہادر شاہ محمد یحییٰ۔ راجہ کرشنا چندر۔ ایس۔ ایم۔ وصی۔ راجہ بہادر ٹھکورائے گربور پرشاد سنگھ آف رنکا کے اسمائے گرامی بھی ہیں ؎

پروگرام کی تکمیل | جشن جوبلی کے لائحہ عمل کی تکمیل اس طرح عمل میں آئی کہ مسٹر جے۔ آر کونس کمشنر کی موجودگی میں دوشنبہ کی صبح کو پٹنہ میں فوجی پریڈ ہوئی۔ اس موقع پر اجتماع عظیم تھا۔ پریڈ گراؤنڈ میں کمشنر صاحب کے آتے ہی ۲۱ توپیں داغی گئیں۔ صاحب کمشنر نے فوج کا جائزہ لیا۔ اور ۱۵۷ اشخاص کو جوبلی کے تمغے عطا کئے۔ سینما شو۔ طلبہ کے کھیل۔ سکاؤٹس کا مظاہرہ۔ عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ۔ چراغاں اور آتشبازی۔ غربا و مساکین اور ہسپتالوں کے مریضوں کو کھانے کی تقسیم۔ وغیرہ پروگرام کی تمام جزئیات خوش اسلوبی سے انجام پائیں ؎

مظفرپور کی تقریبات

کوآپریٹو ہیلتھ ایسوسی ایشن مظفرپور نے اپنے کھیل کے میدان واقع پی۔ ڈبلیو گارڈن میں "سلور جوبلی کے سپورٹس" کا انتظام کیا تھا۔ مقررہ پروگرام کے مطابق ۶½ بجے صبح فوج (ایسٹ یورکشائر رجمنٹ) اور مسلح پولیس کی پریڈ ہوئی۔ سلامی کی توپیں داغی گئیں۔ بعد ازاں مسٹر ای۔ سی اینسورتھ کمشنر قسمت ترہٹ نے حاضرین کو سلور جوبلی کے تمغے عنایت کئے۔ اس کے بعد بڑے گرجا اور جیکسن میموریل (امریکن) چرچ اور بعض مندروں اور مسجدوں میں بھی دعائے شکرانہ کی گئی۔ سکول کے لڑکوں۔ جیل کے قیدیوں اور ہسپتال کے مریضوں کو مٹھائی اور غربا کو کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔ دوپہر کو ٹاؤن کلب میں سکول کے لڑکوں نے کھیل دکھائے اور سکاؤٹوں نے مظاہرہ کیا۔ جیتنے والوں کو مسٹر اینسورتھ نے انعامات تقسیم کئے ؎

شام کو کلکٹری سے ایک شاندار جلوس نکلا۔ آگے آگے ایک اونٹ تھا جس پر نقارہ بجتا جاتا تھا۔ اور ایک پالکی تھی۔ جس میں ملک معظم کا مجسمہ رکھا ہوا تھا۔ کمشنر صاحب نے ۷½ بجے شام کو ٹاؤن ہال کلب میں جلوس کا استقبال کیا۔ یہاں شاندار دربار منعقد ہوا۔ متعدد حکام ضلع و رؤسائے شہر حاضر تھے۔ جس میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کو سلور جوبلی مناتے پر مبارکباد پیش کی گئی۔ حکام و معززین کو تمغے عطا کئے گئے۔ تمام بڑی بڑی عمارتیں۔ مقامی ادارے۔ اور

پرائیویٹ مکانات دن بھر سجے رہے۔ شب کو ٹاؤن کلب کے میدان میں آتشبازی ہوئی۔
۷ مئی کو ۸ بجے صبح درہبنگہ کے میدان میں غربا کو کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔ ۴ بجے شام کو سکندرپور گراؤنڈ میں پولیس کے کھیل ہوئے۔

مظفرپور کے علاوہ ضلع کی تمام تحصیلوں اور دیہاتی مرکزوں میں بھی مقامی حالات کے پیش نظر جزوی ترمیمات کے ساتھ ایک مقررہ پروگرام کے مطابق جشن جوبلی کی تقریبات نہایت شان و شوکت سے منائی گئیں۔ جن میں تمام سرکاری و غیر سرکاری داروں نے حصہ لیا۔ بلدیہ مظفرپور نے اپنے مختلف دفاتر اور عمارات میں اعلیٰ پیمانے پر چراغاں اور آتشبازی کا انتظام کیا تھا۔

ضلع چمپارن کی تقریبات

چمپارن ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی

ضلع چمپارن کی سلور جوبلی کمیٹی کے صدر مسٹر ایچ وٹیکر اسکوائر آئی۔سی۔ایس Mr. H. Whittaker, Esq. I. C. S. ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ چمپارن تھے۔ ان کے علاوہ ۴۹ اور سرکاری و غیر سرکاری اصحاب کمیٹی کے رکن تھے۔ جن میں رائے صاحب بی۔ بی۔ سنگھ ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر موتی ہاری۔ رائے بہادر ٹی۔ سی۔ گوہا ریٹائرڈ سول سرجن موتی ہاری۔ خان بہادر محمد جان گورنمنٹ پلیڈر موتی ہاری۔ ڈبلیو۔ ایچ میٹلک اسکوائر اد۔ بی۔ ای۔ ایم۔ ایل۔ سی آف موتی ہاری۔ بابو شانتی مودن چیئرمین چمپارن ڈسٹرکٹ بورڈ۔ ایم محمد وحید وائس چیئرمین بلدیہ موتی ہاری کے نام خصوصیت سے ممتاز ہیں۔ انھوں نے تقریبات جشن کو کامیاب بنانے میں نمایاں حصہ لیا۔

۶ مئی سے تقریبات جشن کا آغاز ہوا۔ مختلف عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ سکولوں میں طلبہ کے کھیل ہوئے۔ سکاؤٹس نے مظاہرے کئے۔ کھیلوں میں جیتنے والے طلبہ کو انعامات اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ غربا و مساکین کو کھانا اور کپڑا تقسیم ہوا۔ بہت سی بیوگان اور یتیم بچوں کو کھانے اور نقدی دونوں طرح کی امداد کی گئی۔

مسٹر ایچ وٹیکر آئی۔سی۔ایس ڈسٹرکٹ آفیسر کی صدارت میں جوبلی کا دربار منعقد ہوا تقریباً تمام اعلیٰ حکام ضلع۔ پولیس کے افسران اور رؤسا و معززین شہر دربار میں حاضر تھے۔ اکثر حکام و معززین نے پرزور تقریریں کیں۔ جن میں مالک معظم و ملکہ معظمہ کے ساتھ اظہار عقیدت اور اُن کے ۲۵ سالہ عہد حکومت کی برکات اور ترقیوں پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے

قرارداد دیہات کی جس میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی۔ اور ان کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعا کی گئی تھی۔ مسٹر ایچ۔ وٹیکر آئی۔ سی۔ ایس ڈسٹرکٹ آفیسر نے منعقد دا علےٰ حکام اور معززین شہر کو جوبلی کے تمغے گورنر کی اسناد اور سرٹیفکیٹ عنایت کئے ؛
شام کو تمام سرکاری عمارات اور اکثر و بیشتر غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا۔ آتشبازی کا کئی مقامات پر نہایت اعلےٰ انتظام تھا۔ سب ڈویژن موتی ہاری اور دوسری تحصیلوں نیز دیہاتی مرکزوں میں جشن جوبلی نہایت اہتمام کے ساتھ منایا گیا۔ تقریباً ہر سکول میں طلبہ اور کھیل ہوئے۔ طلبہ کو مٹھائی اور انعامات تقسیم ہوئے ؛

ضلع سمبل پور کی تقریبات

جشن جوبلی کو کامیاب بنانے کے لئے مسٹر ڈی پی۔ شرما۔ آئی۔ سی۔ ایس کی صدارت میں ایک سرگرم ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی تھی۔ جو حسب ذیل ارکان پر مشتمل تھی :-
(۱) بابو گوکل چندرا بابو (۲) بابو گوری شنکر مسرا (۳) بابو ڈی۔ این۔ بوس (۴) سیٹھ زتن شی بھائی (۵) سیٹھ منسارام (۶) سیٹھ دیوراج دیا (۷) مولوی محمد صالح (۸) ڈاکٹر حسن خان (۹) مسٹر ایف۔ اے۔ بلیڈین (۱۰) سب ڈویژنل آفیسر صدر (۱۱) سب ڈویژنل آفیسر بارگڑھ (۱۲) بابو پرامود رام مسرا ؛
مذکورہ بالا کمیٹی کے ماتحت متعدد سب کمیٹیاں تقریبات کے مختلف عنوانات کی سرانجام دہی کے لئے مرتب کر دی گئیں۔ اس قسم کی تین سب کمیٹیاں تھیں (۱) غربا کو کھانا خیرات اور پارچہ تقسیم کرنے کے لئے (۲) سکول کے بچوں کی ضیافت اور ان کے کھیل وغیرہ کا انتظام کرنے کے لئے (۳) چراغاں۔ بازاروں کا سجانا۔ جھنڈا لہرانا اور آتشبازی وغیرہ کے لئے ؛
دوشنبہ ۶ مئی کو سمبل پور میں مختلف اقوام کے عبادت خانوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ سکولوں میں طلبہ کے کھیل ہوئے۔ نا ٹوٹس سے فیض یاب ہوئے۔ اکثر سکولوں میں سالگرہ منانے کو جلسے بھی منعقد ہوئے۔ اور جلوس بھی نکلے۔ جیتنے والے طلبہ کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ علاوہ بریں سکول کے چھوٹے بچوں کو مٹھائی اور غربا کو کھانا اور خیرات تقسیم کی گئی ؛

۷ مئی کو شاندار دربار منعقد ہوا۔ جس میں ایک قرارداد کے ذریعے سے ملک معظم و ملکہ معظمہ کو

سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی۔ تحصیلوں اور دیہاتی مرکزوں میں بھی خوش اسلوبی کے ساتھ جشن جوبلی منایا گیا۔

سنتال پرگنہ کی تقریبات

تقریبات سلور جوبلی کو کامیاب بنانے اور فراہمی زر کے واسطے ایک کارکن ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی مامور کی گئی تھی۔ جس میں حکام ضلع اور دیگر معتمد سرکاری و غیر سرکاری اصحاب شامل تھے۔ کمیٹی کی تجویز سے نہ صرف ضلع کے صدر مقام پر جشن جوبلی کو شاندار طریقہ پر منانے میں خاص اہتمام کیا گیا۔ بلکہ دیوگھر اور جام تارہ سب ڈویژنوں میں بھی یہ تقریبات اعلیٰ انتظام کے ساتھ ادا کی گئیں۔

۶ رمئی کی صبح کو شہر کی مختلف عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ ضلع پولیس کی پریڈ ہوئی۔ سکولوں میں طلباء کے کھیل ہوئے۔ سکاؤٹس نے مظاہرہ کیا۔ جیتنے والے طلباء کو انعامات اور دوسرے بچوں کو مٹھائی اور غربا کو کھانا اور کپڑا تقسیم کیا گیا۔

۷ رمئی کو شاندار دربار جوبلی منعقد ہوا جس میں تقریباً تمام اعلیٰ حکام ضلع اور معتمد و سربرآوردہ شہریوں نے شرکت کی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اکثر حکام و معززین شہر کو جوبلی کے تمغے اور اسناد تقسیم کیں۔ شب کو سرکاری و غیر سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ اور کئی مقامات پر آتشبازی چھوڑی گئی۔

ضلع کے مندرجۂ ذیل سکولوں نے سلور جوبلی کی تقریبات میں خاص حصہ لیا۔

(۱) جی جام ایم۔ ای سکول (۲) گھوڑے مارا۔ ای۔ ٹی سکول (۳) دبیا بندھو یو۔ پی سکول دیوگھر (۴) جالسی ولیہ یو۔ پی سکول (۵) سرداث۔ یو۔ پی سکول (۶) جام تارا بورڈ یو۔ پی سکول۔ دیوگھر (۷) این۔ سی گرلز۔ یو۔ پی سکول دیوگھر (۸) مانی گروھی بورڈ سکول (۹) جی جام ای۔ ٹی سکول۔

صوبجاتِ متوسّط و برار

صوبجات متوسط و برار اس بڑے مستطیل نما علاقہ کا نام ہے۔ جو بمبئی اور بنگال کے درمیان واقع ہے۔ ان صوبجات کا رقبہ ۱۳۳۰۶۹ مربع میل ہے۔ جس میں سے ۸۲۱۴۹ مربع میل تو برطانوی مقبوضہ خاص ہے۔ اور ۱۷۸۰۸ مربع میل برار کا رقبہ ہز اگزالٹڈ ہائینس نظام دکن سے دوامی پٹہ پر حاصل کیا ہوا ہے۔ باقی پر جاگیردار و والیان ملک حکمران ہیں ﷺ
۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق صوبجات متوسط کے برطانوی اضلاع کی آبادی ۱۵۵۰۷۷۲۳ ہے ﷺ

نظم و نسق

ہز اکسلنسی سر ہائیڈ گوون بی۔ اے (آکسن)، کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ وی۔ ڈی۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ گورنر

آپ ۴ جولائی ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ ایلسٹل سکول۔ رگبی سکول۔ نیو کالج آکسفورڈ یونیورسٹی کالج لندن میں تعلیم پائی۔ ۱۹۰۴-۰۸ء تک سی۔ پی گورنمنٹ کے انڈر سیکرٹری رہے۔ چند ماہ گورنمنٹ آف انڈیا کے محکمۂ صنعت و تجارت میں قائم مقام انڈر سیکرٹری رہے۔ ۱۹۱۳-۱۸ء تک ضلع ہوشنگ آباد میں افسر بندوبست رہے۔ ۱۹۱۸-۲۱ء میں حکومت صوبجات متوسط کے فنانشل سیکرٹری۔ ۱۹۲۳-۲۵ء میں ڈپٹی کمشنر ناگپور بعد ازاں سی۔ پی میں فنانشل سیکرٹری۔ چیف سیکرٹری اور ریونیو و فنانس ممبر (۱۹۳۲ء) کی حیثیت سے خدمات انجام دیں ﷺ

اگزکٹو کونسل کے ارکان

(۱) آنریبل مسٹر ای۔ رگھو ندرا راؤ۔ بار ایٹ لا۔ (حالات معلوم نہیں ہوسکے)
(۲) آنریبل مسٹر آرتھر گورڈن بی۔ اے (آکسن) سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس (رخصت پر)
آپ ۲۸ فروری ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئے۔ بوسل اور کوئین کالج آکسفورڈ میں تعلیم پائی ﷺ
(۳) آنریبل مسٹر این۔ جے۔ رمثن۔ بی۔ اے (آکسن) سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس (قائم مقام)

وزرا

(۱) آنریبل بی۔جی کھاپرڈے بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی

آپ ۱۸۵۵ء میں پیدا ہوئے۔برار اور بمبئی میں تعلیم پائی۔۱۸۷۷ء میں بی۔اے اور ۱۸۸۴ء میں ایل۔ایل۔بی کی ڈگریاں حاصل کیں۔۱۸۸۵-۹۰ء تک برار میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رہے۔اسکے بعد پھر پریکٹس شروع کر دی۔تقریباً ۱۵ سال تک نائب صدر بلدیہ کے نائب صدر اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے صدر رہے۔آپ وائسرائے کی کونسل اور کونسل آف سٹیٹ کے بھی رکن رہے۔۱۹۲۵ء میں دوبارہ منتخب ہوئے۔

(۲) آنریبل رائے بہادر کے۔ایس نائیڈو بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی (الہ آباد) وزیر صنعت وحرفت و لوکل سیلف گورنمنٹ (صوبجات متوسط)

آپ ۲۲ مئی ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔کالجئیٹ ہائی سکول جبل پور اور اوجین اور آگرہ کے کالجوں میں تعلیم پائی۔۱۸۹۹ء میں وکالت شروع کی۔۱۹۱۵-۲۱ء میں اور ۱۹۲۲-۳۲ء میں بلدیہ واردھا کے صدر رہے۔۱۹۲۴-۲۶ء میں سی پی کونسل کے نائب صدر اور ۱۹۲۵ء میں سی۔پی و برار غیر برہمن ایسوسی ایشن کے صدر منتخب ہوئے۔آپ نے ۱۹۲۸ء میں برار کی غیر برہمن پارٹی کے وفد کے ساتھ سائمن کمیشن کے روبرو شہادت دی۔نومبر ۱۹۳۰ء میں آپ غیر برہمن نمایندہ کی حیثیت سے پھر کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔مارچ ۱۹۳۲ء میں حکومت صوبجات متحدہ کے وزیر صنعت وحرفت مامور کئے گئے۔

صدر کونسل

آنریبل سید وکیل احمد بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔سی۔بی۔ای

آپ نومبر ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔گورنمنٹ کالج جبل پور۔ایم۔سی۔سی الہ آباد اور مارس کالج ناگپور میں تعلیم پائی۔ممدوح نے ہائیکورٹ کے پلیڈر کی حیثیت میں رائے پور میں پریکٹس شروع کی۔اور اپنے اقران سے سبقت لے گئے۔آپ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی ہیں۔سیاسیات میں نیشنلسٹ خیالات رکھتے ہیں۔۱۹۲۷ء میں کونسل کے رکن اور ۱۹۳۱ء میں صدر منتخب ہوئے۔

دیگر اعضائے حکومت

ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن۔ای۔اے میکنی۔ایم۔اے (کنٹب) وی۔ڈی۔آئی۔ای۔ایس۔

ڈائرکٹر آف ایگریکلچر۔جے۔ایچ۔جی۔ایم۔اے بی۔ایس۔سی۔

صوبجاتِ متوسّط و برار میں جشنِ جوبلی

چھندواڑہ کی تقریبات

چھندواڑہ میں تقریبات جشن جوبلی کو کامیاب بنانے کی غرض سے ایک ڈسٹرکٹ سلور جوبلی فنڈ کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ کمیٹی کے عہدہ دار حسب ذیل تھے :-

مسٹر بی۔ اے بمیاوالے آئی۔ سی۔ ایس۔ ڈپٹی کمشنر صدر

مسٹر وشواناتھ پرشاد ای۔ اے۔ سی۔ آنریری سیکرٹری

رائے صاحب بخت بہادر ورما۔ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جوائینٹ سیکرٹری

عہدہ داروں کے علاوہ کمیٹی کے ۱۸ ارکان بھی تھے۔ جن میں رائے بہادر متھرا پرشاد او۔ بی۔ ای صدر بلدیہ چھندواڑہ۔ رائے بہادر دادو رگھناتھ سنگھ تعلقہ دار و پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ کونسل سیونی۔ رائے صاحب لالہ جگن ناتھ پرشاد چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل مسٹر وی بی۔ بنگالے سب ڈویژنل آفیسر چھندواڑہ۔ مسٹر تحصیل علی خان ریٹائرڈ ای۔ اے۔ سی چھندواڑہ۔ مولانا عبدالرزاق آنریری مجسٹریٹ چھندواڑہ کے اسمائے گرامی بھی ہیں۔

سیونی سب ڈویژن کے لئے ایک علیحدہ سب کمیٹی بنائی گئی تھی جس کی کوششوں سے سیونی میں تقریبات جوبلی بہت کامیاب رہیں۔

دعائے شکرانہ اور دیگر تقریبات چھندواڑہ کی مسجدوں۔ گرجاؤں اور مندروں میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ بچوں کو مٹھائی۔ اور غربا کو کھانا اور کپڑا دیا گیا۔ پولیس کی پریڈ ہوئی۔ طلبۂ مدارس کے کھیل ہوئے۔ شاندار دربار جوبلی منعقد ہوا۔ جس میں مقتدر حکّام اور خاص خاص رؤسائے شہر کو جنہوں نے جشن جوبلی کو کامیاب بنانے میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ جوبلی کے تمغے اور اسناد عطا کی گئیں۔ سکولوں میں جلسے اور کھیل ہوئے۔ جیتنے والوں کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ تمام سرکاری اور اکثر غیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ شہر میں کئی جگہ آتشبازی بھی چھوڑی گئی۔

تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں جشن جوبلی دھوم دھام سے منایا گیا۔ ضلع چھندواڑہ نے ۶ ہزار کے لگ بھگ روپیہ جوبلی فنڈ میں دیا۔

ضلع یوتمل (برار) کی تقریبات

یوتمل میں سلور جوبلی کی تقریبات کو کامیاب بنانے اور فراہمی زر کے لئے یکم فروری ۱۹۳۵ء سے بہت پہلے ہی ایک ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی اور ایک تعلقہ جوبلی کمیٹی مامور کردی گئی تھیں۔ ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی کے حسب ذیل عہدہ دار تھے:۔

(۱) کے۔ آر۔ جوشی اسکوائر ڈپٹی کمشنر یوتمل صدر۔

(۲) مسٹر ایس۔ سی۔ گپتا۔ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر یوتمل۔ سیکرٹری

(۳) ڈاکٹر ایس۔ کے۔ کیبن یوتمل جوائینٹ سیکرٹری

عہدہ داروں کے علاوہ کمیٹی کے ۳۲ ارکان تھے۔ جن کی کوششوں سے ضلع یوتمل میں تقریبات جشن کامیاب رہیں۔ ضلع اور قصباوں کے صدر مقامات پر ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کی تقریبات حسب ذیل پروگرام کے مطابق منائی گئیں:۔

عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ ادا کی گئی۔ اور الائی عمل میں آئی۔ سکول کے بچوں کو مٹھائی اور غربا کو کھانا تقسیم کیا گیا۔ سرکاری وغیرہ سرکاری عمارات میں چراغاں ہوا۔ آتشبازی چھوڑی گئی چکدار کی دوڑ۔ سکاؤٹ ریلی۔ کھیل۔ بیج ٹورنمنٹ۔ بال گائد ریلی وغیرہ تمام تقریبات نہایت جوش وخروش کے ساتھ منائی گئیں ہ

مرکز کی تقریبات میں خاص تقریب ایک شاندار جلوس تھا۔ جو ٹاؤن ہال کے میدان سے گورنمنٹ ہائی سکول کی عمارت تک گیا۔ جلوس میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کے مجسمے جن کی گردنوں میں ہار پڑے ہوئے تھے ایک آراستہ موٹر میں نصب تھے ہ

تقریبًا صدر مقام ہی جیسا پروگرام تحصیلوں کے صدر مقامات پر بھی اختیار کیا گیا تھا۔ ضلع اور مفصلات کی تقریبات کو کامیاب بنانے میں تقریبًا ہر مقام یوتمل شہر۔ یوتمل تعلقہ۔ کیلاپور تعلقہ۔ دون تعلقہ۔ واردھا اور پورا تعلقہ کے معززین نے حصہ لیا۔ اور ہر تعلقہ نے جوبلی فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیا ہ

ضلع واردھا کی تقریبات

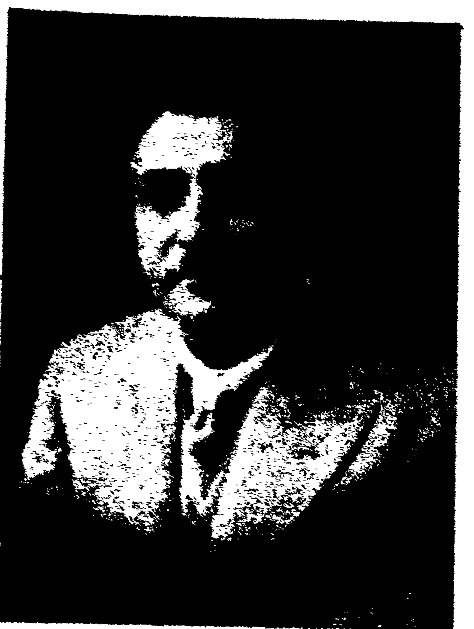
۲۷ر جنوری ۱۹۳۵ء کو رائے بہادر تیجو دنے لال ورما ڈپٹی کمشنر واردھا کی صدارت میں ایک



رائے بہادر چھوٹے لال ورما ڈپٹی کمشنر وردھا



بی اے مبا والے آئی سی ایس
ڈپٹی کمشنر چھندواڑہ



کے آر جوشی اسکوائر ڈپٹی کمشنر ایوت محل (سی پی)

زبردست ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی۔ مسٹر بی۔ ایس چودھری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور ڈاکٹر ڈی۔ ایس شرلیکر کمیٹی کے سیکرٹری بنائے گئے۔ ڈسٹرکٹ عہدہ داروں کے علاوہ کمیٹی کے دس ارکان تھے۔ کمیٹی نے تحصیلوں کے لئے سب کمیٹیاں مامور کرا دی تھیں۔

۶ مئی تقریبات کا خاص دن تھا۔ واردھا خاص میں ۲۷ اپریل سے کچھ نہ کچھ تقریبات متنائی جارہی تھیں۔

پریڈ۔ جلوس | ۶ مئی کو صبح ½ ۶ بجے پروگرام پر عملدرآمد ہونا شروع ہوا۔ پولیس گراؤنڈ میں پریڈ ہوئی اس موقع پر کثیر التعداد افسر۔ سرکاری و غیر سرکاری لوگ۔ سکول کے لڑکے اور لڑکیاں جمع تھے۔ یہ سارا اجتماع یہاں سے ایک جلوس میں منتقل ہوگیا۔ سول سرجن ڈاکٹر شہانی ایک آراستہ موٹر میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کے مجسمے لئے بیٹھے تھے۔ جلوس کے آگے آگے یونین جیک تھا۔ اس کے پیچھے پرتاپ و یام شالہ بینڈ۔ پولیس بینڈ اور پھر گارڈ آف آنر چل رہے تھے۔ جلوس تقریباً دس ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔ جلوس گریڈ ہائی سکول پر آکر ختم ہوگیا۔ جہاں سکول کی طرف سے شاندار خیر مقدم کیا گیا۔

دوپہر کو تقریباً پندرہ سو غریبوں کو غلہ تقسیم کیا گیا۔ بعد ازاں پولیس اور "ڈپٹی کمشنر ز الیون" کے مابین ہاکی کا میچ ہوا۔ پھر سلور جوبلی کے اعزاز میں کنگ ایڈورڈ میموریل ہسپتال میں جوبلی وارڈوں کا افتتاح کیا۔

پروگرام کے آخری دن سرکاری عمارات میں چراغاں کیا گیا۔ مشعلوں کا مظاہرہ ہوا۔ آخر میں آتشبازی ہوئی۔ اور بلا مبالغہ آدھا شہر (لڑکے۔ لڑکیاں اور عورتیں بھی شامل ہیں) اس دل خوش کن نظارے کو دیکھنے کے لئے موجود تھا۔ صدر مقام ضلع و تحصیل واردھا کے علاوہ اس کی دوسری تحصیلوں ہنگن گھاٹ اور اروی میں جوبلی کمیٹیاں بنائی گئی تھیں۔ جن کے مرتب کردہ پروگرام کے مطابق ان تحصیلوں میں تقریبات جشن نہایت خوش اسلوبی سے ادا کی گئیں۔ دیہاتی مرکزوں میں بھی جشن جوبلی سے خاصی رونق رہی۔

جوبلی فنڈ میں ضلع واردھا کا حصہ | جوبلی فنڈ میں ضلع واردھا سے کل ۴۳۵۲۱ روپے ۱۱ ر جمع ہوئے۔ جن میں سے معطیان کی خاص درخواست کے مطابق مبلغ ۵۸۲۳ روپے ۱۵ ر ۶ پائی کی رقم کنگ میموریل ہسپتال میں جوبلی وارڈ کھلوانے کے لئے مخصوص کردی گئی تھی۔ مقامی تقریبات پر کل ۱۱۴۸ روپے ۱۱ ر ۹ پائی خرچ ہوئے۔

ضلع امراؤتی کی تقریبات

ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی امراؤتی کے مرتب کردہ پروگرام کے مطابق ضلع امراؤتی اور اس کے مفصلات میں جوبلی کی تقریبات نہایت دھوم دھام سے منائی گئیں۔

دعائے شکرانہ اور دیگر تقریبات | منگل کے روز سے جوبلی کی تقریبات کا آغاز ہوا۔ مقامی عبادت گاہوں میں دعائیں کی گئیں۔ سکول کے طلبہ کے کھیل ہوئے۔ اور جیتنے والوں کو انعامات دئے گئے۔ غریبوں کو کھانا اور کپڑا اور سکول کے بچوں کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ جوبلی دربار میں حکام و معززین کو جوبلی کے تمغے اور اسناد دی گئیں۔ اکثر معززین نے دربار کے موقع پر تقریریں کیں۔ جن میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کے بست و پنج سالہ عہد کی برکات و ترقیات پر مجمل بحث کی گئی۔ ایک قرارداد میں ممدوحین کو سلور جوبلی منانے پر مبارکباد دی گئی۔ اور ان کی درازی عمر اور ان کی ذات کے ساتھ وفاداری کا اظہار کیا گیا۔ سرکاری اور اکثر غیر سرکاری عمارات میں روشنی کی گئی۔ اور مختلف مقامات پر آتش بازی چھوڑی گئی۔

صدر مقام ضلع کے علاوہ تحصیلوں کے صدر مقامات اور دیہاتی مرکزوں میں بھی جوبلی کی تقریبات کی خوب چہل پہل رہی۔ قریب قریب یکساں پروگرام کے ماتحت ہر جگہ جشن جوبلی منایا گیا۔

ضلع نماڑ کی تقریبات

ضلع نماڑ میں تقریبات جشن جوبلی کو کامیاب بنانے اور فراہمی زر کے لئے ایک ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی مامور کی گئی۔ جس کے حسب ذیل عہدہ دار مامور کئے گئے:۔

(۱) صدر:۔ ڈی۔ آر۔ رتنام اسکوائر۔ آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر نماڑ
(۲) سیکرٹری:۔ مسٹر نذیر الدین ای۔ اے۔ سی۔ کھنڈوا
(۳) جوائنٹ سیکرٹری:۔ مسٹر ایس۔ ایس پانڈے۔ پلیڈر۔ کھنڈوا
(۴) آنریری خزانچی:۔ مسٹر ڈی سوزا۔ ایجنٹ امپیریل بنک کھنڈوا

عہدہ داران کے علاوہ کمیٹی کے چھتیس ارکان بھی تھے۔ جن کی مساعی سے نماڑ میں تقریبات جوبلی نہایت کامیاب اور پُر رونق رہیں۔

تقریبات جشن | ۶ ر اور ۷ ر مئی کو ایک مقررہ پروگرام کے ماتحت نماڑ میں جشن منایا گیا۔ قریب قریب ہر قوم کی عبادت گاہوں میں دعائیں مانگی گئیں۔ طلبۂ مدارس کے کھیل ہوئے۔ سکاؤٹس نے مظاہرہ کیا۔ جوبلی دربار کے موقع پر جو ڈپٹی کمشنر صاحب کی صدارت میں منعقد ہؤا۔ اور جس میں کثیر التعداد حکام و رؤساء شہر نے حصّہ لیا۔ معزز حکام اور اکابر کو جوبلی کے تمغے دیئے گئے۔ اکثر اکابر نے دربار جوبلی کے موقع پر تقریریں کیں۔ جن میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کے ۲۵ سالہ عہد حکومت کی ترقیوں پر روشنی ڈالی۔ اور اُن سے اظہار عقیدت کیا۔ ایک قرار داد میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازیٔ عمر کی دعا اور تاج کے ساتھ وفاداری کا اعلان کیا گیا۔ شام کو تمام سرکاری اور اکثر غیر سرکاری عمارتوں میں چراغاں کیا گیا۔ کئی مقام پر آتشبازی بھی چھوڑی گئی ؎

صوبۂ شمال مغربی سرحد

شمال مغربی سرحدی صوبہ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ سلطنت ہند کی شمال مغربی سرحد پر واقع ہے۔ عام طور پر یہ صوبہ اس علاقہ کو کہا جاتا ہے۔ جو دریائے سندھ اور افغانستان کی حدِ فاصل خط ڈیورنڈ کے درمیان واقع ہے ؎

۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق شمال مغربی صوبہ سرحد کی کل آبادی ۴۶۸۴۳۶۴ ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

ہزارہ	۶۶۹۶۳۶
اضلاع ماورائے دریائے سندھ	۱۷۵۵۴۴۰
علاقہ ماورائے سرحد	۲۲۵۹۲۸۸

علاقہ ماورائے سرحد کی آبادی کے اعداد و شمار محض تخمینہ پر مبنی ہیں ؎

جنوری ۱۹۳۲ء میں اعلان کیا گیا کہ صوبہ شمال مغربی سرحد کو گورنری صوبہ بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ سرکاری گزٹ میں مشتہر کر دیا گیا کہ اس صوبہ میں مندرجہ ذیل اصلاحات رائج کر دی جائیں:-

(۱) مجلس وضع قوانین کے ارکان کی تعداد چالیس ہوگی ؎

(۲) گورنر کی سالانہ تنخواہ زیادہ سے زیادہ ۶۶۰۰۰ ہزار اور ایگزیکٹو کونسل کے رکن کی ۴۸ ہزار ہوگی ؎

(۱۲) مذکورہ بالا ایکٹ کی دفعہ ۵-۶ اس صوبہ میں اس وقت تک نفاذ پذیر نہ ہوگی جب تک دفعہ مذکورہ کے ماتحت کسی ایک یا تمام قرار دادوں کے نافذ کرنے کے متعلق اعلان نہ ہو جائے۔

فروری ۱۹۳۲ء میں انتخابی قوانین کا اعلان ہونے کے بعد صوبہ میں اصلاحات کا نفاذ عمل میں آگیا۔ صوبہ کے نظم و نسق کو انجام دینے والے خاص خاص ارکان حکومت حسب ذیل ہیں:۔

گورنر و ایجنٹ گورنر جنرل | لفٹننٹ کرنیل سر رالف ایڈون ہاچکن گریفتھ کے۔سی۔آئی۔ای۔سی۔آئی۔ای

His Excellency Sir Ralf Edwin Hatchken Griffith, K. C. I. E., C. I. E.,

آپ ۴ مارچ ۱۸۸۲ء کو پیدا ہوئے۔ کرنیل اے۔ پی ویسٹ لیک آنجہانی آف بست و پنجم کے۔جی۔او۔ لائٹ کیویلری کی دختر مس پالین سے آپ کی شادی ہوئی۔ آپ نے بلنڈلیس سکول اور آر۔ایم۔سی سینڈ ہرسٹ میں تعلیم پائی ہے۔ ۱۸ اپریل ۱۹۳۲ء کو آپ نے شمال مغربی صوبہ سرحد کی گورنری کا چارج لیا۔

مجلس آئین ساز شمال مغربی صوبہ سرحد | صدر کونسل:۔ آنریبل خان بہادر خان عبد الغفور خان خان آف زیدا

نائب صدر:۔ خان بہادر عبد الرحیم خان۔ ایم۔ بی۔ ای۔ بار ایٹ لا۔

سیکرٹری:۔ شیخ محمد عبد الحمید بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

ارکان باعتبار عہدہ | (۱) آنریبل مسٹر کننگھم سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ او۔ بی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس (اگزیکٹو کونسلر)

آپ ۲۳ مارچ ۱۸۸۵ء کو پیدا ہوئے۔ فیٹس کالج ایڈنبرا۔ میگڈالین کالج آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ ۱۹۱۱ء میں انڈین سول سروس میں داخل ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ میں لے لئے گئے۔ ۱۹۱۴-۲۵ء تک صوبہ سرحد کی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۵-۲۶ء میں برطانوی وکالت خانہ کابل کے کونسلر رہے۔ ۱۹۲۶-۳۱ء تک وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ اور وہیں سے صوبہ سرحد کے فنانس ممبر مقرر ہوئے۔

(۲) آنریبل خان بہادر نواب سر عبد القیوم خان کے۔سی۔آئی۔ای۔ وزیر حکومت سرحد

آپ ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے۔ پہلے پہل آپ حکومت ہند کے فارن اور پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ سے وابستہ تھے۔ چنانچہ پولیٹیکل ایجنٹ تک بنادئے گئے۔ خیبر و کوہ سیاہ کی مہم جو ۱۸۸۸ء میں بھیجی گئی تھی۔ آپ اس میں بھی شریک تھے۔ علاوہ بریں ۱۸۹۱ء کی مہم سمانا۔ مہم تیراہ (۱۸۹۷-۹۸ء) میں آپ نے خاص حصہ لیا۔ ان مہمات کے بعد آپ کو خان بہادر کا خطاب دیا گیا۔ ۱۹۰۸ء کی ذکا خیل مہم کے بعد آپ سی۔آئی۔ای بنائے گئے۔ ہندوستان و افغانستان کے



ہز ایکسیلنسی سر رالف گرفتھ گورنر صوبۂ سرحد



آنریبل نوّاب صاحب زادہ سر عبدالقیّوم صاحب بہادر
بجمیع القابہ وزیر صوبۂ شمال مغربی سرحد



اسلامیہ کالج پشاور



آنریبل مسٹر جارج کننگھم صاحب بہادر
ممبر ایگزیکٹو کونسل صوبۂ سرحد



آنریبل خان بہادر عبدالغفور خان آف زیدہ
صدر لیجسلیٹو کونسل صوبۂ سرحد



خان بہادر میر کریم بخش ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن
صوبۂ سرحد



خان بہادر قلی خاں

تعین سرحدات کے کمیشنوں (۱۸۹۴-۹۵ء) کے آپ رکن رہے۔ ۱۹۲۳ء میں آپ اسمبلی کے رکن ہوئے۔ ۱۹۱۵ء میں نواب کا خطاب ملا۔ ۱۹۲۹ء میں قیصر ہند کا سنہری تمغہ آپ کو عطا کیا گیا۔ آپ اسلامیہ کالج پشاور کے بانی اور اُس کے لائف سیکرٹری ہیں۔ گول میز کانفرنس کے ممبر بھی ہوئے۔ اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کے پہلے وزیر آپ ہی بنائے گئے۔

نامزدہ ارکان محکام

مسٹر جے۔ ایس طامسن آئی۔ سی۔ ایس۔ ریونیو ڈویژن کمشنر

کپتان اے۔ ای۔ ایچ میکان۔ سیکرٹری حکومت برائے صیغہ ہائے منتقلہ

رائے بہادر چینی لال فنانشل سیکرٹری

راجہ سنگھ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ لیگل ریمیمبرنسر

ٹی۔ سی۔ آورگل۔ ایم۔ اے۔ آئی۔ ای۔ ایس ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن جن کے ایام رخصت میں خان بہادر میر کریم بخش صاحب ڈائرکٹر مقرر ہوئے۔ اور یہی صوبہ کے محکمہ تعلیم کے فرائض انجام دیتے رہے خان بہادر میر صاحب نے محکمہ میں منسلک ہو کر ہیڈ ماسٹر۔ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر۔ انسپکٹر اور انسپکٹر اوف ورنیکلر ایجوکیشن کے عہدوں پر اس تندہی سے کام کیا۔ اور صوبہ کی تعلیمی ترقیات میں اس قدر حصہ لیا۔ کہ صوبۂ سرحد آپ کا رہینِ احسان ہے۔

ہز اکسلنسی گورنر کی پہلی اپیل

ہز ایکسلنسی سر آر۔ ای۔ ایچ گریفتھ صاحب گورنر صوبہ سرحد نے ۵ر فروری کو باشندگانِ سرحد کے نام ایک اپیل شائع کی۔ جس کا مفہوم حسب ذیل ہے:۔

"۶ر مئی ۱۹۳۵ء کو ملک معظم کی تاجپوشی کی پچیسویں سالگرہ سلطنت کے تمام حصوں میں منائی جائیگی۔ باشندگانِ سرحد کو بھی یہ قابلِ فخر موقع نصیب ہوگا۔ کہ وہ سلطنتِ برطانیہ اور ہندوستان کے دوسرے باشندوں کے ساتھ مل کر اس قابلِ یادگار تقریب کو منائیں۔ ذاتی وفاداری اور خاص طور پر بادشاہ سلامت کی ذاتِ گرامی سے اخلاص مندانہ جذبات کے لئے ہمیشہ سے پٹھانوں کی ذات مشہور چلی آتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس صوبے کے پٹھان اور دوسرے تمام باشندے ملک معظم و ملکہ معظمہ کی ذات ستودہ صفات سے اپنی عقیدت کا ثبوت فراہم کرنے میں بیش از پیش سرگرمی کا اظہار کرینگے۔ ہز ایکسلنسی وائسرائے اور کونٹس آف ولنگڈن نے اس عظیم الشان تقریب کو منانے کی غرض سے خیراتی امور کے لئے ایک فنڈ کی اپیل کی ہے۔ ملک معظم و ملکہ معظمہ کی مہر تصدیق ثبت ہونے کے بعد اس فنڈ کی رقم انڈین ریڈ کراس سوسائٹی۔ سینٹ جان

ایمبولنس انڈین کونسل، دی کونسل آف ڈفرن فنڈ اور انڈین سولجرس بینولینٹ فنڈ میں دی جائیگی۔ جمع شدہ رقم کا ایک معقول حصہ مختلف صوبوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائیگا۔ تاکہ مذکورہ بالا اداروں کے مقامی اخراجات برداشت کئے جا سکیں۔ ان اداروں نے جو عظیم الشان کام کیا ہے۔ اس سے سارا ہندوستان واقف ہے۔ ان اداروں کے ذریعے سے ملک کے تمام طبقوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ مجھے امید کامل ہے۔ کہ اس صوبے کے تمام باشندے اس فنڈ میں جو جمع کیا جا رہا ہے۔ پوری پوری مدد کرینگے۔ ہر ایک روپیہ جو اس فنڈ میں دیا جائیگا۔ اس سے باشندگان ہند اور خاص طور پر ہندوستان کی عورتوں اور بچوں کو فائدہ پہنچے گا۔ مجھے کامل امید ہے۔ کہ اس صوبے کے باشندے نہایت فیاضی سے سلور جوبلی فنڈ کی امداد کرینگے۔ اور اس طرح تاج سے اپنی قدیم و مسلمہ وفاداری کا ثبوت فراہم کرینگے۔

چندہ دینے والوں کی ایک صوبجاتی فہرست علیحدہ کھول دی گئی ہے۔ جس کی شاخ ہر ایک ضلع میں قائم ہے۔ چندہ ڈپٹی کمشنر کی معرفت سیکرٹری ڈسٹرکٹ برانچ یا حسب ذیل پتے پر بھیجا جا سکتا ہے۔

کیپٹن جی۔ ایچ۔ ڈک آنریری خزانچی ہز میجسٹیز سلور جوبلی فنڈ نارتھ ویسٹ فرانٹیر پراونس برانچ۔ سول سیکرٹریٹ۔ پشاور"

(دستخط) آر۔ ای۔ ایچ گریفتھ

ہز ایکسلنسی گورنر کی دوسری اپیل | ہز ایکسلنسی گورنر صوبہ سرحد نے باشندگان سرحد کے نام ۱۰ر اپریل کو بدیں مضمون ایک دوسری اپیل شائع کی:-

میں نے حال میں باشندگان صوبہ سرحد کے نام اس فنڈ میں چندہ دینے کے لئے اپیل کی تھی۔ جو ملک معظم و ملکہ معظمہ کی سلور جوبلی کے اعزاز میں وائسرائے اور کونٹس آف ولنگڈن جمع کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں متعدد فیاضانہ عطیے موصول ہو چکے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس فنڈ میں مزید عطیے دیکر یہ ثابت کیا جائیگا۔ کہ ملک معظم کی ذات سے وفاداری کے معاملے میں یہ صوبہ ہندوستان کے بقیہ حصوں سے پیچھے نہیں ہے۔ میں صاف طور پر یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ آپ حضرات جو چندے عطا کرینگے۔ اُن سے اس صوبے کے بیمار اور مصیبت زدہ لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ جو چندہ دیا جائیگا ہز ایکسلنسی وائسرائے

اراکین لیجسلیٹو کونسل صُوبہ سرحد

کھڑے ہوئے صفِ اوّل — خان بہادر سلطان محمد خاں + مولوی نور بخش + ارباب محمد شریف خاں + مسٹر سمندر خاں + خان ملک الرحمن خاں + خان بہادر محمد زمان خاں + خانصاحب سلطان حسن علی خاں + خان محمد عباس علی خاں + خان محمد ایوب خاں + خان بہادر تاج محمد خاں + خان عبد الغفار خاں + ارباب عبد الرحمن خاں +

کھڑے ہوئے صفِ ثانی — عطاء اللہ جان اسسٹنٹ سکرٹری + لالہ لدھا رام + خان عبد الحمید خاں + رائیصاحب مہر چند کھنہ + مسٹر پیر بخش + خان حبیب اللہ خاں + مسٹر عبد القیوم خاں + خان غلام خاں + خانصاحب قاضی میر احمد خاں + نوابزادہ اللہ نواز خاں + باوا ارجن سنگھ بیدی + کرنل سی آئی براڈ لے + مسٹر اے۔ ڈی ایف ڈنڈس + شیخ عبد الحمید خاں سکرٹری +

بیٹھے ہوئے — خان بہادر غلام حیدر خاں + رائے بہادر کرم چند + مسٹر جے۔ ایس ٹامسن + خان بہادر نواب باز محمد خاں + آنریبل خان بہادر نواب سر صاحبزادہ عبد القیوم خاں وزیر سرحد + آنریبل خان بہادر عبد الغفور خاں پریذیڈنٹ لیجسلیٹو کونسل + آنریبل مسٹر جی کننگھم ممبر ایگزیکٹو کونسل + خان بہادر عبد الرحیم خاں + ملک خدا بخش خاں + مسٹر جے سینٹری + خان بہادر نواب حمید اللہ خاں +

اُس کا ستر فیصدی حصہ یہاں کے اخراجات کے لئے واپس کر دینگے۔ میری تجویز
یہ ہے۔ کہ اگر سلور جوبلی فنڈ کی پراونشل کمیٹی مناسب سمجھے تو صوبۂ سرحد کے
ہر ایک ضلع اور علاقے کو اسی تناسب سے امداد بہم پہنچائی جائے۔ جتنا اُس
نے چندہ دیا ہے۔ یہ رقم ان امور پر صرف کی جائیگی۔ جن کی تصدیق ریڈ کراس
سوسائٹی۔ سینٹ جان ایمبولنس۔ کونٹس آف ڈفرن فنڈ اور انڈین سولجرس
بینولینٹ فنڈ نے کی ہوگی۔ ان سوسائیٹیوں کی سرگرمیاں نہایت وسیع ہیں۔
میں یہاں محض اُن چند مقاصد کی طرف اشارہ کروں گا۔ جن پر جمع شدہ رقم صرف
کرنے کا امکان ہوگا۔ مذکورہ بالا اداروں کے مقاصد میں شفاخانوں کی تعمیر
یا موجودہ شفاخانوں کی توسیع خواہ وہ دیہات میں ہوں یا شہر ہیں۔ ایکس رے
کے آلوں یا دوسری طبی اور جراحی کی ضروریات میں ترقی۔ زچاؤں کے شفاخانوں کی تعمیر
عورتوں اور بچوں کے لئے شفاخانوں یا وارڈ کی تعمیر۔ لیڈی ڈاکٹروں۔ نرسوں اور
دائیوں کا اہتمام وغیرہ امور شامل ہیں۔ ہمارے صوبے میں اِنہی معقول مقاصد پر
جمع شدہ رقم صرف کی جائیگی۔ ہر ضلع کی ڈسٹرکٹ کمیٹی سے مشورہ کیا جائیگا کہ متعلقہ
علاقے میں روپیہ خرچ کرنے کا بہترین طریقہ کونسا ہوگا۔ اس سے صاف ظاہر
ہوتا ہے۔ کہ صوبے کے باشندے جن امور پر رقم صرف کرنے کو کہیں گے۔ اُن
ہی امور پر رقم خرچ کی جائیگی ؎

"لہٰذا میں ایک مرتبہ پھر صوبے کے باشندوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اس
فنڈ میں چندہ دیں۔ کیونکہ یہ فنڈ ہمارے عوام اور خاص طور پر اُن کے بیوی اور بچوں
کے آرام و آسائش اور صحت کے کام آئے گا۔ نیز اس طرح ملک معظم
کی ذات سے اس صوبے کی وفاداری کا بھی ایک اور ثبوت ملے گا۔"

(دستخط) آر۔ ای۔ ایچ گریفتھ

گورنر صوبۂ سرحد

۶ر اپریل ۱۹۳۵ء

ضلع پشاور کی تقریبات

ابتدائی تیاریاں | ضلع پشاور میں جنرل کمیٹی کے علاوہ جشن کی مختلف تقریبوں کی سرانجام دہی کے

لئے بہت سی سب کمیٹیاں بھی بنائی گئی تھیں جنہوں نے اسے کامیاب بنانے میں نمایاں حصہ لیا۔
ابتدائے اپریل کے آغاز میں رائے صاحب مہر چند کھنہ ایم۔ایل سی کے مکان پر چراغاں کی سب کمیٹی کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔جس میں طے پایا۔کہ مکانات وعمارات میں روشنی کے سلسلے میں (۱) کمانڈر پشاور بریگیڈ (فوجی عمارات کے لئے) (۲) ایگزکٹو آفیسر (چھاؤنی کی متفیوضہ عمارات کے لئے) (۳) ریلوے حکام اور سیکرٹری پی۔ڈبلیو۔ڈی (سول عمارات) سے درخواست کی جائے۔کہ وہ انتظام فرمائیں۔نیز صدر روڈ۔ارباب روڈ اور مال روڈ پر روشنی کا انتظام کرنے کے متعلق بھی ایگزکٹو آفیسر سے درخواست کی گئی۔شہر کے تمام مالکان مکان اور دکانداروں سے بھی درخواست کی گئی۔کہ وہ اپنے مکانات اور دکانات میں روشنی کریں ۔
کرنیل حسام الدین صاحب نے کئی ہفتے صرف کرکے تقریبات جشن کا با لتفصیل پروگرام مرتب کیا۔اور ۶ر مئی کو تمام صوبہ کے بوائے سکاؤٹوں میں بروقت تقسیم کرنے کے لئے ملک معظم کی عکسی تصاویر پیش کیں ۔
۲ر مئی کو پشاور ڈسٹرکٹ بوائے سکاؤٹس کی ریلی گورنمنٹ ہائی سکول پشاور میں منعقد ہوئی۔ہوم ممبر صاحب نے اس تقریب میں شرکت فرمائی۔۴ر مئی کو تلیگ ڈے منایا گیا۔بوائے سکاؤٹس نے بصورت جلوس سارے شہر میں گشت کرکے جھنڈے فروخت کئے۔تاکہ سلور جوبلی فنڈ میں ہر کہ ومہ شامل ہو جائے ۔
۴ ر و ۵ ر مئی کو فٹ بال گراؤنڈ میں "فوجی ٹیٹو" بھی ہوا۔گزشتہ چار ہزار سال کے اندر جو اقوام درۂ خیبر کے راستہ سے ہندوستان میں داخل ہوئی ہیں۔اُن کی نمائش کی گئی۔ابتداءً سکندر اعظم اور اس کے یونانی رفقا۔پھر خانہ بدوش وہائٹ ہنس۔اُن کے بعد تیمور اعظم پھر بابر جیسے شاعر۔خوش فہم اور زبردست سپاہی کے خد وخال دکھلائے گئے۔بابر کے بعد مشہور جرنیل ہری سنگھ اور اس کے سکھ سپاہیوں کو دکھایا گیا۔جنہوں نے ۱۸۲۳ء میں درۂ خیبر کو بند کر دیا تھا۔اسی قسم کے بعض دیگر عجیب و دلکش مشاغل بھی پروگرام میں شامل تھے ۔
۶ر مئی کی شب کو چھاؤنی کی تمام سرکاری وغیر سرکاری عمارات چراغاں کا دلکش سماں پیش کر رہی تھیں۔میکسن گارڈن میں تقریبات جشن چار گھنٹے تک جاری رہیں۔ہزایکسلنسی گورنر اور لیڈی گریفتھ بھی موجود تھے۔گورنر صاحب نے اس موقع پر تاج برطانیہ کی گرانبہا خدمات انجام دینے پر ایک سو سے اوپر اشخاص کو سلور جوبلی کے تمغے عطا کئے۔بعد ازاں ایک زبردست گارڈن پارٹی دی گئی۔جس میں ایک ہزار سے اوپر مہمانوں نے شرکت کی ۔
گورنر اور لیڈی گریفتھ اور سر عبدالقیوم وزیر چند منٹ کے لئے آلۃ نشر الصوت کے

مستقر کو تشریف لے گئے۔ جہاں انہوں نے والسرائے کی تقریر شروع ہونے سے قبل باشندگان سرحد کے نام پشتو زبان میں ایک پیغام دیا۔ جس میں ہز ایکسلنسی نے ملک معظم کے ۲۵ سالہ عہد حکومت پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اب قتل وغارت گری کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ صوبہ کے ہر مقام سے پٹھانوں کے پیغامات تہنیت ومبارکباد وصول ہوئے ہیں۔ وائسرائے بہادر کی تقریر کا ایک ایک لفظ صاف سنائی دیتا تھا۔ غروب آفتاب پر اول ختکوں کا رقص ہؤا۔ اور اس کے بعد آتشبازی چھوڑی گئی۔ ختک پٹھانوں کو جنہیں خاص طور پر کوہاٹ سے اس تقریب پر بلایا گیا تھا۔ گورنر صاحب نے پانچ سو روپے انعام دئے جانے کا اعلان کیا۔ ہائی لینڈر۔ پنجابی اور بلوچی رجمنٹوں کے بینڈ سامعہ نوازی کر رہے تھے ۔

گارڈن پارٹی کے موقع پر صاحبزادہ سر عبدالقیوم نے اعلان فرمایا۔ کہ وہ ملک معظم کی سلور جوبلی کے اعزاز میں تیس تیس روپے ماہوار کے دو وظائف اسلامیہ کالج پشاور کے طلبہ کو دینے کے لئے پیش کرتے ہیں ۔

تمام ضلع پشاور میں جشن جوبلی کی تقریبات نہایت شان وشوکت سے منائی گئیں ۔

لنڈی کوتل | جشن جوبلی کے سلسلے میں لنڈی کوتل کے پریڈ گراؤنڈ میں رسمی پریڈ ہوئی۔ اس وقت جس قدر فوج بھی لنڈی کوتل میں موجود تھی۔ اس نے پریڈ میں شرکت کی۔ یہ تقریب مختصر تھی مگر پرجوش طریقہ پر ادا کی گئی۔ آخر میں شاہی سلامی کے لئے توپیں داغی گئیں۔ بعد ازاں سرحدی خاصہ داروں کے کھیل ہوئے۔ رسہ کشی ہوئی اور دیگر جسمانی ورزش کے کھیل ہوئے۔ کھیلوں کے اختتام پر پولیٹیکل ایجنٹ خیبر نے انعامات تقسیم کئے۔

بازار کے چودھری مسٹر پیتالال بہل اور ایم حافظ جی نے دوسرے بازار والوں کی شرکت سے بریگیڈ کمانڈر اور دیگر افسروں کو بریگیڈ بازار گارڈنز میں ٹی پارٹی دی۔ اس پارٹی کے موقع پر ملک معظم کو پیغام مبارکباد بھیجا گیا۔ شام کو اعلےٰ پیمانہ پر بازار میں چراغاں کیا گیا۔

ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کی تقریبات

جوبلی کمیٹی کا تقرر | ڈپٹی کمشنر صاحب کے بنگلہ پر ابتدائی جلسہ منعقد ہؤا۔ تو بیک وقت جوبلی فنڈ میں ۱۷۰۰ روپے جمع ہو گئے۔ نواب حبیب اللہ خان۔ رائے بہادر چودھری روچی رام۔ ایم۔ ایل۔ سی اور سیٹھ فتح چند میں سے ہر ایک نے جوبلی فنڈ میں دو دو سو روپے چندہ دیا۔ جشن جوبلی کی تقریبات کو کامیاب بنانے کی غرض سے ایک جوبلی کمیٹی مامور کی گئی۔ جس کے صدر

ڈپٹی کمشنر اور سیکرٹری مسٹر غازی احمد بنائے گئے۔
مسٹر محمد یعقوب خان اسسٹنٹ کمشنر کی صدارت میں ایک جوبلی سب کمیٹی مرتب کی گئی۔ جو (۱) نواب زادہ اللہ نواز خاں ایم۔ ایل۔ اے (۲) رائے بہادر جیبا رام بھاٹیہ (۳) رائے صاحب جیتھانند (۴) نواب زادہ نصر اللہ خان ایم۔ ایل۔ سی (۵) مسٹر حکم چند (۶) خان بہادر احمد خان اسسٹنٹ کمشنر اور سینئر سب جج صاحبان پر مشتمل تھی۔
تمام ضلع میں فروخت کرنے کے لئے دس ہزار جھنڈے فراہم کئے گئے تھے۔ ۶ رمئی کی صبح کو تمام گرجاؤں اور دوسری عبادت گاہوں میں دعائے شکرانہ کی گئی۔ سکولوں میں طلبہ کے کھیل ہوئے۔ جن میں سے جیتنے والوں کو انعام۔ سکول کے دوسرے بچوں کو مٹھائی اور غربا و مساکین کو کھانا اور کپڑا مفت تقسیم کیا گیا۔
جوبلی فنڈ میں ۲۹ راپریل تک ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے کل ۵ ہزار روپے جمع ہوئے۔ جس میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ رائے بہادر سیٹھ جیبا رام بھاٹیہ میونسپل کمشنر و خزانچی ڈسٹرکٹ جوبلی فنڈ نے پانسو روپے جوبلی فنڈ میں پیش کئے۔
سلور جوبلی کے سلسلے میں ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ایک شاندار میلہ بھی منعقد ہوا۔ جس کے پروگرام میں کشتی۔ ڈوڈا۔ خیمے گاڑنا۔ رسہ کشی۔ اونٹوں۔ خچروں گھوڑوں کی دوڑ اور نیزا کی کا مقابلہ جیسے امور شامل تھے۔
نواب میجر احمد نواز خان ایم۔ ایل۔ اے کی سرکردگی میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس تقریب میں منجملہ دیگر معتدد حکام و روساء شہر کے کپتان اے جے ڈرنگ ڈپٹی کمشنر و مسز ڈرنگ بھی تشریف فرما تھے۔

ضلع ہزارہ کی تقریبات

ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی کپتان سکندر مرزا آئی۔ اے ڈپٹی کمشنر ہزارہ کی صدارت میں ایک ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی مرتب کی گئی تھی۔ جو مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل تھی:۔

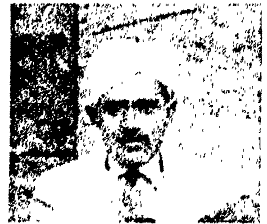
(۱) کیپٹن سکندر مرزا آئی۔ اے ڈپٹی کمشنر ہزارہ۔ صدر۔
(۲) خان بہادر شیخ محبوب علی او۔ بی۔ ای۔ اسسٹنٹ کمشنر مانسہرہ۔
(۳) میاں ریاض احمد ای۔ ایف۔ ایس ڈپٹی کمشنر جنگلات ہزارہ۔
(۴) خان غلام داؤد خاں بی۔ اے۔ جوڈیشل ای۔ اے۔ سی ہری پور۔



نوابزادہ محمد ذوالفقار علیخاں علی زئی
انچارج سلور جوبلی گیمز ڈیرہ اسمٰعیلخاں



کیپٹن اسکندر میرزا صاحب بہادر آئی اے
ڈپٹی کمشنر ہزارہ



لالہ وستدہ رام اے۔ ڈی آئی
سکولز ڈیرہ اسمٰعیل خاں

(۵) سید احمد حسن انکم ٹیکس آفیسر ہزارہ ۔ (۶) مسٹر اے ۔ پی ۔ لو سینئر سب جج ہزارہ ۔
(۷) بابو نور الدین رکن بلدیہ ایبٹ آباد ۔ (۸) میر ولی اللہ ایڈوکیٹ ایبٹ آباد ۔
(۹) خان میر زمان خاں وائس چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ ہزارہ ۔
(۱۰) ایم عبد اللہ خاں رکن کمیٹی نواں شہر ۔ (۱۱) لالہ امیر چند شاہ رکن کمیٹی وفہ ۔
(۱۲) خان محمد اکرام خاں جاگیر دار گڑھی حبیب اللہ ۔
(۱۳) رائے بہادر لالہ ایشر داس آنریری مجسٹریٹ نواں شہر ۔
(۱۴) سید عبد الجبار شاہ وزیر ریاست امب ۔
(۱۵) مہتہ رام جی داس وکیل ایبٹ آباد ۔

تقریبات جشن ضلع کے تمام معابد میں دعائے شکرانہ کی گئی ۔ ایبٹ آباد ۔ ہری پور اور مانسہرہ میں مختلف مقامات پر آتش بازی چھوڑی گئی ۔ اور غربا کو کھانا کھلایا گیا ۔

براری ہل (تحصیل مانسہرہ) ۔ گندگر ہل (تحصیل ہری پور) ۔ "سرین" ۔ "جبیہ" اور "جمیس" کی پہاڑیوں (تھنڈیانی تحصیل ایبٹ آباد) میں لکڑیوں کے ذخیروں میں آگ لگا کر روشنی بھی کی گئی ۔ ضلع بھر کے سکولوں کے بچوں کو مٹھائی تقسیم کی گئی ۔ جابجا سکولوں میں کھیل ہوئے ۔ اور جیتنے والے طلبہ کو انعامات تقسیم کئے گئے ۔ ایبٹ آباد میں ٹینس ۔ فٹ بال اور والی بال ٹورنمنٹوں اور کھیلوں کا ایک کمیٹی کے ذریعے سے انتظام کیا گیا تھا جس کے سکرٹری چودھری محمد علی بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی ۔ گورنمنٹ پلیڈر ایبٹ آباد تھے ۔

مذکورہ بالا تقریبات انجام دینے کے لئے ایک ہزار روپے کی رقم مخصوص کر دی گئی تھی ۔ ایبٹ آباد کے فوجی وغیر فوجی حکام نے مشعلوں کے کھیل کا بھی انتظام کیا تھا ۔

ضلع ہزارہ سے جوبلی فنڈ میں کل ۱۲ ہزار ۱۸۸ روپے ۱۵ ار چندہ جمع ہوا تھا ۔

ضلع کوہاٹ کی تقریبات

ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی کا قیام ۱۶ ار فروری ۱۹۳۵ء کو ٹاؤن ہال میں ایک عام جلسہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا ۔ جس میں کوہاٹ ڈسٹرکٹ جوبلی کمیٹی کے عہدہ دار حسب ذیل صاحبان قرار پائے :-

صدر :- میجر جی ۔ ایل ۔ مالم یار ۔ ایٹ لا ۔ ڈپٹی کمشنر کوہاٹ

نائب صدر :- (۱) کیپٹن نواب یار محمد خان (۲) خانصاحب سید محمد اشرف پلیڈر (۳) رائے بہادر دیوان متھرا داس بار ایٹ لا- (۴) ملک سعد اللہ خان پلیڈر -

آنریری سیکرٹری :- شیخ خدا بخش بی-ایس-سی، سیکرٹری ایم-سی

آنریری خزانچی :- بیشیر لدھا رام- بینکر و میونسپل کمشنر کوہاٹ

کُل چندہ جس میں سلور جوبلی کے فروخت شدہ جھنڈوں کی قیمت مبلغ ۱۸۶ روپے ۱۱ر۶ پائی بھی شامل ہے- مبلغ ۵۹۲۶ روپے ۱ر۹ پائی ہے- اس فنڈ میں ملک معظم کی رعایا کے ہر ایک فرد نے اپنی پوزیشن کے مطابق حصہ لیا۔

پشاور سلور جوبلی لکی بیگ کے لئے سو روپے سے اوپر عطیات وصول اور ٹکٹ ۹۹ روپے کے فروخت کئے گئے۔

ضلع کوہاٹ میں سلور جوبلی کی تقریبات صبح آٹھ بجے فوجی پریڈ سے شروع ہوئیں جنرل آفیسر کمانڈنگ ضلع کوہاٹ نے سلامی لی۔

بعد ازاں صبح ہی کے اوقات میں صدر جوبلی کمیٹی نے ٹاؤن ہال میں ۴۶ اصحاب (اکابر و حکام) کو جوبلی کے تمغے عنایت کئے- اس موقع پر مختلف معززین و رؤساء کوہاٹ نے نہایت عقیدتمندانہ و وفادارانہ تقریریں کیں- عبادت گاہوں میں دعائیں کی گئیں- مسلمان اور ہندو غرباء کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا گیا- دوپہر کو سکاؤٹس کا شاندار مظاہرہ ہوا- اور تقریباً ۳ ہزار سے اوپر سکول کے بچوں کو مٹھائی تقسیم کی گئی- شب کو فوجی سپاہیوں نے قلعہ کے سامنے مشعلوں کا تماشا کیا- جس کے بعد چراغاں اور پٹھانوں کا دلچسپ ناچ ہوا- بعد ازاں نہایت اعلیٰ پیمانہ پر آتشبازی چھوڑی گئی- درۂ کوہاٹ میں ایک دن پیشتر جوبلی کی تقریبات منائی گئیں- جہاں مختلف خاصہ داروں کی ٹولیوں میں رسہ کشی اور آدم خیل سکول کے لڑکوں کا مظاہرہ ہوا- ڈسٹرکٹ آفیسر فرنٹیر کانسٹیبلری ہینگو نے ہینگو اور ٹھل میں اور کپتان نواب باز محمد خان نے ٹیری میں شاندار پروگرام کے ساتھ جشن جوبلی کا انتظام کیا تھا۔

ضلع بنوں کی تقریبات

ضلع بنوں ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی کے ارکان کی فہرست حسب ذیل ہے :-

مسٹر سی- اے- جی سویچ- آئی-سی-ایس- اسسٹنٹ کمشنر بنوں صدر (۲) خان بہادر نواب ظفر خان- آئی-او-ایم- آنریری ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نائب صدر (۳) رائے بہادر

لالہ چمن لال گورنمنٹ پلیڈر بنوں نائب صدر (۴) وزیرزادہ گل محمد خان بی-اے-ایل-ایل بی پلیڈر بنوں سیکرٹری (۵) لالہ ملاوارام بی-اے-ایل-ایل-بی پلیڈر بنوں جائنٹ سیکرٹری (۶) چودھری عبدالرحمٰن سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر خزانچی (۷) خان صاحب آغا سردار علی خان ممبر (۸) خانصاحب سردار احمد نواز خان ممبر (۹) حاجی غلام حسن خان ممبر (۱۰) محمد ہدایت اللہ خان (۱۱) خان بہادر نواب محمد ظفر خان آئی-ایم-او (۱۲) خان بہادر غلام حیدر خان ایم-ایل-سی (۱۳) خانصاحب غازی میر جان خان (۱۴) خان بہادر محمد اکرم خان (۱۵) ایم-محمد جان خان بار ایٹ لا (۱۶) رسالدار حکیم خان (۱۷) ایم غلام جیلانی خان آف مردان (۱۸) ایم-محمد صفدر خان (۱۹) سردار سندر سنگھ (۲۰) ایم محمد عمر خان (۲۱) چودھری خوشی رام (۲۲) چودھری محمد عبداللہ بی-اے (۲۳) بابو بھان سنگھ (۲۴) ایس میجر فضل نور خان ایف-سی بنوں (۲۵) محمد حیات خان انسپکٹر پولیس بنوں ❖

چنانچہ ارکان کے تقرر-چندہ جمع کرنے-گورنر صاحب کی اپیلوں کی نشر و اشاعت-آرائش شہر و چراغاں-آتشبازی اور مختلف تقریبوں کا پروگرام مرتب کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کے مختلف جلسے منعقد ہوئے-حاجی غلام حسن خان ریونیو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنوں کو بیش قدر خدمات کے صلے میں اعلیٰ سند جوبلی تمغہ اور پروانہ خوشنودی سے سرفراز کیا گیا ❖

بنوں میں ۲ رمئی کو انٹر پرائمری سپورٹس اور انٹر گرل سکول سپورٹس ہوئے-۳ رمئی کو انٹر مڈل سکول سپورٹس ہوئے-۴ رمئی کو انٹر سکانڈری سکول سپورٹس ہوئے-۵ رمئی کو "آئندہ" والی بال-رسہ کشی-گھوڑ دوڑ-سائیکل کی دوڑ اور خیمے نصب کرنے وغیرہ کے کھیل ہوئے-۶ رمئی کو "آئندہ" فائینل اور ہاکی فائینل ہؤا-انعامات تقسیم کئے گئے-اور آتشبازی چھوڑی گئی-۷ رمئی کو غربا کے درمیان کھانا تقسیم کیا گیا-فوجیوں کے کھیل اور سکاؤٹوں کے مظاہرے ہوئے-تحصیلوں کے تمام صدر مقامات اور ضلع کے تمام دیہاتی مرکزوں سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں-اُن سے ظاہر ہوتا ہے-کہ تقریباً تمام مقامات پر جوبلی کی تقریبات بڑی شان و شوکت سے منائی گئیں ❖

آسام

صوبۂ آسام تقریباً ۶۷۳۳۴ مربع میل رقبہ میں پھیلا ہؤا ہے-اور آسام ویلی ڈویژن-

سُرما ویلی۔ہل ڈویژن اور ریاست منی پور پر مشتمل ہے۔ صوبہ آسام اس بنا پر ایک اہم صوبہ مانا جاتا ہے۔کہ وہ ہندوستان کی شمال مشرقی سرحد پر واقع ہے۔

۱۹۳۱ء میں صوبہ کی آبادی ۸۶۲۲۵۷۸۲ تھی۔اس میں سے ۵۲ ½ لاکھ ہندو۔ اور ۲۷ ½ لاکھ مسلمان تھے۔

خاص خاص ارکان حکومت حسب ذیل ہیں:۔

ہز ایکسلنسی سر مائیکل کین۔ کے۔سی۔ایس۔آئی۔سی۔آئی۔ای۔آئی۔سی۔ایس۔گورنر ۱۸۷۴ء آپ کا سن ولادت ہے۔یونیورسٹی کالج ڈبلن میں تعلیم پائی ۱۸۹۵ء میں انڈین سول سروس میں داخل ہوئے۔ ۱۹۰۶ء میں یوپی گورنمنٹ کے انڈر سیکرٹری۔ ۱۹۱۰-۱۴ء میں افسر بندوبست راجپوتانہ۔ ۱۹۱۷-۱۹ء میں یو۔پی گورنمنٹ کے سیکرٹری۔ ۱۹۱۹-۲۱ء میں چیف سیکرٹری حکومت صوبجات متحدہ۔ ۱۹۲۱-۲۵ء تک صدر کونسل صوبجات متحدہ۔ ۱۹۲۸ء میں پبلک سروس کمیشن کے رکن۔ ۱۹۲۹ء میں کمشنر میرٹھ و رکن اسمبلی۔ ۱۹۳۰-۳۱ء میں صوبجات متحدہ کے بورڈ آف ریونیو کے رکن۔ اور ۱۹۳۲ء میں گورنر آسام مامور ہوئے۔

آنریبل مسٹر اے۔ جے لین سی۔آئی۔ای۔آئی۔سی۔ایس۔سینئر ایگزیکٹو کونسلر ہیں۔ جو سر مائیکل کین کے ایام رخصت میں قائم مقام گورنر بھی رہ چکے ہیں۔

آنریبل رائے بہادر پرموڈ چندر دت سی۔آئی۔ای بھی ایگزیکٹو کونسلر ہیں۔

آنریبل مولوی فیض نور علی صاحب بالقابہ صدر کونسل ہیں۔

وزرا

(۱) آنریبل مولوی عبد الحمید بی۔ایل
(۲) آنریبل رائے بہادر کنک لال برواہی۔ایل

} وزرائے صیغہ جات منتقلہ ہیں۔

دیگر حکام

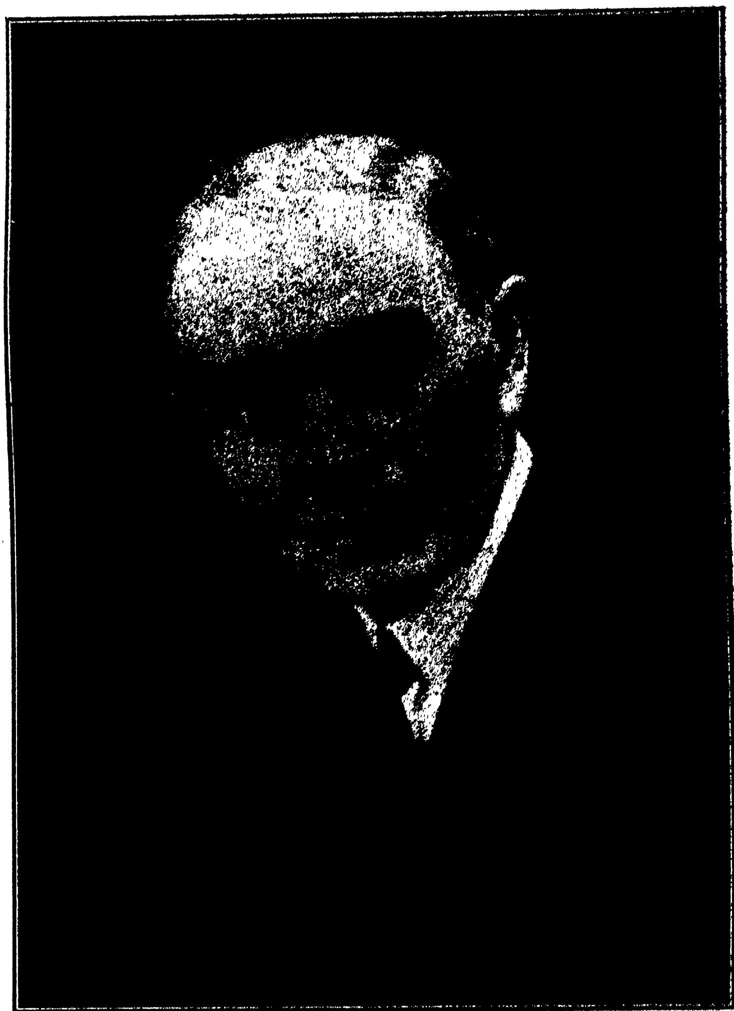
مسٹر ایچ۔ ایم بیچارڈ۔ آئی۔سی۔ایس۔

مسٹر ایچ۔جی۔ڈینہی۔آئی۔سی۔ایس (صیغہ ہائے منتقلہ)

مسٹر ایم۔ ایچ۔بی۔لینتھ برج۔آئی۔سی۔ایس لیگل ریممبرنسر (وایڈ منسٹریٹر جنرل)

مسٹر جے۔این۔چکرورتی (قائم مقام) ڈائرکٹر آف ایگریکلچر

مسٹر جی۔اے سمال۔ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن



ہز ایکسیلنسی سر میکائیل کین گورنر آسام

شیلانگ (آسام) کی تقریبات

حکومت آسام کی صوبجاتی کمیٹی نے سلور جوبلی فنڈ کے سلسلے میں ایک اپیل شائع کی تھی۔ اور خود ہز ایکسلنسی گورنر آسام نے بھی اس غرض سے ایک خاص اپیل اخبارات میں شائع کرائی تھی۔ اس سلور جوبلی کمیٹی کے صدر خود ہز ایکسیلنسی گورنر اور ۳۷۔ ارکان تھے۔ جن میں آنربیل رائے بہادر کے۔ ایل بارووا۔ بی۔ ایل وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ۔ رائے بہادر این دت۔ ایم۔ ایل سی ڈبروگڑھ۔ خان بہادر نورالدین احمد ایم۔ ایل۔ سی نوگانگ اور دیگر فوجی و غیر فوجی تقریباً ہر ضلع کے نمایندے شامل تھے۔ سات ارکان پر مشتمل ایک سب کمیٹی بھی بنائی گئی تھی۔

صوبہ آسام میں جوبلی فنڈ میں وصول شدہ خاص رقوم حسب ذیل ہیں:۔

ہز ایکسیلنسی گورنر آسام	۵۰۰ روپیہ
آسام آئل کمپنی	۳۰۰۰ "
سیم آف خیرم	۱۰۵۰ "
جوائینٹ اسٹیمر کمپنیز	۱۰۰۰ "
آسام کمپنی	۷۶۸ — ۱۳ — ۰ "

ان عطیات کے علاوہ مختلف اضلاع سے یہ معقول رقوم وصول ہوئیں۔ ضلع کچھار ۲۳۳۷ روپے ۹ر۔ سلہٹ ۲۶۶۲ روپے۔ لکھیم پور ۱۴۹۳۶ روپے ۸ر ۹ پائی۔ نوگانگ ۷ ہزار روپیہ۔ درانگ ۳۵۰۰ روپیہ۔ کامروپ ۱۰۰۰ روپیہ۔ گول پاڑہ ۲۰۰۰ روپے۔ ناگا ہلز ۸۶۶ روپے ۱۰ر۔ گارو ہلز ۲۱ ۲۷ روپیہ ۸ر۔ لوشائی ہلز ۲۳۸۴ روپے ۵ آنے ۶ پائی۔ خاصی ہلز ۱۰۰۰ روپیہ۔

جشن جوبلی کی تقریبات کا سلسلہ درمیان میں وقفہ کے ساتھ ۶ اپریل سے ۱۰ مئی تک جاری رہا۔ سنیما اور تھیٹر کے تماشے۔ فٹ بال اور ہاکی کے میچ مصنوعات کی نمایش۔ مذہبی جلوس۔ گرجا میں دعائے شکرانہ۔ گھوڑ دوڑ وغیرہ۔ تمام تقریبات کامیابی سے انجام پذیر ہوئیں۔

دسواں باب

دیسی ریاستیں

ہندوستان کی کُل دیسی ریاستوں کی تعداد مع برما و آسام کے ۶ سو سے کچھ اُوپر ہے جن میں سے حیدرآباد میسور کشمیر۔ گوالیار اور اندور وغیرہ تو بڑی بڑی ریاستیں ہیں۔ لیکن بعض ایسی چھوٹی بھی موجود ہیں۔ جن کا رقبہ ۳ میل اور سالانہ آمدنی ہزار بارہ سو روپے سے زیادہ نہیں۔ ایسی ریاستوں کا خود مختار تسلیم کر لینا حکومت برطانیہ کی اُس زبردست روا داری کا ثبوت ہے جس کی مثال نہیں مل سکتی +

یہ ریاستیں کئی گروہوں (مجموعوں) میں رزیڈنٹوں ۔ پولیٹیکل ایجنٹوں اور ایجنٹان گورنر جنرل کے ماتحت ہیں۔ ان سب عہدیداروں کے تقرر کا منشا یہ ہے کہ والیانِ ریاست اپنے آمد و خرچ کا اندازہ قائم رکھ کر اپنی اپنی ریاستوں کا انتظام عدل و انصاف سے کر سکیں +

بعض والیانِ ریاست نے تو زمانے کی روش کو دیکھ کر اپنے ہاں اسمبلیاں اور کونسلیں قائم کر دی ہیں۔ تاکہ انگریزی طریق پر رعایا کا انصاف ہو سکے لیکن یہ ایک صداقت ہے کہ جملہ ہندوستانی والیانِ ریاست تاجِ انگریزی کے تہ دل سے وفادار ہیں! اس کی عزت کو اپنی عزت اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی جانتے ہیں چنانچہ سلور جوبلی کے موقع پر انہوں نے نہ صرف وائسرائے جوبلی فنڈ میں معقول چندے دئے۔ بلکہ اپنی اپنی جگہ بھی نہایت شاندار طریق پر لاکھوں اور ہزاروں کے خرچ سے جشن منائے +

اس کتاب کی تکمیل تو جبھی ہو سکتی تھی۔ کہ ہر ایک ریاست کی طرف سے اُن کے تاریخی حالات اور موجودہ انتظامات کے ساتھ جشنِ جوبلی کے متعلق ان کی تفصیلات موصول ہوتیں۔ مگر افسوس ہے کہ باوجود حکامِ انگریزی کے سرکلر کے بہت کم ریاستوں کی طرف سے حالات موصول ہوئے ہیں۔ بالآخر سرکاری رپورٹوں۔ ایجنٹوں اور ذاتی کد و کاوش سے ہی یہ سامان جمع ہوا۔ جو بڑی حد تک جامع کہا جا سکتا ہے +

آسام

منی پور

ہز ہائینس مہاراجہ سر چورا چند سنگھ کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ سی ۔ بی ۔ ای ۔

تاریخ پیدائش ۔ ۱۵ اپریل ۱۸۸۵ء
سالانہ آمدنی (۳۴-۱۹۳۳ء) ۔۔۔۔ ۸۰۰۰ ۴۷ روپے
" تاجپوشی ۔ ۱۸ ستمبر ۱۸۹۱ء
" خرچ " ۸۴۲۰۰۰ "
رقبہ ۔ ۸۶۳۸ مربع میل
فوج اور پولیس ۔ فوجی پولیس کے ۲۳۴ اور غیر فوجی (سول) ۴۷ جوان
آبادی ۔ ۴۴۵۶۰۶
سلامی ۔ ۱۱ توپیں (مستقل)

ریاست کے رقبے میں سے ۷۹۳۸ مربع میل علاقہ پہاڑی ہے ۔ صرف ایک شہر امپھال ہے ۔ ۱۷۱۴ء میں پیمبانے جو بعد کو غریب نواز کے لقب سے مشہور ہوا ۔ غلطی سے اپنے باپ راجہ پورائی امبا کو گولی کا نشانہ بنا دیا جس کے بعد وہ اس کا جانشین ہوا ۔ غریب نواز نے برما پر متعدد حملے کئے ۔ پہلی جنگ برما کے آغاز پر ۱۸۲۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا گمبیر سنگھ کے ساتھ معاہدہ ہوا جس کے رو سے گمبیر سنگھ خود مختار فرمانروا تسلیم کیا گیا ۔ اس کے دوسرے جانشین سور اچندر کے خلاف ۱۸۹۰ء میں بغاوت ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا ۔ کہ گمبیر سنگھ کے خاندان کو گدی سے اتار کر ریاست کو ضبط قرار دے دیا گیا ۔ لیکن موجودہ مہاراجہ ہز ہائینس چورا چند سنگھ کو جو نار سنگھ کی اولاد ہیں ۔ دوبارہ گدی عطا کر دی گئی ۔ اور ان کو والی منی پور بنا کر ۱۱ توپوں کی سلامی کا حق دیا گیا ۔ نوجوان راجہ کے زمانۂ نابالغی میں پولٹیکل ایجنٹ ریاست کے نگران کار رہے ۔

ہز ہائینس کا زمانۂ نابالغی اور پولٹیکل ایجنٹ کی نگرانی کی میعاد ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو ختم ہو گئی ۔ اور انھیں باضابطہ ۱۴ فروری ۱۹۰۸ء کو مسند نشین کیا گیا ۔ ہز ہائینس کو وائسرائے سے ملاقات کا حق حاصل ہے ۔

ریاست منی پور میں جشن جوبلی نہایت شان و شوکت سے منایا گیا ۔ چراغاں ہوا ۔ آتشبازی چھوڑی گئی ۔ غربا میں کھانا اور طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی ۔ پریڈ بھی ہوئی ۔

آسام کی دوسری ریاستیں

منی پور جو آسام کی سب سے بڑی ریاست ہے۔ اس کے علاوہ آسام میں مندرجہ ذیل دوسری چھوٹی ریاستیں بھی ہیں۔ جن کی فہرست ذیل میں دی جاتی ہے:-

نام ریاست	والیٔ ملک کا نام اور قومیت	سالانہ آمدنی
بھادل	یو۔ جبستان (خاصی)	ایک ہزار
چیرا	یو۔ جاثن مانک (خاصی)	۱۶ "
کھاثرم	یو۔ اولیم سنگھ سیم (خاصی)	۴۰ "
لنگرن	یو۔ بوریا سنگھ سیم (عیسائی)	۹ "
مہارام	یو۔ رودین سنگھ سیم (خاصی)	۵ "
ملائی سوہمت	یو۔ ہیبا سنگھ سیم (")	"
مادیانگ	یو۔ اتیار سنگھ سیم (")	ایک ہزار
ماوسن رام	یو۔ باین سنگھ سیم (")	۲ "
مالیم	یو۔ کموئن مانک سیم۔ ایم۔ بی۔ ای (عیسائی)	۴۰ "
نوبوسوہ فوہ	یو۔ سونی سنگھ سیم (خاصی)	ایک ہزار
ناگھلا	یو۔ بیدر سنگھ سیم (عیسائی)	۸ "
نانگ سپنگ	یو۔ پیاریا سنگھ سیم (")	ایک ہزار
نانگ سٹوئن	یو۔ شب سنگھ سیم (")	۷ "
رمبرائی	یو۔ جو سنگھ سیم (خاصی)	۲ "

بلوچستان ایجنسی

آنریبل سر نارمن کیٹر کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایجنٹ گورنر جنرل و چیف کمشنر بلوچستان

آپ ۱۵ جون سنہ ۱۸۸۰ء کو پیدا ہوئے۔ ولنگٹن کالج اور کرینٹ کالج کیمبرج میں تعلیم پاکر سنہ ۱۹۰۴ء میں سول سروس میں داخل ہوئے۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں آپ کو سی۔ آئی۔ ای۔ اور سنہ ۱۹۳۴ء میں کے۔ سی۔ آئی۔ ای بنایا گیا۔ آپ ایک اعلیٰ سیاست دان افسر ہیں۔ اور تمام بلوچستان آپ کے قبضہ و اقتدار میں ہے۔



ہز ہائینس خان قلات



آنریبل سر نارمن کیٹر
(ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان)



شیخ عبدالصمد سپرنٹنڈنٹ ایجوکیشن بلوچستان

ریاست قلات

ہز ہائینس بیگلر بیگی کپتان میر احمد یار خان - خان قلات

تاریخ پیدائش - سنہ ۱۹۰۴ء	آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۲۵۷۰۰۰ روپے (باستثنائے خاران)
مسند نشینی ستمبر ۱۹۳۳ء	خرچ (") ۱۳۶۳۰۰۰ "
رقبہ - ۷۳۲۷۸ مربع میل (بشمول خاران)	فوج اور پولیس (باقاعدہ فوج) ۲۷۸ (سوار و توپخانہ
آبادی - ۳۴۲۱۰۱	(بیقاعدہ فوج) ۳۴ سوار ۷۵ پیدل "
	سلامی - ۱۹ توپیں (مستقل)۔

ریاست کی پوزیشن بلوچستان میں قلات ایک پرانی اسلامی ریاست ہے۔ جس کا رقبہ بلوچستان کے ۱/۲ حصے کے برابر ہے۔ چونکہ اس کی سرحدیں ایران و افغانستان سے ملتی ہیں اس لئے بین الاقوامی حیثیت سے حکومت ہند کے نزدیک (جو ریاست سے دوستانہ تعلقات رکھتی ہے) اُسے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ریاست کے والی کو خان کہتے ہیں۔ جسے احمد شاہ ابدالی سے بیگلر بیگی یعنی "امیر الامرا" کا پشتینی خطاب ملا ہوا ہے۔ حکومت کی طرف سے "خان" کی سلامی ۱۹ ضرب توپیں مقرر ہونے کے علاوہ اُسے ہز ہائینس نواب بہادر جی۔ سی۔ آئی۔ ای کے خطاب سے بھی مخاطب کیا جاتا ہے۔

خان قلات اندرونی انتظام میں خود مختار ہیں۔ مگر سرحدوں کی وجہ سے خارجی حکمت عملی براہ راست پولیٹیکل ایجنٹ مقیم مستونگ کے ہاتھ میں ہے۔ جو ایجنٹ گورنر جنرل۔ چیف کمشنر بلوچستان کے توسط سے گورنر جنرل کی ہدایت کے مطابق کام کرتے ہیں۔ خان کو ہز ایکسیلنسی وائسرائے سے ملاقات باز دید کا حق حاصل ہے۔

ملکی تقسیم ریاست انتظامی لحاظ سے چار حصوں میں منقسم ہے۔ (۱) سراواں (۲) جھالاواں۔ (۳) کچھی۔ (۴) مکران۔ چھ سب ڈویژن ہیں:۔ (۱) مستونگ (۲) بھاگ (۳) گنڈاوہ۔ (۴) لاہڑی (۵) حضدار (۶) تربت۔ جہاں مستوفی یعنی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رہتا ہے۔ اور ۱۷ نیابتیں یعنی تحصیلیں ہیں +

شاہی جرگے نے جو زیر سرکردگی آنریبل مسٹر کیٹر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان ۹ و ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۳۱ء کو بمقام مستونگ منعقد ہوا۔ باتفاق نواب میر محمد اعظم خان بہادر کو قلات کا حکمران منتخب کیا۔ چنانچہ شاہی جرگے کی اس متفقہ قرارداد کے مطابق حکومت ہند کی منظوری کے بعد آنریبل مسٹر کیٹر ایجنٹ گورنر جنرل بہادر نے گورنمنٹ ہاؤس کوئٹہ میں ۱۹ توپوں کی سلامی کے ساتھ

آپ کی مسند نشینی کا اعلان کیا - ۲۶ اپریل ۱۹۳۲ء کو ہز ایکسیلینسی لارڈ ولنگڈن نے ہز ہائینس کی حکمرانی کا اعلان کیا۔ اور ۳ جون ۱۹۳۲ء کو آپ کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب مرحمت ہوا ؛

ہز ہائینس میر محمد اعظم جان بہادر کا جب مارچ ۱۹۳۳ء میں انتقال ہوا۔ تو چونکہ آپکے بڑے فرزند کی صحت دماغی درست نہ تھی۔ اس لئے سرنارمن کیٹر صاحب کی صدارت میں تمام جرگے نے ہز ہائینس میر احمد یار خان صاحب کبیج القابہم فرزند دوم کو ریاست کا فرمانروا اور والی تسلیم کیا۔ اور ساتھ ہی ریاست کی مشینری میں بھی بہت بڑا ردو بدل عمل میں آیا۔ وزیر اعظم کا عہدہ ایک یورپین سویلین کو دیا گیا اور چیف سکرٹری وغیرہ اعلیٰ عہدوں پر بھی گورنمنٹ کے آزمودہ حکام کو مامور کیا گیا ؛

ہز ہائینس انگریزی فارسی کی رواجی تعلیم سے کافی طور پر آگاہ اور انتظام ریاست میں نہایت انہماک کے ساتھ مصروف رہتے ہیں۔ آپ اپنے والد ماجد کے زمانے میں بھی باقاعدہ کارہا سلطنت انجام دیتے رہے ہیں۔ ریاست کے آمد و خرچ اور وسیع رقبے کے لحاظ سے اگرچہ مالی مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ لیکن ہز ہائینس پھر بھی اشاعت تعلیم اور سڑکوں کی درستی وغیرہ پر کافی روپیہ خرچ کرتے ہیں اور زلزلہ ۱۹۳۵ء سے خود ریاست کے عالیشان محلات و کوٹھیات کے نقصان کے علاوہ عام باشندوں کو بھی جو نقصان پہنچا ہے۔ آپ اُن کی تلافی کے لئے ہزار ہا روپیہ خرچ فرما رہے ہیں ؛

جوبلی کے موقع پر خود بدولت تو کوئٹہ کی تقریبات میں شریک نہیں ہوسکے لیکن اُن کے حکم سے ریاست کے حدود میں ہزار ہا روپے کے صرف سے خوشی کی تقریبات منائی گئیں۔ اور کوئٹہ کے جوبلی فنڈ میں بھی آپنے بیش قرار رقوم عطا کیں ؛

لس بیلہ

میر غلام محمد خان جام والی لس بیلہ

تاریخ پیدائش - دسمبر ۱۸۹۵ء	آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۳۰۲۰۰۰ روپیہ ۔
تاریخ مسند نشینی - مارچ ۱۹۲۱ء	خرچ (۱۹۳۲-۳۳ء) ۳۰۱۰۰۰ روپیہ
رقبہ - ۷۱۳۲ مربع میل	فوج اور پولیس - (بے قاعدہ فوج) ۱۱ سوار ۱۱۹ پیدل
آبادی - ۶۳۱۰۸	سلامی - ۹ توپ ۔

ریاست لس بیلہ خان قلات کی زیر سیادت اور پولیٹکل ایجنٹ قلات کی نگرانی میں ہے ۔ اس کا صدر مقام بیلہ کراچی سے ۱۱۵ میل شمال و مغرب کی جانب واقع ہے۔ جس طرح صوبہ کران میر محمد نصیر خان اعظم خان قلات نے فتح کیا تھا۔ اسی طرح لس بیلہ بھی انہی کے عہد میں خوانین قلات کے قبضے میں آیا۔ اس وقت سے قلات و لس بیلہ کے تعلقات حکومت و رشتہ داری

میر محمد خداداد خان مرحوم کے عہد تک وابستہ رہے۔ میر نصیر خان ثانی کی وفات کے بعد میر کمال خان ایلتازئی کے ورثے پر خان قلات اور میر جام میر خان فرمانروائے لس بیلہ میں کشیدگی پیدا ہو کر جنگ تک نوبت پہنچی۔ اور جام میر خان ریاست چھوڑ کر کراچی میں پناہ گزینی پر مجبور ہوئے۔ آخر ۱۸۷۷ء میں اُن کے بیٹے جام علی خاں نے حیدر آباد سندھ سے لس بیلہ آکر خان قلات سے صلح کرنے پر اپنی سابق حیثیت حاصل کر لی۔ جام علی خان نے ژوب اور کیچ کی مہمات میں جو سر رابرٹ سنڈیمن (اس وقت کے ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان) کی سرکردگی میں سر ہوئی تھیں۔ برطانوی حکومت کو گراں قدر امداد دی۔ ان خدمات کے اعتراف میں آپ کو سی۔ آئی۔ ای۔ اور کے سی۔ آئی۔ ای کے خطابات اور ۹ توپوں کی سلامی کے استحقاق سے سرافراز کیا گیا۔ جام علی خان کی وفات پر ان کے بیٹے جام میر کمال خان ۱۴ جنوری ۱۸۹۶ء کو جانشین تسلیم کئے گئے۔ انھیں سی۔ آئی۔ ای کا خطاب اور ۹ توپوں کی سلامی کا حق عطا کیا گیا۔ پیرانہ سالی کے باعث جام میر کمال خان مارچ ۱۹۲۱ء کو اپنے بیٹے موجودہ جام صاحب ہز ہائینس میر غلام محمد خان کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ اور ۲۶ جون ۱۹۲۱ء کو اُن کی وفات پر ایجنٹ گورنر جنرل نے ایک دربار عام منعقدہ ۲۷ جنوری ۱۹۲۲ء میں آپ کو باضابطہ جام تسلیم کیا۔ آپ کو وائسرائے سے ملاقات کا استحقاق ہے۔

جشن جوبلی شان و شوکت سے منایا گیا۔ توپیں چھوڑی گئیں۔ مسجدوں اور مندروں میں دعائیں مانگی گئیں۔ طلبہ نے ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر و اقبال کے متعلق نظمیں پڑھتے ہوئے بازاروں میں گشت کیا۔ رنگ رنگ کے جلسے ہوئے۔ غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔ بچوں نے کھیل دکھائے۔

بڑودہ ریزیڈنسی و گجرات کی ریاستوں کی ایجنسی

ایجنٹ گورنر جنرل و ریزیڈنٹ بڑودہ:- لفٹننٹ کرنل جیمز لیسلی رونڈ ویٹر سی۔ آئی۔ ای۔

بڑودہ

ہز ہائینس فرزند خاص دولتِ انگلشیہ مہاراجہ سر سیاجی راؤ گائکواڑ سینا شمشیر بہادر
جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای والیٔ بڑودہ

تاریخ پیدائش - ١١ مارچ سنہ ١٨٦٣ء	رقبہ - ٨١٦٤ مربع میل

مسندنشینی - ٧ مئی سنہ ١٨٧٥ء	آبادی - ٢٤٤٣٠٠٧

آمدنی - ٢٦٠٠٩٠٠٠ روپے سالانہ	سلامی - ٢١ توپ

موجودہ مہاراجہ گائکواڑ والی بڑودہ تیرہ سال کی عمر میں مسند نشین ہوئے - سر ٹی مادھوراؤ کے سی - ایس - آئی جو اس وقت دیوان اندور تھے - وزیر ریاست اور مسٹر ایف - اے - ایچ ایلیٹ مہاراجہ کے اتالیق مقرر ہوئے - سنہ ١٨٨١ء میں ہز ہائینس کو حکمرانی کے کامل اختیارات مل گئے - یکم جنوری سنہ ١٨٧٧ء کو دہلی دربار کے موقع پر مہاراجہ صاحب کو فرزندِ خاص دولتِ انگلشیہ کا خطاب ملا - سنہ ١٨٨٧ء میں آپ کو جی - سی - ایس - آئی بنایا گیا ؞

ستمبر سنہ ١٩٠٨ء کو مہاراجہ بڑودہ کے اکلوتے بیٹے یوراج فتح سنہا راؤ نے پچیس سال کی عمر میں انتقال کیا - اب ان کا پوتا پرتاپ سنہا ولی عہدِ ریاست ہے - ولیعہد نے کچھ مدت تک راجکمار کالج راجکوٹ اور بعد ازاں انگلستان میں تعلیم پائی - اس وقت آپ بڑودہ میں نظم و نسق کے کام کی تربیت حاصل کر رہے ہیں ؞

ریاست بڑودہ کی حکومت بالکل جدید طرز پر ہے - نظم و نسق کا حاکمِ اعلیٰ دیوان یا وزیر ہے جو براہِ راست مہاراجہ صاحب کے سامنے ذمّہ دار ہے - دیوان کی امداد کے لئے انتظامی کونسل موجود ہے - جس کے ارکان کے اختیارات کا تعین مہاراجہ صاحب وقتاً فوقتاً خود فرماتے ہیں - مختلف محکموں میں انتظامِ حکومت برطانی محکموں کے ڈھنگ پر ہے - بڑے بڑے عہدہ داروں میں ایک سر صوبہ یا ریونیو کمشنر ہوتا ہے - اور باقی تمام حکام بھی برطانوی ہند کی طرز پر ہوتے ہیں - نظم و نسق کی غرض سے تمام ریاست پانچ پرانت (اضلاع) میں منقسم ہے - جن میں ٤٢ محل ہیں - ہر محل ایک حاکم کے جسے صوبہ کہتے ہیں - ماتحت ہوتا ہے - پولیس کا نظم و نسق بھی برطانی ہند کی طرز پر ہے ؞

بڑودہ کا ہائی کورٹ تین ججوں پر مشتمل ہے - ہائی کورٹ کے علاوہ ڈسٹرکٹ اور سیشن عدالتیں قائم ہیں - قانون وضع کرنے کے لئے ایک لیجسلیٹو کونسل قائم ہے - جو نامزدہ اور منتخب سرکاری و غیر سرکاری ارکان پر مشتمل ہے - سنہ ١٩٠٤ء سے مقامی مجالس میں بھی طریق انتخاب رائج کر دیا گیا ہے اور دیہاتی پنچایتوں کی طرز پر معاملات انجام پاتے ہیں - ڈسٹرکٹ بورڈوں کی وضع اور نظام بالکل برطانی ہند کی طرز پر ہے ؞

ریاست بڑودہ میں تعلیم کا بھی خوب چرچا ہے - صنعت و حرفت - ریلوے - تجارت اور زراعت کا انتظام بہت اچھا ہے - ٹو سے زیادہ انجمن ہائے امدادِ باہمی قائم ہیں ؞



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بڑودہ



بی کے بھاٹے ایم اے کنٹب ڈائرکٹر
ایجوکیشن ریاست بڑودہ

مہاراجہ صاحب بڑودہ نے وسیع پیمانے پر یورپ کی سیاحت کی ہے۔ آپ بیس مرتبہ یورپ گئے ہیں۔ ۱۹۰۶ء، ۱۹۱۰ء اور ۱۹۳۳ء میں آپ امریکہ بھی گئے۔ اور جاپان کی بھی سیر کی۔ ریاست کے اکثر حکام غیر ممالک کے تعلیم یافتہ ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے طلبہ کو وظائف دئے جاتے ہیں ؂

گائکواڑ خاندان ۲۱-۱۷۲۰ء میں مشہور ہؤا۔ جب ستارہ کے راجہ شاہو نے داماجی اوّل گائکواڑ کو شمشیر بہادر کا خطاب دے کر اپنی فوج میں نائب سپہ سالار مقرر کیا۔ داماجی راؤ کے بھتیجے پیلاجی راؤ نے بھی بہت شہرت حاصل کی۔ اور مرہٹہ افواج میں بڑا عہدہ پایا۔ پیلاجی راؤ نے گجرات میں حکومت قائم کر کے بڑودہ کو پایہ تخت بنایا۔ پیلاجی کا بیٹا داماجی پیشوا یا لاجی راؤ کی مدد سے گجرات کو تسخیر کرتا رہا۔ ۱۷۶۸ء میں داماجی کے انتقال پر خاندانی تنازعات شروع ہوئے۔ ان بدامنیوں کے دوران میں ریاست کا حکومت ہند سے تعلق ہؤا۔ کیونکہ داماجی کے بیٹے فتح سنگھ راؤ نے حکومت برطانیہ سے امداد طلب کی جس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ ۱۷۷۲ء میں دونوں حکومتوں کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا۔ فتح سنگھ راؤ کے انتقال کے بعد ان کا بیٹا آنند راؤ گائکواڑ گدی پر بیٹھا۔ ۱۸۱۹ء میں ان کے انتقال پر ان کا چھوٹا بھائی سیاجی راؤ مسند نشین ہؤا۔ ۱۸۴۷ء میں سیاجی کا انتقال ہؤا۔ اور ان کے بیٹے گنپت راؤ اور کھانڈے راؤ یکے بعد دیگرے گدی پر بیٹھے۔ ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں کھانڈے راؤ نے حکومت برطانیہ سے وفاداری کا اظہار کیا۔ اس لئے ۱۸۶۲ء میں مہاراجہ کھانڈے راؤ کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ کھانڈے راؤ کے بعد اُن کے چھوٹے بھائی ملہار راؤ نے ۱۸۷۵ء تک حکومت کی۔ پھر اُن کے جانشین موجودہ مہاراجہ گدی نشین ہوئے ؂

آگر رقبہ ۱۷ مربع میل اور آبادی ۳۵۵۸ ہے۔ ٹھاکر نور خاں جی۔ گھمبیر خاں جی مالک ہیں۔ سالانہ آمدنی ۳۴۰۰۰ روپے ہے ؂

الوا رقبہ ۵ مربع میل اور آبادی ۱۷۵۷ ہے۔ ٹھاکر خوش حال باوا سردار خاں مالک ریاست ہیں۔ سالانہ آمدنی ۱۳۰۰۰ روپے ہے ؂

امالہ رقبہ ۱۱۹٫۷۷ مربع میل اور آبادی ۵۲۲۳۵ ہے۔ راجہ گلال سنگھ کِسن سنگھ والیٔ ریاست ہیں۔ سالانہ آمدنی ۴۰۰۰۰ روپے ہے ؂

امراپور رقبہ صرف ۲ مربع میل اور آبادی ۲۰۰ ہے۔ چار حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک ہزار روپیہ ہے ؞

انگھڈ رقبہ ۳۲ء۴ مربع میل اور آبادی ۳۷۹۰ ہے۔ چار حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۱۴ ہزار روپے ہے ؞

اوچار رقبہ ۷ء۸۸ مربع میل اور آبادی ۴۲۶ ہے۔ ٹانک نیل سنہا یشونت مالک ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک سو چھیانوے (۱۹۶) روپے ہے ؞

بالاسنور رقبہ ۱۸۹ مربع میل اور آبادی ۲۵ ۵۲۵ ہے۔ نواب بابی شری جمیعت خاں جی منور خاں جی حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی دو لاکھ ۴۳ ہزار ہے۔ نواب صاحب کو ۹ توپوں کی سلامی کا اعزاز حاصل ہے ؞

بانسدا رقبہ ۲۱۵ مربع میل اور آبادی ۴۸۸۰۷ ہے۔ مہارول شری اندرا سنہا جی پرتاپ سنہا جی راجہ صاحب بانسدا حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۷ لاکھ ۳۸ ہزار روپے ہے۔ راجہ صاحب کو ۹ توپوں کی سلامی کا حق ہے ؞

باریہ

میجر ہز ہائینس مہارادل شری سر رنجیت سنہاجی۔ مان سنہاجی کے سی ایس آئی والی باریہ

تاریخ پیدائش۔ ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء — رقبہ ۔ ۸۱۳ مربع میل

" مسند نشینی۔ ۲۹ فروری سنہ ۱۹۰۸ء — آبادی ۔ ۱۵۹۴۲۹

آمدنی ۔ ۱۱۷۴۰۰۰ روپے سالانہ — سلامی ۔ ۹ توپ (مستقل) ۱۱ (ذاتی)

موجودہ مہاراجہ ہز ہائینس مہارادل شری رنجیت سنہاجی نے راجکمار کالج راجکوٹ میں تعلیم پائی۔ پھر ڈیری شایر میں زیرِ تعلیم رہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء اور سنہ ۱۹۳۳ء میں انگلستان کی سیاحت کی۔ یکم مئی سنہ ۱۹۱۳ء کو ہز ایکسیلنسی لارڈ ولنگڈن گورنر بمبئی کے ایڈیکانگ بنائے گئے۔ یکم جنوری سنہ ۱۹۱۹ء کو کپتان کا اعزازی عہدہ ملا۔ اور یکم جنوری سنہ ۱۹۲۱ء کو ۱۱ توپوں کی ذاتی سلامی کا اعزاز دیا گیا۔ یکم جنوری سنہ ۱۹۲۲ء کو آپ کو کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب اور سنہ ۱۹۳۰ء میں میجر کا اعزازی عہدہ دیا



ہز ہائینس نواب صاحب کیمبے



ہز ہائینس نواب صاحب بالاسنور



ہز ہائینس مہاراول جی بانسدا



ہز ہائینس مہاراول صاحب باریہ

گیا۔ ہزہائینس نے جنگ عظیم کے دوران میں قابل قدر خدمات انجام دیں +

۹ جون سنہ ۱۹۰۹ء کو دلیہب ریاست کمار شری سوبھاگ سنہاجی پیدا ہوئے۔ آپ نے سنہ ۱۹۲۷ء میں انگلستان کی سیاحت فرمائی +

ریاست باریہ کی بنیاد پندرھویں صدی عیسوی میں ڈالی گئی۔ جس کا پہلا حکمران چھوٹا اودے پور کے راجہ کا چھوٹا بھائی تھا۔ حکومت برطانیہ کے ساتھ سنہ ۱۸۰۳ء سے تعلقات قائم ہوئے۔ جب راجہ صاحب باریہ نے برطانی افواج کو جو سندھیا کے اضلاع گجرات پر قابض تھیں۔ قابل قدر امداد بہم پہنچائی۔ اس کے بعد ایک معاہدے کے رُو سے ریاست باریہ کی حفاظت کے لئے حکومت برطانیہ ذمہ دار قرار دی گئی۔ ۲۹ فروری سنہ ۱۹۰۸ء کو باریہ کے سابق راجہ ہزہائینس شری دھارادل مان سنہاجی نے وفات پائی۔ اور موجودہ ہزہائینس مسند نشین ہوئے +

بھدروا } رقبہ ۲۷ مربع میل اور آبادی ۱۱۰۴۸ ہے۔ راناشری رنجیت سنہاجی جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی نوّے ہزار روپے ہے +

بھلودیا } رقبہ ۹ مربع میل اور آبادی ۲۵۵۸ ہے۔ جاگیر کے دو حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۲۰ ہزار روپے ہے +

بھورا } رقبہ ۷۵ر۱ مربع میل اور آبادی ۲۶۶ نفوس ہے۔ ٹھاکر حاتم خاں سردار خاں جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۲ ہزار روپے ہے +

بیل باری } رقبہ صرف ۶۵ر۱ مربع میل اور آبادی ۲۷ ہے۔ بھواجی ولد دھاسیا کوتکنا پووار جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی اسّی روپے ہے +

کیمبے

ہزہائینس نوّاب میرزا حسین یاور خاں صاحب بہادر والی کیمبے

تاریخ پیدائش ـ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۱۱ء   رقبہ ـ ۳۹۲ مربع میل

" مسند نشینی ـ ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء   آبادی ـ ۸۷۷۶۱

آمدنی - ۱۰۱۹۰۰۰ روپے سالانہ   سلامی - ۱۱ توپ

ہز ہائینس نواب صاحب کو ۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء کو حکمرانی کے کامل اختیارات تفویض ہوئے۔ آپ کو وائسرائے کے ہاں مدعو ہونے اور وائسرائے کو اپنے ہاں مدعو کرنے کا حق حاصل ہے ؛۔

کیمبے کی ابتدا سنہ ۹۱۳ء میں مسعودیوں کے عہد میں ہوئی۔ سنہ ۱۲۸۸ء کی اسلامی فتوحات کے دوران میں یہ ہندوستان کے دولت مند شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ سولھویں صدی میں مغربی ہند کا تجارتی مرکز تھا۔ سنہ ۱۵۵۸ء میں پرتگال کے باشندوں نے کیمبے پر حملہ کیا۔ اور اسے خوب لوٹا۔ آخر سنہ ۱۵۷۳ء میں شہنشاہ اکبر نے اسے فتح کیا +

کیمبے کے موجودہ حکمران خاندان کے بانی مرزا جعفر نظام ثانی المعروف بہ مومن خاں ہیں۔ سابق ہز ہائینس نواب جعفر علی خان حسین یار خاں ۲۵ - اپریل سنہ ۱۸۸۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ کیمبے کے حکمران شیعہ مسلمان ہیں ؛۔

چھالیار } رقبہ ۱۱ مربع میل اور آبادی ۲۹۴۶ ہے۔ ٹھاکر رام سنہاجی اندر سنہاجی مالک ہیں۔ سالانہ آمدنی ۲۲۰۰۰ روپے ہے ؛۔

چھوٹا اودے پور } رقبہ ۸۹۰،۳۴ مربع میل اور آبادی ۱۴۴۶۴۰ ہے۔ مہارادل شری نتوار سنہاجی فتح سنہاجی حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۱۳ لاکھ ۱۰ ہزار ہے۔ راجہ صاحب کو ۹ توپوں کی سلامی کا اعزاز حاصل ہے ؛۔

چنچلی گودیڈ } رقبہ ۲۷،۲۳ مربع میل اور آبادی ۱۳۰۵ ہے۔ تانک نیان سنہا انگوش مالک ہیں۔ سالانہ آمدنی ۶۸۳ روپئے ہے ؛۔

چورانگلا } رقبہ ۱۶ مربع میل اور آبادی ۲۷۱۵ ہے۔ ٹھاکر سروپ سنہاجی چھتر سنہاجی مالک ہیں۔ سالانہ آمدنی ۱۵ ہزار روپے ہے ؛۔

چدلمیر } رقبہ ۲،۵۰ مربع میل اور آبادی ۴۴۴ ہے۔ چھ حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی چار ہزار روپے ہے ؛۔

دربھاوتی } رقبہ ۲۵ء۶۷ مربع میل اور آبادی ۳۴۳۴ ہے۔ صاحب راؤ پدی راؤ جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۴ ہزار روپے ہے ۔

دھماسیا (وغالہ) } رقبہ ۰۵ء۱۰ مربع میل اور آبادی ۲۳۷۹ ہے۔ ٹھاکر بدّھر خاں کلّو باوا مالک ہیں۔ سالانہ آمدنی ۲۸ ہزار روپے ہے ۔

دھرم پور

ہزہائینس مہارانا شری وجایادیوجی موہن دیوجی والی دھرم پور

تاریخ پیدائش - ۳ دسمبر ۱۸۸۴ء	رقبہ - ۷۰۴ مربع میل
مسند نشینی - ۲۶ مارچ ۱۹۲۱ء	آبادی - ۱۲۰۳۱
آمدنی - ۱۰۲۷۰۰۰ روپے سالانہ	سلامی - ۹ توپ (مستقل) ۱۱ (اعزازی)

ہزہائینس راجپوتوں کے سورج بنسی خاندان کے سودیا راجپوتوں میں سے ہیں۔ آپ ۲۷ مارچ ۱۹۲۱ء کو اپنے والد کے انتقال پر دھرم پور کی گدی کے مالک ہوئے۔ مہارانا صاحب نے راجکمار کالج راجکوٹ میں تعلیم پائی ہے۔ یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو آپ کو ۱۱ توپوں کی ذاتی سلامی کا اعزاز حاصل ہوا۔ ہزہائینس نے ۱۹۲۴ء میں یورپ کی سیاحت کی۔ ۱۹۲۹ء میں آپ صحت کی بحالی کے لئے پھر یورپ گئے۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۰۶ء کو آپ کے ولیعہد کمار شری ترہردیوجی پیدا ہوئے۔ کمار صاحب اس وقت کیمبرج میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ہزہائینس کو وائسرائے سے ملاقات کا حق حاصل ہے ۔

جوبلی کا جشن شاندار طریق پر منایا گیا۔ اکتیس توپوں کی سلامی دی گئی۔ ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ چراغاں ہوا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ اور ورزش کے کرتب ہوئے ۔

دھاری } رقبہ ۷۵ء۳ مربع میل اور آبادی ۱۴۵۴ ہے۔ چھ حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۹ سو روپے ہے ۔

دوٹھا ۔ رقبہ ۳ مربع میل اور آبادی ۴۴۶۱ ہے۔ سالانہ آمدنی ۵ ہزار روپے ہے ۔ یہ

اب مستقل طور پر فرق ہو چکی ہے ۔

دودھ پور } رقبہ ۷۵ء۱ مربع میل اور آبادی ۱۲۹ ہے۔ ٹھاکر توپ سنگھ دادا یادا جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۶۰۰ روپے ہے ۔

گدبریاد } رقبہ ۱۲۸ مربع میل اور آبادی ۱۱۲۶۳ ہے۔ ٹھاکر اوسکار سنہاجی جاگیردار ہیں۔ جاگیر کی سالانہ آمدنی اکاون ہزار ہے ۔

گدوی } رقبہ ۸۲ء۱۷۰ مربع میل اور آبادی ۷۶۷۷ ہے۔ راجہ معان سنہاجی اومرسنہاجی حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۶ ہزار روپے ہے ۔

گوٹاردی } رقبہ ۳ مربع میل اور آبادی ۲۳۰ ہے۔ چار حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک ہزار روپیہ ہے ۔

گوٹھدا } رقبہ ۴ مربع میل اور آبادی ۱۴۵۹ ہے۔ اس جاگیر کے چار حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی دس ہزار روپے ہے ۔

اِنواد } رقبہ ۶ مربع میل اور آبادی ۱۵۶۹ ہے۔ چار حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی تین ہزار روپے ہے ۔

جمبوگھودا } اس جاگیر کے مالک راناسری رنجیت سنہاجی گھمبیر سنہاجی ہیں۔ رقبہ ۱۴۳ مربع میل اور آبادی ۱۱۳۸۵ ہے۔ سالانہ آمدنی ایک لاکھ ۳۳ ہزار ہے ۔

جوہر } یشونت راؤ عرف دادا صاحب وکرم شاہ (نابالغ) حکمران ہیں۔ رقبہ ۳۰۸ مربع میل۔ آبادی ۵۷۲۶۱ اور سالانہ آمدنی ۵ لاکھ ۴۱ ہزار روپے ہے۔ والی جوہر کو ۹ توپوں کی سلامی کا اعزاز حاصل ہے ۔

جلبیر } رقبہ ۵ر۱ مربع میل اور آبادی ۵۱۴ ہے۔ چار حصّہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی تین ہزار روپئے ہے۔

جھاری گھرکھادی } رقبہ ۱۷ر۸ مربع میل اور آبادی ۵۰۷ ہے۔ ٹاکر بندہ چھبیدہ جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۱۳۴ روپئے ہے۔

جیرل کمسولی } رقبہ ۵ر۵ مربع میل اور آبادی ۱۲۵۳ ہے۔ دو حصّہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی دس ہزار روپے ہے۔

جُمکھا } رقبہ ایک مربع میل اور آبادی ۳۷۲ ہے۔ رائے سنہاجی چندرا سنہاجی جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۲ ہزار روپے ہے۔

کدانہ } رقبہ ۱۳۲ مربع میل اور آبادی ۱۷۵۶۰ ہے۔ رانا شری چھتر سال جی ٹھاکر حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک لاکھ تیس ہزار ہے۔

کنودا } رقبہ ۷۵ر۳ مربع میل اور آبادی ۱۳۸۷ ہے۔ تین حصّہ دار ہیں۔ اور ۸ ہزار روپے سالانہ آمدنی ہے۔

کاسلہ پگینو موادا } رقبہ ایک مربع میل اور آبادی ۱۳۳ ہے۔ تین حصّہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی سات سَو روپے ہے۔

کیرلی } رقبہ ۲۱ مربع میل اور آبادی ۱۲۵۸ ہے۔ ٹاکر دادیا کویا جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۸۰۰ روپے ہے۔

لُوناواڈا } رقبہ ۳۸۸ مربع میل اور آبادی ۹۵۱۴۲ ہے۔ مہارانا شری ویر بھدر سنہاجی رنجیت سنہاجی حکمران ہیں جنھیں ۹ توپوں کی سلامی کا اعزاز حاصل ہے۔ سالانہ آمدنی ۵ لاکھ ۵۸ ہزار روپے ہے۔

جوبلی کا جشن دھوم دھام سے منایا گیا۔ اکتیس توپوں کی سلامی دی گئی۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔ مسجدوں اور مندروں وغیرہ میں دعائیں مانگی گئیں۔ بنیا کا کھیل ہوا۔ چراغاں کیا گیا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ ناچ ہوا۔ بائیسکلوں کی دوڑ ہوئی۔ رسّا کشی کا مقابلہ ہوا۔

مانڈوا } رقبہ ۱۶۰۲۵ مربع میل اور آبادی ۵۰۹۵۵ ہے۔ رانا شری خوش حال سنہاجی - ماین سنہاجی ٹھاکر صاحب حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۹۰ ہزار ہے۔

میولی } رقبہ ۵ مربع میل اور آبادی ۲۰۷۱ ہے۔ تین حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۹ ہزار روپے ہے۔

موکا بگبینو موادا } رقبہ ایک مربع میل اور آبادی ۲۰۷ ہے۔ دو حصہ دار ہیں۔ ایک ہزار روپے سالانہ آمدنی ہے۔

نہارا } رقبہ ۳ مربع میل اور آبادی ۳۵۲ ہے۔ دو حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی پچھتّر روپے ہے۔

نالیہ } رقبہ ایک مربع میل اور آبادی ۱۷۶ ہے۔ دو حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک ہزار روپیہ ہے۔

ننگم } رقبہ ۳ مربع میل اور آبادی ۵۲۶ ہے۔ چار حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی تین ہزار روپے ہے۔

نسواڈی } رقبہ ۱۹۶۵۰ مربع میل اور آبادی ۶۵۳۹ ہے۔ ٹھاکر کشور سنہاجی حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۴۸۰۰۰ روپے ہے۔

پلسنی } رقبہ ۱۲ مربع میل اور آبادی ۲۷۵۸ ہے۔ ٹھاکر چندرا سنہاجی جیت سنہاجی حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۲۷۰۰۰ روپے ہے۔

پلسوی ہیر } رقبہ ۲۰۲ء۲ مربع میل اور آبادی ۹ ۲۳ ۲ ہے۔ ناٹک گونڈو ولاد لکشا حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۱۳۸ روپے ہے ۔

پانڈو } رقبہ ۹ مربع میل اور آبادی ۱۴۳۲ ہے۔ چھ حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی آٹھ ہزار روپے ہے ۔

پان نلاوڑی } رقبہ ۵ مربع میل اور آبادی ۹۳۵ ہے۔ دو حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی چھ ہزار روپے ہے ۔

پمپری } رقبہ ۲۷ء۹۴ مربع میل اور آبادی ۳۳۹۳ ہے۔ ناٹک بھاگی راؤ کیشو راؤ جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی ساڑھے چار ہزار روپے ہے ۔

پمپلادیوی } رقبہ ۳ء۴۴ مربع میل اور آبادی ۱۲۵ ہے۔ کانجو راؤ ولاد وتھیا پردھان (نابالغ) جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک سو پینسٹھ روپے ہے ۔

پلوسیچھ } رقبہ ۳ء۷۵ مربع میل اور آبادی ۱۰۱۸ ہے۔ جاگیر کے چھ حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی تین ہزار روپے ہے ۔

رائنکا } رقبہ ۳ مربع میل اور آبادی ۴۵ ہے۔ دو حصہ دار ہیں جن میں سے ایک راجپوت اور دوسرا مرہٹہ ہے۔ جاگیر کی سالانہ آمدنی ۸ ہزار روپے ہے ۔

راج پیپلا

میجر ہز ہائینس مہارانا شری سر چھتر سنگھ جی کے۔سی۔ایس۔آئی

تاریخ پیدائش۔ ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء	رقبہ ۔ ۱۵۱۷ء۵۰ مربع میل۔
؍؍ مسند نشینی ۔ ۲۶ ستمبر سنہ ۱۹۱۵ء	آبادی ۔ ۲۰۶۰۸۵
آمدنی ۔ ۲۴۹۵۰۰۰ روپے سالانہ	سلامی ۔ ۱۳ توپ

۲۶ستمبر ۱۹۱۵ء کو موجودہ مہاراجہ صاحب کو حکمرانی کے کامل اختیارات تفویض ہوئے۔
آپ نے راجکمار کالج راجکوٹ میں تعلیم پائی ہے۔اس کے بعد آپ دہرہ ڈون کے فوجی کالج میں داخل ہوئے۔۱۴دسمبر ۱۹۱۹ء کو ہزہائینس نے اعزازی کپتان کا عہدہ حاصل کیا۔یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو آپ کا خطاب راجہ سے بڑھا کر مہاراجہ کردیا گیا۔ توپوں کی سلامی ۱۱ سے ۱۳ کردی گئی۔پھر کچھ عرصہ بعد ہزہائینس کو کے۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب ملا۔ ۸ ستمبر ۱۹۲۳ء کو آپ اعزازی میجر بنائے گئے۔

۳۰ مارچ ۱۹۱۲ء کو آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔جو اس وقت ولیعہد ریاست ہے۔ راجکمار کا نام یوراج شری راجندر اسنہاجی ہے۔ ہزہائینس نے متعدد مرتبہ یورپ کی سیاحت فرمائی۔مہاراجہ راج پیپلا کو ہز ایکسیلنسی وائسرائے کو اپنے ہاں مدعو کرنے اور خود وائسرائے کے ہاں جانے کا استحقاق حاصل ہے۔

گجرات سٹیٹس ایجنسی میں راج پیپلا سب سے بڑی ریاست شمار کی جاتی ہے۔اس کے حکمران گوہل راجپوتوں کے خاندان سے ہیں۔جنھوں نے تیرھویں صدی عیسوی میں پیپریم میں حکومت کی بنیاد ڈالی تھی۔۱۸۶۷ء میں حکمران کے لئے ۱۱ توپوں کی سلامی مقرر ہوئی۔۱۸۸۵ء میں ریاست میں نظم ونسق بیحد خراب ہوگیا۔جس کے باعث یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ حکومت برطانیہ انتظام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لے۔چنانچہ برسوں تک نظم ونسق حکومت برطانیہ کے ہاتھ میں رہا۔۱۸۹۷ء میں مہارانا گمبھیر سنہاجی کا انتقال ہوا۔اور ان کے بیٹے مہارانا چھترسنہاجی گدی پر بیٹھے۔انھوں نے ۱۹۱۵ء تک حکومت کی۔اُن کے بعد موجودہ مہارانا وجایا سنہا مسند نشین ہوئے۔

راجپور } رقبہ ۱۰ء۵ مربع میل اور آبادی ۱۹۵۰ ہے۔ ٹھاکر فتح سنہاجی جاگیردار ہیں۔سالانہ آمدنی ۲ ہزار روپے ہے۔

رام پور } رقبہ ۴ء۵۰ مربع میل اور آبادی ۱۹۰۲ ہے۔ چار حصہ دار ہیں۔سالانہ آمدنی ۱۱ ہزار روپے ہے۔

رینگن } رقبہ ۴ مربع اور آبادی ۵۸۷ ہے۔دو حصہ دار ہیں۔سالانہ آمدنی چار ہزار روپے ہے۔



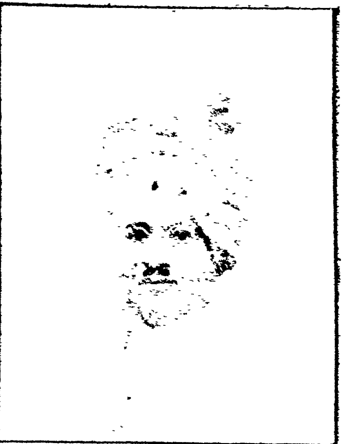
ہز ہائینس مہارانا دھرم پور



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب راج پیپلا



ہز ہائینس نواب صاحب سچین



ہز ہائینس مہاراول صاحب چھوٹا اودے پور



ہز ہائینس مہارانا لوناواڈا



شیخ صاحب محمد جہانگیر میاں شیخ صاحب منگرول

سچین

نواب سیدی محمد حیدر محمد یاقوت خاں مبارز الدولہ نصرت جنگ بہادر

تاریخ پیدائش ۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۰۹ء رقبہ ۔ ۴۹ مربع میل
مسند نشینی ۔ ۲۰ نومبر ۱۹۳۰ء آبادی ۔ ۲۲۱۰۷
آمدنی ۔ ۳۹۷۰۰۰ روپے سالانہ سلامی ۔ ۹ توپ

سچین کے حکمران خاندان کے آبا و اجداد پہلے پہل افریقہ سے ہندوستان آئے تھے ۔ ۱۸۷۳ء نواب سیدی ابراہیم محمد یاقوت خاں دوم کی وفات پر حکومت نے ریاست کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لے لیا ۔ کیونکہ ولیعہد نواب سیدی عبد القادر محمد یاقوت خاں نابالغ تھے ۔ ریاست ۴ مئی ۱۹۰۷ء تک حکومت برطانیہ کے ماتحت رہی ۔ اس کے بعد نواب سیدی ابراہیم محمد یاقوت خاں سوم بیس سال کی عمر میں مسند نشین ہوئے ۔ انہیں جنگی خدمات کے عوض ۱۱ توپوں کی ذاتی سلامی کا اعزاز ملا ۔ ۹ نومبر ۱۹۳۰ء کو نواب محمد یاقوت خاں سوم کے انتقال پر موجودہ نواب سیدی محمد حیدر محمد یاقوت خاں گدی پر بیٹھے ۔ اور حکومت نے اُن کی جانشینی کو تسلیم کر لیا ۔ نواب صاحب موصوف نے راجکمار کالج راجکوٹ میں تعلیم حاصل کی ہے ۔ آپ کو وائسرائے سے ملاقات کا استحقاق حاصل ہے ۔

سنجیلی رقبہ ۳۴ مربع میل اور آبادی ۳۰۸۳ ہے ۔ ٹھاکر پتپا سنہاجی مالک جاگیر ہیں ۔ سالانہ آمدنی ۹۳۰۰۰ روپے ہے ۔

سانت رقبہ ۳۹۴ مربع میل اور آبادی ۸۳۵۳۸ ہے ۔ مہارانا شری جوادر سنہاجی پرتاپ سنہاجی جاگیردار ہیں ۔ سالانہ آمدنی چار لاکھ اڑسٹھ ہزار ہے ۔

شانور رقبہ ۱۱،۲۵ مربع میل اور آبادی ۴۰۸۱ ہے ۔ ٹھاکر پربھات سنہاجی نار سنہاجی جاگیردار ہیں ۔ سالانہ آمدنی ۳۶۰۰۰ روپے ہے ۔

شوبارا رقبہ ۹۹،۴ مربع میل اور آبادی ۹۹۴ ہے ۔ نائک جوالیا رنگو جاگیردار ہیں سالانہ آمدنی ۸۵۴ ہے ۔

سہورا } ۱۵۰۵۰ مربع میل اور آبادی ۳۲۵۴ ہے۔ ٹھاکر مان سنہاجی کران سنہاجی جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۳۲۰۰۰ روپے ہے۔

سندھیاپورا } رقبہ ۴ مربع میل اور آبادی ۹۶۷ ہے۔ ٹھاکر محمد خاں امیر خاں جاگیر دار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۶۰۰۰ روپے ہے۔

سرگانہ } رقبہ ۳۶۴ مربع میل اور آبادی ۱۵۲۳۵ ہے۔ یشونت راؤ پرتاپ راؤ دیش مکھ حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۷۳ ہزار ہے۔

اچاد } رقبہ ۵٫۸ مربع میل اور آبادی ۳۳۶۲ ہے۔ ٹھاکر محمد میاں جینیا باوا جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۳۶ ہزار روپے ہے۔

اومیتا } رقبہ ۲۴ مربع میل اور آبادی ۵۶۲۲ ہے۔ ٹھاکر ہمت سنہاجی رام سنہاجی ٹھاکر بادھیر راج پٹ جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۳۷ ہزار روپے ہے۔

ودھیاوان } رقبہ ۹۰٫۴ مربع میل اور آبادی ۷۴۱ ہے۔ نائک گنگا رام انکوش جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۱۲۸ روپے ہے۔

وجیریا } رقبہ ۲۱ مربع میل اور آبادی ۵۹۶۸ ہے۔ ٹھاکر کیسر خاں جی کلو باوا جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۵۵۰۰ روپے ہے۔

وکھتاپور } رقبہ ۱٫۵۰ مربع میل اور آبادی ۳۹۰ ہے۔ اس جاگیر کے تین حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۲۰۰۰ روپے ہے۔

وارنول مل } ۵٫۳ مربع میل اور آبادی ۶۸۴ ہے۔ جاگیر کے دو حصہ دار ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک ہزار روپے ہے۔

وارنول موتی } رقبہ ۲ مربع میل اور آبادی ۲۴۲ ہے۔ ٹھاکر رتن سنہا بھگوان سنہا جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک ہزار روپے ہے۔

وارنول نانی - رقبہ ۱ مربع میل اور آبادی ۸۷ ہے۔ ۲ حصہ دار ہیں سالانہ آمدنی ۳۰۰ روپے ہے۔

واسن سوادا } رقبہ ۱۲٫۵۰ مربع میل اور آبادی ۱۶۰۴ ہے۔ ٹھاکر الیبب خاں جی زور آور خاں جی حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۸۰۰۰ روپے ہے۔

واسن ویر پور - رقبہ ۱۲٫۵۰ مربع میل اور آبادی ۱۷۵۴ ہے۔ ۶ حصہ دار ہیں سالانہ آمدنی ۴ ہزار ہے۔

وسرنا } رقبہ ۱۴۱٫۲ ۱۳ مربع میل اور آبادی ۹۲۳۷ ہے۔ راجہ سمان سنہا پانڈو راؤ حکمران ہیں۔ جاگیر کی آمدنی ۴۰۰۰ روپے ہے۔

ویرم پور } رقبہ ۱ مربع میل اور آبادی ۷۰۱ ہے۔ ٹھاکر احمد خاں تھقو خاں والی جاگیر ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک ہزار روپے ہے۔

وورا } رقبہ ۵ مربع میل اور آبادی ۷۰۴۱ ہے۔ ٹھاکر بدھر خاں موٹا یادا جاگیر دار ہیں سالانہ آمدنی ۱۲۰۰۰ روپے ہے۔

صوبہ بنگال کی ہندوستانی ریاستیں

کوچ بہار

ہز ہائینس مہاراجہ جگد دیپندر نارائن بھوپ بہادر والی کوچ بہار

تاریخ پیدائش ۱۵ ار دسمبر ۱۹۱۵ء آمد ۳۳-۱۹۳۲ء ۲۷۳۲۱۰۰ روپے سالانہ

تاریخ مسند نشینی - ۲۰ دسمبر ۱۹۲۰ء
رقبہ - ۱۸۱۳ مربع میل
آبادی - ۵۹۰۸۶۶

خرچ (۳۳-۱۹۳۲ء) ۲۹۴۷۵۸۴ روپے سالانہ
فوج اور پولیس (بقاعدہ فوج پیدل معہ توپخانہ) ۱۱۲
پولیس ۲۷۷
سلامی - ۱۳ توپیں (مستقل)

۱۸۶۳ء میں نریندر نرائن اپنے والد ماجد کے جانشین قرار دیئے گئے جن کے مرنے کے بعد اُن کے بھائی مہاراجہ جتیندر نرائن بھوپ بہادر یکم ستمبر ۱۹۱۳ء کو بھائی کے جانشین ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند دلبند موجودہ مہاراجہ آپ کے جانشین ہوئے۔ آپ کی مسند نشینی ۵ جنوری ۱۹۲۳ء کو ایک خریطے کے ذریعے سے باضابطہ طور پر تسلیم کی گئی۔ لیکن چونکہ موجودہ مہاراجہ ابھی نابالغ ہیں۔ اس لئے کونسل آف ایجنسی کے ذریعے سے نظم ونسق ریاست انصرام پاتا ہے جس کی صدر ہز ہائینس مہارانی اندرا دیوی ہیں۔

ہز ہائینس کو وائسرائے سے ملاقات وملاقات بازدید کا حق حاصل ہے۔ جوبلی پر یہاں بھی خوب دھوم دھام ہوئی۔

ٹرپپورہ

ہز ہائینس مہاراجہ مانکیا بیر بکرام کشور دیب برمن بہادر والی ٹرپپورہ

تاریخ پیدائش - ۱۹ - اگست ۱۹۰۸ء
مسند نشینی - ۱۳ - اگست ۱۹۲۳ء
رقبہ - ۴۱۱۶ مربع میل
آبادی - ۳۸۲۴۵۰

آمد (۳۳-۱۹۳۲ء) - ۳۰۴۳۰۰۰ روپے سالانہ
خرچ " - ۳۰۴۸۰۰۰ " "
فوج اور پولیس (باقاعدہ فوج - پیدل اور توپ خانہ)
۸۲ - پولیس کے جوان ۳۳۴ -
سلامی - ۱۳ توپیں (مستقل)۔

یہ بڑی قدیم ریاست ہے۔ دار الحکومت اگرتلا ہے۔ سولھویں صدی میں یہاں کے راجاؤں کا قومی وقار حد کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ لیکن سترھویں صدی میں مغلوں نے یہاں قدم جمالئے۔ اٹھارھویں صدی میں نواب مرشد آباد نے اسے تسخیر کیا۔ اس کے بعد سے یہ علاقہ مسلمانوں کے زیر نگین ہو گیا۔ ۱۷۶۵ء میں اس پر برطانیہ کی حکومت قائم ہوئی۔

۲ مارچ ۱۹۰۹ء کو بنارس میں مہاراجہ رادھا کشور مانکیا نے انتقال کیا۔ اُن کے بعد اُن کے بیٹے وریندر اکشور مانکیا ۲۵ نومبر ۱۹۰۹ء کو مسند نشین ہوئے۔ آخر الذکر مہاراجہ کی وفات پر ۱۳ - اگست ۱۹۲۳ء کو موجودہ مہاراجہ گدّی پر بیٹھے۔ آپ کے زمانہ نابالغی میں انتظام حکومت

کے لئے ایک کونسل آف ایڈمنسٹریشن (مجلس انتظامیۂ حکومت) مامور کی گئی۔ ۱۹۔اگست ۱۹۲۷ء کو مہاراجہ کو ایک والیٔ ملک کے اختیارات تفویض ہوتے پر مجلس مذکور ختم کردی گئی ❖

مہاراجہ کو وائسرائے سے ملاقات و ملاقات بازدید کا حق حاصل ہے ❖ جوبلی یہاں بھی خوب منائی گئی ❖

برما کی ریاستیں

باولیک

ہگن نگی میو (روح پرست) والی باولیک

یہاں کا رئیس ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۹۱۶ء میں گدی پر بیٹھا۔ ریاست کا رقبہ ۵۶۵ مربع میل اور آبادی ۳۸۰۲ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۴۵۵۶۰ اور خرچ ۴۷۷۰۰ روپے ہے۔ ریاست برطانوی حکومت کو ۲۲۵ روپے سالانہ خراج ادا کرتی ہے۔

جشن جوبلی اوسط درجے پر منایا گیا ❖

کنتاراوادی (یامشرقی کرینی)

سابق رئیس کا ۴ اگست ۱۹۳۳ء کو انتقال ہوگیا۔ ابھی تک آنجہانی کا کوئی جانشین مقرر نہیں کیا گیا۔ اس وقت تک نظم ونسق ریاست سابق رئیس کے دو قریبی رشتہ دار افسروں پر مشتمل ایک بورڈ کے ذریعے سے انجام پذیر ہورہا ہے۔ ریاست میں ۲۳ جوانوں پر مشتمل پولیس کی جمعیت متعین رہتی ہے ❖

ریاست کا رقبہ ۳۰۱۵ مربع میل اور آبادی ۳۰۶۷۷ ہے۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۰۵۰۴۳ اور خرچ ۱۰۶۷۵۴ روپے ہے۔ ریاست برطانوی حکومت کو ۵۰۲۵ روپے سالانہ خراج ادا کرتی ہے ❖

جشن جوبلی اچھے پیمانے پر منایا گیا ❖

کیائی یوگائی

سابق رئیس کیائی یوگائی نے ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو وفات پائی۔ اس وقت سے ریاست کا نظم و نسق ایک ناظم کے ذریعے سے انجام پا رہا ہے۔ رقبہ ۷۰۰ مربع میل اور آبادی ۱۴۲۵۲ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۴-۱۹۳۳ء) ۱۲۳۶۴ اور خرچ ۱۴۵۷۴ روپے ہے۔ ریاست سو روپے سالانہ برطانوی حکومت کو خراج ادا کرتی ہے۔ دس جوانوں کی پولیس ہے۔ جشن جوبلی پر خاص رونق رہی ؂

پنجاب کی ریاستیں

آنریبل لفٹنٹ کرنل ہیرلڈ ویبر فورس ہیل سی۔ آئی۔ ای

آپ ۱۷ نومبر ۱۸۸۵ء کو پیدا ہوئے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ مرہٹی میں ہائی پروفیشنسی اور اُردو۔ گجراتی اور فارسی میں ہائیر سٹینڈرڈ کا امتحان پاس کیا۔ آپ کی تصانیف میں (۱) تاریخ کاٹھیاواڑ (۲) شعرائے مرہٹی کے نظموں کے ترجمے (۳) مرہٹی کی صرف و نحو۔ (۴) متفرق مضامین وغیرہ مشہور ہیں ؂

ممدوح ۱۹۰۶ء میں انڈین آرمی اور ۱۹۰۹ء میں محکمۂ سیاسیہ کو تبدیل کئے گئے۔ ۵ جنوری ۱۹۱۰ء کو انڈین سول سروس میں داخل ہوئے۔ ۱۹-۱۹۱۸ء میں سپہ سالار ہند کے اسسٹنٹ ملٹری سکرٹری رہے۔ مغربی ہند، وسط ہند، پنجاب اور دکن کے محکمۂ سیاسیہ میں خدمات انجام دیں۔ ۳۰-۱۹۲۸ء میں حکومت ہند کے ڈپٹی پولٹیکل سکرٹری اور ۳۴-۱۹۳۳ء میں دکن کی ریاستوں کے لئے گورنر جنرل کے اوّلین ایجنٹ رہے ؂

یکم جنوری ۱۹۳۴ء کو موجودہ گریڈ حاصل کیا۔ ۲۷ نومبر ۱۹۳۴ء کو درجۂ دوم کے ریزیڈنٹ ہوئے۔ اور آج کل قائم مقام ریزیڈنٹ درجۂ اوّل اور پنجاب کی ریاستوں کے لئے ایجنٹ گورنر جنرل ہیں ؂



میجر ہز ہائینس رکن الدولہ حافظ الملک نصرت جنگ مخلص الدولہ نواب صاحب بہادر والئے بہاولپور

بہاول پور

میجر ہز ہائینس رکن الدّولہ ۔ نصرت جنگ ۔ حافظ الملک مخلص الدّولہ ۔ نوّاب سر صادق محمد خان عباسی بہادر جی ۔ سی ۔ آئی ۔ ای ۔ کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ کے ۔ سی ۔ وی ۔ او
والی ریاست بہاول پور

تاریخ پیدائش ۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۴ء   آمدنی ۔۔۔ ۴۵۵۰۰۰۰ روپے سالانہ
" مسند نشینی ۔ ۴ مارچ ۱۹۰۷ء   خرچ ۔۔۔ ۴۴۲۵۰۰۰ " "
رقبہ ۔ ۱۶۴۳۴ مربع میل   سلامی ۔ ۱۷ ۔ توپ
آبادی ۔ ۹۸۴۶۱۲

مختصر حالات | ریاست بہاول پور کا حکمران ہمیشہ داؤد پوترا خاندان سے ہوتا ہے مشہور روایت ہے کہ اس خاندان کا سلسلۂ نسب حضرت عبّاس سے ملتا ہے ۔ یہ خاندان براہِ خراسان دمکران سندھ پہنچا ۔ اور وہاں سکونت اختیار کر لی ۔ ۱۷۳۷ء میں اس خاندان کے سردار داؤد خان اور نادر شاہ کے گورنر مقیم سندھ کے درمیان نا چاقی ہوگئی جس سے مجبوراً اس خاندان کو دریائے سندھ عبور کر کے اس مقام پر آکر آباد ہونا پڑا ۔ جو اب بہاول پور کے نام سے مشہور ہے ۔

اس ریاست کا دستور ہے کہ یہاں کے ایک والی ریاست کا نام نوّاب صادق محمد خان ہوتا ہے ۔ اور اس کے بعد ہر دُوسرے والیِ ریاست کا نام نوّاب بہاول خاں رکھا جاتا ہے ۔ نوّاب بہاول خاں ثانی کو شاہِ عالم بادشاہِ دہلی نے رکن الدّولہ نصرت جنگ ۔ مخلص الدّولہ ۔ حافظ الملک کا خطاب عطا کیا ۔ اُن کے بعد نوّاب بہاول خان ثالث ۔ نوّاب سعادت یار خان ۔ نوّاب فتح یار خان نوّاب بہاول خان رابع ۔ نوّاب صادق محمد خان رابع اور نوّاب بہاول خان خامس یکے بعد دیگرے مسند نشین ہوئے ۔ مؤخّر الذکر کے انتقال پر اُن کے صاحبزادے نوّاب صادق محمد خان خامس جانشین قرار پائے ۔

ہز ہائینس نے ایچیسن کالج لاہور میں تعلیم پائی ۔ ۲۴ ۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو ہز ہائینس کو ہندوستانی فوج میں آنریری لفٹنٹ کا عہدہ عطا کیا گیا ۔ آپ پرنس آف ویلز کی تشریف آوری پر اُن کے اعزازی اے ۔ ڈی ۔ سی بھی مقرّر کئے گئے تھے ۔ چنانچہ اس موقع پر آپ کو کے ۔ سی ۔ وی ۔ او کا خطاب عطا کیا گیا تھا ۔

۱۹۲۴ء کو ہز ایکسلینسی وائسرائے ہند نے آپ کو حکمرانی کے اختیارات تفویض کئے ۔ اور اُسی وقت آنریری کپتان مقرّر کئے گئے ۔ ۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۱ء میں آپ کو بالترتیب کے ۔ سی ۔ ایس

آئی - اور جی - سی - آئی - ای کے خطابات عطا ہوئے - اگست ۱۹۳۲ء میں نواب صاحب کو میجر کا اعزازی درجہ عطا کیا گیا - اور ۱۹۳۳ء میں پنجاب یونیورسٹی نے آپ کو ایل - ایل - ڈی کی اعزازی ڈگری پیش کی ؛

نواب صاحب ایوان والیانِ ریاست ہائے ہند کے رکن ہیں ؛

۱۲ مارچ ۱۹۲۴ء کو ہز ہائینس کے محل میں ولی عہد ریاست پیدا ہوئے - اور اُن کا نام محمد عبّاس علی خان رکھا گیا - آپ بہت دفعہ انگلستان کی سیاحت اور حج بیت اللہ فرما چکے ہیں ؛

مندرجہ ذیل حضرات ریاست کے معزّز ترین عہدوں پر مامور ہیں :-

(۱) عزّت نشان عماد الملک رئیس الوزرا خان بہادر مسٹر نبی بخش محمد حسین ایم - اے - ایل ایل بی - سی - آئی - ای - بی - او - سی - ایس پرائم منسٹر ؛

(۲) مسٹر سی - اے - ایچ ٹوٹنہنڈ سی - آئی - ای - آئی - سی - ایس پبلک ورکس ریونیو ممبر ؛

(۳) رفیع الشّان افتخار الملک لفٹننٹ کرنیل مقبول حسن قریشی ایم - اے - ایل - ایل - بی منسٹر فار لا اینڈ جسٹس ؛

(۴) عمدۃ الامرا امین الملک سردار حاجی محمد امیر خاں ہوم منسٹر -

(۵) رفیع الشّان شجاع الملک لفٹننٹ جنرل صاحبزادہ حاجی محمد دلاور خاں عبّاسی ایم - بی - ای - آر - آئی - ایچ آرمی منسٹر ؛

(۶) مہتہ اودے چند صاحب منسٹر کامرس ؛

(۷) مولوی میر شمس الدین صاحب زائد منسٹر (یہی صاحب جوبلی کمیٹی کے سکرٹری بھی تھے) ؛

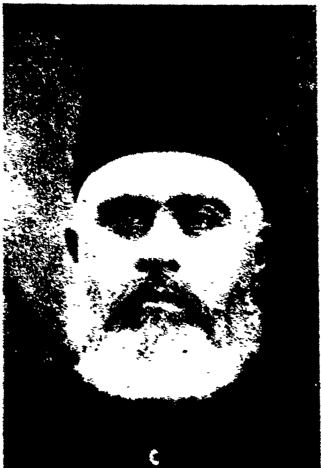
جوبلی کا جشن شاہانہ تزک و احتشام سے منایا گیا - ۶ مئی کو اکتیس توپوں کی سلامی دی گئی مسجدوں - مندروں - گرجاؤں اور گوردواروں میں دعائیں مانگی گئیں - اس کے بعد قصر بہادل گڑھ کے میدان میں ایک عظیم الشّان میلا لگا - ہز ہائینس نواب صاحب بہادر مع حکام عملہ موٹر پر سوار ہو کر میلے میں تشریف لے گئے - بینڈ نے "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" کا ترانہ بجایا - کارنیوال کا تماشا ہوا - کشتیاں ہوئیں - حیرت انگیز شعبدے دکھائے گئے - تھیٹر اور سینما کے کھیل ہوئے - سلور جوبلی لاٹری کے پچپن (۵۵) انعامات پچّیس سے لے کر دو ہزار تک جیتنے والوں میں تقسیم کئے گئے - فوجی کرتب ہوئے - شہر میں چراغاں کیا گیا - قصر نور محل میں شاہی دعوت دی گئی "دولت جلادہ" سے جلوس شروع ہو کر "نور محل" تک گیا - رات کو ریستی جھولا جس کے پیچھے مختلف گاڑیاں اور موٹر کاریں تھیں - آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر دینے والے بقعۂ نور کو چل اور بازاروں میں سے آہستہ آہستہ گزرا - تمام سرکاری عمارتوں پر یونین جیک لہرایا گیا - اور جو بادشاہ و ملکہ کی عمر دراز



صاحبزادہ جرنیل حاجی محمد دلاور خان صاحب
عباسی آرمی منسٹر بہاول پور



رئیس الوزرا اعتماد الملک خان بہادر نبی بخش محمد حسین
وزیر اعظم بہاول پور



عمدۃ الامرا سردار حاجی امیر خان
صاحب ہوم منسٹر بہاول پور۔

ہو" کے انگریزی الفاظ دیواروں اور محرابوں پر نیز درختوں کے تنوں کے ارد گرد چمک اٹھے۔
بعد ازاں "نور محل" میں ایک شاہانہ دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں پچاس معزز حکام شریک ہوئے۔ دعوت کے اختتام پر ہز ہائینس نے بادشاہ و ملکہ کا جام صحت تجویز کرنے کے بعد حسب ذیل تقریر کی۔ جس کا خلاصہ ہدیۂ ناظرین ہے:۔

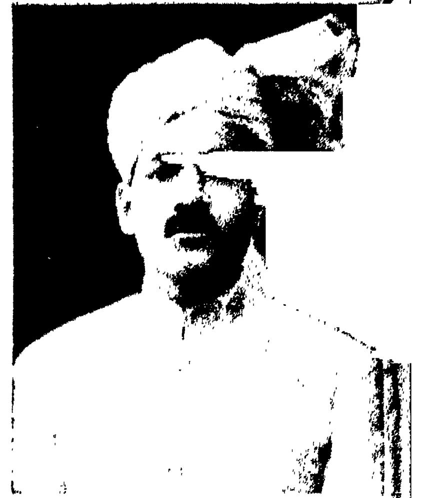
خواتین و حضرات!
آج رات ہم سب ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی سلور جوبلی منانے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ یہ دن دولت برطانیہ کے طول و عرض میں یوم مسرت ہے۔ کیونکہ آج ہمارے محبوب ملک معظم کے جشن تاجپوشی کو پورے پچیس سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ ہر شہر۔ قصبے اور گاؤں میں رحمن و رحیم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نزول برکات کی دعائیں مانگی اور اپنے ہر دلعزیز شہنشاہ معظم کی صحت و سلامتی اور خوش حالی کے لئے دعائے شکرانہ کی تقریبیں ادا کی جا رہی ہیں۔
ہز میجسٹی کے عہد حکومت میں دنیا میں ایسے عظیم الشان و ہولناک واقعات و حوادث رونما ہوئے ہیں۔ جنھوں نے تمام دنیا کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ اُن کا دور سلطنت یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ ایک بادشاہ کو کیسا ہونا چاہیئے۔ تاریخ عالم میں ایک مخلصانہ جدّوجہد کی ایک روشن مثال قائم کر دے گا۔
ہز میجسٹی نے شہزادگی کے زمانے میں متعدد و نامور اتالیقوں سے ضروری اور مکمل تعلیم حاصل کی۔ ۵ جون ۱۸۷۷ء کو آپ مع اپنے بڑے بھائی کے بحری فوج میں شامل ہوئے۔ اور تعلیم تجربات میں مہارت تامہ بہم پہنچائی۔ ۱۹۰۱ء میں آپ شہزادہ ویلز قرار دئے گئے۔ اور ۵ دسمبر کو گلڈ ہال لندن میں ایک تاریخی تقریر ارشاد فرمائی جس نے اپنے سامعین کے دلوں پر اپنے وطن اور دیگر ممالک کے امور سے متعلق آپ کی وسعت نظر کا سکہ بٹھا دیا۔
اسی سال آپ مع شہزادی میری صاحبہ کے دولت متحدہ کی پہلی پارلیمنٹ کا افتتاح کرنے کے لئے آسٹریلیا تشریف لے گئے۔ پھر ماریشس۔ ڈربن۔ کیپ ٹاؤن اور کینیڈا کی سیاحت فرمائی۔ ۱۹۰۵ء میں ہندوستان کا دورہ فرمایا۔ اس طرح آپ تخت سلطنت پر متمکن ہونے سے پہلے دولت برطانیہ کے گوشے گوشے سے بہ نفس نفیس شناسا ہو چکے تھے۔ ۶ مئی کو جب آپ اپنے والد بزرگوار شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے انتقال پر سریر آرائے حکومت ہوئے۔ تو ایک ایسے

دورِ سلطنت کا آغاز ہوا۔ جو تاریخ برطانیہ میں اپنے زہرہ گداز رنج والم۔ روح افزا مسرتوں۔ سائینس کی حیرت انگیز ترقی اور عالمگیر اہمیت رکھنے والے لرزہ خیز حوادث کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہے۔ آئرلینڈ کا مسئلہ سیاسی افق پر نمایاں نظر آرہا تھا۔ کہ یورپ کی فضا میں جنگ کے بادل منڈلانے لگے۔ جن سے تمام دیگر مسائل نظروں سے اوجھل ہوگئے ۔:

چار سال تک جنگِ عظیم زور شور سے جاری رہی جس سے تمام دنیا لرز اٹھی۔ ایسے ہیبت ناک ڈرامے میں ہزامپیریل میجسٹی کی شخصیت رعایا کی نظروں میں نہایت محبوب و مرغوب ہوگئی۔ اور آپ نے بذاتِ خود خانگی ضروریات میں کفایت شعاری کی ایک عملی مثال پیش کی۔ جہاں دنیا نے متعدد سلطنتوں کی حسرت ناک تباہی کا منظر دیکھا۔ وہاں تاجِ برطانیہ اس شدید آزمائش کی کٹھالی میں سے پہلے سے بھی زیادہ آب وتاب کے ساتھ کندن کی طرح دمک کر نکلا۔ اس میں کیا راز تھا؟ یہ تھا کہ ہندوستان کے لاکھوں آدمیوں نے سمندروں کو عبور کرکے اپنے محبوب شاہنشاہ اور سلطنت کی حمایت کے لئے جانیں لڑا دیں میرے خیال میں یہ امر تسلیم کیا جائے گا۔ کہ ہندوستان کی اس قربانی نے اس کے لئے اس منزلِ مقصود پر پہنچنے کے واسطے کہ وہ دولتِ برطانیہ میں برابر کا حصّہ دار متصوّر ہوگا۔ راستہ صاف کردیا ہے ۔:

والیانِ ریاست کی خوش حالی کے لئے ہزمیجسٹی کی مسلسل کریمانہ توجہ محتاجِ بیان نہیں۔ چنانچہ وہ حضور کو نہ صرف ایک شہنشاہ بلکہ ایک ہمدرد دوست بھی سمجھتے ہیں۔ آج دولتِ برطانیہ سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے۔ کیونکہ اس میں مسلمانانِ عالم کا ایک بڑا حصّہ آباد ہے۔ حکومتِ برطانیہ کے ساتھ میرے خاندان کے تعلقات ایک صدی سے بھی زیادہ عرصے سے چلے آتے ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ یہ دوستانہ مراسم بیش از بیش ترقی کرتے چلے جائیں گے ۔:

مجھے چند مرتبہ ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کے حضور میں شرفِ باریابی حاصل ہوا ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۱۱ء میں بمقامِ دہلی دربارِ تاجپوشی کی تقریب پر جب میں ابھی سات سال کا بچہ تھا۔ دوسری مرتبہ ۱۹۱۳ء میں انگلستان میں۔ ۱۹۲۱ء میں جب شہزادۂ ویلز ہندوستان میں تشریف لائے۔ تو مجھے ان کا ایڈی کانگ منتخب کیا گیا۔ ۱۹۲۴ء میں بادشاہ سلامت و ملکۂ معظمہ نے مجھے قصرِ بکنگھم میں خاص فخرِ حضوری سے مشرف



کرنل قبول حسین وزیر خصوصی بہاولپور



سی اے ایچ ٹونسنڈ اسکوائر
ریونیو منسٹر بہاول پور



میجر شمس الدین صاحب فارن سکرٹری
دربار و سکرٹری سلور جوبلی بہاولپور



مہتہ اودو داس صاحب
کامرس منسٹر بہاول پور



ایم یار محمد خاں چیف انسپکٹر آف
سکولز بہاول پور

فرمایا:۔

خواتین و حضرات! اب آپ کھڑے ہو کر ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کی صحت و شادمانی کا جام نوش فرمانے میں میرے شریک ہوں۔ اور آؤ ہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بادشاہ و ملکہ کو اپنی وفادار رعایا پر حکومت کرنے کے لئے مدّت دراز تک سلامت رکھے"۔

اس کے بعد ہز ہائینس نے متعدد حکّام کو سلور جوبلی کے تمغے عطا فرمائے۔ غرض ہفتہ بھر جشنِ جوبلی کی خوب دھوم دھام رہی۔

ریاست ہائے الور و کشمیر وغیرہ میں وہاں کی مسلم رعایا نے چونکہ ایجی ٹیشن کر کے کچھ حقوق حاصل کر لئے ہیں۔ اس لئے علاقۂ انگریزی کے ہندو ریاستی ہندوؤں کو بھڑکا کر بدمزگی پیدا کر چکے ہیں۔ لیکن چونکہ ہز ہائینس کی نیک نیتی اور انصاف دوستی پر تمام ہندو مسلم رعایا کو پورا بھروسہ ہے۔ اس لئے سرکارِ عالی کے سامنے ہوتے ہی ریاستی ہندو فی الفور اظہارِ خیر خواہی کرتے رہے ہیں۔ اور ہز ہائینس بھی ان کو معاف فرما کر درگزر سے کام لیتے رہے ہیں۔

بلاس پور (کہلور)

ہز ہائینس راجہ آنند چند والی بلاس پور

تاریخ پیدائش۔ ۲۶ جنوری ۱۹۱۳ء	آمدنی۔ ۳۰۰۰۰۰ روپے سالانہ
" مسند نشینی۔ ۱۸ نومبر ۱۹۲۷ء	خرچ۔ ۲۵۰۰۰۰ " "
رقبہ۔ ۴۵۳ مربع میل	سلامی۔ ۱۱ توپ
آبادی۔ ۱۰۰۹۹۴	

ریاست بلاسپور گورنمنٹ ہند کو ۸ ہزار روپے سالانہ بطور نذرانہ ادا کرتی ہے۔

مختصر حالات ہز ہائینس راجہ سر بجے چند کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ ایس۔ آئی ۱۸۸۹ء میں اپنے والد راجہ امر چند کی جگہ ۱۶ سال کی عمر میں مسند نشین ہوئے۔ ان کے زمانۂ نابالغی میں ریاست کا کام کونسل آف ریجنسی چلاتی رہی۔ ۱۸۹۳ء میں حکومت نے انھیں پورے اختیارات تفویض کئے۔ راجہ صاحب کو تمام اختیارات ملنے کے باوجود کونسل آف ریجنسی کو مجلس شوریٰ کی حیثیت سے ۱۸۹۹ء تک قائم رکھا گیا۔ ۱۹۲۷ء میں حکومتِ ہند نے راجہ سر بجے چند کو ریاست کی حکمرانی سے دست بردار ہونے کی اجازت دی۔ اور ان کے نابالغ صاحبزادے ٹکہ آنند چند کو مسندِ ریاست پر بٹھایا۔ ٹکہ صاحب کے زمانۂ نابالغی میں ریاست کا نظم و نسق چلانے

کے لئے ایک انتظامیہ کونسل مقرر کر دی گئی۔ اور اسی زمانے میں نوجوان راجہ صاحب کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے میو کالج اجمیر میں داخل کرا دیا گیا۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو انتظامی قابلیت حاصل کرنے کے لئے پہلے ضلع گوڑگاؤں میں رکھا گیا۔ پھر خود اپنی ریاست کے کئی صیغوں میں کام کرنے کا موقع دیا گیا۔ ۹ جنوری ۱۹۳۳ء کو آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب نے آپ کو جملہ اختیارات تفویض فرمائے۔ آپ ایوانِ والیانِ ریاست ہائے ہند کے ممبر ہیں ::

جوبلی کا جشن دھوم دھام سے منایا گیا۔ اکتیس توپوں کی سلامی ہوئی۔ جلوس نکالا گیا۔ دربار منعقد ہوا۔ جس میں والیٔ ریاست نے ملکِ معظم کے مختصر حالاتِ زندگی بیان کئے۔ اور حکام ریاست کو سلور جوبلی کے تمغے عطا کئے گئے۔ غریبوں کو خیرات دی گئی۔ شہر اور ریاست بھر میں چراغاں کیا گیا۔ ریاست کی طرف سے ایک پُر تکلف دعوت دی گئی۔ جس میں حکام ریاست جاگیردار اور برطانوی فوجوں کے پنشن یافتہ حکام شریک ہوئے۔ ریاست کے فوجیوں اور مدارس کے طلبہ کی دوڑیں ہوئیں۔ طلبہ اور طالبات میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور انھیں انعامات دئے گئے۔ اس کے بعد کشتیاں ہوئیں ::

چمبہ

ہز ہائینس راجہ رام سنگھ والیٔ چمبہ

تاریخ پیدائش۔ ۱۰۔ اکتوبر ۱۸۹۰ء — آمدنی۔ ۸۰۰۰۰۸ روپے سالانہ

" مسند نشینی ۲۳۔ ستمبر ۱۹۱۹ء — خرچ ۸۰۰۰۰۸ " "

رقبہ۔ ۳۱۲۷ مربع میل — سلامی ۱۱ توپ۔

آبادی۔ ۱۴۶۸۷۰

ریاست چمبہ ۳۸۰۰ روپے ۴ آنے بطور نذرانہ حکومت ہند کو پیش کرتی ہے ::

مختصر حالات ریاست چمبہ کے حکمران راجپوت ہیں۔ جو مارواڑ (راجپوتانہ) سے آئے تھے۔ ۱۸۴۸ء میں یہ ریاست بذریعہ سند راجہ سری سنگھ کے حوالے کی گئی۔ ۱۸۷۳ء میں راجہ گوپال سنگھ اپنے ہشت سالہ صاحبزادے شام سنگھ کے حق میں راج گدی سے دستبردار ہو گئے۔ شام سنگھ کے ایّامِ نابالغی میں ریاست کا کام چلانے کے لئے ایک سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا گیا۔ راجہ رام سنگھ کے بعد اُن کے بھائی راجہ سر بھوری سنگھ مسندِ ریاست پر متمکن ہوئے۔ اُن کے بعد اُن کے



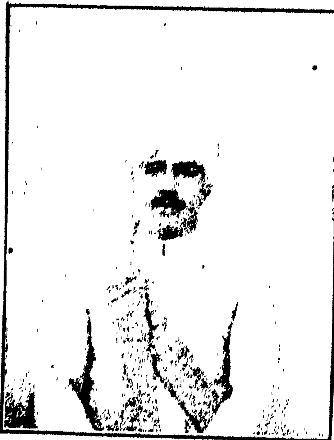
ہز ہائینس راجہ صاحب فریدکوٹ



ہز ہائینس راجہ صاحب منڈی



ہز ہائینس راجہ صاحب چمبہ



رانا صاحب کنھار

بڑے بیٹے راجہ رام سنگھ مسند نشین ہوئے۔ ۲۴-اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کو باقاعدہ چمبہ میں دربارِ مسند نشینی منعقد ہوا۔ اور لفٹننٹ گورنر صاحب نے اس دربار میں اعلان فرمایا۔ کہ ملکِ معظم قیصرِ ہند نے راجہ رام سنگھ کی مسند نشینی کو منظور فرما لیا ہے۔ ریاست کے کام میں آپ کی مدد کے لئے مشیر کی حیثیت سے ایک برطانوی افسر مقرر کیا گیا ہے ؁

ہز ہائینس راجہ صاحب ایوانِ والیانِ ریاست ہائے ہند کے ممبر ہیں۔ ۸-دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء کو ہز ہائینس کے ہاں ولی عہد ریاست پیدا ہوئے۔ جو نومبر سنہ ۱۹۳۳ء میں ایچیسن کالج لاہور میں داخل کر دئے گئے ؁

فرید کوٹ

ہز ہائینس فرزندِ سعادت نشانِ قیصرِ ہند راجہ ہراندر سنگھ بہادر والی فرید کوٹ

تاریخ پیدائش۔	۲۹ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء	آمدنی۔	۱۷۳۴۰۰۰ روپے سالانہ
" مسند نشینی۔	۲۳-ستمبر سنہ ۱۹۱۸ء	خرچ۔	۱۴۴۹۰۰۰ " "
رقبہ۔	۶۳۸ مربع میل	سلامی۔	۱۱ توپ
آبادی۔	۱۶۴۳۶۴		

مختصر حالات | راجگانِ فرید کوٹ کیتھل اور پھلکیاں کے راجاؤں کے ہم نسل ہیں۔ ان کے مشترک بزرگ کا نام براڑ تھا۔ جو مشہور چودھری "پھول" سے ۱۲ پشت پہلے گزرا ہے۔ سولھویں صدی کے وسط میں چودھری کپورا نے خاندانِ فرید کوٹ کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ "کوٹ کپورا" اسی کے نام پر آباد ہوا۔ کپورا کے پوتے سردار ہمیر سنگھ ایک صدی گزرنے کے بعد خود مختار ہو گئے۔ انھوں نے اپنے مقبوضات کو خوب ترقی دی۔ اور فرید کوٹ کی بنیاد ڈال کر اُسے اپنی راجدھانی بنا لیا۔ اس کے بعد چار راجے یکے بعد دیگرے گدّی پر بیٹھے۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۹۱۸ء میں آخری راجہ برج اندر سنگھ کے انتقال پر ان کے بیٹے ہراندر سنگھ مسند نشین ہوئے ؁

چونکہ راجہ ہراندر سنگھ صاحب نابالغ ہیں۔ اس لئے پہلے ایک کونسل آف ریجنسی مقرر کی گئی۔ لیکن بعد میں توڑ دی گئی۔ اور اُس کی جگہ ایک صدر اور چار دیگر ارکان پر مشتمل ایک انتظامیہ کونسل مقرر کی گئی۔ مارچ ۱۹۳۲ء سے کونسل میں چار کے بجائے تین ارکان مقرر کر دئے گئے ہیں۔ راجہ صاحب نے ایچیسن کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی ہے۔ جب راجہ صاحب بالغ ہو جائیں گے۔ تو اُنھیں حکمرانی کے جملہ اختیارات عطا کئے جائیں گے۔ آپ ایوانِ والیانِ ریاست ہائے

ہند کے ممبر ہیں۔ پنجاب کی ریاستوں میں ریاست فریدکوٹ تیرھویں نمبر پر ہے ۔

جیند

کرنل ہز ہائینس فرزندِ دلبند راسخ الاعتقاد دولتِ انگلشیہ راجۂ راجگان مہاراجہ سر رنبیر سنگھ راجندر بہادر جی ۔ سی ۔ آئی ۔ ای ۔ کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ والیِ جیند

تاریخ پیدائش ۱۸۔اکتوبر ۱۸۷۹ء — آمدنی ۔ ۲۴۰۰۰۰۰ روپے سالانہ

" مسند نشینی ۷۔ مارچ ۱۸۸۷ء — خرچ ۔ ۲۳۵۰۰۰۰ "

رقبہ ۔ ۱۲۹۹ مربع میل — سلامی ۔ ۱۵ توپ (مستقل) ۔ ۱۷ (ذاتی)

آبادی ۔ ۳۲۴۶۷۶

مختصر حالات — جیند پھلکیاں کی تین ریاستوں میں سے ایک ہے ۔ والیِ ریاست کے خاندان کا تعلق سدھو جاٹ قبیلے سے ہے ۔ ریاست ہائے پھلکیاں کے حکمران خاندانوں کے مورثِ اعلیٰ "پھول" کا خاندانی تعلق دریام سے ہے ۔ دریام کو شہنشاہِ اکبر نے ۱۵۲۶ء میں دہلی کے جنوبی و مغربی علاقے کی سرداری عطا کی تھی ۔

موجودہ مہاراجہ صاحب اپنے دادا راجہ رگھبیر سنگھ کی جگہ گدی پر بیٹھے ۔ نومبر ۱۸۹۹ء میں انہیں جملہ اختیاراتِ حکمرانی تفویض کئے گئے ۔ لیکن کچھ عرصے کے لئے یہ پابندی عائد کردی گئی ۔ کہ آپ کو پولٹیکل افسر کے مشورے کے مطابق چلنا پڑے گا ۔ ہز ہائینس نے اخراجات جنگ عظیم کے سلسلے میں دو لاکھ روپے گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کئے ۔ مہاراجہ صاحب کو ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند سے ملاقاتِ دید و باز دید کا حق حاصل ہے ۔ یکم جنوری ۱۹۰۹ء کو مہاراجہ بہادر کو کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ اور یکم جنوری ۱۹۱۶ء کو جی ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی کا خطاب دیا گیا ۔ ۱۹۱۱ء کے دربارِ تاجپوشی منعقدہ دہلی میں ہز ہائینس شریک ہوئے تو اس موقعے پر آپ کو موروثی طور پر مہاراجہ کا خطاب عطا کیا گیا ۔ جنگِ عظیم کی خدمات کے صلے میں ہز ہائینس کو "راجندر بہادر" کا موروثی خطاب عطا ہوا ۔ اور توپوں کی سلامی ۱۱ کے بجائے ۱۳ کردی گئی ۔ اسی موقعے پر آپ کو آنریری لفٹننٹ کرنل بنایا گیا ۔ ذاتی اعزاز کے طور پر ۱۵ توپوں کی سلامی منظور کی گئی ۔ اور یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو مقامی طور پر مستقل ۱۵ توپوں کی سلامی کا اعزاز عطا کیا گیا ۔ ۱۰ جون ۱۹۲۶ء کو ہز ہائینس کو کرنل کا درجہ عطا کیا گیا ۔ آر ۔ کے ڈھینگرہ صاحب وزیر اعظم ہیں جو ریاست اور گورنمنٹ میں معتمد سمجھے جاتے ہیں ۔

جشن جوبلی بڑی دھوم دھام سے منایا گیا۔ اکتیس توپوں کی سلامی ہوئی۔ گوردواروں مندروں اور مسجدوں میں دعائیں مانگی گئیں۔ وزیرِ اعظم کی صدارت میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں مختلف قوموں کے دو ہزار سے زیادہ افراد شریک ہوئے۔ جناب صدر نے سلطنتِ برطانیہ کی اُن برکات پر روشنی ڈالی جن سے اُس نے ہندوستان کو بہرہ ور کیا ہے۔ اور کر رہی ہے۔ اور ملکِ معظم کی اُس حقیقی پدرانہ شفقت کا ذکر کیا جس سے وہ اہلِ ہند کو نواز رہے ہیں اس کے بعد چند قرار دادیں منظور کی گئیں۔ جن میں ملکِ معظم کی خدمت میں اُن کی سلور جوبلی کی تقریبِ سعید پر مبارکباد پیش کی گئی۔ پھر سنسکرت۔ گورمکھی اور اُردو میں بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ کی تعریف میں نظمیں پڑھی گئیں۔

بعد ازاں فوجیوں اور طلبۂ مدارس کے کھیل ہوئے۔ رات کو شہر میں چراغاں کیا گیا۔ اور موسیقی کا جلسہ ہوا۔

غریبوں اور محتاجوں میں کھانا اور کپڑے تقسیم کئے گئے۔ طلبہ اور طالبات میں مٹھائی بانٹی گئی۔

نیز دعوتِ باغ منعقد ہوئی۔ جس کے دوران میں فوجیوں نے بگل بجائے۔ اور راگ رنگ کے جلسے ہوئے۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ ریاست نے سلور جوبلی فنڈ میں ۴۳۹۵۰ روپے چندہ دیا۔

کپورتھلہ

کرنل ہز ہائینس فرزند دلبند راسخ الاعتقاد دولتِ انگلشیہ راجۂ راجگان مہاراجہ سر جگت جیت سنگھ بہادر جی۔سی۔ایس۔آئی۔ جی۔سی۔آئی۔ای۔ جی۔بی۔ای والیِ کپورتھلہ

تاریخ پیدائش۔ ۲۴۔ نومبر ۱۸۷۲ء
تاریخ مسند نشینی۔ ۵۔ ستمبر ۱۸۷۷ء
رقبہ۔ ۶۵۲ مربع میل
آبادی۔ ۳۱۶۷۵۷

آمدنی۔ ۳۶۰۰۰۰۰ روپے سالانہ
(جائداد اودھ کی آمدنی بھی اس میں شامل ہے)
خرچ۔ ۳۵۰۰۰۰۰ روپے سالانہ
(جائداد اودھ کا خرچ بھی اِس میں شامل ہے)
سلامی۔ ۱۳۔ توپ (مستقل) ۱۵ (ذاتی)

مختصر حالات | روایت مشہور ہے کہ ریاست کپورتھلہ کے بانی کا نام رانا کپور تھا۔ وہ جیسلمیر سے آیا تھا۔ اور اس نے کپورتھلہ آباد کیا۔ حکمران خاندان کے مورثِ اعلیٰ ایک جوان ہمت زمیندار سری مادھو

سنگھ تھے۔ جو موضع اہلو ضلع لاہور کے رہنے والے تھے۔ اسی مناسبت سے یہ خاندان اہلو والیہ کہلاتا ہے لیکن حکمران خاندان کا اصل بانی سردار جتا سنگھ نامی ایک نامور شخص گزرا ہے۔ جو نادر شاہ اور احمد شاہ کا ہمعصر تھا۔

موجودہ حکمران راجہ کو حکمرانی کے جملہ اختیارات سنہ ۱۸۹۰ء میں تفویض کئے گئے سنہ ۱۹۱۰ء کے آخر میں ریاست کا نظم ونسق چلانے کے لئے مہاراجہ صاحب کی نگرانی میں ایک کونسل بنائی گئی۔ آٹھ سال بعد مسٹر ایل فرنچ۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ بی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس ریاست کے وزیر اعظم مقرر کئے گئے۔ مہاراجہ صاحب نے سنہ ۱۹۰۳ء کے موسم گرما میں یورپ اور امریکہ کی سیاحت فرمائی۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں آپ طبی مشورے سے جاپان تشریف لے گئے۔ اس وقت ہز ہائینس کے چار صاحبزادے موجود ہیں۔ (۱) ولیعہد ریاست ٹکا راجہ پرمجیت سنگھ۔ (۲) میجر مہاراج کمار امرجیت سنگھ۔ (۳) مہاراج کمار کرم جیت سنگھ۔ اور (۴) مہاراج کمار اجیت سنگھ۔

ہز ہائینس سنہ ۱۹۱۱ء کے دربار تاجپوشی منعقدہ دہلی میں شریک ہوئے۔ جب سنہ ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم چھڑی۔ تو ہز ہائینس مہاراجہ صاحب نے ریاست کے تمام ذرائع حکومت کی خدمت میں پیش کر دئے۔ سنہ ۱۹۱۱ء کے دربار تاجپوشی میں ہز ہائینس کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا ہوا۔ اور مہاراجہ بنایا گیا۔ اس کے سوا اس سے قبل انہیں ۱۱ توپوں کی سلامی مقرر تھی۔ لیکن اس کے بعد مستقل طور پر ۱۳ توپوں کی سلامی مقرر کر دی گئی۔ جنگ عظیم کی خدمات کے صلے میں یکم جنوری سنہ ۱۹۱۸ء کو ذاتی طور پر مہاراجہ صاحب کے لئے مزید دو توپوں کی سلامی اور یکم جنوری سنہ ۱۹۲۱ء کو مقامی طور پر ۱۵ توپوں کی سلامی منظور کی گئی۔ نیز اسی تاریخ کو مہاراجہ صاحب کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا کیا گیا۔ آپ کو فوج کا آنریری لفٹننٹ کرنل بھی بنایا گیا۔ اب ہز ہائینس تیسری بٹالین۔ گیارھویں سکھ رجمنٹ کے آنریری کرنل ہیں۔ ۱۸ جون سنہ ۱۹۲۶ء کو ہز ہائینس کو کرنل کا درجہ دیا گیا۔ اور جب نومبر سنہ ۱۹۲۷ء میں ہز ہائینس نے اپنی گولڈن جوبلی منائی۔ تو حکومت کی طرف سے آپ کو جی۔ بی۔ ای کا خطاب عطا کیا گیا۔ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز بھی ریاست کے مہمان ہو چکے ہیں۔ جب نومبر سنہ ۱۹۲۷ء میں ہز ہائینس کی گولڈن جوبلی ہوئی۔ تو اس میں شرکت کے لئے ہز ایکسیلنسی وائسرائے بھی تشریف لائے۔ سنہ ۲۷-۱۹۲۶ء میں ہز ہائینس نے جمعیت الاقوام کے اجلاسوں میں ہندوستان کی نمائندگی کے فرائض ادا کئے۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں ہز ہائینس کے چیف منسٹر خان بہادر دیوان سر عبد الحمید سی۔ آئی۔ ای۔ او۔ بی۔ ای ہندوستانی وفد کے ایک رکن کی حیثیت سے جمعیت الاقوام کے اجلاس جینوا میں شرکت کے



کرنل فشر وزیر عظم کپورتھلہ



خان بہادر محمد سعید صاحب
انسپکٹر جنرل پولیس کپورتھلہ



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب کپورتھلہ



سردار راجکمار چیف جسٹس
کپورتھلہ



دیوان اجودھیا داس ریونیو
و فنانس منسٹر کپورتھلہ

لیئے بھیجے گئے۔ سالِ گزشتہ میں زمینداران ریاست کے ایجی ٹیشن پر دیوان سر عبدالحمید صاحب کو پنشن دیکر ان کی جگہ کرنل فشر صاحب پرائم منسٹر مقرّر ہوئے۔ اور کئی دوسری تبدیلیاں بھی عمل میں آئیں ؛۔

اس وقت ریاست میں مندرجۂ ذیل اعلیٰ عہدہ دار مامور ہیں :-

لفٹنٹ کرنل فشر وزیرِ اعظم | کرنیل صاحب نے فرانس میں قابلِ تعریف فوجی خدمات سرانجام دیں جس کے بعد ۱۹۱۷ء میں عراق عرب کے پولیٹکل افسر مقرّر ہوئے۔ پھر صوبۂ سرحد کے مختلف مقامات پر اسسٹنٹ کمشنر رہے۔ نیز سیستان۔ عدن۔ کاٹھیاواڑ۔ حیدرآباد میں قونصل کے فرائض سرانجام دیئے۔ بعدہٗ جنوری ۱۹۳۵ء میں یہاں تشریف لائے ہیں ؛۔

مہاراج کمار امرجیت سنگھ | مہاراجکمار ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ آکسفورڈ یونیورسٹی کے ایم۔ اے ہیں۔ ۳ دسمبر ۱۹۱۸ء کو آنریری کپتان اور ۸ جنوری ۱۹۳۰ء کو آنریری میجر بنائے گئے۔ نیز ہز ایکسیلنسی کمانڈر انچیف کے ایڈی کانگ مقرّر کیئے گئے۔ اس وقت آپ ہوم ہولڈ منسٹر ہیں۔ اور بیحد ہر دلعزیز ہیں ؛۔

دیوان اجودھیا داس وزیرِ مالیات | انھوں نے ۱۹۰۹ء میں ریاست کی ملازمت اختیار کی۔ اور اپنی ۲۵ سالہ مدّت ملازمت میں تقریباً تمام اہم ذمّہ دار عہدوں مثلاً ہزہائینس کے پرائیویٹ سکرٹری۔ ہوم منسٹر و مہتمم جاگیر اودھ۔ چیف جسٹس۔ وزیرِ مالیات۔ ریونیو منسٹر وغیرہ کی خدمات انجام دیں۔ آپ دیوان بلوبل کے خاندان سے تعلّق رکھتے ہیں جس کے ارکان سوا سو سال سے ریاست کے بڑے بڑے ذمّہ دار عہدوں پر سرافراز چلے آتے ہیں۔ ان کے دادا دیوان گلزاری مل ریاست کپورتھلہ و جاگیر اودھ کے اوّلین منتظم تھے۔ اور چچا دیوان بہادر دیوان بھگوان داس ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۰ء تک چیف سکرٹری رہے ؛۔

سردار راجکمار | سردار راجکمار بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی چیف جسٹس ہیں۔ آپ ۱۹۱۷ء میں سرکاری وکیل، مجسٹریٹ، سیشن جج اور جج ہائیکورٹ کے عہدوں پر مامور رہے۔ حتّیٰ کہ ۱۹۳۵ء میں چیف جسٹس بنائے گئے۔ آپ سولہ سال تک سٹیٹ کونسل کے سکرٹری بھی رہ چکے ہیں ؛۔

سردار ولایتی رام الیکٹریکل انجینئر | ریاست کی صنعتی کمیٹی کے سکرٹری اور جالندھر الیکٹرک سپلائی کمپنی کے ڈائرکٹر ہیں۔ آپ ایک قدیم دیوان خاندان سے تعلّق رکھتے ہیں۔ آپ کے اجداد نے ریاست میں جلیل القدر خدمات انجام دیں۔

سردار دوارکا داس | آپ وزیرِ اعظم کے پرسنل اسسٹنٹ ہیں۔ پہلے پہل ۱۹۲۰ء میں آپ مجسٹریٹ مقرّر ہوئے۔ پھر محکمۂ عدالت جاگیر اودھ اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کے بڑے بڑے

ذمہ دار عہدوں پر فائز رہے۔ آپ کا خاندان مدت ہائے دراز سے ریاست کی خدمات سرانجام دے رہا ہے ؎

میجر جنرل سردار پورن سنگھ آپ مہاراجہ رندھیر سنگھ آنجہانی کے ماموں، سردار شمشیر سنگھ کے متبنیٰ ہیں۔ ۹۸-۱۸۹۷ء میں مہم تیراہ میں انھوں نے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ریاست ہذا کے نمایندہ کی حیثیت سے بتقریب تاجپوشی شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم انگلستان گئے تھے۔ ۱۹۱۰ء میں ان کو ریاست کا کمانڈر انچیف بنا کر میجر جنرل کے منصب عالیہ پر سرافراز کیا گیا۔ حکومت برطانیہ نے انھیں خدمات کے صلے میں سی۔آئی۔ای کا خطاب عطا کیا ؎

دیوان سر بشیر داس ایک نہایت قدیم دیوان خاندان کی یادگار ہیں۔ آپ کے اسلاف نے ریاست کی جلیل القدر خدمات انجام دیں۔ ان کے والد ہز ہائینس کے پرائیویٹ سکرٹری تھے۔ آپ سنہ ۱۹۰۲ء میں اسسٹنٹ کنٹرولر ہاؤس ہولڈ مقرر ہوئے۔ پھر مجسٹریٹ۔ سشن جج۔ چیف جج اور چیف جسٹس ہوتے رہے۔ آپ ملازمت سے سبکدوش ہوتے وقت ہوم منسٹر تھے۔ اور سلور جوبلی کمیٹی کے پریذیڈنٹ تھے ؎

خان بہادر میاں محمد سعید میاں صاحب انسپکٹر جنرل پولیس ہیں۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر ہوئے۔ پھر سپرنٹنڈنٹ بنائے گئے۔ اور آخر کار موجودہ منصب پر سرافراز ہوئے۔ آپ ضلع گورداسپور کے ایک نہایت قدیم راجپوت خاندان کے رکن ہیں۔ آپ کے جد امجد میاں دین محمد مہاراجہ رنجیت سنگھ کے درباری مشیر تھے۔ آپ کے والد بزرگوار نے مدت تک برطانیہ کی خدمات سرانجام دیں۔ بالآخر حاکم محکمۂ بندوبست کے عہدے سے سبکدوش ہوئے ؎

جوبلی کا جشن نہایت شان و شوکت سے منایا گیا۔ سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔ شہر بھر میں بینڈ بجایا گیا۔ تمام عبادت گاہوں میں دعائیں مانگی گئیں۔ اور مٹھائی تقسیم کی گئی غربا کو کھانا کھلایا گیا۔ شہر کو جھنڈیوں اور پھلکاریوں سے آراستہ کیا گیا۔ اور یہ نظارہ نہایت جاذب نظر تھا۔ شالامار باغ میں بڑا بھاری میلا لگا۔ جہاں عام لوگوں کی دلچسپی کے مختلف سامان مہیا کیے گئے۔ رات کو ہر مقام پر چراغاں کیا گیا۔ کچہری و دربار ہال میں ایک عظیم الشان جوبلی دربار منعقد ہوا۔ جس میں تمغے اور سندیں تقسیم کی گئیں۔ کالجوں اور سکولوں کے طلبہ اور سکاؤٹوں میں شیرینی بانٹی گئی۔ محل کے باغ کے احاطے میں آتش بازی چھوڑی گئی۔ نیز جوبلی پارک کی افتتاحی رسم ادا کی گئی۔ اور ایک بھاری نمائش بھی منعقد ہوئی ؎



دیوان سر لیشر داس چیئرمین
سلور جوبلی کمیٹی کپورتھلہ



مسٹر دوارکا داس پی - اے
تو چیف منسٹر کپورتھلہ



میجر جرنل سردار پورن سنگھ کپورتھلہ



مسٹر سوہن لال سکرٹری میلہ کمیٹی
کپورتھلہ



پنڈت تربھون ناتھ جین کپورتھلہ

لوہارو

لفٹننٹ نوّاب امین الدّین احمد خان بہادر والی لوہارو

تاریخ پیدائش - ۲۳ مارچ ۱۹۱۱ء آمدنی - ۱۳۷۰۰۰ روپے سالانہ
" مسند نشینی - ۳- اکتوبر ۱۹۲۶ء خرچ - ۱۳۵۰۰۰ " "
رقبہ - ۲۲۶ مربع میل - سلامی - ۹ توپ ۰
آبادی - ۲۳۳۳۸

مختصر تاریخ | نوّابانِ لوہارو کا ایک پرانے مغل خاندان سے تعلّق ہے - یہ خاندان علمی فضیلت کے اعتبار سے ممتاز رہے - اس کے مورثِ اعلیٰ مرزا عارف بیگ نے بخارا سے ہندوستان آکر احمد شاہ ابدالی کی ملازمت اختیار کی - انھیں مرزا عارف بیگ کے صاحبزادے نوّاب احمد بخش خاں جو لوہارو کے حکمران خاندان کے بانی اوّل ہیں مرہٹوں کے ملازم ہوئے - اس کے بعد دربارِ الور کی طرف سے لارڈ لیک وائسرائے ہند کی خدمت میں ایجنٹ مقرر ہوئے - انھوں نے معاہدہ الور کے علاوہ متعدد لڑائیوں میں نمایاں خدمات انجام دیں - جن کے پیش نظر لارڈ لیک نے ضلع گوڑگاؤں میں انھیں تین لاکھ روپے سالانہ آمدنی کا ایک علاقہ عطا کیا - ۱۸۲۷ء میں نوّاب احمد بخش خاں کا انتقال ہو گیا - اور ان کے بیٹے نوّاب امین الدّین خان کو والیِ لوہارو تسلیم کیا گیا - ۱۸۶۹ء میں انھوں نے وفات پائی - اور ان کے بعد اُن کی اولاد میں سے تین نوّاب یکے بعد دیگرے مسند نشین ہوئے -

آخری نوّاب عزیز الدّین احمد خان کے انتقال پر اُن کے سب سے بڑے صاحبزادے نوّاب امین الدّین احمد خاں مسندِ ریاست پر متمکّن ہوئے - نوّاب صاحب نے ایچیسن کالج لاہور میں تعلیم پائی - اِن کے زمانۂ نابالغی میں ریاست کا انتظام ایک کونسل آف ریجنسی کے ذمّے رہا - نومبر ۱۹۳۱ء میں اُنھیں حکمرانی کے جملہ اختیارات تفویض کئے گئے - اسی موقع پر آپ کو ہندوستانی فوج میں آنریری سیکنڈ لفٹننٹ کا عہدہ دیا گیا - نوّاب صاحب کو وائسرائے سے ملاقات کرنے کا حق حاصل ہے - آپ ایوانِ والیانِ ریاست ہائے ہند کے ممبر ہیں ۰

مالیرکوٹلہ

لفٹننٹ کرنل ہز ہائینس نواب سر احمد علی خان بہادر کے - سی - ایس - آئی -
کے - سی - آئی - ای والی مالیرکوٹلہ

تاریخ پیدائش - ۱۰ - ستمبر ۱۸۸۱ء — آمدنی - ۸۵۰۰۰۰ روپے سالانہ
" مسند نشینی - ۲۳ - اگست ۱۹۰۸ء — خرچ - ۸۳۷۰۰۰ " "
رقبہ - ۱۶۵ مربع میل — سلامی - ۱۱ توپ (مستقل)
آبادی - ۸۳۶۷۲

مختصر حالات | مالیرکوٹلہ کے حکمران شروانی افغان ہیں - یہ خاندان ۱۴۶۷ء میں شاہان دہلی کے سلسلہ ملازمت میں منسلک ہوکر ہندوستان آیا - اس کے مورث اعلیٰ شیخ صدر الدین نے سلطان بہلول لودھی کی بیٹی سے شادی کی - اور اس موقع پر اُنھیں لدھیانہ کے قریب ۶۸ گاؤں عطا ہوئے - شیخ صدر الدین نے ۱۴۶۶ء میں از سر نو مالیرکوٹلہ کی بنیاد ڈالی - پہلے اس مقام کا نام مالیرگڑھ تھا - اور یہ مرور ایام سے تباہ ہوچکا تھا -

۱۹۰۸ء تک شیخ صدر الدین کی اولاد میں سے مختلف نواب حکمرانی کرتے رہے - حتّٰی کہ ۵ - جنوری ۱۹۰۹ء کو نواب ابراہیم علی خاں کے صاحب زادے نواب احمد علی خاں موجودہ حکمران مسند نشین ہوئے - ۳ - جون ۱۹۱۵ء کو اُنھیں کے - سی - ایس - آئی کا خطاب عطا ہوا - ۱۴ جون ۱۹۱۶ء کو وہ آنریری میجر اور ۳۱ - دسمبر ۱۹۱۹ء کو لفٹننٹ کرنل بنائے گئے +

نواب صاحب ایوانِ والیانِ ریاست ہائے ہند کے رکن ہیں - اور انھیں وائسرائے سے ملاقات دید و باز دید کا حق حاصل ہے - چونکہ کچھ دنوں سے خود ساختہ ہندو مسلم تنازعات برپا ہوگئے تھے اس لئے انتظام ریاست کے لئے فی الحال نواب صاحب نے گورنمنٹ سے خان بہادر ملک لسان مہدی صاحب ایم - ایل - سی وزیر اعظم آنریبل صاحب سیتا رام چیف جسٹس کی خدمات مستعار لی ہیں +

منڈی

کیپٹن ہز ہائینس راجہ سر جوگندر سین بہادر کے - سی - ایس - آئی - والی منڈی

تاریخ پیدائش - ۲۰ - اگست ۱۹۰۴ء — آمدنی - ۱۲۵۸۰۰۰ روپے سالانہ

" مسند نشینی - ۲۸- اپریل ۱۹۱۳ء خرچ ۱۲۳۱۰۰۰ " "
رقبہ - ۱۱۳۹ مربع میل سلامی - ۱۱ توپ
آبادی - ۲۰۷۴۶۵
ریاست منڈی حکومت برطانیہ کو ایک لاکھ روپیہ سالانہ ادا کرتی ہے ۔

مختصر حالات روایت ہے کہ منڈی کا حکمران "سورج بنسی" راجپوت ہے ۔ منڈی اور سکیت کے حکمران خاندانوں کے مورث اعلیٰ ایک ہی بزرگوار تھے ۔ منڈی کے موجودہ حکمران خاندان ریاست سکیت کے راج بنس سے تیرھویں صدی کے اوائل میں علحدہ ہوئے ۔ منڈی کی موجودہ راج دھانی کی بنیاد اجبر سین نے ۱۵۲۷ء میں ڈالی تھی ۔ اجبر سین ہی کو منڈی کا سب سے پہلا راجہ سمجھنا چاہیئے ۔

اس کے بعد مین راجے یکے بعد دیگرے گدی پر بٹھلائے گئے جن میں سے آخری راجہ بھورنی سنگھ ۱۹۱۲ء میں انتقال کر گئے ۔ تو انھوں نے اپنا کوئی بیٹا چھوڑا اور نہ کسی کو اپنا متبنیٰ بنایا ۔ لہذا راجہ صاحب آنجہانی کے سب سے زیادہ قریبی عزیز میاں جوگندر سین کو راجہ جوگندر سنگھ کے نام سے ۲۸- اپریل ۱۹۱۳ء کو مسند نشین کیا گیا ۔ ہز ہائینس کے زمانہ نابالغی میں ریاست کا انتظام گورنمنٹ کے ہاتھوں میں رہا ۔

ہز ہائینس راجہ سر جوگندر سنگھ کی تعلیم ایچیسن کالج لاہور میں ہوئی ۔ ۱۳- فروری ۱۹۲۵ء میں ہز ہائینس کو حکمرانی کے جملہ اختیارات عطا کئے گئے ۔ مسند نشینی کے وقت ہز ہائینس کو لفٹنٹ کا اعزازی درجہ عطا کیا گیا ۔ ۱۹۳۰ء میں آپ کو کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی کا خطاب دیا گیا ۔ اور اسی سال آپ کیپٹن بنائے گئے ۔

ہز ہائینس دیوان والیانِ ریاست ہائے ہند کے ممبر ہیں ۔
پنجاب کی ریاستوں میں منڈی چھٹے نمبر پر ہے ۔

جشن جوبلی اعلیٰ پیمانے پر منایا گیا ۔ اکتیس توپیں چھوڑی گئیں ۔ ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کی تعریف میں نظمیں پڑھی گئیں ۔ ریاست کی طرف سے ایک پُر تکلف دعوت دی گئی جس میں راجہ صاحب نے ایک تقریر کے دوران میں سلطنتِ برطانیہ کی برکات بیان کیں ۔ غریبوں کو خیرات دی گئی ۔ مسجدوں ۔ گوردواروں اور مندروں میں بادشاہ سلامت اور ملکہ کی درازیٔ عمر اور بلند اقبالی کے لئے دعائیں مانگی گئیں ۔ ریاست نے سلور جوبلی فنڈ میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) روپے سے زیادہ چندہ دیا ۔

نابھہ

ہز ہائینس فرزند ارجمند عقیدت پیوند دولتِ انگلشیہ برار بنس سرمور راجۂ راجگان مہاراجہ پرتاپ سنگھ مالوبندر بہادر ۔ والیٔ نابھہ

تاریخ پیدائش ۔ ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء — آمدنی ۔ ۲۵۵۵۰۰۰ روپے سالانہ

تاریخ مسند نشینی ۔ ۱۹ فروری سنہ ۱۹۲۸ء — خرچ ۔ ۲۰۰۲۰۰۰ روپے سالانہ

رقبہ ۔ ۹۴۷ مربع میل — سلامی ۔ ۱۳ توپ (مستقل) ۔ ۱۵ توپ (مقامی)

آبادی ۔ ۲۸۷۵۷۴

مختصر حالات | نابھہ ریاست ہائے پھلکیاں میں شامل ہے ۔ پھلکیاں کی دوسری دو ریاستوں کی طرح نابھہ کے حکمران خاندان کا بانی بھی "پھول" ہی تھا ۔ لیکن حقیقت میں اس کا مورثِ اعلیٰ ہمیر سنگھ کو سمجھنا چاہیئے ۔ جو پھول کے پوتے گوردت کا پوتا تھا ۔ سرہند کے معرکے میں وہ دوسرے سکھوں کے ساتھ شریک تھا ۔ چنانچہ فتحیابی کے بعد اسے املوہ کا پرگنہ انعام میں ہاتھ لگا ۔ اس نے اپنی موروثی جاگیریں اور بھی بہت سے گاؤں شامل کئے ۔ اور نابھہ کی بنیاد ڈالنے کے علاوہ اپنے نام کا سکّہ بھی جاری کیا ۔

سنہ ۱۷۸۳ء میں ہمیر سنگھ کا انتقال ہوگیا ۔ اور تقریباً ڈیڑھ سو سال تک اس کی اولاد حکمرانی کرتی رہی ۔

آخر سنہ ۱۹۲۳ء میں گورنمنٹ نے مہاراجہ روپ دمن سنگھ کو ان کی مطلق العنانی کے سبب معزول کردیا ۔ وہ اپنے اہلِ خاندان کے ساتھ دہرہ دون جاکر رہنے لگے ۔ ان کی غیر حاضری میں ریاست کا نظم و نسق حکومتِ ہند کے مقرّر کردہ ایڈمنسٹریٹر کے ہاتھوں میں سونپ دیا گیا ۔ پھر فروری سنہ ۱۹۲۸ء میں مہاراجہ صاحب کو دہرہ دون سے ریگولیشن نمبر ۳ ۔ مجریہ سنہ ۱۸۱۸ء کے ماتحت بمقام کودی کنال (مدراس) نظربند کر دیا گیا ۔ اور اُن کی جگہ ان کے سب سے بڑے صاحبزادے پرتاپ سنگھ گدّی پر بیٹھائے گئے ۔ اِن کے ایّامِ نابالغی میں ریاست کا کام چلانے کے لئے ایک کونسل آف ریجنسی مقرّر کی گئی ۔ جو ایک صدر اور ۳ ارکان پر مشتمل ہے ۔

جوبلی کا جشن دھوم دھام سے منایا گیا ۔ گوردواروں ۔ مندروں اور مسجدوں میں ملکِ معظّم و ملکۂ معظّمہ کی درازیٔ عمر ۔ صحّت اور راحت کے لئے دعائیں مانگی گئیں ۔ سلامی کے لئے اکتیس توپیں چھوڑی گئیں ۔ اس تقریب کی یادگار میں تخمیناً پچاسی ہزار روپے کی لاگت سے نابھہ میں اہلِ شہر کی تفریح کے لئے "کنگ جارج سلور جوبلی پارک" کے نام سے ایک نہایت شاندار

پارک بنایا جائے گا۔ غریبوں اور بیواؤں کو خیرات دی گئی۔ اور کھانا کھلایا گیا۔ طلباء اور فوجیوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ شام باغ کے میدان میں میلا لگا۔ شہر میں چراغاں کیا گیا اور آتش بازی چھوڑی گئی ؞

پٹیالہ

لفٹنٹ جنرل ہز ہائینس فرزند خاص دولتِ انگلشیہ منصور زمان۔ امیر الامراء۔ مہاراج ادھیراج۔ راجیشور سری مہاراجۂ راجگان سر بھوپندر سنگھ مہندر بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای + جی۔ سی۔ وی۔ او۔ جی۔ بی۔ ای + اے۔ ڈی۔ سی والیٔ پٹیالہ

تاریخ پیدائش۔ ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء — آمدنی ۔ ۱۴۵۰۰۰۰۰ روپے سالانہ

" مسند نشینی۔ ۹۔ نومبر ۱۹۰۰ء — خرچ ۔ ۱۱۶۰۰۰۰۰ " "

رقبہ ۔ ۵۹۴۲ ۔ مربع میل — سلامی۔ ۱۷ توپ (مستقل) ۱۹ توپ (ذاتی)

آبادی ۔ ۱۴۲۵۵۲۰ — ۱۹ ۔ توپ (مقامی) ؞

مختصر حالات پٹیالہ پھلکیاں کی تینوں ریاستوں میں سب سے بڑی ریاست ہے۔ اس کی بنیاد "پھول" کے پوتے سردار آلا سنگھ نے ڈالی جسے احمد شاہ درانی نے وہاں کا حکمران بنایا تھا ؞

تقریباً ڈیڑھ سو سال تک راجہ آلا سنگھ کی اولاد ریاست پر حکمرانی کرتی رہی۔ یہاں تک کہ نومبر ۱۹۰۰ء میں مہاراجہ راجندر سنگھ کی وفات پر موجودہ حکمران مہاراجہ سر بھوپندر سنگھ گدی پر بیٹھے۔ اُن کے زمانہ نابالغی میں ریاست کا کام ایک کونسل آف ریجنسی کے سپرد تھا۔ یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء کو کونسل توڑ دی گئی۔ اور مہاراجہ صاحب نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ۳۔ نومبر ۱۹۱۰ء کو ہز ایکسیلینسی لارڈ منٹو نے مہاراجہ صاحب کو حکمرانی کے جملہ اختیارات تفویض فرمائے ؞

جنگ عظیم کی خدمات کے صلے میں پہلے مہاراجہ صاحب کو اعزازی لفٹننٹ کرنل بنایا گیا۔ پھر ۱۹۱۸ء میں جی۔ بی۔ ای کا خطاب عطا کیا گیا۔ اور ذاتی طور پر اُن کے لئے ۱۹ توپوں کی سلامی مقرر کی گئی۔ ہز ہائینس کو پندرھویں لدھیانہ سکھ فوج کا کرنل اور ۱۔ ۱۴۰ ویں پٹیالہ انفنٹری کا آنریری کرنل مقرر کیا گیا۔ ۱۹۲۱ء میں انھیں جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب دیا گیا۔ اور حدود ریاست میں ۱۹ توپوں کی سلامی حاصل کرنے کی اجازت عطا کی گئی۔ ہندوستان میں پرنس آف ویلز کی آمد کے موقع پر آپ کو جی۔ سی۔ وی۔ او کا بلند پایہ خطاب عطا کیا گیا۔ اور

آپ ملک معظم کے اے۔ڈی۔سی بنائے گئے۔ ہز ہائینس کو ۱۹۳۱ء میں ہندوستانی فوج میں آنریری لفٹننٹ جنرل کا عہدہ عطا کیا گیا۔ اور ۱۹۳۳ء میں جوبلی کنووکیشن کے موقع پر آپ کو پنجاب یونیورسٹی نے ایل۔ایل۔ڈی کی ڈگری عطا کی۔

مہاراجہ صاحب کو وائسرائے سے ملاقات و بازدید کا حق ہے۔ آپ بہت دفعہ ایوان والیان ریاست ہائے ہند کے صدر منتخب ہو چکے ہیں۔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس اور پھر سلور جوبلی پر بھی آپ انگلستان جا کر ملک معظم کے مہمان رہے ہیں۔

سلور جوبلی کی تقریب پر ایک اعلیٰ پروگرام کے مطابق تمام معابد میں شہنشاہ اور ملکہ معظمہ کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ ایک عام میلا لگا جس میں پچیس ہزار سے زیادہ آدمی جمع ہوئے۔ اس میں ہر قسم کے کھیل دکھائے گئے۔ اور دوسری نفری کی تقریبوں سے ضیافت طبع کی گئی۔ سنٹرل جیل پٹیالہ کے سوا سو قیدی رہا کئے گئے۔ اور قید با مشقت والے تمام قیدیوں کو دو دن کی مشقت معاف کر دی گئی۔ تقریباً گیارہ ہزار غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔ طلبہ اور جیل کے سزا یافتہ قیدیوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ سرکاری عمارتوں اور عام مکانوں میں چراغاں کیا گیا۔ آتش بازی چھوڑی گئی بوائے سکاؤٹوں کے اجتماع کی تقریب منائی گئی۔ تمام شہر عیش و عشرت کی تصویر بنا ہوا تھا اس وقت نواب لیاقت حیات خان صاحب وزیر اعظم ہیں۔ جو نہایت تدبر سے کام کر رہے ہیں۔ ریاست نے سلور جوبلی فنڈ میں دس ہزار روپے سے زیادہ چندہ دیا۔

سرمور (ناہن)

ہز ہائینس مہاراجہ راجندر پرکاش بہادر والی سرمور

تاریخ پیدائش۔ ۱۰۔ جنوری ۱۹۱۳ء	آمدنی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵۹ روپے سالانہ
مسند نشینی۔ ۱۳۔ اگست ۱۹۳۳ء	خرچ۔ ۔ ۔ ۔ ۵۴۸۰۰۰ " "
رقبہ۔ ۱۰۴۶ مربع میل	سلامی۔ ۱۱ توپ

آبادی ۔ ۱۴۸۵۶۳

مختصر حالات | منڈی اور سرمور کے والیان ریاست ہم مرتبہ سمجھے جاتے ہیں۔ ریاست کا حکمران خاندان اپنا تعلق جیسلمیر (راجپوتانہ) کے راجپوت راج بنس سے ظاہر کرتا ہے۔ موجودہ خاندان ۱۰۹۵ء سے حکمران چلا آتا ہے۔ ۱۸۰۳ء میں گورکھوں نے ریاست فتح کر لی لیکن ۱۸۱۵ء میں انہیں بے دخل کر دیا گیا۔ اس وقت سری کرم پرکاش والی ریاست تھے۔ ان کی ناقابلیت کو دیکھ کر ان کے بیٹے سری فتح پرکاش راجہ بنائے گئے۔ چنانچہ ۲۱۔ دسمبر ۱۸۱۵ء



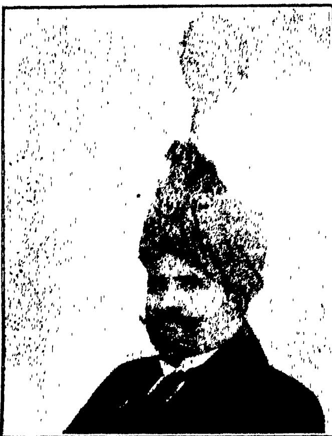
ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ



ہز ہائینس مہاراجہ آف سرمور



نواب سر لیاقت حیات خانصاحب وزیر اعظم پٹیالہ



ہز ہائینس میر صاحب خیر پور

کو گورنمنٹ نے ایک سند کے رو سے بعض بعض علاقوں کے سوا باقی سب علاقے ان کے سپرد کر دئے +

تقریباً سوا سو سال تک ریاست کی حکمرانی راجہ فتح پرکاش کے خاندان میں رہی۔ حتیٰ کہ راجہ امر پرکاش کی وفات کے بعد نومبر ۱۹۳۳ء میں ان کے بیٹے راجندر پرکاش موجودہ حکمران گدی نشین ہوئے +

مہاراجہ صاحب کے والد نے ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام اعلیٰ پیمانے پر کیا۔ جب آنجہانی یورپ میں تھے۔ اور ریاست کی عنانِ انتظام ایک کونسل کے ہاتھ میں تھی۔ تو مہاراجہ صاحب نے نظم و نسق ریاست کے تمام نکات و رموز کو بخوبی ذہن نشین کر کے اپنے آپ کو اس منصب عالیہ کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے اچھی طرح تیار کر لیا۔ چنانچہ ان کی قابلیتِ حکومت تسلیم کرتے ہوئے انھیں مقررہ مدت سے پہلے ہی مسند نشین کر دیا گیا +

مہاراجہ صاحب انگریزی کے فاضل۔ محنتی۔ قوی الصحت۔ ذہین۔ ماہر۔ کھلاڑی۔ خوش مذاق۔ رحم دل اور انصاف پسند حکمران ہیں۔ جب سے انھوں نے نظامِ ریاست کی باگ اپنے ہاتھ میں لی ہے۔ ریاست اور رعایا کی ترقی و خوش حالی ہر وقت اُن کے پیشِ نظر رہتی ہے۔ ہر شخص کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رعایا بھی اُن سے محبت کرتی ہے۔ اور اُن کی ذہانت و قابلیت سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے لائق باپ کے قابل جانشین ثابت ہونگے

ہز ہائینس کو وائسرائے سے ملاقات یدیا زدید کا حق ہے۔ آپ ایوانِ والیان ریاست ہائے ہند کے رُکن ہیں +

جوبلی کا جشن یہاں بھی خوب منایا گیا۔ تمام عبادت گاہوں میں دعائیں مانگی گئیں۔ محل میں دربار منعقد کیا گیا۔ شاہی سلامی کی ۱۰۱ - توپیں چھوڑی گئیں۔ ہز ہائینس نے ایک تقریر کے دوران میں ملک معظم کے ذاتی اوصاف اور ان کی حکومت کی برکات پر روشنی ڈالی۔ غریبوں اور اندھوں کو کھانا کھلایا گیا۔ پریڈ کے میدان میں میلا لگا۔ جس میں مختلف تفریحات کا سامان مہیا کیا گیا۔ شہر میں چراغاں ہوا +

سکیت

ہز ہائینس راجہ لکشمن سین والیٔ سکیت

تاریخ پیدائش - ۱۸۹۴ء   آمدنی - ۲۷۳۰۰۰ روپے سالانہ

" مسند نشینی - ۱۳ - اکتوبر ۱۹۱۹ء   خرچ - ۲۷۲۰۰۰ " "

رقبہ - ۳۹۲ مربع میل　　　　سلامی　۱۱ توپ ؛
آبادی - ۵۸۴۰۸
ریاست ۱۱ ہزار روپے سالانہ حکومت کو ادا کرتی ہے ؛

مختصر حالات | پہلے سکیت اور منڈی دونوں ریاستیں اصل میں ایک تھیں - چنانچہ موجودہ حکمران کے ایک مشترک بزرگ ان ریاستوں پر حکمرانی کرتے تھے - خاندانِ کلاں کی شاخ سے سکیت کے حکمران ہیں - ۱۸۳۹ء میں جب نونہال سنگھ وزیر اعظم لاہور نے پہاڑی ریاستوں کو مطیع کرنے کے لیے فوج بھیجی - تو راجہ اگرسین والی سکیت انگریزوں کے طرفدار بن گئے ۱۸۴۶ء میں راجہ اگرسین نے راجہ منڈی سے تعاون کر کے سکھوں کو پہاڑی قلعوں سے نکالنے میں پوری پوری مدد کی - ان خدمات کے صلے میں حکومتِ برطانیہ نے راجہ صاحب کو اُن کے علاقے کے اندر حکمرانی کے حقوق عطا کیے -

تقریباً چالیس سال تک راجہ اگرسین کا خاندان ریاست پر حکمران رہا - یہاں تک کہ ۱۲ - اکتوبر ۱۹۱۶ء کو راجہ سر بھیم سین کے انتقال پر آن کے بھائی راجہ لکشمن سین گدی پر بٹھائے گئے ؛

راجہ صاحب کو وائسرائے سے ملاقات و بازدید کا حق حاصل ہے - آپ ایوان والیانِ ریاست ہائے ہند کے رکن ہیں - ریاست میں ۱۹۲۴ء میں بغاوت ہو گئی - راجہ صاحب عارضی طور پر دہرہ دون چلے گئے - اور ریاست کا انتظام ایجنٹ گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب کی نگرانی میں ایک سرکاری افسر کے سپرد کیا گیا - ۱۹۲۵ء میں راجہ صاحب ریاست میں واپس آ گئے - اور ریاست کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لے لیا ؛

جوبلی کا جشن نہایت شان و شوکت سے منایا گیا - تمام عبادت گاہوں میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازی عمر اور خوش حالی کے لیے دعائیں مانگی گئیں - اکتیس توپوں کی سلامی دی گئی - غریبوں کو خیرات دی گئی اور کھانا کھلایا گیا - طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی - ایک دربار منعقد ہوا - جس میں ہز ہائینس نے حکومتِ برطانیہ کی برکات پر روشنی ڈالی - آتش بازی چھوڑی گئی چراغاں ہوا - ڈرامہ کیا گیا - کرکٹ کا میچ ہوا کشتیاں ہوئیں - فوجی کرتب اور طلبہ کے کھیل ہوئے ؛

خیرپور (سندھ)

ہز ہائینس میر علی نواز خان تالپور والیِ خیرپور (سندھ)
تاریخ پیدائش - ۱۹ - اگست ۱۸۸۴ء　　آمدنی - ۱۵۰۰۰۰۰ روپے سالانہ

؍؍ مسند نشینی - ۸ - فروری ۱۹۲۱ء	خرچ - ۱۵۰۰۰۰۰ روپے سالانہ
رقبہ - ۶۰۵۰ مربع میل	سلامی - ۱۵ توپ (مستقل)
آبادی - ۲۲۷۱۸۳	۱۷ ؍؍ (مقامی)

مختصر حالات | ہز ہائینس کے بزرگوں نے ۱۷۸۳ء میں سندھ فتح کیا - اور اسی سال میر فتح علیخاں تالپور نے سندھ کی گورنری کا بار اپنے دوش پر لیا - ۱۸۳۲ء میں حکومت برطانیہ نے خیر پور کو ریاست تسلیم کیا - میانی دوآبہ کی جنگ ختم ہونے پر انگریزوں نے پورے سندھ پر قبضہ کر لیا - اور صرف خیر پور چھوڑ دیا - ۱۸۶۶ء میں میر علی مراد خاں کو از روئے شرع محمدی اپنا جانشین مقرر کرنے کی سند عطا کی گئی +

تقریباً پینتیس (۳۵) سال تک میر علی مراد خان صاحب حکمرانی کرتے رہے - آپ کو شکار کا بے حد شوق تھا - ۸ فروری ۱۹۲۱ء کو میر سر امام بخش کے انتقال پر ان کے بیٹے ہز ہائینس میر علی نواز خاں مسند ریاست پر متمکن ہوئے - میر صاحب کو گورنر بمبئی اور وائسرائے سے ملاقات دید و باز دید کے حقوق حاصل ہیں - جشن جوبلی بڑی شان و شوکت سے منایا گیا +

پنجاب کی ریاستیں (انبالہ ڈویژن)

دوجانہ

جلال الدولہ نواب محمد اقتدار علی خان بہادر مستقل جنگ والی دوجانہ

تاریخ پیدائش - ۲۰ نومبر ۱۹۱۲ء	آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۶۵۰۰۰ روپے سالانہ
؍؍ مسند نشینی - ۲۱ جولائی ۱۹۲۵ء	خرچ ؍؍ ۱۲۴۰۰۰ ؍؍ ؍؍
رقبہ - ۱۰۰ مربع میل	فوج اور پولیس - (بیقاعدہ فوج) ۸ سوار - ۵۹
آبادی - ۲۸۲۱۶	پیدل - ۱۹ پولیس کے جوان +

ریاست دوجانہ کے بانی عبدالصمد خاں عہد مغلیہ میں ایک چھوٹے سے جاگیر دار تھے + نواب محمد ممتاز علی خاں بہادر ۱۸۷۹ء میں مسند نشین اور ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے تو اُن کی وفات پر نواب خورشید علی خاں اُن کے جانشین ہوئے - جنھوں نے ۲۷ - جون ۱۹۲۵ء کو وفات پائی + موجودہ نواب اقتدار علی خاں اپنے والد ماجد کی وفات پر بزمانۂ نابالغی مسند نشین ہوئے -

باضابطہ مسند نشینی ۲۲-جنوری سنہ ۱۹۲۶ء کو عمل میں آئی۔ آپ نے اپریل سنہ ۱۹۲۷ء سے جون سنہ ۱۹۳۰ء تک ایچیسن کالج لاہور میں تعلیم پائی - پھر ایک پرائیویٹ یورپین اتالیق سے ۳۱-مارچ سنہ ۱۹۳۳ء تک تعلیم پاتے رہے۔ مجلس نظم ونسق جو نواب صاحب کے زمانۂ نابالغی میں مامور کی گئی تھی۔ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء میں اس کے بجائے ایک منیجر مقرر کر دیا گیا۔ اور سنہ ۱۹۳۴ء کو آپکو مکمل اختیارات دئے گئے۔

نواب صاحب کو وائسرائے سے ملاقات کا استحقاق حاصل ہے۔

ریاست میں جشن جوبلی ایک اعلیٰ پروگرام کے ماتحت منایا گیا۔ تمام شہر چراغاں سے بقعۂ نور بنا ہؤا تھا۔ غربا میں کھانا اور طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

کلسیہ

راجہ راویشر سنگھ - والی کلسیہ

تاریخ پیدائش -	۳۰-اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء	آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء)	۴۸۱۰۰۰ روپے سالانہ
مسند نشینی -	۲۵-جولائی سنہ ۱۹۰۸ء	خرچ	۴۶۶۰۰۰
رقبہ -	۱۹۲ مربع میل	فوج (بیقاعدہ فوج)	۱۷ اسوار - ۸۶ پیدل
آبادی -	۵۹۸۴۸	پولیس -	۶۲ جوان

خالصہ خاندان کے بانی سردار گوربخش سنگھ تھے۔ جو سکھوں کی بارہ مثلوں کے ایک مشہور رکن اور مشہور و معروف سردار بھاگل سنگھ ساکن چلونڈی کے رفیق کار تھے۔

موجودہ رئیس راجہ راویشر سنگھ اپنے والد کے انتقال پر سنہ ۱۹۰۸ء میں مسند نشین ہوئے۔ آپ کے زمانۂ نابالغی میں انتظام ریاست کے لئے ایک کونسل بنا دی گئی تھی۔ جس کا صدر ایک سکھ اور دو ممبروں میں سے ایک ہندو اور ایک مسلمان تھا۔ کونسل مذکور کمشنر انبالہ ڈویژن کی نگرانی میں کام کرتی تھی۔ آپ نے ایچیسن کالج لاہور میں تعلیم پائی - ۶-اپریل سنہ ۱۹۳۲ء کو جملہ اختیارات حکومت آپ کو تفویض کئے گئے۔

راجہ صاحب وائسرائے سے ملاقات دید و بازدید کا حق رکھتے ہیں۔

ریاست میں سلور جوبلی کی تقریب ایک شاندار پروگرام کے ماتحت منائی گئی۔ صدہا روپیہ چراغاں، آتش بازی، غربا و مساکین میں کھانا اور طلبہ میں مٹھائی تقسیم کرنے پر صرف کیا گیا۔ جشن جوبلی بہت کامیاب رہا۔

پاٹودی

نواب محمد افتخار علی خاں بہادر۔ والیِ پاٹودی

تاریخ پیدائش۔ ۱۷ مارچ ۱۹۱۰ء — آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۳۶۰۰۰ روپے سالانہ

" مسند نشینی۔ ۳۰ نومبر ۱۹۱۰ء — خرچ " ۱۳۲۰۰۰ " "

رقبہ۔ ۵۳ مربع میل — فوج۔ (بے قاعدہ فوج) ۵ سوار۔ چالیس پیدل

آبادی۔ ۱۸۸۷۳ — پولیس۔ ۳۴ جوان

پاٹودی ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ جو کمشنر انبالہ ڈویژن کے سیاسی اقتدار کے ماتحت ہے۔ نواب صاحب پاٹودی کے مورثِ اعلیٰ شیخ پیر مات شہنشاہ اکبر کے عہد میں ہندوستان آئے تھے۔ ۱۹۱۷ء تک یہ خاندان ریاست پر حکمران رہا۔ یہاں تک کہ نواب محمد ابراہیم علی خاں کے انتقال پر آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے نواب محمد افتخار علی خاں موجودہ حکمران مسند نشین ہوئے۔ نواب صاحب نے ابتداءً ایچیسن کالج لاہور میں اور بعد ازاں بیلیول کالج آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۱ء کو جناب ممدوح کو اختیاراتِ حکومت تفویض کئے گئے۔

ہز ہائینس کو کرکٹ کا بیحد شوق ہے۔ اور آپ کی ٹیم خاص شہرت رکھتی ہے۔ انگلستان میں بھی کئی بار جاکر کھیل چکے ہیں۔

آپ کے زمانۂ نابالغی میں ریاست کا انتظام اوّل ایک مجلس کے ذریعے سے اور بعد میں ایک دیوان اور مینیجر کی وساطت سے کمشنر انبالہ ڈویژن کی نگرانی میں انجام پاتا رہا۔

موجودہ نواب صاحب کو والسرائے سے ملاقات دید و بازدید کا حق حاصل ہے۔

جشنِ جوبلی یہاں بھی شان و شوکت سے منایا گیا۔

پنجاب شملہ ہل سٹیٹس سپرنٹنڈنسی

باگھل

راجہ سر بیندر اسنگھ صاحب والیِ باگھل

تاریخ پیدائش۔ ۱۴ مارچ ۱۹۰۹ء — آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۸۵۰۰۰ روپے

تاریخ مسند نشینی ۴۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء　　خرچ　　"　　۲۸۰۰۰
رقبہ ۔ ۱۴۴ مربع میل　　پولیس ۱۰ جوان ✦
آبادی ۔ ۲۶۳۵۲
ریاست باگھل شملہ کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ صدر مقام ارکی ہے۔ گورکھوں کے اخراج کے بعد ۱۸۱۵ء میں عطائے سند کے ذریعے سے یہاں کے رئیس کے باضابطہ تسلط کی تصدیق کی گئی ✦

۱۹۲۱ء تک یہ خاندان ریاست پر حکمران رہا۔ یہاں تک کہ بکرام سنگھ کے انتقال پر موجودہ رئیس ٹیکہ سریندر سنگھ ان کے جانشین ہوئے۔ اور ریاست کا انتظام برطانوی حکومت کے مقرر کئے ہوئے منیجر کے ذریعے سے سرانجام پانے لگا ✦

جنوری ۱۹۳۳ء میں موجودہ ہز ہائینس کو مکمل اختیارات حکومت تفویض کئے گئے۔ ریاست حکومتِ ہند کو ۳۶۰۰ روپے خراج ادا کرتی ہے ✦

ریاست باگھل میں جشن جوبلی ایک خاص پروگرام کے ماتحت بڑے اہتمام کے ساتھ منایا گیا۔ اور نہایت کامیاب رہا ✦

باگھٹ

راجہ درگا سنگھ ۔ والی باگھٹ

تاریخ پیدائش ۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۰۱ء　　آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء)　　۱۵۰۰۰۰ روپے سالانہ
" مسند نشینی ۔ ۹ ۔ دسمبر ۱۹۱۱ء　　خرچ ۔　　"　　۱۲۵۰۰۰　"
رقبہ ۔ ۳۳ مربع میل　　پولیس ۔ ۴۹ جوان ✦
آبادی ۔ ۹۷۲۵

ریاست باگھٹ شملہ سے چند میل کے فاصلے پر اس کے جانب جنوب مغرب واقع ہے۔ اور سولن سے سپاٹو اور کسولی تک پھیلی ہوئی ہے۔ ریاست کے حکمران کسی زمانے میں پال کہلاتے تھے۔ مگر اب سنگھ کہلاتے ہیں ✦

تقریباً سو سال تک رانا مہندر سنگھ کی اولاد ریاست پر حکمران رہی۔ یہاں تک کہ رانا دلیپ سنگھ کے انتقال پر اُن کے صاحبزادہ درگا سنگھ جی ۹ دسمبر ۱۹۱۱ء کو مسند نشین ہوئے۔ اُن کے زمانہ نابالغی میں ریاست کا انتظام ایک کونسل کے ذریعے سے انصرام پاتا رہا۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۲ء کو سپرنٹنڈنٹ ہل سٹیٹس شملہ نے آپ کو مکمل اختیاراتِ حکومت تفویض کئے۔ ۴۔ جون ۱۹۲۸ء

کو راجہ کا خطاب آپ کو بطور خاندانی و موروثی امتیاز کے عطا کیا گیا ۔
ریاست میں جشن جوبلی خوب اہتمام و انصرام کے ساتھ منایا گیا ۔

بلسان

رانا عطر سنگھ ۔ والیٔ بلسان

تاریخ پیدائش ۱۸۶۸ء
" مسند نشینی یکم مارچ ۱۹۲۰ء
رقبہ ۵۱ مربع میل
آبادی ۶۸۶۴

آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۹۵۰۰۰ روپے
خرچ " ۷۳۰۰۰ "
پولیس ۱۲ جوان

ریاست بلسان شملہ سے تقریباً ۳۰ میل کے فاصلے پر جانب مشرق واقع ہے ۔ ملک زرخیز ہے ۔ اور اس میں دیو دار کے خوش نما جنگلات پائے جاتے ہیں ۔ رانا بلسان راجہ سرمور کی اولاد میں سے ہیں ۔ گورکھوں کے حملے (۱۸۰۵ء) سے پہلے ریاست بلسان ریاست سرمور کی باجگذار تھی ۔ گورکھوں کے اخراج پر بلسان کی سرداری ۲۱ ستمبر ۱۸۱۵ء کو ایک سند کے ذریعے سے ٹھاکر گوجراج سنگھ کو دے دی گئی ۔ ایک سو پانچ سال تک ان کا خاندان ریاست پر حکمران رہا ۔ حتیٰ کہ راجہ بیر سنگھ کی وفات پر یکم مارچ ۱۹۲۰ء کو ان کے بھائی موجودہ رانا عطر سنگھ گدی پر بیٹھے ۱۴ جون ۱۹۲۱ء کو آپ کی مسند نشینی باضابطہ عمل میں آئی ۔ رانا صاحب کو نظم و نسق کے جملہ اختیارات حاصل ہیں ۔ صرف سزائے موت کے احکام سپرنٹنڈنٹ ہل سٹیٹس شملہ صادر کرتے ہیں ۔ ریاست حکومت کو ۱۰۸۰ روپے خراج ادا کرتی ہے ۔
جشن جوبلی ایک شاندار پروگرام کے ساتھ منایا گیا ۔

بُشہر (خاص)

راجہ پدم سنگھ سی ۔ ایس ۔ آئی والیٔ بُشہر خاص

تاریخ پیدائش ۔ ۱۸۷۳ء
" مسند نشینی ۔ ۵ ۔ اگست ۱۹۱۴ء
رقبہ ۔ ۳۸۲۰ مربع میل ۔

آمدنی ۔ (۳۳-۱۹۳۲ء) ۳۵۰۰۰ روپے سالانہ
خرچ " ۳۵۰۰۰
پولیس ۱۰۰ جوان

آبادی - ۱۰۰۱۹۲ سلامی - ۹ توپ (ذاتی)

فرمانروایان بُشہر اپنے آپ کو سری کرشن کی اولاد بتاتے ہیں۔ سنہ ۱۸۰۳ء سے ۱۸۱۵ء تک بُشہر پر گورکھا حکمران رہے۔ مگر ۱۸۱۵ء میں انگریزوں نے انھیں نکال کر راجہ مہندر سنگھ کو عطائے سند کے ذریعے سے ان کے تمام مقبوضات کا حکمران تسلیم کیا۔ خانیتی اور دلتھ دو چھوٹی چھوٹی ریاستیں ریاست بُشہر کی باجگزار ہیں +

راجہ شمشیر سنگھ سنہ ۱۸۵۰ء میں گدی پر بیٹھے۔ حکومت برطانیہ نے انھیں میاں پدم سنگھ کو اپنا متبنیٰ بنانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ان کے بعد میاں موصوف گدی پر بیٹھے۔ ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۱۷ء کو راجہ پدم سنگھ کو باستثنائے چند جملہ اختیاراتِ حکومت تفویض کیے گئے۔ جنگِ عظیم کے دوران میں راجہ صاحب نے جو خدمات انجام دیں۔ ان کے صلے میں انھیں ۹ توپوں کی ذاتی سلامی کا حق عطا کیا گیا۔ نیز جون سنہ ۱۹۳۰ء میں خطاب سی۔ ایس۔ آئی سے سرفراز کیا گیا +

ریاست حکومت ہند کو ۴۰۰۰ روپے ادا کرتی ہے جشن جوبلی نہایت اہتمام کے ساتھ منایا گیا +

بھجی

رانا بیر پال سنگھ - والی بھجی

تاریخ پیدائش - ۱۹- اپریل سنہ ۱۹۰۶ء آمدنی (سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء) ۱۰۰۰ ۱۷ روپے سالانہ

مسند نشینی - ۹- مئی سنہ ۱۹۱۳ء خرچ ۶۸۰۰۰ ″ ″

رقبہ - ۹۶ مربع میل - پولیس - ۱۱ جوان

آبادی - ۱۵۴۱۳

ریاست بھجی دریائے ستلج کے بائیں کنارے شملہ کے شمال میں واقع ہے۔ شاہی خاندان کا مورثِ اعلیٰ کانگڑہ سے یہاں آیا تھا۔ اور اسی نے ریاست فتح کرکے حکومت قائم کی تھی +

سنہ ۱۸۷۵ء میں رانا درگا سنگھ اپنے والد رن بہادر کے جانشین ہوئے جب ۸- مئی سنہ ۱۹۱۳ء کو انھوں نے وفات پائی تو ان کے بعد ان کے بیٹے موجودہ رانا مسند نشین ہوئے۔ آپ نے ایچیسن کالج لاہور اور بشپ کاٹن سکول شملہ میں تعلیم پائی ہے۔ ابتداءً ریاست کا انتظام ایک کونسل انجام دیتی تھی۔ مگر اب انگریزی حکومت نے ایک مینیجر مامور کر دیا ہے۔ رانا صاحب کی باضابطہ مسند نشینی ۲۲- فروری سنہ ۱۹۱۸ء کو عمل میں آئی +

رانا صاحب کو اس وقت ایک فسٹ کلاس مجسٹریٹ کے اختیارات حاصل ہیں۔ جشنِ جوبلی نہایت جوشِ عقیدت کے ساتھ منایا گیا ۔

بیجا

ٹھاکر پورن چند والی بیجا

ٹھاکر صاحب ۲۷۔ دسمبر ۱۸۹۶ء کو پیدا ہوئے ۔ اور ۲۰۔ جون ۱۹۰۵ء کو گدّی پر بیٹھے۔ ریاست کا رقبہ ۴ مربع میل اور آبادی ۹۹۴ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) دس ہزار اور اسی قدر خرچ ہے۔ ریاست باجگزار ہے۔ ۹ جوانوں پر مشتمل پولیس کی جمعیت مامور ہے ۔

گورکھوں کے اخراج کے بعد ٹھاکر مان چند کو ریاست بحال کی گئی۔ اور ۱۹۰۵ء تک اُن کا خاندان حکمران رہا۔ یہاں تک کہ موجودہ رئیس ٹھاکر پورن چند گدّی پر بیٹھے۔ ۲۲ جنوری ۱۹۱۸ء کو سپرنٹنڈنٹ ہل سٹیٹس شملہ کے ذریعے سے اُن کی باضابطہ رسم مسند نشینی عمل میں آئی۔ ۱۹۲۱ء میں آپ کو اختیاراتِ حکومت تفویض کیے گئے۔ جشنِ جوبلی نہایت اہتمام کے ساتھ منایا گیا ۔

درکوٹی

رانا رگھوناتھ سنگھ ۔ والیِ درکوٹی

والی درکوٹی ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے ۔ اور ۴۔ ستمبر ۱۹۱۸ء کو گدّی پر بیٹھے۔ ریاست کا رقبہ ۴ مربع میل اور آبادی ۵۳۱ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۷ ہزار اور اسی قدر خرچ ہے ۔

موجودہ رانا رگھوناتھ سنگھ صاحب عمدگی سے انتظام ریاست فرما رہے ہیں۔ جشنِ جوبلی نہایت اہتمام کے ساتھ منایا گیا ۔

دھامی

رانا دلیپ سنگھ والی دھامی

رانا صاحب ۶۔ نومبر ۱۹۰۸ء کو پیدا اور ۴۔ جنوری ۱۹۲۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ ریاست کا رقبہ ۲۶ مربع میل اور آبادی ۵۲۳۲ ہے ۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۳۰ ہزار روپے سالانہ اور

اسی قدر خرچ ہے۔ ریاست حکومتِ ہند کو ۲۰ ۷ روپے خراج ادا کرتی ہے ؞
بارھویں صدی عیسوی میں سلطان شہاب الدین غوری کے مشہور و معروف حملۂ ہندوستان کے وقت رانا آف دھانی کے جد اعلیٰ راجپورہ (پٹیالہ کے قریب) سے نکل کر دھانی میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ اوّل اوّل تو یہ ریاست بلاسپور کی باجگزار رہی لیکن ۴ ستمبر ۱۸۱۵ء کو انگریزوں نے رانا گوردھن داس کو خود مختاری کی سند عطا کر دی ؞
تقریباً سو سال سے رانا گوردھن داس کا خاندان ریاست پر حکمران رہا۔ موجودہ رانا دیپ سنگھ نابالغی میں گدی نشین ہوئے۔ لہٰذا ان کے زمانۂ نابالغی میں ایک کونسل کے ذریعے سے ریاست کا انتظام انصرام پاتا رہا۔
دسمبر ۱۹۲۷ء میں رانا موصوف کو اس کونسل کا صدر بنایا گیا۔ اور ۷۔ جنوری ۱۹۲۷ء کو انہیں اختیاراتِ حکومت تفویض کئے گئے ؞
جشن جوبلی اخلاص مندانہ جوش کے ساتھ منایا گیا ؞

جبّل (خاص)

رانا بھگت چند سی۔ ایس۔ آئی۔ والیٔ جبّل

تاریخ پیدائش ۔ ۱۸۸۸ء	آمد (۱۹۳۲-۳۳ء) ۵۵۰۰۰ ۷ روپیہ سالانہ
" مسند نشینی ۔ ۲۹۔ اپریل ۱۹۱۱ء	خرچ " ۷۵۰۰۰ "
رقبہ ۔ ۲۸۵ مربع میل	پولیس ۔ ۲۵۔ جوان (افسر اور سپاہی)
آبادی ۔ ۲۶۰۲ نفوس	

ریاست جبّل شملہ کے مشرق میں سرمور اور رامپور کے درمیان واقع ہے۔ ابتداءً یہ سرمور کی باجگزار تھی لیکن گورکھوں کی جنگ کے بعد خود مختار ہو گئی ؞
رانا گیان چند اپنے والد رانا پدم چند کے انتقال پر ۱۸۹۹ء میں باضابطہ مسند نشین ہوئے۔ آپ کو ۱۹۱۸ء میں راجہ کا خطاب خاندانی امتیاز کے طور پر عطا کیا گیا۔ ۱۹۲۸ء میں آپ کو سی۔ ایس۔ آئی کے خطاب سے سرافراز کیا گیا ؞
ریاست نے ایک شاندار پروگرام کے ماتحت جشن جوبلی میں نمایاں حصہ لیا ؞

کیونتھل

راجہ ہمندر سین والی کیونتھل

تاریخ پیدائش - ۲۱ جنوری ۱۹۰۵ء	آمد ۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۵۰۰۰۰ روپے سالانہ
" مسند نشینی - ۲ فروری ۱۹۱۶ء	خرچ " ۱۴۰۰۰۰ " "
رقبہ - ۱۱۶ مربع میل	پولیس - افسر اور سپاہی ۳۹
آبادی - ۲۵۵۶۰	

ریاست کیونتھل شملہ کی سٹیٹس میں باعتبار حیثیت و اقتدار تیسرے اور ریاست ہائے پنجاب میں بارھویں درجے پر ہے۔ فرمانروایان کا خاندانی لقب سین ہے۔ بھیوگ۔ ماد ھن۔ گھنڈ اور راتیش کی ریاستیں اس کی باجگزار ہیں ؞

تقریباً اسٹھ سال سے راجہ سنسار سین کا خاندان حکمران ریاست ہے۔ ۷ فروری ۱۹۱۶ء کو راجہ بیجے سین نے انتقال کیا۔ تو ان کے صاحبزادے ٹیکہ ہمندر سین موجودہ فرمانروائے کیونتھل مسند نشین ہوئے ۔

جشن جوبلی ایک خاص پروگرام کے ماتحت دھوم دھام سے منایا گیا ۔

کمہارسین

رانا ودیا دھر سنگھ والی کمہارسین

رانا صاحب ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے - اور ۲۴- اگست ۱۹۱۴ء کو گدی پر بیٹھے - ریاست کا رقبہ ۹۰ مربع میل اور آبادی ۱۲۷۸۱ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۵۷ ہزار روپے اور اسی قدر خرچ ہے۔ ریاست حکومت ہند کو ۲ ہزار روپے خراج ادا کرتی ہے۔ پولیس کی ایک نہایت مختصر جمعیت ریاست سے متعلق ہے ۔

ریاست کے بانی کرت سنگھ تھے جنھوں نے تقریباً ۱۰۰۰ء میں گیا سے آکر یہ علاقہ فتح کیا۔ اور ریاست کی داغ بیل ڈالی - رانا کہر سنگھ ۱۸۳۱ء میں لاولد فوت ہوئے۔ لہٰذا ریاست کا الحاق برطانوی علاقے سے کر دیا گیا۔ موجودہ فرماں روا کی باضابطہ مسند نشینی ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء کو عمل میں آئی - اور ۱۹۲۰ء میں انھیں مکمل اختیارات حکومت تفویض کیے گئے ۔

جشن جوبلی خاص اہتمام سے منایا گیا ۔

کونی ہار

ٹھاکر ہردیو سنگھ والی کونی ہار

رئیس کونی ہار ۲۶ اگست ۱۸۹۰ء کو پیدا ہوئے اور ۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو مسند نشین ہوئے۔ ریاست کا رقبہ ۷ مربع میل اور آبادی ۲۰۶۱ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) سات ہزار روپے اور اسی قدر خرچ ہے۔ ریاست باجگزار ہے۔ پولیس کی ایک مختصر جمعیت رہتی ہے۔

گورکھوں کے اخراج کے بعد ٹھاکر مگڑی دیو کو رئیس کونی ہار بنایا گیا۔ موجودہ رئیس ان کے پرپوتے ہیں جنہیں ۱۹۱۷ء میں اختیارات حکومت تفویض کئے گئے۔

جشن جوبلی اچھے پیمانے پر منایا گیا۔

کتھار

رانا کشن چند والی کتھار

رئیس کتھار ۲۳ اگست ۱۹۰۵ء کو پیدا ہوئے اور ۴ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو گدی پر بیٹھے۔ ریاست کا رقبہ ۲۰ مربع میل اور آبادی ۳۷۶ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۴ ہزار روپے اور اسی قدر خرچ ہے۔ ریاست حکومتِ ہند کو ایک ہزار روپے سالانہ خراج ادا کرتی ہے۔ آٹھ جوانوں پر مشتمل پولیس رہتی ہے۔

ابتداءً یہ ریاست نالاگڑھ اور پھر بلاسپور کی اور گورکھوں کے حملے کے وقت ریاست کیونتھل کی باجگزار تھی۔ جب گورکھوں نے پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا۔ تو رانا گوپال سنگھ نے منی ماجرا (ضلع انبالہ) میں آکر پناہ لی۔ اختتامِ جنگ کے بعد وہ کتھار کو واپس آرہے تھے کہ راستے میں ان کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ ریاست ان کے بیٹے بھوپ سنگھ کے حوالے کی گئی۔

موجودہ رئیس رانا بھوپ سنگھ کے پرپوتے ہیں۔ آپ نے ایچیسن کالج میں تعلیم پائی ہے۔ ۴ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو بحیثیت رانا آپ کی باضابطہ مسند نشینی عمل میں آئی۔

آپ نے جشن جوبلی خاص اہتمام کے ساتھ منایا۔

سلوگ

ٹھاکر درگا چند۔ والی سلوگ

ٹھاکر صاحب ۵ اپریل ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوئے اور ۷ ستمبر ۱۹۰۶ء کو گدی پر بیٹھے۔ ریاست کا

رقبہ ۲۰ مربع میل اور آبادی ۵۵ ۱ ۸ ہے۔ سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۱۸ ہزار روپے اور اسی قدر خرچ ہے۔ ریاست حکومتِ ہند کو ۱۴۴۰ روپے سالانہ خراج ادا کرتی ہے۔ ۱۴ جوانوں پر مشتمل ایک مختصر پولیس رہتی ہے۔

بانیٔ ریاست نے اجودھیا سے آکر بھوانا میں سکونت اختیار کی تھی۔ ایامِ مصیبت ختم ہونے کے بعد ٹھاکر صاحب نے پیٹہ میں اقامت اختیار کر لی۔ ۱۸۰۳ء سے ۱۸۱۵ء تک گورکھے ریاست پر قابض رہے۔ جن کے اخراج پر برطانوی حکومت نے بزمانۂ جنگ فوجی امداد کی شرط پر سنسار چند کو سندِ خود مختاری عطا کی۔ موجودہ فرمانروا ٹھاکر سنسار چند کے پرپوتے ہیں۔

یہاں بھی جشنِ جوبلی نہایت دھوم دھام سے منایا گیا۔

منگل

رانا شیو سنگھ والیٔ منگل۔

رانا صاحب ۱۸۹۸ء کو پیدا اور ۱۵ فروری ۱۹۲۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ ریاست کا رقبہ ۱۱ مربع میل اور آبادی ۱۲۴۸ ہے۔ سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۴۵۰۰ روپے اور اسی قدر خرچ ہے۔ ریاست باجگزار ہے۔ پچاس جوانوں پر مشتمل پولیس رہتی ہے۔ ابتداءً بلاسپور کی باجگزار تھی۔ مگر گورکھوں کے اخراج پر رانا بہادر سنگھ کو سندِ خود مختاری عطا کر دی گئی۔

موجودہ فرمانروا رانا بہادر سنگھ کے پرپوتے ہیں۔ جن کی باضابطہ مسند نشینی ۳۱ جنوری ۱۹۲۳ء کو ہوئی۔

جشنِ جوبلی نہایت ٹھاٹھ سے منایا گیا۔

نالاگڑھ (ہندور)

راجہ جوگندر سنگھ والیٔ نالاگڑھ

تاریخ پیدائش	سنہ ۱۸۷۰ء	آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء)	۲۰۰۰۰۰ روپے سالانہ
مسند نشینی	۱۸ ستمبر ۱۹۱۱ء	خرچ "	۲۰۰۰۰۰ " "
رقبہ	۲۵۶ مربع میل	پولیس	۵۰ جوان
آبادی	۵۰۰۱۵		

راجہ کہلور (بلاسپور) نے نالاگڑھ فتح کر کے اسے اپنے بھائی گا جیہ سنگھ کو دے دیا تھا۔ موجودہ فرمانروا گاجیہ سنگھ ہی کی اولاد میں سے ہیں۔ راجہ صاحب کو بجز سزائے موت کے تمام اختیارات حاصل ہیں ۔

جشن جوبلی یہاں بھی شاندار طریقے پر منایا گیا ۔

سانگری

رائے رگھبیر سنگھ رئیس سانگری

آپ ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۰ مئی ۱۹۲۷ء کو گدی پر بیٹھے۔ ریاست کا رقبہ ۱۷ مربع میل اور آبادی ۲۰۴۳ ہے۔ سالانہ آمدنی (۱۹۳۳-۳۴ء) سات ہزار روپے اور اسی قدر خرچ ہے۔ اٹھارھویں صدی کے نصف اول میں سانگری ابتداءً ریاست بسہادر کی جاگیر تھی مگر بعد میں راجہ مان سنگھ (کولو) نے ریاست مذکور سے اسے لے لیا۔ ۱۸۰۳ء میں گورکھے اس پر مسلط ہو گئے۔ ۱۸۱۵ء میں ریاست اس کے رئیس بکرام سنگھ کو بحال کر دی گئی۔ بعد ازاں اجیت سنگھ رنبیر سنگھ، جگت سنگھ اور ہیرا سنگھ یکے بعد دیگرے سانگری پر حکمران رہے۔ آخر الذکر نے ۱۹۲۷ء میں وفات پائی۔ اور ان کے بیٹے رائے رگھبیر سنگھ موجودہ فرمانروا مسند نشین ہوئے۔ رائے صاحب کو جملہ اختیاراتِ حکومت حاصل ہیں۔ صرف سزائے موت کے احکام پر سپرنٹنڈنٹ ہل سٹیٹس کی تصدیق ضروری ہے ۔

انھوں نے بھی جشن جوبلی خاص اہتمام سے منایا ۔

تھروچ

رانا صورت سنگھ ۔ والیٔ تھروچ

تاریخ پیدائش ۔ ۴ ۔ جولائی ۱۸۸۷ء	آمد (۱۹۳۲-۳۳ء) ۳۰۰۰۰ روپے سالانہ
" مسند نشینی ۔ ۱۴ ۔ " ۱۹۰۲ء	خرچ ۹۰۰۰ " "
رقبہ ۔ ۷۶ مربع میل	پولیس ۔ ۲ جوان
آبادی ۔ ۴۵۶۸	

تھروچ ابتداءً ریاست سرمور کا ایک حصہ تھا۔ ۱۸۱۵ء میں گورکھوں کے اخراج کے

وقت کرم سنگھ رئیس تھروچ تھے۔ ان کی وفات پر ۱۹۰۱ء میں ان کا بھائی جوہو گدّی پر بیٹھا۔ اس کے بعد چار رئیس یکے بعد دیگرے مسند نشین ہوئے۔ آخری رئیس رانا کدار سنگھ کی وفات پر اُن کے بیٹے رانا صُورت سنگھ موجودہ رئیس گدّی پر بیٹھے ۱۹۰۸ء میں انھیں اختیاراتِ حکومت عطا کئے گئے۔ جشنِ جوبلی یہاں بھی خوب منایا گیا۔

ریاست جمّوں و کشمیر

ریزیڈنٹ: لفٹنٹ کرنل ایل۔ ای لینگ سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ سی

آپ یکم نومبر ۱۸۸۵ء کو پیدا ہوئے۔ برکھمپ سٹیڈ سکول اور رائل ملٹری کالج سنیڈ ہرسٹ میں تعلیم حاصل کی۔ گجراتی۔ ہندوستانی۔ بلوچی اور فارسی میں ہائر سٹینڈرڈ کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۰۵ء میں انڈین آرمی میں بھیجے گئے۔ ۱۹۰۹ء میں بمبئی کے محکمۂ سیاسیہ کے ساتھ تعلق قائم ہؤا۔ ۲۷ مارچ ۱۹۰۹ء کو انڈین سول سروس میں داخل ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں عارضی طور پر ملٹری ایمپلائے میں تبدیل کردیئے گئے۔ ۱۹۱۵ء میں ریاست قلات میں کام کیا۔ ۱۹۱۶ء میں سرحدِ ایران پر جنرل ڈائر کے دستۂ فوج میں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۱۷ء میں تھمندوں کی حدِ امتناعی" (بلاکیڈ لائن) پر مامور ہوئے۔ ۱۹-۱۹۱۷ء میں سیستان اور خراسان کی لیوی کور کے کمانڈار رہے۔ ۱۹۱۹ء کی جنگِ افغانستان میں شریک ہوئے۔ ۲۷۔ نومبر ۱۹۳۴ء کو ریزیڈنٹ کشمیر مقرر ہوئے۔ گلگت۔ لداخ کے پولٹیکل ایجنٹ صاحبان بھی آپ کے زیرِ نگرانی کام کرتے ہیں۔

ریاست جمّوں و کشمیر

کرنل ہز ہائینس مہاراجہ سر ہری سنگھ اندر مہندر بہادر۔ سپرِ سلطنت۔ جی۔ سی۔ ایس آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے۔ سی۔ وی۔ او۔ اے۔ ڈی۔ سی۔ والیِ جمّوں و کشمیر

تاریخ پیدائش۔ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء
" مسند نشینی۔ ۲۳ " ۱۹۲۵ء
رقبہ۔ ۸۴۲۵۸ مربع میل
آبادی۔ ۳۶۴۶۲۴۳

آمدنی۔ ۲۳۰۵۵۰۰۰ روپے سالانہ
خرچ۔ ۲۴۷۵۶۰۰۰ " "
سلامی۔ ۲۱ توپ (مستقل)

ریاست کشمیر کو دو کشمیری شال اور تین رومال حکومت برطانیہ کی خدمت میں بطور نذرانہ سالانہ خراج پیش کرتے پڑتے ہیں۔

کشمیر کی مختصر تاریخ | چودھویں صدی تک اس ریاست پر متعدد ہندو اور بدھ خاندان حکمرانی کرتے رہے ہیں جس کے بعد یہاں مقامی مسلمانوں کے ایک خاندان نے اپنی حکومت قائم کی۔ یہاں تک کہ شہنشاہ اکبر کی فوجوں نے ۱۵۸۶ء میں کشمیر پر حملہ کر کے اُسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ کشمیر دو سو برس تک شاہان مغلیہ کے گرمائی مستقر کا کام دیتا رہا۔ چنانچہ نشاط باغ۔ شالا مار باغ۔ قلعہ ہری پربت۔ اچھابل اور ویرناگ اب تک زبان حال سے شاہان مغلیہ کی عظمت رفتہ کا افسانہ سنا رہے ہیں۔ ۱۷۵۲ء میں کشمیر حکومت دہلی کے قبضے سے نکل کر افغانستان کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی کے قبضے میں چلا گیا۔ اور ۱۸۱۹ء میں اس پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کا قبضہ ہو گیا۔ اس وقت سے لے کر ۱۸۴۶ء تک کشمیر دربار لاہور کے ماتحت رہا۔

جموں کی مختصر تاریخ | اس زمانے میں جموں اور اس کے نواح کا پہاڑی علاقہ ایک راجپوت ڈوگرہ راجہ رنجیت دیو کے قبضے میں تھا۔ ۱۸۰۰ء میں اس راجے کے انتقال پر تخت نشینی کا جھگڑا شروع ہو گیا۔ سکھوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر فوراً جموں اور اس کے نواحی علاقے پر قبضہ کر لیا۔ راجہ رنجیت دیو کے خاندان کے تین افراد گلاب سنگھ۔ دھیان سنگھ اور سچیت سنگھ دربار میں ملازم ہوئے۔ اور بڑا فروغ حاصل کیا۔ ۱۸۱۸ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جموں کی گورنری گلاب سنگھ کے بھمبر چھپال اور پونچھ کی دھیان سنگھ کے اور رام نگر کی حکومت سچیت سنگھ کے حوالے کر دی ۱۸۴۳ء میں سچیت سنگھ اور دھیان سنگھ مارے گئے اور پونچھ کے سوا ان کے تمام علاقے فاتح کے قبضے میں چلے گئے۔ دھیان سنگھ کے تین بیٹے تھے ہیرا سنگھ جواہر سنگھ اور موتی سنگھ۔ باپ کی وراثتی ریاست ہیرا سنگھ کے ہاتھ آئی۔ لیکن ۱۸۴۴ء میں اس کے انتقال کے بعد دربار لاہور نے پھر یہ ریاست اپنے قبضے میں کر لی۔

۱۶۔ مارچ ۱۸۴۶ء کو مہاراجہ گلاب سنگھ اور انگریزوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کے رو سے مہاراجہ گلاب سنگھ کو جموں و کشمیر کا فرماں روا تسلیم کیا گیا۔ اور مہاراجہ موصوف نے انگریزوں کی سرپرستی کو منظور کر لیا۔ ریاست جموں و کشمیر میں لداخ اور گلگت کے علاقے بھی شامل ہیں۔ ۴۔ اگست ۱۸۵۷ء کو مہاراجہ گلاب سنگھ کا انتقال ہو گیا۔

مہاراجہ گلاب سنگھ کے بعد ان کے بیٹے رنبیر سنگھ تخت پر بیٹھے۔ اُن دنوں ہندوستان میں "ہنگامہ غدر" برپا تھا۔ لیکن مہاراجہ رنبیر سنگھ نے اس پُر آشوب زمانے میں حکومت برطانیہ سے پوری وفاداری برتی۔ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد مہاراجہ موصوف کو حکومت کی طرف سے



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر جموں و کشمیر



میر صاحب ہنزا

جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا کیا گیا۔ اور جب ۱۸۷۷ء میں دربارِ قیصری منعقد ہؤا۔ تو انھیں "اندر مہندر بہادر سپرِ سلطنت" کے موروثی خطاب اور "مشیرِ قیصرِ ہند" کے لقب سے سرفراز کیا گیا۔

۱۲ ستمبر ۱۸۸۵ء کو مہاراجہ رنبیر سنگھ کا انتقال ہؤا۔ ان کے بعد ان کے بیٹے پرتاپ سنگھ راج گدی پر بیٹھے۔ ۱۸۸۵ء میں مہاراجہ پرتاپ سنگھ برطانوی فوج میں کرنل۔ ۱۸۹۶ء میں میجر جنرل اور ۱۹۱۶ء میں لفٹننٹ جنرل بنائے گئے۔ اسی طرح ۱۸۹۲ء میں آپ کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ۱۹۱۱ء میں جی۔ سی۔ آئی۔ ای اور ۱۹۱۸ء میں جی۔ بی۔ ای کے خطابات عطا کئے گئے۔ جنگِ عظیم کی خدمات کے صلے میں مہاراجہ موصوف کو ذاتی طور پر اکیس توپوں کی سلامی کا اعزاز دیا گیا۔ اور یکم جنوری ۱۹۲۴ء کو آپ کے لئے ۲۱ توپوں کی مستقل سلامی مقرر کی گئی۔

مہاراجہ سر ہری سنگھ بہادر مہاراجہ سر پرتاپ سنگھ آنجہانی کے بھتیجے اور راجہ امر سنگھ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ستمبر ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے اور مہاراجہ سر پرتاپ سنگھ کے رحلت فرمانے کے بعد ۲۳ ستمبر ۱۹۲۵ء کو گدی پر بیٹھے۔ ۱۹۱۸ء میں ہز ہائینس آنریری کیپٹن بنائے گئے۔ اور ساتھ ہی ساتھ کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا ہؤا۔ اس کے بعد جنوری ۱۹۱۸ء میں آپ کو کے۔ سی۔ وی۔ او۔ اور ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کی ہندوستان میں تشریف آوری کے وقت جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب دیا گیا۔ ۱۹۲۶ء میں آپ کو برطانوی فوج کا کرنل بنایا گیا۔ اور ۱۹۳۱ء میں آپ ملکِ معظم کے ایڈی کانگ مقرر کئے گئے۔

۹ مارچ ۱۹۳۱ء کو آپ کے ہاں ولیعہدِ سلطنت پیدا ہوئے۔ جن کا نام شری کرن سنگھ جی بہادر رکھا گیا۔

ہز ہائینس نے انتظامِ ریاست کے لئے چار منسٹروں پر مشتمل ایک کیبنیٹ بنا رکھی ہے۔ جس کے صدر کرنل کالون صاحب بجمیع القابہم وزیرِ اعظم ہیں۔ رائے بہادر وی۔ این مہتہ صاحب آئی۔ سی۔ ایس ریونیو منسٹر۔ خان بہادر سید وجاہت حسین صاحب آئی۔ سی۔ ایس ہوم منسٹر۔ اور سردار کرتار سنگھ صاحب فنانشل منسٹر۔ اور نواب خسرو جنگ بہادر اوٹنگ منسٹر ہیں۔ یہ سب صاحبان اپنے اپنے محکمہ جات کے با اختیار افسر ہیں۔ لیکن اہم امور ہز ہائینس کے حضور میں بھیج دئے جاتے ہیں۔ جو ہر کاغذ کو بغور ملاحظہ فرما کر احکام صادر فرماتے ہیں۔ اس کے سوا ہز ہائینس کے حکم اور کیبنیٹ کی تجویز کے مطابق ایک لیجسلیٹو اسمبلی بھی قائم ہے۔ جس کے ممبر انتخاب اور نامزدگی دونوں طریقوں سے لئے جاتے ہیں۔

ہز ہائینس ملکِ معظم کی دعوت پر خود تو انگلستان کی تقاریبِ جوبلی کی شرکت کے لئے لندن تشریف

ے گئے تھے۔ جہاں ہر موقع پر آپ کو نہایت اعزاز و احترام حاصل تھا۔ یہاں ریاست میں بھی جوبلی کا جشن شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا۔ ۶ مئی کو ریاست بھر میں چھٹی منائی گئی۔ تمام عبادت گاہوں میں دعائیں مانگی گئیں۔ جموں اور سری نگر میں چراغاں کیا گیا۔ غریبوں کو خیرات دی گئی۔ ریاست کے دونوں کالجوں میں طلبہ کے کھیلوں کا مقابلہ ہوا۔ اور جیتنے والی جماعت کو جوبلی کا تحفہ دیا گیا۔

دو لاکھ جھنڈیاں فروخت کی گئیں جس سے بڑی بھاری رقم جمع ہو گئی۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر نے جوبلی فنڈ کے لیئے ایک لاکھ روپیہ چندہ عطا فرمایا۔ اس فنڈ کی بہت سی رقم طبی محکمے اور دوسرے اعانتی کاموں پر صرف کی جائے گی۔

جوبلی فنڈ کی فراہمی کے سلسلے میں لاٹری کی ایک سکیم مرتب کی گئی جس کے رُو سے پچاس ہزار روپے کے ٹکٹ فروخت کیئے گئے۔ اس رقم میں سے بیس ہزار روپے فنڈ میں دے گئے۔ اور تیس ہزار روپے تقسیم انعامات میں خرچ کیئے گئے۔

گلگت ایجنسی میں میجر جارج کرک برائنڈ صاحب بطور پولٹیکل ایجنٹ کام کرتے ہیں۔ جن کے مختصر حالات یہ ہیں کہ آپ ۱۶۔ اپریل سنہ ۱۸۹۴ء کو پیدا ہوئے۔ اردو اور پشتو میں ہائر سٹینڈرڈ کا امتحان پاس کر کے یکم ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء کو فوج میں متعین ہوئے۔ اور ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء کو ٹائم سکیل پر آئے۔ یہاں ریاست کشمیر کے تعاون سے آپ گویا جشن جوبلی کے ہیڈ تھے۔ چنانچہ یہ جشن نہایت دلچسپ اور شاندار طریق پر منایا گیا۔ پولو کا کھیل ہوا۔ مدارس کے کھیل اور فوجی کرتب دکھائے گئے۔ ناچ ہوا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ پہاڑوں پر الاؤ روشن کیئے گئے ڈراما دکھایا گیا۔ اور بہت سے دوسرے کھیل تماشے ہوئے۔

۶ مئی کو وزارت ہاؤس میں ایک گارڈن پارٹی دی گئی جس میں سب مقامی برطانوی و ریاستی حکام اور تمام سیاسی اکابر شریک ہوئے۔ پارٹی نہایت کامیاب رہی۔ اس کے بعد اسی رات کو پولٹیکل ایجنٹ نے ڈنر دیا۔ بازاروں اور سرکاری اور نجی عمارتوں میں اس شان سے چراغاں کیا گیا کہ گلگت کا ہر در و دیوار بقعۂ نور بن گیا۔ اور پورا شہر ایک نہایت دلفریب و جاذب توجہ منظر پیش کر رہا تھا۔ آدھی رات کو یہ تقریبات ختم ہوئیں۔ اور پریڈ کے میدان میں فوجی حکام کے اہتمام سے ڈرل۔ بھنگڑہ اور دوسرے کھیل ہوئے۔ جنھیں دیکھنے کے لیئے حکام اور سیاسی اکابر کے علاوہ ہزاروں لوگ آئے ہوئے تھے۔

علاوہ بریں ملک معظم و ملکہ معظمہ کی صحت و خوشحالی کے لیئے دعائیں مانگی گئیں۔ اور غریبوں میں خیرات بانٹی گئی۔

پونچھ

ریاست جموں وکشمیر کے ماتحت جو ریاستیں ہیں۔ اُن میں ریاست پونچھ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ موجودہ والی ریاست کا نام راجہ جگت دیو سنگھ ہے۔ سالانہ آمدنی ۱۲ لاکھ روپے ہے۔ ریاست کی آبادی تقریباً ۹۰ فی صدی مسلمان ہے۔ راجہ موتی سنگھ صاحب اور موجودہ مہاراجہ صاحب کے والد راجہ بلدیو سنگھ صاحب آنجہانی کے زمانے تک تو اعلیٰ عہدہ دار عموماً مسلمان ہوتے تھے۔ لیکن موجودہ انتظام میں وزارت اور تمام اعلیٰ عہدوں میں گورنمنٹ کے عہدہ دار مستعار لیئے جاتے ہیں۔ موجودہ راجہ صاحب پونچھ اپنے بھائی راجہ سکھ دیو سنگھ کے انتقال پر اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ء میں گدی پر بیٹھے تھے۔

ناگر

میر سر سکندر خاں کے۔ بی۔ ای۔ سی۔ آئی۔ ای۔ والی ناگر

تاریخ پیدائش۔ سنہ ۱۸۷۱ء	آبادی۔ ۱۳۶۶۴
مسند نشینی۔ ۱۴ جون سنہ ۱۹۰۵ء	آمدنی۔ ۲۰۷۴۵ روپے سالانہ
رقبہ۔ ۱۲۴۵ مربع میل	خرچ۔ ۲۰۰۰۰ " "

والی ناگر ریاست کشمیر کو سالانہ ۱۷ تولے ایک ماشہ سونا ادا کرتے ہیں۔

ہنزا

میر سر محمد ناظم خاں کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ والی ہنزا

تاریخ پیدائش۔ ستمبر سنہ ۱۸۶۷ء	آبادی۔ ۱۳۵۳۵
مسند نشینی۔ ۱۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء	آمدنی۔ ۳۱۴۷۰ روپے سالانہ
رقبہ۔ ۶۸۴۸ مربع میل	خرچ۔ ۳۰۰۰۰ " "

والی ہنزا ریاست کشمیر کو سالانہ ۱۷ تولے ۵ ماشے اور چین کو پونے پانچ ماشے سونا ادا کرتے ہیں۔

نوٹ :- اب ان دونوں ریاستوں کے تعلقات براہِ راست گورنمنٹ انگریزی سے بھی ہیں۔

حیدرآباد دکن

ریزیڈنٹ :۔ آنریبل مسٹر ڈنکن جارج میکینزی۔ سی۔ آئی۔ ای ۔

مملکتِ آصفیہ

اعلیحضرت قدر قدرت حضور پُرنور آصف جاہ مظفر الملک و الممالک نظام الملک نظام الدولہ لفٹننٹ جنرل ہز اگزالٹڈ ہائینس سر میر عثمان علی خان بہادر فتح جنگ یارِ وفادار سلطنتِ برطانیہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ بی۔ ای۔ نظام دکن خلد اللہ ملکہٗ

تاریخ پیدائش ۔ ۶۔اپریل ۱۸۸۶ء
تخت نشینی ۔ ۲۹۔اگست ۱۹۱۱ء
رقبہ ۔ ۸۲۶۹۸ مربع میل ۔
آبادی ۔ ۱۴۴۳۶۱۴۸ نفوس
سلامی ۔ ۲۱ توپ (مستقل)

آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۸۱۷۶۱۰۰۰ روپے سالانہ
خرچ ” ۸۲۹۸۹۰۰۰ ” ”
فوج اور پولیس (باقاعدہ فوج) ۹۴۷۷ سوار۔ توپخانہ اور پیدل ۴۹۷۸ (انڈین سٹیٹس فورس) ۱۰۸۸ سوار۔ پولیس کی جمعیت ۱۳۹۱۷ نفر

مختصر تاریخ دکن ہندوستان کا سب سے پہلا آباد حصہ مانا جاتا ہے۔ اگرچہ قدیم ترین زمانے کی تاریخ کا پتہ نہیں چلتا۔ لیکن اس کا تاریخی دور اندھرا قوم کی بادشاہت ہی سے شمار ہوتا ہے۔ ۲۳۱ء میں اندھرا خاندان بالکل تباہ ہوگیا۔ اس کے تین صدی بعد کے زمانے سے ۱۲۹۴ء تک جب اس کی عنانِ حکومت مسلمان فاتحین کے ہاتھ میں آئی۔ ملک دکن چلوکیہ۔ راشترکت۔ کلاچوری ہوئیسلا اور کتیا خاندانوں کے زیرنگیں رہا ۔

اسلامی حکومت پٹھان بادشاہوں میں سے خاندانِ خلجی اور خاندانِ تغلق نے اس پر حکومت کی۔ بعد ازاں شاہانِ بہمنی کا دور شروع ہوا۔ جو کلیم اللہ شاہ آخری بہمنی تاجدار کی چند روزہ حکومت کے بعد ۱۵۲۶ء میں ختم ہوگیا۔ سلطنت بہمنی کے زوال پر دکن میں پانچ خود مختار حکومتیں۔ عماد شاہی حکومت برار۔ عادل شاہی حکومت بیجاپور۔ برید شاہی حکومت بیدر۔ نظام شاہی حکومت احمدنگر اور قطب شاہی حکومت گولکنڈہ قائم ہوئیں ۔

خاندانِ آصفیہ کے فرماں روا میر قمر الدین چین قلیچ خان آصف جاہ اول بانی سلطنت آصفیہ کا سلسلۂ نسب باپ کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ تک اور ماں کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچتا ہے۔ آپ کے دادا عابد علی خاں جو شاہجہان کے عہدِ حکومت (۱۶۵۸ء) میں ہندوستان

آئے۔ حضرت شہاب الدین سہروردی رح کی اولاد میں سے تھے۔ سنہ ۱۶۷۰ء میں آپ صوبیدار ملتان ہوئے۔ اور سنہ ۱۶۸۰ء میں خطاب قلیچ خاں سے سرفراز کئے گئے۔ سنہ ۱۶۸۱ء میں آپ شہنشاہ اورنگ زیب کے وزیر اعظم ہوگئے۔ اور محاصرۂ گولکنڈہ میں شہنشاہ کے ساتھ تھے اور اسی موقع پر زخمی ہوکر انتقال کر گئے۔

آپ کے انتقال کے بعد شہنشاہ نے اُن کے تمام اعزازات اور عہدہ اُن کے صاحبزادے شہاب الدین کو عطا کئے۔ جنھوں نے بعد کو شہنشاہ سے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کا خطاب حاصل کیا۔ آپ کی شادی شاہجہان کے نامور وزیر سعد اللہ خاں کی لڑکی سے ہوئی جس کے بطن سے دار السلطنت دہلی میں میر قمر الدین خاں پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھالتے ہی آپ کو امرائے دہلی میں اقتدار حاصل ہوگیا۔ مدتوں آپ تخت و تاج دہلی کی سپر بنے رہے۔ سنہ ۱۷۱۳ء میں فرخ سیر کی تخت نشینی پر آپ صوبہ دار دکن مقرر ہوئے۔ اور نظام الملک فیروز جنگ کا خطاب عطا ہوا۔ سیدوں نے محمد شاہ کو تخت دہلی پر بٹھایا۔ تو میر قمر الدین چین قلیچ خاں وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد دہلی کا رنگ بگڑا ہوا دیکھ کر وزارت عظمیٰ سے مستعفی ہوگئے۔ اور دوبارہ صوبہ داری دکن کا عزم کیا۔ جہاں مبارز خاں آپ کا مزاحم ہوا۔ لیکن شکر کھیڑہ کے معرکے میں چین قلیچ خاں کو زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔ شہنشاہ دہلی نے اس کارگزاری کے صلے میں آپ کو حکومت دکن تفویض کی۔ اور خطاب آصف جاہ سے سرفراز کیا۔ یہ واقعہ جو خاندان آصفیہ کی خود مختارانہ حکومت دکن کی ابتدا ہے سنہ ۱۷۲۴ء میں وقوع پذیر ہوا۔ اس کے بعد دہلی کے متعدد انقلابات کے باوجود دکن کی حکومت نظام الملک آصف جاہ کے خاندان میں ہی رہی۔

اسی خاندان سے نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی۔ سکندر جاہ نظام الملک آصف جاہِ ثالث۔ ناصر الدولہ نظام الملک آصف جاہ رابع۔ میر افضل الدولہ نظام الملک آصف جاہ خامس۔ اور میر محبوب علی خاں بہادر آصف جاہ سادس یکے بعد دیگرے تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوتے رہے۔

اعلیٰ حضرت سر میر عثمان علی خان بہادر آصف جاہ سابع موجودہ شہریار دکن

حضور نظام فرماں روایان عالم میں نمایاں خصوصیت رکھتے ہیں۔ آپ کی سادہ زندگی۔ رعایا نوازی و عدل گستری۔ مذہبی و قومی [illegible]ات میں شغف اور علمی و خیراتی کاموں میں شاہانہ دریا دلی قدیم شاہان اسلامیہ کی یاد تازہ کرتی ہے۔ علاوہ بریں علمی و ادبی دنیا میں بھی آپ کا پایہ بلند ہے۔ حضور کا اردو و فارسی کا کلام دنیائے ادب کی زینت ہے۔ غرض نہ صرف ایک فرمانروا بلکہ گوناگوں اخلاق و اوصاف حمیدہ کے مالک انسان کی حیثیت سے بھی حضور کی ذات اس ملک بلکہ تمام دنیا کے لئے ایک بیش بہا نعمت ہے۔

اعلیٰ حضرت خسرو دکن اپنی وفادارانہ خاندانی روایات کے بموجب حکومت برطانیہ کے

پہنچے معدن اور حضور ملک معظم کے مخلص خیر خواہ اور امداد دینے والے دوست ہیں۔ گذشتہ جنگ عظیم میں حضور نظام نے جس فراخ دلی سے امداد دی ہے۔ اُس کی نظیر موجودہ زمانے میں تو محال ہے۔ ان اہم جنگی خدمات کے شکریے کے طور پر حکومت برطانیہ نے حضور نظام کی خدمت میں یکم جنوری ۱۹۱۸ء کو ہز اگزالٹڈ ہائینس اور ۲۴ جنوری ۱۹۱۶ء کو "یارِ وفادار سلطنت برطانیہ" کے خطاب پیش کئے ۔

اعلیٰحضرت حضور نظام کی بے نظیر فیاضیوں علمی سرپرستیوں۔ اسلامی خدمات بالخصوص عثمانیہ یونیورسٹی کے اجرا پر ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ایک عظیم الشان اسلامی اجتماع نے ۲۹ ستمبر ۱۹۱۵ء کو اعلیٰحضرت کی خدمت اقدس میں "محی الملت والدین" کا معزز قومی خطاب پیش کیا۔ اور عثمانیہ یونیورسٹی نے "سلطان العلوم" کی اعزازی ڈگری نذر کی ۔

علیٰ ہذا مسلمانانِ ہندوستان کی درخواست پر ۱۹۱۹ء کو آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی کی چانسلر شپ منظور فرمائی ۔

اعلیٰحضرت کو ۲۱ توپوں کی سلامی کا حق حاصل ہے۔ حیدرآباد کے دستورِ حکومت کو برطانوی حکومت کی طرف سے "ہز ایکسیلنسی" لکھا جاتا ہے۔ اعلیٰحضرت کو اپنی قلمرو میں اپنا سکہ اور نوٹ ڈاک خانہ کے ٹکٹ چلانے کا استحقاق ہے۔ اور چل رہے ہیں ۔

طرزِ حکومت | اعلیٰحضرت کا سب سے شاندار انتظامی کارنامہ وہ فرمان مبارک ہے جو نومبر ۱۹۱۹ء کو نافذ کیا گیا۔ اس کے بموجب ملک کی حکومت میں وزراء کی ایک مجلس کو شریک کیا گیا جس میں ایک صدر اور سات ارکان رکھے گئے۔ یہ ایگزیکٹو کونسل "باب حکومت" کے نام سے موسوم ہے۔ اس کی صدارتِ عظمیٰ کا منصب سب سے پہلے مؤید الملک سر علی امام کو تفویض کیا گیا تھا۔ اُن کے مستعفی ہونے پر نواب ولی الدولہ بہادر صدرِ اعظم ہوئے۔ آج کل یمین السلطنت مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر صدرِ اعظم اور نواب سر حیدر نواز جنگ صدر المہام مال نائب صدر ہیں ۔

دورِ عثمانی کے کارنامے | اعلیٰحضرت شہریار دکن کے دور میں تقریباً ہر محکمے نے غیر معمولی ترقی کی ہے عہدِ مبارک کے خاص کارناموں میں سب سے اول عثمانیہ یونیورسٹی ہے جس میں ہندوستانی بچوں کو اُن کی مادری زبان اُردو میں تعلیم دی جاتی ہے۔ اس یونیورسٹی کا معیارِ تعلیم اتنا بلند ہے کہ انگلستان اور یورپ کے دوسرے ممالک میں اس کی اسناد تسلیم کی جاتی ہیں۔ یہ یونیورسٹی ۱۹۱۸ء میں قائم ہوئی۔ اور اس قلیل مدت میں اُس نے اپنی شہرت اطراف عالم میں پہنچا دی ہے۔ یونیورسٹی کا ایک خاص شعبہ دار الترجمہ ہے جس سے ہر سال کئی کتابیں شائع ہو کر اردو زبان کو مختلف زبانوں کے علوم جدیدہ و قدیمہ کے خزائن سے مالا مال کر رہی ہیں ۔

عثمان ساگر - حمایت ساگر - نظام ساگر

فلاح عامہ کے کاموں میں اہم ترین کارنامہ عثمان ساگر اور حمایت ساگر کی تعمیر ہے۔ جن سے ایک طرف تو دریائے موسیٰ کے سیلاب کی مستقلاً روک تھام ہو گئی۔ دوسری طرف شہریوں کی پیاس بجھانے اور وسیع رقبۂ زراعت کو سیراب کرنے کے لئے پانی کا انتظام کر دیا گیا۔ عثمان ساگر کا بند دریائے موسیٰ پر ہے۔ جس کی تعمیر پر حکومتِ نظام نے اٹھاون لاکھ چالیس ہزار (۵۸۴۰۰۰۰) روپیہ صرف کیا۔ حمایت ساگر کا بند دریائے ایسی پر ہے۔ اور اس کی تعمیر پر اکیانوے لاکھ پچھتر ہزار (۹۱۷۵۰۰۰) روپیہ لاگت آئی ہے۔ ایک اور معرکۃ الآرا تعمیر نظام ساگر کی ہے۔ جو دریائے مانجرا کے پانی کو روک کر ۳ کروڑ پانچ لاکھ (۳۰۵۰۰۰۰۰) روپے کے خرچ سے بنایا گیا ہے۔ اور نہروں کے ذریعے سے تین لاکھ بیس ہزار ایکڑ اراضی کی آبپاشی کا انتظام کیا گیا ہے۔

سرکارِ آصفیہ کی رواداری و بے تعصبی

غیر مسلم معاشداران مذہبی کو جو مندر۔ دھرم شالہ وغیرہ کی خدمات سے وابستہ ہیں۔ نقدی و اراضی کی صورت میں ۱۱۸ جاگیروں کے ذریعے سے تقریباً ۱۸ ۱/۴ لاکھ روپے کی امداد دی جاتی ہے۔ اس سے بڑھ کر رواداری و بے تعصبی کی اور کیا مثال ہو سکتی ہے کہ دولتِ آصفیہ میں حکومت سے امداد پانے والے غیر مسلم مذہبی اداروں کی تعداد ۱۱۳۵۶ ہے۔ اور مسلم ادارات کی صرف ۸۹۴ ہے۔ دولتِ آصفیہ میں معاش یابانِ مذہبی کی کل تعداد ۲۰۴۳ ہے جن میں سے ۱۱۵۶ ہندو اور ۸۸۶ مسلمان ہیں۔ یہ معاش یاب سو روپے سے پانسو سے زائد تک رقمیں پاتے ہیں۔ پھر غیر مسلم منصب داروں۔ وظیفہ خواروں۔ ماہوار داروں اور یومیہ داروں کی تعداد سیکڑوں تک پہنچتی ہے۔ ریاست حیدر آباد میں عیسائیوں کے ۶ کلیسا ہیں۔ جنھیں ۱۵۴۷ روپے امداد دی جاتی ہے۔

ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کی سلور جوبلی

ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کی سلور جوبلی کی تقریبات کے سلسلے میں سکندر آباد اور چھاؤنی کے ملحقہ رقبہ ٹریملگیری و بولارم میں ۶ مئی (یومِ جوبلی) کی صبح ہی سے چہل پہل شروع ہو گئی۔ تمام گرجاؤں۔ مندروں اور مسجدوں وغیرہ میں ملکِ معظم کی صحت و سلامتی کی دعائیں مانگی جانے لگیں۔ ان تقریبات کے سلسلے میں دو ہفتے کا ایک شاندار پروگرام مرتب کیا گیا تھا۔ جس کے ماتحت پہلی تقریب ۶ مئی کی شام کو بریگیڈ پریڈ گراؤنڈ میں شروع ہوئی۔ زرق برق شامیانوں کے نیچے تین ہزار سے زیادہ طلبہ جمع تھے۔ جن کی باسلیقہ خاطر مدارات ہو رہی تھی۔ ان بچوں کو جوبلی کی یادگار کے تمغے دئے گئے۔ اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اُن کے علاوہ سات ہزار طلبہ اور تھے۔ جو زیادہ غریب طبقوں کے تھے۔ ان کی بھی سرکاری طور پر مختلف مقامات اور بستیوں میں ضیافتیں کی گئیں۔ بوائے سکاؤٹ جو پریڈ

گراؤنڈ کی تقریب میں شریک تھے۔ نہایت خوش اسلوبی سے طلبہ کی تواضع میں حصہ لے رہے تھے۔

شہر حیدرآباد میں بھی مختلف عبادت گاہوں میں ملک معظم کی صحت و عافیت کی دعائیں مانگی گئیں۔ اکثر سرکاری عمارات علی الخصوص ٹاؤن ہال۔ باغات۔ عامہ۔ کارپوریشن کی عمارتوں اور چار مینار پر چراغاں کیا گیا۔ شہر کے مختلف حصوں میں طلبہ کی ضیافتیں کی گئیں۔ اور غربا میں کھانا اور کپڑے تقسیم کئے گئے۔ تاجدار دکن نے جوبلی کے روز (۶ مئی) اپنی تمام قلمرو میں تعطیل کا حکم صادر فرمایا۔

۶ مئی کی شام کو حضور نظام کے ایک خاص فرمان کی تعمیل میں فتح میدان میں فوجی کھیل اور کرتب ہوئے جنہیں دیکھنے کے لئے خود اعلیٰحضرت فتح میدان میں تشریف رکھتے تھے۔ تقریب جوبلی کے سلسلے میں اعلیٰحضرت نے یہ بھی فرمان جاری کیا کہ ۶ مئی سے ۱۲ مئی تک "فلیگ ویک" منایا جائے۔ چنانچہ اس ہفتے کاج میں لگانے کی جھنڈیاں تمام قلمرو میں فروخت کی گئیں۔ اور جو قیمت وصول ہوئی۔ وہ جوبلی فنڈ میں دی گئی۔

انہی تقریبات کے سلسلے میں حیدرآباد کے براڈکاسٹ سٹڈیو کے ذریعے سے ایک سپیشل جوبلی براڈکاسٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس موقع پر سر اکبر حیدری فنانس ممبر۔ نواب مہدی یار جنگ رکن سیاسیات اور دوسرے مقتدر اصحاب نے سلور جوبلی پر تقریریں فرما کر اس تقریب کی اہمیت واضح کی۔

جوبلی فنڈ میں دولت آصفیہ کا پیشکش اعلیٰحضرت تاجدار دکن نے ایک فرمان خاص کے ذریعے سے اپنی حکومت کی طرف سے جوبلی فنڈ میں ۲ لاکھ (۲۰۰۰۰۰) روپے کی گراں بہا رقم دیئے جانے کا اعلان فرمایا۔ یہی نہیں۔ بلکہ حضور نظام نے اپنی جیب خاص سے پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) روپے علیحدہ اس فنڈ میں دیئے۔ تمام قلمرو آصفیہ میں حیدرآباد نے مختلف حیثیتوں سے جوبلی فنڈ میں حصہ لے کر جو رقوم جمع کیں۔ وہ اس پر مستزاد ہیں۔

دکن کی ریاستیں اور کولھاپور ایجنسی

آنریبل لفٹنٹ کرنل جان کریری ٹیٹ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل و ریزیڈنٹ کولھاپور

آپ ۱۴۔ اگست ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئے۔ سینٹ کولمبا کالج ڈبلن۔ سینٹ لارنس کالج ریمز گیٹ کیڈٹ اور رائل ملٹری کالج سینڈہرسٹ میں تعلیم پائی۔ اُردو۔ مرہٹی۔ گجراتی میں ہائر سٹینڈرڈ پشتو۔ بلوچی اور اطالوی زبان میں لوئر سٹینڈرڈ کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۰۶ء میں ۱۲۷ بلوچ لائٹ انفنٹری اور ۱۹۰۹ء میں بمبئی کے محکمۂ سیاسیہ میں متعین ہوئے۔ ۱۵ فروری ۱۹۰۹ء کو انڈین سول سروس میں داخل ہوئے۔ ۱۸-۱۹۱۷ء میں شمال مغربی سرحد (ہندوستان) اور مشرقی افریقہ میں خدمات انجام دیں۔

۲۷۔ نومبر ۱۹۳۴ء کو آپ نے موجودہ گریڈ حاصل کیا۔ آج کل آپ دکن کی ریاستوں کے لئے ایجنٹ گورنر جنرل اور ریزیڈنٹ کولھاپور ہیں۔

کولھاپور

لفٹنٹ کرنل ہز ہائینس شری سر راجا رام چھتراپتی مہاراج جی۔سی۔ایس۔آئی۔ جی۔سی۔آئی۔ای

تاریخ پیدائش - ۳۰ جولائی ۱۸۹۷ء	رقبہ - ۳۲۱۷٫۱ مربع میل
مسند نشینی - ۶ مئی ۱۹۲۲ء	آبادی - ۹۵۷۱۳۷
آمدنی - ۷۷ لاکھ روپے سالانہ	سلامی - ۱۹ توپ

ہز ہائینس کشتریہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب نے ڈاکٹر اور مسز اردن کے زیر نگرانی ایونگ کالج الہ آباد میں زراعت کی تعلیم پائی۔ آپ نے ہندوستان کے مختلف حصوں برطانیۂ عظمیٰ۔ امریکہ اور جاپان کی سیاحت کی ہے۔

کولھاپور کا حکمران مشہور مرہٹہ سیواجی کی یادگار ہے۔ راجگان کولھاپور کو "چھترپتی مہاراج" کا امتیازی خطاب حاصل ہے۔ ریاست کے حکمران خاندان کے بانی سیواجی مرہٹہ کے بیٹے راجہ رام اوّل کی بہادر رانی تارا بائی تھی۔ ہز ہائینس آنجہانی کے زمانے میں وہ پابندی دُور کر دی گئی جو معاہدۂ ۱۸۶۲ء کی دفعات ۷ کے رو سے عائد تھی۔ اس کے مطابق ضروری تھا کہ ان مقدمات میں جن میں موت کی سزا دی جائے۔ حکومت سے اجازت طلب کی جائے۔ نیز کولھاپور کی ملحقہ جاگیروں میں فوجداری معاملات ریزیڈنٹ کے ماتحت تھے۔ لیکن ہز ہائینس آنجہانی کے عہد میں

یہ سب معاملات کولھاپور دربار کے ماتحت طے ہونے لگے ۔

ریاست کولھاپور میں ۹ ملحقہ جاگیریں ہیں ۔ (۱) وشال گاڑھ (۲) باوڑا (۳) کاگل (سینیئر) (۴) کاگل (جونیئر) (۵) کاپشی (۶) ٹوراگل (۷) اچال کرنجی (۸) ہمت بہادر (۹) سرلشکر بہادر ۔

گزشتہ زمانے میں ان جاگیروں کے مالک گویا ایک طرح ریاست کی مجلس وزارت کے ارکان تھے ۔ یہ جاگیردار اپنی جاگیروں میں غیر مکمل قانونی اختیارات رکھتے ہیں ۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب کی اجازت کے بغیر یہ اپنی جاگیروں میں کوئی بیشی نہیں کر سکتے ۔

جاگیرداروں کے خلاف تمام دیوانی مقدمات کی سماعت ہز ہائینس کے نمائندے اور ریزیڈنٹ بہادر پر مشتمل ایک مشترکہ عدالت میں ہوتی ہے ۔ ملحقہ جاگیروں میں فوجداری مقدمات جن میں سزائے موت یا سات سال سے زائد سزا دی جاتی ہے ۔ جاگیر کی عدالتوں کی طرف سے کولھاپور کی عدالتوں کے سپرد کئے جاتے ہیں ۔ لیکن وشال گاڑھ اور اچال کرنجی کی جاگیریں مستثنیٰ ہیں ۔ کیونکہ حال ہی میں ان دونوں جاگیروں کے مالکوں کو سیشن جج کے اختیارات دے دئے گئے ہیں ۔ اور وہ ہز ہائینس کی منظوری سے موت اور عبور دریائے شور کی سزائیں دے سکتے ہیں ۔ کاگل (جونیئر) میں مالی بدانتظامی کے باعث اس جاگیردار کے اختیارات ۲۰ ۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو چھین لئے گئے تھے ۔

اکال کوٹ رقبہ ۴۹۸ مربع میل اور آبادی ۹۲۶۳۶ ہے ۔ شری منت مہربن سنہاراؤ فتح سنہاراؤ راجہ بھونسلے راجہ صاحب مرہٹہ حکمران ہیں ۔ آمدنی ۷ لاکھ ۱۲ ہزار روپے ہے ۔

اوندھ رقبہ ۵۰۱ مربع میل اور آبادی ۷۶۵۰۷ ہے ۔ مہربن بھون راؤ بالا صاحب پانت پرتی ندھی بی ۔ اے برہمن حکمران ہیں ۔ سالانہ آمدنی ۴ لاکھ ۱۵ ہزار روپے ہے ۔

بھور رقبہ ۹۲۵ مربع میل اور آبادی ۱۴۱۵۴۶ نفوس ہے ۔ شری منت رگھوناتھ راؤ شنکر راؤ پراشرم راؤ بابا صاحب پانت سچیو حکمران ذات کے برہمن ہیں ۔ سالانہ آمدنی ۶ لاکھ ۶۱ ہزار روپے ہے ۔

جام کھنڈی رقبہ ۵۲۴ مربع میل اور آبادی ۱۱۴۲۸۲ ہے ۔ مہربن شنکر راؤ پراشرم راؤ آپا صاحب پٹ وردھن حکمران ریاست ذات کے برہمن ہیں ۔ سالانہ آمدنی ۸۲۷۰۰۰ روپے ہے ۔



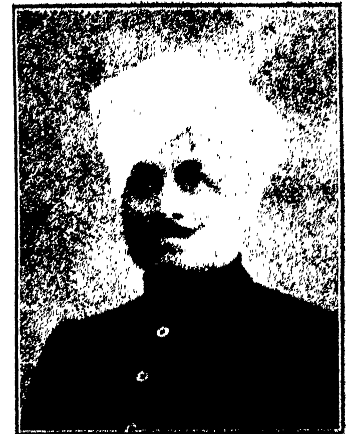
ہز ہائینس راجہ صاحب سانگلی



راجہ صاحب کال کوٹ



ہز ہائینس نواب صاحب جنجیرا



بابا صاحب پٹواردھن والئے مراج (جونیر



چیف صاحب جام کھانڈی

جاٹھ } رقبہ ۸۰-۹۸ مربع میل اور آبادی ۹۱۱۰۲ ہے۔ مہربن وجایا سنہارام راؤ بابا صاحب ڈفلے مرہٹہ حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۳ لاکھ ۴۲ ہزار روپے ہے ؞

جنجیرا

ہز ہائینس نواب سدی محمد خاں سدی احمد خاں نواب صاحب جنجیرا ؞

تاریخ پیدائش ۔ ۷ مارچ ۱۹۱۴ء	رقبہ ۔ ۳۷۹ مربع میل
مسند نشینی ۔ ۲ مئی ۱۹۲۲ء	آبادی ۔ ۱۱۰۳۶۶
آمدنی ۔ ۷۹۴۰۰۰ روپے سالانہ	سلامی ۔ ۹ توپ ؞

ہز ہائینس نواب صاحب جنجیرا نے راجکمار کالج راجکوٹ اور دکن کالج پونا میں تعلیم پائی ہے۔ پھر بنگلور میں نظم ونسق کی تربیت حاصل کی۔ جہاں میسور گورنمنٹ نے ان کے لئے سہولتیں بہم پہنچائیں۔ بالغ ہونے تک ریاست کی عنانِ انتظام آپ کی والدہ ہز ہائینس خاتون کلثوم بیگم صاحبہ کے ہاتھوں میں رہی۔ جو ریجنٹ مقرر ہوئیں جنہوں نے دیوان کی مدد سے جنجیرہ پر حسن وخوبی کے ساتھ حکومت کی۔ ۹ نومبر ۱۹۳۳ء کو نواب صاحب کو حکمرانی کے کامل اختیارات تفویض ہوئے ؞

جنجیرا کے قدیم حالات کے متعلق صرف اس قدر معلوم ہو سکا ہے کہ اگلے زمانے میں یہاں کے موجودہ حکمرانوں کے آباو اجداد مسلمانوں کے بحری بیڑے کے امیر البحر تھے۔ اور انھیں شاہان بیجاپور کی طرف سے جاگیریں ملی ہوئی تھیں ؞

کرنڈواڑ (سینئر) } رقبہ ۱۸۲۷۵ مربع میل اور آبادی ۴۴۲۵۱ ہے۔ مہربن چنتامن راؤ بھال چندر راؤ بالا صاحب پت وردھن حکمران ہیں۔ ذات کے کونکا ناتھ برہمن ہیں۔ سالانہ آمدنی ۲ لاکھ ۲۶ ہزار روپے ہے ؞

کرنڈواڑ (جونیئر) } رقبہ ۱۱۶ مربع میل اور آبادی ۳۹۵۸۷ ہے۔ مہربن گنپت راؤ مادھو راؤ باپو صاحب پت وردھن اور مہربن ترمبک ہری ہر آبا صاحب پت وردھن حکمران کونکا ناتھ برہمن ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک لاکھ ۹۴ ہزار ہے ؞

مرلج (سینئر) رقبہ ۳۴۲ مربع میل اور آبادی ۹۳۹۵۷ ہے۔ مہربن سرگنگا دھر راؤ

گنیش عرف بالا صاحب پٹ وردھن حکمران ہیں۔ ذات کونکا ناستھ برہمن ہیں۔ سالانہ آمدنی ۵ لاکھ ۲۷ ہزار روپئے ہے ۔:

مراج (جونیئر) رقبہ ۱۹۶½ مربع میل اور آبادی ۴۰۶۸۶ ہے۔ مہربن مادھو راؤ ہری ہر عرف بابا صاحب پٹ وردھن حکمران ہیں۔ ذات کونکا ناستھ برہمن ہے۔ سالانہ آمدنی ۴ لاکھ ۲۳ ہزار روپے ہے ۔:

مدھول رقبہ ۳۶۸ مربع میل اور آبادی ۶۲۸۶۰ ہے۔ لفٹنٹ مہربن سر مالوجی راؤ ذکٹ راؤ راجے گوریادے کے۔ سی۔ آئی۔ ای عرف ناناصاحب حکمران ہیں۔ آپ مرہٹہ ہیں۔ سالانہ آمدنی ۳ لاکھ ۸۰ ہزار ہے ۔:

پھالٹن رقبہ ۳۹۷ مربع میل اور آبادی ۵۸۷۶۱ ہے۔ کپتان مہربن مالوجی راؤ مادھوجی راؤ نایک بمنلکار حکمران ہیں۔ آپ مرہٹہ ہیں۔ سالانہ آمدنی ۴ لاکھ ۱۵ ہزار روپئے ہے ۔:

رام درگ رقبہ ۱۶۹ مربع میل اور آبادی ۳۵۴۰۱ ہے۔ مہربن رام راؤ ونکٹ راؤ عرف راؤ صاحب بھاوے حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۳ لاکھ ۶ ہزار ہے ۔:

سانگلی

لفٹنٹ ہزہائینس سر چنتامن راؤ ڈھنڈی راؤ عرف آپا صاحب پٹ وردھن کے۔ سی۔ آئی۔ ای

تاریخ پیدائش۔ ۱۴ فروری ۱۸۹۰ء — رقبہ۔ ۱۱۳۶ مربع میل

مسند نشینی۔ ۱۵ جون ۱۹۰۳ء — آبادی۔ ۲۵۸۴۲۲

آمدنی۔ ۱۵ لاکھ ۳۷ ہزار سالانہ — سلامی۔ ۱۱ توپ ۔:

ہزہائینس راجہ صاحب سانگلی کو حکمرانی کے مکمل اختیارات ۲ جون ۱۹۱۰ء کو عطا ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں آپ کو دربار تاجپوشی دہلی کا نقرئی تمغہ عطا ہوا ۔:

جنگ عظیم میں راجہ صاحب سانگلی کی خدمات کے صلے میں آپ کو ۹ توپوں کی سلامی کا اعزاز اور لفٹنٹ کا اعزازی درجہ عنایت ہوا۔ ۱۹۲۳ء میں آپ کو کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا۔

۲۷-۱۹۲۴ء میں ہز ہائینس گورنر بمبئی کے آنریری ایڈی کانگ رہے۔ دسمبر ۱۹۲۷ء میں ہز ہائینس کو ۱۱ توپوں کی سلامی کا ذاتی اعزاز عطا ہوا۔ اور یکم جون ۱۹۳۳ء کو راجہ کا موروثی خطاب ملا۔ ہز ہائینس ہمیشہ اپنی ریاست کے نظم و نسق میں گہری دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ آپ نے بہت سی اصلاحات ریاست میں رائج کی ہیں۔ ۳۱-۱۹۳۰ء میں آپ گول میز کانفرنس کے ریاستی مندوبین میں شامل تھے۔ نیز ۱۹۳۱ء میں آپ کو فیڈرل کمیٹی کا رکن نامزد کیا گیا۔

سوانور رقبہ ۷۰ مربع میل اور آبادی ۲۰۳۲۰ ہے۔ میجر مہر بن نواب عبدالمجید خاں دلیر جنگ بہادر حکمران ہیں۔ جو قوم کے افغان ہیں۔ سالانہ آمدنی ۲ لاکھ ۳۵ ہزار ہے۔

واڑی (جاگیر) رقبہ ۱۲ مربع میل اور آبادی ۴۰۷۰ ہے۔ مہر بن گنپت راؤ گنگادھر راؤ عرف دیکی صاحب پت وردھن حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۸ ہزار روپے ہے۔

سونت واڑی

میجر ہز ہائینس راجہ بہادر شری منت کھیم سونت بھونسلے عرف باپو صاحب

تاریخ پیدائش۔ ۲۰۔ اگست ۱۸۹۷ء	رقبہ۔ ۹۳۰ مربع میل
" مسند نشینی۔ ۲ جون ۱۹۱۳ء	آبادی۔ ۲۳۰۵۸۹
آمدنی ۶۳۳۰۰۰ روپے سالانہ	سلامی۔ ۱۱ توپ

ہز ہائینس نے مالورن کالج انگلستان میں تعلیم پائی۔ پھر ۱۹۱۶ء میں فوجی تربیت حاصل کرنے کے لئے کیمبرج کے ٹریننگ سکول میں داخل ہوئے۔ وہاں سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کو سیکنڈ لفٹنٹ کا عہدہ دے کر ایک سو سولھویں مرہٹہ رجمنٹ میں متعین کیا گیا۔ ۲۴۔ جولائی ۱۹۱۹ء کو آپ کو کپتان کا اور ۲۲۔ اگست ۱۹۲۳ء کو میجر کا عہدہ ملا۔ ۲۹۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو حکمرانی کے کامل اختیارات تفویض کئے گئے۔ جنگ عظیم کی خدمات کے صلے میں ہز ہائینس کو ۱۱ توپوں کی سلامی کا اعزاز ملا۔

سونت واڑی مغربی ہند کے برطانی علاقہ رتناگری اور پرتگالی علاقہ گوآ کے درمیان بمبئی کے جنوب میں ۲۰۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس کا بانی منگ سونت نامی بتایا جاتا ہے۔ جو شاہان بیجاپور کا منصب دار تھا۔ ۱۷۰۷ء میں دہلی کے مغل شاہنشاہ نے سونت واڑی کے

سردار کو راجہ بہادر کا خطاب دیا۔ جسے بعد ازاں حکومتِ برطانیہ کی طرف سے بھی تسلیم کر لیا گیا۔
۱۸۳۸ء میں کھیم مونت سوم کی ناقابلیت۔ بد انتظامی اور ریاستی امرا کی بغاوت کے باعث
حکومتِ برطانیہ نے والیِ ریاست کی رضامندی سے ریاست کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لے
لیا۔ اور ۲۹۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء تک حکومتِ برطانیہ کے حکام کے ہاتھ میں رہا۔ ۲۴۔ اپریل ۱۹۱۳ء
کو سابق مہاراجہ کے انتقال پر حکومت نے ان کے اکلوتے بیٹے موجودہ راجہ بہادر کو والیِ ریاست
تسلیم کیا۔

راجپوتانہ

آنریبل لفٹننٹ کرنل جارج ڈرمنڈ اوگلوی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔
ایجنٹ گورنر جنرل و چیف کمشنر اجمیر مارواڑ

راجپوتانہ کی جنوبی ریاستیں

پولیٹیکل ایجنٹ:۔ لفٹننٹ کرنل ولیم آرتھر میکڈونل گارسٹن سی۔ بی۔ ای

بیکانیر

لفٹننٹ جنرل ہز ہائینس مہاراج ادھیراج راج راجیشور شرومنی مہاراجہ شری سر گنگا سنگھ
جی بہادر۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی + جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ جی۔ سی۔ وی۔ او۔ جی۔ بی۔
ای۔ کے۔ سی۔ بی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ اے۔ ڈی۔ سی والیِ بیکانیر

تاریخ پیدائش۔ ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۸۰ء
مسند نشینی۔ ۳۱۔ اگست ۱۸۸۷ء
رقبہ۔ ۲۳۳۱۷ مربع میل
آبادی۔ ۹۳۶۲۱۸
آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء)۔ ۱۲۱۶۶۰۰۰ روپیہ
خرچ " ۹۳۵۰۰۰۰ "

فوج اور پولیس۔ باقاعدہ پیدل (و توپخانہ) ۲۰ نفر
پیدل و توپخانہ کے بیقاعدہ چھ سو سپاہی
انڈین اسٹیٹس فورس ۴۴۲ سوار اور ۱۴۲۱ پیدل بشمول توپخانہ
پولیس کی جمعیت ۱۴۵۵
سلامی۔ ۱۷ توپ (مستقل)، ۱۹ (شخصی)
۱۹ (مقامی)



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر بیکانیر



ہز ہائینس مہاراج رانا دھولپور

فرمانروایانِ بیکانیر راٹھور راجپوت ہیں۔ راؤ جودھاجی (مارواڑ) بانیِ جودھپور کے ایک لڑکے راؤ بیکاجی نے ریاست بیکانیر کی بنیاد رکھی تھی ؛

ہز ہائینس مہاراجہ کو نظم و نسق ریاست کے کلی اختیارات ۱۶ دسمبر ۱۸۹۸ء کو تفویض کئے گئے۔ اُن کے زمانۂ نابالغی میں ریاست کا انتظام کونسل آف ریجنسی کے ذریعے سے ہوتا تھا۔ جس کے صدر پولیٹیکل ایجنٹ بہادر تھے اب ہز ہائینس خود انتظام کرتے ہیں۔ یورپ کے تعلیمیافتہ ہیں۔ اور بڑی لمبی چوڑی فلسفیانہ تقریریں کرتے رہتے ہیں آپ راونڈ ٹیبل کانفرنس میں بھی بلائے گئے تھے۔ ہندو یونیورسٹی بنارس کے چانسلر اور کئی ولایتی یونیورسٹیوں کے اعزاز یافتہ ہیں ؛

آپ نے آمدنی بڑھانے کے لئے نئے نئے ٹیکس لگائے ہیں۔ اس لئے اخبار 'ریاست' دہلی آپ کو مہاراجہ سر ٹیکس سنگھ بہادر لکھا کرتا ہے ؛

فروری ۱۹۲۱ء میں ایوانِ والیانِ ریاست کے قیام پر ہز ہائینس اس کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ اور صدر کے مکرر انتخاب پر مزید ۵ سال کے لئے آپ دوبارہ صدر منتخب ہوئے یہ ۱۹۱۶ء سے ۱۹۲۰ء تک کے دوران میں بمقام دہلی والیانِ ریاست کی جو کانفرنسیں ہوئیں۔ اُن کے آپ جنرل سکرٹری منتخب ہوتے رہے۔ اور اس دوران میں چانسلر ایوانِ والیانِ ریاست کی ذمہ واریاں بھی بحسن و خوبی انجام دیتے رہے ؛

مہاراج کمار شری سدول سنگھ جی بہادر فرزند و ولیعہد ریاست کی ۷ ستمبر ۱۹۰۲ء کو ولادت ہوئی۔ مہاراج کمار کے مشکوئے معلیٰ سے بھی دو فرزند ہیں ؛

سر منو بھائی نند شنکر مہتا نائٹ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کو جنوری ۱۹۲۷ء میں ہز ہائینس نے اپنا چیف منسٹر اور چیف کونسلر مقرر کیا ؛

پالن پور

میجر ہز ہائینس نواب سر طالع محمد خان شیر محمد خان جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے۔ سی۔ وی۔ او والیٔ پالن پور

تاریخ پیدائش ۔ ۷۔ جولائی ۱۸۸۳ء

" مسند نشینی ۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۱۸ء

رقبہ ۔ ۱۷۴۸ مربع میل

آبادی ۔ ۲۶۴۱۷۹

آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۰۸۱۰۰۰ روپے

خرچ " ۱۰۸۴۰۰۰ "

فوج اور پولیس (انڈین سٹیٹس فورس) ۸۵ سوار۔ ۱۷۱ پیدل۔ ۳۸۵ پولیس کے جوان ؛

سلامی - ۱۳ توپ (مستقل)

پالن پور کا حکمران خاندان یوسف زئی لوہانی افغانوں کی نسل سے ہے۔ چودھویں صدی میں ملک خرم خاں بانی خاندان نے جھالر کو تسخیر کیا۔ اس خاندان کی حکومتِ پالن پور کا اس طرح آغاز ہؤا۔ کہ شہنشاہ اکبر نے پالن پور۔ ڈلیسہ اور دنتی والا مقامات غازی خان کو جو اس خاندان کے بارھویں حکمران تھے۔ عطا کئے۔

موجودہ فرمانروائے پالن پور کو سنہ ۱۹۱۶ء میں بطور کیپٹن آنریری کمیشن عطا کیا گیا۔ اور آپ کے سی۔ آئی۔ ای بنائے گئے۔ ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء کو آپ کے۔ سی۔ وی۔ او کے خطاب سے سرافراز کئے گئے۔

سروہی

ہز ہائینس مہاراج ادھیراج مہاراؤ سر سروپ رام سنگھ بہادر جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے سی آئی۔ ای الی سروہی

تاریخ پیدائش - ۲۷ ستمبر سنہ ۱۸۸۸ء
آمدنی (سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء) ۱۰۳۰۰۰ روپے

سند نشینی - ۲۹ - اپریل سنہ ۱۹۲۰ء
خرچ " ۱۰۰۰۰۰ "

رقبہ - ۱۹۵۸ مربع میل
فوج اور پولیس (باقاعدہ فوج مع توپخانہ) ۱۰۰ پیدل۔ (بےقاعدہ) ۲۵ سوار۔ ۴۴۶ پولیس کے جوان۔

آبادی - ۲۱۶۵۲۸

سلامی - ۱۵ توپ (مستقل)

حکمران خاندان چوہان راجپوتوں کی ایک شاخ اور مشہور و معروف پرتھوی راج ہندو فرمانروائے دہلی کی اولاد سے ہے۔ سروہی خاندان کے بانی دیورا راجپوتوں کے پہلے راجہ دیو راج تھے۔

اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ء میں برطانوی حکومت نے ایک معاہدے کے ذریعے سے ریاست کا تقریباً ۲ مربع میل رقبہ دوامی ٹھیکے پر لے لیا۔ ہز ہائینس ایک چیف منسٹر کی امداد سے حکومت کا نظم ونسق سرانجام دیتے ہیں۔ جشن جوبلی بھی نہایت دھوم دھام سے منایا گیا۔

راجپوتانہ کی مشرقی ریاستیں

پولٹیکل ایجنٹ:- کیپٹن ہنری مورٹیمر پولٹن ٭

الور

کرنل ہز ہائینس سوائی مہاراج شری جے سنگھ جی - جی-سی-ایس-آئی- جی-سی-آئی-ای والی الور

تاریخ پیدائش- ۱۴ جون ۱۸۸۲ء　　آمدنی　۳۷۰۰۰۰۰ روپے سالانہ

" مسند نشینی- ۵ جون ۱۸۹۲ء　　خرچ - ۳۷۰۰۰۰۰ " "

رقبہ - ۳۱۵۸ مربع میل　　سلامی- ۱۵ توپ (مستقل) ۱۷ توپ (ذاتی)

آبادی - ۷۴۹۷۵۱　　۱۷ " (مقامی)

مختصر حالات ہز ہائینس راجپوتوں کے فرقۂ نرکہ کے کچھواہا خاندان سے تعلق رکھتے ہیں- چودھویں صدی میں راجہ اودے کرن جے پور میں حکومت کرتے تھے- الور کے موجودہ حکمران خاندان اصل میں انہیں سے تعلق رکھتے ہیں- لیکن موجودہ ریاست الور کے حقیقی بانی راجہ پرتاپ سنگھ تھے- اُن کے بعد اُن کے متبنّیٰ مہاراجہ بختاور سنگھ نے ۱۸۰۳ء میں حکومتِ برطانیہ کی حفاظت میں آنا منظور کر لیا ٭

موجودہ والیِ ریاست کے حالات ۱۸۸۹ء میں مہاراجہ راؤ منگل سنگھ کو مہاراجہ کا موروثی خطاب عطا کیا گیا- اُن کے بعد اُن کے بیٹے مہاراجہ جے سنگھ گدّی پر بیٹھے- ریاست کا کام پولٹیکل ایجنٹ کی نگرانی میں ایک کونسل چلاتی رہی- اور نوجوان مہاراجہ جے سنگھ ۱۸۹۳ء میں میو کالج میں داخل کر دئے گئے- ۱۰- دسمبر ۱۹۰۳ء کو مہاراجہ جے سنگھ کو حکمرانی کے جملہ اختیارات تفویض کئے گئے ۱۹۰۹ء میں مہاراجہ صاحب کو کے-سی-ایس-آئی- ۱۹۱۱ء میں کے-سی-آئی-ای- اور ۱۹۱۹ء میں جی-سی-ایس-آئی کے خطابات عطا کئے گئے- یکم جنوری ۱۹۱۵ء کو ہز ہائینس ہندوستانی فوج کے آنریری لفٹننٹ کرنل اور یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو آنریری کرنل بنائے گئے- جنوری ۱۹۲۹ء میں مہاراجہ صاحب نے اپنی سلور جوبلی منائی- یکم جنوری ۱۹۳۱ء کو آپ کی سلامی کی توپوں میں اضافہ کر دیا گیا- اور ذاتی طور پر ۱۷ توپوں کی سلامی مقرّر کرنے کے علاوہ آپ کے لئے مستقلاً ۱۷ توپوں کی سلامی مقرّر کر دی گئی- پچھلے دنوں میواتی رعایا پر سختیاں ہونے کی وجہ سے عارضی طور پر آپ کو ریاست سے علیحدہ ہونا پڑا- اور سردست ریاست کا انتظام گورنمنٹ کے حکّام کے ہاتھوں میں ہے ٭ جوبلی کے موقع پر یہاں بھی جملہ تقریبات ادا کی گئیں ٭

بھرت پور

ہز ہائینس مہاراجہ سری سوائی ہرجیندر سنگھ بہادر بہادر جنگ والیٔ بھرت پور

تاریخ پیدائش - یکم دسمبر ۱۹۱۸ء
آمدنی - ۲۹۷۰۰۰۰ روپے سالانہ

" مسند نشینی - ۲۷ مارچ ۱۹۲۹ء
خرچ - ۲۸۸۱۰۰۰ " "

رقبہ - ۱۹۹۳ مربع میل
سلامی - ۱۷ توپ (مستقل) ۱۹ توپ (مقامی)

آبادی - ۴۸۶۹۵۴

مختصر حالات | بھرت پور کے حکمران خاندان کا دعویٰ ہے کہ وہ جادو راجپوت فرقے سے تعلق رکھتا ہے گویا اس خاندان کے مورثِ اعلیٰ سری کرشن تھے۔

۲۷ مارچ ۱۹۲۹ء کو مہاراجہ کشن سنگھ کے انتقال پر اُن کے سب سے بڑے صاحبزادے ہرجیندر سنگھ گدی پر بٹھائے گئے۔

نوجوان مہاراجہ صاحب اپنے تین بھائیوں کے ساتھ یورپ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کی غیر حاضری میں ریاست کا کام چلانے کے لئے ایک کونسل مقرر کی گئی ہے۔ جس کا صدر حکومت ہند کی طرف سے نامزد کیا جاتا ہے۔

جنگ عظیم کی خدمات کے پیش نظر ریاست کی حدود میں والیٔ ریاست کے لئے مستقلاً ۱۹ توپوں کی سلامی منظور کی گئی ہے۔ گورنمنٹ کی خدمات کے لئے ریاست بھرت پور نے ہمیشہ مستعدی کا اظہار کیا ہے۔ اور جشنِ جوبلی پر بھی ریاست کی طرف سے خاص اہتمام کیا گیا تھا۔

دھول پور

لفٹنٹ کرنل ہز ہائینس رئیس الدولہ سپہدار الملک۔ مہاراج ادھیراج۔ سری سوائی مہاراج رانا سراودے بھان سنگھ لوک اندر بہادر۔ دلیر جنگ۔ جے دیو جی۔ سی۔ آئی۔ ای کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کے۔ سی۔ وی۔ او۔ والیٔ دھول پور

تاریخ پیدائش - ۲۵ - فروری ۱۸۹۳ء
آمدنی - ۱۶۴۴۰۰۰ روپے سالانہ

" مسند نشینی - ۲۹ - مارچ ۱۹۱۱ء
خرچ - ۱۶۲۴۰۰۰ " "

رقبہ - ۱۲۲۱ مربع میل
سلامی - ۱۵ توپ (مستقل) ۱۷ توپ (ذاتی)

آبادی - ۲۵۴۹۸۶

مختصر حالات | مقامی روایات کے بموجب دھول پور کا نام راجہ دھولن دیو تنوار کی وجہ سے پڑا ہے۔ مہاراجہ غالباً ۱۰۰۵ء میں چنبل اور دین گنگا کے درمیانی علاقے پر حکمران تھا۔ حکمران خاندان کا تعلق جاٹوں کے دیسیولی فرقے سے ہے۔

تقریباً نو سو سال تک یہ خاندان ریاست پر حکمرانی کرتا رہا۔ ۲۹ مارچ ۱۹۱۱ء کو مہاراج رانا رام سنگھ کے انتقال پران کے حقیقی بھائی ہز ہائینس مہاراج رانا اودے بھان سنگھ گدی پر بیٹھے ۹۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء کو ہز ہائینس کو حکمرانی کے جملہ اختیارات عطا کئے گئے یکم جنوری ۱۹۱۸ء کو ہز ہائینس کو کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ اور ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کی آمد پر کے۔ سی۔ وی۔ او اور ۱۹۳۱ء میں آپ کو سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا کیا گیا۔ یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو ہز ہائینس کے لئے ذاتی طور پر ۱۷ توپوں کی سلامی منظور کی گئی۔ اور آپ کو فوج میں میجر کا اعزازی درجہ عطا کیا گیا۔ پھر ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو فوج میں لفٹننٹ کرنل کا عہدہ دیا گیا۔

جوبلی کا جشن دھوم دھام سے منایا گیا۔ ایک سو ایک (۱۰۱) توپیں چھوڑی گئیں۔ گرجوں اور مندروں میں گھنٹے بجا بجا کر لوگوں کو ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازی عمر کی دعا مانگنے کے لئے طلب کیا گیا۔ مہارانا صاحب بہادر نے ایک دربار منعقد کر کے ایک لاکھ تیرہ ہزار بیاسی روپے دو آنے کی مقدار کا مالیہ معاف کر دینے کا اعلان کیا۔ آنریبل پولٹیکل ایجنٹ نے شاہ جارج جوبلی ہال کا سنگ بنیاد رکھا۔ بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور تقریباً پندرہ ہزار غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔ قیدیوں کی حلوے سے خاطر تواضع کی گئی۔ بعض قیدی رہا کر دئے گئے۔ پولیس اور فوج کے کرتب اور سکولوں کے کھیل دکھلائے گئے۔ ایک گارڈن پارٹی دی گئی۔ چراغاں ہوا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔

قرولی

ہز ہائینس مہاراجہ بھوم پال دیو بہادر یادو کل چندر بھال والی قرولی

تاریخ پیدائش۔ ۱۸۔ جون ۱۸۶۶ء — آمدنی۔ ۷۲۱۰۰۰ روپے سالانہ
« مسند نشینی۔ ۲۱۔ اگست ۱۹۲۷ء — خرچ۔ ۷۱۵۰۰۰ « «
رقبہ۔ ۱۲۴۲ مربع میل — سلامی۔ ۱۷ توپ
آبادی۔ ۱۴۰۵۲۵

مختصر حالات | روایت ہے کہ ۹۹۵ء میں مہاراجہ بجے پال نے متھرا سے آکر بھرت پور کے

علاقے میں بمقام بیانہ مانی پہاڑی پر ایک قلعہ تعمیر کیا۔ مہاراجہ نے اس علاقے پر ۴۱ برس تک حکومت کی۔ آخر ابوبکر شاہ کی ماتحتی میں مسلمانوں نے یہ علاقہ فتح کر لیا۔ سنہ ۱۷۷۲ء میں مرہٹوں نے ریاست پر بارہ حملے کئے۔ یہاں تک کہ سائل گڑھ حکمران وقت کے ہاتھ سے نکل گیا۔ سنہ ۱۸۰۴ء میں مہاراجہ ہرنجش پال کے وقت میں ریاست کا حکومت برطانیہ سے تعلق ہؤا۔ اور سنہ ۱۸۱۷ء میں گورنمنٹ سے ایک معاہدہ قرار پایا جس کے ذریعے سے ریاست کو مرہٹوں کی دستبرد سے نجات ملی۔ سنہ ۱۸۲۵ء میں مہاراجہ نرسنگھ پال اپنا جانشین چھوڑے بغیر مر گئے۔ چنانچہ سنہ ۱۸۲۶ء میں گورنمنٹ کے زیرِ ہدایت مدن پال راؤ گدی پر بٹھائے گئے ❊

موجودہ والیٔ ریاست ہز ہائینس بھوم پال دیو ۲۱۔ اگست سنہ ۱۹۲۷ء کو مسند نشین ہوئے۔ ریاست کا انتظام ہز ہائینس کی نگرانی میں ایک دیوان اور ایک نائب دیوان چلاتے ہیں ❊ جنگِ عظیم کے زمانے میں ریاست نے اپنے تمام ذرائع گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کر دیئے تھے۔ جشن جوبلی پر خاص اہتمام سے روشنی۔ میلہ۔ دربار اور خیرات کی گئی ❊

کوٹہ

لفٹنٹ کرنل ہز ہائینس مہاراؤ سر اُمید سنگھ جی بہادر۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ جی۔ بی۔ ای والیٔ کوٹہ

تاریخ پیدائش۔ ۱۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۳ء	آمدنی۔ ۵۱۵۲۰۰۰ روپے سالانہ
" مسند نشینی۔ ۱۱۔ جون سنہ ۱۸۸۹ء	خرچ۔ ۴۷۷۰۰۰۰ "
رقبہ ۵۶۸۴ مربع میل	سلامی۔ ۱۷ توپ (مستقل) ۱۹ توپ (ذاتی)
آبادی۔ ۶۸۵۸۰۴	

ریاست کوٹہ گورنمنٹ کو سالانہ ۴۳۴۷۲۰ روپے اور ریاست بوندی کو ۱۴۳۹۸ روپے ادا کرتی ہے ❊

مختصر حالات کوٹہ اور بوندی کے علاقے متفقہ طور پر ہروتی کہلاتے ہیں۔ ریاست کوٹہ حقیقت میں بوندی ہی سے نکلی ہے۔ لیکن کوٹہ کی بنیاد اصل میں سترھویں صدی کے اوائل میں پڑی۔ راؤ رتن سنگھ والیٔ بوندی کے دُوسرے بیٹے مادھو سنگھ کو جہانگیر نے یہ علاقہ عطا کیا تھا۔ پھر رفتہ رفتہ شمال اور جنوب میں ریاست کی حدود میں اضافہ ہونے لگا۔ کوٹہ کے ماتحت ۳۶ جاگیریں ہیں ❊

موجودہ والیٔ ریاست ہز ہائینس مہاراؤ سر امید سنگھ نے میو کالج اجمیر میں تعلیم پائی۔ اور

دسمبر ۱۸۹۶ء میں آپ کو حکمرانی کے تمام اختیارات تفویض کئے گئے۔ ۲۳ مئی ۱۹۰۱ء کو ہز ہائینس کو کے۔سی۔ایس۔آئی اور ۱۹۰۷ء میں جی۔سی۔آئی۔ای اور ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کو جی۔سی۔ایس۔آئی کے خطابات عطا کئے گئے۔ ۱۹۰۳ء میں ہز ہائینس آنریری میجر اور یکم جنوری ۱۹۱۵ء کو آنریری لفٹننٹ کرنل بنائے گئے۔ یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو ہز ہائینس کے لئے ذاتی اعزاز کے طور پر ۱۵ توپوں کی سلامی مقرر کی گئی۔ جوبلی کی تقریب یہاں بھی جلسے۔ دعوت وغیرہ کی تقریبات بخوش اسلوبی ادا ہوئیں +

راجپوتانہ۔ ہڑاوتی ٹونک ایجنسی

بوندی

ہز ہائینس مہاراؤ راجہ ایشوری سنگھ بہادر مہاراؤ والی بوندی

تاریخ پیدائش۔ ۸ مارچ ۱۸۹۳ء
مسند نشینی۔ ۸ اگست ۱۹۲۷ء
رقبہ۔ ۲۲۲۰ مربع میل
آبادی۔ ۲۱۶۷۲۲

آمدنی۔ ۱۶۷۹۰۰۰ روپئے سالانہ
خرچ۔ ۱۶۴۵۰۰۰ " "
سلامی۔ ۱۷ توپ (مستقل)

مختصر حالات ہز ہائینس چوہان راجپوتوں کی "ہوڑہ سپت" شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس خاندان کے چھٹے حکمران مانگراج نے "سپت ہوڑہ" کا لقب اختیار کیا۔ ۱۳۴۲ء میں راؤ دیو یا دیو راج ہر اج کے بعد دوسرے راجہ نے وہ علاقہ حاصل کیا۔ جو آج کل بوندی کے نام سے مشہور ہے۔ اُس وقت سے اب تک اس ریاست کے ۲۳ حکمران گزر چکے ہیں +

ہز ہائینس مہاراؤ راجہ ایشوری سنگھ بہادر اپنے چچا مہاراؤ راجہ سر رگھبیر سنگھ کی جگہ ۸ اگست ۱۹۲۷ء کو گدی پر بیٹھے۔ آپ کو حکمرانی کے پورے اختیارات ۲۶ ستمبر ۱۹۲۷ء کو تفویض کئے گئے۔ ریاست کا انتظام چلانے میں ایک دیوان اور مختلف سکرٹری صاحبان ہز ہائینس کی مدد کرتے ہیں +

۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں اُنھوں نے اپنے سارے ذرائع گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کر دئے۔ اس کے علاوہ عموماً قومی اور سرکاری فنڈوں میں دل کھول کر چندہ دیا۔ اور اب جشن جوبلی بھی نہایت شان اور پورے اہتمام کے ساتھ منایا +

جھالاواڑ

لفٹنٹ ہز ہائینس دھرم وادیکر ہر جاونسال مہاراج ادھیراج مہاراج رانا سری راجندر سنگھ جی دیو بہادر مہاراج والی جھالاواڑ

تاریخ پیدائش - ۱۵ جولائی ۱۹۰۰ء
آمدنی - ۸۷۵۰۰۰ روپیہ سالانہ

" مسند نشینی - ۱۹۲۹ء
خرچ - ۷۷۵۰۰۰ "

رقبہ - ۸۱۰ مربع میل
سلامی - ۱۳ توپ

آبادی - ۱۰۷۸۵۱

ریاست حکومت کو دس ہزار روپے سالانہ ادا کرتی ہے ۔

مختصر حالات ریاست جھالاواڑ اصل میں ۱۸۳۸ء میں عالم وجود میں آئی۔ اُس زمانے میں ریاست کوٹہ کے بعض علاقے لے کر اس ریاست کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا۔ حکومت برطانیہ اور کوٹہ کے ریجنٹ ظالم سنگھ کے درمیان ۱۸۱۷ء میں ایک معاہدہ ہوا جس کے رُو سے قرار پایا کہ ریاست کا نظم ونسق ظالم سنگھ اور اُس کے بعد اُس کے ورثا کے ہاتھوں میں رہے گا۔ ۱۸۹۶ء میں مہاراج رانا ظالم سنگھ والی جھالاواڑ کا انتقال ہوگیا۔ اور حکومت ہند نے اُس علاقے کا جو ریاست کوٹہ سے لیا گیا تھا۔ ایک بڑا حصہ لے کر ریاست کوٹہ کے حوالے کر دیا۔ اور بقیہ علاقے کی حکمرانی ظالم سنگھ کے خاندان کے ایک فرد بھوانی سنگھ کے سپرد کر دی ۔

۱۳ اپریل ۱۹۲۹ء کو بھوانی سنگھ کے انتقال پر ان کے اکلوتے بیٹے راجندر سنگھ گدی پر بٹھائے گئے۔ ۱۳ جنوری ۱۹۳۱ء کو ہز ہائینس کو فوج میں لفٹنٹ کا اعزازی عہدہ عطا کیا گیا۔ جنگ عظیم کے صلے میں ہز ہائینس کو مہاراج رانا کا موروثی خطاب عطا کیا گیا۔ اور یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو ۱۵ توپوں کی سلامی مقرر کی گئی ۔

جوبلی کی تقریب سے یہاں بھی خوب دھوم دھام کی گئی ۔

شاہ پورہ

راج ادھیراج اُمید سنگھ جی - والی شاہ پورہ

تاریخ پیدائش - ۷ مارچ ۱۸۷۱ء
آمدنی - ۷۴۰۰۰۰ روپے سالانہ

" مسند نشینی - ۲۴ جون ۱۹۲۳ء
خرچ - ۷۵۰۰۰۰ " "

رقبہ - ۴۰۵ مربع میل   سلامی - ۹ توپ

آبادی - ۵۴۲۳۴

ریاست شاہ پورہ سالانہ گورنمنٹ کو دس ہزار روپے اور ریاست اودے پور کو تین ہزار روپے ادا کرتی ہے۔

مختصر حالات سنہ ۱۶۲۹ء میں شہنشاہ شاہ جہان نے اُودے پور کے حکمران خاندان کے ایک رکن سجان سنگھ دھیا راجپوت کو پھلیا کا پرگنہ عطا کیا۔ سنہ ۱۶۶۹ء میں مہارانا اودے پور نے اسے میواڑ میں مچھولا کا پرگنہ دیا۔ یہ دونوں علاقے مل کر ریاست شاہ پورہ کہلاتے ہیں۔

تقریباً تین سو سال تک سجان سنگھ کا خاندان ریاست پر حکمران رہا۔ یہاں تک کہ ۲۴ - جون سنہ ۱۹۳۲ء کو راج ادھیراج ناہر سنگھ جی کے اِنتقال پر اُن کے بیٹے راج ادھیراج اُمید سنگھ جی گدی پر بیٹھائے گئے۔

جشن سلور جوبلی پر یہاں بھی خاص اہتمام و انتظام کیا گیا۔

ٹونک

ہز ہائینس سعید الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد سعادت علی خان بہادر صولت جنگ
فرمانروائے ٹونک

تاریخ پیدائش - سنہ ۱۸۷۹ء

" مسند نشینی - ۲۴ - جون سنہ ۱۹۳۰ء

رقبہ - ۲۵۵۳ مربع میل

آبادی - ۳۱۷۳۶۰

آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۲۲۶۶۰۰۰ روپے

خرچ " ۲۲۸۳۰۰۰ "

فوج اور پولیس (با قاعدہ فوج) ۲۰۳ (انفنٹری اور توپ خانہ)۔ بے قاعدہ فوج ۲۵۵ سوار - ۷۷ پیدل۔

پولیس کے ۸۶۹ جوان۔

سلامی - ۱۷ توپ (مستقل)

عام جغرافیائی حالات ریاست ٹونک راجپوتانہ کی ایک مشہور اسلامی ریاست ہے۔ جو جے پور سے ساٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ریاست میں کُل چھ نظامتیں ہیں۔ جن میں سے تین یعنی ٹونک۔ علی گڑھ اور نیماہیڑا تو راجپوتانہ میں اور باقی تین یعنی سرونج۔ چھبڑہ اور پڑاوہ سنٹرل انڈیا کے علاقہ مالوہ میں واقع ہیں۔ ان علاقوں کا باہمی فاصلہ بیس سے دو سو پچاس میل تک ہے۔

ریاست ٹونک کا شاہی خاندان سالار زئی افاغنہ سے ہے۔ جو یاغستان کے علاقہ بنیر سے محمد شاہ کے عہد میں ہندوستان آیا۔ اس خاندان کے ایک صاحب سالار زئی افغان محمد طالع بنیر سے روہیلکھنڈ میں آئے۔ اور نواب علی محمد خانصاحب روہیلہ والیٔ رام پور کے یہاں ملازم ہوئے جنگی خدمات کے صلے میں بہت کچھ عزت اور بہت بڑی جائداد بھی پیدا کر لی۔ اُن کے صاحبزادے محمد حیات خاں ضلع مرادآباد میں وسیع جائداد کے مالک تھے۔

نواب امیر الدولہ بانیٔ ٹونک

محمد حیات خان صاحب کے محل میں ۱۷۶۸ء میں امیر الدولہ نواب امیر خان بانیٔ ٹونک پیدا ہوئے جنھوں نے جوان ہو کر سرحدی پٹھانوں کی ایک بڑی جمعیت پیدا کر لی۔ اور ۱۷۹۸ء میں آپ ایک بہت بڑی تربیت یافتہ فوج کے سالارِ اعظم اور لیڈر بن گئے۔ آپ نے مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کو مدد دے کر انھیں بہت سے علاقے فتح کرائے۔ اور مہاراجہ موصوف کا سکہ مہاراشٹر۔ راجپوتانہ و مالوہ پر بٹھا دیا۔ نواب امیر الدولہ امیر خان اور مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر میں جو معاہدۂ اتحاد ہوا اُس کی ایک شرط یہ بھی تھی۔ کہ مفتوحہ علاقے میں برابر کے حصہ دار ہوں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۷۹۸ء میں نواب امیر الدولہ بہادر نے تیما ہیڑہ کا علاقہ ۱۸۰۶ء میں ٹونک اور پڑاوہ اور ۱۸۱۶ء میں چھبڑہ کے علاقے حاصل کر لئے۔ بعد میں پونا اور ناگپور میں بھی بعض علاقے حاصل کر لئے لیکن وہ بعد کو نکل گئے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی نے بخیالِ مصالحت سلسلۂ دار و گیر سے باز رکھنے کے لئے نواب امیر الدولہ کو اس شرط پر ایک با اختیار حکمران تسلیم کر لیا کہ وہ آئندہ تاخت و تاراج کا سلسلہ بند کر دیں۔ اور اپنی فوج جو پلٹن نمبر ۲۵ تربیت یافتہ پیادہ۔ سوار اور پٹھانوں کے رسالہ پر مشتمل تھی محدود کر دیں۔ اور صرف چالیس اتواپ رکھ کر اپنا بقیہ توپ خانہ نقد قیمت پر کمپنی کو فروخت کر دیں۔ نواب امیر الدولہ نے یہ شرائط منظور کر لیں کمپنی اور نواب امیر الدولہ کے مابین ایک معاہدہ ۱۸۱۷ء میں مرتب و مکمل ہوا۔ برطانوی حکومت نے اپنی طرف سے مندرجۂ بالا علاقہ جات کے علاوہ رامپورہ یعنی علی گڑھ کا قلعہ اور پرگنہ عنایت کیا۔ اور مبلغ تین لاکھ روپئے کا جو نقد قرضہ دیا تھا۔ وہ بھی چھوڑ دیا۔

نواب امیر الدولہ بہادر نے زمامِ حکومت ہاتھ میں لیتے ہی پُرانے قصبہ ٹونک کے باہر ایک اور نیا قصبہ آباد کرنا شروع کیا۔ اور جنگلات کی صفائی اور زراعت کی توسیع کی۔ عابد اور پرہیزگار اس قدر تھے کہ جب جامع مسجد کا بڑا دروازہ تعمیر ہونے لگا۔ تو علما نے کہا کہ کوئی ایسا شخص اس کی اینٹ رکھے جس نے عمر بھر زنا نہ کیا ہو۔ تمام مجمع میں سے صرف نواب امیر الدولہ بہادر ہی اس صفت سے متصف نکلے۔ اور آپ نے ہی اینٹ رکھی۔ نواب امیر الدولہ بہادر نے سترہ برس کی عابدانہ و زاہدانہ حکومت کے بعد ۱۸۳۴ء میں انتقال فرمایا۔



صاحب زادہ عبد التواب خاں صاحب
ہوم ممبر کونسل ٹونک



سعید الدولہ وزیر [illegible] ہز ہائنس نواب حافظ محمد سعادت علی خاں [illegible] ٹونک



ملک محمد دین صاحب سکرٹری ریاست ٹونک

نواب وزیر الدولہ وزیر محمد خان بہادر	مرحوم کے صاحبزادے نواب وزیر محمد خان بہادر ۱۸۳۴ء میں

مسند نشین ہوئے ۔ آپ علومِ عربیہ و دینیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے ۔ آپ نے مختلف دیار و امصار سے علما و فضلا اور خاندانی بزرگوں کو دعوت دے کر ٹونک میں آباد کیا ۔

غدر ۱۸۵۷ء میں نواب وزیر الدولہ بہادر کے علاقہ ٹونک پر نواب باندہ اور تانتیا ٹوپی کی فوجوں نے متحد ہو کر حملہ کیا ۔ لیکن نواب نے اُن کو شکست دے کر بھگا دیا ۔ آپ کی شجاعت و بسالت کے اعتراف میں برطانوی حکومت نے پندرہ توپوں کے بجائے سترہ توپوں کی سلامی منظور کی ۔

نواب صاحب علومِ دین ۔ ادب و تاریخ میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے جس کے باعث ہندوستان و سندھ و پنجاب کے علما ان کا بڑا احترام کرتے تھے ۔ آپ نے متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائیں ۔ جن میں "وصایائے وزیری" سیاستِ مدن اور اخلاق کی ایک بہترین کتاب ہے ۔ نواب وزیر الدولہ بہادر نے ۱۸۶۴ء میں انتقال فرمایا ۔

نواب محمد علی خان بہادر	مرحوم کے صاحبزادے نواب محمد علی خاں بہادر ۱۸۶۴ء میں جانشین ہوئے ۔

جو علومِ عربیہ و فارسیہ کے جید عالم تھے ۔ آپ امورِ حکومت کو باحسن وجوہ سرانجام دینے کے ساتھ ہی تصنیف و تالیف کا بھی ذوق رکھتے تھے ۔ آپ کی تصانیف میں کتاب "قرۃ العیون" بڑی قابل دید چیز ہے ۔ جو تقریباً پانچ ہزار صفحات پر مشتمل ہے ۔ اس میں علومِ عربیہ، تاریخ اسلامیہ کے دقیق مسائل پر دقت نظر سے تبصرہ و تنقید کی گئی ہے ۔

نواب امین الدولہ وزیر الملک ہز ہائینس نواب حافظ محمد ابراہیم خان والیٔ ٹونک	آپ ۱۸۴۹ء میں پیدا اور ۱۸۶۷ء میں گدی نشین ہوئے ۔ آپ حافظ کلام مجید ہونے کے علاوہ علومِ دینیہ میں کامل مہارت

رکھتے تھے ۔ آپ نے مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں ایک جامع و ضخیم کتاب تصنیف فرمائی ۔ اور اکثر محافل جشن میلاد شریف کیا کرتے تھے ۔ ریاست میں ایک کونسل قائم کی گئی ۔ جس میں دو ارکان کونسل حکمران خاندان کے ہیں اور دو یورپین ۔

محکمہ ہائے تعلیم، صحت و زراعت کے لئے ریاست میں ایک دربار ہائی سکول قائم فرمایا ۔ خاص ٹونک میں ۶ پرائمری اور متعدد دینی مدارس جاری کئے ۔ صدر ٹونک میں ایک بڑا شفا خانہ قائم کیا ۔ پھر نظامت کے صدر مقام میں ایک ایک شفا خانہ سب اسسٹنٹ سرجنوں کی زیر نگرانی قائم کیا ۔ چند سال سے ریاست میں عملی تعلیم زراعت کے لئے چند ماڈل فارم نظامت ٹونک ۔ نیماہیڑہ ۔ سرونج اور چھبڑہ میں قائم کئے گئے ہیں ۔

۱۸۶۹ء و ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء کے قحط میں پوری امداد دی گئی ۔ علاوہ بریں آپ کے عہد میں بندوبست ریاست کی تکمیل ہوئی ۔ اور باقاعدہ عدالتیں قائم ہوئیں ۔

برطانوی حکومت نے آپ کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کے خطابات سے ممتاز کیا۔ اور دربارِ تاجپوشی ۱۹۰۳ء و ۱۹۱۱ء میں بطور سرکاری مہمان شریک کیا۔ اس زاہد و پارسا۔ عالم۔ فیاض و مخیر والی ملک نے ۶۴ برس تک کامیاب حکومت کرنے کے بعد ۲۳۔ جون ۱۹۳۰ء میں رحلت فرمائی ::

موجودہ فرمانروائے ٹونک

ہز ہائینس نواب امین الدولہ وزیر الملک کی وفات پر ۲۴ جون ۱۹۳۰ء کو اُن کے خلف اکبر یعنی موجودہ نواب سعید الدولہ وزیر الملک حافظ محمد سعادت علی خان بہادر صولت جنگ باون سال کی عمر میں سریر آرائے حکومت ہوئے جنھیں تمام ارکان خاندانِ ریاست نے نذریں پیش کیں۔ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو وائسرائے ہند کی جانب سے ایجنٹ گورنر جنرل نے خریطۂ مسندنشینی پیش کیا ◆

ہز ہائینس عربی و فارسی کے ایک فارغ التحصیل عالم ہیں۔ آپ نے اپنے دادا نواب محمد علی خاں بہادر سے تعلیم پائی۔ کلام مجید بھی اُنھی سے حفظ کیا۔ آپ عادل و بااںصاف پسند اور رعایا نواز ہیں ◆

انتظام ریاست کے لئے ایک اسٹیٹ کونسل ہے جس کے صدر خود ہز ہائینس ہیں۔ اور میجر ڈی۔ ایم فریزر بہادر ای اے وائس پریزیڈنٹ ہیں۔ آپ ہز ہائینس کے مشیر خاص بھی ہیں۔ میجر ممدوح سر سٹوارٹ فریزر سابق ریزیڈنٹ کشمیر و حیدرآباد کے صاحبزادے ہیں ::

فنانس ممبر کے عہدے پر اعظم الامرا خان بہادر صاحبزادہ محمد اسحاق خاں بہادر مامور ہیں۔ جو موجودہ ہز ہائینس کے چچا ہیں ◆

میجر فرگوسن بہادر جوڈیشل ممبر ہیں۔ جو پہلے یہاں کے انسپکٹر جنرل پولیس تھے۔ ریاست کا جیل۔ بلدیات اور صیغۂ تعلیم آپ کے ماتحت ہیں ::

ریونیو ممبری کے عہدے پر خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب او۔ بی۔ ای ممتاز ہیں۔ جو پنجاب میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔ ڈپٹی کمشنر و ڈائرکٹر لینڈ ریکارڈز رہنے کے بعد پنشن یاب ہونے پر ٹونک بلائے گئے۔ آپ ایک دیانت دار اور پابند شریعت افسر ہیں ◆

ہوم ممبری کے عہدے پر سالار جنگ صاحبزادہ محمد عبد التواب خان صاحب بہادر ہز ہائینس کے چچا زاد بھائی ہیں۔ جو اپنے نیک و برگزیدہ والد کے نقش قدم پر چلنے والے فرزند رشید ہیں ::

مسٹر فنلز پیٹرک ریاست کے انسپکٹر جنرل ہیں۔ جو پہلے یو۔ پی میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔ اور اب ۶۔ ۷ سال سے ریاست میں مفید خدمات انجام دے رہے ہیں ::

ملک دین محمد صاحب علیگ ایم۔ آر۔ اے۔ ایف۔ آر۔ اے۔ آئی جو پہلے سٹیٹ کونسل کے سیکرٹری تھے۔ آجکل سکرٹری دربار کے عہدے پر سرفراز ہیں۔ جو اپنے فرائض کو نہایت



ہز ہائینس راجہ صاحب بوندی



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب ڈنٹا



بھومیا نیم کھیڑی تعلقہ



مہاراجکمار ولی عہد آف ڈنٹا

قابلیت ۔محنت ولیاقت سے سرانجام دے رہے ہیں ۔ اس سے پہلے آپ بہاول پور اور بیچپورہ میں بھی بڑے ذمّہ داری کے عہدوں پر ممتاز رہ چکے ہیں ۔

لالہ چاند مل صاحب بی اے پرائیویٹ سکرٹری ہیں ۔

صاحبزادہ محمد خلیل الرّحمٰن صاحب اسسٹنٹ ہوم ممبر ہیں جن کے متعلق مہمان داری وغیرہ کے محکمہ جات ہیں ۔

حاجی شیخ فضل احمد صاحب اسسٹنٹ فنانشل ممبر ہیں ۔

جوبلی کا جشن نہایت دھوم دھام سے منایا گیا ۔ قصرِ ناظر باغ کے میدان میں ایک بڑے شامیانے کے نیچے دربار منعقد ہوا جس میں ہز ہائینس نے ایک اعلان کے ذریعے سے دوسری مراعات فرمانے کے علاوہ ریاست کے کاشتکاروں اور زمینداروں کو مالیے کی بقیّہ رقم جو چار لاکھ ستائیس ہزار روپے تھی ۔معاف کر دی ۔شاہی سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں ۔طلبۂ مدارس میں مٹھائی تقسیم کی گئی ۔غریبوں کو کھانا کھلایا گیا ۔عبادت گاہوں میں ملکِ معظّم اور ملکۂ معظّمہ کی درازی عمر اور برطانی راج کی ترقّی کے لیئے دعائیں مانگی گئیں ۔دلچسپ کھیل ہوئے چراغاں کیا گیا ۔ ہز ہائینس نے قصرِ مذکور میں ایک مجلسِ ضیافت منعقد کی جس کے بعد آتش بازی چھوڑی گئی ۔

راجپوتانہ

(جے پور اور راجپوتانہ ریزیڈنسی کی مغربی ریاستیں)

میجر ایل ۔ ای بارٹن ۔ ریزیڈنٹ جے پور ۔

دنتا

مہارانا شری بھوانی سنگھ جی ہمیر سنگھ جی والی دنتا

تاریخ پیدائش ۔ ۱۳ ۔ستمبر ۱۸۹۹ء	آمدنی (۳۴-۱۹۳۳ء) ۰۰ ۱۷ ا روپے سالانہ
،، مسند نشینی ۔ ۲۰ ۔ نومبر ۱۹۲۵ء	خرچ ،، ۱۷۱۰۰ ،، ،،
رقبہ ۔ ۳۴۷ مربع میل	پولیس ۔ ڈیڑھ سو جوان
آبادی ۔ ۲۶۱۷۲ نفوس	سلامی ۔ ۹ توپ (مستقل)

مہارانا مشہور و معروف ہندو شہنشاہ وکرمادت (اوجین) کی اولاد ہیں ۔اور پرمار راجپوتوں

کی براڈ گوت سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کو وائسرائے سے ملاقات کرنے کا حق ہے۔ ریاست کے اندرونی نظم و نسق کے اختیارات کلی حاصل ہیں۔ مہارانا نے میو کالج اجمیر میں تعلیم پائی۔ چونکہ ریاست کے علاقے میں شری امباجی بھوانی اور شری کونیشور مہادیو کی مشہور سمادھیں اور کیھاریہ جینیوں کے مندر ہیں۔ جن کی یاترا کے لئے اطراف و اکناف ہندوستان سے ہر طبقہ و عقیدہ کے ہندو یہاں آتے ہیں۔ اس لئے مہارانا بالعموم ہندوؤں کے مختلف فرقوں پر خاص اثر و اقتدار رکھتے ہیں۔ ولیعہد بہادر مہاراج کمار شری پرتھی راج سنگھ جی ۲۲۔ جولائی ۱۹۲۳ء کو پیدا ہوئے۔

. . . .

. . . .

جوبلی کا جشن اعلیٰ پیمانے پر منایا گیا۔ اکتیس توپوں کی سلامی دی گئی۔ مندروں مسجدوں اور دوسری عبادت گاہوں میں دعائیں مانگی گئیں۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلایا گیا۔ اور کپڑے دئے گئے۔ چراغاں ہوا۔ اور آتش بازی چھوڑی گئی۔

جے پور

کپتان ہز ہائینس سرمد راجہ ہائے ہندوستان راج راجندر سری مہاراج ادھیراج سوائی مان سنگھ بہادر

تاریخ پیدائش ۔ ۲۱۔ اگست ۱۹۱۱ء	فوج اور پولیس ۔ ۱۹۷ باقاعدہ گارڈ اور باقاعدہ
مسند نشینی ۔ ۷۔ ستمبر ۱۹۲۲ء	۲۴ جیپور انفنٹری۔ ۴۴۴ نفوس پر مشتمل
رقبہ ۔ ۱۵۵۷۹ مربع میل	توپخانہ۔ اس کے علاوہ ۵۳۹ بے قاعدہ
آبادی ۔ ۲۶۳۱۷۷۵	لینسرز اور ۳۲۱۲۱ بے قاعدہ پیدلوں
آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۲۰۰۰۰۰۰ روپے	کی جمعیت
خرچ ″ ۱۲۰۰۰۰۰۰ ″	سلامی ۔ ۱۷ توپ (مستقل)، ۱۹ توپ (مقامی)

ہز ہائینس والیِ جے پور کچھواہا اور کشواہا راجپوتوں کے خاندان اور اجودھیا (فیض آباد) کے مشہور و معروف راجہ رام چندر کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ خاندان ابتداءً گوالیار کے قریب مقام نارور میں پھلا پھولا۔ بالآخر بانیِ ریاست تیج کرن نے اٹھارھویں صدی میں راجپوتانہ میں ایک چھوٹی سی ریاست کی بنیاد ڈالی۔ اور جے پور کو دار الصدر بنایا۔ سلطنتِ مغلیہ کے مشہور جرنیل مرزا راجہ جے سنگھ تک ریاست نے کوئی اہمیت اختیار نہ کی۔ جے پور نے مرہٹوں کے ہاتھوں بہت نقصان اٹھایا۔ مگر ۱۸۱۸ء میں برطانی حکومت سے والیِ جے پور کا معاہدہ ہو جانے کے بعد ریاست مزید تباہی

سے بچ گئی ۔

مہاراج ادھیراج سوائی سرمادھوسنگھ کی وفات پر جنھوں نے ۱۸۸۰ء سے ۱۹۲۲ء تک حکومت کی ۔ موجودہ راجہ فرمانروا ہوئے ۔ آپ ایسارداکے ٹھاکر صاحب کے دوسرے بیٹے اور کچھوادا راجپوتوں کے راجوتی خاندان سے ہیں ۔ آنجہانی راجہ نے جو خود متبنّیٰ تھے ۔ موجودہ مہاراج کو ۲۴ مارچ ۱۹۲۱ء کو اپنا متبنّیٰ قرار دیا ۔ ۱۴ مارچ ۱۹۳۱ء کو ہز ہائینس کو مکمل اختیاراتِ حکومت تفویض کئے گئے ۔ یکم جنوری ۱۹۳۴ء کو اعزازی کپتان کا منصب عطا ہوا ۔

ہز ہائینس مہاراجہ پانچ ارکان پر مشتمل ایک کونسل کی امداد سے امورِ ریاست سرانجام دیتے ہیں ۔ یکے بعد دیگرے ہندوستان کے وائسرائے ۔ کمانڈر انچیف ۔ بمبئی اور مدراس کے گورنر اور ہندوستان کی سیاحت کرنے والے تقریباً تمام سیاح جے پور آئے ہیں ۔

جے پور کی وسیع سڑکیں ۔ فراوانیِ آب ۔ آرٹس سکول ۔ عجائب گھر ۔ باغِ عامہ ایسی چیزیں ہیں جن سے یہ ہندوستان کے خاص شہروں میں شمار ہوتا ہے ۔ یہاں کے محکمۂ تعمیرات نے بہت سے شاندار کام انجام دئے ہیں ۔ ۱۹۳۱ء میں شہر جے پور میں فراہمیِ آب کی ایک زبردست سکیم درجۂ تکمیل کو پہنچی ۔

جنگِ عظیم پر دربار جے پور نے ریاست کے تمام وسائل حکومتِ برطانیہ کے لئے وقف کر دئے ۔ ریاست کی ٹرانسپورٹ کور کا ایک حصہ نومبر ۱۹۱۴ء میں میدانِ جنگ کو بھیجا گیا ۔ مذکورہ کور نے مہم چترال (۱۸۹۵ء) مہم تیراہ (۹۸-۱۸۹۷ء) اور ۱۹۱۹ء میں صوبۂ سرحد میں بھی عملی خدمات انجام دیں ۔ ریاست جے پور چار لاکھ روپیہ سالانہ حکومتِ برطانیہ کو خراج ادا کرتی ہے ۔

جشنِ جوبلی کے موقع پر بھی ریاست کی طرف سے روشنی ۔ دعوت ۔ غربا کو کھانا ۔ طلبہ کو مٹھائی کی تقسیم وغیرہ فراخ دلی سے عمل میں آئیں ۔

جیسلمیر

ہز ہائینس مہاراج ادھیراج مہاراول سر جواہر سنگھ بہادر کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ والیِ جیسلمیر

تاریخِ پیدائش ۔ ۱۰ نومبر ۱۸۸۲ء
〃 مسند نشینی ۔ ۲۶ جون ۱۹۱۴ء
رقبہ ۔ ۱۶۰۶۲ مربع میل
آبادی ۔ ۷۶۲۳۵ نفوس

آمدنی ۔ (۳۳-۱۹۳۲ء) ۳۷۸۰۰۰ روپے سالانہ
خرچ ۔ 〃 ۳۱۶۰۰۰ 〃 〃
فوج اور پولیس (بیقاعدہ فوج) ۲۳۱ سوار، ۲۴۳ پیدل

سلامی - ۱۵ - توپ (مستقل)

ہز ہائینس والیٔ جیسلمیر جادوں بھاٹی راجپوت اور اسی خاندان کے راجاؤں کی اولاد ہیں۔ جو ۳ ہزار سال قبل ہندوستان میں اعلیٰ اقتدار کے مالک تھے۔ خاندانِ جیسلمیر کے اصلی بانی دیوراج تھے۔ جو یہاں کے پہلے راجہ راول تھے۔ جن کی ولادت دسویں صدی کے وسط میں ہوئی۔ موجودہ دارالحکومت جیسلمیر ۱۱۵۶ء میں پہلے راول راجہ جیسل نے آباد کیا تھا۔ سب سے پہلے مہاراول ملراج کے عہد میں حکومت برطانیہ کے سیاسی تعلقات ریاست جیسلمیر کے ساتھ قائم ہوئے۔

ریاست کا بڑا حصہ ریگستانی ہے۔ قریب ترین ریلوے سٹیشن مارواڑ کے علاقے میں ہے۔ جو دارالریاست جیسلمیر سے ۹۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ ولیعہد ریاست مہاراجکمار کرشن سنگھ جی ہیں۔ اس ریاست میں آج تک کوئی وائسرائے نہیں گیا۔ البتہ نومبر ۱۹۲۰ء میں لیڈی چیمسفورڈ گئی تھیں۔ جنگِ عظیم میں ہز ہائینس نے ریاست کے تمام وسائل اور خود ذاتی خدمات حکومتِ برطانیہ کو پیش کیں۔ اور جشنِ جوبلی کے موقع پر بھی جملہ تقریبات بہت اچھی طرح ادا ہوئیں۔

جودھپور (مارواڑ)

لفٹنٹ کرنیل ہز ہائینس راج راجیشور مہاراج ادھیراج سر اُمید سنگھ بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ای۔ کے۔ سی۔ جی۔ آئی۔ کے۔ سی۔ وی۔ او

تاریخ پیدائش - ۸ - جولائی ۱۹۰۳ء
" مسند نشینی - ۳ - اکتوبر ۱۹۱۸ء
رقبہ - ۳۵۰۱۶ مربع میل
آبادی - ۲۱۲۵۹۸۲
آمدنی (۳۴-۱۹۳۳ء) ۱۴۰۱۱۰۰۰ روپیہ
خرچ " ۱۰۹۸۲۰۰۰ "

فوج اور پولیس - بقاعدہ فوج ۹۶۴ سواروں اور ۵۴ پیدلوں پر اور انڈین سٹیٹس فورس کے ۶۵۷ سواروں اور ۱۸۴ پیدلوں پر اور پولیس کی جمعیت ۲۶۹۲ جوانوں پر مشتمل ہے۔

سلامی - ۱۷ توپ (مستقل) ۱۹ توپ (مقامی)

ہز ہائینس مہاراجہ جودھپور راٹھور خاندان کے راجپوتوں کے سردار ہیں۔ ریاست ہائے بیکانیر۔ کشن گڑھ (راجپوتانہ) ایدر (مغربی ہند کی ریاستوں کی ایجنسی) اور رتلام۔ جھابوا۔ سیتامئو وسیلانہ (وسطی ہند) کو جودھپور ہی کی اولاد کہنا چاہئے۔ یوں تو مارواڑ کے راج کی بنیاد اسی وقت سے پڑ گئی تھی۔ جب پایۂ تخت موجودہ دارالحکومت (جودھپور) میں منتقل ہوا۔ لیکن اس سے بھی پہلے ریاست کی بنیاد اس وقت رکھی گئی۔ جب قنوج کے آخری تاجدار جے چند کے پوتے سیاہ جی نے ملانی اور



ہزہائینس مہاراجہ صاحب جودھپور



ہزہائینس مہاراجہ صاحب اُودے پُور



ہزہائینس مہاراجہ ڈونگر پُور۔



ہزہائینس مہاراوت صاحب پرتاب گڑھ

نواحی علاقے کو فتح کر کے سنہ ۱۲۱۲ء میں راٹھور راجپوتوں کا جھنڈا لونی کی پتلی پہاڑیوں پر نصب کر دیا تھا ۔

سنہ ۱۸۱۸ء میں مہاراجہ جودھپور اور حکومت برطانیہ کے مابین معاہدہ ہوا۔ ہنگامۂ سنہ ۱۸۵۷ء میں اعلیٰ خدمات کے صلے میں مہاراجہ تخت سنگھ کو جی۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب دیا گیا۔ مہاراجہ جسونت سنگھ کے عہد میں ریاست نے بہت ترقّی کی۔ اُن کے جانشین مہاراجہ سردار سنگھ نے سنہ ۱۹۱۱ء میں انتقال کیا۔ اُن کے جانشین مہاراجہ سمیر سنگھ ہوئے۔ جو جنگ عظیم (سنہ ۱۹۱۴-۱۸ء) میں محاذِ جنگ پر گئے۔ جس کے صلے میں اُنھیں کے۔بی۔ای کے خطاب سے سرافراز کیا گیا۔ آخرالذکر کی وفات پر اُن کے چھوٹے بھائی موجودہ فرمانروائے جودھپور گدّی کے مالک ہوئے ۔

ریاست کا انتظام ہز ہائینس ایک کونسل کی مدد سے فرماتے ہیں۔ جو وزیر اعظم اور تین دیگر وزرا پر مشتمل ہے ۔

جوبلی کی تقریب سے یہاں بھی دھوم دھام کے جشن کئے گئے ۔

کشن گڑھ

ہز ہائینس عمدۂ راجہ ہائے بلند مکان مہاراج ادھیراج یگیا نرائن سنگھ بہادر والیِ کشن گڑھ

تاریخ پیدائش ۔ ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء	آمدنی ۔ (سنہ ۱۹۳۳-۳۴ء) ۷۵۰۰۰۰ روپے سالانہ
مسند نشینی ۔ ۲۴۔ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء	خراج ۷۳۰۰۰ ۔
رقبہ ۔ ۸۵۸ مربع میل	فوج اور پولیس (بیقاعدہ فوج) ۲۹ سوار۔ ۱۲۷ پیدل۔ پولیس کے افسر اور سپاہی ۲۰۰،
آبادی ۔ ۸۵۷۴۴	سلامی ۔ ۱۵ توپ (مستقل)

ریاست کے بانی مہاراجہ اودے سنگھ کے دوسرے بیٹے کشن سنگھ تھے جنھوں نے آبائی ترکہ چھوڑ کر یہ علاقہ فتح کر کے جو اب کشن گڑھ پر مشتمل ہے۔ اِس ریاست کی بنیاد رکھی۔ مہاراجہ یگیا نرائن مہاراجہ مدن سنگھ آنجہانی کے سب سے بڑے چچیرے بھائی ہیں۔ اس خیال سے کہ مہاراجہ کی وفات کے بعد شاید اُن کی گدّی کا وارث فرزند پیدا ہو جائے۔ ان کے فوت ہونے کے کچھ عرصے تک گدّی خالی رکھی گئی۔ مگر آخر کو اُمرائے نے موجودہ مہاراج کو مسند نشین کیا ۔

اِس وقت نظم ونسق ایک انتظامی کونسل کے ذریعے سے انصرام پاتا ہے۔ جو ایک وزیر اور چار ارکان پر مشتمل ہے۔ ہز ہائینس اس کونسل کے صدر ہیں ۔

جوبلی کے موقع پر یہاں بھی روشنی اور مٹھائی کی تقسیم وغیرہ کی مراسم بہت اچھے پیمانے پر منائی گئیں ۔

لاوا

ٹھاکر بنس پردیپ سنگھ نارو کا راجپوت والی ریاست ہیں ۔ آپ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۳ء کو پیدا اور ۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ء کو مسند نشین ہوئے ۔ ریاست کا رقبہ ۱۹ مربع میل اور آبادی ۲۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے ۔ آمدنی ۳۳ ہزار اور خرچ ۲۹ ہزار کے لگ بھگ ہے ۔ ٹھاکر صاحب ۲۲۵ روپے سالانہ حکومت ہند کو بطور خراج ادا کرتے ہیں ۔ وہ کچھوارا راجپوتوں اور جے پور کے حکمران خاندان کی اولاد میں سے ہیں ۔ ٹھاکر صاحب کے زمانہ نابالغی میں آج کل ریاست کا انتظام ریزیڈنٹ جے پور کی زیر ہدایت عمل میں آتا ہے ۔

راجپوتانہ میواڑ ریزیڈنسی اور جنوبی ریاستیں

بانسواڑہ

ہز ہائینس رائے رایان مہارادل سری سر پرتھی سنگھ بہادر کے سی ۔ آئی ای والی بانسواڑہ

تاریخ پیدائش ۔ ۱۵ جولائی ۱۸۸۸ء	آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۵۱۶۰۰۰ روپیہ سالانہ
" مسند نشینی ۔ ۸ جنوری ۱۹۱۴ء	خرچ " ۴۵۴۰۰۰ "
رقبہ ۔ ۱۶۰۶ مربع میل	فوج اور پولیس ۔ (بے قاعدہ فوج) ۱۱ سوار ۔ ۱۰ پیدل
آبادی ۔ ۲۲۵۱۰۰	۱۵۳ پولیس کے افسر اور سپاہی ۔
	سلامی ۔ ۱۵ توپ (مستقل) ۔

بانسواڑہ سے ۲۵ میل کے فاصلے پر راجپوتانہ مالوہ ریلوے کا تالی سٹیشن قریب ترین سٹیشن ہے ۔ حکمران خاندان سیسودیا راجپوتوں کا ہے ۔ اور ڈونگرپور کے حکمران سے تعلق رکھتا ہے ۔ ہز ہائینس مہارادل ۱۹۱۱ء میں دہلی کے دربار تاجپوشی میں شریک تھے ۔

سنہ ۱۹۰۶ء کے قحط کے بعد ریاست کا نظم و نسق ایک پولیٹیکل افسر کی نگرانی میں رکھا گیا ۔ جس کی معاون ایک کونسل تھی ۔ اس کے ارکان حکومت کی طرف سے منتخب کئے جاتے تھے ۔ لیکن

یہ انتظام مہاراول شمبھو سنگھ آنجہانی کو اختیارات حکومت (سنہ ۱۹۰۶ء) دئیے جانے پر ختم کر دیا گیا۔
موجودہ ہز ہائینس مہاراول آنجہانی کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ ۲ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء کو ہز ہائینس کے۔ سی۔ آئی۔ ای کے خطاب سے سرفراز کئے گئے۔

جشن جوبلی یہاں بھی شان و شوکت سے منایا گیا۔ اکتیس توپوں کی سلامی دی گئی۔ مختلف مذاہب کے لوگوں نے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر اور صحت و خوش حالی کے لئے دعائیں مانگیں۔ غریبوں میں اناج اور طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ قیدیوں کو کھانا کھلایا گیا۔ چراغاں کیا گیا۔ فوجی کرتب ہوئے۔ گھڑ دوڑ ہوئی۔ سینما کے کھیل مفت دکھائے گئے۔ موسیقی کے جلسے۔ جادو کے کھیل اور تیر اندازی وغیرہ کے کرتب ہوئے۔

ڈونگرپور

ہز ہائینس رائے رایان مہاراول سری لکشمن سنگھ بہادر والیٔ ڈونگرپور

تاریخ پیدائش	۷ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء	آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء)	۸۸۱۰۰۰ روپیہ سالانہ
" مسند نشینی	۱۵ نومبر سنہ ۱۹۱۸ء	خرچ "	۶۷۹۰۰۰ " "
رقبہ	۱۴۶۰ مربع میل	فوج اور پولیس	(بےقاعدہ فوج) ۲۸ سوار۔ ۱۲۹ پیدل اور توپچی۔ ۳۱۲ پولیس کے جوان۔
آبادی	۲۲۷۵۴۴	سلامی	۱۵ توپ (مستقل)

موجودہ ہز ہائینس میو کالج اجمیر میں تعلیم پانے کے بعد سنہ ۱۹۲۷ء میں انگلستان گئے۔ اور وہاں سے واپسی پر ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۲۸ء کو آپ کو تمام اختیارات حکومت تفویض کئے گئے۔
یہاں بھی جشن جوبلی ایک اعلیٰ پروگرام کے ماتحت منایا گیا۔ فوجی پریڈ ہوئی۔ چراغاں ہوا۔ غربا میں کھانا اور طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

کشال گڑھ

راؤ رنجیت سنگھ والیٔ کشال گڑھ راٹھور راجپوت والیٔ ریاست ہیں۔ ۲ مئی سنہ ۱۸۸۲ء کو پیدا اور ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۱۶ء کو مسند نشین ہوئے۔ ریاست کا رقبہ ۳۴۰ مربع میل اور آبادی ۳۵۵۶۴ نفوس ہے۔ آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ایک لاکھ انتالیس ہزار (۱۳۹۰۰۰) اور خرچ ایک لاکھ نو ہزار (۱۰۹۰۰۰) روپے سالانہ ہے۔ جشن جوبلی نہایت اہتمام سے منایا گیا۔

پرتاب گڑھ

ہز ہائینس مہارادت رام سنگھ بہادر والی پرتاب گڑھ

تاریخ پیدائش ۱۲ اپریل ۱۹۰۸ء — آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۵۶۴۰۰۰ روپے سالانہ

" مسند نشینی ۱۸ جنوری ۱۹۲۹ء — خرچ " ۶۰۵۰۰۰ "

رقبہ ۸۸۶ مربع میل — فوج و پولیس (بیقاعدہ فوج) ۲۹ سوار - ۹ پیدل

آبادی ۷۶۵۳۹ — پولیس ۲۶۷ جوان - سلامی ۱۵ توپ (مستقل)

شہر پرتاپ گڑھ کی بنیاد مہارادت پرتاپ سنگھ نے اٹھارھویں صدی میں ڈالی تھی۔ ریاست حکومت ہند کو ۳۶۳۵۰ روپے سالانہ خراج ادا کرتی ہے۔ جنگ عظیم میں دربار نے اپنے تمام وسائل حکومت برطانیہ کے لئے وقف کر دیے تھے۔ جشن جوبلی خاص اہتمام سے منایا گیا۔

اودے پور (میواڑ)

ہز ہائینس مہاراج ادھیراج مہارانا سر بھوپل سنگھ کے-سی-آئی-ای جی-سی-ایس-آئی

والی اودے پور

تاریخ پیدائش ۲۲- فروری ۱۸۸۴ء

" مسند نشینی ۲۴- مئی ۱۹۳۰ء

رقبہ ۱۲۶۹۴ مربع میل

آبادی ۱۵۶۶۹۱۰

آمدنی ۳۳-۱۹۳۲ء - ۶۵ لاکھ ۹ ہزار روپے سالانہ -

خرچ " ۶۵ لاکھ ۲۱ ہزار " "

برطانوی حکومت کو خراج (مع مقامی فوج کے مصارف کے) ۲۶۶۰۰۰ روپے سالانہ

فوج اور پولیس - ۱۰۸ سوار اور ۵۰۰ پیدل -

(انڈین فورس) ۱۳۳۰ سوار - ۴۶۱ پیدل

سلامی - ۱۹ توپ (مستقل) ۲۱ توپ (مقامی)

ہندوستان کے راجپوت والیان ریاست میں خاندانی عظمت کے لحاظ سے اودے پور

کا حکمران خاندان بلند ترین درجہ رکھتا ہے۔ ہندو والیِ اودے پور کو اجودھیا کے مشہور و معروف قدیم راجہ رام چندر جی کی نشانی سمجھتے ہیں۔ جن کی اولاد میں سے راجہ گنک سین نے سنہ ۱۴۴ء میں موجودہ فرمانروا خاندان کی بُنیاد رکھی تھی +

۲۴ مئی سنہ ۱۹۳۰ء کو ہز ہائینس مہاراج ادھیراج مہارانا سر بھوپل سنگھ بہادر اپنے والد مہارانا سر فتح سنگھ بہادر کے انتقال کے بعد میواڑ کی گدّی پر متمکن ہوئے۔ ۲۲۔ اگست سنہ ۱۹۳۰ء کو ایجنٹ گورنر جنرل نے وائسرائے کا خریطہ پیش کیا جس سے آپ کی مسند نشینی باضابطہ تسلیم کی گئی۔ ہز ہائینس کو ۳ جون سنہ ۱۹۱۹ء کو کے۔ سی۔ آئی۔ ای اور یکم جنوری سنہ ۱۹۳۱ء کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کے خطابات سے سرافراز کیا گیا +

ریاست کا نظم و نسق ہز ہائینس ایک مصاحب اعلیٰ اور دو وزیروں کے مشورے سے انجام دیتے ہیں۔ جوبلی کے موقع پر یہاں بھی بڑی دھوم دھام ہوئی +

سِکم و بھوٹان

پولیٹیکل ایجنٹ:۔ مسٹر ایف۔ ولیم سن

سِکم

ہز ہائینس مہاراجہ سر تاشی نام گیال کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ والیِ سِکم

تاریخ پیدائش۔ سنہ ۱۸۹۳ء	آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۴۸۶۰۰۰ روپے
مسند نشینی۔ ۵ دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء	خرچ ۔ " ۴۷۷۶۰۰ "
رقبہ ۔ ۲۸۱۸ مربع میل	فوج اور پولیس۔ مسلح پولیس کے ۶۸ جوان
آبادی ۔ ۱۰۹۶۵۱	سلامی۔ ۱۵ توپ (مستقل)

موجودہ حکمران خاندان تبتی النسل اور چین کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ گرد تاشی اِس خاندان کے مورثِ اعلیٰ تھے +

موجودہ مہاراجہ نے میو کالج اجمیر (سنہ ۱۰-۱۹۰۹ء) میں تعلیم پائی۔ آپ کو ۱۵۔ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء کو کُل اختیاراتِ حکومت تفویض کئے گئے۔ ریاست کا انتظام ایک کونسل کے ذریعے سے انجام پاتا ہے۔ ہز ہائینس مہاراجہ کو یکم جنوری سنہ ۱۹۱۹ء کو سی۔ آئی۔ ای اور یکم جنوری سنہ ۱۹۲۳ء کو اعزازی نائٹ

کمانڈر کے خطاب سے سرافراز کیا گیا جشن جوبلی کے موقع پر یہاں بھی خوب جلسے ہوئے ۔

بھوٹان

ہز ہائینس مہاراجہ سری سر جگمے وانگ چک کے سی - آئی - ای مہاراجہ بھوٹان (پڈمشت)

تاریخ پیدائش ۔ ۱۹۰۶ء — آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) (غالباً) ۴۰۰۰۰ روپے ۔

تاریخ مسند نشینی ۔ اگست ۱۹۲۶ء — خرچ (۳۳-۱۹۳۲ء) (غالباً) ۴۰۰۰۰ روپے

رقبہ ۔ ۱۸۰۰۰ مربع میل — فوج اور پولیس ۔ ....

آبادی ۔ ۳۰۰۰۰۰ (تخمیناً) — سلامی (مستقل) ۱۵ توپیں ۔

کوہ ہمالیہ کے وسطی حصے کے جنوبی ڈھال کے ساتھ ساتھ بھوٹان کا علاقہ ۸۹ اور ۹۲ درجہ طول البلد اور ۲۷ اور ۲۸ درجہ عرض البلد شمالی کے درمیان واقع ہے ۔ ابتداءً یہ ملک ٹیک پا نامی قوم کے قبضے میں تھا ۔ سترھویں صدی کے وسط میں لامہ گورنمنٹ کی بھیجی ہوئی تبتی سپاہ نے ٹیک پاؤں کو شکست دے کر یہاں نو آبادی اور حکومت قائم کی ۔ بعد میں شاپ ترنگ پا نامی سیاح لامہ دھرم راجہ کے خطاب کے ساتھ یہاں کا والی بنایا گیا ۔ مگر بہت جلد ایک اور لامہ نے دھرم راجہ کو نکال باہر کیا ۔ اور خود دھرم راجہ کہلا کر یہاں کا حکمران بن گیا ۔ بھوٹان میں لاماؤں کے ممتاز خاندان کے لوگ اسی دھرم راجہ کی اولاد ہیں ۔

۱۷۷۴ء میں بھوٹانیوں اور برطانوی حکومت کے مابین معاہدہ ہوا جس کے رو سے صوبہ چکا چکونہ کے قبضے کے معاوضے میں بھوٹانیوں نے پانچ ٹنگن گھوڑے بطور خراج دینے منظور کئے اور راجہ کوچ بہار کو رہا کر کے عہد کیا کہ برطانوی علاقے پر کبھی حملہ نہ کریں گے ۔

۱۹۰۵ء میں سر یوگین وانگ چک بطور نمایندہ دھرم راجہ اور دیپ راجہ کے کلکتہ آئے ۔ جہاں ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء کو وائسرائے سے ملاقات ہوئی ۔ اور ۲۸ دسمبر کو دوبارہ وائسرائے نے ملاقات باز دید کی ۔ اُن کے اعزاز میں ۱۵ توپوں کی سلامی مقرر ہے ۔ ۲ جون کو مسٹر یوگین انگ چک سے شہزادہ نے ملاقات ہائے دید و باز دید کی ۔

۱۷ دسمبر ۱۹۰۷ء کو سر یوگین موصوف بھوٹان کے خاندانی مہاراجہ منتخب ہوئے ۔ جولائی ۱۹۱۱ء میں مہاراجہ کو خاندانی امتیاز کے طور پر ۱۵ توپوں کی سلامی کا حق دیا گیا ۔

۲۔ اگست ۱۹۲۶ء کو اُن کی وفات کے بعد اُن کے سب سے بڑے بیٹے اور وارث تخت ڈناج جگمے وانگ چک اُن کے جانشین ہوئے ۔ آپ کو اول سی ۔ آئی ۔ ای کا اور بعد کو کے سی

آئی۔ ای کے خطاب سے سرافراز کیا گیا۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں ہز ہائینس کی شادی ہوئی۔ اور ۲ مئی سنہ ۱۹۲۵ء کو آپ کے محل میں ولی عہد بہادر کی ولادت ہوئی ؞

جنگِ عظیم میں آپ کے والد ماجد آنجہانی مہاراجہ بہادر نے انڈین وار ریلیف فنڈ میں ایک لاکھ روپیہ دیا۔ اور اپنی رعایا کے تمام وسائل حکومتِ برطانیہ کی خدمت کے لئے وقف کر دیئے +

سنہ ۱۹۱۴ء سے چھوٹا ناگ میں مغربی طرزِ تعلیم رائج ہے۔ سنہ ۱۹۲۴ء میں میٹریکولیشن کا امتحان صرف چند طلبہ نے پاس کیا تھا۔ ریاست میں کام کرنے کے لئے طلبہ کو صنعت و حرفت کی تعلیم بھی دی جاتی ہے ؞

سنٹرل انڈیا کی ریاستوں کی ایجنسی

ایجنٹ گورنر جنرل بہادر:۔ آنریبل لفٹنٹ کرنل آر۔ جے میکنب

سنٹرل انڈیا اندور ایجنسی

اندور

ہز ہائینس مہاراج ادھیراج راج راجیشور سوائی شری یشونت راؤ ہلکر بہادر

تاریخ پیدائش۔ ۶ ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء — رقبہ۔ ۹۵۱۹ مربع میل

مسند نشینی۔ ۲۶ فروری سنہ ۱۹۲۶ء — آبادی۔ ۱۳۱۸۲۳۷

آمدنی ۔۔۔ ۱۰۰۳۶۰۰۰ روپے سالانہ — سلامی۔ ۱۹ توپ (مستقل) ۲۱ (مقامی)

مہاراجہ اندور آکسفورڈ کے تعلیم یافتہ ہیں۔ آپ سنہ ۱۹۲۰ء سے سنہ ۱۹۲۳ء تک بغرضِ تعلیم انگلستان رہے۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں آپ کو حکمرانی کے تمام اختیارات مل گئے۔ اس سے قبل ۶ ماہ تک آپ نے مسٹر سی۔ یو ولز سی۔ آئی۔ ای ریٹائرڈ کمشنر صوبجاتِ متوسط کی نگرانی میں نظم و نسق کی تعلیم حاصل کی۔ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء میں آپ پھر عازمِ یورپ ہوئے۔ اور جنوری سنہ ۱۹۳۲ء تک ہندوستان سے باہر رہے قیامِ انگلستان کے دوران میں آپ کو گول میز کانفرنس کا رکن مقرر کیا گیا ؞

خاندانِ ہلکر کا بانی ملہار راؤ سنہ ۱۶۹۴ء میں پیدا ہوا۔ وہ ایک کسان کا بیٹا تھا۔ جو اپنی سپاہیانہ قابلیتوں کی وجہ سے جلد مشہور ہو گیا۔ اور سنہ ۱۷۲۴ء میں پیشوا کی فوج میں پانچ ہزار سواروں کا کمانڈر مقرر ہوا۔ بعد ازاں اسے ۱۲ گاؤں عطا ہوئے جن کی تعداد کچھ عرصے کے بعد ۸۲ کر دی گئی۔

ملہار راؤ نے خود اپنی طاقت سے بھی اپنی جاگیر میں بہت کچھ اضافہ کیا۔ اور نربدا کے جنوب میں بہت سے ملک پر قبضہ کر لیا۔ پیشوا نے اسے صوبے دار کا خطاب دیا۔ اُس نے سنہ ۱۷۳۳ء میں اندور پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کا بیٹا کھنڈے راؤ انتقال کر چکا تھا۔ اس لئے اس کے بعد اس کا پوتا مالی راؤ مسند نشین ہوا۔ لیکن مالی راؤ حکومت کا اہل نہ سمجھا گیا۔ اور اس کی والدہ اہلیا بائی نے تیس برس تک حسن و خوبی سے انتظام حکومت چلایا۔ اہلیا بائی کے بعد ان کا متبنّیٰ تکوراؤجی سپہ سالار مسند نشین ہوا۔ سنہ ۱۷۹۵ء میں تکوراؤجی کے انتقال کے بعد خاندان میں بہت جھگڑا ہوا۔ آخر تکوراؤجی کے ایک رشتہ دار جسونت راؤ ہلکر کو مسند نشین کیا گیا۔ سنہ ۱۸۳۴ء میں برطانی ریزیڈنٹ نے مہاراجہ متوفی کے بھائی مہاراجہ ہری ہلکر کو مسند نشین کیا۔ جنہوں نے سنہ ۱۸۴۳ء میں انتقال کیا۔ اُن کے بعد تکوراؤجی ہلکر دوم جانشین ہوئے۔ سنہ ۱۸۸۶ء میں تکوراؤجی کا انتقال ہوا۔ اور اُن کی جگہ سر سیواجی ہلکر مسند نشین ہوئے۔

مہاراجہ سر سیواجی راؤ کو ملکۂ معظمہ وکٹوریہ کی طرف سے جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ مہاراجہ موصوف سنہ ۱۹۰۳ء میں دربارِ دہلی کی شرکت کے بعد بہ رضا و رغبت گدی سے دست بردار ہو گئے۔ اور اُن کے بیٹے مہاراجہ راجیشور سوائی سر تکوجی راؤ ہلکر مسند نشین ہوئے۔ جو سنہ ۱۹۲۶ء میں دست بردار ہوئے اور ان کے بیٹے موجودہ مہاراجہ مسند آرا ہوئے۔

ریاست کی فوج میں دو رجمنٹ پیادہ۔ ایک قلعہ نشین توپ خانہ اور دوسرا گھوڑوں کا توپ خانہ ہے۔ اور ایک امپیریل سروس کنٹنجنٹ وغیرہ ہیں۔

جوبلی کا جشن نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوا۔ شاہی سلامی کے لئے توپیں چھوڑی گئیں۔ غریبوں میں خیرات تقسیم کی گئی۔ اور سنٹرل جیل کے قیدیوں کو خاص خوراک مہیا کی گئی۔ ریاست کے (گوپال مندر) عام مندروں اور مسجدوں وغیرہ میں دعائیں مانگی گئیں۔ سرکاری عمارتوں اور عام مکانوں میں چراغاں کیا گیا۔ اور پہاڑیوں پر الاؤ روشن کئے گئے۔

یسکو پارک میں میلا لگا۔ اور پارک روشنی سے بقعۂ نور بن گیا۔ سنیما کا کھیل اور موسیقی کا جلسہ ہوا۔ اس کے بعد آتش بازی چھوڑی گئی۔ طلبہ میں مٹھائی بانٹی گئی۔ اور تمام سکولوں میں کھیل کھیلے گئے۔ قلعے میں فوجی نمائش ہوئی۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے آدمی جمع ہوئے۔

مہاراجہ اور رانی نے ایک شاہانہ دعوت کا اہتمام کیا جس میں آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل۔ ریزیڈنسی کے دوسرے افسر۔ مہو چھاؤنی کے حکام اور دوسرے مہمان۔ نیز ریاست کے بڑے بڑے سردار اور عہدہ دار شریک ہوئے۔ دعوت کے بعد جوبلی کے تمغے عطا کئے گئے۔ اور آتش بازی چھوڑی گئی۔ ہز ہائینس نے سلور جوبلی فنڈ میں پچھتر ہزار روپے چندہ دیا۔



ہز ہائینس مہاراجہ ہلکر آف اندور



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب ریواں

ریواں

ہز ہائینس مہاراجہ ادھیراج سر گلاب سنگھ بہادر جی۔سی۔آئی۔ای۔کے۔سی۔ایس۔آئی

تاریخ پیدائش۔ ۱۲ مارچ ۱۹۰۳ء   رقبہ۔ ۱۳۰۰۰ مربع میل

" مسند نشینی۔ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۱۸ء   آبادی۔ ۱۵۸۷۴۴۵

آمدنی ۶۰۰۰۰۰۰ روپے سالانہ   سلامی۔ ۱۷ توپ۔

مہاراجہ صاحب ریواں بگھیل راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ بندیلکھنڈ کی ریاستوں میں ریواں کو اوّل درجہ حاصل ہے۔ ۱۵ مارچ ۱۹۲۳ء کو مہاراجہ کے ہاں ایک فرزند تولد ہوا۔ جس کا نام سری یوراج مہاراجکمار مرتند سنگھ بہادر ہے۔ یکم جنوری ۱۹۲۷ء کو مہاراجہ بہادر نے جی۔سی۔آئی۔ای۔ اور جنوری ۱۹۳۱ء میں کے۔سی۔ایس کا خطاب پایا۔

بانی ریواں بھائی بھاگیر دیو خاندان سولنکی حکمران گجرات میں سے تھے۔ جنھوں نے تیرھویں صدی کے وسط میں شمالی ہند میں آکر قلعہ مارفہ آباد کیا۔ اس ریاست کا دوسرا مشہور راجہ راجچندر گزرا ہے۔ جو شہنشاہ اکبر کا ہمعصر تھا۔ اس کے بعد راجدھانی میں بہت سے انقلابات آئے۔ حتیٰ کہ ۱۸۰۹ء میں راجہ جے سنگھ دیو مسند نشین ہوئے۔ جنھوں نے حکومت برطانیہ سے تعلقات قائم کر لئے۔ ۱۸۴۳ء میں مہاراجہ رگھوراج ریواں کی گدّی کے مالک ہوئے۔ اور ان کے انتقال پر موجودہ مہاراجہ مسند نشین ہوئے۔

سنٹرل انڈیا بھوپال ایجنسی

لفٹننٹ کرنل ایچ۔ڈبلیو۔سی رابسن او۔بی۔ای پولٹیکل ایجنٹ

آپ ۱۸ دسمبر ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوئے۔ اُردو۔ پشتو اور بلوچی میں ہائر سٹینڈرڈ کا امتحان پاس کیا۔ ۲۹۔ اگست ۱۹۰۶ء کو فوج میں ملازم ہوئے۔ یکم جنوری ۱۹۱۵ء کو ٹائم سکیل پر آئے۔

بھوپال

لفٹننٹ کرنل ہز ہائینس افتخار الملک سکندر صولت نواب حاجی سر حمید اللہ خان بہادر جی۔سی۔ایس۔آئی۔جی۔سی۔آئی۔ای۔سی۔وی۔او۔بی۔اے فرمانروائے دولت عالیہ بھوپال

تاریخ پیدائش۔ ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء   آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۸۰۰۰۰۰ (بشمول جاگیرات)

تاریخ مسند نشینی - ۱۷ مئی ۱۹۲۶ء
رقبہ - ۶۹۲۴ مربع میل -
آبادی - ۷۲۹۹۵۵ نفوس

تخرچ (۳۳-۱۹۳۲ء) ۵۱۳۴۰۰۰ روپے
فوج اور پولیس - (بیقاعدہ فوج) ۳۶ (پیدل مع توپخانہ)
انڈین سٹیٹس فورس ۱۴۱ سوار ۹۳۴ پیدل - پولیس
کی جمعیت ۱۳۲۵ نفوس ۔
سلامی (مستقل ۱۹ - (مقامی) ۲۱ توپیں ۔

ہزہائینس فرمانروائے بھوپال | یہ ریاست تین پشت تک بیگمات کے زیر نگیں رہی ہے - نواب سکندر بیگم - نواب شاہجہان بیگم اور نواب سلطان جہاں بیگم کے بعد پھر اس میں سلسلۂ ذکور شروع ہوا - چنانچہ موجودہ فرمانروائے بھوپال کی ولادت ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء اور مسند نشینی ۱۷ مئی ۱۹۲۶ء کو ہوئی - ابتدائی تعلیم بھوپال میں پائی - اعلیٰ تعلیم کے لئے ایم - اے - او کالج علی گڑھ میں داخل ہوئے - بی اے پاس کرنے کے بعد آپ مرحومہ ہزہائینس نواب سلطان جہاں بیگم کے چیف سکرٹری کے طور پر کام کرنے لگے ۔

۱۹۰۵ء میں شاہ شجاع کے پرپوتے شہزادہ ہمایوں کی صاحبزادی سے آپ کی شادی ہوئی - جنگِ عظیم کی خدمات کے صلے میں ہزہائینس کو ۲۱ جنوری ۱۹۲۱ء کو سی - ایس - آئی - اور ۱۷ مارچ ۱۹۲۲ء کو کمانڈر آف دی رایل وکٹورین آرڈر بنایا گیا ۔

ہزہائینس جو خود ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں تعلیمی معاملات سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں - علم پرور و علم دوست ہیں - آپ نے ایک عرصے تک مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی چانسلرشپ کے فرائض محض قومی نقطۂ نظر سے انجام دئے ۔

نواب صاحب کچھ عرصہ تک ایوانِ والیان ریاست کے چانسلر بھی رہ چکے ہیں ۔

جشن جوبلی | ریاست بھوپال نے ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کی سلور جوبلی کی تقریب میں نمایاں حصہ لیکر ملکِ معظم کی ذات سے اپنے فرمانروا کی وابستگی وعقیدت کا بیّن ثبوت پیش کیا - ایک شاندار پروگرام کے ماتحت تقریباً دو ہفتے تک جوبلی کی تقریبات سے چہل پہل رہی - چراغاں ہوا - آتش بازی چھوڑی گئی - ہزارہا غریبوں - مسکینوں اور یتیموں کو کھانا - کپڑا اور نقدی دی گئی - طلبہ کو طرح طرح کی مٹھائیاں تقسیم کی گئیں - غرض جشن جوبلی نہایت کامیاب رہا ۔

دیواس (سینیئر برانچ)

ہزہائینس مہاراجہ سر تکوجی راؤ پوار - کے سی - ایس - آئی - والیٔ دیواس

تاریخ پیدائش - یکم جنوری ۱۸۸۸ء
آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۴۹۱۰۰۰ روپے سالانہ

تاریخ مسند نشینی۔ ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۹ء	خرچ (۱۹۳۲-۳۳ء) ۴۵۶۰۰۰ روپے
رقبہ ۔ ۴۴۹ مربع میل	فوج اور پولیس (بیقاعدہ فوج) ۴۶ (لینسرز) ۱۰۵۔
آبادی ۔ ۸۳۳۲۱	(انفنٹری) پولیس کے ۱۵۶ جوان
	سلامی (مستقل) ۱۵ توپیں ۔

ان دونوں ریاستوں کے بانی پوار (پارمر) راجپوت ٹھکوجی راؤ اور جیواجی راؤ تھے ۔ جو خاندان دھر کے سردار اول اوادجی راؤ کے چچیرے بھائی تھے ۔ دونوں بھائی پیشوا باجی راؤ کے ساتھ سنہ ۱۷۳۰ء میں مالوہ آئے ۔ یہاں آکر انھوں نے دیواس ۔ سارنگ پور ۔ الوتی ۔ گڈھ گوچہ ۔ رنگ نوڑا اور بگوڈ کے پرگنے حاصل کئے ۔ مرہٹوں کی رشتہ داری کے باعث ان کی راجپوتی حیثیت تو ختم ہوگئی ۔ لیکن مرہٹوں میں انھوں نے وہ اعلیٰ حیثیت اور درجہ پالیا ۔ دونوں بھائیوں نے ریاست کو سینیئر اور جونیر دیواس کی شاخوں میں باہم تقسیم کرلیا ۔ لیکن انتظام مشترکہ رہا ۔ سنہ ۱۸۴۱ء میں دونوں شاخیں ہر حیثیت سے جدا ہوگئیں ۔ اور سنہ ۱۸۶۲ء میں دیواس کے فرماں رواکو متبنّیٰ بنانے کا حق بھی برطانوی حکومت نے عطا کردیا ۔

ریاست برطانوی حکومت کو ۱۴ ہزار ۲۳۷ روپے ۴ ر ۷ پائی سالانہ (سنہ ۱۹۳۲ء کے اعداد و شمار کے مطابق) خراج دیتی ہے ۔ جنگِ عظیم کے دوران میں مہاراجہ کی اعلیٰ خدمات کے صلے میں آپ کو خطاب "مہاراجہ" (بطور امتیاز خاندانی) سے سرفراز کیا گیا ۔ مہاراجہ صاحب کو ۱۵ توپوں کی سلامی کا حق حاصل ہے ۔

دیواس (جونیر برانچ)

ہز ہائینس مہاراجہ شریمنت سداشو راؤ خاصے صاحب پوار

اگرچہ جونیئر دیواس ایک چھوٹی سی ریاست ہے ۔ لیکن اسے زبردست اہمیت حاصل ہے ۔ یہ اپنے داخلی نظامِ حکومت میں پورے پورے خود مختارانہ حقوق کی مالک ہے ۔ سنہ ۱۸۱۸ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ اس کا معاہدہ ہوا ۔ جس میں یہ شرط قرار پائی کہ ریاست کمپنی کو چودہ ہزار دو سو سینتیس روپے چار آنے سات پائی سالانہ خراج دیا کرے گی جس کے عوض کمپنی اس کے لئے ایک فوج مہیا کرے گی ۔ ریاست نے ہنگامۂ سنہ ۱۸۵۷ء اور گزشتہ جنگِ عظیم میں حکومتِ برطانیہ کے لئے قابلِ قدر خدمات انجام دیں ۔

ریاست کے موجودہ حکمران ہز ہائینس مہاراجہ شریمنت سداشو راؤ خاصے صاحب پوار ہیں ۔ جو ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوئے ۔ اور ۲۰ فروری سنہ ۱۹۳۴ء کو اپنے بھائی ہز ہائینس مہاراجہ سرملہار

راؤ بابا صاحب پوار کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کی وفات کے بعد گدی پر بیٹھے ۔

ہز ہائینس وسطِ ہند کے اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ۔ مہذب اور روشن دماغ حکمرانوں کی صفِ اوّل میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور انھیں ریاست ہائے ہند کے انتظامی مسائل کا بہت بڑا تجربہ ہے۔ وہ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک اپنے بھائی کے عہد میں وزیرِ اعظم رہے۔ پھر گوالیار جا کر وہاں کے ہوم ممبر ہو گئے۔ اور سترہ سال تک کامیابی سے فرائضِ منصبی انجام دئے۔ جب سے آپ نے نظامِ ریاست کی باگ اپنے ہاتھ میں لی ہے۔ عدالت۔ مقامی حکومتِ خود اختیاری اور عوام کی اسمبلی (راج سبھا) کے محکموں میں جدید اصولوں کے مطابق ایک نہایت خوش آئند انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔ اور اب ان میں ایک نئی روح جاری و ساری نظر آتی ہے ۔

۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۴ء تک جب ہز ہائینس لندن میں تعلیم پا رہے تھے۔ انھوں نے مہاراجہ صاحب کی معیت میں یورپ بھر کی سیاحت کی۔ پھر ۱۹۳۰ء میں انگلستان تشریف لے گئے۔ یہ حقیقت آپ کی جلیل القدر شخصیت اور وسیع تجربے کی مظہر ہے کہ ہز ہائینس حال ہی میں ایوانِ والیانِ ریاست ہائے ہند کی سٹینڈنگ کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے ہیں۔ آپ کو پندرہ توپوں کی سلامی دی جاتی ہے۔ اور وائسرائے سے ملاقات دید و بازدید کا حق حاصل ہے ۔

جوبلی کا جشن یہاں بھی خوب منایا گیا۔ اکتیس توپیں چھوڑی گئیں۔ فوجی کرتب دکھائے گئے۔ غربا میں کھانا تقسیم کیا گیا۔ مختلف مذاہب کے لوگوں نے ایک ہی مقام پر جمع ہو کر اپنے اپنے طریقے سے عبادت کی۔ مختلف کھیل دکھائے گئے۔ فٹ بال کا میچ ہوا۔ دنگل ہوا۔ موسیقی کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ سینما کا کھیل دکھایا گیا۔ ڈراما کیا گیا ۔

کھلچی پور

راجہ راؤ بہادر درجن سال سنگھ کھلچی راجپوت والیِ ریاست ہیں۔ جو ۲۶۔ اگست ۱۸۹۷ء کو پیدا ہوئے اور ۱۹۔ جنوری ۱۹۰۸ء کو مسند نشین ہوئے۔ ریاست کا رقبہ ۲۷۳ میل اور آبادی ۴۵۵۸۳ نفوس پر مشتمل ہے۔ سالانہ آمدنی ۳ لاکھ کے قریب ہے۔ اور خرچ ۲ لاکھ ۹۰ ہزار کے قریب ہے۔ یہ ریاست ۱۱۱۳۴ روپے ۳ ر ۶ پائی برطانوی حکومت کو سالانہ خراج ادا کرتی ہے۔ ایک مختصر سی فوج اور پولیس بھی ہے۔ والیِ ریاست کو ۹ توپوں کی سلامی کا حق حاصل ہے۔ جشنِ جوبلی پر یہاں بھی خوب چہل پہل رہی ۔



ہز ہائینس مہاراجہ آف دیواس
(جونیئر)



ہز ہائینس نواب صاحب کروائی



ہز ہائینس راجہ صاحب راج گڑھ

کروائی

نوّاب محمد سرور علی خاں فیروز جنگ افغان والیٔ ریاست ہیں۔ جو افغان قبیلہ فیروز خیل سے تعلّق رکھتے ہیں یکم دسمبر ۱۹۰۱ء کو پیدا اور ۲۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو بزمانۂ نابالغی مسند نشین ہوئے۔ ریاست کا رقبہ ۱۴۴ مربّع میل ہے۔ اور آبادی ۷۶۰۲۲ نفوس پر مشتمل ہے۔ سالانہ آمدنی ۲½ لاکھ کے قریب اور خرچ اِس سے کسی قدر کم ہے۔ نوّاب صاحب ہر سال ٹھاکر صاحب آگرہ برکھیڑا کو ۲۱۸ روپے ۱۵ آنہ ۳ پائی بطور ٹانکا کے ادا کرتے ہیں۔ نوّاب صاحب بھوپال کی سب سے بڑی صاحبزادی سے آپ کی شادی ہوئی ہے۔ ریاست میں ۹۰ جوانوں پر مشتمل پولیس کی جمعیت رہتی ہے۔ جوبلی کے موقع پر آپ نے بھی بہت اہتمام کیا تھا۔

مکرائی

راجہ ٹوڈر شاہ ہتیاراج والیٔ ریاست ہیں۔ ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء کو پیدا اور ۱۷۔ اپریل ۱۹۲۹ء کو مسند نشین ہوئے۔ ریاست کا رقبہ ۱۵۵ مربّع میل اور آبادی ۱۵۵۱۹ نفوس پر مشتمل ہے۔ مالگزاری ایک لاکھ بیس ہزار اور خرچ ایک لاکھ ۴۲ ہزار کے قریب ہے۔ ۳۴ جوانوں پر مشتمل مختصر پولیس کی جمعیّت بھی ریاست میں رہتی ہے۔ پولٹیکل ایجنٹ صُوبجاتِ متوسّط نگران ہیں۔ جوبلی کے موقع پر آپ نے بھی خوب جلسے کیئے۔

محمّد گڑھ

نوّاب محمد صدّیق قلی خان (پٹھان) والیٔ ریاست ہیں۔ ۲۶ دسمبر ۱۸۹۰ء کو پیدا اور یکم فروری ۱۹۱۰ء میں مسند نشین ہوئے۔ ریاست کا رقبہ ۲۹ مربّع میل اور آبادی ۲۶۵۸ نفوس پر مشتمل ہے۔ سالانہ آمدنی ۱۸ ہزار اور خرچ ۱۷ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ایک نہایت مختصر بے ضابطہ فوجی جمعیّت (۸ سوار ۲۵ پیدل) اور بیس جوانوں پر مشتمل ایک پولیس ہے۔ ابتدائً یہ ریاست ریاست کروائی کا ایک حصّہ تھی۔ جو کسی دوسری ریاست کو خراج وغیرہ نہیں دیتی۔ بلکہ براہِ راست برطانوی حکومت سے تعلق رکھتے ہیں آزاد ہے۔ نوّاب صاحب کے دماغی نقص کے باعث ریاست کا نظم و نسق پولٹیکل ایجنٹ بھوپال کی وساطت سے سرانجام

پاتا ہے ٭
ولیعہد ریاست ۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء کو پیدا ہؤا۔ جو ابھی نابالغ ہے ٭
جوبلی پر یہاں بھی جلسہ کیا گیا ٭

نرسنگڑھ

ہز ہائینس راجہ وکرم سنگھ (اومت راجپوت) والی نرسنگڑھ

تاریخ پیدائش۔ یکم ستمبر ۱۹۰۹ء	آمدنی (۱۹۳۲ء کے اعداد و شمار) ۹۵۱۰۰۰ روپے
مسند نشینی۔ ۲۴ اپریل ۱۹۲۴ء	خرچ " " ۹۳۱۰۰۰ "
رقبہ۔ ۷۳۴ مربع میل	فوجی جمعیت اور پولیس (باضابطہ ۱۰۳ اسوار۔ مع توپخانہ ایک سو پیدل۔ ۲۱۲ پولیس کے جوان
آبادی۔ ۱۱۳۸۷۳ نفوس	سلامی۔ ۱۱ توپیں ٭

ہز ہائینس راجہ وکرم سنگھ والی نرسنگڑھ اومت راجپوت ہیں۔ مئی ۱۸۷۲ء میں حکومت ہند نے فرمانروائے نرسنگڑھ کو راجہ کا خطاب عطا کیا۔ ۱۹۱۱ء کے دربار تاجپوشی میں آپ کو دہلی مدعو کیا گیا۔ مسلسل بیمار رہنے کے باعث راجہ نے اپنے حین حیات میں ایک کونسل آف ریجنسی قائم کردی۔ رانی صاحبہ نرسنگڑھ ریجنٹ اور پولیٹیکل ایجنٹ برائے بھوپال کونسل کے نگران بنائے گئے۔ ہز ہائینس راجہ سرارجن سنگھ نے ۲۲۔ اپریل ۱۹۲۴ء کو انتقال کیا۔ اور موجودہ راجہ وکرم سنگھ بزمانۂ نابالغی ان کے جانشین بنے۔ ان کے زمانۂ نابالغی میں نظم و نسق ریاست بدستور کونسل آف ریجنسی کے ذریعے سے ہوتا رہا۔ ہز ہائینس رانی صاحبہ شیو کنور ریجنٹ بنائی گئیں۔ ۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو آپ کو کل اختیارات فرمانروائی تفویض کئے گئے۔ ۱۹۲۱ء میں فرمانروائے نرسنگھ گڑھ کو بعض شرائط کے ماتحت موروثی اختیارات ضابطۂ فوجداری عطا کئے گئے ٭

جشن جوبلی نہایت دھوم دھام سے منایا گیا۔ اکتیس توپوں کی سلامی ہوئی۔ راجہ صاحب نے فوجی پریڈ ملاحظہ فرمائی۔ مندروں اور دوسری عبادت گاہوں میں دعائیں مانگی گئیں۔ شہر بھر میں چراغاں کیا گیا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ مختلف کھیل دکھائے گئے۔ غریبوں کو خیرات دی گئی۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

پٹھاری

نواب محمد عبدالرحیم خان ۔ او۔بی۔ای (افغان) والی ریاست ہیں۔ دوست محمد خان بانی ریاست بھوپال کی اولاد میں سے ہیں۔ ۱۸۷۲ء میں پیدا اور ۳ جولائی ۱۹۱۳ء کو مسند نشین ہوئے۔ ریاست کا رقبہ ۳۰ مربع میل اور آبادی ۲۹۴۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ ریاست کی آمدنی (۱۹۳۲ء کے اعداد و شمار کے مطابق) ۶۱ ہزار اور خرچ ۵۰ ہزار ہے۔ بے ضابطہ ۵ سواروں اور ۳ پیدلوں پر فوج اور ۳۵ جوانوں پر پولیس مشتمل ہے۔ جوبلی کے موقع پر آپنے بھی خیرات اور روشنی وغیرہ میں کافی خرچ کیا۔

راج گڑھ

ہز ہائنس راجہ راوت سر بیرا اندرا سنگھ کے سی۔آئی۔ای۔ والی راج گڑھ

تاریخ پیدائش	۱۷ جنوری ۱۸۹۲ء	آمدنی (۱۹۳۲ء کے اعداد و شمار کے مطابق)	۱۰۷۹۰۰۰
،، مسند نشینی	۱۰ ،، ۱۹۱۶ء	خرچ (،، ،، ،،)	۱۰۶۲۰۰۰
رقبہ	۹۶۲ مربع میل	فوج اور پولیس	تربیت یافتہ ۴۰ سوار اور ۱۷۷ پیدل
آبادی	۱۳۴۸۹۱ نفوس		غیر ،، ،، ۸۰ پیدل۔ پولیس کے جوان اور عہدہ دار ۲۷۵
سلامی	۱۱ توپ (مستقل)		

ہز ہائنس راجہ راوت بالقابہ بھی ہز ہائنس والی نرسنگھ گڑھ کی طرح قدیم راجپوتوں کی شاخ راوت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور پشتینی لقب راوت سے ملقب ہیں۔ ہز ہائنس مہاراجہ سندھیا کو ۶۱،۷۱۰ روپے ۱۳ ار ۵ پائی سالانہ خراج دیتے اور دیواس سینیئر و جونیئر سے ۵۱۰۲ روپے (بھوپالی) وصول کرتے ہیں۔

جنگ عظیم کے صلے میں یکم جنوری ۱۹۱۸ء کو ہز ہائنس کے۔سی۔آئی۔ای کے خطاب سے سرفراز کئے گئے۔ اور ۲۷ فروری ۱۹۲۰ء کو حکومت ہند نے ہز ہائنس کو ایک سند کے ذریعے سے مقدمات فوجداری کے متعلق اختیارات عطا کئے۔ ہز ہائی نس اور اُن کے آئندہ جانشینوں کو بعض شرائط کے ماتحت اپنی ریاست کے اندر ہر قسم کے جرائم فوجداری کے مقدمات کی سماعت کے اختیارات حاصل ہیں۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۳ء کو ہز ہائنس کے محل میں ایک فرزند کی ولادت ہوئی۔ اور یہی ولیعہد ریاست بنے۔ جوبلی کے موقع پر ریاست میں چراغاں۔ روشنی۔ آتش بازی اور کھیل تماشوں اور جلسوں کے علاوہ غربا کو کھانا بھی کھلایا گیا۔

سنٹرل انڈیا بندیل کھنڈ ایجنسی

مسٹر لایوتل ڈیبٹراپ جارڈین صاحب پولٹیکل ایجنٹ بندیل کھنڈ

(نوٹ)

ان ریاستوں کی نسبت جملہ معلومات سرکاری رپورٹوں سے لی گئی ہیں چھوٹے بڑے سب رئیسوں نے اپنی اپنی ریاست میں سلور جوبلی کی تقریب شاندار طریقوں سے ادا کی ۔

بروندھا (پاٹھر کچھ) اس ریاست کا رقبہ ۲۱۸ مربع میل اور آبادی ۱۹۱۴۸ النفوس ہے ۔ راجہ رام پرتاپ سنگھ حکمران ہیں ۔ جو مہارانا پرتاپ سنگھ اودے پور کے رگھوبنسی خاندان سے ہیں ۔ اور ۹ توپوں کی سلامی ہے ۔

بھائی سوندھا رقبہ صرف ۳۲ مربع میل اور آبادی ۴۲۶۷ ہے ۔ والی ریاست چوبے گوبند پرشاد جاگیردار برہمن قوم سے ہیں ۔

جاسو رقبہ ۷۲ مربع میل اور آبادی ۲۳۸۷ ہے ۔ رام پرتاپ سنگھ حکمران ہیں ۔ اور دیوان کہلاتے ہیں ۔ دیوان صاحب بندیلا راجپوت ہیں ۔

کامتا راجولا اس ریاست کا رقبہ ۱۳ مربع میل اور آبادی ۱۱۱۴ ہے ۔ راؤ رادھا کشن صاحب کائستھ حکمران ریاست ہیں ۔

کوٹھی رقبہ ۱۶۹ مربع میل اور آبادی ۲۱۴۲۴ ہے ۔ راجہ بہادر سیتا رامن پرتاپ بہادر سنگھ کوٹھی کے حکمران ہیں ۔ جو بھاگل راجپوت ہیں ۔

میہار رقبہ ۴۰۷ مربع میل اور آبادی ۶۸۹۹۱ ہے ۔ راجہ برج ناتھ سنگھ حکمران ہیں ۔ جو کچھواہا راجپوت خاندان کی یادگار ہیں ۔

نگود (انچھیرا) رقبہ ۴۰۱ء۵۰ مربع میل اور آبادی ۵۹۴۴ ہے۔ راجہ مہندر اسنگھ صاحب حکمران ریاست ہیں۔ جو پری ہر راجپوت خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ ۹ توپوں کی سلامی ہے ۔

پاہرا (چوبے پور) رقبہ ۲۷ مربع میل اور آبادی ۴۹۴۳ ہے۔ چوبے لکشمی پرشاد حکمران ہیں۔ ذات کے برہمن ہیں۔ ۹ توپوں کی سلامی ہے ۔

پال دیو (نیا گاؤں) رقبہ ۴۱ء۵۳ مربع میل اور آبادی ۷۵۴۸ ہے۔ چوبے شو پرشاد حکمران ہیں ۔

سوہاوال رقبہ ۲۵۷ مربع میل اور آبادی ۲۱۹۲۴ ہے۔ راجہ جگت بہادر سنگھ حکمران ہیں۔ جو بھاگل راجپوتوں کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ۔

تاراؤں (پتھرا ونڈی) رقبہ ۱۶۱ء۵ مربع میل اور آبادی ۳۲۷۳ ہے۔ چوبے برج گوپال جاگیر دار ہیں ۔

اجے گڑھ

ہز ہائینس مہاراجہ سوائی بھوپال سنگھ بہادر والی اجے گڑھ

تاریخ پیدائش۔ ۱۳ نومبر ۱۸۶۶ء	رقبہ ۔ ۸۰۲ مربع میل
مسند نشینی۔ ۷ جون ۱۹۱۹ء	آبادی ۔ ۸۵۹۴۸
آمدنی ۔ ۴۶۲۰۰۰ روپے سالانہ	سلامی ۔ ۱۱ توپ (مستقل)

موجودہ ہز ہائینس اپنے والد سر رنجور سنگھ کے ۔سی۔ آئی۔ ای کے انتقال پر ۷ جون ۱۹۱۹ء کو ۵۳ برس کی عمر میں مسند نشین ہوئے۔ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو مہاراجگان اجے گڑھ کا موروثی خطاب سوائی حکومت ہند کی طرف سے بھی تسلیم کر لیا گیا۔ ولیعہد کا نام راجہ بہادر پہنیا پرتاپ سنگھ ہے۔ اور تاریخ پیدائش ۱۲ اگست ۱۸۸۴ء۔ ۱۹۲۵ء کو حکومت ہند کی طرف سے آپ کو ایک سند عطا ہوئی جس کے رو سے والی ریاست کے موروثی اختیارات دیوانی و فوجداری میں توسیع کی گئی ۔

علی پورا رقبہ ۲۷ مربع میل اور آبادی ۲۱ ۳ ۱۵ ہے۔ راجہ جے پال سنگھ حکمران ہیں۔ جاگیر کی سالانہ آمدنی ۸۱۰۰۰ روپے ہے۔

بنکا پہاڑی اس جاگیر کا رقبہ ۵ مربع میل اور آبادی ۱۳۱۶ نفوس ہے۔ دیوان بلدیو سنگھ جاگیردار ہیں۔ سالانہ آمدنی چھ ہزار روپے ہے۔

باؤنی کدوڑا

ہز ہائینس اعظم الامرا افتخار الدولہ عماد الملک۔ صاحب جاہ مبین سردار نواب محمد مشتاق الحسن خاں صفدر جنگ والی باؤنی کدوڑا

تاریخ پیدائش۔ ۷ فروری ۱۸۹۶ء	رقبہ۔ ۱۲۱ مربع میل
مسند نشینی۔ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء	آبادی۔ ۱۹۱۳۰
آمدنی۔ ایک لاکھ روپیہ سالانہ	سلامی۔ ۱۱ توپ (مستقل)

موجودہ نواب صاحب ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء کو اپنے والد نواب ریاض الحسن خاں کی وفات کے بعد مسند نشین ہوئے۔ آپ نے ڈیلے کالج اندور میں تعلیم پائی۔ اور ۷ فروری ۱۹۱۵ء کو حکمرانی کے اختیارات حاصل کئے۔ ۱۹۲۱ء میں حکومت ہند نے نواب صاحب کو فوجداری کے مکمل اختیارات بھی عطا کر دئے۔ آپ کی شادی ۱۹۱۷ء میں کرنال (پنجاب) میں نواب صاحب کنج پورہ کی صاحبزادی سے ہوئی جن کا ۱۹۳۰ء میں انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد ہز ہائینس نے ۱۹۳۱ء میں نواب صاحب مالیر کوٹلہ (پنجاب) کی صاحبزادی کے ساتھ شادی کی ۱۹۳۲ء میں آپ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ نواب صاحب کے اعزازی خطابات مندرجۂ بالا کو حکومت ہند نے موروثی تسلیم کر لیا ہے۔

باؤنی کدوڑا بندیل کھنڈ کی واحد اسلامی ریاست ہے۔ باؤنی حکمرانوں کا خاندان حیدرآباد کے نظام الامرا کی اولاد ہونے کا دعویدار ہے۔ موجودہ ریاست پیشوا کی طرف سے عطا ہوئی تھی۔ بعد ازاں حکومت برطانیہ نے ریاست کے وجود کو تسلیم کر لیا۔

جوبلی کا جشن اعلیٰ پیمانے پر منایا گیا۔ ایک عظیم الشان میلا لگا۔ رقص و سرود کی محفل منعقد ہوئی۔ ڈراما دکھایا گیا۔ طلبہ کے کھیل ہوئے۔ اور ان میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ مختلف قوموں نے ملک معظم و ملکہ معظمہ کی درازیٔ عمر اور کامیاب حکومت کے لیے دعائیں مانگیں۔ غریبوں اور مستحقوں کو کھانا کھلایا گیا۔ اور خیرات بانٹی گئی۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔

بیری } رقبہ ۳۲ مربع میل اور آبادی ۲۹۹۴ ہے۔ راؤ لیکن راسنگھ جاگیر دار ہیں۔ سالانہ آمدنی ستائیس ہزار روپئے ہے +

بہاٹ } رقبہ ۱۶ مربع میل اور آبادی ۵۶۴۴ ہے۔ راؤ بیر سنگھ جو دیو جاگیر دار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۲۵ ہزار روپے ہے +

بیجاواڑ

ہز ہائینس مہاراجہ سوائی سر سونت سنگھ بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای

تاریخ پیدائش۔ ۲۵ نومبر ۱۸۷۷ء	رقبہ - ۹۷۳ مربع میل
" مسند نشینی۔ ۲۶ جون ۱۹۰۰ء	آبادی - ۱۱۵۸۵۲
آمدنی۔ ۳ لاکھ ۱۱ ہزار روپے سالانہ	سلامی - ۱۱ توپ

موجودہ حکمران مہاراجہ صاحب اورچھا آنجہانی کے فرزند ہیں۔ بیجاواڑ کے سابق مہاراجہ بھان پرتاپ سنگھ نے آپ کو متبنیٰ بنا لیا تھا۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۰ء میں مہاراجہ کی وفات پر آپ بیجاواڑ کی گدی کے مالک ہوئے۔ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء میں آپ کو بعض شرائط کے ماتحت ریاست کا نظم ونسق سپرد کردیا گیا۔ ۱۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء کو آپ کو حکمرانی کے کامل اختیارات عطا ہوگئے۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء میں ہز ہائینس نے اورچھا میں ہز ایکسیلنسی وائسرائے سے ملاقات کی۔ نیز آپ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کے دربار اندور منعقدہ نومبر سنہ ۱۹۰۵ء میں شریک ہوئے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں آپ کو دہلی کے دربار تاجپوشی کے موقع پر کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا۔ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء کو ہز ہائینس مہاراجہ سونت سنگھ نے ریاست دنیا کے ایک جاگیر دار گج راج سنگھ کی لڑکی سے دوسری شادی کی۔ سنہ ۱۹۲۱ء کو والی بیجاواڑ کو ایک سند عطا ہوئی۔ جس کے رُو سے آپ کے موروثی دیوانی و فوجداری اختیارات میں توسیع کی گئی +

بیجاواڑ کے حکمران چھتر سال کے پوتے بیر سنگھ دیو کی اولاد ہیں۔ سنہ ۱۸۱۱ء میں ریاست کے حکمران رتن سنگھ کو سند عطا ہوئی۔ اور حلف وفاداری لیا گیا۔ ۲۔ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ء کو آپ کو "مہاراجہ بہادر" کا خطاب ملا۔ اور یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ء کو "سوائی" کا خطاب دیا گیا۔ یہ خطابات موروثی ہیں +

بیجنا } رقبہ ۸ مربع میل اور آبادی ۱۵۶۷ ہے۔ دیوان ہمت سنگھ بیجنا کے جاگیر دار ہیں سالانہ آمدنی دس ہزار روپے ہے +

چرکھاری

ہز ہائینس مہاراجہ ادھیراج سپہ دار الملک اری مردان سنگھ جو دیو بہادر۔

تاریخ پیدائش - ۲۹ - دسمبر ۱۹۰۳ء ـ رقبہ - ۸۸۰ مربع میل

" مسند نشینی - ۶ - اکتوبر ۱۹۲۰ء ـ آبادی - ۱۲۰۳۵۱

آمدنی - ۶۹۰۰۰۰ روپے سالانہ ـ سلامی - ۱۱ توپ (مستقل)

موجودہ مہاراجہ صاحب کو دسمبر ۱۹۲۳ء میں حکمرانی کے کامل اختیارات تفویض کئے گئے۔ مہاراجہ صاحب کے بلوغت کو پہنچنے تک ریاست کا نظم ونسق ایک کونسل آف ریجنسی کے ہاتھ میں رہا۔ ۱۹۲۱ء میں والی ریاست کو ایک سند کے ذریعے سے موروثی طور پر فوجداری و قانونی اختیارات دیئے گئے۔

۱۷۶۵ء میں چھترسال کے پوتے کھمن سنگھ نے چرکھاری کو جیت پور کے سردار پہاڑ سنگھ سے حاصل کیا۔ بندیلا سرداروں میں سے کھمن سنگھ کا بیٹا بیجاج بہادر پہلا شخص تھا جس نے حکومت برطانیہ کے رسوخ کو تسلیم کیا۔ چنانچہ ۱۸۰۴ء کو اسے برطانی سند دی گئی۔ چند پشتوں کے بعد ۴ جون ۱۹۱۴ء کو مہاراجہ جوجھر سنگھ کے لاولد مرجانے پر ان کے چھوٹے بھائی دیوان گنگا سنگھ مسند نشین ہوئے۔ جنہوں نے موجودہ مہاراجہ ہز ہائینس مہاراجہ اری مردان سنگھ جو دیو کو متبنّیٰ بنایا۔

چھتر پور

ہز ہائینس مہاراجہ بھوانی سنگھ بہادر والی چھتر پور

تاریخ پیدائش - ۱۶ - اگست ۱۹۲۱ء ـ رقبہ - ۱۱۳۰ مربع میل

" مسند نشینی - ۵ - اپریل ۱۹۳۲ء ـ آبادی - ۱۶۱۲۹۱

آمدنی - ۵۹۳۰۰۰ روپے سالانہ ـ سلامی - ۱۱ توپ (مستقل)

چھتر پور کے موجودہ حکمران ابھی نابالغ اور ڈیلے کالج اندور میں زیر تعلیم ہیں۔ ریاست کا نظم ونسق کونسل آف ریجنسی کی معرفت انجام پاتا ہے۔ ہز ہائینس مہارانی صاحبہ ریجنٹ ہیں۔ دیوان ریاست ریجنسی کونسل کے پریذیڈنٹ ہیں۔ مئی ۱۹۲۸ء میں ہز ہائینس کی نسبت مہاراجہ صاحب پٹیالہ کی بیٹی سے ہوئی۔

ریاست چھتر پور کی بنیاد سونے شاہ جو پنوار نے ڈالی۔ جو مہاراجہ ہندوپت والی پنا کا ملازم



ہز ہائینس مہاراجہ آف دتیا



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بیجاور



قاضی سر عزیز الدین وزیر اعظم دتیا



راجہ صاحب نگوڈ

تھا۔ لیکن ۱۸۰۵ء میں خود مختار ہو گیا۔ حکومتِ برطانیہ نے سونے شاہ کو چھتر پور کا راجہ بنا دیا۔ اور ۱۸۰۶ء میں سند عطا کی۔

۱۹۱۹ء میں مہاراجہ چھتر پور کو مہاراجہ کا موروثی خطاب اور ۱۹۲۱ء میں فوجداری و دیوانی اختیارات کی سند ملی۔

جوبلی کا جشن دھوم دھام سے منایا گیا۔ مسجدوں۔ گرجاؤں اور مندروں وغیرہ میں ملکِ معظم و ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلایا گیا۔ اور کپڑے تقسیم کئے گئے۔ چراغاں ہوا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ طلبہ۔ فوج اور پولیس کے کھیل ہوئے۔

دتیا

میجر ہز ہائینس مہاراجہ لوکندرا سر گووند سنگھ بہادر جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی

تاریخ پیدائش۔ ۲۱۔ جون ۱۸۸۶ء	رقبہ۔ ۹۱۲ مربع میل
مسند نشینی۔ ۵۔ اگست ۱۹۰۷ء	آبادی۔ ۱۵۸۸۳۴
آمدنی۔ ۱۳۷۰۰۰ روپے سالانہ	سلامی۔ ۱۵ توپ (مستقل)

۱۹۰۷ء میں مہاراجہ بھوانی سنگھ کے انتقال پر موجودہ ہز ہائینس سر گووند سنگھ بہادر بالقابہ مسند نشین ہوئے۔ نومبر ۱۹۱۲ء میں آپ نے کپتان۔ ڈبلیو۔ جے۔ ایچ۔ ٹنڈل اور میڈیکل آفیسر کپتان ڈبلیو۔ ای۔ براٹرلی کی معیت میں برٹش ایسٹ افریقہ کا سفر کیا۔ اور سیر و شکار کے بعد ۳ جون ۱۹۱۳ء کو واپس آئے۔ آپ نے مارچ ۱۹۳۳ء کو اپنی سلور جوبلی منائی۔ جنگِ عظیم کی خدمات کے عوض ہز ہائینس کو کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب اور فوج میں آنریری میجر کا عہدہ ملا۔ نیز ۳ جون ۱۹۳۲ء کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب دیا گیا۔

ہز ہائینس بندیلا راجپوت ہیں۔ جن کے مورثِ اعلیٰ راجہ بیر سنگھ تھے۔ شہنشاہِ اکبر و جہانگیر کے عہد میں مہاراجہ بیر سنگھ دیو اورچھہ کے حکمران تھے۔ جن کے دوسرے بیٹے راجہ بھگوانداس دتیا کے اوّل فرمانروا ہوئے۔ ۱۸۰۲ء میں سرکارِ انگریزی سے معاہدہ ہوا جس کے رُو سے وہ انگریزی سرپرستی میں آ گئے۔ بعد ازاں ۱۸۱۸ء میں ایک اور معاہدہ ہوا جس کے مطابق اس ریاست کے حکمران مرہٹوں کے ساتھ لڑائیوں میں حکومتِ برطانیہ کے حامی رہے۔ پہلے اس خاندان کا خطاب راؤ راجہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن ۱۸۶۵ء میں حکومت نے اس کے بجائے خطاب "مہاراجہ" عطا فرمایا۔ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دربارِ قیصری میں "لوکندرا" کا خطاب دیا گیا۔ موجودہ مہاراجہ کے عہد میں انتظامِ ریاست میں بہت سی اصلاحات رائج ہوئیں۔ سرکاری سکّہ جاری

ہوا۔ مال گزاری جنس کے بجائے نقدی میں تبدیل ہوئی۔ اور ۱۹۰۷ء کے قحط میں ایسا اچھا انتظام کیا گیا کہ حکومتِ برطانیہ نے بھی تعریف کی ::

ریاست کے وزیرِ اعظم کے عہدے پر خان بہادر قاضی سر عزیز الدین احمد نائٹ۔ سی۔ آئی۔ ای۔ او۔ بی۔ ای۔ آئی۔ ایس۔ او۔ چیف منسٹر فائز ہیں۔ جو ایک نہایت مدبر منتظم۔ لائق۔ مرنجان مرنج۔ ہردلعزیز افسر ہیں ::

جوبلی کا جشن اعلیٰ پیمانے پر منایا گیا۔ مسجدوں اور مندروں وغیرہ میں دعائیں مانگی گئیں۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔ ہز ہائینس نے قلعے میں ایک دربار منعقد کیا۔ جس میں انہوں نے ایک مؤثر تقریر کی۔ اس کے بعد رقص و سرود کی محفل آراستہ کی گئی۔ تقریباً سو پہاڑیوں پر الاؤ روشن کیے گئے۔ اور ریاست کی بڑی بڑی عمارتوں میں چراغاں ہوا ::

قلعے میں اردو اور ہندی کے مشاعرے ہوئے۔ جناب وصل بلگرامی لکھنوی کی نظم بہترین تسلیم کی گئی۔ جس کے صلے میں انہیں سو روپیہ نقد عطا کیا گیا۔ فوج اور پولیس کے کھیل ہوئے ::

۶ مئی کو ریاست میں جو بھی بچہ پیدا ہوا۔ اسے والیِ ریاست کی طرف سے ایک نقرئی پیچ دیا گیا۔ جس پر مناسبِ موقع الفاظ کندہ تھے ::

دھروائی } رقبہ ۱۵ مربع میل اور آبادی ۲۰۳۰ ہے۔ دیوان جگل پرشاد سنگھ جاگیردار حکمران ہیں سالانہ آمدنی ۱۵۰۰۰ روپے ہے ::

گرولی } رقبہ ۳۹ مربع میل اور آبادی ۴۹۶۶ ہے۔ دیوان بہادر چندربھان سنگھ والیِ گرولی ہیں۔ سالانہ آمدنی ۴۰۰۰۰ روپے ہے ::

گوری ہر } رقبہ ۱۷ مربع میل اور آبادی ۹۶۵۶ ہے۔ پنڈت اودھ ندرا پرتاپ سنگھ جاگیردار حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۴۹۰۰۰ روپے ہے ::

جگنی } رقبہ ۱۸ مربع میل اور آبادی ۳۶۵۳ ہے۔ راؤ مہندرا جیت سنگھ مالک جاگیر ہیں۔ سالانہ آمدنی ۱۸۰۰۰ روپے ہے ::

لگاسی ۔ رقبہ ۴۵ مربع میل اور آبادی ۹۲۶۱ ہے۔ دیوان بھوپال سنگھ جاگیردار جو بندیلا راجپوت



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب پنّا



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب اورچھہ



دیوان بہادر کیپٹن چندر بھان سنگھ
چیف آف گرولی

کے خاندان سے ہیں۔ اِس جاگیر کے مالک ہیں۔ سالانہ آمدنی ۳۰۰۰ روپے ہے ؛

بیرگاواں ربائی رقبہ ۱۲۱۸ مربع میل اور آبادی ۲۳۵۰۳ ہے۔ کنور وشوانا تھ سنگھ اہیر مالکِ جاگیر ہیں۔ سالانہ آمدنی ۱۱۰۰۰ روپے ہے ؛

اَورچھہ (ٹیکن گڑھ)

ہز ہائینس سرآمدِ راجگان بندیل کھنڈ مہاراجہ مہندرا سوائی ویر سنگھ دیو

تاریخ پیدائش۔ ۱۴۔ اپریل ۱۸۹۹ء	رقبہ۔ ۲۰۸۰ مربع میل
" مسندنشینی۔ ۴۔ مارچ ۱۹۳۰ء	آبادی۔ ۳۱۴۶۵۵
آمدنی۔ ۱۰۵۰۰۰۰ روپے سالانہ	سلامی۔ ۱۵ توپ (مستقل)

موجودہ مہاراجہ صاحب ڈیلے کالج اندور۔ راجکمار کالج اندور اور میو کالج اجمیر کے تعلیم یافتہ ہیں۔ آپ نے ضلع سوگور (صوبجاتِ متوسط) میں نظم و نسق کی تربیت حاصل کی۔ ۴ مارچ ۱۹۱۹ء کو آپ نے دِدوان (کاٹھیاواڑ) کے ٹھاکر صاحب کی لڑکی سے شادی کی جس سے ایک بیٹا پیدا ہوُا جو اس وقت ولیعہد ہے۔ اور اُس کا نام راجہ بہادر دوندرا سنگھ ہے ؛

بندیلا ریاستوں میں اورچھہ یا ٹیکن گڑھ سب سے پُرانی ریاست ہے۔ صرف یہی ایک ایسی ریاست ہے۔ جو بندیل کھنڈ میں پیشوا کے ماتحت نہیں ہوئی۔ لیکن مرہٹوں نے اورچھہ کا ایک علاقہ چھین لیا تھا۔ جو بعدازاں جھانسی کی ریاست میں شامل کر لیا گیا۔ سال ۱۵۰۱ء میں رُدرا پرتاپ نے اورچھہ کی بنیاد ڈالی۔ بیر سنگھ دیو (۲۶-۱۶۰۵ء) اورچھہ کے حکمرانوں میں بہت مشہور گزرا ہے۔ اس کے بیٹے اور جانشین جوجھر سنگھ (۳۵-۱۶۲۶ء) نے بغاوت کی جس کا نتیجہ یہ ہوُا کہ شہنشاہ شاہجہان نے ریاست چھین لی۔ چنانچہ ۱۶۳۵ء سے ۱۶۴۱ء تک ریاست اسی حالت میں رہی۔ بعدازاں شاہجہان نے ریاست اورچھہ بیر سنگھ دیو کے دوسرے لڑکے پہاڑ سنگھ کے حوالے کردی ؛

جب بندیل کھنڈ میں انگریزوں کا دخل ہوُا۔ تو انہوں نے والیِ اورچھہ سے راجہ بکرماجیت مہندرا سے دوستانہ عہد کر کے حفاظت کا ذمّہ لیا۔ آپ کے خطابات "مہاراجہ مہندرا بہادر" "سوائی" اور "سرآمدِ راجگانِ بندیل کھنڈ" موروثی ہیں ؛

ہز ہائینس دہلی کے دربار ۱۹۰۳ء اور ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کے دربارِ اندور ۱۹۰۵ء میں شریک تھے۔ آپ کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ اور جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کے خطابات مرحمت ہوئے ؛

پنّا

ہز ہائینس مہاراجہ مہندرا یدوندرا سنگھ بہادر کے-سی-ایس-آئی، کے-سی-آئی-ای

تاریخ پیدائش - ۳۱ جنوری سنہ ۱۸۹۳ء — رقبہ - ۲۵۹۶ مربع میل
مسند نشینی - ۲۰ جون سنہ ۱۹۰۲ء — آبادی - ۲۱۲۱۳۰
آمدنی - ۱۱۸۴۰۰۰ روپیہ سالانہ — سلامی - ۱۱ توپ (مستقل)

ہز ہائینس نے میو کالج اجمیر میں تعلیم حاصل کی - سنہ ۱۹۱۳ء میں امپیریل کیڈٹ کور میں شریک ہوئے - سن بلوغ کو پہنچنے تک ریاست کا نظم و نسق پولٹیکل ایجنٹ کے زیر نگرانی رہا - ۴ فروری سنہ ۱۹۱۵ء کو مہاراجہ صاحب نے حکمرانی کے کامل اختیارات پائے - سنہ ۱۹۲۱ء میں آپ کو فوجداری و دیوانی اختیارات کی سند عطا ہوئی - ۲ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء کو کے-سی-آئی-ای اور ۳ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء کو کے-سی-ایس-آئی بنائے گئے -

پنّا کے حکمران اورچھہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں - راجہ اورچھہ کے بھائی کے پرپوتے چھتر سال نے دریائے دھاسن کے مشرق میں بہت سے علاقے پر قبضہ جماکر پنّا کی بنیاد ڈالی - اس کی وفات پر مملکت تقسیم ہوگئی - پنّا کا شہر اس کے بیٹے ہردے شاہ کے حصے میں آیا - جو پنّا کا پہلا راجہ کہلایا - سنہ [illegible]ء میں ہردے شاہ کے چھٹے جانشین راجہ کشن سنگھ نے وفاداری کے عہدنامے پر دستخط کرکے حکومت انگریزی سے رشتہ استوار کیا - اور اس کے عوض سند پائی -

ہنگامہ سنہ ۱۸۵۷ء میں اہم خدمات کے معاوضے میں راجہ نرپت سنگھ والی پنّا کو خلعت اور ۲۰ ہزار روپیہ انعام ملا - ۲ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ء کو مہاراجہ صاحب کو "بہادر" کا موروثی خطاب اور سنہ ۱۸۷۵ء میں "مہندرا" کا خطاب عطا ہوا -

---

سمتھر

ہز ہائینس مہاراجہ سر بیرا سنگھ دیو بہادر کے-سی-آئی-ای والی سمتھر

تاریخ پیدائش - ۲۶ اگست سنہ ۱۸۶۴ء — رقبہ - ۱۷۸ مربع میل
مسند نشینی - ۱۷ جون سنہ ۱۸۹۶ء — آبادی - ۳۳۳۰۷
آمدنی - ۳۴۱۰۰۰ روپے سالانہ — سلامی - ۱۱ توپ (مستقل)

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب ذات کے بادگوجر ہیں - یکم جنوری سنہ ۱۹۰۷ء کو حکومت انگریزی کی طرف سے آپ کو تمغۂ قیصر ہند اور ۳ جون سنہ ۱۹۱۵ء کو کے-سی-آئی-ای کا خطاب ملا - آپ کے

ایک فرزند راؤ مہاچرن سنگھ ہیں۔ جو مئی سنہ ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے تھے ؞

سنہ ۱۷۳۵ء میں راجہ اندر جیت سنگھ والی دتیا نے نون شاہ کے بیٹے مدن سنگھ گوجر کو خطابات دے کر قلعۂ سمتھار کا قلعہ دار مقرر کیا۔ بعد ازاں اس کے بیٹے دیوی سنگھ کو پانچ دیہات پر مشتمل ایک جاگیر بخشی۔ موجودہ ریاست اسی جاگیر سے بڑھ کر وجود میں آئی ہے۔ بندیل کھنڈ میں سمتھار ہی صرف ایک گوجر ریاست ہے۔ جب انگریز اس صوبے میں داخل ہوئے۔ تو دیوی سنگھ کے جانشین راجہ رنجیت سنگھ نے دوستی اور حفاظت کے لئے درخواست کی۔ چنانچہ سنہ ۱۸۱۷ء میں اس مطلب کا ایک معاہدہ ہو گیا ؞

سریلا ۔ راجہ مہی پال سنگھ حکمران ہیں۔ رقبہ ۳۵ مربع میل اور آبادی ۶۰۳۲ ہے۔ راجہ صاحب بندیلا راجپوتوں کے خاندان سے ہیں۔ سالانہ آمدنی ۹۰ ہزار روپے ہے ؞

ٹوری فتح پور رقبہ ۳۶ مربع میل اور آبادی ۵۹۴۴ ہے۔ راؤ بہادر دیوان ارجن سنگھ جاگیر دار ہیں۔ سالانہ آمدنی ۲۹ ہزار روپے ہے ؞

سنٹرل انڈیا جنوبی ریاستیں و مالوہ ایجنسی

مسٹر کینتھ سیموئیل فٹنر سی۔ آئی۔ ای۔ پولیٹیکل ایجنٹ مالوہ ؞

جاورہ

لفٹننٹ کرنل ہز ہائینس فخر الدولہ نواب سر محمد افتخار علی خاں صاحب بہادر صولت جنگ کے سی آئی ای

تاریخ پیدائش ۔ ۱۷ جنوری سنہ ۱۸۸۳ء	رقبہ ۔ ۶۰۱٫۵۲ مربع میل
” مسند نشینی ۔ ۶ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء	آبادی ۔ ۱۰۰۱۶۶
آمدنی ۔ ۱۲۹۶۰۰۰ روپے سالانہ	سلامی ۔ ۱۳ توپ (مستقل)

نواب صاحب جاورہ پٹھان ہیں۔ آپ نے ڈیلے کالج اندور میں تعلیم حاصل کی ہے۔ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء میں آپ کو حکمرانی کے اختیارات بعض شرائط کے ماتحت تفویض کئے گئے سنہ ۱۹۰۹ء میں آپ کو کے۔ سی۔ آئی۔ ای اور فوج میں میجر کا اعزازی رتبہ دیا گیا۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء میں میجر سے

انڈنٹ بنا دیئے گئے۔ صاحبزادہ عثمان علی خاں جو آپ کی دوسری بیگم کے بطن سے ہیں۔ ریاست کے ولیعہد تسلیم کئے گئے ہیں +

جاورہ کے پہلے نواب سورتی افغان نواب غفور خاں تھے۔ جو مشہور فوجی سردار امیر خاں کے بہنوئی بھائی تھے جب امیر خاں محمد ہلکر مالوہ سے راجپوتانہ چلے گئے۔ تو مہاراجہ ہلکر کے دربار میں غفور خاں کو اپنا نمائندہ بنا گئے۔ چنانچہ اس کے بعد غفور خاں ہی برسر اقتدار رہے سنہ ۱۸۲۵ء میں ان کا خورد سال بیٹا غوث محمد خاں مسند نشین ہوا۔ سنہ ۱۸۴۲ء میں ریاست کی فوج کی تعداد مقرر کی گئی۔ اور پانسو سوار۔ پانسو پیادے اور چار توپیں رکھنے کی اجازت ملی +

سنہ ۱۸۶۵ء میں نواب غوث محمد خاں کے انتقال پر ان کے بیٹے نواب محمد اسمٰعیل خاں مسند نشین ہوئے۔ حکومت برطانیہ نے آپ کو مہاراجہ ہلکر کے نام پر جاورہ کی گدی سپرد کی۔ اور دستور کے مطابق دو لاکھ روپے نذرانہ مہاراجہ ہلکر کو پیش کیا۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں نواب محمد اسمٰعیل خاں کی وفات کے بعد اُن کے صاحبزادے فخر الدولہ صولت جنگ نواب محمد افتخار علی خاں گدی پر بیٹھے +

جوبلی کا جشن یہاں دھوم دھام سے منایا گیا۔ اکتیس توپوں کی شاہی سلامی دی گئی۔ غریبوں کو خیرات میں غلہ تقسیم کیا گیا۔ ہسپتالوں میں مریضوں کو تازہ پھل دیئے گئے۔ مسجدوں۔ مندروں اور گرجاؤں میں دعائے شکرانہ مانگی گئی۔ فوجی کرتب ہوئے۔ انعامات تقسیم کئے گئے۔ چراغاں ہوا۔ قیدی رہا کئے گئے۔ عام دربار منعقد ہوا +

ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے زچاؤں کے شفا خانے کا سنگ بنیاد رکھا۔ پولو کے میدان میں سکول کے کھیل ہوئے +

پیلودا رقبہ ۲ر۷۲ مربع میل اور آبادی ۱۱۴۲۸ ہے۔ راوت منگل سنگھ حکمران ہیں۔ جو ڈوڈیہ راجپوتوں کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں +

جوبلی کا جشن شان و شوکت سے منایا گیا۔ شاہی سلامی کیلئے توپیں چھوڑی گئیں مسجدوں اور مندروں وغیرہ میں دعائیں مانگی گئیں طلبہ اور غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔ شہر بھر میں چراغاں کیا گیا +

رتلام

کرنل ہز ہائینس مہاراجہ سر سجن سنگھ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کے۔ سی۔ وی۔ او

تاریخ پیدائش۔ ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۸۰ء — رقبہ۔ ۶۹۳ مربع میل

" مسند نشینی۔ ۲۹ " سنہ ۱۸۹۳ء — آبادی۔ ۱۰۷۳۲۱



ہز ہائینس نواب آف جاورہ



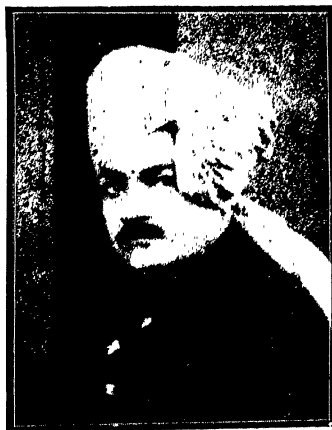
سوات منگل سنگھ جی چیف آف پپلودا



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر رتلام



خان بہادر صاحبزادہ محمد سرفراز علی
خاں چیف سکرٹری جاورہ



پنڈت ترویدی اوّل مالوہ نگر دیوان

آمدنی - ۱۰۰۰۰۰۰ روپے سالانہ سلامی - ۱۳ توپ (مستقل) ۱۵ (مقامی)

مہاراجہ صاحب رتلام سورج بنسی راٹھور راجپوت خاندان سے ہیں۔ آپ نے ڈیلی کالج اندور میں تعلیم پائی۔ ۱۸۹۸ء میں آپ کو حکمرانی کے کامل اختیارات عطا ہوئے۔ ۱۹۰۳ء میں آپ امپیریل کیڈٹ کور میں داخل ہوئے۔ ۱۹۰۸ء میں اعزازی کپتان کا عہدہ دیا گیا۔ ۱۹۰۹ء میں کے۔ سی۔ ایس آئی کا خطاب ملا۔ اپریل ۱۹۲۰ء میں ریاست کے اعلیٰ انتظم ونسق کے صلے میں آپ کو اپنی رعایا کے معاملات میں غیر محدود فوجداری اختیارات عطا کئے گئے۔ پھر ۱۹۳۰ء میں یہ اختیارات موروثی قرار دیئے گئے۔ جنوری ۱۹۲۱ء میں ہز ہائینس کو ۱۵ توپوں کی مستقل سلامی کا اعزاز اور مہاراجہ کا خطاب عطا ہوا۔ آپ کے فرزند اور ولیعہد ۱۶ جون ۱۹۲۳ء کو پیدا ہوئے۔

رتلام کے حکمران خاندان کی بنیاد راجہ اودے سنگھ والی جودھپور کے پرپوتے رتن سنگھ نے ڈالی تھی۔ شہنشاہ شاہجہان نے رتن سنگھ کو جاگیر دینے کے علاوہ سہ ہزاری کا منصب اور مہاراجہ کا خطاب دیا تھا۔ مہاراجہ رتن سنگھ دھرمت پور کی لڑائی میں مارے گئے۔ ان کے بعد ریاست میں خانہ جنگی شروع رہی۔ شہنشاہ نے دخل دے کر رتلام کی گدی کے لئے کیسری سنگھ کے لڑکے مان سنگھ کو منتخب کیا۔ ۱۸۸۴ء میں راجہ رنجیت سنگھ مسند نشین ہوئے۔ ان کے عہد میں دس لاکھ کا قرضہ ادا کر کے چھ لاکھ روپیہ اصلاحات پر صرف کیا گیا۔ اور افیون کے علاوہ تمام اجناس کا محصول معاف ہوا۔ ۱۸۷۲ء میں رتلام کالج قائم ہوا۔

سیلانہ

ہز ہائینس راجہ دلیپ سنگھ والی سیلانہ

تاریخ پیدائش - ۱۸ مارچ ۱۸۹۱ء رقبہ ۲۹۷ مربع میل

" مسند نشینی - ۱۴ جولائی ۱۹۱۹ء آبادی - ۳۵۲۲۳

آمدنی - ۳ لاکھ روپے سالانہ سلامی - ۱۱ توپ (مستقل)

ہز ہائینس راٹھور راجپوتوں کی یادگار ہیں۔ آپ نے میو کالج اجمیر میں تعلیم پائی۔ ولیعہد کا نام ٹکّ وجایا سنگھ ہے۔ ۱۹۲۱ء میں آپ کو اپنی رعایا پر فوجداری اختیارات عطا ہوئے۔ پہلے پہل یہ ریاست رتلام ہی کا ایک حصہ تھی۔ لیکن راجہ پرتاپ سنگھ کے زمانے میں خود مختار ہو گئی۔ پرتاپ سنگھ کے جانشین جے سنگھ نے ۱۷۳۰ء میں سیلانہ آباد کیا۔ اس کا پہلا حکمران جس نے حکومت برطانیہ سے تعلقات پیدا کئے۔ راجہ لچھمن سنگھ تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا راجہ رتن سنگھ مسند نشین ہوا۔ جس کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اس لئے اس کے بعد اس کا چچا ناہر سنگھ حکمران

ریاست بنا۔ آخر یہ گدی راجہ جسونت سنگھ کو ملی۔ جن کے انتقال پر ان کے بڑے صاحبزادے موجودہ ہز ہائینس راجہ دلیپ حکمران ہوئے ؛؛

سیتا مئو

ہز ہائینس راجہ سر رام سنگھ کے۔ سی۔ آئی۔ ای والی سیتا مئو

تاریخ پیدائش۔ ۲ جنوری سنہ ۱۸۸۰ء — رقبہ۔ ۲۰۲ مربع میل

" مسند نشینی۔ ۱۱ مئی سنہ ۱۸۹۹ء — آبادی۔ ۲۸۴۲۲

آمدنی۔ ۲۷۰۰۰۰ روپے سالانہ — سلامی۔ ۱۱ توپ (مستقل)

راجہ رام سنگھ راٹھور راجپوتوں کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ دہلی کے دربار تاجپوشی کے موقع پر آپ نے کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب پایا۔ والیٔ ریاست کو سنہ ۱۹۲۱ء میں ریاست کے اندر مزید قانونی اختیارات موروثی طور پر عطا کئے گئے ؛؛

اس ریاست کا بانی رتلام کے راجہ رتن سنگھ کا پوتا راجہ کیشو داس تھا۔ جسے سنہ ۱۶۹۵ء میں اورنگ زیب عالمگیر کے دربار سے سند عطا کی گئی۔ سنہ ۱۷۴۸ء میں یہاں کے راجہ جے سنگھ کا انتقال ہوا۔ چونکہ اس کا اکلوتا فرزند اس کی زندگی ہی میں وفات پا چکا تھا۔ اس لئے اس کے پوتے بھوانی سنگھ کو مسند نشین کیا گیا۔ اس کے بعد بہادر سنگھ راجہ بنا۔ سنہ ۱۸۹۹ء میں اس کے انتقال پر اس کا بھائی چکلیا کا ٹھاکر شیودل سنگھ گدی پر بیٹھا۔ اس کے بعد سیتا مئو کا کوئی جائز حکمران باقی نہ رہا۔ لیکن حکومت برطانیہ نے ریاست کو قائم رکھنے کے خیال سے گدی کے متعدد دعویداروں کی درخواستوں پر غور و خوض کرنے کے بعد کچھی بڑودہ کے ٹھاکر کے بھائی باپو رام سنگھ کو یہاں کی حکمرانی کے لئے منتخب کیا۔ چنانچہ اس وقت راجہ رام سنگھ ہی ریاست کے حکمران ہیں ؛؛

جوبلی کا جشن اعلیٰ پیمانے پر منایا گیا۔ اکتیس توپوں کی شاہی سلامی دی گئی۔ مسجدوں اور مندروں میں دعائیں مانگی گئیں۔ ایک عام دربار منعقد کر کے پچاس ہزار روپیہ مالیے کی معافی کا اعلان کیا گیا۔ جیل میں قیدیوں کو کھانا کھلا کر جوبلی کے دنوں کی مشقت معاف کر دی گئی۔ کھیلوں کے کھیل ہوئے۔ غریبوں کو کھانا اور کپڑا دیا گیا۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ چراغاں ہوا۔ اور آتش بازی چھوڑی گئی ؛؛

علی راج پور

ہز ہائینس راجہ پرتاپ سنگھ کے۔ سی۔ آئی۔ ای

تاریخ پیدائش۔ ۱۲ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء — رقبہ۔ ۸۳۶ مربع میل



ہز ہائینس مہاراجہ آف دھار



ہز ہائینس رانا صاحب بڑوانی



دیوان صاحب دھار



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب سیتامبو

تاریخ مسندنشینی - ۱۲ فروری ۱۸۹۱ء　　آبادی - ۱۰۱۹۶۳

آمدنی - ۵۶۰۰۰ روپے سالانہ　　سلامی - ۱۱ توپ (مستقل)

ہزہائینس نے ڈیلے کالج اندور میں تعلیم پائی - جولائی ۱۹۰۹ء میں آپ کو حکمرانی کے مکمل اختیارات ملے - راجہ صاحب کو وائسرائے سے ملاقات کرنے کا حق حاصل ہے - یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو آپ کی توپوں کی سلامی بڑھا کر ۱۱ کر دی گئی - ۱۹۱۱ء کے دربار تاجپوشی کی تقریب پر والی ریاست کو راجہ کا موروثی خطاب عطا کیا گیا - ۱۹۱۵ء میں آپ کو سی - آئی - ای کا خطاب ملا - ۲۲ - اگست ۱۹۰۸ء کو آپ کے ہاں فرزند اور ولیعہد تولد ہوا - جن کا نام راجکمار فتح سنگھ ہے +

علی راج پور کے بانی آنند دیو راٹھور تھے - جو ۱۴۴۰ء میں برسر اقتدار تھے - جب مالوہ میں برطانی حکومت کا دخل ہوا - تو اس ریاست کا نظم و نسق ایک شخص مظفر نگرانی کے ہاتھ میں تھا +

۱۸۹۰ء میں بیجاے سنگھ کی وفات پر حکومت برطانیہ نے اُن کے نسبتی بھائی پرتاپ سنگھ موجودہ مہاراجہ کو مسند نشینی کے لیے منتخب کیا +

بروانی

ہزہائینس رانا دیوی سنگھ والی بروانی

تاریخ پیدائش - ۱۹ جولائی ۱۹۲۲ء　　رقبہ - ۱۱۷۸ مربع میل

" مسندنشینی - ۲۱ - اپریل ۱۹۳۰ء　　آبادی - ۱۴۱۱۱۰

آمدنی - ۱۳۱۰۰۰ روپے سالانہ　　سلامی - ۱۱ توپ (مستقل)

رانا صاحب بروانی اودے پور کے سیسودیا راجپوتوں کے خاندان سے ہیں چودھویں صدی میں ان کے آباؤ اجداد اودے پور سے آکر بروانی پر قابض ہوئے - پہلے پہل ریاست بروانی کا علاقہ بہت بڑا تھا - لیکن مرہٹوں نے لوٹ مار کے دوران میں بہت سا علاقہ چھین لیا - یہاں کے رانا اندرجیت سنگھ کا ۱۸۹۴ء میں انتقال ہوا - اور اُن کا بیٹا رنجیت سنگھ راجہ بنا - جسے ۱۹۱۰ء میں حکمرانی کے اختیارات دے گئے - رانا رنجیت سنگھ کے بعد اُن کے فرزند رانا دیوی سنگھ گدی پر بیٹھے - جو اس وقت ڈیلے کالج اندور میں زیر تعلیم ہیں - ریاست کا نظم و نسق حکومت برطانیہ کی زیر نگرانی ایک انتظامی کونسل کے ماتحت ہے - اور دیوان بہادر ایچ - این - گوسالیا ایم - اے - ایل - ایل - بی دیوان اور کونسل کے پریذیڈنٹ ہیں - رانا کو وائسرائے کی ملاقات کا حق حاصل ہے +

دھار

ہز ہائینس مہاراجہ آنند راؤ پنوار والی دھار

تاریخ پیدائش - ۲۴ نومبر ۱۹۲۰ء — رقبہ - ۱۸۰۰ مربع میل

" مسند نشینی - ۳۱ جولائی ۱۹۲۶ء — آبادی - ۲۴۳۵۲۱

آمدنی - ۱۷۶۰۰۰۰ روپیہ سالانہ — سلامی - ۱۵ توپ (مستقل)

دھار کے سابق مہاراجہ ہز ہائینس سر اوداجی راؤ پنوار کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ مہارانی نے اپنے بھتیجے کو متبنّیٰ بنا کر اس کا نام آنند راؤ پنوار چہارم رکھا۔ جو اس وقت مسند نشین ہیں۔ مہاراجہ صاحب دھار پوار مرہٹہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ اس وقت ڈیلے کالج اندور میں ایک یورپین اتالیق کے زیر نگرانی تعلیم پا رہے ہیں۔ چونکہ مہاراجہ اس وقت نابالغ ہیں۔ اس لئے ریاست کا نظم و نسق ایک کونسل کے ہاتھ میں ہے جس میں چار ارکان شامل ہیں۔ ریاست کے دیوان کونسل کے صدر ہیں۔

راجگان پنوار نے پانچویں صدی سے تیرھویں صدی تک مالوہ میں حکومت کرکے اجین اور دھار پایۂ تخت بنائے تھے۔ منج اور بھوج میں ان کی حکومت کو بڑا عروج حاصل تھا۔ بھوج اس وقت علم و فضل کا مرکز تھا۔ چنانچہ کالی داس جیسے مشہور عالم یہیں پیدا ہوئے۔

ہنگامۂ ۱۸۵۷ء میں دھار کا راجہ کمسن تھا۔ اس زمانے میں ولایتیوں اور مکرانیوں نے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ لیکن ۲۵ - اکتوبر ۱۸۵۷ء کو جنرل سٹوارٹ نے قلعہ چھڑوا لیا۔

یکم اکتوبر ۱۸۶۴ء تک ریاست اور راجہ انگریزوں کے انتظام اور نگرانی میں رہے۔ بعد ازاں اختیارات واپس مل گئے۔ ۹ دسمبر ۱۹۰۷ء کو کرنل ڈالی نے ایک دربار میں مہاراجہ اوداجی راؤ پوار آنجہانی کو حکمرانی کے اختیارات تفویض کئے۔ آپ کو مہاراجہ کا خطاب موروثی دیا گیا۔

جوبلی کا جشن دھوم دھام سے منایا گیا۔ توپیں چھوڑی گئیں۔ مکانات اور سڑکیں جھنڈیوں اور پھول پتوں سے آراستہ کی گئیں۔ ریاست کے مندروں میں دعائیں مانگی گئیں۔ سنٹرل جیل سے پانچ قیدی رہا کئے گئے۔ طلبہ اور طالبات میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ مختلف کھیل ہوئے۔ چراغاں کیا گیا۔ مشاعرہ ہوا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ اقتصادی و صنعتی نمائش منعقد کی گئی۔ فوجی کرتب دکھلائے گئے۔ اور ڈراما کیا گیا۔

جھابوا

ہز ہائینس راجہ اودے سنگھ والی جھابوا

تاریخ پیدائش - ۶ مئی ۱۸۷۵ء   رقبہ - ۱۳۳۶ مربع میل

مسند نشینی - ۲۲ جنوری ۱۸۹۵ء   آبادی - ۱۴۵۵۲۲

آمدنی - ۱۷۲۲۴۳۴ و خرچ ۵۳۹۵۹۰ روپے سالانہ سلامی - ۱۱ توپ

راجہ صاحب جھابوا راٹھور راجپوتوں کے خاندان سے ہیں۔ راجہ آنجہانی نے موجودہ راجہ صاحب کو کھواسا خاندان سے لے کر جو جھابوا کا باجگزار ہے متبنّٰی بنایا تھا۔ ۱۸۹۸ء میں آپ کو حکمرانی کے کامل اختیارات ملے۔ ہز ہائینس کو وائسرائے کے مخصوص دربار میں مدعو کئے جانے کا استحقاق حاصل ہے۔ سنہ ۱۹۱۰ء اور ۱۹۱۸ء میں دو مرتبہ آپ کے اختیارات پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ لیکن ۱۹۳۱ء میں تمام اختیارات بحال کر دئے گئے ۔

ریاست جھابوا تصفیۂ مالوہ سے قبل مہاراجہ ہلکر کی باجگزار تھی۔ راجگان جھابوا کے آبا و اجداد کا سلسلہ جودھ پور کے سابق راجاؤں سے ملتا ہے۔ وہ تین صدیوں سے وسط ہند میں آباد ہیں۔ ابھی تک ریاست میں سترہ جاگیردار ایسے ہیں۔ جو ریاست ہلکر کو مختلف مقدار میں خراج ادا کرتے ہیں۔ جھابوا بعض جاگیروں کے سلسلے میں ریاست اندور کو سالانہ ۲۰۱۴ روپے سلیم شاہی جو اب ۱۰۰۷ برطانی سکّے کے برابر ہیں۔ ادا کرتی ہے ۔

جوبٹ - رقبہ ۱۳۱ مربع میل اور آبادی ۲۰۱۳۱ ہے۔ راجہ بھیم سنگھ حکمران ہیں۔ جو راٹھور راجپوتوں کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ سالانہ آمدنی ۱۱۶۰۰۰ روپے ہے ۔

کاٹھی واڑا - رقبہ ۷۰ مربع میل اور آبادی ۹۵۰۰ ہے۔ ٹھاکر رانا اونکار سنگھ حکمران ہیں۔ جو چداوس راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ سالانہ آمدنی ۵۶ ہزار ہے ۔

ماٹھوار - رقبہ ۱۲۹ مربع میل اور آبادی ۲۸۹۷ ہے۔ رانا لکشمن سنگھ حکمران ہیں۔ جو پنوار راجپوت ہیں۔ سالانہ آمدنی بارہ ہزار روپے ہے ۔

رتن مل - رقبہ ۳۲ مربع میل اور آبادی ۲۱۸۳ ہے۔ ٹھاکر دسرتھ سنگھ حکمران ہیں سالانہ

آمدنی چودہ ہزار (۱۴۰۰۰) روپے ہے ✣

شمال ومغربی سرحدی صوبہ کی ریاستیں

چترال - دیر - سوات

مسٹر بی ولیم بیزلٹ ڈنکن بسٹ او - بی - ای - ایم - سی پولٹیکل ایجنٹ

چترال

ہز ہائینس مہتر سر شجاع الملک کے - سی - آئی - ای والی چترال

تاریخ پیدائش - ۱۸۸۹ء — رقبہ - ۴۰۰۰ مربع میل

مسند نشینی - ۳ مارچ ۱۸۹۵ء — آبادی - ۸۰۰۰۰

سلامی - ۱۱ توپ ✣

مختصر حالات | چترال کے شمال میں یارقند و بدخشاں - مشرق میں گلگت وکشمیر - جنوب میں باجوڑ اور مغرب میں افغانستان واقع ہیں - موجودہ حکمران خاندان کے مورث اعلیٰ کا نام بابا ایوب تھا - جنھوں نے سترھویں صدی کے اوائل میں مہتر چترال کی ملازمت اختیار کر لی تھی - تقریباً ایک صدی گزر جانے کے بعد رئیس مذکور کے خاندان کا خاتمہ ہونے پر بابا ایوب کے خاندان کا ایک شخص "مہتر" مقرر ہوا - ۱۸۵۶ء میں موجودہ حکمران کے والد بزرگوار امان الملک مسند نشین ہوئے - حکومت ہند کی اجازت وتصدیق سے چترال اور کشمیر کے درمیان ایک معاہدہ عمل میں آیا - جس کے رو سے مہتر چترال سے وعدہ کیا گیا - کہ اگر ان کے ملک پر افغانستان نے حملہ کیا تو ان کی پوری پوری مدد کی جائے گی - ۱۸۹۲ء میں ان کی وفات کے بعد کئی علاقے بھی اُن کی حکومت میں شامل ہو گئے - مہتر امان الملک کی وفات کے بعد بہت تھوڑے عرصے میں یکے بعد دیگرے کئی حکمران تخت پر بیٹھے - اور اسی زمانے میں خانہ جنگی یعنی ۱۸۹۵ء میں برطانوی ایجنٹ اور اس کے محافظ دستے کو امان الملک مرحوم کے چھوٹے بھائی شیر افضل اور خان جبر دل نے گھیر لیا - ایجنٹ اور اس کے ہمراہی قلعہ چترال میں محصور ہو گئے - چنانچہ ۳ مارچ ۱۸۹۵ء کو امان الملک مرحوم کے سب سے چھوٹے صاحبزادے شجاع الملک کو چترال کا مہتر مقرر کر کے اُن کی قیادت میں انگریزی فوجوں نے محصورین کو دشمنوں کے پنجے سے نجات دلائی - اس وقت سے یہاں ایک برطانوی فوج مقرر کر دی گئی ہے - ۱۸۹۶ء

گروپ پولٹیکل افسر صاحبان



درمیان میں میجر ایچ۔ ایچ جانسن پولٹیکل ایجنٹ دیر۔ سوات۔ چترال تشریف فرما ہیں۔

میں تمام سرحدی قبائل حکومتِ برطانیہ کے خلاف شورش کر رہے تھے لیکن اس شورش میں چترال بالکل الگ رہا۔

سنہ ۱۹۰۲ء میں شجاع الملک نے وائسرائے ہند کے مہمان کی حیثیت سے کلکتے کی سیر کی آپ سنہ ۱۹۰۳ء کے دربارِ تاجپوشی منعقدہ دہلی۔ نیز سنہ ۱۹۱۱ء کے دربارِ دہلی میں مہمانِ شاہی ہوئے اس موقع پر آپ کو ایک تمغہ عطا کیا گیا۔ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء میں ہز ہائینس کو کے۔سی۔آئی۔ای بنایا گیا۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں آپ کو پرنس آف ویلز کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ اور دو روز تک وائسرائیگل لاج دہلی میں وائسرائے کے مہمان کی حیثیت سے مقیم رہے۔ نومبر سنہ ۱۹۲۳ء میں ہز ہائینس حج کے لئے گئے۔ اور مختلف مقاماتِ مقدسہ مثلاً مکہ۔ مدینہ۔ جدہ۔ بیت المقدس۔ بغداد۔ بصرہ وغیرہ کی زیارت سے مشرف ہو کر سنہ ۱۹۲۴ء میں اپنے وطن واپس تشریف لائے۔ ہز ہائینس سنہ ۱۹۲۸ء کے موسم سرما میں پھر ہندوستان آئے۔ اور والیٔ سوات سے بھی ملاقات کی۔ پشاور میں چیف کمشنر کے مہمان رہے۔ رام پور رالکھمنڈ میں بھی مہمانی قبول فرمائی۔ اور پرنس آف ویلز ملٹری کالج دہرہ دون کا بھی معاینہ فرمایا۔ اس کالج میں آپ کے ایک صاحبزادے تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ دہرہ دون میں پرائیویٹ طور پر تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ نے اپنے دوسرے چار بچوں کے رہنے کا بھی انتظام فرمایا۔ دہلی میں ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے مہتر صاحب کو شرفِ باریابی عطا فرمایا۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں ہز ہائینس پھر تشریف لائے۔ اس سیاحت کے دوران میں آپ نے وائسرائے ہند سے ملاقات کی۔ اور کافی عرصے تک پشاور میں قیام کرنے کے بعد بذریعہ ہوائی جہاز ۲۷ اپریل سنہ ۱۹۲۳ء کو چترال واپس آئے۔

ہز ہائینس مہتر شجاع الملک کے دورِ حکومت میں نسبتاً ہر اعتبار سے چترال نے کافی ترقی کر لی ہے۔ پہلے کی نسبت اب رعایا کے تمام طبقے بڑی حد تک خوش حال ہیں۔ قابلِ کاشت زمین میں بھی اب بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ مہتر صاحب چترال کو ایک امدادی رقم بھی ملتی ہے۔ اس رقم کا بڑا حصہ خود حکومتِ ہند ادا کرتی ہے۔ اور ایک حصہ مہاراجہ کشمیر دیتے ہیں۔ سنہ ۱۹۲۸ء میں حکومت نے اس امدادی رقم میں اضافہ کر دیا ہے۔

ہز ہائینس کے سب سے بڑے صاحبزادے شہزادہ نصیر الملک کو سنہ ۱۹۲۴ء میں گریجویٹ ہونے پر فوج میں اعزازی لفٹننٹ مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد ایک سال تک فوجی تربیت حاصل کرنے کے لئے انہیں دہلی میں ایک فوجی رسالے میں شامل کر دیا گیا۔ چنانچہ یہ زمانہ ختم ہونے کے بعد آپ کو اس فوج کا اعزازی لفٹننٹ مقرر کیا گیا۔ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء میں شہزادہ صاحب نے ہز ہائینس کے ساتھ ہندوستان کی سیاحت فرمائی۔ اب مدنی تربیت حاصل کرنے کے لئے آپ کو مردان

ہیں۔ تمغہ دیا گیا ہے۔ ۲ جون ۱۹۳۲ء کو آپ کو ترقی دے کر آنریری کیپٹن کے عہدے پر ممتاز کیا گیا ہے۔ ہز ہائینس کے ایک صاحبزادے پرنس آف ویلز ملٹری کالج ڈیرہ دون میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں +

۱۹۱۴ء سے خوش وقت الملک ہونتم وَنسق اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ چترال کے ہاتھوں میں تھا لیکن ۱۹۱۵ء میں وزیر ہند کی باقاعدہ منظوری سے یہ علاقہ ہز ہائینس مہتر چترال کے سپرد کر دیا گیا۔ جب ۱۹۱۹ء میں افغانستان سے جنگ شروع ہوئی۔ تو ہز ہائینس نے انگریزی حکومت کی بیش بہا مدد کی۔ چنانچہ ان خدمات کے پیش نظر مہتر صاحب کو "ہز ہائینس" کا مستقل خطاب دیا گیا۔ ۹ توپوں کی سلامی کے علاوہ جنگ کے اخراجات کے سلسلے میں ایک لاکھ روپے عطا کئے گئے۔ جنگ عظیم کے زمانے میں مہتر صاحب نے حکومت برطانیہ سے پوری پوری وفاداری کا ثبوت دیا +

دیر

خان بہادر نواب شاہ جہان خان۔ والیٔ دیر

تاریخ پیدائش۔ ×	آمدنی۔ ۳۵۰۰۰۰ روپے سالانہ
تاریخ مسند نشینی۔ ۱۳ مئی ۱۹۲۵ء	خرچ۔ ۳۵۰۰۰۰ " "
رقبہ۔ ۳ ہزار مربع میل	آبادی۔ ۲۵۰۰۰۰

دیر کے حکمران خاندان کا تعلق ملے زئی اکوزئی یوسف زئی کی شاخ اخوند خیل پائندہ خیل سے ہے۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ کا نام ملا الیاس تھا۔ اور وہ اخوند بابا کے نام سے مشہور تھے۔ سترھویں صدی عیسوی میں انہیں بڑا اقتدار حاصل ہوا۔ لیکن پہلی مرتبہ صحیح معنی میں حکومت کی باگ ڈوران کے پوتے غلام حیدر خان نے اپنے ہاتھوں میں لی۔ اور اس ریاست کے پہلے سردار جنہوں نے حکومت برطانیہ سے معاہدہ کیا۔ محمد شریف خان تھے +

۸ دسمبر ۱۹۰۴ء کو نواب محمد شریف خان کے انتقال کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے نواب اورنگ زیب خان نے جو عام طور پر بادشاہ خان کے نام سے مشہور ہیں۔ اپنے بھائی میاں گل جان کو شکست دے کر دیر کی زمام حکومت اپنے ہاتھوں میں لے لی۔ مسند نشینی کے وقت بادشاہ خان اور انگریزی حکومت کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کا حقیقی مقصد یہ تھا کہ چترال تک راستہ بالکل صاف رکھا جائے۔ ۱۹۰۶ء میں بادشاہ خان کو نواب کا خطاب عطا کیا گیا۔ اور ۱۹۱۱ء میں آپ دہلی دربار میں شریک ہوئے۔ ۱۹۱۳ء میں میاں گل جان کی قیادت میں

جونان آف منڈاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک زبردست بغاوت ہوئی۔ جس میں متعدد خوانین نے حصّہ لیا۔ نوّاب بادشاہ کو مجبوراً چترال میں پناہ لینی پڑی۔ اور دو مہینے تک دیر پر میاں گل جان کا قبضہ رہا۔ مگر مختلف قبائل کی امداد اور خان آف خار کی تائید سے نوّاب محمد شریف خاں نے از سرِ نو دیر میں اقتدار حاصل کر لیا۔ آخر جون ۱۹۱۴ء میں میاں گل جان کے ایک ملازم نے انہیں دھوکے سے گولی مار دی۔ ۱۹۱۵ء میں شمالی سوات کے قبائل نے ملاّے سند کی قیادت میں نوّاب کی نوجوں پر حملہ کر دیا۔ اور ایک خونریز جنگ کے بعد انہیں مار بھگایا اور عبد الجبار شاہ آف ستانا کو اپنا حاکم بنانے کی کوشش کی۔ جس کے بعد سید اور میاں گل میں اختلافات پیدا ہو گئے۔ چنانچہ عبد الجبار شاہ کو اپنے وطن واپس ہونا پڑا۔ اور اس کی جگہ میاں گل کو مل گئی۔ ۱۹۱۸ء میں نوّاب بادشاہ خاں کے لئے نوّاب کا خطاب موروثی قرار دیا گیا۔ اور اسے جو سالانہ رقم ملا کرتی تھی۔ اس میں اضافہ کر کے یکم جون ۱۹۱۸ء سے اسے پچاس ہزار روپے سالانہ اور پھر ایک لاکھ روپیہ کر دیا گیا۔

۴ فروری ۱۹۲۵ء کو نوّاب بادشاہ خاں کے انتقال پر ان کے دوسرے بیٹے عالم زیب خاں نے خانِ خار اور سوات کے میاں گل کی تائید و حمایت سے ریاست پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر بے سود۔ آخر اس نے اپنے بھائی خان بہادر شاہ جہان خاں کو ریاست کا حکمران تسلیم کر لیا۔ ۱۳ مئی ۱۹۲۵ء کو چیف کمشنر نے چک درّہ میں ایک دربار منعقد کیا۔ جس میں خان بہادر ممدوح کو باقاعدہ طور پر نوّاب تسلیم کیا گیا۔ جون ۱۹۳۳ء میں نوّاب صاحب کو نائٹ کمانڈر آف دی موسٹ اکسیلنٹ آرڈر آف دی برٹش ایمپائر کا خطاب عطا کیا گیا۔ جب ۱۹۲۶ء میں ہز ایکسیلنسی وائسرائے ایجنسی تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے نوّاب صاحب اور ان کے جرگے کو شرفِ باریابی عطا فرمایا۔

اب بھی ایسے قبائلی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ ہو رہے ہیں۔ مگر حکومتِ انگریزی نوّاب دیر کی حمایت کرتی ہے۔

جوبلی کے موقع پر یہاں بھی روشنی اور آتش بازی وغیرہ کے خوب اہتمام ہوئے۔

سوات

میاں گل گل شاہزادہ سر عبد الودود کے۔ بی۔ ای والیِ سوات

تاریخ پیدائش ۔ ۱۸۷۸ء
آمدنی ۔ ۱۵۵۵۰۰۰ روپے سالانہ

مسند نشینی ۔ ۳ مئی ۱۹۲۶ء
خرچ ۔ ۱۵۵۵۰۰۰ ″ ″

رقبہ - ۱۰،۱ سو مربع میل   آبادی - ۲۱۶۰۰۰   ۰ پیے سالانہ

موجودہ والیِ ریاست میاں گل گل شہزادہ اخوند دات کے پوتے ہیں - اخوند صاحب اس خاندان کے پہلے رکن ہیں جنھیں اس علاقے میں خاص اقتدار حاصل ہوا - ان کا اصل نام عبدالغفور تھا - اور وہ سنہ۱۸۰۷ء میں پیدا ہوئے تھے - ان کے والدین مہمند قبیلے سے تعلق رکھتے تھے - وہ کم سنی ہیں برطانی ہند کے یوسف زئی علاقے میں آ گئے - اور اپنی پاکیزہ زندگی کی وجہ سے خاص شہرت حاصل کر لی - یہاں تک کہ لوگ انھیں اخوند کے معزز لقب سے یاد کرنے لگے یہیں مقام سیدو میں انھوں نے شادی کر لی - اور پچاس برس تک مقیم رہے ؀

اخوند صاحب کی وفات کے بعد وادیِ سوات میں طوائف الملوکی کا آغاز ہوا - اور دو خاص جماعتیں بن گئی تھیں - ایک جماعت کی زمام قیادت اخوند صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادے عبدالحنان کے ہاتھوں میں تھی ؀

تھوڑے ہی دنوں بعد اخوند صاحب کے دونوں بیٹے مر گئے - دونوں بھائیوں کے چار بیٹے تھے - اُن کے بعد یہی اپنے خاندان کی رہنمائی کے فرائض انجام دینے لگے - اُن میں سے عبدالحنان کا سب سے بڑا بیٹا سید بادشاہ سنہ۱۹۰۳ء میں مارا گیا - چند روز کے بعد عبدالحنان کا ایک اور لڑکا قتل کر دیا گیا - اب اس خاندان کے وارث گل گل شہزادہ اور اس کے بھائی شیریں بادشاہ بچ گئے - سنہ۱۹۱۵ء میں حکومتِ برطانیہ اور شمالی سوات کے قبائل کے درمیان بڑے خوش گوار تعلقات قائم ہو گئے - لیکن اسی زمانے میں ملائے سندکی نے علَم جہاد بلند کیا - اور شمالی سوات کے قبائل اس کے ساتھ ہو گئے - کچھ دن بعد شمالی سوات کے قبائل نے ستانا کے عبدالجبار کو اپنا بادشاہ بننے کی دعوت دی - آخر جنگ و پیکار کے بعد جرگے کے فیصلے سے میاں گل گل شہزادے کو اس علاقے کا بادشاہ منتخب کر لیا گیا - مارچ سنہ۱۹۲۶ء میں حکومتِ ہند نے آپ کو باقاعدہ طور پر والیِ سوات تسلیم کیا - اور ۳ مئی سنہ۱۹۲۶ء کو چیف کمشنر نے مقام سیدو میں ایک دربار منعقد کر کے میاں گل کے والیِ سوات ہونے اور انگریزی حکومت کی طرف سے دس ہزار روپے سالانہ کی رقم دیئے جانے کا اعلان کیا ؀

یکم جنوری سنہ۱۹۳۱ء کو نواب صاحب کو نائٹ کمانڈر آف دی موسٹ ایکسلنٹ آرڈر آف دی برٹش ایمپائر کا خطاب عطا کیا گیا ؀

میاں گل کے دو صاحبزادے ہیں (۱) محمد عبدالحق یا جہاں زیب اور (۲) فضل محمود یا سلطان روم - مقدم الذکر والیِ سوات کے جانشین ہیں ؀

جوبلی کے موقع پر اس ریاست نے بھی خوب شان و شوکت کے ساتھ تمام مراسم انجام دیں ؀

امب

میجر نواب سر خان زمان خاں کے۔سی۔آئی۔ای۔ والیٔ امب

تاریخ پیدائش۔ ۱۸۷۷ء
" مسند نشینی۔ ۵ جنوری ۱۹۰۷ء
رقبہ۔ ۲۲۵ مربع میل
آبادی۔ ۳۶ ہزار

آمدنی۔ ۳۱۴۴۰۰ روپے سالانہ
خرچ۔ ۲۵۵۰۰۰ " "
گزارۂ خاص۔ ۵۹۴۰۰ " "
کل خرچ۔ ۳۱۴۴۰۰ " "

ریاست امب کا ایک علاقہ دریائے سندھ کے دائیں اور بڑا حصہ بائیں ساحل پر واقع ہے۔ والیٔ امب ماورائے سندھ کے علاقے کے اعتبار سے ایک آزاد حکمران۔ ہری پور تحصیل کی جاگیر کے لحاظ سے برطانی رعایا اور قبائلی تنوال کے حکمران کی حیثیت سے ایک سردار ہیں۔ موجودہ حکمران ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۹۰۷ء میں تخت پر بیٹھے۔ ۱۹۱۹ء میں انھیں نواب کا موروثی خطاب عطا کیا گیا۔ اور ساتھ ہی سالانہ وظیفہ بھی مقرر کیا گیا۔ ۱۹۲۱ء میں کے۔سی۔آئی۔ای بنائے گئے۔ نواب صاحب امب کے تین صاحبزادے ہیں۔ (۱) صاحبزادہ محمد فرید خاں۔ (۲) اورنگ زیب خاں اور (۳) حیدر زمان خاں۔ ریاست میں جشن جوبلی نہایت اہتمام کے ساتھ منایا گیا۔

پھلیرا

خان بہادر عطا محمد خاں والیٔ پھلیرا

تاریخ پیدائش۔ ۱۸۷۹ء
" مسند نشینی۔ ۲۸ فروری ۱۸۹۷ء
رقبہ۔ ۳۶ مربع میل

آمدنی۔ ۲۰۰۰۰ روپے سالانہ
خرچ۔ ۱۲۰۰۰ " "
آبادی۔ ۶۶۴۴

یہ ریاست تحصیل مانسہرہ کی مغربی سرحد پر قبائلی تنوال میں واقع ہے۔ اس میں ۹۸ دیہات ہیں۔ موجودہ والیٔ ریاست خان بہادر عطا محمد خاں ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے پانچ (۵) صاحبزادے ہیں:۔ (۱) عبد اللطیف۔ (۲) عبد الحمید (۳) عبد الغفور (۴) عبد الستار اور (۵) محمد احمد۔

والیٔ ریاست کے رشتہ داروں کو بطور گزارہ مختلف دیہات میں زمینیں عطا کی گئی ہیں۔

جشن جوبلی کامیاب رہا

صوبجاتِ متحدہ کی ریاستیں

بنارس

کیپٹن ہز ہائینس مہاراجہ سر آدتیا نرائن سنگھ بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی والیٔ بنارس

تاریخ پیدائش - ۱۷ نومبر ۱۸۷۴ء
مسند نشینی - ۴۔ اگست ۱۹۳۱ء
رقبہ - ۸۷۵ مربع میل
آبادی - ۳۹۱۱۶۵
آمدنی - ۱۷۹۴۸۷۲ روپیہ سالانہ
خرچ - ۱۹۲۰۰۶۵ " "

فوج اور پولیس (باقاعدہ فوج) ۶۷ سوار -
(بے قاعدہ فوج) ۲۲۲ سوار - انفنٹری
سٹیٹس فورس ۱۷ سوار - ۲۷۲ پیدل
(ہیڈ کانسٹیبل - تانک اور کانسٹیبل)
۲۲۳۵ .:
سلامی - ۱۳ توپ (مستقل) ۱۵ (مقامی)

ریاست بنارس یکم اپریل ۱۹۱۱ء کو ظہور میں آئی۔ جو اضلاع بھدوئی۔ چکیہ اور رام نگر پر مشتمل ہے۔ ۴۔ اگست ۱۹۳۱ء کو لفٹننٹ کرنل مہاراجہ سر پربھو نارائن سنگھ بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایل۔ ایل۔ ڈی کی وفات پر موجودہ مہاراجہ صاحب مسند نشین ہوئے۔ ہز ہائینس مہاراجہ اعلیٰ انتظامی اختیارات خود اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ ابھی آپ مہاراجکمار ہی تھے کہ صوبجات متحدہ کی کونسل کے رکن نامزد کئے گئے۔ اور ۱۹۱۳ء سے ۱۹۲۰ء تک رکن رہے۔ آپ کو وائسرائے سے ملاقات دید و بازدید کا حق حاصل ہے۔ جنگ عظیم کے سلسلے میں آپکے والد نے جو اعلیٰ خدمات انجام دیں ان کے اعتراف میں ۱۵ توپوں کی ذاتی سلامی اور خطاب مہاراجہ بطور خاندانی امتیاز کے عطا کئے گئے۔

جشن جوبلی دارالریاست میں شاندار پروگرام کے مطابق عمل میں آیا۔ سرکاری عمارات و دفاتر پر چراغاں ہوا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ فوجی پریڈ ہوئی۔ غربا و مساکین میں کھانا اور طلبۂ مدارس میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

رامپور

لفٹننٹ ہز ہائینس عالیجاہ فرزند دلپذیر دولتِ انگلشیہ مخلص الدولہ نصیر الملک امیر الامرا نواب محمد رضا علی خاں بہادر مستعد جنگ نواب رامپور

تاریخ پیدائش - ۱۷ نومبر ۱۹۰۶ء
تاریخ مسند نشینی ۲۰ جون ۱۹۳۰ء



ہز ہائینس نواب صاحب رامپور



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بنارس

رقبہ - ۸۹۲۱۵۴ مربع میل
آبادی - ۴۶۴۹۱۹
آمدنی - ۴۹۱۷۰۲۳ روپے سالانہ
خرچ - ۴۸۵۹۵۴۹ " "

فوج اور پولیس - (بیقاعدہ فوج مع توپ خانہ)
۳۰ سوار - ۲۸۱ پیدل - انڈین سٹیٹس
فورس ۱۳۱ سوار - ۷۶۴ اپیدل -
پولیس - ۵۲ ۷ جوان ؀
سلامی - ۱۵ توپ (مستقل)

رامپور روہیلوں کی طاقت کی واحد نشانی ہے موجودہ نواب صاحب اپنے والد ماجد ہز ہائینس نواب سر سید حامد علیخاں بہادر کی وفات (۲۰ جون سنہ ۱۹۳۰ء) پر سریر آرائے حکومت ہوئے - رامپور کا حکمران خاندان سادات سے تعلق رکھتا ہے - آپ کو وائسرائے سے ملاقات دید و باز دید کا حق حاصل ہے ؀

رامپور میں مدرسۂ عالیۂ عربیہ ۱/۲ ۱۴ سو سال سے قائم ہے - جس سے دُور دُور کے طلبہ فیضیاب ہوتے ہیں - اس عربی درسگاہ کا جدید طرز پر انتظام کیا گیا ہے جس میں درس نظامی کی تکمیل ہوتی ہے - اس بلند پایہ تعلیمی ادارے کے علاوہ ایک اعلیٰ کتب خانہ بھی ہے جس میں نادر کتب کے بیش بہا قلمی نسخے موجود ہیں - ہز ہائینس نے نظم و نسق ریاست میں بہت سی ضروری تبدیلیاں کی ہیں - مستاجری کے جابرانہ طریقہ کو مسدود کر کے سب زمینداروں کو براہِ راست ریاست کا کاشتکار بنا دیا گیا ہے - اسی طرح مال - پولیس - تعلیم - طب اور تعمیرات کے محکموں میں بھی کافی اصلاحات کی گئی ہیں - خان بہادر مسعود الحسن بار ایٹ لا وزیر اعظم اور مسٹر جی - ڈی پارکن انسپکٹر جنرل پولیس ہیں ؀

جشن جوبلی ریاست بھر میں نہایت شان و شوکت کے ساتھ منایا گیا - تمام سرکاری عمارات پر چراغاں کیا گیا - آتش بازی چھوڑی گئی - محتاجوں میں کھانا اور طلبۂ مدارس میں کھانا اور مٹھائی تقسیم کی گئی - اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس تقریب کی یادگار میں مستقل طور پر ایک یتیم خانہ کھولا گیا ہے ؀

ٹیہری گڑھوال

میجر ہز ہائینس راجہ سر نریندر شاہ کے - سی آئی - ای - والی ٹیہری گڑھوال

تاریخ پیدائش - ۳ - اگست سنہ ۱۸۹۸ء
" مسند نشینی - ۲۵ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ء
آمدنی - ۱۸۹۱۰۰۰ روپے سالانہ

خرچ - ۱۷۹۳۰۰۰ روپے سالانہ
فوج - (انڈین سٹیٹس فورس) ۳۰ سوار
۱۰۶ پیدل ؀

رقبہ ۔ ۴۵۰۰ مربع میل   سلامی ۔ ۱۱ توپ (مستقل)

آبادی ۔ ۴۷۰۱۰۹

ریاست کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع ہے ۔ بریلی کے کمشنر اس کے پولیٹیکل ایجنٹ ہیں ۔ حکمران خاندان کا پہلا فرماں روا راجہ کنک پال تھا ۔ ۶۸۸ء میں گڑھوال کے خاندان کی بنیاد ڈالی گئی تھی ۔ موجودہ فرمانروا اس خاندان کے ۵۹ ویں حکمران ہیں ۔ ہز ہائینس راجہ سر کرتی شاہ بہادر کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی کی وفات (۲۵ اپریل ۱۹۱۳ء) پر موجودہ فرمانروا مسند آرائے حکومت ہوئے ۔ ہز ہائینس نے میو کالج اجمیر میں تعلیم پائی ہے ۔ ۱۹۱۶ء میں آپ آنریری لفٹنٹ ۔ ۱۹۱۹ء میں کیپٹن ۔ ۱۹۲۲ء میں سی ۔ آئی ای ۔ ۱۷ جون ۱۹۳۰ء میں میجر اور یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی بنائے گئے ۔ ہز ہائینس اٹھارھویں رائل گڑھوال رائفلز کے آنریری آفیسر ہیں ۔

آپ کے زمانۂ نابالغی میں ریاست کا انتظام کونسل آف ریجنسی کے ذریعے سے عمل میں آتا تھا ۔ ۴ ۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو تمام اختیارات حکومت ہز ہائینس کو تفویض کئے گئے ۔ راجہ صاحب کو وائسرائے سے ملاقات دید و بازدید کا استحقاق حاصل ہے ۔

جشن جوبلی کی تقریبات ریاست میں مناسب پروگرام کے ماتحت ادا کی گئیں ۔ فوجی پریڈ ہوئی ۔ جابجا چراغاں ہوا ۔ آتش بازی چھوڑی گئی ۔ غربا میں کھانا اور طلبۂ مدارس میں مٹھائی تقسیم کی گئی ۔

گوالیار

مسٹر ای ۔ سی ۔ گبسن سی ۔ آئی ۔ ای + آئی ۔ سی ۔ ایس ریزیڈنٹ گوالیار

آپ ۶ جولائی ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوئے ۔ آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم ۔ اے کا امتحان پاس کیا ۔ اُردو ۔ ہندی اور مرہٹی خوب جانتے ہیں ۔ ۴ ۔ ۲ ۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو انڈین سول سروس میں داخل ہوئے ۔ ساگر اور اکولا (برار) میں اسسٹنٹ کمشنر رہے ۔ ۱۹۱۷ء میں محکمۂ خارجیہ وسیاسیہ میں شامل ہوئے ۔ اس کے بعد حسب ذیل عہدوں پر فائز رہے ۔

اتالیق و سرپرست ہز ہائینس مہاراجہ بھرت پور ۔ اسسٹنٹ کمشنر اجمیر ۔ کمشنر اجمیر مارواڑ ۔ پولیٹیکل ایجنٹ ایسٹرن راجپوتانہ سٹیٹس ۔ پولیٹیکل ایجنٹ ویسٹرن کاٹھیاواڑ سٹیٹس اور



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر سندھیا گوالیار



آنریبل مسٹر ای سی گبسن ریذیڈنٹ گوالیار

ایجنٹ گورنر جنرل ایسٹرن سٹیٹس :۔

۱۴ نومبر ۱۹۳۴ء سے آپ ریاست گوالیار کے ریزیڈنٹ ہیں :۔

گوالیار

ہز ہائینس مہاراجہ مختار الملک عظیم الاقتدار۔ رفیع الشان والاشکوہ محتشم دوراں۔ عمدۃ الامرا۔ مہاراج ادھیراج حسام السلطنت جارج جیاجی راؤ سندھیا عالیجاہ بہادر شری ناتھ منصور زماں۔ فدوی حضرت ملک معظم رفیع الدرجات انگلستان والی گوالیار

تاریخ پیدائش۔ ۲۶ جون ۱۹۱۴ء | آمدنی۔ ۲۴۱۷۹۰۰۰ روپے سالانہ

مسند نشینی۔ جون ۱۹۲۵ء | خرچ۔ ۲۰۶۵۰۰۰۰ " "

رقبہ۔ ۲۶۳۶۷ مربع میل۔ آبادی ۳۵۲۳۰۷۔ فوج و پولیس۔ (باقاعدہ فوج) پیدل اور توپخانہ ۱۰۶۔ بیقاعدہ پیدل اور توپخانہ ۱۱۱۲۶ انڈین اسٹیٹس فورس ۴۵۵۵۔ پولیس ۱۳۶۱۳۔ سلامی ۲۱ توپ۔ (مستقل)

موجودہ ہز ہائینس اپنے والد مہاراجہ مادھو راؤ سندھیا کے انتقال پر جون ۱۹۲۵ء میں مسند نشین ہوئے۔ مہاراجہ صاحب کی بلوغت تک ریاست کا انتظام چلانے کے لئے ان کی والدۂ محترمہ ہز ہائینس جونیر رانی صاحبہ کے زیر صدارت ایک کونسل مقرر کر دی گئی تھی۔ ہز ہائینس ولایت کے تعلیم یافتہ اور ایک اعلیٰ درجے کے مدبّر حکمران ہیں۔ اگرچہ ہر محکمہ پر وزراء اور اعلیٰ عہدے دار کام کرتے ہیں۔ مگر خود بدولت بھی خاص اہتمام سے کاروبارِ ریاست ادا فرماتے ہیں :۔

گوالیار کے موجودہ حکمران خاندان کے بانی رانوجی سندھیا ایک دکنی پٹیل کے صاحبزادے تھے۔ انہوں نے بالاجی راؤ پیشوا کی ملازمت اختیار کر کے تھوڑے ہی دنوں میں ممتاز مرہٹہ سرداروں میں درجہ پا لیا۔ بلکہ مالوے میں کچھ علاقہ بھی حاصل کر لیا۔ ۱۷۵۰ء میں ان کے انتقال پر ان کے سب سے بڑے بیٹے جے اپّا ان کے جانشین قرار دیئے گئے۔ لیکن وہ ۱۷۵۹ء میں بمقام ناگور مارے گئے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے جانکوجی جانشین قرار پائے۔ جو ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی لڑائی میں زخمی ہو کر گرفتار اور قتل ہو گئے۔ اب ان کے چچا اور رانوجی کے سب سے چھوٹے بیٹے مادھوجی سندھیا مسند نشین ہوئے۔ مادھوجی نے اپنی فوج کی تربیت فرانسیسی افسروں کے ذریعے سے کرائی۔ اور اسے اس قدر منظم کر لیا کہ ان کی طاقت کی سارے ہندوستان میں دھوم مچ گئی۔ اگرچہ وہ بظاہر پیشوا کے ماتحت تھے۔ لیکن حقیقت میں وہ اپنے آپکو ہندوستان کا حکمران سمجھتے تھے۔ آخر ۱۷۷۲ء میں پیشوا کا انتقال ہوا۔ تو مہادیو کو اپنی سلطنت کا دائرہ وسیع کرنے کا خوب موقع ملا۔ چنانچہ انہوں نے پورے مالوے پر اپنی حکومت قائم کر لی :۔

اس کے بعد انگریزوں سے لڑائیاں ہوئیں۔ سازشوں کا بازار گرم رہا۔ معاہدے اور صلح نامے ہوئے اور نظام حکومت میں متعدد انقلاب آئے۔ آخر سنہ ۱۸۶۱ء میں موجودہ مہاراج کے دادا مہاراجہ جیاجی راؤ سندھیا کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا کیا گیا۔ سنہ ۱۸۷۷ء میں دربار دہلی کے موقع پر آپ کے لئے ۲۱ توپوں کی سلامی منظور کی گئی۔ اور آپ کو "مشیر قیصرہ ہند" کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ علاوہ بریں برطانوی فوج میں اعزازی جنرل کا عہدہ عطا کیا گیا۔ اس کے بعد آپ کو جی۔ سی۔ بی اور سی۔ آئی۔ ای کے خطابات سے بھی سرفراز کیا گیا۔ ۲۰ جون سنہ ۱۸۸۶ء میں مہاراجہ صاحب موصوف کا انتقال ہو گیا۔

ان کے بعد ان کے بیٹے مہاراجہ مادھو راؤ سندھیا تخت حکومت پر متمکن ہوئے۔ ان کے زمانہ نابالغی میں ریاست کا کاروبار ایک کونسل انجام دیتی تھی۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں آپ کو حکومت کے پورے اختیارات تفویض کئے گئے۔ مہاراجہ مادھو راؤ نے اپنے زمانہ حکومت میں ریاست میں تعلیم۔ آبپاشی اور صنعت و حرفت کو ترقی دینے پر خاص توجہ کی۔ بعد ازاں ان کے فرزند موجودہ والی ریاست گدی پر بیٹھے۔

دربار کا جشن گیارہ دن تک شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ سلامی کے لئے اکتیس توپیں چھوڑی گئیں۔ مسجدوں۔ مندروں۔ گوردواروں۔ تھیوسوفیکل لاج اور گرجاؤں میں شکرانے کی دعائیں مانگی گئیں۔ غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ چراغاں کیا گیا۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ہاتھیوں۔ اونٹوں اور تانگوں کی دوڑیں ہوئیں۔ ڈرامے دکھائے گئے کشتیاں ہوئیں۔ ہندی اور اردو کے مشاعرے ہوئے مینا بازار لگا۔ موسیقی کا جلسہ ہوا۔ فوجی کرتب اور ورزش کے کھیل ہوئے۔ رسا کشی ہوئی۔

میسور

آنریبل لفٹننٹ کرنل چارلس ٹیرنس چینیول بلاڈن سی۔ آئی۔ ای ریزیڈنٹ میسور

آپ ۶ فروری سنہ ۱۸۸۳ء کو پیدا ہوئے۔ چیلٹنہم کالج اور رائل ملٹری کالج سینڈہرسٹ میں تعلیم پائی۔ فارسی میں لوئر سٹینڈرڈ۔ پشتو میں ہائر سٹینڈرڈ۔ ہندوستانی میں ہائی پروفیشنسی اور ہندی کا امتحان پاس کیا۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں انڈین آرمی۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں حکومت ہند کے محکمہ سیاسیہ اور ۱۸ فروری سنہ ۱۹۰۸ء کو انڈین سول سروس میں داخل ہوئے۔ سنہ ۱۳-۱۹۰۸ء میں صوبہ سرحد۔ وسط ہند اور راجپوتانہ میں پولیٹیکل افسر رہے۔ سنہ ۱۹-۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم میں شریک ہوئے۔ سنہ ۲۳-۱۹۱۹ء میں



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر میسور



سر مرزا اسمٰعیل دیوان میسور



این ایس سوباراؤ بیرسٹرایٹ لا
ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن میسور



سید سلطان محی الدین
ڈپٹی ڈائرکٹر تعلیم

ریزیڈنٹ میسور اور چیف کمشنر کورگ کے سکرٹری - ۲۶-۱۹۲۳ء میں ریاست ہائے کوچ بہار کی کونسل آف ریجنسی کے نائب صدر رہے ۱۹۲۸ء میں ایجنٹ گورنر جنرل و چیف کمشنر بلوچستان کے سکرٹری اور ۳۲-۱۹۲۹ء میں قلات کے پولٹیکل ایجنٹ رہے - ۵ مئی ۱۹۳۳ء کو موجودہ گریڈ حاصل کیا - آپ اس وقت ریزیڈنٹ میسور اور چیف کمشنر کورگ ہیں +

میسور

کرنل ہز ہائینس مہاراجہ سر کرشن راجا وادیار بہادر جی-سی-ایس-آئی-جی-بی-ای والی میسور

تاریخ پیدائش - ۴ جون ۱۸۸۴ء — آمدنی - ۳۵۱۶۱۸۰۰ روپے سالانہ

مسند نشینی یکم فروری ۱۸۹۵ء — خرچ - ۳۷۱۱۷۰۰۰ " "

رقبہ - ۲۹۴۷۵ مربع میل — آبادی - ۶۵۵۷۸۷۱

خراج سالانہ جو گورنمنٹ کو ادا ہوتا ہے ۲۴½ لاکھ روپے + — سلامی - ۲۱ توپ

میسور کے موجودہ حکمران خاندان کا شجرۂ نسب وجے راج نامی دو بھائیوں سے ملتا ہے - جو چودھویں صدی کے آخر میں دوارکا علاقہ کاٹھیاواڑ سے میسور آئے - اس زمانے میں میسور کا نام مہیشور تھا - وجے راج نے یڈی ناڈر کے سردار کی لڑکی سے شادی کر لی - اور پھر چند دیہات پر حکومت بھی قائم کر لی - اسی خاندان کا ایک راجہ چکا کرشن راج وادیار تخت حکومت پر متمکن تھا - کہ حیدر علی نے اُس سے اس کی حکومت چھین لی - لیکن کچھ زمانہ گزر جانے کے بعد پھر اسی خاندان کا ایک وارث راج گدی پر بیٹھا دیا گیا - ۱۸۳۱ء میں ریاست میں غدر ہو گیا - لہذا خود حکومت برطانیہ کو ریاست کا انتظام اپنے ہاتھ میں لینا پڑا - ۱۸۸۱ء میں ریاست مہاراجہ چمبر یندر وادیار کے سپرد کی گئی - اسی زمانے میں مہاراجہ نے فوجی چھاؤنی بنانے کے لئے بنگلور کا علاقہ حکومت برطانیہ کے سپرد کر دیا - اور اس کے عوض میں مہاراج کو جزیرۂ سرنگا پٹم عطا کیا گیا +

موجودہ مہاراجہ ۴ جون ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئے - جب اِن کے والد بزرگوار کا انتقال ہوا - تو ان کی عمر صرف دس سال کی تھی - لہذا زمامِ حکومت آپ کی والدۂ محترمہ ہر ہائینس مہارانی صاحبہ کے سپرد کی گئی - انہیں ریاست کا ریجنٹ مقرر کیا گیا - اور ان کی امداد کے لئے تین ممبروں پر مشتمل ایک کونسل بنائی گئی - ۸ سال تک ریجنسی کی حکومت قائم رہی - اُس کے بعد ۸ اگست ۱۹۰۲ء کو لارڈ کرزن وائسرائے ہند نے نظم و نسق کے متعلق تمام اختیارات ہز ہائینس مہاراجہ صاحب کو تفویض کر دئے +

موجودہ راجہ صاحب کو کیم نومبر ۱۹۱۰ء کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا کیا گیا۔ اور ۱۹۱۰ء میں برطانوی فوج میں اعزازی کرنل کا عہدہ دیا گیا۔ ۴۔ دسمبر ۱۹۱۷ء کو جنگ عظیم کی عظیم الشان خدمات کے صلے میں آپ کو نائٹ گرینڈ کراس آف دی آرڈر آف دی برٹش امپائر کا خطاب ملا۔ ہز ہائینس نے امور سلطنت کی بجا آوری کے لیئے ایک کونسل قائم کر رکھی ہے۔ جس کے صدر ہز ہائینس کے قابل دیوان امین الملک سر مرزا محمد اسمٰعیل سی۔ آئی۔ ای۔ او۔ بی۔ ای ہیں۔ رانا جھالا پرتاپ سنگھ آف داتا کی دختر بلند اختر سے ہز ہائینس کی شادی ہوئی ہے۔ اُن کے جانشین ان کے بھائی سر سری کنتہ وا نرسمہ راج وادیار بہادر جی۔ سی۔ آئی۔ ای یوراج ہیں +

میسور آٹھ اضلاع پر منقسم ہے۔ اس کی پیداوار میں ریشم۔ چاول۔ قہوہ اور صندل کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ریاست میں برتن بنانا۔ دھات کو صاف کرنا۔ چمڑے کو کمانا۔ رسن سازی اور شیشہ سازی وغیرہ مختلف صنعتیں عام طور پر رائج ہیں۔ میسور کی سب سے بڑی حرفتی ترقی سونا نکالنے کا فن ہے۔ اس وقت یہ ریاست سونے کی کانوں کے لحاظ سے ہندوستان کا سب سے بڑا مرکز ہے ؛

۱۸۸۱ء میں ریاست میں ایک اسمبلی قائم کی گئی۔ لیکن ۱۹۲۳ء میں اس میں بنیادی طور طور پر تبدیلیاں کر دی گئیں۔ ۱۹۰۷ء میں ایک لیجسلیٹو کونسل بنائی گئی۔ اور ۱۹۲۳ء میں اس کے دستور اساسی میں بھی بنیادی تبدیلیاں کر دی گئیں۔ کونسل کے صدر ہز ہائینس کے دیوان ہوتے ہیں۔ اور ہز ہائینس کی کونسل کے ارکان بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔ لیجسلیٹو کونسل میں منتخب اور نامزد ارکان کی تعداد ساٹھ فی صدی مقرر کی گئی ہے۔ لیجسلیٹو کونسل کو بعض خاص امور کے علاوہ پبلک مفاد سے تعلق رکھنے والے تمام امور کے متعلق قانون سازی کے حقوق اور مختلف معاملات کے متعلق سوالات کرنے کے اختیارات حاصل ہیں۔ ریاست کے بہت سے حصّوں میں ریلوے لائن موجود ہے۔ اور جن حصّوں میں نہیں۔ وہاں اُسے لے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے +

تعلیم کا بھی عام رواج ہے۔ چنانچہ اس وقت ریاست میں ۷۲۷۷ تعلیمی مدارس موجود ہیں جن میں ۳ لاکھ ۱۱ ہزار ۳۷۱ طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ ہائی سکول سے نیچے کے درجوں کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔ ۱۹۱۶ء میں میسور یونیورسٹی قائم ہوئی۔ پہلے پہلے تو ریاست کے ملازموں کے فائدے کی خاطر سٹیٹ انشورنس کا طریقہ جاری کیا گیا تھا۔ مگر ۱۹۱۷-۱۸ء سے پبلک کو بھی اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی گئی ہے ؛

میسور میں ریاست کی سرپرستی میں صندل کا تیل نکالنے کے لئے ایک کارخانہ بنایا گیا ہے

ریاست کی زمین میں جو خام لوہا پایا جاتا ہے۔ اس کے نکالنے کے لئے بھی ریاست نے خاص انتظامات کئے ہیں۔ یکم جولائی سنہ ۱۹۲۰ء سے انکم ٹیکس مقرر کرنے کے متعلق ریاست کی طرف سے ایک قانون نافذ کیا گیا ہے۔ جنگ عظیم کے دوران میں میسور کی افواج نے عراق مصر اور فلسطین میں بے حد قابل قدر کام کیا ہے۔ اس زمانے میں ریاست بھر سے سپاہی بھرتی کئے گئے تھے۔ جنگ عظیم میں ریاست کے جو سپاہی مارے گئے تھے۔ ان کے بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کے متعلق ریاست کی طرف سے متعدد مراعات عطا کی گئیں۔ ہز ہائینس نے جنگ عظیم میں آدمیوں کے علاوہ جنس اور مال کی صورت میں بھی کافی مدد کی تھی۔

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں میسور کے قابل دیوان سر محمد اسمٰعیل بھی بلائے گئے تھے جنہوں نے بہت عمدہ کام کیا۔

مغربی ہند کی ریاستیں

آنریبل سر کورٹینے لیٹیمر سی۔ ایس۔ آئی + سی۔ آئی۔ ای + کے۔ سی۔ آئی۔ ای ایجنٹ گورنر جنرل آپ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۸۰ء کو پیدا ہوئے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کے گریجویٹ ہیں۔ پشتو میں ہائر سٹینڈرڈ کا امتحان پاس کیا۔ ۲۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کو انڈین سول سروس میں داخل اور ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء کو پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ میں شامل ہوئے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں سی۔ آئی۔ ای۔ سنہ ۱۹۲۹ء میں صوبۂ سرحد کے ریونیو کمشنر اور سنہ ۱۹۳۱ء میں سی۔ ایس۔ آئی اور ریزیڈنٹ کشمیر بنائے گئے۔ ۱۴۔ اگست سنہ ۱۹۳۲ء کو آپ نے موجودہ گریڈ حاصل کیا۔ ۱۶ فروری سنہ ۱۹۳۳ء کو درجۂ اوّل کے ریزیڈنٹ اور مغربی ہند کی ریاستوں میں ایجنٹ گورنر جنرل بنائے گئے۔ سنہ ۱۹۳۵ء میں آپ کو کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا کیا گیا۔

اکاڈیہ کی اس ریاست کے مالک چار رئیس (کاٹھی) ہیں۔ رقبہ ۲ مربع میل اور آبادی ۱۶۳ نفوس ہے۔ آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۲ ہزار اور خرچ ۱½ ہزار روپیہ ہے۔ ریاست ۱۲۹ روپیہ سالانہ حکومت ہند کو اور پچیس روپے دوسری ریاستوں کو ادا کرتی ہے۔ یہاں کے رؤسا نے سلور جوبلی کے موقع پر چراغاں کر کے غربا کو کھانا تقسیم کیا۔

عالم پور (دیوانی)۔ رئیس عالم پور نسلاً راجپوت ہے۔ رقبۂ ریاست ۳ مربع میل اور آبادی

۶۹۶ ہے۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۶ ہزار اور خرچ بھی ۶ ہزار ہی ہے۔ ریاست چند دوسری ریاستوں کو ۱۳۹۷ روپے بطور خراج ادا کرتی ہے۔ ریاست نے جشن جوبلی میں حصہ لیا۔ اور چراغاں کیا۔ غربا کو کپڑے اور کھانا تقسیم کیا گیا ۔۔

اسلیارا } ٹھاکر کیسر سنگھ جی ظالم سنگھ جی (کھنت کولی) رئیس ہیں۔ آپ ۵ نومبر ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۷ مارچ ۱۹۰۸ء کو گدی پر بیٹھے۔ ریاست کا رقبہ ۸۰ مربع میل ہے۔ اور آبادی ۱۰۱۷۹۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۹۴ ہزار اور خرچ ۹۰ ہزار روپے ہے۔ یہ ریاست حکومت ہند کو ۳۷۲۴ روپے سالانہ خراج ادا کرتی ہے۔ اُنیس جوانوں پر مشتمل پولیس کی ایک مختصر جمعیت بھی رکھتی ہے۔ موجودہ رئیس کو دس ہزار روپے تک کے دیوانی دعووں کی سماعت اور فوجداری میں ۵ ہزار تک جرمانہ اور ۳ سال قید بامشقت کی سزا کا اختیار حاصل ہے۔ سلور جوبلی کا جشن یہاں بھی نہایت عمدگی سے منایا گیا ۔۔

عمرہ پور } ریاست کے مالک وحصہ دار تین راجپوت مسلمان ہیں۔ رقبہ ۸ مربع میل اور آبادی ۱۷۵۱ ہے۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۶ ہزار اور خرچ ۸ ہزار روپے ہے۔ رؤسائے عمرہ پور ۵۱۱ روپے سالانہ خراج ادا کرتے ہیں۔ ریاست نے جشن جوبلی میں پُر جوش طریقہ پر حصہ لیا۔ غربا کو کھانا اور کپڑا تقسیم کیا۔ چراغاں بھی ہوا اور آتش بازی بھی چھوڑی گئی ۔

انند پور } [illegible] ریاست [illegible] رئیس [illegible] ہیں جو کاٹھی نسل کے ممبر ہیں۔ رقبہ ۱۳۰ مربع میل اور آبادی ۲۹۸۸ ہے۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۴۰ ہزار اور خرچ ۳۵ ہزار روپے ہے۔ یہاں کے رئیس حکومت ہند کو ۱۷۵ روپے اور بعض ریاستوں کو ۲۰۵ روپے بطور خراج ادا کرتے ہیں۔ یہاں بھی جشن جوبلی کامیابی کے ساتھ منایا گیا ۔۔

انند پور (الف) } یہاں کے رئیس نجر شری دیس بھوج کاٹھی نسل سے ہیں۔ ۱۵ دسمبر ۱۸۷۹ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۱ ستمبر ۱۹۱۱ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۷۰ مربع میل اور آبادی ۲۵۲۹ ہے۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۶ ہزار اور خرچ بھی ۱۶ ہزار روپے ہے۔ رئیس حکومت ہند کو ۴۶۰ روپے سالانہ خراج ادا کرتا ہے۔ پولیس کے پانچ جوان بھی رہتے ہیں۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا ۔۔

انکیے والیہ ۔ ریاست کے مالک دو راجپوت رئیس ہیں۔ رقبہ ۱۷ مربع میل اور آبادی ۲۲۳۹ ہے

آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۳۵ ہزار اور خرچ ۳۳ ہزار سالانہ ہے۔ حکومتِ ہند ۱۳ سو روپے سالانہ خراج وصول کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ریاست ۲۲۶ روپیہ اور بھی بطور خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی یہاں بھی دھوم دھام سے منایا گیا۔

بھرا۔ ریاست کے چھ حصہ دار ہیں۔ جو کاٹھی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ رقبہ ۱۰ مربع میل اور آبادی ۲۴۲۸ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۸۰ ہزار اور خرچ ۶۰ ہزار ہے۔ یہ ریاست نہ حکومتِ ہند اور نہ کسی دوسری بڑی ریاست کی باجگزار ہے۔ جشن جوبلی بڑے اہتمام سے منایا گیا۔

بگسرا (مجموع) ریاست کے چھ حصہ دار (والا کاٹھی) ہیں۔ رقبہ ۵۶ مربع میل اور آبادی ۱۰۱۵۳ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۲ لاکھ ۲۰ ہزار اور خرچ ۲ لاکھ ہے۔ ریاست ۹۸-۴ روپیہ حکومتِ ہند کو خراج ادا کرتی ہے۔ پچیس جوانوں پر مشتمل پولیس رکھتی ہے۔ بگسرا میں سلور جوبلی کے جشن پر خاص اہتمام کیا گیا۔

بجانہ ملک شری کمال خان جی جیون خان جی سردار بجانہ جاٹ مسلمان ہیں۔ آپ ۶ دسمبر ۱۹۰۷ء کو پیدا اور ۲ فروری ۱۹۲۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۱۸۳ء۱۲ مربع میل اور آبادی ۱۳۴۸۱ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۲ لاکھ ۸۱ ہزار اور خرچ ۲ لاکھ ۵۸ ہزار روپے ہے۔ ریاست ۷۸۸۹ روپے حکومتِ ہند کو خراج دینے کے علاوہ ۵۷ ہزار روپے اور بھی خراج ادا کرتی ہے۔

ریاست میں ایک مختصر فوج ۱۱ سوار اور ۳۷ پیدل (بیقاعدہ فوج) اور ۷۰ جوانوں پر مشتمل پولیس رہتی ہے۔ ملک ہماجی ریاست کے بانی تھے جنہیں سلطان احمد آباد نے یہ تعلقہ بطور جاگیر عطا کیا تھا۔ ملک کمال خان جی کو ۱۱ جون ۱۹۲۶ء کو انتظامِ تعلقہ کے تمام اختیارات عطا کئے گئے۔ آپ کو ۱۰ ہزار تک کے دیوانی دعووں کی سماعت اور فوجداری مقدمات میں ۳ سال قید بامشقت اور ۵ ہزار جرمانہ تک سزا دینے کے اختیارات حاصل ہیں۔

ریاست میں سلور جوبلی کی تقریب دھوم دھام سے منائی گئی۔

باوبشی تھانہ سرکل یہ تھانہ سرکل قدیم ماہی کنٹھ ایجنسی کے جنوب میں واقع ہے۔ یہ علاقہ یکجائی نہیں۔ بلکہ بڑودہ کے کچھ علاقے۔ احمد آباد کے برطانوی مواضع اور ضلع کیرا کے بعض دیہات سے ملکر بنتا ہے۔ اس میں ۹۶ مواضع ہیں۔ اور رقبہ ۶۷ مربع میل ہے۔

آبادی ۲۹۰۰ ہے۔ اس تھانہ کے ٹھیکے دار (گاؤں کے مقدم) برطانوی حکومت کو ایک معقول رقم ادا کرتے ہیں۔ تھانہ کا رئیس تھانہ دار کہلاتا ہے۔ جیسے سیکنڈ کلاس مجسٹریٹ کے اور مقدمات دیوانی کے محدود اختیارات حاصل ہیں۔ صدر مقام داہودھا ہے۔ جشن جوبلی دھوم سے منایا گیا۔

بامن پور یہاں کے رئیس کاٹھی نسل کے راجپوت ہیں۔ ۹ دسمبر ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۲۔ اگست ۱۹۰۶ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۱۲ مربع میل اور آبادی ۸۱۲ ہے سالانہ آمدنی ۵ ہزار اور خرچ ۴ ہزار ہے۔ ریاست حکومت ہند کو ۷۶ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

بنتوا مناودر

خان شری غلام محی الدین خاں جی والی بنتوا مناودر

تاریخ پیدائش ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۱ء	آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۶۱۳۰۰۰ روپے
" مسندنشینی ۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۸ء	خرچ (") ۵۳۷۰۰۰ "
رقبہ ۔ ۲۲۱٫۸ مربع میل	فوج اور پولیس ۔ (بیقاعدہ فوج) ۱۱ سوار ۔
آبادی ۔ ۲۹۰۶۱	۳۷ پیدل ۔ ۷۰ پولیس کے جوان ۔

اس ریاست کے تین حصہ دار اور مالک ہیں۔ ایک حصہ بنتوا مناودر ہے۔ جس کے رئیس خان شری غلام محی الدین خاں جی (پٹھان) ہیں۔ آپ ۲۲۔ دسمبر ۱۹۱۱ء کو پیدا اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو مسندنشین ہوئے۔ آپ کے علاقے کی آبادی ۲۹۰۶۱ ہے۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۶ لاکھ ۱۳ ہزار اور خرچ ۵ لاکھ ۳۷ ہزار ہے۔ حکومت ہند کو ۲۱۸۱۴ روپے اور دوسری ریاستوں کو ۶۴۳۲ روپے خراج ادا کرتے ہیں۔ ۱۱ (بیقاعدہ) سوار اور ۳۷ پیدل (بیقاعدہ) کی فوج اور ۷۰ جوانوں پر مشتمل پولیس رہتی ہے۔ دوسری ریاست بنتوا سردارگڑھ میں شری یاور خاں جی کا حصہ بھی شامل ہے۔ یہاں کے رئیس ۱۹ جنوری ۱۹۳۴ء تک خان شری حسین یاور خاں جی (بابی پٹھان) تھے۔ اپریل ۱۹۳۳ء میں رئیس موصوف کو معطل اور ۱۹ جنوری ۱۹۳۴ء کو مستقلاً ریاست سے محروم کر دیا گیا۔ ریاست کی آبادی ۱۳۳۰۱۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ایک لاکھ ۷۳ ہزار اور خرچ ۴۰۹۹۴ روپیہ سالانہ ہے۔ یہ ریاست حکومت ہند کو ۱۶۱۴۷ روپے خراج دینے کے علاوہ ۱۰۹۳ روپے ۲ر ۱۰ پائی اور بھی خراج ادا کرتی ہے بنتوا مناودر اور بنتوا سردارگڑھ کا مشترکہ رقبہ ۲۲۱٫۸ مربع میل ہے۔ تیسرے حصہ دار ریاست کے مالک خان شری شیر خاں جی ہیں۔ ان کے علاقہ کی آبادی ۹۲۰۱۔ سالانہ آمدنی ۲ لاکھ اور خرچ ۱½ لاکھ

ہے۔ ریاست حکومتِ ہند کو ۱۰۴۷ روپیہ خراج ادا کرتی ہے۔ ہرسہ ریاستوں میں جشن جوبلی نہایت اہتمام اور دھوم دھام سے منایا گیا ✣

بھدلی } اس ریاست میں چار حصہ دار ہیں۔ جو کاٹھی نسل کے راجپوت ہیں۔ رقبہ ۱۵ مربع میل اور آبادی ۲۴۳۷ ہے۔ سالانہ آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۳۸ ہزار اور خرچ ۲۰ ہزار روپے ہے۔ برطانوی حکومت کو ۱۰۱۱ روپیہ خراج دینے کے علاوہ ریاست ۲۵۶ روپے اور بھی خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی پر چراغاں کیا گیا ✣

بھدوا } جادیجا شری نتوار سنگھ جی بال سنگھ جی راجپوت بھدوا کے رئیس ہیں۔ آپ ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۱۵ء کو پیدا اور ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۶ء کو مسند نشین ہوئے۔ ریاست کا رقبہ ۷ مربع میل۔ آبادی ۱۴۰۱۔ سالانہ آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۷ ہزار اور خرچ ۱۵ ہزار روپے ہے۔ حکومت ہند کو ۱۳۹۴ روپیہ خراج دینے کے علاوہ ریاست ۲۳۸ روپے اور بھی خراج ادا کرتی ہے۔ پانچ جوانوں پر مشتمل پولیس ہے۔ جشن جوبلی دھوم دھام سے منایا گیا ✣

بھدوانہ } اس ریاست میں تین راجپوت رئیس حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۵ امربع میل۔ آبادی ۱۱۰۹ سالانہ آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۲ ہزار اور خرچ ۱۱ ہزار ہے۔ ریاست برطانی حکومت کو ۹۹۸ اور کسی دوسری ریاست کو ۸۳ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی پُر جوش طریقے پر منایا گیا ✣

بھلالہ } اس ریاست میں تین راجپوت رئیس حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۶ مربع میل اور آبادی ۳۷۶ ہے۔ آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۴ ہزار اور خرچ ۳ ہزار روپے سالانہ ہے۔ ریاست حکومت ہند کو ۴۷ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی اچھا منایا گیا ✣

بھلگم بلدوئی } اس چھوٹی سی ریاست میں دو کاٹھی راجپوت رئیس حصہ دار ہیں۔ رقبہ صرف ایک مربع میل اور آبادی ۸۲۰ ہے۔ آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۷ ہزار اور خرچ ۴ ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ یہاں کے رؤسا نے بھی جشن جوبلی میں نمایاں حصہ لیا ✣

بھاگم دا ۔ ریاست میں تین ہندو رئیس شریک ہیں۔ رقبہ ۹ امربع میل اور آبادی ۱۹۰۳ ہے۔

آمدنی سالانہ (سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء کے اعداد و شمار کے مطابق) چار ہزار اور خرچ ۵ ہزار روپیہ ہے۔ ریاست حکومت ہند کو ۴۰۲ روپے خراج دینے کے علاوہ ۵۸۰۰ روپے اور بھی خراج ادا کرتی ہے۔
جشن جوبلی اچھے طریقے پر منایا گیا۔

بھلوسنا ٹھاکر رتن سنگھ جی مول سنگھ جی چوہان کولی یہاں کے رئیس ہیں۔ ۲۸ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء کو پیدا اور ۷ اگست سنہ ۱۹۱۵ء کو مسند نشین ہوئے۔ سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء کے اعداد و شمار کے مطابق سالانہ آمدنی ۲۵ ہزار کے قریب ہے۔ اور خرچ بھی اسی کے لگ بھگ ہے۔ ریاست کل ۱۵۰۵ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ سلور جوبلی کا جشن اچھے پیمانے پر منایا گیا۔

بھنڈاریہ اس ریاست میں چار حصہ دار رئیس ہیں۔ رقبہ ۳ مربع میل اور آبادی ۶۸۰ ہے۔ آمدنی (سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء) ۵ ہزار اور خرچ ۳ ہزار سالانہ ہے۔ ریاست ۲۲۲ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی یہاں بھی خوب منایا گیا۔

بھریجدا ریاست میں دو حصہ دار (کاٹھی راجپوت) ہیں۔ رقبہ ۲ مربع میل آبادی ۲۹۸۔ آمدنی ۵ ہزار اور خرچ ۳ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ریاست باجگزار ہے۔ جشن جوبلی اچھا منایا گیا۔

بھاتھن ریاست میں دو راجپوت حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۴ مربع میل۔ آبادی ۴۹۵۔ سالانہ آمدنی (سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء) ۴ ہزار اور خرچ ۳ ہزار روپیہ ہے۔ ریاست ۷ سو روپیہ خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔ چراغاں ہوا۔ اور غربا میں کھانا تقسیم کیا گیا۔

بھاؤنگر

ہزہائینس مہاراجہ شری کرشن کمار سنگھ جی بھاؤ سنگھ جی والی بھاؤنگر

تاریخ پیدائش - ۱۹ مئی سنہ ۱۹۱۲ء
" مسند نشینی - ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۱۹ء
رقبہ - ۲۹۶۱ مربع میل
آبادی - ۵۰۰۲۷۴

آمدنی (سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء) ۱۵۰۰۸۰۰ روپے۔
خرچ " ۱۲۰۲۰۰۰ "
فوج اور پولیس (انڈین سٹیٹس فورس) ۲۷۰ سوار۔ ۲۱۹ پیدل۔ پولیس۔ ۷۰۲ جوان۔

سلامی - ۱۳ توپ (مستقل) ۱۵ توپ (مقامی) +

گوہل قوم سنہ ۱۲۶۰ء میں اپنے سردار سیجک جی کی سرکردگی میں کاٹھیاواڑ آئی - ان کی اولاد میں سے بھاؤ سنگھ جی نے بھاؤنگر کی بنیاد رکھی - اور بعد میں اسی خاندان نے بھاؤنگر - پالیتانہ اور لاٹھی کی ریاستیں قائم کیں +

ہزہائینس کے زمانہ نابالغی میں ریاست کا نظم ونسق ایک کونسل کے ذریعے سے انصرام پاتا تھا - ۱۸ - اپریل سنہ ۱۹۳۱ء کو انھیں اختیاراتِ حکومت تفویض کیے گئے - مہاراجے کو وائسرائے سے ملاقات دید و بازدید کا حق حاصل ہے +

جشن جوبلی یہاں بھی اعلیٰ پیمانے پر منایا گیا - چراغاں ہؤا - آتش بازی چھوڑی گئی - غربا و مساکین کو کھانا کھلایا گیا - اور مدارس کے طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی +

بھمورہ - ریاست میں دو کاٹھی راجپوت حصہ دار ہیں - رقبہ ۳۶ مربع میل اور آبادی ۱۹۱۲ ہے - سالانہ آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۴ ہزار اور خرچ ۱۲ ہزار روپے ہے - ریاست ۱۷۲۷ روپیہ خراج ادا کرتی ہے - جشن جوبلی خاصی دھوم دھام سے منایا گیا - اور ملکِ معظم کی ذات سے اظہارِ عقیدت کیا گیا

بھوئیکا - ریاست کا مالک ایک راجپوت ہے - رقبہ ۳۰ مربع میل اور آبادی ۳۳۶۵ ہے آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۴۳ ہزار اور خرچ ۴۰ ہزار روپے سالانہ ہے - ریاست ۲۱۳۲ روپیہ ۳ / ۹ پائی خراج ادا کرتی ہے - سلور جوبلی کا جشن اچھے اہتمام سے منایا گیا +

بھوجاودر - اس چھوٹی سی ریاست میں دو راجپوت اس میں حصہ دار ہیں - رقبہ ۳ مربع میل اور آبادی ۱۰۷ ہے - آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۵ ہزار اور خرچ بھی ۵ ہزار روپیہ سالانہ ہے - ریاست ۵۵۰ روپے خراج ادا کرتی ہے - جشن جوبلی پر یہاں بھی خوب رونق رہی +

یلدی - اس ریاست کا رئیس بون یا ئی سندھی ہے - رقبہ ۳ مربع میل اور آبادی ۸۸۴ ہے - آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۴ ہزار اور خرچ ۳ ہزار سالانہ ہے - ریاست نے جشن جوبلی میں خوب حصہ لیا +

بدانوتس - ایک امیر ریاست کا مالک ہے - رقبہ ۸۸ مربع میل آبادی ۲۰۵ - سالانہ آمدنی ایک ہزار اور خرچ بھی اہزار ہے - ریاست ۱۱۲ روپے خراج ادا کرتی ہے - جشن جوبلی میں یہاں بھی خوب حصہ لیا گیا +

بھولندرا ٹھاکر ہندو سنگھ جی سردار سنگھ جی (رہواڑ راجپوت) یہاں کے رئیس ہیں ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے اور ۵ نومبر ۱۹۱۳ء کو باقاعدہ رئیس بنائے گئے ۔ رقبہ ۶ مربع میل ۔ آبادی ۱۰۷۸ ہے ۔ آمدنی اور خرچ سالانہ ایک ایک ہزار روپئے ہے ۔ ریاست ۱۱۲ روپیہ خراج ادا کرتی ہے جشن جوبلی اہتمام سے منایا گیا ۔

چنجانہ ریاست ایک راجپوت رئیس کے ماتحت ہے ۔ رقبہ ۶ مربع میل اور آبادی ۳۴۰ ہے آمدنی سالانہ (۳۳-۱۹۳۲ء) ۷ ہزار اور خرچ ۶ ہزار روپئے ہے ۔ ریاست ۱۳۴ روپیہ خراج ادا کرتی ہے ۔ جشن جوبلی یہاں بھی خوب منایا گیا ۔

چمردی وچھنائی اس چھوٹی سی ریاست میں ۲۴ راجپوت رئیس حصہ دار ہیں ۔ رقبہ ۷ مربع میل اور آبادی ۱۸۶۰ ہے ۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۲۰ ہزار اور خرچ بھی اسی قدر ہے ۔ ریاست حکومت ہند کو ۳۱۸ روپے ادا کرتی ہے جشن جوبلی اہتمام سے منایا گیا ۔

چرخہ اس ریاست میں کاٹھی نسل کے چار راجپوت رئیس حصہ دار ہیں ۔ رقبہ ۱۰ مربع میل اور آبادی ۱۱۳۴ ہے ۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۲ ہزار اور خرچ ۱۰ ہزار ہے ۔ ریاست ۵۴۱ روپیہ خراج ادا کرتی ہے ۔ رؤسائے کاٹھی نے جشن جوبلی میں نمایاں حصہ لیا ۔

کلالہ ۔ ریاست میں دو راجپوت رئیس حصہ دار ہیں ۔ رقبہ ۵ مربع میل اور آبادی ۶۰۵ ہے آمدنی ۳۳-۱۹۳۲ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۱۴ ہزار اور خرچ ۱۳ ہزار روپے سالانہ ہے ۔ ریاست ۹۷۱ روپے برطانوی حکومت کو خراج ادا کرنے کے علاوہ ۱۵۱ روپیہ ۴ آنہ ۱۰ پائی اور بھی خراج ادا کرتی ہے ۔ سلور جوبلی کی تقریب میں یہاں چراغاں ہوا ۔ اور غربا میں کھانا تقسیم کیا گیا ۔

چرودہ ریاست میں متعدد راجپوت رئیس حصہ دار ہیں ۔ رقبہ ایک مربع میل اور آبادی ۳۶۷ ہے ۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۳ ہزار اور خرچ ۲ ہزار سالانہ ہے ۔ ریاست ۱۳۵ روپیہ سالانہ خراج ادا کرتی ہے ۔ جشن جوبلی یہاں بھی بارونق ہوا ۔

چتر اداؤ (دیوانی) ریاست کا واحد حصہ دار ایک راجپوت رئیس ہے ۔ رقبہ ایک مربع میل



ہز ہائینس مہاراؤ صاحب کچھ



ہز ہائینس مہاراجہ دھرنگدرہ



خانصاحب ولئے مناوادر



چیف آف گھوداسر سٹیٹ

اور آبادی ۲۷۸ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۲ ہزار اور خرچ بھی ۲ ہزار سالانہ ہے۔ ریاست ۵۲۹ روپئے خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی کامیاب رہا +

چوباری ریاست میں کاٹھی نسل کے ۶ راجپوت حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۱۳ مربع میل اور آبادی ۲۷۲ ہے۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۶ ہزار اور خرچ ۵ ہزار ہے۔ ریاست ۱۹۹ روپیہ سالانہ خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی کامیاب رہا +

چوک ریاست میں دو راجپوت رئیس حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۴ مربع میل اور آبادی ۱۳۴۷ ہے۔ آمدنی ۷ ہزار اور خرچ چار ہزار ہے۔ ریاست ۴۱۷ روپئے خراج ادا کرتی ہے جشن جوبلی دھوم سے منایا گیا +

چوٹیلہ ریاست میں کاٹھی نسل کے ۹ راجپوت حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۱۰۸ مربع میل اور آبادی ۸۸۹۶ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۶۹ ہزار اور خرچ ۶۰ ہزار روپئے ہے۔ ریاست ۸۹۸ روپئے ۹ر۴ پائی خراج ادا کرتی ہے۔ رؤسائے چوٹیلہ نے جشن جوبلی اہتمام سے منایا +

چوڈہ ٹھاکر سری بہادر سنگھ جی زور آور سنگھ جھالا راجپوت ہیں۔ رقبہ ۲۷۸ مربع میل اور آبادی ۱۲۹۱۵ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ایک لاکھ ۲۳ ہزار اور خرچ ایک لاکھ ۴۵ ہزار ہے۔ ریاست ۴۳۱۷ روپئے خراج ادا کرتی ہے۔ ۷ فروری ۱۹۲۹ء کو ٹھاکر صاحب کو تعلقے کے اختیارات تفویض کئے گئے۔ آپ کو ۲۰ ہزار روپئے تک دیوانی دعووں کی سماعت کا حق حاصل ہے۔ اور فوجداری مقدمات میں آپ سات سال قید سخت اور دس ہزار روپیہ جرمانے تک کی سزا دے سکتے ہیں۔ ایک نہایت مختصر (بیقاعدہ) فوج اور ۳۸ جوانوں کی پولیس تعلقے میں رہتی ہے۔ جشن جوبلی بوجہ احسن منایا گیا +

کچھ

ہز ہائینس مہاراج ادھیراج مرزا مہاراؤ سر کھنگار جی سوائی بہادر جی سی ایس آئی۔ جی سی آئی ای۔

تاریخ پیدائش ۲۳۔ اگست ۱۸۶۶ء	آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۳۱۲۷۱۹۱ روپیہ سالانہ
" مسند نشینی۔ یکم جنوری ۱۸۷۶ء	خرچ " ۳۰۹۴۵۱۰ " "
رقبہ۔ رن آف کچھ کو چھوڑ کر ۷۶۱۶ مربع میل	آبادی۔ ۵۱۴۳۰۷

فوج اور پولیس - ۹۰ (بیقاعدہ) سوار - تین سو (باقاعدہ) سلامی - ۱۷ توپ (مستقل)

پیدل - انڈین سٹیٹس فورس کے ۳۵ سوار - ۱۹ ۱۹ (مقامی)

۳۴۹ پیدل - ۸۶۵ پولیس کے جوان *

کچھ ایک وسیع ساحلی علاقہ ہے - موجودہ فرمانروا خاندان کے آبا و اجداد ۱۲۶۵ء کے قریب کچھ میں داخل ہوئے تھے - مورث اعلیٰ لکھا جا دیجہ قوم کا بانی تھا - ۱۹۰۵ء میں موجودہ مہاراجے کو جی-سی-آئی-ای کے خطاب سے سرفراز کیا گیا - جون ۱۹۱۷ء میں آپ کو جی-سی-ایس-آئی بنایا گیا - جنگ عظیم کی خدمات کے سلسلے میں مہاراؤ کا پشتینی خطاب عطا کیا گیا - ہز ہائینس کو وائسرائے سے ملاقات دیدہ بانعدیہ کا استحقاق حاصل ہے - ریاست حکومت ہند کو ۸۲ ہزار ۲۵۷ روپے ۱۵ خراج ادا کرتی ہے - جشن جوبلی نہایت تزک و احتشام سے منایا گیا *

دابھا - ٹھاکر مجیت سنگھ جی گلاب سنگھ جی (مکوانا کولی) رئیس ہیں - ۲۵ جولائی ۱۸۶۸ء کو پیدا اور ۸ - اگست ۱۸۹۳ء کو مسند نشین ہوئے - رقبہ ۱۲ مربع میل اور آبادی ۱۷۷۴ ہے آمدنی ۱۳ ہزار روپیہ سالانہ اور خرچ بھی اسی قدر ہے - ریاست ۲۰۳ روپیہ خراج ادا کرتی ہے - دس جوانوں پر مشتمل پولیس ہے - جشن جوبلی دھوم دھام سے منایا گیا *

دھالہ - ٹھاکر امر سنگھ جی جسونت سنگھ جی (اسسودیا راجپوت) رئیس ہیں - آپ ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو پیدا ہوئے ۱۷ - ۱۹۱۸ء کو مسند نشین ہوئے - رقبہ ۲۸ مربع میل اور آبادی ۲۰۶۴ ہے - سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۷ ہزار - اور خرچ بھی اسی قدر ہے - ریاست ۱۳۱۰ روپیہ سالانہ خراج ادا کرتی ہے - دس جوان پولیس کے رہتے ہیں جشن جوبلی پُر رونق تھا *

دھیڈا - ریاست میں ۶ حصہ دار (کاٹھی نسل) رئیس ہیں - رقبہ ۲ مربع میل اور آبادی ۹۴۸ ہے - آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۹ ہزار اور خرچ ۵ ہزار ہے - جشن جوبلی حسب حیثیت منایا گیا *

درو ٹر - ریاست میں دو راجپوت حصہ دار ہیں - رقبہ ۴ مربع میل اور آبادی ۲۶۹ ہے - آمدنی سالانہ (۳۳-۱۹۳۲ء) ۴ ہزار اور خرچ ۳ ہزار ہے - ریاست ۱۶۴ روپئے خراج ادا کرتی ہے - جشن جوبلی بارونق تھا *

دساڈا - ریاست میں ۹ حصہ دار مسلمان رئیس ہیں - رقبہ ۱۲۹۶۷ مربع میل اور آبادی ۹۸۹۱ ہے

سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ایک لاکھ ۴۹ ہزار اور خرچ ایک لاکھ ۴۷ ہزار ہے۔ ریاست ۲۵۹۴۰ روپے (بااستثنائے جین آباد) خراج ادا کرتی ہے۔ سلور جوبلی کا جشن رؤسائے دسادا نے اچھے اہتمام اور خلوص سے منایا۔

ڈاٹھا ریاست میں دو راجپوت رئیس حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۹۶۸ مربع میل اور آبادی ۲۸۳۴ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۲۳ ہزار روپے اور خرچ ۲۲ ہزار روپے ہے۔ ریاست ۵۳۹۸ روپیہ خراج ادا کرتی ہے جشن جوبلی خاصے اہتمام سے منایا گیا۔

دیدان ریاست میں کوٹیلا نسل کے چار رئیس حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۴۹۵ مربع میل اور آبادی ۵۷۸۹ ہے۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۴۰ ہزار اور خرچ ۳۵ ہزار روپیہ سالانہ ہے ریاست ۱۷۴۱ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی پر خوب رونق رہی۔

دیدارڈا۔ دو راجپوت رئیس ریاست میں حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۲ مربع میل اور آبادی ۷۷ ہے۔ سالانہ آمدنی ۴ ہزار اور خرچ ۳ ہزار کے لگ بھگ ہے ریاست ۱۰۳ روپیہ خراج ادا کرتی ہے جشن جوبلی بارونق رہا۔

ودھروٹہ ٹھاکر پرتاپ سنگھ جی دولت سنگھ جی (مکوانہ کولی) یہاں کے رئیس ہیں۔ ۴۔ اگست ۱۹۱۶ء کو پیدا اور ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو سابق ٹھاکر صاحب کے جانشین بنے۔ رقبہ ایک مربع میل ہے۔ آمدنی ۱۰ ہزار کے لگ بھگ اور خرچ بھی اسی قدر ہے۔ ریاست ۷۷۴ روپیہ خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

دلولی ریاست میں متعدد مکوانہ کولی رئیس ہیں۔ رقبہ ۲ مربع میل ہے آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۴ ہزار اور خرچ بھی اسی قدر ہے۔ ریاست ۲۵۶ روپیہ خراج ادا کرتی ہے جشن جوبلی پر خاصی رونق رہی۔

دلودر (ل)۔ ٹھاکر واگھیلا خاں جی انند سنگھ جی راجپوت تعلقدار یہاں کے رئیس ہیں۔ ۸۔ اپریل ۱۸۷۲ء کو پیدا اور ۸ ستمبر ۱۹۰۲ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبۂ ریاست کی پیمائش نہیں ہوئی۔ آبادی ۴۸۴۵ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۴ ہزار اور خرچ دس ہزار روپے سالانہ ہے۔ ٹھاکر صاحب کو سیکنڈ کلاس مجسٹریٹ کے اختیارات فوجداری اور ۵ سو روپے تک کے دیوانی

دعووں کی سماعت کا حق حاصل ہے۔

دیودر (ب) ٹھاکر واگھیلا بھت سنگھ جی واجے سنگھ جی راجپوت رئیس ہیں۔ ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء کو پیدا ہوئے اور ۲ مئی ۱۹۱۹ء کو ٹھاکر صاحب آنجہانی کے جانشین بنائے گئے۔ آپ کو تھرڈ کلاس مجسٹریٹ کے اختیارات فوجداری اور ۲۵۰ روپے تک کے دیوانی دعووں کی سماعت کا حق حاصل ہے۔ ریاست میں تخت نشینی کا دستور یہ ہے کہ بھائیوں میں برابر تقسیم ہو جاتی ہے۔ ریاست میں جشن جوبلی اہتمام سے منایا گیا۔

وردی جنابی ریاست میں چند حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۲ مربع میل اور آبادی ۹۰۹ ہے آمدنی سالانہ (۳۳-۱۹۳۲ء) ۸ ہزار اور خرچ ۶ ہزار ہے۔ جشن جوبلی خوب منایا گیا۔

ڈیرال ٹھاکر دیپ سنگھ جی رام سنگھ جی (مکوانہ کولی) رئیس ہیں۔ ۹ دسمبر ۱۸۸۳ء کو پیدا ہوئے اور ۲۲ اگست ۱۹۲۷ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۱ مربع میل۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) سات ہزار اور خرچ بھی اسی قدر ہے۔ ریاست ۵۶۰ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی خاصا منایا گیا۔

ڈیوالیہ دو راجپوت رئیس حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۱۱ مربع میل اور آبادی ۳۷۰ ہے آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۲ ہزار سالانہ اور خرچ بھی اسی قدر ہے۔ ریاست ۲۳۵ روپے سالانہ خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

دھولہ (دیوانی) ایک راجپوت رئیس مالک ہے۔ رقبہ ایک مربع میل اور آبادی ۲۶۵ ہے ریاست ۴۸ روپے خراج ادا کرتی ہے جشن جوبلی خاصے اہتمام سے منایا گیا۔

دھولروا ریاست کا مالک کاٹھی نسل کا راجپوت رئیس ہے۔ رقبہ ۴ مربع میل اور آبادی ۴۰۰ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۴ ہزار روپے اور خرچ ۳ ہزار روپے ہے۔ ریاست ۱۲۶ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

دھرقہ ریاست میں ۹ راجپوت رئیس حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۴۴ مربع میل۔ آبادی ۲۷۶۷۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۶۰ ہزار اور خرچ ۵۵ ہزار روپیہ ہے۔ ریاست ۱۷۰۴ روپے

خراج ادا کرتی ہے۔ جشنِ جوبلی خاصے اہتمام سے منایا گیا۔ چراغاں ہوا۔ اور غربا میں کھانا تقسیم کیا گیا۔

دھرنگدرا

ہز ہائینس مہاراجہ شری سر گھنشام سنگھ جی اجیت سنگھ جی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای + کے
سی۔ ایس۔ آئی۔ مہاراجہ رائے صاحب والی دھرنگدرا

تاریخ پیدائش۔ ۳۱ مئی ۱۸۸۹ء
" مسند نشینی۔ فروری ۱۹۱۱ء
رقبہ۔ ۱۱۶۷ مربع میل
آبادی۔ ۸۸۹۶۱

آمدنی (۱۹۳۲ء) ۲۵۰۰۰۰۰ روپے
خرچ " ۲۰۰۰۰۰۰ "
فوج اور پولیس (انڈین سٹیٹس فورس) ۶۶ سوار۔ ۴۲۵ پیدل۔ پولیس کے ۱۸۹ جوان۔
سلامی۔ ۱۳ توپ (مستقل)

ریاست حکومتِ ہند کو ۷۱۶۰۴ روپے سالانہ خراج دینے کے علاوہ ۴۰۹۶ روپیہ اور بھی خراج ادا کرتی ہے۔ ہز ہائینس کو وائسرائے سے ملاقات دید و بازدید کا استحقاق حاصل ہے۔ ریاست میں جشنِ جوبلی اہتمام سے منایا گیا۔

دھرول کے ٹھاکر صاحب شری دولت سنگھ جی ہری سنگھ جی جادیجہ راجپوت ہیں۔ ۲۳۔ اگست ۱۸۶۴ء کو پیدا اور ۲ ستمبر ۱۹۱۴ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۲۸٫۲۷ مربع میل اور آبادی ۲۷۶۳۹ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۲ لاکھ ۶۳ ہزار اور خرچ ۲ لاکھ ۱۲ ہزار روپے ہے۔ ریاست ۱۰۲۳۱ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ یہاں ۱۶۴ جوانوں پر مشتمل پولیس رہتی ہے۔ ٹھاکر صاحب کو ۹ توپوں (مستقل) کی سلامی اور وائسرائے سے ملاقات دید و بازدید کا استحقاق حاصل ہے۔ آپ ایوانِ والیانِ ریاست ہائے ہند کے رکن ہیں +
جشنِ جوبلی خاص اہتمام سے منایا گیا۔

دھودراج کی ریاست میں تین راجپوت رئیس حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۱۲ مربع میل اور آبادی ۲۶۵۹ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۷ ہزار اور خرچ ۱۶ ہزار ہے۔ ریاست ۱۱۹۹ روپے سالانہ خراج ادا کرتی ہے۔ جشنِ جوبلی پُر رونق تھا۔

گابٹ ٹھاکر روپ سنگھ جی موتی سنگھ جی (مکوانہ کولی) راجپوت رئیس ہیں۔ ۱۶ اگست ۱۸۸۵ء کو پیدا اور ۵ دسمبر ۱۹۰۲ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۱۰ مربع میل۔ آبادی ۹۵۱۱۔ سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) دس ہزار اور خرچ بھی اسی قدر ہے۔ ریاست ۴۳ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ پولیس کے سات جوان رہتے ہیں۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

گدھالی ریاست میں تین راجپوت رئیس حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۵ مربع میل۔ آبادی ۱۶۹۳۔ سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۱۵ ہزار اور خرچ بھی اسی قدر ہے۔ ریاست ۲ ہزار روپے سالانہ خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی اہتمام سے منایا گیا۔

گدھیا ریاست میں ۲ کاٹھی راجپوت رئیس حصہ دار ہیں۔ رقبہ ۱۱ مربع میل۔ آبادی ۷۹۷۔ سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۳ ہزار اور خرچ ۲ ہزار ہے۔ ریاست ۲۹۵ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی میں یہاں کے رؤسا نے نمایاں حصہ لیا۔

گدھکا جادیجہ شری لگدھیر سنگھ جی راجپوت رئیس ہیں۔ ۲۷ ستمبر ۱۹۱۰ء کو پیدا اور یکم اپریل ۱۹۳۳ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۲۳ مربع میل اور آبادی ۲۳۹۲ ہے۔ سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۲۶ ہزار اور خرچ ۲۵ ہزار روپے ہے۔ ریاست ۶۲۵ روپیہ خراج ادا کرتی ہے۔ یہاں ۹ جوانوں پر مشتمل ایک مختصر سی پولیس رہتی ہے۔ جشن جوبلی یہاں بھی نہایت بارونق تھا۔

گدھولا ریاست میں ۲ راجپوت رئیس حصہ دار ہیں۔ رقبہ ایک مربع میل اور آبادی ۳۲۵ ہے۔ سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۳ ہزار اور خرچ بھی اسی قدر ہے۔ ریاست ۱۹۶ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی یہاں بھی اچھا منایا گیا۔

گندھول مالک ریاست راجپوت رئیس ہے۔ رقبہ ۵۸ء۰ مربع میل اور آبادی ۲۲۹ ہے۔ سالانہ آمدنی ۲ ہزار اور خرچ ایک ہزار کے قریب ہے۔ ریاست ۱۱۱ روپیہ خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی خاصا کامیاب رہا۔

گرنالی (موتی) ۔ کاٹھی راجپوت رئیس ایک حصہ دار ہے۔ رقبہ ۲ مربع میل اور آبادی ۳۸۹

ہے۔ سالانہ آمدنی ۱۲ ہزار اور خرچ تقریباً ۲ ہزار ہے۔ ریاست ۲۲۰ روپے خراج ادا کرتی ہے۔
جشنِ جوبلی پُر رونق تھا۔

گرمالی زنانی } کاٹھی راجپوت رئیس مالک ہے۔ رقبہ ۱۴ مربع میل۔ آبادی ۲۴۹ ۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) $\frac{1}{2}$ ۱ ہزار اور خرچ ایک ہزار ہے۔ ریاست ۱۹۴ روپیہ خراج ادا کرتی ہے۔ جشنِ جوبلی پُر رونق تھا۔

گاوری داد } جادیجا شری دیپ سنگھ جی پرتاپ سنگھ جی راجپوت رئیس ہیں۔ ۱۹ جون ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۳۰ مارچ ۱۹۱۱ء کو گدّی پر بیٹھے۔ رقبہ ۲۷ مُربع میل اور آبادی ۲۱۱۵ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۲۳ ہزار اور خرچ ۱۷ ہزار ہے۔ ریاست ۱۶۲۱ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ پولیس کے پانچ جوان رکھنے کی اجازت ہے۔
جشنِ جوبلی پُر رونق تھا۔

گیدی } ریاست میں دو راجپوت رئیس حصّہ دار ہیں۔ رقبہ ۲ مربع میل اور آبادی ۱۵۹ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۴ ہزار اور خرچ ۱۳ ہزار ہے۔ ریاست ۱۳۳۹ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ جشنِ جوبلی اہتمام سے منایا گیا۔

گھودسر } ٹھاکر فتح سنگھ جی رتن سنگھ جی (داہبی) رئیس ہیں۔ ۷۔ اگست ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوئے اور ۷۔ جولائی ۱۹۳۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۱۶ مربع میل اور آبادی ۶۷۰۸ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۵۱ ہزار اور خرچ ۵۰ ہزار روپیہ ہے۔ ریاست ۳۹۰۹ روپیہ خراج ادا کرتی ہے۔ پولیس کے ۱۱ جوان رکھنے کی اجازت ہے۔ جشنِ جوبلی پُر رونق تھا۔

گیگاسرن } اس ریاست میں تین حصّہ دار کاٹھی راجپوت اور ایک حصّہ دار مسلمان ہے۔ رقبہ ۶ مربع میل اور آبادی ۷۰۳ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ساڑھے تین ہزار اور خرچ ۳ ہزار روپیہ ہے۔ روسائے گیگاسرن نے جوبلی میں نمایاں حصّہ لیا۔

گونڈل

ہز ہائینس مہاراجہ شری سر بھگوت سنگھ جی سگرام جی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای

تاریخ پیدائش۔ ۲۴۔ اکتوبر ۱۸۶۵ء
مسند نشینی۔ ۱۴۔ دسمبر ۱۸۶۹ء
رقبہ۔ ۱۰۲۴ مربع میل
آبادی۔ ۲۰۵۸۴۶

آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۵۰۰۰۰۰ روپے
خرچ ؍ ۴۶۰۰۰۰ ؍
فوج اور پولیس۔ چھ سو جوانوں پر مشتمل پولیس
سلامی۔ ۱۱ توپ (مستقل)

آپ نے ایڈنبرا یونیورسٹی سے ایم۔ ڈی اور ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ نیز ایڈنبرا یونیورسٹی کے ایف۔ آر۔ سی۔ پی اور ایف۔ آر۔ ایس۔ آکسفورڈ کے ڈی۔ سی۔ ایل گریجویٹ برٹش یونیورسٹی کے ایم۔ آر۔ آئی اور بمبئی یونیورسٹی کے فیلو ہیں۔

ریاست اس لحاظ سے یکتا ہے کہ اس میں کوئی ٹیکس۔ بحری محصول۔ چونگی اور اشیائے برآمد پر محصول نہیں۔ ویسٹرن انڈیا ایجنسی کی ریاستوں میں یہ واحد ریاست ہے۔ جہاں تعلیم نسواں لازمی قرار دی گئی ہے۔ مہاراجہ کو وائسرائے سے ملاقات دید و باز دید کا حق حاصل ہے۔

جوبلی کا جشن دھوم دھام سے منایا گیا۔ اکتیس توپوں کی سلامی دی گئی۔ مندروں اور مسجدوں میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازی عمر کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ مویشیوں کو پیٹ بھر کر گھاس کھلائی گئی۔ غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلایا گیا۔

نولکھا کچہری میں ایک عظیم الشان دربار منعقد ہوا جس میں نظموں۔ ابتدائی تقریر اور "خریطہ" پڑھنے کے بعد ہز ہائینس نے بنفس نفیس ریاست کے حکام اور اکابر شہر کو سلور جوبلی کے تمغے مرحمت فرمائے۔ رات کو وسیع پیمانے پر چراغاں کیا گیا۔

اہل گونڈل کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں بادشاہ سلامت اور ملکۂ معظمہ کی درازی عمر اور انھیں جوبلی کی تقریب پر مبارکباد دینے کے متعلق ایک قرارداد منظور کر کے ریاستہائے مغربی ہند کے ایجنٹ گورنر جنرل کو تار کے ذریعے سے بھیجی گئی۔

گنڈبالہ ریاست کا مالک ایک راجپوت رئیس ہے۔ رقبہ ۹ مربع میل۔ آبادی ۱۸۲۵ اور سالانہ آمدنی و خرچ بیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔

ہڈول۔ ٹھاکر جوان سنگھ جی واگھے سنگھ جی (ٹھاکر دا) رئیس ہیں۔ یکم اکتوبر ۱۸۶۲ء کو پیدا



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب گونڈل



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب ایدر



راجہ صاحب جاسدن



جناب ٹھاکر صاحب لاٹھی
(کاٹھیاواڑ)

اور ۲۲ - مارچ ۱۸۸۹ء کو مسند نشین ہوئے - رقبہ ۲۷ مربع میل ہے - سالانہ آمدنی ۳ ہزار اور اسی قدر خرچ ہے - ریاست ۴ ۵ ا روپے خراج ادا کرتی ہے - جشن جوبلی پر رونق تھا -

---

ہاپہ ٹھاکر ہمت سنگھ جی واکھت سنگھ جی (مکوانہ کولی) رئیس ہیں - ۲۱- اگست ۱۹۱۲ء کو پیدا ہوئے اور یکم اپریل ۱۹۳۱ء کو مسند نشین ہوئے - رقبہ ۵ مربع میل ہے - سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۱۱ ہزار اور اسی قدر خرچ ہے - ریاست ۴۴ ۱۲ روپے سالانہ خراج ادا کرتی ہے - جشن جوبلی پُر رونق تھا -

---

ایدر

ہز ہائینس مہاراجہ شری ہمت سنگھ جی دولت سنگھ جی

تاریخ پیدائش - ۲۲- اکتوبر ۱۸۹۹ء　　　رقبہ - ۱۶۶۹ مربع میل

" مسند نشینی - ۱۴- اپریل ۱۹۳۱ء　　　آبادی - ۲۶۲۶۶۰

آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) علحدہ کی ہوئی جاگیروں کو شامل کرکے - - - ۲۱۰۰۰۰۰

خرچ " " " " " ۲۱۰۰۰۰۰

سلامی - ۱۵ توپ (مستقل)

ہز ہائینس کو وائسرائے سے ملاقات دید و بازدید کا حق حاصل ہے - سلور جوبلی کی تقریب خاص اہتمام سے منائی گئی -

---

ایلول ٹھاکر شیو سنگھ جی (مکوانہ کولی) رئیس ہیں - ۳۱- دسمبر ۱۹۱۰ء کو پیدا اور ۱۸- اکتوبر ۱۹۲۶ء کو مسند نشین ہوئے - آپ اس وقت انگلستان میں تعلیم پا رہے ہیں - رقبہ ۱۹ مربع میل اور آبادی ۲۶۶۴ ہے - سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۴۰ ہزار اور اسی قدر خرچ ہے - ریاست ۲۳۰۷ روپے خراج ادا کرتی ہے - جشن جوبلی پُر رونق تھا -

---

جعفر آباد ہز ہائینس نواب سیدی محمد خاں سیدی احمد خاں آف جنجیرہ و جعفر آباد رئیس ہیں - ۷ مارچ ۱۹۱۴ء کو پیدا اور ۲ مئی ۱۹۲۲ء کو مسند نشین ہوئے - یہ ریاست کاٹھیاواڑ کے جنوبی ساحل پر واقع ہے - رقبہ ۵۳ مربع میل اور آبادی ۱۲۰۸۳ ہے - سالانہ

آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ایک لاکھ ۶۷ ہزار اور خرچ ایک لاکھ ۶۱ ہزار ہے۔
جشنِ جوبلی نہایت اہتمام کے ساتھ منایا گیا۔

جالیہ دیوانی } جادیجا ٹھاکر محبت سنگھ راجپوت رئیس ہیں۔ ۶۔ اگست سنہ ۱۹۱۱ء کو پیدا ہوئے اور ۲۶۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۳۶۲٫۸۹ مربع میل اور آبادی ۳۱۳۲ ہے۔ آمدنی ۳۰ ہزار اور خرچ ۲۹ ہزار روپے سالانہ ہے۔
جشنِ جوبلی پر خاصی رونق رہی۔

جسدان } کمچر شری اعلیٰ وجسور (کاٹھی نسل) راجپوت رئیس ہیں۔ ۴ نومبر سنہ ۱۹۰۵ء کو پیدا ہوئے اور ۱۰ جون سنہ ۱۹۱۹ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۲۸۳ مربع میل اور آبادی ۳۴۰۵۶ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۵ لاکھ اور خرچ ۴۵۳۰۰۰ روپے ہے۔ ریاست ۱۰۶۶۰ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ پولیس کے ۸۳ جوان مامور ہیں۔ جشنِ جوبلی اہتمام سے منایا گیا۔

جوناگڑھ

ہز ہائینس نواب سر مہابت خانجی رسول خانجی جی۔سی۔ایس۔آئی، کے۔سی۔ایس۔آئی

تاریخ پیدائش۔ ۲۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء	آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۸۰۰۰۰۰۰ روپے
مسند نشینی۔ ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء	خرچ ۶۶۰۰۰۰۰
رقبہ ۳۳۳۷ مربع میل	فوج اور پولیس (انڈین سٹیٹس فورس) ۱۷۳ اسوار ۔ ۲۰۱
آبادی ۔ ۵۴۵۱۵۲	پیدل ۔ ۱۰۸۲ پولیس کے افسر اور سپاہی۔

سلامی ۔ ۱۳ توپ (مستقل) ۱۵ توپ (شخصی) ۱۵ توپ (مقامی)۔

ہز ہائینس ایک بابی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جنگِ عظیم کے دوران میں ریاست نے برطانوی حکومت کی جو نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان کے اعتراف میں ہز ہائینس نواب صاحب کی سلامی کی توپوں کی تعداد بڑھا کر ۱۳ توپیں (مستقل) کر دی گئیں۔ سنہ ۷۳-۱۴۷۲ء تک جوناگڑھ ایک راجپوت ریاست تھی۔ لیکن سنہ مذکور میں سلطان محمد بیگڑا (احمد آباد) نے اسے فتح کیا۔ شہنشاہ اکبر کے عہد میں ریاست دربارِ دہلی کا ایک محروسہ علاقہ ہو کر صوبۂ احمد آباد کے ماتحت کر دی گئی۔ سنہ ۱۷۳۵ء کے قریب سلطنتِ مغلیہ کے زوال پذیر ہونے پر شیر خان بابی نے جو ایک عالی حوصلہ سپاہی بلکہ صوبیدار احمد آباد کے ماتحت ایک افسر تھا۔ نائب مغل گورنر کو وہاں سے نکال دیا۔ اور جوناگڑھ

میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ موجودہ نوّاب صاحب شیر خاں بابی ہی کی اولاد میں سے ہیں۔ نوّاب صاحب کو وائسرائے سے ملاقات دید و باز دید کا حق حاصل ہے ۔

جوبلی کا جشن شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ مختلف قوموں نے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں ملکِ معظّم و ملکۂ معظّمہ کی درازیٔ عمر اور خوش حالی کے لئے دعائیں مانگیں۔ اس کے بعد ہز ہائینس نے ریاستی فوجوں کی پریڈ ملاحظہ فرمائی۔ جس کے دوران میں شاہی سلامی دی گئی۔ اور پولیس کے بینڈ نے "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" کا گیت بجایا ۔

ایک ٹیکنیکل سکول اور سلور جوبلی مسلم ہوسٹل قائم کیا گیا ۔

مدارس کے طلبہ۔ البرٹ وکٹر لیپر اسائیلم کے کوڑھیوں اور ریاستی جیل خانوں کے قیدیوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی ۔

ریاست بھر میں سلور جوبلی فنڈ کے لئے جو چندہ جمع کیا گیا۔ وہ نصف لاکھ سے زیادہ تھا۔ اور ہز ہائینس نے تیس ہزار روپے ریاست کے خزانے سے عطا فرمائے ۔

چراغاں کیا گیا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ اور لانسرز پولو گراؤنڈ میں فوجی کرتب دکھائے گئے ۔

کٹولی ٹھاکر کویر سنگھ جی بھادن سنگھ جی (مکوانہ کولی) رئیس ہیں۔ ۲۶ جولائی ۱۸۸۸ء کو پیدا اور ۴ جون ۱۹۱۴ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۸ مربع میل ہے۔ سالانہ آمدنی ۱۲ ہزار روپے اور اسی قدر خرچ ہے۔ ریاست ۶۰۶ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ جشنِ جوبلی اہتمام سے منایا گیا ۔

کرمادہ ٹھاکر گوبھا جسونت سنگھ راجپوت رئیس ہیں۔ ۱۸۹۴ء میں پیدا اور اسی سال مسند نشین ہوئے۔ آمدنی پانچہزار اور خرچ چار ہزار روپے سالانہ ہے۔ ریاست باجگزار ہے۔ جشنِ جوبلی خلوص سے منایا گیا ۔

کٹوسن ٹھاکر شری کرتی سنگھ تخت سنگھ جی (مکوانہ کولی) رئیس ہیں۔ ۱۸ جون ۱۹۲۰ء کو پیدا اور ۲ جنوری ۱۹۲۳ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۱۰ مربع میل۔ آبادی ۵۰۸۳ سالانہ آمدنی ۳۳-۱۹۳۲ء ۵۱ ہزار اور اسی قدر خرچ ہے۔ جشنِ جوبلی پر خوب رونق رہی ۔

کھاڈل ٹھاکر فتح سنگھ جی راجمولہ (مکوانہ کولی) رئیس ہیں۔ سنہ ۱۸۹۰ء میں پیدا اور ۷۔ فروری ۱۹۱۲ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۸ مربع میل اور آبادی ۲۵۰۵ ہے۔ سالانہ آمدنی

تقریباً ۳۷ ہزار اور خرچ تقریباً ۳۸ ہزار روپیہ ہے۔ ریاست باجگزار ہے جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

کھیڈا وادا ٹھاکر جیپر سنگھ جی وکھت سنگھ جی (مکوانہ کولی) زمیں ہیں۔ ۲۹ جون ۱۸۹۲ء کو پیدا اور ۱۲ جون ۱۹۰۲ء کو مسند نشین ہوئے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۴ ہزار اور اسی قدر خرچ ہے۔ ریاست باجگزار ہے جشن جوبلی اہتمام سے منایا گیا۔

کھیراسرا ٹھاکر سری سور سنگھ جی بل سنگھ جی (راجپوت) زمیں ہیں۔ ۲۶ ستمبر ۱۸۹۰ء کو پیدا اور ۲۴ فروری ۱۹۲۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۵ ر ۲۷ ۴ مربع میل اور آبادی ۳ ۲ ۶ ۴ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ستر ہزار اور خرچ ۶۰ ہزار ہے۔ ریاست ۲۷۱۶ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی اہتمام سے منایا گیا۔

کوٹ واسنگنائی ٹھاکر شری پرادومان سنگھ جی جادیجہ (راجپوت) زمیں ہیں۔ ۵ دسمبر ۱۹۲۰ء کو پیدا اور ۲۴ فروری ۱۹۳۰ء کو ٹھاکر آنجہانی کے جانشین ہوئے۔ رقبہ ۹۰ مربع میل اور آبادی ۲۰ ۴ ۱۰ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ایک لاکھ ۶۸ ہزار اور خرچ ایک لاکھ ۲۰ ہزار روپے ہے۔ ریاست ۶۱۶ ۱۱ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ ۲۶ جوانوں پر مشتمل پولیس رہتی ہے۔ جشن جوبلی بڑے اہتمام سے منایا گیا۔

کوٹھاریہ جادیجہ شری شیو سنگھ جی راجپوت زمیں ہیں۔ ۲۶ مئی ۱۸۹۰ء کو پیدا اور ۲۸ ستمبر ۱۹۲۵ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۲۷ مربع میل اور آبادی ۲۳۰۷ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۳۳ ہزار اور خرچ ۳۰ ہزار روپے ہے۔ ریاست ۱۲۴۶ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ جشن جوبلی اہتمام سے منایا گیا۔

لکھتر ٹھاکر صاحب شری بلویر سنگھ جی کرن سنگھ جی (جھالا راجپوت) زمیں ہیں۔ ۱۱ جنوری ۱۸۹۱ء کو پیدا اور ۸ اگست ۱۹۲۴ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۳ ۴ ر ۲۴۷ مربع میل اور آبادی ۴ ۵ ۲ ۲ ۲ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۲ لاکھ ۵۴ ہزار اور خرچ ۲ لاکھ ۶۴ ہزار ہے۔ ریاست ۳۹۱ ۷ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ ۶۵ جوانوں پر مشتمل پولیس کی جمعیت رہتی ہے۔ جشن جوبلی خاص اہتمام کے ساتھ منایا گیا۔

لاٹھی ٹھاکر سری پربلاد سنگھ جی پرتاپ سنگھ جی (گوہل راجپوت) رئیس ہیں۔ ۳۱ مارچ ۱۹۱۲ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو گدّی پر بیٹھے۔ رقبہ ۸ ر ۴۱ مربع میل اور آبادی ۹۴۰۴ ہے۔ سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ایک لاکھ ۴۲ ہزار اور خرچ ایک لاکھ ۹۲ ہزار ہے۔ ریاست ۷۰۹۷ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ پولیس کی جمعیت ۳۱ افسروں اور سپاہیوں پر مشتمل ہے ۔

جوبلی کا جشن اعلیٰ پیمانے پر منایا گیا۔ ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی درازی عمر اور خوش حالی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ ریاستی عمارات اور بازار جھنڈیوں اور پھول پتّوں سے آراستہ کئے گئے۔ رات کو چراغاں کیا گیا۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ قیدیوں کو ایک دن کی چھٹی دے کر اُن میں مٹھائی بانٹی گئی ۔

سلور جوبلی دربار لگایا گیا جس میں ٹھاکر صاحب نے ایک تقریر کے دوران میں حکومتِ برطانیہ کی اُن برکات پر روشنی ڈالی۔ جن سے اُس نے ہندوستان کو نوازا اور نواز رہی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے مسٹر گُل محمد سپرنٹنڈنٹ پولیس کو سلور جوبلی کا ایک تمغہ پہنایا ۔

لکھّی ٹھاکر ہمّت سنگھ جی ظالم سنگھ جی (چوہان کولی) رئیس ہیں۔ ۱۴۔ جنوری ۱۸۶۳ء کو پیدا ہوئے اور ۱۱ مارچ ۱۸۹۹ء کو گدّی پر بیٹھے۔ سالانہ آمدنی ۱۸ ہزار کے لگ بھگ اور اسی قدر خرچ ہے۔ جشنِ جوبلی پُر رونق تھا ۔

لمبڈی

ٹھاکر صاحب سری سر دولت سنگھ جی جسونت سنگھ جی۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی + کے۔ سی۔ آئی۔ ای

تاریخ پیدائش۔ ۱۱۔ جولائی ۱۸۶۸ء

تاریخ مسند نشینی۔ ۱۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء

رقبہ ۔ ۳۴۳ ر ۹۶ مربع میل

آبادی ۔ ۴۰۰۸۸

آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۹۰۱۳۰۰۰ روپے

خرچ (۱۹۳۲-۳۳ء) ۹۰۰۰۰ روپے

فوج اور پولیس (بیقاعدہ فوج) ۳۱ سوار ۔ ۳۲ پیدل

پولیس ۱۶۷ جوان ۔

سلامی ۔ ۹ توپ (مستقل)

ٹھاکر صاحب نے جامنگر ہائی سکول میں عام تعلیم اور مختلف برطانوی رجمنٹوں میں فوجی تعلیم حاصل کی ہے۔ آپ کو کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو اور کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا

خطاب یکم جنوری ۱۹۳۱ء کو عطا کیا گیا۔ آپ ایوانِ والیانِ ریاست کے رکن ہیں۔
ریاست برطانوی حکومت کو ۱۷۵۴۴ روپے بطور خراج ادا کرنے کے علاوہ ۱۲۹۰ روپیہ اور بھی خراج ادا کرتی ہے۔
جوبلی کا جشن دھوم دھام سے منایا گیا۔ شہر جھنڈیوں اور گل بوٹوں سے سجایا گیا۔ رات کو چراغاں ہوا۔ اکتیس توپوں کی سلامی دی گئی۔ دربار منعقد ہوا جس میں شعرا نے قصیدے پڑھے۔ ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور غربا کو کھانا کھلایا گیا۔ تین دن تک عظیم الشان میلا لگا رہا۔

لودھیکا ریاست میں دو حصہ دار جاڈیجہ شری طواجی اور شری دجیا سنگھ جی راجپوت رئیس ہیں۔ اول الذکر ۲۲ اگست ۱۹۱۲ء کو پیدا اور ۱۹ نومبر ۱۹۱۷ء کو مسند نشین اور آخر الذکر ۲۴ مارچ ۱۹۰۹ء کو پیدا اور یکم دسمبر ۱۹۱۸ء کو مسند نشین ہوئے۔ کل ریاست کا رقبہ ۱۵ مربع میل اور دونوں کی آبادی ۵۰۲۸ ہے۔ جاڈیجہ شری طواجی کے حصہ ریاست کی آمدنی ۲۳ ہزار اور خرچ ۳۱ ہزار کے قریب ہے۔ اور شری دجیا سنگھ جی کی ریاست کی آمدنی ۴۴ ہزار اور خرچ بھی اسی قدر ہے۔ دونوں ریاستیں باجگزار ہیں۔ جشنِ جوبلی ریاست کے دونوں علاقوں میں منایا گیا۔

ماگودی ٹھاکر پراوتیچندر اسنگھ جی جاڈیجہ راجپوت ماگودی کے رئیس ہیں۔ ۲ مارچ ۱۹۰۹ء کو پیدا اور ۲۰ مارچ ۱۹۳۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۲۳ مربع میل اور آبادی ۳۲۳۸ ہے۔ آمدنی ۱۶ ہزار اور خرچ ۱۹ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ریاست باجگزار ہے۔
جشن جوبلی خاصے اہتمام سے منایا گیا۔

مالیہ۔ ٹھاکر ہربش چندر اسنگھ جی جاڈیجہ راجپوت رئیس ہیں۔ ۲۔ مارچ ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوئے۔ ۲۰ مارچ ۱۹۳۰ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۱۰۳ مربع میل اور آبادی ۱۳۱۳۴ ہے۔ آمدنی ۳۳-۱۹۳۲ء ایک لاکھ ۳۵ ہزار اور خرچ ایک لاکھ ۴۲ ہزار ہے۔ ریاست ۱۳۶۷ روپیہ خراج ادا کرتی ہے۔ ساٹھ جوانوں پر مشتمل پولیس رہتی ہے۔
جوبلی کا جشن دھوم دھام سے منایا گیا۔ اکتیس توپوں کی سلامی دی گئی۔ مسجدوں اور مندروں وغیرہ میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر اور خوش حالی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ غریبوں، مسافروں اور فقیروں کو کھانا کھلایا گیا۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب موردی



ہز ہائینس مہاراجہ رانا صاحب پوربندر



راول جی شری سجّن سنجی والئے منسا



مہارانا ٹھاکر صاحب لمبڈی

مال پور — راؤل جی شری گمبھیر سنگھ جی ہمت سنگھ جی (راٹھور راجپوت) رئیس ہیں۔ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو پیدا اور ۲۳ جون ۱۹۲۱ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۹۷ مربع میل اور آبادی ۱۳۵۵۲ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۷۶ ہزار اور خرچ ۷۰ ہزار روپے ہے۔ ریاست باجگزار ہے۔ ۲۳۲ پولیس کے جوان رکھتی ہے جشنِ جوبلی پُر رونق تھا۔

منسا — راؤل جی شری سجن سنگھ جی چاوڑا راجپوت رئیس ہیں۔ ۳ نومبر ۱۹۰۸ء کو پیدا اور ۴ جنوری ۱۹۳۴ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۲۵ مربع میل اور آبادی ۱۶۹۴۲ ہے سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ایک لاکھ ۵۴ ہزار اور خرچ ایک لاکھ ۴۷ ہزار روپے ہے۔ ریاست ۱۱۷۵۴ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ پولیس کے ۴۸ جوان رہتے ہیں۔ جشنِ جوبلی کامیابی سے منایا گیا۔

اِنترا ٹمبا — کچھ دیوبا بیٹھا (کاٹھی) اور کچھ بوکرا بیٹھا (کاٹھی) دو رئیس ہیں۔ دونوں ۱۷۔ اگست ۱۹۰۱ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۶ مربع میل اور آبادی ۷۰۴ ہے۔ آمدنی ۲ ہزار کے قریب اور خرچ بھی اتنا ہی ہے۔ ریاست باجگزار ہے جشنِ جوبلی اہتمام سے منایا گیا۔

منگانی — جادیجہ شری بھاگو سنگھ جی نر سنگھ جی راجپوت رئیس ہیں۔ ۱۳۔ اگست ۱۸۸۸ء کو پیدا اور ۶ جون ۱۹۰۹ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۳۴ میل اور آبادی ۳۶۴۴ ہے۔ آمدنی ۳۵ ہزار اور خرچ ۳۰ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ریاست باجگزار ہے جشنِ جوبلی پُر رونق تھا۔

موہن پور — ٹھاکر شری سرطان سنگھ جی تخت سنگھ جی (رہوار راجپوت) ہیں۔ ۶ فروری ۱۸۸۶ء کو پیدا اور ۱۸ نومبر ۱۹۲۷ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۸۹ مربع میل اور آبادی ۲۶۴۴ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۶۴ ہزار اور خرچ بھی اسی قدر ہے۔ ریاست ۶۹۹۴ روپے خراج ادا کرتی ہے۔ پولیس کے ۲۶ جوان رہتے ہیں جشنِ جوبلی دھوم سے منایا گیا۔

موروی

ہز ہائینس مہاراجہ شری سر لکھدیر جی واگھ جی۔ کے سی۔ ایس آئی والی موروی

تاریخ پیدائش۔ ۲۶ دسمبر ۱۸۷۶ء   آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۰۰۰ ۳۱ ۷۴ روپے

تاریخ مسند نشینی۔ ۱۱ جون ۱۹۲۲ء
خرچ (۳۳-۱۹۳۲ء) ۴۳۲۴۰۰۰ روپے
رقبہ - ۸۲۲ مربع میل
فوج اور پولیس۔ پولیس ۲۷۴ جوانوں پر مشتمل ہے
آبادی ۱۱۳۰۲۳
سلامی۔ ۱۱ توپ (مستقل)

ہز ہائینس کو وائسرائے سے ملاقات دید و بازدید کا استحقاق حاصل ہے۔ جشن جوبلی نہایت شان و شوکت سے منایا گیا۔

موٹا کونھاسا } ٹھاکر پرتاپ سنگھ جی وجیا سنگھ جی (چوہان کولی) زمیں ہیں ۱۹۱۳ء میں پیدا اور ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۳ مربع میل ہے۔ سالانہ آمد و خرچ ایک ایک ہزار کے قریب ہے۔ یہ ریاست باجگزار ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

مُولی } ٹھاکر شری ہریش چندر سنگھ جی (پار مار راجپوت) والی ریاست۔ ۱ جولائی ۱۸۹۹ء کو پیدا اور ۳ دسمبر ۱۹۰۵ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۱۳۳ مربع میل اور آبادی ۱۰۹۱۷ ہے۔ سالانہ آمدنی اور خرچ بالترتیب ۲ لاکھ ۴ ہزار اور ۲ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ ایک مختصر سی فوج بھی رہتی ہے۔ ریاست ۷۵۰۱ روپے حکومتِ ہند کو اور ۱۸۵ روپے دوسری ریاستوں کو ادا کرتی ہے۔ ۳۹ جوانوں پر مشتمل پولیس ہے۔ جشن جوبلی پر خاصی رونق رہی۔

نوانگر

کیپٹن ہز ہائینس مہاراجہ شری دگوی جے سنگھ جی رنجیت سنگھ جی والی نوانگر

تاریخ پیدائش۔ ۱۸ ستمبر ۱۸۹۵ء
تاریخ مسند نشینی - ۲ - اپریل ۱۹۳۳ء
رقبہ - ۳۷۹۱ء۳ مربع میل
فوج اور پولیس۔ پیدل اور توپخانہ (بیقاعدہ فوج)
آبادی - ۴۰۹۱۹۲
انڈین فورس ۳۷۷ سواروں اور ۲۳۷ پیدلوں پر مشتمل ہے۔
آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۹۳۹۷۰۰۰ روپے
خرچ " ۹۷۴۵۰۰۰ "
سلامی۔ ۱۳ توپ (مستقل) ۱۵ (مقامی)

ہز ہائینس مشہور جادیجہ راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم راجکمار کالج راجکوٹ۔ مالورن کالج اور بعد میں یونیورسٹی کالج لندن میں پائی۔ نوانگر کا جادیجہ خاندان کچھ سے آکر کاٹھیاواڑ میں داخل ہؤا۔ ۱۵۴۰ء میں جام راول نے نوانگر کی بنیاد ڈالی۔ ریاست سو

میل طویل ساحلی رقبہ رکھتی ہے۔ اور جودیہ۔ بیڈی اور سلایہ اس کی اپنی بندرگاہیں ہیں۔ نوانگر کے ساحل پر سمندر سے موتی نکالے جاتے ہیں۔ ہزہائینس کو وائسرائے سے ملاقات دید و بازدید کا حق حاصل ہے۔ دربار نوانگر نے جشن جوبلی میں نمایاں حصہ لیا۔

پال جاویجہ شری جسونت سنگھ جی راجپوت والی پال ۲۹۔ اگست ۱۸۸۴ء کو پیدا اور ۲۳۔ مئی ۱۹۳۱ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۲ر ۲۱ مربع میل اور آبادی ۳۳ ۴۴ ۱ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۷ ہزار اور خرچ ۱۸ ہزار روپے ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

پلاج ٹھاکر دولت سنگھ جی پرتاپ سنگھ جی (مکوانہ کولی) والی پلاج ۲ جون ۱۸۷۶ء کو پیدا اور ۴ نومبر ۱۸۸۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ سالانہ آمدنی ۱۱ ہزار کے قریب اور خرچ بھی اسی قدر ہے جشن جوبلی اچھا بارونق تھا۔

پالیتانہ

ٹھاکر صاحب شری سر بہادر سنگھ جی۔ مان سنگھ جی کے۔سی۔ آئی۔ ای والی پالیتانہ

تاریخ پیدائش	۔ ۱۳۔ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء	آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء)	۱۳۱۸۰۰۰ روپے
" مسند نشینی	۔ ۲۹۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء	خرچ "	۱۲۷۸۰۰۰ "
رقبہ	۔ ۳۰۰ مربع میل	فوج اور پولیس۔ پولیس کی جمعیت (ہیڈ کانسٹیبل اور نائک وغیرہ)	۱۵۶
آبادی	۔ ۶۲۱۵۰	سلامی ۔ ۹ توپ (مستقل)	

ٹھاکر صاحب کو وائسرائے سے ملاقات دید و بازدید کا حق حاصل ہے۔ جشن جوبلی نہایت کامیاب رہا۔

پاٹڑی دیسائی شری رگھبیر سنگھ جی (کانبی) والی پاٹڑی ۸ جنوری ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے اور ۲۶ دسمبر ۱۹۲۸ء کو گدی پر بٹھائے گئے۔ رقبہ ۱۶۵ مربع میل اور آبادی ۶۵۷۳ ہے۔ سالانہ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۳۹۵۰۰ اور خرچ ۳۰۴۰۰ روپے ہے۔
اس وقت رئیس کی نابالغی کے باعث ریجنسی کے ذریعے سے ریاست کا انتظام ہوتا ہے۔

سینیئر رانی صاحبہ ریجینٹ ہیں جشن جوبلی کامیاب رہا۔

پیتھا پور ٹھاکر فتح سنگھ جی گمبھیر سنگھ جی (واگیلا راجپوت) والی پیتھاپور ۳۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۱۱ مربع میل اور آبادی ۵۳۷۶ ہے۔ سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۳۶ ہزار روپیہ اور اسی قدر خرچ ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق رہا۔

پُوربندر

ہز ہائینس مہاراجہ شری سر نتوار سنگھ جی۔ بہاؤ سنگھ جی۔ کے۔ سی۔ ایس آئی والی پوربندر

تاریخ پیدائش۔ ۳۰۔ جون ۱۹۰۱ء
آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۲۱۷۵۰۰۰ روپے

مسند نشینی۔ ۱۰ فروری ۱۹۲۰ء
خرچ " ۲۰۰۰۰۰۰ "

رقبہ۔ ۶۴۲/۲۵ مربع میل
فوج اور پولیس۔ (بیقاعدہ فوج) ۱۹ سوار (انڈین سٹیٹس فورس) ۳۲ سوار۔ ۲۳۰ پیدل۔ پولیس کے جوان ۳۳۱

آبادی۔ ۱۱۵۶۷۳

سلامی۔ ۹ توپ (مستقل)

جیٹھوا راجپوت جزیرہ نمائے ہند کے قدیم ترین والیان ملک میں سے ہیں۔ موجودہ راجہ اس خاندان کے ایک سو اکترویں فرمانروا ہیں۔ مہاراجہ کو وائسرائے سے ملاقات دید و بازدید کا اتفاق ہے ریاست میں جشن جوبلی نہایت دھوم دھام سے منایا گیا۔ چراغاں ہوا۔ آتش بازی چھوٹی۔ غربا میں کھانا اور طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ فوجی پریڈ بھی کی گئی۔

پریم پور۔ ٹھاکر ہری سنگھ جی گلاب سنگھ جی (مکوانہ کولی) والی پریم پور ۲ مارچ ۱۹۰۸ء کو پیدا اور ۲۵ جنوری ۱۹۱۶ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۲۵ مربع میل ہے۔ سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۱۲ ہزار روپے اور اسی قدر خرچ ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

پوندرا ٹھاکر شیو سنگھ جی ابھے سنگھ جی (مکوانہ کولی) والی پوندرا ۲۵ اگست ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئے اور ۴ جنوری ۱۹۰۸ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۱۱ مربع میل اور آبادی ۲۳۳۰ ہے سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۲۷ ہزار روپئے اور اسی قدر خرچ ہے۔



ہز ہائینس نواب صاحب رادھن پور



ہز ہائینس ٹھاکر صاحب راجکوٹ



ہز ہائینس مہاراؤ صاحب جیانگر



چیف آف وادیا

رادھن پور

ہزہائینس نوّاب جلال الدّین خان بسم اللہ خان بابی - والی رادھن پور ؛

تاریخ پیدائش - ۲-۱ اپریل ۱۸۸۹ء
آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۰۰۰۰۰ روپے

" مسند نشینی - ۲۷ نومبر ۱۹۱۰ء
خرچ " ۱۰۰۰۰۰ "

رقبہ - ۱۱۵۰ مربع میل
فوج اَور پولیس (بیقاعدہ فوج) ۲۵ سوار (پیدل اور توپخانہ) ۷۸ - پولیس کے جوان ۲۰۹

آبادی - ۷۰۵۳۰
سلامی - ۱۱ توپ (مستقل)

ہزہائینس نوّاب صاحب مشہور و معروف بابی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں - موجودہ نوّاب صاحب نے راجکمار کالج راجکوٹ میں تعلیم پائی ہے - جہاں سے آپ نے فائینل امتحان کا ڈپلومہ حاصل کیا ہے - ہزہائینس وائسرائے سے ملاقات دید و باز دید کا استحقاق رکھتے ہیں ؛

جشن جوبلی شان و شوکت سے منایا گیا ؛

راجکوٹ

ٹھاکر صاحب شری دھرمندر اسنگھ جی لکھ جیراج (جادیجہ راجپوت)

تاریخ پیدائش - ۴ مارچ ۱۹۱۰ء
آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۰۷۶۰۰۰ روپے

" مسند نشینی - ۲ فروری ۱۹۳۰ء
خرچ " ۱۰۳۶۰۰۰ "

رقبہ - ۲۸۲ مربع میل
فوج اَور پولیس (بیقاعدہ فوج) ۲۱ سوار - پولیس کے جوان ۳۶۲ ؛

آبادی - ۷۵۵۴۰

سلامی - ۹ توپ (مستقل) ؛

ٹھاکر صاحب نے راجکمار کالج راجکوٹ اَور ہائی گیٹ سکول انگلینڈ میں تعلیم پائی ہے - آپ کے زمانہ نابالغی میں ریاست کا انتظام ایک مجلس نظم و نسق کے سپرد تھا - آپ کو مکمل اختیارات حکومت ۲۱ - اپریل ۱۹۳۱ء کو تفویض کیئے گئے - راجکوٹ کے قریب ایک قطعۂ اراضی پر برٹش ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ہے - یہ زمین ٹھیکے پر حاصل کی گئی ہے - آپ کو وائسرائے سے ملاقات دید و باز دید کا استحقاق حاصل ہے - آپ ایوان والیان ریاست کے رکن ہیں ؛

جشن جوبلی خاص اہتمام سے منایا گیا ؛

راجپور — چھالا شری چندر سنگھ جی مان سنگھ جی تعلقہ دار والی راجپور ۱۰ اکتوبر سنہ [illegible] کو پیدا ہوئے اور یکم اپریل سنہ ۱۹۱۶ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۸ ۲۲ مربع میل اور آبادی ۲۱۱۸ ہے۔ سالانہ آمدنی (سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء) ۴۰ ہزار اور خرچ ۳۸ ہزار روپے ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق رہا۔

راجپورہ ہلدر — جھالا دیپ سنگھ جی لکھا جی اناجی رئیس راجپورہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۸۶۶ء کو پیدا ہوئے اور ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۸ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۵ ۱۵ مربع میل اور آبادی ۲۶۷۲ ہے۔ سالانہ آمدنی (سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء) ۳۰ ہزار روپیہ اور اسی قدر خرچ ہے۔ جشن جوبلی اہتمام سے منایا گیا۔

راماس — ٹھاکر مان سنگھ جی اودے سنگھ جی (مکوانہ کولی) رئیس ہیں۔ آپ ۱۲ اگست سنہ ۱۹۱۲ء کو پیدا ہوئے اور ۲ فروری سنہ ۱۹۲۹ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۶ مربع میل اور آبادی ۱۶۱۵ ہے۔ سالانہ آمدنی (سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء) دس ہزار اور خرچ ۱۱ ہزار روپیہ ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

راناسن — ٹھاکر تخت سنگھ جی کیشر سنگھ جی (ماہواڑ راجپوت) والی راناسن ۲۹ فروری سنہ ۱۸۹۳ء کو پیدا اور ۱۲ نومبر سنہ ۱۹۱۸ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۳۰ مربع میل اور آبادی ۴۸۷۵ ہے۔ سالانہ آمدنی (سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء) ۳۲ ہزار روپیہ اور اسی قدر خرچ ہے۔ مختصری پیمانہ ہی سہی جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

رندھیا — غلام حیدر صاحب رئیس رندھیا ہیں۔ ریاست کی آبادی ۷۹۹ ہے۔ سالانہ آمدنی (سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء) ۱۰ ہزار اور خرچ ۸ ہزار روپیہ ہے۔ جشن جوبلی شاندار طریقے سے منایا گیا۔

روپال — ٹھاکر ہمیر سنگھ جی مان سنگھ جی (رہواڑ راجپوت) رئیس روپال ۷ جون سنہ ۱۸۸۱ء کو پیدا ہوئے اور ۲۷ نومبر سنہ ۱۸۹۶ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۱۶ مربع میل اور آبادی ۱۵۰۴ ہے سالانہ آمدنی (سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء) ۱۴ ہزار روپیہ اور اسی قدر خرچ ہے۔ جشن جوبلی کامیاب رہا۔

سنتال پور وادیسر — جاڈیجہ پراون سنگھ جی راوا جی راجپوت رئیس ہیں۔ آپ کی ریاست کا علاقہ سنتال پناس کنٹھا میں اور وادیسر کچھ میں ہے۔ آپ ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوئے اور ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء کو گدی پر بیٹھے۔ آبادی ۱۳۱۴ ہے۔ آمدنی ۳ ہزار روپے

کے قریب اور اتنا ہی خرچ ہے۔ جشن جوبلی اچھا منایا گیا۔

ساتھمبا — ٹھاکر سور سنگھ جی رتن سنگھ جی (بڑیا کولی) رئیس ہیں۔ آپ ۲۶ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء کو پیدا ہوئے (مسند نشینی ابھی باضابطہ عمل میں نہیں آئی) رقبہ ۱۸ مربع میل اور آبادی ۴۶۳۴ ہے۔ سالانہ آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۴۸ ہزار اور خرچ ۴۷ ہزار روپیہ ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

ستلسنا — ٹھاکر رتن سنگھ (چوہان کولی) رئیس ہیں۔ ۸ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹ جون سنہ ۱۹۳۲ء کو گدّی پر بیٹھے۔ رقبہ ۲۵ مربع میل ہے۔ سالانہ آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۱۶ ہزار روپیہ اور اسی قدر خرچ ہے۔ جشن جوبلی با رونق رہا۔

سیلا — ٹھاکر صاحب شری مدار سنگھ جی واکھت سنگھ جی۔ سی۔ آئی۔ ای (جھالا راجپوت) رئیس ہیں۔ ۲۸ مئی سنہ ۱۸۶۸ء کو پیدا اور ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۲۲۲ مربع میل اور آبادی ۱۵۲۸۵ ہے۔ سالانہ آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ایک لاکھ ۸۵ ہزار اور خرچ ایک لاکھ ۶۸ ہزار روپیہ ہے۔ جشن جوبلی کامیاب رہا۔

شاہپور — جادیجہ شری پریت سنگھ جی بھوبت سنگھ راجپوت رئیس ہیں۔ ۲۹ جون سنہ ۱۸۹۴ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۸ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء کو گدّی پر بیٹھے۔ رقبہ ۱۰ مربع میل اور آبادی ۱۵۰۹ ہے۔ سالانہ آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۲۷ ہزار اور خرچ ۲۶ ہزار روپے ہے جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

سدراستا — ٹھاکر پرتھی سنگھ جی تخت سنگھ جی (پرمار راجپوت) ۲۴ اگست سنہ ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئے اور ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء کو گدّی پر بیٹھے۔ رقبہ ۳۲ مربع میل اور آبادی ۶۹۲۸ ہے۔ سالانہ آمدنی (سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء) ۳۴ ہزار اور خرچ ۳۵ ہزار روپے ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

تاجپوری — ٹھاکر محبت سنگھ جی واکھت سنگھ جی (مکوانہ کولی) رئیس ہیں۔ آپ ۷ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۳۳ء کو گدّی پر بیٹھے۔ رقبہ ۷ مربع میل ہے۔ سالانہ آمدنی ۶ ہزار روپئے کے لگ بھگ ہے۔ اور اسی قدر خرچ ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

تھانہ دیول کی ڈی۔ایس۔ شری امرادالا (والا کاٹھی) رئیس ہیں۔ ۲۸ نومبر سن ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۲ مئی سن ۱۹۲۲ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۳۲ ر ۱۱۷ مربع میل اور آبادی ۱۶۰۰۵ ہے۔ سالانہ آمدنی (سن ۳۳-۱۹۳۲ء) ۳ لاکھ ۲۵ ہزار اور خرچ ۲ لاکھ نوے ہزار ہے۔ ۳۲ جوانوں پر مشتمل پولیس رہتی ہے۔

ہزہائینس نے سلور جوبلی کی یادگار میں ایک ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا۔ جس کی تعمیر پر ۱۰ ہزار روپے صرف کئے جائیں گے۔ ایک عظیم الشان دربار لگایا گیا۔ دعوتِ باغ منعقد کی گئی۔ شاہی ضیافت کا اہتمام ہؤا۔ چراغاں کیا گیا۔ بچوں میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔ طلبہ اور طالبات نے کھیل کئے۔ ملکِ معظم اور ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

تھراڈ کی ٹھاکر شری بھیم سنگھ جی دولت سنگھ جی (واگھیلا راجپوت) رئیس ہیں۔ ۲۸ جنوری سن ۱۹۰۰ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۹ فروری سن ۱۹۲۱ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۵ ر ۱۲۶۲ مربع میل اور آبادی ۳۱۱۳۵ ہے۔ سالانہ آمدنی (سن ۳۳-۱۹۳۲ء) ۹۹ ہزار اور خرچ ۹۰ ہزار روپے سالانہ ہے۔ ۶۴ جوانوں پر مشتمل پولیس رہتی ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

ٹھمبہ کی ٹھاکر سردار سنگھ جی نتھو سنگھ جی (چوہان کولی) رئیس سن ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۲۹ مارچ سن ۱۹۱۹ء کو گدی پر بیٹھے۔ سالانہ آمدنی پانچ ہزار کے قریب اور اسی قدر خرچ ہے۔ جشن جوبلی میں مناسب حصہ لیا گیا۔

عمری کی ٹھاکر جسونت سنگھ جی (چوہان کولی) رئیس عمری سن ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۳۱ اکتوبر سن ۱۹۱۶ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۱۰ مربع میل۔ سالانہ آمدنی ایک ہزار کے قریب اور اسی قدر خرچ ہے۔ جشن جوبلی کامیاب رہا۔

وکتا پور کی ٹھاکر واسے سنگھ جی آمرے سنگھ جی (مکوانہ کولی) رئیس وکتا پور، دسمبر سن ۱۸۹۱ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۲ اگست سن ۱۹۱۶ء کو گدی پر بیٹھے۔ سالانہ آمدنی ۹ ہزار کے لگ بھگ اور خرچ تقریباً ۱۲ ہزار ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا۔

ونکانیر

کیپٹن ہز ہائینس مہارانا شری سرام سنگھ جی یا سنے سنگھ جی کے۔سی۔آئی۔ای والیٔ ونکانیر

تاریخ پیدائش۔۴ جنوری ۱۸۷۹ء — آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۷۳۵۰۰۰ روپے

" مسندنشینی۔ ۸ مارچ ۱۸۹۹ء — خرچ " ۷۲۸۵۰۰ "

رقبہ — ۴۱۷ مربع میل — فوج اور پولیس (باقاعدہ فوج) ۱۸ سوار (بیقاعدہ فوج)

آبادی۔ ۴۴۲۵۹ — ۱۱ سوار ۱۶ پیدل۔ پولیس کے ۹۰ جوان ٭

سلامی۔ ۱۱ توپ (مستقل)

ہز ہائینس کو وائسرائے سے ملاقات کا حق حاصل ہے۔ ریاست کی بنیاد ۱۶۰۵ء میں سلطان جی سنے رکھی تھی۔ ریاست ونکانیر برطانوی حکومت کو ۱۷۴۲۲ روپے خراج ادا کرنے کے علاوہ ۱۴۵۷ روپیہ اور بھی خراج ادا کرتی ہے ٭

ریاست میں جشن جوبلی نہایت شاندار رہا۔ فوجی پریڈ ہوئی۔ چراغاں ہوا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ اور غربا میں کھانا تقسیم کیا گیا ٭

وانوڈ — خانصاحب ملک شری حسین محمد خان جی کمال الدین خان جی۔ والیٔ وانوڈ ٭

خانصاحب مسلمان جاٹ ہیں۔ آپ ۷ دسمبر ۱۸۸۵ء کو پیدا اور یکم مئی ۱۹۰۵ء کو مسندنشین ہوئے۔ رقبہ ۳۷٫۵۷ مربع میل اور آبادی ۴۶۷۶ ہے۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ایک لاکھ اور خرچ ۹۰ ہزار روپے ہے۔ مختصر پولیس (۲۱ جوان) متعین ہے۔ جشن جوبلی نہایت کامیاب رہا ٭

ورسودا — ٹھاکر زور آور سنگھ جی۔ سورج مل جی (چاودا راجپوت) رئیس ہیں۔ آپ ۱۷ اپریل ۱۹۱۴ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۸ اجولائی ۱۹۱۹ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۱۱ مربع میل اور آبادی ۲۳۰۴ ہے۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۲۶ ہزار اور خرچ ۲۳ ہزار روپے سالانہ ہے جشن جوبلی پُررونق رہا

وجیانگر — راؤ شری ہمیر سنگھ جی ہندو سنگھ جی والیٔ وجیانگر ٭

راؤصاحب راٹھور راجپوت ہیں۔ ۳ جنوری ۱۹۰۶ء کو پیدا اور ۲۷ جون ۱۹۱۶ء کو مسندنشین ہوئے۔ رقبہ ۱۳۵ مربع میل اور آبادی ۱۹۱۴۸ ہے۔ آمدنی (۳۳-۱۹۳۲ء) ۲۷ ہزار اور خرچ ۱۷ ہزار روپے سالانہ ہے۔ ۴۷ جوانوں کی پولیس رہتی ہے۔ راؤصاحب کو وائسرائے سے

ملاقات کا استحقاق حاصل ہے۔ سلور جوبلی کے جشن کا خاص اہتمام کیا گیا ۔

ویرپور ٹھاکر شری ہمیر سنگھ جی سورا جی راجپوت رئیس ہیں۔ ۸ مارچ ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۶۶ مربع میل اور آبادی ۵۰۰۵۰۸ ہے۔ سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ایک لاکھ ۲۱ ہزار اور خرچ بھی اسی قدر ہے۔ ریاست باجگذار ہے۔ بیقاعدہ فوج کے سات سوار اور ۴۴ جوانوں پر مشتمل پولیس رہتی ہے۔ جشن جوبلی کامیاب رہا۔

ویٹھل گڑھ کے رانسے شری راجپندر راؤ عرف وجیا سنگھ جی (کایستھ پربھو) رئیس ہیں۔ ۱۰۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو پیدا ہوئے اور ۱۵ فروری ۱۹۲۰ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۱۶ مربع میل اور آبادی ۴۰۷۳ ہے۔ سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۸۰ ہزار اور خرچ ۶۷ ہزار روپے ہے ۔

جشن جوبلی یہاں بھی کامیاب رہا ۔

واداگام کے ٹھاکر واکھت سنگھ جی گوپال سنگھ جی (رہواڑ راجپوت) رئیس ہیں۔ ۱۷ نومبر ۱۹۱۶ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴ جنوری ۱۹۲۹ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۲۸ مربع میل اور آبادی ۳۹۳۸ ہے۔ آمدنی (۱۹۳۳-۳۴ء) ۲۹ ہزار اور خرچ ۲۷ ہزار روپے سالانہ ہے جشن جوبلی پُررونق تھا ۔

مشرقی کاٹھیاواڑ کی ریاستیں

لفٹنٹ کرنل کینیبورا ایلک گارتھ ایونز گورڈن

آپ ۲۰۔ اگست ۱۸۸۵ء کو پیدا ہوئے۔ فارسی میں لویر سٹنڈرڈ کا امتحان پاس کیا۔ ۲۴ جنوری ۱۹۰۶ء کو فوج میں ملازم ہوئے۔ ۱۲ مئی ۱۹۱۳ء کو ٹائم سکیل پر آئے۔ آجکل مشرقی کاٹھیاواڑ کی ریاستوں کے پولیٹیکل ایجنٹ ہیں ۔

ودھوان

ٹھاکر صاحب شری زورآور سنگھ جی والی ودھوان

تاریخ پیدائش۔ ۲۳ جولائی ۱۸۹۹ء آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۶۱۴۰۰۰ روپے

تاریخ مسند نشینی - ۲۲ فروری سنہ ۱۹۱۸ء
رقبہ - ۲۲۲۶ مربع میل
آبادی - ۲۶۶۰۲

خرچ (۱۹۳۲-۳۳ء) ۵۷۳۰۰ روپے
فوج اور پولیس (بیقاعدہ فوج) ۳۶ سوار۔ پولیس کے جوان ۱۱۸ ۔
سلامی - ۹ توپ (مستقل)

راجوجی نے سنہ ۱۶۲۰ء کے لگ بھگ اس ریاست کی بنیاد ڈالی تھی۔ ٹھاکر صاحب جھالا راجپوت ہیں۔ آپ ایوان والیان ریاست کے رکن ہیں ۔

جوبلی کا جشن شان و شوکت سے منایا گیا۔ عبادت گاہوں میں ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی درازیِ عمر اور خوش حالی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ غریبوں اور قیدیوں کو کھانا کھلایا گیا۔ اور محتاجوں کے گھروں میں اناج بھیجا گیا۔ رات کو چراغاں کیا گیا ۔

وادیہ } دربار شری والا سورگ باوا (والا کاٹھی) رئیس وادیہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۸ مئی سنہ ۱۹۳۰ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۹۰ مربع میل اور آبادی ۱۳۷۲۲ ہے۔ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۲ لاکھ اور خرچ ایک لاکھ اسّی ہزار روپے سالانہ ہے۔ ریاست باجگذار ہے۔ ۳۷ جوانوں کی پولیس ہے۔ جشن جوبلی پر خاصی رونق رہی ۔

وراہی } ملک شری زور آور خان عمر خان (مسلمان جاٹ) رئیس وراہی ۴ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء کو پیدا اور یکم جولائی سنہ ۱۹۰۹ء کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ ۱۲۰ مربع میل اور آبادی ۳۰۰۹ ہے۔ سالانہ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۳۲ ہزار اور خرچ ۲۵ ہزار روپے ہے۔ پولیس کی ایک مختصر جمعیت رہتی ہے ۔

وراہی کے دوسرے حصے کے مالک و رئیس ملک مرید خان راؤجی (مسلمان جاٹ) ۹۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۸۔ اگست سنہ ۱۹۱۱ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۴۰ مربع میل اور آبادی ۱۴۱۱ ہے۔ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۱۵ ہزار سالانہ اور اسی قدر خرچ ہے۔ ہر دو ریاستوں میں جوبلی کا جشن نہایت جوش و خروش سے منایا گیا ۔

واؤ ۔ رانا صاحب شری ہری سنگھ جی چندن سنگھ جی رئیس ہیں۔ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۹ جون سنہ ۱۹۲۴ء کو گدی پر بیٹھے۔ رقبہ ۷۵۳ مربع میل اور آبادی ۲۰۷۲۱ ہے۔ آمدنی (۱۹۳۲-۳۳ء) ۴۹ ہزار اور خرچ ۵۲ ہزار روپے سالانہ ہے۔ ریاست باجگذار ہے۔ جشن جوبلی پُر رونق تھا ۔

مغربی ہند کی چھوٹی ریاستیں

ذیل میں ویسٹرن انڈیا اسٹیٹس ایجنسی کی ان ریاستوں یا تعلقوں کو درج کیا جاتا ہے - جو ایک یا ایک سے زیادہ زمینوں کی مشترکہ ملکیت ہیں. اور جن کے مداخل و مخارج ایک ہزار روپے سے ½۱۰ لاکھ روپے سالانہ تک قریب ہیں. ہر ریاست کی آمدنی اور خرچ (۳۳-۱۹۳۲ء کے اعداد وشمار کے مطابق) اُس کے ساتھ درج ہے :-

نام ریاست	تعداد و قومیت حصہ داراں	آمد	خرچ
ہلاریہ	ایک حصہ دار (کاٹھی)	۱۲ ہزار	دس ہزار
لاوج	دو حصہ دار (راجپوت)	۵ 〃	۳ 〃
اجپورہ	متعدد 〃 (مکوانہ کولی)	۵ 〃	۵ 〃
اٹاریہ	ایک حصہ دار (کاٹھی)	۴۶ 〃	۴۰ 〃
جالمن	دو 〃 (راجپوت)	۴ 〃	۴ 〃
جالیہ کاباجی	ایک 〃 (〃)	۲ 〃	۲ 〃
جالیہ مناجی	〃 〃 (〃)	۲ 〃	ایک ہزار
جتپور	۲۵ 〃 (والا کاٹھی)	۱۰ لاکھ ۸۴ ہزار	۹ لاکھ ۵۷ ہزار
جھامر	دو 〃 (راجپوت)	۸ ہزار	۸ ہزار
جھکا (ولانی)	〃 〃 (〃)	½۳ 〃	۳ 〃
جھمپوداڑ	۳ 〃 (〃)	۹ 〃	۵ 〃
جھنجھوواڑہ	۹ 〃 (کولی)	ایک لاکھ ۶۲ ہزار	۴۶ 〃
جوناپادر	ایک حصہ دار (〃)	ایک ہزار	ایک ہزار
کمال پور	دو 〃 (راجپوت)	۱۲ 〃	۱۱ 〃
کنیر	ایک 〃 (کاٹھی)	دو 〃	۱۵ سو
کنجاردا	〃 〃 (راجپوت)	۳ 〃	ایک ہزار
کنکا سیالی	〃 〃 (〃)	½۳ 〃	۳ 〃
کانپور (اشواریہ)	〃 〃 (〃)	۲۵ 〃	۱۸ 〃
کنتھاریہ	۵ 〃 (〃)	۳۳ 〃	۳۰ 〃
کاریانہ	۵ 〃 (کاٹھی)	۴۰ 〃	۳۰ 〃

نام ریاست	تعداد و قومیت حصہ داران	آمد	خرچ
کاروِل	دو حصہ دار (راجپوت)	۱۴ ہزار	۱۳ ہزار
کسل پورہ	متعدد مکوانہ کولی حصہ دار ہیں	۳ "	۳ "
کٹھروتہ	ایک حصہ دار (کاٹھی)	۱½ "	۱ "
کیساریہ	دو " (راجپوت)	۶ "	۵ "
کھمبھالہ	۳ " (کاٹھی)	۱۰ "	۸ "
کھمبلاڈ	" " (راجپوت)	۱۰ "	۹ "
کھنڈیا	۲ " (")	۶ "	۵ "
کھیرالی	۳ " (")	۲۰ "	۱۸ "
کھادیہ (نیانی)	۱ " (کاٹھی)	۲ "	۲ "
کھادیہ (بہراتھانہ)	۱ " (مسلمان سید)	۵ "	۳ "
کھادیہ (دوساہی)	۲ " (راجپوت)	۴ "	۴ "
کوٹڈا (نیانی)	۴ " (")	۱۴ "	۱۲ "
کوٹڈا (پیتھا)	۵ " (کاٹھی)	۸۰ "	۷۰ "
کویہ	۳ " (ناگر برہمن)	۴ ہزار ۲ سو	۳ "
لکھا پادر	۱ " (کاٹھی)	۴ ہزار	۳ "
لالیاد	۲ " (راجپوت)	۱۷ "	۱۵ "
لمبیدا	۳ تعلقہ دار (")	۳۰ "	۳۰ "
مگوتہ	۱۱ حصہ دار (مکوانہ کولی)	۱۸ "	۱۸ "
متاداو	۱ " (کاٹھی)	۳ "	۲ ہزار ۵ سو
محمد پورہ	۷ " (مکوانہ کولی)	۲ "	۲ ہزار
میواسا	۲ " (کاٹھی)	۸ "	۸ "
ماتویل	۲ " (")	۳۰ "	۲۸ "
مورچپیا	۱ " (اہیر)	ایک ہزار	ایک ہزار
موا (مہودا)	۳ " (راجپوت)	۲½ "	۲ "
مولیلاڈیری	۵ " (")	۲۰ "	۱۸ "
منجپور	۳ " (")	۱۰ "	۹ "

نام ریاست	تعداد و قومیت حصہ داران		آمد		خرچ	
نلوالا	۲	حصہ دار (کاٹھی)	۴	ہزار	۴	ہزار
ناگھن واؤ	۲	" (")	۲	"	۱½	"
پنچھے گام	۲	" (راجپوت)	۳۸	"	۳۸	"
پاہ	۳	" (")	۳	"	۲	"
پلالی	۲	" (")	۶	"	۷	"
پالیار	۷	" (کاٹھی)	۴۰	"	۴۰	"
پنچاپادہ (وچھانی)	۱	" (راجپوت)	۳	"	۲	"
راجپاڑہ (چوک تھانہ)	۲	" (گوہل راجپوت)	۳	"	ایک ہزار	
رامنکا	۲	"	۳	"	۳	"
رامپاردہ	۲	" (کاٹھی)	۳	"	۲½	"
رامپورہ	۱۶	"	۴	"	۴	"
رانی گام	۲	" (راجپوت کاٹھی)	۶	"	۵	"
رانی پورہ	۱	" (مکوانہ کولی)	۳	"	۳	"
رن پردہ (چوک تھانہ)	۲	" (کاٹھی)	ایک ہزار		ایک ہزار	
رتنپور دھمنکا	۳	" (راجپوت)	۹	"	۹	"
رودہی سالا	۲	" (")	۱۴	"	۱۴	"
ساہوکا	۱	" (")	۱۲	"	۱۰	"
سمدھیا (چوک تھانہ)	۲	" (")	۸	"	۸	"
سمدھیالا	۲	" (چران)	۲	"	۲	"
سمدھیالا چبیا دیہ	۵	" (راجپوت)	۹	"	۹	"
سالا	۴	" (")	۱۵	"	۱۳	"
ستالا	۲	" (سرادھیہ راجپوت)	۳	"	ایک ہزا	
سنوسرا	۲	" (کاٹھی)	۶	"	۴	"
ستازینس	۱	" (اہیر)	ایک ہزار		ایک ہزار	
ستو داد دادوی	۴	" (راجپوت)	۱۲	"	۱۰	"
سیدک پور	۳	" (کاٹھی)	۵	"	۵	"

نام ریاست	تعداد و قومیت حصہ داران	آمد	خرچ
سیبدی دادر	ایک حصہ دار (کولی)	ایک ہزار	ایک ہزار
سلانہ	۲ ״ (کاٹھی)	۳ ״	۲½ ״
سینگ چاندلی	۵ ״ (راجپوت)	دس ہزار	۹ ״
سونگ گڑھ (وچھانی)	۳ ״ (״)	۳ ״	۳ ״
سداماوا دھندلپور	۴ ״ (کاٹھی)	۴۰ ״	۳۵ ״
سومنگام	۲۱ ״ (راجپوت)	۱۸ ״	۱۸ ״
تلسانہ	۲ ״ (״)	۳۱ ״	۲۹ ״
توی	״ (״)	۱۳ ״	۱۱ ״
تیجپورہ	״ (مکوانہ کولی)	۳ ״	۳ ״
تروادا	۱۲ ״ (بلوچ)	۲۴ ״	۲۶ ״
تھارا	۶ ״ (راجپوت)	۳۶ ״	۳۶ ״
تودہ وچھانی	۲ ״ (״)	۴ ״	۴ ״
اتنت دی	״ (״)	۱۰ ״	۹ ״
دادل بھنڈاریہ	۲ ״ (اہیر)	۳ ״	۲ ״
ودالی	۱ ״ (راجپوت)	۴ ״	۳ ״
دلودد (دیوانی)	۲ ״ (״)	۶ ״	۶ ״
دادود (چھالاواڑ)	۱ ״ (״)	۲۴ ״	۲۲ ״
واگھوادی (دگھواری)	۱ ״ (کاٹھی)	۱۵ سو	۱۲ سو
وانہ	۶ ״ (راجپوت)	۴۸ ہزار	۴۵ ہزار
ونالہ	۲ ״ (کاٹھی)	۴ ״	۴ ״
ونگدھرا	۱ ״ (راجپوت)	۳ ״	۳ ״
وساداڑ	۸ ״ (برہمن)	۱۸ ״	۱۸ ״
وادادی دھروالا	۵ ״ (راجپوت)	۱۱ ״	۱۱ ״
وادادی (وچھانی)	۱ ״ (״)	۳ ״	۳ ״
دنعاریہ	۱ ״ (کاٹھی)	۴ ״	۳ ״
وچھاواڈ	۲ ״ (ناگر برہمن)	۴ ״	۳ ״
ویرسودا	۲ ״ (مکوانہ کولی)	۴ ״	۴ ״
دیردا	۱ ״ (راجپوت)	۲ ״	۱½ ہزار

مشرقی ریاستیں

آنریبل لفٹنٹ کرنل آر تھرشیڈنلے میک صاحب سی۔ ایم۔ جی۔ ایجنٹ گورنر جنرل

ان ریاستوں میں بھی سلور جوبلی کی تقریب پر۔ سے میلہ۔ چراغاں۔ دعوت وغیرہ کے اہتمام کئے گئے تھے۔

آٹھ گڑھ رقبہ ۱۶۸ مربع میل اور آبادی ۵۰۱۴۸ ہے۔ راجہ سری کرن رادھا ناتھ بیرتا پہت نانک مالک ہیں۔ سالانہ آمدنی ۱۴۱۰۰۰ ہے۔

اٹھملک ۷۳۰ مربع میل اور آبادی ۶۴۲۷۶ نفوس ہے۔ راجہ کشور چندر دیو سامنت حکمران ہیں سالانہ آمدنی ایک لاکھ ۲۷ ہزار روپیہ ہے۔

بامرہ رقبہ ۱۹۸۸ مربع میل اور آبادی ۱۵۱۲۵۹ ہے۔ راجہ بھانو گنگا تربھون دیپ حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی چار لاکھ ستاون ہزار روپے ہے۔

بسٹر اس جاگیر کا رقبہ ۲۳۷ مربع میل اور آبادی ۵۲۴۷۲۰ ہے۔ مہارانی پرفلا کمار دیوی حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۹ لاکھ ۲۲ ہزار روپیہ ہے۔

بود رقبہ ۱۲۶۴ مربع میل اور آبادی ۱۳۵۲۴۸ ہے۔ نرائن پرشاد دیو حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۴ لاکھ ۲۰ ہزار روپے ہے۔

بونائی رقبہ ۱۲۹۶ مربع میل اور آبادی ۸۰۱۴۴ ہے۔ راجہ اندرا دیو حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک لاکھ ۲۷ ہزار روپے ہے۔

بیرمبا رقبہ ۱۳۴ مربع میل اور آبادی ۴۶۶۸۹ ہے۔ راجہ نارائن چندر بیربر مانگ راج مہاپترا حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۹۷۰۰۰ ہزار روپے ہے۔



راجہ کشور چندر دیو رولنگ چیف
اتھملک



رولنگ چیف آف دسپالا



دیوان صاحب اتھملک



راجہ بہادر ہندول

چنگ بھکر رقبہ ۸۹۹ مربع میل اور آبادی ۲۳۳۵۰ ہے۔ جاگیر کی مسند نشینی کا مسئلہ ابھی زیرِ غور ہے۔ سالانہ آمدنی ۲۷ ہزار ہے ۔

چھوٹی کھدان رقبہ ۱۴۸ مربع میل اور آبادی ۳۱۶۶۷ ہے۔ مہنت بڈھر کشور داس حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک لاکھ ۱۲ ہزار ہے ۔

دسپالا رقبہ ۵۶۸ مربع میل اور آبادی ۴۲۶۵۰ ہے۔ راجہ کشور چندر دیو بھانج حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک لاکھ ۲۵ ہزار ہے ۔

دھینکنال رقبہ ۱۴۶۳ مربع میل اور آبادی ۲۸۴۳۲۸ ہے۔ راجہ سنکر پرتاپ مہندرا بہادر حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۵ لاکھ ۳ ہزار ہے ۔

گنگ پور رقبہ ۲۴۹۲ مربع میل اور آبادی ۳۵۶۳۸۸ ہے۔ راجہ بیر مترا پرتاپ سیکھر دیو حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۵ لاکھ ۲۲ ہزار ہے ۔

ہنڈول رقبہ ۳۱۲ مربع میل اور آبادی ۴۸۸۹۷ ہے۔ راجہ بہادر بابا کشور چندر امرداراج جگریب حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک لاکھ سات ہزار ہے ۔

جاشپور رقبہ ۱۹۲۳ مربع میل اور آبادی ۱۹۳۶۹۸ ہے۔ راجہ بجائے بھوسن سنگھ دیو حکمران ہیں۔ جاگیر کی سالانہ آمدنی ۳ لاکھ ۴۷ ہزار ہے ۔

کالاہنڈی (کرونڈ) رقبہ ۳۷۴۵ مربع میل اور آبادی ۵۱۳۶۷۵ ہے۔ مہاراجہ براجا موہن دیو او۔ بی۔ ای حکمران ہیں۔ جاگیر کی سالانہ آمدنی ۶ لاکھ ۳۵ ہزار ہے۔ مہاراجہ کالاہنڈی کو ۹ توپوں کی سلامی کا اعزاز حاصل ہے ۔

کانکر رقبہ ۱۴۰۱ مربع میل اور آبادی ۱۳۶۱۲۰ ہے۔ مہاراج ادھیراج بھانو پرتاپ دیو حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۳ لاکھ ۹۶ ہزار ہے ۔

کوردھا رقبہ ٨٠٥ مربع میل اور آبادی ٧٢٨٢٠ ہے۔ ٹھاکر دھرم راج سنگھ حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ٢ لاکھ ٨٤ ہزار ہے ۔

کیونجھر رقبہ ٣٠٩٦ مربع میل اور آبادی ٤٦٠٦٤٧ ہے۔ راجہ بل بھدر نرائن بھانج دیو حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ٩ لاکھ ١٤ ہزار ہے ۔

خیراگڑھ رقبہ ٩١٤ مربع میل اور آبادی ١٥٧٤٠٠ ہے۔ راجہ بیرندر بہادر سنگھ حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ٦ لاکھ ١٤ ہزار ہے ۔

کھانڈپارا رقبہ ٢٤٤ مربع میل اور آبادی ٧٧٩٣٠ ہے۔ راجہ ہری ہر سنگھ دیو حکمران ہیں سالانہ آمدنی ایک لاکھ اکیانوے ہزار ہے ۔

کھارسوان رقبہ ١٥٣ مربع میل اور آبادی ٤٣١١٠ ہے۔ راجہ سری رام چندر سنگھ دیو حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک لاکھ پانچ ہزار ہے ۔

کوریا رقبہ ١٦٤٧ مربع میل اور آبادی ٩٠٨٠٠ ہے۔ راجہ رامانج پرتاپ سنگھ دیو حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ٢ لاکھ ٩ ہزار ہے ۔

میوربھنج رقبہ ٤٢٤٣ مربع میل اور آبادی ٨٨٦٧٤٥ ہے۔ مہاراجہ پرتاپ چندر بھنج دیو حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ٢٦ لاکھ ٦٠ ہزار ہے۔ مہاراجہ صاحب کشتری خاندان سے ہیں۔ آپ کو ٩ توپوں کی سلامی کا اعزاز حاصل ہے ۔

نندگاؤں رقبہ ٨٠٦ مربع میل اور آبادی ١٨٢١٠٨ ہے۔ مہنت سرویشر داس بیراگی حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ٥ لاکھ ٥١ ہزار ہے ۔

نرسنگھ پور رقبہ ١٩٩ مربع میل اور آبادی ٤٠٨٨٢ ہے۔ راجہ اننت نارائن مان سنگھ ہری چندن مہاپاترا حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک لاکھ چار ہزار ہے ۔



مہاراجہ صاحب مایور بھنج



راجہ صاحب سون پور



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب پٹنہ



رولنگ چیف آف دھن کنال



راجہ صاحب ریراکھول

نیا گڑھ رقبہ ۵۹۰ مربع میل اور آبادی ۱۴۲۳۹۹ ہے۔ راجہ کرشنا چندر سنگھ منڈھاٹا حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۳ لاکھ ۸۷ ہزار ہے۔

نیلگری رقبہ ۲۸۴ مربع میل اور آبادی ۶۸۵۹۸ ہے۔ راجہ کشور چندر مردراج ہری چندن حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک لاکھ ۷۷ ہزار ہے۔

پال لہارا رقبہ ۴۵۲ مربع میل اور آبادی ۲۷۹۷۵ ہے۔ راجہ منتی پال حکمران ہیں ریاست کی سالانہ آمدنی ۸۸ ہزار روپے ہے۔

پٹنہ رقبہ ۲۳۹۹ مربع میل اور آبادی ۵۶۶۹۴۳ ہے۔ مہاراجہ راجندر نارائن سنگھ دیو حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی آٹھ لاکھ ۲۱ ہزار ہے۔ مہاراجہ کو مستقل ۹ توپوں کی سلامی کا اعزاز حاصل ہے۔

جوبلی کا جشن دھوم دھام سے منایا گیا۔ اکتیس توپوں کی سلامی دی گئی۔ مسجدوں۔ مندروں اور گرجاؤں میں ملک معظم و ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر اور خوش حالی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔ انہیں خیرات دی گئی۔ اور کپڑے تقسیم کئے گئے۔ طلبہ میں مٹھائی بانٹی گئی۔ چراغاں ہوا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ صنعتی اور زرعی نمائش ہوئی۔ ڈراما کیا گیا۔ سینما دکھایا گیا۔

رائے گڑھ رقبہ ۱۴۱۵ مربع میل اور آبادی ۲۷۷۵۶۹ ہے۔ راجہ چکرادھر سنگھ حکمران ہیں ریاست کی سالانہ آمدنی ۵ لاکھ ۴۶ ہزار ہے۔

جوبلی کا جشن اعلیٰ پیمانے پر منایا گیا۔ اکتیس توپوں کی سلامی دی گئی۔ طلبہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔ آتش بازی چھوڑی گئی۔ چراغاں کیا گیا۔ ڈراما دکھایا گیا۔ مسجدوں اور مندروں میں ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی درازیٔ عمر اور خوش حالی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

بیرا کھول رقبہ ۳۳۸ مربع میل اور آبادی ۳۵۷۱۴ ہے۔ راجہ بیر چندر راجدو منی دیو حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۸۶ ہزار ہے۔

رن پور رقبہ ۲۰۳ مربع میل اور آبادی ۴۷۷۱۳ ہے۔ راجہ بیر برکرشنا چندر سنگھ بجرادھر نارندرا مہاپترا حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۷۷۰۰۰ ہے۔

سکتی رقبہ ۱۳۰ مربع میل اور آبادی ۴۴۳۹۳ ہے۔ راجہ بہادر لیلادھر سنگھ حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ایک لاکھ سات ہزار ہے۔

سارن گڑھ رقبہ ۵۳۲ مربع میل اور آبادی ۱۲۸۹۶۹ ہے۔ راجہ بہادر جواہر سنگھ حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۲ لاکھ ۴۶ ہزار ہے۔

سرائے کیلا رقبہ ۴۴۹ مربع میل اور آبادی ۱۳۰۶۷۱ ہے۔ راجہ ادتیا پرتاپ سنگھ دیو حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۳ لاکھ ۳۱ ہزار ہے۔

سون پور رقبہ ۹۰۶ مربع میل اور آبادی ۲۳۷۹۴۵ ہے۔ مہاراجہ سر بیر مترودیا سنگھ دیو کے۔ سی۔ آئی۔ ای حکمران ہیں جنہیں ۹ توپوں کی سلامی کا اعزاز حاصل ہے۔ سالانہ آمدنی ۴ لاکھ ۴۶ ہزار روپے ہے۔

سرگوجا رقبہ ۶۰۵۸ مربع میل اور آبادی ۵۰۲۰۵۸ ہے۔ سرگوجا کے حکمران مہاراجہ رامانوج سرن سنگھ دیو سی۔ بی۔ ای ہیں۔ جو کشتری چندرا بنسی خاندان سے ہیں۔ سالانہ آمدنی ۵ لاکھ ۲۹ ہزار روپے ہے۔

تالچر رقبہ ۳۹۹ مربع میل اور آبادی ۶۹۶۳۱ ہے۔ راجہ کشور چندرا بیر بر ہری چندن حکمران ہیں۔ ریاست کی آمدنی ۲ لاکھ ۵۸ ہزار ہے۔

ٹگیری رقبہ ۴۶ مربع میل اور آبادی ۲۴۶۸۰ ہے۔ راجہ سدرشن کشتریہ چمپوپتی سنگھ حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۳۷ ہزار روپے ہے۔

اودے پور (خرد) رقبہ ۱۰۴۵ مربع میل اور آبادی ۹۷۷۳۸ ہے۔ راجہ چندرا چورا پرشاد سنگھ دیو حکمران ہیں۔ سالانہ آمدنی ۲ لاکھ ۳۵ ہزار روپے ہے۔

مدراس کی ریاستیں

لفٹنٹ کرنل ڈونلڈ مواٹل فیلڈ سی۔آئی۔ای ایجنٹ گورنر جنرل

بنگنا پلّی

نوّاب سیّد فضل علی خان بہادر والیٔ بنگنا پلّی

تاریخ پیدائش۔ ۹ نومبر ۱۹۰۱ء — سالانہ آمدنی ۴۵۸۰۰۰ روپے

〃 مسند نشینی۔ ۲۲ جنوری ۱۹۲۲ء — 〃 خرچ ۳۹۸۰۰۰ 〃

رقبہ۔ ۲۷۵ مربع میل — سلامی۔ ۹ توپ

آبادی۔ ۳۹۲۳۹

سترھویں صدی کے آخر میں بیجا پور نے موجودہ نوّاب صاحب کے ایک بزرگ کو یہ ریاست عطا فرمائی تھی۔ ۱۸۴۹ء میں حکومت نے بعض خاص شرائط کے ماتحت ایک سند کے ذریعے سے ریاست پر حکمران خاندان کا حق تسلیم کر لیا۔ ۱۸۶۲ء میں لارڈ کیننگ نے ایک سند کے ذریعے سے متبنّیٰ بنانے کا بھی اختیار عطا کیا۔ ۲۲ جون ۱۹۲۲ء کو موجودہ نوّاب صاحب کے والدِ بزرگوار نوّاب سیّد غلام علی کا انتقال ہوگیا۔ اور اُن کی جگہ نوّاب سیّد فضل علی خان مسند نشین ہوئے۔ نوّاب صاحب کو وائسرائے سے ملنے کا حق حاصل ہے۔ آپ ایوان والیان ریاست ہائے ہند کے ممبر بھی ہیں۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو آپ کے محل میں ایک صاحبزادے اور ۳۱۔ اگست ۱۹۲۷ء کو ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔

ساندور

راجہ سریمنت یسونت راؤ ہندو راؤ گھور پدے ملکتم دار سیناپتی والیٔ ساندور

تاریخ پیدائش۔ ۱۵ نومبر ۱۹۰۹ء — آمدنی۔ ۲۲۱۰۰۰ روپے سالانہ

〃 مسند نشینی۔ ۵ مئی ۱۹۲۸ء — خرچ۔ ۲۱۵۰۰۰ 〃 〃

رقبہ۔ ۱۶۷ مربع میل۔ — آبادی۔ ۱۳۵۸۳

کوچین

ہزہائینس سری رام ورما مہاراجہ کوچین

تاریخ پیدائش - ۳۰ دسمبر ۱۸۶۱ء — آمدنی - ۸۸۳۷۰۰۰ روپے سالانہ
" مسند نشینی - ۲۵ مارچ ۱۹۳۲ء — خرچ - ۸۲۰۳۰۰۰ " "
رقبہ - ۱۴۱۷ ۳/۴ مربع میل — سلامی - ۱۷ توپ +
آبادی - ۱۲۰۵۰۱۶

کوچین کے شمال میں ضلع مالابار - جنوب میں ٹراونکور اور مغرب میں بحر ہند واقع ہے - جب ۲۵ مارچ ۱۹۳۲ء کو ہز ہائینس مہاراجہ سری سر راما ورما جی - سی آئی - ای کا انتقال ہوا - تو موجودہ مہاراجہ صاحب گدی پر بیٹھے - اٹھارھویں صدی کے اواخر میں جنوبی ہند کے مشہور مسلم فاتح حیدر علی اور اس کے بعد سلطان ٹیپو نے اس ریاست پر بھی حملے کئے - لیکن اسی زمانے میں والی کوچین نے انگریزوں سے ایک معاہدہ کر لیا - پھر ۱۸۰۹ء میں انگریزوں سے ایک اور معاہدہ ہوا جس کے رو سے والی کوچین نے کمپنی کو سالانہ پونے تین لاکھ روپیہ خراج دینا منظور کیا - پھر اس رقم میں تخفیف کر کے ۲ لاکھ کر دیا گیا - ولیعہد کا لقب " الایا راجہ " ہے - ۳۰ اپریل ۱۹۲۵ء سے ریاست میں ایک لیجسلیٹو کونسل قائم ہے - از روئے قانون اس کونسل میں کم سے کم تیس اور زیادہ سے زیادہ ساٹھ ممبر ہونے چاہئیں - ان میں سے دو تہائی منتخب اور بقیہ نامزد ہوتے ہیں +

پدو کوٹہ

ہزہائینس سری برہادمب داس راجہ راجگولا ٹونڈیمان بہادر والی پدو کوٹہ

تاریخ پیدائش - ۲۳ جون ۱۹۲۲ء — آمدنی - ۲۳۱۱۰۰۰ روپے سالانہ
" مسند نشینی - ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۸ء — خرچ - ۲۲۶۶۰۰۰ " "
رقبہ - ۱۱۷۹ مربع میل — سلامی - ۱۱ توپ
آبادی - ۴۰۰۶۹۴

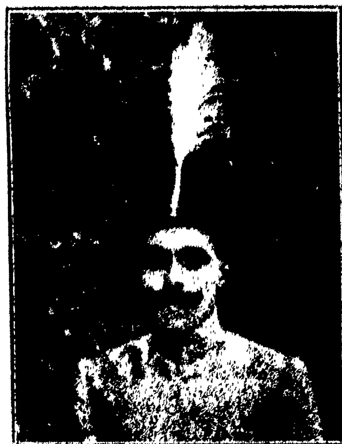
ریاست پدو کوٹہ ترچناپلی - تنجور اور رام ناد کے اضلاع سے گھری ہوئی ہے - راجدھانی پدو کوٹہ ہے - جس کی آبادی ۲۸۷۷۶ نفوس پر مشتمل ہے - حکمران خاندان جنوبی ہند کے ایک غیر برہمن فرقے سے تعلق رکھتا ہے - مہاراجہ صاحب کا خاندانی نام " ٹونڈیمان " ہے - یہ خاندان



خان بہادر سر محمد عثمان بالقابہ
دیوان ٹراونکور



ہز ہائینس مہاراجہ صاحب ٹراونکور



ہز ہائینس مہاراجہ کوچین



راجہ صاحب سندور



نواب صاحب بنگنا پلی

شمالی ارکاٹ کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے جس کا نام "ٹونڈیمان ڈالام" ہے۔ سترھویں صدی عیسوی میں ریاست کے مشرقی علاقے میں آکر ایک مقام پر آباد ہو گیا تھا۔ سنہ ۱۶۸۶ء میں رگھو ناتھ رایا نے ریاست پڈوکوٹھ کے پاس اپنی ایک مضبوط حکومت قائم کر لی۔ اسی سال اس نے پڈوکوٹھ پر حملہ کر کے اس علاقے پر قبضہ کر لیا۔ رام ناد سینتوپیٹی کی فوجی خدمات کے صلے میں اُسے نیا علاقہ بطور انعام مل گیا۔ اس کے جانشینوں نے لڑائیوں کے ذریعے سے اپنے علاقے کو بہت وسعت دی۔ اٹھارھویں صدی عیسوی میں اس خاندان نے مختلف لڑائیوں میں انگریزوں کی بڑی مدد کی۔ چنانچہ ان خدمات کے صلے میں ضلع کلانی لائی اور قلعہ اُس کے حوالے کیا گیا۔ اس وقت سے اب تک یہ خاندان اس علاقے پر نہایت شان و شوکت سے حکمرانی کر رہا ہے ٭

جب ۲۸ مئی سنہ ۱۹۲۸ء کو راجہ مارتنڈ بھیرو ٹونڈیمان کا انتقال ہوا۔ تو ان کی جگہ ۱۹ نومبر سنہ ۱۹۲۸ء کو موجودہ راجہ صاحب گدی نشین ہوئے۔ لیکن نابالغی کے باعث انتظام ایک اڈمنسٹریٹر کے ہاتھوں میں ہے۔ یہاں سنہ ۱۹۲۴ء سے پچاس ممبروں کی ایک لیجسلیٹو کونسل قائم ہے۔ جن میں سے ۳۵ منتخب اور ۱۵ دربار کی طرف سے نامزد ہوتے ہیں +

ٹراونکور

ہز ہائینس مہاراجہ راجہ رام راجہ بہادر شمشیر جنگ والیٔ ٹراونکور

تاریخ پیدائش۔ ۷ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء	آمدنی۔ ۲۴۱۳۶۰۰۰ روپے سالانہ
۔۔ مسند نشینی۔ یکم ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء	خرچ۔ ۲۲۸۹۶۰۰۰ ۔۔ ۔۔
رقبہ۔ ۷۶۲۵ مربع میل	سلامی۔ ۱۹ توپ +
آبادی۔ ۵۰۹۵۹۷۳	

ٹراونکور جزیرہ نمائے ہند کے جنوبی و مغربی علاقے میں آباد ہے۔ جو مناظر کی دلکشی کے اعتبار سے جنوبی ہند کا نہایت خوب صورت حصّہ ہے۔ ریاست میں ریلوے کا سلسلہ بھی موجود ہے۔ نصف صدی سے ٹراونکور کے حکمرانوں نے ریاست کی آمدنی کو پبلک فنڈ قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ اس آمدنی میں سے والیٔ ریاست اپنے ذاتی اخراجات کے لئے خود بہت تھوڑی سی رقم لیتے ہیں۔ ریاست کا نظم و نسق مہاراجہ بہادر کی طرف سے دیوان چلاتا ہے۔ جس کی مدد کے لئے ایک سکریٹریٹ قائم ہے۔ نیز برطانوی ہند کی طرح یہاں بھی باقاعدہ پبلک سروس موجود ہے۔ سنہ ۱۸۸۸ء میں ریاست میں ایک لیجسلیٹو کونسل اور سنہ ۱۹۰۴ء میں ایک اسمبلی قائم کی گئی تھی۔ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء میں

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب کے حکم سے ان مجلسوں کی از سر نو تشکیل عمل میں آئی۔ اب ان میں دو ایوان شامل ہیں۔ ایک کا نام سری ملیام اسمبلی ہے۔ اور دوسرے کا چترا اسٹیٹ کونسل۔ اسمبلی ۷۲۔ ارکان پر مشتمل ہے۔ جن میں سے ۶۲۔ ارکان غیر سرکاری ہیں۔ کونسل میں ۳۷۔ ارکان ہیں۔ جن میں ۲۷۔ غیر سرکاری ہیں۔ ان مجلسوں کو قانون سازی اور میزانیے کے سلسلے میں وسیع اختیارات حاصل ہیں۔

آمدنی کے دو خاص ذرائع ہیں۔ ایک زمین کا مالیہ۔ دوسرا انکم ٹیکس۔ علاوہ بریں چنگی۔ نمک۔ تمباکو۔ آبکاری۔ ٹکٹوں وغیرہ کے ذریعے سے بھی کافی آمدنی ہوتی ہے۔ ڈاک خانے کا انتظام خود ریاست کا اپنا ہے۔ ریاست کو سکہ سازی کا بھی حق حاصل ہے۔ زنانہ تعلیم اور عام تعلیمی اعتبار سے ہندوستانی ریاستوں بلکہ برطانی صوبوں میں بھی ٹراونکور کو ایک خاص رتبہ حاصل ہے۔ ریاست میں ۴۱ فیصدی مرد اور ۱۷ فی صدی عورتیں تعلیم یافتہ ہیں۔ ۵ فرسٹ گریڈ کالج اور دو سیکنڈ گریڈ کالج ہیں۔ یہ مدارس یونیورسٹی سے ملحق ہیں۔ اسی طرح ریاست میں ایک لا کالج۔ ایک ٹیچرز ٹریننگ کالج۔ ایک سنسکرت کالج اور ایک ایورویدک کالج بھی ہے۔ تقریباً سو برس سے ریاست میں باقاعدہ عدالتیں قائم ہیں۔

ٹیپو سلطان سے جنگ کے دوران میں ریاست کی فوجیں انگریزی فوج کے دوش بدوش لڑتی رہیں۔ ان لڑائیوں کے بعد یہ فوجیں محض دربار وغیرہ کے موقع پر کام آتی رہیں لیکن جب ۱۹۰۳ء میں برطانی فوجیں ریاست سے واپس بلالی گئیں۔ تو اس وقت یہ لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ کہ ۵ سو آدمیوں کا ایک باقاعدہ فوجی دستہ بنایا گیا۔

موجودہ مہاراجہ صاحب کو ۶ نومبر ۱۹۳۱ء کو حکمرانی کے پورے اختیارات عطا کئے گئے۔ ہز ہائینس ریاست کی صنعتی و حرفتی ترقی کی طرف خاص طور پر توجہ مبذول فرما رہے ہیں۔ چنانچہ "ہائیڈرو الیکٹرک ڈیپارٹمنٹ" اور "ربڑ بنانے کا کارخانہ" آپ کے زمانہ حکومت کی بہترین یادگار ہیں۔

خاتمہ

شہنشاہ جارج پنجم کی بیماری اور وفات

مثالِ رنگِ بوقلموں عجب نقشہ ہے عالم کا
ابھی تھی دھوم جشنوں کی ابھی ہے شور ماتم کا

قدرت کا زبردست ہاتھ انقلابِ کائنات میں کس ہم آہنگی سے کام کر رہا ہے؟ اور اُستادِ فطرت کس انضباط سے مصروفِ عمل ہے۔ کہ کسی بھی شاہ و گدا یا دینی و دنیوی پیشوا و رہنما کو اس کے سامنے مجالِ دم زدن نہیں۔

شہنشاہ جارج پنجم اپنے پچیس سالہ دورِ حکومت کی جوبلی منا کر دُنیا کی پُرخلوص مبارکبادوں سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے۔ اور اُن کے طرزِ حکومت کے پسند کرنے والوں نے اس تقریب کی یادگار میں جو جو مفید تجویزیں کر رکھی تھیں۔ ابھی جامۂ عمل بھی نہیں پہن چکی تھیں۔ کہ وسطِ جنوری ۱۹۳۶ء میں شہنشاہ کو قصرِ سنڈرنگھم میں بیماری نے آدبایا۔ اور آپ صاحبِ فراش ہو گئے۔ ماہرانِ روزگار شاہی ڈاکٹر مصروفِ معالجہ ہوئے۔ اور خود خاندانِ شاہی کے ارکان پُرخلوص تیمارداری میں لگ گئے۔ مخلوق نے جب یہ خبر سُنی تو باوصفیکہ صبح و شام کے اخبارات میں گھنٹے گھنٹے کی خبریں چھپ رہی تھیں۔ لیکن جوق در جوق لوگ بادشاہ کی تازہ ترین خبرِ صحت و بیماری کی سُننے کے لئے قصرِ سنڈرنگھم کو گھیرے رہنے لگے۔ تاآنکہ ۲۰۔ جنوری ۳۶ء کو ڈاکٹروں کے مشورہ سے عمائدینِ سلطنت اور خاندانِ شاہی کو معاملہ کی نزاکت سے مطلع کیا گیا۔ کہ بادشاہ کی حالت "نازک ہے"۔

کونسل اوف سٹیٹ کا اجلاس

۲۸ء میں شہنشاہ کی سخت بیماری کے موقع پر چونکہ کونسل اوف سٹیٹ نے ہز میجسٹی کی صحت تک جناب ممدوح کی مرضی سے عارضی طور پر ایک رائل کونسل مقرر کر دی تھی۔ جو ضروری کاغذات پر دستخط کر سکے۔ اور شاہی منظوری و نامنظوری کے

احکام جاری کر سکے۔ اس لیئے شاہی ڈاکٹروں کی تجویز پر ۱۹؍ جنوری کو بھی کمرہ شہنشاہ کے بغلی کمرہ میں مندرجہ
ذیل اصحاب کو جمع کیا گیا۔

(۱) ملکہ معظمہ (۲) پرنس اوف ویلز بہادر (۳) ڈیوک اوف یارک شائر (۴) ڈیوک اوف گلاسٹر
(۵) ڈیوک اوف کنیاٹ (۶) آرک بشپ اوف کنٹربری (۷) لارڈ چانسلر۔

چنانچہ کونسل کے لارڈ پریذیڈنٹ اور ہاوس ہولڈر سکرٹری اور جملہ صاحبان کی رائے سے ایک دستاویز
تحریر کی گئی۔ جس میں شہنشاہ موصوف نے شاہی اختیارات اس کونسل کے تفویض کر دئیے۔ اور اس
دستاویز پر حضور ممدوح کے دستخط ثبت کرا دیئے گئے۔

شہنشاہ کی وفات

۲۰۔ جنوری سنہ ۳۶ء کو ڈاکٹروں نے شہنشاہ کی رفیق حیات ملکہ میری اور وارث تخت و
تاج شہزادہ ولی عہد بہادر اور شہنشاہ کی تمام اولاد کو جو بغلی کمروں میں مقیم تھی۔ یہ پُر خطر
اطلاع دی۔ کہ آپ صاحبان چل کر دیدار کر لیں کیونکہ شہنشاہ ممدوح چند منٹوں ہی کے مہمان ہیں چنانچہ
ملکہ معظمہ اور شہزادہ ولیعہد بہادر نے جا کر آپ کی طرف دیکھا۔ تو اس نظارہ کی تاب نہ لا سکے۔ اور فرطِ غم میں ماں بیٹا لپٹ
لپٹ کر رونے لگے۔ علیٰ ہذا تمام اولاد اس نظارہ سے مبہوت ہو کر اپنے کمروں میں لوٹ آئی۔ جس کے
بعد ۱۱ بجکر ۵۵ منٹ شب کے شہنشاہ کا مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ اور ہاوس ہولڈ سیکرٹری
نے یہ وحشت ناک خبر وزیر اعظم کو پہنچائی۔ اس خبر کے نکلتے ہی تمام فضا میں ایک سناٹا چھا گیا۔ جو لوگ خبر
کے لیئے محل کے باہر کھڑے تھے۔ رنج وحسرت سے سر دھننے لگے۔ اور ہر ایک نے اپنی ٹوپیاں اتار پھینکیں
تمام بازار۔ موٹریں اور بسیں بند ہو گئیں سینما۔ تھیٹر۔ رسٹورنٹ وغیرہ یک دم خاموش۔ جھنڈے سرنگوں
اور روشنی گل ہو گئی۔ یعنی دنیا کا وہ مشہور ترین شہر لندن جو اندھیری راتوں میں دور دور سے بقعۂ نور
بنا نظر آتا تھا۔ اور شب و روز جس کے بازاروں میں کھوے سے کھوا چھلتا تھا۔ چشم زدن میں تاریک
تار اور سنسان ہو گیا۔ ہر شخص اسی غم میں مبتلا آہ آہ کرنے لگا۔ قصرِ سنڈرنگھم میں چاروں طرف سے
پیغاماتِ تعزیت کی بھرمار ہو گئی۔ شاہانِ یورپ و ایشیا نے انتہائی رنج والم کا اظہار کیا اور تمام
دنیا کے گرجاؤں میں شہنشاہ کا ماتم بپا ہو گیا۔ اخبارات کو یہ خبر کسی قدر دیر سے ملی مگر دنیا کا کوئی اخبار
نہ تھا۔ جس میں حیرت و افسوس کے ساتھ اس واقعہ پر ماتم نہ کیا گیا ہو۔

شہنشاہ جارج پنجم کی نعش کا ویسٹ منسٹر میں لانا

قصرِ سنڈرنگھم چونکہ ایک مضافاتی مقام پر واقع ہے۔ جہاں سرکاری
وغیر سرکاری لوگوں کا ہجوم سما نہیں سکتا۔ اس لئے ۲۱؍ جنوری
سنہ ۳۶ء کو شہنشاہ آنجہانی کی نعش کو غسل دے کر پہلے تو سنڈرنگھم گرجا میں ایک مختصر سی نماز جنازہ
ادا کی گئی۔ جس میں سابق ملکہ میری موجودہ شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم۔ اُن کے بھائی۔ تمام شہزادے
اور شہزادیاں۔ رہنمایانِ دین اور عمائدین سلطنت شامل تھے۔ اس کے بعد تابوت کو ایک

توپ گاڑی پر رکھ کر پھولوں کی صلیبی شکل سے ڈھانپ دیا گیا۔ اور اس پر شاہی جھنڈا بھی صلیبی شکل ہی میں پھیلا دیا گیا۔ جس کے دونوں طرف فوجی پہرہ اور اُس کے پیچھے پیچھے خاموش اور غمناک ہجوم چل رہا تھا۔ اور سب سے اخیر آپ کا سفید گھوڑا بھی آرہا تھا۔

الغرض سندرنگھم سے لنڈن ریلوے سٹیشن سے تابوت کو نہایت غمناک احترام کے ساتھ ویسٹ منسٹر ایبے میں اُتار کر اعلان کیا گیا۔ کہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء کو مناسب جلوس کے ساتھ دستور و مراسم کے مطابق تین بجے بعد دوپہر باقاعدہ نماز جنازہ ادا کی جائیگی۔

شہنشاہ کے آخری پیغامات

فوتیدگی سے پہلے شہنشاہ نے بحالت صحت جو آخری پیغامات براڈکاسٹ کئے اُن کا مفادیہ ہے۔ کہ

۱۔ (بذریعہ براڈکاسٹ) تاج ایک ایسا تاریخی نشان ہے۔ جو اُن قوموں ملکوں اور نسلوں میں اتحاد پیدا کرتا ہے۔ جو تمام اطرافِ دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس نشان میں نہ صرف سلطنتِ متحدہ برطانیہ ہی کو سمجھنا چاہئے۔ بلکہ ڈومینین سٹیٹس ہندوستان اور بہت سی اور الجزائر نوآبادیاں بھی شامل ہیں۔ جن کے رواج و تمدن مختلف ہیں۔ اور جو اس سے پہلے کامن ویلتھ میں شامل نہ تھیں۔ یہ اسی اتحاد کا نتیجہ ہے۔ کہ اس وقت جبکہ جنگ کی خوفناک تیاریاں ہر طرف ہو رہی ہیں۔ دنیا کے اس بڑے حصہ میں امن و امان اور خاموش سلطنت کا دور دورہ ہے۔ بلکہ اس آزادی کے جھنڈے تلے کروڑوں لاکھوں کو روزانہ روزی نصیب ہوتی ہے۔ اور انہیں کوئی خوف و خطر نہیں۔ جو بڑے شکر کی بات ہے۔

۲۔ میں نہایت سادگی اور صداقت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر مجھے اس وسیع خاندان کا سرگروہ سمجھا جائے۔ جو محبت اور اتحاد کے ذریعہ قائم ہے۔ تو اِسے میں اُن عظیم متفکرانہ کوششوں کا صحیح معاوضہ سمجھوں گا۔ جو مجھے پچیس سال میں کرنی پڑیں۔

۳۔ (بچوں کے نام بذریعہ براڈکاسٹ) میں تمام بچوں کو یہ پیام دینا چاہتا ہوں کہ تمہیں بادشاہ مخاطب کر رہا ہے۔ اور وہ تم سے درخواست کرتا ہے۔ کہ آئندہ دنوں میں تم ایک ایسی بڑی سلطنت کے شہری بننے والے ہو۔ جو محبت پر قائم ہے۔ پس کوشش کرو کہ جوں جوں تم بڑے ہوتے جاؤ پوری بہادری اور فخر کے ساتھ اُس کی خدمت کرو۔

تدفین

۲۳ سے ۲۷ جنوری ۱۹۳۶ء تک آپ کا تابوت ویسٹ منسٹر ایبے میں رکھا رہا جس کی تقریباً دس لاکھ آدمیوں نے زیارت کی۔ اور پھر ۲۸ جنوری کو بہت بھاری جلوس کے ساتھ اُسے ونڈسر کیسل میں لیجا کر قدیم شاہانِ انگلستان کے پاس دفن کر دیا گیا۔ جس کے جلوس میں دس لاکھ آدمی شامل تھے۔

ہندوستان میں ماتم

ہندوستان میں شہنشاہ جارج پنجم کی خبر وفات ۲۱ جنوری کو چھ بجے قبل صبح پہنچی۔ جبکہ روزانہ اخبارات شائع ہو چکے تھے۔ پھر بھی یہ خبر بجلی کی طرح اسی وقت تمام ہندوستان میں پھیل گئی۔ اور بارہ بجے دن تک تمام سرکاری اور غیر سرکاری اداروں دفتروں اور کاروباری اشخاص نے خود بخود ماتمی ہڑتال کر دی ہر شخص حسرت و افسوس کرتا نظر آتا تھا۔ ایک افسردگی کی فضا نے تمام ملک کو گھیر لیا۔ اور چاروں طرف سے گورنران صوبجات وائسرائے ہند۔ سکرٹری آف سٹیٹ اور خود شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کے دفتر میں شہنشاہ جارج پنجم کی وفات پر انتہائی حزن و ملال اور جدید شہنشاہ کی دعائے کامیابی و کامرانی کے تار دیئے گئے۔

وائسرائے ہند اس سے قبل ہی شہنشاہ کی خبر بیماری پر اپنا دورہ منسوخ کر کے دہلی پہنچ چکے تھے۔ جنہوں نے فوراً ہی اپنی گورنمنٹ اور اسمبلی و رعایائے ہندوستان کی طرف سے شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کو بذریعہ تار مطلع کیا۔ کہ

ہندوستان نے شہنشاہ جارج پنجم کی خبر وفات کو عمیق رنج و افسوس کے ساتھ سنا ہے۔ اور سارے کا سارا ہندوستان ایک ایسے شہنشاہ کی وفات پر مبتلائے ماتم ہے۔ جس کی سلور جوبلی تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ اس نے خالص وفاداری اور خلوص محبت سے منائی تھی۔ اور جسے ہر متنفس اس وسیع سلطنت کے تمام رہنے والی قوموں، فرقوں اور عوام الناس کا معتمد خیر اندیش جانتا تھا۔ ہندوستان کے تمام والیان ریاست اور مجلس کی طرف سے درخواست ہے۔ کہ ان سب کا رنج و ملال ملکہ میری اور جدید بادشاہ سلامت تک پہنچا دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کے تخت نشین ہونے پر سب کی طرف سے اظہار عقیدت و احترام پیش کر دیا جائے۔

اسی مضمون کے تار بتغیر الفاظ گورنر صاحبان بمبئی۔ بنگال۔ مدراس۔ بہار۔ اڑیسہ۔ صوبجات متحدہ پنجاب۔ صوبہ شمال مغربی سرحد۔ چیف کمشنران بلوچستان۔ سندھ و کورگ اور پولیٹیکل ایجنٹان کی طرف سے دیئے گئے۔ اور ہر ایک کمیونٹی نے بھی مجموعی اور انفرادی طور پر ایسے ہی تار دیئے۔ جس میں اگر سر آغا خاں جیسے ہوا خواہ سلطنت موجود تھے۔ تو مہاتما گاندھی اور ان کے پیرو بھی برابر شامل تھے۔ کیونکہ شہنشاہ کے خصائل سے تمام لوگ بلا لحاظ مذہب و ملت مطمئن اور مخرانددوز تھے۔

وائسرائے ہند کی تقریر

۲۲۔ جنوری کو ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند نے چار بجے قبل شام تمام سرکاری افسروں اور عمائدین ملکی و قومی کے روبرو جدید بادشاہ سلامت کا اعلان سنایا اور ۸ بجے

ایک تقریر براڈکاسٹ فرمائی۔ جس کا ملخص یہ تھا کہ

"ابھی کل کی بات ہے۔ کہ ہم ملک معظم شاہ جارج کی سلور جوبلی منا رہے تھے۔ اور اس بات پر اظہار مسرت کر رہے تھے۔ کہ انہوں نے اپنے عہد حکومت کے پچیس سال نہایت کامیابی کے ساتھ ختم کئے ہیں۔ لیکن افسوس کہ آج یہ سب خوشی غم میں بدل گئی ہے۔ اور ہم ایک بلند اقبال بادشاہ کے ماتم کے لئے جمع ہیں۔ جس نے سخت سے سخت امتحان میں بھی نہایت تدبر اور جرأت سے ہماری تقدیروں کی رہنمائی کی۔ اور اسی لئے میرا دل جذبۂ تشکر سے معمور ہے۔ کہ میں ان ایجادات کی وجہ سے جو گزشتہ چند سالوں میں رائج ہوئی ہیں۔ آج شام ہزاروں شہریوں سے گفتگو کر رہا ہوں جو سب اس صدمے میں شریک ہیں۔ جو ہم اپنے فرمانروا کی موت پر انفرادی اور شخصی طور پر محسوس کر رہے ہیں۔

میرے لئے یہ امر باعث فخر ہے۔ کہ میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ملک معظم آنجہانی کی خدمت میں بسر کیا۔ اور اس زمانے میں سب سے زیادہ قابل ذکر عمر کے وہ سولہ سال ہیں۔ جو میں نے والیان ریاست اور ہندوستان کے عوام کے ساتھ بسر کئے ہیں۔ اس لئے اپنے ذاتی تجربے کی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ شہنشاہ آنجہانی اس ملک کے باشندوں اور ان کے معاملات میں کس قدر دلچسپی لیتے تھے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ ہندوستان کے رفعت وارتقا کی ابتدائی منازل کا مطالعہ کس انہماک سے کیا کرتے تھے۔ مجھے معلوم ہے۔ کہ انہیں شہزادگان ہند سے کس قدر محبت تھی اور وہ اپنی ہندوستانی رعایا کے افراد کی بہتری کے کس قدر خواہاں تھے۔ اور میں اس امر سے بھی آگاہ ہوں۔ کہ ان کے دل میں اپنی ہندوستانی رعایا کی وفاداری کے لئے (جس کا مظاہرہ اُن کے بست و پنج سالہ دور حکومت میں بارہا ہوا) بے حد احترام موجود تھا۔ اور یقیناً وفاداری کے ان مظاہرات کے تین موقعوں کی یاد میرے دل پر نقش ہے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں جب انگلستان میں جشن تاجپوشی منانے کے بعد ملک معظم اور ملکہ معظمہ ہندوستان میں تشریف لائے۔ تو ہر جگہ اُن کا پُر جوش استقبال کیا گیا۔ اس کے بعد جنگِ عظیم کے آغاز کے بعد سلطنت کے تحفظ کے لئے ہندوستانیوں کے ہر ایک طبقہ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور اپنی وفاداری کا پورا پورا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ سلور جوبلی کے موقع پر بھی ہندوستانیوں نے اپنی عقیدت کا بیّن ثبوت دیا۔ اور غریب و امیر سب نے مل کر بادشاہ کی سلور جوبلی کی یادگار منانے کے لئے اپاہجوں اور بیماروں کے اداروں کو تقویت دینے کے لئے ایک کروڑ اڑتیس لاکھ روپیہ جمع کر دیا۔

افسوس کہ ہم ایک بلند اقبال بادشاہ کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور اب اُن کے فرزند اکبر ایڈورڈ ہشتم (جس کی بادشاہت کا اعلان ہو چکا ہے) تخت پر متمکن ہیں۔ اور انہوں نے اپنے گزشتہ طرز عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلیں گے۔ شاہزادہ ویلز کی

حیثیت سے وہ برطانوی شہزادی نہیں رہ چکے۔ بلکہ جنگِ عظیم کی صعوبتوں میں بھی وہ سپاہیوں میں برابر کی شرکت کرتے رہے ہیں۔ موجودہ بادشاہ شاہزادہ ولی عہد کی حیثیت سے ہندوستان اور دیگر نوآبادیات کا سفر کر کے سلطنت کے امورات اپنی دلچسپی کا اظہار کر چکے ہیں۔ اور یوں بھی ہندوستان میں کئی شاہزادے اس بات کی تصدیق کریں گے کہ موجودہ ملک معظم کو بھی ہندوستان کے معاملات سے گہری دلچسپی ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ میں ہندوستان کی تمام قوموں کی طرف سے ملک معظم کو یہ پیغام پہنچا سکتا ہوں۔ کہ وہ ان کی ذات سے اسی عقیدت و محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ جو ان کے دلوں میں ان کے باپ کے لئے موجود تھی۔ ہماری دعا ہے۔ کہ شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم ہم پر سالہا سال تک حکومت کرتے رہیں۔ اور ہماری تقدیروں کی صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کریں۔

وائسرائے ہند کی ماتمی تقریر لندن میں

وائسرائے نے مندرجہ صدر تقریر آلہ نشر صوت پر کی جو پشاور سے مدراس اور بمبئی سے کلکتے تک تمام ہندوستان میں صاف طور پر سنی گئی۔ بلکہ ہندوستان کے ٹرنک ٹیلیفون سسٹم کے ذریعہ اسے لندن اور دوسرے براڈکاسٹنگ اسٹیشنوں تک بھی پہنچایا گیا۔ اس کام کے لئے ۸ ہزار میل لمبی ٹیلیفون لائن استعمال کی گئی۔ تمام مراکز سے جن میں لندن بھی شامل ہے۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ آواز صاف طور پر سنائی دی۔

وائسرائے ہند کا ماتمی اعلان

۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء کو وائسرائے ہند نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا:۔

" ہز ایکسیلنسی وائسرائے افسوس کے ساتھ عوام کو اس حقیقت سے آگاہ کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ شہنشاہ جارج پنجم کی وفات کے باعث سرکاری اور نیم سرکاری گارڈن پارٹیاں لنچ ڈنر اور اس قسم کی دوسری تقریبیں منسوخ کر دی گئی ہیں۔ عام اصول یہ ہے کہ ماتم کی حالت میں زندگی کی معمولی تقریبات میں دھوم دھام سے احتراز کیا جائے۔ اس لئے سرکاری محفل ہائے رقص اور پارٹیاں ماتم کی میعاد ختم ہونے تک بند رہیں اور اسی طرح رقص و سرود کی محفلیں بھی ۲۸ جنوری تک منسوخ ہو جاتیں۔

نیز ملک معظم کی افواج کے مختلف حصوں میں جو مقابلے اور کھیلیں ہوا کرتی ہیں وہ بھی پانچ فروری تک ملتوی رہیں۔ اور گھوڑ دوڑ۔ پولو۔ کرکٹ میچ۔ اور اسی نوعیت کے دوسرے عام دنگل بھی ملک معظم کی آخری رسوم یعنی ۲۸ جنوری تک بند رہیں۔

وائسرائے کی تقلید میں ہر صوبہ کے گورنر کی طرف سے ایسا ہی اعلان کیا گیا۔ جو ایک ... ورنہ اعلان جاری ہونے سے بہت پہلے عوام نے سوگواری اختیار کر لی تھی۔ اور سینما۔ تھیٹر وغیرہ بند ہو چکے ۲۲۔ جنوری ہی کو جبکہ لندن میں مراسم تدفین ادا ہو رہی تھیں۔ ہندوستان میں بھی وائسرائے گورنران صوبجات اور تمام مقامی حکام نے دربار منعقد کر کے پہلے گرجاؤں میں اور پھر مسجد ... میں اظہار ماتم کیا۔ اور اس قدر مکمل ہڑتال ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔

شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کی تخت نشینی

پریوی کونسل کا خاص اجلاس

پریوی کونسل کا ایک خاص اجلاس ۲۱ر جنوری ۱۹۳۶ء دوپہر کو قصر سینٹ جیمز میں منعقد ہوا۔ جس میں کونسل کے لارڈ پریذیڈنٹ نے ملک معظم جارج پنجم کے انتقال اور ملک معظم ایڈورڈ ہشتم کی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد ملک معظم ایڈورڈ ہشتم بھی ایوان میں تشریف لائے۔ اور دستور اساسی کی رو سے جس اعلان کی ضرورت ہے۔ وہ کر دیا گیا۔ کونسل کے جو ممبر وہاں موجود تھے۔ انہوں نے ملک معظم ایڈورڈ ہشتم کی تخت نشینی کے اعلان پر دستخط کر کے قرار دیا۔ کہ ۲۲ر کی صبح کو یہ اعلان تاریخی رسم کی حیثیت سے عام کر دیا جائے۔

اس کونسل میں کنٹربری کے اسقف اعظم وزرائے حال و سابق اور تمام سیاسی جماعتوں کے رہنما موجود تھے۔ مسٹر لائڈ جارج جو انگلستان سے باہر گئے ہوئے تھے۔ وہ بھی موقع پر پہنچ گئے۔ اور سیدھے قصر سینٹ جیمز میں چلے آئے۔

پارلیمنٹ میں شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم سے حلف وفاداری

ممبر پارلیمنٹ کے عام ممبر اور لارڈ صاحبان نے ۲۱ر جنوری ۱۹۳۶ء کو چھ بجے شام دار العوام میں جمع ہو کر جدید شہنشاہ کی وفاداری کا حلف اٹھایا۔ اس وقت سب نے ماتمی لباس پہنا ہوا تھا۔ غیر ملکی دول کے سفرا بھی تماشائیوں کی گیلری میں جمع تھے۔ سپیکر (صدر) کے ایوان میں داخل ہوتے ہی عالم ہو کی کیفیت طاری ہو گئی اور سب ممبران کھڑے ہو گئے۔ تمام ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

سپیکر صاحب ابھی نشستگاہ پر بیٹھے ہی تھے۔ کہ کلارک نے کتاب مقدس بائیبل اور حلف وفاداری کا فارم ان کے سامنے رکھ دیا۔ حلف اطاعت کے فارم پر مندرجہ ذیل عبارت مرقوم تھی جسے سپیکر صاحب نے آواز بلند پڑھ کر اپنے دستخط کئے۔

"میں خدائے قادر مطلق کے سامنے حلف اٹھاتا ہوں۔ کہ میں قانون کے مطابق ہز میجسٹی شاہ ایڈورڈ ہشتم ان کے جانشینوں اور ورثا کا خاص وفادار اور حقیقی اطاعت شعار رہوں گا۔ خدا میرا اس میں حامی ہو"

سپیکر صاحب خود حلف اٹھانے کے بعد سب کے بعد دیگرے تمام ممبران کو بلاتے گئے۔ چنانچہ یہ سلسلہ ایوان کا بیشتر سرکاری ممبروں سے شروع ہو کر مقابل جماعت کے رہنماؤں تک قائم رہا۔

نئے بادشاہ کا حلف وفاداری

۲۰ر جنوری ہی کی پریوی کونسل کی میٹنگ میں بادشاہ ایڈورڈ نے مندرجہ ذیل اعلان کیا:۔

"میں ایڈورڈ البرٹ کرسچن جارج اینڈریو پیٹرک ڈیوڈ خدا کو حاضر ناظر جان کر ایک پکے پروٹسٹنٹ عیسائی کی حیثیت سے اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں ان قوانین کے بنانے والوں کی نیت کے مطابق جن کے ذریعہ یہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ پروٹسٹنٹ ہی تخت نشین ہو سکیگا۔ ان قوانین کی حتی الوسع قانون کے مطابق پابندی اور حفاظت کروں گا۔"

تخت نشینی کا اعلان

۲۲ جنوری کو دس بجے قبل دوپہر جب یہ ملک معظم کی تخت نشینی کا اعلان کر دیا گیا۔ یہ اعلان سینٹ جیمز کے دریچے سے پڑھا گیا۔ جسے انواع اقسام اور رنگ رنگ کے کپڑوں سے سجایا گیا تھا۔ اس اعلان کو کرۂ ارض کے مختلف گوشوں تک پہنچانے کی خاطر ریڈیو کے آلات نصب کر دیئے گئے تھے۔

قدیم رسم و دستور کے موافق اس موقع پر ایک شاہی جلوس مرتب ہوا۔ تین مرتبہ نقارے پر چوٹ پڑنے کے بعد مندرجہ ذیل اعلان کیا گیا۔ عوام کا ہجوم صبح سویرے سے منتظر کھڑا تھا۔ جب اعلیٰ فوجی افسر نے اعلان ختم کیا تو ایک قومی ترانہ گایا گیا۔ اور گرجا کے گھنٹے بجائے جا رہے تھے اور کہر کی فضا میں اکتالیس توپیں سر ہوئیں۔ ہر ایک توپ ملک معظم کی عمر کے لئے ایک سال کا اعلان تھی۔

اس کے بعد شاہی جلوس مال اور چیرنگ کراس میں سے گذرا۔ جہاں موقع بموقع دستور قدیم کے مطابق اعلان مذکور مکرر پڑھا گیا۔ دو نقارچیوں کے درمیان دو اسپ سوار تھے۔ جنہوں نے پرانی رسم کے مطابق شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملتے ہی وہ جلوس کو گلڈ ہال (لنڈن کا ٹاؤن ہال) میں لے گئے۔ جہاں لارڈ میئر ڈٹیمپ بلدیہ و دیگر منصب داروں کی معیت میں جلوس کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ پھر یہاں تخت نشینی کا اعلان پڑھا گیا۔

اس کے بعد جلوس مائل کس ایکسچینج میں پہنچا۔ جو شہر کے وسط میں ہے اور بنک آف انگلینڈ کی عمارت کے نیچے پھر یہی اعلان پڑھا گیا۔

ڈٹیمپ بلدیہ کی قیادت میں جلوس اور ہجوم نے شاہ ایڈورڈ ہشتم کو تین چیرز دیئے۔ اس وقت تمام یونین جیک پورے طور پر سربلند کر دیئے گئے۔ مگر رسم ختم ہوتے ہی انہیں پھر جھکا دیا گیا۔

جلوس کے خاتمے پر ہز میجسٹی شاہ ایڈورڈ شہزادگان ڈیوک آف یارک و گلاسٹر اور ان کی بیگمات ٹرین میں سوار ہو کر سینڈرنگھم روانہ ہو گئیں۔ عوام کے ہجوم نے ٹوپی اٹھا اٹھا کر ملک معظم کے حضور میں خراج عقیدت پیش کیا۔ ملک معظم اگرچہ غم کی حالت میں تھے۔ تاہم وہ سلام کا جواب دیتے گئے۔

ہندوستان میں تخت نشینی کا اعلان

۲۲ جنوری کو چار بجے بعد دوپہر جبکہ لندن میں یہ رسم ادا ہو رہی تھی ہز ایکسیلینسی وائسرائے ہند نے دہلی میں اور تمام گورنران و چیف کمشنران اور مقامی حکام نے اپنے اپنے مقامات پر جدید ملک معظم کی تخت نشینی کا اعلان پڑھ کر سنایا۔ اور دعا کی کہ خدا بادشاہ کو سلامت رکھے۔